یا احکم الحاکمین

خلفاء راشدین

حصہ چہارم شمس التواریخ



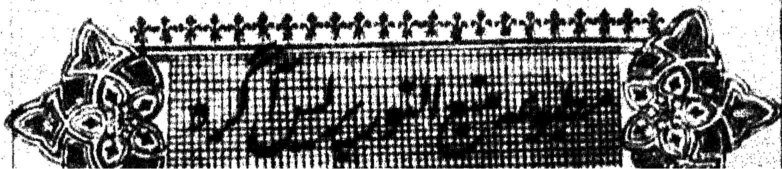
۱۳۲۶ھ

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ

و معمولہ واقعات یعسوب الدین راس المتقین اسد اللہ الغالب

امیر المومنین سیدنا علی ابن ابیطالب کرم اللہ تعالے وجہہ

۱۹۰۸ء



فہرست مضامین حصہ چہارم کتاب شمس التواریخ

فہرست مضامین جزو دوم خلافت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

سپاس مالک الملک و درود و صلوٰۃ
بر محمد النبی علیہ

بحمد خالق انام و رسول الکرام کہ کتاب مستطاب تاریخ اسلام یعنی

شمس التواریخ

۱۳۳۴ھ

از تالیف لطیف فرید عصر وحید دہر کاشف رموز دقائق حکیم محمد مظہر الحق

در مطبع النور گیا بطبع منور شد
ضلع منبع آرہ بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

نحمدک یا من کلّت عن ثنائہ لسان العقلاء۔ وتحیرت دون سرادقات جلالہ افہام العرفاء تعالیٰ وتقدس عن توصیف الانس والجان۔ وتنزہت صفاتہ عن سمات الزوال والنقصان اللہم اہدنا صراطک المستوی واحفظنا من وساوس الغیّ والغوی۔ لا تکلنا الی انفسنا طرفۃ عین او اقل من ذلک فنہلک۔ ولا تفعل بنا یا مولٰنا بما ھو اھلنا بل نرجو فضلک و رحمتک وصل وسلّم صلوٰۃً وسلامًا دائمًا ابدًا علیٰ حبیبک و نبیّک خاتم النبییّن سیّد المرسلین قائد الغرّ المحجّلین الذی قال انا نبیّ وآدم بین الماء والطّین۔ سیّدنا ومولٰنا محمّد ا وّ علیٰ آلہ وازواجہ واہل بیتہ واصحابہ المتقین المہتدین وعلیٰ من تبعہ باحسان الیٰ یوم الدّین برحمتک یا ارحم الرّاحمین ۵

امّا بعد

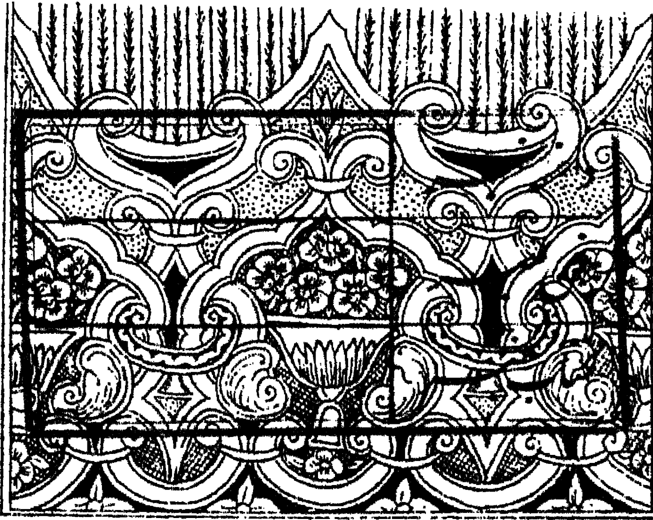
جس زمانہ سے نیّر اسلام نے تمام عالم کو اپنے نور تاباں سے نورانی کیا ہے فن تاریخ اہل اسلام کے نزدیک نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اسلام ہی کی دستگیری سے اسنے ترقی کی

زینہ پہ قدم دھرا۔ سب سے پہلے اسلام کے مقدس علماء و محدثین اسماء الرجال کی جانب متوجہ ہوئے اور اونکے ذریعہ سے احادیث کی تنقیح و تنقید۔ جرح و تعدیل۔ کے اسباب پیدا کئے۔ کھوٹے کھرے کے امتیاز مین قواعد منضبط کئے۔ اور اونکی کمال کوشش سے یہ ایک فن جدا تمرب ہو گیا۔ بعد ازان واقعات و مغازی جناب رسولخدا صلعم کے ترتیب دیئے۔ کسی نے صرف سیرت لکھی کسی نے فقط غزوات جمع کئے۔ کسی نے ترتیب بلحاظ سنین کا اہتمام کیا۔ کسی نے معجزات حضور سرور کائنات قلمبند کئے۔ پہر حضرت خلفاء راشدین کی سیرت اور اونکے زمانہ کے وقائع اور فتوحات۔ جو حامیان دین محمدی اور جانبازان اسلام کے ہاتہون ہوئی۔ سیاست مدن۔ انتظام ملکی و مالی۔ غرضکہ خوب خوب بیان کئے۔ چنانچہ آج کے دن ہمارے ہاتہون مین اونہین بزرگوار ونکی ضخیم مؤلفات اور مجلد تصنیفات موجود ہین اور جن کتابون سے ہملوگ دفتر کے دفتر نقل کرتے جاتے ہین فن تاریخ کا مذاق اس زمانہ سے پیشتر صرف اہل اسلام ہی کو تہا شائد تقلید اً دوسری اقوام کو بہی یہہ دولت نصیب ہوئی ہوا اور اب تو جسکو دیکہیے تاریخ دان۔ مؤرخ۔ صاحب التصانیف۔ ہو گیا ہے۔ مگر افسوس۔ ہم لوگ مسلمان اس سے بے بہرہ ہین اور روز بروز اس فن شریف سے محض ناواقف ہوتے جاتے ہین۔ خلفاء بنی عباسیہ کے عہد حکومت مین بہت کچہہ فن تاریخ کو ترقی ہوئی اور مجلد کتابین اس فن مین تالیف ہوگئین۔ بعد اسکے سلاطین اسلام کی ہمیشہ اسی جانب نظر رہی اور تاریخ دانی کو اپنے مقاصد و اغراض پورا ہونیکا ایک بڑا وسیلہ جانتے تہے۔ درحقیقت گذشتہ سلاطین کی سیر اور طرز روش دریافت ہونیکا ذریعہ یہی علم تاریخ ہے اور اسیکے بدولت انتظام ملک مین مہارت تام حاصل ہوجاتی ہے۔ اسیواسطے یہ فن تاریخ دن دونی ترقی حاصل کرتا رہا اور ایک معتدبہ زمانہ تک بہت کچہہ عروج پایا گیا مگر افسوس آج کل ہملوگ کچہہ ایسی حالتونمین مبتلا ہین کہ فیصدی

پانچ بھی ایسے نہ ملینگے کہ اونکو بزرگان دین و مقتدایان اسلام کے کچھہ بھی حالات معلوم ہون اگر بالعموم کسی سے دریافت کیا جاوے کہ جناب ابوبکر صدیقؓ کس سنہ مین خلیفہ ہوئے کب وفات پائی اور آپکے زمانہ خلافت مین سلسلہ فتوحات کہانتک پہونچا. تو لامحالہ جواب یہی ہوگا ''بہائی صاحب - ہمکو معلوم نہین یہہ تو تاریخی باتین ہین ہم کیا جانین - ہم تو سیدہے سادے مسلمان ہین پنجگانہ نماز پڑہ لی - سال مین رمضان شریف کے روزے رکھہ لئے یہ باتین تو کسی مؤرخ سے پوچھیئے'' برخلاف دیگر اقوام جو اپنے اپنے ملک کے بادشاہون کی سوانح عمری اور واقعات سے کسی نہ کسی قدر ہر ایک واقف ہوگا - فی زمانہ ناول نویسی کے ہاتھون اور بھی مٹی خراب گئی - عام نظرون مین جب تک مضمون مین جدت نہ ہو - چلبلا مضمون نہو شوخی و شرارت ہر فقرہ مین نہ پائی جاتی ہو وہ مضمون مقبول نہین -

مشفقی نصیر الدین احمد مالک مطبع منبع النور آگرہ نے اس طرف توجہ فرمائی اور تاریخ اسلام زبان اردو مین خاص اپنی کوشش سے طبع کرائی چنانچہ اوسکی چار جلدین مع خلافت خلیفہ ثانی جناب عمر فاروقؓ طبع ہوکر شائقین اور قدردانونکی نظرونسے گذرین - اب خلافت عثمانی اور خلافت مرتضوی کی واقعات لکھنی کو مجھسے ارشاد کیا مین بے بضاعت ہیچمدان اپنی ابنائے جنس کے افراد مین ویساہی ایک فرد ہون جنکا کچھہ حال عرض کرچکا ہون اس کام کی لیاقت و قابلیت نہ رکھتا تھا مگر اونکی فرمائش سے پہلو تہی بھی نہ کرسکا - توکلت علی اللہ کہکر یہہ کام شروع کردیا - وعلیہ المستعان - ناظرین باتمکین انصاف پسند سے استدعا ہے کہ اس ژولیدہ بیان بے جوڑ مضمونکو بنظر اصلاح ملاحظہ فرماوین اور خطا و غلطی بمقتضای بشریت جو واقع ہوئی ہو اصلاح فرماوین زیرا کہ بر کریمان کارہا دشوار نیست -

راقم حکیم محمد مظہر الحق عفی عنہ قنوجی - قنوج سنہ ۱۳۲۴ ہجری نبوی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے ہمہ ہستی ز تو پیدا شدہ — خاک ضعیف از تو توانا شدہ

زیر نشینِ علمت کائنات — ما بتو قائم چو تو قائم بہ ذات

ما ہمہ فانی و بقا بس تراست — ملک تعالےٰ و تقدس تراست

ہرچہ نہ گویاے تو خاموش بہ — ہرچہ نہ یاد تو فراموش بہ

یار شو اے مونس غمخوارگان — چارہ کن اے چارۂ بیچارگان

قافلہ شد واپسیٔ ما ببین — اے کسِ ما بیکسیٔ ما ببین

بر کہ پناہیم توئی بے نظیر — در کہ گریزیم توئی دستگیر

احمدِ مرسل کہ خرد خاک اوست — ہر دو جہان بستۂ فتراک اوست

امی گویا بزبان فصیح ۔ از الف آدم و میم مسیح
شمسہ نہ مسند ہفت اختران ۔ ختم رسل خاتم پیغمبران
چشمہ خورشید کہ محتاج اوست ۔ نیم ہلال از شب معراج اوست
اے تن تو پاک تراز جان پاک ۔ روح تو پرورده روحی فداک
اے مدنی برقع و مکی نقاب ۔ سایہ نشین چند بود آفتاب
اے گہر تاج فرستادگان ۔ تاج دہ گوہر آزادگان
ماہمہ جسمیم بیا جان تو باش ۔ ماہمہ دیویم سلیمان تو باش

رباعی

انسان سے کب سعر کہ حمد ہو سر ۔ اور نعت مین احمد کی بھی عاجز ہے بشر
ہی نعت احد کا۔ حمد احمد کا۔ کام ۔ اللہ و نبی کی ہمسری ہو کیونکر

خلافت جناب خلیفہ ثالث سیدنا امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ

نام و نسب

آپ کا نام نامی عثمان بن عفان۔ لقب ذوالنورین ہے۔ زمانہ جاہلیت مین کنیت ابو عمرو تھی۔ جب آپ مشرف باسلام ہوے اور آنحضرت صلعم کی صاحبزادی بی بی رقیہ سے نکاح ہوا اور اونکے بطن سے عبداللہ بن عثمانؓ پیدا ہوے آپنے کنیت بدل دی اور ابو عبداللہ اختیار فرمائی۔ اکثر لوگ ابو عبداللہ کہکر پکارتے تھے اور بعض ابو عمرو کی کنیت سے یاد کرتے تھے۔ قریش مین آپ عالی نسب ہین۔ مان باپ دونون طرف سے

قریشی ہین۔ نسب نامہ آپکا پدری یہہ ہے۔

عثمان۔ بن عفان۔ بن ابی العاص اُمیّہ اکبر۔ بن عبد شمس۔ بن عبد مناف۔ بن قصیٰ۔

عبدمناف آنحضرت صلعم کے دادا عبد المطلب کے دادا کا نام ہے۔

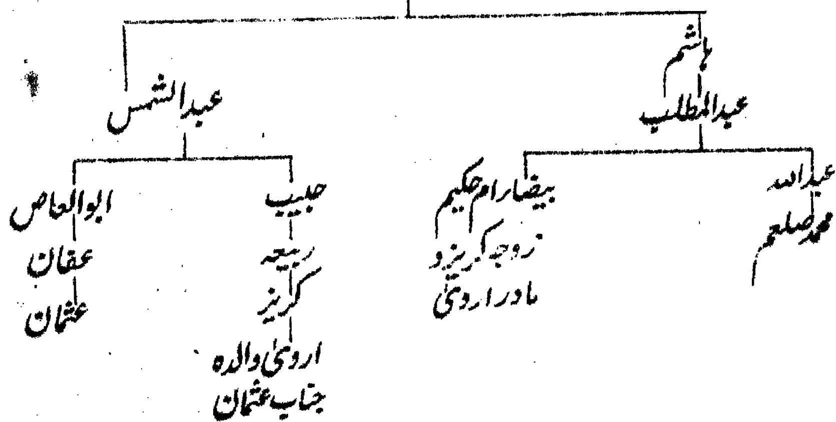
حضرت عثمان رض کی والدہ کا نام اَروی بنت کُریز ہے۔

اونکا نسب یہہ ہے۔

اروی بنت کریز۔ بن ربیعہ۔ بن حبیب۔ بن عبد شمس۔ بن عبد مناف۔

اروی کی والدہ بیضا ام حکیم عبد المطلب کی بیٹی آنحضرت صلعم کی پہوپہی تہین جناب عثمان رض باپ کی طرف سے چوتہی پشت مین آنحضرت صلعم سے مل جاتے ہین اور رشتہ مین آنحضرت صلعم کے بہتیجہ ہوتے ہین اور ماں کیجانب سے دوسری پشت مین ملتے ہین اور بہانجہ ہوتے ہین۔

شجرہ



آپ قوم قریش مین منجملہ نامی قبیلونکے بنی اُمیہ کی طرف منسوب ہین اور اُموی کہلاتے ہین۔ آپکے سنہ ولادت مین مورخین کا اختلاف ہے بروایت ابن خلدون قول معتبر

یہہ ہے کہ عام الفیل کے چھٹے برس مکہ مین پیدا ہوے - اور چونکہ حضور سرور عالم صلعم کی ولادت بعد قصہ اصحاب الفیل تقریبًا دو ماہ کے اندر ہے اس حساب سے جناب عثمان رض جناب رسولخدا صلعم سے کچھہ کم چھہ سال عمر مین چھوٹے ہین -

حلیہ مبارک

قد موزون - آپکا مائل بدرازی تہا جو سرداری کی خاص نشانی ہے -

ناردن یا سرو یا شمشاد یا طوبی است این	فتنہ روز قیامت یا قد رعناست این

کاسہ سر متوسط تہا اور سر پر بال زیادہ تھے - ڈاڑہی بڑی - بالونکو کبہی کبہی حنا سے رنگ لیتے تھے -

موج آب زندگی یا جوہی تیغ آفتاب	سرنوشت عاشقان یا پیچ و تاب موست این

خوش رو - چہرہ پر کسیقدر آثار چیچک تھے -

حیرت زدہ روے تو گر دید مگر مہر	از خط شعاعی نہد اندر دہن انگشت

بازو - چوڑے -

فلک ساز دز بہر آن پریرد	ز مہر و ماہ خود تعویذ بازو بز

سینہ مبارک - فراخ - کشادہ تہا مگر خوبصورتی کے ساتھہ -

بسط آن سینہ ببین قدرت صانع دریاب	استخوان بندی این معنی ساطع دریاب

رنگ ہمارے حضور کا - گندم گون تہا -

حسن گندم گون اگر صائب نباشد در نظر	رخت بیرون از بہشت جاودانی میکشم

پنڈلیان پر گوشت - اعضا متناسب - گویا سانچے مین ڈہلے تھے -

ایک روایت مین آیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسولخدا سے عرض کیا کہ اگر

آپکو ایک ایسا شخص جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمشکل ہے دیکھنا منظور ہو تو آپ عثمانؓ کو دیکھیئے یہ یوسفؑ کے مشابہ ہین۔

منقول ہی کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلعم نے کاسۂ آش اور ٹکڑا گوشت کا اُسامہ بن زیدؓ کے ہاتھہ حضرت رقیہؓ کے پاس بھیجا۔ اُسامہؓ ہدیہ مبارک جناب رسول خدا صلعم کا جناب عثمانؓ کے گھر لیگئے۔ اوسوقت جناب عثمانؓ اپنی بی بی رقیہؓ کے پاس بیٹھے باتین کررہے تھے۔ اُسامہؓ ہدیہ دیکر واپس آے اور کہا مین نے ان دونون میان بی بی سے زیادہ حسین وصاحب جمال اور خوبصورت نہین دیکھا۔ میری نظر مین آپ بلا تشبیہ آسمان خوبی کے شمس و قمر ہین۔

کسے دید کسے حسن جہانگیر ش را	کلک نقاش کشد حسرت تصویر ش را

ابن عدی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہین کہ جب رسول خدا صلعم نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح جناب عثمانؓ کی ساتھہ کردیا آپنے اپنی صاحبزادی سے فرمایا اے ام کلثوم۔ تمہارے شوہر (عثمان) صورت و شکل مین تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد صلعم سے بہی صورت و شکل مین بہت ملتے جلتے ہین۔ (صواعق محرقہ)

وضع لباس

آپکا لباس سادہ فقیرانہ تہا۔ پرانے پیوند لگے کپڑے زیب بدن فرماتے اور باوجود ثروت و مال ظاہری کے لباس نفیس۔ پوشاک قیمتی سے کم رغبت تہی۔ البتہ کبھی کبھی واسطے اظہار نعمت خداوندی و ادائے شکر کے نفیس پوشاک مطرز و منقش قیمتی دو سو درم تک کی پہن لیا کرتے تھے۔

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ مین نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا۔ آپ خچر پر سوار تہے زرد لباس پہنے ہوے۔ آپکے گیسوے مشکین دونون شانون پر کمال لطف وخوبی کے ساتہہ لٹکے ہوے تہے۔ بائین ہاتہہ کی چہوٹی انگلی مین انگوٹہی پہنے تہے۔ ریش مبارک رنگین تہی۔

حالت قبل اسلام

آپکے لڑکپین کے حالات کسی تاریخ مین نظر نہین آتے۔ آپ ہی پر کیا منحصر ہی جتنے نامور گذرے ہین اونکے بچپن کے حالات اور ابتداے عمر کے عادات مشکل سے ملینگے ہان اسقدر معلوم ہوا ہے کہ آپ بہی بموجب عادات عرب کے لڑکپین مین اونٹ چرایا کرتے تہے یہہ کام عرب مین سب سردار ونکے لڑکے کیا کرتے تہے کچہہ عیب نہ تہا۔

قدیم زمانہ مین انبیاء کرام کو بکریان چرانے کی خدمت سپرد کی گئی تاکہ وہ کار رسالت (جوکہ درحقیقت گلہ بانی ہے) کے عادی ہو رہین اور اپنی اُمت عاجز کو مثل بکری بہیڑ کے سمجہکر اونکے جان وایمان کی حفاظت کرین۔

جناب عثمانؓ نے سن شعور کو پہونچکر معمولی تعلیم جو اُس زمانہ مین رائج تہی پائی اور حسب دستور زمانہ لکہنے پڑہنے مین مہارت حاصل کی۔

آپکے والد عفان کا حال ہمکو کسی تاریخ مین نظر نہین آیا۔ شاید آپکے بچپن مین وہ مرگئے ہونگے۔ یا شاید کسی مورخ نے لکہا ہو مگر ہمکو نہین ملا لہذا ہم انکی نسبت کچہہ نہین لکہتے اور نہ چندان ضرورت ہے۔

قبول اسلام

ابتداے سن شعور سے خداوند عالم نے آپکو خصائل حمیدہ اور صفات پسندیدہ خلق مروت

شجاعت۔سخاوت۔وغیرہ وغیرہ۔عطافرمائی تھے۔دین اسلام کی محبت فطری تھی۔میلان طبعی دین محمدی کی طرف گویا آپکی گھٹی مین پڑاتھا۔جوش اسلام آپکے سینہ مبارک مین کوٹ کوٹ کر بھراتھا آپ شراب توحید سے مست تھے۔اسلام کی خوبی آپکی نظر و نمین کھپ گئی تھی۔جاہلانہ صحبت سے نفرت اور خدا اور رسول سے محبت تھی۔بادۂ الفت رسولخدا صلعم سے سرشار تھے۔

بروایت یزید بن رومان منقول ہے کہ ابتداے زمانہ بعثت جناب رسول پاک مین حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ بغرض تجارت ملک شام کو گئے ہوے تھے۔جب بخیریت تمام مال تجارت فروخت کرکے مکہ معظمہ مین واپس ہوے حضرت صدیق اکبرؓ ان دونون صاحبونکو جناب رسول خدا صلعم کی خدمت بابرکت مین لیگئے۔جناب رسول خدا صلعم نے دونون صاحبونکو چند آیات قرآن مجید سنائین اور دین اسلام کی خوبیان بیان فرمائین اور عنایات خداے لم یزل کا اظہار کیا۔اوسکی بیشمار نعمتین ملنے کا وعدہ فرمایا۔چونکہ طبیعت مین صلاح تھی اور دین اسلام کی محبت غالب ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔توفیق ازلی رفیق راہ ہوئی دونون صاحب مشرف باسلام ہوگئے اور طریق دین محمدی اختیار کرلیا

حضرت عثمانؓ نے اوسی جلسہ مین عرض کیا کہ اے رسولخدا جب مین سفر شام سے واپس ہوا ہون اثناے راہ مین ایک شب خواب مین دیکھا کہ ہاتف غیبی بآواز بلند یہ منادی کررہا ہے اُٹھو خواب غفلت مین بدمست سونیوالو اوٹھو سنبھلو۔ہوش مین آجاؤ غفلت کو چھوڑو کہ جناب رسولخدا احمد صلعم ہادی برحق نے صلاے عام دی ہے اور سبکو اسلام کی دعوت کی ہر طرف سے لوگ جوق جوق مشرف باسلام ہورہے ہین گروہ گروہ اطراف و جوانب سے چلے آرہے ہین اور اسلام مین داخل ہوکر دارالسلام پانیکے مستحق ہوتی جاتے ہین"

جب ہم اہل قافلہ مکہ معظمہ مین داخل ہوسے اور یہان پہونچکر سنا کہ آپ خلق خدا کو اسلام کے جانب بلا رہے ہین ہم نے اپنا خواب آپکے دعوے کے حقیت کی دلیل جانا اور اسلام اختیار کیا۔

آپکے اسلام کی خبر جب آپکے چچا حکم بن العاص کو پہونچی نہایت غیظ وغضب مین آیا مثل مار دم بریدہ پیچ کہایا اور غلبہ تاسف سے اپنے ہاتہ کاٹنے لگا۔ اوسپر طرہ یہ ہوا کہ جاہلانہ حمیت نے اور جوش دلایا آپے سے باہر ہوگیا۔ غصہ ضبط نہ کرسکا آپسے انتقام لینے پر آمادہ ہوا اور اس طرح دل کا بخار نکالنا چاہا۔ چنانچہ اوسنے آپکو ہر چند زبانی سمجہایا۔ نصیحت کی۔ ڈرایا دہمکایا۔ لیکن سب بے سود تہا۔ مجبور کہسیانا ہوکر آپکے پاتو نمین آہنی زنجیر گران ڈالدی اسپر ہی بس نہ کرکے ہر طرح سے اذیت وایذا رسانی کی کوشش کی اور نہایت غصہ مین آکر یکمال زجر وتوبیخ کہنے لگا۔

اوسے میرے عزیز بہتیجے۔

چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگرد سر بدگمانیت گردم

شام سے تم بہت اچہا تحفہ ہمارے واسطے لاسے۔ تمہاری اچہی تجارت ہے۔ ہمکو یہہ نفع ہوا کہ تمکو کہو بیٹہے۔ آبا وٴ اجداد کا دین ترک کرکے محمد کے بہکانے مین آگئے۔ قدیم دین چہوڑ نئے طریقہ کو اختیار کیا۔ مذہب جدید سے رشتہ جوڑا پرانا تعلق قطع کرکے رشتہ و ناتا آبائی توڑا۔

وفا کاموختی از ما بکار دیگران کردی	ربودی گوہرے از ما نثار دیگران کردی

خبردار سن لو۔ قدیم راہ چہوڑ کر ہرگز فلاح نہ پاوٴگے اگر دین محمدی نہ چہوڑوگے زندگی بہر اس قید گران وحبس شدید سے نہ چہوٹوگے تازیست مبتلاسے عذاب رکہونگا ایسی مصیبت و

تکلیف مین دم توڑوگے کہ مرغ وماہی تمہاری آہ وفغان ونالۂ نارسا سنکر گریہ وزاری کرینگے
اگر تمسے ان مصائب سخت کا تحمل ممکن ہے تو محمد کے دین پر رہو ورنہ ابہی کچہہ بگڑا نہین اپنے
مذہب قدیم پر پہر آؤ تمہاری یہہ خطا وقصور معاف کردونگا اور تمہاری وہی عزت و
حرمت جو اس سے قبل تہی پہر ہوگی "

جناب عثمانؓ چونکہ سچے دل اور پکے عقیدہ سے دین اسلام اختیار کرچکے تہے اور اس
راہ حق مین اونکو سب مصائب اور تکالیف عین راحت وآرام تہین اپنے چچا کی باتونکے
جواب مین یون گویا ہوے۔

اُے عم مکرم۔ مین اوسی خداے پاک کی قسم کہاتا ہون کہ جسنے اپنی رحمت کاملہ سے
آسمان رسالت پر ایک ایسا روشن آفتاب ہدایت چمکایا جسکے نور شعاع عالمتاب سے
ظلمت کفر وضلالت صفحۂ ہستی موہوم سراب نما سے مثل حرف غلط صاف اوڑگئی اور تمام
عالم جگمگا اوٹہا۔ اگر میرا سر اس تن خاکی سے جدا ہی کردیا جاے تو میرا جسم بیجان
وبے سر محمدؐ کے آستانہ پر پڑا رہیگا اور اگر میرا تمام بدن آتش سوزان سے جلاکر خاک سیاہ
کرڈالوگے تب بہی وہ خاک اوسی کوچہ مین بگولونکے ساتہہ لپٹ کر پہونچ جائیگی۔ مجہہ پر
تمہارے اس قید رکہنے اور ایذا وتکلیف پہونچانیکا مطلق اثر نہین اور نہ مین دین اسلام سے
پہر سکتا ہون۔

صد بلا گر پیش پیش آید من درویش را	ہرگزم از کوے آن مہ روے برگشتن مباد

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ہدایت حقہ نے ایسا نقش توحید میرے صفحۂ
دل پر جما دیا ہے اور اس پختگی سے رنگ آمیزی کی ہے کہ اگر ہزار برس تک برابر بارش
ہوتی رہے۔ ہزارون پند ونصائح کے دفتر سناے جائین ہرگز وہ نقش نہ مٹیگا۔

ناصح نصیحت تو نباشد اثر پذیر	ما را ز اختیار دل بیقرار رفت

اے عزیز چچا۔ آپ اپنے خیالات عاطلہ و باطلہ سے باز آیئے اور جو خیال فاسد آپ نے میرے محبوب کی نسبت باندہا ہے اپنے دل سے نکال ڈالئے اگر خدا آپکو توفیق دے تو آپ بہی ہی دین مستقیم اختیار فرمایئے ورنہ مجھکو میرے حال پر چھوڑ دیجئے۔

ناصحا بگذر از دوئی و درا	در رہ دوست یکدل و یک و

جناب رسول خدا صلعم کے جمال بیمثال کے دیکھتے ہی میرا دل میرے قبضہ اختیار اور قابو سے نکل گیا۔ اب مین بالکل بے بس و بے قابو ہو گیا ہون اور مجبور ہون کہ اب حالت قدیم کی طرف رجوع نہین کر سکتا مین اوس شمع ہدایت کا پروانہ ہون اور جان و دل حضور اقدس کی ایک نظر ہدایت اثر کے نذر کر چکا ہون اوس ماہ منور کی محبت مین ایسا شیفتہ اور از خود رفتہ نہین ہوا ہون کہ اوس سے جدائی اور دوری کا خیال ہی کبہی میرے دل مین راہ پاسکے۔

دل نیست اینکہ در تن فرسودہ من است	دیوانہ ایست جائے بویرانہ ساختہ

المختصر آپکے چچا حکم نے جب دیکہا کہ۔

منسوخ شد مروت و معدوم شد وفا	زین ہر دو نام ماند چو عنقا و کیمیا

عزیز بہتیجہ اپنی دہن کا پکا ہے اور سچا اعتقاد دین اسلام کا رکہتا ہے اور دین اسلام سے اب اسکا پہرنا ممکن نہین آپ کو چہوڑ دیا اور اپنے خیالات سے باز رہا۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ بلا تعرض و مزاحمت جناب رسول خدا صلعم کیخدمت بابرکت مین آتے جاتے رہے اور صحبت نبی پاک کی برکت سے تمام کمالات ظاہری و باطنی حاصل کیے۔

آیات مناقب جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپکے محامد واوصاف بیشمار ہین۔ آیات قرآنی واحادیث نبوی آپکے فضائل مین بکثرت وارد ہین۔ علاوہ اون آیات کے جو بالعموم حضرات صحابہ کبارؓ کی فضیلت پر صراحتہً یا کنایتہً دال ہین وہ آیات جن سے مفسرین فضائل جناب عثمانؓ ثابت کرتے ہین اور اس مدعی پر دلیل لاتے ہین مذکور ہوتی ہین۔

آیت کریمہ الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذیً لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔
ترجمہ۔ جو لوگ خدا کی راہ مین اپنا مال خرچ کرتے ہین پہر مال دیکر فقرا ومساکین پر احسان نہین دہرتے اور نہ کسیکے حقمین ایذا پہونچانا روا رکہتے ہین اونہین لوگونکے واسطے خدا کے پاس اونکی مزدوری ہے اور اونکو وہان کچہ ڈر اور غم نہین ہے۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت جناب عثمانؓ کی شان مین ہے۔ بیشک خداوند تعالےٰ نے آپکو مال دنیوی بکثرت دیا اور آپنے خدا اور اوسکے رسول صلعم کی رضا اور خوشی مین فقرا ومساکین پر راہ خدا مین خرچ کر ڈالا۔

آیت کریمہ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشہدا والصالحین۔ ترجمہ۔ جو لوگ خدا اور اوسکے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہین (اور اونکے احکام دل وجان سے مانتے ہین) یہی لوگ اون لوگونکے ساتہہ (جنت مین) ہونگے جنپر خدا نے اپنا فضل اور انعام کیا ہے اور وہ لوگ انبیاء کرام اور صدیقین اور شہدا ہین۔

کسی طرح شبہ نہین کہ جناب خلیفہ ثالث اس آیت کے مصداق ہین۔ آپکے خدا اور اوسکے رسول صلعم کی اطاعت کرنے مین کسکو شبہ ہے۔

سبحان اللہ۔ جو شخص جنت مین ان چارون گروہ کے ساتھہ ہو اوسکی بزرگی اور شان مرتبہ کا کیا ذکر ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہین۔ یہہ چارون طائفہ جناب نبی صلعم کے کیا اچھے رفیق ہین۔ حضرت ابوبکر صدیق۔ جناب عمر فاروق۔ جناب عثمان ذوالنورین۔ جناب علی مرتضیٰ شیر خدا حضرت ابوبکر کے صدیق ہونے مین کسکو کلام ہے۔ باقی تین حضرات شہید ہین رضی اللہ عنہم اجمعین یہہ بھی بڑی نعمت خداوندی ہے جو اپنے فرمانبردار ونکو ایسی بزرگونکی رفاقت جنت مین عطا فرمائیگا۔

آیہ کریمہ۔ واذا جاءک الذین یومنون بایاتنا فقل سلام علیکم۔ ترجمہ۔ اے میرے محبوب رسول جب تمہارے پاس وہ لوگ آوین جو ہماری نشانیون پر ایمان لائے اور ہماری آیتونکے گرویدہ اور دل سے معتقد ہین اونکو کہو تمپر خدا کی سلامتی ہو۔ عطا بن ابی رباح کا قول ہے (الذین یومنون بایاتنا) مین حضرت عثمان رضی واخل ہین حسن بصری رحمۃ سے منقول ہے کہ رحماء بینہم (آپس مین ایک دوسرے پر رحم و شفقت کرنیوالے) مین حضرت عثمان رضی بھی ہین۔ آپ فقیرون اور مسکینون پر مہربان تھے۔ باہم دوسرے صحابہ کرام کے ساتھہ تواضع اور رحم سے پیش آتے تھے۔

وتواصوا بالحق (باہم حق بات کی وصیت کرتے ہین) آپکی شان ہے۔

آیہ کریمہ۔ ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون۔ ترجمہ جن لوگونپر ہماری مہربانی سبقت کرچکی (یعنی ہمارے رحم و کرم نے اونکو ہر چہار طرف سے لے لیا ہے) یہہ لوگ اوس سے (آتش دوزخ سے) دور رہین گے۔

بعض مفسرین کی رای ہے کہ یہہ دونون آیتین حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے بارہ مین نازل ہوئی ہین۔

آیت کریمہ۔ امّن ہو قانت اٰناٗ اللیل ساجدًا وقائمًا یحذر الاٰخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ۔ ترجمہ۔ کیا جو شخص اپنے پروردگار کا فرمانبردار ہے راتونکو سجدہ کرکے صبح کرنیوالا شب بیدار۔ روز آخرت سے ڈرنیوالا اور اپنے پروردگار کی رحمت کاملہ کا امیدوار ہے حضرت ابن عمر رضؓ و دیگر مفسرین متفق ہین کہ یہہ آیت وافی ہدایت جناب عثمان رضؓ کی شان مین ہے آپ تمام رات خوف خدا سے نماز پڑہتے یہان تک کہ صبح کردیتے تہے۔

احادیث مناقب جناب عثمان رضؓ

آپکے فضائل مین بیشمار احادیث وارد ہوئی ہین۔ آپکی خلافت کا ثبوت اور بعد جناب فاروق رضؓ کے خلیفہ ہونا اکثر احادیث سے ثابت ہے۔ منصف مزاج کسی طرح انکار نہین کرسکتا۔ ہم ان احادیث کو لکہتے ہین جو خاصتہً جناب خلیفہ ثالث رضؓ کے فضائل مین وارد ہین

حدیث ۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب عثمان رضؓ نے حضور نبوی صلعم کی خدمت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی آنحضرت اُسوقت اپنے گہر کے کاروبار مین مصروف تہے۔ جب حضرت عثمان رضؓ اجازت پاکر مکان کے اندر داخل ہونیلگے جناب رسولخدا صلعم نے اپنے کپڑے درست کرکے پہن لئے اور فرمایا۔ عثمان مرد حیادار شرمگین ہین فرشتے اونسے حیا و شرم کرتے ہین۔ کیا مین ایسے شخص سے حیا نکرون۔

حدیث ۲۔ بروایت ابن عمر رضؓ منقول ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین۔ میری اُمت مین بڑے حیا والے عثمان بن عفان ہین۔

حدیث ۳ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے منقول ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو خداوند تعالیٰ نے بذریعہ وحی حکم بھیجا ہے کہ مین اپنی پیاری بیٹیان رقیہ اور ام کلثوم عثمان کو عقد مین دون۔

حدیث ۴۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہین۔ ایک مرتبہ مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکان مین تھی کہ عثمان رضؓ تشریف لاے اور دروازہ سے اذن چاہا۔ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا۔ عثمان مرد حیا والے ہین مجھکو اندیشہ ہے کہ تمکو اور مجھکو دونونکو ایک جگہہ دیکھکر شاید اونکو شرم آوے اور جس کام یا حاجت کو یہان آے ہین بلا حصول غرض وحاجت ناکام واپس جاوین۔

حدیث ۵ حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد (جنھون نے کفار کو چھوڑکر ہجرت کی تھی) عثمان ہین۔ آپ مع اہل و عیال کے ملک حبشہ کو تشریف لیگئے تھے۔

حدیث ۶۔ حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے۔ حضرت رسولخدا صلعم فرماتے ہین کہ عثمان ہمارے باپ ابراہیم عؑ کے مشابہ ہین۔

حدیث ۷۔ ام عیاش سے مروی ہے۔ حضور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے آسمان سے جب وحی نازل کی تب مین نے ام کلثوم کو عثمان کے نکاح مین دیا ہے۔

حدیث ۸۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے روایت کی ہے۔ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان رضؓ جبرئیل عؑ آے ہین اور مجھسے کہہ رہے ہین کہ خداوند تعالیٰ نے تمھارے ساتھہ ام کلثوم کا نکاح کردیا جو مہر رقیہ کا ہے وہی اوسکا بھی ہے اور جس طرح کہ تمنے رقیہ کے ساتھہ حسن معاشرت اور نیک برتاؤ رکھا ہے ام کلثوم رضؓ کے ساتھہ بھی ویسا ہی برتاؤ رکھنا۔

حدیث ۹ - حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے - جناب رسول اللہ صلعم نے جناب عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان اللہ تعالیٰ تمکو ایک کرتہ پہنانا چاہتا ہے - اگر مخالفین تمسے وہ کرتا لینا چاہین ہرگز نہ دینا اور اپنے بدن سے میری ملاقات کے وقت تک جدا نہ کرنا -

ان احادیث سے صریح بزرگی جناب عثمانؓ ثابت ہوتی ہے - وصف حیا جو کہ ایمان کی ایک شاخ ہے آپ مین بدرجہ کمال ثابت ہے -

کُرتہ سے مراد خلافت ہے بصاف لفظون مین فرمایا کہ تم میرے بعد خلیفہ ہوگے اور تم کو استحقاق خلافت ہے (اگرچہ بعد وفات نبوی اور بعد خلافت حضرات شیخین اسکا ظہور ہوا) اور لوگ تمہارے مخالف ہو کر تمسے خلافت چھین لینا چاہینگے مگر تم ہرگز خلافت ہاتھ سے نہ دینا - جناب عثمانؓ نے ایسا ہی کیا اور حضور کے ارشاد کی تعمیل مین اپنی جان عزیز تک کی پروانہ کی -

	ای وای در وطن چو غریبانہ سوختیم ز		مردیم در حریم تو با داغ بیکسی ز

حدیث ۱۰ - جابرؓ کہتے ہین - جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عثمان جنت مین ہے (یعنے انکا مقام جنت مین ہوگا)

حدیث ۱۱ - ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم فرماتے ہین - ہر نبی ورسول کی اُمت مین کوئی نہ کوئی اوسکا دوست ہوتا ہے میرا دوست دلی عثمان ہے -

اسی مضمون کی حدیث فضائل جناب صدیق اکبرؓ مین بھی آئی ہے اور وہ مشہور حدیث یہ ہے "اگر مین کسیکو دوست بناتا اور خدا کے سوا کوئی میرا دوست ہوتا تو مین ابوبکر کو دوست بناتا"

ان دونون حدیثون مین کوئی تعارض نہین - کیونکہ دوستون کی تعداد کثیر خلاف واقع نہین اور نہ اسمین کوئی قباحت ہے -

حدیث ۱۲ - بروایت ابی ہریرہؓ وارد ہے۔ حضور سرور عالم صلعم فرماتے ہین کہ ہر نبی کا کوئی رفیق جنت مین ہوگا اور میرے رفیق جنت مین عثمان ہین۔

حدیث ۱۳ - بروایت ابن عباسؓ جناب رسولخدا صلعم سے مروی ہے کہ فرمایا - بروز قیامت عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی جو (بوجہ گناہ کبایر کے) مستحق عذاب دوزخ ہونگے جنت مین داخل کیئے جاوینگے اور اونکا کچہہ حساب و کتاب نہوگا۔

حدیث ۱۴ - حضرت لوطؑ کے بعد اسوقت تک بجز عثمان و رقیہ کے کوئی مہاجر نہوا۔ (ہجرت کی ابتدا اس زمانہ مین حضرت عثمان سے ہے)

حدیث ۱۵ - ابوعبدالرحمن سلمی سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کو لوگون نے بلوہ کرکے چارون طرف سے مکان کے اندر گہیر لیا اور آمد و رفت کا راستہ بند کرکے ہرطرح مزاحمت اور ایذا رسانی پر آمادہ ہوے تو حضرت عثمانؓ چہت پر چڑہ گئے اور محاصرین کے گروہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون اور تم لوگون مین سے بھی صرف اصحاب رسولخدا کو قسم دلاتا ہون سچ سچ کہدو۔ کیا تم جانتے ہو کہ جسوقت جناب رسولخدا صلعم غزوہ عسرہ کے سرانجام مین مصروف تھے اور خرچ کی ضرورت تھی تو حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا۔ کون ایسا ہے کہ لشکر کو اس جنگ کے واسطے آراستہ کردے اور اوسکے جملہ ضروریات کو رفع کرکے قابل مقابلہ دشمنان خدا بنادے۔ اوسکو اس نیکی کے عوض مین خداے عالم جنت عطا فرمایگا۔ تو مین نے اوس لشکر کو بہمہ جہت آراستہ کرکے قابل جنگ کردیا اور جو کچہہ صرف ہوا محض خدا اور اوسکے رسول کی رضامندی کے

واسطے اپنے پاس سے خرچ کیا۔ اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ جب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ کون ایسا ہے جو چاہ رُومہ کھود واسے اور اوسکی جزا مین بہشت برین پاسے تو مین ہی نے کنوان کھدوایا تہا اور بموجب وعدہ حضور نبوی صلعم جنت کا مستحق ہوا ہون پہر کیون میری جان کے خواہان ہو (اور ایسی مسلمان کو جسکے واسطے حسب وعدہ رسولخدا صلعم جنت عطا ہوئی ہو بے بس و بیکس قید کرکے قتل کرنا کس مذہب و ملّت مین روا ہے)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کنوان جناب عثمان رضؓ نے کھدوایا تہا لیکن دیگر روایات اس کے خلاف ہین۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کنوان قدیم کسی اور شخص کا تہا آپنے اوس سے خرید کیا تہا جواب اسکا یہہ کہ کھودنیسے مراد اوسکو خرید کرا اوسکی مرمت وغیرہ کرا دینا ہے۔

جملہ سامعین اہل محاصرہ نے جناب عثمان رضؓ کی تمام گفتگو از اول تا آخر سنکر جواب دیا۔ "تُم سچ کہتے ہو"

حدیث ۱۲۔ عبدالرحمن بن خبّاب کہتے ہین کہ مین اوسوقت حضور سرور عالم صلعم کیخدمت بابرکت مین حاضر تہا جبکہ آنحضرت صلعم منبر پر چڑہکر صحابہ کرام کو وعظ فرما رہے تہے اور جیش العسرہ کے سامان مُہیّا کرنے کی رغبت دلا رہے تہے۔ اوس مجمع مین حضرت عثمان رضؓ بہی تشریف رکہتے تہے۔ آپنے عرض کیا۔

"اے رسولخدا مین خدا کی راہ مین سو اونٹ مع کجاوہ و پالان وغیرہ اسباب ضروری کے اس لشکر کو دیتا ہون"

جناب رسولخدا صلعم نے پہر لوگون کو حرص دلائی۔ حضرت عثمان رضؓ نے پہر عرض کیا

"اُسّے رسولخدا-مین دو سو اونٹ اورسب سامان کیساتھہ خدا کی راہ مین دیتا ہون"
جناب سرورعالم صلعم نے سہ بارہ لوگونکو تاکید فرمائی اور لشکر اسلام کی درستی کی ترغیب دلائی-اس مرتبہ بھی جناب عثمان نے عرض کیا-
"جناب مین تین سو اونٹ اور خدا کی راہ مین نظر کرتا ہون"
حضور سرورکائنات علیہ الصلوۃ یہہ سنکر خوش خوش منبر سے اوترآے اور حضرت عثمان رضؓ کے دل بڑہانیکو بطور تعریف کے فرمایا-
"عثمانؓ کو کچھہ تردد و اندیشہ نہین اب جو چاہین کرین"
اس قصہ سے کمال سخاوت سیرچشمی اور فیاضی جناب ذوالنورینؓ ثابت ہوتی ہے چہہ سو اونٹ خدا کی راہ مین دیئے اور لشکر مجاہدین اسلام کو بہمہ جہت تیار کردیا یہہ آپکی ادنی سخاوت کا نمونہ ہے-
حدیث۱۰- بروایت عبدالرحمن بن سَمُرَہ وارد ہے کہ جناب عثمانؓ حضور سرورعالم صلعم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور عرض کیا "یہہ ہزار دینار لشکر کے دیگر ضروری مصارف کو لایا ہون" اور دینار جناب رسولخدا صلعم کی گود مین ڈال دیئے-جناب رسولخدا صلعم اون دینارونکو چومتے اور فرماتے تھے-
"اب سے جو چاہین عثمان کرین اونکو کچھہ غم نہین-اب سے جو چاہین عثمان کرین اونکو کچھہ غم نہین"
یہہ کلمات نہایت خوشی اور شاباشی کے ہین-
حدیث۱۱- حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے بیعت رضوان سب صحابہ سے لی-جناب عثمانؓ اوسوقت اوس مجمع صحابہ مین موجود نہ تھے جناب سرورعالم صلعم کے حکم سے آپکی جانب سے قاصد بنکر مکہ معظمہ کو گئے ہوے تھے-

جملہ صحابہ کرام یکے بعد دیگرے بیعت کرنے لگے جب سب بیعت کر چکے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عثمان کی عدم موجودگی کے بارہ مین فرمایا عثمان خدا اور اوسکے رسول کی حاجت اور کام کو گئے ہین'' پہر آپنے اپنے ایک ہاتہہ کو دوسرے ہاتہہ مین بجاے عثمان رضؓ کے ہاتہہ کے لیا اور اونکی طرف سے بیعت لی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتہہ جو حضرت عثمان کی طرف سے تہا وہ سب صحابہ کے ہاتہون سے اچہا تہا۔

حدیث[۱۹] - حضرت ابن عمر رضؓ سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے بطور پیشین گوئی فتنہ کا ذکر کر کے فرمایا اسی فتنہ مین عثمان رضؓ شہید ہونگے۔

حدیث[۲۰] - مُرّہ بن کعب کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم سے مین نے سنا ہے۔ مین حضور نبی صلعم کیخدمت مین حاضر تہا۔ آپنے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اوسکو قریب ہونیوالا فرمایا اسی حالت مین ایک صاحب چادر سر سے اوڑہے ہوے اوس مقام سے گذرے جہان رسولخدا صلعم اور دیگر صحابہ تہے۔ جناب رسولخدا صلعم نے اونکی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ''اوس فتنہ وفساد کے دن یہہ شخص راہ راست پر ہوگا''

راوی کا بیان ہی کہ مین اوٹہکر اوس شخص کے پاس گیا۔ وہ شخص یہی حضرت عثمان رضؓ تہے۔ پہر مین نے خدمت نبوی مین عرض کیا۔ کیا انکی نسبت آپ فرماتے تہے۔ فرمایا۔ ہان انہین کو مین نے کہا ہے۔

حدیث[۲۱] - ترمذی کی روایت ہی کہ حضرت عثمان رضؓ نے محاصرہ کے دن بلوائیونسی فرمایا ''جناب رسول خدا صلعم نے مجہسے جو عہد لیا ہے مین اوسپر قایم ہون اور تمہاری تکلیفون پر صبر کرتا ہون'' اس کلام سے مضمون گذشتہ حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ جو اسطرح ہی

اُسے عثمانؓ خدا تمکو ایک کرتہ پہناویگا تم مخالفین کے چھیننے سے ہرگز نہ اوتار ڈالنا اور وہ کرتا مجھسے ملتے دم تک پہنے رہنا۔"

حدیث ۲۲۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ جناب عثمانؓ نے دو مرتبہ رسول خدا صلعم سے جنت خرید کی ایک مرتبہ جب چاہ رُومہ کھودا۔ دوبارہ جب جیش العسرہ کا سامان مہیا فرمایا

حدیث ۲۳۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین۔ عثمانؓ صحابہ مین سے میری عادات وخصائل مین مجھسے بہت مشابہ ہین۔

حدیث ۲۴ عصمہ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی ام کلثوم نے جو حضرت عثمانؓ کی بی بی تہین انتقال کیا جناب رسولخدا صلعم نے صحابہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا۔

"عثمانؓ کا نکاح کردو اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو مین عثمانؓ کو دیدیتا اور مینے بغیر آسمانی وحی کے اپنی لڑکیونکا نکاح اونسے نہین کیا ہے۔"

حدیث ۲۵۔ حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہین۔ مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تہے اور جناب عثمانؓ مخاطب تہے۔ اگر میرے چالیس بیٹیان ہوتین تو بہی مین یکے بعد دیگرے تمہارے عقد مین دیتا یہانتک کہ سب مرجاتین اور ایک بہی باقی نہ رہتی۔

حدیث ۲۶۔ زید بن ثابتؓ کہتے ہین کہ مین نے حضور سرور عالم صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ۔ "میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہوا تہا اور وہ بیٹہا ہوا مجھسے باتین کررہا تہا کہ اتنے مین عثمانؓ میرے قریب ہوکر گذرے اوس فرشتہ نے اونکو دیکھکر کہا۔ یہ شہید ہونگے۔ انکی قوم کے لوگ انکو مار ڈالینگے۔ مجھکو انسے شرم آتی ہے۔"

حدیث ۲۷ - ابن عساکر بروایت حسن رضؓ نقل کرتے ہین کہ اونکے پاس لوگون نے حضرت عثمان رضؓ کی حیا و شرم کا ذکر کیا۔ حسن رضؓ نے کہا "آپکو حیا و شرم اس درجہ تھی کہ آدہی رات کو بند مکان ہین جو مسقف ہوتا اور جسکا دروازہ بہی بند ہوتا آپ غسل کیواسطے کپڑے اوتارکر ننگے ہوکر غسل کرنا چاہتے اور بدن پر پانی ڈالنے کا قصد کرتے پہراونکو شرم آتی۔ کہڑے سے جہک جاتے اور پشت بلند کر لیتے"

حدیث ۲۸ - بروایت انس رضؓ وارد ہے کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین "خداوند تعالے کی ایک تلوار نیام مین بند ہے جبتک عثمان زندہ ہین وہ تلوار نیام کے اندر رہی جب عثمان قتل ہونگے وہ تلوار نیام سے باہر نکل آویگی پہر تا قیامت نیام مین نہوگی" یعنے انکے واقعہ شہادت کے بعد ہمیشہ کشت خون ہوتا رہیگا۔

حضرات ناظرین! اس سے زیادہ صاف پیشین گوئی اور کیا ہوسکتی ہے۔ دیکھہ لیجئے کہ جناب عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت مین کسقدر خلاف واقع ہوا اور لڑائیان رہین۔ آے دن گہرہی مین لڑائیان ہواکین خانگی فتنہ و فساد نے ایک دم چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ کسقدر پرآشوب زمانہ تہا۔ الامان الامان۔ بعد اسکے معرکہ کربلا۔ اس سے بڑہکر اور کیا فتنہ ہوگا اور نہ کسی نبی کی امت مین ایسا معرکہ گذرا ہے۔ بعد معرکہ کربلا بہی ان لڑائیونکا خاتمہ نہوا۔ بلکہ معظمہ مین وہ جنگ خونریز اور قتل عام ہوا کہ خدا کی پناہ۔ غرضکہ آج تک مسلمانونکو اطمینان نصیب نہوا

اب ہم چند فضائل جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ازالۃ الخفا سے نقل کرتے ہین

جناب عثمان رضؓ اسلام سے قبل اپنی قوم قریش مین نہایت مالدار و متمول اشخاص مین سے تہے۔ معزز و نامور لوگونمین آپکا شمار تہا اور اونمین باوجاہت تہے۔ آپکی

سخاوت وفیاضی قوم مین مشهورتہی اسلام سے قبل ہی وہ کارنمایان اورسخاوت کی کہ سخی مشہور ہوگئے اسلام کے بعد ظاہر ہے کہ کیا کیا کام آپنے کیے ہین۔ بعضونکے نزدیک کثرت سخاوت سے قبل اسلام اور بعد اسلام کے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا۔

ابتداے سن سے جاہلانہ عادات سے متنفر و بیزار تہے اور یہہ اس امر کی قوی دلیل ہے کہ آپکو انبیاء کرام سے مشابہت فطرتی ہے۔

آپنے قبل اسلام ہی شراب حرام سمجھی۔ خود آپکا قول ہے "مین نے نہ زمانہ جاہلیت مین نہ اسلام مین کبہی زنا کیا اور نہ چوری کی" جب رسول خدا صلعم کو نبوت ہوئی آپنے اسلام مین سبقت کی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ایک روز قبل اسلام لاے۔

قبول اسلام کے بعد رسولخدا صلعم نے اپنی صاحبزادی لخت جگر نور نظر بی بی رقیہ کو آپکے عقد مین دیا۔ آنحضرت صلعم آپکے اچھے برتاؤ اور نیک سلوک سے بہت خوش رہے جب کفار قریش نے عداوت پر کمر باندہی اور مسلمانونکو ایذارسانی شروع کی آپ اپنی بی بی کو مع دیگر اشخاص کے لیکر سب سے پیشتر ہجرت کر گئے اور ملک حبشہ مین جا کر اقامت کی سلسلہ ہجرت الی اللہ جو کہ بعد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے منقطع ہوگیا تہا آپکی ذات بابرکات سے ازسرنو شروع ہوا۔

جب آپ ہجرت کر کے حبشہ پہونچے اور وہان قیام فرمایا کچھہ مدت تک آنحضرت صلعم کو آپ دونون صاحبونکی خیریت نہ معلوم ہونیسے فی الجملہ قلق واضطراب تہا روزانہ خبر صحت وعافیت کا انتظار رہتا تہا اوسی عرصہ مین ایک عورت اہل قریش سے جو ملک حبشہ مین تہی مکہ معظمہ مین داخل ہوئی۔ جناب رسالتمآب صلعم نے اوسکے آنیکی

خبر معلوم کرکے اوسکو بلاکر حال دریافت فرمایا کہ کس حال مین دیکھا ہے۔ کس طرح چہوڑا ہے
اوس عورت نے جوابدیا۔ دونون خچر پر سوار تہے اور ہر طرح خوش وخورم تہے۔ جناب
رسولخدا صلعم کو اونکا حال دریافت ہونیسے اطمینان ہوا اور آپنے دعا فرمائی "خداوندا
تو اونکے ساتہہ ہے اونکی حفاظت کرنا"

حضرت لوط ؑ جب اپنی امت کی نافرمانیون اور اونکی شرارت سے تنگ آے
سب کا ساتہہ چہوڑکر اوس شہر سے باہر چلے گئے۔ رسم ہجرت کی ابتدا حضرت لوط ؑ سے
ہوئی اور انکے بعد پہر کسی نے ہجرت نہین کی۔ جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ مین جب کفار
مکہ کی تعدی اور ظلم حد سے بڑہگیا جناب عثمان ؓ مع اپنی اہلیہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب
وغیرہ کے مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے حبشہ پہونچے۔ وہان کا بادشاہ نجاشی سب سے باحترام
تمام پیش آیا۔ جب جناب رسولخدا صلعم مع صحابہ کبار مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ
پہونچے کچہہ عرصہ کے بعد جناب عثمان ؓ بہی حبشہ سے مدینہ منورہ مین پہونچکر جناب رسولخدا
صلعم سے ملے۔ حضرت جعفر ؓ اور اصحاب سفینہ بعد واقعہ خیبر کے مدینہ منورہ مین آے۔

آپ واقعہ بدر مین بوجہ علالت حضرت رقیہ ؓ کے شریک نہ ہوسکے آپ اپنی بی بی
کی تیمارداری مین مصروف تہے۔ جب جہاد کا حکم ہوا اور مسلمان جہاد کرنے پر آمادہ
ہوے جملہ غزوات مین حضور سرورکائنات صلعم کے ہمراہ رکاب جہاد مین شریک
ہوے۔ علاوہ بدر کے کہ بوجہ مذکورہ بالا شرکت نہ کرسکے اور باوجود عدم حاضری کی
جناب رسولخدا صلعم نے آپکو حصہ مال غنیمت بدر کا عطا فرمایا اور مجاہدین وغازیان
بدر مین آپکا شمار ہوا۔ جب آپ بوجہ علالت اہلیہ خود شرکت جہاد سے معذور رہے
فی الجملہ آپ کو ملال ہوا۔ جناب سرورعالم صلعم نے فرمایا "تمکو ثواب اونہین مجاہدین کا ہے

جو جنگ بدر مین شریک ہوے"

باقی رہا یہ شبہ کہ احد مین جب کفار نے غلبہ کیا مسلمانونکی جماعت مین سے بعض اصحاب بہاگ نکلے اونہین لوگومین جناب عثمانؓ بہی ہین - اسکا جواب یہ ہی کہ اس سے کچہہ نقص آپکی ذات بابرکات مین نہین آیا - اور بمقابلہ دیگر فضائل وحالات یہہ ادنیٰ لغزش کچہہ شمار مین نہین - کیونکہ خداے پاک نے یہہ خطا سب کی معاف فرمائی - آیہ کریمہ - ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم - ترجمہ - جس دن کہ دو جماعتین (اہل اسلام وکفار) باہم ملین (اور لڑائی شروع ہوئی) اور تم مین سے کچہہ لوگ بہاگ نکلے شیطان نے اون کو پہسلا دیا تہا اونکے بعضے گناہونکی شامت تہی اور اللہ تعالیٰ نے تو اون لوگونکی یہ خطا معاف کردی - اس آیت سے سب بہاگنے والونکا قصور معاف ہوگیا اب کسی پر طعن کرنا اور الزام دینا روا نہین -

جب واقعہ حدیبیہ مین جناب رسول خداؐ کو منظور ہوا کہ کوئی شخص مکہ معظمہ جاکر غریب بے بس مسلمانونکی جو کفار مکہ کی قید مین انواع انواع کی مصیبتین جہیل رہے ہین نہ اونکو ہجرت کرکے مدینہ منورہ آنے دیتے ہین اور نہ اونکو چین سے وہان رہنے دیتے ہین دلدہی اور تسلی وتشفی کرآوے اور سمجہا آوے کہ عنقریب خداے رحیم وکریم تمکو آزادی دیگا - تمہاری تکلیف کے دن گئے راحت کا زمانہ آگیا چندے اور صبر کرو - تو جناب رسولخدا صلعم نے اس کام کیواسطے اولا جناب عمر فاروقؓ کو بلاکر فرمایا کہ تم جاؤ اور یہ کام کرآؤ لیکن جناب فاروق رضؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر قربان ہون مکہ معظمہ مین میرے رشتہ ناتہ والے اور کنبہ کے لوگ نہین رہے جنکے پاس جاکرین وہان ٹہیرون

اگر جناب دوسرے کو تجویز فرما کر وہان بھیجین تو مناسب ہے"۔ یہہ عرض خدمت نبوی مین پذیرا ہوئی اور جناب عثمانؓ اس کام کیواسطے منتخب ہوے۔ جناب عثمانؓ حکم نبوی پا کر اپنی سواری پر سوار ہو کر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوے۔

جب جناب عثمان مکہ معظمہ کے قریب پہونچے اولاً آپ لشکر کفار مین داخل ہوئے اور بے خوف وخطر ادن لوگونمین چلے گئے۔ کفار نے چارون طرف سے آپکو گھیر لیا چونکہ آپ کو سب جانتے تھے اور بعض قرابت دار بھی تھے آپکو ڈانٹنے ڈپٹنے لگے اور اسلام اختیار کرنے پر بہت کچھہ لعنت وملامت کی۔ اوسی مجمع مین آپکے چچازاد بھائی اَبان بن سعید بن ابی العاص بھی موجود تھے اونہون نے لوگون سے آپکو بچا لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار کر کے خود پیچھے بیٹھہ لئے۔ اس طرح جناب عثمانؓ مکہ معظمہ مین داخل ہوے۔ پھر کوئی متنفس آپسے مزاحم نہ ہوا۔

خانہ کعبہ کے پاس پہونچکر اَبان بن سعید نے کہا آؤ طواف کرین۔

جناب عثمان۔ اے بھائی ہم لوگ اہل اسلام از خود کوئی نیا کام نہین کرتے۔ جو ہمارے سردار نبی کریم کرتے ہین ہم لوگ بھی اونکی پیروی کرتے ہین اور وہ کام کرنے لگتے ہین۔

چونکہ آنحضرت صلعم مع صحابہ کبار حج وعمرہ سے روکے گئے تھے جناب عثمانؓ کو تنہا عمرہ کر لینا پسند نہ آیا اور اپنے چچازاد بھائی کو یہ جواب دیا۔

اَبان بن سعید۔ اے میرے بھائی تم شکستہ حال۔ پریشان۔ بوسیدہ لباس کیون ہوا اور اسقدر اونچی ازار (تہ بند) کیون باندھے ہو۔

حضرت عثمانؓ کی ازار تا نصف ساق تھی آپنے جواب دیا۔

ہمارے سردار آنحضرت صلعم کی یہی وضع اور ازار کی ایسی ہی بندش ہے"۔

پھر حضرت عثمانؓ مکہ معظمہ مین ٹھیرے اور سب مسلمان قیدیونکو جناب رسولخدا صلعم کی طرف سے پیغام پہونچایا اور سب کو تسلی و اطمینان دیکر حضور کیخدمت مین واپس آے

اسی زمانہ مین جبکہ حضرت عثمانؓ مکہ معظمہ جناب رسولخدا کے حکم سے گئے ہوے تھے لوگونمین مشہور ہوا کہ جناب عثمانؓ کو کفار مکہ نے اکیلا پاکر قتل کر ڈالا۔ مسلمانونکو اس خبر وحشت اثر سے سخت صدمہ ہوا قریب تہا کہ بیخود ہوکر کفار پر جا پڑین اور صلح و عہد کا خیال بالکل بھول جاوین چنانچہ اسی ہنگامہ مین سب نے حضور سرور عالم صلعم سے تجدید بیعت کی اور لڑنے اور خدا کی راہ مین جان دینے پر آمادہ ہوگئے۔ جناب رسولخدا صلعم نے جناب عثمانؓ کی طرف سے ایک ہاتھہ اپنا لیا۔ اور دوسرے ہاتھہ مین لیکر فرمایا۔

"یہہ میرا ہاتھہ ہے اور یہہ عثمان کا ہاتھہ ہے"

اس بیعت رضوان مین جسکی فضیلت اور اجر عظیم کی طرف قرآن مین اشارہ ہے آپ بہی داخل ہوے

منجملہ فضائل حضرت عثمانؓ توسیع مسجد نبوی ہے۔

جسدن بلوائیون نے آپکے مکان کا محاصرہ کیا ہے آپ چھت پر چڑھے اور بہت کچھہ انکو سمجھایا اور خوب خوب وعظ و پند سنایا۔ اپنے بے بس و مجبور مقتول ہونیکی سزا سے ڈرایا۔ اوسی خطبہ مین آپنے منجملہ دیگر امور کے یہہ بہی ذکر فرمایا کہ "اے لوگو سنلو مین تمکو خداے پاک کی جسکا کوئی شریک نہین قسم دلاتا ہون سچ سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کون ایسا خدا کا بندہ ہے کہ بنی فلان (کسی روایت مین تصریح نہین آئی کہ کسکا مکان تہا کسی مین مرثد بنی فلان ہے کسی مین اور لفظ۔ غرض کہ بنی فلان کی تعین کسی روایت مین نہین آئی) کا باڑا لیکر خدا کیواسطے مسجد مین ملاکر اوسکو وسیع کردے

تو مین نے بیس ہزار یا پچیس ہزار مین خریدا اور خدمت نبوی مین عرض کیا یا رسول اللہ صلعم وہ باڑا مین نے لے لیا ہے۔ کیا حکم ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ مسجد مین ملا دو اور خدا کے نزدیک تمکو اسکا اجر عظیم ملیگا"

غزوہ عسرہ یا تبوک مین بہت تنگی پیش آئی۔ کہانے کو پاس نہ رہا اہل لشکر نے بہوک پیاس سے سخت تکلیف اوٹہائی یا پیادہ سفر کیا قلت سواری کی اور بہی مصیبت تہی۔ جناب عثمانؓ کو خبر پہونچی آپنے کہانا خرید کیا اور جملہ اصحاب رسولخدا صلعم کے واسطے اونٹ سواری کو اور دیگر اشیاء خوردنی جانب تبوک روانہ کین جب اونٹونکی قطار غلہ وغیرہ سے لدی ہوئی آنحضرت صلعم کے قریب پہونچی اور بملاحظہ اقدس مین گذری حضور نے دور سے دیکھکر فرمایا "تمکو خداوندتعالی نے مال عطا فرمایا۔ کہانے پینے کا سامان آگیا ہے" جب اونٹ بٹہلاے گئے اور جملہ سامان از قسم طعام وغیرہ جو کہ جناب رسولخدا صلعم اور صحابہ کبار کے واسطے آیا تہا اونٹونپر سے اوتار کر ایک جگہہ ڈہیر کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے اپنے دونون دست مبارک آسمان کیطرف بلند فرماے اور جناب عثمانؓ کے حقمین دعا مانگی "خداوندا مین عثمان سے راضی ہوا تو بہی اونسے راضی رہنا" یہہ کلمات تین بار آپنے فرماے۔ پہر صحابہ کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا "تم سب بہی عثمان کیواسطے دعا مانگو" سب نے جناب رسولخدا صلعم کے ساتہہ جناب عثمانؓ کے واسطے دعا مانگی۔

اکثر اوقات جناب عثمانؓ وحی کی کتابت فرمایا کرتے تہے اطراف وجوانب کے سلاطین کے نام خط وکتابت جنمین بعض مضامین مخفی ہوتے جنکا اظہار علی العموم مناسب وقت نہ ہوتا آپ ہی لکہا کرتے تہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم جناب عائشہ رضؓ سے تکیہ لگاے بیٹہے تہے اور حضرت عثمانؓ بہی وہان موجود تہے جبرئیل امین عؑ وحی لیکر تشریف

لاے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا "عثمان لکھو" اور آیات قرآنی پڑھکر سنائین۔
جناب عثمان رضی نے ایکمرتبہ حلوا (خبیص) جناب رسالتمآب کے واسطے پکایا اس قسم کا حلوا اہل فارس بنایا کرتے تھے ملک عرب مین اسکا رواج نہ تہا۔ حضرت عثمان رض نے اسکی ابتدا کی اور جناب رسالتمآب صلعم نے پسند فرمایا۔
جناب عثمان رض کے پاس اونٹ آے اور شہد سے لدے ہوے آے۔ آپنے شہد اور آٹے کو ملاکر حلوا بنایا اور جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین حضرت ام المومنین ام سلمہ رض کے گہر بہیجا جب جناب رسولخدا صلعم تشریف لاے۔ حضرت ام سلمہ نے کہانیکے وقت حضور مین پیش کیا۔ آپنے کہاکر بہت پسند فرمایا۔ دریافت کیا کہ کسنے بہیجا ہے۔ بی بی ام سلمہ رض نے عرض کیا۔ عثمان رض نے خاص حضور کے واسطے بہیجا ہے۔ آپنے فرمایا "خداوندا۔ عثمان رض تیری رضامندی اور خوشی کا خواستگار ہے تو اوس سے راضی رہنا"
ایک روایت مین آیا ہے کہ ایک قافلہ مدینہ منورہ مین باہر سے آیا اوسمین گیہونکا آٹا اور گہی شہد۔ حضرت عثمان رض کے واسطے آیا۔ حضرت عثمان رض یہہ سب سامان حضور نبوی مین لے آے آپنے دعاے برکت فرمائی۔ پہر ایک دیگچی منگوائی۔ وہ چولہے پر رکہی گئی اور آگ جلائی گئی۔ پہر اوس دیگچی مین آٹا شہد۔ اور گہی ڈالا اور خوب چمچہ سے چلایا جب پک کر تیار ہوا دیگچی چولہے سے اوتار لی گئی۔ جناب رسولخدا صلعم نے جملہ حاضرین جلسہ کو بلاکر فرمایا "آؤ اسکو کہاؤ اسکو اہل فارس خبیص کہتے ہین"
حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اہل بیت رسولخدا صلعم چار روز تک بہوکے پیاسے رہے۔ فاقہ سے تنگ حال ہوے۔ کچھہ کہانے کو نہ ملا یہانتک کہ بچے بہوک کی شدت سے بلبلانے اور شور وغل مچانے لگے۔ جناب رسولخدا صلعم

گھر مین تشریف لاے۔ جناب صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کیا میرے بعد تم لوگون نے کچھ کھانیکو پایا۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا۔ کہان سے ملتا اور کون بھیجتا جبکہ خداوند کریم آپ کے ہاتھون نہ بھیجے تو کون دینے والا اور بھیجنے والا ہے۔

جناب رسولخدا صلعم نے وضو کیا نفل نماز ادا کرکے دعا مانگی اور باہر تشریف لیگئے آخر دن مین جناب عثمانؓ تشریف لاے اور اندر آنیکی اجازت چاہی۔ مین نے منع کرنے کا قصد کیا مگر پھر دل مین کہا۔ "عثمان مالدار لوگون مین ہین اور صحابہ مین دولتمند بھی ہین۔ شاید خداوند کریم نے اونکو یہان اسواسطے بھیجا ہے کہ اسوقت ہماری مدد کرین اور کچھ ہمارے واسطے لائین"۔ یہہ خیال کرکے اندر بلالیا۔ حضرت عثمانؓ اندر تشریف لاے اور کہا۔ "اے مادر مہربان حضور سرور عالم صلعم کہان تشریف رکھتے ہین"۔ مین نے کہا۔ "اے میرے بیٹے۔ محمد کے گھر مین چار دن سے چولھا نہین سلگا۔ کسی نے کھانیکو کچھ نہین کھایا فاقہ پر فاقے ہو رہے ہین جناب رسولخدا گھر مین تشریف لاے تھے۔ شدت بھوک و پیاس سے آپ کا چہرہ مبارک اترا ہوا۔ پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا تھا۔ پھر مین نے وہ گفتگو جو میرے اور آنحضرت کے درمیان ہوئی تھی بیان کی۔ یہہ حال سنکر جناب عثمانؓ رودیے اور کہا۔ "دنیا کمبخت تباہ ہو"۔ پھر کہا۔ "اے ام المومنین آپکو مناسب نہ تھا کہ اس حالت تنگی اور فقر و فاقہ کو مجھسے چھپایا اور اوسکی بابت مجھسے کچھ اظہار نہ فرمایا۔ نہ کسی دوسرے مالدار صحابہ جیسے عبدالرحمن بن عوف۔ ثابت بن قیس۔ وغیرہ سے کہا"۔ یہہ کہکر جناب عثمان چلے گئے۔ گھر جا کر بورونمین آٹا۔ گیہون۔ کھجور بھر کر اور ایک پختہ بکری بریان اور تین سو درم نقد ایک تھیلی مین رکھکر بھجوا دیئے۔ پھر خیال کیا کہ جنس خام کے تیار ہونے مین دیر ہوگی اور بھوک پیاس سے سب صاحب پریشان حال ہین لہذا کچھ پکا ہوا کھانا بھی جانا چاہیے

اس خیال سے روٹیان اور گوشت بریان یا فراط بہیجدیا اور خود آکر کہہ گئے کہ سب صاحب اسکو نوش جان فرمائین اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے رکہہ چہوڑین۔ مجہسے قسم لی کہ خبردار ایسی تنگی اور فاقہ کی نوبت نہ ہونے پاوے جب کبہی ایسا وقت پیش آوے مجہکو ضرور خبر دینا۔

حضرت عثمانؓ کے چلے جانیکے بعد جناب رسولخدا صلعم تشریف لای اور فرمایا اے عائشہؓ کیا میرے بعد تمہارے پاس کچہ کہانے پینے کو آیا۔

جناب صدیقہؓ یا رسول اللہ۔ آپ خوب جانتے ہین کہ آپ گہر سے دعا مانگ کر نکلے اور یہی آپکو یقین ہے کہ خداے پاک آپکی دعا رد نہین کرتا۔

آنحضرت صلعم تمکو کیا ملا۔

جناب عائشہؓ اسقدر اونٹونکا بار آٹا۔ اسقدر گیہون۔ اتنے اونٹ کہجور تین سو درم نقد بکری بریان۔ روٹیان اور گوشت پختہ کثرت سے آیا ہے۔

آنحضرت صلعم کس نے بہیجا اور کہان سے آیا۔

جناب صدیقہؓ عثمان بن عفان نے یہہ سب کچہہ بہیجا ہے۔

یہہ سنکر جناب رسولخدا صلعم رو دیئے اور دنیا کا نہایت ناراضی کے ساتہہ ذکر فرمایا اور مجہکو قسم دلائی کہ اگر آیندہ پہر کبہی ایسی ہی سختی اور ضرورت پیش آے تو ضرور عثمان کو اطلاع دینا۔ پہر فوراً آپ مسجد مین تشریف لیگئے۔ ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگی اور فرمایا بار الہا مین عثمان سے راضی اور خوش ہون تو بہی اوس سے راضی رہنا۔ بار الہا۔ مین عثمان سے راضی اور خوش ہون تو بہی اوس سے راضی رہنا۔ اکثر اوقات جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمانؓ کے واسطے باہتمام بلیغ دعا فرمائی ہے۔

ابوسعید خدری کہتے ہین۔ مین نے دیکھا ہے کہ اول رات سے طلوع فجر تک جناب رسولخدا صلعم جناب عثمانؓ کے واسطے دعا فرماتے رہے اور یہہ الفاظ زبان مبارک پر تہی۔ خداوندا۔ مین عثمان سے راضی ہون تو بہی اوس سے راضی رہنا

جابر بن عطیہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اُے عثمان۔ خدا اے رحیم وکریم نے تمہارے سب گناہ معاف کردیئے۔ اسلام کے قبل جو گناہ کئے۔ اور جو بعد اسلام کے۔ اور جو ظاہر وآشکارا ہین اور جو پوشیدہ۔ اور جو کچھہ قیامت تک ہون سب گناہون سے درگذر فرمائی"۔ سبحان اللہ۔ کیا بشارت عظمیٰ ہے حضرت خلیفہ ثالثؓ کا مرتبہ اور عظمت وجلال کسقدر رہے۔ خدا اور اوسکے رسول کی کسقدر مہربانی اور شفقت اوپر ہے۔ بیشک آپکے کام ایسے ہی تہے اگر اس درجہ لطف نبوی ہوا تو تعجب ہی کیا ہے۔ اپنا تمام مال خدا کی راہ مین صرف کرڈالا خدا کی رضامندی اور اوسکے رسول کی فرمانبرداری مین جان تک سے دریغ نہ کیا۔ حضور سرور عالم صلعم کی رضامندی اور اطاعت اپنی خواہش دلی پر مقدم رکہی۔ خدا اوسکے رسول کے احکام کی بجاآوری مین دل وجان سے مصروف رہے۔ اپنی عمر عزیز کا تمام حصہ خدا اور اوسکے رسول کے کامون مین صرف کیا سچ تو یہہ ہے کہ یہی بزرگوار پکّے اور سچے مسلمان تہے جناب رسالتمآب صلعم کی صحبت اکسیر ہدایت تہی جس مسلمان نے ایک لحظہ بہی ایک نظر جناب سرور کائنات کو دیکھہ لیا گروہ صحابہ مین داخل ہوگیا۔ یہ دولت کمائی۔ شرف سعادت ابدی حاصل کیا اور نعمت جاوید سے مالامال ہوگیا۔

جن بزرگونکو تمام عمر حضور نبوی کی صحبت رہی اور سفر وحضر مین ہر وقت ہم پیالہ اور ہم نوالہ تہے اونکے فضائل وکمالات کی انتہا کیسے ہوسکتی ہے اور اونکی بحر اوصاف مین

کسکی مجال ہے کہ غوطہ زنی کرکے تہ تک پہونچ سکے۔

خامہ لبشکستیم ولب لبستیم از تعریف شان	کان نہ در تحریر ما گنجد نہ در تقریر ما

اب ہم چند احادیث مشکوٰۃ شریف سے اور نقل کرتے ہین۔

حدیث۔ جناب عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسولخدا صلعم ایک دن اپنی حجرہ شریف مین بستر پر لیٹے استراحت فرما رہے تھے۔ آپکی دونون رانین یا فقط پنڈلیان کھلی ہوئی تھین کہ اس اثنا مین حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لاے اور اجازت اندر آنیکی طلب کی۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی اور اوسی حال مین لیٹے رہے۔ حضرت صدیقؓ حجرہ کے اندر داخل ہوے اور آنحضرت صلعم سے باتین کرنے لگے۔ بعد ازان حضرت عمر فاروق رضؓ نے آکر اجازت چاہی اور وہ بہی اندر آے۔ پہر جناب عثمان نے اجازت مانگی۔ جناب رسولخدا صلعم لیٹے سے اوٹھہ بیٹھے اور اپنے کپڑے درست کرلیے اور رانین یا پنڈلیان چھپالین جناب عائشہؓ فرماتی ہین کہ جب عثمانؓ تشریف لیگیے تو مین نے حضور مین عرض کیا۔

ابوبکرؓ آپکی خدمت مین تشریف لاے مگر آپنے اونکے آنیکی کچھہ پروانہ کی اور نہ کچھہ زیادہ اہتمام فرمایا پہر حضرت عمرؓ آے آپ اوسی ہیئت سے لیٹے رہے اور کچھہ پروانہ کی۔ جب حضرت عثمانؓ آے آپ اوٹھہ بیٹھے اور کپڑے درست کرلئے۔ یہہ کیا بات ہے۔

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اُے عائشہؓ جس شخص سے فرشتے حیا کرتے ہون تو کیا مین اوس سے حیا و شرم نہ کرون۔ دوسری روایت مین ہے۔ عثمان مرد باحیا ہین انکو کمال درجہ شرم غالب ہے مجھکو خیال ہوا کہ مجھکو اس بے تکلفی کے ساتھہ لیٹے دیکھکر وہ شرمندہ ہوکر چلے جائینگے اور شاید کسی کام کو آے ہون تو وہ بہی کچھہ مجھہ سے

نہ کہہ سکین گے اسواسطے مین تے اونکے آسنے پر یہہ اہتمام کیا“

حدیث۔ بروایت سمرہ بن جندب ذیل مین قصہ تبوک کے آیا ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے علاوہ اونٹونکے جو راہ خدا مین مجاہدین کو دئے ہزار دینار بھی رسولخدا صلعم کیخدمت مین گذرانے اور جناب رسولخدا صلعم کی آغوش مبارک مین ڈال دئے۔ راوی کا بیان ہے مین نے بچشم خود دیکھا کہ بکمال محبت جناب رسالتمآب صلعم اون دینارونکو بوسہ دیتے اور فرماتے تھے ”عثمان کو کچھہ نقصان نہوگا آج سے جیسا عمل چاہین کرین“ دوبار فرمایا

حدیث۔ ثمامہ روایت کرتے ہین کہ مین بروز محاصرہ عثمانیؓ موجود تھا اور اوسی مجمع مین تھا جبکہ حضرت عثمان رضؓ نے کوٹھے پر چڑہکر جملہ محاصرین کی طرف خطاب کرکے فرمایا۔

مین تم صحابہ کو خدا کی قسم دلاتا ہون جو جانتا ہو کہہ دے۔ رسول خدا صلعم جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لاے اور قیام پذیر ہوے تو شیرین پانی پینے کا بجز بیر رومہ کے دوسرا کنوان نہ تھا اور اُس کنوئین کا مالک ایک شخص مزنی نام تھا حضرت نے فرمایا ”کون ایسا ہے جو خدا کیواسطے چاہ رومہ خرید کے فی سبیل اللہ وقف کردے اور اوسکی جزا مین جنت کا مستحق ہو“ مین نے وہ کنوان خاص اپنے ذاتی مال سے خرید کے وقف کردیا مگر آہ کہ تم لوگ آج کے دن مجھکو اوسی پانی سے روکتے ہو۔ اور مین کھاری پانی (مثل آب دریاے شور) بدقت پینے کو پاتا ہون۔

محاصرین۔ ہان سچ کہتے ہو۔

جناب عثمان۔ مین تمکو خدا اور اوسکے دین اسلام کی قسم دلاتا ہون کیا تم نہین جانتے کہ جب مسجد مین گنجائش کم رہی اور نمازیونکو تکلیف ہونے لگی تو جناب

رسالتمآب صلعم نے فرمایا "کون مرد سخی ہے کہ فلان شخص کے مکان جو متصل مسجد ہین خرید کر مسجد مین ملادے اور مسجد کو بڑہادے خدا کے پاس اسکا بدلہ جنت نصیب ہوگی" مین ہی نے تو وہ گھر خرید کر مسجد مین ملادئے تھے اور اب اسوقت تم لوگ مجھی کو اوس مسجد مین دو رکعت نماز پڑہنے سے منع کرتے ہو۔

محاصرین - فی الواقع درست کہتے ہو۔

جناب عثمان - مین تمکو اللہ کی اور اوسکے سچے دین اسلام کی قسم دلاتا ہون۔ کیا تمکو یاد نہین کہ مین ہی نے جیش العسرہ کو اپنی مال سے جہاد کیواسطے درست کردیا تہا

محاصرین - ہان خوب جانتے ہین۔

جناب عثمان - مین تمکو خدائے مطلق اور اوسکے دین برحق اسلام کی قسم دلاتا ہون کیا تمکو خبر نہین کہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم کوہ ثبیر پر تھے۔ خدمت اقدس مین ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور مین ہی موجود تہا۔ ناگاہ پہاڑ کو حرکت ہوئی یہانتک کہ کچھ پتھر کنکر اوس پہاڑ کی چوٹی سے لڑھک کر نیچے تک پہونچے جناب رسولخدا صلعم نے اپنے پائے مبارک سے اوس پہاڑ کو ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا۔ "اے ثبیر۔ ٹھہر جا۔ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہین"

محاصرین - ہان ہم خوب جانتے ہین۔

جناب عثمان - اللہ اکبر۔ برب کعبہ گواہی دیتے ہین کہ مین شہید ہون مگر باوجود اقرار کے اپنے ارادون سے باز نہین آتے اور میرے قتل کے درپے ہین۔

چہ عذر از بخت خود گویم کہ آن عیار شہر آشوب	بہ تلخی کشت حافظ را و شکر در دہان دارد

حدیث عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ ایک شخص مصری بارادۂ حج بیت اللہ کو جاتا تہا وہ مدینہ منورہ مین بہی آیا اور مجمع صحابہ کبار مین پہونچ کر جہان کچہ لوگ بیٹھے تہے اونسے مخاطب ہوکر پوچہا۔

مرد مصری۔ آپ کون لوگ ہین۔

صحابہؓ۔ ہم لوگ قریش ہین۔

مصری۔ تم لوگون مین زیادہ عمر والا کون ہے۔

صحابہؓ۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

مصری (عبد اللہ بن عمرؓ سے مخاطب ہوکر) اے ابن عمر مین آپسے چند سوال کرتا ہون مجہے جواب دیجے۔ کیا آپ جانتے ہین کہ عثمانؓ جنگ احد مین بہاگے تہے

ابن عمر رضؓ۔ ہان بہاگے تہے۔

مصری۔ کیا بیعت رضوان سے بہی غائب تہے اور اوس بیعت مین حاضر نہ ہوے

ابن عمر رضؓ۔ ہان ایسا ہی ہوا۔

مصری۔ (تعجبانہ لہجہ سے) اللہ اکبر۔

مرد مصری کی غرض ان سوالات سے اظہار منقصت و اثبات جرم جناب عثمانؓ کی شان مین تہی ۔جب عبد اللہ بن عمرؓ نے اوسکے سوالات کی تصدیق کی اور ہر سوال کو تسلیم کرلیا تو اوسنے براہ تعجب اللہ اکبر کہا۔ یعنے باوجود ان عیوب کے تم لوگ عثمانؓ کو بہتر سمجہتے ہو۔ جب مصری اپنے سوالات ختم کرچکا عبد اللہ بن عمرؓ اوسکے جوابات کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔

ابن عمر رضہ۔ آؤ اب کان دہر کر سنو۔ تمہارے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہون اور وجہ معقول بیان کرتا ہون (حضرت عثمان رضہ کا جنگ احد مین بہاگنا) مین گواہ ہون کہ خداوند تعالی نے یہہ گناہ اونکا بلکہ اون سب کا بہی جو اس جنگ مین بہاگ گیے معاف فرمادیا۔ قرآن مجید مین آیت وافی ہدایت ان الذین تولوا منکم یوما التقی الجمعان۔ شاہد عدل موجود ہے۔ ایک عثمان رضہ کیا سب بہاگنے والونکا گناہ خداوند تعالی نے معاف کردیا۔ اب کسیکو اسباب مین مجال گفتگو اور موقع چون وچرا نہ رہا۔

(عثمان رضہ جنگ بدر سے غیر حاضر تہے؟)

اسکی وجہہ یہ ہے کہ جناب عثمان رضہ کی بی بی رقیہ رضہ جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی علیل تہین خود جناب رسولخدا نے اونکو اجازت دی کہ تم مدینہ مین رہکر بیمار کی تیمارداری کرو اور تمکو ثواب اونہین لوگونکا ملیگا جو جنگ بدر مین شریک ہوے اور حصہ بہی اونہین لوگونکے برابر ملیگا۔

اب کہو۔ اس الزام سے جناب عثمان رضہ بری ہوگیے یا نہین۔ اور جیسا کہ جنگ تبوک مین شیر خدا جناب علی مرتضی رضہ جناب پیغمبر خدا صلعم کے حکم سے آپکے اہل وعیال کی نگرانی کیلئے مدینہ منورہ مین رہ گیے تہے اور لڑائی مین شریک نہین ہوے اسی طرح جناب عثمان رضہ کا جنگ بدر سے غیر حاضر ہونا ہے سر مو فرق نہین۔ نہ جناب علی مرتضی رضہ پر کوئی طعن نہ جناب عثمان رضہ پر کوئی الزام

(جناب عثمان رضہ بیعت رضوان مین بہی حاضر نہ تہے)

اسکا سبب سنو۔ اگر جناب عثمان رضہ کی طرح کسی دوسرے صحابی سکے بہی

عزیز و رشتہ دار و اہل کنبہ مکہ معظمہ مین ہوتے تو وہی جاتا یہی ضرورت پیش آئی کہ آپ ہی بہیجے گئے اور جناب رسولخدا صلعم کے حکم سے گئے۔ پہر کون موقع طعن و تشنیع کا ہے عثمانؓ کے چلے جانیکے بعد بیعت رضوان ہوئی ہے۔ جناب رسالتمآب نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ "یہہ عثمان کا ہاتھ ہے" اور اپنے بائین ہاتھ مین لیکر فرمایا۔ "یہہ عثمان کیطرف سے بیعت ہوئی"

جب ابن عمرؓ معترض کے سوالات کے جواب دے چکے فرمایا۔ ان باتونکو اپنے ساتھ لے جا۔ ہمارا کیا نقصان ہے بلکہ اگر جناب عثمانؓ کی شان مین تیرے یہ عقائد فاسدہ ہین تو تیرا ہی نقصان ہے تیرا ہی دین تباہ ہوگا۔

حدیث۔ ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہین کہ مین جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین حاضر تہا حضور اقدس مدینہ منورہ کے باغات مین سے ایک باغیچہ مین تشریف رکہتے تہے۔ دروازہ باغیچہ کا بند تہا اور میرا پہرا تہا۔ ناگاہ ایک شخص آیا اور دروازہ کہٹکہٹایا اور اندر جانیکی اجازت چاہی۔

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ دروازہ کہولدو آنیوالے کو آنے دو اور اوسکو دخول جنت کی بشارت دو۔ مین نے دروازہ کہولا۔ جناب ابوبکر صدیق نظر آئے مین نے بحکم رسول خدا اونکو دخول جنت کی بشارت دی۔ اونہون نے سنکر خدا کا شکر ادا کیا۔ اونکے بعد دوسرے صاحب آئے اور دروازہ کہلوایا۔ حضور نبوی نے اندر آنے کی اجازت دی اور فرمایا۔ جنت کی بشارت دینا۔ مین نے دروازہ کہولا جناب فاروقؓ کو پایا۔ جنت کی بشارت اونکو بہی دی اور اونہون نے بہی اللہ تعالے کا شکر ادا کیا۔ بعد ازان اور ایک صاحب آئے اور اجازت آنیکی چاہی۔ جناب

رسالتمآب صلعم نے فرمایا انکو بہی آنے دو۔جنت کی خوشخبری دو اور بلوہ مین شہید ہونیکی اطلاع کرو۔مین نے دروازہ کہولا۔جناب عثمان ذوالنورین رض آسے۔جو کچھہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا تہا مین نے انسے بہی عرض کیا۔میری باتین سنکر شکر خدا بجا لائے اور کہا۔اَللّٰہُ الْمُسْتَعَان ہمارا مددگار خدا ہے پروردگار عالم ہے"۔

حدیث۔جابر رض روایت کرتے ہین کہ ایک روز جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔شب گذشتہ ایک مرد پرہیزگار نے خواب دیکہا کہ ابوبکر رض رسول خدا صلعم سے لٹکے ہین اور عمر ابوبکر رض سے۔اور عثمان رض عمر رض سے۔جابر کہتے ہین کہ جب ہم لوگ رسولخدا کی خدمت سے رخصت ہوکر چلے گئے آپس مین گفتگو کی اور اس خواب کی تعبیر یہہ سمجھے کہ مرد صالح جناب رسالتمآب صلعم ہین اور ایک کا تعلق دوسرے سے۔اسکا مطلب یہہ ہے کہ یکے بعد دیگرے یہہ تینون صاحب خلیفہ ہونگے۔

اس حدیث سے ترتیب خلافت اچہی طرح ثابت ہوتی ہے۔گویا کہ حضور اقدس کا خواب بطور پیشین گوئی کے واقع ہوا۔

حدیث۔حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے۔وہ کہتے ہین کہ ایک روز بعد طلوع آفتاب جناب رسالتمآب ہم لوگونکے پاس تشریف لاے اور فرمایا۔آج فجر سے پہلے مین نے خواب دیکہا کہ مجہکو کنجیان روئے زمین کے خزانونکی اور ترازو عنایت ہوئین۔ایک پلہ مین مجہکو بٹہایا دوسرے مین میری تمام امت کو رکہا اور تولا۔میرا پلہ بہاری رہا۔پہر میری جگہہ پر ابوبکر کو تولا وہ بہی وزن مین غالب رہے۔پہر اسی طرح عمر۔پہر عثمان۔بعدازان وہ ترازو اوٹہہ گئی۔

دوسری روایت مین اس طرح آیا ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس مین عرض کیا

مین نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اوتری آپ اور ابوبکرؓ دونون تولے
گئے تو آپ غالب رہے۔ پھر ابوبکر اور عمر دونون تولے گئے ابوبکر کا پلہ بھاری رہا۔
بعد ازان عمر و عثمان کو تولا عمر کا پلہ نیچا رہا۔ بعد ازان ترازو اوٹھہ گئی۔
جناب رسالتمآب کو یہہ اخیر فقرہ برا معلوم ہوا۔ فرمایا۔ خلافت نبوت کا خاتمہ ہے
پھر خدا جسکو چاہیگا ملک دیگا۔

حدیث۔ بروایت سُمُرَہ بن جندب مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم کی
خدمت مین عرض کیا مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک ڈول پانی سے لبریز آسمان سے اترا
ابوبکرؓ نے اوس ڈول کی لکڑیان پکڑ کر پانی پیا مگر خوب نہین۔ پھر عمرؓ اوسی ڈول کے
پاس گئے اور اوسی طرح پانی پیا یہانتک کہ شکم سیر ہو گئے۔ بعد ازان عثمانؓ نے
پانی خوب پیا۔ انکے بعد علیؓ نے پانی پینا چاہا اور ڈول کا کنڈا پکڑا لیکن وہ کُنڈا
اوکھڑ گیا اور اونپر پانی کی چھینٹین پڑین۔ (پانی پی نہ سکے)

حدیث۔ ابن عباسؓ بروایت ابوہریرہؓ نقل کرتے ہین کہ ایک شخص خدمت نبوی
مین حاضر ہوا اور عرض کیا مین نے شب گذشتہ خواب مین دیکھا کہ آسمان پر ابر محیط
ہے اور اوسمین سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ لوگ ہاتھہ پھیلا کر شہد اور گھی
لیتے جاتے ہین کوئی زیادہ پاتا ہے کوئی کم۔ اور ایک رسّی آسمان سے زمین تک
لٹکی ہوئی ہے مین نے حضور کو دیکھا کہ آپ اوس رسّی کے سہارے سے اوپر
چڑھ گئے۔ آپکے بعد ایک دوسرا شخص اوسی رسّی کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گیا۔
بعد ازان ایک اور شخص رسّی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ اسکے بعد ایک اور شخص نے رسّی پکڑی
مگر وہ ٹوٹ گئی پھر گرہ دیکر ملا دی اور اوپر چڑھ گیا۔ جناب ابوبکر صدیقؓ اس مجمع مین تھے

عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ مجھکو اجازت دین۔ مین اسکی تعبیر دونگا۔ حضور نے فرمایا۔ اچھا تمہین تعبیر بیان کرو۔ جناب صدیق رضؓ نے کہا۔ ابر جو خواب مین دیکھا وہ اسلام کا ابر ہے اور شہد وگھی جو اوس سے ٹپکتا ہے وہ قرآن شریف ہے۔ اوسکی آیتین شیرین اور دل نرم کرنیوالی ہین۔ کم وزیادہ لینے والے قرآن شریف کے سیکھنے والے ہین۔ جو رسّی آسمان سے زمین تک لٹک رہی تھی وہ دین حق ہے جسپر آپ کاعمل ہے اور اوسکے ذریعہ سے خدائے کریم آپکا مرتبہ بلند کریگا۔ آپکے بعد ایک شخص آپکا پیرو ہوگا اور اوسی راستہ پر چلیگا اور درجہ بلند پاویگا۔ اسی طرح دوسرا شخص پھر تیسرا جسکی رسّی ٹوٹ گئی پھر ملا کر چڑھگیا اے رسولخدا صلعم۔ فرمایئے مین نے ٹھیک تعبیر دی یا کہین خطا کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کچھہ ٹھیک بیان کیا اور کچھہ خطا بھی کی۔

حضرت صدیق رضؓ نے کہا۔ آپکو قسم ہے۔ آپ ظاہر کردین کہ مین نے کیا خطا کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھکو قسم مت دو۔

عُلمَا نے اس حدیث کا مطلب بہت کچھہ بیان کیا ہے مگر صحیح یہہ معلوم ہوتا ہے کہ خطا اسمین یہہ ہوئی کہ جناب صدیق رضؓ نے اون لوگونکے نام نہین ظاہر کیے اور دراصل یہہ خطا نہین مجازاً خطا فرمایا۔

حدیث۔ سفینہ رضؓ کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے جسوقت مسجد نبوی کی بنا ڈالی آپنے اپنے دست مبارک سے ایک پتھر رکھا اور فرمایا۔ میرے پتھر کے برابر ابوبکرؓ پتھر رکھین۔ اور اونکے پتھر سے ملا کر عمرؓ۔ اونکے پتھر کے بعد عثمان رضی اللہ عنہم پھر فرمایا۔ میرے بعد یہہ خلیفہ ہین۔

حدیث۔ ابوذرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم تنہا کسی جگہہ تشریف رکھتے تھے۔ مین حاضر خدمت اقدس ہوا اور آپکے پاس بیٹھہ گیا۔ بعد ازان جناب صدیقؓ تشریف لاے اور سلام کرکے بیٹھہ گئے۔ پہر جناب فاروقؓ اور اونکے بعد جناب عثمانؓ تشریف لاے۔

آنحضرت صلعم کے سامنے سات عدد سنگریزے پڑے تھے۔ آپنے وہ اپنے ہاتہہ مین اوٹہا لیے۔ وہ سنگریزے تسبیح پڑہنے لگے۔ اونکی تسبیح کی آواز شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ جیسی مین نے سنی۔ پہر آپنے زمین پر رکہدیئے وہ خاموش ہورہے۔ بعد ازان آنحضرت صلعم نے اون سنگریزونکو اوٹہا کر جناب ابوبکرؓ کی ہتیلی پر رکھہ دیا۔ وہ سنگریزے پہر تسبیح پڑہنے لگے اور اونکی آواز پہلے کی طرح سنی۔ اسکے بعد حضور نے جناب صدیقؓ کے ہاتہہ سے اوٹہا لیے سنگریزے خاموش ہوگئے۔ آنحضرت صلعم نے پہر وہ سنگریزے حضرت فاروقؓ کے ہاتہہ مین رکھہ دیئے۔ بدستور سابق اونکی تسبیح کی آواز سنی جاتی تھی۔ پہر وہ سنگریزے اونکے ہاتہہ سے اوٹہا لیے۔ وہ خاموش ہوگئے اسکے بعد آپنے وہ سنگریزے جناب عثمانؓ کے ہاتہہ مین رکھہ دیئے سنگریزون نے پہر سبحان اللہ کہا اور آواز اونکی مین نے سنی۔ پہر اونکو اوٹہا لیا وہ چپ ہوگئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہہ خلافت نبوت کی ہے۔

ایک روایت مین ہے کہ سنگریزونکو بہ ترتیب مذکور تینون صاحبون کے ہاتہونمین رکہا وہ سبحان اللہ کہتے تھے اور ہم لوگ آواز تسبیح سنتے تھے بعد ازان ہم لوگونکے ہاتہونپر جدا جدا ہر ایک کے ہاتہہ پر رکھے مگر کسی سنگریزہ نے تسبیح نہ پڑہی۔

حدیث۔ سفینہ رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد خلافت تیس ۳۰ برس ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اسلام کی چکی پینتیس ۳۵ برس تک چلے گی۔ بیان مدت خلافت مین یہہ دونون حدیثین باہم متعارض نہین۔ کیونکہ اگر جناب علی مرتضیٰ کے زمانہ خلافت کو ملالین اس لحاظ سے کہ جناب علی رضہ اپنے عہد مین سب سے افضل تھے اور آپکی خلافت خلافت حقہ ہے اور مثل خلافت اصحاب ثلثہ کی خلافت نبوت ہے تو کل مدت خلافت نبوت اسوقت بتیس ۳۲ سال سے زائد ہوجائیگی اور اگر یہہ لحاظ کرین کہ خلافت حضرت عثمان رضہ کی شہادت سے منقطع ہو گئی اور جناب علی رضہ کا زمانہ خلافت ایک بے انتظامی حالت مین گذرا اور روز بروز فتنہ وفساد کی ترقی ہوتی رہی تو خلافت کل تیس برس رہی۔ اکثر روایات مین مدت خلافت تیس سال ہے۔

حدیث۔ انس بن مالک رضہ کہتے ہین کہ مجھکو بنو مُصطَلِق نے آنحضرت صلعم کیخدمت مین بھیجا اور یہہ دریافت کیا کہ اگر آپکو کوئی حادثہ پیش آوے (یعنی وفات فرماوین) توہم کسکو مال زکوٰۃ دین۔ آپنے فرمایا۔ ابوبکر صدیق رضہ کو دینا۔ پھر اونہون نے پوچھا کہ اگر ابوبکر بھی نہون توپھر مال زکوٰۃ کسکے حوالہ کرین۔ آپنے فرمایا۔ عمر رضہ کے حوالہ کرنا۔ پھر پوچھا اگر عمر رضہ بھی نہ رہین۔ توپھر کون لیگا۔ فرمایا۔ عثمان رضہ کو دے جانا۔

حدیث۔ سہل بن ابی حشمہ راوی ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے ایک اعرابی سے کچھ خرید کیا اور قیمت کی کوئی مدت مقرر فرمائی۔ جناب علی رضہ نے اوس اعرابی سے کہا کہ آنحضرت صلعم سے دریافت توکرلو کہ اگر آپ قبل اداے قیمت انتقال فرماوین تو مجھکو میرے مال کی قیمت کون دیگا۔ وہ اعرابی آنحضرت کی خدمت مین واپس آیا اور پوچھا۔ آپنے فرمایا۔ تمہارے دام ابوبکر دینگے۔ اعرابی یہہ دریافت کرکے چل دیا اور حضرت علی رضہ کو

جو حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ سنایا۔ جناب علی رضؓ نے اعرابی کو پھر لوٹایا کہ یہہ دریافت کراؤ کہ اگر صدیق رضؓ بھی مرجاوین تو پھر کس سے دام وصول کرون۔ اعرابی نے پھر دوبارہ حاضر ہوکر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا اتفاق ہو تو عمر رضؓ سے اپنے دام لے لینا۔ اعرابی جواب پاکر اپنے گھر جاتا تھا کہ پھر جناب علی رضؓ نے اوسکو روکا اور کہا۔ یہہ بھی پوچھہ لو کہ اگر عمر رضؓ بھی اتفاقاً مرجاوین تو پھر میرے دام کس سے وصول ہونگے۔ اعرابی پھر حاضر خدمت ہوا اور یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ عثمان رضؓ سے دام وصول کر لینا۔ جناب علی رضؓ نے پھر اوس سے دریافت کرایا کہ اگر عثمان رضؓ بھی وفات پاوین تو اوسوقت کیا سبیل میرے دام وصول ہونیکی ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا "اگر ابوبکر رضؓ انتقال کر جاوین۔ عمر رضؓ بھی دنیا سے گذر جاوین اور عثمان رضؓ بھی زندہ نہ رہین تو اگر تجھسے ہوسکے تو بھی مرجانا"۔

دوسری روایت مین تصریح آگئی ہے کہ اس اعرابی سے اونٹ اودھار خریدے تھے اور قیمت ادا کرنے کی مدت مقرر فرمائی تھی۔ مرجانیکو اسواسطے ارشاد فرمایا کہ ان تین صاحبونکے زمانہ تک خلافت انکے ساتھہ رہی اور بعد شہادت جناب عثمان رضؓ فتنہ و فساد شروع ہوا۔ ایسے وقت مین مسلمان کو اگر خدا موت نصیب فرماے تو بہتر ہے

حدیث۔ ابن عمر رضؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ تم مین (یعنے بعد جناب رسولخدا صلعم کے) بارہ خلیفہ ہونگے۔ ابوبکر صدیق رضؓ میرے بعد بہت کم زندہ رہینگے۔ اور دارالعرب مین لڑائی کی چکی چلانیوالے میرے بعد اچھے حالات و خصائل نیک کے ساتھہ رہینگے اور شہید مرینگے۔ ایک شخص نے دریافت کیا یہہ کون صاحب ہین۔ آپنے فرمایا۔ عمر بن خطاب ہین۔ پھر آنحضرت صلعم جناب عثمان

کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا۔ تم سے لوگ تمہارا کرتہ جسکو خداوند تعالےٰ نے تمہین پہنایا ہے چہینا چاہینگے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسنے مجھکو دین برحق کے ساتھہ مبعوث کیا ہے اگر تم کرتہ اوتار کر مخالفین کے حوالہ کردوگے ہرگز جنت مین نہ داخل ہوگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ مین سما جاسے۔ یہہ تعلیق بالمحال ہے۔ اونٹ سوئی کے ناکہ سے کبہی نہین نکل سکتا۔ بارہ کی تعداد خلفاء اربعہ کے بعد خلفاء بنی امیہ و بنی عباسیہ مین جو عادل و منصف گذرے ہین اونکو ملاکر پوری ہوتی ہے

حدیث۔ حضرت علی رضؓ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے اپنی حیات مین وعدہ فرمایا کہ آپکے بعد صدیقؓ خلیفہ ہونگے اونکے بعد عمرؓ پہر عثمانؓ پہر مین۔ اور میری خلافت متفق علیہ نہوگی۔

یہان ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ خود اس حدیث کے ناقل ہین اور آپکو بخوبی علم تہا کہ خلافت بہ ترتیب ہوگی اور اخیر مین آپکو خلافت ملیگی پہر کیا وجہ ہے کہ جناب مرتضیٰ رضؓ نے جناب صدیقؓ کی بیعت ایک مدت کے بعد کی۔ اور پہر جناب عثمانؓ کی بیعت مین بہی توقف کیا۔ جب عبد الرحمن بن عوف نے فیصلہ کردیا اوسوقت آپنے بیعت کی۔ اسکی کیا وجہ ہے۔

میرے نزدیک اسکا جواب یہہ ہے کہ جناب رسولخدا صلعم کا وعدہ فرمانا ایک امر مخفی تہا ابتداے امر مین اوسکا خیال کسیکو نہ تہا جب امر خلافت ظہور پذیر ہوا اوسوقت سب کو ظاہر ہوگیا اور ممکن نہین کہ خواب والی حدیثون مین سے کوئی بہی جناب مرتضیٰ رضؓ کو نہ پہونچی ہو۔ یہہ احتمال سراسر بعید از قیاس ہے۔ قطع نظر اسکے یہہ حدیث تو خود مرویات جناب علی رضؓ سے ہے۔ اسکے سوا اور طرق بہی جناب علی رضؓ سے مروی ہین جنسے

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو احادیث خلافت پہونچ گئی تہین۔

طبرانی مین سے ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ نے کعب الاحبار سے دریافت فرمایا کہ میرا ذکر توریت مین کیا ہے۔ اونہون نے کہا۔ یہہ لکہا ہے کہ خلیفہ شجاع گویا لوہے سے بنا ہے۔ حاکم سخت۔ احکام الٰہی کے جاری کرنے مین کسیکی ملامت سے نہین ڈرتا۔ پہر آپکے بعد دوسرا خلیفہ ہوگا جسکو ظالم لوگ شہید کرینگے اور بعد اسکے قتل کے تمام عالم مین بلا و مصیبت پہیل جاویگی۔

ابن عساکر بروایت اقراع موذن عمرؓ نقل کرتے ہین کہ جناب عمرؓ نے یہودیونکے ایک عالم سے دریافت کیا۔

حضرت عمر۔ کیا تمہاری کتابونمین ہم لوگونکا بہی کچہہ حال ہے۔

عالم یہودی۔ تمہارے صفات ہماری کتابونمین لکہے ہین مگر تم لوگون کے نام نہین لکہے۔

جناب فاروق رضؓ۔ کچہہ بیان توکرو۔

عالم یہودی۔ ایک شخص شجاع و دلیر لوہے کا ہوگا۔

جناب عمر رضؓ۔ اسکا کیا مطلب ہے۔

عالم یہودی۔ یعنی سردار سخت ہوگا۔

حضرت عمر رضؓ۔ اللہ اکبر۔ میرے بعد جو دوسرے ہونگے وہ کیسے ہونگے۔

عالم یہودی۔ ایک مرد صالح۔ نیک۔ اپنے ناتہ اور کنبہ والونکی عزت کریگا اور اونکو دوسرونپر ترجیح دیگا۔

حضرت عمر رضؓ۔ خدا ابن عفان پر رحم کرے۔ پہر انکے بعد کیسا شخص ہوگا۔

عالم یہودی۔ تو ہے کا سُیل ہے۔

حضرت عمر رضہ۔ توبہ۔ توبہ۔ بہت برا ہے۔

عالم یہودی۔ ایسا نہ کہیئے وہ شخص تو نیک مرد صالح ہوگا لیکن اوسکی خلافت ایسے وقت ہوگی کہ خون بہتے ہونگے اور تلوارین کہچی ہونگی۔
یعنی وہ زمانہ فتنہ وفساد قتل وخونریزی کا ہوگا۔

افلح موولیٰ ابی ایوب الانصاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام عالم یہود قبل اسکے کہ مصرین جاوین اکابر قریش کے پاس اکثر جایا کرتے تہے اور اونسے یہہ کہا کرتے تہے۔ خبردار عثمانؓ کو نہ قتل کرنا۔ وہ جواب مین کہتے۔ واللہ باللہ ہم انکا قتل ہونا نہین چاہتے۔ عبداللہ بن سلام اونکے پاس سے اوٹہتے وقت بہی یہی کہتے۔ خدا کی قسم۔ لوگ عثمانؓ کو قتل کرینگے۔ ایک مرتبہ پہر یہی کہا۔ عثمانؓ کو قتل مت کرو خدا کی قسم وہ چالیس دن کے بعد مرجاوینگے۔ اون لوگون نے انکار کیا کہ ہم انکے بدخواہ ودشمن نہین اور نہ انکی قتل کرنیکی نیت رکہتے ہین۔ بعد چند روز کے پہر عبداللہؓ بن سلام ادہر سے نکلے اور کہا۔ عثمان کو مت شہید کرو یہہ پندرہ دن کے بعد انتقال فرماوینگے۔

عبداللہ بن سلام چونکہ کتب آسمانی سے واقف تہے اونہون نے کسی کتاب مین دیکہا ہوگا کہ حضرت عثمانؓ کو لوگ قتل کرڈالینگے اسیواسطے آپ بار بار اہل قریش کو منع کرتے تہے کہ شاید انمین کچہہ لوگ اونکے قتل کا قصد رکہتے ہون تو باز رہین اور چونکہ اونکا قتل کرنا ایک گناہ عظیم ہے اس گناہ مین اکابر واشراف نہ مبتلا ہون بعد شہادت عثمانؓ کسی نے عبداللہؓ بن سلام سے پوچہا کہ تمہاری کتابون مین

جناب عثمان رض کے کیا اوصاف مذکور ہین - کہا - قیامت کے دن حضرت عثمان رض اپنے قاتل پر سردار ہونگے اور اوسکے مختار ہونگے جسطرح چاہین اوس سے اپنا بدلہ لین -

ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ رض بن سلام ایک روز حضرت عثمان رض کیخدمتمین گیے (شاید یہ وہی دن ہون جب آپ محصور تھے) آپنے دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا راے ہے - آیا بلوائیونسے مقابلہ کرون اور لڑون یا لڑائی سے باز رہون عبداللہ بن سلام - لڑائی سے باز رہنا آپکے واسطے دلیل قوی اور حجت ہین ہوگا - (کہ آپ مظلوم شہید ہوے) اور مین نے کتب آسمانی مین دیکھا ہے کہ آپ قیامت کے روز اپنے قاتل اور حاکم قتل کرنیوالے پر حاکم مختار و سردار با اختیار ہونگے -

دوسری روایت مین ہی کہ عبداللہ بن سلام رض نے مصری بلوائیون سے کہا جناب عثمان رض کو مت قتل کرو انکی عمر کے دن پورے ہوچکے - یہہ ماہ ذیحجہ نہ ختم ہونے پاویگا تم عبث انکا خون اپنی گردنونپر لیتے ہو -

یہ روایت بغوی منقول ہے کہ بعد وفات جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے ذی قربات حمیری سے جو منجملہ علماء یہود ہین سوال کیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کون خلیفہ ہوگا -

عالم حمیری - ایک مرد امین یعنی ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہونگے

سائل - بعد انکے کون خلیفہ ہوگا -

حمیری - ایک مرد شجاع دلیر آہنی - یعنی حضرت عمر رض -

سائل - انکے بعد پہر کسکو خلافت ہوگی -

حمیری۔ ایک پہول تازہ وشاداب۔یعنی عثمان رضؓ۔

سائل۔ پہر کون خلیفہ ہوگا۔

حمیری۔ ایک مرد گورا چٹا سفید رنگ۔یعنی معاویہ رضؓ۔

واضح ہو کہ خداوند تعالیٰ نے ایک طریق جاری فرمایا ہے کہ جو کوئی بڑا کام عالم غیب مین مقدر ہو اور اوسکی بابت حکم قضا وقدر جاری ہو اوسکی اطلاع وخبر سب سے پہلے فرشتگان ملاء اعلیٰ کو ہوتی ہی اور اونکے ذریعہ سے نیچے آسمانون کے فرشتے درجہ بدرجہ اوس حکم سے اطلاع پاتے ہین۔شدہ شدہ پہلے آسمان سے زمین تک کاہنون اور نجومیون اور پیشین گویونکو خبر ہوجاتی ہے اور جنکے ذہن صاف اور عقل نورانی ہے اونکو خواب کے ذریعہ سے ہونیوالی باتین معلوم ہوتی ہین یہانتک کہ بعض اجسام مین اس واقعہ کیصورت بہی منقش ہوجاتی ہے اور یہ حکمت خداوندی ہے۔یفعل اللہ مایشآء ویحکم مایرید۔اوسکی شان ہے۔اسی کے متعلق چند حکایات مذکور ہوتی ہین۔

قوم بنی ذئب مین ایک شخص سطیح نام کاہن گذرا ہے۔مشہور کرتے ہین کہ اسکے بدن مین ہڈی کانام ونشان تک نہ تہا اوسکا پیشہ کہانت تہا۔یعنی بذریعہ شیاطین وارواح خبائث آسمانی احکام اوسکو معلوم ہوا کرتے تہے۔اکثر پیشین گوئی کیا کرتا تہا۔عرب اوسکے معتقد تہے اور اوسکی بات کومانتے تہے۔چنانچہ اوسنے اول جناب رسولخدا صلعم کے کچہہ حالات ذکر کیے پہر کہا۔ثم یلی امرہ الصدیق اذا قضیٰ صدق۔وفی رد الحقوق لاخرق ولا نزق۔ثم یلی امرہ الحنیف مجرب غطریف۔قد اضاف المضیف واحکم التحنیف۔ثم یلی امرہ داعؑ

لامرہ بحرب فیجتمع لہ جموع وعصب۔ فیقتلونہ نقمۃ علیہم وغضب
فیوخذ الشیخ فیذبح ارباً۔ فیقوم لہ رجال خطبا۔ ثم یلی امرہ الناصر
یخلط الرای بامر ماکر یظہر فی الارض العساکر والمراد من الناصر ھہنا
معاویۃ بن ابی سفیانؓ۔ ترجمہ۔ بعد پیغمبر خدا صلعم کے اونکے جانشین اور خلیفہ ابو بکر
صدیقؓ ہونگے جب فیصلہ کرینگے حق پر اور جب لوگو نکے حقوق ایک سے دوسرے
کو دلاوینگے نہایت ہوشیاری سے حکم دینگے۔ معاملات و مقدمات فیصل کرنے مین
نہ حیران ہونگے اور نہ حوش ہواس گم کرین گے۔ بعد ابو بکر صدیقؓ کے اونکے خلیفہ
ایک شخص سید ہے اور سچے دین والے۔ سردار قوم۔ مہمان نواز۔ اسلام کو درست
اور سیدھا کرنے والے ہونگے۔ اونکے بعد اونکے نائب و خلیفہ ایک ایسے شخص ہونگے
جو تجربہ کار ہونگے مگر کچھہ لوگ اتفاق کرکے اونکو قتل کر ڈالینگے۔ قاتلو نپر خدا کا غضب
اور انتقام الٰہی نازل ہوگا۔ پھر سردار قوم دہوکہ سے ظلماً قتل کیا جاویگا۔ پھر حکومت کا
طالب ایک گروہ اوٹھہ کہڑا ہوگا۔ بعد ازان ایک شخص ناصر مددگار دین اسلام حاکم
ہوگا جو اپنی راے کیساتھہ داؤن وگھات کے احکام ملائیگا اور اطراف زمین پر متعدد
لشکر بھیجے گا۔ ناصر سے مراد معاویہؓ بن ابی سفیانؓ ہین۔

ابن عساکر بروایت عبد المنعم بن غلیون مقری نقل کرتے ہین کہ جب مقام عموریہ
فتح ہوا ہے لوگون نے ایک کنیسہ پر یہہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی جو سونے سے لکھی تھی۔

شر الخلف خلف یشتم السلف۔ واحد من السلف خیر من الف من الخلف
صاحب الغار نلت کرامۃ الافتخار۔ اذا اثنی علیک الملک الجبار اذ یقول
فی کتابہ المنزل علی نبیہ المرسل۔ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار۔ یا عمر ما کنت

والیا بل کنت والداً عثمان۔ قتلوك مقهوراً ولم یزورك مقبوراً وانت یا علی امام الابرار والذاب عن وجه رسول اللہ الکفار فھذا اصحاب الغار وھذا احد الاخیار وھذا غیاث الامصار وھذا امام الابرار فعلی من ینتقصهم لعنة الجبار فقلت لصاحب له قد سقطت حاجباه علی عینیه من الکبر منذ کم ھذا علی باب کنیستکم مکتوبا۔ قال من قبل ان یبعث نبیکم بالفی عام۔ ترجمہ۔ پچھلے لوگونمین برا اور بدتر وہ شخص ہی جو (بزرگون) اگلونکو برا و بد کہی۔ صرف ایک گذشتہ بزرگونمین سے ایک ہزار پچھلونسے اچھا ہے اسے صاحب غار تمنے فخر کی بزرگی پائی۔ کیونکہ تمہاری خدا اسے جہان۔ بادشاہ عالم جبار نے ثنا و صفت بیان فرمائی اور اپنی کتاب مین جو اپنی نبی رسول پر اوتاری فرمایا۔ دوسرا دو شخصونکا جسوقت دونون غار مین تھے۔ اسے عمرؓ تم والی و حاکم نہ تھے بلکہ اپنی رعیت کے مہربان باپ تھے۔ اسے عثمانؓ۔ تمکو لوگون نے ظلم سے قتل کیا اور پہر تمہاری قبر کی کسی نے زیارت بہی نہ کی اور تم اسے علیؓ۔ نیکونکے امام ہو رسول خدا صلعم کی ذات پاک سے کافرونکو دور کرتے ہو۔ پس یہہ تو صاحب غار ہین۔ (یعنی جناب صدیقؓ) اور یہہ نیک لوگونمین ایک نیک شخص ہین (یعنی جناب عمرؓ) اور یہہ تمام ملک والونکے فریادرس ہین (جناب عثمانؓ) اور یہہ نیکونکے امام ہین۔ (جناب علی مرتضیٰؓ) پس جو شخص ان ایسے نیک مردونکی شانمین کوئی بری بات کہے اوسپر خدا کی لعنت ہے۔

حدیث۔ ابو ہریرہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ میرے بعد فتنہ اور باہمی اختلاف میری امت مین ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا

ایسے وقت مین ہمکو کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اپنے امیر کی اطاعت اور اوسکے ساتھیونکی موافقت اختیار کرنا۔ پہر آنحضرت صلعم نے حضرت عثمانؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔ یعنی عثمانؓ تمہارے سردار ہونگے انکی اطاعت تمپر فرض ہوگی۔

حدیث۔ کثیر بن صلت سے روایت ہے کہ جس دن جناب عثمانؓ شہید ہوے آپ سوے پہر جاگے اور فرمایا۔ اگر یہہ خوف نہوتا کہ لوگ کہینگے عثمان خود فتنہ کی آرزو کرتے ہین تو مین ایکبات تمسی کہتا۔ ہمنے کہا آپ فرمایئن۔ خدا آپکے سب کام درست کرے۔ ہم وہ نہ کہینگے جو اور لوگ کہینگے اور جسکا آپکو اندیشہ ہے۔ فرمایا۔ مین نے ابہی جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکہا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے عثمان تم ہمارے ساتہ نماز جمعہ کو جاؤگے۔

حدیث۔ نائلہ زوجہ جناب عثمانؓ بیان کرتی ہین کہ جناب عثمانؓ (بروز شہادت) سوے پہر بیدار ہوے اور فرمایا۔ میری قوم کے لوگ مجہکو ضرور قتل کرینگے۔ مینے کہا ہرگز ایسا نہوگا انشاءاللہ تعالے آپکی رعایا شرارت اور فساد سے باز رہیگی اور آپکی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریگی آپنے فرمایا۔ مین نے جناب رسولخدا صلعم اور جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق کو ابہی خواب مین دیکہا کہ یہہ سب صاحب فرماتے تہے۔ آج شام کو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا۔

قرہ بن خالد قیس بن عباد سے روایت کرتے ہین اور انکا قول ہے کہ یوم جمل کو مین نے جناب علی مرتضیٰؓ سے سنا آپ فرماتے تہے "الٰہی مین خون عثمان سے بری ہون مین ہرگز اسمین شریک نہین جس دن عثمانؓ شہید ہوے ہین میرے ہوش وحواس گم ہوگئے تہے اور مین اپنے کو بہولا ہوا تہا۔ لوگ میرے پاس

بیعت کو آئے۔ مین نے اونسے کہا۔ خدا کی قسم۔ کیا مین اون لوگونسے بیعت لون جنھون نے جناب عثمانؓ کو قتل کیا۔ مجھکو شرم آتی ہے۔ جس شخص کی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا جس شخص سے فرشتے شرم کرتے ہین مین ایسے شخص سے شرم نہ کرون۔ ابھی تک عثمانؓ مقتول پڑے ہین دفن بھی نہین ہوے اور مین لوگونسے بیعت خلافت لون۔ مجھکو تو خدا سے شرم آتی ہے۔ لوگ یہہ مقولہ سنکر واپس گئے جب جناب عثمان دفن ہو گئے لوگ میرے پاس دوبارہ آئے اور مجھسے بیعت خلافت کرنا چاہی۔ مین نے کہا۔ خداوندا۔ اوس کام سے مین ڈرتا ہون جسپر مجھکو مقدم کرتے ہین۔ جب مجھکو معلوم ہوا کہ اسوقت لوگون کی بیعت لینا ضرور اور واجب ہے مجبوراً مین نے بیعت خلافت قبول کی۔ جب مجھکو لوگون نے امیر المومنین کہا گویا میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تھا۔ مین نے دعا کی۔ خداوندا۔ میری طرف سے عثمانؓ کا بدلہ ان لوگونسے لینا تاکہ عثمانؓ خوش ہون۔"

بروایت اوزاعی منقول ہے کہ جناب علیؓ نے فرمایا۔ اگر تمام دنیا وما فیہا مجھکو مل جاتی اور مین جناب عثمان کے قتل مین تلوار لیکر شریک ہوتا مجھکو کبھی خوش نہ آتا۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ زید بن ارقمؓ کی عیادت کو تشریف لیگئے۔ اونکے پاس اور لوگ بھی تھے آپ نے فرمایا چپ رہو چپ رہو۔ خدا کی قسم جو کچھ مجھسے سوال کروگے مین اوسکا جواب دونگا۔ زید بن ارقمؓ نے کہا۔ مین آپکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون۔ کیا آپنے جناب عثمانؓ کو قتل کیا۔ حضرت علیؓ نے سر جھکا لیا۔ بعد ایک ساعت کے فرمایا۔ قسم اوس ذات پاک کی جسنے دانہ زمین پھوڑ کر نکالا اور روح پیدا کی

عثمانؓ کو نہ مین نے قتل کیا اور نہ اونکے قتل کا کسیکو حکم دیا۔ محمد بن حاطب کہتے ہین کہ مین جنگ جمل مین بعد ختم ہونے جنگ کے مقتولین کے دیکھنے کو نکلا۔ حضرت علی حسن بن علی عمار بن یاسر۔ محمد بن ابی بکر۔ زید بن صوحان۔ رضی اللہ عنہم مقتولین کو دیکھ رہے تھے جناب حسنؓ نے ایک مقتول کو دیکھا کہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے۔ آپنے اوسکو سیدہا کیا پھر چلا اوٹھے اور کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس یہ قریش کا بچہ ہے

حضرت علی - اے میرے بیٹے کسکو کہتے ہو اور کسکی لاش ہے۔

حسن رضؓ - محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ہین۔

جناب علی رضؓ - انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس۔ خدا کی قسم جوان صالح تھا۔ بعد ازان جناب علیؓ غمگین وحزین وہان بیٹھ گئے

جناب حسن رضؓ - اے والد بزرگوار مین نے آپ کو اس سفر سے پیشتر ہی منع کیا تھا مگر آپنے میرا معروضہ نہ سنا اور آپکی راے پر فلان فلان اشخاص غالب آے (اور یہہ نتیجہ ہوا جو اسوقت پیش نظر ہے

جناب علی رضؓ - بیشک صاحبزادہ ایسا ہی ہوا۔ اگر مین اس واقعہ سے بیس برس پہلے مرگیا ہوتا تو مجھکو بڑی خوشی ہوتی۔

محمد بن حاطب رضؓ - اے امیر المومنین۔ ہم لوگ مدینہ جاتے ہین لوگ جناب عثمانؓ کی بابت ہمسے سوال کرین تو کیا جواب دین۔

عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر بھی افسوس کر رہے تھے۔ جناب علیؓ اونکی طرف متوجہ ہوے۔

جناب علی رضؓ - اے عمار و محمد تم کہتے ہو کہ عثمان رضؓ نے خودرائی سے کام لیا

اور خلافت خراب کی اور تمہین لوگون نے اونسے اسکا بدلہ لیا
خدا کی قسم تم نے برا بدلہ لیا۔ بہت جلد حاکم منصف کے روبرو جاؤگے
اور وہی تمہارا اونکا فیصلہ کرے گا۔ اے محمد بن حاطب جب
تم مدینہ پہونچو اور لوگ تمسے جناب عثمان رضؓ کی شان مین کچھہ
سوال کرین تو تم اونکے جواب مین کہنا۔ کان واللہ من
الذین امنوا ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ
یحب المحسنین وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ ترجمہ
خدا کی قسم عثمانؓ اون لوگونمین تھے جو ایمان لائے پہر خدا سے ڈرے اور ایمان
لائے (یعنی بار بار تجدید ایمان کرتے تھے خوف خدا کا اس درجہ غلبہ تہا کہ بخوف
عدم قبول ہر بار ایمان کی تجدید کرتے تھے) پہر خدا سے ڈرے اور نیک کام کئے
اور اللہ نیک کام والونکو دوست رکہتا ہے اور اللہ ہی پر چاہیئے کہ ایمان والے
بہروسہ کرین۔

ہارون بن عنزہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہین۔ اونکا قول ہے کہ مین نے
جناب علی مرتضیٰؓ کو محل خورنق مین ایک تخت پر بیٹھے دیکھا۔ آپکے پاس ابان بن
عثمان بہی تھے جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ مجھکو امید ہے کہ مین اور تمہارے باپ اون
لوگونمین ہین جنکی شان مین خدائے کریم نے یہہ آیت نازل فرمائی ہے۔ ونزعنا
ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ ترجمہ۔ اور نکال
لینگے ہم اونکے دلونسے جو کچھہ رنج وبغض ایک کو دوسرے سے ہوگا اور وہ آپسمین
ایک دوسرے کے بہائی ہوجاوینگے اور ایک دوسری کے مقابل تختونپر بیٹھے

ہونگے جس زمانہ مین فتنہ و فساد پھیلا ہوا تھا حضرت سعد بن ابی وقاص نے لوگونسے کہا۔ مین گواہ ہوں اور خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا کہ اوس فتنہ کے وقت اپنے اپنے گھر مین خاموش بیٹھنے والا شخص کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا اوس فتنہ مین سعی و کوشش کرنیوالے سے بہتر ہوگا۔ کسی نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا۔ اگر اوسوقت کوئی میرے گھر مین گھس آوے اور مجھکو مارنا چاہے تو کیا کرون۔ حضور اقدس نے جواب دیا حضرت آدم کے بیٹے ہابیل کیطرح ہوجانا یعنی تم تلوار نہ چلانا۔ اگر وہ تمپر ہاتھ چلاوے تو صبر کرنا اور جان دینا۔ کیونکہ وہ وقت ایسا ہی ہوگا مسلمانونکی آپس کی لڑائی ہوگی اگر تم لڑوگے یا مار وگے تو کسی مسلمان ہی کو مار وگے اور مسلمان کا قتل کرنا کس درجہ گناہ عظیم ہے اگر تم مارے گئے تو شہید ہوے۔

جسوقت بیعت عثمانی ہو گئی۔ عبداللہ بن مسعود رضؓ نے کہا۔ ہم نے اپنے سے افضل و اعلیٰ کی شان مین کمی و کوتاہی نہین کی۔ یعنے جناب عثمانؓ ہم مین اعلیٰ و افضل تھے اونکو خلافت ملی۔ حق بحقدار رسید۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگونکو جناب عثمانؓ سے بغاوت کرنیسے روکا اور فرمایا۔ خدا کی قسم اگر عثمان کو قتل کرینگے تو پھر اونکی مانند جانشین اور خلیفہ نپاوینگے

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے فرمایا اگر سب لوگ جناب عثمان رضؓ کے قتل پر متفق ہوں تو تعجب نہین کہ آسمان سے پتھر اونپر برسین اور سب تباہ ہوں جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا انجام ہوا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کہتے ہین کہ مین نے ایک دن اپنے گہر مین وضو کیا
اور گہر سے چلا۔ مین نے ارادہ کیا کہ آج تمام دن جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین
رہونگا۔ جب مسجد مین پہونچا معلوم ہوا کہ کہین باہر تشریف لیگئے ہین مین ڈہونڈہتا
ہوا چاہ اریس پر پہونچا اور دروازہ پر بیٹہہ گیا۔ وہ دروازہ کہجور کی تانون کا تہا۔
جناب رسولخدا رفع حاجت کو تشریف لیگئے تہے بعد فراغت کنوئین پر تشریف
لاے اور وضو کیا۔ مین نے نظر اوٹہا کر دیکہا تو آپکو کنوئین پر پایا۔ آپ کنوئین کے
اندر دونون پانون لٹکاے پنڈلیان آپکی کہلی ہوئین جگت پر بیٹہے تہے مین نے
سلام کیا اور دروازہ پر آکر بیٹہہ رہا۔ جی مین کہتا تہا کہ آج کے دن حضور کا بوّاب
(پہرہ والا) ہونگا۔ اس عرصہ مین حضرت ابوبکر رضؓ تشریف لاے اور دروازہ ٹہوکا۔
مین نے کہا کون ہے۔ کہا۔ ابوبکر۔ مین نے کہا ٹہیریئے پہر مین اوٹہکر خدمت عالی
مین گیا اور عرض کیا۔ ابوبکر آے ہین اور اجازت چاہتے ہین۔ فرمایا۔ آنے دو اور
اونکو دخول جنت کی بشارت دو۔ مین نے جاکر اونکو جنت کی بشارت دی۔ ابوبکر
حاضر خدمت نبوی ہوے اور جس ہیات سے جناب رسول خدا ؐ بیٹہے تہے آپکی
داہنی جانب بیٹہہ گئے۔ مین دروازہ پر آکر پہر بیٹہہ رہا اور اپنے دل مین کہا کہ مین اپنے
بہائی کو وضو کرتے چہوڑ آیا ہون خدا کرے جلد آجاوے اور اوسکو بہی خیر و برکت
نصیب ہو۔ مین اسی سوچ مین تہا کہ کسی نے دروازہ کہٹکایا دریافت سے معلوم ہوا کہ
عمر ہین۔ مین نے مثل اول مرتبہ کے حضور کو اطلاع دی اور حضور نے اجازت دیکر
بشارت دینے کو فرمایا مینے اوسی طرح جناب عمر رضؓ سے کہا اور وہ اندر آکر جناب رسولخدا
صلعم کے پاس بائین طرف اوسی طرح کنوئین مین پانون لٹکا کر بیٹہہ گئے اور مین بہی

بدستور سابق دروازہ پر آٹھیرا۔ دل مین کہتا جاتا تہا کہ کاش میرا بہائی آجاتا۔ اتنے مین جناب عثمانؓ آے اور مثل سابق کے مین نے پہر حضور کو اطلاع دی اور اجازت لی حضور نے فرمایا کہ انکو بہی بشارت دینا وہ بلوہ مین شہید ہونگے۔ مین نے آکر اجازت دی۔ جناب عثمانؓ اندر آے اور حضور کیخدمت اقدس مین حاضر ہوے۔ ایک طرف جگہ تینون صاحبونسے بہر گئی تہی۔ جناب عثمانؓ تینون صاحبونکے مقابل اوسی ہیأت کذائی سے جا بیٹہے۔

حدیث۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ ہم جناب رسول خدا صلعم کے ہمراہ ایک سفر مین تہے اور اثناء سفر مین کسی منزل پر مقیم تہے سب لوگ اپنے اپنے کام مین مصروف تہے۔ کوئی اپنا خیمہ لگاے بیٹہا تہا کوئی پاؤن تانے آرام کر رہا تہا۔ کوئی تیر اندازی مین مشغول تہا کہ اتنے مین منادی نے پکار کر کہا۔ نماز تیار ہے۔ ہم سب لوگ ایک جگہہ جمع ہو گئے۔ جناب رسول خدا صلعم نے کہڑے ہو کر خطبہ پڑہا پہر فرمایا۔ مجہسے قبل جسقدر نبی گذرے ہین سب نے اپنی اپنی امت کو جو اونکے حق مین بہتر تہا تعلیم فرمایا جو اونکے واسطے برا تہا اوس سے ڈرایا اور بچایا۔ تم لوگونکی خیریت اور عافیت پہلے ہی لوگون مین ہے۔ پچہلے لوگون پر سخت بلائین اور ناپسندیدہ امور نازل ہونگے اور متواتر فتنے۔ ایک سے ایک بڑہا چڑہا۔ ایک فتنہ آئیگا مرد ایماندار کہیگا کہ اس سے بچنا مشکل ہے اسی مین میری ہلاکت ہے۔ پہر وہ بلا دفع ہو جاویگی دوسری بلا آگہیرے گی۔ پس جو لوگ دوزخ سے بچنا چاہتا ہے اور دخول جنت کی آرزو ہے اوسکے لئے مناسب ہے کہ ایسے وقت مین اوسکی موت آجاوے اور خدا اور روز قیامت پر ایمان کے ساتہہ دنیا سے مدہاری۔ لوگونسے

وہ معاملہ کرے جو خود اوسکو گوارا رکہتا اور پسند کرتا ہے (بجز اسکے خلاصی کی کوئی صورت نہین۔ خدا جسکو ایسے پر آشوب زمانہ مین ایمان کے ساتہہ اوٹہائے اوسکی خیریت ہے) جو شخص امام وقت کی بیعت کرے اور اپنا ہاتہہ اوسکو دے چکا ہو اور دل سے اوسکی اطاعت و محبت کرتا ہو تو اوسکو لازم ہے کہ حتی الامکان امام کی اطاعت سے باہر نہو اور اگر کوئی دوسرا شخص امام کے برخلاف امام سے نزاع و خلاف پر کمر باندہے تو تمپر واجب ہے کہ اوس مخالف کی گردن مارو۔ (اسمین جناب عثمان رضی کی اطاعت اور انکے مخالف سے انحراف کی تاکید ہے) راوی کا بیان ہے کہ مین نے عبداللہ بن عمرو ناقل حدیث ہذا سے پوچھا۔ کیا آپنے خود اس حدیث کو جناب رسالتمآب صلعم سے سنا ہی عبداللہ بن عمرو نے اپنے ہاتہہ سے اپنی کان کیطرف اشارہ کرکے کہا۔ میرے ان کانون نے سنا اور میرے دل نے یاد رکہا۔ مین نے کہا۔ یہہ تمہارے چچا کے بیٹے معاویہ ہمکو حکم کرتے ہین کہ ہم ایک دوسرے کا مال ناحق کہا جاوین اور ایک دوسرے کی جان کے خواہان ہون حالانکہ خداوند تعالی فرماتا ہے۔ اے ایمان والو۔ آپس کا مال ناحق مت کہاؤ۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی نے اپنے دونون ہاتہون سے اپنی پیشانی پکڑلی اور کچہہ دیر سر جہکائے رہے پہر سر اوٹہا کر کہا۔ اونکی اطاعت مین اگر خدا کی اطاعت ممکن ہو تو اس صورت مین اونکی اطاعت کرو مگر جس صورت مین اونکی اطاعت مین خدا کی نافرمانی ہوتی ہو تو اونکا کہا مت مانو اور اونکی نافرمانی کرو۔

حدیث۔ جابر بن عبداللہ رضی سے روایت ہے کہ ہم مجمع مہاجرین کے ساتہہ ایک گہر مین تہے۔ اس مجمع مین ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص۔ رضی اللہ عنہم بہی تہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔

ہر شخص تم مین سے اپنے کفو کے پاس کہڑا ہو جاوے۔ سب صحابہ نے اس حکم کی تعمیل کی آنحضرت صلعم جناب عثمان رضؓ کے پاس کہڑے ہوکر اونسے بغلگیر ہوے اور فرمایا۔ تم میرے دنیا و آخرت مین دوست ہو۔

حدیث ۔ حذیفہ بن یمان رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ جبتک تم لوگ اپنے امام کو نہ قتل کروگے قیامت نہ قائم ہوگی اور بعد قتل امام باہم خوب تلوار چلیگی اور دنیا کے وارث اور مالک برے لوگ ہونگے چنانچہ جناب عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد کسقدر خونریزی ہوئی اور بعد خلافت راشدہ جیسا کچھ خلافت کا حال ہوا ظاہر و عیان ہے۔

حدیث ۔ یحییٰ بن سعید رضؓ سے روایت ہے کہ زمانہ خلافت عثمان رضؓ مین زید بن خارجہ انصاری خزرجی نے انتقال کیا جب اونکو کفن پہنایا اونکے سینہ سے گہنٹہ کی سی آواز لوگون نے سنی بعد اوسکے اونکی مردہ نعش نے کلام کیا۔ اور سب نے سنا۔

احمد۔ احمد۔ پہلی کتابونمین ہے۔ سچے ہین سچے ہین۔ ابوبکر صدیق رضؓ فی نفسہ ضعیف ہین خدا کے کام مین قوی و مضبوط۔ گذشتہ کتابونمین سچے سچے لکھے ہین۔ عمرؓ بن خطاب قوی۔ امانت دار۔ پہلی کتابونمین اونکو سچا سچا لکھا ہے۔ عثمانؓ بن عفان۔ جناب رسولخدا صلعم اور حضرات شیخین کے طریق پر ہونگے۔ چار برس گذر گئے دو باقی رہے۔ فتنے آگئے۔ قوی سخت نے ضعیف و ناتوان کو کہا ڈالا۔ قیامت آگئی۔ عنقریب تمکو خبر

چاہ اریس پہونچیگی اور تم جانتے ہو چاہ اریس کیا ہے۔

یحییٰ بن سعیدؒ کہتے ہین میرے باپ کہتے تھے کہ بعد انکے ایک شخص نے بنی خطمہ سے وفات پائی جب کفن دے چکے تو اونکے سینہ سے بھی ایسی ہی آواز نکلی اور پھر اونھون نے کہا۔ بنی حارث کے بھائی نے سچ کہا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ زید بن خارجہؓ بنی حارث مین سے تھے اور ایسا ہی قصہ میرے بھائی ربعی بن حراش کا بھی ہوا وہ بھی موت کے بعد بولے۔

حدیث۔ عمیر بن اسودؓ کہتے ہین کہ مین عبادہ بن صامتؓ کے پاس بمقام حمص گیا اونکے ساتھہ اونکی بیوی ام حرام تھین۔ ام حرامؓ نے حدیث بیان کی۔ وہ کہتی ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میری امت مین ایک لشکر سب سے اول دریا مین جہاد کریگا۔ اونکے واسطے جنت واجب ہو گئی۔ ام حرامؓ کہتی ہین مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا صلعم۔ مین بھی اونمین ہون۔ فرمایا۔ تم بھی اونمین ہو گی۔ پھر جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اول لشکر میری امت کا جو قیصر کے شہر مین جہاد کرے گا اونکو خدا نے بخش دیا ہے مین نے عرض کیا۔ کیا مین بھی اونمین ہو نگی۔ آپ نے فرمایا نہین۔ ام حرامؓ نے جنگ قبرس مین انتقال کیا انکا واقعہ بیان جنگ مین مذکور ہے۔

حدیث۔ بروایت عبداللہ بن حوالہؓ منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ تم لوگ ایک ایسے شخص پر مجتمع و متفق ہوگے جو سر پر چادر کا عمامہ باندہے ہونگے اور اوسی وضع سے لوگون سے بیعت لینگے۔ وہ شخص اہل جنت مین سے ہین راوی کا بیان ہے کہ بیعت کے دن جناب عثمانؓ حیرہ کی چادر سر پر لپیٹے تھے

اور لوگ آپکو چارو نطرف سے گھیرے ہوے بیعت کر رہے تھے۔
حدیث۔ عبد اللہ بن حوالہؓ جناب رسولخدا صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا۔
جُستی تین چیزونسے نجات پائی اوس نے بالکل نجات پائی اور تمام بلاؤنسے محفوظ رہا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت وہ تین چیزین کون ہین۔ فرمایا۔ میری موت۔ خلیفہ کی شہادت جو خدا کی مرضی پر صابر وشاکر مقتول ہونگے۔ دجال جو قرب قیامت مین خروج کریگا
انبیاے کرام کے بہت دشمن ہوتے آے ہین چنانچہ بعض انبیا علیہم السلام کو اونکی امت نے شہید بہی کیا۔ کفار مکہ جناب رسول خدا صلعم کے جانی دشمن تھے اور سب کا یہی منشار دلی تہا کہ موقع پاکر آپکے دشمنونکو قتل کرین۔ اس بارہ مین مجلسین ہوتی تہین بڑے بڑے لوگ تجویزین اور رائین پیش کرتے تھے مگر جسکا خدا نگہبان ہے اوسکا کوئی کچھ بگاڑ نہین سکتا۔ مدینہ منورہ مین جب آپ ہجرت کرکے تشریف لاے ہین یہود جانی دشمن رہے۔ ایک یہودی نے بکری کا گوشت پکا کر زہر ملا کر حضور کو کہلا دیا۔ ایک نے آپ پر جادو کیا غرضکہ دشمنون نے اپنے اپنے داؤن چلے مگر حافظ حقیقی نے سب کے شر سے محفوظ رکہا۔ آپنے فرمایا کہ میری موت سے جسنے نجات پائی یعنی میری جان لینے کے درپے نہوا اور مجھکو قتل نہ کیا اوسنے بڑی بلاؤن سے نجات پائی۔ کیونکہ نبی کا قتل آسان کام نہین اور اوسکا عوض دنیا مین کم نہین اور اُس قاتل کی سزا اور قاتلونکی سزا کے مثل نہین۔
دوسری بات خلیفہ کا قتل۔ جناب عثمانؓ کی شہادت مراد ہے اور یہ ارشاد ہے کہ انکے قتل سے بچنا گویا تمام بلاؤن سے بچنا ہے۔
دجال کے فتنے بہت کچھ ہونگے۔ بڑے بڑے بہک جاوینگے مگر جسکو خدا

محفوظ رکھے اور اوسپر ایمان لاوینگے۔ اللھم احفظنا منہ ومن کل الآفات۔

جبیرؒ بن نفیر کہتے ہین کہ بعد شہادت حضرت عثمان رضؓ کے ہم لوگ حضرت معاویہ رضؓ کے لشکر مین تہے کعب بن مرہ نے منبر پر کہڑے ہوکر کہا۔ اگر مین نے جناب رسولخدا صلعم سے حدیث نہ سنی ہوتی مین ہرگز اس جگہہ نہ کہڑا ہوتا۔ لوگون نے جب حدیث کا نام سنا سب بیٹہہ گئے اور متوجہ ہوکر سننے لگے۔ کعب بن مرہ نے کہا۔ ہم لوگ جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین بیٹہے تہے کہ اتنے مین جناب عثمان رضؓ اودہر ہوکر نکلے حضور نے ارشاد فرمایا۔ اس شخص کے زیر قدم سے فتنہ اوٹہیگا اور جو انکی اطاعت کرے گا وہ راہ راست پر ہوگا۔

یہہ حدیث سنکر ابن حوالہ نے منبر کے پاس کہڑے ہوکر کہا تمنے بہی یہ حدیث آنحضرت صلعم سے سنی ہے قسم خدا کی مین اوس دن اوسی مجلس مین حاضر تہا۔ اگر مجہکو پہلے اس سے معلوم ہوتا کہ لشکر مین کوئی میرے کلام کی تصدیق کرنیوالا ہے تو مین ہی پہلے اسکو بیان کر دیتا۔

محمد بن سیرینؒ کہتے ہین کہ کوفہ مین ایک شخص نے کہا عثمان رضؓ قتل ہوے اور اونکو درجہ شہادت ملا۔ لوگ اونکو پکڑکر حضرت علی رضؓ کے پاس لیگئے اور کہا اگر آپ نے ہمکو قتل کرنے سے نہ منع کیا ہوتا تو ہم ضرور اس شخص کو مار ڈالتے۔ یہہ علی الاعلان کہہ رہا تہا کہ عثمان رضؓ شہید ہین۔ اوس شخص نے حضرت علی رضؓ سے کہا۔ آپ گواہ ہین اور خوب جانتے ہین کہ مین جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین گیا تہا اور مین نے سوال کیا حضور نے مجہکو کچہہ عنایت فرمایا پہر مین نے ابوبکر رضؓ کے پاس جاکر اونسے سوال کیا اونہون نے بہی مجہکو دیا۔ پہر عمر اور بعد اونکے عثمان رضؓ کے پاس گیا اور سوال کیا۔ دونون صاحبون نے

بھی دیا۔ بعدازان مین جناب رسول خدا صلعم کی خدمت مین دوبارہ گیا اور عرض کیا
اے رسول خداؐ۔ دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو برکت عطا فرماوے۔ حضور نے فرمایا تجھکو
برکت کیون نہو گی تجھکو تو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدون نے دیا ہے یہہ
کلمہ حضور نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

ابو عمرو کہتے ہین کہ زرارہ بن عمرو نخعی والد عمرو بن زرارہ کے اپنے قبیلہ کیطرف سے
قاصد بنکر جناب رسولخدا کیخدمت مین آے اور عرض کیا کہ اثناء راہ مین مین نے ایک
ہولناک خواب دیکھا ہے۔

آنحضرتؐ - کیا خواب ہے بیان کرو۔

زرارہ - مین نے یہہ خواب دیکھا ہے کہ مین اپنے گھر ایک گدہی چھوڑ آیا
ہون جسنے ایک سیاہ رنگ کا بچہ جسکے سیاہ لب ہین جنا ہے پھر
دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی اور میری اور میرے بیٹے عمرو کے
درمیان آگئی۔ آگ مین سے آواز نکل رہی ہے "لپٹ نے لیا
لپٹ نے لیا۔ بینا نابینا کسیکو نہ چھوڑا"

آنحضرتؐ - کیا تم اپنے گھر اپنی لونڈی حاملہ چھوڑ آے ہو۔

زرارہ - ہان۔

جناب رسولخدا - اوسنے لڑکا جنا ہے اور وہ تمہارا بیٹا ہے۔

زرارہ - سیاہ رنگ کیسے ہوا۔

جناب رسولخدا - میرے پاس آؤ۔ کیا تمہارے کسی مقام پر برص ہے اور
تم اوسکو چھپاتے ہو۔

زرارہ - قسم اوس ذات کی جسنے آپکو حق کے ساتھہ بہیجا ہے۔ آپ سے پہلے کسی نے اوسکو نہین جانا۔

جناب رسولخدا - بس وہ سیاہی وہی برص ہے۔ آگ کی تعبیر فتنہ ہی جو میری بعد ہوگا

زرارہ - جناب وہ فتنہ کیا ہے۔

جناب رسولخدا - لوگ اپنے امام کو قتل کرینگے اور مسلمانوں مین سخت مخالفت اور پہوٹ پہیل جاویگی۔ مرد ایماندار کا خون ایماندار پانی سے زیادہ شیرین سمجھیگا۔ مرد بدکار سمجھے گا کہ وہ اچھا کام کر رہا ہے۔ اگر تم اوسوقت مر گئے تو تمہارا لڑکا وہ زمانہ دیکھیگا اور اگر تمہارا لڑکا مر گیا اور تم باقی رہ گئے تو خود اوس فتنہ کو دیکھہ لوگے۔

زرارہ - حضور میرے واسطے دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو ایسے وقت تک دنیا مین نہ رکہے۔ آنحضرت صلعم نے اونکے حق مین دعا فرمائی۔

ابو مریم کہتے ہین کہ مین کوفہ مین تہا۔ ایک دن جناب امام حسن رضؓ نے مسجد کوفہ مین وعظ کہا اوسمین فرمایا۔ اے لوگو۔ مین نے رات کو خواب دیکھا اور عجیب وغریب چیزین نظر سے گذرین۔ خداوند تعالے کو عرش پر دیکھا۔ جناب رسولخدا تشریف لائے اور عرش کے پایہ کے پاس کہڑے ہو گئے پہر جناب ابو بکر صدیقؓ آئے اور آنحضرت صلعم کے شانہ مبارک پر اپنا ہاتہہ رکہکر کہڑے ہوے پہر جناب عمرؓ آئے وہ جناب ابو بکرؓ کے شانہ پر ہاتہہ دہر کر کہڑے ہوے۔ پہر جناب عثمانؓ اپنے ہاتہہ پر سر رکہے ہوے آئے اور کہا۔ خداوندا۔ اپنے بندون سے دریافت فرما کہ مجھکو کس جرم وخطا مین قتل کیا ہے۔ بعد اسکے مین نے دیکھا کہ آسمان سے دو پرنالے خون کی

جاری ہوے اور زمین تک وہ خون پہونچا۔

راوی کا قول ہے کہ کسی نے جناب علیؓ سے کہا۔ دیکھیے آپکے صاحبزادہ حسن کیا فرماتے ہین۔ آپ نے جواب دیا۔ جو کچھ خواب مین دیکھا بیان کرتے ہین۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین جناب رسولخدا کی خدمت مین کچھ کھجور لایا اور عرض کیا۔ آپ ان کھجورونمین برکت کے واسطے دعا فرمایئے۔ حضور اقدس نے وہ کھجورین مجھسے لیکر دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ انکو اپنے توشہ دان مین رکھو جسقدر تمکو ضرورت پیش آوے توشہ دان مین ہاتھہ ڈالکر نکال لیا کرنا لیکن یاد رکھو کھجورونسے بالکل توشہ دان خالی نہ کرنا۔ ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ مین نے وہ کھجورین ایک چمڑہ کی تھیلی مین ڈال دین اور جب ضرورت ہوتی کھجور نکالتا اور کھاتا اور لوگونکو دیتا۔ یہانتک کہ سیرون اور منون کھجورین نکال کر خدا کی راہ مین محتاجونکو دین اور خود کھائین اور لوگونکو کھلائین مگر وہ کھجورین کم نہوئین اور نہ ختم ہونے آئین۔ وہ تھیلی میرے ساتھہ ہروقت سفر و حضر مین کمر سی بندہی رہتی تھی۔ جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوے ہین دفعتہً وہ کھجورین بالکل ختم ہوگئین چنانچہ اسی بارہ مین ابوہریرہؓ کا شعر ہے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِي الْيَوْمَ هَمَّانِ	هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّيْخِ عُثْمَانَ

آج کے دن سب کو تو ایک ہی غم ہے اور مجھکو دو غمون نے گھیرا ہے۔ تھیلی گم ہوگئی جس سے کھجورین کھاتا تھا جناب عثمانؓ ایسے خلیفہ شہید ہوے۔

صحیح بخاری مین ہے کہ جناب رسول خدا نے چاندی کی مہر بنوائی تھی اور آپ اوسکو پہنے رہتے تھے۔ آپکے بعد جناب صدیقؓ کے ہاتھہ مین رہی اور بعد اونکے حضرت عمرؓ

کے پاس اونکے بعد جناب عثمانؓ کی ہاتھہ آئی۔ ایک دن جناب عثمانؓ چاہ اریس پر بیٹھے تھے اور مہر اونگلی سے نکالکر ہاتھہ مین لیئے ہوے تھے اتفاقاً مہر کنوئین مین جا پڑی۔ لوگون نے تین دن تک ڈھونڈھی۔ کنوئین کا پانی نکال ڈالا مگر مہر نہ ملی جس تاریخ کو مہر گم ہوئی نبوت کی برکتین جو زمانہ خلافت راشدہ مین باقی تھین گویا وہ اوٹھہ گئین

روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ شب بیدار تھے۔ جس زمانہ مین کہ جناب عثمانؓ محصور تھے یہہ ایک رات کو حسب معمول اوٹھے اور نماز پڑہکر سو رہے۔ خواب مین دیکھا کہ کوئی انسے کہہ رہا ہے۔ اوٹھہ۔ خدا سے دعا مانگ اور اوس سے پناہ طلب کر کہ تجھکو اوس فتنہ سے جس سے اپنے نیک بندونکو بچاتا ہے پناہ دے۔ عامر اوٹھہ بیٹھے اور نماز پڑہی پھر دعا مانگی۔ قدرت خدا سے وہ ایسے بیمار ہوے کہ گھر سے اونکا جنازہ ہی باہر نکلا۔ خداوند کریم نے اونکی دعا قبول فرمائی اور اس پر آشوب وقت مین اونکو شرکت فتنہ وفساد سے محفوظ رکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسول خدا نے مرض موت مین ارشاد فرمایا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس میرے یار دوستون سے کوئی ہوتا۔ ہم لوگون نے عرض کیا۔ کیا ابوبکر صدیقؓ کو بلادین۔ آپ خاموش رہے۔ پھر لوگون نے کہا۔ کیا عمرؓ کو آپکے پاس بلادین۔ حضور نے اسپر بھی سکوت فرمایا۔ پھر ہم نے دریافت کیا۔ کیا عثمانؓ کو آپکی خدمت مین حاضر کرین۔ فرمایا۔ ہان۔ لوگ عثمانؓ کو بلا لائے صرف عثمانؓ جناب رسول کے پاس تھے۔ دونون مین خلوت کردی گئی اور ہم لوگ علیحدہ ہوگئے۔ جناب رسول خدا کچھہ فرما رہے تھے۔ ہم لوگ دور سے دیکھتے تھے کہ عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا ہے۔ راوی حدیث کہتے ہین کہ ابوسہلہ موسلے

عثمان رضؓ نے مجھسے کہا کہ جناب عثمان رضؓ نے بروز شہادت یہ فرمایا "جناب رسول خدا نے مجھسے عہد لیا ہے اور مین حضور سے قول کرچکا ہون مین اوسپر قائم ہون اور صبر کرتا ہون" عہد یہی ہوگا کہ باغیون کے کہنے سے خلافت نہ ترک کرنا کیونکہ تم حق پر ہوگے اور وہ ناحق پر۔ تم شہید ہوگے اور قاتل ظالم وجفا کار۔ اپنے بدکردار کی سزا پائینگے۔ اسکی تصریح اکثر احادیث مین بہی آئی ہے۔

احادیث مذکورہ بالا سے جناب عثمانؓ کی خلافت اور آپکی شہادت پوری طور سے ثابت ہے۔ روایات کتب آسمانی اقوال صحابہ کرام سے آپکا خلیفہ برحق ہونا۔ لوگونکا آپ پر ظلم کرنا۔ آپکو خلافت سے علیحدہ کرنے کی تجویز اور اوسپر بلوہ کا قائم ہونا۔ آپکا خلافت پر قائم رہنا یہانتک کہ شہید ہوجانا۔ صاف ظاہر وعیان ہے کسی طرح کا شبہ وشک نہین۔ یہ ضروری بات ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدر ہوتا ہے پہلے اوسکے اسباب وعلامات ظاہر ہوتے ہین بعد اسکے وہ کام ظہور پذیر ہوتا ہے۔ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے اسکے خلاف شاذونادر وقوع مین آتا ہے اور یہ بہی معلوم ہے کہ جملہ امور خیر وشر من جانب اللہ ہین بدون حکم اوسکے کچھہ نہین ہوتا۔ ہان مذہب اہل سنت وجماعت یہ ہے کہ انسان کو عقل وتمیز اختیار فعل و ترک عطا ہوا ہے جسکی وجہ سے مکلف ہے اور جزا وسزای اعمال کا مستحق۔ نیک کا بدلہ نیک اور بد کا بد ہے مطیع کو جنت عاصی کو دوزخ ہے۔ اور یہہ بہی اسکی مشیت پر ہے کہ چاہے اسکے خلاف کرے۔ کرسکتا ہے کون اُسکو روک سکتا ہے۔ اور اوسنے کمال شفقت ورحمت سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور اوسکا وعدہ سچا ہے۔ اور ڈرایا بہی ہے۔ لہذا ہم اوسکے رحم وکرم کے امیدوار۔ اور اوسکے غضب سے ترسان ولرزان ہین

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آے		اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا

جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیئے کہ جناب عثمان رض کی شہادت بمقتضاے حکمت الٰہی عالم اسباب دنیا مین واقع ہوئی۔ اسکا سبب اختلاف کا پیدا ہونا ہے۔ علم خداوندی مین یہہ امر طے ہو چکا تہا کہ لوگ عثمان پر خروج کرینگے۔ وہ حق پر ہونگے اور لوگ ظلماً اونکو شہید کرینگے چنانچہ اسکے متعلق احادیث سے ہم ثبوت دیچکے جناب عثمان رض کا اس قتل پر راضی رہنا۔ اسکی نہی حضور صلعم سے تاکید ہوچکی۔ متعدد احادیث اس مطلب کو صاف بیان کرتی ہین۔ آپکے خلیفہ ہونے مین شک نہین یہ امر بہی ہر طرح ثابت ہو چکا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ آپ مصائب و تکالیف برداشت کرنے پر مامور تہے۔ آپ پر کسی طرح طعن نہین ہو سکتا کہ جان بچانیکو خلافت دے دیتے۔ معاذ اللہ طمع خلافت مین جان گئی۔ اگر کوئی نافہم۔ دشمن ایمان اس قسم کے شکوک کرے محض اوسکی ناداقی ہے۔ مرض تعصب مین گرفتار ہے۔ دین وایمان سے علیحدہ۔ طریق اسلام سے دور ہے۔ جناب عثمان رض اس افترا وبہتان سے بالکل مبرا و پاک ہین آپکا دامن ان عیوب سے صاف وشفاف ہے۔ مسلمان کامل ایمان سے یہہ خیالات و توہمات شیطانی بہت دور ہین۔ غیر مذہب والا بہی جسکو انصاف پسندی منظور ہے اور چشم بصیرت جسکی پرنور ہے ان بزرگون کی نسبت ایسے گمان کبہی نہین کرنیکا۔ اقوال صحابہ کرام سے یہہ بات بہی ظاہر ہے کہ بعد شہادت جناب عثمان رض علی العموم مسلمانونکو آپکی شہادت کاکس درجہ صدمہ ہوا ہے۔ بعض صحابہ جنکو آپکی شہادت کا علم تہا اور اقوال آنحضرت سے جانتے تہے کہ آپ ضرور شہید ہونگے قبل از وقوع واقعہ شہادت لوگونکو منع کرتے اور ڈراتے تہے کہ عنقریب

زمانہ پرآشوب فتنہ وفساد کا ظہور ہوگا۔ لوگ اپنے امام وقت کی طاعت سے باہر ہوجاوینگے دیکہو ایسے وقت مین اگر ہوسکے تو اپنے امام کی مدد کرنا اور اونکے واسطے جان تک سے دریغ نہ کرنا اگر یہ نہو سکے تو اپنا ایمان بچانا۔ مخالفین امام کی ہمراہ نہونا کہ دنیا بہی جاے دین بہی برباد ہو خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق بنو۔

اب ہم انعقاد خلافت کے متعلق مع اوسکے امور مناسب کے لکہتے ہین اور اس بحث کو ختم کرتے ہین۔

(تعریف خلافت) مسلمانونکی سرداری۔ بذریعہ اشاعت علوم دینی کے دین کا قائم رکہنا ارکان اسلام کا قائم رکہنا۔ اشاعت اسلام مین کوشش کرنا۔ جہاد اور اوسکے متعلق امور کا اجرا۔ تقرر قضات۔ اقامت حدود شرعیہ۔ مظلوم کی دادرسی۔ نیک کام کی ہدایت افعال بد سے روکنا۔ یہہ جملہ امور بطور نیابت جناب رسولخدا انجام دینا۔ اسکو خلافت کہتے ہین

جناب رسولخدا جب مبعوث ہوے خلق خدا کے ساتہہ معاملہ کیا۔ اون مین اپنے تصرفات جاری فرماے۔ ہر کام کیواسطے اپنی طرف سے ایک نائب مقرر کیا۔ اور ہر معاملہ مین کمال اہتمام کیا۔ جملہ معاملات پر نظر اور غور کرنے سے امور کلیہ جزئیہ کی تلاش وجستجو سے سب کا مآل کار دین کی اقامت نکلتی ہے۔ اقامت دین۔ یہہ ایک ایسا امر کلی عام ہے جسکے متعدد افراد ہین منجملہ اسکے علوم دینی کو ترقی دینا اور اونکو زندہ کرنا ہے۔ اور یہہ امر تعلیم قرآن وحدیث و وعظ وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ارکان اسلام روزہ۔ نماز حج۔ زکوٰۃ۔ وغیرہ۔ یہہ کام انجام دینا۔ اسکے متعلق جمعہ وعیدین مین خود امامت کرنا۔ ہر محلہ مین پنجگانہ نماز پڑہانیکو امام مقرر کرنا۔ مسلمانونسے زکوٰۃ وصول کرنا تحصیل زکوٰۃ کیواسطے تقرر عامل۔ جناب رسول خداؐ کا اعلاء کلمتہ اللہ کے واسطے

بلاد کفار پر خود لشکر کشی کرنا یا دیگر صحابہ کو بھیجنا۔ مقدمات۔ معاملات مین خود بہ نفس نفیس فیصلہ کرنا۔ تصفیہ مقدمات کیواسطے دیگر بلاد و مواضع مین قاضی مفتی مقرر فرمانا۔ یہہ سب کام جناب رسول خدا نے کیئے اور یہی جملہ امور آپکے بعد خلفاء راشدین کے منصبی کام تھے یہہ جملہ امور عہد خلافت راشدہ مین کامل طور پر انجام پاتے رہی بعد اسکے سستی و کاہلی پیدا ہو چلی اور خلافت کی جگہہ امارت سلطنت حکومت رہگئی۔

خلیفہ ہونیکی شرائط یہہ ہین کہ مسلمان ہو عاقل بالغ۔ مرد۔ آزاد اور یہہ امور ظاہر ہین متکلم سننے والا دیکھنے والا۔ یہہ اسواسطے شرط ہین کہ خلیفہ کا کام یہہ ہے کہ دوسرونپر حکم کرے اپنے مطلب کو اپنی زبان سے اچھی طرح بیان کرسکے۔ مدعی مدعا علیہ کو دیکھے دونون مین باہم امتیاز کرے۔ اونکا بیان و دعوی سنے اور یہہ کام بدون سلامتی اعضا کے اچھی طرح نہین ہوسکتے۔ خلیفہ شجاع بہادر دلیر ہو۔ ضرورت کیوقت رائے ٹھیک دے سکے۔ جفاکش اور محنتی ہو۔ آرام طلبی تن آسانی نہ چاہے۔ عادل ہو یعنی کبیرہ گناہون سے محترز صغیرہ گناہون پر اصرار کرنے والا نہو۔ صاحب مروت ہو۔ مجتہد ہو۔ اجتہاد کی قوت اور مرتبہ اوس شخص کو حاصل ہوگا جو علم قرآن و حدیث و علم عربی و علم طریق استنباط مسائل وغیرہ اور جو اسکے متعلق ہین جانتا ہو۔ یہہ ضرور نہین کہ خلیفہ مجتہد مستقل ہو بلکہ یہہ مراد ہے کہ بزرگان دین کے مذہب اور طریق سے واقف اور ہر مسئلہ کو اوسکی دلیل سے سمجھتا ہو۔ اگرچہ مقلد ہو مگر علوم مذکورہ سے واقف ہو خط و کتابت بعض کے نزدیک شرط نہین کیونکہ جناب رسولخدا اُمّی تھے مگر اس مسئلہ مین تحقیق یہہ ہے کہ آنحضرتؐ پر قیاس نہ کرنا چاہیئے کیونکہ فی زمانہ بدون تحریر کے بہت بڑا نقصان واقع ہوتا ہے اور کیسا ہی عالی الشان قابل کیون نہو لکھنا نہ جانتا ہو کس قدر

اوسکا احتیاج ہوتی ہے اور لوگونکی نظر ونمین کسد رجہ بے اعتبار ہوتا ہے۔

جس شخص مین شرائط مندرجہ بالا پائی جاوین بیشک مستحق خلافت ہے۔ اگر مسلمان اوس شخص کو بالاتفاق خلیفہ کرین خلافت کا اہل ہے دیگر اہل اسلام پر اوس کی اطاعت واجب ہے اور اگر کوئی ایسا شخص خلیفہ کیا جاوے جسمین شرائط مندرجہ نہین اور اہل خلافت نہین تو جن لوگون نے خلیفہ کیا گناہ گار ہین اوسکی اطاعت بہی لازم و واجب نہین ہے۔ اگر غیر اہل خلافت زبردستی خلیفہ بن جاوے اور کچہہ لوگ اوس کے ساتہہ اتفاق کر کے اوسکی خلافت گوارا کرین تو اس صورت مین احکام جو کہ موافق شرع کے ہین نافذ و جاری ہونگے لیکن حکم خلاف شرع نہ مانا جاویگا۔ حتی الامکان لوگونکو مناسب ہے کہ اوسکی اطاعت کرین اور اوسکو خلافت سے معزول نہ کرین کیونکہ اس صورت مین اختلاف۔ جنگ وحرب وضرب کا خوف ہے۔ حتی الوسع مسلمانون کو اس سے پرہیز واجب ہے۔

جو شخص جامع شرائط خلافت ہو اوسکی خلافت چار طرح سے منعقد ہوتی ہے اور وہ مسلمانونکا خلیفہ اور اونکا حاکم ہوتا ہے۔

طریق اول مسلمانونمین جو لوگ ذی وجاہت و ذی مرتبہ ہین جیسے علما۔ قاضی۔ امراے شہر۔ رؤساے ملک وغیرہ۔ یہہ لوگ باتفاق اسکی خلافت منظور کرین اور اوس سے بیعت کرلین۔ جناب فاروقؓ کا قول ہے۔ فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ہو والذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا۔ ترجمہ جس کسی نے بغیر صلاح ومشورہ واتفاق مسلمانونکے بیعت خلافت کی ایسے شخص کی بیعت نہ کی جاوے اور ایسے بیعت لینے والے اور بیعت کرنیوالیکو خوف ہے کہ دونون

قتل کیے جاوین۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر اتفاق عمائد اہل اسلام بیعت منعقد نہو گی اور خوف ہے کہ ایسا خلیفہ اور اوسکے مرید دونون مارے جاوین۔جناب صدیق اکبر کی خلافت اسی قسم کی ہے کہ اکابر مہاجرین وانصار مدینہ نے آپکی خلافت کو منظور کیا اور بطیب خاطر وباتفاق تمام آپسے بیعت کی۔

طریق دوم استخلاف۔خلیفہ عادل جو باتفاق اہل اسلام خلیفہ ہوا ہے اپنی خوشی اور تجویز سے اپنی جگہہ پر دوسرے شخص کو جو کہ اہل خلافت سے ہے جانشین کردے اور لوگونپر ظاہر کردے اور سبکو اوسکی اطاعت کی وصیت کرجاوے ایسا شخص خاص ہوجاویگا اور خلافت کا مستحق سمجھا جاویگا۔جملہ مسلمانونکو چاہیئے کہ اسکو خلیفہ کرین چنانچہ جناب فاروق اعظم کی خلافت اسی طریق سے ہے۔حضرت صدیق رضہ نے قبل وفات لوگونپر ظاہر فرمایا اور آپکی خلافت پر سب کو متفق کردیا تہا۔

طریق سوم شوریٰ۔خلیفہ اپنی زندگی مین کہہ جاوے کہ میرے بعد خلافت فلان فلان اشخاص مین سے کسیکو ہونا چاہیئے۔خاص ایک کا نام نہ لے بلکہ دس پانچ اشخاص کو جو قابلیت واہلیت خلافت رکہتے ہون نامزد کرکے کہے کہ انمین سے کسیکو خلیفہ کردینا۔اس صورت مین جو اہل شوریٰ ہین بعد وفات خلیفہ وقت کی اپنی راے وتجویز سے باتفاق واجتماع ایک کو خلیفہ کردین اور اوسکے ہاتہہ پر سب بیعت کرین جناب عثمان رضہ کی خلافت اسی طریق سے ہوئی۔جناب فاروق رضہ نے چہہ صاحبونکو منتخب فرمایا اور شایع کردیا کہ انکی راے سے ایک صاحب انہین مین سے خلیفہ کیئے جاوین چنانچہ بعد شہادت جناب فاروق اعظم رضہ مجلس شوریٰ منعقد ہوئی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضہ منصرم قرار دیئے گئے اور اونکی تجویز وتشخیص پر سب نے اتفاق

کر کے جناب عثمان رضؓ سے بیعت خلافت کی۔

طریق چہارم استیلا۔ جب خلیفہ وقت انتقال کرے اور کوئی شخص مدعی خلافت ہو کر بغیر استخلاف و بیعت خلیفہ بن بیٹھے اور کچھہ لوگونکو جمع کرلے۔ وہ اسکے ساتھی ہوجاوین خواہ یہہ شخص نیا خلیفہ بزور متسلط ہوجاوے یا اپنی تقریر وجادوبیانی سے عوام کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنادے یا روپیہ کے طمع سے لوگ اوسپر گرویدہ ہوجاوین اس صورت مین بہی وہ شخص خلیفہ ہوجاویگا۔ مسلمانونپر واجب ولازم ہے کہ شرع کی موافق احکام اوسکے مانین اور درصورت خلاف شرع اوسکی اطاعت واجب نہین۔ یہہ استیلاے خلیفہ دو قسم ہے۔ جو شخص خود خلیفہ بن بیٹھا ہے اگر خلافت کا اہل ہے اور ہر طرح سے شروط خلافت اسمین متحقق ہین اور اوسکی غرض یہہ ہی کہ مسلمانونسے اختلاف ونزاع اوٹھہ جاوے بغیر اسکے کہ کسی فعل حرام کا ارتکاب کرے حکمت عملی وتدابیر مناسب سے دعوی خلافت کرے اور لوگونکو اپنی سے راضی کرلے تو اس قسم کی خلافت جائز ہے۔ کوئی مضائقہ نہین نہ کوئی گناہ ہے۔ کیونکہ اسکی نیت رفع فساد وصلاح اہل اسلام ہے اور خود بہی مستحق ہے۔ جناب معاویہ رضؓ کی خلافت بعد جناب علی رضؓ کے حضرت امام حسن رضؓ سے صلح کرکے لے لینا اسی قسم کی ہی دوسری قسم استیلا یہہ ہے کہ مدعی خلافت نا اہل ہو۔ کسی طرح کا استحقاق خلافت اوسکو نہین اور جنگ وجدال سے لوگونکو مجبور کرکے خود غالب آکر تخت خلافت پر بیٹھہ جاوے۔ یہہ خلافت جائز نہین۔ ایسا فعل کرنیوالا گنہگار ہے۔ تاہم اہل اسلام کو اوسکے احکام جو موافق شرع کے ہین ماننا چاہیئین۔ ایسے خلیفہ کی عامل اگر زکوۃ وصول کرلینگے صاحب نصاب کے ذمہ سے زکوۃ ادا ہوجاویگی۔ اوسکے زمانہ کے قاضی جو حکم

کرینگے وہ حکم بھی نافذ ہوجاویگا اگر یہہ خلیفہ جہاد کفار پر کرے مسلمان اوسکے ہمراہ جہاد کرسکتے ہین۔ یہہ خلافت بضرورت وقت منعقد ہوجاویگی کیونکہ خلیفہ کے معزول کرنے مین مسلمانونکی جانین ہلاک ہونگی۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوگا اور پہر انجام کار معلوم نہین کہ کیا ہو مسلمان اپنی مراد کو پہونچین یا نہین۔ اس خلیفہ کو نکال دین یا نہ نکال سکین۔ اسکے بعد دوسرا خلیفہ خدا جانے کیسا ہو ممکن ہے اس سے بھی بدتر ہو۔ پس امید موہوم پر فتنہ وفساد کا مرتکب ہونا جائز نہین ہے۔ عبدالملک بن مروان اور خلفاء بنی عباسیہ مین جو پہلے خلیفہ ہوے اونکی خلافت اسی قسم کی ہوئی۔

خلاصہ یہہ کہ اگر کوئی شخص جامع شرائط خلافت ہو اور اوس جیسا دوسرا تھو یا اوس زمانہ مین اور بھی لوگ اہل خلافت ہین مگر ایک شخص سب سے افضل ہے ایسے شخص کی خلافت انہین طریق مذکورہ سے ہوسکتی ہے کیونکہ بدون تسلط کے یا بیعت اکابر اہل اسلام کے تنازع وخلاف رفع نہوگا دوسرے مدعی اپنے اپنے دعوے سے باز نہ رہین گے۔

جناب علی مرتضی رضؓ کی خلافت اقسام اربعہ مین سے کس قسم کی ہی اس باب مین علما کی اقوال مختلف ہین۔ اکثر علما کا قول ہے کہ آپکی خلافت بیعت اکابر مہاجرین وانصار مدینہ سے منعقد ہوئی اور آپ خلیفہ ہوگئے۔ اکثر خطوط جناب علی رضؓ کے جو آپنے اہل شام کو لکھے لسے یہہ امر صاف ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا آپکی خلافت از قبیل طریق اول خلافت ہے بعضے کہتے ہین کہ آپکی خلافت بطریق شوری ہے کیونکہ بعد شہادت جناب فاروق رضؓ مجلس اہل شوری مین یہہ امر طے ہوچکا تھا کہ خلیفہ جناب عثمان رضؓ ہون یا جناب علی رضؓ ہون۔ جب جناب عثمان رضؓ باقی نہ رہے آپ خلافت کیواسطے متعین ہوگئے۔ بعض کا قول ہے کہ

خلافت جناب علیؓ نص سے ثابت ہے اور یہی قول اخیر مختار اور محقق ہے۔ کثرت احادیث فضائل بھی شاہد ہین بلکہ اکثر احادیث سے صریح یہی حکم نکلتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ مرجع والمآب۔

وجہ لقب ذی النورینؓ

ابن اثیر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو ذی النورین کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی دو صاحبزادیان بی بی رقیہؓ و ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپکے عقد مین آئی تہین۔ اس مضمون کی حدیث فضائل مین بھی گذر چکی۔ مورخین کا قول ہے کہ یہ ایک ایسی دولت ہے جو کسی پیغمبر کی امت مین سے بجز جناب عثمانؓ کے کسیکو نصیب نہین ہوئی کہ پیغمبر کی دو بیٹیان اوسکے نکاح مین آئی ہون۔

بعض کے نزدیک کثرت شب بیداری اور روزہ رکہنے سے ذی النورین لقب پایا کیونکہ روزہ و نماز دو نور ہین اور قیامت کے دن آپکی دونون جانب دائین بائین نور ہوگا

بعض یہہ سبب بیان کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ کا نسب دونون جانب (یعنی پدری و مادری سلسلہ) سے جناب رسول خدا صلعم سے ملتا ہے اور بہت قریب کا رشتہ جناب رسولخداؐ سے ہوتا ہے کیونکہ جناب عثمانؓ کی نانی بیضا بنت عبد المطلب جناب رسول خداؐ کی پہوپہی ہین اور اونکی بیٹی اَروی والدہ جناب عثمان آپکی پہوپہی زاد بہن تو جناب عثمانؓ آنحضرت صلعم کے بہانجہ ہوے اور عفان بن ابی العاص جناب رسول خدا صلعم کے چچازاد بہائی تہے اس طرف سے جناب عثمانؓ بہتیجہ ہوے۔

خصائص و اوصاف قبل اسلام

جناب عثمانؓ کی قدرتی طور سے فطرت سلیمہ ایسی واقع ہوئی تھی کہ جسکی وجہ سے قبل از اسلام آپ اکثر امور جاہلیت سے محترز رہے۔ آپنے اسلام سے پیشتر اپنے اوپر شراب حرام کرلی تھی۔ زنا کبھی نہین کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور جناب عثمانؓ دونون نے زمانہ جاہلیت مین شراب حرام کرلی تھی۔ چنانچہ خود جناب عثمانؓ نے بلوہ کے روز مجمع مین لوگونکو سنا کر فرمایا کہ مین نے نہ زمانہ جاہلیت مین اور نہ بعد اسلام کے کبھی زنا کیا۔ اسکے جواب مین کسی نے بھی انکار نہ کیا اور نہ آپکے قول کی تردید کرکے آپ کے بیان سے اختلاف کیا۔

فیاضی و سخاوت

زمانہ جاہلیت اور اسلام مین حضرت عثمانؓ کی ثروت قریش مین ایسی نہ تھی کہ جس سے بلاامتیاز ہر صغیر و کبیر غنی و فقیر مستفیض نہ ہوا ہو۔

زمانہ جاہلیت کی آپکی فیاضیان۔ سخاوت۔ صدقات۔ خیرات کا لکھنا بھی فضول ہے اور تلاش کرنیسے اسکا پتہ بھی کم ملیگا۔ لیکن اسلام مین جو جو فیاضیان و سیرچشمی کے کارنمایان آپنے کیئے وہ آپکی سخاوت اور دریادلی کی ایک بے مثل نظیر ہے۔

طبری مین لکھا ہے کہ جناب عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت مین ہر سال حج کو جاتے تھے اور مقام منا مین آپکا خیمہ نصب ہوتا تھا۔ جبتک آپ حاجیون کو کھانا نہ کھلا لیتے لوٹ کر خیمہ مین نہ آتے تھے یہہ جملہ مصارف خاص اپنے مال سے ادا کرتے تھے

بیت المال سے اسکو کچہہ تعلق نہ تہا۔

مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر بحکم جناب رسولخدا صلعم جناب عثمان رضؓ نے ہی کی۔ یہہ کام بہی آپکے جود وسخا کا ایک نمونہ ہے۔ جب آنحضرت صلعم مدینہ منورہ مین تشریف لاکر سکونت پذیر ہوے ایک چہوٹی سی مسجد بنائی گئی۔ کہجور کے تنے کاٹ کاٹ کر دیوار قائم کی۔ اوسکی تانون وغیرہ کی چہت بنائی۔ جب اسلام نے ترقی کی اور مسلمان روز بروز زیادہ ہوتے گئے مسجد نمازیون کے واسطے ناکافی ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے ایک روز کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا اور اوسمین بیان فرمایا کہ جو شخص فلان فلان لوگونکے مکانات جو مسجد سے ملحق ہین خرید کر ہماری مسجد مین شامل کردیگا اللہ تعالیٰ اوسکے واسطے جنت مین گہر تیار کریگا اور اوسکو بخش دیگا۔ جناب عثمان رضؓ نے وہ مکانات بیس ہزار یا پچیس ہزار کو خرید کیے اور مسجد مین شامل کردیے۔

آنحضرت صلعم کے عہد مبارک سے جناب فاروق رضؓ کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی کی چہت کہجور کی لکڑیون اور تانونکی ہی تہی۔ صحن خام تہا۔ ایام بارش مین جب مدینہ منورہ مین پانی برستا تہا بارش موقوف ہونے پر بہی مسجد نبوی مین دو ایکدن تک چہت ٹپکتی رہتی تہی جس سے نمازیونکو سخت تکلیف ہوتی تہی۔ عہد خلافت جناب فاروق مین جناب عثمان رضؓ نے حضرت فاروق رضؓ سے مسجد پختہ کرنے اور چہت و صحن پختہ بنوانیکو کہا۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے جواب دیا کہ بیت المال مجاہدین اور غازیان اسلام کا حق ہے اور انکے مصارف کے واسطے ہے نہ مسجد کے صحن و چہت پختہ بنوانیکے لیے جس حالت مین کہ مسجد نبوی آنحضرت صلعم اور اونکے خلیفہ کے زمانہ مین تہی مین بہی اوسی حالت پر رکہونگا اگر نمازیونکی تکلیف کا خیال ہے تو اپنے صرف سے

بنوادو'' اسوقت تو جناب عثمان رضؓ بپاس ادب خلیفہ وقت خاموش رہے لیکن جب آپکا دور خلافت آیا تو آپنے اپنے خاص روپیہ سے مسجد نبوی کی چہت۔ صحن اور دیوارین پختہ بنوا دین۔

آنحضرت صلعم کے عہد فیض مہد مین صرف ایک کنوان مدینہ منورہ مین بیر رُومہ تہا جسکا پانی تمام اہل مدینہ پیتے تہے۔ یہہ کنوان مسجد قبلتین سے شمال کے جانب تہا اور اسکا مالک ایک یہودی تہا۔ جو قیمت سے پانی دیتا تہا۔ مسلمانونکو سخت تکلیف تہی۔ جو اہل استطاعت تہے وہ تو پانی مول لیکر پی لیتے تہے مگر جو صحابہ غریب و مفلس تہے اونکا گذران کہاری پانی پر تہا۔

آنحضرت صلعم نے ایک روز اسکی بابت خطبہ فرمایا۔ جناب عثمان رضؓ نے پینتیس ۳۵ ہزار کو وہ کنوان خرید کر وقف کر دیا۔

علاوہ اس فیاضی اور سیر چشمی کے صدقات و خیرات مین جناب عثمان رضؓ کا ہاتہہ بہت کہلا ہوا تہا۔ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جود و سخا مین جو مرتبہ جناب عثمان رضؓ کو حاصل ہے کسیکو کم نصیب ہوا ہوگا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کے عہد خلافت مین ایک سال قحط پڑا۔ جملہ اہل مدینہ تنگ حال ہوے۔ فاقہ پر فاقے ہونے لگے۔ جناب صدیق اکبر رضؓ نے فرمایا ''عنقریب تمہارے واسطے کشود کار ہونے والی ہے تم لوگونکو کل شام نہ ہونے پاویگی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دفع کر دیگا''

دوسرے دن صبحکو ایک شخص خوشخبری لایا اور کہا۔ جناب عثمان رضؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے لدے ہوے گیہون اور دیگر اناج سے بہرے ہوے آتے ہین۔

آج صبح کو سوداگر غلہ فروش مدینہ والے حضرت عثمان رضؓ کے گھر گئے اور دستک دی جناب عثمان رضؓ ایک چادر اوڑھے ہوے گھر سے باہر نکل آے اور تاجروں سے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا۔ کیا ارادہ ہے۔ سب تاجروں نے بالاتفاق حضرت عثمان کی خدمت میں عرض کیا۔ جناب۔ ہم نے سنا ہے کہ ایک ہزار اونٹ بار گیہوں اور غلہ آپکا آیا ہے آپ اوسکو ہمارے ہاتھ فروخت کر ڈالیئے تاکہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو اور وہ ہم لوگوں سے غلہ خرید کر اپنے کھانے میں صرف کریں۔

جناب عثمان رضؓ نے تاجروں کو گھر کے اندر بلا کر دکھلایا کہ ایک ہزار انبار غلہ کے گھر میں موجود ہیں پھر تاجروں سے اس طرح مخاطب ہوے۔

عثمان رضؓ۔ تم لوگ شام کی خرید پر کسقدر نفع مجھکو دوگے۔

تجار۔ دس کے بارہ۔

عثمان رضؓ۔ اتنا نہیں۔ کچھ اور زیادہ دو۔

تجار۔ دس کے چودہ لو۔

عثمان رضؓ۔ اور بڑھو۔

تجار۔ اچھا دس کے پندرہ لو۔

عثمان رضؓ۔ ابھی کچھ اور بڑھو۔

تجار۔ چونکہ ہم لوگ تجار مدینہ ہیں اسواسطے اسقدر بڑھا دیا۔ دوسرا اس سے زیادہ کیا اسقدر بھی نہ دیگا۔

عثمان رضؓ۔ تم مجھکو ایک درم پر دس نفع کے دوگے؟۔

تجار۔ نہیں جو کچھ کہہ دیا ہے اوس سے زیادہ اور نہ دینگے۔

عثمانؓ۔ اے گروہ تجار۔ تم سب گواہ رہنا کہ یہہ تمام غلہ فقراء مدینہ کے لئے صدقہ ہے اور یہہ سب اونہین لوگونکے واسطے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو اس قصہ کے راوی ہین بیان کرتے ہین کہ جب مین اس شبکو سویا تو مین نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم ایک گھوڑے پر سوار نورانی لباس زیب بدن فرماے عجلت کے ساتھہ تشریف لئے جاتے ہین۔ مین نے بڑہکر عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون مجھے آپکی زیارت کا ازبس اشتیاق تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مجھکو جانیکی عجلت ہے کیونکہ عثمان نے ایک ہزار انبار شتر غلہ خداکی راہ مین محتاجین وفقراء مدینہ کو صدقہ کیا ہے۔ اللہ جل شانہ نے اوسکو قبول فرمایا ہے اور جنت مین ایک عروس کیساتھہ اونکا عقد کیا ہے۔ مین اونہین کے عقد مین جارہا ہون اللہ اکبر۔ کیا شان تہی۔ اللہ تعالی نے جیسا جناب ذی النورینؓ کو مالدار کیا تھا ویسا ہی اونکو فیاض۔ سیر چشم۔ دریادل ہی بنایا تھا۔ قحط اور اسقدر فیاضی کہ تجار مدینہ دس کے پندرہ دین اور آپ اس نفع کثیر کو قبول نہ فرماوین پہر تمام غلہ فقراء مدینہ پر خداکی راہ مین تقسیم کردین۔ کیا کوئی نظیر اسکی مل سکتی ہے۔

عتاق

عتاق کے معنے ہین لونڈی غلام خداکی راہ مین آزاد کرنا۔ جب سے حضرت عثمانؓ اسلام لاے تھے آپکا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو ایک غلام ضرور فی سبیل اللہ آزاد فرمایا کرتے تھے۔ اگر کسی جمعہ کو اتفاقاً غلام آزاد کرنیکی نوبت نہ آتی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے تھے۔ زمانہ محاصرہ مین بہی جناب عثمانؓ نے بہت سے غلام جو شام سے آئے تھے خداکیواسطے آزاد کئے۔

سادگی وضع۔ تواضع

جناب عثمانؓ کے مزاج میں باوجود دولت وثروت دنیوی کے بیحد سادگی تھی شرحبیل بن مسلم کا بیان ہے کہ عثمانؓ اپنے مہمانوں کی بڑی خاطرداری فرماتے نفیس کھانا کھلایا کرتے تھے۔ آپ خود اکثر اوقات شہد اور زیتون کا تیل کھایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی محض بُھنے گوشت اور سرکہ پر اکتفا کر لیتے تھے۔

عبداللہ بن شدّاد کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیرالمومنین عثمان ذوالنورین کو اونکے عہد خلافت میں جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے دیکھا ہے۔ آپکا لباس اوسوقت جو زیب بدن تھا صرف چار درم یا پانچ درم کا قیمتی تھا۔ درم تقریبًا ساڑھے تین آنہ کا ہوتا ہے۔

جناب امام حسنؓ بن علیؓ سے کسی نے سوال کیا۔ "جناب عثمانؓ کی چادر کیسی تھی"

حسنؓ۔ قطری تھی۔ (ایک قسم کا کپڑا ہے)

سائل۔ اوسکی قیمت کیا تھی۔

حسنؓ۔ آٹھ درم۔

سائل۔ آپ کرتہ کیسا پہنا کرتے تھے۔

حسنؓ۔ سنبلانی۔ (دراز۔ یا منسوب ہے ایک مقام کیطرف جو روم کے نواح میں ہے)

سائل۔ کس قیمت کا تھا۔

حسنؓ۔ آٹھ درم کا۔

پھر جناب حسنؓ نے فرمایا۔ اونکی جوتیاں وسط سے کٹی ہوئیں اور باریک تسمہ دار تھیں۔

نیز بروایت حسنؓ آیا ہے کہ امیرالمومنین جناب عثمانؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں ایک

چادر اپنے سرہانے رکھے ہوے آرام فرمارہے تھے۔ لوگ مسجد مین آتے جاتی تھے اور یکے بعد دیگرے آپسے ملتے جاتے تھے۔ جب کوئی آتا آپ اوٹھہ کر بیٹھہ جاتے اور جب وہ چلاجاتا آپ پہر لیٹ رہتے تھے۔ اور جب کوئی آپ سے ملنے آتا تو اوٹھکر بیٹھہ جاتے اور اوسکو اپنے برابر بہٹھا لیتے تھے۔

ایک روایت مین آیا ہے کہ جناب عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت مین اکثر دوپہر کا کہانا کہاکر مسجد نبوی مین قیلولہ کیا کرتے تھے۔ جب اوٹھتے تھے تو آپکے شانو نپر سنگریزو کے نشان نمایان ہوتے تھے۔

ابوالفرات کہتے ہین کہ حضرت عثمانؓ کا ایک غلام تہا اوس سے آپ فرماہے تھے "مین نے ایک روز تیری گوشمالی کی تہی تو مجہہ سے اوسکا قصاص لے لے" پہر جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ اشد دیا حبذ ا القصاص فی الدنیالا قصاص فی الآخرۃ۔ ترجمہ۔ زور سے کان دبا۔ دنیا مین بدلہ اور قصاص اچہا ہی نہ آخرت کا قصاص اور بدلہ۔

سیاست

کتب سیر کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے اور اوراق گردانی تواریخ سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب عثمان کو امور سیاست (حکمرانی) مین ملکہ کامل اور مہارت تام حاصل تہی۔ اسمین کوئی تعجب بہی نہین کیونکہ آپنے جناب رسول خداؐ کا زمانہ دیکہا۔ جناب صدیق اکبؓ کے عہد خلافت کو خوب دیکہا بہالا جناب عمر فاروقؓ کے ساتھہ ساتھہ رہی۔ کثرت واقعات اور تجربہ نے انکی نظر وسیع ہوگئی۔ مدت دراز تک نظم ونسق پر غور کرنے کا موقع ملا۔ پہر ایسے شخص کو جو ایک مدت دراز تک انہین کا ہو نشین رہا امور سیاست مین مہارت

کامل ہونی ہی چاہیئے۔ علی الخصوص جناب عثمانؓ ایسے شخص کو اگر ان امور مین کمال حاصل ہوا تو کیا عجب ہے۔ لیکن چونکہ آپکے عہد خلافت مین مخالفین کی کثرت اور اونکی نکتہ چینی اور زبان درازی عام ہوگئی تھی اور ہر شخص بلا لحاظ مراتب ایک اعتراض کرنے کو مستعد تھا اور ہر عامی شخص قطع نظر اپنے مرتبہ کے منہ زوری پر آمادہ تھا جسکو دیکھو مخالفت پر تلا ہوا تھا اسوجہ سے جناب عثمانؓ کے انتظامات اور امور مصالح مناسب مستتر و مخفی رہ گئے۔ آپکو موقع اسکا نہ ملا کہ زبان طاعنین روک کر ادہر متوجہ ہوتے تاہم باوجود ان سب موانع کے جو فتوحات آپکے عہد خلافت مین حاصل ہوئین یہہ آپکے حسن انتظام کی کافی دلیل ہے۔ اور ایسے زمانہ پر آشوب مین استقلال و تحمل کو ہاتھہ سے نہ دینا آپ ہی کی ہمت مردانہ کا کام تھا۔

آپنے اپنی عہد خلافت مین روزینہ۔ کپڑے۔ گہی۔ شہد تقسیم کرنیکے دن مقرر کئے تھے حضرت حسن بن علیؓ کہتے ہین کہ مین نے جناب عثمانؓ کے منادی کو دیکھا ہی وہ کہہ رہا تہا۔ اے لوگو کل صبح اپنے اپنے وظائف لینے آنا۔ صبح کو دیکھا کہ جوق جوق لوگ جاتے تھے اور وظائف لاتے تھے۔ پہر شام کو منادی بآواز بلند کہتا تھا۔ ”کل صبح کو اپنے روزینہ لینے آنا“۔ پہر صبحکو گروہ گروہ جاتے اور پوری طور سے روزینہ لاتے تھے۔ پہر مین نے آپکے منادی کو سنا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے ”کل صبح کو کپڑے لینے آنا“ چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ کپڑے لینے جمع ہو جاتے تھے۔ اسی طرح گہی اور شہد بہی دوسری صبح کو جا کر لاتے تھے۔

پہلا حادثہ جو آپکے عہد خلافت مین پیش آیا یہہ تہا کہ عبید اللہ بن عمرؓ نے ہرمزان عجمی و حفینہ نصرانی وغیرہ کو اس شبہ سے قتل کر ڈالا کہ یہہ لوگ جناب فاروق اعظمؓ کی

شہادت مین شریک تہی اور انکے صلاح ومشورہ سے فیروز ابولولؤ نے جناب فاروقؓ کو شہید کیا ہے۔

جناب عثمانؓ کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا آپنے صحابہ سے اس باب مین رائے لی۔ کسی نے قصاص تجویز کیا۔ کسی نے کچہہ کہا۔ کوئی قصاص لینے کے خلاف تہا غرضکہ ہر طرف سے کشاکش شروع ہوئی۔ آپنے ایک رقم کثیر اپنی جیب خاص ذاتی مال سے اولیاے مقتول کو خونبہا مین دیکر جس طرح ممکن ہوا اس خصومت وفتنہ کو مسلمانون کے سر سے ٹالا۔ عقل سلیم اور راے مستقیم اس سے بہتر فیصلا اور کیا کرسکتی ہے

جسوقت جناب عثمانؓ نے فتح افریقہ کا قصد کیا تو بنظر مصالح بعض امور سیاست عمرو بن العاص کو معزول کیا اور بجاے اونکے عبد اللہ بن سعد بن ابی السرح کو مصر کا والی اور حاکم مقرر کیا۔ مال غنیمت سے خمس الخمس دینے کا وعدہ کیا اور اونکو جانب افریقہ روانہ فرمایا۔ لوگون نے اس عزل ونصب کو محل بحث قرار دیکر آپکی راے صائب پر نکتہ گیری کی۔ لیکن جب اس عزل ونصب سے افریقہ واندلس مفتوح ہوگیا تو آپکی راے صائب وتجویز مناسب مین حرف گیری کرنا یا آپکے امور سیاست پر طعن کرنا اپنی ہی سخافت راے ظاہر کرنا ہے۔

جناب عثمانؓ کے امور سیاست مذہبی کے متعلق یہہ امر تہا کہ بروز جمعہ اذان ثانی مقرر فرمائی۔

بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ زمانہ آنحضرت صلعم مین اور نیز عہد خلافت جناب ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ مین جمعہ کی اذان اوسوقت ہوتی تہی جب امام ممبر پر خطبہ پڑہنے جاتا تہا جناب عثمانؓ کے دور خلافت مین جب لوگونکی کثرت

ہونے لگی توآپ نے اذان ثانی کا حکم دیا چنانچہ اوسیوقت سے یہہ اذان دیجاتی ہے اور ابتک دستور ہے۔

علامات حرم کی تجدید۔ جدہ کو ساحل بحر مقرر کرنا۔ امت محمدیہ کو ایک مصحف پر متفق کرنا۔ مسجد نبوی کی تعمیر اور اوسکو پختہ بنوانا۔ غرضکہ جناب عثمان رضؓ نے سیاست ملکی ومذہبی مین ایسے ایسے امور نفع رسان اختراع کئے ہین کہ جسکی نظیر بدقّت تلاش وتجسس سے ملیگی۔

طاعات وعبادات جناب عثمان ذی النورین رضؓ

صیام

آپکے روزونکے نسبت مورخین کا قول ہے کہ اکثر اوقات عزیز آپکی روزونمین گذرتی تہی کبہی ایسا ہوتا تہا کہ تمام سال مین آپ متواتر روزہ رکہا کرتے تہے بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپ صائم الدہر تہے۔

ایک لونڈی آزاد کردہ جناب عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ آپ ہمیشہ روزہ رکہا کرتے تہے اور ایک روایت ہے کہ آپ صائم الدہر قائم اللیل تہے شروع رات مین کچہہ دیر استراحت فرماتے باقی تمام رات خدا کی عبادت مین گذار دیتے تہے۔

طہارت و وضو

اس باب مین کمال اہتمام تہا۔ جناب رسالتمآب صلعم سے طریق وآداب وضو وفضائل وسنن تعلیم پاے اور جملہ سنن وآداب کا کما ینبغی لحاظ رکہا۔

صحیحین مین بروایت مسلم بعد ذکر حدیث کے (جسمین وضو کی کیفیت مذکور ہے) آیا ہے کہ ہمارے علما کہتے ہین یہہ پورا وضو۔ کامل طہارت نماز ادا کرنیکے واسطے ہی۔ جو شخص نمازی کامل وضو کرنا چاہی اسطرح کا وضو مع ترتیب و لحاظ آداب و سنن کرے

حمران بن ابان کہتے ہین کہ مین جناب عثمان رض کے غسل اور وضو کے واسطے پانی تیار رکھتا تہا آپ ہر روز غسل کیا کرتی تہی مگر نہایت آداب کے ساتھہ پانی مین اسراف نہین فرماتے تہے۔ بمقدار قلیل بقدر کفایت سے آپکا غسل ہوتا تہا۔ کبہی آپنے ایک وضو سے دو نمازین ادا نہ فرمائین ہر وقت تازہ وضو کر کے نماز ادا فرماتے اور ہر وقت باوضو رہا کرتے تہے۔

جناب رسول خدا صلعم نے تازہ وضو سے نماز پڑہنے کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے اور وضو پر وضو کرنا نور علی نور ارشاد ہوا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے اسپر مداومت کی ہے احیانًا ایک وضو سے دو نمازین ادا فرمائین ورنہ ہر وقت تازہ وضو فرماتے تہے۔

نماز

بکمال حضور قلب خشوع و خضوع کے ساتھہ آپکی نماز ہوتی تہی۔ باوجود اس اہتمام تام کے ہر نماز کے بعد بخوف عدم قبول ستر مرتبہ استغفار کیا کرتے تہے۔

فی الواقع عابد کو اپنی عبادت کا نقصان اوسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب معبود کی کمال عزت و جبروت اوسکے دل مین متمکن ہو جاتی ہے۔ اوسوقت بمقابلہ جلال و عزت معبود کے اپنی عبادت ہیچ و ناچیز سمجہکر اپنی عبادت سے استغفار کرتا ہے اور جسقدر عابد مشاہدہ کمال مین مستغرق ہوگا اوسیقدر اپنی عبادات کو کم درجہ سمجہے گا لطف

یہہ ہے کہ جس درجہ اپنی عبادت سے نادم ہوکر اوسکے نقصان کا قائل ہوگا اوسیقدر اوسکو ثواب ملیگا اور بخیال عدم قبولیت جب حزن وملال لاحق حال ہوگا آینے اور بہی بہت بڑہیگی کہ خشوع وخضوع وحضور قلب زیادہ ہونا چاہیئے۔ پس جس درجہ کا حضور قلب ہوگا اوسیقدر معارف کا فیضان اور اطمینان قلبی فیاض حقیقی کے جانب سے عابد کے دل پر ہوگا اور وہ دل گنجینہ نور ہوجاویگا۔ پہر اوسکو عبادت مین ذوق ولطف حاصل ہوگا۔ اسیواسطے اللہ کے خاص بندے باوجود ضعف بدن وضعف قوی کے تمام رات عبادت آلہی مین بسر کرتے ہین اور کسی طرح کا کسل وتکان اونپر ظاہر نہین ہوتا ہے۔

جناب عثمانؓ اکثر راتین مقام ابراہیم مین بحالت نماز صبح کرتے تہے۔ کبہی اول رات چند ساعت استراحت فرمالیتے جلیسا کہ اوپر گذرچکا۔

سچ ہے عاشقان خدا اور اوسکے شیدائی بندونکو یاد محبوب حقیقی مین آرام وچین کہان۔

خواب را با دیدہ عاشق چہ کار	کز غم معشوق باشد بقیرار

نیند وغفلت بے فکرونکو ہے ونکو بجز کہانے پینے اور سونیکے کام ہی کیا ہے۔

خوردن براے زلیستن وذکر کردنست	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست

اللہ اللہ۔ کسقدر انقلاب ہوگیا ہے۔ بالکل قلب ماہیت ہوگئی ہے۔ آج کیدن جو اپنے آپکو نمازی کہتے ہین اونکی نمازین حقیقت کی سی صورت بہی نہین رکہتی ہین۔ دیگر عبادات مین اخلاص نام کو نہین۔ اسلام کا نام بدنام کرنیوالے ہین۔

سبحہ درکف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ	معصیت را خندہ مے آید بر استغفار ما

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر	دیگر	این چنین تسبیح کے دارد اثر

بعینہ اونکے حسب حال ہے۔ نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیآت اعمالنا۔ نماز عمدہ ترین عبادات ہے اور اعلیٰ درجہ کا قرب نمازی کو اپنے مالک حقیقی کے ساتھہ نماز کے وقت حاصل ہوتا ہے۔

جناب عثمانؓ کو ادائے صلوٰۃ مین اہتمام بلیغ تہا اور کیون نہ ہوتا۔ جناب رسولخدا صلعم کے خاص صحابہ مین تہے۔ آنحضرت صلعم کے جملہ حرکات و سکنات۔ عادات و عبادات ہر وقت پیش نظر تہے۔ پہر جناب صدیق اکبرؓ اور جناب فاروق اعظمؓ کے صحبت یافتہ ع آنچہ خوبان کنند خوب آید۔ کا مضمون ہے۔

تلاوت قرآن مجید

جناب عثمانؓ کبہی کبہی ایک رکعت نماز نفل مین تمام قرآن ختم کرتے تہے اور دن مین ہی پڑہا کرتے تہے۔ آپکا طریق تلاوت یہہ تہا کہ رات کو ازبر نوافل مین اور دنکو دیکھکر تلاوت کرتے اگر کوئی آپسے کہتا کہ اسقدر محنت کلام اللہ پڑہنے مین کیون کرتے ہو طاقت انسانی سے زیادہ محنت و مشقت کس لئے ہے تو آپ جواب مین فرماتے کہ جب بادشاہ اپنے احکام بہیجے ہر وقت اونکو پیش نظر رکہنا چاہیئے تاکہ اوسکے احکام سے خبردار ہوکر عمل کرے اور تقصیر سے محترز رہے ورنہ در صورت غفلت اپنے نفس کو بادشاہ کے قہر و غضب کا مستحق بنانا ہے۔

حج و عمرہ

آپکے حج و عمرہ کی تعداد مورخین نے دس تک لکھی ہے۔

غزوات

تمام غزوات مین علاوہ بدر وبیعۃ الرضوان کے کہ ان دونون مقام سے تخلف بحکم جناب رسولخدا صلعم تھا آپ شریک رہے حضر وسفر مین جناب رسول خدا صلعم کا ساتھہ رہا۔ ان دونون مقام مین اگرچہ آپ نہ تھے مگر آپ کا شمار غیر حاضرین مین نہین ہے کیونکہ بحکم رسولخدا آپ حاضری سے معذور رہین۔

وصل ارحام

قرابت والون۔ ناتہ دارونکے ساتھہ سلوک کرنیمین جناب عثمانؓ کا قدم اپنے اہل زمانہ سے آگے بڑہا ہوا تھا۔ اسمین آپ تمام ہم عصرونسے ممتاز تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ افسوس لوگون نے جناب عثمانؓ کو قتل کرڈالا اور وہ ایسے شخص تھے کہ اپنے اہل قرابت کے ساتھہ نیک سلوک کرتے تھے اور اپنے پروردگار سے بڑے ڈرنے والے تھے۔

خوف

آپکو خداوند تعالیٰ نے اس وصف مین بہی ممتاز فرمایا تہا۔ مشکوٰۃ شریف مین ہے کہ جناب عثمانؓ جب کسی قبر پر کہڑے ہوجاتے اس درجہ خوف خدا غالب آتا کہ رونے لگتے اور اسقدر روتے کہ آپکی ریش مبارک تر ہوجاتی۔

کسی نے پوچہا۔ آپکے سامنے جنّت اور دوزخ کا ذکر آتا ہے اور آپ نہین روتے اور قبر کو دیکھتے ہی بے تحاشا روتے ہین اسکا کیا باعث ہے۔ آپنے جواب دیا کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے۔ قبر سفر آخرت کی منزلونمین پہلی منزل ہے اگر اس

منزل سے باسانی نجات پائی تو اسکے آگے والی اور منزلین سب سہل ہین اور اگر خدانخواستہ اسی منزل مین پہنس گیا اور سختی پیش آئی تو آئندہ منازل سخت دشوار گذار کا سامنا ہے اور بڑی مشکل ہے۔

جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین - قبر سب مقاموں سے زیادہ خوفناک اور ہول انگیز وحشت خیز مقام ہے۔اس سے زیادہ ہیبت ناک دوسری جگہہ میری نظر سے نہین گذری - خدا اپنی پناہ مین رکہے۔

ورع وتقویٰ

آپکا اس درجہ تہا کہ چالیس دن سے زیادہ عرصہ تک آپکو بلوائی گہیرے رہے مگر کوئی کلمہ آپکی زبان مبارک سے ایسا نہ نکلا کہ مخالفین کو آپ پر حجت ہوتا۔

شفقت وحسن معاشرت

آپ رعایا پر از بس مہربان تہے - مروی ہے کہ کچہہ لوگ کسی امر قبیح و ناجائز مین مبتلا تہے کسی نے جناب عثمان کو خبر دی کہ آپ تشریف لے چلئے فلان فلان اشخاص اسوقت اس برے کام مین مصروف ہین آپ اونکو پکڑکر شرعی سزا دیجیے - جناب عثمان رض تشریف لیگئے - اس اثنا مین شاید وہ لوگ خبر آمد جناب عثمانؓ سنکر ادہر ادہر متفرق ہوگئے اور جس برے کام مین مشغول تہے وہ ترک کردیا - آپنے وہان پہونچکر ملاحظہ فرمایا اور اوس فعل ناجائز کے علامات و آثار دیکہے مگر ارد گرد کوئی فرد بشر نظر نہ آیا - آپنے خدا کا شکر ادا فرمایا کہ اون لوگون کو تو برے کام مین مبتلا نہ دیکہا اور نہ سزا پاتے - پہر ایک غلام شکرانہ مین آزاد کیا۔

آپکی عادت مبارک تھی کہ رات کے وقت گھر کے سونے والونکو نہین جگاتے تھے۔ اگر ضرورت پانی وغیرہ کی ہوتی خود لے لیتے سوتے آدمیونکو بخیال تکلیف نہ جگاتے۔ ہان اگر گھر والونمین سے کوئی بیدار ہوتا تو اوس سے پانی وضو۔ طہارت کے واسطے مانگ لیتے تھے۔

صبر

آپکا صبر واستقلال ظاہر ہے۔ بمقابلہ مخالفین محاصرہ مین کسقدر صبر وضبط سے کام لیا یہانتک کہ جان دیدی۔ آپکے غلامون نے چاہا بھی کہ باہر نکلکر آپکی طرف سے لڑین اور مخالفین کی جماعت کو آپسے دفع کرین مگر آپنے سب کو روکا اور لڑنیسے باز رکھا

ایک روایت مین ہے کہ دو وصف جناب عثمان مین ایسے تھے کہ حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق مین بھی وہ وصف نہ تھے۔ ایک صبر اپنی جان پر صبر کیا یہانتک کہ مظلوم شہید ہوے۔ دوسرے تمام امت محمدی کو ایک قرآن مجید پر جمع کردیا اور اختلاف بالکل اوٹھادیا۔ وذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم۔

مقامات عالی

جناب رسولخدا صلعم نے جو اوصاف حمیدہ وخصائل نفیسہ خاص جناب عثمان رض کی شانمین ارشاد فرماے ہین منجملہ اونکے حیا ہے۔

اس باب مین احادیث کثیرہ سابقاً مذکور ہوچکی ہین۔ اعادہ کی ضرورت نہین۔ البتہ معنے حیا کے بیان کرنا ضروری ہین۔ حیا جو اسلام مین محمود اور ایمان کی ایک شاخ کہی جاتی ہے اوس سے مراد یہہ ہے کہ طبیعت انسانی یا دل نور ایمان کا فرمانبردار ومطیع

ہوجاوے۔اس امر کو جناب نبوی صلعم کے اقوال نے خوب ظاہر کر کے دکھلا دیا ہے اور جناب عثمان میں یہہ معنی علی وجہ الکمال احادیث سے ثابت ہو چکے ہیں۔

ہم اسکو کچھہ تشریح کے ساتھہ بیان کرتے ہیں۔انسان میں چند قوتیں ہیں۔بعض نفس کی تابع ہیں۔بعض عقل کی تابع۔قوت سبعیہ اور قوت شہویہ جب غالب ہونگی انسان نفس کا مطیع ہوکر افعال خلاف مقتضاے عقل و شرع کا مرتکب ہوگا۔اگر نفس مہذب ہے اور نور عقل سے آراستہ و پیراستہ ہو چکا ہے تو وہ نور غالب آکر انسان کو افعال مکروہ اور ناجائز شرعاً و عرفاً سے باز رکھیگا۔اسکا نام حیا ہے۔

اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ جناب عثمانؓ کی اصل فطرت میں صلاحیت تھی جب کسی موقع پر قوت سبعیہ یا قوت شہویہ کا غلبہ ہوا اور اونکے غلبہ و ہیجان کے اسباب ظاہر ہونے لگے یا کسی فتنہ و فساد کا آغاز ہوا جناب عثمانؓ نے سلطان عقل سے کام لیا اور قوای عقلی سے مدد لی۔قواے نفسانی جو کہ قوت سبعیہ و قوت شہویہ ہیں مغلوب ہوے اور آپنے بمقتضاے عقل کام کیا۔یہی حقیقت حیا ہے۔

خلاصہ یہہ کہ جو کام بہ تقاضاے نفس شہوت پرست ہوا اور وہ عقلاً یا شرعاً مذموم ہو اوس سے باز رہنے کو حیا کہتے ہیں۔اپنے نفس شریر کو اوسکے جوش و خروش سے روک کر اوسکی خواہش پوری نہ کرنا اور اوسکو اوسکے ناجائز ارادوں سے باز رکھنا اور بغلبہ نور ایمان سے اپنے نفس پر غالب آنا اسی کا نام شارع علیہ السلام نے حیا رکھا ہے احادیث متقدمہ سے جناب عثمانؓ میں یہہ معنے حیا کے بوجہ اتم و اکمل پای جاتے ہیں

درجہ شہادت پانا۔اس بارہ میں بھی اکثر احادیث وارد ہوئی ہیں جنکو بطور پیشین گوئی کے جناب رسول خدا نے آپ کی شان میں ارشاد فرمایا ہے

چنانچہ بعض احادیث ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔

جناب عثمانؓ کا پیغمبر خدا کے ساتھہ جنت مین رفیق ہونا۔ اس باب مین متعدد احادیث آئی ہین جنکا لکھنا خالی از طوالت نہو گا۔

رفیق اوسکو کہتے ہین جو اعمال و اخلاق مین کسیکے موافق ہو۔ اس مقام مین رفیق سے یہہ مراد ہے کہ آنحضرت صلعم کے اعمال حسنہ و اخلاق پسندیدہ و عادات و سیرت کا پیرو ہو اور ہر کام مین جناب رسالتماب سے مشابہت تامہ رکھتا ہو۔ رفیق اور حواری مین فرق ہے۔ رفیق کے معنی تو بیان ہو چکے۔ حواری وہ ہے کہ وقت پڑے اور مصیبت مین مدد و نصرت کرے۔ رفیق کے معنی مین موافقت ملحوظ ہے۔ حواری کے معنے مین نہین اور احادیث سے تو بخوبی ظاہر ہے کہ جناب عثمانؓ اعمال و اخلاق مین جناب رسول خدا صلعم کی بالکل موافق تہی۔ ہر وقت آپکے اتباع اور پیروی کا لحاظ رکہتے تہے جملہ عبادات اور نیز عادات مین جناب رسول خدا صلعم کے ساتھہ مشابہت کامل حاصل کی تہی اور درحقیقت آپ شایان۔ رفیقی فی الجنة کے ہین اور حواریت بمعنے نصرت و مدد یہہ بہی جناب عثمان کی ذات مین متحقق ہے۔ حاصل کلام یہہ ہوا کہ رفیق خاص ہے اور حواری عام۔ جو رفیق ہو گا نصرت و مدد بہی کریگا اور حواری کو ضرور نہین کہ بہمہ جہت موافقت بہی کرے۔ ممکن ہے کہ کسیکی نصرت و مدد کرے اور دیگر امور اخلاق وغیرہ مین اوسکے مخالف ہو۔ مثلاً رفیق راہ جو راستہ مین کسیکا ساتہی ہو ضرورت کیوقت ایک دوسرے کے کام آوے۔ رنج و راحت مین شریک حال ہو اور اگر رہزن ایک کو لوٹے دوسرا مدد کرے اور تا امکان خود اپنے رفیق کو بچا لے۔ اس صورت مین رفیق بہی ہوا اور حواری بہی اور حواری کا کام صرف مدد دینا اور بچا لینا ہے۔ چاہے دونوں مین

کسی طرح کا اختلاف و تباین نہ ہی ہو۔

جناب عثمانؓ کا خدا اور اوسکے رسول کو دوست رکھنا اور خدا و رسول کا آپکو دوست رکھنا مختلف روایات سے یہہ امر ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت ام کلثومؓ زوجہ جناب عثمانؓ سے روایت ہی کہ مین نے ایکدن جناب رسولخدا سے عرض کیا اے رسول خدا۔ میرا شوہر اچھا ہے یا فاطمہؓ کا شوہر۔ آپ یہہ سنکر خاموش رہے پھر فرمایا۔ "تیرا شوہر اون لوگونمین ہے جو اسد اور اوسکے رسول کو دوست رکھتے ہین اور خدا اور رسول بہی اونکو دوست رکھتے ہین" حضرت ام کلثومؓ یہہ سنکر چل دین۔ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا۔ "ٹھیرو سنتی جاؤ۔ مین نے تمسے ابہی کیا کہا ہے" حضرت ام کلثومؓ نے عرض کیا۔ "آپنے فرمایا ہے کہ تیرا شوہر خدا و رسول کو دوست رکھنے والونمین سے ہے اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے ہین" حضور سرور عالم نے فرمایا۔ "ہان یہی کہا تہا اور کچھہ اس سے زیادہ بہی کہتا ہون۔ سنو۔ مین جنت مین داخل ہوا اور مین نے تیرے شوہر کا مکان دیکھا بہت نفیس اور عالی مرتبہ تہا میرے کسی صحابی کا گھر ایسا بلند و شاندار نہ تہا" یہہ دولت آپکو بدولت اسکے ہے کہ بلوہ مین صبر و استقامت کے ساتہہ راہ خدا مین شہید ہوے۔

تنبیہہ اس حدیث سے جناب عثمانؓ کی بزرگی ظاہر ہے۔ باقی رہا یہہ امر کہ جناب علی مرتضیٰؓ پر آپکو تفضیلت ہو اس حدیث سے ثابت نہین اور نہ اس سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کیونکہ حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ جناب عثمانؓ اون لوگونمین ہین جو خدا و رسول کے دوست ہین اور خدا و رسول اونکے دوست ہین۔ ہان جناب عثمانؓ کے ساتہہ چند اشخاص اس وصف مین شریک ہین اور ممکن ہے کہ منجملہ اُنکے جناب مرتضوی بہی

ہون۔ اسکا کسکو انکار ہے۔ غایت ما فی الباب فضیلت جزئی کا ثبوت کسی صحابہ مین اسکا مقتضی سیہ نہین ہوتا کہ دوسرے صحابہ مین وہ وصف بالکل نہو۔ یا دوسرے صحابہ سے افضل ہوجاوے علی ہذالقیاس اس حدیث سے بہی یہی مراد ہے کہ جناب عثمانؓ خدا ورسول کے محبوب اور خدا ورسول اونکے محبوب ہین۔ بالجملہ یہہ مقامات واوصاف حمیدہ جناب عثمانؓ کی ذات پاک مین علی وجہ الکمال راسخ وثابت ہین اور آپ مجموعۂ اوصاف ہین گویا یہہ صفات پسندیدہ آپ مین خوب بہر دیئے ہین آپ کے روزانہ حالات واخلاق وعادات ہمارے اس دعوے کے سچے گواہ ہین۔

رۂ مدیح درازست وپاے فکرت تنگ		اساس وصف بلند وکمند من کوتاہ ٭

خوارق عادات وکرامات

کرامات آپکی بکثرت ہین۔ مشتے نمونہ از خروارے معدودے چند یہان لکہی جاتی ہین روایت ہے کہ ایک شخص کسی عورت اجنبیہ کو بنظر شہوت دیکہکر اوسی وقت جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے بمجرد ملاحظہ فرمایا۔ "افسوس۔ میرے پاس لوگ آتے ہین اور اونکی انکہون مین زنا کا اثر ہوتا ہے" اوس شخص نے تعجب سے کہا "کیا بعد جناب رسالتمآبؐ کے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے" فرمایا "نہین۔ بلکہ سچ بات چہپتی نہین اور نور فراست سے مسلمان تاڑجاتا ہے"

نافع روایت کرتے ہین کہ جہجاہ غفاری نے جناب عثمانؓ کا عصاے مبارک ہاتہہ مین لیکر بے ادبانہ اپنے گہٹنے پر رکہکر توڑڈالا تہا۔ اوسکے پائون مین زخم ہوگیا

اور اوس نے اسقدر سرایت کی کہ سارا بدن سڑ گل کر بہ گیا۔

ابو قلابہ روایت کرتے ہین کہ مین بمقام شام ایک مکان مین مقیم تہا ناگاہ ایک شخص کے رونے پیٹنے اور غل وشور مچانے کی آواز میرے کان مین آئی۔ وہ چلا چلا کر کہہ رہا تہا۔ ہائے آگ۔ آگ" مین بغرض دریافت حال اوسکے پاس گیا اور قریب جاکر دیکہا کہ ایک مرد نابینا۔ دونون ہاتہہ اور دونون پائون ٹخنونسے کٹے ہوے اوندہے منہ زمین پر پڑا تہا۔ مین نے اوسکا حال پوچہا۔ اوسنے جواب دیا۔

مین اون لوگونمین سے ہون جو جناب عثمان رض کے محاصرہ مین شریک اور بلوائیون مین سے تہے۔ جب مین حضرت عثمان رض کے قتل کرنیکو اونکے پاس پہونچا آپکی بی بی نے شور وغل مچایا۔ مین نے ایک طمانچہ آپکی بیوی کے مارا آپنے میرے حقمین بددعا کی اور فرمایا "خدا تیرے دونون ہاتہہ اور پائون کاٹے اور آنکہونسے اندہا کرے اور آگ مین ڈالے" جناب عثمان رض کی یہ بددعا سنکر میرے بدن مین سخت لرزہ پڑ گیا۔ وہان سے بہاگ کر چلا آیا اور اب اس بدحال مین جو تم دیکہہ رہے ہو مبتلا ہون۔ آپکی پوری بددعا لگ گئی ہے اب صرف آگ مین جلنا باقی رہگیا ہے۔

ابو قلابہ کہتے ہین۔ مین نے اوسکا سارا حال سنکر کہا۔ کمبخت خدا کی رحمت سے دور رہو

بروایت امام مالک مذکور ہے کہ ایک دفعہ جناب عثمان رض حش کوکب (کوکب کا باغیچہ) مین داخل ہوے اور فرمایا عنقریب یہان ایک مرد صالح دفن ہوگا چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی وہان دفن ہوے۔

یزید بن حبیب روایت کرتے ہین۔ مجہکو تحقیق طور سے معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ

حضرت عثمانؓ کے محاصرہ مین اور آپکے قتل مین شریک ہوے اکثر دیوانہ ہوکر مرے

وعظ و پند و کلمات حکمت آیات

جناب عثمان اپنے عہد خلافت مین اکثر اوقات وعظ فرماتے تھے۔ تہذیب اخلاق کے بارہ مین تاکید بلیغ کرتے۔ نکات دقیقہ و معارف خفیہ بیان فرماتے جب آپ اپنے وعظ مین فضائل اعمال ذکر فرماتے اور احادیث ترغیب و ترہیب بیان کرتے تو سامعین کے دلون پر پورا پورا اثر پڑتا تھا۔ منجملہ کلمات موعظت آیات آپکے چند کلمات تبرکًا ہم نقل کرتے ہین جن کے ملاحظہ سے آپکی کمال بلاغت و فصاحت و جامعیت علوم بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔

تاجروا اللّٰہ تربحوا۔ ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ کے ساتھہ معاملہ تجارت کرو پورا نفع پاؤ

العبودیۃ محافظۃ الحدود والوفاء بالعہود والرضاء بالموجود والصبر من المفقود۔ ترجمہ۔ حدود شرعیہ کی حفاظت۔ وعدہ وفا کرنا۔ جو کچھہ پاس موجود ہو اوسپر راضی و شاکر رہنا۔ جو شئے گم ہوجاوے یا پاس نہو اوسپر صبر کرنا۔ یہی عبودیت ہے۔

بادروا اجالکم بخیر ما تقدرون۔ ترجمہ۔ نیک اعمال جنکے کرنے پر قدرت رکھتے ہو اپنی موت آنیسے پہلے کرلو۔

الا انما الدنیا طویت علی الغرور فلا تغرنّکم الدنیا ولا یغرنّکم باللّٰہ الغرور۔ ترجمہ۔ دنیا کا قیام و دار و مدار محض دہوکہ پر ہے (دہوکہ کی ٹٹی ہے) ہوشیار رہو تمکو دنیا فریب نہ دے اور خدا کے ڈر سے تمکو شیطان نہ بہلادے

هم الدنیا ظلمۃ وهم الاخرۃ نورٌ۔ ترجمہ۔ دنیا کا غم تاریکی ہے اور دل کو تیرہ و تاریک کر دیتا ہے اور آخرت کی فکر اور جستجو نور ہے جس سے دل نورانی ہو جاتا ہے۔

الهدیۃ من العامل اذا عُزل کالهدیۃ منه اذا عُمل۔ ترجمہ۔ معزول عامل و حاکم پرگنہ و ضلع سے ہدیہ و تحفہ قبول کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اوسکی حکومت و عمل کیوقت کا ہدیہ قبول کیا جاوے۔ سبب یہ ہے کہ اوسکی کمائی بُری اور اکثر ظلم سے ہے۔

خیر الناس من عصم واعتصم بکتاب اللّٰه۔ ترجمہ۔ بہترین اشخاص وہ ہے جو خود بُرے کاموں سے بچے اور اللہ کی کتاب اور اوسکے احکام کے ساتھ چنگل مارے اور اوس پر عمل کرے۔

من علامات العارف ان یکون قلبه مع الخوف والرجاء ولسانه مع الحمد والثناء وعیناه مع الحیاء والبکاء وارادته مع الترک والرضاء۔ ترجمہ۔ عارف کی علامت یہ ہے کہ دل مین اُسکے خدا کا خوف اور اوسکی نعمتوں کی امید ہو۔ زبان اوسکی ہمیشہ خدا کی حمد و ثنا مین مصروف رہے۔ آنکھین اوسکی شرم و حیا سے نیچی رہین اور خوف خدا سے ہر وقت آنسو آنکھون سے جاری رہین۔ اوسکا ارادہ خدا کی رضا کا تابع ہو۔ یعنی جو کام کرے یا ترک کرے اوس مین رضائے مالک و مولیٰ پیش نظر رکھے۔

من علامات المتقی انه یری الناس قد نجوا و یری نفسه قد هلکت۔ ترجمہ۔ متقی کی علامت یہ ہے کہ تمام جہان کو خیال کرے کہ وہ نجات

پاگیا اور اپنے کو سمجھے اور ڈرتا رہے کہ مین پھنس گیا اور تباہ ہوا۔

من اضیع الاشیاء عمر طویل لا یتزود صاحبہ لسفر الاخرۃ

ترجمہ۔ جس شخص نے اپنی عمر دراز مین سفر آخرت کا توشہ نہ جمع کیا اوسنے بڑی چیز ضائع و برباد کی یعنی اوس شخص نے بہت ہی بڑا نقصان پایا کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اوسکو عمر عطا فرمائی جو ایک بڑی نعمت تہی لیکن اوسنے لہو ولعب مین بیکار ورائگان برباد کر ڈالی اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا جسکی تلافی کسی طرح ممکن نہین ہے۔

(دوہا)

اب پچہتاہوت کیا جب چڑیان چگ گئین کہیت		آگے کے دن پاچہے گئے کہیو نہ ہر سے ہیت

من کانت الدنیا سجنہ فالقبر لہ احتہ۔ ترجمہ۔ جسکو دنیا مثل قید خانہ کے گذری (تنگی اور تکلیف مین بسر کی) اوسکو قبر مین راحت وآرام ہے۔

لو طہرت قلوبکم ماشبعت من کلام اللہ۔ ترجمہ۔ اگر تمہارے دل پاک وصاف ہوجاوین تو خداوند تعالیٰ کے کلام سے ہرگز آسودہ نہ ہون بلکہ وہ لذت ولطف دلونکو حاصل ہو کہ تمام عمر کلام الٰہی کے سننے سے سیر نہون۔

یہہ کلمات جناب عثمانؓ کی خاص زبان مبارک سے ارشاد ہوے ہین۔ جو درحقیقت آب زر سے لکھنے کے قابل ہین اور اس لائق ہین کہ سونیسے تولے جاوین اور اکسیر ہدایت ہین۔ جو ان پر عمل کرتا ہی دینی و دنیوی برکتونسے مالامال ہی۔ جو ان سے دور وبیزار ہی بدنصیب وخراب وخستہ حال ہی۔

نقل احادیث نبوی صلعم

جناب عثمانؓ کی مرویات سے ایکسو چالیس حدیثین کتب معتبرہ احادیث مین منقول ہین اور

آپسے صحابہ کبار اور اونسے تابعین اخیار نے روایت کی ہین ۔
جبکہ حافظ چہل احادیث کا وہ ثواب ہے کہ قیامت کے دن جماعت علمار کرام کے ساتھہ اوٹھیگا تو جس شخص کو ایکسو چالیس حدیثین حفظ ہون اوسکی مرتبہ کا کیا ذکر ہے

اوّلیات جناب عثمان رضؓ

آپنے اپنے عہد خلافت مین مواضع وزمین کا جاگیر مین دینا مقرر فرمایا۔ آپسے پہلے یہہ دستور نہ تھا۔
جانورونکے واسطے چراگاہین علیحدہ متعین ہوئین۔
مسجد پختہ بنانا اور اوسکی آرائش کرنا آپ ہی کی ایجاد ہے۔
مؤذنونکی تنخواہ مقرر فرمائی۔
آپنے مالدار صاحب نصاب کو حکم دیا کہ بطور خود زکوٰۃ ادا کرین۔ آپسے پہلے زکوٰۃ لینے والے مقرر تھے جو خلیفہ کی طرف سے زکوٰۃ مالدارونسے وصول کر لیا کرتے تھے
آپکے عہد مین کوتوال مقرر ہوے۔
مسجد مین حجرہ بنانیکی ابتدا آپ ہی سے ہوئی۔
آپنے سب سے اول ہجرت کی اور مکہ معظمہ سے حبشہ کو تشریف لیگئے۔
آپ ہی نے امت محمدی کو ایک قرآن مجید پر متفق کیا۔
جب دولت دنیوی کا ظہور ہوا اور اہل مدینہ کو ثروت حاصل ہوئی اور عیش طلبی سے موٹے تازے ہوگئے تو کبوتر بازی نے رواج پایا۔ جناب عثمان نے ایک شخص کو قوم بنی لیث سے مقرر فرما کر حکم دیا کہ جہان کہین پردار کبوتر پاؤ ذبح کرڈالو یا اونکے پر کاٹ دو تاکہ لوگ کبوتر بازی سے باز آئین اور لہو ولعب جو کہ ممنوع شرعی ہے

اوس سے اجتناب کرین اور باز رہین۔

عمل بالحدیث واستنباط مسائل

اتباع سنت نبوی واحیار سُنن دین محمدی مین اس درجہ اہتمام تہا کہ کسی آداب وسُنن کو (خواہ وہ متعلق بہ عبادات ہون یا متعلق بہ عادات) جناب عثمانؓ حتی الامکان ترک نہ فرماتے۔ عمل بالحدیث اپکا اون روایات سے جو ہم لکھتے ہین معلوم ہوگا۔ نیز قوت اجتہاد واستنباط مسائل بہی احادیث آیندہ سے بخوبی واضح وروشن ہوگی اور آپکا تفقہ فی الدین (دین کی سمجھہ) اور غور وخوض بہی کماحقہ ظاہر ہوگا۔

امام احمدؒ بروایت عطا ابن فروخ لکھتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے ایک شخص سے قطعہ زمین خرید فرمائی ایجاب وقبول کے بعد عقد بیع تمام ہوگیا اور بائع کو قیمت زمین ادا کردی گئی عقد ہوجانیکے بعد جناب عثمانؓ کچھہ عرصہ تک مالک بائع زمین سے نہ ملے اور نہ زمین مبیعہ پر قبضہ کیا۔ اتفاقاً بائع اثنا راہ مین آپسے ملا اور بطور شکایت کے کہا آپنے زمین خرید لی مگر قبضہ اوس پر ابتک نہین لیا اور نہ مجھسے آپ دوبارہ ملے۔ جناب عثمانؓ نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ مین نے اس زمین کے بارہ مین تجسے دہوکا کہایا اور تم نے مجھکو دہوکا دیا۔ جس کسی نے بہی سنا مجھکو ملامت کی اور برا کہا اوس شخص نے کہا کیا اسیواسطے آپ میرے پاس نہین آئے جواب دیا ہان۔ بائع نے کہا۔ آپکو اختیار ہے کہ روپیہ واپس لیجیے چاہے زمین لیجیے جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ جناب رسولخداؐ فرماتے ہین کہ جو شخص بیع وشرا مین سہل واسانی کے ساتھہ معاملہ کرتا ہو۔ اپنے حق لینے مین دوسرے کے حق دینے مین سختی

نکرتا ہواوسکو خداوند تعالی الجنت مین داخل کریگا۔

جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو بنانا چاہا مگر لوگون نے ناپسند کیا اور مسجد کو اپنی حالت اصلی پر رکہنا چاہا نیز قبل اسکے جناب عمر فاروق کے عہد مین جناب عثمانؓ اونکو اس باب مین تحریک کر چکے تہے اور جناب فاروقؓ نے جواب دیا تہا کہ مسلمان اپنے پاس سے مال خرچ کر کے بنوادین عام مسلمانونکو انکار اسوجہ سے اور بہی تہا کہ جناب رسول خداؐ کے زمانہ کی مسجد ہے حضرات شیخین نے اسمین کچہہ تغیر و تبدل نہین کیا نہی عمارت بنائی جیسے تہی ویسے ہی رہنے دی اب بہی ویسے ہی رہے۔ جناب عثمانؓ نے سب صحابہ کے سامنے فرمایا۔ مین نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے کہ جو اللہ کیواسطے مسجد بناویگا خداوند کریم اوسکی عوض مین اسکے لیے بہشت برین مین گہر مہیا کریگا اور آپنے اس حدیث پر عمل کیا اور مسجد از سر نو اپنے ہی روپیہ سے بنوادی۔

آگ سے پکے ہوے کہانا کہانیسے وضو جانیمین صحابہ کرام کو باہم اختلاف تہا بعضونکے نزدیک وضو ٹوٹتا تہا بعض کے نزدیک نہین اور اس باب مین احادیث مختلف وارد ہین۔ جناب عثمانؓ نے ظاہر فرمادیا کہ وضو نہین ٹوٹتا۔ امام احمدؒ کی روایت مین ہے۔ وہ ایک شیخ بنی ثقیف سے اور وہ اپنے چچا سے نقل کرتے ہین کہ اونکے چچا نے جناب عثمانؓ کو دیکہا کہ آپ مسجد نبوی کے دوسرے دروازہ مین تشریف رکہتے تہے۔ آپکے پاس ایک دست بکری کا بہنا ہوا آیا آپنے اوسکو انہوںنے نوچ نوچ کر کہایا پہر مسجد مین جاکر بغیر وضو کیئے ہوے نماز پڑہی اور فرمایا۔ مین جناب رسول خدا کی نشستگاہ مین بیٹہا۔ جناب رسول خدا کا کہانا کہایا اور حضور اقدس

ہی کی طرح نماز بھی پڑہی"۔

امام احمدؒ رباح سے روایت کرتے ہین کہ میرے مالک وآقا نے میرا نکاح ایک روم کی لونڈی سے کر دیا۔مین اوس سے ہم صحبت ہوا۔ اوس سے لڑکا سیاہ فام میری ہمشکل وہمرنگ پیدا ہوا مین نے اوس لڑکے کا نام عبداللہ رکھا۔پہر دوبارہ اوس لونڈی سے ہم صحبت ہونیکا اتفاق ہوا دوسرا لڑکا ہوا وہ بھی مجہسی صورت وشکل ورنگ مین مشابہ تہا۔کچھہ دن بعد ایک غلام رومی جسکا یوحنّس نام تہا میری اہلیہ رومی لونڈی پر مائل ہوا اوس لونڈی کو بھی اوسکی طرف رغبت پیدا ہوئی۔رومی زبان مین دونومین بات چیت ہوئی اور موقع پاکر وہ غلام رومی اوس لونڈی سے ہم صحبت ہوا پہر جو لڑکا پیدا ہوا تو سرخ رنگ جیسے گرگٹ۔مین نے لونڈی سے پوچہا۔یہہ لڑکا کسکا نطفہ ہے۔جواب دیا۔یوحنّس کا جب ہم لوگونمین جہگڑا وفساد پہیلا جناب عثمانؓ کی اجلاس مین نالش دائر کی اور دادخواہ ہوے۔غلام رومی اور لونڈی دونون نے اقرار کیا۔جناب عثمانؓ نے فرمایا۔مین تمہارا ایسا فیصلہ کرتا ہون جیسا فیصلہ جناب رسول خداؐ نے کیا ہے "لڑکا فراش کا یعنے جسکی بیوی ہے اوسکا ہے اور زانی پر حد ہے"۔یہہ فیصلہ صادر فرما کر جناب عثمانؓ نے دونونکو دُرّے لگاے۔

جناب عثمانؓ نے اپنے اجتہاد اور نیز اتباع سنت سے طواف خانہ کعبہ مین رکن شامی اور رکن عراقی کا بوسہ لینا سنت نہین سمجہا۔

یعلی بن امیہ سے روایت ہے کہ مین نے جناب عثمانؓ کے ہمراہ طواف کیا تو رکن یمانی کا استیلام (بوسہ) ہم لوگون نے کیا۔مین اوس جانب تہا جو باب خانہ کعبہ سے متصل ہے۔جب ہم رکن غربی کے پاس جو کہ حجر اسود سے ملحق ہے پہونچے مین نے

جناب عثمان رضؓ کا ہاتھہ کھینچکر چاہا کہ آپ بہی بوسہ لین لیکن آپنے فرمایا۔ تجھکو کیا ہوا۔ میرا ہاتھہ کیون کھینچتا ہے پہر فرمایا کیا جناب رسول خدا کے ساتھہ تونے طواف نہین کیا (جو تجھکو معلوم نہین کہ ان رکنون کا بوسہ لینا سنت ہے) مین نے کہا کیون نہین مین نے بیشک حضور کیساتھہ طواف کیا ہے تو آپنے فرمایا۔ کیا تو نے جناب رسولخدا کو دیکھا ہے کہ ان دونون رکن غربی کا بوسہ لیتے تہے۔ مین نے عرض کیا۔ نہین۔ مین نے نہین دیکھا تو آپنے ارشاد فرمایا۔ کیا تم جناب رسول خدا کی اقتدا نہین کرتے مین نے کہا۔ کرتا کیون نہین۔ فرمایا۔ تو آگے چلو اور ان رکنون کا بوسہ نہ لو۔

جناب عثمانؓ نے فرمایا ہے کہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو جائز نہین ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایکدفعہ جناب عثمانؓ مکہ معظمہ مین حج کرنیکو تشریف لیگئے۔ وہان محمد بن جعفر بن ابی طالب کی نئی نئی شادی ہوئی تہی محمد بن جعفرؓ شبکو اپنی بی بی نئی دلہن کے پاس سوے تہے اسلیئے اونکے پاس سے عطر عروس وغیرہ کی خوشبو آتی تہی۔ وہ ایک چادر بہی خالص سرخ رنگ کی کسم کی رنگی ہوئی اوڑہے ہوے تہے۔ جناب محمد دوسرے لوگونکے ہمراہ بمقام ملل جناب عثمانؓ سے ملے آپنے اُنکو دیکھتے ہی جہڑکا اور زبان مبارک سے اُف اُف فرمایا (بطور تنبیہ کے) پہر ارشاد فرمایا کہ جناب رسول خدا نے تو کسم کا رنگا ہوا کپڑا مردونکو حرام فرمایا ہے مگر تم پہنے ہو۔ جناب علی مرتضیٰؓ بہی وہان موجود تہے۔ فرمانے لگے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ انکو منع کیا اور نہ تمکو بلکہ مجھکو منع فرمایا ہے۔

امام مالک بروایت مالک بن ابی عامر روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ بن عفان اپنے خطبہ مین فرمایا کرتے تہے (اور بہت کم اسکو ترک کیا ہوگا) اکثر جمعہ کے

خطبہ مین جب آپ خطبہ پڑہنے کو منبر پر چڑہتے۔ فرماتے۔ فاستمعوا لہ وانصتوا کان لگاکر سنو اور اگر سن نہ سکتے ہو اور امام سے دور ہو تو خاموش رہو۔ کیونکہ خاموش رہنے والیکو جو بوجہ بُعد کے نہ سنتا ہو اوسیقدر ثواب ہے جسقدر کہ پاس سے سننے والے کو ہوتا ہے۔

جب نماز کو لوگ کھڑے ہوتے اور صف بندی ہو جاتی آپ فرماتے۔ صفین برابر کرو اور مونڈہے سے مونڈہا ملائے رہو کیونکہ صفین برابر درسیدہی کرنا نماز پورا کرنے مین شمار ہے۔ جب یہہ آپ فرما چکتے تو خاموش ہو جاتے اور منتظر رہتے۔ جب لوگ آکر خبر دیتے کہ صفین درست ہوگئین آپ تکبیر کہتے اور نماز شروع کر دیتے تھے

امام مالکؒ بروایت عبدالرحمن روایت کرتے ہین کہ ایک دفعہ جناب عثمانؓ مسجد مین عشا کی نماز پڑہنے تشریف لائے۔ نمازی اُسوقت تہوڑے آئے تھے۔ آپ مسجد کے ایکطرف نمازیونکے انتظار مین لیٹ گئے اور لوگونکے جمع ہو جانے کا انتظار کرتے رہے۔ اتنے مین عبدالرحمن راوی حدیث آئے اور آپکے قریب بیٹہہ گئے آپنے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ اونہون نے اپنا نام بتلایا۔ آپنے دریافت کیا۔ تمکو قرآن شریف کسقدر یاد ہے۔ جسقدر اونکو یاد تہا ظاہر کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "جس شخص نے نماز عشا جماعت سے پڑہی گویا اوسنے نصف شب خدا کی عبادت مین گذاری اور جو شخص صبح کی جماعت مین شریک ہوا گویا وہ تمام شب بیدار رہا"

نیز بروایت امام مالکؒ آیا ہے کہ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین ایکمرتبہ بعد ظہر کے عید کا چاند دن ہی مین نظر آگیا۔ جناب عثمانؓ نے غروب آفتاب تک روزہ افطار نہ کیا۔ جب افطار کا وقت آیا حسب معمول روزہ کہولا۔ عوام جہال مین مشہور ہے کہ

چاند دیکھکر روزہ رکھنا اور چاند دیکھکر روزہ کھول ڈالنا چاہیئے۔ شاید یہی مسئلہ اوس زمانہ مین بھی ہوگا۔ اس زمانہ مین بھی بعض جاہل اسپر عمل کرتے ہین۔ چونکہ اکثر تیسوین تاریخ رمضان مبارک کو دن رہے سے چاند نظر آجاتا ہے تو وہ لوگ ناواقف مسائل دینی سے بے علم روزہ افطار کر ڈالتے ہین حالانکہ چاند دیکھکر کھولنے کا مطلب یہہ ہے کہ اب صبح سے روزہ نہوگا جیسا کہ چاند دیکھکر روزہ رکھنا۔ اسکا مطلب یہہ ہے کہ کل صبح سے روزہ ہوگا ورنہ چاند دیکھکر روزہ رکھنا اس سے بھی یہی مراد ہونا چاہیئے کہ جسوقت سے چاند نظر آجاوے اوسیوقت سے روزہ ہے۔ حالانکہ یہہ کوئی نہین کہتا اور نہ کرتا

امام مالک رح سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے اَبان بن عثمان رض کی پاس جو کہ اوسوقت مکہ معظمہ مین سردار حجاج تھے اپنا آدمی بھیجا (وہ زمانہ حج کا تھا اور حاجی اطراف وجوانب کی جمع تھے) اور اوسکی زبانی کہلا بھیجا کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی لڑکی کیساتھ کرنیوالا ہون آپ بھی اس محفل عقد مین تشریف لاکر شرکت فرمائین۔ اَبان محرم تھے۔ عمر بن عبید اللہ بھی احرام مین تھے۔ اَبان نے اوسکے جواب مین اپنے جانیسے انکار کیا اور کہا کہ مین نے جناب عثمان بن عفان سے سنا ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے "کوئی حالت احرام مین نہ خود اپنا نکاح کرے اور نہ دوسرے کا نکاح کراوے نہ اپنے نکاح کا پیغام دوسرے کو بھیجے اور نہ دوسرے کا پیام نکاح اپنے واسطے منظور کرے"

امام مالک رح بروایت عبد اللہ بن عامر روایت کرتے ہین کہ مین نے جناب عثمان رض کو کوہ عَرج کے پاس دیکھا۔ آپ محرم تھے۔ وہ گرمی کا دن تھا اور شدت گرمی کیوجہ سے ایک چادر سرخ سر سے لپیٹے اور منہ ڈھانکے تھے کہ ایک شخص آپکے واسطے شکار کا

گوشت لایا۔ آپنے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ تم لوگ کھاؤ۔ لوگون نے دریافت کیا۔ کیا آپ نہ کھائینگے ارشاد ہوا کہ نہین مین تمہاری طرح اور تمہاری ہیئت پر (بغیر احرام کے) نہین ہون اور یہہ شخص میرے واسطے شکار کر کے لایا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح محرم کو شکار کرنا یا شکار کا گوشت کھانا درست نہین اسی طرح اوسکے حکم سے یا اوسکے واسطے اگر کوئی شکار کرلاوے وہ بھی ناجائز ہے۔ اسیواسطے جناب عثمانؓ نے خود نوش جان نہ فرمایا اور رہمراہیون کو حکم دیا۔

بروایت قبیصہ امام مالکؒ نقل کرتے ہین کہ ایک شخص نے جناب عثمانؓ سے سوال کیا۔ کہ اگر کسی کی ملک مین دو لونڈیان ہون جو آپس مین حقیقی بہنین ہون تو وہ دونونکے ساتھہ صحبت کرسکتا ہے؟ آپنے فرمایا کہ ایک آیت سے حرام ہے اور دوسری آیت سے جائز ہے (آیہ کریمہ اوماملکت ایمانکم لفظ عام ہے اس سے اجازت نکلتی ہے کہ اگر دو بہنین ایک شخص کی ملک مین ہون دونون سے صحبت کرے دوسری آیت ان تجمعوا بین الاختین۔ یہہ الفاظ بھی عام ہین دو بہنونکا جمع کرنا خواہ نکاح کے ساتھہ خواہ ملک مین دونون ہون اس آیت سے حرمت ثابت ہوتی ہے) اسکے بعد فرمانے لگے کہ مین تو یہہ فعل پسند نہین کرتا۔ سائل جناب عثمانؓ سے اپنے سوال کا جواب پاکر چلا گیا اور ایک دوسرے صحابی سے ملا۔ اونسے بھی یہی سوال کیا۔ اونہون نے جواب دیا۔ اگر میری حکومت ہو اور مجھکو معلوم ہو کہ کسی نے ایسا کیا ہے۔ (یعنے دو بہنونکے ساتھہ صحبت کرتا ہے) تو مین ضرور اوس شخص پر حد شرعی جاری کرون ابن شہاب جو اس حدیث کے اسناد مین راوی ہین اونکا قول ہے کہ یہہ دوسرے صحابی جناب علی مرتضیٰؓ ہین۔

ایک روایت ہے کہ جناب عبدالرحمن رضؓ بن عوف نے حالت مرض الموت مین اپنی زوجہ کو طلاق بائن دی۔ بعد وفات اونکے یہہ مقدمہ جناب عثمان رضؓ کے اجلاس مین پیش ہوا۔ جناب عثمان رضؓ نے اوس عورت کو ترکہ شوہر سے حصہ دلایا حالانکہ عبدالرحمن بن عوف نے بعد انقضاے عدت طلاق انتقال کیا تہا۔

امام مالکؒ محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت کرتے ہین کہ میرے دادا حبّان کی دو بیویان تہین ایک ہاشمیہ دوسرے انصاریہ۔ میرے دادا نے عورت انصاریہ کو طلاق دی۔ اوسکی گود مین بچہ تہا جسکو وہ دودہ پلاتی تہی اس واقعہ کو ایک برس گذر گیا۔ جب میرے دادا حبان نے انتقال کیا تو اوس عورت نے دعویٰ کیا کہ مجہکو میراث ملنا چاہیئے کیونکہ مجہکو حیض نہین آیا ہے اور مین ابتک عدت مین ہون اور قبل گذرنے عدت کے میرا شوہر مرا ہے لہذا مین وارث ہون۔ جب ورثا مین باہم جہگڑا ہوا قضیہ جناب عثمان رضؓ کے روبرو پیش ہوا۔ آپنے زوجہ انصاریہ کو میراث دلائی۔ عورت ہاشمیہ نے اس فیصلہ پر ناراضی ظاہر کی تو آپنے فرمایا "یہہ فیصلہ تیرے چچا کے لڑکے کی راے سے ہوا ہے (یعنے جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی راے اسمین شریک ہی) مین نے محض اپنی راے پر فیصلہ نہین کیا ہے"۔

امام مالکؒ روایت کرتے ہین کہ ام المومنین ام سلمہ رضؓ کے غلام یا مکاتب نفیع نام کے نکاح مین ایک آزاد عورت تہی۔ اوسنے اپنی زوجہ کو دو طلاقین دین پہر رجوع کرنا چاہا۔ ازواج رسولخدا نے اوس سے کہا کہ عثمان رضؓ کیخدمت مین حاضر ہوکر دریافت کر۔ وہ غلام بغرض دریافت مسئلہ جناب عثمان رضؓ کی تلاش مین گیا۔ اثناے راہ مین آپ زید بن ثابت رضؓ کا ہاتہہ پکڑے ہوے ملے۔ غلام نے دونون صاحبونکے سامنے یہہ مسئلہ

پیش کیا۔ دونوں صاحب بولے۔ "وہ عورت تجھپر حرام ہوگئی۔ وہ عورت تجھپر حرام ہوگئی
اب بدون حلالہ کئے درست نہیں" فقہامین اختلاف ہے بعض طلاق کے باب
مین زوج کا لحاظ کرتے ہین۔ اگر مرد آزاد ہے تو تین طلاق کا مالک ہی ورنہ دو کا اور
بعضے کہتے ہین کہ عورت لونڈی دو طلاق سے بائن ہوتی ہے اور آزاد تین طلاق سے
زوج کیسا ہی ہو۔ غلام ہو یا آزاد۔

امام مالکؒ روایت کرتے ہین کہ عاص بن ہشام نے جب انتقال کیا تین لڑکے
وارث چھوڑے۔ دو لڑکے ایک مان سے اور ایک ایک سے۔ دونون حقیقی
بھائیون مین سے ایک مرگیا اور مال وغلام آزاد کردہ کثرت سے ترکہ مین چھوڑ مرا۔
حقیقی بھائی جملہ جائداد کا وراثتہً مالک وقابض ہوا۔ پھر یہہ شخص بھی مرگیا اور ایک
بیٹا اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑا۔ دونوں مین باہمی نزاع واقع ہوا۔ لڑکے نے کہا کہ
مین جملہ جائداد کا جسکا میرا باپ مالک تھا وارث ہوں۔ لیکن سوتیلے بھائی نے کہا
کہ تم سب مال کے مالک نہین ہوسکتے۔ البتہ از قسم مال کے مالک ہو مگر ولا رموالی
(یعنے جائداد متروکہ غلام آزاد شدہ) کے مالک نہین ہوسکتے اوسکا مالک مین ہی
ہوں۔ دونون مین حجت وتکرار ہوتے ہوتے جناب عثمانؓ کی خدمت مین قضیہ
پیش ہوا آپنے ولا رموالی بھائی کو دلاے اور لڑکے کو دیگر جائداد کا مالک کیا۔

جناب عثمانؓ نے فرمایا ہے کہ ایک دینار دو دینار سے اور ایک درم دو درم سے
ہرگز نہ بیچو۔

ایک عورت نے کسی شخص پر فریب سے اپنا آزاد ہونا ظاہر کیا اور اوس سے نکاح
کرلیا۔ اوس سے اولاد ہوئی پھر معلوم ہوا کہ یہہ لونڈی ہے۔ جناب عثمانؓ نے

حکم دیا کہ لڑکے اپنی طرف سے فدیہ (قیمت) اگر دیدین تو آزاد ہین۔ اس قصہ مین جناب عمر فاروق کا بہی نام ہے کہ یہہ فیصلہ جناب عثمان رضؓ نے کیا یا جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

خطبہ مین فرماتے تہے کہ جس لونڈی کو کچہہ کام دست کاری وغیرہ نہین آتی اوسپر کچہہ روزینہ مزدوری نہ مقرر کرو کیونکہ اگر ایسا کروگے اور وہ کوئی کام جانتی نہین کہ اوسکے ذریعہ سے روزینہ مقررہ کما سکے تو ضرور وہ بذریعہ زنا کے کمائی کریگی اور تمکو ادا کردیگی۔ چہوٹے غلام پر کچہہ نہ مقرر کرو کیونکہ جب وہ کچہہ نہ پاویگا ضرور لوگونکی چیزین چرا لاویگا۔ محرمات وامور ممنوعہ سے روکے رہو۔ کسب حلال سے اپنا رزق مقرر کرو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی برکت سے اکثر امور مسنونہ مسلمانونمین رواج پاگئے چنانچہ عبد الرحمن بن یزید کہتے ہین کہ ایک دفعہ جناب عثمان رضؓ نے حج کیا مین بہی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ کے ہمراہ تہا۔ اونکے ساتہہ وقوف عرفات کرکے وہانسے واپس ہوئے اور مزدلفہ مین آکر مغرب اور عشا دونون عشا کے وقت پڑہین۔ دونون کیواسطے نماز اور اقامت علیحدہ کہی گئی پہر عبد اللہ بن مسعود رضؓ سو رہے جب فجر ہوئی آپنے فجر کی نماز ادا کی اور کہا جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ یہ دونون نمازین مغرب وعشا اپنے معمولی وقت سے اس جگہہ تاخیر کرکے پڑہین کیونکہ لوگون کو مزدلفہ مین آتے آتے دیر ہوجاتی ہے۔ مغرب کا وقت گذر جاتا ہے اور سیاہی خوب پہیل جاتی ہے۔ فجر کی نماز اپنے وقت ہی پر ہوتی ہے جب صبح کی روشنی اچہی طرح پہیل جاے عبد اللہ بن مسعود رضؓ نے جناب عثمان رضؓ سے کہا کہ اگر امیر المومنین

سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہوں تو یہاں سے اب چل دیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہہ کلام ختم بھی نہ کرنے پائے تھے کہ جناب عثمانؓ وہاں سے چل دیئے۔

جناب عثمانؓ کے عہد خلافت میں سورج گہن واقع ہوا عبداللہؓ بن مسعود آپ کی طرف سے مدینہ منورہ میں حاکم تھے جناب عثمانؓ نے سب لوگوں کے ساتھہ صلوٰۃ کسوف دو رکعتیں پڑہیں ہر رکعت میں دو سجدے کئے اور بعد فراغت نماز اپنے گھر تشریف لیگئے حضرت عبداللہؓ بن مسعود جناب عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ کے پاس بیٹھے اور ہم لوگ بھی عبداللہؓ بن مسعود کے پاس بیٹھہ گئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا جناب رسولخدا سورج گہن اور چاند گہن کے وقت نماز پڑہا کرتے تھے۔ جب تم گہن پڑتے دیکھو نماز پڑہنے چل دیا کرو کیونکہ کسوف و خسوف کیوقت اگر بالفرض کچھہ اندیشہ و خوف موافق تمہارے زعم کے ہی تو تم نماز میں مصروف ہوگے اور خدا کی یاد سے غفلت نہو گی اور اگر اس حالت میں کوئی اندیشہ نہیں ہے تو بھی تمنے اچھا کام کیا اور نیکی کمائی"۔

قصہ کوتاہ جناب ذوالنورین عثمانؓ کے فضائل و کمالات بیحد و بیشمار ہیں۔ آپکے اتباع سنت نبوی کا ثبوت ان احادیث سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ آپکے اوصاف و محامد احاطہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔ آپکو جو کمالات ظاہری و باطنی اور فضائل صوری و معنوی عطا ہوی اگر سب مذکور ہوں تو ایک دفتر ہوجاوے اور پہر بھی ختم نہوں۔

بسیط ساحت قدر تو باغ پر ثمر ست	محیط منبع فضل تو بحر پر گہر ست
سراچہ حاجت مداح و قصہ خواندن او	کہ نشر فضل و کمال تو در جہان شمر ست

مقام مدح تو دل را مقام منفعت ست	محل نقص تو بنا نزا اشیمن نسر ست
بہر کجا کہ رسد رفعت تصور عقل	ہنوز پایہ قدرت ازان رفیع ترست
ہنر جو ساخت انیسؔ سے طریق مدح ترا	رئیس اہل قلم شد اگرچہ بے ہنرست

آغاز سنہ ۲۴ ہجری

قصہ شوریٰ بیعت خلافت

ہم اس قصہ سے پہلے اگر بطور تمہید جناب عمر فاروقؓ کی تجویز درباب خلافت لکھین تو غیر مناسب نہین۔ ناظرین کو بھی پورا قصہ ملاحظہ کرنیسے تمام کیفیت معلوم ہوجاویگی

جب جناب عمر فاروق اعظمؓ صدمہ زخم کارد خون آشام سے اپنی حیات مستعار سے مایوس ہوے اور جملہ صحابہ کرام کو بھی امید زندگی قطع ہوگئی تو سب نے چاہا کہ انتظام خلافت آپکی راے مبارک سے اور آپ ہی کے سامنے ہوجاوے تو بہت مناسب ہوگا۔ آپکے بعد خوف ہے کہ صحابہ باہم خلاف کرین اور مخالف راے سے خدانخواستہ آتش فتنہ وفساد برافروختہ ہوکر اسباب اتفاق واجتماع کو بالکل جلاکر خاک کردے اور جمعیت اسلامی مین تفرقہ ڈالکر باعث خندہ زنی دشمنان اسلام ہو۔ چنانچہ ایک صاحب اس امر کیجانب متوجہ ہوے اور جناب عمر فاروقؓ کیخدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا۔ خلافت کا مقدمہ ازبس نازک ہے آپکے بعد نزاع وخلاف کا اندیشہ ہے۔ آپ اپنی تجویز سے جسکو لائق وافضل اور قابل برداشت اس بار خلافت کا

سمجھین اوسکو خلیفہ کردین۔ ہم لوگ بہی اس فکر عظیم سے سبکدوش ہوجاوین اور آپکے
بعد کسی طرح فتنہ و فساد بہی نہ پیدا ہو۔ ہم سب اوسکی اطاعت کرینگے اور اوسکو اپنا
خلیفہ جانین گے" جناب فاروق رضؓ نے فرمایا۔ مین کسکو خلیفہ کرون۔ افسوس حضرت
ابو عبیدہؓ امین الامتہ یا حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ آج زندہ ہوتے تو وہ استحقاق
خلافت رکہتے تہے ضرور خلیفہ کردئے جاتے وہ بیشک حکومت اہل اسلام کے
قابل تہے اونکے بعد اب میری نظر مین کوئی ایسا نہین ہے۔ میرے بعد تم سب کا
جسپر اتفاق ہو اوسکو خلیفہ کرلینا اور اسلام کے فوائد پر نظر رکہنا" حاضرین جلسہ سے
ایک صاحب بولے۔ عبداللہ بن عمر آپکے صاحبزادہ خلیفہ کردئے جاوین وہ اس
قابل ہین۔ نیز دیانت و تقویٰ۔ اعمال صالحہ مین کامل و یکتا ہین۔ جناب عمر فاروقؓ اپنی
صاحبزادہ کے نام تجویز خلافت سنکر ناخوش ہوے اور فرمایا۔ توبہ کرو۔ کہا عبداللہ
اور کہا خلافت اہل اسلام۔ معاذاللہ۔ عبداللہ اس لائق ہی؟ عبداللہ اور مسلمانونکی سرداری
سبحان اللہ۔ ہرکارے و ہر مردے۔ جو شخص اپنی عورت کے طلاق پر قادر نہوا ور
اوس سے دبتا ہو وہ کیا خاک حکومت کریگا۔ گہر کے کام انجام دے نہ سکے
مسلمانونکا سردار بنایا جاوے۔ واہ رے تیری عقل و تجویز رائے۔ خوب اچھی
طرح سن لے کہ عبداللہ خلافت کا بار عظیم اوٹھانیکی قابلیت نہین رکہتا اور نہ
اوسمین حکومت کرنیکا مادہ ہی۔ مین اوس شخص کو خلیفہ کرتا جو میرے نزدیک مجہسے
افضل ہوتا۔ قطع نظر اسکے کہ عبداللہ اسکا اہل ہی یا نہین۔ مین کہتا ہون کہ مین نے
خلافت کا ذمہ لیا اور میرے سر یہہ بار پڑ گیا۔ جس طرح مجہسے ہوسکا مین نے انجام
دیا۔ خدا جانے کسقدر مظالم میری نامۂ اعمال مین لکہے ہونگے۔ روز قیامت مین

حاکم حقیقی کے روبرو کھڑا ہونگا۔ اگر اوسنے اپنی رحمت کاملہ سے میری خطائین معاف کردین اور دادخواہونکو مجھسے راضی کردیا تو اوسکی عنایت اور رحمت ہی اور اگر مین پکڑا گیا اور مجھسے پرسش ہوئی تو خیر صرف مین ہی اپنے خمیازہ انہین پکڑا جاؤن اور میری اولاد اور خاندان کے لوگ اس مواخذہ سے بری رہین۔ اب رہا یہہ کہ کسیکو خلیفہ کرجاؤن یہہ بہی میرے ذمہ واجب نہین جناب رسالتمآبؐ نے کسکو خلیفہ بنایا اور علی الاعلان کسکا نام ظاہر کردیا کہ میرے بعد فلان شخص خلیفہ ہے سب اوسکی اطاعت کرنا۔ ہان جناب صدیق اکبرؓ نے جو مجھسے افضل تہے مقرر کردیا تہا۔ مین اونکی نظر مین اسکا اہل تہا لیکن مین کسیکو قابل خلافت نہین دیکہتا۔ خداوند عالم اپنے دین اسلام کا حامی و ناصر و حافظ و مددگار ہے اوس نے اپنے دین کی حمایت کی ہی وہ کبہی اوسکو ضائع نہ کریگا بلکہ روز افزون ترقی عطا فرماویگا۔ یہہ کلام جناب فاروق اعظم کا سنکر جملہ حضار مجلس اونکے گہر سے چلیگئے اور اسوقت خلافت کے مقدمہ مین کوئی بات طے نہوئی۔ دوبارہ چند صحابہ پہر تشریف لاے اور اسی معاملہ مین جناب فاروق اعظم سے گفتگو کی اور چاہا کہ آپ کسیکو خلافت کیواسطے نامزد فرماوین۔ جناب فاروقؓ نے فرمایا کہ تم لوگونکا اصرار اس باب مین بڑہتا جاتا ہے اور مین نے اولا چاہا تہا کہ یہہ بوجہہ اپنے سر نہ لیجاؤن تم لوگ میرے بعد جسکو مناسب سمجہتے خلیفہ کرلیتے مگر اب مجبور ہون۔ تمہاری خواہش اس امر مین حد مبالغہ سے بڑہ گئی ہی لہذا اب مین مناسب جانتا ہون کہ ایک شخص کو جو تم سب سے افضل و لائق ہے خلیفہ کردون اور تمپر اوسکو سردار کردون۔ یہہ فرماکر آپنے حضرت علی مرتضیؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔ پہر کہنے لگے۔ میرا خیال انکی طرف اس سے پہلے ہی تہا جب تم لوگ اول مرتبہ میرے پاس آے اور مجھسے اس معاملہ مین

گفتگو کی اور مجھسے کچھہ جواب اپنی خواہش کے موافق نہ پاکر واپس گئے مین تمہاری
چلے جانیکے بعد کسیقدر سو گیا خواب مین دیکھا کہ ایک جوان کسی میوے دار باغ مین
ہے اور پختہ و تازہ میوے درختونسے توڑ توڑ کر جمع کر رہا ہے اور زمین پر اونکا ڈھیر
لگا دیا ہے۔ جب مین نیند سے ہوشیار ہوا اس خواب کی تعبیر خود اپنے دل سے یہ
کرلی کہ خداوند تعالےٰ خود اپنے دین کا حامی ہی۔ وہ دین اسلام کو ہمیشہ غالب رکھیگا
کوئی غیر اوسپر غالب نہ آسکیگا۔ اوسکی حفاظت اپنے خاص بندونکے ہاتھہ سی کرائیگا
اسلئے اب مین خیال کرتا ہون کہ مجھکو کوئی ضرورت نہین جو اس خلافت کا بار جیسا اپنی
زندگی مین اوٹھایا ہے مرتے وقت بھی یہہ بوجہ لئے جاؤن اور اپنی راے سے کسیکو خلیفہ
کرجاؤن۔ خدانخواستہ اگر میری راے نے کمی کی اور میری تجویز سے جو خلیفہ ہوا اوسنے
امور خلافت مین کوتاہی کی یا خلاف حق کوئی کام اوس سے ہوا تو اسکا وبال میری ہی
گردن پر ہوگا۔ تم لوگ صحابہ کبار مین سی جنسے آنحضرت صلعم راضی وخوشنود تشریف لیگئے
ہین اور اونکے حقمین قطعی جنتی ہونیکی بشارت دی ہے ایک شخص کو انتخاب کر کے خلیفہ
کرلو اور مجھکو اس بارہ مین معاف رکھو۔ ہان جسکو خلیفہ کرو اوسکی اہلیت اور قابلیت پر
ہر طرح غور کرلو اور جو خلیفہ ہو اوسکے ساتھہ راے ومشورہ مین ہر طرح شریک اور اوسکے
معاون ومددگار رہو۔ حضرات علیؓ[۱]۔ عثمانؓ[۲]۔ عبدالرحمنؓ[۳] بن عوف۔ سعدؓ[۴] بن ابی وقاص۔
طلحہؓ[۵]۔ زبیرؓ[۶] یہہ بزرگوار جناب رسول خدا کے اصحاب کبار اور سب مین ممتاز عشرہ مبشرہ
مین معدود ہین۔ انمین سے جس صاحب پر اتفاق ہو وہ خلیفہ کر دئے جاوین اور یہہ
اصحاب اپنی اتفاق راے اور باہمی شوری سے جسکو مستحق سمجھین خلیفہ کرین بعد اس
تقریر کے جلسہ برخاست ہوا اور سب صاحب تشریف لیگئے۔ اس موقع پر جناب عباسؓ

اور حضرت علی مرتضی رض سے یہہ گفتگو ہوئی۔

عباس رض۔ اے علی رض میری راے مین تمہاری شرکت ان صحابہ کے ساتھہ حضرت عمر رض کے پاس آمد و رفت کرتے مین اسوقت مناسب نہین ہے۔ تمکو انسے علیحدہ رہنا چاہیئے۔

علی رض۔ مین آپکی راے پر عمل کرتا اور دل سے مانتا ہون مگر مجبور ہون۔ میری شریک نہونیسے اندیشہ ہے کہ لوگ میری نسبت مخالفت کا اتہام قایم کرکے خلاف راے کا بدنما دہبہ میرے نام پر لگا دین۔ مین خود اس معاملہ مین شریک ہونا پسند نہین کرتا۔

عباس رض۔ کچھہ ہو میری تو راے نہین۔ مجھکو ڈر ہے کہ مبادا اس ہیل جول مین تم کو کوئی ایسی بات پیش آوے جو تمہارے رنج کا باعث ہو۔ آیندہ تمکو اختیار ہے۔

راقم۔ شاید حضرت عباس رض کو خیال گذرا ہوگا کہ جناب علی مرتضی چونکہ آنحضرت صلعم کے قریبی رشتہ دار ہین۔ چچازاد بھائی اور داماد۔ انکے آنے جانے سے لوگونکو خیال پیدا ہوکہ یہہ خلافت کے خواہان اور اپنے کو حقدار اسکا سمجھکر بار بار حضرت عمر رض کے پاس آتے ہین تاکہ جناب عمر رض انکو خلیفہ کردین اور اگر کوئی شخص یہی بات منہ پر کہہ بیٹھتا تو ضرور جناب علی مرتضی رض کو ناگوار خاطر ہوتا۔ اسواسطے جناب عباس رض نے نصیحت کی اور آمد و رفت و شرکت سے منع فرمایا۔ حالانکہ اوسوقت کی خلافت کوئی آرام و آسایش کے اسباب مین شمار نہین کی جاتی تھی بلکہ یہہ بزرگوار اسکو ناپسند کرتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ

جناب عباسؓ کا نام باوجودیکہ آنحضرت صلعم کے چچا اور سب مین بزرگ تھے نہ حضرت عمرؓ نے لیا اور نہ اہل شوریٰ مین وہ داخل ہوے نہ کسی اور نے کہا کہ یہہ خلیفہ ہون کیونکہ لوگ جانتے تھے کہ یہہ انکار کرینگے اور کسی طرح راضی نہوینگے۔

پہر دوسرے دن جناب عمر فاروقؓ نے حضرات عثمان۔ علی۔ سعد۔ عبدالرحمن زبیر رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا کہ درباب خلافت مینے خوب غور و تعمق کی نگاہ سے دیکہا۔ آپ لوگ سردار قوم پیشواے اہل اسلام ہین یہہ خلافت آپ ہی لوگون مین رہنے غیر شخص نہ پاوے جناب رسولخدا آپ سب صاحبون سے راضی و خوشنود رہے اور رضا و خوشنودی کے ساتہہ سب سے رخصت ہوکر تشریف لیگئے۔ اگر آپ اتفاق پر قائم رہین اور استقامت کو ہاتہہ سے نہ دینگے مخالفین کا کوئی ڈر نہین کوئی آپکا کچہہ نہین کرسکتا اور اونکے خلاف سے آپکا کچہہ نہین بگڑتا۔ ہان مجہکو اندیشہ ہے تو صرف یہی کہ خدانخواستہ باہمی نزاع اور اختلاف اور خانہ جنگی سے آپس کا اتفاق جاتا رہے اور پہوٹ پڑجاوے تو پہر ہر وقت خوف کا سامنا ہے۔ آے دن فساد و فتنے درپیش ہین اور اس باہمی اختلاف و خانہ جنگی کا اثر مبادا ایسا نہ پڑے کہ مخالفین مذہب کو دست اندازی کا موقع ہاتہہ لگے اور رفتہ رفتہ یہہ نتیجہ پیدا ہو کہ جو اصلاح اور دائرہ صلاح سے باہر نکل جاوے پہر اوسکی درستی حیطہ امکان سے خارج ہوجاویگی۔ آپ سب صاحب جناب عائشہ صدیقہؓ سے اجازت لیکر اونکے حجرہ مین تشریف لیجاوین اور درباب تجویز خلیفہ خلوتمین جہان غیر کو دخل نہو ایک راے قائم کرلین۔ جناب عمرؓ یہہ فرماکر خاموش ہورہے۔ آپکے زخمون سے خون جاری ہوا ضعف کی وجہ سے سر مبارک تکیہ پر رکہہ لیا اور آنکہین بند کرلین

یہہ صحابہ کرام اصحاب شوری ام المومنین جناب صدیقہ رض کے حجرہ مین تشریف لیگئے اور گفتگو شروع ہوئی۔ کچھہ آوازین بلند ہوگئین حضرت عبداللہ بن عمر کو شاید بخیال تکلیف جناب عمر فاروق رض ناگوار گذرا ہوگا جو اونہون نے فرمایا کہ ابھی تک امیر المومنین زندہ ہین۔ کیا اونکی زندگی مین آپ لوگ دوسرا خلیفہ بنالینگے حضرت عمر فاروق کی کانمین بھی یہہ آواز پہونچی۔ فرمایا۔ اچھا ابھی یہہ صلاح ومشورہ رہنے دو۔ میرے مرنیکے بعد تین دن تک مشورہ کرلینا اور نیک وبد خوب سمجھہ لینا۔ اس مدت تک صہیب رض امامت کرین۔ نماز پڑہاوین۔ تین دن مین یہہ کمیٹی اور مشورہ ختم کرکے باتفاق باہمی کسیکو خلیفہ کرلینا اس سے زیادہ مدت نہ گذرنے دینا۔ میرا بیٹا عبداللہ صلاح ومشورہ مین شریک ہو مگر اسکو امارت وخلافت کا استحقاق بالکل نہین حضرت طلحہ رض قابل خلافت ہین اگر وہ قبل تجویز وتقرر خلیفہ آجاوین تو اونکو بھی شریک کرلینا اور اگر وہ تین دن کے عرصہ مین نہ آپاوین تو تم لوگ اپنا کام خود کرلینا اور اونکا انتظار تین دن سے زیادہ نہ کرنا ہان مجھکو کسطرح اطمینان ہو اور کون اطمینان دلاسکتا ہے کہ طلحہ رض تم لوگونکے خلاف نہ کرینگے حضرت سعد رض بن ابی وقاص بولے۔ مین آپکو ہر طرح اطمینان دلاتا ہون کہ وہ کبھی اس بارہ مین ہمارے خلاف نہونگے جسکو ہم لوگ خلیفہ کردینگے وہ بھی اوسکو خلیفہ مان لینگے۔ یہہ سنکر جناب فاروق رض نے فرمایا۔ ہان مجھکو بھی اونسے یہی امید ہے انشاءاللہ تعالی وہ تمہارے سب کے ساتھہ ہونگے کبھی خلاف نہ کرینگے اور میرے خیال مین خلافت ان دونون صاحبون عثمان وعلی مین سے ایک کو ضرور ہوگی عثمان اگر خلیفہ ہوے تو یہہ اسکے اہل ہین۔ نرم دل ہین سہولت پسند سختی وتشدد کو روا نہین رکھتے۔ غالبا سب انسے خوش رہینگے۔ اگر علی حاکم ہوے تو انمین مادہ

اسکا کامل طور پر ہے اور یقین ہے کہ لوگونکو راہ حق پر چلاوینگے۔ اگر سعدؓ خلیفہ ہوے وہ بہی اسکے قابل ہین اور خلافت انکو زیبا ہے اور اگر یہہ خلیفہ نہون تو جو صاحب کہ خلیفہ ہون انکو راے و مشورہ مین شریک کر لیا کرین کیونکہ سعدؓ خلافت سے عاجز نہین اور نہ خائن ہین۔ انکی حکومت کوفہ کی زمانہ مین کوئی شکایت انکی سننے مین نہین آئی اور مین نے انکو کسی شکایت کی وجہ سے معزول نہین کیا ہے اور عبد الرحمٰن بن عوف مرد فہمیدہ اہل الراے ہین انکی بات سنو اور مانو اور انکی اطاعت دل سے کرو۔ پہر حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا۔ اے ابو طلحہ۔ خداوند کریم نے تم لوگونسے اسلام کو عزت دی ہے اور تم لوگ اسلام کے خیر خواہ ہو۔ انصار مین سے پچاس شخص منتخب کرکے اونسے کہو کہ ایک شخص کو بغرض شرکت مجلس شوریٰ وہ خود انتخاب کرین اور مقداد بن اسود کو حکم دیا کہ میرے دفن ہونیکے بعد یہہ لوگ اصحاب شوریٰ ایک گہر مین جمع ہون اور تم اسکے منتظم رہنا کہ انصار کسیکو بغرض شرکت مجلس شوریٰ پسند کرین۔ پہر صہیب کو ارشاد ہوا کہ تین دن تک نماز تم پڑہانا اور اصحاب شوریٰ کو ایک گہر مین جمع کرنا اور تم نگران رہنا غیر شخص اوس کمیٹی مین شامل نہ ہونے پاوے۔ اصحاب شوریٰ مین اگر پانچ شخص متفق الراے ہون اور ایک اونکے خلاف کرے تو مخالف کا سر تلوار سے قلم کر دینا اور اگر چار ایکطرف اور دو ایکطرف تو اون دو کو مار ڈالنا اور اگر تین تین صاحب دونون طرف ہون تو اوسوقت مین عبد اللہ بن عمرؓ حَکَم ہو کر فیصلہ کری اگر عبد اللہ کی راے پر فیصلہ نہو اور اسکے حکم کو نہ مانین تو مناسب ہے کہ جس طرف عبد الرحمٰن بن عوف ہون اوسی طرف سب اپنی راے ملا دین اور اتفاق کرلین اور دوسرے فریق کو علیحدہ کر دین (جناب عمرؓ کا حکم مخالف کے قتل کا تہدیداً ہے اور مطلب یہہ ہے

اکہ مخالف کی راے نہ مانو۔ کثرت راے پر عمل کرو۔ اس گفتگو کے بعد اہل شوریٰ مقرر کردیے گئے۔ سب لوگ رخصت ہوے اور جلسہ برخاست ہوا۔

ایک روایت مین ہے کہ جناب عمر فاروق نے اصحاب شوریٰ کو طلب فرمایا اونمین صرف جناب عثمانؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ سے علیحدہ علیحدہ گفتگو کی۔ اولاً حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے علی۔ شائد اہل اسلام وصحابہ کرام تمہارے علم وفضل ومعاملہ فہمی پر نظر کرکے اور جناب رسول خدا سے قربت قرابت کا لحاظ کرکے تمکو خلیفہ کرین تو خدا سے ڈرتے رہنا۔ پھر جناب عثمانؓ سے بھی یہی گفتگو کی اور فرمایا۔ اے عثمان۔ اگر تمکو بوجہ دامادی جناب رسول خدا اور بزرگی عمر اور شرافت حسب ونسب کی وجہ سے خلافت کے واسطے انتخاب کرین تو خدا سے ڈرتے رہنا اور بنی معیط کو لوگونکی گردنوں پر سوار نہ کرنا (یعنے حکومت انکے قبضہ واقتدار مین نہ دینا)

بعد اسکے جناب عمر فاروقؓ نے خلافت اہل شوریٰ کی راے پر رکھی اور وہ چھہ معزز اصحاب جو اوپر مذکور ہوے اس کام کیواسطے مقرر فرمادیے اور یہہ ہدایت کی کہ منجملہ انہی چھہ اصحاب کے ایک خلیفہ مقرر ہو۔ اگر سب کا اتفاق ایک پر ہو تو فبہا اگر اختلاف ہو تو جس جانب زیادہ اصحاب ہون وہ خلیفہ بنایا جاوے۔ اگر دونون جانب برابر ہون تو عبد اللہ بن عمرؓ حکم بنکر فیصلہ کرین اگر انکے فیصلہ پر لوگ راضی نہون تو جس جانب عبد الرحمن بن عوف ہون اوسکو ترجیح دی جاوے۔

جب اصحاب شوریٰ جناب عمرؓ کے پاس سے اوٹھہ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر علیؓ کو لوگ خلیفہ کرین تو بہتر ہے۔ وہ مسلمانونکو راہ راست پر چلاوینگے حضرت عبد اللہ آپکے صاحبزادہ نے عرض کیا کہ آپ خود اپنی حین حیات اونکو خلیفہ کیون نہین

کر دیتے۔ ایسا کرنیسے کون آپکو مانع ہے۔ جواب دیا مین پسند نہین کرتا کہ بار خلافت جیسیا کہ ابہی زندگی مین اوٹھایا مرتے وقت بہی یہہ بوجہہ اوٹھاے جاؤن ؟

یہہ بہی روایت ہے کہ جناب فاروق اعظم رضؓ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضؓ کو طلب فرماکر اونسے فرمایا کہ مین تمکو خلیفہ کرنا چاہتا ہون اوراپنا ولیعہد کرتا ہون حضرت عبد الرحمن رضؓ نے استفسار کیا کہ کیا آپ بطور نصیحت فرماتے ہین جواب ملا۔ نہین۔ حضرت عبد الرحمن نے کہا "قسم خدا کی مین آپکے بعد خلیفہ ہونا ہرگز پسند نہین کرتا" حضرت فاروق رضؓ نے فرمایا۔ خاموش رہو کسی سے اسکا تذکرہ نہ کرنا۔ مین دوسرے صحابہ کو جنسے جناب رسول اللہ خوش وراضی رہے امر خلافت سپرد کرتا ہون۔

قصہ مختصر جب صحابہ کرام نے جناب عمر فاروق رضؓ کے دفن سے فراغت پائی تو مقداد بن اسود نے جناب عثمان۔ علی۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبد الرحمن بن عوف زبیر بن العوام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اصحاب شوری کو مسور بن مخرمہ کے گہر مین جمع کیا۔ ایک روایت مین ہے کہ یہہ کمیٹی بیت المال مین قایم ہوئی اور ایک روایت مین ہی کہ جناب عائشہ صدیقہ رضؓ کے حجرہ مین سب صاحب جمع ہوسے۔ حضرت طلحہ رضؓ ان ایام مین مدینہ منورہ سے باہر کہین گئے ہوسے تہے وہ اس جلسہ مین نہ تہے۔ حضرت ابو طلحہ رضؓ دروازہ پر پہرہ دینے کیواسطے مقرر ہوسے تاکہ غیر اشخاص اندر داخل ہوکر اس جلسہ مین مخل نہون۔ بعد اسکے عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ آسے اور دروازہ پر بیٹھہ گئے۔ سعد بن ابی وقاص نے دونون صاحبونکو دروازہ سے اوٹھا دیا اور کہا۔ تم چاہتے ہو کہ یہان بیٹنے سے لوگونمین کہتے پہرو کہ ہم بہی مجلس شوری مین شریک ہوسے ہین۔

ان ابتدائی امور کے بعد اہل شوریٰ مین درباب تجویز خلیفہ گفتگو شروع ہوئی اور قیل وقال بڑہی اپنی اپنی رائین اور تجویزین سب نے پیش کین - ایک راے پر اتفاق نہین ہوتا تھا - ابوطلحہ نے کہا کہ مجہکو اس قیل وقال و گفتگوے لاتا سل کا اندیشہ پہلے ہی سے تہا قسم اوس ذات پاک کی جسنے روح پر فتوح جناب عمر فاروق قبض فرمائی ہے - مین تین دن سے زیادہ مہلت مشورہ کی تم لوگونکو نہ دونگا - اگر اس عرصہ مین تم سب نے اتفاق کر کے ایک کو خلیفہ کر لیا تو بہتر ہے ورنہ پہر مین شریک نہونگا اور اپنے گہر جا کر بیٹہہ رہونگا - تمکو اختیار ہے جسکو چاہنا خلیفہ کرنا جسکو چاہنا حاکم بنانا - پہر عبد الرحمن بن عوف نے سوال کیا - اس مجمع اہل شوریٰ مین سے آیا کسیکو یہہ پسند ہے کہ آپ بار خلافت سے خود بخوشی علیحدہ ہوجاوے اور اپنے واسطے خلافت ناپسند کر کے اپنے سے افضل اور اشرف کو خلیفہ بنانیکی اجازت دے - انکے اس سوال کا بہی کسی نے جواب نہ دیا - پہر انہون نے کہا مین خود خلافت سے دست بردار ہوتا ہون اور اپنی خوشی علیحدگی اختیار کرتا ہون تم لوگ جسکو چاہو خلیفہ کرو مین راضی ہون - جناب عثمانؓ نے فرمایا - سب سے پہلے مین تمہاری درخواست منظور کرتا ہون - یہہ سنکر سب نے ایک زبان ہوکر کہا - ہم بہی راضی ہین مگر جناب علی مرتضیٰ خاموش رہے - عبد الرحمن رضؓ نے پوچہا - اے ابوالحسن آپ کیا کہتے ہین - حضرت علی رضؓ نے فرمایا - مجہسے پکا وعدہ کرو کہ حق کو اختیار کروگے اور ہواے نفس کے اتباع سے باز رہوگے - رشتہ اور قرابت کا پاس ولحاظ اس خلافت کے استحقاق مین نکروگے اور امت نبوی کی خیرخواہی اور فوائد مین کوتاہی کو دخل نہ دوگے - جناب عبد الرحمن نے جواب دیا آپ سب صاحب مجہسے وعدہ کرین - میری راے سے متفق ہون اور شرط کرین کہ مین جسکو چاہون انتخاب کر کے نامزد کرون

میرے اس انتخاب کو بدل پسند فرماوین۔ ہر طرح میرا ساتھہ دین اور مین بہی قسم کہاتا ہون
اور خدا کو درمیان کر کے کہتا ہون کہ درباب خلافت مین رشتہ وقرابت کا پاس ہرگز
نہ کرونگا مسلمانونکی نفع رسانی مین مجہسے دریغ نہوگا۔ جو امر مفید عام ہوگا ملحوظ نظر رکہونگا
حضرت عبدالرحمن کی اس تقریر کو بطیب خاطر سب نے پسند کیا اور اونکے کہنے کے موافق
سب نے قول وقرار پختہ کرلیا اور اسوقت یہہ جلسہ برخاست ہوا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رض حضرت علی مرتضی رض سے تنہا ملے اور کہا شاید آپکے
دل مین یہہ گذرا ہو (اور کچہہ بعید بہی نہین) کہ اس مجمع مین آپ بوجہہ قرب ورشتہ آنحضرت
کے اور بسبب اسلام مین سبقت کے اور دیگر فضائل وکمالات علمی کے جو کہ خداوند تعالے
نے آپکو عطا کیئے ہین اس خلافت کے حقدار ہین لیکن یہہ تو فرمایئے اگر خلافت آپ کو
نہ ملے تو اس صورت مین پہر ان لوگونمین کون حقدار ہے۔ حضرت علی رض نے جواب دیا۔
"حضرت عثمان رض حقدار ہین" بعد ازان عبدالرحمن رض نے جناب عثمان رض سے تنہائی مین ملاقات
کر کے کہا۔ درباب خلافت آپکے دل مین ہوگا کہ مین بہی عبد مناف مین معمر ومسن ہون
رسولخدا کا داماد ہون اور اونکا بہتیجا۔ اسلام مین بہی اکثر صحابہ سے بوجہہ سبقت کے اور
دیگر فضائل مین اپنی قوم مین ممتاز ہون۔ میرے سوا خلافت دوسرے کو کیسے ہوسکتی
ہے مگر مین آپسے پوچہتا ہون کہ بالفرض آپ خلیفہ نہ کیئے جاوین تو پہر کسکو آپ سزاوار
خلافت سمجہتے ہین۔ حضرت عثمان نے جواب دیا "علی مرتضی شیر خدا حقدار اور اہل ہین۔
ہر طرح استحقاق خلافت اونکو حاصل ہے"

اسی درمیان مین جناب علی مرتضی رض اور سعد بن ابی وقاص رض سے ملاقات ہوئی۔ آپنے
حضرت سعد رض سے کہا۔ اللہ تعالی سے ڈرنا جسکے واسطہ سے اور رشتہ وناتہ کا تعلق لگاکر

ایک دوسری سے ہرطرح اعانت ومدد چاہا کرتے ہوئین اپنے بیٹے کے رشتہ کو جو کہ جناب رسولخدا سے ہے اور جناب حمزہؓ کا ناتا جو تجسے ہے اسکے واسطہ کو بیچ درمیان لاکے تجسے چاہتا ہون کہ عبدالرحمن کے ساتھ ہوکر عثمان کے مددگار اور طرفدار ہونا اور اونکے خلیفہ کرنیکی کوشش کرنا (کامل - ابن اثیر)

اس جلسہ مین صرف اسقدر کارروائی ہوئی کہ سب صاحبون نے عبدالرحمن بن عوف کو مختار کر دیا وہ جسکو چاہین خلیفہ کرین سب بالاتفاق راضی وخوشنود ہونگے۔ اونھون نے جناب عثمانؓ اور جناب علی مرتضیٰؓ سے علیحدہ علیحدہ ملکر دونون صاحبونکا عندیہ بھی لیلیا اور یہہ بھی اونکو معلوم ہوگیا کہ ان دونون صاحبوتمین سے جسکو چاہون خلیفہ کردون دوسرے صاحب کو عذر نہ ہوگا۔ جب یہہ سب مراتب طے ہوگئے حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اس کام کا بیڑا اوٹھایا۔ درحقیقت خلیفہ کا انتخاب کرنا انہین کا کام تھا اور انہین کی بیدارمغزی اور خوبی تدبیر سے بلاتکلف یہہ امر طے بھی ہوگیا انہون نے صرف اصحاب شوریٰ کی تجویز واجازت ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ بطور خود بھی بہت سرگرمی اور اہتمام سے تمام اہل شہر اور عمائدین اسلام اور بزرگان قوم سے اس باب مین راے لی گویا سب کو اسپر راضی کرلیا۔ یہہ تین دن رات حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو گشت لگاتے گذرگئے۔ سرداران قبائل عرب سے ملے۔ درباب خلیفہ ذکر کیا اور اونسے راے لی۔ سرداران فوج سے مشورہ لیا۔ جہان مجمع دیکھا خود وہان گئے اور لوگونسے اسکا ذکر کیا تنہا ایک ایک سے دو دو سے سوال کیا ظاہر و پوشیدہ ہر ایک سے راے لی یہان تک کہ دیہات کی جانے آنیوالونسے بھی جو مدینہ منورہ مین ملے۔ قافلہ والے جو دور دراز سے آئے ہوے ملے بس انکا ایک ہی سوال تہا کہ خلافت کے مستحق عثمان ہین یا نہین انکے بارہ مین تمہاری

کیا اسے ہے۔ مرد و نسے مشورہ لیکر اسپر ہی اکتفا نہ کی بلکہ پردہ نشین عورتونسے بہی دریافت کرلیا۔ بوڑہے۔ جوان۔ غلام۔ آزاد جو اونکو ملتے گئے درباب خلافت بغیر ذکر کئے نہ رہے جناب عبدالرحمن رضؓ کا قول ہے کہ مین نے خوب اطمینان کرلیا۔ دو شخصونکو بہی مختلف نہ پایا کہ حضرت علی رضؓ پر حضرت عثمان رضؓ کی تقدیم مین اونہون نے باہم اختلاف کیا ہو۔ بہر حال سب کا اتفاق پایا۔ البتہ بعض روایات مین ہے کہ عمار رضؓ اور مقداد رضؓ ان دو صاحبون نے جناب علی مرتضی رضؓ کو ترجیح دی تہی۔

جناب عثمان رضؓ کی جانب لوگونکی توجہ اسوجہ سے اور بہی تہی کہ جناب عثمان رضؓ کے مزاج مین نرمی تہی۔ دین کے کامونمین جو نرم و آسان ہوتا اوسکو اختیار فرماتے اور سخت کامون سے بشرط عدم حرج کنارہ کرتے اور لوگونکو بہی اسی راہ پر چلاتے تہے۔ برخلاف جناب علی مرتضی رضؓ کے کہ اونکے مزاج مین ذرا سختی تہی اور جناب فاروق رضؓ کے قدم بقدم تہے۔ دس برس چند ماہ جناب عمر فاروق رضؓ کی خلافت مین لوگ آپکی راہ پر چلائے گئے اور جناب فاروق کی اطاعت ہر طرح کی۔ اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے بڑے بڑے ملک مسلمانونکے ہاتہہ پر فتح کئے۔ مال غنیمت بہت کچہہ ہاتہہ آیا۔ اب چاہتے تہے کہ بہ نسبت زمانہ خلافت حضرت فاروق کے کسیقدر تخفیف مل جاوے اور وہ سختی جو اونکے زمانہ مین تہی مبدل بہ نرمی ہوجای اسواسطے جناب عثمان رضؓ کے خلیفہ ہونیکو سب لوگ بطیب خاطر پسند کرتے تہے اور یہ بہی خیال تہا کہ اگر جناب علی مرتضی رضؓ خلیفہ ہوے تو جو نرمی و سہولت مطلوب ہے حاصل نہوگی بلکہ جناب مرتضی سب کو وہی سخت راہ چلاوینگے جو زمانہ حضرت عمر فاروق مین تہی اور کیا عجب کہ اس سے بہی زیادہ تشدد ہو۔ اصل سبب ترجیح جناب عثمان رضؓ یہی تہا۔ ورنہ کسیکو جناب علی مرتضی رضؓ کی شکایت نہ تہی نہ اونپر کسی قسم کا طعن کرتے تہے نہ اونکے عادات و اخلاق

لوگونکی نظرونمین ناپسند تھے۔ نہ آپ سے عدل وانصاف ہونے مین شک تھا۔ نہ آپ کو
خلافت کا حقدار سمجھنے مین کوئی عذر وحیلہ تھا۔ معاذ اللہ من ذالک۔ یہی وجہ مناسب
ولائق ہے کہ جملہ افعال صحابہ کرام کے اسپر محمول کیے جاوین کہ ان بزرگونکو کسی قسم کا
بغض وعناد باہمی نہ تھا سب ایک دوسرے کو اپنے سے افضل و بہتر جانتے تھے اور
ایک کو دوسرے سے محبت اسلامی اور اخوت دینی کا دعوی تھا اور سب ایک دوسرے
کے کام مین جان ومال سے حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح بعض ناظرین کو اس قصہ کے دیکھنے
سے خیال گذرتا ہے کہ اصحاب شوریٰ مین سے ہر ایک کو اپنے خلیفہ ہونیکی خواہش وتمنا تھی
اور خلافت وحکومت وسرداری دل سے چاہتے تھے۔ اگر یہہ خیال صحیح نکلے تو اسکی وجہ
یہ ہے کہ صحابہ کبار کو دینی امور مین کمال اہتمام تھا اور اسلام کی ترقی وبہبودی ہر ایک کا
مقصود ومطلوب تھی ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ جو نیک کام مجھسے ہو سکے اوسمین کوتاہی نکرون
منجملہ اعمال صالحہ خلافت کو بھی سمجھتے تھے اور شاید جو صاحب متمنی خلافت ہونگے اونکا
یہی گمان ہوگا اور یہی آرزو ہوگی کہ عدل وانصاف خوب کرینگے۔ دین کی اصلاح وخدمت سے
سعادت دارین حاصل ہوگی۔ مسلمانونکے کام کرنیکا بڑا اجر وثواب خدا کے گھر پاوینگے
صحابہ کرام کی نسبت بیشک ہمارا یہی خیال ہونا چاہیئے۔ جسکے دل مین قوت ایمان ہے
اور نور عرفان سے جسکا قلب معمور ہے کبھی وہم بھی نہین کرسکتا کہ صحابہ کو خلافت کی چاہ
دنیا کمانیکی فکر عیش وطرب کی خواہش حظوظ نفسانی حاصل کرنیکی آرزو تھی تھین۔ ہرگز
نہین۔ ہرگز نہین۔ یہہ وساوس شیطانی ضعف ایمان کی نشانی ہین کیونکہ قرآن پاک مین
خدائے کریم نے اونکے واسطے گواہی دی ہے۔ اونکی بزرگی وفضائل مین آیات بینات
نازل فرمائین اور ظاہر کردیا کہ خدا اونسے راضی وہ اپنے خدا سے خوش ہین۔ احادیث کثیرہ

اونکی خوبیون اور نیک عادات کی شاہد ہین۔ ہر شخص صاحب ایمان کولازم ہے کہ اونکی نسبت بدگمان نہو۔ اونسے بدگمانی کی سزا اور اونسے کینہ و بغض رکھنے کی جزا سخت ہے اور یہہ وہ گناہ ہے کہ معاف بہی نہوگا۔

خلاصہ یہہ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے ان تین دن رات مین کمال درجہ کوشش کی۔ راتونکا سونا چہوڑا۔ نوافل نماز پڑہتے رہے اور دعا مانگتے رہے۔ خود کمال فکر و تدبر سے کام لیا۔ چند بار استخارہ کیا۔ ہر ایک صاحب راے صائب سے دریافت کیا۔ آخر الامر کسی کو نہ پایا کہ جناب عثمان رضؓ کی برابر دوسرے کو خلافت کے باب مین وہ جانتا ہو یا دوسرے کو اونپر ترجیح دیتا ہو۔ جس رات کی صبح کو بیعت منعقد ہوگی اوس رات عبدالرحمٰن بن عوف مسور بن مخرمہ کے گہر جو انکے حقیقی بہانجہ ہین گئے اونکو سوتے سے جگایا اور کہا۔ مسور تم سورہے ہو حالانکہ مجھکو تین راتین گذرین کہ ایک لحظہ بہی آرام سے نہ سویا۔ رات دن اسی خلافت کی فکر مین ہون۔ اب تم اوٹہو۔ زبیر اور سعد کو میرے پاس بلالاؤ۔ مسور کا قول ہے کہ مین جا کر دونکو بلالایا۔ عبدالرحمٰن رضؓ نے اول زبیر رضؓ سے گفتگو کی۔

عبدالرحمٰن ۔ بنی عبد مناف کو خلافت دیدو اور تعرض نہ کرو۔

زبیر رضؓ ۔ مین نے اپنا حصہ اور حق علی رضؓ کو دیا۔

عبدالرحمٰن (حضرت سعد رضؓ سے مخاطب ہوکر) اپنا حصہ اور حق مجھکو دیدو۔

سعد رضؓ ۔ اگر تم خلافت قبول کرو تو منظور ہے اور اگر عثمان کے واسطے چاہتے ہو تو علی رضؓ مجھکو پسندیدہ ہین مین اونکی خلافت بہتر جانتا ہون اور میرے نزدیک تم خود خلافت قبول کرو اور ہم سب کو اس کشاکشی سے راحت دو تاکہ ہم لوگ

اس بار عظیم سے سبکدوش ہوجاوین۔

عبدالرحمن مین پہلے ہی اس خلافت کو چھوڑ چکا ہون اور اگر یہہ بہی نہوتا تاہم اس کو پسند نہ کرتا کیونکہ مین نے ایک خواب دیکھا ہے جسکا نتیجہ یہہ سمجھتا ہون کہ خلافت میرے حق مین بہتر نہو گی۔

سعدرضؓ۔ وہ کیا خواب ہے ذرا ہم بہی تو سنین۔

عبدالرحمن۔ سنو وہ یہہ ہے کہ مین نے ایک باغ سبزہ زار جسمین کثرت سے گہاس ہی دیکھا اوسمین ایک جوان اونٹ قوی ہیکل داخل ہوا اور بہت تیزی سے گویا کہ تیر کی طرح اوس باغ سے گذر گیا اور باغ کے سبزہ اور چارہ پر اصلا التفات نہ کی۔ بعد ازان ویساہی دوسرا اونٹ اوسی باغ مین آیا اور پہلے اونٹ کیطرح بغیر توجہ اور توقف اوس باغ سے نکل گیا۔ اوسکے بعد ایک تیسرا اونٹ اپنی مہار کہینچتا ہوا گہسا اور اوسی طرح نکل گیا۔ پہر چوتہا اونٹ اوس باغ مین آیا اور سبزہ اور گہاس کہانے مین مصروف ہوگیا۔ خدا کی قسم یہہ خلافت مین نہین چاہتا اور مین چوتہا اونٹ بننا پسند نہین کرتا اور یہہ ممکن نہین کہ اب جو شخص جناب صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی جگہہ تخت خلافت پر متمکن ہو سب لوگ اوس سے راضی اور خوش ہی رہین۔

اس کے بعد مسور بن مخرمہ کو بہیجکر حضرت علیؓ کو طلب کیا۔ دیر تک اونسے باتین ہوتی رہین۔ پہر جناب عثمانؓ کو طلب کرکے اونسے بہی علیحدہ دیر تک گفتگو کرتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی اوسوقت یہہ باتین ختم ہوئین۔ معلوم نہ ہوا کہ جناب عبدالرحمن بن عوف اور ان دونون صاحبونمین کیا گفتگو ہوئی۔ اس کی خبر کسیکو کچھ نہین۔

تیسری تاریخ محرم کو بعد نماز فجر مسجد نبوی مین جملہ اہل اسلام و اکابر قریش و شرفائے شہر و صحابہ کرام اور جملہ انصار و مہاجرین جمع ہوے - کثرت ازدحام سے تل دہرنے کی جگہہ نہ رہی حضرت عبدالرحمن رضؓ بن عوف جناب عثمانؓ اور جناب علی مرتضیٰؓ کو لیکر مسجد مین آے

اوس روز عبدالرحمن بن عوف رضؓ نے اپنے سر پر وہ عمامہ باندہا جو جناب رسول خدا صلعم نے اپنے دست مبارک سے باندہ دیا تہا اور ایک تلوار لٹکائی -

لوگونکی کثرت سے جناب عثمانؓ کو جگہہ نہ ملی - آپ شرم و حیا سے لوگونمین گہس کر نہ بیٹہے سب لوگونکے بعد بیٹہہ گئے - سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف نے منبر پر چڑہکر خطبہ پڑہا - خدا کی حمد و ثنا کی - رسول خدا کی نعت بیان فرمائی - پہر کہا " اَیُّهَا النَّاس سب لوگون نے مجہکو اجازت دی ہے کہ کسیکو خلیفہ مقرر کر دون لہذا مین نے اپنے نزدیک انتخاب کر لیا ہے اور عنقریب اوسکو ظاہر بہی کر دونگا " حضرت عمارؓ اوس مجمع مین سے بولے " اگر تم اختلاف اوٹہانا چاہو تو جناب علی مرتضیٰؓ کو خلافت دو اور اسیوقت انسے بیعت کر لو" مقداد بن اسود نے انکے کلام کی تائید مین کہا " عمار سچ کہتے ہین - اگر علی مرتضیٰ خلیفہ ہون تو ہم سب انکے فرمانبردار و مطیع ہین " ابن ابی سرح نے کہا " اگر اختلاف اوٹہانا منظور ہے تو عثمانؓ سے بیعت کر لو " عبداللہ بن ابی ربیعہ نے انکی تائید مین کہا " سچ ہے عثمانؓ سے بیعت کرینمین ہم سب راضی و خوش ہین " ابن ابی سرح نے تبسم کیا اسپر عمار نے ابن ابی سرح سے کہا " آپ مسلمانونکے خیرخواہ کبسے ہو گئے "

اس قیل و قال مین بنی ہاشم اور بنو امیہ باہم حجت و تکرار کرنے لگے حضرت عمار نے کہا " اے لوگو - خداوند تعالیٰ شانہ نے ہمکو اپنے نبی کریمؐ کی بدولت عزت دی اور اپنے دین کی برکت سے بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی - اہل بیت نبوی سے یہ حکومت باہر نہین

جا سکتی غیر اسکا حقدار نہین"۔ اسپر ایک شخص بنی مخزوم مین سے بولے۔ "اے ابن سمیہ۔ تم اور قریش کی امارت کی تجویز؟ ماشا اللہ"۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب اہل مجلس کا یہہ رنگ دیکھا اونکو خوف پیدا ہوا کہ ڈھنگ بگڑا جاتا ہے اختلاف شروع ہو چکا مبادا شورش بڑہکر فتنہ و فساد پیدا ہو جاے فوراً عبدالرحمن بن عوف سے کہا "اے عبدالرحمن۔ تم اپنے کام سے فراغت کیون نہین کرتے۔ فتنہ و فساد شروع ہونیوالا ہے اب دیر کیون کر رہے ہو"۔ جناب عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا "صاحبو مین نے اس باب مین خوب غور و فکر سے کام لیا ہے اور جو مناسب تہا تجویز کر لیا ہے آپ سب صاحب اس معاملہ مین کچھہ نہ کہین مجھکو اپنا کام کرنے دین۔ درصورت دیگر کل کو آپ ہی لوگونپر الزام آویگا"۔

اب حضرت عبدالرحمن نے جناب علی مرتضیٰؓ کو پاس بلا کر کہا۔ "آپکو خدا کا عہد اور میثاق دیکر کہتا ہون کہ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول خدا پر عمل کرینگے اور حضرات شیخینؓ کی اتباع ہر امر مین ملحوظ رکہینگے"۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "مین امید کرتا ہون کہ مین اپنے مبلغ علم و طاقت کے موافق عمل کرونگا"۔ یہہ جواب پاکر اونہون نے حضرت عثمان سے مخاطب ہوکر یہی کلمات کہے۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا۔ "ہان مین اقرار کرتا ہون کہ مین ایسا ہی کرونگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ"۔

حضرت عبدالرحمنؓ نے یہہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اوٹہایا اور اونکا ہاتہہ عثمانؓ کے ہاتہہ مین تہا۔ اور یہہ کلمات زبان پر تہے۔ اللھم اسمع واشھد انی قد جعلت ما فی رقبتی من ذلک فی رقبۃ عثمانؓ۔ خداوندا۔ گواہ رہنا میری گردن پر جو کچہہ بار تہا وہ مین نے عثمانؓ کی گردن پر رکہہ دیا۔ اب مین بری الذمہ ہون۔

یہہ کہکر عبد الرحمن نے بیعت کرلی۔

پہر انکے بعد جملہ صغیر وکبیر حاضرین جلسہ ایک دوسرے کے بعد بیعت کرتے گئے اور جناب عثمانؓ کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ عبد الرحمن بن عوفؓ منبر کے اوپر تہے اور جناب عثمانؓ منبر کے نیچے کے درجہ مین تہے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے بہی بیعت کی۔ بعض روایات مین پہلے بیعت کی بعض مین سب کے بعد آپکا بیعت کرنا مذکور ہے مگر صحیح روایت یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ نے بعد عبد الرحمن بن عوفؓ کے بیعت کی تہی۔

(فتوحات اسلامیہ)

بعد اختتام بیعت عامہ کے حضرت مقدادؓ عبد الرحمن بن عوفؓ سے ملے اور کہا۔

مقداد۔ خدا کی قسم تمنے اوس شخص کو جو حقدار خلافت تہا اور اون لوگومین سے ہے جو حق کے ساتہہ فیصلہ کرتے ہین اور حق کے ساتہہ عدل کرتے ہین خلافت سے محروم رکہا۔

عبد الرحمن۔ اے مقداد۔ خدا کی قسم مین نے اس مقدمہ مین مسلمانونکی بہتری اور فلاح پر نظر کی اور اپنی تمام کوشش اسی پر صرف کی ہے۔

مقداد۔ اگر تمنے خدا کیواسطے یہہ کیا ہے تو ضرور نیک عمل کا ثواب پاؤگے۔ اے عبد الرحمن۔ یہہ واقعہ بہی ایک نادرات روزگار سے ہے جو بعد وفات رسولخدا آپکے اہل بیت مین واقع ہوا۔ قریش سے مجھکو سخت تعجب ہے کہ اونہون نے ایسے قابل ولایق شخص کو جو باعتبار علم وکمالات والصاف ودیگر فضائل کے سب سے افضل ہے چہوڑ دیا اور خلافت نہ دی۔ مین جانتا ہون کہ اوس شخص سے بڑہکر کوئی نہین ہے۔ افسوس کوئی میرا معین ومددگار نہ تہا۔

عبدالرحمن - اے مقداد - خدا سے ڈرو - ان باتوں کو اب جانے دو - مجھکو اندیشہ ہے کہ
تمہارے خیالات کی بدولت اور گفتگو کے باعث آتش فتنہ و فساد مشتعل
ہو جاوے اور بنا بنایا کھیل بگڑ جاوے۔

مقداد بن اسود یا اور صحابہ جو انکے ساتھ تھے اونکا مطلب یہہ تھا کہ جناب علی رضؓ کو
خلافت ہو اور اونکو ترجیح دیجاوے - حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ نے اپنی جستجو و کوشش
سے یہہ ثابت کر لیا کہ جناب عثمانؓ کے طرفدار اور انکی خلافت کے خواہش مند باستثناء
بعض صحابہ سب لوگ ہین چنانچہ اونہوں نے کثرت جماعت کا لحاظ کر کے جناب عثمان کی
بیعت کی - اگر وہ اوس وقت جلدی کر کے ابتداءً بیعت نہ کر لیتے تو لوگوں مین بحث و تکرار
بڑہ جاتی اور نوبت بہ جنگ و جدال پہونچ جاتی - مقدادؓ یا دیگر صحابہ کو جناب عثمان رضؓ سے
کوئی رنجش یا کدورت دلی نہ تھی - ہان اونکی خواہش جناب علیؓ کی جانب ضرور تھی - اگر جناب
عثمانؓ کی جانب سے کچھہ سوء ظن ہوتا تو یہہ لوگ بیعت نہ کرتے - جناب علی مرتضیٰؓ کی بابت
بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو اپنی نسبت خیال تھا کہ خلافت مجھکو ملیگی اور جناب
عثمانؓ کی خلافت سے فی الجملہ آپکو ملال ہوا - ہم سابق مین کہہ چکے ہین کہ صحابہ کرام مین سے
اگر خواہش خلافت کسی صاحب کو تھی تو انصاف و عدل و خدمت اہل اسلام اور مسلمانوں کی
اصلاح - ترقی دین محمدی - اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے تھی نہ خواہش نفسانی و حصول
جاہ و عزت دنیا کیواسطے - پھر اگر جناب علیؓ کو آپ کی امید اور خواہش کے خلاف خلافت
نہ ملنے کا ملال ہوا تو بتقاضاے طبیعت تھا اور خلافت ملنے سے جو ثواب اور نیک
اعمال کی جزا ملتی اوسکے نہ ملنے پر اگر افسوس ہوا تو کیا مضائقہ - لو فرضنا آپکی نیت تھی کہ
خلیفہ ہو کر فلان فلان امور و مصالح کا انتظام کرونگا - عدل و انصاف سے خلق اللہ کو

راضی وخوش رکھونگا توخدائے کریم بادشاہ عادل کا ثواب عطا فرماویگا۔ آپکی خواہش اور طلب اگر تھی توان ہی اغراض سے تھی اور ظاہر ہے کہ نیک آدمی کو نیک کام نہ پانیسے ضرور رنج ہوتا ہے۔ جناب علی مرتضیٰؑ کا ملال اسی قسم کا تھا ورنہ دل مین جناب عثمانؓ سے کسی طرح ناخوش نہ تھے اونکو اسکا حقدار سمجھتے تھے چنانچہ جب عبدالرحمن نے آپ سے پوچھا کہ اگر آپ خلیفہ نہون توپھر کسکو خلیفہ کرین آپنے فوراً جناب عثمان کا نام لیا اور فرمایا کہ مین انکی اطاعت کرونگا۔ یہ سب مراتب سابقاً طے ہوچکے تھے۔ باقی رہی ایک بات کہ بیعت سے پہلے عبدالرحمنؓ بن عوف نے اولاً جناب علی مرتضیٰ کو بلایا اور اون سے خلافت کیواسطے کہکر پھر جناب عثمانؓ سے بیعت کرلی۔ اوسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عبدالرحمنؓ نے خوب تحقیق کرلیا تھا کہ جناب عثمانؓ کی طرف زیادہ لوگ ہین عوام وخواص کی انہین پر نظر پڑتی ہے علاوہ چند اصحاب کے جو جناب علیؓ کے طرفدار ہین جملہ اصحاب بھی حضرت عثمانؓ کیجانب ہین۔ اسپر بھی اونھون نے بیعت کیوقت لوگونکی نظر سے اندازہ کرنا چاہا کہ اب جناب علیؓ کیجانب لوگونکی نظر ہے یا جناب عثمان کی بیعت کے خواہان ہین لہذا اولاً حضرت علیؓ کو بلاکر کہا اور لوگونکے رخ سے دریافت کرلیا پھر جناب عثمانؓ کیطرف متوجہ ہوے اور اونسے بیعت کی۔ پھر جناب علی مرتضیٰؑ نے بلاحجت وتکرار بیعت کی اس سے بھی صاف عیان ہی کہ جناب علیؓ کو خلافت کی تمنا بغرض حصول دنیا نہ تھی۔ کیونکہ آپنے اتفاق رائے اہل اسلام کو پسند فرماکر سب کا ساتھ دیا اور آپکی خلافت بدل تسلیم کرلی۔ جناب شیرخدا کی نسبت احتمال خوف اور دبنے کا بھی کسی طرح اوسوقت نہین ہوسکتا کیونکہ آپکے طرفدار بنی ہاشم اور دیگر اکابر اسلام تھے اگر آپ اس بیعت کا انکار کرتے وہ سب آپکا ساتھ دیتے پھر آپکو ڈر کسکا تھا مگر نہین یہہ بات توتھی ہی نہین پھر آپ

بیعت کرنے مین کسواسطے پس وپیش کرتے۔

ایک دوسری روایت مین اسی قصہ بیعت کے متعلق مذکور ہے کہ جب سب لوگ مسجد نبوی مین جمع ہوچکے تو اول عبدالرحمن رضؓ نے خطبہ پڑہا اور لوگونکو اتفاق اور اجتماع کیجانب نصیحت بلیغ کی بعدازان جناب عثمانؓ نے خطبہ پڑہا اور فرمایا۔

الحمد لله الذی اتخذ محمداً نبیا وبعثه رسولا وصدقه وعده ووهب له نصره علی کل من بعد نسبا او قرب رحما صلی الله علیه جعلنا الله له تابعین وبامره مهتدین فهو لنا نور ونحن بامره نقوم عند تفرق الاهواء ومجادلة الاعداء جعلنا الله بفضله ائمة وبطاعة امراء لایخرج امرنا منا ولا یدخل علینا غیرنا من سفه الحق ونکل عن القصد واحربها یا ابن عوف ان تترك واجدر بها ان یکون ان خولف امرك وترك دعاؤك فانا اول مجیب وداع الیك وکفیل وبما اقول زعیم واستغفر الله لی ولکم۔ ترجمہ۔ سب حمد وثنا اوسی خدا ے پاک کی ہے جس نے اپنی رحمت کاملہ سے محمدؐ کو نبی کرکے اور اپنا رسول بناکر مبعوث فرمایا۔ خدا نے اپنے رسول سے جو وعدے کئے وہ سب پورے کئے اور اپنے نبی کریم کو سب قریب اور بعید رشتہ دار ونپر نصرت دی۔ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہو۔ خداوند اہمکو آنحضرت صلعم کا پیروکر اور آپکی راہ پر چلا۔ آپکی ذات بابرکات ہمارے واسطے نور ہدایت ہے اور ہم آپکے حکم پر دوسرے لوگونکے خلاف کرنے کیوقت بہی قائم رہتے ہین اور دشمنونکی خصومت سے آپکے حکم بجالانے سے باز نہین

رہتے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہم لوگ صحابہ کرام کو امام و
مقتدائے انام بنایا اور آنحضرت صلعم کی اطاعت کی بدولت ہم ہی لوگ
سردار ہوئے۔ امر حکومت ہم لوگوں سے باہر نہین جا سکتا۔ ہم پر غلبہ کر کے
غیر قوم والے نہین داخل ہو سکتے مگر ہان اپنی نادانی اور کجروی سے چاہی
اونکا یہہ ارادہ ہو اور اے ابن عوف۔ تمہارے لائق یہہ بات تھی کہ تم خلافت
سے علیحدہ ہو گئے اور یہہ مقدمہ ہی ایسا نازک ہے اگر لوگ تمہارے
خلاف کرین اور تمہارے کہنے کے مطابق نہ مانین تو عجب نہین مگر مین تو
سب لوگون سے پہلے تمہارے بلانے پر آیا اور جو کچھہ مین نے کہا اوس کا
ضامن ہون خدائے کریم سے اپنے اور تمہارے سب کے واسطے مغفرت
چاہتا ہون۔

جب جناب عثمانؓ اپنا کلام ختم کر چکے حضرت زبیرؓ نے یہ تقریر کی۔ اما بعد
فان داعی اللّٰہ لا یجہل و مجیبہ لا یخذل عند تفرق الاھواء
ولی الاعناق ولن یقصر عما قلت الا غوی ولن یترک ما
دعوت الیہ الا شقی ولولا حدود اللّٰہ فرضت و فرائض اللّٰہ
حدت لکان الموت من الامارۃ نجاۃ و الفرار من الولایۃ
عصمۃ ولکن للّٰہ علینا اجابۃ الدعوۃ و اظہار السنۃ لئلا نموت
موتۃ عمیۃ ولا نعمی عمی الجاہلیۃ فانا مجیبک الی ما دعوت و
معینک علی ما امرت ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ واستغفر اللّٰہ لی
ولکم۔ ترجمہ۔ اما بعد۔ خدا کیطرف بلانے والا جاہل نہین ہوتا اور اوس کا

جواب دینے والا رسوا و خوار نہین ہوتا جسوقت کہ رائین مختلف ہون اور باہم اختلاف پھیلے۔ اے عبد الرحمن جو کچھ تمنے تجویز کیا اور کہا ہے قابل تسلیم ہر کسی اہل حق اور مرد دانا کو اس مین انکار اور اس سے انحراف نہوگا اور جس اتفاق اور صلاح کار کے واسطے تمنے ہم سکو جمع کیا بجز بدنصیب شخص کے اس سے اعراض نہ کرے گا۔ درحقیقت خلافت کا بار گران ہے اور اسکے محاسبہ کا سخت خوف ہے۔ اگر خداوند تعالی انے حدود شرعی نہ مقرر کئے ہوتے اور حرام وحلال کو نہ بیان کر دیا ہوتا تو مین ضرور کہدیتا کہ امارت کرنیسے جان دینا بہتر تھا اور ولایت وحکومت سے بھاگ جانا بڑا بچاؤ تھا۔

سلطنت سہلست خود آشنای فقر کن	قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود

لیکن خداوند تعالی انے اپنے احکام ماننا اور طریق سنت کا جاری رکھنا ہمپر واجب کر دیا ہے ضرورت کیوقت امارت اختیار کرنا اور مسلمانونکی اصلاح مین کوشش کرنا ضروری ہوگیا تاکہ ہم گمراہ ہو کر نہ مرین اور جہالت کی نابینائی سے اندھے بنکر دنیا کو نہ چھوڑین جس کام پر تمنے بلایا ہے مین اوسکو قبول کرتا ہون اور ہر طرح تمہارا معین ومددگار ہون اور نہین قوت مگر خدا کے ساتھ اور مین اپنے اور تمہارے سب کے واسطے مغفرت چاہتا ہون۔

اس تقریر کے ختم ہونیکے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے کہا۔ بعد حمداً للہ و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ انا سرت الطریق واستقامت السبیل وظہر کل حق ومات کل باطل۔ ایاکم ایھا النفر و قول الزور وامنیۃ الغرور وقد سلبت الامانی قوما قبلکم ورثوا ما ورثتم ونالوا

ما نلتم فاتخذ هم الله عدوا ولعنهم الله لعنا کبیرا قال الله تعالیٰ
لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل الی قوله لبئس ما کانوا یفعلون
انی مکنت قربی واخذت سہمی الفالج واخذت لطلحة بن عبید الله
ما ارتضیت لنفسی فانا به کفیل وبما اعطیت عنه زعیم والامر
الیك یا ابن عوف لجهد النفس وقصد النصح وعلی الله قصد السبیل
والیه الرجوع واستغفر الله لی ولکم واعوذ بالله من مخالفتکم۔
ترجمہ۔ بعد حمد خدا و نعت مصطفےٰؐ کے واضح ہو کہ راہ حق خوب ظاہر ہوگئی اور
راستے بالکل درست ہوگئے۔ حق بات عیاں ہے دروغ بے فروغ کو موت
آگئی۔ اے صاحبو جھوٹ بات سے بچو اور دھوکے دینے والی آرزو سے
پرہیز کرو تمسے قبل ایک قوم گذر چکی ہے جسکو امیدوں اور آرزوؤں نے لوٹ
کر تباہ کر دیا۔ جو کچھہ تمنے پایا اوس قوم نے بھی پایا تھا اور جس دنیا کے تم وارث
ہوے ہو وہ لوگ بھی وارث ہوے تھے۔ مگر اونکی شامت اعمال سے
خدا کا غضب و قہر نازل ہوا خدا نے اونکو اپنا دشمن بنایا اور اون پر سخت لعنت
فرمائی۔ پھر وہ آیت پڑھی جسمیں بنی اسرائیل کا ذکر ہے اور اونکی نافرمانیاں
بیان کی ہیں۔ میں نے اپنا ترکش ٹھیک کر لیا ہے اور اپنا تیر بھی سنبھال لیا
ہے (یعنی اپنے بچاؤ کی تدبیر کر لی ہے) طلحہ بن عبید اللہ کا میں ضامن اور
کفیل ہوں جو کچھہ میں کرونگا وہ اوسکے خلاف نہونگے۔ باقی رہا امر خلافت
اے ابن عوف اسکا تمکو اختیار کامل ہے۔ اپنی کوشش اور خیر خواہی کی
نظر سے جسکو چاہو سپرد کر دو اور اللہ ہی کی طرف سے راہ راست کی ہدایت ہے

اور اوسکی طرف پہر جانا ہے۔ مین اپنے اور تمہارے واسطے خدا سے بخشش کی دعا کرتا ہون اور تمہاری مخالفت کی اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہون۔

جب حضرت سعدؓ یہ تقریر ختم کر چکے جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی بعث محمداً نبیا ولعبثہ النیار سولا فنحن بیت النبوۃ ومعدن الحکمۃ وامان اہل الارض ونجاۃ لمن طلب۔ لنا حق ان نعطہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل ولو طال السری۔ لو عہد الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہدا لنفذنا عہدہ ولو قال لنا قولا لجادلنا علیہ حتی نموت۔ لن یسرع احد قبلی الی دعوۃ حق وصلۃ رحم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسمعوا کلامی دعوا منطقی عسیٰ ان تروا ہذا الامر بعد ہذا الجمع تنقضی فیہ السیوف وتخان فیہ العہود حتی تکونوا جماعۃ ویکون بعضہم ائمۃ لاہل الضلالۃ و شیعۃ لاہل الجہالۃ۔ ترجمہ۔ سب تعریف اوس خدا سے برحق کو ہے جسنے محمد کو نبی کر کے ہمپر بہیجا۔ ہم نبوت کے گہر حکمت ومعرفت کی کان ہین۔ ساکنان روئے زمین کے باعث امان ہین اور مصیبت کے نجات دیتے ہین اگر کوئی ہم سے کچہ طلب کرے ہمکو ہر طرح حق ہے کہ چاہے اوسکو دین اور چاہے نہ دین۔ اگر ضرورت درپیش آوے تو ہم راتونکو اونٹونکی سواری پر چلے جاوین (یعنے ہم لوگ محنت ومشقت کے عادی ہین وقت بے وقت کو نہین دیکہتے) اگر جناب رسول خداؐ ہمسے کچہ قول وقرار فرما جاتے بیشک ہم آپکے بعد اوسکو پورا کرتے اور اگر کوئی بات ہمارے حق مین کہہ جاتے ہم ضرور

اوسپر مرتے دم تک لڑتے رہتے۔ ہمسے پہلے کسی نے دعوت اسلام نہین قبول کی اور ہمنے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور صلہ رحمی کی۔ بہرنا اور قوت پانا ممکن نہین مگر خدا سے بزرگ برتر ہی کے ساتھہ ہے۔ میرا کلام سنو اور اسی خوب یاد رکھو۔ وہ زمانہ قریب آنیوالا ہے کہ یہہ امر خلافت اس اتفاق کے بعد تلوارونکے زور سے طے ہوگا۔ اسی خلافت کے مقدمہ مین لوگ بدعہدیان کرینگے اور تم لوگ چند فریق ہوجاوگے آپس کا اتفاق اوٹھہ جاویگا اور بعض لوگ گمراہونکے امام اور جاہلون کے پیرو ہوجاوینگے۔

ان سب بزرگوارونکی تقریرونکی ختم ہونے پر کارروائی بیعت کی شروع ہوئی جیساکہ ہم اوپر ذکر کرآئے ہین۔

بیعت عامہ کے بعد اوسی دن طلحہؓ مدینہ منورہ مین تشریف لائے۔ لوگونسے خبر پائی کہ جناب عثمانؓ کے ہاتھونپر سبنے بیعت کرلی۔ طلحہؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے۔ اگر تم میری بیعت سے انکار کرو تو مین بیعت واپس دون۔

طلحہ رضؓ کیا آپ سچ مچ ایسا کرینگے۔

عثمان رضؓ ہان مین ایسا ہی کرونگا۔

طلحہ رضؓ کیا سب لوگ آپسے بیعت کرچکے۔

عثمان رضؓ۔ ہان۔

طلحہ رضؓ مین اوس سے اختلاف نہین کیا چاہتا جسپر تمام لوگون سنے اجتماع کرلیا ہی۔ مین آپکی خلافت پر راضی ہون۔

یہہ کہکر طلحہ رضؓ نے جناب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت کر لی (کامل ابن اثیر)

انتخاب اہل شوری مین بعض لوگ یہہ اعتراض کرتے ہین کہ جناب عباس رضؓ رسول خدا کے عم بزرگوار ہر طرح باعتبار سن و وجاہت ظاہری اس جلسہ مین شرکت کے قابل تھے پہر انکو کیون نہ اصحاب شوری مین داخل کیا۔ علی ہذا القیاس سعید بن زید رضؓ عشرہ مبشرہ مین تھے وہ بہی اس سے علیحدہ رکہے گئے۔ دراصل یہہ اعتراض جناب عمر فاروق رضؓ پر ہے اور ناسمجھی کا اعتراض ہے۔ اسکا جواب بہت آسان اور صاف ہے۔ انتخاب اہل شوری مین جناب فاروق رضؓ نے اس امر کا لحاظ رکہا تہا کہ جو صحابہ اسلام مین مقدم ہین صرف وہی اس مجلس مین شریک کئے جائین۔ جناب عباس رضؓ اسلام مین اصحاب شوری سے موخر ہین۔ علاوہ اسکے حضرت عباس رضؓ جناب فاروق رضؓ کے دوست تھے۔ آپنے بخیال اعتراض مخالفین انکو علیحدہ رکہا۔ جناب سعید بن زید رضؓ حضرت فاروق رضؓ کے چچازاد بہائی ہین۔ انکو بہی اسی خیال سے الگ رکہا تہا کہ کوئی یہہ اعتراض نہ کر بیٹھے کہ عمر رضؓ اپنے دوستون۔ عزیزونکے ہاتہہ خلافت دے گئے اونہون نے جسکو چاہا خلیفہ بنا دیا۔ قطع نظر اسکے خاص سعید بن زید رضؓ کے علیحدہ رکہنے کیوجہ یہہ بہی ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ اپنے کسی عزیز کی خلافت کو پسند نہین فرماتے تھے حتی کہ اپنے بیٹے کیواسطے صاف انکار کیا کہ میرا بیٹا اسکے قابل نہین ہے۔ جناب عبد اللہ بن عمر رضؓ کو صرف اصحاب شوری کے جلسہ مین شرکت کی اجازت تہی وہ بہی محض انکی دلدہی کے واسطے اور بس۔

قتل ہرمزان وجفینہ وفدا جناب عثمان رضؓ

مدینہ منورہ مین جو عجمی رہتے تھے وہ آپس مین ایک دوسرے سے اکثر ملتے رہتے تھے

چنانچہ قبیل شہادت جناب عمر فاروق رض ابولولو قاتل جناب فاروق رض ہرمزان کے پاس گیا ہوا تھا اور اوسکے ہاتھہ مین وہی خنجر تھا جس سے حضرت فاروق رض کو بعد ازان قتل کیا ہے ہرمزان ابولولو کے ہاتھہ سے خنجر لیکر دیر تک دیکھتا رہا پھر اوسکو واپس کر دیا۔ اس جلسہ مین جفینہ نصرانی بھی بیٹھا ہوا تھا جفینہ حیرہ کا رہنے والا سعد بن مالک کا ملاقاتی تھا جناب عمر فاروق رض کے زخمی ہونیکے دوسرے دن عبدالرحمن بن ابی بکر رض نے عبیداللہ بن عمر رض سے بیان کیا کہ یہہ تینون آدمی ابولولو۔ ہرمزان۔ جفینہ ایک جلسہ مین بیٹھے ہوے کچھہ مصلحت کر رہے تھے۔ مجھے دیکھکر متفرق ہوگئے اور خنجر اسکے ہاتھہ سے گر پڑا۔

عبدالرحمن بن ابی بکر رض نے غالباً اوسی دن دیکھا ہوگا جسکا ذکر اوپر گذرا یا شاید دوسری مرتبہ دیکھا ہو۔ بہر حال انکو شک ضرور گذرا اور واقعی حالت بھی انکی مشتبہ ہوگئی حضرت عبیداللہ بن عمر رض کے دل مین اس واقعہ سے ایک خصومت پیدا ہوگئی اور موقع کے منتظر رہے (ابن خلدون) ایک روز موقع پاکر عبیداللہ بن عمر رض نے ہرمزان پر تلوار چلائی وہ زخمی ہوکر گرے اور لاالہ الا اللہ اونکی زبان سے نکلا جفینہ اور ابولولو کو اس سے پہلے قتل کر چکے تھے۔

ہرمزان کے قتل کے وقت سعد بن ابی وقاص آگئے اونہون نے دوڑ کر عبیداللہ کو گرفتار کر لیا اونسے تلوار لے لی اور اپنے گھر مین قید کر رکھا۔

عبیداللہ بن عمر رض کا قول تھا۔ خدا کی قسم جو جو لوگ میرے باپ کے قتل مین شریک ہین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا۔ اس کلام سے مہاجرین اور انصار پر تعریض کرتے تھے اور اونکے گمان مین جناب عمر فاروق رض کی شہادت مین انہین سے بھی بعض لوگ شریک تھے۔ حالانکہ یہہ محض انکا خیال ہی تھا۔

بعد بیعت جناب عثمانؓ کے سامنے یہہ مقدمہ پیش ہوا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو جناب عثمانؓ کے پاس لاے۔ جناب عثمانؓ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین آپ لوگونکی کیا راے ہے۔ انہون نے اسلام مین خنہ اندازی کی اور بلا تحقیق خون کرڈالے جناب علی مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ عبید اللہ بن عمرؓ قصاص مین قتل کئے جاوین مگر حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا کہ ہرگز ایسا نہوگا۔ کل اسکے باپ مارے گئے آج لڑکا مارا جاے۔ آپ مسلمانونکے حاکم ہین اور خداے کریم آپسے اس مقدمہ مین درگذر فرمادیگا۔ جناب عثمانؓ نے اسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ مین انکا ولی ہون اور اسکا خونبہا اپنے پاس سے ادا کرتا ہون۔ یہہ فرماکر اپنے مال سے خونبہا ادا کردیا پھر منبر پر چڑھکر ایک پر اثر تقریر کی (کامل و ابن خلدون)

یہہ پہلا واقعہ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین بیعت کے بعد پیش آیا۔ آپ نے کس خوبی سے اسکا فیصلہ کیا۔ فریقین کو راضی کردیا۔ کچھہ فتنہ و فساد نہ ہونے پایا۔ یہہ آپکے خوبیٔ انتظام کا ایک ادنی نمونہ ہے۔

قصہ ہرمزان

یہہ لشکر فارس کے ایک نامی سردار تھے۔ جنگ قادسیہ سے بھاگ کر ملک اہواز کے دار السلطنت مین چلے آے اور گرد و نواح کے بلاد پر قبضہ کرکے اہواز تک اپنا تصرف بڑھا لیا تھا۔ یہہ شہر حدود بصرہ سے ملحق تھے۔ ہرمزان ہرطرح اسپر قابض و متصرف تھے۔ چونکہ مسلمانونکا لشکر بصرہ تک بغیر ان ملکون کے فتح کئے ہوے امن کے ساتھہ پہونچ نہین سکتا تھا اسواسطے جب لشکر اسلام نے بصرہ کا قصد کیا تو ملک اہواز و خوزستان وغیرہ پر فوج کشی کی۔ ہرمزان سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ لشکر ہرمزان کو شکست ہوئی اور ہرمزان

اپنی جان بچاکر میدان جنگ سے بھاگ کر کسی طرف چل دیئے۔ لشکر اسلام نے انکا تعاقب کیا نہر دجیل کے کنارہ پہونچکر عساکر اسلامی تو اسی طرف رہ گیا اور ہرمزان اوس پار ہو گئے۔ آخر ہرمزان نے اپنے آپکو بمقابلہ اہل اسلام کمزور پاکر دوسرے ہی دن صلح کا پیغام بھیجا۔ اہل اسلام نے جزیہ لیکر صلح کر لی۔ جن بلاد پر اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا تھا باستثنا ے اونکے باقی ملک اہواز ہرمزان کے قبضہ مین رہا۔ جن شہرون پر اسلامی قبضہ ہوا تھا وہان دوسرے اشخاص مقرر کئے گئے۔

بعد اسکے ہرمزان سے اور سرحدی حاکمون سے سرحد کی بابت اختلاف ہوا سرداران لشکر اسلام نے ہرمزان کے خلاف فیصلہ کیا۔ اسپر ہرمزان بگڑ گئے اور علانیہ بغاوت پر کمر باندہی۔ لشکر اسلام سے پھر مقابلہ کیا اور اس واقعہ مین بھی شکست کھا کر رامہرمز کی طرف بھاگ گئے۔ یہان بھی بہادران اسلام نے پیچھا نہ چھوڑا۔ ہرمزان نے مجبور ہو کر بقیہ بلاد کی بابت صلح کی درخواست بھیجی۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ جتنے شہر ونپر مسلمانون نے قبضہ کر لیا ہے اوسپر وہ قابض رہین باقی شہرون پر ہرمزان کا قبضہ رہے بشرطیکہ وہ جزیہ مقررہ ادا کرتا رہے۔

ایک مدت اسی طرح گذری۔ اسی اثنا مین حضرت عمر فاروق رضؓ کو معلوم ہوا کہ رعایا ے اہواز جن مین ہرمزان بھی شامل ہے یزدجرد شاہ فارس سے خفیہ سازش کرکے مسلمانونکی لڑائی کو فوجین تیار کر رہی ہے۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے ایک لشکر جرار بسپہ سالاری ابوسبرہ بن ابی رہم ہرمزان کیطرف روانہ کیا۔ وہ لشکر رامہرمز پہونچنے نہ پایا تھا کہ ہرمزان نے پہلے ہی سے آگا روک لیا مسلمانونسے مقابلہ ہوا گو پہلے ہی حملہ مین شکست کھا کر ہرمزان بھاگ کھڑے ہوے۔

لشکر اسلام نے رامہرمز پر قبضہ کر لیا۔ ہرمزان بمقام تستر پہونچے اور یہان ایرانی فوجین بہاگ بہاگ کر جمع ہو گئین۔ لشکر اسلام انکے تعاقب مین تستر پہونچا اور محاصرہ کر لیا اور مہینون اوسکو گہیرے پڑے رہے۔ روز لڑائی ہوتی تہی بالآخر ایرانیونکو شکست ہوئی لیکن ہرمزان نے شہر مین محصور ہوکر لڑائی جاری کہی ایکدن ایک شہری نے تیر مین خط باندہکر ابوموسیٰ کی طرف پہینکا جسکا یہ مضمون تہا کہ "اگر مجہکو اور میرے خاندان والونکو آپ امان دین تو مین ایک ایسا راستہ بتا دون جس سے آپکا قبضہ تمام شہر پر ہو جاوے" ابوموسیٰ نے منظور کر لیا۔ وہ شہری ابوموسیٰ کے پاس آیا اور چند آدمیونکو اپنے ہمراہ لیکر نہر دجیل کو عبور کر کے تہ خانہ کی راہ شہر مین داخل ہوا۔ مسلمانون نے شہر پناہ کے پہاٹک پر پہونچ کر محافظین سے لڑائی شروع کر دی اور مارتے دہاڑتے پہاٹک تک پہونچگئے اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر کہول دیا۔ اسلامی فوجین پہلے ہی سے تیار تہین تکبیر کی آواز سنتے ہی شہر مین گہس پڑین۔ تمام شہر مین ہلچل پڑگئی۔ ہرمزان نے بہاگ کر قلعہ مین پناہ لی اور یہ شرط پیش کی کہ جناب عمرؓ کے ہاتہہ سے جو کچہہ میرا فیصلہ ہونا ہوگا ہو جاویگا تم لوگ مجہسے کسی طرح متعرض نہو اور مجہکو مدینہ بہیج دو۔ حضرت ابوموسیٰ نے یہ شرط منظور کر لی۔ ہرمزان نے قلعہ کا دروازہ کہول دیا۔ یہان کی غنیمت مین سے سوارون کے حصہ مین تین تین ہزار اور پیادون کے حصہ مین ایک ایک ہزار روپیہ آے۔

ابوسبرہ سردار لشکر نے ہرمزان کو ایک جماعت کے ساتہہ جس مین انس بن مالک اور احنف بن قیس بہی تہے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ جب یہ لوگ متصل مدینہ پہونچے۔ ہرمزان نے تاج مرصع جس مین یاقوت وہیرے لگے تہے سر پر رکہا۔ دیبا کی قبا زیب بدن کی حسب دستور ملوک عجم قیمتی بیش بہا جڑاؤ زیورات پہنے۔ کمر سے مرصع تلوار لگائی۔

غرض ہمہ تن شان وشوکت کی تصویرین کردار الخلافت مین داخل ہوے۔ تمام مدینا انکی
زرق برق پوشاک کا تماشائی تہا۔

جناب عمر فاروق رض اوسوقت مسجد نبوی مین تشریف رکہتے تہے۔ ہرمزان اس ٹہاٹہہ سے
حاضر خدمت ہوے۔ آپنے شکر خدا ادا کیا اور کہا کہ اسلام کے ذریعہ سے ایسونکو اوسنے
زیر کیا بعد ازان ہرمزان سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

جناب عمر رض ہرمزان۔ تمنے بدعہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالی کا آخری حکم دیکہا۔

ہرمزان۔ اے عمر رض جب زمانہ جاہلیت مین ہم اور تم تہے اوسوقت اللہ تعالے نے ہمسے
اور تمسے ہاتہہ اوٹہا لیا تہا چونکہ ہم مین قوت زیادہ تہی ہم تمپر غالب آگئے تہے
اور اب اللہ تعالی تمہارا ساتہہ دے رہا ہے بس تم ہمپر غالب آ گئے۔

جناب عمر رض۔ اچہا تم نے مکرر سہ کرر بدعہدی کی اب اگر اسکا بدلہ تمسے لیا جاوے تو تمکو
کیا عذر ہے اور تمہارا کونسا حیلہ باقی ہے۔

ہرمزان۔ مجہے خوف ہے کہ شاید تم مجہے قبل میرے عذر ظاہر کرنے کے قتل
کر ڈالوگے۔

حضرت عمر۔ نہین تم خوف نہ کرو۔

ہرمزان۔ مجہکو پانی پلادو۔

حضرت عمر۔ اچہا اسکو پانی پلاؤ۔

ہرمزان۔ (ہاتہہ مین پانی کا پیالہ لیکر) میرے دل مین خطرہ گذرتا ہے کہ پانی پینے کی
حالت مین تم مجہکو قتل نہ کر ڈالو۔

جناب عمر رض۔ تم مطلق خوف نہ کرو جب تک تم پانی نہ پی لوگے کسی قسم کے خطرہ مین

نہ ڈالے جاؤ گے۔

ہرمزان۔ (پیالہ ہاتھہ سے رکھکر) اب مین پانی نہین پیتا اور تم اس شرط پر مجھکو قتل بھی نہین کرسکتے۔ تمنے مجھکو امان دے دی ہے۔

جناب عمرؓ۔ (اس مغالطہ پر حیران ہوکر) تو جھوٹ کہتا ہے۔

ہرمزان کچھہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ حضرت انسؓ بول اوٹھے "اے امیرالمومنین یہ سچ کہتا ہے کیونکہ آپنے فرمایا ہے کہ جبتک پورا حال نہ کہو گے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو گے کسی خطرہ مین نہ ڈالے جاؤ گے" حضرت انس کا یہ کلام سنکر اور لوگون نے بھی اونکی تائید کی۔

جناب عمر فاروق رضؓ نے فرمایا "ہرمزان۔ تو نے تو مجھے دھوکا دیا ہے مگر مین تجھے فریب نہ دونگا۔ مناسب ہے کہ مسلمان ہوجا" ہرمزان نے عرض کیا کہ حضور مین تو پہلے ہی سے ایمان لاچکا تھا یہہ کہکر ہرمزان نے کلمہ پڑھ لیا اور اوسیوقت مسلمان ہو گئے۔ جناب عمر فاروقؓ بہت خوش ہوے اور مدینہ مین رہنے کیلیئے انکو جگہہ دی۔ دو ہزار سالانہ تنخواہ مقرر کر دی۔ مہم فارس مین اکثر انسے مشورے لیتے تھے۔ اوسوقت سے ہرمزان نے مدینہ مین بود و باش اختیار کرلی اور آخری دم تک یہین رہے۔

جفینہ عبادی نصرانی حیرہ کا رہنے والا تھا۔ اسکی بیوی نے سعد بن ابی وقاص رضؓ کو دودہ پلایا ہے جفینہ اور اوسکے دو لڑکو نکو باتہام شرکت ابولولوکے عبیداللہ بن عمر رضؓ نے قتل کر دیا۔ (بلاذری)

ہرمزان کا ذکر حصہ سوم مین آچکا ہے لیکن اونکا قتل چونکہ اس عہد مین ایک واقعہ عظیم گذرا ہے اسلیئے ہم نے ضرورتاً یہان بھی لکھدیا ہے۔

اب ہم پہر اصل قصہ کیطرف رجوع ہوتے ہین۔ زیاد بن لبید انصاری شاعر جب عبیداللہ بن عمرؓ کو دیکہتے یہہ اشعار پڑہتے۔

الا یا عبید اللہ مالک مہرب	ولاملجا من ابن اروی ولاخفر
اصبت دما واللہ فی غیر حلہ	حراما وقتل الہرمزان لہ خطر
علی غیر شئی غیر ان قال قائل	اتتہمون الہرمزان علی عمر
فقال سفیہ والحوادث جمۃ	نعم اتہمہ قد اشار وقد امر
وکان سلاح العبد فی جوف بیتہ	یقلبہا والامر بالامر یعتبر

ترجمہ۔ اے عبید اللہ تم کہان بہاگ کر جاؤ گے۔ ابن اروی سے تمکو پناہ اور امن ملنا مشکل ہے۔

خدا کی قسم تمنے ناحق خون کیا ہے اور ہرمزان کا قتل کچہ آسان نہین اوسکا نتیجہ برا ہے بغیر تحقیق اور ثبوت کے صرف ایک شخص کے کہنے پر تمنے ہرمزان کو قتل کر ڈالا محض ہرمزان پر شبہ سے تہمت لگائی کہ یہہ ہی قاتل عمرؓ ہے۔

کسی نادان نے اس پر آشوب زمانہ مین کہا۔ ہان میرے نزدیک ہرمزان متہم ہی لوگ کہتے ہین۔ حالانکہ ہرمزان بیچارہ اس قتل کے پاس تک نہین اور نہ وہ کسی طرح صلاح ومشورہ مین شریک تہا۔

اوسکے ہتیار گہر کے اندر رکہے تہے۔ ہان ہتیار رہا تہہ مین لیکر ضرور دیکہہ رہا تہا اور ایکبات ہی دوسری بات کا نتیجہ نکالا ہی جاتا ہے۔

حضرت عبید اللہ بن عمرؓ یہ اشعار سنکر چڑہتے اور انکے چڑانے کو اور بہی پڑہے جاتے تہے۔ حضرت عبید اللہ رضؓ نے حضرت عثمانؓ سے زیاد بن لبید کی شکایت کی۔ آپنے زیاد کو

منع کردیا۔ پھر زیاد بن لبید نے اشعار مندرجہ ذیل کہے اونمین جناب عثمانؓ کی ہجو تھی۔

ابا عمرو عبید اللہ رہن	فلا تشکک بقتل الھرمزان
فانک ان عفوت الجرم عنہ	واسباب الخطا فرسا رھان
اتعفوا ذعفوت بغیر حق	فمالک بالذی تحکی یدان

ترجمہ ۔ اے ابی عمرو (عثمان) عبید اللہ ابھی تک سزا سے خون ناحق مین رہن ہے۔ قتل ہرمزان کا خون او پر ہی او پر نہ جاوے گا۔

اگر تمنے جرم قتل سے درگذر کی تو کیا ہوا تمہاری معاف کرنے سے معاف تو نہین ہو سکتا اور اگر تمنے خون ناحق کو معاف بھی کر دیا تو کیا فائدہ ہوا تم اس مقولہ کا (جیسا کروگے ویسا پاوگے) کیا جواب رکھتے ہو۔ عبید اللہ کو ضرور دنیا ہی مین ناحق خون کی سزا مل جاوےگی تمہارے بچانے سے بچ نہین سکتا۔

جب حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ زیاد بن لبید شاعر اپنی شعر گوئی سے باز نہین آتے آپنے بلا کر سخت تنبیہ کی اور منع کر دیا کہ آیندہ اس قسم کے اشعار نہ کہنا۔

عمازیان بن ہرمزان کا بیان ہے کہ میرا باپ محض شبہ سے قتل ہوا تھا مجھکو بدلہ لینے کی فکر تھی جب جناب عثمانؓ کی بیعت ہو چکی اور آپ خلیفہ ہو گئے مین نے عبید اللہ کو گرفتار کیا اور اونکو لے چلا۔ سب لوگ میرے موافق تھے اور سب کی خواہش تھی کہ میرے باپ کے قاتل سے قصاص لیا جاوے۔ کوئی مدعی حقدار میرے سوا نہ تھا۔ وہ سب چاہتے تھے کہ مین ولی مقتول ہون مین خود دعوی کرون۔ مجھسے لوگون نے یہ خواہش ظاہر کی مینے جواب دیا مین بیشک ولی مقتول ہون اور مدعی ہوتا ہون۔ میرے اس کہنے سے سب لوگون نے عبید اللہ کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ پھر مین نے اونسے کہا۔ کیا تم انپر غالب آسکتے ہو اور

اپنے دل کا بخار انکو مار کر نکال سکتے ہو۔ اونھون نے جواب دیا کہ ہم کو قدرت نہین۔ تو مینے کہا جو کچھہ ہوا ہو گیا اب انکو جانے بھی دو میرا باپ تو مر ہی گیا انکی جان لینے سے زندہ نہین ہو سکتا پھر کیا نتیجہ۔ انکو تو اپنی زندگی سے پہل اوٹھانے دو۔

گمان مبر کہ تو چون بگذری جہان بگذشت	ہزار شمع بکشتند و انجمن باقی ست

یہ کہکر خدا کی راہ مین مین نے عبید اللہ کو چھوڑ دیا اور اونسے کچھہ تعرض نہ کیا۔ لوگون نے میری اس ہمت پر بڑی تعریف کی اور بڑی عزت و تکریم سے اپنے سرون پر بیٹھا کر مجھکو میرے گھر تک پہونچا دیا۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عبید اللہؓ بغیر فدیہ دیئے چھوڑے گئے اور ولی مقتول نے دعوی خون سے انکو بری کر دیا۔ پہلی روایت اسکے خلاف ہے اوس مین جناب عثمانؓ کا فدیہ دیکر چھوڑنا بیان ہوا ہے۔ دیگر قرائن سے بھی پہلی ہی روایت معتبر و صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوے آپ نے عبید اللہ بن عمرؓ کو ہرمزان کے قصاص مین قتل کرنا چاہا۔ عبید اللہؓ خوف جان سے شام مین حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔ اگر اولیاء ہرمزان نے خون معاف کیا ہوتا تو پھر جناب علیؓ ہرگز تعرض نہ فرماتے۔

۲۴ ؁ مین جناب عثمانؓ نے حسب وصیت جناب عمر فاروقؓ مغیرہ بن شعبہؓ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد بن ابی وقاصؓ کو گورنر کوفہ کا کیا اور وجہ معزولی اسی جلسہ مین بیان کر دی کہ مین نے مغیرہ کو کسی جرم یا خیانت پر معزول نہین کیا بلکہ جناب عمر فاروقؓ کی وصیت کے سبب یہ تغیر و معزولی وجود مین آئی ہے۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نسبت جناب فاروق نے فرمایا تھا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہو اوسکو وصیت کرتا ہون کہ سعد کو کسی جگہہ کا عامل کر دے

مین نے کسی جرم وخیانت کیوجہ سے سعد کو موقوف نہین کیا ہے چنانچہ جناب عثمان رضنے سعد رض کو عامل وگورنر کوفہ کرکے بہیجدیا۔ یہہ ہی سب سے پہلے عامل آپکے عہد خلافت مین ہوے ہین حضرت سعد رض ایک برس کچہہ ماہ تک اپنے کارمنصبی پر کوفہ مین رہے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ جناب عثمان رضنے ایک برس تک سب عاملونکو بحال رکہا کوئی تبدل و تغیر نہین کیا اور یہ کام بہی حسب وصیت جناب عمر رض ہوا۔ پہر ایک سال کے بعد مغیرہ رض کو موقوف کرکے سعد رض کو انکی جگہہ بہیجدیا۔ اس قول کی بناپر سعد رض کی حکومت ۲۵ھ مین ہوئی ہے۔

اسی سال ۲۴ھ مین جناب عثمان رض دیگر اصحاب کے ہمراہ حج کو تشریف لیگئے اور بروایتے آپ خود نہین گئے بلکہ عبدالرحمن بن عوف کو امیرالحاج کرکے مکہ معظمہ بہیجا۔

اسی ۲۴ھ مین عبدالرحمن بن کعب انصاری رض نے وفات پائی۔ یہ منجملہ اون اصحاب ثلثہ کے ہین جو غزوہ تبوک مین شرکت جہاد سے رہگئے اور اونپر عتاب نازل ہوا اور بعد اسکے خداوند کریم نے توبہ قبول فرمائی۔

سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی نے بہی اسی سال انتقال کیا۔ یہہ بہی صحابی تہے۔ بعد ہجرت نبوی اسلام لاے تہے۔

وقائع ۲۵ سنہ ہجری نبوی صلعم

فتوحات عثمانی

جناب عثمان رض کے عہد خلافت مین جو فتوحات ہوئین وہ دو قسم کی ہین۔

قسم اول۔ جناب عمر فاروق رض کے زمانہ مین جو ملک فتح ہوے خواہ بزور شمشیر یا تہ صلح وقبول جزیہ۔ اونمین سے بعد شہادت جناب فاروق رض بعض ممالک مین بدعہدیان پہیل گئین

اون لوگون نے بغاوت پر کمر باندہی۔ راہ ضلالت اختیار کی اور دائرہ اطاعت سے باہر ہو گئے
جیسا کہ بعد وفات جناب رسالتمآب صلعم کے شروع خلافت حضرت صدیق اکبرؓ مین بعض
لوگ دین اسلام کو چہوڑ کر مرتد ہو گئے تھے اور بعضون نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا
جناب صدیق اکبرؓ نے اونکی سرکوبی کی اور تدارک واقعی گوشمالی دیکر راہ راست پر لائے۔
اسی طرح جناب عثمانؓ کے آغاز عہد خلافت مین بعض ممالک محروسہ اسلام مین سرکش اور
مفسد لوگونکی بغاوت و شرارت سے جا بجا فتنہ و فساد شروع ہو گیا چنانچہ اولاً جناب عثمانؓ نے
اونکی اصلاح کے جانب توجہ فرمائی اور جسنے سر اوٹھایا بہادران اسلام کی تلوار آبدار سے اپنی
شرارت و بدذاتی کا مزہ پایا۔

قسم دوم جو ملک ابتدائً فتح ہوے۔

منجملہ قسم اول کے واقعہ ہمدان ہے۔ ان لوگون نے عہد شکنی کی۔ اطاعت خلیفہ وقت
ترک کی جناب عثمانؓ نے ایک لشکر بسرداری مغیرہ بن شعبہؓ ہمدان کو روانہ کیا اور اونکی
کوشش سے دوبارہ ہمدان فتح ہوا۔ اہل رے نے سر اوٹہایا مگر ابو موسیٰ اشعری اور
برا بن عازب دونون صاحبونکی محنت سے پھر راہ پر آ گئے۔

اہل اسکندریہ۔ انہون نے بہی صلح چہوڑ بغاوت اختیار کی۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
ایک لشکر غازیان اسلام لیکر گئے اور بعد جنگ کے پہر فتح کر لیا۔

آذربیجان مین کچھہ لوگ بگڑے۔ ولید بن عقبہ لشکر جرار لیکر پہونچے۔ لڑائی کے بعد پہر
صلح ہو گئی اور لگے ہاتھہ اسکے ساتھہ چند اور مقامات جو آذربیجان کے متصل تھے اہل اسلام کے
قبضہ مین آ گئے۔ ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ کچھہ فوج لیکر جانب ملک ارمینیہ گئے۔ مفسدین
بد نہاد کو سزاے واقعی دیکر بہت کچھہ مال و دولت لوٹ لائے۔

عثمان بن ابی العاص نے شہر گازرون اور اوسکے اطراف مین جاکر یہہ ملک صلح سے فتح کیا اور بعد نظم و نسق کے عثمان بن ابی العاص نے ہرم بن حیان کو ایک دستہ لشکر پہ سردار کرکے دژ سفید کے جانب روانہ کیا۔ ہرم بن حیّان کی خوبی انتظام و کوشش سے یہہ مضبوط قلعہ بہت جلد فتح ہوگیا۔ (ازالۃ الخفاء)

منجملہ قسم اول فتوحات اسکندریہ کا واقعہ بھی ہے چونکہ یہ شہر بہت پرانا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکی بنیاد کا بھی حال ناظرین تاریخ کے سامنے پیش کردین۔ اسلئے علامہ مسعودی کی کتاب سے ہم یہان نقل کرتے ہین وھو ہذا۔

جب اسکندر ذوالقرنین کی سلطنت اور حکومت تمام ملکونمین پہیل گئی چاہا کہ ایک شہر اپنے نام پر آباد کرے۔ اس تلاش مین وہ ملکونکی سیر و سیاحت کرتا رہا اور آب و ہوا مین شاداب و خوش منظر کی تلاش و جستجو مین بذات خود محنت کی جس مقام پر اب اسکندریہ آباد ہے اس سرزمین پر بہی اوسکا گذر ہوا۔ اس سرزمین مین ہر عمارتی اشیا سنگ خام کے ستون بکثرت نظر آے معلوم ہوتا تہا کہ کسی شخص نے عمارت بنانیکے واسطے یہہ سامان جمع کیا مگر تعمیر کی نوبت نہ آئی۔ منجملہ اونکے ایک بڑا ستون دیکھا جسپر عبارت ذیل بخط قدیم شاہان حمیر و عاد صاف حرفونمین لکھی تہی۔

انا شداد بن عاد بن شداد بن عاد۔ شددتُ بساعدی البلاد۔ وقطعتُ عظیم العماد۔ من الجبال والاطواد۔ وانا بنیت ارم ذات العماد التی لم یُخلق مثلہا فی البلاد۔ اردتُ ان ابنی ھھُنا کارم۔ وانقل الیہا کل ذی اقدام وکرم۔ من جمیع العشائر والامم۔ وذلک اذ لا خوف ولا ھرم۔ ولا اھتمام ولا سقم۔ فاما بنی ما عجلنے۔ وعاردت

قطعنی - ومع وقوعه طال همّی وشجنی - وقل نومی وسکنی - فارتحلت بالامس عن داری - لا لقهر ملک جبّار - ولا لخوف جیش جرّار ولا عن رغبته ولا عن صِغار - لکن لتمام للمقدار وانقطاع الاثار - و سلطان العزیز الجبّار - فمن رأی اثری - وعرف خبری - وطول عمری - ونفاذ بصری - وشدۃ حذری - فلا یغتر بالدنیا بعدی فانہا غرارۃ غدّارۃ - تاخذ منک ماتعطی - وتسترجع ماتولی -

ترجمہ میں شداد بن عاد بن شداد بن عاد ہوں میں نے اپنی قوت بازو اور ہمت سے شہرونکو پختہ ومضبوط کردیا اور بڑے بڑے بلند واونچے پہاڑ کاٹ ڈالے اور اونکے پتھر عمارت کے کام میں صرف کیئے میں نے ارم ذات العماد آباد کیا جسکا مثل ونظیر روئے زمین پر آجتک نظر نہیں آتا میں نے اس مقام پر ایک بڑا شہر اور نفیس عمارت بنانا چاہی تہی (استون وغیرہ جو نظر آتے تہے شاید اسی غرض سے جمع کئے گئے تہے) اور یہہ قصد تہا کہ سنگین عمارتیں پختہ مکانات بنواکر ہر ملک کے نامور ومشہور اہل حرفہ وصناع ودستکار ہر قوم کے شریف و معزز اشخاص منتخب کرکے اس شہر میں لاکر آباد کروں - میرا یہہ ارادہ اوس وقت میں تہا کہ میں ہر طرح صحیح وتندرست تہا - مجہکو کسی قسم کا مرض - خوف دشمن ضعف بدن عارض و لاحق نہ تہا مگر میری موت نے جلدی کی اور مجہکو نہ چہوڑا کہ اپنے اس آخری ارادہ میں کامیاب ہوتا - میرے تمام منصوبے قطع ہوگئے - موت کے آثار نمایاں ہوتے ہی میرے رنج اور غم بڑہ گئے خواب نوشین میری آنکہوں سے کوچ کرگیا - میرا صبر وقرار آرام وچین مجہسے سب رخصت ہوگئے

کسے کو پیر لیم آب ہیچکا نہ نیست جز دید	زبخت بد شود آن ہم بصد خون جگر حاصل

کل شام کیوقت مین اپنے مکان سے چلا اور اپنی خوشی سے اپنا گھر چھوڑا۔ نہ کسی بادشاہ نے غالب ہوکر مجھکو میری دارالسلطنت سے نکالا اور نہ کسی دشمن کے لشکر جرار نے مجھسے میرا گھر چھڑایا اور نہ مین نے کسی اور وجہہ سے ذلت وخواری کے ساتھہ اپنا مکان چھوڑا بلکہ جو میرے مقدر مین تھا اوسکو پورا کرنا ہی ضرور تھا اور جن جن مقامات پر اس اخیر وقت مین جانا میری قسمت مین لکھا تھا وہ بھی پیش آنا لابدی تھا۔ ان سب پر حکم مالک حقیقی اور شہنشاہ تحقیقی کا غالب تھا۔

معلوم شد ز جنبش نبضم کہ یک نفس	در دست اختیار نباشد عنان عمر

جس شخص کو میرے حالات معلوم ہون اور میرے اخبار دریافت کرے۔ میری عمر طویل میری عقل ورای اور میری کمال حزم وہوشیاری پر واقف ہوا اوسکو واجب ولازم ہے کہ خبردار وہوشیار رہے اس دنیاے غدارہ ومکارہ۔ بیوفا۔ جفاکار ستمگار عیارہ کے فریبون مین پھنس کر اپنی عاقبت نہ برباد کرے۔ یہ دنیا پہلے تو تجھکو خوب جی کھول کر دیتی ہے پھر تجھسے سب لیکر تجھکو غریب مفلس ونادار کردیتی ہے۔

ہر چہ بخشد عالم ناساز مے گیرد ز تو	غیر عبرت ہر چہ گیری باز مے گیرد ز تو

اسی قسم کا اور بھی فقرے نصیحت آمیز دنیا کی بے اعتباری وبے ثباتی کی نسبت مرقوم تھے۔ سکندر اس مضمون کو بغور پڑہتا رہا اور دیر تک اسکے مطالب ومعانی سے عبرت حاصل کی بعد اسکے اپنے لشکر کو اوس جگہہ قیام کا حکم دیا خود بھی قیام کرکے اپنے تمام ممالک محروسہ سے معمار کاریگر صناع جمع کرکے اس شہر کی بنیاد قائم کی اور خود بنفس نفیس اسکے حدود اور طول وعرض کو خط دیکر محدود کردیا۔

شہر کی تعمیر شروع ہوگئی۔ پتھر کے ستون اور سنگ رخام کے پاے وغیرہ دور دور ملکونسے

آنا شروع ہوے۔ چونکہ یہہ شہر ساحل بحر پر واقع ہے لہذا بذریعہ کشتی جملہ سامان کا پہونچنا بہت آسانی سے ممکن ہوا۔ صدہا کشتیان جزیرہ صقلیہ۔ بلاد افریقہ۔ افریطش اور انتہای بحر روم سے اور قریب و نواح بحر اوقیانوس سے تہوڑی ہی مدت مین پہونچ گیئن۔ سنگ خام سنگ مرمر و دیگر انواع واقسام کے خوشنما و قیمتی پتھر جمع ہوگئے۔ جزیرہ رہوڈس سے جو کہ بمقابلہ اسکندریہ ایک رات کی مسافت پر واقع ہے بہت قسم کا پتھر عمارت اسکندریہ کیواسطے آیا۔

جب یہہ سامان جمع ہوگیا شہر کی بنیاد اور نیو کہودی گئی۔ اسکندر نے چاہا کہ تمام مزدور اور معمار ایک ایک حصہ و قطعہ پر مقرر رہکر کام کرین اور جسوقت سب نیو کہد کر تیار ہو یکبارگی تمام شہر کی بنیاد ہر طرف سے ایک آن واحد مین رکہی جاوے۔ چونکہ شہر لمبا چوڑا تہا اور سب کاریگرونکا ایک وقت مین بنیاد بہرنا اور اینٹ و چونے وغیرہ کی جڑائی شروع کرنا فی الجملہ دشوار تہا۔ اسکے واسطے یہہ ترکیب کی کہ سکندر نے اپنے خیمہ کے سامنے ایک بڑا سا ستون کہڑا کرکے اوسپر ایک بڑا گہنٹہ لٹکا دیا۔ اسی طرح ہر حصہ اور قطعہ پر جہان جہان معمار و مزدور کام کرتے تہے ایک ایک ستون اور ایک ایک چہوٹا گہنٹہ لٹکایا گیا اور سب گہنٹون کو ایک رسی سے اس طرح ملا دیا کہ بڑے گہنٹے کے بجانیسے سب گہنٹے ایک ساتھہ بجنے لگین پہر سب کاریگرونکو حکم دیا کہ جب گہنٹونکی آواز سنو یکبارگی سب کے سب بنیاد رکہنا شروع کردو ایسا کرنیسے اصل غرض سکندر کی یہہ تہی کہ ساعت سعید و مبارک مین اس شہر کی بنیاد رکہی جاے۔ جب یہہ اہتمام ہوچکا سکندر ساعت سعید کی سوچ مین سر جہکا کر غور کرنے لگا اور قواعد نجوم سے اوس ساعت کی تعین مین فکر کی۔ حکم خداوند تعالے شانہ تو سب پر غالب ہے اور اوسکا ارادہ سب ارادونپر بالا۔ سکندر اسی سوچ مین سر جہکاے بیٹہا تہا کہ دفعتہً کسیقدر نیند کی غفلت آگئی۔ اسی حال مین ایک کوا ہوا پر اوڑتا ہوا کسی طرف سے

آگیا اور بڑے گھنٹہ کی رسی پر بیٹھ گیا۔ کوے کا بیٹھنا تھا کہ گھنٹہ نے آواز دی اور اس ایک کا
کیا بجنا تھا کہ سارے گھنٹے بجنے لگے۔ معمار و مزدور تو حکم پا ہی چکے تھے اور آواز پر کان لگائے
تھے یکبارگی سب نے ایک نعرہ مار کر بنیاد رکھہ دی۔ اس شور و غل کی آواز سے سکندر چونک
پڑا۔ پوچھا یہ شور کیسا ہے۔ معلوم ہوا کہ نیو رکھہ دی گئی۔ سکندر کو تعجب ہوا اور ایک حیرت
آمیز لہجہ مین کہا۔ سبحان اللہ مین نے ایک کام کرنا چاہا مگر خداوند تعالی کی مرضی اوس کے
خلاف تھی اور جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بندہ کے چاہے اور کیئے کچھہ نہین ہوتا۔ مین
چاہتا تھا کہ یہ شہر و عمارت مدتون تک آباد رہے مگر خدائے کریم نے اسکا جلد فنا ہونا چاہا۔

جب اس شہر کی بنیاد قایم ہو گئی۔ رات کیوقت سمندر مین سے ایک گروہ آبی حیوانات
نے نکلکر دم کے دم مین ساری عمارت مسمار کر ڈالی۔ صبح کیوقت سکندر کو معلوم ہوا کہ یہ
شہر عمارت شروع ہوتے ہی ویران ہونے لگا اور خداوند تعالی کے حکم و ارادہ کے آثار
ظاہر ہو چلے۔ ادن دریائی جانورون کے نکلنے اور مسمار کرنیسے یہ بدشگونی سمجھی گئی۔ اسیطرح
روز کا دستور ہو گیا کہ دنکو عمارت بنتی اور رات مین وہ سب جسقدر بنکر تیار ہوتی دریائی
جانورونکے پامال کرنے سے برباد و خراب ہو جاتی۔ آخر سکندر نے محافظ مقرر کیئے کہ ادن
جانورونکو نہ آنے دین مگر کچھہ حاصل نہوا بالآخر سوچتے سوچتے ایک حیلہ و تدبیر اس بلا کے
دفع کرنے کی سوچی اور ایک شبکو خلوت مین اس کام کے واسطے بہت کچھہ فکر و غور کیا
صبح کو بڑھئی وغیرہ بلا کر ایک صندوق دس گز لانبا اور پانچ گز چوڑا بنوایا اور اوس صندوق
مین جابجا کھڑکیان رکھین اور اونپر شیشے نصب کرائے اس طرح کہ اندر والا باہر کی سب
چیزونکو دیکھے اور پانی سے محفوظ رہے۔ اوسکی درزین رال۔ تارکول و دیگر مصالح سے خوب
بند کر دین تاکہ کسی طرح پانی اندر نہ جاسکے۔ ہوا کی آمد و رفت اس انداز سے رکھی کہ پانی نہ جاسکے

اور اندر والونکا دم نہ گھٹے۔ پہر اوس صندوق مین کئی جگہہ رسّیان باندہین اور سکندر دو شخصونکو لیکر اوس صندوق مین بیٹہا۔ وہ دونون تصویر کشی مین اوستاد کامل تہے۔ جب یہہ تینون اوسکے اندر داخل ہوے صندوق کا منہ بالکل بند کرکے اوسکی درزین بہی خوب استحکام کے ساتہہ بند کردین۔ بعد ازان دو جہاز بڑے بڑے منگواے اور اوس صندوق کے تلے مین لوہے اور سیسہ کے وزنی لنگر ڈال دئے کیونکہ وہ صندوق ہلکا تہا پانی پر ترتا تہا لنگرونکے ذریعہ سے وہ پانی کے اندر ڈوبنے لگا۔ جس مقام پر پانی بکثرت تہا دونون جہاز وہان لیگئے اور صندوق دونون جہازونکے درمیان مین رہا۔ اوسمین جو رسّیان بندہی ہوئی تہین وہ اہل جہاز کے ہاتہو مین تہین۔ اب صندوق کو پانی مین چہوڑ دیا۔ وہ بوجہ لنگر کے نیچے چلا یہانتک کہ پانی کی تہ مین جا پہونچا۔ سکندر اور وہ دونون مصور اوسکے ساتہہ اوس صندوق کے اندر تہے۔ قعر دریا مین جو کچہہ جانور وغیرہ تہے شیشون کے ذریعہ سے سب نظر آتے تہے۔ سکندر اور اوسکے ہمراہیون نے قعر دریا مین دیکہا کہ ایک جماعت شیاطین وجنات آدمیونکی طرح کی سی ہے مگر چہرے اونکے درندہ جانورونکے سے ہین۔ کسیکے ہاتہہ مین کدال ہے اور کسیکے ہاتہہ مین تبر۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر آلات تعمیر مکان لئے ہوے پانی کی اندر عمارت بنا رہے ہین گویا کہ یہہ اون لوگونکی نقل کرتے ہین جو شہر اسکندریہ بنا رہے تہے۔

سکندر نے اپنے ساتہی مصورونکو حکم دیا کہ ان عجیب الہیات مخلوق کی تصویرین کہینچ لو۔ خود بہی اونکی تصویر کشی مین مصروف ہوا۔ یہانتک کہ جب اس کام سے فراغت پائی رسّیان جو صندوق مین بندہی تہین ہلا دین۔ اودہر جہاز والونکو خبر ہوئی اونہون نے صندوق نکال لیا۔ اب یہہ تینون شخص صندوق سے باہر آے۔ سکندر جب کنارہ پر

پہونچا لوہارونکو بلاکر وہ تصویرین جو پانی کے اندر خود اوسنے اور اوسکے ساتہی مصورون نے کہینچی تہین دکہلائین اور حکم دیا کہ اسی طرح کے پتلے لوہے اور سیسہ کے تیار کرو۔ لوہارون نے حسب حکم شاہ اسکندر چند روز مین پتلے تیار کیئے اور بادشاہ کو خبر دی۔ سکندر نے وہ پتلے دریا کے کنارہ کنارہ دور تک پہیلا کر نصب کر دئے اور مزدورون و معمارونکو حکم دیا کہ اپنے اپنے کام مین مصروف ہون۔ دن بہر کام ہوتا رہا۔ رات خیریت سے گذری صبح اوٹہکر دیکہا تو اوس شب کو کوئی نقصان نہوا تہا جسقدر شام تک عمارت تیار ہوئی تہی سب باقی رہی۔ معلوم ہوا کہ یہی جانور دریائی رات کو دریا سے نکلکر کہود ڈالتے تہے۔ آج اپنے ہمشکل پتلے دیکہکر ڈرے اور دیوارون و عمارت کے پاس تک نہ آسے بلکہ اوسدن سے پہر کوئی نقصان کسی تعمیر کا شہر مین نہ ہوا۔ اب کیا تہا روز بروز عمارت کی ترقی ہوتی رہی اور نفیس مکانات و سنگین محلات بنتے رہے۔ جب ہر طرح شہر بنکر پورا ہو گیا اسکندر نے حکم دیا کہ اس شہر کے دروازہ پر عبارت ذیل لکہدو۔

ہذہ الاسکندریۃ اردت ان ابنیہا علی الفلاح والنجاح والیمن والسعادۃ والسرور والثبات فی الدہور۔ ولم یرد الباری عز وجل ملک السمٰوٰت والارض ومفنی الامم ان نبنیہا کذلک فبنیتہا و احکمت بنیانہا وشیدت سورہا۔ واتانی اللہ من کل شیٔ علما وحکما وسہل لی وجوہ الاسباب فلم یتعذر علی فی العالم شیٔ مما اردتہ۔ ولا امتنع عنی شیٔ مما طلبتہ۔ لطفا من اللہ عز و جل وصنعا بی وصلاحا لی ولعبادہ من اہل عصری۔ والحمد للہ رب العلمین لا الہ الا اللہ رب کل شیٔ۔ ترجمہ یہ شہر اسکندریہ مین نے چاہا تہا کہ اوس

ساعت سعید مین تعمیر ہو جس سے ہمیشہ حوادث ایام سے محفوظ و آفات زمانہ سے مصئون رہے اسکے باشندے خوشی و شادمانی کے ساتھہ اپنے دن گذارین اور برکت ۔ سعادت ۔ سرور عیش اونکے ساتھہ رہے ۔ یہہ شہر ایسا سنگین و پختہ تعمیر ہو کہ مدت مدید اور زمانہ دراز تک قائم رہے مگر میرے ارادہ اور خواہش سے کیا ہوتا ہے خداے عز و جل ۔ آسمان و زمین کے بادشاہ امتونکے فنا کرنے والے ۔ دنیا کے نیست و نابود کرنیوالے نے نہ چاہا کہ مین اسکو اس استحکام کے ساتھہ بنا سکون ۔ تاہم اپنے مقدور اور طاقت بھر اسکی پختگی اور سنگینی عمارت اور مضبوطی تفصیل شہر مین کوتاہی نہین کی اور خداے کریم و رحیم نے اپنی رحمت کاملہ سے مجھکو میرے اس کام مین ہر طرح آسانی و سہولت عطا فرمائی ۔ ہر امر کے اجرا کے اسباب باحسن وجوہ و شائستہ طور سے ظہور پذیر ہوے ۔ جو کچھہ مین نے چاہا اوسکی مہربانی سے میسر ہوا ۔ اور یہہ اوسکے لطف و رحمت کے میرے اور اوسکے بندونکے حال پر ہونیکا ثمرہ ہی کہ مجھکو اس شہر کی تعمیر مین کسی قسم کی دقت اور مشکل پیش نہ آئی اور سب تعریف خداے توانا پروردگار عالم کو سزاوار ہے ۔

اسکے بعد اسکندر نے وقائع آیندہ اور حوادث جو کچھہ اس شہر مین گذرنیوالے ہونگے اور آبادی اور ویرانی اس شہر کی تا بقاے عالم جیسا کچھہ آفات و مصائب اس کو پیش آوینگے قواعد نجوم سے دریافت کر کے سب کچھہ لکھدیا ۔

شہر اسکندریہ کی بنا عجیب طرز پر تہی اور عجب صنعت و لیاقت سے کام لیا تہا کہ دیکھنے والونکی عقل دنگ ہوتی تہی ۔ اس شہر کو چند طبقہ پر تعمیر کیا تہا ۔ سب کے نیچے پخنۃ اور سنگین پل باندہا ۔ زمین کے اندر سرنگین نکالکر سڑکین اور گلیان نہایت خوشنمائی اور صفائی سے بنائی تہین کہ نظر باریک بین جنکی عمدگی اور نزاکت پر فریفتہ تہی ۔ نیچے کے درجونمین

اسقدر بلندی اور وسعت تہی کہ انسان گھوڑے پر سوار ہوکر ہاتہہ مین نیزہ لیلئے در پر سرنگون اور تہ خانونکے اندر ہوکر تمام شہر مین پہر آوے۔ پلون اور گلی کوچونکی سیر کرے کوئی مقام تنگ و کوتاہ اوسکو نہ ملیگا جہان وہ گذر نہ سکے۔ ہر جگہہ روشنی اور ہواکیواسطے روشندان تھے جنکے ذریعہ سے باہر بہتیر دونون جگہہ روشنی اور ہوا کا ایک عالم تہا۔

شہر کے مکانات چونکہ سنگ رخام اور سنگ مرمر کے بنے تہے رات کو خود بخود ادن مین اسقدر چمک دمک ہوتی تہی کہ چراغ کی ضرورت نہ پڑتی۔ بلاتکلف نیچے طبقہ والے سب کام کر سکتے تہے۔ بازار و نگی سڑکین پختہ۔ گلی کوچہ صاف و شفاف۔ شارع عام اور دیگر گلی کوچے مسقف پانی برسے خواہ ہوا چلے یا دہوپ ہو۔ ہر موسم و فصل مین گرمی و سردی سے حفاظت ہو۔ لوگونکو بازار جانا۔ سودا سلف کرنا اور گہر مین بیٹہا رہنا یکسان تہا۔ اپنے گہر وںمین سایہ مین بیٹھے ہین بازار گئے سایہ سایہ مین چلے گئے اور اسی طرح اپنے گہر واپس آگئے۔

شہر کے گرد سات دیوارین شہر پناہ کے طور پر بنائی تہین جو مختلف رنگا رنگ خوشنما پتہروںسے بنی تہین۔ ایک دیوار سے دوسری دیوار تک فاصلہ یہ تہا کہ دونوںکے درمیان خندق حائل تہی۔ اکثر مقامات پر سبز حریر کے ٹکڑے آویزان تہے تاکہ شدت سفیدی عمارات سے اور چمک دمک پتہروں سے دیکہنے والے کی نگاہ کو ضرر نہ پہونچے۔

جب شہر کی عمارت ختم ہوگئی اور لوگ آباد ہونے لگے۔ دریائی بلا و آسیب اور جانور موذیوں نے شہر والونکو سخت نقصان پہونچا۔ رات کو آرام سے سوے۔ صبح روتے ہوے اوٹہے کوئی کہتا۔ رات کو میرے لڑکے کو کوئی لیگیا۔ کوئی کہتا۔ ہاے میرا باپ بوڑہا ضعیف کہو گیا کوئی فریاد کرتا۔ لوگو مین تو لٹ گیا میرا گہر برباد ہوگیا۔ میری مونس جان۔ راحت روح روان۔ اہلیہ کو معلوم نہین پریان اوڑا لے گئین۔ یا جن۔ خدا جانے زمین مین سما گئی

یا آسمان پر اوڑ گئی۔ علی ہذا القیاس روز صبح کو ایک عجیب ہنگامہ اور کہرام برپا ہوتا۔ اسکندر نے جب یہ حال دیکھا بہت گہبرایا اور خیال کیا کہ یہہ شہر اس طرح کیسے آباد رہ سکتا ہے کون اپنی جان دینے آویگا۔ جو لوگ آکر بسے ہین وہ بہی رفتہ رفتہ لقمہ نہنگ اجل ہونگے باقی مانندہ جان لیکر بہاگ جاوینگے۔ آخر کار وزراے باتدبیر و حکماے روشن ضمیر کی راے سے طلسمات بناے گئے۔ ستونوں پر کچہہ صورتین بناکر نصب کین جنکو مسال کہتے تہے۔ یہ اسوقت تک باقی ہین یہ طلسمی اشکال سرو کے درخت کی صورت پر تہین۔ طول اونکا اسی گز کا تہا۔ ستون تانبے کے تہے اون ستونونکے نیچے مختلف صورتین اور شکلین بنائی گئین اور کچہہ عبارتین بہی اونپر لکہہ دین۔

ان طلسمات کی بنا قواعد نجوم پر تہی اور قرب و بعد درجات فلکی کا لحاظ کرکے بنایا تہا۔ بانیان طلسم کے نزدیک وقت معہود اور مدت معلوم تخمیناً چہہ سو برس گذرنے پران طلسمات کے پورے فوائد ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے امور جن سے لوگونکو فائدہ ہو اور وہ آسیب بلاؤنسے محفوظ رہین ان طلسمات کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہین۔ ان ترکیبونسے اہل شہر محفوظ و مامون ہوے اور پہر کسیکو کوئی صدمہ نہ پہونچا۔

منارہ اسکندریہ کے باقی ہین اختلاف ہی بعضونکے نزدیک تو اسکندر بن فیلقوس نے بناے شہر سے فارغ ہوکر منارہ بنایا ہے اور بعضونکا قول ہے کہ اس منارہ کو سکندر کے بعد ایک ملکہ نے بنایا ہے۔ اس منارہ سے اسکندریہ پر آنیوالے دشمن کو دور سے دیکہہ سکتے ہین۔ اسی غرض سے یہہ منارہ تعمیر کیا گیا تہا۔

بعض کا قول ہے کہ بادشاہان مصر مین سے دسوان بادشاہ اس منارہ کا بنانیوالا ہے اور بعض مورخین کہتے ہین کہ جسنے مدینہ رومیہ بنایا وہی شہر اسکندریہ اور اس منارہ کا بانی ہی

چونکہ سکندر نے تمام روئے زمین پر قبضہ کر لیا تھا اور سب ملک اوسکی تحت حکومت مین آ گئے تھے اسکندریہ سکندر کے نام سے مشہور ہوگیا۔ یہ لوگ اپنے اس دعوے کے ثبوت مین بہت کچھہ اخبار و حالات نقل کرتے ہین۔

سکندر کے زمانہ مین کبھی کوئی بادشاہ براہ دریا اس شہر پر نہین آیا اور نہ اس کا سکندر کو خوف تھا تاکہ وہ دشمن کے خیال سے منارہ بنواتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منارہ اسکندر کے بعد کسی دوسرے بادشاہ نے بنایا ہے۔ یہ منارہ پانی کے اندر ہے اس منارہ پر شیشہ کی ایک کرسی ہے اور اوسپر ایک صورت بشکل ایک پتلی ہے اوسپر اور بہی صورتین تانبے وغیرہ کی بنی ہوئی ہین۔ اونمین سے ایک صورت بشکل انسان ہے جو اپنے ہاتھہ کی انگشت شہادت سے آفتاب کے جانب اشارہ کر رہی ہے۔ آفتاب جس رخ ہو سافق مین ہو خواہ بلندی پر۔ اوس پتلی کا اشارہ اوسی طرف ہوتا ہے۔ جب آفتاب بلند ہوتا ہے انگلی کا اشارہ اوسکی جانب ہوتا ہے اور جب سورج مغرب کیجانب جہک جاتا ہے وہ اونگلی بہی اوسکی طرف ہوجاتی ہے اور ہر حالت مین اونگلی کو حرکت ہوتی ہے۔

ایک دوسری پتلی بہی اوسی منارہ پر قائم ہے اور اپنے ہاتھہ سے دریا کیجانب اشارہ کر رہی ہے جب غنیم ایک رات کی مسافت پر ہو تو وہ پتلی دریا کیطرف اشارہ کرتی ہے اور جب دشمن منارہ کے اسقدر قریب ہوجاوے کہ اوس پتلی پر نگاہ پڑے تو اوسوقت اوس مورت سے ایک ایسی خوفناک اور بلند آواز پیدا ہوتی ہے کہ جو دو تین میل کے فاصلہ سے ہر شخص سن سکتا ہے۔ اوس آواز سے اہل اسکندریہ ہوشیار ہوجاتے ہین کہ کوئی اونکا مخالف آگیا اور وہ خود اپنی آنکھہ سے اپنے دشمن کو دیکھہ لیتے اور اوسکا تدارک کر لیتے ہین۔

ایک اور تصویر بہی ہے۔ رات دن کے ہر گھنٹہ کے بعد اوس تصویر سے آواز آتی ہے

گویا وہ ایک کلاک ہے۔ اور لطف یہہ کہ ہر گھنٹہ پر آواز جداگانہ۔ خوش آیندا ور مرغوب وسریلی ہوتی ہے کہ بلا تکلف سننے والا پہچان سکتا ہے کہ اب فلان گھنٹہ بجا۔

نقل ہے کہ عہد خلافت ولید بن عبدالملک بن مروان مین شاہ روم نے اپنے ایک خاص مصاحب کو کسی سرحدی مقام پر روانہ کیا۔ وہ شخص عقیل وصاحب راے وتدبیر تہا۔ بڑی شان وشوکت کے ساتہہ چند خدمتگار ہمراہ لیکر روم سے نکلا اور ولید کے پاس آیا اور کہا۔ مین سلطان روم کا مصاحب خاص ہون۔ کسی امر پر بادشاہ مجہسے بدظن ہوگیا ہے اور دشمنون اور مفسدون کی دراندازی اور فتنہ پردازی سے میری جانب سے اوسکا خیال بدل گیا ہے افترا پردازون نے میری شکایت بی اصل وغیر واجبی سے اسدرجہ اوسکے کان بہردئے ہین کہ اوسنے بلاتحقیق میرے مارڈالنے کا قصد کرلیا۔ اب مین اپنی جان لیکر آپکے پاس آیا ہون اور دین اسلام اختیار کرنا چاہتا ہون۔ یہہ کہکر وہ شخص ولید کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور ولید کے پاس رتبہ وعزت سے رہنے لگا یہانتک کہ ولید کے دل مین اوسنے جگہہ کرلی کچہہ دن بعد اوسنے ولید کو ایک کتاب دکہائی جسمین خزانے۔ دفینے اور جواہرات کا ذکر تہا اور ہر ایک خزانہ کی کیفیت مشرح ومفصل ومقام دفن اور ذکر تہخانہ وغیرہ کا بخوبی درج تہا۔ ولید اس کتاب کو دیکہکر حرص مال وجواہرات مین مبتلا ہوکر بیخود ہوگیا۔ مصاحب سے اوسکی کیفیت پوچہی اور خزانہ ملنے کی سبیل نکالنے اور اسکے متعلق مناسب تجویز پیدا کرنے کی خواہش کی۔ مصاحب نے کہا۔ منارہ اسکندریہ کے نیچے تمام روئے زمین کے مال اور خزانے ودفینے موجود ہین کیونکہ سکندر نے جسقدر مال وجواہرات شداد بن عاد کے جو بیشمار تھے پائے اور علاوہ اسکے سلاطین مصر وشام کی دولت جوکچہہ سکندر کے ہاتہہ آئی سب کی سب اس زمین کے نیچے جہان اب منارہ ہے بڑے بڑے تہخانے سرداب۔ عمارتین پختہ ونفیس

اور گنبد دار زمین کے اندر پوشیدہ بنوا کر رکھدئے اور اون سب پر ایک منارہ بلند بنوا دیا
جسکا ارتفاع زمین سے ہزار گز ہے۔ پہر ایک بڑا آئینہ اس منارہ کی چوٹی پر نصب کیا اور بہت سے
پتلے اوسکے گرد بٹہا دئے۔ آئینہ مین سمندر کے پانی کا عکس کچہہ اس انداز سے پڑتا ہے کہ دور سے
آنیوالے کیصورت و عکس نمودار ہوجاتا ہے اور اوس آئینہ سے پتلو نپر وہ عکس پڑتا ہے بس
اس عکس کے پڑتے ہی شور و غل پیدا ہوجاتا ہے اور کچہہ علم اور جہنڈے بہی آئینہ کے گرد ہین
جو اسوقت بلند ہوکر اہل شہر کو اونکے دشمن کی آمد کی خبر دیتے ہین جس سے اہل شہر خبردار ہوکر
دشمن کے دفع کرنیکی کوشش کرلیتے ہین اسلئے کوئی غیر شخص وہان آج تک نہین پہونچا۔
مصاحب نے کچہہ اس گرماگرمی سے اوس منارہ کی تعریف اور خزانونکا ذکر کیا کہ ولید نادیدہ
مشتاق و شیدا ہوا۔ بلا غور و فکر اور انجام کار کو سوچے سمجہے اپنا لشکر اور اپنے معتمد مصاحب
و خدام اوسکے ساتہہ کرکے اسکندریہ بہیج دیا تا کہ منارہ کہود کر زر و جواہرات جو کچہہ وہان دفن
ہے ولید کے پاس لے آوین۔
مصاحب سلطان روم ان سب کو لیکر اسکندریہ پہونچ گیا۔ ولید کے حکم سے کون انکار
کرسکتا تہا منارہ کہدنا شروع ہوا۔ اہل اسکندریہ نے بہت کچہہ غل و شور مچایا اور گرد و نواح
کے لوگ بہی جمع ہوگئے مگر وہ ایک بہی نہ مانا۔ آخر نصف منارہ گرا دیا گیا۔ اب اہل اسکندریہ
و دیگر شہر کے معززین اشخاص نے جمع ہوکر مشورہ کیا کہ ولید کو دہوکا دیکر یہہ منارہ جو قدیم عمارت
و یادگار سلاطین دہر مین سے ہی کہود کر برباد کیا جاتا ہے۔ چلو ولید کو سمجہاوین اور اوسکو اس
کام سے باز رکہین۔ ادہر تو وہ لوگ اس ارادہ پر پختہ ہوے اور ادہر مصاحب سلطان روم
جو اپنا کام کرہی چکا تہا اور اوسکا مقصد بہی یہی تہا کہ کسیطرح منارہ گرا دیا جاے اور اس کے
اوپر جو کچہہ اسرار طلسمی ہین سب باطل ہوجاوین سمجہا کہ اگر ولید اس حال سے واقف ہوگیا

تو مجھکو ہلاک کر ڈالیگا۔ اسواسطے وہ ایک جہاز پر جسکو پیشتر سے تیار کر رکہا تہا سوار ہوا اور رات کو
اُسیطرف چل دیا۔ منارہ جسقدر رکھدنیسے باقی بچا تہا وہ رہگیا اور اب تک یعنی ۳۳۲ھ تک
اسی ہیئت پر ہے۔ منارہ کے گرد اقسام وانواع کے جواہرات وقیمتی پتہر پانی مین غرق ہین جنکو
غوطہ خور نکالتے ہین اور وہ پتہر مہروں کے نگینونکے کام آتے ہین۔
مشہور ہے کہ اسکندر نے اس مقام پر ایک خاص کمرہ نشست کا بنایا تہا۔ اوسمین سامان
شراب نوشی کا رہتا تہا جب وہ مرگیا اوسکی والدہ نے وہ سارا سامان بادہ نوشی توڑ کر دریا مین
ڈال دیا۔ اونہین ظروف کے یہہ ٹکڑے ابتک غوطہ خور نکالتے ہین جو نفیس وقیمتی زیورات مین
کام آتے ہین۔ بعضونکا یہ قول ہے کہ اسکندر نے انواع واقسام کے جواہرات اس منارہ کے
گرد ڈالدئے تھے تاکہ لوگ ہمیشہ جواہرات کی تلاش مین غوطہ زنی کرتے رہین اور انکی طلب و
جستجو مین منارہ کے گرد مخلوق کا ایک اژدحام بنا رہے۔ کیونکہ جواہرات ہر دل عزیز ہین اور ہر شخص کو
انکی خواہش وطلب رہتی ہے۔ دریا مین ہون خواہ خشکی مین۔ لوگ اسکی خواہش مین اپنی عمر عزیز
وگرانمایہ کو صرف کر دیتے ہین اور اسی چاہ مین جانین ڈبوتے ہین۔ اسی حیلہ سے یہ مقام ہمیشہ لوگونسے
آباد رہیگا۔ منارہ کے گرد از قسم جواہرات ایک قسم کا پتہر ہے کہ اکثر مصنوعی جواہرات اسی سے
تراش کر بنائے جاتے ہین اور اسی سے انگوٹھیون اور مہروں کے نگینے بناتے ہین۔ بالخصوص
ایک نگینہ جسمین سرخ وزرد رنگ کی جھلک نظر آتی ہے اور ساعت لبساعت رنگ برنگ
کی اشکال پیدا ہوتی ہین اسی جواہر سے جو منارہ کے گرد دستیاب ہوتے ہین بنایا جاتا ہے
اس قسم کے پتہر مین جملہ اقسام رنگ کا نظر آنا بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا کہ طاؤس کے سینہ کے پرونمین
سرخ۔ زرد۔ کاسنی۔ سنہری وغیرہ رنگ نظر آتے ہین۔ بلکہ غور کرنے اور نگاہ تامل سے دیکھنے مین
بیشمار رنگ معلوم ہوتے ہین جنکا نام ہی علیحدہ علیحدہ رکہنا دشوار ہے خصوصًا جو بات

ہندوستان کے طاؤس نرین ہے اور جسقدر پر اسکے سینہ اور بازو اور دم کے خوشنما رنگین ہین
دوسرے ملک کے طاؤس مین نہین۔ ہندوستان سے جو مور دوسرے ملک مین جاتا ہے اور
وہان اوسکی نسل سے جو اور طاؤس پیدا ہوتے ہین وہ قد و قامت مین اور رنگ مین ہندوستانی
طاؤس سے بہت متمائز ہوتے ہین۔ وہ قد مین بھی چھوٹے ہوتے ہین اور اسقدر رنگین پر اور
بازو اور دم بھی نہین ہوتی۔ صرف نام کے مور ہوتے ہین جو ہندوستانی مور سے کسیقدر مشابہ
ہوتے ہین۔ یہ فرق آب و ہوا اور زمین کی تاثیر کا ہے۔ اسکی مثال بالکل اس طرح ہے کہ
ہندوستان سے نارنگی اور ترنج لیجا کر ۳۰۰ھ کے بعد ملک عمان مین بوئی گئین۔ یہ چیزین وہان
ہوگئین۔ پھر عمان سے بصرہ۔ عراق۔ شام۔ طرسوس۔ وغیرہ دیگر ممالک مین انکی پودے گئے
یہانتک کہ طرسوس اور بلاد شام مین کثرت سے نارنگی و ترنج کے درخت باغات مین بلکہ گھر و مین
بھی ہوگئے۔ علی ہذا القیاس انطاکیہ۔ فلسطین۔ مصر وغیرہ مین بھی نارنگی پیدا ہوتی ہے مگر
یہہ رنگ و خوشبو کہان صرف نام کی نارنگی ہے۔ نہ وہ رنگ خوشنما ہے نہ وہ خوشبو روح فزا ہے
یہہ فرق بھی آب و ہوا اور زمین کا ہے۔ ورنہ تخم وہی درخت وہی۔

اور بعض کا قول ہے کہ بعد اسکندر رومی کے جبکہ ملوک مصر نے اسکندریہ پر چڑہائی کی
اوس زمانہ مین جو بادشاہ اسکندریہ کا تھا اوسنے منارہ پر آئینہ نصب کیا تاکہ دشمن آنیوالا
دور سے نظر آوے اور اہل شہر اوسکی آمد سے مطلع ہوجاوین منجملہ صنعت اس منارہ کے
یہہ عجیب بات ہے کہ جو شخص ناواقف اس منارہ کے پاس جانا چاہے راہ بہول جاوے
کچھہ اس انداز کے راستے اور دروازے بکثرت ہین اور راہین پیچدار بہول بہلتیان بنائی ہین
کہ اجنبی شخص اومین جاکر نکل نہین سکتا ہے۔

منقول ہے کہ عہد خلافت خلیفہ مقتدر باللہ مین ملک مغرب کا بادشاہ اسکندریہ مین آیا

اوسکے ہمراہ فوج بہی تہی فوجی اشخاص کی ایک جماعت گہوڑونپر سوار اس منارہ کی سیر کو گئی۔ کوئی اونکے ساتہہ رہبر نہ تہا۔ آخروہ سب کےسب بہت بہٹکتے پہرے۔ کبہی دریا مین پہونچ گئے کبہی اندر ہی اندر تہخانونمین ٹہوکرین کہاتے رہے۔ بالاخر بدقت تمام راہ ملی اور واپس آئے پہر بہی اونمین سے کچہہ لوگ گم ہوگئے جنکا پتہ تک نہ لگا کہ کہان گئے۔ (مسعودی)

یہہ شہر اسکندریہ ساحل بحر قلزم پر آباد اور صوبہ مصر مین ہے ۲۱ھ مین بعد فتح قلعہ فسطاط جناب عمرو بن العاص رضٖ اس نواح مین ٹہیرے اور جناب فاروق اعظم کو اطلاع دی کہ فسطاط قلمرو اسلام مین داخل ہوگیا اب آگے اگر اجازت ہو تو اسکندریہ کیطرف بڑہین۔ دربار خلافت سے اجازت ملتے ہی حضرت عمرو بن العاص رضٖ نے غازیان اسلام کو لیکر اسکندریہ کا قصد کیا اور حدود اسکندریہ مین پہونچکر مقوقس والی اسکندریہ کو پیغام جنگ بہیجا اور اسلام لانے یا جزیہ دینے پر مجبور کیا۔ تین ماہ کامل اسکندریہ کا محاصرہ رہا بعدہٗ جنگ سے اسکندریہ فتح ہوا۔ بعد فتح اسکندریہ مقوقس والی اسکندریہ نے بارہ ہزار دینار سالانہ پر صلح کرلی اور یہ رقم دار الخلافت مین پہونچتی رہی تا آنکہ ۲۵ھ عہد خلافت جناب عثمان رضٖ مین نقض عہد کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ عمرو بن العاص رضٖ نے جنگ اسکندریہ کی اجازت لیکر مصر پر خارجہ بن حذافہ بن غانم کو حاکم کیا اور خود اسکندریہ کے عازم ہوے۔ اہل روم اور قبط نے لشکر بیشمار جمع کرکے قصد کیا کہ مسلمانونسے فسطاط ہی پر مقابلہ ہو۔ اونکو آگے نہ بڑہنے دین۔ ادہر سے اہل اسلام اودہر سے کفار چل چکے تہے جو مقام کریون مقابلہ ہوگیا۔ کفار کیطرف اہل سخا۔ بلہیت۔ سلطیس وغیرہ دیگر اقوام تہین۔ اس جنگ مین کفار مغلوب ہوکر بہاگے اور لشکر اسلام اسکندریہ تک پہونچ گیا۔ مقوقس اور قبطی قوم اب جنگ سے گریزان اور صلح کیجانب مائل تہی مگر روم کے اوبہارنیسے لڑائی پر مجبور ہوئی۔ اہل اسکندریہ نے یہ کارروائی کی کہ تمام شہر کی عورتون کو

فوجی وردی اور ہتہیار ونسے آراستہ کرکے فصیل شہر پر کہڑا کر دیا۔ اون عورتونکا منہ شہر کے جانب تہا اور پشت باہر کیطرف اہل اسلام کے مقابل اور مرد مسلح مسلمانونکی طرف منہ کرکے صف بستہ کہڑے ہوے۔ غرض اونکی یہ تہی کہ مسلمان کثرت فوج ولشکر دیکہکر ڈر جاوین مگر اہل اسلام اونکی گیدڑ بہبکی سے کب ڈرنیوالے تہے اور اونکے اس ظاہری رعب و داب کی پرواہ کسکو تہی انکی یہہ حرکت پہچان گئے اور حضرت عمرو بن العاص نے کہلا بہیجا۔ واہ۔ اچہا تماشا دکہلایا ہم خوب پہچان گئے اور تمہاری بہدّی کارروائی جان گئے۔ ہم پر کثرت لشکر و افواج سے غلبہ پاؤ یہہ ممکن نہین۔ کیا تمنے ہرقل کی اور ہماری جنگ نہین دیکہی اور اوسکا انجام کار کیا بہول گئے۔ مقوقس نے یہہ تقریر سنکر اپنی قوم سے کہا۔ دیکہو ان لوگونسے نہ لڑو۔ ہمارا بادشاہ انکے مقابلہ مین سرخ رو نہ ہوا اپنا دار السلطنت چہوڑکر قسطنطنیہ مین بہاگ گیا مگر اوسکی فوج نے نہ مانا اور لڑی۔ بالآخر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد مسلمانون نے تلوار کے زور سے اسکندریہ پر اپنا قبضہ کرلیا ملک اونہین لوگونکے قبضہ مین رکہکر سالانہ جزیہ مقرر کر دیا۔ (فتوح البلدان علامہ بلاذریؒ)

نقض و فتح اسکندریہ

جسوقت ہرقل نے اسکندریہ چہوڑکر قسطنطنیہ مین اقامت کی مسلمانون نے اسکندریہ پر بہی قبضہ کرلیا تہا۔ رومی اس امر سے سخت ناخوش تہے اور اونکو خیال تہا کہ اب مسلمان قابض و متصرف ہوگئے۔ ہمارے ملک و حکومت انکے پاس گئی اب یہہ ہمکو نہ رہنے دینگے اسکندریہ اپنے ہاتہہ مین نہین مسلمان اوسکے حاکم ہین۔ رفتہ رفتہ یہ ایک ایک کو نکال باہر کرینگے۔ مل سے وہ لوگ ہرقل کے تابع تہے اور اوسکو اپنا بادشاہ جانتے تہے۔ در پردہ خط و کتابت بہی

رکہتے تہے اور یہہ درخواست کی تہی کہ اگر بادشاہ ہماری مدد کو لشکر بہیجے تو ہم مسلمانونکے معاہدہ کو توڑکر اونسے لڑین اور سب کو اسکندریہ سے نکال دین تاکہ دوبارہ ہماری حکومت قایم ہوجاوے سنہ ۲۵ھ مین ہرقل نے اہل اسکندریہ کی خواہش کے بموجب ایک لشکر بسرداری منویل اسکندریہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ لشکر مع اپنے سردار کے ساحل اسکندریہ پر مقیم ہوا۔ رومی لوگ جسقدر اسکندریہ مین رہتے تہے سب کے سب اس لشکر سے مل گئے اور لڑنے اور مرنے تک ساتھہ دینے کا حتمی وعدہ کیا مگر مقوقس نے ساتھہ نہ دیا اپنی صلح پر قایم رہا اور منویل خصی کو اسکندریہ کے اندر داخل ہونے دیا۔

جب رومی لشکر کا قابو نہ چلا مجبور مصر کی جانب رخ کیا مصر مین حضرت عمرو بن العاصؓ کو یہ خبر پہونچی پہلوانان جرار و غازیان شجاعت آثار سے لشکر آراستہ کرکے دشمنان خدا کو آگہیرا اور رومی لشکر کو روکا۔ دونون لشکرونمین سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر کفار ناہنجار تاب مقابلہ شمشیر غازیان شیر شکار نہ لاسکا میدان جنگ چہوڑ لڑائی سے منہ موڑ۔ اولٹے سیدہے۔ گرتے پڑتے۔ ہزیمت خوردہ شکستہ دل۔ باچشم پرآب و آہ پر درد بہاگا۔ فوج اسلام نے تعاقب کیا۔ وہ لوگ تو بدحواس تہی ہی اولٹے اسکندریہ ہی کی جانب پہرے۔ عمرو بن العاص اپنا لشکر لیے کشتونکے پشتے باندہتے ہوے اسکندریہ تک جا پہونچے۔ یہان آنے پر پہر ایک بار مقابلہ ہوا مگر کیا ہوتا ہی فوج کا قدم تو پہلے ہی اوکہڑ گیا تہا ہیبت و خوف اہل اسلام اونکے دلونپر طاری تہا دوبارہ کون لڑتا سردار لشکر کے ہمت دلانیسے دوچار قدم آگے بڑہے مگر جب مار پڑنے لگی پہر پیچہے بہاگے۔ عین گرمیٔ جنگ مین رومیونکے بیشمار سپاہی کام آئے اور اونکا سپہ سالار منویل خصی جان سے مارا گیا۔ اب کیا ہوتا ہے بے سردار فوج کب لڑسکتی ہے۔ باقیماندہ فوج نے امان مانگی اور مسلمانونکی فتح ہوئی۔

لڑائی ختم ہونیکے بعد اہل اسکندریہ نے جواپنی صلح وعہد پر قائم رہے یہہ درخواست پیش کی کہ منویل خصی نے ہم لوگونپر بڑے بڑے ظلم کیئے۔جب اپنی فوج لیکر یہانسے مصر کو روانہ ہوا ہمارے مال واسباب نقد وجنس بہت کچہہ جبراً چہین لیگیا ہم لوگ تو آپکے عہد وذمہ مین ہین آپسے لڑے بہی نہین۔رومی آپکے مخالف تہے جنہون نے اپنے بدکرداری کی سزا پائی ہم سے کچہہ تعرض نہ کیا جاے۔عمرو بن العاص نے ان لوگونسے شہادتین طلب کین جس جسنے اپنے اپنے مال واسباب کو پہچانا اور شہادت سے ثابت کر دیا عمرو بن العاص رض نے اوسکو فوراً واپس کردیا اور شہرپناہ منہدم کرکے مصر کو واپس آے۔

اسی سال مین سعد بن ابی وقاص رض کو خبر پہونچی کہ اہل رے بدنیت ہوگئے۔عہد توڑنے والے ہین صلح چہوڑکر آمادہ فتنہ وفساد ہین۔آپنے ایک دستہ فوج بہیجکر رے والونکی قرار واقعی گوشمالی کی۔وہ لوگ راہ پر آگئے۔بعد ازان ملک دیلم فتح کرکے کوفہ مین واپس آے۔

عزل سعد رض وولایت ولید بن عقبہ

اسی سال مین جناب عثمان رض نے سعد بن ابی وقاص کو حکومت کوفہ سے معزول فرمایا اور بجاے اونکے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو حاکم کوفہ کرکے بہیجا۔ابی معیط کا نام اَبان بن ابی عمرو ہے اور ابو عمرو کا نام ذکوان بن امیہ ہے اور امیہ عبد شمس کا بیٹا ہے۔ولید جناب عثمان رض کا بہائی ہے دونون کی مان ایک ہے۔انکی مان کا نام اروی بنت کریز اور اروی کی مان بیضا بنت عبد المطلب تہی سبب معزولی حضرت سعد رض اس طرح بیان کرتے ہین کہ حضرت سعد رض نے عبد اللہ بن مسعود رض کی معرفت بیت المال سے روپیہ قرض لیا تہا جب ابن مسعود رض تقاضا کیا یہہ ادا نہ کرسکے۔ڈہیل ڈہال کرتے رہے۔وعدہ وعید وحیلے سے ٹہالتے آخر القرض مقراض المحبۃ

قرض محبت کی قینچی ہے۔ دونون مین نوبت سخت کلامی کی پہونچی حضرت سعد نے کہا مین جانتا ہون کہ تم نقصان اوٹھاؤ گے اور میرے ہاتھ سے زک پاؤ گے تم وہی ابن مسعود ہو نہ ہذیل کے غلام۔ ابن مسعودؓ نے جواب دیا۔ ہان۔ خدا کی قسم مین وہی ابن مسعود ہون مگر تم ابن حُمینہ ہو۔ (شاید ان کی مان کا نام ہے)۔

ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سعدؓ کے چچا اسوقت موجود تھے۔ ان دونو نکی حجت و تکرار و سخت کلامی دیکھکر نصیحۃً کہنے لگے۔ تم دونون جناب رسول خدا کے صحابی جلیل القدر۔ عالی مرتبہ۔ اسطرح لڑتے ہو۔ لوگ تمکو دیکھینگے تو کیا کہینگے۔ سعد بن ابی وقاصؓ چونکہ تیز مزاج تھے۔ غصہ اونکو جلد آجاتا تھا فوراً بگڑ گئے۔ لگے ہاتھ اوٹھا کر بد دعا دینے "اے خدای قہار۔ زمین و آسمان کے مالک و سردار" بس اتنا ہی کہا تھا کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے روک دیا اور کہا خبردار۔ اب آگے اسکے بھلی بات کہنا بُری بات میرے حقمین نہ نکالنا۔ حضرت سعدؓ نے کہا خدا کی قسم اگر اس وقت خوف خدا مجھکو نہ آجاتا تو اے ابن مسعود۔ تم پر ایسی بد دعا کرتا کہ کبھی خطا نہ کرتی اور تیر سی تمہارے لگتی۔

عبد اللہ بن مسعودؓ اسوقت غصہ ضبط کرکے یہانسے چلے گئے۔ پھر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے چند اشخاص مقرر کیے کہ جبراً سعدؓ سے روپیہ وصول کرین۔ سعدؓ نے باستعانت دیگر صحابہ پھر مہلت مانگی۔ اوسدن سے دونون مین رنج پڑ گیا۔ اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک دوسرے کو بُرائی کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ کچھ لوگ عبد اللہ بن مسعود کی طرف تھے اور کچھ سعدؓ کی جانب۔ ایک فریق دوسرے پر لعن و طعن کرتا تھا۔ اسی بنا پر حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالے عنہم کے طرف دارون مین باہم عداوت و کدورت پیدا ہو گئی۔ جب دونون سردارون مین رنجش پیدا ہوئی دونون کے طرفدار بھی باہم رنج رکھنے لگے۔

بالآخر یہ خبر جناب عثمانؓ کو پہونچی۔ آپ دونوں پر غصہ ہوے۔ حضرت سعدؓ کو حکومت کوفہ سے معزول کر دیا اور بجاے اونکے اپنے سوتیلے بھائی ولید بن عقبہ کو حاکم کوفہ مقرر کیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اونکی جگہہ پر قائم رکھا۔ قبل اسکے ولید بن عقبہ کسی جزیرہ کے عامل تھے اور عہد خلافت جناب فاروق اعظمؓ سے اپنے پرگنہ ہی مین رہتے تھے اور رادی زمانت ابتک وہانکے حاکم تھے حسب الحکم جناب عثمانؓ اپنے پرگنہ سے حاکم ہوکر کوفہ مین پہونچے اور پانچ برس تک کوفہ کے حاکم رہے۔ اہل کوفہ سب انسے راضی اور خوش رہے۔

جسوقت ولید بن عقبہ کوفہ مین پہونچے اور سعد بن ابی وقاص سے ملے اور اونسے چارج لیا تو سعدؓ نے کہا۔ "کیا تم ہمارے بعد ہوشیاری سے کام کروگے یا ہم تمہارے بعد احمق و ذلیل ہونگے"۔ یہ کلمہ حضرت سعدؓ کا طعن کے طور پر تھا جسکا مطلب یہ ہے کہ ہم نے کوفہ کی امارت نادانی وبیوقوفی کے ساتھہ کی ہے اب آپ آے ہین بڑی ہوشیاری وعقل سے یہانکی حکومت کرینگے۔ ولید بن عقبہ نے یہ جواب اسکے کہا۔ "اے ابا اسحق۔ آپ غمگین نہون حکومت جانے اور معزول ہونیکا افسوس ناحق ہے۔ دنیا کی حکومت کا یہی دستور ہے۔ صبح کو ایک حاکم ہوتا ہی شام کو وہ معزول ہوتا ہے اور دوسرا اوسکی جگہہ پر آجاتا ہے"۔

فلک بار دوم ممتاز خصمے بیشتر دارد		کمان اول کند آوارہ تیر روے ترکش را

حضرت سعدؓ نے جواب دیا۔ "افسوس تمنے یہ خلافت اور حکومت جو کہ اگلے زمانہ مین محض بنظر خیر خواہی خلق اللہ تھی۔ ملک اور سلطنت قرار دی ہے اور تن پروری اور آسائش وآرام کا ایک ذریعہ نکالا ہے"۔ بعد اس کے حضرت سعد کوفہ سے چلے آے اور ولید بن عقبہ کوفہ مین اپنی حکومت پر مامور رہے۔

صلح ارمینیہ وآذربائجان

اسکو بلاد ارمن بھی کہتے ہین یہ ایشیای کوچک کا ایک حصہ ہے - اسکے شمالی جانب بحیرۂ خوارزم اور وہ بلاد جو ساحل پر ہین - جنوب مین پہاڑ اور جنگل دور تک چلے گئے ہین - خوزستان - کچھ حصہ عراق عرب اور کچھ عراق عجم کا واقع ہے - مشرق مین گرجستان - دیلم اور کچھ حصہ عراق عجم کا اور مغرب مین کچھ حصہ عراق عرب کا اور بلاد روم واقع ہین -

صوبہ ارمینیہ اوسوقت چار حصون پر منقسم تہا - حصہ اول مین سیستان - اران جسکو ارمینیہ اولی بھی کہتے تھے - جرزان ارمینیہ ثانی تہا - لسفرجان - دبیل - سراج طیر - بغروند - اسکو ارمینیہ ثالث کے نام سے نامزد کیا تہا - شمشاط - قالیقلا - خلاط - ارجیش - باجنیس - یہہ ارمینیہ رابع کہلاتے تھے - صوبہ ہذا کے مشہور شہر یہ تھے - باب الابواب تفلیس - تبریز - آذربائجان - ارمیہ - وسطان - مراغہ - اردبیل - بیلقان - شیروان اور برذعہ -

حدود جرزان واران کے باشندے ایک قوم خزر تھی جسکا پیشہ غارتگری تہا - باستثنائے ان دو شہرونکے تمام ارمینیہ زیر حکومت روم تھی اور اونپر بطریق ارمیناقس روم کی طرف سے حکمران تہا -

قوم خزر اکثر اوقات اپنے حدود مقبوضہ سے باہر نکلکر لوٹتی مارتی مقام دینور تک پہونچ جاتی زمانہ قدیم مین شاہ قباد بن فیروز شاہ نے بارہ ہزار مردان کارزار کی جمعیت سے لشکر جرار ایک تجربہ کار وجہان دیدہ سردار کے زیر حکومت کرکے ملک اران پر بہیجا - اوس لشکر نے ملک اران پر تاخت وتاراج کرکے نہر رس اور شروان کے مابین جو ملک تھے فتح کئے پہر شاہ قباد خود اس لشکر مین آکر مل گیا اور اران مین ایک شہر آباد کیا جسکا نام بیلقان رکہا پہر شہر

برذعہ وشہر قبلہ جسکو خزریہ کہتے تہے آباد کیئے۔

سد اللبین - باب اللان - لبسا سے اوسد اللبین پر تین سو ساٹہہ شہر آباد کیئے اور ان شہرون مین قوم سیاسجہ کو آباد کیا۔ بعد شاہ قباد کے نوشیروان اوسکی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اوسنے جسقدر ملک ارمینیہ کا روم کے قبضہ مین تہا اوسکو فتح کیا اور شہر دبیل آباد کرکے اوسمین قلعہ سنگین تعمیر کراکر سامان جنگ سے آراستہ کیا۔ علاوہ اسکے دیگر بلاد وعمارات نفیس۔ قلعے سنگین تعمیر کرائے اور ہر ایک جگہہ اپنی طرف سے ایک ایک نائب مقرر کر دیا۔ اوسوقت سے تمام ملک ارمینیہ پر شاہان فارس قابض ومتصرف رہے جب اسلام نے اپنے نور عالم افروز سے جہان کو نورانی کیا اکثر قلعے اور شہر اہل کفار ویران ہو گیئے اور اون شہرونکے باشندے اپنے اپنے شہر چہوڑ کر دوسرے ملکون مین جا بسے۔

جناب عثمان رضی جس زمانہ مین انتظام کوفہ سے فارغ ہوئے اوسی زمانہ مین عتبہ بن فرقد حاکم آذربائجان کو کسی مصلحت سے ہٹا لیا۔ عتبہ بن فرقد کے ہٹتے ہی اہل آذربائجان باغی ہو گیئے۔ ولید بن عقبہ بحکم جناب امیر المومنین عثمان رضی جانب آذربائجان متوجہ ہوئے اور لڑائی کیواسطے ایک لشکر تیار کیا جسکے مقدمۃ الجیش پر عبد اللہ بن شبیل احمسی سردار تہے۔ یہہ اسلامی لشکر بسرکردگی عبد اللہ بن شبیل جانب آذربائجان روانہ ہوا۔ اولاً اہل موقان وبرزند یا ببر وطیلسان پر شبخون مارا اور بزور شمشیر غازیان اسلام نے یہہ ملک فتح کیئے۔ لڑنے والے قید کر لیئے گیئے۔ اہل آذربائجان یہہ رنگ ڈہنگ دیکہکر ڈر گیئے۔ مقابلہ مسلمانان شجاعت شعار کی تاب نہ لا سکے مجبور صلح کی درخواست بہیجی۔ ولید بن عقبہ نے اونکی درخواست منظور کی اور حضرت حذیفہ کے قرار داد خراج آٹہہ سو درم مقررہ سابق پر صلح کرکے یہہ رقم اوسیوقت وصول کر لی۔

ولید بن عقبہ نے بعد صلح آذربائجان متعدد لشکر اطراف وجوانب مین روانہ کیئے چنانچہ

سلمان بن ربیعہ باہلی کو بارہ ہزار فوج کا افسر کرکے ارمینیہ کیطرف روانہ کیا۔ حضرت سلمان نے ارمینیہ پہونچکر قتل وخونریزی کا بازار گرم کردیا اور ایک قیامت برپا کی۔ لوٹ مار کرا ور لوگو نکو قید کرکے مظفر ومنصور مال غنیمت سے مالا مال ولید بن عقبہ کو آملے۔

ولید بن عقبہ اس مہم کو سر کرکے اپنے دارالحکومت کوفہ کیجانب لوٹے۔ اثنائے راہ مین جسوقت موصل مین پہونچے جناب عثمانؓ کا فرمان ملا جسمین لکہا تہا "معاویہؓ نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ رومیون نے ایک کثیر فوج سے مسلمانان شام پر خروج کیا ہے۔ مین مناسب سمجھتا ہون کہ مسلمانان اہل کوفہ کو اونکی مدد پہ بہیجون۔ لہذا تمکو لکہا جاتا ہے کہ جہان تمکو میرا فرمان ملے اوسی مقام سے تقریباً دس ہزار مردان آزمودہ کار کی جمعیت کسی مرد شریف قوم تجربہ کار کو جو قواعد جنگ سے واقف کار ہو اوس فوج کا سردار کرکے مسلمانو نکی مدد کو بہیجدو"۔

ولید بن عقبہ نے تمام لشکر کو یہ خط پڑہکر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کا سردار کرکے شام کے مسلمانو نکی کمک کو روانہ کیا جو اپنی راہ مین سے جہاڑ جہنکار صاف کرتے شام کی طرف بڑہے اور شام مین پہونچکر بہمراہی حبیب بن سلمہ جو اوسوقت شامی فوج کے سردار تہے ملک روم پر چڑہائی کی اور جہان موقع پایا شبخون مارا۔ اس فوج ظفر موج نے بہت سے قلعے فتح کیئے اور بہت کچھہ مال غنیمت لشکریان اہل اسلام کے ہاتہہ آیا۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ جس نے حبیب بن سلمہ کی مدد کیواسطے سلمان بن ربیعہ کو بہیجا وہ سعید بن العاص ہیں۔ ولید بن عقبہ نہین۔ کیونکہ جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ نے حضرت معاویہؓ کو لکہا تہا کہ اصلاح اہل ارمینیہ کے واسطے حبیب بن مسلمہ کو لشکریان شام کا سردار کرکے ارمینیہ کی جانب روانہ کرو چنانچہ حبیب بن مسلمہ نے جناب معاویہؓ کا حکم پاکر مہم ارمینیہ کا قصد کیا اور مع لشکر وہان پہونچے حبیب بن مسلمہ نے اپنی فوج آراستہ کرکے اہل

قالیقلا کا مقابلہ کیا مگر وہ لوگ مقابلہ کو نہ نکلے اور قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔ حبیب بن سلمہ نے اپنے لشکر سے ہر چہار طرف سے اونکا محاصرہ کر لیا۔ جب اہل شہر تنگ آئے اور تکلیفین اوٹھاتے اوٹھاتے ہمت ہار گئے مجبوراً اہل اسلام سے خواہان صلح و امان ہوئے۔ حبیب بن سلمہ نے امان بشرط اخراج قبول کی لیکن جن لوگون نے جزیہ دینا منظور کیا اونکو رہنے دیا۔ باقی اہل شہر کو جلاوطن کر دیا۔ وہ لوگ شہر چھوڑ کر حکومت روم مین جا بسے۔ بعد اس کامیابی کے حضرت حبیب بن سلمہ قالیقلا مین مع اپنے ہمراہیون کے چند ماہ تک ٹھیرے رہے۔

کہتے ہین کہ بطریق ارمیناقس کی عورت کا نام قالی تھا اوسنے یہہ شہر آباد کیا اور قالی قلا نام رکھا تھا عرب کی زبان مین قالیقلا ہو گیا۔ یعنی تصرف کر کے دو لفظونکو ایک کر دیا اور دونون ملا کر لکھے گئے۔

کچھ عرصے کے بعد حبیب بن سلمہ کو خبر پہونچی کہ بطریق موریان حاکم ممالک ارمیناقس یا بلاد ملطیہ و سیواس۔ اقصرا۔ قونیہ وغیرہ و دیگر بلاد کا جو خلیج قسطنطنیہ کے قریب ہین جمعیت اسی ہزار فوج انکے مقابلہ کو آرہا ہے۔ جناب حبیب نے حضرت معاویہؓ کو اوسکی آمد سے اطلاع دی اور اون سے فوج مدد کیلئے طلب کی۔ حضرت معاویہؓ نے بحضور جناب عثمانؓ اس واقعہ کی خبر بھیجی اور مدد کی درخواست کی۔ حضرت عثمانؓ نے سعید بن ابی العاص کے نام حکم بھیجا کہ حبیب بن سلمہ کی مدد کرو۔ اس حکم کی بنا پر سعید بن العاص نے حضرت سلمان کو چھ ہزار یا آٹھ ہزار کی جمعیت سے حبیب کی امداد کو روانہ کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ جب لشکر روم بمقابلہ حبیب بن مسلمہ آکر ٹھیرا تو قبل اس کے کہ جنگ شروع ہو حبیب بن مسلمہ نے شبخون مارنے کا قصد کیا۔ یہہ خبر انکی بی بی کو بھی پہونچی اونہون نے انسے دریافت کیا "اب تم مجھکو کہان ملوگے" حبیب بن مسلمہ نے جواب دیا۔

مُوریان کے خیمہ مین '' رات کیوقت حبیب اپنی فوج کو لیکر لشکر روم پر جا پڑی۔ جو ملا اوسکو مار ڈالا۔
لشکر روم مین ایک تہلکہ عظیم پڑگیا۔ سپاہی بہاگ کہڑے ہوے۔ جناب حبیب مارتے کوٹتے موریان
کے خیمہ تک جا پہونچے۔ وہان جاکر کیا دیکہتے ہین کہ انکی بی بی انسے پہلے وہان پہونچ گئی ہین
باقی رات دونون نے اوس خیمہ مین بسر کی۔ پہر حبیب وسلمان دونون نے اپنے اپنے لشکر
لیکر رومیون کا جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ رومیونکے چہکے چہوٹ گئے۔ کرین ٹوٹ گئین ہمتین پست
پڑگئین شکست پر شکست پائی آخر سبہون نے بہاگ کر جان بچائی۔ کامیابی کے بعد حبیب
قالیقلا واپس آے اور وہانسے آگے بڑہے۔ مقام و بالامین قیام ہوا۔ وہان انکے پاس خلاط کا
بطریق حضرت عیاض بن غنم سے امان نامہ لکہوا کر لایا حبیب نے اوسکو جائز رکہا اور بطریق سے
خراج حسب قرار وصول کرلیا۔ حضرت حبیب چندے خلاط مین اوترے پہر یہانسے بہی آگے
بڑہے اثناء راہ مین والی مکس جو کہ مضافات بسفرجان (سیرجان) سے ہے ملا۔ اوسنے بہی
صلح کرلی۔ اب یہانسے بہی روانہ ہوے اور ازدشاط (اردستان) پہونچے۔ خود تو نہر دبیل
مین قیام کیا مگر اپنا لشکر دبیل پر بہیجا۔ فوج اسلام نے شہر والونکا محاصرہ کرلیا۔ اہل شہر قلعہ بند ہو گئے
حبیب بن مسلمہ نے حکم دیا کہ منجنیق (تصریح کے لئے دیکہو حصہ سوم) کے ذریعہ سے اہل دبیل پر
پتہرونکی بارش کی جاوے چنانچہ چارونطرف منجنیق قائم کردیئے گئے۔ جب اہل شہر نے یہہ
رنگ دیکہا مال وجان کی خیریت نظر آئی۔ خواہان امان ہوے۔ حبیب نے امان دیکر صلح کرلی۔
پہر حبیب نے اپنی فوج کے چند حصہ کرکے مختلف مقامات قرب وجوار کے فتح کرنیکو روانہ کئے چنانچہ
ایک دستہ مقام ذات اللجم کو روانہ کیا۔ یہان معرکہ جنگ ہوا اور مسلمان کامیاب ہوے۔
فتح وظفر اہل اسلام وغازیان حق پرست کے نصیب ہوئی۔
ذات اللجم کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ قبل اسکے اس مقام کا نام اور کچہہ تہا جب لشکر اسلام

یہان آیا اور رومیون سے مقابلہ ٹہیرا اور ابہی صف بندی ہی ہو رہی تہی۔ دونون طرف کے لشکر آراستگی کر رہے تہے مسلمان لڑائی کے اہتمام مین مصروف تہے اور اپنے اپنے گہوڑونکی لگام لگا رہے تہے کہ اتنے مین رومی فوج نے ہلّہ کر دیا اور چارونطرف سے مسلمانونپر ٹوٹ پڑی مسلمان اوسی حالت مین لڑنے لگے اور نہایت بہادری سے رومیونپر حملہ کیا۔ بہت بڑا کشت وخون ہوا۔ رومی لشکر کے بہت سے سپاہی کام آے۔ بالآخر مسلمانون کی فتح ہوئی۔ چونکہ یہہ لڑائی گہوڑونکے لگام چڑہاتے وقت شروع ہوئی تہی لہذا اس مقام کا نام ہی ذات اللجم پڑ گیا۔ ایک سریّہ (دستہ فوج) جانب سراج طیر و بغرو ند روانہ کیا۔ ان دونون شہرونکے حاکمون نے صلح کرلی۔

بعد ازان والی بسفرجان (سیرجان) حبیب بن مسلمہ سے آکر ملا اور درباب مصالحت گفتگو کی۔ حبیب بن مسلمہ نے صلح منظور کرلی۔ اسطرح یہہ ملک سیرجان ہی فتح ہوگیا۔

اس ملک کی مہم سے حبیب بن مسلمہ فارغ ہوکر سیسجان کو آے۔ یہان کا حاکم خودپرست بادۂ نخوت سے ست تہا شامت اعمال نے صلح نہ کرنے دی۔ لڑائی پر آمادہ ہوا اور فوج لیکر مقابلہ کیا۔ ادہر سے مسلمان خدادوست دشمنان خدا پر حملہ آور ہوے۔ ایک ہی حملہ مین لشکر اعداے روباہ خصال پس پا ہوا شکست خوردہ پیٹہہ دیکر بہاگا۔ فتح وظفر غازیان شجاعت نشان کے حصہ مین آئی۔ جسقدر قلعے اونکے تہے سب پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس معرکہ کے بعد حبیب بن مسلمہ نے جرزان کا قصد کیا۔ والی جرزان نے صلح کرلی اور جزیہ قبول کیا۔

پہر فوج اسلام تفلیس پہونچی۔ اہل تفلیس نے جزیہ قبول کرکے صلح منظور کی۔ اس کے گردونواح مین جسقدر قلعے تہے وہ بہی فتح ہوے اور سب نے اطاعت منظور کی اور جزیہ قبول کیا اس طرح سے تمام علاقہ جرزان کا فتح ہوگیا۔ یہہ بلاد تو حبیب بن مسلمہ نے فتح کئے۔ اب سلمان بن ربیعہ

باہلی کاحال سنئے کہ انہون نے ارّان پر چڑہائی کی۔اہل بیلقان نے جزیہ دیکر صلح کر لی اونکے جان ومال اور شہر اونکے ہی قبضہ مین رکہے گئے۔پہر حضرت سلمان شہر برذعہ مین پہونچے اور شرثور پر لشکر کشی کی۔اہل شرثور پہلے تو لڑتے رہے بعد ازان اہل بیلقان کی طرح صلح کر لی جناب سلمان شہر مین داخل ہوے اور اپنے لشکر کو قرب وجوار کے قریات وقصبات مین بہیجا اور یہہ تمام حصہ فتح ہوگیا۔

حضرت سلمان نے یہان سے فارغ ہوکر اکراد بلاشجان کو دعوت اسلام کی اونہون نے انکار کیا اور لڑائی پر آمادہ ہوے۔آخر بعد جنگ کے یہہ ملک بہی فتح ہوا۔بعضون نے جزیہ دیکر وہین سکونت اختیار کی اور بعضے جلاوطن ہوکر نکل گئے۔

پہر شمکور پر چڑہائی کی گئی۔یہان لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب آے۔یہہ شہر بہی فتح ہوگیا شمکور ایک قدیم آباد شہر تہا۔قوم ستاوردیہ نے اسکو ویران کرڈالا تہا۔یزید بن اسید بروقت والیی ارمینیہ ادہر ہوکر گذرے اور شہر کو ویران پاکر افسوس کیا۔پہر ۲۴۰ھ مین بغا نامی ایک شخص نے یہہ شہر دوبارہ آباد کیا اور چونکہ یہہ زمانہ خلافت متوکل کا تہا اسواسطے اس شہر کا نام متوکلیہ ہوا۔

اسکے بعد حضرت سلمان نے مجمع ارس اور سکر پر قبضہ کیا۔والی سکر صلح پر راضی ہوا۔والی شروان نے بہی صلح کر لی جناب سلمان بن ربیعہ کل بلاد جبال شابران اور مدینۃ الباب تک نہایت آسانی کے ساتہہ قبضہ کرکے واپس ہوے۔

غزوہ امیر معاویہؓ

اسی ۲۵ھ مین حضرت معاویہؓ نے روم پر فوج کشی کی۔آپ نے جماعت کثیر لیکر اودہر کارخ کیا

حضرت معاویہؓ عموریہ تک پہونچے۔ آپکو انطاکیہ اور طرسوس کے درمیان چند قلعے خالی نظر آئے دریافت سے معلوم ہوا کہ ان قلعونکے باشندے مسلمانونکے لشکر کے خوف سے قلعہ چہوڑ کر چل دئے ہین امیر معاویہؓ نے اون قلعونمین اپنے آدمی آباد کردئے اور اہل شام وغیرہ کے حوالے کئے اور خود واپس آئے۔ پہر امیر معاویہؓ نے یزید بن حر عبسی کو ایک جماعت لشکر کا سردار کیکے ان ملکونمین بہیجا اونہون نے بہی چند قلعے اور کچہہ ملک فتح کیا اور جب ادہر سے واپس ہوئے تو انطاکیہ تک جسقدر قلعے تہے سب ویران و مسمار کرادئے۔

غزوہ افریقیہ

اسی سنہ مین حضرت عمرو بن العاصؓ والی مصر نے بحکم جناب عثمانؓ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک لشکر دیکر جانب افریقیہ روانہ کیا۔

واضح ہو کہ افریقیہ ملک مغرب مین واقع ہے اسکے ہر چہار طرف بحر محیط ہے۔ ملک مغرب تین اقلیم منقسم تہا۔ نامی شہر طنجہ۔ فاس اور تلمسان تہے۔ آبادی کا زیادہ حصہ وسط کہنا چاہیے جسکے مشہور شہر لمط۔ قیروان۔ رقادہ اسفی۔ قابس۔ سبیطلہ۔ افریقیہ۔ برقہ اور تونس تہے اور تیسرا حصہ جو جانب جنوب واقع ہے اوسمین بڑی بڑی شہر یہ تہے سوس تارودنت۔ ورعا اور سیلا۔ چونکہ یہہ ملک انتہائے آبادی دنیا پر جانب مغرب واقع ہے اسلیے اسکو ملک مغرب کہتے ہین۔

انہون نے اطراف افریقیہ مین جاکے بہت کچہہ مال غنیمت حاصل کیا اور مظفر و منصور واپس آئے۔ اس سنہ مین حضرت عمرو بن العاص مصر مین حاکم صیغہ مال اور عبداللہ بن ابی سرح جنگی افسر تہے۔

اسی سنہ مین جناب عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر کو مہم کابل پر روانہ کیا۔ اوسوقت کابل

زیر حکومت والی سجستان تھا۔ عبداللہ بن عامر نے کابل مین قیام کرکے اس خوبی سے انتظام کیا کہ کابل کے گرد و نواح کے قریہ جات تابع ہوگئے اور کابل کے حدود خراسان سے بہی زیادہ پہیل گئے۔ اسی سنہ مین حضرت معاویہؓ کا بیٹا یزید پیدا ہوا اور یہہ سال بخیریت تمام گذرا۔

وقائع سنہ ۲۶ھ

تجدید حرم

اس سال مین جناب عثمانؓ نے علامات حرم بیت اللہ کی تجدید فرمائی۔ حدین جو شکستہ ہوگئی تہین اونکو از سر نو تعمیر کرایا۔ مکہ معظمہ مین حرم کے حدود بڑہا دیے اور لوگونکے آس پاس کے مکانات خرید کے مسجد مین ملا دیے جن لوگونکے مکانات مسجد کے متصل تہے اونسے وہ خرید لئے بعضے مالکان مکان نے انکار کیا۔ آپنے اونکے مکان گرا دیے۔ اون لوگون نے فریاد کی اور غل وشور مچایا۔ جناب عثمانؓ نے اونکو قید کر دیا اور فرمایا "مجھسے پیشتر عمر فاروقؓ نے بہی تو تم لوگون سے مکان لیے تہے مگر اوس وقت کسی نے بہی دم نہ مارا" عبداللہ بن خالد بن اسید نے اونکی سفارش کی تو جناب عثمانؓ نے قید سے رہا کر دیا۔

بعض لوگ اس معاملہ مین جناب عثمانؓ پر اعتراض کرتے ہین کہ لوگونکے مکان جبراً لے لیے۔ اسکا جواب شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے یہہ دیا ہے "میرے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول مالکان مکان نے بیع کی اور بخوشی و رضامندی اونکے عقد بیع تمام ہوگیا مگر جب اونکو معلوم ہوا کہ ان مکانونکی رغبت وخواہش بغرض توسیع مسجد حرم زیادہ ہے تو زیادہ قیمت بڑہنے کی امید پر بیع سے انکار کر دیا چونکہ عقد بیع ختم ہو چکا تہا جناب عثمانؓ نے انکے انکار کی مطلق پرواہ نہ کی اور تنبیہاً اونکو قید کرا دیا۔ حضرت عثمانؓ کی نسبت

یہہ گمان کہ آپ نے جبراً مکان لیکر مسجد مین داخل کئے کسی طرح ممکن نہین۔ آپکی شان سے اس قسم کا جبر کرنا بالخصوص خانہ خدا کے واسطے بالکل بعید از قیاس ہے۔"

ولایت مصر و افریقیہ

حضرت عثمان رضؓ نے ۲۶ھ؁ مین عمرو بن العاص رضؓ کو جو مصر مین حاکم تہے۔ مال تقاضا اس عہدہ سے معزول کیا اور یہہ کام عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے سپرد کیا گیا۔ ان سے اور عمرو بن العاص سے بگاڑ ہو گیا۔ ایک نے دوسرے کی شکایت حضرت عثمان رضؓ تک لکہی جناب عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو مصر سے اپنے پاس بلا لیا اور عبد اللہ بن ابی سرح کو مالی و جنگی دونون صیغون کی مستقل حکومت عطا فرمائی۔

عبد اللہ بن سعد حضرت عثمانؓ کے رضاعی بہائی ہین۔ قریشی اموی نسب ہین۔ جب جناب رسول خدا مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لائے۔ اُبَیّ بن کعبؓ کتابت وحی پر مامور ہوے۔ اگر کسیوقت یہہ نہوتے اور آنحضرت صلعم کو وحی لکہانے کی ضرورت ہوتی تو زید بن ثابت انصاریؓ بلائے جاتے اور اونکو کتابت وحی کا حکم ہوتا تہا۔ بعد انکے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کاتب وحی مقرر ہوے۔ قریش مین یہہ پہلے کاتب وحی کہے جاتے ہین۔ عبد اللہ بن سعد وحی لکہتے وقت آیات قرآنی مین عمداً غلطیان کرتے تہے ظالین کی جگہہ کافرین کا لفظ۔ سمیعٌ علیمٌ کی جگہہ غفورٌ رحیمٌ لکہا کرتے تہے۔ جب آنحضرت صلعم کو انکی حرکت ناشایستہ معلوم ہوئی انکے قتل کا حکم دیا۔ عبد اللہ بن سعد جان کے خوف سے مکہ چلے گئے اور وہان پہونچکر اسلام چہوڑ مرتد ہوگئے۔ یہ قریش سے کہا کرتے تہے "جیسا محمدؐ پر کلام اللہ نازل ہوا ہے مجہپر بہی نازل ہوتا ہے۔" اور آیتین محرّف جنکے الفاظ خود بدل دیتے تہے

کفار کو پڑہا سنایا کرتے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے اونکی تردید و تکذیب مین یہہ آیت نازل فرمائی۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوحی الیہ شئ ومن قال سانزل ما انزل اللہ۔ ترجمہ۔ کون زیادہ ظالم ہے اوس شخص سے جس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندہا یا کہا مجہپر وحی آتی ہے حالانکہ اوسپر وحی بالکل نہین آتی اور جسنے کہا کہ مین بہی نازل کرتا ہون جیسا خدا نے نازل کیا۔ جب مکہ فتح ہوا اور کفار مکہ کیساتھ عبداللہ بن سعد بہی قید ہوکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر آئے آنحضرت ؐ نے اونکے قتل کا حکم دیا۔ جناب عثمان رضؓ نے اسکی سفارش کی اور عرض کیا "حضور یہہ میرا رضاعی بہائی ہے اور یہہ مسلمان ہوگیا ہے اسکی جان بخشی فرمائی جائے" تو حضور رحمۃ للعالمین نے انکو چہوڑ دیا۔ (بلاذری)

اس سے پیشتر ۲۱ھ مین عمرو بن العاص نے مصر سے برقہ کا رخ کیا تہا اور وہان کے رہنے والون نے تیرہ ہزار دینار جزیہ دیکر صلح کر لی تہی۔ بعد مصالحت عمرو بن العاص رضؓ نے طرابلس پر چڑہائی کی اور کئی مہینے تک اسکا محاصرہ کیے رہے۔ طرابلس کے گرد تین طرف تو پختہ فصیل بنی تہی اور ایک جانب دریا واقع تہا۔ اودہر شہر پناہ نہ تہی مسلمانون نے ہر چہار طرف شہر کے پہر کر راستہ تلاش کیا اور خوب سمجہہ لیا کہ شہر والے بہاگ کر کدہر جا سکتے ہین بالآخر ایک روز لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کر دیا اور بزور شمشیر شہر مین گہس پڑے۔ مجاہدین جانباز نے اپنی تلوارین سنبہالین اور کفار ناہنجار کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ رومی گہبرا اوٹھے دریا کی طرف کے سوا اور کوئی راہ گریز نہ پائی اولٹے سیدہے سر پر پاؤن رکھکر اپنی اپنی جانین لیکر بہاگے۔ معدودے چند جنکو کشتی مل رہ تو اپنی جان دریا سے ہلاکت سے بچا لے گئے باقی سب تیغ بیدریغ ہوے۔ مال غنیمت بہت ہاتہ آیا۔ جو رومی کشتیونکے سہارے

دریا کے اوس پار ہو گئے تھے وہ شہر صبرہ مین جا چھپے مگر موت نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ تھوڑے ہی دن بعد
مسلمانون نے صبرہ پر بھی دہاوا کر دیا اور اوسکو بھی بزور تیغ فتح کرکے طرابلس اور اوسکے
مضافات پر پورا پورا قبضہ کر لیا۔

برقہ مین لواتہ یعنی بربر رہتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بربر بعد قتل اپنے بادشاہ
جالوت کے مغرب کی طرف بھاگ گئے تھے اور لوبیہ و مراقیہ مین پہونچکر متفرق ہو گئے۔
پھر زناتہ و مغیلہ (بربر کے دونون قبیلے) مغرب مین بلاد جبال مین سکونت پذیر ہوے
اور لواتہ شہر برقہ مین رہنے لگے۔ اس سے پیشتر زمانہ قدیم مین یہ بنام انطابلس مشہور تھے
پھر قوم بربر مقامات مغرب سے دیگر اطراف و جوانب مین منتشر ہو کر سوس تک پہونچ گئی اور
قبیلہ ہوازہ شہر لبدہ مین اور نفوسہ شہر صبرہ مین سکونت پذیر ہوے۔ رومی ان شہرون سے
جلا وطن ہو کر نکل گئے۔ ایک مدت تک یہ قبائل بربر خود مختار رہے پھر رومیون کے
ماتحت ہو کر خراج گذار بنے۔ جس زمانہ مین حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے انپر چڑہائی کی یہ
رومیونکے خراج گذار اور اونکے زیر حکومت تھے۔ جب عمرو بن العاص نے قبضہ کیا جملہ
اہل مغرب سے جنمین یہہ قبائل مذکور بھی شامل ہین تیرہ ہزار دینار جزیہ وصول کرکے صلح کر لی
(ابن خلدون) یہ بیان بطور جملہ معترضہ کے ہے اب ہم اصل واقعہ کیجانب رجوع کرتے ہین

عبد اللہ بن ابی سرح مصری فوج کے سردار تھے۔ حضرت عثمان رضؓ نے ۲۵ھ مین انکو غزوہ
افریقیہ کے واسطے حکم دیا تھا۔ اسی غرض سے حکومت مصر انکو دی تھی اور یہہ شرط کی تھی کہ اگر
اللہ تعالیٰ کامیابی و فتح عنایت فرمائیگا تو مال غنیمت کا خمس الخمس (پانچوین حصہ کا پانچوان حصہ)
حسن خدمت کے صلہ مین تمکو دیا جائیگا۔ لشکر کے ایک حصہ پر عبد اللہ بن نافع بن عبد القیس
سردار تھے۔ دوسرے پر عبد اللہ بن نافع بن حارث افسر تھے اور سب کے اوپر عبد اللہ بن ابی سرح حاکم تھے

دس ہزار کی جمعیت سے سرداران لشکر اسلامی نے افریقہ کیجانب خروج کیا۔ بروایت ابن اثیر عبداللہ بن ابی سرح اپنے پرگنہ پر رہے اور یہہ لشکر زیر کمان دیگر سرداران اسلام حدود افریقہ مین داخل ہوا۔

اہل افریقہ نے جمعیت عساکر اسلام سے اندیشہ کر کے مصالحت کر لی اور جزیہ قبول کیا چونکہ افریقہ مین آدمیونکی کثرت اور آبادی ترقی پر تھی اہل افریقہ نے مسلمانونکو افریقہ مین داخل نہونے دیا اور چونکہ صلح مین یہہ بہی شرط تھی کہ ہمارے ملک مین کوئی آنے نپاوے اسواسطے مسلمانون نے کچہہ تعرض بہی نہ کیا۔ سنہ ۲۶ھ مین جب عبداللہ بن ابی سرح مستقل حاکم مصر کیے گئے تو انھون نے جناب عثمان ذی النورین رضؓ سے افریقہ مین داخل ہونے کی اجازت چاہی۔

امیر المومنین جناب عثمان رضؓ نے ارباب حل وعقد اعیان واشراف صحابہؓ کو جمع کر کے اس باب مین مشورہ طلب کیا۔ باتفاق جملہ صحابہ کرام ایک لشکر جرار غازیان نامدار کا تیار ہوا جسمین بڑے بڑے صحابہ۔ عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ عبداللہ بن جعفر حسن حسین و دیگر صحابہ (رضی اللہ تعالی عنہم) بہی تھے۔ یہہ لشکر ظفر پیکر مجاہدین اسلام کا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہمراہ ہوا۔ ایک لشکر مجاہدین مصر کا بہی ساتہہ تھا افریقہ کا حاکم جرجیر نامی ایک شخص قیصر روم کی جانب سے تھا۔ طرابلس سے حدود طنجہ تک اوسکی حکومت تھی اور ہرقل کا خراج گذار تھا چونکہ فرعونیت مزاج مین تھی۔ شراب تکبر وخود بینی سے مست تھا۔ اوسنے بہی ایک لاکہہ بیس ہزار سوار کی فوج جمع کی۔

لشکر اسلام بہمہ جہت آمادہ کارزار ہو کر حدود افریقہ مین داخل ہوا۔ بمقام برقہ عقبہ بن نافع اپنا لشکر لیے اسلامی فوج مین آشامل ہوے او۔ باتفاق تمام طرابلس کیطرف بڑہے

رومیون نے شہر سے باہر نکلکر میدان مین پڑاو ڈالا اور مسلمانونکا مقابلہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی فوج رومی کو نقصان پہونچا۔ بہت لوگ مارے گئے شکست خوردہ طرابلس کو چہوڑ کر بہاگ گئے۔ مسلمانون نے اوسپر اپنا قبضہ کر لیا اور پہر وہانسے آگے بڑہے۔ متعدد فوجین اطراف وجوانب افریقہ مین بطور سریہ کے روانہ کین۔

حاکم افریقہ کو جب لشکر اسلام کی آمد معلوم ہوئی اوسنے شہر سبیطلہ دارالسلطنت افریقہ کو چہوڑ ایک شبانہ روز کی مسافت پر اپنا تمام لشکر لاجمع کیا اور مقابلہ مین پڑاو ڈالا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے سب سے پہلے جرجیر کو پیام دیا کہ اے جرجیر جس دین پر تم قائم ہو وہ فی زمانہ متروک ومنسوخ ہوچکا اب بجاے اوسکے دین محمدی لازم پکڑ۔ خدا کو واحد جانو اور اوسکے سچے رسول محمدؐ پر ایمان لاؤ پہر ہم تم بہائی بہائی ہین ہمکو تمسے کوئی پرخاش نہین اور چونکہ ہمکو حکم ہے کہ پہلے اتمام حجت کر لیا کرین اسلیے تمکو آگاہ کیے دیتے ہین پہر شکایت نہ کرنا

ندارد میل طبع روشنم با خود نمائیہا	نیم از برق کمتر لیک رخشیدن نمیدانم

جرجیر نے اوسکی جواب مین کہلا بہیجا۔ بہلا یہہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے قدیم دین کو چہوڑ کر تمہارے کہنے سے ایک بالکل نیا مذہب اختیار کر لین۔

دل از یار کہن برداشتن دشوار مے آید	کشیدن مشکل ست از زخم چندین سالہ پیکانرا

حضرت عبداللہ نے جب جرجیر کا یہ انکار سنا تو فرمایا کہ خیر اگر مذہب اسلام سے انکار ہے تو جزیہ دینا قبول کرو ورنہ پہر تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کریگی۔

جب جرجیر نے یہہ بہی منظور نہ کیا تب مسلمانون نے صف آرائی کی اور نہایت زور شور سے لڑائی شروع کر دی۔ لڑائی کا یہہ دستور تہا کہ صبح سے دوپہر تک دونون جانب سے لڑائی ہوا کرتی۔ جب ظہر کی اذان ہوتی لڑائی موقوف کر دیتے اور پہر دوسرے دن اسی طرح

دوپہر تک لڑتے - اس طرح لڑائی کو چالیس دن گذر گئے مگر کسی جانب فیصلہ نہوا۔ بعد مسافت کیوجہ سے یہاں اہل مدینہ کو بھی کچھ خبر نہ ہوئی - حضرت عثمان رضؓ نے گھبرا کر عبداللہ بن زبیرؓ کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور کمک کے اور نیز بغرض دریافت حال لشکر اسلام جانب ملک افریقہ روانہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ دواسپہ منزلین کرتے ہوے اپنی فوج کے ساتھ بعجلت تمام عین جنگ مین پہوںچے - عساکر اسلامی کو انکے پہونچنے سے نہایت درجہ خوشی ہوئی - جوش مسرت مین سب نے تکبیر کے نعرے بلند کئے - صدائے تکبیر سے سارا بیابان جنگ گونج اوٹھا - جرجیر نے تکبیر کی آواز سنکر سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانونکی مدد کو مدینہ منورہ سے ابھی آئی ہے - جرجیر یہہ خبر سنکر دم بخود رہگیا - حواس وڑ گئے - چہرہ بگڑ گیا - کمر ٹوٹ گئی - ہمت ہار گیا - اپنے واسطے بدشگونی سمجھا -

عبداللہ بن زبیرؓ دوسرے دن میدان مین آے - عبداللہ بن ابی سرح سالار جنگ عساکر اسلامی کو میدان مین نہ پاکر دریافت کیا کہ کہان ہین - لوگون نے بیان کیا - جرجیر نے منادی کرادی ہے کہ جو شخص عبداللہ بن ابی سرح کا سر کاٹ لائیگا اوس کو اس صلہ مین ایک لاکھہ دینار دونگا - مزید بران اپنی بیٹی کا عقد اوسکے ساتھہ کردونگا اس لیے عبداللہ بن ابی سرح خوف جان سے مخفی رہتے ہین اور میدان جنگ مین نہین آتے - عبداللہ بن زبیرؓ یہ سنکر عبداللہ بن ابی سرح کے پاس آے اور کہا کہ تم بھی اپنی لشکر مین یہہ منادی کرادو کہ "جو شخص جرجیر کا سر کاٹ لائیگا مین اوسکو مال غنیمت سے ایک لاکھہ دینار دونگا اور جرجیر کی لڑکی سے اوسکا نکاح کر کے تمام ممالک مجروسہ جرجیر پر اوسکو حاکم کردونگا" حسب تجویز حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یہہ منادی کرادی گئی - اسکی خبر جرجیر کے بھی کانون تک پہونچ گئی وہ اور بھی بدحواس ہو گیا

مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ پھر عبداللہ بن زبیرؓ نے سرداران لشکر اسلام سے کہا۔ لڑائی طول ہوتی جاتی ہے ختم ہوتی نظر نہین آتی۔ رومیونکی متواتر اور بے انتہا مدد چلی آتی ہے۔ یہہ لوگ اپنے ملک مین ہین۔ ہرقل انکا طرفدار ہے۔ تمام ملک انہین کا ہے۔ سب مسلمانونکے دشمن خونخوار ہین۔ ہمارا ملک ہمسے بہت دور ہے۔ خبر پہونچتے اور مدد آتے دن گذر جاتے ہین اوسکا تو اب خیال ہی چھوڑ دو۔

چو کم کردم دل خود را چہ سود از نالہ و افغان	اگر نتوان یافت این گم گشتہ را یا این منادیہا

اسطرح کی جلیسی کچھہ ہو رہی ہے۔ اسکے واسطے تو مدت دراز چاہیئے۔ ہم لوگ تو خدا کیواسطے لڑنے اور جان دینے نکلے ہین۔ اسطرح کب تک کام چلیگا۔ میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ کارآزمودہ اور بہادر سپاہی منتخب کرکے اونکی ایک فوج علیحدہ مرتب کرو اور اونکو پڑاو پر اپنے اپنے خیمونمین رہنے دو۔ باقی فوج لیکر دشمنونکا مقابلہ کرو اور خوب جان لگاکر لڑو جبکہ رومی تھک کر اپنے کیمپ کو واپس جاوین اور اسلامی فوجین بھی اپنے فرودگاہ کے جانب لوٹین اوسوقت وہ کارآزمودہ منتخب دلاوران جانباز اسلام جو خیمون مین آرام کیواسطے بیٹھے ہون شمشیر بکف ہوکر چارون طرف سے غضب الٰہی کی طرح رومیونپر ٹوٹ پڑین۔ چونکہ یہہ لوگ تازہ دم ہونگے خوب دل کھولکر لڑینگے اور رومی تھکے ماندے ہارے۔ دوپہر تک کی لڑائی مین چکنا چور ہوتگے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہم ہرطرح رومیونپر غالب آوینگے اور امید قوی ہے کہ اللہ جلشانہ ضرور ہمکو رومیون پر مظفر و منصور کریگا اور جس صورت کہ تم لڑرہے ہو اسکو تو ایک عمر نوح چاہیئے" یہہ تجویز اعیان صحابہؓ و سرداران لشکر اسلام نے بہت پسند کی اور عبداللہ بن زبیرؓ کی رائے صائب پر سب نے صاد کیا۔

اگلے دن صبح کو ایسا ہی انتظام ہوا۔ لشکر اسلام مین سے بہادر و کارآزمودہ سپاہی

اپنے اپنے خیمونمین ٹھیرے اور اپنے اپنے گھوڑے سب ساز وسامان سے لیس اپنے قریب باندہ لیئے ایک گروہ رومیون سے لڑتا رہایہانتک کہ دوپہر ہوگئی۔ پہر بہی مسلمانون نے نہ چہوڑا شام تک برابر تلوار چلتی رہی۔ قریب شام فریقین تہک کر ایک دوسیسے علیحدہ ہوے اور اپنے اپنے پڑاؤ کیجانب چلے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر تو اسی موقع و وقت کے منتظر تہے اونہون نے دستہ فوج کو جو پہلے سے خیمہ مین ٹہیرادیا گیا تہا اس طرح آراستہ کیا کہ قلب فوج پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مامور ہوے۔ میمنہ زیر کمان عبداللہ بن عمرو بن العاص کیا۔ میسرہ کے نگران خود عبداللہ بن زبیر بنے اور مقدمہ پر عبداللہ بن عباسؓ کو سردار کیا اسی طرح یہہ لشکر اپنے ہمراہ لیکر رومیون پر ٹوٹ پڑے۔ رومی دن بہر کے لڑے تہکے۔ ماندے خستہ حال اور دلاوران لشکر اسلام تازہ دم وخوشحال نتیجہ یہہ ہوا کہ رومی بہاگے اور چاہا کہ خیمون کی پناہ مین جان عزیز بچالین مگر خیمون نے بہی ایسے گاڑہے وقت مین اونکی مدد نہ کی اور نہ پناہ دی مسلمان کب پیچہا چہوڑنیوالے تہے دلیرانہ اونکے خیمون مین دَراتے گہس گئے اور اونکو قتل کرنا یا قید کرنا شروع کردیا۔ جو سامنے آگیا تلوار کی گہاٹ اوتارا گیا۔ جو بہاگا لیک کر ایک کے دو کیے۔ جسکو ضعیف وناتوان جانا جان بخشی کی۔ زنجیر احسان سے قید کرلیا۔ غرضکہ یہ معرکہ کارزار سخت ہوا۔ رومی مسلمانو نکی تلوار کا لوہا مان گئے۔ ساری بہادری اور جرأت سپہ گری خاک مین مل گئی۔ تمام مشیخت ایک دم مین نکل گئی۔ عین معرکہ جنگ مین عبداللہ بن زبیرؓ نے جرجیر پر حملہ کیا۔ ایکہی ہاتہہ مین سر اوس خود سر کا دہڑ سے الگ ہوکر فرش خاک پر گیند کی طرح لڑہکتا نظر آیا۔

فرش گل پر جو نہ کل نازسے رکہتے تہے قدم	آج وہ خاک پہ سوتے ہین زمین کے نیچے

سردار کے قتل ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ قیدیون مین جرجیر کی لڑکی بہی گرفتار ہوکر

آئی چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جرجیر کو قتل کیا تھا لہذا حسب اعلان وہ لڑکی اونکو ملی اور مال کثیر بھی حسب وعدہ پایا۔

کامیابی کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے میدان جنگ سے آگے بڑھکر شہر سبیطلہ کا محاصرہ کیا اور تھوڑے ہی دنون کے محاصرہ مین شہر فتح ہوگیا۔ بیحد وشمار مال غنیمت غازیان اسلام کے ہاتھہ آیا۔ سوارونکو تین تین ہزار دینار اور پیادونکو ایک ایک ہزار دینار ملے۔ اس لڑائی کو حرب العبادلہ کہتے ہین۔ کیونکہ اس فوج کے حصونپر جو صاحب متعین تھے اون سب کا ایک ہی نام عبداللہ تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین۔

عساکر اسلامیہ بعد فتح سبیطلہ گرد ونواح کے ممالک مین متفرق ہوگئے اور فتح کرتے ہوے قفصہ کی سرحد تک پہونچ گئے۔ ایک لشکر نے قلعہ اجم کا رخ کیا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم تھا اور اہل افریقہ نے لڑائی کا سامان اسمین خوب جمع کیا تھا بہمہ بت آراستہ وپیراستہ تھا۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ طالب امان وصلح ہوے۔ دس لاکھہ پانچسو دینار پر مسلمانون نے صلح کرکے یہہ روپیہ جزیہ کا وصول کرلیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ فتح کی خبر لیکر مع خمس مدینہ کو واپس آئے۔ یہہ خمس مروان بن الحکم نے پانچ لاکھہ دینار دیکر خرید کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ افریقہ کا خمس عبداللہ بن سعد کو جو کہ جنرل فوج افریقہ تھے دیا گیا لیکن اوس روایت گذشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خمس مروان بن الحکم کو ملا۔ ان دونون مین بظاہر تخالف ہے۔ صحیح روایت اس باب مین یہہ ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کو خمس اوس لڑائی کا دیا گیا جو اول مرتبہ ۲۵ھ مین چڑہائی کی تھی اور بطور مصالحت افریقہ فتح ہوا تھا اور یہہ معرکہ دوبارہ ۲۶ھ مین ہوا ہے اسکا خمس مروان بن الحکم نے خرید کیا۔

اس بنا پر کوئی اختلاف باقی نرہا جرجیر کی لڑکی کی نسبت بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ کسی انصاری صحابی کو دی گئی۔ اونھون نے اوسکو اونٹ پر سوار کیا۔ اپنے گھر کو روانہ ہوے اور یہہ شعر رجز مین پڑھتے جاتے تھے۔

یا ابنۃ جرجیر تمشی عقبتک ؛ ان علیک بالحجاز ربتک ؛ لتحملن من قباء قربتک

اے جرجیر کی بیٹی۔ ابھی تم اپنے ملک کی گھاٹیون مین چل رہی ہو۔ ملک حجاز مین تمہارے مالک اور سردار ہین۔ اب تم اپنے قرابت اور ناتہ دارونسے علیحدہ کی جاتی ہو۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہی کو اس لڑکی کا ملنا صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جرجیر کو انھون نے ہی قتل کیا تھا۔ البتہ دونون روایتونکی صحت اس طرح پر ممکن ہے کہ اولاً عبداللہ بن زبیرؓ نے اوس لڑکی کو پاکر اپنی خوشی سے انصاری کو دیدیا مگر یہہ صرف احتمال ہے شائد کوئی روایت اس کی مؤید ہو۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بعد فتح ملک افریقیہ مین ایک برس تین مہینے تک مقیم رہے بعد ازان مصر واپس آے۔ اس معرکہ جنگ مین تین شخص مسلمانونکی طرف کے شہید ہوے منجملہ اونکے ابو ذویب ہذلی شاعر نے ملک افریقیہ مین انتقال کیا اور وہین دفن ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب خبر فتح افریقیہ لیکر مدینہ منورہ مین پہونچے اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے آپسے سب حال لڑائی کا اور مسلمانونکا فتح پانا بیان کیا خلیفہ برحق اونکی زبانی یہہ احوال سنکر بہت خوش ہوے اور فرمایا۔ میان صاحبزادہ۔ کیا تم یہہ حال ہمارا سب لوگونکے سامنے مجمع عام مین بیان کردوگے۔ حضرت ابن زبیرؓ بولے۔ مین آپکے حکم کی تعمیل کرونگا۔ لوگونکا خوف و رعب کب تک مانع ہوگا۔ یہ سنکر جناب عثمانؓ نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا۔ حمد و نعت کے بعد فرمایا۔ اے لوگو۔ اللہ جل شانہ نے اپنی کمال عنایت سے

ملک افریقیہ تمہارے ہاتھوں فتح کر دیا اور یہ عبداللہ بن زبیرؓ انشاء اللہ تعالٰے وہاں کا پورا حال تم لوگوں کے سامنے بیان کرینگے۔ جناب ابن زبیرؓ منبر کے ایک طرف بیٹھے تھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

الحمد للہ الذی الف بین قلوبنا وجعلنا متحابین بعد البغضۃ۔ الذی لا تُجحدُ نعماؤہ ولا یزول ملکہ۔ لہ الحمد کما حمد لنفسہ وکما ھو اھلہ۔ انتخب محمدا صلعم فاختارہ بعلمہ وأتمنہ علی وحیہ واختار لہ من الناس اعوانا قذف فی قلوبہم تصدیقہ ومحبتہ فامنوا بہ وعزروہ ووقروہ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ فاستشہد اللہ منہم من استشہد علی المنہاج الواضح والبیع الرابح۔ وبقی منہم من بقی لا تاخذہم فی اللہ لومۃ لائم۔ ایہا النّاس۔ رحمکم اللہ انا خرجنا للوجہ الذی علمتم۔ فکنا مع والٍ حافظٍ حَفِظَ وصیۃ امیر المؤمنین کان لیسیر بنا الابردین۔ ویخفض بنا فی الظہائر ویتخذ اللیل جملا یعجل الرحلۃ من المنزل الجدب۔ ویطیل اللبث فی المنزل الخصب۔ فلم نزل علی احسن حالۃ نعرفہا من ربنا حتی انتہینا الی افریقیۃ۔ فنزلنا منہا حیث یسمعون صہیل الخیل ورغاء الابل وتعقعۃ السلاح۔ فاقمنا ایاما نحم کراعنا ونصلح سلاحنا ثم دعوناہم الی الاسلام والدخول فیہ فابعدوا منہ۔ فسألنا ہم الجزیۃ عن صغار او الصلح۔ فکانت ھذہ ابعد۔ فاقمنا علیہم ثلاث عشرۃ لیلۃ نتأناھم وتختلف رسلنا الیہم فلما یئس منہم فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر فضل الجہاد وما لصاحبہ اذا صبر واحتسب۔ ثم نہضنا الی عدونا وقاتلناھم اشد القتال یومنا ذلک وصبر فیہ الفریقان

فکانت بیننا وبینہم قتلی کثیرۃ - واستشہد اللہ فیہم رجالا من المسلمین فبتنا وباتوا - وللمسلمین دوی بالقرآن کدوی النحل - وبات المشرکون فی خمورہم وملاعبہم - فلما اصبحنا اخذنا مصافنا الذی کنا علیہ بالامس فرجف بعضنا علی بعض فافرغ اللہ علینا صبرہ وانزل علینا نصرہ ففتحناہا من آخر النہار فاصبنا غنائم کثیرۃ وفیئا واسعا - بلغ فیہ الخمس خمس مائۃ الف فصعق علیہا مروان الحکم - فترکت المسلمون فلذت اعینہم واغناہم النفل - وانا رسولہم الی امیر المؤمنین بشیر وایاکم بما فتح اللہ من البلاد واذل اہل الشرک - فاحمدوا اللہ عباد اللہ علی آلائہ وما احل باعدائہ من بأسہ الذی لا یردہ عن القوم المجرمین - ترجمہ جمیع حمد وستائش اللہ جلشانہ کو سزاوار ہے جسنے ہمارے دلونمین الفت پیدا کردی اور ہمکو بغض وعدات کے بعد آپس مین ایک دوسرے کا دوست بنادیا - خدا کی نعمتین انکار کرنے کے قابل نہین - اوسکی ملکیت وحکومت ہمیشہ رہیگی - اوسیکو حمد وثنا ہے جیسی خود اوسنے اپنے واسطے کی اور جس حمد کا وہ مستحق ہے - خداوند تعالی نے جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو انتخاب کیا اور اپنے علم سے آپکو پسند فرمایا - اپنی وحی پر آپکو امانت دار جانا - لوگونمین سے آپکے واسطے مددگار پسند کیے - اونکے دلونمین آپکی تصدیق اور محبت ڈال دی وہ آپ پر ایمان لاے اور آپ کی عزت وتوقیر کی - اللہ کی راہ مین جہاد کیا - اللہ تعالی نے منجملہ مجاہدین کے بعضونکو شہادت نصیب فرمائی اور وہ راہ صاف اور بیع نفع مند کے ساتھہ درجہ شہادت پر فائز ہوے اور جو جہاد مین زندہ رہے خدا کے احکام ادا کرنے مین کسیکی ملامت اونکو نہین پہونچتی - اے لوگو خدا تمپر رحم فرماوے - ہم لوگ جماعت مجاہدین جس غرض سے کہ تم جانتے ہو اپنے گھرونسے

نکلے۔ اپنے سردار وصیت امیر المومنین کے یاد رکھنے والے کیساتھہ رہے۔ ہمارے سردار نے ہمارے ساتھہ صبح وشام ٹھنڈے وقت سفر کیا۔ دوپہر اور گرمی کے اوقات مین کسی منزل پر اوتر رہتے تھے۔ رات مین آرام کرتے تھے۔ جس منزل مین دانہ چارہ کی کمی ہوتی وہانسے جلد چل دیتے اور جو منزل سرسبز وشاداب ہوتی جانورونکے واسطے دانہ چارہ بکثرت ہوتا وہان زیادہ قیام کرتے۔ یہہ ہمارا سفر اچھی حالت مین طے ہوا یہانتک کہ ہم ملک افریقیہ مین داخل ہوے۔ وہان ہمنے اتنے فاصلہ پر پڑاو ڈالا کہ کفار ہمارے گھوڑونکا ہنہنانا۔ اونٹونکا بلبلانا۔ ہتھیارونکی کھٹ پٹ کی آواز سنتے تھے۔ ہم وہان اتنے دن ٹھیرے کہ ہمارے جانور تکان سفر سے آسودہ ہوگئے اور ہمنے اپنے آلات حرب کو درست کرلیا۔ پھر ہم نے کفار کو دعوت اسلام دی اور دین اسلام مین داخل ہونیکا پیام بھیجا مگر وہ لوگ قبول اسلام سے دور تھے۔ پھر ہمنے ذلت وخواری کا جزیہ یا صلح کا پیغام دیا۔ یہہ اونسے اور بھی دور تہا۔ پھر ہم تیرہ دن مقیم رہے اور یہہ اونکو مہلت تھی (تاکہ اپنے کام مین خوب غور کرلین) اس عرصہ مین بھی ہمارے قاصد اونکے پاس برابر جاتے رہے۔ جب ہر طرح ہمارے سردار کو اون لوگونکی طرف سے مایوسی ہوگئی تو ایک دن ہمارے سردار کھڑے ہوے اور خطبہ پڑھا۔ خدا کی حمد وثنا اور فضیلت جہاد بیان کی۔ لڑائی مین صبر کرنے والیکے ثواب کا ذکر کیا۔ پھر تمام لشکر دشمن کے مقابلہ کو اوٹھہ کھڑا ہوا۔ اونسے دن بھر خوب لڑائی رہی۔ دونون فریق لڑائی مین جمے رہے اور سختی پر صبر کیا۔ اس جنگ مین دونون طرف کے بہت سے سپاہی کام آے۔ مسلمانونکی ایک جماعت کو خدای بزرگ نے دولت شہادت سے سرفراز فرمایا۔ جب دن لڑائی مین گذر گیا رات کو دونون لشکر جنگ سے باز رہے۔ مسلمانونکے لشکر مین تمام شب تلاوت قرآن ہوتی رہی اور قرآن شریف پڑھنے کی نرم آواز مثل شہد کی مکھیونکی آواز کے

سنی جاتی تھی۔لشکر کفار نے شراب خواری اور لہو ولعب مین وہ تمام رات گذاری۔صبح ہوتے ہی ہم سب نے اوسی میدان جنگ مین جہان گذشتہ روز لڑے تھے صف بندی کی اور پھر ایک ساتھہ دشمن پر حملہ کر دیا۔آج معرکہ سخت ہوا۔خداوند تعالی نے ہم لوگونکو صبر عطا فرمایا اور اپنی مدد و نصرت ہمپر نازل کی۔شام ہوتے ہوتے ہمنے کفار پر فتح پائی۔مال غنیمت بیشمار اسقدر ہاتھہ آیا کہ خمس اوسکا پانچ لاکھہ کا تھا جسکو مروان نے خرید لیا۔مین نے مسلمانونکو نہایت خوشی اور فارغ البالی مین چھوڑا اور سب کی طرف سے قاصد ہوکر امیر المومنین اور آپ سبکو بشارت فتح سنانے چلا آیا۔مین اب سبکو اوس ملک کی فتح اور کفار کی ہار کی مبارکباد دیتا ہون۔جملہ حضرات خدا کے خالص بندے اپنے مالک حقیقی کا شکر اور اوسکی حمد و ثنا کرین جسنے اپنے بندونکو نعمت فتح و ملک و مال عطا کی اور اپنے دشمنونپر وہ سختی و بلا کہ مجرمونکے شایان ہے نازل فرمائی۔

ابن زبیرؓ یہہ بیان ختم کرکے خاموش ہوگئے۔اونکے والد حضرت زبیرؓ اپنے لائق فرزند ارجمند کی تقریر سے خوش ہوکر اوٹھے اور اونکی پیشانی چومی اور کہا۔ذریة بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم۔یعنی اولاد و ذریت ایک دوسرے سے ہوتے ہین اور بزرگونکا اثر چھوٹونمین ضرور ہوتا ہے اے بیٹے تم نے تو یہہ خطبہ ابوبکرؓ کی زبان ہی سے پڑھا (عقد الفرید)

بار دیگر نقض عہد اہل افریقیہ و فتح و اصلاح

قبل حکومت اسلامی کے اہل مصر و افریقیہ و اندلس وغیرہ جملہ ممالک ہرقل شاہ قسطنطنیہ کے باج گذار تھے جب عبداللہ بن ابی سرح نے افریقیہ کو فتح کیا اور خراج مقرر کرکے صلح کرلی اور بعد انتظام کے مصر کو واپس گئے ہرقل نے اپنا سردار فوج اہل افریقیہ کے پاس خراج مقررہ وصول

کرنے کو بہیجا اور اوسکو یہہ حکم دیا کہ جسقدر مال مسلمانونکو دیا ہے اوسیقدر تم بہی اہل افریقہ سے لینا
یہہ بطریق فرستادہ ہرقل مقام قرطاجنہ مین آکر مقیم ہوا اور اہل افریقہ کو بلا کر شاہی حکم سنایا
اونہون نے خراج دینے سے انکار کیا اور یہہ عذر پیش کیا کہ اس سے قبل جو کچہہ بادشاہ نے
مقرر کیا تہا ہم بلا عذر ادا کرتے رہے۔ اب اسوقت مسلمانونکا لشکر ہمپر آپڑا اور ہمکو تباہ و برباد
کیا مگر بادشاہ نے ہماری کچہہ مدد نہ کی ہمنے مجبور اہل اسلام سے صلح کرلی اور اونکی حمایت مین
آگئے۔ اب ہم بادشاہ کو کچہہ نہ دینگے لیکن بطریق نے اونکا یہ عذر نہ سنا اور جبراً خراج لینا چاہا
باہم لڑائی ہوئی۔ بطریق غالب آیا اور اہل افریقہ کو ہزیمت ہوئی۔

اہل افریقہ نے بعد قتل جرجیر ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنالیا تہا وہ اس جنگ سے بہاگ
کر شام مین امیر معاویہؓ کے پاس چلا گیا۔ یہہ وہ زمانہ تہا جب بعد شہادت جناب علی مرتضیٰؓ
لوگون نے حضرت معاویہؓ کی بیعت کرلی تہی۔

حضرت معاویہؓ نے کیفیت حال سنکر ایک لشکر بسرداری معاویہ بن حُدَیج سکونی افریقہ کے
جانب روانہ کیا۔ ابن حدیج لشکر لیکر اسکندریہ مین پہونچ گئے تہے کہ رومی بادشاہ نے انتقال
کیا اور اسکی شہرت عام ہوگئی۔ ابن حدیج بعد طے منازل افریقہ مین داخل ہوے اور بمقام
قمونیہ پڑاؤ ڈالا۔ بطریق جو زبردستی یہان کا حاکم بن بیٹہا تہا تیس ہزار فوج سے مقابلہ کو آیا۔
لشکر اسلام سے جنگ عظیم ہوئی۔ رومی لشکر ہزیمت خوردہ بہاگا اور قلعہ جلولا مین پناہ گزین
ہوا۔ لشکر اسلام نے چارونطرف سے قلعہ جلولا کا محاصرہ کرکے منجنیق نصب کرا کر اسقدر سنگباری
کی کہ ایک طرف کی فصیل گر پڑی۔ پہر کیا تہا۔ اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے
اور شمشیر بکف اندر گہس پڑے۔ خوب تلوار چلی۔ ہزارون مارے گئے۔ اطراف و جوانب کے
قلعہ جات کو متعدد لشکر بہیجکر فتح کرلیا۔ جب کل افریقہ نے اطاعت قبول کرلی تو ابن حدیج

یہان سے مصر مین واپس تشریف لے آے۔

جبکہ ۳۱ھ مین عبداللہ بن سعد افریقہ کو فتح کرکے مصر واپس آے تہے قسطنطین بن ہرقل چہہ سو کشتیان لیکر اسکندریہ پر چڑہ آیا تہا چنانچہ ایکطرف سے اسلامی فوجین براہ دریا عبداللہ بن سعد کے ہمراہ اور دوسری طرف سے حضرت معاویہؓ اپنا شامی لشکر لیکر مقابلہ پر آے رات جون تون فریقین نے امید وبیم مین کاٹی صبح ہوتے ہی عساکر اسلامی نے صف آرائی کی قسطنطین نے بہی اپنی فوج کو کشتیون سے خشکی پر اوتار کر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑہایا صبح سے ظہر کیوقت تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسطنطین زخمی ہوا۔ معدودے چند رومیون کے ہمراہ شکست کہا کر صقلیہ کے طرف چلا گیا اور اون لوگونکو اپنی ہزیمت سے آگاہ کیا اہل صقلیہ اسکی ہزیمت سے ناراض ہوے قسطنطین کو حمام مین قتل کرڈالا اور قصہ پاک ہوا یہ لڑائی آخر ۳۱ھ مین اور بعضو نکے نزدیک ۳۴ھ مین ہوئی تہی۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

یہ دونون واقعہ اگرچہ اس جگہہ بے موقع مذکور ہوے۔ خاص کر پہلا واقعہ افریقہ کی دوبارہ بغاوت اور اوسکی لڑائی کا ذکر بالکل بے محل ہے کیونکہ یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کلہے اور دوسرا واقعہ اگرچہ چنداں بے موقع نہین پہر بہی ۳۱ھ یا ۳۴ھ کا واقعہ ہے اور تہی غزوہ افریقہ واقعات ۲۶ھ مین لکہا ہے۔ اوسکی مناسبت سے تو یہہ دوسرا واقعہ نہین لیکن چونکہ ابن اثیر وابن خلدون نے یہ دونون واقعے فتح افریقہ کے بعد لکہے ہین اور ذکر افریقہ کے مناسب بہی ہین لہذا ہمنے بہی ان دونون نامور مورخونکی متابعت سے یہہ دونون واقعے یہان لکہدئے ہین۔

غزوہ اندلس

اسکے چارون طرف بحر محیط ہے۔ اس کے نامی شہر یہ تہے۔ اربونہ۔ ہیکل الزہرہ۔ قرطبہ۔ شاطبہ

طرطوشہ۔ مرسیہ اور طلیطلہ۔

جب مہم افریقہ سر ہو گئی اور جناب عثمان ذی النورین رضی اوسکی جانب سے فارغ البال ہوے تو اندلس کے جانب توجہ فرمائی۔ عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو لشکر دیکر براہ دریا اندلس کی طرف روانہ کیا۔ یہہ بھی اعلان کردیا کہ اول ولایت اندلس فتح ہوجاے اوسکے بعد قسطنطنیہ کا قصد ہوگا اور یہ فوج جرار اس ملک کے فتح کرنیکو روانہ ہو گی۔ چنانچہ لشکر اسلام جانب اندلس روانہ ہوا اس لشکر کے ساتھہ قوم بربر کے لوگ بھی تھے۔ مجاہدین اسلام نے اطراف اندلس پر قبضہ کرلیا اور بہت کچھہ کارنمایان کیے۔ فتوحات بیشمار نصیب اہل اسلام ہوئین۔ مسلمانونکی حکومت مین ایک بڑا حصہ ملک کا ولایت افریقہ کے برابر آگیا اور غازیان اسلام مظفر ومنصور واپس آے۔ اس سفر مین مسلمان قرب وجوار اندلس تک ہی پہونچے۔ خاص اندلس فتح نہ ہوا بلکہ خلافت ولید بن عبدالملک مین اندلس فتح ہوا ہے (فتوحات اسلامیہ)

بعد فتح افریقہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جوکہ افریقہ مین حاکم تھے افریقہ سے تبدیل کردئے گئے اور اپنی جگہہ پر مصر مین واپس آے۔ اونکی جگہہ عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس حاکم افریقہ مقرر ہوے۔ جسوقت مال غنیمت افریقہ مدینہ منورہ مین پہونچا اور جناب عثمان رض کے ملاحظہ سے گذرا عمرو بن العاص رض بھی اوسوقت موجود تھے۔ جناب عثمان رض نے عمرو بن العاص رض سے مخاطب ہوکر فرمایا "تمھارے بعد ان اونٹنیون نے دودہ دیا" عمرو بن العاص رض نے کہا ہان۔ دودہ تو دیا ہے۔ مگر اونکے بچے تو مر گئے" یعنے اس دودہ کو قیام نہین چندروزہ ہے اس سنہ مین جناب عثمان رض نے حج کیا آپ کے ساتھہ بہت سے لوگ حج مین تھے۔ عثمان بن ابی العاص نے دوبارہ اصطخر فتح کیا حضرت معاویہ رض بن ابی سفیان نے قنسرین پر چڑہائی کی

ابو زمعہ صحابی نے افریقیہ مین انتقال کیا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بعض روایات مین سنہ ۴۱ھ مین آپکی وفات ہے اور بعض سنہ ۴۵ھ بیان کرتے ہین۔

ابو ذویب ہذلی شاعر کی نسبت ایک روایت ہے کہ افریقیہ سے مصر آتے ہوے راہ مین انتقال کیا اور بعضے کہتے ہین کہ ملک روم مین وفات پائی اور ایک روایت سابق مین ہم لکھ چکے ہین جسمین افریقیہ مین وفات پانا مذکور ہے۔

علامہ ابن اثیر نے یہہ سب واقعات سنہ ۲۶ھ مین لکھے ہین سنہ ۲۷ھ کا کچھ ذکر نہین کیا اور نہ اوسمین کوئی واقعہ لکھا۔ البتہ صاحب فتوحات اسلامیہ نے سنہ ۲۷ھ مین غزوہ قنسرین لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعد قتال وجدال کے فتح کیا اور مال غنیمت مسلمانونکے ہاتھہ آیا۔ مگر قنسرین عہد خلافت فاروقی مین جنگ سے فتح ہو چکا ہے۔ شاید جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مین کچھہ لوگ باغی ہو گئے ہونگے جنکی سرکوبی کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی کی اور بعد انتظام کے واپس آئے

وقائع سنہ ۲۸

فتح قبرس

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ والی شام نے جسوقت اونپر سکرات موت طاری ہوئی اپنے ممالک مفوضہ پر حضرت عیاض بن غنم کو جو اونکے چچازاد اور خالہ زاد بھائی ہوتے تھے اپنا نائب مقرر کیا اور آپ راہی ملک بقا ہوے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ کیا تھا۔ بہرکیف بعد انتقال حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اونکی جگہہ والی ہوے اور انہون نے سعد بن حذیم جمحی کو اپنا نائب کیا جب عیاض بن غنم نے انتقال کیا تو جناب

امیرالمومنین عمر فاروق نے بجائے اونکے عمیر بن سعید انصاری کو حاکم کیا اور بعد وفات یزید بن
ابی سفیان بجائے اونکے حضرت معاویہؓ کو دمشق پر مامور فرمایا۔ حضرت معاویہ دمشق وار دن پر
حاکم رہے تا آنکہ جناب عمر فاروقؓ شہید ہو گئے اور یہ انتظام ایسا ہی رہا۔ عمیر بن سعید حمص و
قنسرین کے گورنر رہے پھر جب عمیرؓ نے زمانہ خلافت جناب عثمانؓ مین استعفا داخل کر کے
حکومت سے علیحدگی اختیار کی تو حمص و قنسرین حضرت معاویہؓ کے صوبہ مفوضہ مین شامل کر دئے
گئے بعد وفات عبدالرحمن بن ابی علقمہ فلسطین کو بھی جناب عثمانؓ نے معاویہ کی سپردگی مین
دیدیا۔ رفتہ رفتہ خلافت جناب عثمانؓ کے دوسرے برس تک معاویہؓ کل اضلاع شام کے
حاکم ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ نے عہد خلافت فاروقی مین چاہا تھا کہ بعض جزائر پر فوج کشی کرین
چنانچہ جناب عمر فاروقؓ کی خدمت مین لکھا تھا کہ قبرس مقام حمص سے اسقدر قریب ہے کہ
اہل حمص قبرس کے کتون کا بھونکنا اور مرغون کا بانگ دینا سنتے ہین۔ جناب عمر فاروقؓ نے
عمرو بن العاصؓ سے قبرس کی کیفیت اور راستونکی حالت دریافت فرمائی جسکے جواب مین عمرو
بن العاص نے لکھا تھا میں نے ایک بہت بڑی چیز دیکھی ہے یعنی کشتی جس پر چھوٹی
مخلوقات سوار ہوتی ہین۔ جہانتک تار نظر کام دیتا ہے آسمان اور پانی کے سوا اور کچھ نظر
نہین آیا۔ اگر پانی ٹھیرا رہے اور موجین نہ اوٹھین اوسوقت بھی دریا کے سفر کرنے والونکے
دل مارے خوف کے بیٹھے جاتے ہین اور اگر دریا طغیانی پر ہو تو عقلین گم ہو جاتی ہین سلامتی
کے ساتھ دریا سے جان بچا لیجانیکا یقین کم ہوتا ہے اور موت کا خوف غالب رہتا ہے اور
کشتی پر سوار ہونیوالے کی مثال ایسی ہے۔ گویا ایک چھوٹا سا کیڑا بڑی لکڑی پر ہو اور وہ
لکڑی کسی دریا مین پڑی ہو۔ اگر وہ لکڑی کسی طرف جھکتی ہے تو کیڑا ڈوبتا ہے اور اگر لکڑی
بہتے بہتے کنارہ پر پہونچ گئی تو کیڑے نے نجات پائی۔ جناب عمر فاروقؓ نے اس مضمون سے

مطلع ہوکر معاویہؓ کو لکہا کہ مجہکو قسم ہے اوس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی جسنے محمد صلعم کو نبی برحق کرکے مبعوث فرمایا۔ مین اس خونخوار و دشوار گذار راستہ سے کسی مسلمان کو جانیکی اجازت نہین دیتا اور مین نے سنا ہی کہ بحیرہ شام بلند زمین پر واقع ہے اور کثرت طغیانی اور امواج سے بحکم خدای عزوجل ہر روز اپنے کنارہ کی زمین غرق کرتا رہتا ہے۔ پہر مین کسطرح مسلمانون کی فوج کثیر التعداد کو ایک کافر کی مقابلہ پر بہیجون حالانکہ مین قسم خدا کی کہا کر کہتا ہون کہ ایک ادنی مسلمان میرے نزدیک جملہ اہل روم سے محبوب و عزیز ہے۔ آیندہ تم کبہی اس طرف کا رُخ بہی نہ کرنا اور نہ مجہسے اس باب مین اجازت طلب کرنا۔ جب حضرت معاویہؓ کو یہ حکم فاروقی پہونچا اپنے قصد و ارادہ سے باز رہے۔ بعد اسکے شاہ روم اور مسلمانون سے مراسم صلح پیدا ہوگئے اور اودہر حملہ کرنے کا موقع بہی نہ رہا جب حضرت فاروقؓ شہید ہوگئی اور جناب عثمان ذی النورینؓ تخت خلافت پر متمکن ہوی حضرت معاویہؓ نے پہر براہ دریا جہاد کرنیکی اجازت چاہی۔ جناب عثمانؓ نے اس شرط پر اجازت عطا فرمائی کہ جسکا جی چاہی بطیب خاطر اس جنگ مین شریک ہو جسکو ناپسند ہو نہ جاے اور اوسپر کسی طرح زور و جبر نہ کیا جاے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے ایک گروہ جانے پر خوشی سے راضی ہوا۔ ازانجملہ ابو ذر۔ ابوالدرداء۔ شداد بن اوس۔ عبادہ بن صامت اور اونکی بیوی ام حرام بنت ملحان شریک ہوے۔ عبداللہ بن قیس حلیف بنو فزارہ اس لشکر مجاہدین کے سردار مقرر ہوے اور یہ لوگ ملک شام سے اللہ کا نام لیکر قبرس کیطرف روانہ ہوے۔ مصر سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح قبرس مین آکر انسے مل گئی اسطرح سے مجاہدین کی جماعت کثیر ہوگئی۔ اہل قبرس لشکر اسلام اور اوسکی جمعیت اور بہادران و غازیان اسلام کی شجاعت دیکہکر ہراسان ہوے لڑنے سے لڑنا مصلحت وقت نہ جانا اور مصالحت کا پیغام دیا۔ سرداران اسلام نے صلح منظور کر لی

بشرائط ذیل۔(۱) سات ہزار دینار سالانہ خراج مسلمانونکو دیا کرینگے اور اسیقدر سالانہ شاہ روم کوبھی دیا کرینگے مسلمانونکو اس سے کچھ تعرض نہوگا۔(۲) مسلمان سوائے قبرس کے دیگر ممالک کا جو انکے حد مین نہین اگر قصد کرین تو اہل قبرس مزاحم نہون گے۔(۳) اہل قبرس مسلمانونکی طرف سے اونکے دشمن رومیونکی جاسوسی کرینگے۔اگر وہ ادہر کا قصد کرین تو مسلمانونکو اطلاع دینگے۔(۴) مسلمانونکو اپنے ملک سے ہوکر اونکے دشمنونکے ملک مین جانیکا راستہ دینگے۔ان شرطونپر صلح ہوگئی اور لشکر اہل اسلام مظفر ومنصور واپس آیا۔

ایک روایت مین ہے کہ اہل اسلام کو قبل اسکے کہ قبرس پہونچین اثناء راہ مین جب ان کی کشتیان دریا مین جارہی تہین چند کشتیان نظر پڑین جو حاکم جزیرہ قبرس کی طرف سے قسطنطین بن ہرقل شاہ روم کے واسطے تحف وہدایا لیجارہی تہین۔اہل اسلام اسکو فتح غیبی سمجہے سب کشتیان لوٹ لین اور وہ سارا مال ومتاع قیمتی وگرانبہا انکے قبضہ مین آیا (ازالۃ الخفاء)

یہ لڑائی ۲۶ھ؁ بروایت بعض مورخین ۲۹ھ؁ اور بروایت بعض دیگر ۳۳ھ؁ مین ہوئی۔ اس واقعہ مین مال کثیر وغنیمت بیشمار اہل اسلام کے ہاتہہ آئی۔بعد فتح جزیرہ قبرس لشکر اسلام نے جزیرہ ذودوس فتح کیا۔یہان سے بہی بہت کچھہ مال غنیمت اور قیدی غازیان اسلام کے ہاتہہ آئے۔یہان جسقدر مال بشیار ملا وہ قریب قریب مال غنیمت جزیرہ قبرس کے تہا۔سب کا خمس مدینہ منورہ مین جناب عثمانؓ کی خدمت مین روانہ کیا گیا۔

یہ سب سے پہلی بحری جنگ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین واقع ہوئی۔اس سے پہلے کبہی کوئی بحری لڑائی اہل اسلام نہین لڑے۔خداوند تعالیٰ کو منظور تہا کہ اس لڑائی کی اجازت جناب عثمانؓ بنفس نفیس خود دین۔حضرت معاویہؓ کا اجازت جنگ بحری طلب کرنا جناب فاروقؓ کا انکار وممانعت پہر جناب معاویہؓ کا جناب عثمانؓ سے اجازت مانگنا اور آپ کا

اجازت دینا اور پھر جنگ کا خاتمہ بخیر ہونا یہہ سب باتین منجملہ مرضیات آلہی ہین اور خاص یہہ جنگ حضرت عثمانؓ کا ہی حصہ تہا۔ لطف یہ ہے کہ باوجود راہ خطرناک کے کہ اہل اسلام نے کبھی سفر بحری نہین کیا تہا خداوند تعالیٰ نے وہ فتح نمایان اپنے دوستونکو نصیب فرمائی کہ جس سے دشمنونکے چھکے چھوٹ گئے۔ بڑے بڑے بہادر ونکے کلیجے ہل گئے۔ سب سے زیادہ لطف وکرم اوس خالق یکتا کا یہہ ہوا کہ ایسی جنگ اور ایسی راہ دشوار گذار مین اوسنے اپنے دوستونکی وہ حفاظت کی کہ کسی کی جان کا تو کیا ذکر نکسیر تک نہ پہوٹی۔ البتہ ام حرام نے جو اس سفر مین اپنے شوہر کے ہمراہ تہین انتقال فرمایا لیکن یہہ واقعہ بہی خشکی پر پہونچکر پیش آیا۔

اس واقعہ کو مورخین نے یون لکہا ہے کہ جب اہل اسلام بعد فتح جزیرہ قبرس واپس ہوے اور مسافت دریا طے ہو گئی تو لوگ اپنا اپنا سامان کشتیونسے اوتارنے اور اونٹون وغیرہ پر رکھنے لگے۔ عبادہ بن صامتؓ بہی سب کے ساتہہ اپنی بیوی ام حرام کو لیکر کشتی سے اوترے اور ان کو ایک گھوڑے پر سوار کیا۔ وہ گھوڑا انکو لیکر بہاگا۔ یہہ گر پڑین سخت چوٹ کہائی جسنے انکی گردن ٹوٹ گئی اور جان سے گذر گئین۔ آنحضرت صلعم نے انکی بابت پیشین گوئی کی تہی چنانچہ آپکا فرمانا پیش آیا (ابن خلدون)

بخاری شریف مین بروایت انس بن مالک مذکور ہے کہ مجھسے ام حرام نے یہہ حدیث بیان کی کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم دن کے وقت میرے گھر سوے۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوے تبسم فرمایا مین نے عرض کیا۔ اے رسولخدا۔ آپ کیون ہنستے ہین۔ فرمایا۔ میری امت مین کچہہ لوگ سفر بحری کرینگے اور کشتیونپر سوار ہونگے جیسے بادشاہ لوگ اپنے تختونپر اجلاس کرتے ہین (اسی طرح مجاہدین اسلام خوش وخورم بحری جنگ کو جاوینگے) مین نے عرض کیا اے رسول خدا۔ دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو بہی ادن لوگونمین کرے۔ آپنے فرمایا۔ تم بہی ونہین مین

ہو گی۔ یہ فرماکر حضور سرور عالم نے پہر استراحت فرمائی کچھہ دیر بعد ہنستے ہوے جاگے اور وہی کلام سابق آپنے فرمایا۔ ام حرام کہتی ہین مین نے عرض کیا کہ حضور میرے واسطے دعا فرمایئے۔ خدا مجھکو بہی اونہین لوگونمین کرے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے ام حرام تم تو پہلے گروہ مین ہوگی۔ راوی کا بیان ہی کہ ابعد اسکے حضرت عبادہ بن صامت رضؓ نے ام حرام سے نکاح کرلیا اور اپنے ہمراہ اسی دریائی سفر مین لیگیے۔ جہاد سے جب واپس ہوی اور کشتیان کنارہ پر لگین ام حرامؓ کو ایک سواری پر سوار کیا۔ وہ اوسپر سے گر پڑین اور گردن ٹوٹ گئی اور اسی صدمہ سے جان سے گیئن۔

امام بلاذریؒ نے لکہا ہی کہ ام حرامؓ نے اسی چوٹ کے صدمہ سے قبرس مین انتقال کیا انکی قبر قبرس مین ہے۔ یہ قبر عورت صالحہ کے نام سے مشہور ہے۔

جبیر بن نفیر جو منجملہ مجاہدین غزوہ قبرس ہین کہتے ہین کہ جب جزیرہ قبرس فتح ہوگیا اور مال غنیمت اور قیدی جو اطراف و جوانب قبرس سے آئے تہے سب یکجا کیے گیے تو مین نے ابو درداءؓ کی جانب نگاہ کی۔ اونکو روتی ہوی پایا مین نے کہا۔ آج خدائے کریم نے اپنے دین اسلام اور اپنے دوست مسلمانونکو عزت دی۔ یہ خوشی کا دن ہی اور مسلمانونکی واسطے گویا آج عید ہے۔ اوسکے دشمن گویا قیدی بنے ہوے سامنے موجود ہین۔ ایسے وقت مین تمہارے رونیکا موقع ہے؟ ابو درداءؓ نے میرے مونڈہے کو ٹہوک کر کہا۔ اے جبیر۔

چسان بخندہ کشایم دہن کہ ہمچون برق		لب شگفتہ بود مشرق زوال قمر

جو لوگ خدا کی نافرمانیان کرتی ہین اونسے ذلیل وخوار زیادہ خدا کی نزدیک کوئی نہین۔ دیکہو یہی قیدی کہ پہلے یہی لوگ آزاد تہے۔ انکی ہی حکومت تہی۔ ملک تہا۔ خزانہ تہا۔ اپنی ملک کے بادشاہ تہی مگر اب خدا کی نافرمانی کی بدولت اس گت کو پہنچ گیے کہ قیدی بنائے گیے

تمہارے سامنے بے بس وذلیل کھڑے بزبان حال پکار رہے ہین۔

زدست طالع ناساز خویش رسوائیم		سیاہ بختی ما ہمچو مشک بو دارد

جب قید (جزائے نافرمانی خدا) کسی قوم پر مسلط ہوجاتی ہے وہ قوم ذلیل وخوار ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک کوئی عزت اونکی نہین رہتی اور نہ خدا کو اونسے کسی طرح کی غرض اور نہ کوئی مطلب رہتا ہے۔ حضرت ابو درداؓ کا رونا فقط اس بات پر تہا کہ انسان اشرف المخلوقات ہوکر خدا کی نافرمانی کے جرم مین مبتلا ہوکر قیدی بنایا جاتا ہے اور مثل جانوران بے زبان کے بے بس اور لاچار ہوجاتا ہی۔ قیدیونکو دیکھکر انکے حال پر انکو ترس آیا اور یہ خیال کرکے کہ اگر یہ لوگ خدا کے احکام مانتے اور اسلام قبول کرلیتے تو پہر اس طرح قید نہوتے آپ رونے لگے۔

فتح قبرس کے بعد عبداللہ بن قیس بلاد سواحل مین مقیم رہے اور زمانہ قیام مین پچاس لڑائیان لڑے۔ ایک مسلمان بہی شہید نہوا۔ ایک روز اتفاقیہ دریا سے خشکی پر اوترکر بمقام مرقا سرزمین روم مین گئے۔ لوگون نے دفعتًہ اونپر حملہ کرکے شہید کرڈالا۔ ملاح بہاگ کر اسلامی لشکر مین آیا اور اس حادثہ کی اطلاع کی۔ سفیان بن عوف اونکے نائب فوج لیکر اہل مرقا پر حملہ آور ہوے ہزارون سے زیادہ اہل مرقا اس لڑائی مین کام آے اور ایک گروہ مسلمانونکا بہی شہید ہوا۔ (ابن خلدون)

علامہ ابن اثیر نے اس قصہ کی بابت یون لکھا ہے کہ بعد فتح قبرس عبداللہ بن قیس سواحل پر مامور رہے اور خشکی وتری مین پچاس لڑائیان ہر موسم مین لڑتے رہے۔ اونکی یہ دعا تہی کہ خداوندا میرے لشکر کو بچاے رہنا۔ چنانچہ خداوند عالم نے اونکی یہ دعا قبول فرمائی ایک مسلمان بہی کسی لڑائی مین شہید ہونا کیسا زخمی تک تو ہوا نہین اور نہ بحری جنگ مین کسی کی جان گئی یہہ اونکی دعا کی برکت تہی جب خداوند تعالی کو منظور ہوا کہ عبداللہ بن قیس کو صدمہ پہونچے اور اونکی زندگی کے دن پورے ہوگئے تو ایک روز اتفاقیہ کسی کام کو دریا سے باہر گئے اور بمقام

مرقا جو سرحد روم مین واقع ہے پہونچے۔ اونکے ہمراہ صرف ملاح تہا یا شاید ایک دو آدمی اور بہی ہونگے۔ مرقا مین محتاج فقیرون نے انکو گہیر لیا۔ انہون نے صدقہ وخیرات دینا شروع کیا۔ ایک عورت اونہین محتاج لوگونمین سے کسی مجمع مین پہونچی اور ظاہر کیا کہ عبداللہ بن قیس یہان آے ہین اور غریبونکو خیرات دے رہے ہین۔ چونکہ کفار اونکے جانی دشمن ہو رہے تہے۔ اونکو اپنے گہر مین پاکر بہت خوش ہوے چارون طرف سے دوڑ پڑے اور اونکو گہیر لیا۔ عبداللہ بن قیس تنہا مجمع کفار مین خوب لڑے اور داد شجاعت دی۔ بہتیر ونکو مارا۔ بالآخر جام شہادت نوشجان کیا اور اپنے خداے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے پاس جا پہونچے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملاح بیچارہ اکیلا رہگیا بہاگ کر مسلمانون کو خبر دی اور اس واقعہ الناک کی اطلاع کی۔ سفیان بن عوف نے لشکر لیکر اہل مرقا پر حملہ کیا خوب لڑائی ہوئی۔ سفیان نے عین جنگ مین اپنے ساتہیونکو ڈانٹا۔ دشمنون پر سخت حملہ کرنے کی رغبت دلائی اور غصہ مین آکر اپنے ہمراہیونکو گالیان دینے لگے۔ ایک عورت نے اونکی زبان سے گالیان سنکر کہا۔ عبداللہ لڑتے وقت کسیکو گالیان نہین دیتے تہے بلکہ اونکا اور کچہ مقولہ اوسوقت ہوتا تہا۔ سفیان نے پوچہا۔ کیا کہتے تہے۔ عورت نے جواب دیا۔ یہہ کہتی تہے۔ الغمرات ثم ینجلین۔ یعنے سختیان پیش آتی ہین مگر سب دفع ہوجاوینگی۔ بس لڑتے وقت یہ کلمات اونکی زبان پر ہوا کرتے تہے۔ سفیان بن عوف کو معلوم ہوا کہ یہی عورت باعث قتل عبداللہ بن قیس ہے فوراً اوسکو گرفتار کر لیا۔ اس معرکہ مین اہل مرقا بہت سے مارے گیے اور مسلمان بہی شہید ہوے۔ عبداللہ بن قیس کی دعا اونکی زندگی تک تہی۔ اونکے بعد ہی مسلمان شہید ہوے۔ جب مسلمانونکو اس معرکہ سے اطمینان ہوا اوس عورت سے جس نے لوگون سے عبداللہ بن قیس کا مرقا مین آنا ظاہر کیا تہا دریافت کیا گیا کہ تونے کس طرح عبداللہ کو پہچانا۔ اوسنے جواب دیا وہ اوسوقت بلباس تاجرانہ تہے جب مین نے اونسے سوال کیا انہون نے

مجھکو دیا اور اسقدر دیا جیسا کچھ بادشاہ دیتے ہین ہین نے اُنکی سخاوت اور عالی ہمتی سے پہچانا کہ یہ مسلمانونکے سردار ہین۔ اسی سنہ مین حبیب بن مسلمہ نے مقام سوریہ مضافات روم کو فتح کیا جناب عثمان ذی النورین رضؓ نے نائلہ بنت فرافصہ کے ساتھہ اپنا عقد کیا۔ نائلہ نصرانیہ تھین اسلام قبول کرکے شرف زوجیت جناب عثمان رضؓ حاصل کیا۔ جناب عثمان رضؓ نے بمقام زورار (مدینہ منورہ مین ایک محلہ یا بازار ہے) کچہ عمارت بنائی اور حج خانہ کعبہ ادا فرمایا۔

سنہ ۲۹ھ

معزولی ابوموسیٰ و امارت ابن عامر

جناب عثمان رضؓ کی خلافت کو تین برس گذر کر چوتھا سال شروع ہو گیا تھا کہ اہل ایذج (آمد) اور اکراد مین آتش بغاوت پھیل گئی۔ خلیفہ وقت کی اطاعت سے منحرف ہو گئے۔ ابوموسیٰ اشعری رضؓ والی بصرہ نے بحکم جناب عثمان رضؓ ان برگشتہ بخت اقوام کی اصلاح کا ارادہ کیا۔ لوگوں مین اپنے اس قصد کا اعلان کرکے فضائل جہاد بیان کئے اور پاپیادہ جہاد کی فضیلت ظاہر کی۔ بہت سے اہل اسلام اس جہاد پر آمادہ ہوئے۔ جنکے پاس سواریان تھین وہ تو اپنی اپنی سواریون پر تھے اور جو لوگ سواری پر قادر نہ تھے وہ پاپیادہ تیار ہوئے اور بعضون نے کہا۔ ابھی ہم منتظر ہین۔ دیکھین کیا انتظام ہوتا ہے اگر ابوموسیٰ اشعری اپنے قول پر عمل کرین اور ہمارے ہمراہ پاپیادہ ہون تو ہم بھی بلا عذر اونکے ساتھہ اور راہ خدا مین جان دینے کو مستعد ہین۔ جب لشکر اہل اسلام تیار ہوا ابوموسیٰ رضؓ نے سامان سفر اپنے محل سے نکالکر چالیس خچرون پر لادا اور خود بھی گھوڑے پر سوار ہوے حالانکہ اس سے قبل لوگون کو پاپیادہ جہاد کرنے پر آمادہ کیا تھا اور عساکر اسلامی نے اسکو بطیب خاطر منظور کر لیا تھا البتہ بعض کو تردد تھا۔ لیکن اسوقت لشکریون نے جب دیکھا کہ خچر سواری کو

موجود ہین تو آپ سے تعرض کیا اور گھوڑے کی باگ تھام کر کہا "ہمکو سواریان عنایت ہون یا آپ
بھی پیدل چلیے جیسا کہ ہم لوگونکو پیادہ جہاد کی رغبت دلائی ہے" ابوموسیٰ رضؓ نے اون لوگونکو
بطور چشم نمائی کے جھڑک دیا اور ایک دو کوکوڑے بھی جمادئے۔ لشکری ابوموسیٰ رضؓ سے الگ ہوگئے
اور ابوموسیٰ رضؓ روانہ ہوے۔ وہان سے وہ لوگ سیدھے جناب عثمان رضؓ کے پاس پہونچے اور آپ سے
ابوموسیٰ رضؓ کی شکایت کی۔ شکایت کرنیوالون اور مخالفین کے سردار غیلان بن خرشنہ تھے۔ دربار خلافت
مین باریاب ہوکر شکایت کرنیوالون نے جناب عثمان رضؓ کیخدمت مین عرض کیا "جس امر کی ہمکو خواہش
ہے آپ ہماری خواہش کے موافق کیون کرنے لگے مگر اب ہماری سب کی درخواست ہے آپ
ابوموسیٰ رضؓ کو بدل دیجیے" حضرت عثمان نے اون لوگون سے دریافت فرمایا کہ تم کسکو اپنا حاکم بنانا
چاہتے ہو۔ اہل بصرہ نے التماس کی غیلان بن خرشنہ حاکم کردئے جاوین۔ ابوموسیٰ تو تمام ملک
ہمارا کھا گئے۔ آپ اپنے لوگونکی پرورش کا خیال رکھتے ہین۔ ادنیٰ شخص کو ذی مرتبہ کردیتے ہین
جسکو فقیر ومفلس اور محتاج پایا سرداری دیکر مالدار و دولتمند کردیا۔ اے اہل قریش۔ یہہ بوڑھے
اشعری کب تک ہمارے ملک اور شہر کو لوٹتے رہینگے۔ جناب عثمان رضؓ ابوموسیٰ رضؓ کی شکایت اہل بصرہ
سے سنکر متنبہ ہوے اور بعد تحقیق حال ابوموسیٰ اشعری رضؓ کو حکومت بصرہ سے معزول کرکے
عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس کو جو آپکے ماموں زاد بھائی تھے بجای
اونکے حاکم بصرہ کردیا۔ ابوموسیٰ رضؓ کو جب اپنی معزولی اور عبداللہ بن عامر کی تقرری کی خبر پہونچی
اہل بصرہ سے کہا "تم لوگ مجھہ بوڑھے آدمی کی حکومت سے ناراض تھے۔ اب تمپر ایک لڑکا کمسن
حاکم ہوکر آتا ہے جو نسب مین تو بڑا شریف۔ صحیح الطرفین ہے مگر مزاج مین نکال بیٹھال زیادہ ہے
ہر کام پر جلد آمادہ ہوجانیوالا۔ مستعد وچالاک ہے وہ دو لشکرونکا مالک ہوگا" عبداللہ بن عامر
اسوقت پچیس برس کے تھے۔ انکو ابوموسیٰ حاکم بصرہ اور عثمان بن ابی العاص ثقفی والئی عمان رضؓ

بحرین دونوں کے لشکروں کی حکومت دیگئی۔ انتظاماً عبید اللہ بن معمر کو خراسان سے تبدیل کرکے مکران کا والی کیا گیا اور خراسان میں بجائے عبید اللہ بن معمر کے عمیر بن عثمان بن سعد متعین کئے گئے۔ سجستان پر عبداللہ عمیر لیثی ثعلبی حاکم ہوئے۔ انہوں نے سجستان میں خوب حکومت کی اور کابل تک اپنی حکومت پہونچادی۔ عمیر نے نہایت تیزی و سختی سے فرغانہ تک قبضہ کرلیا اور کسی شہر و قریہ کو بغیر اصلاح کے باقی نہ چھوڑا۔

مکران میں عبید اللہ بن معمر نے نہایت ہوشیاری سے حکومت کی۔ نہر تک اپنا قبضہ کرلیا عبدالرحمن بن عبیس کرمان کے سردار ہوئے اور ملک اہواز و فارس کے جانب ایک گروہ روانہ کیا۔ پھر سجستان سے عبداللہ بن عمیر موقوف کئے گئے اور عبداللہ بن عامر اونکی جگہہ بھیجے گئے یہہ ایک سال وہاں رہے پھر انکو بھی سجستان سے معزول کرکے عاصم بن عمرو کو والی سجستان کیا پھر کرمان سے عبدالرحمن بن عبیس کو معزول کرکے عدی بن سہیل بن عدی کو اونکی جگہہ مامور کیا عبید اللہ بن معمر مکران سے فارس بھیجے گئے اور اونکی جگہہ عمیر بن عثمان حاکم مکران ہوئے۔ بعد ازاں اوائل ۲۹ھ خلافت عثمانی میں امیر بن احمر لیشکری کو خراسان کا اور عبدالرحمن بن عبیس کو کرمان کا والی مقرر کیا اور آخر ۲۹ھ خلافت میں سجستان پر عمران بن فضیل کو اور کرمان پر عاصم بن عمرو کو مامور کیا (ابن خلدون)

یہہ بحالی و برطرفی عاملوں کی اگرچہ اس سنہ کے پیشتر ہوچکی ہے مگر بلحاظ سلسلہ اس موقع پر انکا ذکر مناسب تھا اور مابعد کے وقائع کو انسے ربط بھی ہے اسواسطے ہم نے اس بیان کو اپنی جگہہ سے کسیقدر ہٹا کر لکھا ہے

بغاوت اہل فارس

جب عبداللہ بن عامر بصرہ میں جاکر مقیم ہوئے۔ انکو خبر ملی کہ اہل اصطخر نے بغاوت پر کمر باندھی ہے

یہہ بغرض انتظام کچہہ فوج لیکر اصطخر پہونچے۔ ماہک بادشاہ اصطخر نے بغیر لڑے صلح کر لی۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر اپنے دارالامارت کو واپس گئے۔ لیکن اہل فارس کے دلونمین بغاوت نے پورا اثر کر لیا تہا عاملونکی تبدیلی کو اپنے حقمین مفید سمجہے۔ ذریعہ بہتری کا جاننکر باہم سازش کر کے پہر بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ کہلم کہلا مقابلہ پر نکل کہڑے ہوے اور لشکر آراستہ و مرتب کر کے اہل اسلام کا مقابلہ کیا۔ عبیداللہ بن معمر جو لڑکا اوس نواح کے حاکم تہے انکی سرکوبی کو اوٹہے۔ شہر اصطخر کے دروازہ پر جانبین مین صف آرائی ہوئی۔ اتفاق کی بات ہے کہ عبیداللہ بن معمر پہلے ہی معرکہ مین شہید ہوگئے اور انکا تمام لشکر بے سردار ہوکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔

عبداللہ بن عامر کو جب یہہ خبر بصرہ مین پہونچی تو باوجودیکہ آپ کمسن تہے مگر عقل و تمیز مین سرآوردہ اور مشہور تہے۔ اگر ایسے نہوتے تو جناب عثمانؓ ابوموسیٰ کی جگہہ انکو حاکم نہ کرتے۔ آپنے بہت جلد بصرہ و عمان و بحرین کے لشکر جمع کئے اور اصطخر پر اہل فارس کی سرکوبی کو بلای ناگہانی کی طرح بلکہ قضاے مبرم بنکر پہونچے۔ انکے مقدمۃ الجیش پر عثمان بن العاص میمنہ پر ابوبرزہ اسلمی میسرہ پر معقل بن یسار اور سوارونکے رسالہ پر عمران بن حصین تہے۔ یہہ سب سردار صحابی ہین یہہ لشکر غازیان و مجاہدان اسلام کا مرتب ہوکر دشمنان خدا کو اونکی سرکشی و نافرمانی کا مزا چکہانیکو چلا ہر ایک دلاور نشہ شجاعت سے چور بادہ محبت اسلام سے مخمور تہا سب اسلام کے عاشق و دلدادہ۔ ہر ایک خدا کی راہ مین کافرونکی جان لینے اور اپنی جان دینے پر آمادہ۔ نہ کسیکو موت کا خوف تہا نہ اپنی جان کا اندیشہ وہ اپنی جانین حافظ حقیقی اور مالک تحقیقی کے ہاتہہ بیچ چکے تہے اور اوسکے عوض مین اونکے دیدے رویت باری اور لقاے الٰہی کے ندیدی تہے۔

مقامت دیدہ جاست دل جہان خلوت ہمین محفل		بدل بحیبیدہ ام چون اشک گر از دیدہ بارفتم

شوق شہادت ہر ایک کے رگ و پے مین سمایا ہوا تہا۔ اسقدر عجلت تہی کہ دوڑ دوڑ کر موت کو

ڈہونڈہتے تہے۔ وفور اشتیاق سے تلوارونکو گلے لگا لیتے تہے۔ سبکو اعلاء کلمۃ اللہ منظور تہا اسلام کے سچے ہواخواہ تہے دہن بندہی تہی تو اسکی۔ دین محمدی کی اشاعت مین زن وفرزند۔ جان ومال کو ہیچ سمجہتے تہے۔ اگر خیال تہا تو بس یہی۔

چہ امکانست وہم غیر گنجد در خیال من	توئی منظور اگر چشمم توئی مسموع اگر گوشم

الغرض یہہ لشکر اسلام بہہ ہیبت آراستہ و پیراستہ اصطخر مین داخل ہوا۔ شہر مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ ہر طرف یہی شور وغل تہا "مسلمان آگئے۔ مسلمان آگئے" ایرانی جو بہادر اور دل چلے تہے سنبہلے اور جو بزدل ونامرد تہے آگا پیچہا کرنے لگے۔ بہرحال طرفین سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک نہیت بڑی خونریز وخوفناک لڑائی ہوئی۔ ہزارون ایرانی مارے گئے۔ فوجین کی فوجین صاف ہوگئین۔ دل کے دل کائی کی طرح پہٹ گئے میدان نبرد گاہ ایک تختہ لالہ زار بنا ہوا تہا۔ ہزارون سر کٹے پڑے تہے۔ سیکڑون لاشے پڑے سسکتے دم توڑتے نظر آتے تہے۔ بس ایک خون کا دریا جاری تہا جسمین سر حباب آسا تیرتے پہرتے تہے۔ بالآخر باقی ماندہ ایرانی اپنی جان لیکر بہاگ گئے اور اصطخر پر مسلمانونکا پورا قبضہ اور کامل اقتدار ہوگیا۔ اہل شہر امان طلب ہوے۔ سبکو امان دی گئی۔ جو لوگ شہر چہوڑکر بہاگ گئے تہے از سر نو آکر آباد ہوے۔

جب اصطخر پر ہر طرح کا تسلط ہوگیا تو لشکر اسلام نے دارالجبرد کا رُخ کیا۔ یہان والے بہی شامت اعمال سے اپنے عہد وپیمان سے برگشتہ ہوگئے تہے۔ بہادران اسلام نے قرار واقعی انکی بہی گوشمالی کی۔ یہہ شہر بہی بہت آسانی سے فتح ہوگیا۔ بعد کامیابی لشکر اسلام نے شہر جور (اردشیر) کا قصد کیا۔

یہان کا حال یہہ تہا کہ ہرم بن حیان جور کا محاصرہ کئے ہوے تہے اور اس محاصرہ کو ایک مدت گذر چکی تہی لیکن فتح نہوتا تہا۔ اس مدت مین اکثر ایسا ہی ہوتا رہا کہ کچہہ لوگ

محاصرہ پر رہے اور کچھ حصہ لشکر کا اصطخر کے اطراف مین بغاوت دور کرنیکو چلا گیا اور بعد رفع فساد واطفار آتش بغاوت جور کو لوٹ آیا۔

امیر لشکر ہرم بن حیان دن بھر روزہ رکھے دشمنون سے لڑتے اور شام کو افطار کرکے تمام رات نماز مین مصروف رہتے تھے۔ ایک ہفتہ تک روزہ پر روزہ رکھکر لڑتے رہے۔ بعد ہفتہ کے جب ضعف زیادہ ہو گیا تو خادم سے کہا۔ "تجھکو کیا ہو گیا ہے کہ مین صرف پانی سے افطار کرکے روزہ پر روزہ رکھتا ہون اور تو مجھکو کھانا نہین دیتا"۔ خادم نے دست بستہ عرض کیا "میرے امیر مین برابر آپکے کہنے کے مطابق کھانا رکھہ جاتا ہون۔ کبھی مین نے ناغہ نہین کیا"۔ ہرم بن حیان کو یہہ سنکر سخت تعجب ہوا۔ اگلے روز خادم کھانا رکھکر علیحدہ چھپ کر جا بیٹھا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک کتا شہر کیطرف سے آیا اور کھانا اوٹھا کر شہر کیطرف لیچلا۔ خادم پیچھے ہولیا۔ رفتہ رفتہ کتا تو ایک بدررو سے اندر گھس گیا اور خادم نے لوٹ کر ہرم بن حیان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا عساکر اسلامی تو راستہ ڈھونڈھتے ہی تھے اس بدررو کو امداد غیبی سمجھکر عین جنگ کے وقت اسی راہ سے شہر مین گھس پڑے اور چشم زدن مین بزور تیغ تمام شہر فتح کر لیا۔ سارے شہر پر لشکر اسلام کا قبضہ ہو گیا۔

عبداللہ بن عامر جور مین قبل فتح پہونچ گئے تھے۔ لیکن اودھر اہل اصطخر مین پھر بغاوت پھوٹ نکلی اس لئے مجبور ہو کر پھر اصطخر واپس گئے اور مدت دراز تک محاصرہ کئے رہے سخت لڑائیان ہوتی رہین۔ قلعہ والون پر سنگباری کی گئی۔ آخر کار بزور شمشیر دوبارہ اصطخر فتح ہوا۔ اس مرتبہ بھی بہت سے ایرانی کام آئے۔ بعد فتح کے خاندانی امرای شہر اور نامی گرامی سواران فارس کو قتل کر ڈالا کیونکہ انہین لوگون نے اصطخر کو بوجہ استحکام وسنگینی قلعہ کے اپنا ملجا وماوا قرار دیا تھا۔ ادہر اودھر سے بھاگ بھاگ کر یہین پناہ گزین ہوتے تھے۔ ان ہی لوگو نکی

ذات سے باقی اہل شہر بھی بار بار بغاوت کر بیٹھتے تھے۔ غرضکہ ایرانیونکو اس درجہ پامال کیا کہ اسکے بعد انکو ذلت کے سوا عزت نہ حاصل ہوئی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ ہنوز عبداللہ بن عامر جور تک نہین پہونچے تھے کہ بعد صلح وپیمان اہل اصطخر فوراً اپنے عہد سے پھر گئے۔ عبداللہ بن عامر یہہ خبر پاتے ہی واپس آے اور انکا قلع وقمع کرکے پھر جور کی جانب گئے۔ جناب امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس فتح نمایان کی بشارت لکھی۔ دار الخلافت مدینہ سے حکم صادر ہوا کہ بلاد فارس پر ہرم بن حیّان لیشکری۔ ہرم بن حیان عبسی۔ خرّیت بن راشد اور اونکے بھائی منجاب بن راشد اور ترجمان ہجیمی کو مامور کرو اور اضلاع خراسان مین احنف بن قیس مرو پر۔ اور حبیب بن قرّہ یربوعی۔ بلخ پر۔ خالد بن عبداللہ بن زُہیر ہرات پر۔ اُمیر بن احمد لیشکری۔ طوس پر۔ قیسؔ بن ہُبیرہ سُلمی۔ نیشاپور پر مقرر ومتعین کیے جاوین۔ پھر بعد چندے کل خراسان کے حاکم قیس بن ہبیرہ کیے گئے۔ سجستان کی حکومت اُمیر بن احمد لیشکری کو عطا ہوئی اور بعد قیس کے عبد الرحمٰن بن سمرہ (جو ابن عامر بن کریز کے رشتہ دار تھے) والی خراسان ہوے چنانچہ تا زمان شہادت جناب عثمان رضؓ حضرت عبد الرحمٰن والی خراسان رہے۔

کرمان مین عمران۔ فارس مین عمیر بن عثمان بن سعود۔ مکران مین ابن کریز قشیری۔ حاکم تھے اور بعد شہادت امیر المومنین جناب عثمانؓ قیس بن ہبیرہ پر انکے چچا عبداللہ بن حازم نے خروج کیا۔ یہہ قصہ آیندہ بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

عہد خلافت عثمانؓ مین قیس بن ہبیرہ نے عبداللہ بن حازم اپنے چچا کو ابن عامر کے پاس کسی کام کو قاصد بنا کر بھیجا۔ ابن عامر عبداللہ بن حازم کی عزت کرتے تھے اور بحرمت تمام پیش آتے تھے۔ عبداللہ بن حازم نے ابن عامر سے کہا۔ حکومت خراسان میرے نام لکھدو اس شرط پر

کہ اگر قیس بن ہبیرہ خراسان سے چلے جاوین تو مین وہان کا والی ہون۔ ابن عامر نے اونکی
خواہش کے بموجب ایک پروانہ اسی مضمونکا لکھہ کر اونکے حوالہ کیا۔ وہ یہہ پروانہ لیکر خراسان مین
واپس آے اور پروانہ اپنے پاس پوشیدہ رکھا۔

زیادت و تعمیر مسجد نبوی

ماہ ربیع الاول سنہ ۲۹ھ مین جناب عثمانؓ نے مسجد نبوی کے اطراف و حدود مین زیادتی کی۔ از سر نو
عمارت سنگین و پختہ تعمیر فرمائی۔ منقش و پتھر کی دیوارین چونے کا گارا دیکر بنائین۔ چونا بطن
نخل سے منگوایا گیا تھا۔ ستون منقش پتھر کے لگاے۔ چھت مین ساج کی کڑیان ڈالین اور
اوسپر پختہ گچ کردی گئی۔ طول مسجد کا ایک سو ساٹھہ گز اور عرض ایکسو پچاس گز کردیا۔ چھہ
دروازے جیسا کہ عہد فاروقی مین تھے قائم رکھے۔

ہم سابق مین لکھہ چکے ہین کہ مسجد نبوی آنحضرت صلعم کے زمانہ مبارک مین کچی بنی تھی
کھجور کے تنے کے ستون تھے اور کھجور ہی کی تانو سے چھت پاٹ دی گئی تھی۔ عہد خلافت
صدیقی مین بھی مسجد اسی طرح رہی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت مین کچی اینٹونکی
دیوار اور لکڑی کے ستون لگاے اور جناب عثمانؓ نے عمارت خام کھدوا کر از سر نو پختہ تعمیر
کی اور طول و عرض بھی بڑھا دیا۔ مسجد کی تعمیر مین جو کچھہ صرف ہوا حضرت عثمانؓ نے خاص اپنے
ہی روپیہ سے خرچ کیا جیسا کہ احادیث فضائل مین ہم اوپر لکھہ چکے ہین اور یہی قرین قیاس بھی ہے
کیونکہ عہد خلافت فاروقی مین جناب عثمانؓ نے درباب تعمیر مسجد نبوی جناب فاروقؓ کو
مشورہ دیا تھا جسکے جواب مین جناب فاروقؓ نے فرمایا تھا۔ بیت المال مسلمانونکی ضروریات
رفع کرنیکے لیے ہے مسجد مین خرچ کرنیکو نہین۔ جسکو نمازیونکی تکلیف کا خیال ہو اپنے پاس سے لگاوے

جناب عثمان اوسوقت خاموش رہے اور جب آپکا زمانہ آیا آپنے خاطر خواہ مسجد تعمیر کی اور گذشتہ واقعات پر غور کرتے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اپنے ہی روپیہ سے مسجد بنوائی بیت المال مین سے کچھ نہین لیا۔

اداے رکعت چہارگانہ بمقام مزدلفہ ومنا

اس سال جناب عثمانؓ حج کو تشریف لیگئے۔ آپکا خیمہ بمقام منا نصب ہوا جبتک آپ وہان مقیم رہے پوری نماز پڑہی اور عرفات مین بہی نماز پوری ادا فرمائی۔ سفر مین قصر کرنا جیسا کہ حکم ہے نہین کیا۔ سب سے اول جناب عثمانؓ پر لوگون نے جو اعتراض کیا وہ اسی نماز کی بابت تہا۔ اسمین اکابر صحابہ بہی شریک تہے اور آپکے فعل پر سب نے جرح وقدح کی چنانچہ حضرت علی مرتضیٰؓ آپکے پاس آے اور فرمانے لگے۔

جناب علیؓ۔ آپنے یہہ نئی بات کی۔ آپ سے پہلے کسی زمانہ مین ایسا نہین ہوا آنحضرت صلعم نے ان مقامون مین دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ آپکے بعد جناب ابوبکر صدیق قصر کرتے رہے جناب عمر فاروق رضؓ نے بہی دو رکعتین پڑہین کسی نے پوری نماز ادا نہین کی۔ آپ بہی اس سے پہلے چند بار حج کو آے ہین اور ہمیشہ دو ہی رکعت ادا کرتے رہے ہین۔ اب کیا وجہ ہے کہ سنت قدیم جناب رسول کریم وحضرات شیخین ترک کی گئی۔

جناب عثمانؓ۔ مین نے اپنی ہی راے سے مناسب وقت سمجھکر یہہ فعل کیا۔

جب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو یہہ قصہ معلوم ہوا وہ بہی آپکے پاس دوڑے آے اور کہا

عبدالرحمن۔ کیا آپ نے حضور فخر دو عالم اور جناب ابوبکر صدیقؓ اور جناب فاروقؓ کیساتھ

ان مقامات مین (ظہر۔ عصر۔ عشا) دو رکعتین نہین پڑہین بلکہ خود اس سے پیشتر جو حج کیے اونمین بہی دو رکعتین نہین ادا کین؟۔

عثمان رضؓ جو کچہہ تم کہتے ہو درست وصحیح ہے۔ درحقیقت یہان دوہی رکعت پڑہنا چاہئے اور مین بہی ہمیشہ دوہی رکعت پڑہتا رہا ہون۔ اس مرتبہ جو چار پڑہین اسکی وجہہ یہہ ہے۔ مجہکو خبر ملی ہے کہ بعض اہل یمن اور دیہاتی بدوہی لوگ کہتے ہین کہ مقیم کیواسطے بہی دوہی رکعتین ہین اور اوقات اوگوات کی دلیل وحجت میرا فعل ہے جیسا مجہکو دیکہا ویساہی کرنے لگے اور میرا فعل اپنے دعوی اور قول کی دلیل مین پیش کرتے ہین۔ لہذا مین نے اون لوگونکے دکہلانے کو اس مرتبہ پوری نماز ادا کی اور مین مکہ معظمہ مین آکر مقیم کے حکم مین ہوجاتا ہون کیونکہ مکہ مین میرے اہل ہین۔ طائف مین زمین وجائداد وغیرہ ہے۔ مین نماز پوری پڑہنے کی دلیل بہی رکہتا ہون اور مجہکو عذر قوی ہے پہر اگر مین نے چار رکعتین پڑہین توکونسا قصور کیا اور کیا خلاف سنت وطریق محمدی و اتباع حضرات شیخین ہوا۔ پہر مجہپر طعن وتشنیع آپ لوگ کیون کرتے ہین۔

عبدالرحمن۔ یہہ وجہہ اور عذر آپکا قوی وقابل استدلال نہین کیونکہ مکہ معظمہ آپکا وطن نہین رہا۔ گہربار۔ بیوی۔ لڑکے بالے۔ سب مدینہ مین ہین۔ جب آپ چاہین اور جہان لیجانا چاہین آپکے ہمراہ مدینہ چہوڑکر ساتہہ ہوجاوین جہان آپ قیام کرین اور بود وباش اختیار فرماوین وہین اہل وعیال بہی آپکے ساتہہ رہین۔ کیونکہ وہ لوگ آپکے تابع ہین۔ طائف کی بابت جو آپنے کہا اوسکا جواب یہہ ہے کہ طائف یہان سے تین منزل ہے۔ بالفرض اگر طائف کو

آپ وطن قرار دین تاہم طائف سے نکلتے ہی مسافر ہو گئے۔ اب کیسی پوری نماز ادا کر سکتے ہین۔ باقی رہا یہہ کہ لوگون کے دکھلانے کو نماز قصر نہین کی۔ یہہ کوئی عذر مقبول نہین۔ جناب رسول خداؐ نے یہان دو رکعتین پڑہین حالانکہ اسلام مین بہت کم لوگ داخل ہوے تھے اور وحی نازل ہوا کرتی تھی اسلام کے احکام تمام وکمال نازل نہین ہو چکے تھے۔ بعد جناب رسول خداؐ کے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان مقامات مین نماز قصر کی مگر انمین سے کسی صاحب کو یہ خیال نہ گذرا اور اب کہ اسلام بحمد اللہ سبحانہ ہر طرح قوی اور زبردست ہو گیا اور دین ایک حد پر ٹہیر گیا۔ تبدل و تغیر احکام کا شبہہ ہی نہین رہا۔ ہر شخص دینی مسائل سے واقف۔ ہر ایک نماز روزے کے احکام سے ہوشیار ہو گیا تو کیا ایک آپ ہی کا فعل سند ہو سکتا ہے اور راہ مین اور دیہاتی بدوی آپکو دو رکعت پڑہتے دیکھکر مقیم کے واسطے بہی دو ہی رکعت نماز کے قائل ہو جاوینگے۔

عثمانؓ۔ میری راے مین تو ایسا ہی مناسب نظر آیا جیسا کہ مین نے کیا ہے

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ جناب عثمانؓ سے یہہ جواب سنکر اونکے پاس سے چلے آے اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے ملاقات ہوئی انہون نے کہا۔

عبد اللہ۔ اے ابو محمد۔ جو بات تم جانتے تھے اب بدل گئی۔

عبد الرحمن۔ اب ہمکو کیا کرنا چاہیئے۔

عبد اللہ۔ جو تمہاری راے مین آے اور جو مناسب جانو کرو مگر خلاف برا ہے اور اسکا نتیجہ بد ہے۔ مین نے تو اپنے ساتہیون کے ساتہہ چار رکعتین پڑہی ہین۔

عبدالرحمن۔ بخلاف اسکے مین نے مع اپنے ہمراہیون کے دو ہی رکعت پڑہین اب آیندہ سے چار رکعتین پڑہا کرونگا۔

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ یہہ واقعہ ۳۱ھ کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۰ھ

عزل ولید وولایت سعید

جناب امیر المومنین عثمان رضہ نے اپنے زمانہ خلافت کے دوسرے سال مین ولید بن عقبہ کو بنو تغلب اور جزیرہ کی سرداری سے تبدیل کر کے کوفہ کی گورنری دی تہی۔ ولید پانچ برس تک کوفہ مین رہے۔ اہل کوفہ انسے خوش تھے حکومت وانصاف انکا ایسا تہا کہ کسی ادنیٰ یا اعلیٰ شخص کو کبھی انکی شکایت کا موقع نہ ملا۔

ابوزبید تغلبی کا کچھہ روپیہ اوسکے اعزہ واقربا پر قرض آتا تہا ولید نے اوسکا حق دلوا دیا تہا۔ ابوزبید پہلے نصرانی تہا پہر ولید کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور انسے اسقدر ربط وضبط بڑہایا کہ اپنے تمام اعزہ واقارب بنو تغلب سے قطع تعلق کر کے ولید کے ساتہہ کوفہ چلا آیا اور انہین کے ساتہہ رہا کرتا تہا۔ لیکن ابوزبید نے باوجود مسلمان ہوجانیکے شراب ترک نہ کی تہی۔ اب بہی شراب کا عادی تہا۔ بعض عوام الناس اسکی صحبت کی وجہہ سے ولید کی نسبت بہی شراب خواری کا الزام لگانے لگے۔ اسی اثنا مین بنی ازد کے چند نوجوانون نے ابن حیسمان خزاعی کے گہر رات کے وقت نقب لگائی چوری کی غرض سے گہر کے اندر گہس پڑے اور لوٹ مار شروع کردی۔ ابن حیسمان جاگ پڑے۔ تلوار لیکر چورون پر لپکے اور غل وشور مچایا ابوشریح خزاعی پڑوس مین رہتے تہے (دراصل مدینہ کے باشندے تہے جہاد کی غرض سے

کوفہ آئے ہوئے تھے۔ غل وشور سنکر اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گئے۔ جھانک کر دیکھا تو وہان تلوار چل رہی تھی۔ انھون نے ہرچند منع کیا اور انکو اس حرکت سے باز رکھنا چاہا مگر وہ لوگ نہ مانے اور ابن حیسمان کو قتل کردیا۔ اس ہنگامہ مین اردگرد کے لوگ بھی جاگ پڑے تھے جنھون نے چارون طرف سے مکان کو گھیر کر قاتلونکو گرفتار کرلیا۔ اون لوگونمین اشخاص مندرجہ ذیل تھے۔ زہیر بن جندب ازدی۔ مورع ابی مورع اسدی شبیل بن ابی ازدی۔ انکے ماسوا اور بھی تھے۔

مقدمہ ولید بن عقبہ کی روبکاری مین پیش ہوا۔ ابو شریح اور انکے بیٹے نے موقع کی شہادت دی۔ ولید نے بعد ثبوت قتل جناب عثمانؓ کی خدمت مین اس مقدمہ کی اطلاع کی۔ وہان سے حکم ہوا کہ قصاص مین قاتل مارا جاوے۔ باتباع اوسکے ولید نے دارالامارت کے دروازہ پر سزائے قتل دی۔ اس واقعہ سے مقتولین کے خویش واقربا ولید سے عداوت رکھنے لگے۔ وہ لوگ بھی ان لوگونمین شریک ہوگئے جو ولید کو شراب خواری مین متہم کرتے اور انسے پرخاش رکھتے تھے۔

ایک روز ابو زینب اور ابو مورع وجندب مخالفین ولید کے پاس ایک شخص نے آکر خبر دی کہ ولید اور ابو زبید شاعر اسوقت دونون خلوت مین بیٹھے شراب اوڑا رہے ہین۔ چونکہ یہہ لوگ ہروقت اسی تاک مین رہتے تھے اور ولید کی عیب جوئی کیا کرتے تھے چل کھڑے ہوئے اور چند اشخاص اہل کوفہ مین سے اپنے ہمراہ لیے جب ولید کے مکان پر پہونچے وہان کوئی علامات شرابخواری کے نہ پائے۔ مخالفین شرمندہ ہوکر واپس آئے۔ ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرنے لگا۔ اہل کوفہ نے مخالفین ولید کو بہت کچھ بھلا برا کہا اس وقت تک ولید نے جناب عثمان کو لوگونکے خیالات کی اطلاع نہ کی تھی۔

ایک دن ولید کے مخالفین مجتمع ہوکر عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس گئے حضرت عبد اللہ بن مسعود آجکل کوفہ مین حاکم صیغہ مال تھے اور لوگونکو قرآن سکھاتے اور کار افتا بھی کرتے تھے - اونسے بھی اس واقعہ کو کہا - ابن مسعود نے کہا "ہم اوس شخص کی تجسس نہین کرتے جو ہم سے چھپاکر کوئی کام کرے" - ولید مخالفین کو ابن مسعود کے اس جواب پر بہت غصہ آیا ابن مسعودؓ بھی اونکے اس بیجا غصہ سے برہم ہوے - اسی زمانہ مین ولید بن عقبہ نے ایک ساحر کو ابن مسعود کے پاس بھیجا اور اوسکی بابت فتویٰ طلب کیا - ساحر نے ابن مسعود کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کیا - ابن مسعود نے قتل کا فتویٰ دیا - ولید نے ہنوز حد شرعی جاری نہ کی تھی کہ چند لوگ مخالفین ولید سے آگئے اور اونہون نے ساحر کو قتل کر ڈالا - ولید نے انکو گرفتار کرا کے قید کر دیا پھر بعد چندے چھوڑ دیا (ابن خلدون و ابن اثیر)

تاریخ مسعودی مین ساحر کا قصہ اس طرح لکھا ہے کہ ولید بن عقبہ سے کسی نے بیان کیا کہ زرارہ نام یہودی نواح بابل کا رہنے والا فنون سحر و شعبدہ بازی مین طاق شہرۂ آفاق ہے اور عجیب و غریب تماشے دکھلاتا ہے - ولید نے ساحر کو بلایا - اوس نے مسجد کوفہ مین تماشا کرنا شروع کیا - بہت سے تماشائیونکا ہجوم ہوگیا - ساحر نے تماشہ رات کے وقت کیا اور یہ دکھلایا کہ ایک بڑا ہاتھی گھوڑے پر سوار صحن مسجد مین چل رہا ہے - پھر وہ یہودی ایک اونٹنی بن گیا اور پہاڑ پر چڑھتا نظر آیا - پھر لوگون نے دیکھا کہ ایک گدہا اوس یہودی کے منہ مین گھس گیا اور اوسکی دبر سے نکلا - بعدہ اوس یہودی نے ایک شخص کا سر دھڑ سے الگ کر دیا اور بعد ازان تلوار اوسپر پھیری وہ آدمی زندہ ہوکر اوٹھ کھڑا ہوا -

اس تماشے مین بہت سے اہل کوفہ موجود تھے جن مین جندب بن کعب ازدی بھی تھے - خانۂ خدا مین اس قسم کا لہو و لعب و مزخرفات اور شعبدہ بازی سحر دیکھکر اعوذ باللہ من الشیطان

الرجیم پڑہتے تہے۔ انکو خوب معلوم ہوگیا کہ یہہ سارا کہیل جادو کا ہے۔ تلوار کہینچکر یہودی کے سر پر وار کیا۔ ایک ہی ہاتہہ مین سر اوڑا دیا اور کہا۔ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہہ تماشا دن مین ہوا تہا۔ جندب اوس تماشہ سے نکلکر بازار مین پہونچے۔ ایک صیقل گر سے تلوار لیکر مسجد مین آے اور یہودی کو جہنم واصل کرکے کہنے لگے۔ اگر تو سچا ہے تو خود زندہ ہوجا۔ ولید کو اونکی یہہ حرکت ناگوار گذری۔ بعوض قصاص یہودی انکو قید کرنا چاہا مگر جندب کے رشتہ دار متعرض ہوے آخر انکو حوالات مین کردیا گیا قصد یہہ تہا کہ دہوکا دیکر مرواڈالینگے خیر جندب حوالات مین رہے۔ پہرہ والے نے دیکہا کہ یہہ شخص شام سے صبح تک عبادت الٰہی مین بسر کرتا ہے۔ انکو دیندار جانکر کہا۔ تم اپنی جان بچالیجاو۔ جندب نے جواب دیا کہ تم میرے عوض مارے جاؤگے۔ پہرہ والے نے کہا۔ خدا کی رضامندی اور اوسکے دوست کے بچانے مین اگر میری جان کام آوے تو کچہہ مضائقہ نہین۔

بصد امید عزم کوئے تو دارند مشتاقان	خداوندا بہ امیدے رسان امیدواران را

جندب رات کو حوالات سے نکل گئے۔ دوسرے دن صبح کے وقت ولید نے جندب کو طلب کیا اور انکے قتل پر مصمم ارادہ کرلیا۔ جب جندب نہ ملے پہرہ والے سے دریافت کیا۔ اوسنے کہا۔ رات کو بہاگ گئے۔ ولید نے اوس بیچارہ کی گردن ماری اور بازار مین لٹکوا دیا۔ ولید کی اس حرکت سے مخالفین کے دلونمین اور بہی آتش بغض وعناد برافروختہ ہوئی۔ ولید نے بہی ان لوگونکی شکایت حضرت عثمان رض کو لکہی۔

اس عرصہ مین ایک گروہ مخالفین ولید مدینہ منورہ مین پہونچا اور جناب عثمان رض سے انکے ظلم وتعدی کی شکایت کرکے انکی معزولی کی درخواست کی۔ جناب عثمان رض نے اونکی شکایت پر

اصلا خیال نہ فرمایا آخر بلا سماعت یہہ لوگ ناکام کوفہ واپس گئے۔

اب مخالفین کی ایک جماعت جنمین جندب اور اونکے احباب بہی تہے ایک جگہہ جمع ہوکر ولید کے بارہ مین صلاح کرنے لگی۔ آخر ایک بات پر اتفاق کرکے اس کام کی اسطرح ابتدا کی کہ ابوزینب ابومورع وغیرہ مع دیگر اشخاص کے ولید کے گہر گئے۔ دیر تک ادہر اودہر کی باتین کرتے رہے۔ اتنی دیر تک یہہ لوگ بیٹھے کہ ولید بن عقبہ کو نیند معلوم ہوئی اور وہ سُو رہے اب ابوزینب نے ولید کی مہر لے لی اور وہان سے چل دئے جب ولید جاگے مہر نہ پائی۔ محل کی عورتونسے دریافت کیا۔ ایک عورتنے بیان کیا کہ اور سب گ تو آپکے پاس سے چلے گئے تہے صرف دو شخص جنکی صورت وشکل اس اس ہیئت کی ہے بیٹھے رہگئے تہے جبکہ آپ سو گئے تہے۔ ولید نے حلیہ وشباہت سے گمان کیا کہ وہ دو شخص ابوزینب اورابومورع ہین۔ ایک شخص کو اونکی تلاش مین بہیجا مگر اونمین سے ایک بہی نہ ملا۔ ولید کو اونکی جانب یقین کامل ہوگیا کہ یہی دونون مہر چرا لیگئے ہین۔

اودہر ابوزینب اورابومورع مع دیگر اشخاص کے دوبارہ مدینہ جناب عثمان کیخدمت مین حاضر ہوے اور دونون نے بیان کیا کہ ولید نے شراب پی ہے۔ (شائد مہر ہی پیش کی ہو اور ظاہر کیا ہو کہ نشہ کی حالت مین اونکی اونگلی سے اوتاری گئی مگر اونکو خبر تک نہ ہوئی) جناب عثمان رضؓ نے جب دیکہا کہ ولید کی شکایت بڑہتی جاتی ہے آپنے ولید کو کوفہ سے طلب فرمایا جب ولید حاضر ہوے انکا مقدمہ جناب عثمان رضؓ کے اجلاس مین پیش ہوا۔ مدعی اورابوزینب اورابومورع گواہ حاضر عدالت ہوے۔ اولاً ولید سے سوال کیا گیا بعدہ گواہونکی باری آئی۔ **عثمان رضؓ**۔ (گواہون سے) تم دونون اس امر کی شہادت دیتے ہو کہ ولید نے شراب پی۔ اور کیا تم نے بچشم خود شراب پیتے دیکہا ہے یا کسی سے سنا ہے۔

گواہ - ہمنے انکو شراب پیتے اپنی آنکھوں سے نہین دیکھا۔

عثمان رضؓ - پھر تمکو کیسے معلوم ہوا کہ ولید نے شراب پی۔

گواہ - ہمارے روبرو ولید نے قے کی اوسمین شراب گری اور انکی ڈاڑھی تر ہوگئی ہمنے انکی ڈاڑھی سے شراب پونچھی - بقولے۔

چارۂ مردم غماز چہ سازد واقف ۔۔۔ سخت رسوا شدم از چشم ترخود چہ کنم

القصہ ولید کی نسبت شراب پینا ثابت ہوا اور وہ اپنی صفائی اور بریّت کا ثبوت نہ دے سکے لہذا انکی نسبت حد قایم کیے جانیکا حکم صادر ہوا جناب عثمانؓ نے سعید بن العاصؓ کو دُرّہ لگانیکا حکم دیا حضرت علیؓ بھی اوسوقت تشریف رکھتے تھے آپنے حکم دیا کہ چادر ولید پر سے اوتار کر دُرّے لگاؤ۔ بعضی کہتے ہین کہ جناب علیؓ نے اپنے صاحبزادہ حضرت امام حسنؓ کو دُرّے لگانیکا حکم دیا تہا لیکن جب اونہون نے انکار کیا اور کہا۔ ول حارھا من تولی قارھا ۔ یعنے خلافت کے نقصان وضرر کا اوسیکو مالک کیجیے جو اوسکے نفع اور فائدہ کا والی ہے ۔ تو عبد اللہ بن جعفرؓ نے دُرّے لگاے جب چالیس دُرّے پر پہونچے تو جناب علیؓ نے کہا ۔ بس اب دُرّہ نہ لگاؤ ۔ آنحضرت صلعم اور ابو بکرؓ نے چالیس چالیس دُرّے مارنیکا حکم دیا تہا اور جناب عمرؓ نے اسّی دُرّے شرابخوار کو مارے تھے اور یہ سب سنت ہے لیکن وہ بہی زیادہ محبوب ہے ۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

بعضے اس قصہ کو اسطرح لکھتے ہین کہ ولید بن عقبہ اپنے ہم صحبت احباب کے ساتھہ روزانہ شراب پیا کرتے تھے اور یہ جلسہ شام سے صبح تک رہتا تہا ۔ رقص و سرود کی مجلس گرم رہتی اور صداے نوشا نوش بلند ہوتی تھی ۔ مطرب اپنے نغمات دلچسپ سے سامعین کے دلوں کو مسرت وفرحت بے اندازہ پہونچاتا تہا ۔ یہ بزم عشرت ہر شبکو آراستہ ہوتی تھی ۔ ایک شب حسب معمول شراب وکباب و رقص و سرود مین کاٹی جب موذن نے فجر کی اذان دی جلسہ برخاست ہوا ۔ ولید بن عقبہ

نماز کو مسجد مین گئے۔ صرف کرتہ پہنے تہے اور لباس شب خوابی بدن پر تہا۔ خود امامت کی لوگونکو نماز پڑہائی۔ تمام رات کے جاگے ہوے اوپر نشہ شراب کا طرہ۔ دو کی جگہ چار پڑہائین اور بعد ختم نماز کے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ اور بہی پڑہاؤن۔ ایک روایت ہے کہ ولید نے بجاے تسبیح کے سجدہ مین کہا۔ اشرب واسقنی۔ یعنی تم خود پیو اور مجہے بہی پلاؤ۔ سجدہ بہی معمول سے زیادہ لنبا چوڑا کیا۔ اپنی دانست مین گویا جلسہ شراب مین تہے اور ساقی کو ارشاد فرماتے تہے کہ خود تم بہی پیو اور مجہے بہی پلاؤ۔ معقول،

کرتا ہون ایک نماز مین دو دو عبادتین		وہ بت چہپا ہے دل مین خدا ہے زبان پر

نمازی جو صف اول مین تہے اونہون نے یہہ تسبیح سنکر نماز توڑ دی۔ کسی نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ خدا تمکو خیر و نیکی نصیب نہ کرے۔ خدا کی قسم مجہکو سخت تعجب ہے۔ اون لوگون سے جنہون نے تمکو ہمپر والی و حاکم بنا کر بہیجا۔ اسکے کہنے والے عتّاب بن غیلان ثقفی ہین۔

بعد اس واقعہ کے ولید ایک دن خطبہ جمعہ پڑہنے منبر پر کہڑے ہوے۔ لوگون نے مسجد کے سنگریزونکی بارش انپر شروع کردی۔ ولید مسجد چہوڑ کر بہاگے اور اپنے محل مین گہس رہے۔

تابط شرا جو ایک شاعر گذرا ہے اوسکے اشعار ولید کے ورد زبان تہے۔

ولست بعیداً عن مُدامٍ وقینةٍ		ولا بصفا صلد عن الخیر معزل
ولکنني اُرَوِّي من الخمر هامتي		وامشي الملا بالساحب المتسلسل

مطلب انکا یہ ہے کہ مین شراب خواری اور راگ سننے سے باز نہ رہونگا اور شراب صافی مین مشغول ہو کر دیگر امور خیر سے کشکش نہونگا۔ ولیکن مین اپنے سر اور دماغ کو شراب سے خوب سیراب کرونگا اور مسلسل بادہ نوشی مین صبح سے شام کردونگا۔

گشتہ ام معتکف بہ میخانہ		جان بہ پاے خم شراب دہم

ولید کے بارہ مین حطیئہ شاعر نے یہہ شعر کہے ہین۔

شہد الحطیئة یوم یلقی ربہ	ان الولید احق بالعذر
نادی وقد تمت صلاتہم	أ أزیدکم ثملا وما یدری
لیزیدہم اخری ولو قبلوا	لقرنت بین الشفع والوتر
حبسوا عنانک فی الصلوٰۃ ولو	خلوا عنانک لم تزل تجری

حطیئہ جب اپنے پروردگار سے ملیگا ضرور گواہی دیگا کہ ولید کا عذر قابل پذیرائی ہے۔ جب نماز پوری پڑھ چکا نشہ کی حالت مین پکار کر کہا۔ (حالانکہ شراب نے اوسکے ہوش و حواس معطل کردئے تھے اور اوسکو کچھہ خبر نہ تہی کہ وہ کیا کر رہا ہے) کیا اور بہی زیادہ نماز ادا کرون اگر مقتدی قبول کرتے تو وہ چار سے بہی زیادہ پڑہتا اور طاق وجفت باہم ملا دیتا۔ ولیکن اے ولید لوگون نے نماز مین تیری باگ روک دی اور اگر تیری باگ چھوڑ دیتے تو یقین ہے کہ تو نماز پڑہتا رہتا اور کبھی ختم نہوتی۔

پہلے شعر کا دوسرا مصرع "ولید کا عذر قابل پذیرائی ہے" مذاقیہ کلام ہے جیسے استفہام انکاری ہوتا ہے اور مطلب یہہ ہے کہ یہہ عذر قابل سماعت نہین کیونکہ شراب کے نشہ مین جب سدہ بدہ باقی نہین رہی تو ایسی حالت مین جو کچھہ کر گذرے بعید نہین حاصل شعر اول یہہ ہوا کہ مین خدا کے روبرو عرض کرونگا کہ ولید قابل سزا ہے۔ اسکا عذر ہرگز نہ سنا جاوے ولید تو خطبہ چھوڑ کر محل چلے گئے یہان نماز یون مین اسکا چرچا پہیلا۔ جو اہل کوفہ ولید کی شرابخواری سے ناواقف تھے وہ بہی آگاہ ہوگئے۔ ابو زینب بن عوف ازدی اور ابو جندب بن زہیر ازدی حاضرین مین تھے اور اشخاص کو لیکر ولید کے محل مین داخل ہوے۔ ولید نشہ شراب مین مست ولا یعقل اپنے تخت پر پڑے تھے۔ لوگون نے انکو جگایا مگر وہ ایسے بدمست

نہ تھے کہ جگانے سے جاگ پڑتے۔ پھر ولید نے اوس حالت نشہ و بیہوشی مین قے کر دی۔
اوس مین شراب گری۔ لوگون نے مہر ولید کی اونگلی سے اوتار لی اور فوراً محل سے نکلکر جانب
مدینہ روانہ ہوے۔ وہان پہونچکر جناب عثمان رض کی خدمت مین حاضر ہوے اور دونون نے
گواہی دی کہ ولید نے شراب پی جناب عثمان رض نے سوال کیا۔ تمکو کس طرح معلوم ہوا کہ ولید نے
شراب پی اور شراب کس چیز کا نام ہے۔ گواہون نے التماس کی۔ وہی شراب جسکو ہملوگ
زمانہ جاہلیت مین پیتے تھے۔ پھر ان لوگون سے مہر ولید کی نکالکر جناب عثمان رض کو دکھلائی
اور سارا قصہ بیان کیا جناب عثمان رض نے ان لوگونکے اس بیان کی کچھ وقعت نہ کی اور اوسوقت
اونکے اس دعوے کی تردید کی اور فرمایا۔ تم ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ جناب عثمان کو انکے
بیان پر پورا یقین نہوا ہوگا یا یہہ کہ اسوقت تنہائی مین یہہ لوگ آپسے ملے اور شکایت کی۔
آپنے مصلحتاً اسوقت انکو ٹال دیا اور غرض آپکی یہ تھی کہ بعد ثبوت اسکا تدارک کیا جاوے۔
یا یہہ بات ہے کہ آپنے اس مقدمہ کو دیگر اصحاب کبار کی رائے سے فیصل کرنا چاہا۔ ابو زینب
اور ابو جندب جب جناب عثمان رض کے پاس سے ناکام پھرے حضرت علی رض کی خدمت مین پہونچے
اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ جناب عثمان رض کے پاس آے اور فرمایا۔ آپنے
گواہون کو ٹال دیا اور حدود شرعی باطل کین حضرت عثمان رض نے جواب دیا۔ پھر آپکی کیا
رائے ہے شیر خدا نے کہا۔ میری راے تو یہہ ہے کہ آپ ولید بن عقبہ کو طلب کیجئے۔ یہ لوگ
اونکے سامنے اگر گواہی دین اور ولید اپنی بریت کی دلیل پیش کرسکین تو معاملہ ہی کیا ہو۔ جناب
عثمان رض نے ولید کو کوفہ سے طلب فرمایا۔ جب وہ آگئے مقدمہ پیش ہوا۔ مدعی۔ مدعا علیہ گواہ
حاضر عدالت ہوے۔ گواہون نے ولید کے منہ پر صاف صاف بیان کر دیا۔ جب ولید اپنے
اوپر سے یہہ الزام دفع نہ کرسکے اور نہ اپنی صفائی مین عذر معقول پیش کیا تو حضرت عثمان رض نے

دُرّہ اوٹھا کر جناب علیؓ کو دیا اور فرمایا۔ ولید کو دُرّے لگاؤ۔ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادہ حسنؓ سے فرمایا اے میرے بیٹے۔ تم کھڑے ہو جاؤ اور حد خداوندی قائم کرو۔ جناب حسنؓ نے جواب مین عرض کیا اسیقدر ذلت انکو کافی ہے۔ جب شیر خدا نے دیکھا کہ بخیال قرابت خلیفہ وقت حد قائم کرنے سے انکار کرتے ہین تو خود درہ لیکر کھڑے ہوے جب ولید کے قریب پہونچے اونہون نے آپکو بُرا کہنا شروع کیا۔ عقیل بن ابیطالب اوس مجمع مین موجود تھے بولے۔ اے ابن ابی معیط۔ تو یہ کلام کرتا ہے۔ تجھکو اپنی حقیقت بھی معلوم ہے کہ تو کون ہے۔ تو ایک عجمی صفوریہ کا رہنے والا تیری یہ طاقت کہ علیؓ کی شان مین الفاظ بے ادبانہ اپنی زبان سے نکالے (صفوریہ ایک موضع ہے ملک طبریہ اور نواح اردن مین عکا اور لجون کے درمیان۔ ولید کا باپ اوس گانون کا رہنے والا قوم یہود سے تھا) جناب علیؓ درہ مار رہے تھے مگر ولید زد سے ہٹ جاتے تھے مار نہین کھاتے تھے۔ بالآخر حضرت علیؓ نے ولید کو پکڑ کر زمین پر پچھاڑا اور دُرّے لگائے۔ جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ آپکو یہ زیبا نہ تھا کہ اس طرح انکو دُرّے لگاتے۔ حضرت اسد اللہ الغالب نے جواب دیا۔ اس سے بھی زیادہ ذلت دیجاویگی اگر آیندہ فسق و فجور مین مبتلا ہوے اور خداوند تعالیٰ کے حقوق نہ ادا کئے۔ (مسعودی)

المختصر اس واقعہ کے بعد جناب امیر المومنین عثمانؓ نے ولید کو گورنری کوفہ سے معزول فرمایا۔ بجاے اونکے سعید بن العاصؓ گورنر کوفہ مقرر کئے گئے۔ انکا نسب یہ ہے سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس اموی۔ انہون نے جناب عمر فاروقؓ کی گود مین پرورش پائی اور بروایت ابن خلدون جناب عثمانؓ نے انکی پرورش کی ابتداے سن شعور سے نہایت نیک نامی کے ساتھ شہرت حاصل کی عقل و تمیز مین ممتاز تھے۔ بڑے بڑے کامونکو انجام دیا اس سے اور بھی انکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہو گئی۔ (حقائق الکلام)

بعد فتح شام کے سعیدؓ حضرت معاویہؓ کے پاس شام مین رہے۔ ایک روز جناب عمر فاروق نے اہل قریش کو یاد فرمایا۔ انکا بھی نام آیا معلوم ہوا کہ شام مین ہین۔ آپنے انکو بُلا لیا جب یہ آپکی خدمت مین حاضر ہوے حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مجھکو دریافت ہوا ہے کہ تم مرد صالح اور جفاکش ہو محنتون اور مصیبتونکو جھیلے ہوے۔ تمکو چاہیئے کہ اسی طرح نیک کامون مین ترقی کرتے رہو۔ خداوند تعالی اخیر وصلاح تمہارے نصیب فرمائیگا۔ پھر دریافت فرمایا کہ تمہاری شادی ہوگئی اور کوئی بیوی ہے یا نہین۔ سعید نے جواب دیا نہین۔ اسی اثنا مین سفیان بن عوف کی بیوی چند جوان لڑکیان جو انکی بیٹیان تھین جناب عمرؓ کے پاس لائین اور کہا۔ "ہمارے مرد مر گئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مرد مر جاتے ہین عورتین ضائع و برباد ہوتی ہین۔ آپ ان لڑکیونکو انکے کفو مین بیاہ دین" جناب عمرؓ نے ایک عورت سے سعید کا نکاح کردیا اور ایک عبدالرحمنؓ بن عوف کو بیاہ دی۔ بعد اسکے مسعود بن نعیم نہشلی کی لڑکیان مدینہ مین آئین اور جناب عمرؓ سے عرض کیا "ہمارے مرد مر گئے اور ہمارے پاس چھوٹے چھوٹے لڑکے رہگئے ہین آپ ہمارا عقد ہمارے کفو مین کردین" آپنے ایک کا نکاح سعید سے اور ایک کا جبیر بن مطعم سے کردیا۔ سعید کے چچا اسلام مین معززین اشخاص سے ہین۔ سعید بھی جناب عمرؓ کے عہد مین ایک نامی اہل قریش سمجھے گئے بعد عقد کے یہہ ایک زمانہ تک مدینہ مین رہے۔ ۳۰ھ مین جناب امیرالمومنین عثمانؓ نے انکو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ سعید پروانہ گورنری لیکر مدینہ سے جانب کوفہ روانہ ہوے۔ انکے ہمراہ اُشتر ابوخشہ غفاری۔ جندب بن عبداللہ۔ ابن صعب بن جثامہ۔ جو کہ ولید کے مقدمہ مین مدینہ منورہ گئے ہوے تھے کوفہ واپس آے یہہ لوگ پہلے ولید کی اعانت کو گئے تھے لیکن بعد مین اونکے مخالف ہوگئے۔ سعید بن العاص جب کوفہ مین داخل ہوے اور اہل کوفہ کو انکی حکومت کا حال معلوم ہوا کسی شاعر نے یہہ شعر کہے۔

فررت من الولید الی سعید	کاهل الحجر اذجزعوا فبار وا
بلیتنا من قریش کل عام	امیر محدث او مستشار
لنا نار نخوفها فنخشی	ولیس لهم فلا یخشون نار

مین ولید کے ظلم و بد فراج وفسق سے بہاگا اور زیر سایہ حکومت سعید پناہ لی جیسا کہ اہل حجر جب گہبراتے ہین جنگل میدان مین نکل جاتے ہین۔ ہمپر ہر سال قریش کی جانب سے ایک سردار نیا ہوکر آتا ہے۔ ہم لوگون کے حق مین (یہہ قریش کی حکومت) ایک آگ ہے جس سے ہم ڈرا کرتے ہین اور قریش کو تو کسی آگ کا دغدغہ وخطر نہین وہ کیون ڈرین۔ (ابن اثیر)

جب سعید کوفہ مین داخل ہوے اور خطبہ کا قصد کیا حکم دیا کہ اول ممبر دہویا جاوے کیونکہ ولید ناپاک ونجس تہا یہہ اوسکی نشستگاہ ہی اسکو پاک کرو۔ (مسعودی) لوگون نے ممبر کو دہو دیا سعید نے ممبر پر چڑہکر اولاً خدا کی حمد بیان کی پہر کہا "خدا کی قسم مین اپنی خوشی سے یہان کی حکومت پہ نہین آیا بلکہ جبراً بہیجا گیا ہون اور مجہکو مجبوراً آنا پڑا ہے۔ ہوشیار رہو۔ زمانہ فتنہ وفساد کا آگیا۔ فتنہ اپنی دونون آنکہون سے تمہاری طرف ٹکٹکی باندہے تک رہا ہے خدا کی قسم مین فتنہ کے منہ کو لگام دونگا اور اوسکو جڑ سے اوکہاڑ ڈالونگا۔ یا مین خود تہک جاؤن اور رہ جاؤن تو مجبوری ہی اور مین اپنی جان کو آتش فتنہ فرو کرنے مین لڑا دونگا" یہہ کہکر ممبر سے اوتر آے۔ کچہہ مدت تک اہل کوفہ کی حالت اور وضع وچال ڈہال پر خوب غور کرتے رہے بعد تحقیق وتفتیش احوال جناب عثمانؓ کو یہہ عرضی لکہی "اہل کوفہ کی حالت سراسر ناقابل اطمینان ہے۔ انکا کارخانہ بالکل درہم برہم ہو رہا ہے۔ اشراف گردی ہی رذیلونکا دور دورہ ہے۔ سابقین اسلام شریف قوم مغلوب ہین نئی ترقی والے۔ اہل رواد ف د توابع کا اس ملک مین تسلط ہے۔ معزرین سابقین اسلام پر اگر کوئی حادثہ گذرے کوئی اونکی

خبر نہین لیتا۔ بیچارے کس مپرسی کیحالت مین رہتے ہین"

جب سے کوفہ مین اسلام داخل ہوا اکثر صحابہ کرام نے بود و باش وہانکی اختیار کی۔ خاص شہر کے رہنے والے ان لوگونکی عزت کرتے تھے۔ دیہاتی نومسلم بھی شہر مین آبسے۔ رفتہ رفتہ ہر کام مین ترقی کرتے رہے۔ صحابہ کرام وغیرہ جو صاحب شرافت تھے وہ لوگ سابقین کے لقب سے مشہور تھے غیر قوم جو اسلام اختیار کر کے رہنے لگے یا بدوی لوگ شہری ہو کر رہے وہ روادف و توابع کہے جاتے ہین۔ یا علما و جہلا کا فرق سمجھنا چاہیئے۔ علمار دین اشراف مین شمار ہین اور جاہل بازاری۔ کمین روادف و توابع کے نام سے مشہور ہین۔

جناب عثمانؓ نے یہہ عرضی ملاحظہ فرما کر جواب لکھا۔ "اما بعد۔ اہل قریش۔ سابقین اسلام اور جن لوگونکے ہاتھونپر خداوند تعالی نے یہ ملک فتح کیئے ہین واجب التعظیم ہین۔ انکو ہر طرح فضیلت دیجاے۔ انکے بعد جو لوگ اسلام مین داخل ہو کر وہان رہے ہین اونکا رتبہ قائم کیا جاے اور ہر ایک شخص کا اوسکے قدر و منزلت کے مطابق لحاظ رہے اور اوسکا حق دیا جاے ہان اگر سابقین اسلام مین سے کوئی شخص حق بات چھوڑ دے اور جو اوسکا منصب ہے اوسکے خلاف کرے اور اوسکے تابع اور پیچھے آنیوالے سابقین کے منصب کو ادا کرین تو اوسوقت اوسکی قدامت اور رتبہ کا لحاظ نہ کیا جاے۔ ہر شخص کے رتبہ پر نظر رکھکر موافق اسکے برتاؤ کرنے سے پورا عدل قائم ہو سکتا ہے"۔ جب یہہ فرمان سعید بن العاص کے پاس پہونچا جملہ معززین اہل کوفہ کو بلایا۔ اونکے ساتھہ روادف و توابع بھی بلاے گئے۔ مجمع عام مین جناب عثمانؓ کا حکم پڑھکر سنایا اور یہہ بھی کہا۔ "آپ لوگ سب مین ممتاز ہین اور سب کے چہرے ہین اور دستور ہے کہ الوجہ ینبئ عن الجسد۔ یعنی چہرہ تمام بدن کی خبر دیتا ہے۔ ہر حاجتمند کی حاجت ہمارے سامنے پیش کرین اور اسکی بابت جیسی رائے سب صاحبونکی ہو ظاہر کرین"

اہل کوفہ اس بات پر راضی نہ ہوے اور یہہ جلسہ بغیر کسی امر مناسب کے طے ہوے برخاست ہوا اور سب لوگ چلے گئے۔ تمام کوفہ مین انہین باتون کا چرچا ہر گلی کوچہ تہا۔ سعید نے پہر جناب عثمان کو اس حال سے اطلاع دی۔ حضرت ذی النورین نے اصحاب راے۔ اکابر صحابہؓ کو اس امر مین مشورہ و صلاح مناسب کرنے کو جمع کیا۔ اونسے اس بارہ مین راے طلب کی۔

صحابہ رضؓ۔ اہل کوفہ سے ایسی باتونکی امید نہ رکہیے جسکی قابلیت اونمین نہین کیونکہ جب کوئی شخص ایسا کام کرنا چاہے کہ جسکا وہ اہل نہین تو وہ اوس کام کا بار نہین اوٹھا سکتا ہے۔ اصلاح کیسی اور بگاڑ کر برباد کر دیگا۔

ذی النورین رضؓ۔ اے اہل مدینہ۔ ہوشیار ہو جاؤ اور مستعد رہو مین دیکھتا ہون کہ فتنہ تمہاری طرف چلکر آرہا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ تمہارے حقوق پورے پورے ادا کر دون۔ تمہارے حقوق ملک عراق سے تمہاری طرف منتقل کر دون۔ جسکا حصہ جائداد عراق مین ہے وہ وہانسے یہان لے آوے۔

صحابہ رضؓ۔ یہہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ دو ملکونسے کسطرح ہمارے حقوق اور ہماری جائداد ہمکو دلا دینگے۔

ذی النورین رضؓ۔ تم لوگ اپنی املاک مین سے جو دونوں ملکون حجاز و یمین مین ہے یمین و عراق کی جائداد فروخت کر ڈالو اور بعوض اوسکے حجاز مین خرید کر لو۔

صحابہ رضؓ۔ ہم سب کو بطیب خاطر منظور ہے۔

سب نے اس راے پر اتفاق کیا اور بہت خوش ہوے اور جو امر اونکے شان گمان مین بہی نہ تہا وہ خداوند تعالی نے ظاہر فرما دیا اور اوسکی سبیل پیدا کر دی۔ عراق مین جو کچھہ

اونکا تہا اونہون نے فروخت کر ڈالا اور دوسرے ملکون کی جائداد مول لے لی چنانچہ طلحہ
مروان۔ اشعث بن قیس اور بہت سے دیگر لوگون نے ہر قبیلہ کے خیبر۔ مکہ۔ طائف کی جائداد دین
خرید کرلین۔ یہہ معاملات سب کی رضامندی اور خوشی سے ظہور پذیر ہوی (ابن خلدون و ابن اثیر)
چونکہ لوگونکی املاک اور جائداد باہم متصل تہی اور صحابہ کرام کو بوجہ اپنی جائداد و زمین وغیرہ
کے اتفاق خلط و ملط عوام اشخاص سے رہا کرتا تہا اور ہر جگہہ ہر قوم کے لوگ رہتے بستے تہے
صحابہ کو اونکے ساتہہ معاملات رہا کرتے تہے بالخصوص کوفہ وغیرہ مین جیسا کہ اوپر بیان ہو
ظاہر ہوا۔ اسوجہ سے صحابہ کی عزت و توقیر وہی لوگ کرتے تہے جنکے دلونمین انکی عظمت و
جلالت تہی۔ جناب عثمان رض نے صحابہ اہل مدینہ کو یہ راے دی کہ اپنی اپنی زمین جو دوسرے ملکونمین ہے
بیچ ڈالین اور بجاے اوسکے ملک حجاز مین خرید کرلین اسمین یہہ مصلحت تہی کہ صحابہ کو غیر لوگونکے
ساتہہ معاملات اور اونسے میل جول کم رہیگا اور جیسا کہ مشہور مقولہ ہے۔ زن۔ زر۔ زمین۔
جو مبداء فساد ہین اس قسم کے تعلقات جو جائداد کے اتصال سے ہین بہت کم ہوجاوینگے
اور ہر شخص کا رتبہ و عزت برقرار رہیگی۔

غزوہ طبرستان

عہد خلافت فاروقی ۲۲ھ مین بعد فتح رے اہل دینا وند جزیہ اداکرنے پر راضی ہوگئے تہے۔
حضرت نعیم نے اپنے بہائی سوید بن مقرن کو بہمراہی ہند بن عمرو جبلی قومس پر بہیجا جسکو بغیر لڑے
بہڑے انہون نے فتح کرلیا۔ یہ ایک وسیع صوبہ تہا جرجان و طبرستان یہانسے بہت قریب
ہین۔ سوید جرجان کیطرف روانہ ہوے جو طبرستان کا نامی شہر ہے سو وہان کے رئیس نے جزیہ پر
رضامندی ظاہر کرکے صلح کرلی جب یہ خبر اہل طبرستان کو پہونچی وہانکا رئیس اصبہبذ ڈر گیا

او پانچ لاکھ درم جزیہ سفر کرکے صلح کرلی۔ خود سوید بن مقرن سے ملنے آیا اور طبرستان کی حدود سے دیگر مقامات وانکے استحکام کو دکھلایا۔ ایک زمانہ تک والی طبرستان اپنے پیمان پر قائم رہا پھر عہد شکنی کی اشاید عہد فاروقی تک جزیہ ادا کرتا رہا ہو اور اب عہد عثمانی مین سرکشی اور بغاوت پر کمر باندہی ہو۔ ایس جرجان اور مسلمانونکے درمیان جو صلحنامہ تحریر ہوا اوسمین تہا نہ درج تہا کہ جرجان اور دہستان کے امن کے مسلمان ذمہ دار ہین اور یہان کے اون باشندونسے جو بیرونی حملونکے روکنے مین مسلمانونکو مدد دینگے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ ایک مورخ کا قول ہے کہ خلافت فاروقی مین جزیہ لیکر طبرستان کو چھوڑ دیا تہا اور وہ ۲۲ھ مین فتح ہوا ہے پھر ۳۰ھ مین سعید بن العاص نے کوفہ سے اوسپر فوجکشی کی فتح سابق کا لحاظ کچھہ نرہا اسواسطے اسکی فتح کو فتوحات عثمانی کے متعلق کردیا۔

طبرستان کے حدود اربعہ یہ ہین مشرق مین خراسان وجرجان۔ مغرب مین آذربائجان شمال مین بحر جرجان اور جنوب مین بلاد جیل۔ مشہور شہر اسکے بسطام اور استرآباد ہین ۳۰ھ مین سعید بن العاص نے کوفہ سے لشکر جرار لیکر طبرستان پر چڑہائی کی بعض کا قول ہے کہ اس سے پیشتر طبرستان پر مسلمانونمین سے کسی نے فوج کشی نہین کی سعید بن العاص نے ہی سب سے پہلے طبرستان کا رخ کیا تہا۔ جو روایت اس سے قبل ہم لکھہ چکے ہین کہ عہد فاروقی مین صرف صلح ہوگئی تہی اس بنا پر تخالف روایتین بالکل نہین رہتا سعید بن العاص کے لشکر مین عمائد اسلام صحابہ کرام تشریف رکہتے تہے۔ از آنجملہ جناب حسن حسین۔ ابن عمر۔ ابن زبیر۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم تہے۔

مرزبان (حاکم) طوس نے سعید بن العاص اور عبداللہ بن عامر کو جو حاکم بصرہ تہے قبل اسکے لکہا تہا کہ تم مین سے جسکو قدرت مقابلہ ہو خراسان پر آکر قبضہ کرے چنانچہ اس سنہ مین

ابن عامر بصرہ سے اور سعید کوفہ سے خراسان کا قصد کرکے چلے چونکہ ابن عامر سعید سے پہلے نیشاپور مین پہونچگئے اسوجہ سے سعید ادہر سے رک رہے اور طبرستان کی طرف فوج کشی کی اور بمقام قومس اپنا لشکر ٹہیرایا۔ چونکہ اہل قومس سے حذیفہ بن الیمان نے بعد فتح نہاوند صلح کرلی تھی سعید نے جرجان کا رخ کیا۔ حاکم جرجان نے دو لاکھ جزیہ پر مصالحت کرلی۔ سعید یہہ معاملہ کرکے طمیسہ پر لشکر لائے۔ یہہ مقام جرجان کا خیمہ گاہ اور منجملہ بلاد طبرستان دریا کے کنارہ آباد ہے۔ اہل طمیسہ نے مقابلہ کیا۔ شہر سے نکلکر میدان مین اپنا لشکر جمایا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ لشکر اسلام نے عین جنگ مین نماز کیوقت صلوٰۃ خوف حسب تعلیم حضرت حذیفہ ادا کی اور کفار سے لڑتے رہے۔ سعید نے والی طمیسہ پر تلوار کا وار کیا اور حمائل کا ایک ایسا ہاتھہ جمایا کہ زرہ کو کاٹ کر بغل کے نیچے ہوکر نکل گئی اور مثل خیار تر دو پارہ کردیا لشکر مخالف میدان جنگ سے ہزیمت خوردہ بہاگ کر قلعہ بند ہوا۔ سعید نے محاصرہ کرکے منجنیق نصب کرادین اور سنگباری کا حکم دیا۔ محاصرہ طویل کے بعد اہل طمیسہ نے اس شرط سے امان طلب کی کہ ان مین سے ایک شخص نہ مارا جاوے سعید نے یہہ شرط منظور کرلی۔ اہل طمیسہ نے شہرپناہ کا دروازہ کہولدیا۔ لشکر اسلام شہر مین داخل ہوا بعد اسلام پیش کرنے کے سبھون کو باستثناء ایک شخص کے قتل کا حکم دیا اور جو کچھہ مال و متاع قلعہ مین پایا لوٹ لیا۔ ہم طمیسہ سے فراغت پاکر سعید نے نامیہ فتح کیا۔ یہ مقام کوئی شہر یا آبادی نہ تھا بلکہ ایک جنگل بیابان تھا۔ اسی مقام مین سعید کے ہمراہیون مین سے محمد بن الحکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرو) نے انتقال کیا۔ پہر سعید دارالخلافۃ کوفہ کو واپس آئے۔ جب سعید نے اہل جرجان سے مصالحت کرلی اہل جرجان کبھی ایک لاکھہ کبھی دو لاکھہ کبھی تین لاکھہ بہی خراج دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ صلح ہمنے اپنی خوشی سے کرلی ہے اور کبھی ایسا بہی ہوتا کہ کچھہ نہ دیتے بعد چندے خراج بالکل بند کردیا

اور خود سر و باغی ہوگئے اسوجہ سے خراسان کا راستہ قومس ہوکر خطرناک ہوگیا اور قافلے
اوس راستہ ہوکر جانیسے ڈرتے تھے۔ اوسوقت خراسان کا راستہ فارس سے کرمان ہوکر تھا۔
قبل فتح قومس یہی قدیمی راستہ تھا۔ یہ حالت ایک زمانہ تک رہی جب قتیبہ ابن مسلم والی
خراسان ہوے تو یزید بن مہلب کو قومس کیطرف روانہ کیا مرزبان قومس اور اہل جرجان
نے حسب شرائط صلح سعید بن العاص پر مصالحت کرلی۔ اونھون نے بحیرہ اور دہستان کو
بھی فتح کرلیا۔

جمع قرآن مجید

قبل اسکے حضرت حذیفہ بن الیمان ممالک ارمینیہ مین جبال اللان کے سمت فوج لیکر گئے تھے
اور ادن اطراف کی مہم سے فارغ ہوکر اسی ۳۰ھ مین جنگ رے سے باب کی لڑائی پر عبدالرحمن
بن ربیعہ کی کمک کو بھیجے گئے۔ سعید بن العاص انکے ہمراہ تھے۔ آذربائجان مین پہونچکر
سعید بن العاص تو ٹھیر گئے اور حذیفہ عبدالرحمن کے پاس چلے گئے اور اونکے ساتھ رہے
بعد انتقال عبدالرحمن حذیفہ واپس ہوے اور آذربائجان ہوتے ہوے سعید کو ساتھ
لیکر کوفہ کو چلے اسی دوران مین کہ حذیفہؓ سعید بن العاصؓ سے ملے اونسے کہا مین نے اس
سفر مین عجیب ماجرا دیکھا ہے اگر لوگونکو اونکے حال پر چھوڑ دو تو تعجب نہین کہ کچھہ زمانہ کے
بعد قرآن شریف مین بہت کچھہ اختلاف پیدا ہوجاوے جسکی اصلاح آیندہ مشکل ہوگی۔
سعید بن العاص نے استفسار کیا کیا ماجرا دیکھا ہے۔ کچھہ بیان تو کیجئے۔ حضرت حذیفہ نے
جواب دیا کہ مین نے اہل حمص کو دیکھا۔ اونکا مقولہ ہے کہ ہمارے قرآن کی قرأت دوسرونکی
قرأت سے بہتر ہے کیونکہ ہم نے قرآن مقدادؓ سے پڑھا اور اونسے سیکھا ہے۔ دمشق والے
کہتے ہین کہ ہم خوب پڑھتے ہین اور ہماری قرأت سب سے افضل و بہتر ہے۔ اہل بصرہ کا قول ہے

کہ ہمنے قرآن ابو موسی سے پڑہا ہے ہمارا مدمقابل کون ہو سکتا ہے۔ انہون نے ابو موسیٰ
کی مصحف کا لباب القلوب نام رکھا ہے۔ اہل کوفہ کا بیان ہے کہ ہمارے قرآن کے معلم
ابن مسعود ہین۔ ہماری قرأت اصح والنسب ہے۔ غرضکہ ایک شہر والے مسلمان دوسرے
شہر والونپر لعن طعن کرتے ہین اور آپس مین جہگڑتے ہین اسلئے میرے نزدیک مناسب ہے
کہ قرآن مجید ایک قرأت وصورت پر جمع کردیا جاے ورنہ اگر یہی حالت قائم رہی تو آگے چلکر
سخت اختلاف واقع ہوجائیگا۔

جب حذیفہؓ کوفہ مین داخل ہوے لوگونکو جمع کرکے اس اختلاف سے ڈرایا اور اپنی رای
پیش کی صحابہؓ اور تابعین تو انکا کہنا مان گئے اور سبنے انکے قول پر اتفاق کیا مگر عبداللہ
ابن مسعودؓ کے مقلد اور پیرو بگڑ گئے اور کہا۔ آپ ہمپر کیا اعتراض کرتے ہین۔ کیا ہماری
قرأت ابن مسعود کی قرأت کے موافق نہین۔ اس جواب پر حذیفہ اور انکے موافقین سختی سے
پیش آے اور کہا۔ تم نہین سمجھتے۔ دیہاتی گنوار آدمی ہو خاموش رہو۔ تم لوگ خطا پر ہو۔
خدا کی قسم اگر مین زندہ رہا تو جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہو کر اس مقدمہ مین عرض کرونگا
ابن مسعودؓ اس جلسہ مین موجود تھے یہ سختی تمام پیش آے۔ انکی سخت کلامی پر سعید کو غصہ آگیا
اور انکو جواب تلخ دیا غرض سارا جلسہ درہم برہم ہوگیا حضرت حذیفہؓ اس مجلس سے نکل کر
براہ راست مدینہ منورہ روانہ ہوے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین پہونچکر سارا قصہ بیان
کیا۔ امیر المومنین نے اکابر صحابہؓ کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ طلب کیا۔ سبنے باتفاق
آرا حضرت حذیفہؓ کی راے کو پسند کیا۔

جب جناب عثمانؓ نے سب صحابہ کبار کو اس امر پر متفق پایا یہ کام پورا کرنے کی کوشش
کی جناب ام المومنین حفصہؓ کے پاس سے وہ قرآن منگوایا جو عہد خلافت جناب صدیق اکبرؓ

مین جمع و مرتب کیا گیا تھا جبکہ جنگ یمامہ مین ہزارہا حفاظ شہید ہوے تھے اور اوسوقت عمر فاروقؓ نے جناب ابوبکر صدیقؓ کو قرآن جمع کرنیکی رلے دی تھی اور یہ خیال دلایا تھا کہ قرآن زیادہ حفاظ کے شہید و فنا ہوجانیسے فنا نہ ہوجاے۔ اولاً جناب صدیقؓ کوکچھہ عذر دہوا اس لسے اختلاف کیا اور عمر فاروقؓ کو جواب دیا کہ جس کام کو جناب رسول خداؐ نے نہین کیا مین کیسے کرون۔ لیکن جب اس امر پہ غور کرکے بہ تعمق تمام ملاحظہ کیا تو جناب عمرؓ کی رلے بہت پسندیدہ اور قابل تحسین نظر آئی لہذا اونکی راے سے اتفاق کرکے زید بن ثابتؓ کو مامور کیا چنانچہ زید بن ثابت نے کاغذون سے پرزون درختون کے پتون چھالون اور لوگونکے سینون سے قرآن کو جمع کرکے مرتب کیا۔ یہ مصحف کریم جناب ابوبکرؓ کے پاس رہا پہر جناب فاروقؓ لیے رہے۔ جب آپ شہید ہوگئے تو ام المومنین جناب حفصہؓ کے پاس رہا حضرت عثمان نے جب یہ قرآن مجید منگوالیا اور زید بن ثابتؓ عبداللہ بن زبیر سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشامؓ کو اسکی نقل و کتابت پر مامور فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر تم لوگ باہم کسی لفظ مین اختلاف کرو تو اوس صورت مین محاورہ قریش کا لحاظ رکھنا اور اوسی کے موافق کرلینا کیونکہ قرآن مجید قریش ہی کی زبان مین نازل ہوا ہے۔ ان بزرگون نے ایسا ہی کیا اور نہایت اہتمام و محنت سے متعدد نسخے قرآن مجید کے لکھکر تیار کئے۔ جب یہ کام ہوچکا اصل منقول عنہ مصحف جناب ام المومنین حفصہؓ کی خدمت مین واپس دیا گیا اور یہ متعدد نسخے تمام بلاد اسلامیہ مین بھیجدئے اور یہ حکم دیا کہ اسی پر اعتماد و بھروسہ کیا جاے جو اسکے خلاف ہو اوسکو ترک کردین چنانچہ جو نسخے اس مصحف کے خلاف ملے اونکو جلادیا۔ جملہ اہل اسلام اس کام سے بہت خوش ہوے اور سب نے اس مصحف عثمانی کو دل سے عزیز سمجھا اور آنکھو نسے لگایا اہل کوفہ کو جب یہ مصحف پہونچا جملہ صحابہ رسول خدا بہت خوش ہوے مگر صرف عبداللہ بن مسعودؓ

گروہ کے لوگون نے اسکے لینے سے انکار کیا۔ وہ اپنی قدیم قرأت پر رہے۔ ایک مدت کے بعد
جب جناب علی مرتضیٰ خلیفہ ہوے اور کوفہ مین تشریف لاے تو لوگونمین مصحف عثمانی رضہ کا
رواج دیا ایک شخص نے مجمع عام مین کھڑے ہوکر امیرالمومنین جناب عثمان رضہ پر قرآن شریف کے
بابت حرف گیری کی۔ حضرت علی مرتضیٰ بہت برہم ہوے اور ڈانٹ کر فرمایا چپ رہ خبردار
اب زبان درازی نہ کرنا۔ عثمان رضہ نے یہہ کام بہت اچھا کیا ہے اگر اوسوقت مین خلیفہ ہوتا تو
یہی راہ عثمان رضہ کی اختیار کرتا۔ (ابن اثیر)

جناب عثمان رضہ نے قرآن مجید کی ترتیب و جمع مین جو کام کیا ہے اسکے باعث جس اختلاف کے
واقع ہونیکا بہت بڑا اندیشہ تہا وہ رفع ہوگیا یہ کام آپکی خصوصیات مین سے ہے۔ خداوند تعالیٰ
آپکی ذات کے ہی واسطے اوٹہار کہا تہا۔ امت محمدی کو ایک قرآن پر جمع کرنا یہ آپ ہی کا کام ہے
اگر آپ یہ اہتمام نہ فرماتے تو آج کے دن جیسا کہ مذاہب مختلفہ بکثرت پہیلے ہین اور سب اسلام کے
مدعی اور اسلام کے ہوا خواہ ہین اسی طرح قرآن مجید مین بہی بہت کچھہ اختلاف ہوجاتا اور کسیطرح
یہ اختلاف نہ مٹ سکتا۔ ہر شخص کے پاس ایک نیا قرآن شریف ہوتا جسکو وہ وحی آسمانی سمجھتا
اور دوسرے کو فرضی و مصنوعی جانتا اور جسطرح کتب سماوی زبور۔ توریت و انجیل مین تحریف
و تبدیل ہوئی ہے قرآن مجید اور فرقان حمید بہی اس سے نہ بچتا اور جیسے اب یہہ کلام پاک بجنسہ
اور تواتر کے ساتہہ ثابت ہے اوس حالت مین ہرگز نہوتا۔ قرآن مجید کے متعلق جناب عثمان رضہ
نے پانچ قسم کی کوشش فرمائی۔

اول۔ لوگونکے پاس جو مصاحف اور اوراق موجود تہے جنکو ہر ایک نے اپنی زبان کے
موافق لکھہ لیا تہا یا جیسا اپنے اپنے استادونسے سنا تہا یاد کرلیا اور اوسی پر پورا پورا اعتماد
کیا۔ اس وجہ سے گویا ہر شہر کا قرآن ایک جدا تہا جناب عثمان رضہ نے یہ اختلاف رفع کیا

تمام ممالک محروسہ اسلام مین ایک ایک نقل مصحف فاروقی کی پہونچادی نقل کرتے وقت بہی اختلاف رفع کرکے محاورہ قریش پر ٹہیک کرکے لکھایا۔ اس طرح تمام اہل اسلام مین ایک ہی قرآن شریف ہوگیا۔ جو اسکے خلاف پاے گئے وہ جلادیے گئے۔ دوم آپسے بہت سے تابعین نے قرآن شریف سیکھا اور وہی سلسلہ ابتک قائم رہا۔ مشاہیر قاریون کی قرأت کی سند کسی نہ کسی صحابہ سے ضرور پہونچتی ہے۔

عبداللہ بن کثیر و نافع دونون نے ابی بن کعب سے قرآن پڑہا اور اونسے سنا اور اونکو سنایا عبداللہ بن عامر کو جناب عثمانؓ سے سند ہے۔ عاصم حضرت علیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد ہین حمزہ نے حضرت عثمانؓ و جناب علی مرتضیٰؓ سے پڑہا۔ اور ان سب نے جناب رسول خداصلعم سے سیکھا سوم جناب عثمانؓ نماز مین قرأت دراز پڑہتے جیسا کہ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کا دستور تہا کہ مسلمانونکی یاد کرانے کو قرأت طویل کیا کرتے تہے۔

قرافصہ بن عمیر کہتے ہین کہ حضرت عثمانؓ صبح کی نماز مین سورہ یوسفؑ بہت پڑہا کرتے تہے وہ مجھکو سنتے سنتے یاد ہوگئی۔

چہارم۔ آپ زمانہ نزول قرآن مین کتابت وحی پر مامور رہے اور جس طرز پر زمانہ گذشتہ مین آیات قرآنی لکہی گئی تہین قابل اعتبار ہوئین اور عہد عثمانی مین اوسی طرز قدیم کا لحاظ رکھا گیا۔ پنجم جناب عثمانؓ کو تفسیر قرآن مین یعنی وقت نزول آیات قرآنی کہ کس کے بارہ مین اوترین کمال درجہ ملکہ تہا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین نے عثمانؓ سے کہا۔ سورہ انفال از قسم مثانی ہے اور سورہ براءۃ مئین مین سے ہے (یعنی جسکی دوسو آیتین ہون) آپنے دونونکو ملاکر ایک کردیا اور دونوںکے بیچ مین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو دو سورتون مین حد فاصل ہے کیون نہ لکھی اور سورہ برارت کو سبع طوال

مین رکھا اسکی وجہ کیا ہے۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ جناب رسولخدا پر زمانہ نزول وحی گذرتا تھا اور آپ پر برابر سورتین اترتی رہتی تھین۔ آپکا دستور تھا کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ کسیکو بلاکر حکم دیتے کہ یہ آیت فلان سورت مین فلان آیت کے بعد لکھدو سورہ انفال مدینہ مین سب سے اول اوتری ہے اور سورہ برارۃ آخر قرآن ہے اور نزول مین سب سے موخر ہے مضمون وقصہ یہی دونو نکا یکسان ملتا جلتا ہے۔ جناب رسولخدا کی زندگی مین انکے متعلق کچھ استفسار کی نوبت نہین آئی اور نہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمایا کہ سورہ برارۃ کس قسم کی سورتو نمین ہے لہذا ظاہری مناسبت اور مشابہت سے مین نے دونو نکو ملاکر لکھا اور دونو نکے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم حد فاصل نہین لکھی۔ (ازالۃ الخفا)

اب ہم زیادہ وضاحت کی غرض سے صحیح بخاری کی دو حدیثین نقل کرتے ہین جن سے یہہ امر ثابت ہوجاویگا کہ عہد رسالت جناب رسول خدا مین قرآن شریف کی کیا صورت تھی پھر عہد خلافت صدیقی مین کیا لباس کلام ربانی نے پہنا۔ بعد اسکے جناب عثمان رضہ نے اس کو کس طرح کی ترتیب دی۔

حدیث اول حضرت زید بن ثابت رضہ فرماتے ہین کہ زمانہ جنگ اہل یمامہ وحرب بنی حنیفہ مین جسمین مسیلمہ کذاب مارا گیا ہے ایک دن جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا۔ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا جناب عمر فاروق رضہ بھی آپکے پاس تھے۔ حضرت صدیق رضہ نے فرمایا۔ عمر رضہ میرے پاس آئے اور مجھسے بیان کیا کہ اس جنگ مین قاری وحفاظ قرآن شریف بہت شہید ہوے (جنکی تعداد سات سو تک پہونچی) مین ڈرتا ہون کہ اسی طرح دو چار لڑائیون مین اگر حفاظ شہید ہوگئے تو قرآن شریف کا ایک بہت بڑا حصہ تلف ہوجائیگا۔ میرے نزدیک تو آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیدیجیے۔ مین نے عمر رضہ کو جواب دیا جو بات رسول خدا نے نہین کی

وہ تم کیسے کروگے۔ عمرؓ نے کہا واللہ یہہ کام نیک ہی۔ بعد اسکے بہی عمر نے مجہسے جمع قرآن مجید کے بارہ مین بار بار کہا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ یہ کام کرنیکو کہولدیا اور مین نے بہی جمع قرآن پاک کو مناسب جانا جیسا کہ عمر نے اسکو نیک کام سمجہا اسلیئے اب میری رائے ہے اور مین تمسے کہتا ہون کہ تم مرد جوان عاقل ہو۔ ہم کسی طرح تم کو متہم نہین جانتے۔ تم اکثر جناب رسولخدا کے زمانہ مین کتابت وحی بہی کرتے رہے ہو۔ تمپر اعتماد کامل ہے اور تم امانت دار ہو۔ تم آیات وسور قرآنی لوگونکے پاس سے تلاش کرکے ایک جاگہہ جمع کرکے لکہو۔

حضرت زید نے عرض کیا۔ خدا کی قسم۔ اگر مجہکو کسی پہاڑ کے پتہر اوٹہانے اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانیکا حکم کرتے تو یہ کام بہ نسبت جمع قرآن پاک کے بہت آسان ہوتا اور کسی طرح بار نہ گذرتا۔ پہر مین نے عرض کیا۔ جو کام جناب رسول خداؐ نے نہین کیا آپ کیسے کرینگے۔ فرمایا۔ واللہ یہ کام بہت اچہا ہے بعد اسکی جناب صدیق رضؓ مجہکو جمع قرآن کیواسطے بار بار ارشاد فرماتے رہے اور مین ٹالتا رہا یہانتک کہ میرا سینہ بہی اس کام کے کرنیکو کشادہ ہوگیا جیسا کہ جناب صدیقؓ اور فاروقؓ کے سینے اس کام پر فراخ ہوگئے تہے لہذا مین نے قرآن شریف جمع کرنا شروع کردیا۔ اوسکی تلاش وجستجو مین نہایت محنت واہتمام کیا۔ کہجور کی پتیون سفید پتہر کے ٹکڑون اور لوگونکے سینون سے تلاش کرکے ایک جگہہ کتابی صورت مین کردیا۔ سورہ توبہ کی آخری آیت ابوخزیمہ انصاری کو یاد تہی اونسے لی اونکے سوا دوسرے کو وہ آیت یاد نہ تہی۔ وہ آیت یہ ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم تا آخر آیت مین نے یہ آیت سورہ توبہ کے آخر مین لگادی۔

جب تمام قرآن مجید جمع ہوگیا تو یہہ مجموعہ حضرت صدیقؓ کے پاس تاحین حیات اونکے رہا۔ پہر جناب فاروقؓ کی زندگی مین اونکے پاس رہا۔ بعد شہادت جناب فاروقؓ ام المومنین جناب حفصہؓ بنت عمرؓ کے قبضہ مین آیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ قرآن شریف عہد رسالت مین ایک جگہ مجتمع نہ تہا بلکہ مختلف چیزونپر آیات قرآنی و سور قرآنی بلالحاظ ترتیب لکہی تہین۔ پورا دارومدار قرآن شریف کا حفظ و یادداشت پر تہا حضور سرور عالم کی عادت مبارک تہی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ صحابہ کرام کو سنادیتے اور یاد کرادیتے۔ یہہ بھی ارشاد فرمادیتے کہ یہ آیت فلان فلان آیت کے بعد ہے اس آیت کو فلان آیت سے ملاکر پڑہنا چنانچہ صحابہ کرام اوسی طرح یاد کرلیتے تہے۔ جسطرح حضور اقدس صحابہ کو سناتے تہے اسی طرح کاتبان وحی کو جو اس کام پر مامور رہتے تہے ارشاد ہوتا کہ یہ آیت لکہہ لو چنانچہ ارشاد نبوی کی تعمیل ہوتی اور وہ آیت جدیدنازل شدہ کسی نہ کسی چیز پر لکہہ لی جاتی تہی۔ اوسوقت کاغذ وغیرہ دستیاب نہ ہوتا تہا درختونکے پتے بلکہ کہجور کی شاخین اس کام کے واسطے موزون سمجہی جاتین یا پتہر کے ٹکڑے کتابت کے کام مین آتے تہے جیساکہ قدیم زمانہ مین بہوج پتر پر لکہتے تہے اور اب بہی بعض تعویذات و نقوش اسی پر لکہے جاتے ہین الغرض اوسوقت قرآن شریف اونہین آیات و سور تو انکا نام تہا جو لوگونکو یاد تہین۔ یہہ مجموعہ آیات و سور جو کاتبان وحی کا لکہا ہوا تہا بلا ترتیب و بلالحاظ تقدیم و تاخیر ایک جگہہ جمع تہا۔ جناب صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت مین وہ متفرق آیات کاغذ کے ورقونپر لکہہ لی گئین اور وہ مجموعہ اوراق مصحف کہلایا۔ حضرت زید بن ثابتؓ جو اس کام پر مامور تہے اونہون نے جو آیتین اور سورتین جمع کین یہہ سب لوگونکی یاد سے لکہین اور جو کچہہ لوگونسے سنا اوسکی تصدیق گویا کہ شہادت اونہین ٹکڑون پر جونسے ہوئی جنپر کاتبان وحی نے لکہہ لی تہین۔ لوگونکے سینونسے لینے کا یہی مطلب ہے کہ حفاظ و قاریان زمانہ کی زبان سے سنکر لکہہ لیتے تہے۔ اوسپر بہی یہ اہتمام تہا کہ ایک پر اکتفا نہ کرتے بلکہ متعدد اشخاص و معتمد صحابہ کرام سے قسمیہ حلفیہ اون آیات کی تحقیق کرتے اور گواہونسے تفتیش کرکے ثابت کرلیتے جب لکہتے تہے۔ مثلاً یہ آیت جناب رسول خداؐ

سے فلان شخص نے سنی اور فلان فلان معتبر اشخاص گواہی دیتے کہ ہان ہم بہی اوسوقت تہے
کمال تحقیق و مبالغہ اور نہایت درجہ احتیاط سے یہ کام کیا گیا۔ حضرت زید بن ثابت رضہ کے
علاوہ دیگر اصحاب کبار حضرت اُبی بن کعب رضہ۔ معاذ بن جبل۔ ابوالدرداء رضہ وغیرہم نے جناب
رسولخدا سے قرآن سیکہا اور خوب یاد کرلیا۔ بارہا حضور سے سنا اور سنایا۔ یہہ لوگ بہی اسوقت
موجود تہے۔ حضرت زید بن ثابت رضہ اس کام کے منصرم تہے اور یہ سب صاحب انکو مدد دیتے تہے

جس زمانہ مین تالیف اول ہوئی ہے قرآن پاک یقینی اور قطعی طور پر معلوم اور ممتاز تہا۔
کلام ربانی اپنی معجز بیانی سے کلام عباد سے بالکل جدا اور صاف علیحدہ تہا۔ کسیکو یہہ وہم بہی نہ تہا
کہ کلام الٰہی مین کوئی شخص اپنی طرف سے چند آیتین بناکر ملادیگا اور اوسکا کلام اسمین کہپ جاویگا
نہ یہ بات تہی کہ آیات قرآنی مشتبہ ہوگئی ہون۔ کسی پاس کچہہ ہون کسی پاس کچہہ اور ایک دوسرے پر
انکار کرتا ہے جسکو جو یاد ہے اوسیکو قرآن جانتا ہے۔ مدعی آیات قرآنی کا قول بغیر شہادت
و بیان حلفیہ مقبول نہ ہوتا ہو۔ انمین سے کوئی بات نہ تہی کیونکہ صحابہ کرام کو تینتیس سال تک
جناب رسول خدا صلعم سے قرآن بنفس سنتے اور آنحضرت صلعم کو سناتے اسقدر مہارت حاصل
ہوگئی تہی کہ کسی طرح ان امور مذکورہ کا وہم تک نہوتا تہا اور باوجود اسکے کہ قرار و حفاظ صحابہ کرام
کثیر التعداد شہید ہوگئے تہے پہر بہی اوسوقت تک بہت سے صحابہ موجود تہے۔ البتہ خوف تہا تو اس
بات کا کہ آگے چلکر جو لوگ حافظ قرآن ہین وہ نہ رہینگے اور قرآن مجید جو کسی جگہہ یکجا جمع نہین ہوا
ہے اوسکے بعد شاید نقصان پذیر ہو اور اسکی کچہہ آیتین کم ہوجاوین۔ یہی خوف جناب فاروق رضہ
کو پیدا ہوا جسکی بابت جناب صدیق رضہ سے گفتگو کی اور بعد رد و بدل جمع قرآن مجید کی رائے ٹہیر گئی

جناب رسالتمآب صلعم کے عہد مبارک مین کتابت وحی کا دستور تہا اور آیات قرآنی جس طرح ہو
اور جہان ہے جس چیز پر ہو لکہہ لی جاتی تہین۔ لیکن وہ سب پرزے اور پرچے متفرق تہے۔

جناب صدیق رضؓ کے حکم سے سب لکھکر یکجا کر دیئے گئے۔ یعنی اسکی مثال یہ ہے کہ آیات قرآنی جو جناب رسول خداؐ کے گھر مین پرزون پر چون پر ملین اون سکو ایک جگہہ ایک تاگے سے سیکر اکھٹا کر دیا تاکہ کوئی پرچا اونمین سے تلف نہو حضور سرورعالم کے زمانہ مین آیات کے منسوخ ہونیکا شبہ تھا اسوجہ سے جمع کرنا مناسب نہ تھا جب بعد وفات آنحضرت صلعم نزول قرآن موقوف ہوگیا اور قرآن شریف مین زیادتی اور کمی کا شبہ نہ رہا تو حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ مین تمام آیتین اور سورتین یکجا کر دی گئین مگر اونمین ترتیب سور کا لحاظ نہ تھا۔ اب قرآن مجید ایک کتاب کا نام ہوگیا سورتونمین ترتیب ابھی نہین آئی مگر آیات کی وہی ترتیب تھی جیسا کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین حفاظ کو یاد کرا دیا گیا تھا اور یہی طرز کتابت مین رہی۔

حدیث دوم حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حذیفہ بن یمانؓ جنگ اہل شام واطراف ارمینیہ وآذربیجان سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین بحضور جناب عثمانؓ آئے۔ اس سفر مین اونھون نے قرآن شریف کے بابت جابجا لوگونمین اختلاف دیکھا تھا جناب عثمان رضؓ سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین۔ امت محمدی کی خبر لیجیئے۔ قرآن شریف مین اختلاف ونزاع ہو چلا ہے۔ ابھی کچھہ گیا نہین قبل اسکے کہ یہود ونصاریٰ کی طرح اختلاف کرین انکی اصلاح کر دیجیئے حضرت عثمانؓ نے ام المومنین جناب حفصہؓ کے پاس سے وہ مجموعہ مصحف طلب کرلیا جو عہد صدیقی مین تالیف ہوا تھا اور اصحاب ذیل کو اس کام کے واسطے منتخب فرمایا۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر۔ سعید بن العاص۔ عبداللہ بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان بزرگون نے اوس قرآن کی متعدد نقلین کین۔ آپنے ان تین صاحبون قریشی سے فرمایا کہ تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان جس مقام پر اختلاف ہو تو محاورہ قریش کو

ترجیح دیکر اوسکے مطابق کرنا کیونکہ قرآن لغتہ اہل قریش کے محاورہ اور زبان کے موافق نازل ہوا ہے
جب قرآن لغتہ کے متعدد نسخہ نقل ہو گئے اصل منقول عنہ جناب حفصہؓ کو واپس کر دی
اور اطراف ممالک محروسہ اہل اسلام مین ایک ایک نسخہ نقل شدہ بہیجدیا۔ انکے سوا جسقدر قرآن
لکھے ہوے ملے اور جس کسی کے پاس پائے سب جلا دئے اور ایک روایت ہے اون سب کو
پہاڑ ڈالا۔ ایک آیت سورہ احزاب کے اخیر کی اوس مجموعہ مین لکھی ہوئی نہ ملی۔ زید بن ثابت
کہتے ہین کہ وہ آیت مجہکو یاد تہی جناب رسول خدا سے سنا کرتا تہا آخر بعد جستجو و تلاش خزیمہ بن
ثابت انصاری کے پاس ملی وہ آیت یہہ ہے۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو
اللہ۔ اسکو اخیر سورہ احزاب مین ملا کر لکھدیا۔

یہہ تالیف قرآن جناب عثمانؓ کے عہد مین ہوئی۔ یہہ تالیف تیسری مرتبہ کی ہے کیونکہ
قرآن مجید تین مرتبہ جمع ہوا۔ اولاً۔ جناب رسولخدا کے وقت مین جمع ہوا اور اوسکی وہی
صورت ہے کہ پرزون اور پرچون پر آیات لکہی گیئن اور اونمین ترتیب کا کچہہ لحاظ نہ تہا۔ ثانیاً۔
عہد خلافت صدیقی مین جیسا کہ حدیث اول سے ثابت ہوتا ہے اس جمع تالیف مین دوسری
صورت پیدا ہو گئی۔ ثالثاً جناب عثمانؓ نے صحابہ کبار کو جمع کر کے متعدد نسخے قرآن مجید کے
نقل کرائے اور اس تالیف مین لغت قریش اور اوسکے محاورہ کا لحاظ رکہا۔ بالکل اوسی زبان
اور محاورہ کے مطابق کر دیا۔ علامہ ابن حجر کا قول ہے کہ تالیف و جمع صدیقی و جمع عثمانی مین
یہہ فرق ہے کہ جناب صدیقؓ کے عہد مین اس خوف سے قرآن مجید جمع کیا گیا کہ حفاظ و قاریونکی
شہادت اور مرنیسے قرآن مجید مین نقص نہ پیدا ہو جاوے کیونکہ اوسوقت تک ایک جگہہ ایک
کتاب کی صورت پر نہ تہا اور جناب عثمانؓ نے اختلاف رفع کرنے کی غرض سے یہہ کام کیا کیونکہ
مختلف بلاد و ممالک مین قرآن مجید کو لوگ اپنے اپنے محاورہ اور زبان مین پڑہتے تہے اور

ایک دوسرے کو غلطی کا اتہام لگاتے تھے اور جو اجازت ابتدائے زمانہ مین ہر شخص کو تھی کہ اپنی اپنی زبان مین پڑھے اوسکی اب ضرورت بھی نہ رہی۔ اس وسعت و اجازت سے اس زمانہ مین وقوع اختلاف کا بہت بڑا خوف تھا لہذا زبان قریش پر کر دینا اور لوگون کے اختلاف اوٹھا دینا ضروری ہوا فی الواقع جناب عثمان رضؓ کی یہہ سعی و کوشش قابل قدر ہے اور جملہ اہل اسلام کی گردن پر آپکا یہہ احسان ہے۔ اگر آپ یہہ کوشش نہ فرماتے اس پر آشوب زمانہ مین ایک نسخہ بھی قرآن شریف کا متفق علیہ دو چار شہرون مین معتمد علیہ نہ ملتا۔ خداوند تعالی نے اپنا وعدہ انا لہ لحافظون۔ جناب عثمانؓ کے ہاتھہ سے پورا کر دیا۔ عہد عثمانی مین قرآن مجید کے سات نسخے لکھے گئے اور مختلف بلاد اسلام مین تقسیم کر دئے گئے مشہور یہہ ہے کہ آپنے پانچ نسخے نقل کرائے تھے۔ اب رہی یہ ترتیب جو فی زمانہ قرآن مجید مین موجود ہے وہی ترتیب عثمانی ہے اسکی بابت علما کا قول ہے کہ ترتیب سورتون اور آیتونکی اجماع صحابہ سے ثابت ہی اور ہر زمانہ مین امت محمدیہ کا اسپر اتفاق رہا ہے اور آج تک کسی نے خلاف نہین کیا لہذا اسکے خلاف پڑھنا نماز مین ہو خواہ خارج نماز سے ناجائز قرار پایا ہے۔

قصہ بیر اریس

اسی سنہ۳۰ھ مین جناب رسول خداؐ کی مہر حضرت عثمانؓ کے ہاتھہ سے بیر اریس مین گر پڑی۔ یہ کنوان مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ کنوان بہت گہرا نہ تھا اور پانی بھی اسمین کم تھا یہ مسلمانونکے واسطے کہودا گیا تھا۔ مگر جسوقت یہ مہر اوسمین گری اوسکی تہ کسی نے نہ پائی۔ جس زمانہ مین شاہان عجم سے خط وکتابت شروع ہوئی ہے لوگون نے جناب رسول خداؐ کی خدمت مین عرض کیا کہ یہہ لوگ عجمی جس خط پر مہر نہو اوسکا اعتبار نہین کرتے۔ آنحضرتؐ نے لوہے کی مہر

بنوائی اور اپنی اونگلی مین پہن لی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لوہے کی مہر پہنے دیکھکر آپکو منع کیا۔ آپنے اوتار کر پہینکدی۔ بعد ازان تانبے کی مہر بنوائی وہ بہی اسی طرح حضرت جبریل عم کی ممانعت سے اوتار ڈالی پہر چاندی کی مہر بنوائی حضرت جبریل نے جب دیکھا کچھہ اعتراض نہ کیا بلکہ فرمایا کہ پہنے رہین جب کسیکو خط لکھا جاتا اوسپر وہ مہر لگا دیجاتی۔ بعد وفات آنحضرت صلعم وہ مہر جناب ابوبکرؓ کے ہاتہہ مین رہی اور پہر حضرت فاروقؓ کے پاس اور بعد ازان جناب عثمانؓ کے ہاتہہ مین آئی حضرت عثمانؓ اپنے عہد خلافت مین چہہ برس تک وہ مہر پہنے رہے اتفاقاً ایکدن جناب عثمانؓ کنوئین پر بیٹہے تہے۔ اونگلی سے مہر اوتار کر ہاتہہ مین لے لی (اور جیسا کہ عادت ہے کہ ہاتہہ مین چیز ہو تو خواہ مخواہ آدمی اس سے شغل کرتا ہے) اور اوسکو اوچہالنے لگے۔ وہ انگوٹہی ہاتہہ سے نکلکر کنوئین مین جا پڑی۔ لوگ کنوئین مین اوترے اور بہت کچھہ ڈہونڈہا۔ تمام پانی نکال ڈالا مگر وہ مہر ایسی گم ہوئی کہ نام تک باقی نہ رہا۔ جناب عثمانؓ کو اوسکے گم ہونیکا سخت ملال ہوا۔ آپنے اسکے پانے والیکو انعام دینے کا وعدہ کیا مگر بے سود۔ جب اوس سے مایوسی ہوئی ویسی ہی دوسری مہر بنوالی گئی۔ جب آپ شہید ہوے ہین معلوم نہ ہوا کسنے وہ مہر اوتار لی اور کیا ہوئی کچھہ پتہ نہ لگا (ابن اثیر)

آغاز حوادث وفتن

جب خداوند تعالی نے مسلمانونکے ہاتہو پر ملک فتح کئے اور اسلام کے قبضہ مین اکثر ممالک آگئے۔ عرب مابین بصری۔ کوفہ شام۔ مصر کے باشندونمین رہنے لگے۔ آنحضرت صلعم کے شرف صحبت سے ممتاز اور اونکے پورے پورے مقلد مسلمانون کے ہادی۔ مہاجرین۔ انصار۔ قریش۔ اہل حجاز۔ اور وہ لوگ تہے جو اس دولت عظمٰی سے سرفراز ہوے تہے۔ باقی عرب بنی بکر بن وائل۔

عبدالقیس - ربیعہ - ازد - کندہ - تمیم - قضاعہ - وغیرہم اس عزت و شرف سے ممتاز نہ تھے کیونکہ ان لوگون آخرالذکر کو صحبت نبوی نصیب نہین ہوئی تھی - اگر کسیکو انہین سے کچھ دولت صحبت نصیب بھی ہوئی تو بہت ہی کم - البتہ فتوحات مین انہین لوگون کا قدم آگے تھا - بہ نسبت صحابہ کرام کے انہین لوگون کے ہاتھون اکثر ملک فتح ہوے - اسوجہ سے یہ لوگ اپنی کو صحابہ کرام سے افضل جانتے اپنے کو فاتح بلاد کہتے اور اپنے حقوق اونسے اعلیٰ سمجھتے تھے - زمانہ عام لشکرکشی مین اس امر کا چندان خیال کسی نے نہ کیا لیکن بعد حصول فتوحات و کامیابی کے یہ دیکھکر کہ اونپر مہاجرین و انصار و قریش اور انکے علاوہ دیگر قبائل کے لوگ حکمران ہوتے ہین دل ہی دل مین کشیدہ ہونے لگے - رفتہ رفتہ جناب عثمانؓ کا زمانہ خلافت آگیا - ان لوگون نے والیان ممالک اسلامیہ پر طعن و تشنیع کرنا شروع کی جناب عثمانؓ کے تعمیل احکام مین سستی اور آپکے انتظامات پر حرف گیری کرنے لگے - کبھی کسی حاکم کی تبدیلی کی درخواست کرتے - کبھی کسی حاکم کی معزولی کی التجا کرتے غرضکہ ہر طرح پر حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر تلے رہنے لگے - یہ لوگ تو در لنار - ائی دیکھا دیکھی انکے اتباع سے دیگر اشخاص جو عرب کے علاوہ دوسرے ملکونکے رہنے والے تھے اور اب اسلام نے انکو ایک درجہ ممتاز کر دیا تھا ان اعراب کے ساتھ نکتہ چینی اور حرف گیری مین شریک ہو گئے اور حکام و امرا بلاد پر ظلم و بیجا کاروائیونکے الزامات قائم کرنے لگے - ایک مدت قلیل ہی مین مدینہ منورہ مین صحابہ کرام کے کانون تک یہہ باتین پہونچ گئین جس سے ان لوگون نے اونکو بھی مشکوک و مشتبہ کر دیا اور وہ لوگ اکثر در پردہ اور کبھی علانیہ جناب عثمانؓ اور اونکے امرا کی معزولیت کی نسبت گفتگو کرنے لگے - صحابہ کرام نے اس نقص کے دفع کرنے اور اونکو راہ راست پر لانیکی یہہ فکر کی کہ جو لوگ مخالف تھے اونکو مجبور کیا کہ مختلف ممالک مین مختلف امرا و عمال کے پاس آدمیونکو بھیجکر انکی صحیح صحیح کیفیت دریافت کرائین - بعد تحقیق و تنقیح تمام

مناسب کارروائی کیجائیگی چنانچہ محمد بن مسلمہ۔ کوفہ کو۔ اسامہ بن زید بصرہ کے جانب۔ عبداللہ بن عمر شام کی طرف عمار بن یاسر بجانب مصر روانہ کئے گئے۔ علاوہ انکے اور لوگ بھی دریافت حال کی غرض سے مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔ ان سبھوں نے آکر بیان کیا کہ ہمنے کوئی امر نازیبا یا نامناسب کارروائی نہ تو عمال کی دیکھی اور نہ عوام الناس میں کسی قسم کا چرچا سنا۔ لیکن عمار بن یاسر کو بعض مفسدہ پرداز لوگوں نے ملالیا اور اپنی طرف مائل کرلیا۔ وہ بظاہر اون سے مل جل گئے

اخراج ابوذر غفاری رض

امام بخاری بروایت زید بن وہب نقل کرتے ہین کہ مین ربذہ مین پہونچا اور ابوذر رض سے ملا۔ مین نے انسے پوچھا۔ آپ کس وجہ سے یہان آے ہین۔ جواب دیا کہ مین شام مین تھا میرے اور معاویہ رض کے درمیان بحث ہوئی کہ آیہ کریمہ۔ الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ۔ ترجمہ۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہین اور راہ خدا مین نہین دیتے کسکے بارہ مین ہے۔ معاویہ رض کا قول تھا کہ اہل کتاب کے بارہ مین اوتری اور مین نے کہا نہین بلکہ یہہ عام ہے چاہے مسلمان ہو چاہے اہل کتاب۔ جو شخص روپیہ جمع کر رکھیگا اور خدا کی راہ مین نہ دیگا وہی اس آیت کا مصداق ہے۔ معاویہ رض نے میری شکایت جناب عثمان کو لکھی اونہون نے مجھکو مدینہ منورہ بلالیا۔ لوگون نے چارون طرف سے مجھکو گھیر لیا گویا مین ایک نیا آدمی تھا اس سے قبل مدینہ مین گیا نہ تھا اور نہ کسی نے مجھکو کبھی دیکھا تھا مین نے یہہ حال جناب عثمان رض سے عرض کیا آپنے فرمایا۔ اگر تم لوگون سے علیحدگی پسند کرتے ہو تو یہان سے قریب کوئی جگہہ تمہارے واسطے متعین کردی جاوے۔ مین نے کہا بہتر ہے۔ اوس روز سے مین یہان آکر مقیم ہوا۔ یہہ تو کوئی ایسی بات بھی نہین۔ خلیفہ کی اطاعت اور

اونکی خوشی ماننا ہرایک کا فرض منصبی ہے۔ خدا کی قسم۔ اگر کسی حبشی غلام کو سردار بنادین تو کیا ہم اوسکی اطاعت نہ کرینگے۔ (ازالۃ الخفاء)

حضرت ابوذر غفاری جلیل القدر صحابی ہین۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین یہہ شام مین چلے آے اور یہان جہاد کی نیت سے قیام کیا۔ حضرت معاویہؓ حاکم شام چونکہ عمارات نفیس و دیگر دنیوی تکلفات مین مصروف تھے ابوذرؓ اکثر اونپر طعن کیا کرتے۔ چونکہ معاویہؓ اونکے فراج سے واقف تھے ہنسکر ٹال جاتے۔ ابوذرؓ کے مزاج مین نہایت درجہ ورع و تقوی تھا۔ دینی باتون مین تو خیر دنیوی امور مین بہی لوگون سے یہ سختی و تشدد پیش آتے تھے۔ اونکا یہہ مقولہ تھا کہ کسی شخص کے پاس ایکدن سے زیادہ کہانا نہ ہونا چاہیئے۔ جسکے پاس اس سے زیادہ مال ہوگا وہ قیامت کے دن حسب وعید قرآن مجید۔ الذین یکنزون الذھب والفضۃ الخ عذاب الٰہی مین گرفتار ہوگا۔ (ابن خلدون)

امام بخاریؒ احنف بن قیس سے روایت کرتے ہین۔ احنف کا بیان ہے کہ مین ایکدن جماعت قریش مین بیٹھا تھا ایک صاحب موٹے کپڑے پہنے بہیئت زاہدانہ اوس مجمع مین آے اور سلام برسم اہل اسلام ادا کرکے کہا "مال دار جنکے پاس خزانہ کے خزانے جمع ہین اونکو خوشخبری ہو کہ قیامت کے دن پتہر گرم کرکے یا اونکی چاندی سونے کی سلین آگ مین خوب گرم کرکے اونکے سینہ پر رکہی جاوینگی کہ تمام اعضا کو جلا کر وہ پشت پر نکلین گی اور جب پشت پر رکہینگے تو وہ سینہ پر پہونچینگی" یہہ کہکر وہ سب سے الگ ایک ستون سے لگ کر بیٹھہ گئے (شاید یہہ مجمع کسی مسجد مین ہوگا) راوی کہتے ہین کہ مین اونکے پیچہے ہولیا اور پاس جاکر بیٹھہ گیا مین نہین جانتا تھا کہ یہہ کون شخص ہین۔ مین نے اونسے کہا۔ مجھکو خیال ہے کہ آپکے کلام سے سب لوگ ناخوش ہوے ہین۔

وہی شخص - یہہ لوگ محض بیوقوف - جاہل مطلق ہین - میرے خلیل دوست نے مجھسے فرمایا ہے -

مین - آپکے دوست کون ہین -

وہی شخص - جناب رسولخدا ہین - آپنے ارشاد فرمایا ہے "اے ابوذر کیا تم کوہ اُحُد کو دیکھتے ہو" مجھکو خیال ہوا کہ شاید حضور کسی کام کے واسطے مجھکو بہیجنا چاہتے ہین اور مین نے آفتاب کی طرف دیکہا تو دن بہت کم رہگیا تہا - کہا ہان - مین دیکھتا ہون - فرمایا "اگر کوہ احد سونیکا ہوجاوے اور اسقدر مجھکو ملے توبہی مجھکو بالکل خوش نہ آویگا مگر یہہ کہ اللہ کی راہ مین سب کو خیرات کردون" یہہ لوگ دنیادار نہین سمجھتے ہین اور دنیا جمع کررہے ہین - خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے -

مین - آپ اپنے بہائیون قریش کے پاس کیون نہین جاتے اور اونسے کچھہ لیتے

وہی شخص - خدا کی قسم مین اونسے کبہی دنیا کی ضروریات سے کچھہ سوال نہ کرونگا - نہ کوئی دین کی بات اونسے پوچھونگا مین اسی طرح اپنے خدا کے پاس چلا جاؤنگا

(ازالۃ الخفا)

غرضکہ ابوذرؓ مالدار شخص کو لعنت وملامت کیا کرتے تہے - انکا یہہ مطلب تہا کہ اپنے بہائی مسلمان کو جو تمسے محتاج ہے جو کچھہ تمہارے پاس تمہاری ضرورت سے فاضل ہو دیدیا کرو ابہی ان کا قیام شام مین تہا کہ اس اثنا مین ابن سبا بہی شام مین پہونچا اور ابوذر کا یہہ رنگ ڈہنگ دیکھکر اوسپر یہہ روغن قاز ملا کہ دیکہو معاویہؓ نے مسلمانونکے مال سے اپنا گہر بہرلیا ہے اور جو مال مسلمانونکا بیت المال مین ہے اور اوسمین سب کا حق ہے اوسکو بہی اللہ کا مال

بتلاتے ہین۔ اونکی غرض اس سے یہہ ہے کہ مسلمانونکا نام وحق اس مال پر باقی نہ رہ جائے تاکہ بیفکری کے ساتھہ اوسکو اپنے تصرف مین لائین۔ ابوذرؓ یہہ سبق پڑہکر معاویہؓ کے پاس آئے اور کہا تم مسلمانونکے مال کو خدا کا مال کیون کہتے ہو۔ امیر معاویہؓ نے کہا اے ابوذر تم پر خداکی رحمت ہو۔ کیا ہم اللہ کے بندے نہین ہین اور ہمارا یہہ مال کیا خدا کا مال نہین۔ ابوذر نے جواب دیا۔ ہان درست ہے اور درحقیقت جو تمنے کہا سب ٹھیک ہے مگر اسمین دھوکا پڑتا ہے بندہ کے مال کو تم خدا کا مال نہ کہو۔ حضرت معاویہؓ نے کہا۔ اچھا آیندہ سے ایسا نہ کرونگا اور بندونکے مال کو خدا کا مال نہ کہونگا۔ لیکن جناب ابوذرؓ نکو امیر معاویہؓ کے کہنے پر اطمینان نہوا۔ ابن سبا کی پٹی پڑہاے ہوے تھے لوگونکے سامنے حضرت معاویہؓ کی برائیان کرنا اور اون کی عیب گیری اور مذمت نہ چھوڑی۔ پہر ابن سبا ابوالدرداءؓ و عبادہ بن صامتؓ کے پاس آیا اور ان بزرگونکو بہی اپنے دام تزویر مین لانا اور گفتگوے ابلہ فریب سے راہ راست سے بہکانا چاہا جو گفتگو ابوذرؓ سے کی تہی وہی ان لوگون سے بہی کی مگر ان دونون صاحبون نے اوسکو ڈانٹ کر اپنے پاس سے نکال دیا بلکہ حضرت عبادہ بن صامتؓ ابن سبا کو پکڑکر امیر معاویہؓ کیخدمت مین لائے اور کہا۔ واللہ اس شخص نے ابوذر کو تمہاری مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور اسی شخص کی شرارت سے ابوذر تمہارے پاس آئے اور تم سے بحث کر گئے۔

الغرض ابوذرؓ اب علانیہ ہر جگہہ شام مین کہتے پہرتے تھے اور گویا انکا یہی وعظ تہا۔ اے مالدار دولتمند لوگو۔ فقیرون محتاجونپر خیرات کردو اور اللہ کے عذاب سے ڈرو کہ اوسنے سونا چاندی جمع رکہنے والیکو وعید سخت فرمایا ہے اور عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے۔ ایکدن رات کی خوراک سے زیادہ ہرگز نہ رکہو۔ ابوذرؓ نے اس باب مین اسقدر کوشش کی کہ شام کے تمام فقرا و محتاجین امرا و روسا سے سخت تقاضا کرکر وصول کرنے لگے اور دولتمندونکو

اونکے تقاضاے نا وقت و بے ہنگام سے تکلیف ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ جب لوگون نے ابوذر کی شکایتین کرنی شروع کین اور انکی شکایتونکی تعداد حد کثرت تک پہونچ گئی تو ایک شب حضرت معاویہؓ نے ایک ہزار دینار ابوذر کے پاس بھیجے۔ یہہ تو مال رکھنا حرام سمجھتے تھے سب کے سب رات ہی مین خیرات کر ڈالے۔

حضرت معاویہؓ نے نماز صبح کے بعد اوسی شخص کو جو ابوذر کو رات کے وقت دینار دے آیا تھا انکے پاس بھیجا اور اوسکو سمجھا دیا کہ تم ابوذرؓ پاس جاکر کہو "میری جان بچایئے۔ معاویہؓ مجھکو مار ڈالینگے۔ وہ دینار جو شب کو مین آپ کی خدمت مین لایا ہون دہوکے سے آپکے پاس لے آیا تھا معاویہؓ نے دوسرے کے پاس بھیجے تھے اب اگر مین حضرت معاویہؓ سے ظاہر کرونگا تو مجھکو جان سے مار ڈالینگے اور مین غریب مفلس آدمی ہون میرے پاس اسقدر کہان کہ خود دے دون"۔ چنانچہ وہ شخص ابوذرؓ کے پاس آیا اور اسی طرح بیان کیا۔ ابوذرؓ نے کہا "خدا کی قسم تمہارے دینارونمین سے ایک بھی صبح تک میرے پاس نہین رہا۔ البتہ مجھکو تین دنکی مہلت دو اس عرصہ مین جمع کرکے پورے ادا کر دونگا"۔ وہ شخص سکھلایا ہوا حضرت معاویہؓ کے پاس واپس گیا اور صورت حال ظاہر کی جناب معاویہؓ کو ابوذرؓ کے قول و فعل کی مطابقت معلوم ہوگئی۔ جناب عثمانؓ کیخدمت مین انکی شکایت لکھی کہ ابوذرؓ نے ناک مین دم کر رکھا ہے۔ انکے تقوی نے عام مین شورش ڈال رکھی ہے۔ اور تمام کیفیت ظاہر کی جناب عثمانؓ نے اسکے جواب مین ارقام فرمایا۔ فتنہ مثل شکاری جانور کی اپنے پنجے اور آنکھین نکالکر جست مارنے پر مستعد ہو رہا ہے۔ خبردار۔ تم وار نہ کرنا اور اوسپر ہاتھہ نہ چلانا۔ ابوذرؓ کو میرے پاس کیسکی ہمراہ بحرمت تمام بھیجدو اور خود تم اور نیز دیگر اشخاص ونسے کسی طرح کا تعرض نہ کرو۔ جناب معاویہؓ نے یہ حکم پاکر ابوذرؓ کو بعزت وحرمت مدینہ منورہ روانہ کیا۔ انکے ہمراہ انکے گھر والے جملہ اہل وعیال بھی تھے

ان لوگونکے پاس ایک تھیلی وزنی تھی کہ ایک آدمی بمشکل لیجا سکتا تھا۔ کسی نے اوس تھیلی کو دیکھکر کہا۔ ابوذر اللہ والے زاہد دنیا سے بیزار تو ہین مگر روپیہ پاس رہتا ہے۔ انکی بیوی نے سنکر کہا صاحبو۔ اسمین نہ روپیہ ہے نہ اشرفی۔ ہان پیسے ضرور ہین جب انکا وظیفہ مقررہ آتا تھا اُسکے پیسے گھر کے خرچ کو لا رکھتے تھے وہی پیسے اس تھیلی مین ہین۔ غرض ابوذرؓ جب مدینہ کے قریب پہونچے اور بمقام کوہ سلع انکا گذر ہوا تو کیا دیکھتے ہین کہ اس پہاڑ تک آبادی ہوگئی ہے۔ جا بجا لوگونکی نشستگاہین بنی ہین۔ لوگ رہتے بستے ہین۔ کہان وہ ویرانہ کہان یہ آبادی۔ سخت حیرت ہوئی۔ فرمایا۔ اب اہل مدینہ لوٹ مار کے منتظر رہین۔ عنقریب لوگ مدینہ کو لوٹین گے اور وہ لڑائی ہوگی جسکا نام عرصہ تک رہیگا۔

القصہ حضرت ابوذرؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین پہونچے۔ آپنے استفسار فرمایا۔ کیا وجہ ہے کہ اہل شام آپکی شکایت بہت کرتے ہین ابوذرؓ نے تمام واقعات بیان کیے۔ جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ۔ ہمپر واجب ہے کہ جو ہمارے ذمہ ہے اوسکو ادا کرین اور رعایا کو اونکی حال پر چھوڑ دین۔ عوام الناس کو زہد و تقویٰ کا سختی کے ساتھہ پابند کرنا دائرہ امکان سے باہر ہے۔ ہان خلاف شریعت وہ کوئی کام نہ کرنے پاوینگے اور مین اونکو حتی الامکان راہ راست پر لانیکی کوشش کرونگا۔ ابوذرؓ نے التماس کی۔ واللہ مین امراء و دولتمندونسے اوسوقت تک راضی ہونگا جبتک وہ کل مال و اسباب اپنا غریب پڑوسیون۔ اعزہ و اقارب اور دوستون پر وقف نہ کردین اور اپنے پاس صرف بقدر ضرورت رہنے دین۔ کعب الاحبارؓ بھی اس جلسہ مین موجود تھے بول اوٹھے جسنے اپنے فرائض ادا کردیئے اوسنے گویا کل حقوق اللہ کے ادا کردیے یہ سنکر ابوذرؓ نے لپک کر کعبؓ کے ایک عصا مارا کہ اونکا سر زخمی ہوگیا اور اونکو کلمات ناملائم اور سست الفاظ سے مخاطب کرکے کہا۔ اے یہودی بچہ۔ تو اور اس مسئلہ مین گفتگو کرتا ہے

جناب عثمانؓ کو ابوذرؓ کی یہ زیادتی سخت ناگوار گذری لیکن حلم وحیا سے کچھہ نہ بولے۔ کعب احبارؓ نے جناب عثمانؓ کو خجل دیکھکر ابوذرؓ کی خطا معاف کردی۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

ازالۃ الخفا مین ہے کہ جناب عثمانؓ نے کعبؓ سے فرمایا۔ عبدالرحمنؓ نے انتقال کیا اور مال چھوڑ گئے ہے اب انکا مال کیا کرنا چاہیئے۔ کعبؓ نے جواب دیا۔ اگر اس مال مین خدا کا حق پہونچتا ہے اور کسی بندہ کا حق اسمین نہین ہے تو کچھہ گناہ اونپر نہین۔ ابوذرؓ اس جلسہ مین موجود تھے اور اونکے ہاتھہ مین لاٹھی تھی اوٹھا کر کعبؓ کے سر پر ماری اور کہا۔ سنو مین نے جناب رسولخدا سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ اگر میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا اور مال و دولت ہو اور سب کو خدا کی راہ مین خرچ کرڈالون اور بقدر چھہ اوقیہ باقی چھوڑ کر مرجاؤن تو یہہ بھی مجھے پسند نہین۔ یہ کہکر جناب عثمان سے مخاطب ہوکر کہا۔ اے عثمانؓ۔ کیا آپنے یہ حدیث رسولخداؐ سے سنی ہے آپنے فرمایا۔ ہان۔

بعد اسکے جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ۔ خدا سے ڈرو۔ اپنی زبان اور ہاتھہ کو مسلمانون سے روکو۔ سختی خوب نہین۔ شیرین زبانی و دلجوئی کی عادت کرنا چاہیئے اور اگر تمسے اس طرح گذر و بسر لوگون کے ساتھہ ممکن نہین تو خود سب سے علیحدہ ایک کونہ مین بیٹھہ رہو اور سب سے الگ تھلگ اللہ اللہ کرکے باقی زندگی کے دن کاٹ ڈالو۔ ابوذرؓ نے عرض کیا۔ مناسب ہے مین ایسا ہی کرونگا کیونکہ جناب رسول خدا کی زبان مبارک کا ارشاد ہے "مسکین ابوذر تنہا جیا۔ تنہا مرا اور تنہا قیامت کو محشور ہوگا" اور نیز حضور کا ارشاد ہے اے ابوذر جب عمارت مدینہ کوہ سلع تک پہونچے اوسوقت تم مدینہ سے چلے جانا مین دیکھتا ہون کہ اب عمارت اور آبادی اوسی مقام تک پہونچ گئی ہے اور مجھپر واجب ہوگیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے ارشاد کی تعمیل کرون۔ جناب عثمانؓ نے اونکو مدینہ سے چلے جانے کی اجازت دی اور ساتھہ ہی اسکے

چند اونٹ اور دو خدمتگار بھی ابوذر کو دیئے۔ حضرت ابوذرؓ مع اپنے اہل وعیال کے ربذہ مین آکر مقیم ہوے۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے قریب ہے۔ ایک مسجد بھی یہان بنائی۔ جناب عثمانؓ نے اونکے واسطے جاگیر اور روزینہ بھی مقرر فرمایا جو اونکی حین حیات جاری رہا۔ ابوذرؓ مدینہ منورہ مین اکثر آتے جاتے رہتے تھے اس خوف سے کہ گانؤن مین رہتے رہتے دیہاتی گنوار نہ ہو جاوین جس دن ابوذرؓ ربذہ مین پہونچے ایک شخص مجاشع نام صدقات وصول کرنے پر حاکم تھے نماز کے وقت حضرت ابوذرؓ نے اونسے کہا کہ امامت کیجئے اونھون نے انکار کیا اور کہا مین امامت نہین کرتا بلکہ آپ ہی نماز پڑہائین۔ ابوذرؓ نے کہا۔ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تمپر غلام نکٹا حاکم کر دیا جاوے تو اوسکی بھی اطاعت کرو تو اگرچہ تم غلام ہو مگر تمہاری ناک صحیح وسالم ہے پھر انکار کیون کرتے ہو تمہارے ہوتے مجھکو حق امامت کسیطرح نہین۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

ایک روایت مین ہے کہ جب ابوذرؓ مدینہ منورہ سے باہر جانے لگے جناب عثمانؓ نے حکم دیا کہ کوئی شخص انکو رخصت کرنے انکے ساتھہ نہ جاے۔ اتفاقاً جناب علیؓ وعمار بن یاسرؓ ابوذرؓ کو پہونچانے مدینہ کے باہر تک گئے۔ مروان بن حکم راہ مین ملے اور دونونکو روک کر کہا۔ ایسی بات آپ کیون کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ کے خلاف حکم ہو۔ حضرت علیؓ اور مروان مین اس باب مین گفتگو اور بحث ہوئی۔ حضرت علیؓ نے مروان کے اونٹ کے سر پر ایک کوڑا لگایا۔ مروان نے جاکر جناب عثمانؓ کی خدمت مین شکایت کی۔ جب جناب عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے باہم ملاقات ہوئی جناب عثمانؓ نے فرمایا "مروان کو آپسے شکایت ہے کہ آپنے اونکے اونٹ کے سر پر کوڑا مارا ہے" حضرت علیؓ نے جواب دیا "میرا اونٹ آپ کے دروازہ پر کھڑا ہے آپ مروان کو حکم دین کہ میرے اونٹ کے سر پر کوڑا ماراوین اور بدلہ لیکر

اپنا جی خوش کر لین ۔“ (روضۃ الصفا)

اس روایت سے جناب عثمان رضؓ کا لوگونکو منع کرنا کہ ابو ذر رضؓ کے ساتھہ اونکو رخصت کرنے کوئی نہ جاے ظاہر ہوتا ہے مگر آپکے برتاؤ اور ظاہری معاملات سے یہہ امر بعید نظر آتا ہے۔ ابو ذر رضؓ کی عزت و حرمت کرنا اس روایت کی تکذیب کرتا ہے۔ بر تقدیر صحت ممکن ہے کہ بغرض اظہار تہدید و تنبیہہ ہو۔ اب ہمارے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ ابو ذر رضؓ کو مصلحتہً جناب عثمان رضؓ نے ربذہ مین رہنے کا حکم نہین دیا بلکہ خود ابو ذر رضؓ نے خواہش کی۔ لوگونکا یہہ خیال کہ امیر معاویہ نے شام سے نکال دیا اور جناب عثمان رضؓ نے مدینہ سے باہر کیا محض بے اصل و بے بنیاد ہے۔ اصل واقعہ جو کچھہ ہے ہمنے نقل کر دیا۔ لوگون کا زعم و گمان باطل ہے کیونکہ کتب تواریخ و نقل ثقات اسکی شہادت نہین دیتے۔ بفرض تقدیر یہہ واقعہ صحیح ہی مان لیا جاوے تو جناب عثمان رضؓ مسلمانونکے امیر و امام تہے اونکو یہہ حق حاصل تہا کہ مسلمانونکو ادب سکہاتے۔ اگر اونہون نے کسیکو نکال دیا تو کیا بیجا کیا۔ ابو ذر کے مزاج مین کسقدر سختی تہی اور لوگونکے ساتہہ اونکا برتاؤ کسطرح تہا۔ بات بات پر لڑ بیٹھنا غصہ مین آپے سے باہر ہو جانا جیسا ہمنے اوپر نقل کیا ہے اونکی عادت تہی۔ لوگونمین اونکی ذات سے اور اونکی سخت کلامی سے فتنہ و فساد کا خوف تہا۔ اگر جناب عثمان رضؓ نے رفع فساد کی غرض سے ایسا فعل کیا تو کیا مضائقہ۔ ایسے واقعات کو امام وقت کے حق مین طعن و تشنیع کا سبب ٹہیرانا نہایت مکروہ و نازیبا ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضؓ نے آخر زندگی تک ربذہ مین قیام کیا اور وہین انتقال فرمایا۔ ربذہ مین اونکی قبر مشہور ہے۔

اس ۳۰ھ مین جناب عثمان رضؓ نے جمعہ کے روز تیسری اذان زیادہ فرمائی۔ یہ اذان بمقام زوراء ہوتی تہی۔ حاطب بن بلتعہ۔ عمرو بن ابی سرح فہری بدری۔ مسعود بن ربیع۔ ان بزرگون نے

انتقال فرمایا۔ ابن ربیعہ بن عمر وقاری نے انتقال کیا۔ یہہ بدر مین شریک ہوے ہین اور
انکی عمر ساٹھہ برس سے زیادہ ہوگئی تھی۔ عبداللہ بن کعب بن عمر انصاری نے بھی انتقال کیا
یہ بھی جنگ بدر مین شریک ہوے ہین۔ عبداللہ بن مظعون حضرت عثمان رضؓ کے بھائی اور جبار
بن صخر نے اسی سنہ مین انتقال کیا۔ یہ دونون بدری ہین۔



غزوہ ذات السواری

اسمین مؤرخین کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہہ جنگ ۳۴ھ مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین
کہ ۳۱ھ مین واقع ہوئی بہر کیف بعد فتح افریقہ کے یہ واقعہ گذرا ہے جیسا ہم مجملاً اوپر لکھہ آئے ہین
اس جنگ کا سبب مؤرخین اس طرح لکھتے ہین کہ قسطنطین بن شاہ ہرقل قیصر روم کو جب
معلوم ہوا کہ مسلمانون نے ملک افریقہ پر قبضہ کرلیا ہے تو اوسنے ایک لشکر عظیم جمع کیا
اور چھہ سو کشتیان تیار کرکے اپنی فوج کو لیکر بمقابلہ اہل اسلام براہ دریا روانہ ہوا۔ اسوقت
ملک شام کے حاکم حضرت معاویہ رضؓ تھے اور بلاد مصر پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سردار تھے
ممالک بحری بھی انکے قبضہ مین تھے۔ قسطنطین خود ادہر سے اپنی فوج لیکر براہ دریا جانب
اسکندریہ روانہ ہوا اور تیس ہزار کی جمعیت حضرت معاویہ رضؓ کے مقابلہ کو روانہ کی۔ یہ فوج لشکر
معاویہ رضؓ سے بمقام جیلولا ملی۔ دونونکا مقابلہ ہوا۔ حضرت معاویہ رضؓ نے اس لشکر کو پامال کردیا
اور اونکی جمعیت کو پراگندہ و برباد کرکے خود ایک لشکر لیکر دریا کی راہ سے قسطنطین کے
مقابلہ کو روانہ ہوے۔ مصر سے عبداللہ بن سعد با فوج جرّار و غازیان شجاعت آثار دریا کی
راہ سے ادہر کو چلے۔ یہہ دونون لشکر شامی و مصری اثناء راہ مین ملکر منتظر فوج روم تھے۔

اتفاق کی بات کہ ہوا کا رخ اسی طرف تہا جس طرف مسلمان تھے۔ فوج روم بہی آگئی اور دونون طرف کے لشکر عین دریا مین کشتیونکو لنگر کرکے ٹہیر گئے۔ اسوقت ہوا کو بہی سکون تہا۔ باہم یہہ امر طے ہوگیا تہا کہ رات کے وقت جنگ نہو۔ طرفین کی رات امید و بیم کی حالت مین گذری۔ مسلمان اپنے خداے برحق کی عبادت مین مصروف اور قرآن خوانی کرتے رہے۔ نماز ین پڑہا کئے۔ دعاے فتح و نصرت مانگتے رہے۔ رومیون نے ناقوس نوازی مین رات گذاری۔

صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکر اپنی اپنی کشتیان مقابلہ مین لای اور باہم ملا کر باندہ دین اب لڑائی شروع ہوگئی۔ تلوارون خنجرون نے کام دینا شروع کیا۔ بہادران اسلام کو کبہی اس بحری جنگ کا اتفاق نہوا تہا مگر کسی طرح ہراسان و خائف نہ تھے۔ بڑہ بڑہ کر دشمنان خدا پر وہ وہ وار کئے کہ انکا رخ پہر گیا۔ لشکر اسلام مین سے بہی بہت سے مسلمان شہید ہوے اور رومیو نکے لشکر کی تو صفائی ہوگئی۔ بیشمار ہزارون پیدل و سوار طعمۂ نہنگ اجل ہوے۔ ہزارون بغیر لڑے کشتیونکے ساتہہ قعر دریا مین اپنی اپنی آبرو لیکر ڈوب مرے۔ مسلمانون نے کشتیان توڑ ڈالین اور اونکو دریا مین غرق کر دیا۔ اس جنگ مین مسلمانون نے نہایت جفاکشی کی اور بڑے صبر و تحمل سے تکالیف کو برداشت کیا۔ لطف خداے کریم انکے شامل حال تہا۔ فتح و نصرت نصیب دوستان خدا ہوئی۔ ذلت و خواری شکست و بدنامی کے ساتہہ ایک کشتی پر باقی ماندہ رومی جماعت کے ہمراہ قسطنطین زخمی ہوکر بہاگا اور صقلیہ مین جا کر دم لیا۔ یہہ مقام دریا کے کنارہ پر واقع اور روم کا ماتحت تہا۔ اہل صقلیہ اسکے فرار سے بیزار ہوے اور کہا تو نے تمام فوج کٹوا ڈالی۔ مردان کار زار و بہادران واقف کار کو قتل کرا دیا۔ اب اگر مسلمان یہان آکر ہمپر حملہ کرین تو ہمارے پاس کوئی ایسے سپاہی دلاور جانباز نہین رہے کہ ہم اونکے بہروسہ پر مسلمانونکے مقابلہ کو نکل کہڑے ہون۔ تو نے تو نام ڈبو دیا۔ تجکو غیرت نہ آئی۔ زرد رو بیحیا ہم لوگون کے پاس آیا ہے اور

فخریہ اپنی ذلت وخواری بیان کر رہا ہے۔

جہاز م راتباہ کردی تواے شاہ	ترا من ناخدا دانستہ بودم

اسکے بعد غسل کے حیلہ سے اوسکو حمام مین تنہا لیگئے اور اوسی مقام پر اوسکو ٹھنڈا کر دیا۔ اوسکے ساتھی جب اوسکی موت سے واقف ہوئے کشتی پر سوار ہوکر قسطنطنیہ بھاگ گئے اور شاہ روم کو اوسکے فرزند کے واقعہ سے خبر دی۔ رومیونکو اس شکست فاش سے سخت صدمہ پہونچا۔ اونکو خیال تھا کہ عرب صرف خشکی کی سوار وعرد میدان کارزار ہین جنگ بحری مین بالکل بودے وناتجربہ کار ہو نگے مگر ان بحری لڑائیوں سے اونکا خیال بدل گیا۔ اب اونکو اپنے ملک جانیکا بالخصوص دارالسلطنت کا خوف غالب ہوگیا۔ مسلمانونکو اس جنگ بحری مین کامیاب پاکر انکے سب حوصلے پست اور ہمتین شکست ہوگیئن۔ افسوس اگر جناب عثمان رض کے عہد خلافت مین تغیرات واختلافات عظیم نہ واقع ہوتے تو قسطنطنیہ فتح ہوجانا کون بڑی بات تھی۔ (حقائق الکلام)

چونکہ اس بحری لڑائی مین کشتیان بکثرت تھین اسلئے اسکا نام ہی ذات السواری ہوگیا اور جس مقام پر یہ جنگ ہوئی وہان کا نام بھی یہی مشہور ہوا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح والی مصر بعد فتح ذات السواری مین کچھ عرصہ تک مقیم رہے اور بعد انتظام ان ممالک مفتوحہ ومقبوضہ کے اپنے دارالحکومت کو واپس گئے۔ اسی زمانہ مین اس غزوہ سے قبل بعض اصحاب نے جناب عثمان رض کی طعن وتشنیع مین لب کھولے اور آپکے عیوب اور خطائین نکالنا شروع کین۔ محمد بن ابی حذیفہ رض اور محمد بن ابی بکر رض سب مین اول ہین جنہون نے حضرت عثمان رض کے بارہ مین الفاظ ذیل کہے۔

جناب ابوبکر صدیق رض اور جناب عمر فاروق رض کے خلاف کارروائیان ہونے لگین۔

عبداللہ بن سعد جسکا خون جناب رسول خدا صلعم نے مباح فرما دیا تھا اور قرآن شریف نے جسکے کفر پر فتویٰ دیا ایسے شخص کو بلا کر عثمان نے مسلمانون پر سردار کیا۔

ہیئے
جن لوگونکو جناب رسولخدا نے نکال دیا (جیسے ولید بن عقبہ) عثمانؓ اونکو بلا بلا کر عہدے اور منصب عطا کرتے ہین۔

ہائے
صحابہ کبارؓ جو کہ جلیل القدر عہدون اور کامون پر آنحضرت صلعم اور حضرات شیخین رضکے زمانہ مین مامور تھے۔ (جیسے ابوموسی اشعریؓ) اب وہ موقوف کیے جاتے ہین اور بجاے اونکے نئے نئے لوگ جیسے سعید بن العاص۔ ابن عامر۔ (حضرت عثمان رضکے رشتہ دار) والی ملک اور سردار ہوتے ہین۔ قدامت و شرافت کا لحاظ نہین رہا۔ رشتہ و قرابت کا اب کام ہے۔

اس قسم کی باتین شروع مین خفیہ ہوتی رہین مگر بات چھپانے سے چھپتی نہین خصوصًا
ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔ شدہ شدہ یہ باتین عبداللہ بن سعد کے کانون تک پہونچین۔ اور چونکہ اس قسم کی باتونکی ابتدا قبل اس غزوہ کی ہوئی تھی اہل اسلام روانگی کو آمادہ تھے اور سب کو کشتیان مل گئی تھین اسلئے عبداللہ بن سعد امیر لشکر نے حذیفہ اور محمد بن ابی بکرؓ کو کہلا بھیجا کہ آپ دونون صاحب علیحدہ کشتی مین سوار ہون ہمارے ساتھہ ایک جگہہ نہ بیٹھین یہہ دونون صاحب دوسری کشتی مین سوار ہوے۔ انکے ساتھی قوم قبط کے چند لوگ تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ان دونون صاحبونکو بمقابلہ اور مسلمانونکے کفار کم ملے اور لڑائی کا بھی موقع بہت کم ہاتھہ آیا۔ لوگون نے انسے دریافت کیا کہ تم اہل اسلام سے الگ تھلگ کیون لڑتے ہو۔ انہون نے جواب دیا کہ عثمان رضنے عبداللہ بن سعد کو عامل کرکے بھیجا ہے اور عثمان رضنے ایسے ایسے (آپکی نسبت امور خلاف واقع بیان کرکے) کام کیئے ہین۔ عبداللہ بن سعد کو اونکی یہہ کارروائی بھی معلوم ہوگئی۔ اس مرتبہ ان کو منع کیا اور بہ سختی تمام اور دہمکی کے ساتھہ اس فضول گفتگو سے روکا مگر کہنے والے کب باز آتے ہین۔ ان دونونکی ایسی گفتگو سے عام لوگونکے دلونپر اثر پڑا اور جو الفاظ نامناسب اپنے خلیفہ کی شان مین

گئے انکو ناریا تھی وہ بلا تکلف عوام کی زبان پر جاری ہو گئے۔ (ابن اثیر)

فتح خراسان

عہد خلافت فاروقی میں ابو موسیٰ اشعری والی بصرہ نے عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی کو ایک لشکر کا سردار کرکے خراسان روانہ کیا تھا طبسین تک پہونچے طبسین دو قلعے ہین ایک کا نام طبس ہے۔ دوسرے کا کرین۔ یہہ دونون قلعے خراسان کے دروازے ہین عبداللہ بن بدیل نے اوس نواح مین بہت کچہہ مال غنیمت حاصل کیا۔ اہل طبسین جناب عمر فاروق رض کی خدمت مین حاضر ہوے اور ساٹہہ ہزار یا چہتر ہزار پر صلح ہو گئی۔ بعض کہتے ہین کہ عبداللہ بن بدیل خود اصفہان گئے تہے اور صلح کرلی تہی۔ (علامہ بلاذری)

زمانہ خلیفہ ثانی مین جب اہل فارس شکست کہا کر بہاگے اور اونکا بادشاہ یزدجرد بعد فتح جلولا کے رَے چلا گیا اور مرزبان رَے کی بیوفائی سے رَے سے اصفہان گیا جب وہان بہی فتوحات اسلامی نے اوسکو چین سے نہ بیٹہنے دیا تو کرمان آیا اور پہر وہان سے واپس ہو کر مرو (سرزمین خراسان) مین آکر قیام کیا اور یہہ خیال کرکے کہ عرب کی فتوحات سرحدی مقامات تک پہونچ کر ختم ہو جاوینگی اور یہانتک اونکا قدم نہ آویگا آتشکدہ بنا کر آرام سے بسر کرنے لگا اور اسلامی سلطنت کے درہم برہم کرنے کی غرض سے ہرمزان۔ اہل اہواز غیرزان اور اہل جبال کو مسلمانونکے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ یہہ لوگ بدعہدی کرکے مسلمانونکے مقابل آے اور اس خلاف و بغاوت کا ذائقہ بہی چکہہ لیا اور اپنے کیے کی سزا کو پہونچ گئے۔ اس آتش فساد و شرارت عناد اہل فارس و ایران کو بالکلیہ دفع کرنیکی طرف جناب عمر فاروق رض نے توجہ فرمائی اور چاہا کہ مملکت فارس پر عام لشکر کشی ہو اور تمام

بلاد پر اسلامی قبضہ ہو جاے تاکہ یزدجرد کو کسی شہر مین بہاگ کر جانے اور وہان والونسے مدد لیکر مسلمانونکے مقابلہ کو نکلنے یا وہان والونکو بہکا کر مسلمانونسے لڑوا دینے کا موقع نہ رہے۔ اس غرض سے جناب فاروق نے متعدد علم تیار کرکے نامی نامی افسرونکو اطراف بلاد فارس مین روانہ فرمایا۔ منجملہ انکے احنف بن قیس کو خراسان کا علم عنایت ہوا۔ وہ شاہ ہیا ۲۲ھ مین خراسان کو چلے اور طبسین ہوکر ہرات پہونچے۔ یہہ مقام جنگ سے فتح کرکے صحار بن فلان عبدی کو اپنا نائب کرکے مرو شاہجہان کا رخ کیا۔ یزدجرد شاہ فارس یہان مقیم تہا اور یدانست خود یہہ جگہ ماموں ومحفوظ سمجھکر اپنی اوقات بیفکری سے بسر کرتا تہا جب خبر آمد مسلمانونکی پہونچی مجبور یہانسے مرو روز چلا گیا۔ احنف نے مرو شاہجہان پر قبضہ کرکے مرو روز پر لشکر کشی کی۔ یزدجرد مقابلہ نہ کرسکا جی چرا کر یہانسے بہی بہاگا اور سیدہا بلخ پہونچا احنف نے مرو روز پر قبضہ کرکے بلخ کا رخ کیا۔ یزدجرد یہانسے بہی فرار اختیار کرکے دریا عبور کر خاقان کی حکومت مین چلا گیا۔ احنف نے موقع مناسب پاکر ہر طرف فوجین بہیجین خراسان کو نیشاپور سے طخارستان تک فتح کرلیا۔ مرو روز کو صدر مقام قرار دیکر طخارستان کی حکومت ربعی بن عامر کو دی۔ احنف کو حکم فاروقی پہونچا کہ جہانتک پہونچ چکے ہو اب وہین بس کرو دریا سے آگے نہ بڑہو۔ ادہر خاقان چین نے اپنے مہمان عزیز یزدجرد کی بڑی خاطرداری کی اور ایک فوج لیکر بغرض امداد اوسکے ساتھہ ہوکر خراسان کو روانہ ہوا۔ احنف بعد انتظام ممالک ان دنون بلخ مین مقیم تہے۔ خاقان کی آمد سنکر مرو روز مین پہونچکر بانتظار خاقان وہان مقیم ہوے۔ خاقان بلخ ہوتا ہوا مرو روز پہونچا۔ یزدجرد اس سے علیحدہ ہوکر مرو شاہجہان کی طرف بڑہا۔ احنف نے کہلے میدانمین لڑنا مناسب نہ جانا نہر عبور کرکے ایک میدان مین جسکی پشت پر پہاڑ تہا صف آرائی کی۔ مدت تک دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی

رہین۔ ایک روز صبح کو احنف میدان جنگ مین گئے۔ اودہر سے ایک پہلوان طبل و علم لئے ہوے اپنی فوج سے نکلا اور انکے مقابلہ مین ٹہیرا۔ احنف نے اوسپر حملہ کیا اور آخرکار نیزہ کا ایسا وار اوسپر کیا کہ وہ زمین پر مردہ ہوکر گرا۔ اسکے بعد دو بہادر اور میدان مین آے اور وہ بہی احنف کے ہاتہہ سے مارے گئے۔ پہر خود خاقان چین میدان مین آیا اور اپنے بہادرونکو مقتول دیکہکر نہایت مغموم ہوا اور اوسیوقت اپنی فوج لیکر واپس چلا گیا۔ یزدجرد کو یہ خبر مروشاہجہان مین ملی۔ وہ وہان محاصرہ کئے ہوے تہا فتح سے مایوس ہوکر خزانہ وجواہرات جمع کرکے خاقان کے پاس چلے جانیکا قصد کیا۔ امراے دربار نے منع کیا اور مسلمانون سے صلح کرلینے کی راے دی کیونکہ ترکون سے مسلمان ایفاء وعدہ اور پابندی معاہدہ مین اچہے ہین لیکن یزدجرد نے اونکا کہنا نہ مانا۔ اون لوگون نے بلوہ کردیا اور سب سامان یزدجرد سے چہین لیا۔ وہ بیچارہ بے سروسامانی کے ساتہہ خاقان چین کے پاس چلا گیا اور آخر عہد فاروقی تک بمقام فرغانہ دارالسلطنت ترک مین مقیم رہا۔ پہر جب عہد خلافت جناب عثمانؓ مین اہل خراسان نے بغاوت کی یزدجرد ترکستان سے آکر انہین لوگون مین مل گیا سنہ ۳۰ھ مین جب عبداللہ بن عامر بصرہ سے نکلکر فارس کو دوبارہ فتح کرکے یزدجرد کے تعاقب مین روانہ ہوے اوسوقت یزدجرد جور مین تہا۔ وہان سے بہاگ کر اردشیرخرہ پہر کرمان پہر خراسان پہر مرو پہونچا اور اوسی اطراف مین مارا گیا جسکا قصہ تفصیل کے ساتہہ آگے آویگا۔

خراسان کے حدود یہ ہین۔ مشرق مین بعض بلاد توران۔ بدخشان بعض بلاد سیستان ونیمروز۔ مغرب مین عراق عجم و خوزستان جنوب مین فارس و کرمان اور شمال مین خوارزم و دہستان مشہور شہر یہ ہین۔ فاریاب۔ نیشاپور۔ طوس۔ اسفرائن۔ سرخس۔ زوزان۔ ہرات بلخ۔ مرورود۔ اور مروشاہجہان۔

بعد شہادت جناب فاروقؓ اہل خراسان نے بہی بغاوت پر کمر باندہی۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ بعد انتظام ملک فارس اس طرف متوجہ ہوے۔ سرداران لشکر نے بہی جنگ خراسان کی راے دی۔ حبیب بن اوس تمیمی نے کہا۔ اے سردار۔ آپکے سامنے بہت بڑی زمین ہی جسمین سے ایک حصہ قلیل فتح ہوا ہے اور وہ بہی بسبب بغاوت وسرکشی والیان ملک کے قابل جنگ ہوگیا ہے۔ آپ اپنا لشکر آگے بڑہایئے۔ خداوند تعالیٰ ہمارا آپکا یار ومددگار ہے۔ اوسکے لطف ومہربانی سے یہ مہم بہی سرہو گی۔ عبداللہ بن عامر تو دل مین یہ ٹہیراے ہوے تہے یہ بات پسند نہ آئی کہ اور لوگونکی راے پر عمل کرنا ظاہر کرین اسواسطے حبیب کو جواب دیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ ہمکو خراسان کی لڑائی کا حکم نہین ہوا ہے؟ بعض کا قول ہی کہ عبداللہ بن عامر بعد فتح فارس کے بصرہ واپس گئے۔ یہان اصطخر دارالسلطنت فارس پر شریک بن اعور حارثی کو اپنا نائب کر گئے تہے۔ اونہون نے اصطخر مین مسجد بنوائی۔ الغرض جب بصرہ پہونچے تو احنف بن قیس اور حبیب بن اوس انکے پاس آے اور کہا۔ خدا کے فضل وکرم سے آپکے دشمن آپسے گریزان وترسان ہین۔ اسلام کے نام سے اونکے دل ہل جاتے ہین۔ غازیان شجاعت آثار کے اوصاف سنکر بدنمین لرزہ پڑجاتا ہے۔ خدا کا ملک بہت وسیع ہے۔ آپ جہاد کو نکلیے اور دین اسلام کی اشاعت اور اوسکی حمایت مین کوشش کیجیے۔ خداوند تعالےٰ آپکا ناصر ومددگار ہے وہ اپنے دین کو ضرور قوی کرکے عزت دیگا اور سب دینونپر غالب فرماویگا۔ عبداللہ بن عامر کا ارادہ پہلے ہی سے تہا لوگونکے راے دینے اور تحریک سے سامان روانگی کر دیا۔ اپنی جگہہ بصرہ مین زیاد بن عامر کو نایب کیا اور شہر کرمان کا قصد کیا جہان بغاوت کی آگ مشتعل ہورہی تہی۔

اہل کرمان کی گوشمالی وسرکوبی کو مجاشع بن مسعود سلمی جو صحابی ہین مقرر ہوے۔

سجستان پر ربیع بن زیاد حرثی کو روانہ کیا اور اہل سجستان سے جہاد کرنے کا حکم دیا کیونکہ ان لوگون نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ خود فوج جرار لیکر نیشاپور کا رُخ کیا۔ عبداللہ بن عامر کے مقدمۃ الجیش پر احنف بن قیس سردار تھے طبسین والون نے بغیر جنگ صلح کرلی اور جو کچھ زمانہ سابق مین ادا کرتے تھے وہی قایم رکھا طبسین سر خراسان کی راہ ہے اور جو شخص خراسان کا قصد کرے تو پہلے یہی دونون قلعے پڑینگے۔ (ابن اثیر)

احنف بن قیس طبسین سے آگے بڑہے۔ لوگون سے دریافت کیا کہ اب یہانسے قریب کون شہر ہے۔ لوگون نے قوہستان بتلایا۔ احنف کو قوم ہیاطلہ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ لوگ ترکی نسل مین اور بعضے کہتے ہین کہ دراصل اہل فارس ہین اس قوم مین فعل لواطت رائج ہوگیا تھا اسواسطے فیروز نے انکو اپنے ملک سے نکال دیا پھر یہ ترک سے مل گئے۔ گرد و نواح قوہستان مین رہتے اور اہل قوہستان کے معاون و مددگار تھے۔ (علامہ بلاذری)

احنف نے انکو شکست دی اور قوہستان پر پہونچکر محاصرہ کرکے سنگباری شروع کردی۔ اس درمیانمین عبداللہ بن عامر سپہ سالار خود آگئے۔ اہل قوہستان نے چھہ لاکھ درہم سالانہ پر صلح کرلی اور لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ بعضے کہتے ہین کہ مہم قوہستان پر اُسیر بن احمر لیشکری سردار کرکے بہیجے گئے تھے۔ ملک قوہستان کو اب بلاد بکر بن وائل کہتے ہین۔

اس معرکہ فتح کے بعد عبداللہ بن عامر نے اعمال نیشاپور پر مختلف فوجین بہیجین چنانچہ رستاق زام۔ باخرز۔ جوین وغیرہ بزور تیغ خونریز فتح ہوے۔ اسود بن کلثوم عدوی۔ بیہق (اعمال نیشاپور) پر حملہ کیا۔ اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار مین ایک سوراخ ہوگیا تھا جس کی راہ سے اسود شہر مین داخل ہوے۔ انکے ہمراہ چند اشخاص وہین پہونچ گئے جنھون نے دشمنان اسلام پر تلوار سنبھالی۔ اہل شہر روزن کو روک کر کہڑے ہوگئے۔ خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی

اور اسود اس لڑائی مین شہید ہوے - انکے بہائی ادہم بن کلثوم نے علم لشکر کو سنبہال لیا اور نہایت ہمت وشجاعت سے دلیرانہ دشمن کے مقابلہ مین اڑے رہے اور بالآخر بیہق کو فتح کرلیا۔ اسود کی دعا تہی کہ خدا اونکو قیامت کے روز درندونکے پیٹ سے اوٹہاے اسلیے اونکے بہائی نے اونکو دفن نہ کیا اور مسلمان جو انکے ساتہہ شہید ہوے تہے وہ دفن کردئے گئے اس اثنا مین ابن عامر نے پشت اعمال نیشاپور سے اور اسفرائن - خواف - ارغیان کو فتح کرکے مضافات نیشاپور پر قبضہ کرکے خاص نیشاپور کا قصد کیا اور ایک ماہ کامل نیشاپور کا محاصرہ کئے رہے - شہر نیشاپور چار حصوں پر منقسم تہا ہر ایک حصہ کا مرزبان فارس کی طرف سے جدا جدا مقرر اور اپنے حصہ مفوضہ پر حکمران تہا انمین سے ایک نے عبداللہ بن عامر کے پاس پیغام بہیجا کہ اگر آپ مجہکو امان دین تو مین آپکے واسطے شہر کا دروازہ کہول دون تاکہ نہایت آسانی سے شہر پر آپکا قبضہ ہوجاوے - ابن عامر نے منظور کرلیا - رات کے وقت دروازہ کہل گیا - چند سپاہی شہر مین داخل ہوے - شہر کے تمام دروازے کہول دئے اور لشکر اسلام شہر مین داخل ہوگیا -

مرزبان اکبر (جو چارون مین بڑا حاکم تہا) یہہ رنگ دیکہکر بہاگا نکلا - سراسیمہ وششدر مع چند سپاہیونکے قلعہ بند ہوگیا - عساکر اسلامی نے قلعہ پر دہاوا کردیا - جب قلعہ والون نے دیکہا کہ یہہ سیلاب کسی ڈہب نہ رکیگا بلکہ آناً فاناً سب کو نیست ونابود کرڈالے گا - مجاہدین اسلام کی تلوار جب نیام سے باہر آئی دم بہر مین صفین الٹ دیگی - ہزارون لاکہون تکے پرے چشم زدن مین صاف ہوجائینگے - انسے بجز صلح وآشتی - عجز وانکساری - اطاعت وفرمانبرداری کے جان بچانا غیر ممکن ہے تو نا چار خواہان امان ہوے اور دس لاکہہ درم سالانہ جزیہ مقرر کرکے صلح کرلی - اب تمام نیشاپور مین دین اسلام کی شعاعین پہیل گئین -

فتح وظفر کے بعد ابن عامر نے اپنی جانب سے قیس بن ہثیم سلمی کو عامل نیشاپور کردیا اور ایک لشکر نسا اور ابیورد پر بہیجا۔ دوسرا سرخس کو روانہ کیا۔ اہل نسا و ابیورد لشکر اسلام کو دیکھتے ہی جزیہ دینے پر راضی ہوے اور یہہ شہر صلح سے فتح ہو گئے۔

جو لشکر سرخس کو بسرداری عبداللہ بن خازم سلمی گیا تہا اوس سے والی سرخس نے مقابلہ کیا دو چار لڑائیون کے بعد سو آدمیونکے امان پر شہر سپرد کردینے کا اقرار کیا۔ اہل اسلام نے یہ شرط قبول کرلی۔ والی سرخس آدمی شمار کرتے وقت اپنے کو بہول گیا اور سو آدمی گن لئے۔ سردار عساکر اسلامی نے اوسکو قتل کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد مرزبان طوس نے آکر چہ لاکہ درم جزیہ پر مصالحت کرلی۔ (ابن اثیر)

امام بلاذری فرماتے ہین کہ عبداللہ بن خازم جب سرخس پہونچے اولاً اہل سرخس سے لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب آے۔ پہر زادویہ مرزبان سرخس نے امان طلب کی اور یہ شرط کی کہ سو آدمیونکی جان بخشی کی جاوے اور جو عورتین مسلمانون نے مال غنیمت مین سے لی ہین وہ واپس دی جاوین۔ سردار لشکر اسلام نے یہ شرط منظور کی اور صلح تمام ہوئی۔ سرخس سے ابن خازم نے ایک لشکر بسرداری یزید بن سالم مولی شریک بن اعور کیف وبینہ پر بہیجا یہ دونون مقام بہی جنگ سے فتح ہوے۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر نے ہرات کے جانب ایک لشکر روانہ کیا جسکے سردار بروایت ابن اثیر عبداللہ بن خازم اور بروایت امام بلاذری اوس بن ثعلبہ بن رقی یا خلید بن عبداللہ ثقفی تہے۔ مرزبان ہرات کو جب خبر آمد لشکر اسلام پہونچی جنگ مین اپنا نقصان سمجہکر صلح کی جانب مائل ہوا اور ابن عامر کے پاس آکر صلح کرلی۔ ہرات بادغیس بوشنج ان تینون مقام پر ایک شخص حاکم تہا۔ انکا دارالحکومت ہرات تہا۔ ایک روایت ہے کہ ابن عامر نے ہرات پر فوج کشی کی اولاً جنگ ہوئی بعدہٗ دس لاکہ درم سالانہ پر صلح ہو گئی۔

عبارت صلحنامہ جو عبداللہ بن عامر کی طرف سے تھی اور ربیع بن شل نے لکھا تھا یہہ ہے۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذا ما امر بہ عبداللہ بن عامر عظیم ھراۃ و بوشنج و بادغیس۔ امرہ بتقوی اللہ ومناصحۃ المسلمین و اصلاح ما تحت یدیہ من الارضین وصالحہ عن ھراۃ سھلہا وجبلہا علی ان یؤدی من الجزیۃ ما صالحہ علیہ وان یقسم ذلک علی الارضین عدلا بینہم فمن منع ما علیہ فلا عھد لہ ولا ذمۃ ترجمہ۔ یہہ صلح نامہ من جانب عبداللہ بن عامر حاکم ہرات و بوشنج و بادغیس کے نام ہے۔ حاکم ہرات کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی مدنظر رکھے اور جسقدر اوسکے تحت حکومت مین زمین ہے اوسکی درستی کرے اور اوسکو آباد کرے۔ ہرات کی کل زمین نرم ہو خواہ پہاڑی سب پر صلح کی گئی اور یہہ شرط ہے کہ خود حاکم ہرات مال مقررہ صلح کو ادا کرتا رہے اور اپنے ماتحتون سے بقدر حصہ وصول کرلیا کرے جو شخص اپنا حصہ دینے سے انکار کریگا اوسکا عہد و امان نرہیگا اور مسلمانوں کے ذمہ سے نکل جاوے گا۔ جب عہد نامہ لکھہ گیا۔ عبداللہ بن عامر نے اپنی مہر کردی اور حاکم ہرات کو دیدیا۔ جب تمام ملک ہرات فتح ہوگیا اور والی ہرات صلح کرکے جزیہ دینے پر راضی اور اسلام کا ہواخواہ و فرمانبردار ہوگیا تو شاہجہان والی مرو بھی آشتی و صلح کا جویان ہوا۔ عبداللہ بن عامر کے پاس پیغام صلح بہیجکر دو کرور دس لاکہہ درم پر درخواست صلح کی۔ ابن عامر نے اسکی درخواست منظور کرلی اور صلح تمام ہوگئی۔ مقدار جزیہ سالانہ بعضون نے اسکے خلاف بیان کی ہے۔

ایک روایت مین ایک کرور درم دو لاکہہ جریب کی پیداوار غلہ مقرر کیا اور ایک روایت مین ایک کرور ایک لاکہہ روپیہ تعداد جزیہ ہے۔ اہل مرو کے صلحنامہ مین یہہ بھی تہا

کہ مسلمانونکو اپنے گہرونمین آسائش سے رہنے دینگے - مال جزیہ خود تقسیم کر دیا کرینگے مسلمانو نکے ذمہ یہہ کام نہوگا وہ خود وصول کرکے ادا کر دیا کرینگے - جملہ بلاد مرو صلح سے فتح ہوا صرف ایک مقام سنج کہ وہ لڑائی سے فتح ہوا ہے اور نیز دو مقام علاقہ ہرات مین طاغون - باغون یہہ بہی جنگ سے فتح ہوے ہین (کامل وفتوح البلدان)

ایک روایت مین ہے کہ ان ملکونکی صلح مال مقررہ پر نہین ہوئی کیونکہ والیان ملک اوسوقت تک نقد روپیہ اپنے پاس نہین رکہتے تہے بلکہ لونڈی - غلام - جانور - مویشی اور دیگر اسباب خانہ داری و آسائش وغیرہ اسیکو مال کہتے تہے چنانچہ حسب دستور زمانہ ابن عامر نے بہی لونڈی و غلام وغیرہ سالانہ ان ملکونسے مقرر کرلئے - یہی طرح زمانہ یزید بن معاویہ تک قائم رہا پہر نقد درم و دینار مقرر ہو گئے - بعد صلح مرو وہرات کے عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کو ایک جماعت مجاہدین کا سردار کرکے جانب طخارستان روانہ کیا - اثنار راہ مین رستاق احنف ملا جو بنام سوانجرد مشہور ہے - اس مقام کا نام قصر احنف بہی ہے - یہہ ایک قطعہ عظیم الشان ہے جو رستاق احنف کے نام سے مشہور ہے - اسکو شق الجرذ بہی کہتے ہین - اہل قلعہ جنگ پر آمادہ ہوے اور قلعہ بند ہو کر لڑے - احنف بن قیس نے محاصرہ کیا اور پتہرونکی بارش برسا دی - اہل قلعہ امان طلب ہوے تین کرور درم سالانہ جزیہ دیکر صلح کرنا چاہی - احنف بن قیس نے یہہ شرط کی کہ ہم مین سے ایک شخص تمہارے شہر مین جاوے اور اذان کہکر نماز پڑہ آوے تو ہم تمسے صلح کرلین رستاق سوانجرد نے یہ شرط منظور کرلی اور تمام رستاق سے صلح ہو گئی - بعد اسکے احنف بن قیس مرو الروذ میں پہونچے - یہان لڑائی ٹہیری اور سخت مقابلہ ہوا - احنف بن قیس نے اونکو شکست دی وہ بہاگ کر قلعہ بند ہوے - احنف محاصرہ کرکے اوتر پڑے - مرزبان مرو الروذ باذان والی مین کا قرنبہ

تہا۔ اوسنے احنف بن قیس کو لکہا کہ باذان کا اسلام لانا مجہکو صلح کی جانب بلا رہا ہے لہذا مین
خواستگار صلح ہون۔ احنف نے چہ لاکہہ درم سالانہ پر صلح قبول کرلی۔ ایک روایت مین مقدار
جزیہ ساٹہہ ہزار ہے۔ حضرت احنف نے ایک سریہ اطراف وجوانب مین روانہ کیا تہا اوس نے
رستاق بغ پر قبضہ کرلیا اور جانور۔ مویشی وہانسے ہانک لاے۔ وہان والون نے بہی صلح
کرلی۔ اسکے بعد اہل طخارستان نے جن مین اہل جوزجان۔ طالقان۔ فاریاب اور اسکے نواح
کے لوگ ہین ایک لشکر جمع کرکے اہل اسلام کا مقابلہ کیا۔ لشکر اسلام کے سردار احنف بن قیس
تہے ایک سخت خونریز جنگ ہوئی جسمین بہت سے مردان کارکام آے۔ مین گرمی جنگ مین
شاہ صغانیان نے احنف پر حملہ کیا۔ دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی۔ احنف نے اوسکا نیزہ
ہوائی کردیا اور اپنے قبضہ مین کرلیا۔ مسلمان خوب جی توڑ کر لڑے اور احنف بن قیس کی
جوانمردی وہمت سے بالآخر فوج مخالف پسپا ہوکر شکست خوردہ میدان جنگ سے بہاگ
کہڑی ہوئی۔ مسلمانون نے کفار کا پیچہا نہ چہوڑا کشتون کے پشتے لگاتے چلے گئے۔ دشمنان
خدا اس ذلت وخواری سے قتل ہوے کہ جسکا بیان نہین۔ لشکر اسلام مظفر ومنصور مرورز
واپس آیا۔ کچہہ لوگ فوج کفار مین سے بہاگے ہوے جوزجان مین چہپ رہے تہے اور بزعم
خود موت سے بہاگ کر جوزجان مین جان بچائی تہی مگر یہان بہی اونکی موت پہونچ گئی۔
احنف نے ایک لشکر بسرداری اقرع بن حابس تمیمی روانہ کیا اور اونسے کہدیا اے بنی تمیم
ایک دوسرے سے محبت ودوستی رکہو اور پہلے اپنے پیٹون اور شرمگاہون سے جہاد کرو تمہارا
دین درست ہوجاویگا۔ مال غنیمت مین قبل از تقسیم خیانت نکرنا تاکہ جہاد کا کامل ثواب تمکو ملے
اور تمہارا جہاد خاص خدا ہی کے واسطے ہو۔ اقرع اپنے لشکر کو لیکر جوزجان پہونچے۔ دشمن سے
مقابلہ ہوا۔ ایک لڑائی توخوب ہوئی مگر غلبہ مسلمانون ہی کو رہا۔ دوسرے حملہ مین مشرکین کے

قدم اوکھڑ گئے اور جان لیکر بہاگے مسلمانون کی فتح ہوئی۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

ایک روایت ہے کہ احنف نے اہل مرو روز سے کئی لڑائیان لڑین مگر فتح نہ پائی۔ ایک روز احنف اپنے لشکر مین ہوکر گذرے۔ ایک سپاہی ہانڈی پکا رہا تھا یا آٹا گوندہ رہا تھا اور اوسی حال مین اوسنے کہا (شاید کسی دوسرے کو سنا کر کہا ہو) امیر کو مناسب ہے کہ ان لوگون سے گھاٹی کے اندر داخل ہوکر مقابلہ کرے کیا عجب کہ اس ترکیب سے بآسانی اپر فتح پاوے۔ سپاہی کا کہنا احنف کے دل مین جم گیا۔ دوسرے دن جب اونسے مقابلہ ہوا تو دریاے مرغاب کو اپنے دائین جانب کر کے پہاڑ بائین طرف کر لیا اور یہ راستہ کہ مرغاب اور پہاڑ کے مابین تھا اوسی راستہ سے مقابلہ کیا۔ (مرغاب ایک نہر ہے جو مرو روذ مین ظاہر ہوئی ہے پہر ریگستان مین پہونچکر خشک ہوکر دوسرا جہان پر نکل کر بہہ رہی ہے) حضرت احنف نے اس ترکیب سے بآسانی تمام مرو روذ کو فتح کر لیا۔ لشکر کفار مع اونکے مددگارون کو شکست کہا کر میدان جنگ سے بہاگا اور قلعہ بند ہوکر طالب امان ہوا۔ احنف نے اونکی صلح قبول کی اور امان دی۔ بعضے کہتے ہین کہ اہل طخارستان نے اہل اسلام کے مقابلہ کی بہت کچھہ تیاریان اور ساماں کیئے۔ گرد و نواح کے والی ملک متفق ہوے اور اپنی قوتین جمع کر کے چاہا کہ اہل اسلام کو زک دین چنانچہ تیس ہزار کی جمعیت سے نہر مرغاب کے پورب طرف لشکر کفار جمع ہوا۔ احنف بن قیس فوج کفار اور اونکی جمعیت لشکر اور انتظام جنگ بنظر غور دیکھتے ہوے رات کو پوشیدہ ہوکر گذرے۔ ایک خیمہ کے متصل چند اشخاص بیٹھے باتین کر رہے تہے۔ ایک اونمین سے بولا۔ ہمارے سردار کو مناسب ہے کہ کفار کے مقابل بہت مضبوطی اور قوت کے ساتھہ ٹہیرے اور جسجگہ مقابلہ ہو جاے اونکا ساتھہ نچھوڑے بلکہ ہلہ کر کے دہاوا کردے دوسرا شخص جو کچہہ کہانے پکانے مین مصروف تہا کہنے لگا۔ یہہ راے مناسب نہین اور نہ

اس ترکیب سے ادنیٰ غلبہ ہو سکتا ہے بلکہ یہہ ٹھیک ہوگا کہ نہر مرغاب اور پہاڑ کے بیچ مین ہوکر کفار سے مقابلہ کرے۔ احنف نے اپنے لشکر کو اس رائے سے اطلاع دی۔ دوسرے دن سب متفق ہوکر اسی ڈہنگ سے لڑے اور بہت جلد فتحیاب ہوے (علاّمہ بلاذری)

طالقان اور فاریاب کو بھی احنف نے فتح کیا بعضے کہتے ہین کہ انکے فاتح اُمیر بن احمر ہین۔ بعد اسکے احنف نے بلخ پر فوج کشی کی۔ بلخ طخارستان مین ایک نامی شہر ہے۔ اہل بلخ نے چار لاکھہ پر اور بروایتے سات لاکھہ پر صلح کر لی۔ علامہ بلاذری نے روایت سات لاکھہ کو ترجیح دی ہے احنف نے بلخ پر اسید بن متشمس کو مقرر کر کے خود خوارزم کا رُخ کیا۔ شہر خوارزم دریاے جیحون کی کنارہ آباد ہے۔ اہل شہر نے خبر آمد سنکر اسلام سنکر پل توڑ ڈالا کشتیاں ہٹا دین۔ احنف نے لشکریون سے رائے لی کہ اب کیا کرنا چاہیئے حصین بن منذر نے عمرو بن معدیکرب کا یہہ شعر پڑہکر سنایا۔

اذا لم تستطع امرا فدعه		وجاوزه الی ماتستطیع	

ترجمہ جو کام تجھسے ممکن نہو اوسکو چھوڑ کر جو ہو سکتا ہو وہ کر۔ احنف مجبور ہوکر بلخ کو واپس آے۔ یہان انکے نائب اسید نے صلح و اقرار کے مطابق مال جمع کر رکھا تھا جسکی اطلاع بذریعہ خط ابن عامر کو دی گئی (ابن خلدون)

کہتے ہین کہ جس زمانہ مین احنف خوارزم کے جانب گئے ہوی تھے اور اُسید کو اپنا نائب کرکے بلخ مین چھوڑ گئے تھے اوسی زمانہ مین فارسیو نکی عید مہرجان ہوئی۔ اہل بلخ نے اُسید کو بہت کچھہ تحفہ اور ہدیہ بھیجے۔ نقد درم و دینار۔ گھوڑے۔ ظروف۔ کپڑے وغیرہ حسب حیثیت ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ نے نذر گذرانی۔ اُسید سمجھے کہ یہہ جملہ سامان منجملہ اموال جزیہ ہے اسواسطے اونہون نے کہا ہم نے تو درم و دینار پر صلح کی ہے یہہ سامان کیسا۔ اون لوگون نے

جواب دیا۔ یہہ مال جزیہ و صلح کا نہین بلکہ یہہ خاص آپکے واسطے تحفہ ہے۔ ہم لوگونمین دستور ہے کہ اس دن خوشی کرتے ہین اور اپنے سردار ونکی خدمت مین نفیس اشیا ربطور نذر کے پیش کرتے ہین۔ اُسید نے کہا۔ مین اسکو کچھہ نہین جانتا اور شاید یہہ ہمارا حق ہو۔ خیر۔ اسکو ابھی تو رہنے دیتا ہون مگر پھر اسکے بابت سوچ سمجھکر کہونگا۔ اُسید نے وہ مال ہدایا و تحائف مد امانت مین رکھا۔ جب احنف خوارزم سے واپس آے تو اوس مال کے نسبت احنف سے کہا احنف نے اہل بلخ کو بلاکر استفسار کیا۔ اونہونے وہی جواب دیا جو اُسید سے کہا تھا۔ احنف وہ سب مال ابن عامر کے پاس لیگئے اور یہہ بھی ظاہر کردیا کہ ہدیۃً لوگون نے دیا ہے۔ ابن عامر نے احنف سے کہا۔ تم یہہ مال لے لو مگر انہون نے انکار کیا۔ ابن عامر نے وہ بھی مال لے لیا۔ (ابن اثیر)

احنف کو اس مال مین شبہ ہدیہ کا ہوا جسکے لینے کی عامل کو مذمت آئی ہے اور تقوی واحتیاط کا یہی مقتضا ہے ورنہ والیان ملک کو اپنے ماتحتونکا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ احادیث مین جو عامل کو ہدیہ قبول کرنے کی ممانعت ہے وہ اس صورت مین ہے کہ جب ہدیہ لینے سے دوسرونکی حق تلفی ہوتی ہو یا کسی وقت مُروّت مین کسی کی طرفداری کا خوف ہو اور اوسکا نتیجہ ابطال حق ہوتا ہو اور اگر اس قسم کا اشتباہ نہو تو مضائقہ نہین۔ ابن عامر نے اسی بنا پر قبول کیا اور احنف نے بنظر احتیاط لینے سے انکار کیا۔

صاحب فتوح البلدان کہتے ہین کہ عبداللہ بن عامر نے نہر جیحون کے اس پار جسقدر ملک تہا فتح کرلیا۔ اوس پار جانے کی نوبت نہ آئی مگر اوس طرف والون نے جب اہل اسلام کی قوت اور فتوحات کو دن دونی ترقی کرتے دیکھا خود بخود طالب صلح ہوے اور بغیر فوج کشی کے اہل اسلام کا قبضہ ان ممالک پر بھی ہوگیا۔ بعض کہتے ہین کہ خود ابن عامر اوس پار گئے اور ہر ایک

موضع و پرگنہ مین پہونچکر جدا گانہ ہرایک کو صلحنامہ لکھدیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ لوگ خود انکے پاس آے اور بعد تمام صلح وامان کے جزیہ مین جانور۔ مویشی۔ لونڈی۔ غلام۔ ریشمی کپڑے وغیرہ اہل اسلام کے پاس بہیجدیے۔

مقتل یزدجرد بن شہریار

جب عساکر اسلام نے اہل فارس کو پیہم شکست دی اور آگے بڑہتا گیا اور ایرانی ہرطرح منہزم وشکست خوردہ ہوتے رہے تو رؤسا اہل فارس رستم اور فیروزان کے پاس آے اور اونسے کہا کہ ملک فارس پر مسلمانونکا قبضہ ہوگیا صرف ایک مدائن رہگیا ہے وہ بہی ایک حملہ کا محتاج ہے تم دونونکے اختلاف سے ہمارا قدیم ملک قدیم مذہب مسلمانونکے ہاتہہ برباد گیا تم دونون اگر اتفاق ہوجاتا تاہم کچہہ صورت بہبود نظر آتی۔ رستم وفیروزان نے اہالیان فارس کو بہت کچہہ تسلی واطمینان دیکر رخصت کر دیا اور خود اس فکر مین ہوے کہ کسکو بادشاہ بناوین۔ بالآخر بعد تلاش بسیار یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کو جو اپنے ماموںنکے پاس تہا لاے اور سلطنت فارس کا بادشاہ بنایا۔ یزدجرد اکیس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ استے بہت کچہہ فوجین جمع کین اور مسلمانونکے مقابلہ مین جان لڑا کر کوشش کی مگر ہر معرکہ مین خداوند تعالے نے مسلمانونکے نام فتح وظفر لکہی اور یزدجرد کو شکست پر شکست ہوتی رہی۔ آخر یزدجرد مدائن سے بہاگ کر حلوان پہونچا۔ یہان بہی جاے امن نہ پاکر اصفہان چلا گیا عساکر اسلامی نے مہم نہاوند سے فارغ ہوکر اصفہان کا رخ کیا۔ یزدجرد یہانسے بہی چل دیا اور اصطخر مین جاکر قلعہ کو خوب آراستہ کرکے قلعہ نشین ہوا عبد اللہ بن بدیل اصبہان فتح کرکے اصطخر آے۔ انکے بعد ابوموسیٰ اشعری نے بہی فتح کرنا چاہا مگر ممکن نہ ہوا ان کے بعد

عثمان بن العاص نے اصطخر پر لشکرکشی کی مگر ناکام رہے۔ جب عبداللہ بن عامر ۲۹ھ مین بصرہ کے حاکم ہوئے۔ انہون نے تمام بلاد فارس فتح کرلیے صرف اصطخر اور جور باقی رہگیے اب یزدجرد نے طبرستان جانیکا قصد کیا کیونکہ اوسکو اس بات کا اندیشہ تہا کہ عبداللہ بن عامر اگر اب اور بڑہے تو اصطخر ہی سے میرا اونکا مقابلہ ہوجاویگا اسلیئے قبل اسکے کہ وہ یہان آئین دوسری جگہہ جاے امن تلاش کرلینا چاہیئے۔ طبرستان خاص اس غرض سے اوسنے پسند کیا تہا کہ جب وہ اصبہان مین تہا تو حاکم طبرستان نے اسکو اپنے پاس بلایا تہا اور یہہ ظاہر کیا تہا کہ طبرستان مین قلعہ سنگین ہیں اور حفاظت خوب ہوسکتی ہے مگر اتفاق سے یزدجرد نے اصبہان کا ارادہ ملتوی کرکے کرمان کا رخ کیا۔ یہہ واقعہ سنہ ۳۱ھ کا ہے۔ یزدجرد تو کرمان چلاگیا اوسکے پیچہے ہی ابن عامر نے مجاشع بن مسعود سلمی اور ہرم بن حبان عبدی کو ایک لشکر کے ساتہہ روانہ کیا۔ کرمان تک لشکر اسلام نے اوسکا تعاقب کیا۔ یزدجرد گہبراکر کرمان سے خراسان کیطرف روانہ ہوا۔ لشکر اسلام اوسکے تعاقب مین تہا۔ یزدجرد تو نکل گیا لیکن مجاشع کی ہمراہی اثناء راہ مین کثرت برف باری سے سب کے سب مرگئے۔ کہتے ہین کہ سیرجان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر رات کیوقت اسقدر برف باری ہوئی کہ بقدر ایک نیزہ کی بلندی کے برف کا ڈہیر لگ گیا تہا۔ سارا لشکر اہل اسلام برف مین تباہ ہوگیا صرف مجاشع اور ایک دوسرا شخص اور تیسری ایک عورت بچ رہی۔ عورت اس طرح زندہ رہی کہ جب اہل لشکر پر برف کا اثر ہوا مجاشع نے بہاگنے کا قصد کیا انکے ساتہہ جو شخص تہا اوسکے ساتہہ یہہ عورت بہی تہی اوس شخص نے کیا حکمت کی کہ جہٹ پٹ ایک اونٹ کا پیٹ چاک کرکے عورت کو اوسکے اندر کردیا اور خود مجاشع کے ساتہہ بہاگ گیا۔ دوسرے دن جب تمازت آفتاب سے برف کا اثر کم ہوا وہ شخص اس مقام پر آیا عورت کو اونٹ کے پیٹ سے نکالا وہ زندہ تہی۔ اوسکو

لے گیا۔اس نواح مین مجاشع نے ایک عمارت تعمیر کی جو قصر مجاشع کے نام سے مشہور ہے یہہ مقام حد کرمان مین ہے جب مجاشع کے تمام ہمراہی صدمہ برف سے مر گئے۔لاچار مجاشع عبداللہ بن عامر کے پاس واپس آے اور اس واقعہ سے خبر دی۔

یزدجرد کچھہ دنون کرمان مین رہا۔ایک دن یزدجرد بیٹھا ہوا تہا اتنے مین حاکم کرمان اسکے پاس آیا۔یزدجرد شاید کسی سوچ مین تہا یا قصداً ایسا کیا ہو کہ اوس سے اصلا ملتفت نہوا۔حاکم کرمان کو اسکی یہہ حرکت ناگوار گذری۔اپنے ملازم سے کہا کہ اسکا پائون پکڑ کر کہینچ لے اور یزدجرد کو خطاب کر کے کہا تم تو ایک گائون اور موضع کی بہی حکومت کے قابل نہین ہو۔ملک کی حکومت اور بادشاہی تو بڑی چیز ہے۔اگر خدا نے تمکو اسکا اہل کیا ہوتا تو اس حالت ذلت وخواری پر نہ پہونچ جاتے"۔

نے گل از داغ الم رست نہ بلبل در باغ		ہمہ را نعرہ زنان جامہ دران میداری

یزدجرد یہان سے بہی چلا گیا اور سجستان مین جسکا نام سیستان بہی ہے داخل ہوا۔وہانکے والی نے بہت عزت وحرمت کی۔کچھہ مدت تک یزدجرد یہان رہا۔ایک دن یزدجرد نے والی سجستان سے خراج طلب کیا بس اتنے پر وہ بگڑ گیا۔بیچارہ یزدجرد یہان سے نکلکر خراسانکی جانب نالان وگریان روانہ ہوا۔

یارب زمانہ مجھکو مٹاتا ہے کس لئے		لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

جب حدود مرو مین داخل ہوا ماہو یہ حاکم مرو استقبال کر کے لیگیا اور بہت عزت وحرمت سے پیش آیا۔کچھہ دنون یہان با آسائش گذری۔اس اثنا مین نیزک طرخان یزدجرد کے پاس آیا۔یزدجرد نے اس کی نہایت عزت وحرمت کی اور باکرام تمام خلعت سے سرفراز فرمایا۔نیزک اسکے پاس ایک ماہ کامل رہکر اپنے جاے حکومت مین واپس گیا۔وہان سے

ایک خط یزدجرد کے نام لکھا جسمین یہ مضمون تہا کہ تم اپنی بیٹی میرے نکاح مین دیدو۔ یزدجرد اس خط کو پڑہکر نہایت آشفتہ و برہم ہوا اور اوسکا جواب اسطرح لکہوایا۔ تم میرے غلام ہوکر یہہ جرأت و حوصلہ رکہتے ہو کہ میری بیٹی کے ساتہہ نکاح کا پیغام دو۔ اپنے رتبہ کو بالکل بہولگئے پہر یزدجرد نے ماہویہ حاکم مرو سے بذریعہ تحریر مال وخزانہ کا حساب دریافت کیا۔ ماہویہ نے اسکو توکچہہ جواب نہ دیا نیزک کو اوبہارا۔ اسکے قتل پر اوس سے سازش کرنا چاہی اور یہہ لکہا۔ یزدجرد تمہارے پاس خراب خستہ حال ہوکر آیا کسی نے تمام ملک فارس مین اوسکی بات تک نہ پوچہی جہان گیا نکالاگیا۔ جس طرف نکل گیا۔ خوار و بے اعتبار سرگردان پہرتا رہا تمنے اسکی خاطر مدارات کی اور اسکا ملک اسکے حوالہ کرنا چاہا۔ اسکا بدلہ جو کچہہ اس نے دیا تم خوب جانتے ہو اور تمہارے خط کے جواب مین جو کچہہ لکہا گیا یہی تمہارے سلوک کا عوض تہا اور تمہارے اوس احسان کا یہی جواب تہا۔" اس خط وکتابت سے دونو مین یزدجرد کے قتل پر اتفاق ہوگیا۔ (علامہ بلاذری)

ایک روایت مین ہے کہ یزدجرد نے جب خراسان مین بہی اپنی جان بچتی نہ دیکہی تو مرو مین چلا آیا اوسکے ہمراہ فرخزاد رستم کا بہائی بہی تہا۔ حاکم مرو کی رائے سے فرخزاد مرو سے عراق واپس گیا۔ مرو سے یزدجرد نے مال واسباب ترکستان لیجانیکا قصد کیا اور یہہ ارادہ تہا کہ ترکستان جاکر کسی شہر محفوظ مین زندگی لبسر کرے۔ ماہویہ نے یزدجرد کو اس ارادہ سے روکا اور مال واسباب ترکستان لیجانیکی ممانعت کی۔ جب یزدجرد نے اسکا کہنا نہ مانا تو اس نے اس خوف سے کہ اسلامی لشکر مبادا مرو پر بطمع مال و زر آکر قبضہ کرلی ترکون سے سازش کرکے اونکو بلالیا۔ (ابن خلدون و ابن اثیر)

ترکون نے رات کیوقت ہمراہیان یزدجرد کو ایک سرے سے صاف کردیا۔ بیچارہ

یزدجرد یکہ و تنہا۔ سراسیمہ و حیران۔ گردش بخت سے نالان۔ لب پر آہ سرد۔ دل پر درد۔ شہر مروکو روانہ ہوا مگر کسی کمبخت نے اسکے حال زار پر ترس نہ کہایا نہ شہر کے اندر گہسنے دیا نہ دروازہ کہولا۔ یزدجرد چار و ناچار یہانسے بہی بہاگا۔ نصیب نے پیادہ کیا۔ ایران کا شاہزادہ جسکے ساتہہ ہزارون سوار و پیادہ چلتے تہے آج اسوقت تنہا مشقت سفر اوٹہا رہا ہے۔ جان کی حفاظت مین کوہ و بیابان۔ دشت و جبل۔ دیہ بدیہہ۔ شہر بشہر پہر رہا ہے مگر ایسے گاڑہے وقت مین کوئی نہین پوچہتا اور نہ اسکے ایک دم کہڑے ہوجانیکا روادار ہے عجب انقلاب لیل و نہار ہے۔ جو کل کے روز شاہ ایران تہا آج کس درجہ غریب و لاچار ہے۔

من کیم رسوائے شہر و عاشق دیوانۂ	آشنا با ہر غمے و ز خویشتن بیگانۂ
گر گیاہ دِرد روید از دلم گہ خار غم	من بحیرت کین ہمہ گل چون دمد از دانۂ

الغرض یزدجرد یہانسے نا امید ہوکر دریائے مرغاب کیطرف بہاگا۔ شام کے وقت ایک چکی چلانے والے کے گہر چہپ رہا۔ دن بہر کا خستہ و خراب۔ تہکا ماندہ تہا لیٹتے ہی سو گیا چکی والے نے اوسکی زرق و برق پوشاک دیکہکر قتل کرکے دریا مین ڈال دیا اور وہی مثل ہوئی۔

محبت چاک زد دامان یوسف	زلیخا را عبث بدنام کردند

بعض کا قول ہے کہ ماہویہ مرزبان مرو نے اسکی تلاش مین آدمی مقرر کیئے تہے۔ ایک شخص نے خبر دی کہ یزدجرد فلان چکی والے کے گہر مین ہے۔ ماہویہ نے یہ دریافت کرکے کچہہ لوگ بہیجدیئے۔ اونہون نے چکی والے کے گہر جاکر یزدجرد کو قتل کیا۔ یہہ بہی بعض کا قول ہے کہ چکی والے نے بحکم مرزبان مرو مارا ہے۔ بعد قتل یزدجرد مرزبان مرو نے کہا۔ بادشاہ کا قاتل زندہ نہین رہتا ہے۔ لہذا چکی والا بہی مارا گیا۔

خون ناحق کہین چھپتا ہے چھپاے سے امیر		کیون میری لاش پہ بیٹھے ہین وہ دامن ڈالے

بعضے یہ کہتے ہین کہ چکی والا بادشاہ کے سامنے کہانا لایا۔ بادشاہ نے کہانا کہایا اور اوس ملک کے حسب دستور رات کو شراب بہی پی یہانتک کہ نشہ شراب مین بیخود ہو گیا۔ اپنے تن بدن کی سُدہ بدہ نہین رہی۔ اوسی حالت نشہ مین یزدجرد نے اپنا تاج نکالکر سر پر رکہا۔ چکی والے نے تاج کی چمک دمک جو دیکہی اوسکے دل مین طمع پیدا ہوئی۔ تاج کے قیمتی موتی اور نفیس بیش بہا پوشاک نے یزدجرد کے قتل پر آمادہ کیا۔ اوسنے چکی کا پاٹ یزدجرد کے سر پر گرادیا اور دبا کر قتل کر ڈالا۔ تاج لے لیا اور کپڑے اوتار کر پانی مین ڈال دیا۔ جب ماہویہ کو خبر پہونچی چکی والے اور اوسکے اہل وعیال کو قصاص یزدجرد مین قتل کر کے تاج ولباس شاہی اوس سے لے لیا۔

ہلاک قاتل خویشم کہ وقت کشتن من		بخاک پاک شہیدان خود تیمم کرد

بعضے کہتے ہین کہ یزدجرد بخوف ماہویہ مرو کے بہاگ کر اس چکی والے کے گہر چہپ رہا اور پانی مین اوتر کر بیٹہہ رہا۔ لوگ اسکی تلاش مین پہونچے اور چکی والے سے دریافت کیا۔ اوسنے ہر چند کہا کہ میرے گہر سے ابہی چلا گیا مگر لوگون نے اعتبار نہ کر کے خانہ تلاشی لی اور چکی کے نیچے پانی مین یزدجرد کو پایا۔ یزدجرد نے کہا۔ میری جان چہوڑ دو اور میرا تاج میری پیٹی اور میری مُہر لے لو۔ لوگون نے یہہ سب مال لیکر محتاج ومفلس کر دیا۔ یزدجرد نے کہا۔ میرے پاس اب کچھہ باقی نہین رہا۔ کچھہ نقد مجھکو دو تاکہ میرے حوائج ضروری کے کام آوے۔ ایک شخص نے چار درم یزدجرد کو دئے۔ یزدجرد نے ہنسکر کہا۔ کسی نے مجھسے کہا تہا کہ تو ایک وقت مین ایسا مفلس وغریب ہو جاویگا کہ چار درم کو محتاج ہوگا۔ پہر یزدجرد اس چکی والے کے گہر سے جان بچا کر نکل بہاگا مگر ماہویہ کے دوسرے آدمی جو اسکی تلاش مین تہے مل گئے۔

اونہون نے نہ چھوڑا اور چارون طرف سے گہیر کر گرفتار کر لیا۔ یزدجرد نے کہا۔ مجھکو جان سے نہ مارو۔ مجھکو بادشاہ عرب کے پاس لیچلو مین تمہارے اور اپنے واسطے صلح کرا دونگا۔ اس روز روز کی جنگ و خونریزی سے سب لوگ محفوظ رہو گے۔ اوسکی یہہ بات کسی نے نہ مانی اور غریب یزدجرد کے گلے مین تانت کی پہانسی دیکر مار ڈالا اور کپڑے لیکر اوسکو دریا مین بہا دیا۔ افسوس صد افسوس۔

عجیب واقعۂ وطرفہ ماجرائے ہست		نہ دشمنے سر نعشم نہ آشنائے ہست

بعد قتل یزدجرد فیروز اوسکا بیٹا ملک ترکستان کو چلا گیا۔ ترکون نے اوسکا نکاح کر دیا اور یہہ اونہین لوگون مین رہا۔ (فتوح البلدان)

بعضے کہتے ہین کہ اہل مرو نے ترکون سے سازش نہین کی تہی بلکہ جب ہمراہیان یزدجرد کو اہل مرو نے قتل کرنا چاہا یزدجرد اپنی جان لیکر بہاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گہر مین پناہ گزین ہوا۔ اوسنے اسکو مار کر دریا مین ڈال دیا تہا۔ اہل مرو یزدجرد کی تلاش مین اس مکان کی طرف ہوکر نکلے اور مکان کے مالک کو گرفتار کرکے تشدد کیا۔ مارا پیٹا۔ مالک مکان نے قتل یزدجرد سے اقرار کیا۔ ان لوگون نے اوسکو مع بال بچون کے مار ڈالا۔ یزدجرد کی لاش دریا سے نکالکر تابوت مین رکہہ کر اصطخر مین لائے اور ناوس (عبادت خانہ کفار) مین لیجا کر دفن کر دی۔ (ابن خلدون)

بعض مورخین واقعہ قتل یزدجرد اس طرح نقل کرتے ہین کہ یزدجرد بعد واقعہ نہاوند اصفہان مین بہاگ آیا اور یہان بود و باش اختیار کی اصفہان مین ایک رئیس مطیار نامی جسکی اہل عرب بہی عزت کرتے تہے رہتا تہا وہ ایک روز یزدجرد کی ملاقات کو گیا اور دربان سے کہا۔ مین تمہارے سردار سے ملنا چاہتا ہون میرے آنے کی اطلاع کردو۔ دربان نے ایک معمولی

شخص سمجھکر کچھہ پرواہ نہ کی بلکہ بری طرح جھڑک دیا۔ سطیار نے دربان کو خوب مارا پیٹا یہانتک کہ سر زخمی کر دیا۔ دربان خون آلودہ یزدجرد کے پاس پہونچا اور سارا قصہ بیان کیا۔ یزدجرد نے سمجھہ لیا کہ اب رنگ دگرگون ہے اصفہان سے ری کو چلا گیا۔

فلک بہبود خود اے دل ز درد دیگر کن		درد عاشق نشود بہ بمداوائے حکیم

اثنا راہ مین والی طبرستان نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے اسپر حکمرانی اور اسکی حفاظت کیجیئے لیکن یزدجرد نے حکومت منظور نہ کی اور فوراً یہانسے بھی کوچ کر کے سجستان کی طرف چل کھڑا ہوا۔ وہان سے ایک ہزار سوار جمع کر کے مرو مین آپہونچا اور بعض کا قول ہے کہ چار برس تک فارس مین رہا پھر وہانسے کرمان آیا۔ دو تین برس یہان رہا۔ کرمان کے زمیندار دہقان سے کچھہ روپیہ طلب کیا جب اوسنے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو سجستان چلا آیا اور پانچ برس تک ٹھیرا رہا۔ بعدہٗ خراسان کی جانب اور وہانسے مرو کی طرف آیا اور یہہ قصد کیا کہ مرو مین لشکر جمع کر کے مسلمانونسے پھر مقابلہ کرے (کیون نہو شہزادہ ہین۔ رسی جل گئی مگر اینٹھن نہ گئی) فرخ زاد برادر رستم اور دہقانونکے لڑکے جو بطور اُول (اگلے زمانہ مین دستور تھا کہ فاتح جس ملک کو فتح کرتے وہانکے رئیس و حاکم کے خاندانی معزز چند اشخاص کو اپنے دارالسلطنت مین اپنے پاس رکھتے تھے زمانہ حال کی اصطلاح مین انکو یرغمال سمجھنا چاہیئے) اسکے پاس حالت سلطنت مین رہا کرتے تھے ہمراہ تھے۔ یزدجرد نے سلاطین چین و فرغانہ و کابل و خزر سے مدد طلب کی اور مرو مین داخل ہونا چاہا لیکن مرو کے حاکم ابو براز ماہویہ نامی نے اپنے بیٹے براز کو انتظام و حفاظت مرو سپرد کی اور کہا۔ دیکھو خبردار۔ یزدجرد شہر مین نہ آنے پاوے۔ ایک روز یزدجرد گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے چار و نظر پھر انگر کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ براز کے باپ ماہویہ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ دروازہ کھولدی

زبان سے تو یہہ کہا اور ہاتہہ کے اشارہ سے منع کیا کہ دروازہ نہ کہولنا۔ یہہ حرکت یزدجرد کے
ملازمین مین سے ایک نے دیکہلی اور یزدجرد کو ہوشیار کر دیا۔

بعضے کہتے ہین کہ یزدجرد نے مرو کی حکومت ماہویہ سے لیکر اپنے بہتیجہ سنجان کو دینا چاہی
لیکن ماہویہ اس ارادہ سے مطلع ہوگیا اور اوسنے بجاے خود اپنی حکومت قائم رکہنے کی
کوشش کی اور یزدجرد کے قتل کی فکر کرنے لگا چنانچہ نیزک طرخان کو ایک ہزار درم یومیہ
پر بلا بہیجا تا کہ یزدجرد کے قتل مین دونون کوئی مناسب راے نکالین اور بعد قتل یزدجرد
عرب سے صلح کر لین۔ بعد طے مشورہ نیزک نے یزدجرد کو لکہہ بہیجا کہ مجہکو تمسے عرب کے بارہ مین کچہہ
باتین کرنی ہین اسلیے تن تنہا اپنے لشکر و فرخ زاد سے علیحدہ ہو کر میرے ملنے کو آؤ۔ یزدجرد نے
اپنے ہمراہیون اور فرخ زاد سپہ سالار سے مشورہ طلب کیا۔ فرخ زاد نے تنہا ملنے سے روکا
سنجان نے بہی کہا مین مناسب نہین سمجہتا کہ آپ اپنے لشکر اور ہمراہیون اور فرخ زاد سے
علیحدہ ہو کر کہین جاوین۔ ماہویہ تو گہات مین تہاہی اور یہ تمام کارروائی اسیکی تہی کہنے لگا
نہین کچہہ حرج نہین۔ آپ بلا خوف و خطر نیزک سے ملین آپ کو اوسکی ملاقات سے بہت کچہہ نفع
حاصل ہوگا اور آپ اوس سے ملکر بہت خوش ہونگے۔ یزدجرد اسکے کہنے مین آگیا اور
نیزک طرخان کے پاس تنہا جانے پر آمادہ ہوا۔ فرخ زاد یہہ معلوم کر کے ازبس غمگین ہوا۔
کمال رنج سے اپنے جیب و گریبان کو پہاڑ ڈالا اور کہا۔ افسوس تم لوگ شاہ ایران کے قاتل
ہوتے ہو۔ اسپر بہی یزدجرد متنبہ نہوا اور نیزک طرخان کی ملاقات کو گیا۔ اوسنے شاہ
ایران کے استقبال مین بہت کچہہ اہتمام کیا۔ فوجی باجونکے ساتہہ بڑی عزت و تکریم کے ساتہہ
اسے اپنے لشکر مین لیگیا محبت و اخلاص کی باتین کرنے لگا۔ اثناء کلام مین بولا اگر آپ اپنی
لڑکی سے میرا بیاہ کر دین تو مین دل و جان سے آپکی مدد کرون۔ یزدجرد اس کلمہ سے

سخت طیش مین آیا اور بے ساختہ نیزک طرخان کو گالی دے بیٹھا۔ نیزک نے یزدجرد کے سرپر ایک گرز مارا مگر یزدجرد وار خالی دیکر بھاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گھر مین جا کر چھپ رہا۔ اسکی فوج کے لوگ اکثر مارے گئے۔ یزدجرد تین روز تک بے آب و دانہ اوسکے گھر چھپا رہا چوتھے روز چکی والا کھانا سامنے لایا۔ یزدجرد نے کہا مین بلا راگ باجہ کے کھانا نہین کھاتا چکی والے کے پاس ایک شخص تھا جو کچھہ گانا جانتا تھا وہ گاتا رہا اور یزدجرد نے کھانا کھایا طرخان اسکی تلاش مین تھا اور اسکے لوگ چارون طرف ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ اتفاقاً اس گوئیے سے ملاقات کی اور اوسکے ذریعہ سے کچھہ سراغ پاکر طرخان کو اطلاع دی۔ اوسنے چکی والے کا گھر گھیر لیا۔ بہت کچھہ تلاش کیا یزدجرد کا پتہ نہ پایا۔ چکی والے نے صاف انکار کیا۔ لوگ ڈھونڈھکر واپس جارہے تھے کہ ایک شخص نے کہا مجھکو مشک کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ کہکر ادھر اودھر پھر غور سے دیکھنے لگا۔ آخر یزدجرد کے کپڑے کا کونا نظر آیا۔ یزدجرد پانی مین پوشیدہ تھا اوسکا دامن پانی سے باہر تھا۔ لوگ دوڑ پڑے اور اوسکو نکالا۔ یزدجرد نے اون لوگون سے کہا مجھکو قتل نہ کرو اور جو کچھہ میرے پاس کپڑے اور تاج و کمربند وغیرہ ہے سب لے لو اور مجھکو چھوڑ دو۔ جسنے گرفتار کیا تھا کہا مجھکو چار درم حوالہ کرو اور اپنا راستہ لو۔ بیچارہ شاہ یزدجرد کے پاس اس حالت مین نقد روپیہ پیسہ کہان تھا مجبور رہگیا اور کہا۔ نقد تو میرے پاس نہین مگر میری مہر بیش بہا ہے اسکو لے لو۔ اوس نے انکار کیا۔ یزدجرد نے کہا۔ مجھے لوگون نے خبر دی تھی کہ ایک وقت تو چار درم کا محتاج ہوگا۔ وہ وقت اب مین دیکھہ رہا ہون کہ یہی ہے۔

اب لوگ شاہ یزدجرد مظلوم کے قتل پر آمادہ ہوے۔ بیچارہ عالم مایوسی مین اپنے قاتل کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔

تھم تھم کے وار کر کہ مزا در دسے نہ جاے	جب مین نہین تو لذت زخم جگر کہان

افسوس صد افسوس مین نے اپنے دین کی کتابون مین دیکھا ہے کہ بادشاہ کا قاتل دنیا ہی مین آگ سے جلا کر خاک سیاہ کیا جاویگا۔ اے کمبخت بد نصیب مجھکو قتل نہ کرو۔ مجھکو زندہ وسلامت اپنے سردار کے پاس لیچلو یا عرب کے بادشاہ کے پاس بھیجدو۔ وہ لوگ بادشاہ کو قتل نہین کرتے مگر اون سخت دل ظالمون نے غریب کی آہ وزاری وبیکسی پر اصلا خیال نہ کیا اول اوسکا لباس و تاج وغیرہ اُتار لیا پھر کمان کے رودہ سے پھانسی ڈال گلا دبا کر مار ڈالا اور دریا مین ڈال دیا۔ اُسقف مرو نے دریا سے نکالکر تابوت مین کرکے دفن کر دیا۔ (ابن اثیر)

حقائق الکلام مین اس طرح لکھا ہے کہ جس زمانہ مین جناب عمر فاروق رضؓ شہید ہوے ہین یزدجرد نے موقع پاکر ایک لشکر ایرانی جانب اردشیر خرہ مین جمع کیا۔ قصد یہ تھا کہ سامان جنگ مہیا ہو جاے اور کسی طرح تاب مقابلہ حاصل ہو تو مسلمانونسے پھر لڑائی کی ٹھیرے۔ یزدجرد اسی کوشش مین تھا کہ عبد اللہ بن عامر نے مجاشع نام ایک سردار کو فوج دیکر یزدجرد کے مقابلہ پر بھیجا۔ یہہ بیچارہ تاب مقابلہ نہ لاکر ایک طرف بھاگ گیا۔ مجاشع نے مع اپنے لشکر کے اسکا تعاقب کیا۔ موسم سرما کی وجہ سے مسلمانونکو سخت نقصان پہونچا اور بجز مجاشع کے سب کے سب تباہ وہلاک ہوے۔ یزدجرد کی فوج نے بھی اپنے بادشاہ کا ساتھہ چھوڑ دیا اور اہل اسلام کی اطاعت قبول کر لی۔ اب ملک فارس مین اسکا کوئی رفیق حال نہ رہا۔ سب اس سے باغی ہو گئے۔ بیچارہ یزدجرد زندگی سے ہاتھہ دھو کر ذلت وخواری کے ساتھہ ادہر ادہر پریشان وسرگردان دیوانہ وار بھاگا بھاگا پھرتا تھا۔ یہہ شعر اوسکے حسب حال تھا۔

دلم شد است ازین دار آنچنان بیزار	کہ جان بترک جہان میرود دیار دیار

اس عالم مایوسی مین مرو مین داخل ہوا اور چکی والے نے لطمع تاج ولباس شاہی اسکو ہلاک کیا۔ لوگون نے اسکی لاش ایک پہاڑ کے درہ مین پائی۔

بعض روایتو مین یہ قصہ یون درج ہے کہ یزدجرد عرب کے پہونچنے سے پہلے کرمان چھوڑکر مرو کی جانب روانہ ہوا اور چار ہزار کی جمعیت سے طبسین و قوہستان کیطرف بڑھا جب قریب مرو کے پہونچا دو سپہ سالار فارس کے اسکو ملے۔ وہ دونون باہم عداوت رکھتے تھے ایک کا نام براز۔ دوسرے کا سنجان تھا۔ براز نے یزدجرد سے ملک سنجان کی شکایت کی اور اوسکی طرف سے یزدجرد کو بدظن کرکے اوسکے قتل پر مستعد کر دیا یزدجرد نے یہہ واقعہ اور اپنا ارادہ سنجان کی نسبت اپنی کسی بیوی سے ظاہر کیا۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر سنجان کو پہونچ گئی۔ اوسنے یزدجرد کے قتل پر کمر باندہی اور یزدجرد کے محل پر چڑہ دوڑا۔ براز یہہ رنگ بے رنگ دیکھکر سراسیمہ ہوا اور اپنی جان لیکر کسی جانب چل دیا۔ یزدجرد پر بہی خوف غالب ہوا وہ بہی یہانسے بہاگا۔ دو فرسخ کے فاصلہ پر مرو سے ایک جگہہ مین چکی تہی یزدجرد اوس چکی والیکے گہر مین گہس گیا اور اوس سے پناہ طلب کی چکی والے نے اسکو کہانا کہلایا کر تسلی و اطمینان دلایا اور چار درم طلب کئے۔ یزدجرد نے کہا۔ میرے پاس روپیہ پیسہ نہین ہے لیکن یہہ میری پیٹی لے اور اپنے کام مین خرچ کر۔ چکی والے نے کہا مجھکو تو درہم کی ضرورت ہی اور تم مجھکو پیٹی دیتے ہو چکی چلانے والے نے اسکے لباس سے اسکو جہوٹا سمجھکر اسکے مارنے کا ارادہ کرلیا۔ رات کو جب یزدجرد سو رہا چکی والے نے اوسکو لبسولہ سے قتل کرکے جو کچہہ کپڑے وغیرہ اوسکے پاس تہے لے لئے اور لاش کو اوسکے پاجامہ مین باندہکر دریا مین ڈالدیا۔

یزدجرد کے قتل کی خبر مرو کے پادری کو پہونچی اوسنے تمام عیسائیونکو جمع کیا اور کہا۔ صاحبو شہریار کا بیٹا اور ملکہ شیرین کا پوتا قتل ہوگیا۔ ملکہ شیرین کے احسانات ہم لوگون کی

گردن پر رہبت کچھ ہین اور ہم لوگ عیسائی اس بادشاہ کے دادا نوشیروان کی عہد سلطنت مین نہایت عزت کے ساتھ رہے ہین اپ اسکے احسانات کا یہی عوض ہوسکتا ہے کہ ہم شاہ یزدجرد کے مرنے کا غم اور ماتم کرین اور ایک مقبرہ عظیم الشان بناکر اوسمین اسکی لاش دفن کردین سب عیسائیون نے اسکے قول کو تسلیم کیا۔ ایک خوبصورت و نفیس مقبرہ بنا کر یزدجرد کی لاش اوسمین دفن کردی۔ افسوس صد افسوس۔

آج ہین گور تنگ مین وہ پڑے ؏		اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے

یزدجرد کی حکومت بیس برس تک ہی ازانجملہ سولہ برس عرب کی لڑائیونمین صرف ہوے ایک دم کو آرام و آسائش نصیب نہ ہوئی رات دن سرگردانی و پریشانی مین رہا۔ صرف چار برس عیش و عشرت سے گذرے۔ یزدجرد اردشیر بن بابک کی اولاد مین سب سے اخیر بادشاہ ہوا ہے۔ اسکے مرنے سے ملوک ساسانیہ کی حکومت ختم ہوگئی اور عرب کے واسطے اب کوئی مزاحم سلطنت باقی نہ رہا۔

مٹے نامیو نکے نشان کیسے کیسے ؏		نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ؏

بیچارہ یزدجرد نے اپنے حین حیات خاندان سلطنت فارس کو ویران اور اسکے ملکو نپر دوسرونکا قبضہ دیکھ لیا اور مرتے دم تو نہایت تکلیف اور مصیبت اوٹھائی اور اسی حالت مین دنیا سے کوچ کیا۔ عبرت! عبرت!!

خوب ملک روس ہی۔ اور سرزمین طوس ہے		کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
اس طرف آواز طبل اید ہر صداے کوس ہے		گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی
چل دکھاؤن تو جو قید آزمین محبوس ہے		سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے		لیگئی یکبارگی گور غریبان کی طرف

مرقدین دو تین بتلا کے لگی کہنے مجھے	یہ سکندر ہی- یہ دارا ہے- یہ کیکاؤس ہے
پوچھ لو انسے کہ جاہ وحشمت دنیا سے آج	کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت وافسوس ہے

یزدجرد نے جس زمانہ مین کہ مرو مین مقیم تھا ایک عورت سے تعلق کر لیا تھا- وہ عورت حاملہ ہوئی اور بعد قتل یزدجرد کے بچہ ذاہب الشق پیدا ہوا- جسکا ایک جانب کا دھڑ بیکار تھا- اسکا نام مخدج رکھا گیا اور اوسکا سلسلۂ اولاد خراسان مین پھیل گیا- منجملہ اونکے دو لڑکیان مخدج بن یزدجرد کی قتیبہ نے جسوقت صغد فتح کیا گرفتار کین- وہ لڑکیان حجاج کے پاس بھیجی گئین- حجاج نے اون دونونکو یا اونمین سے ایک کو ولید کے پاس بھیجدیا- وہ ولید کے تصرف مین آئی اور اوسکے بطن سے یزید ناقص بن ولید پیدا ہوا- (ابن اثیر)

فتح کرمان

عہد خلافت فاروقی مین سہیل بن عدی نے کرمان پر فوج کشی کی تھی- اوس فوج کے ہراول پر بشیر بن عمر عجلی افسر تھے- یہ لشکر کرمان پر حملہ آور ہوا اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی ایک جماعت مجاہدین کے ساتھ آکر شریک جنگ ہوے- کرمان والون نے قفص وغیرہ سے مدد طلب کر کے مقابلہ کیا- مسلمانون نے چارون طرف سے گھیر کر مارنا شروع کر دیا- اثنار جنگ مین کرمان کا مرزبان بشیر بن عمر افسر ہراول فوج کے ہاتھ سے مارا گیا اور کرمان فتح ہو گیا- اب مسلمانونکو آگے روک ٹوک نہی دور تک بڑہے چلے گئے بیشمار اونٹ اور بکریان غنیمت مین ہاتھ آئین- بعض کا قول ہے کہ فاتح کرمان عبداللہ بن بدیل بن ورقار خزاعی ہین- بہرحال بعد فتح کے اہل کرمان نے صلح کر لی تھی اور اپنے عہد پر تا زمانہ خلافت جناب عثمان رض قائم رہے پھر شامت اعمال نے بہکایا عہد وپیمان توڑ کر بغاوت پر آمادہ

ہوے - جب عبداللہ بن عامر بلاد خراسان کی طرف متوجہ ہوے مجاشع بن مسعود سلمی کو مہم کرمان پر روانہ کیا تھا اثناء راہ مین مجاشع نے ہمید کو لڑکر فتح کیا - اہل کرمان طالب امان ہوے جزیہ دینا قبول کیا چنانچہ اونسے صلح کرلی گئی - مجاشع نے ایک محل بھی ہان بنوایا جو اونکے نام سے مشہور ہے - پھر سیرجان پر پہونچے - یہ شہر کرمان کے علاقہ مین ہے - مجاشع یہان چند روز ٹھیرے - اہل شہر قلعہ بند ہوکر لڑتے رہے - اہل اسلام نے نہایت قوت دلیرانہ اور ہمت مردانہ سے اون کو پست کردیا - بالآخر شہر پر اسلامی قبضہ ہوگیا - مجاشع نے اکثر باشندگان شہر کو جلا وطن کیا - بعد اسکے جیرفت پر لڑائی ہوئی اور وہ بھی فتح ہوکر کرمان کے علاقہ مین ملا دیا گیا - پھر لشکر اسلام اطراف وجوانب کو پامال کرتا ہوا قفص مین داخل ہوا - یہان ایرانیون نے بہت بڑا مجمع کر رکھا تھا - اطراف بلاد سے جو ایرانی جلا وطن ہوے وہ یہان آکر مقیم ہوتے گئے یہانتک کہ ایک مجموعی قوت پیدا کرکے حاکمانہ طرز سے بسر کرتے تھے - انکا عساکر اسلام سے مقابلہ ہوا - ایرانیون نے اپنی پوری طاقت صرف کرکے مسلمانونکا حملہ روکا مگر شیران بیشہ شجاعت کا مقابلہ کون کرسکتا ہے ہزیمت خوردہ میدان جنگ سے بھاگے - اکثر ایرانی کشتیون پر سوار ہوکر مکران وسجستان چلے گئے - ہزارون آتنا دار وگیر مین مارے گئے - شہر قفص پر مسلمانونکا پورا قبضہ ہوگیا اون کے کل مکانات واراضی اسلام کے تحت مین آگئے - مسلمانون نے اون زمینونکو آباد کیا - پانی کے واسطے کاریزین (فارس مین آبپاشی کی غرض سے بطور کنوئین کے ہوتے ہین) کھودین اور وہ زمین عشری شمار کی گئی - (ابن اثیر وابن خلدون)

فتح سیستان

یہہ ملک عاصم بن عمرو نے فتح کیا تھا عہد خلافت جناب فاروق میں عاصم بن عمرو فوج لیکر

گئے۔ والی سیستان نے مقابلہ کیا۔ کچھ دیر لڑائی کے بعد بھاگ کھڑا ہوا لشکر اسلام آگے بڑہا چلا گیا اور زرنج پر پہونچکر محاصرہ کیا جو سیستان کا دوسرا مقام اور مشہور شہر ہے۔ بعد چندے اہل شہر نے صلح کی درخواست کی اور صلح کر لی گئی۔ ابتک یہ لوگ صلح پر قائم رہے لیکن عہد خلافت عثمانی مین باغی ہوگئے۔

جس زمانہ مین عبد اللہ بن عامر مہم خراسان پر روانہ ہوئے ہین تو ربیع بن زیاد حارثی کو سیستان کی لڑائی پر مامور کیا تھا۔ ربیع بن زیاد نے نہایت تیزی سے قطع مسافت کی اور جنگل و بیابان پچہتر فرسنخ چند مدت مین طے کر کے قلعہ زالق پر حملہ کر دیا۔ زالق سیستان مین صرف پانچ فرسنخ کی مسافت ہے۔ یہہ ایک قصبہ واقع ہے ربیع نے عین عید مہرجان کے دن اس قلعہ پر حملہ کیا اور وہان کے حاکم کو گرفتار کر لیا۔ اوس نے فارس کی طرح مصالحت کر لی۔ ایک برچھا زمین مین گاڑ دیا اور اوسکے گرد سونے چاندی کا ڈھیر لگا کر اپنی جان کے بدلے مین فدیہ دیا۔ یہان کی مہم سے فارغ ہو کر ربیع مقام کرکویہ کو صلح سے فتح کرتے ہوئے زرنج پہونچکے اور شہر روشت مین جو متصل زرنج ہے اوتر پڑے۔ یہان کفار سے جنگ ہوئی۔ اس جنگ مین کچھ مسلمان شہید ہوئے۔ کفار بھاگ گئے۔ اونکی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔ پھر ربیع ناشروذ پر پہونچے اور اوسکو فتح کر کے شرواز پر قبضہ کرتے ہوئے اہل زرنج سے مقابلہ کیا۔ اہل زرنج نے اولاً میدان مین نکلکر مسلمانونکا مقابلہ کیا اور بڑے اہتمام کے ساتھہ لڑائی ہوئی آخر مسلمانون نے انکو بھی شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ اہل زرنج قلعہ بند ہوئے۔ ربیع محاصرہ کر کے اوتر پڑے۔ مرزبان زرنج نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنیکو امان حاصل کر کے لشکر اہل اسلام مین خود حاضر ہوا۔ ربیع نے ایک مقتول پر بیٹھکر دوسرے مقتول کا تکیہ لگایا اسی طرح انکے اور ساتھیون نے بھی کیا۔ مرزبان زرنج یہہ رنگ دیکھکر رعب مین آگیا ایک ہزار

لونڈی اور ایک ہزار جام ذہب دیکر صلح کر لی۔ لشکر اسلام شہر مین داخل ہوا۔ ربیع دوسرے دن یہانسے وادی سنارود کی طرف روانہ ہوے اثنار راہ مین وہ قریہ ملا جہان رستم پہلوان نے اپنا گھوڑا باندہا تہا۔ اہل قریہ نے تعرض کیا۔ لڑائی ہوئی۔ خداوند تعالے نے مسلمانونکو فتح عنایت کی۔ ربیع لوٹ کر زرنج واپس آے۔ ایک برس کے قیام کے بعد ایک شخص کو قوم بنی حارث بن کعب سے اپنا نائب کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے۔ انکے بعد اوس عامل کو اہل زرنج نے نکال دیا اور خراج مقررہ نہ دیا۔ ربیع ڈیڑہ برس تک عامل رہے۔ انہون نے اس مدت مین چالیس ہزار مشرکین کو قید کیا۔ انکے کاتب و محرر بیشی حضرت حسن بصریؒ تھے۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر نے ربیع کی جگہ عبدالرحمن بن سمرہ کو والی سیستان مقرر کر کے روانہ کیا عبدالرحمن نے زرنج کا محاصرہ کیا اور ایک زمانہ دراز تک اہل زرنج محصور رہے آخر کار مجبور ہو کر دو لاکھہ درم اور دو لاکھہ لونڈیان سالانہ جزیہ دینے پر راضی ہوے اور صلح کر لی۔ عبدالرحمن رفتہ رفتہ زرنج اور کش (سرحد ہند) کے درمیان جو ملک تھے اونپر قبضہ کرتے گئے۔ کسی شہر کو لڑائی سے فتح کیا۔ کسی سے صلح کر لی۔

اطراف رخج پر اور اوسکے اور دوار کے درمیانی ممالک پر بھی قبضہ کر لیا۔ شہر دوار مین پہونچکر جبل زور مین کفار کا محاصرہ کیا۔ عبدالرحمن کے لشکر مین اسوقت آٹھہ ہزار سپاہی تھے ساکنان جبل زور مصالحت پر آمادہ ہوے۔ عبدالرحمن نے اونکی صلح منظور کر لی۔ ان اطراف مین جو مال غنیمت آیا اور تقسیم ہوا تو ہر شخص کے حصہ مین چار ہزار درم آے (علامہ بلاذری)

بعد صلح کے عبدالرحمن شہر مین داخل ہوے اور زور کے بتخانہ مین گئے (ابن اثیر نے زون لکھا ہے مگر قاموس مین زور ہے) زور ایک بت کا نام تہا اور اسیکے نام پر یہہ شہر آباد تہا۔ وہ بت سونے کا تہا اور آنکھین اوسکی یاقوت کی تہین عبدالرحمن نے اوسکی آنکھین نکال لین

اور ہاتھہ کاٹ کر مزبان سے مخاطب ہو کر بولے مجھکو اس سونے چاندی یا جواہرات سے
کوئی غرض نہین ہے۔ تو یہہ سب لے لے مین نے یہہ فعل محض اسلیئے کیا ہے تاکہ تجپر یہہ امر
ظاہر ہو جاے کہ یہہ نہ نقصان پہونچا سکتا ہے نہ نفع۔
اس مہم سے فارغ ہو کر عبدالرحمن نے بلاد غزنہ کا رُخ کیا۔ کابل و زابلستان بعد جنگ کے
بہ صلح داماں فتح ہوے پہر عبدالرحمن بخیریت تمام منصور زرنج کو واپس آے اور وہین قیام کیا۔
جس زمانہ مین جناب عثمان رض کی حکومت مین ایک قسم کا اضطراب پیدا ہوا عبدالرحمن نے زرنج
پر امیر بن احمر کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود مدینہ منورہ آے۔ انکا زرنج سے باہر نکلنا تہا کہ
اہل زرنج نے پہر عہد شکنی کی اور امیر بن احمر کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ پہر یہہ شہر عہد خلافت
جناب علی مرتضی علیہ السلام مین فتح ہوا۔
جنگ کابل مین اسلامی لشکر کے افسر اعلی عبدالرحمن بن سمرہ تہے اور مقدمۃ الجیش عباد بن
حصین کی ماتحتی مین تہا۔ یہ مدتون محاصرہ کیئے ہوے منجنیقوں سے سنگباری کرتے رہے
لیکن کسی طرح کابل فتح نہوتا تہا۔ سنگباری اسقدر کی گئی کہ ایک بہت بڑا راستہ ہو گیا۔
عباد بن حصین رات بہر لڑتے رہے دشمنان خدا اس راستہ کو بند نکر سکے صبح کیوقت اہل شہر
ہاتہیوں کا ایک جہنڈ لیکر بقصد مقابلہ نکلے۔ عبداللہ بن خازم سلمی نے مردانہ وار بڑہکر ہاتہی پر
حملہ کیا۔ ہاتہی نے انکو اپنی سونڈ مین دبا لیا۔ انہون نے تلوار کا ایک ایسا ہاتہہ مارا کہ ہاتہی کی
سونڈ کٹکر علیحدہ گر گئی۔ سوار فیل نشین نے نیزہ چلایا عبداللہ نے وار خالی دیا اور سوار نیچے
آرہا تو عبداللہ بن خازم نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا جسکو جملہ عساکر اسلامی نے سنکر ایک ساتہہ نعرہ مارا
مخالفین مین ایک ہلچل سی پڑ گئی بدحواسی کے عالم مین ایسے بہاگے کہ راستہ نہ بند کر سکے
لشکر اسلامی لڑتا بڑہتا شہر مین داخل ہو گیا۔ ابو مخنف کہتے ہین کہ جس نے ہاتہی کو مارا وہ مہلب ہین

عبداللہ بن خازم نہین۔ امام حسن بصریؒ کہا کرتے تھے۔ مجھکو گمان تھا کہ کوئی آدمی ہزار شخصونکا مقابلہ نہین کرسکتا مگر مین نے عباد بن حصین کو بچشم خود دیکھا کہ تنہا ایک فوج کا مقابلہ کیا اور رات بھر لڑتے رہے۔ غرض حضرت عبدالرحمن کابل فتح کرکے وادی نسل طے کرتے ہوے خواش۔ توزان لبست کی طرف آے اور بزور شمشیر ان ملکونکو فتح کرکے رزان کا رخ کیا۔ اہل رزان بھاگ گئے اور انکا قبضہ ہوگیا پھر خشک کے جانب روانہ ہوے۔ وہان والون سے صلح کرکے رخج کو گئے۔ اہل رخج سے جنگ ہوئی اور اہل اسلام مظفر و منصور یہانسے زابلستان کو گئے اور اوسکو بھی لڑکر فتح کیا۔ اس اثنا مین اہل کابل نے پھر بدعہدی کی عبدالرحمن نے پہونچکر پھر گوشمالی قرار واقعی دی۔ بعضے کہتے ہین کہ یہ واقعہ عہد خلافت جناب علیؓ کا ہے چنانچہ علامہ بلاذریؒ کی روایت سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ صحابی ہین انسے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا تھا تم امارت کو ہرگز نہ چاہنا اور نہ اوسکی تمنا کرنا اگر بلا طلب و سوال تمکو مل جاے تو قبول کرلینا خداوند تعالیٰ تمہاری اعانت کریگا اور اگر اپنی خواہش و طلب سے امارت پاؤگے تو تمپر سارا بار ہوگا۔ تم جانو تمہارا کام جانے اور آنحضرت صؐ نے یہہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ جب تم کسی کام پر قسم کھاؤ تو بہتر کام اختیار کرو اگرچہ قسم ٹوٹتی ہو کچھہ مضائقہ نہین وہ کام کرو اور کفارہ قسم کا ادا کردو حضرت عبدالرحمن عہد خلافت امیر معاویہؓ مین بھی بصرہ کے والی رہے ہین۔ کابل سے یہہ اپنے ساتھہ جو غلام قیدی لاے تھے اونمین کچھہ معمار بھی تھے جنہون نے بصرہ مین عبدالرحمن کے محل دارالخلافت کے اندر ایک مسجد بنائی جو کابل کی مسجد کی نقل تھی حضرت عبدالرحمن نے سنہ ۵۰ھ مین بمقام بصرہ وفات پائی۔

جب حضرت عبداللہ بن عامر کے ہاتھون فارس خراسان۔ کرمان۔ سیستان وغیرہ دوبارہ

کامیابی کے ساتھ فتح ہوے لوگون نے کہا جسقدر فتوحات تمہارے قوت بازو سے ظہور مین آئین اسقدر فتح اور کسیکو نصیب نہین ہوئی۔ ابن عامر نے فرمایا بے شک۔ اللہ جل شانہ کا شکر ہے کہ اوسنے مجھہ ایسے ناچیز بندہ کے ہاتھہ سے اس قدر شہر فتح کرا دیئے ہین اس شکریہ مین اپنے مقام اقامت سے احرام باندہ کر حج کو جاؤنگا چنانچہ خراسان پر قیس بن ہشیم کو مامور کرکے نیشاپور سے احرام باندھ کر اول مدینہ منورہ مین جناب عثمانؓ کے پاس آے اور پھر حج ادا کیا قیس بن ہشیم بعد روانگی ابن عام طخارستان کی جانب گیے اور اسکے اطراف کے تمام شہر بلا کسی روک ٹوک کے اپنے قبضہ مین کر لئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جہان جہان یہہ گئے لوگون نے بغیر لڑے بھڑے صلح کر لی اور انکے مطیع ہو گئے۔ البتہ اہل سنجان برسر مقابلہ آے اور بعد کہلی لڑائی کے قلعہ بند ہوے بالآخر قیس نے بزور تیغ اوسکو بہی فتح کر لیا۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

اس سنہ مین جناب عثمانؓ حج کو تشریف لیگئے۔ اسی سنہ مین فتح خراسان کامل ہوگئی اسی سنہ مین ابو الدرداء انصاری بدری نے وفات پائی اور بعضونکے نزدیک ۳۲ھ مین انتقال کیا۔

ابو طلحہ زید بن سہل انصاری نے بعمر ستر سال بمقام جزیرہ وفات پائی۔ آپ بیعۃ العقبہ مین شریک تہے بعدہ جنگ بدر اور دیگر غزوات مین حضور سرور کائنات ؐ کے ہمراہ موجود رہے آپ اکثر روزے رکہا کرتے تہے (مشاہد الاصفیا نسخہ قلمی مصنفہ علامہ محمد ہاشم بن قاسم نعمانی ہروی بدخشانی) اور بعض کہتے ہین کہ ۳۲ھ مین رحلت کی اور ایک روایت مین ۵۱ھ ہے

ابو اُسید ساعدی نے انتقال کیا بعضونکے نزدیک ۶۰ھ مین رحلت کی۔ اس قول کے مطابق ابو اسید بدریونمین سب کے بعد انتقال کرنے والے ہین۔

ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم اور اونکے بھائی طفیل نے انتقال کیا اور ایک روایت سے ابوسفیان کا انتقال سنہ ۲۰ھ مین ہوا ہے۔

ابوسفیان رضی بن حرب اموی نے بعمر اٹھاسی سال انتقال کیا۔ انکے فضائل مین سے یہہ حدیث ہے۔

خود حضرت ابوسفیان رضی سے روایت ہے کہ مین نے جناب رسولخدا سے عرض کیا۔ اے رسول اللہ تین سوال میرے ہین آپ قبول فرمائین۔ اول۔ میری لڑکی ام حبیبہ کو جو اسوقت عرب کی عورتون مین حسینہ و جمیلہ ہے اپنی زوجیت مین قبول فرمایئے رسول مقبول نے فرمایا مجھکو قبول ہے۔ دوم۔ میرا بیٹا معاویہ آپکا کاتب اور منشی ہو جاوے۔ آپنے فرمایا بہتر ہے مین نے منظور کیا۔ سوم۔ آپ مجھکو کسی فوج پر سردار کرکے بھیج دیجئے تاکہ کفار سے لڑون جیسا کہ حالت کفر مین مسلمانون سے لڑتا رہا۔ آپنے فرمایا یہہ بھی منظور ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوسفیان جو کچھہ چاہتے آنحضرت صلعم سے مانگ لیتے کیونکہ آپنے ہر سوال کے جواب مین نعم فرمایا۔ حضرت ابوسفیان رضی نابینا ہو گئے تھے۔ ایک آنکھہ آپکی جنگ طائف مین گئی اور دوسری جنگ یرموک مین۔ آپکے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہین۔ حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی۔ حضرت یزید رضی جنکو حضرت ابوبکر رضی نے شام پر بھیجا تھا۔ حضرت معاویہ رضی جو حضرت عمر رضی اور حضرت عثمان رضی کے زمانہ مین حاکم شام رہے ہین۔

حکم بن ابی العاص اموی نے اسی سنہ ۳۱ھ مین انتقال کیا۔ یہ مروان کے والد اور جناب عثمان رضی کے قریبی رشتہ دار تھے۔ انکی عادت تھی کہ جناب رسول خدا صلعم کے راز اور مسلمانون کے خفیہ امور کی اطلاع کفار قریش کو پہونچایا کرتے تھے۔ انکو آنحضرت صلعم نے نکال دیا تھا اور طائف مین رہا کرتے تھے۔ جب جناب عثمان رضی خلیفہ ہوئے آپنے حکم بن ابی العاص کو مدینہ منورہ مین

بلا لیا جب لوگ معترض ہوے تو فرمایا مین نے جناب رسولخدا ؐ سے انکی سفارش کی تھی آپنے مجھسے وعدہ فرمایا تھا کہ اونکو مدینہ مین آنیکی اجازت دونگا مگر اس کا موقع نہوا جو نکہ حضور رحمۃ للعالمین سے گونہ اجازت مل چکی تھی مین نے انکو بلا لیا ہے۔ (تاریخ اسلام بالحوالہ نسخہ قلمی و تاریخ خمیس)

۳۲ھ

غزوہ سرحد قسطنطنیہ

اس سنہ مین جناب معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کی مگر صرف اسکے حدود و اطراف ہی تک پہونچ پاے کچھ قریات و قصبات پر لڑائی ہوئی بہت سے کفار قتل کیے اور تاخت و تاراج کر کے بعضے دیہات کے لوگونکو قیدی بنا لیا اور مظفر و منصور بہت کچھ مال غنیمت لیکر واپس آے۔ اس جہاد مین حضرت معاویہؓ کے ساتھہ انکی بی بی عاتکہ بنت قرظہ اور بعض کے نزدیک فاختہ تھین۔

غزوہ بلاد ترک و شہادت عبدالرحمن بن ربیعہ

عہد خلافت فاروقی مین حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ حدود دارمینیہ پر باب تک حکمران تھے۔ دربار خلافت سے انکو ترکون پر حملہ کرنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ باب سے بلنجر کی طرف روانہ ہوے بلنجر ریاست خزر کا دارالسلطنت تھا۔ یہ واقعہ ۲۱ھ کا ہے حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ اپنے لشکر کو لیکر ترکونکی حد مین چلے۔ بلنجر کے قریب پہونچکر ترکونسے مقابلہ ہوگیا۔ وہ شہر چھوڑکر بھاگ گئے اور لشکر اسلام مال غنیمت لیکے واپس چلا آیا اوسوقت سے خلافت عثمانی تک برابر ترکونپر

حملے ہوتے رہے یہانتک کہ ترکی قوم عاجز آگئی جب ترکون کو ہر طرح شکست پر شکست ہوتی
رہی اور کسی طرح مسلمانونکے مقابل انکا قدم نہ جم سکا تو بہت حیران ہوے اور آپس مین
کہتے تھے کیا وجہ ہے کہ مسلمان باوجود قلت جماعت کے ہمیشہ ہر قوم پر غالب ہی رہتے ہین
اور ہمارے مقابلہ مین تو شیران بیشۂ شجاعت اور نہنگان بحر وغا و بحالت روباہ خصلت ہین
ہماری تلوار کی دہوم روے زمین پر ہے۔ وہ کون ہے جو ہمارے نام سے کانپ نہین جاتا
اور ایسی کونسی قوم ہے جو ہمارے سے میل و محبت و اطاعت مین اپنی بہبود و فلاح تصور نہین
کرتی۔

ہم وہین آتش قدم ہین کہ پگہلتے ہین پہاڑ	موج ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانونکے ساتھ فرشتے ملکر لڑتے ہین اور اونکے دشمنونکو قتل کر ڈالتے ہین
اسیواسطے مسلمانونمین سے ہر ایک جنگ مین ایک کی لاش بہی تو نظر نہین آتی۔ درحقیقت
ایسا ہی کچھ اتفاق ہوا کہ ہر مرتبہ ترکون ہی کی فوج مین مقتول نظر آے اور مسلمانونکی طرف
ایک بہی شہید نہوا۔ اس خیال سے ترک اور بہی مسلمانونکے نام سے ڈرنے لگے۔ آخر اس
بارہ مین باہم مشورہ کیا۔ ایک نے کہا۔ اب کے امتحان کر لو چنانچہ ترکونکی ایک جماعت کمینگاہ
مین چہپکر بیٹہہ رہی ادہر سے فوج اسلامی نکل رہی تہی کہ ترکون نے تیراندازی کی جس سے
دو ایک مسلمان شہید ہوگئے۔ ترکون کو اس سے ایک جوش پیدا ہوگیا اور دلونمین جو خوف
مسلمانونکا سمایا ہوا تہا وہ نکل گیا۔ گئی ہوئی قوت پہر عود کر آئی۔ ٹوٹی ہوئی ہمتین پہر بندھ
گئین سنہ ۳۲ھ مین اہل خزر اور ترک باہم متفق ہوگئے اور ایک لشکر جرار تیار کرکے مجموعی قوت کے
ساتھ اہل اسلام کے مقابلہ کی دل مین پختہ نیت کر لی۔
جناب عثمان رض نے قبل اسکے عبدالرحمن بن ربیعہ کو جبکہ وہ باب پر حکمران تہے لکھا تہا کہ

عام رعایا کو اندرونی مفسدہ پردازون و دشمنون نے بہکا دیا ہے - مخالفت کی پوشیدہ آگ سب کے دلونمین روشن ہوگئی ہے عنقریب ہے کہ وہ ظاہر ہوکر اپنا اثر خراب اور نتیجہ مضرت رسان دکھلائے لہذا ایسے وقت مین مسلمانونکو خصوصًا فوج مجاہدین کو نہایت احتیاط وہوشیاری سے رکہنا چاہیئے مبادا اونکو کچہ صدمہ پہونچے یا رعایا کی سازش سے لشکر غازیان اسلام تباہ و برباد ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن کے دل مین تو ترکونکی لڑائی کی ہوس جم گئی تہی اور پختہ ارادہ قائم ہوچکا تہا انہون نے چندان خیال نہ کیا - ترکونکے حال سے بہی خوب واقف ہوچکے تہے اور یہہ بہی سمجہے ہوے تہے کہ ترکی بہت خوف زدہ ہین اس خیال سے اور بہی اونکو جرأت آگے آگے لئے جارہی تہی حتی کہ بمقام بلنجر دونون جانب سے دونون فوجین برسرمقابلہ آئین - ترکونکو واقعہ گذشتہ سے دلیری پیدا ہوگئی تہی نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کردی حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ اس جنگ مین شہید ہوگئے اور بہی بہت سے مسلمانون نے جام شہادت پیکر حیات ابدی حاصل کی۔

ز دست و بازدن کشتہ تو شد معلوم		کہ بعد کشتہ شدن ہم تلاشہا باقیست

حضرت عبدالرحمٰن کا نام ذوالنون بہی تہا - انکی تلوار کا بہی یہی نام تہا - ترکون نے جب انکو شہید کیا تو انکی لاش کو ایک تابوت مین اپنے پاس بہت حفاظت کے ساتہ تبرک سمجہکر رکہہ چہوڑا - مدت تک اوس لاش کے طفیل دعا راستسقا مانگا کرتے تہے - انکے شہید ہونیسے لشکر اسلام بغیر سردار رہ گیا اور دو حصونپر منقسم ہوکر ایک تو باب کے جانب روانہ ہوا - اس گروہ کو حضرت سلمان بن ربیعہ برادر عبدالرحمٰن بن ربیعہ ایک فوج کے ساتہہ ملے - انکو بحکم جناب عثمان غنی سعید بن العاص نے کوفہ سے مسلمانونکی مدد کیلیے بہیجا تہا - حضرت سلمان نے

اپنے بھائی کی شہادت سنکر نشان فوج خود لیا اور اس ہزیمت خوردہ حصہ کو اپنے ساتھ لے
لیا جسکی وجہ سے یہہ حصہ ترکون کے ہاتھہ سے بچ گیا۔ دوسرا حصہ جو رزمگاہ سے بھاگا تو اوسنے
جیلان وجرجان کا رُخ کیا تھا۔ اس حصہ مین حضرت سلمان فارسیؓ اور ابو ہریرہؓ بھی تھے۔ اس
واقعہ بلنجر مین جو لشکر حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے ساتھہ تھا اوسمین منجملہ مجاہدین یہ لوگ
مندرجہ ذیل بھی شریک تھے۔ یزید بن معاویہ نخعی۔ علقمہ بن قیس۔ معضد شیبانی۔ ابو مفزر تیمی
یہہ چارون ایک خیمہ مین ایک ساتھہ رہا کرتے تھے۔ عمرو بن عقبہ۔ خالد بن ربیعہ۔ جلحال بن ذری
قرثع۔ یہہ چارون دوسرے خیمہ مین ٹھیرا کرتے تھے۔ ان لوگون کے خیمے پڑاؤ پر قریب قریب
نصب ہوتے تھے۔ یہہ لوگ اس لڑائی سے قبل آپسمین دلیری وبہادری کی باتین کیا
کرتے تھے اور شہادت کے متمنی تھے۔ حسب اتفاق ایسا ہی ہوا جیسا کہ انکی گفتگوے مندرجہ
ذیل سے معلوم ہوگا قرثع کہا کرتے تھے "خون کے سرخ چھینٹے سفید کپڑے پر کیا ہی خوشنما
معلوم ہوتے ہین"۔ عمرو بن عتبہ ایک سفید قبا پہنے تھے اوسپر نظر کرکے کہا۔ خون کے سرخ
چھینٹے تجپر کیا ہی بھلے معلوم ہونگے"۔ یزید بن معاویہ نخعی نے خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص
نفیس چادر لایا اور اوسمین انکو لپیٹ کر قبر مین دفن کردیا۔ یہہ اوس حالت مین قبر کے اندر
نہایت حسین وخوبصورت معلوم ہوتے تھے اسی معرکہ بلنجر مین کسی نے پتھر مارا وہ انکے سر پر
آکر لگا۔ سر پھوٹ گیا اور خون نکلکر کپڑون پر پڑا کہ چادر رنگین ہوگئی۔ گویا کہ نقش ونگار اوسپر
بنے ہین اور اسی صدمہ مین وفات پائی۔ قدرت خداوندی ہے کہ اوسی وضع وہیئت سے
جیسا کہ خواب مین دیکھا تھا دفن کیئے گئے۔ ہو بہو انکے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ اسی
لڑائی مین معضد نے علقمہ سے کہا "اپنی چادر مجھکو دو مین سر پر اوسکا عمامہ باندہونگا" چنانچہ
چادر لیکر سر پر باندہی برج بلنجر مین گئے۔ لوگون سے لڑے اور بہتونکو مارا۔ اتفاقیہ ایک

پتھر انکے سر پر آکر لگا جسکے صدمہ سے سر پھٹ گیا اور اوسی زخم سے شہید ہوے۔ لوگون نے انکو یزید کے پہلو مین دفن کر دیا۔ علقمہ نے اپنی چادر جو معضد کے سر پر بندہی تھی اور خون کے دہبے اوسمین تھے لے لی اوسکو خوب دہویا مگر خون کے دہبے نہ گئے۔ وہ جمعہ کے دن اوس چادر کو تبرکاً اوڑہکر نماز مین جاتے اور کہا کرتے تھے کہ میری اس چادر مین معضد کے خون کی نشانی ہے اسواسطے مین جمعہ کے دن اسکو اوڑہ لیا کرتا ہون۔

عمرو بن عتبہ کے بھی لڑائی مین زخم کاری آیا اور اونکی قبا رنگین ہو گئی جیسا کہ خواہش کی تھی اور اسی زخم مہلک سے شہید ہو گئے۔

قرثع بھی اسی لڑائی مین زخمی ہوے اور انکی قبا رنگین ہوئی اور شہید ہوے۔ قرثع اور یزید نخعی کوفی ہین (تقریب التہذیب)۔

جناب عثمانؓ کو ان لوگونکے خیالات اور حالات کی جب اطلاع ہوئی آپنے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا اہل کوفہ بدعہدی کر کے بیعت فسخ کر دینگے انکے دلی خیالات کسقدر بدل گئے ہین۔ وہ رات دن خونریزی کے جویان اور فساد کے خواہان رہتے ہین۔ خداوندا۔ تو اونسے درگذر کر اور اپنے نگاہ لطف و کرم سے اونکے حال پر توجہ فرما۔ جناب عثمانؓ نے انکے خیالات بد اور اونکے حسب منشاء واقعات پیش آنیسے استنباط کیا کہ یہہ لوگ مفسد ہین انکے دلونمین اسی قسم کے خیالات اور منصوبے رہا کرتے ہین۔ کیونکہ جہاد مین نیت ترقی دین اسلام ہونا چاہیئے۔ اگر خوش نصیبی سے شہید ہو گیا زہے سعادت قبل اسکے ایسے خیالات آنا اس امر پر دلیل ہے کہ یہہ لوگ محض جنگ و پیکار کے خواہان و جویان تھے اور ہر وقت انکی نظر و نمین ایسی ہی صورتین پہرا کرتی تھین۔ معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ بلنجر مین جو لشکر تھا اوسمین کوفی بھی شریک تھے اور جناب عثمانؓ تو اہل کوفہ کی شرارت

سے پہلے ہی واقف تھی) چونکہ سلمان بن ربیعہ کو سعید بن العاص نے بحکم جناب عثمانؓ روانہ کیا
تھا انکے ہمراہ شکست خوردہ لشکر اسلام باب پر پہونچا۔ اب سلمان بن ربیعہ بجائے عبدالرحمن
بن ربیعہ کے باب کے حاکم ہوئے اور بحکم جناب عثمانؓ اہل شام کا ایک لشکر بسرداری حبیب
بن مسلمہ سلمان کے ہمراہ ہوا۔ دوسرا لشکر کوفہ کا جسکے سردار حضرت حذیفہؓ بن یمان تھے یہی
سلمان بن ربیعہ کے ساتھ کیا گیا اور ان دونون لشکرون کے افسر اعلیٰ اور گورنر علاقہ
باب سلمان بن ربیعہ کئے گئے۔ جب لشکر شامی اور کوفی یکجا ہوئے دونون لشکر و نمین آتش
مخالفت شعلہ افگن ہوئی اور ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے۔ اہل شام نے کہا۔
ہم سلمان کو جو سب کے سردار ہین قتل کر ڈالینگے کوفیون نے کہا ہم حبیب بن مسلمہ کو جو
لشکر شامی کے افسر ہین خوب مارینگے اور اونکو سرداری سے معزول کرکے قید کردینگے
اور اگر تم متعرض ہوگے تو ہماری تمہاری تلوار چل جائیگی اور اچھی بھلی خونریزی ہوگی
(حبیب کو یہ منظور تھا کہ جس طرح سے وہ سردار لشکر ہوکر آئے تھے اسی طرح باب کی بھی
حکومت انکو ملے اور یہ سلمان کی ماتحتی مین نہ رہین اسی بات پر کوفیون اور شامیو نمین
اختلاف ہوا) حضرت حذیفہ بن یمان اس نواح مین تین مرتبہ لڑے۔ تیسری جنگ اوس
زمانہ مین واقع ہوئی ہے جو زمانہ جناب عثمانؓ کی شہادت کا تھا۔ جب جناب عثمانؓ شہید
ہوئے ہین حذیفہ بن یمان اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ خداوندا۔ قاتلین جناب عثمان پر
اور اونکے بدگویو نپر لعنت کر اور اپنا غضب و قہر نازل فرما۔ خداوندا۔ تو خوب جانتا ہے
اور دلو نکے ارادے اور نیتو نسے تو آگاہ ہے کہ ہماری نیت جناب عثمانؓ سے مقابلہ
کرنے مین اور اونکے احکام کی تعمیل مین سستی و تاخیر کرنے مین محض اونکو تنبیہ کرنے کی
غرض سے تھی اور آپ بھی اکثر اوقات ہم لوگونکو تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم لوگون کا یہ

ارادہ نہ تہا کہ آپکی جان کو صدمہ پہونچے مگر عوام نے ہمارے اونکے معاملات اور ظاہری برتاؤ کو فتنہ و فساد کی راہ کر لی۔ خداوندا۔ تو اون لوگونکو بہی اپنے غضب کی تلوار سے مار اور جیسا کہ اون لوگون نے جناب عثمانؓ کے خون مین اپنے ہاتہہ رنگے ہین اونکے خون مین بہی تلوارین رنگین ہون۔

خروج قارن

آخر ۳۲ھ مین اطراف خراسان سے پہر ترکون نے یورش کی اہل بادغیس۔ ہرات۔ قوہستان انکے ساتہہ مدد کو تیار ہوے اور چالیس ہزار سپاہی میدان کارزار مین جمع ہو گئے۔ ترک کا بادشاہ قارن یہہ فوج لیکر خراسان کی طرف بڑہا۔ اس زمانہ مین خراسان کے حاکم قیس بن ہُبیرہ سلمی تہے جب عبداللہ بن عامر حج خانہ کعبہ کو جانے لگے اپنی جگہہ انکو مقرر کر گئے تہے قیس بن ہبیرہ کے ہمراہ اونکے چچازاد بہائی عبداللہ بن خازم بہی تہے۔ سابق مین عبداللہ بن خازم نے ابن عامر سے کہہ کر یہہ مضمون لکہا لیا تہا "جب خراسان سے قیس علیحدہ ہون تو اوسوقت ابن خازم اوسکے والی ہون" یہہ عہدنامہ لکہوا کر اپنے پاس رکہہ لیا جس زمانہ مین ترکی فوجین حدود خراسان مین آگئین تو قیس نے عبداللہ بن خازم سے کہا۔ تمہاری کیا راے ہے۔ ابن خازم نے جواب دیا میرے نزدیک آپ خراسان سے علیحدہ ہوکر چلے جائین کیونکہ مین اسکا امیر ہون۔ ابن عامر نے اسکی ولایت کی سند مجہے عطا کی ہے یہہ کہکر ابن عامر کا پروانہ دکہایا۔ قیس خاموش ہوکر ابن خازم کے پاس سے چلے آے بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ بن خازم نے مشورہ دیا تہا کہ ترکون کا لشکر زیادہ ہے اور ہم لوگ تہوڑے۔ بہتر ہوگا کہ تم خود ابن عامر کے پاس جاکر فوج مدد کو لے آؤ۔ جب قیس اودہر

روانہ ہوی عبداللہ بن خازم نے اونکی عدم موجودگی مین تمام لشکر کو وہ سند دکھلائی جس مین لکھاتھا کہ بحالت غیر موجودگی قیس کے عبداللہ بن خازم امیر خراسان سمجھے جائین۔

ایک روایت مین ہے کہ قیس نے ابن خازم سے دریافت کیا۔آپ کیا راے دیتے ہین۔ترکون نے سر اوٹھایا ہے۔اونکی تعداد کثیر ہے اور اہل اسلام اونکے مقابلہ مین بہت ہی کم ہین۔حضرت عبداللہ بن خازم نے کہا۔میرے نزدیک تو آپ ملک چھوڑکر چلے جاوین کیونکہ عبداللہ بن عامر نے مجھکو پروانہ لکھدیا ہے کہ جب خراسان مین جنگ ہو اوسوقت تم امیر خراسان ہوجاتا۔پھر سند لکھی ہوئی نکالکر دکھائی جو آپ ہی ابن عامر کی طرف سے لکھ لی تھی قیس جھگڑنا مناسب نہ سمجھے۔حکومت خراسان بخوشی خاطر عبداللہ بن خازم کے سپرد کردی اور خود ابن عامر کے پاس چلے گئے۔

عبداللہ بن عامر نے جب انکو دیکھا اور انکے حالات سے خبر پائی کہا۔یہہ کیا کیا تم ملک کو ویران و برباد کرکے میرے پاس کیون چلے آے۔اسکے جواب مین قیس نے کہا کہ عبداللہ کے پاس آپکی خاص دستخطی اور مہری سند موجود تھی اس لئے اونہون نے مجھسے امارت لے لی۔المختصر قیس تو ابن عامر کے پاس رہے اور عبداللہ بن خازم خراسان کے امیر و سردار بنکر چار ہزار فوج لیکر ترکون کے مقابلہ پر نکلے۔کہان ترکونکی جماعت چالیس ہزار اور کہان ابن خازم کی فوج چار ہزار۔یہ انکی شجاعت اور ہمت ہی تھی اور مسلمانونکی دلیری اور شوق شہادت تھا کہ دشمنونکی کثیر التعداد لشکر کا اصلا خوف وہراس نہ کیا۔

غرض دونون لشکر میدان جنگ مین ایک دوسرے کے مقابل ہوے اور میدان جنگ چھوڑکر دونون طرف سے اپنے اپنے پڑاو پر بیٹھے۔رات نے دونون لشکر ونکو آرام کرلینے کا موقع دیا۔عبداللہ بن خازم نے کیا ترکیب سوچی کہ اپنے لشکر مین سے چھہ سو مردان جنگ۔

دیدہ کارزار آزمودہ منتخب کیئے۔ اونکے نیزونکو روئی اور پرانے کپڑے سے لپیٹ کر تیل وچربی سے ترکرکے روشن کردیا اور بقدر ضرورت چربی او تیل اور بھی ہمراہ کیا۔ ان مشعلون کی روشنی مین اس جماعت کو لیکر ترکون پر شبخون مارا۔ اس لشکر کے مقدمۃ الجیش پر خود ابن خازم تھے۔ آدھی رات کو یہ لشکر مشعلین جلاتا ہوا قارن کے لشکر پر جا گرا اور تلوارین کھینچ کھینچ کر مارنا شروع کردیا۔ سارے ترک خواب غفلت مین مست و سرشار تھے اونکو کیا خبر تھی کہ رات کے وقت آفت آسمانی وبلائے ناگہانی قضائے مُبرم کو ساتھہ لیئے ہوے نازل ہوگی اور ایک دم مین اون خفتہ بخت کم نصیبونکو ہمیشہ کے واسطے سلادے گی۔ اونکو کیا معلوم تہا کہ اب کےسوے قیامت ہی کو اوٹھینگے۔ اس حالت سراسیمگی مین بالکل نہ سنبھلنے پائے جو جس حال مین سورہا تہا اوٹھتے ہی جو کچھہ ہاتھہ مین آگیا لیکر لڑنے اور مفت جان دینے لگا۔ یہہ بہی نہ معلوم تہا کہ ہماری تلوار دوستونکو صاف کررہی ہے یا دشمنونکے گلونکو کاٹ رہی ہے۔ آخر قوم ترک مین بھگدڑ پڑگئی۔ اہل اسلام نے وہ جنگ مغلوبہ کی کہ کشتونکے پشتے لگ گئے خون کا دریا روان ہوگیا۔ نبرد گاہ ایک تختہ لالہ زار بن گیا۔ ترک اچانک اس ہنگامے سے گھبرا گئے۔ اونہون نے دیکھا کہ آگ مثل دریا موجزن ہے کبہی اوپر چڑہتی ہے اور کبہی نیچے اوتر آتی ہے۔ گاہے دائین گاہے بائین۔ ایک وضع پر قرار نہین۔ اونکی بالکل سمجھہ مین نہ آیا کہ یہ کیا بلا ہی۔ دہشت زدہ ہوکر ہمت ہاردی۔ عبداللہ بن خازم کی تدبیر نے حواس باختہ کردیا۔ اس ہنگامہ قتل و غارت مین مجاہدین اسلام اپنے اپنے کام مین برابر مصروف رہے۔ ابن خازم بہی اپنا مقدمۃ الجیش لیئے ہوے بالکل ترکون مین گھس گئے اور تلوارونکی باڑہ پر جو رکھا تو ترکونکے چھکے چھوٹ گئے۔ قارن اونکا بادشاہ مارا گیا۔ فوج ترک بے سر ہوکر بھاگ نکلی چالیس ہزار

اہل اسلام نے چالیس ہزار ترک کو شکست دی۔ مسلمانون نے بھاگے ہوے ترکونکا پیچھا نہ چھوڑا اور تک مارتے چلے گئے۔ ہزارون قتل کر ڈالے اور ہزارون قید کر لئے۔ بیشمار مال غنیمت اہل اسلام کے ہاتھہ آیا۔ بعد فتح وظفر عبداللہ بن خازم نے ابن عامر کو اس فتح کی خوشخبری دی۔ ابن عامر انکے اس کارنمایان سے بہت خوش ہوے۔ حالانکہ یہہ چالاکی سے قیس کو نکالا کے خود سردار بن گئے تھے مگر اس کامیابی کی بدولت ابن عامر نے انکو مستقل کردیا اور حکومت خراسان عطا کی۔ ابن خازم حکومت خراسان پر تا واقعہ جمل عہد خلافت مرتضوی تک قایم رہے۔ اوس زمانہ مین ابن خازم بصرہ چلے آے اور وہان واقعہ ابن حضرمی مین موجود تھے۔

ایک روایت ہے کہ جب قارن لشکر لیکر مسلمانونکے مقابلہ کو نکلا ہے تو قیس نے ابن خازم سے کہا۔ قارن کے مقابلہ مین کیا کرنا چاہیئے۔ ابن خازم نے کہا۔ میرے نزدیک تمہارے پاس اسقدر فوج ولشکر نہین کہ قارن کا مقابلہ کرسکو۔ مین اس صورت مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ تم خود ابن عامر کے پاس چلے جاؤ اور انکو دشمن کے لشکر اور اوسکی کثرت تعداد سے خبر دو۔ ہم اس عرصہ تک قلعہ بند ہو کر ترکون سے لڑتے رہین اور اپنی حفاظت کرین جب تم فوج لیکر آؤ اوس وقت قلعہ سے نکلکر تمہارے ساتھہ ہو کر اون سے لڑین قیس انکے فقرہ مین آگئے اور ابن عامر کی جانب روانہ ہوے۔ انکا ادھر جانا ہوا کہ اودھر ابن خازم نے سند نکالکر لوگونکو دکھلائی اور کہا۔ مجھکو ابن عامر نے یہان کا حاکم کردیا ہے۔ اہل بصرہ ابن خازم کی لڑائی کے بعد بلاد خراسان مین اون لوگون سے جو اسلام نہ لاے تھے برابر جہاد کرتے رہے اور بغاوت فرو کرنے کو اپنا مذہبی شعار سمجھا کئے۔ (ابن خلدون)

نقض فارس مین ہم سابقاً لکھہ آے ہین کہ عبداللہ بن خازم قیس کے چچیرے بہائی ہین۔ ابن خازم نے عبداللہ ابن عامر سے سند لکھوالی تہی جسکا یہ مضمون تہا کہ درسورت نہونے قیس کے ابن خازم حاکم خراسان سمجھے جاوین اور جملہ کاروبار حکومت انکے تعلق ہو۔ یہہ روایت ابن اثیر کی ہے۔ لیکن اسیجگہ ابن اثیر کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن خازم نے بطور خود سند جعلی بنالی تہی۔ نیز ابن اثیر کی روایت سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے کیونکہ وہان یہہ بہی لکہا ہے کہ جب عثمانؓ شہید ہوے ابن خازم نے سند نکالکر دکہائی۔ اسکی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ بعضونکے نزدیک یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے۔ علامہ ابن اثیر نے جسطرح اور مورخین کے اقوال نقل کئے ہین یہ قول بہی نقل کردیا اور جوانکے نزدیک محقق وثابت تہا وہ بہی لکہا یعنی عہد خلافت عثمانی کے واقعات مین ذکر کیا۔ سند کی نسبت ایک جگہہ یہہ لکہنا کہ خود بنالی تہی اور ایک جگہہ ظاہر کرنا کہ ابن عامر سے لکہوالی تہی صریح مخالفت ہے اور دونون کلام مین تضاد۔ اسکا دفعیہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ ابن عامر کی اس کارروائی مین چالاکی ضرورتہی لہذا یہہ کہنا کہ سند خود لکہہ لی تہی مجازاً درست ہے۔ مگر یہہ تاویل فن تاریخ مین مستحسن نہین معلوم ہوتی۔ اگر ان دو روایتونمین سے ایک کی غلطی کا ثبوت ہوجاوے توکچہہ مشکل نہین ہے مگر بغیر ثبوت اس امر کا دعوی بہی زیبا نہین بظاہر اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ سند لکہوالی تہی اور اب موقع پاکر پیش کی چونکہ سند کا حال کسی کو معلوم نہ تہا اسواسطے لوگونکو یہی خیال ہوا کہ سند جعلی بنالی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

خروج قارن ابن خلدون اور صاحب فتوحات اسلامیہ کے نزدیک یہی واقعات خلافت عثمانی سے ہے۔

وفات حضرت ابوذر غفاریؓ

بگذار تا بگریم چون ابر در بہاران	کز سنگ گریہ خیزد روز وداع یاران

افسوس - زندگانی دنیا سراب نما ہے - حیات دار ناپائدار حباب آسا ہے - کسی نے خوب کہا ہے -

ہستیم جملہ خیال ست بہ تمثال سراب	بالیقین من نیم و وہم وگمانم باقیست

اس سرائے فانی مین کسیکو قرار نہین کوئی چل بسا کوئی کمربستہ - آمادہ سفر - روانگی کو تیار ہے صبح اچھے بھلے چلتے پھرتے تھے شام ہونے پائی کہ جہان گذران سے سفر کر گئے ملک جاودان مین پہونچ گئے - دنیا کی جس چیز کو دیکھو یہی حال ہے - کل جو باغ موسم بہار کی پرورش سے رشک گلزار فرخار تھا - آج دستبرد صرصر خزان سے پامال ہے - جو گلشن موسم گل مین پُر از سوسن و سنبل تھا تختہ تختہ مین بیلا چنبیلی - کھلا ہوا تھا - بلبلونکا شاخ گل پر ہجوم نغمہ طائران خوش الحان کا شور و غل تھا - آج باد فنا کے ہاتھہ سے صحرائے پُر خار ہے - بجائے گلاب کے ببول خاردار ہے - بلبل کی جگہہ بوم شوم کا نشیمن ہے - یا تو ہر تختہ تختہ کشمیر زار تھا - یا اب گلشن جا بجا تودہ خاک گلخن ہے -

چمن کے تختہ پر اک دن تشتۂ گل کا تجمل تھا	عجب کچھہ چہچہے تھی ہر جگہہ اک شور تھا غل تھا
خزان کے دن جو جا دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین	بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

اسلام کا سدا بہار باغ پر فضا جسکو قدرت کے ہاتھون نے آباد کیا - اسلام کے سچے ہوا خواہ باغبانون نے اسکی تختہ بندی کی اور اس باغ کی نشو و نما مین اپنی عزیز جانین کھپا دین سچ تو یہہ ہی کہ بہادران اسلام کی جانبازی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج اس باغ پر بہار کی خوشبو تمام

عالم مین پہیلی ہے اور ہر ایک کو اپنی جانفزا بہار کی طرف کہینچ رہی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلعم کے ہاتہہ پر اس دین کی تکمیل کردی تہی اور تمغہ الیوم اکملت لکم دینکم عنایت فرمایا تہا۔ آپکے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانفشانی اور جانسوزی سے کلمہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اکناف عالم اور اطراف جہان مین پہونچ گیا اور انہین بزرگونکی کوشش سے اسلام نے وہ مضبوط جڑ پکڑی کہ تا قیام قیامت کوئی آفت ارضی و سماوی اسکو صدمہ نہین پہونچا سکتی۔ اس ۳۲؁ھ مین کچہہ ایسی صرصر کیبت باد فنا چل گئی کہ بڑے بڑے جلیل القدر۔ نامور و مشہور صحابی دفعۃً ایک ہی برس کے اندر دنیا سے کوچ کر گئے۔ درحقیقت اسلام کے حق مین یہہ سال نہایت سخت گذرا اگر اس سال کا نام عام الحزن رکہین روا ہے اور اگر اسکو عام البکاء کہین سزاوار ہے۔ اسی ۳۲؁ھ مین حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی۔

مروی ہے کہ جس دن آپ انتقال فرمانیلگے اپنی صاحبزادی سے کہا اے بیٹی۔ دیکہہ تو کیا کوئی میرے پاس آرہا ہے۔ صاحبزادی نے عرض کیا کوئی نہین۔ آپ نے فرمایا۔ ابہی میرا وقت نہین آیا ہے۔ پہر فرمایا۔ اے بیٹی۔ ایک بکری ذبح کرکے اوسکا گوشت پکا رکہو مین اب دنیا سے کوچ کرتا ہون۔ میرے گور و کفن مین کچہہ بندگان خدا نیک مرد تشریف لاوینگے جسوقت وہ میرے دفن سے فارغ ہو جاوین اونسے کہنا۔ ابوذر آپ صاحبونکو قسم دی گئے ہین کہ بغیر کچہہ کہائے یہان سے نہ جاوین۔ صاحبزادی نے حکم کی تعمیل کی۔ بکری ذبح کرکے اوسکا گوشت صاف کیا۔ پکا کر تیار کر لیا اور حضرت ابوذر کو اطلاع کی۔ آپنے دریافت کیا۔ اب پہر تو دیکہو۔ کیا کوئی شخص آتا ہوا نظر پڑتا ہے۔ اس مرتبہ آپکی بیٹی نے کہا۔ ہان۔ ایک جماعت آرہی ہے حضرت ابوذر رضؓ نے فرمایا میرا سینہ قبلہ کی طرف کردو۔ بیٹی نے قبلہ رو کردیا

اوسوقت آپنے بسم اللہ و باللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پڑہا اور رحلت فرمائی۔ صاحبزادی باہر نکلین اور آنیوالونکا استقبال کرکے کہا خدا آپ
صاحبون پر رحم فرماے۔ ابوذر کے پاس تشریف لے چلیئے۔ لوگون نے دریافت کیا۔
کہان ہین بیٹی نے اشارہ سے بتلایا کہ وہین۔ اہل جماعت بولے۔ اللہ تعالےٰ نے
ہمکو اس وقت بہیجدیا اور انکی تجہیز وتکفین مین شریک ہونے کا ثواب عنایت فرمایا۔

آنیوالی جماعت مین یہ لوگ تھے۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ ابو سفر تمیمی۔ بکر بن عبداللہ تمیمی
اسود بن یزید علقمہ بن قیس نخعی۔ مالک اشتر نخعی۔ جلال ضبیؔ۔ حارث بن سوید۔ عمرو بن
عتبہ سُلمی۔ ابن ربیعہ سلمی۔ ابو رافع مزنی۔ سوید بن شعبہ تمیمی۔ یزید بن معاویہ نخعی۔
قرثع ضبیی کے بہائی۔ معضد شیبانی کے بہائی۔

پہران سب صاحبون نے اونکو غسل دیا۔ کفن پہنایا اور بمقام ربذہ دفن کر دیا جب
واپس ہونیکا ارادہ کیا حضرت ابوذرؓ کی صاحبزادی نے عرض کیا کہ ابوذرؓ آپ لوگون کی
خدمت مین بعد سلام کے عرض کر گئے ہین اور آپ لوگونکو قسم دلائی ہے کہ بدون کہانا کہائے
ہوے کوئی صاحب نہ جاوین۔ یہ سنکر سب لوگون نے کہانا کہایا۔ بروقت واپسی حضرت
ابوذرؓ کے اہل وعیال کو بہی یہ لوگ مکہ مین لیتے آے اور حضرت عثمانؓ کو وفات ابوذرؓ سے
اطلاع دی۔ آپنے ابوذرؓ کی صاحبزادی پر شفقت مبذول فرمائی اور اپنے ہی گہر مین رکہہ لیا
اور فرمایا خداوند کریم ابوذرؓ پر رحم فرماے اور اونکا ربذہ مین قیام کرنا بخش دے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب لوگ ابوذر کے گہر مین داخل ہوے خوشبوی مشک
سونگہہ کر دریافت کیا کہ یہہ خوشبو کیسی ہے صاحبزادی نے کہا کہ جب اونکی موت کا وقت
قریب آیا اور سکرات موت ظاہر ہونے لگی مجہکو حکم کیا کہ مردہ کے پاس لوگ آتے ہین۔

اونکو بدبو ناگوار ہوگی تو یہان نہ ٹہیرینگے اور بغیر کہانا کہائے چلے جائینگے۔ تو کسیقدر مشک پانی مین گہولکر اس گہر مین اچہی طرح چہڑک دے تاکہ گہر بس جاوے اور کسی قسم کی بدبو نہ رہے۔

بعضے کہتے ہین کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابوذر غفاریؓ کے اہل و عیال کو اپنے ہمراہ مکہ معظمہ نہین لیگئے بلکہ اس دفعہ اونکو چہوڑ گئے اور خود جناب عثمانؓ کیخدمت مین بمقام مکہ معظمہ حاضر ہوکر ابوذرؓ کے مرنے کی خبر کی جناب عثمانؓ جب مکہ معظمہ سے واپس ہوئے اور مدینہ منورہ کو آنے لگے تو براہ ربذہ ہوکر اور حضرت ابوذرؓ کے اہل و عیال کو اپنے ساتہہ مدینہ منورہ لیتے آئے حضرت ابوذرؓ اسلام مین سابق ہین چار صاحبون کے بعد پانچوین آپ مسلمان ہوئے ہین یہہ مسلمان ہوکر اپنے وطن چلے گئے تہے اور بعد ہجرت نبوی کے مدینہ منورہ مین تشریف لائے صحابہ کرام مین معزز اور بڑے عالم ہین۔ انکا زہد و تقویٰ مشہور ہے۔ انکو چار سو دینار سالانہ بیت المال سے ملتا تہا جو سب راہ خدا مین خرچ کر ڈالتے تہے۔ جناب رسول خداؐ نے انکی شان مین فرمایا ہے "آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کوئی بہی ابوذر سا سچا نہین ہے"۔ انکے فضائل بیشمار ہین۔ آپنے وقت اظہار اسلام کے بہت تکلیفین کفار سے اوٹہائی تہین۔

وفات حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ

ابو محمد عبدالرحمن بن عوف زہری قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچہتر برس کے سن مین انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے ہی جانب حبشہ ہجرت کی تہی اور آنحضرتؐ کے ساتہہ سب غزوات مین شریک رہے۔ غزوۂ تبوک مین حضور سرور عالم صلعم نے آپکے پیچہے

نماز پڑھی ہے (مشاہد الاصفیا نسخہ قلمی)

اسلام آپکا قدیم ہے۔ آٹھوین نمبر مین آپ مسلمان ہوے ہین۔ آپ جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ مین ہین آپکا نسب یہہ ہے۔ عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ بن کلاب۔ جاہلیت مین آپکا نام عبد عمرو تہا۔ بعض کے نزدیک عبد الحارث یا عبد الکعبہ ہے۔ حلیہ مبارک یہ ہے۔ دراز قد۔ بدن کی جلد بہت پتلی اور نازک تہی۔ رنگ سرخ سفید۔ آنکھین بڑی بڑی۔ چہرہ خوشنما۔ نقشہ خوبصورت۔ ناک پتلی خوبصورت خمدار جیسے طوطے کی چونچ۔ اگلے دانت آپکے کسی صدمہ سے گر گئے تہے۔ بال سفید تہے مہندی یا وسمہ کا خضاب نہ تہا۔ ہاتہہ کی ہتہیلیان پر گوشت تہین آپ فربہ اندام تہے۔ جنگ احد مین آپکے پانون پر ضرب پہونچی اور اسی جنگ مین بیس زخم آپنے کہاے تہے چند زخم پاے مبارک مین تہے جنکی وجہہ سے لنگڑے ہو گئے تہے۔

جناب فاروق اعظم نے جو لشکر جنگ جابیہ کیلئے روانہ کیا تہا اوسکے مقدمۃ الجیش پر آپ سردار تہے۔ قدس آپنے فتح کیا ہے۔ آپکی سخاوت مشہور ہے۔ خداوند تعالیٰ نے عالی ہمتی اور فراخ حوصلہ کے ساتہہ فراغ دستی اور دنیوی مال و دولت بہی عطا کی تہی۔ خدا کی راہ مین خیرات کرنا غربا و مساکین کو دینا آپکی ایک طبعی بات تہی۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنی جائداد (زمین) چالیس ہزار دینار کو بیچکر سب قیمت راہ خدا مین لٹا دی ایک پیسہ پاس نہ رکہا۔ ایک بار نوسو اونٹ آپکے شام سے آے تہے جن پر انواع و اقسام کا سامان تہا آپنے سب کے سب خدا کی راہ مین خیرات کر دئے۔ ایکدفعہ پانچ سو عربی گہوڑے مجاہدین اسلام کے واسطے وقف کئے۔ آپکی زندگی کے یہہ خیرات و صدقات تہے اور جب آپنے انتقال کیا بیشمار مال ترکہ مین چہوڑا جو سولہ[16] حصو نپر تقسیم ہوا ہر حصہ مین آٹہہ آٹہہ لاکہہ دینار آے۔ آپنے

قبل وفات وصیت کی تھی کہ اہل بدرمین سے جو اب باقی ہین انکو چار سو دینار فی کس دیا جاوے چنانچہ یہہ وصیت پوری کی گئی۔ اہل بدرمین سے اوسوقت سو آدمی بقید حیات تھے۔ فی کس چار سو دینار دئے گئے جنکی تعداد چالیس ہزار ہوتی ہے۔ جناب عمر فاروق رضہ نے اصحاب شوریٰ مین آپکو مقرر کیا تھا جناب عثمان رضہ کی خلافت مین آپ ہی کی کمال کوشش اور جانفشانی اور نہایت احتیاط وعقل وتمیز نے کام دیا کہ بدون اختلاف وحجت سب نے جناب عثمان رضہ سے بیعت کر لی۔ (تاریخ خمیس)

قصہ عبیداللہ بن معمر رضہ

آخر عہد خلافت جناب فاروق اعظم رضہ ۲۳ھ مین عثمان بن ابی العاص ثقفی فتح اصطخر پر مامور ہوے ایک لشکر کے ساتھہ بمقام جور اہل اصطخر اور جور کا مقابلہ ہوا ایرانی شکست کھا کر بھاگ گئے ہر بذرئیس جور نے جزیہ پر صلح کر لی اور معاہدہ لکھا گیا۔ اسمین اصطخر بھی شامل کر لیا گیا بعدہٗ شہرک مرزبان فارس نے بغاوت کی اور یہہ زمانہ ابتداے خلافت عثمانی تھا۔ تمام ممالک مفتوحہ قبضہ سے نکل گئے۔ عثمان بن ابی العاص نے اپنے بیٹے کو اس مہم پر روانہ کیا اور انکے ساتھہ عبیداللہ بن معمر کو کر دیا کہ جو لشکر بصرہ کے سردار اور مدد کے واسطے اپنا لشکر لیکر آے تھے بعد معرکہ عظیم شہرک اور اوسکا بیٹا دونون مارے گئے اور ایرانی لشکر بھاگ کر سابور مین قلعہ بند ہوا۔ ایک روایت مین حکم بن ابی العاص اس معرکہ مین سردار لشکر تھے۔ جب ایرانی شکست خوردہ قلعہ بند ہوے عساکر اسلامی نے محاصرہ کیا۔ ایرانی صلح پر آمادہ ہوے اور جزیہ مقرر کرکے صلح کر لی۔ اب عساکر اسلامی نے اصطخر کا رخ کیا۔ اس اثنا مین جناب عمر رضہ شہید ہو گئے اور جناب عثمان رضہ خلیفہ ہوے آپ نے

عثمان بن ابی العاص کو امارت سے معزول کرکے بجاے انکے عبید اللہ بن معمر کو اس علاقہ کا حاکم کیا۔ انھون نے اصطخر کا محاصرہ کیا۔ ایک روز انکو خبر پہونچی کہ ارزنبان حاکم اصطخر ہوسکتا ہین لشکر اسلام پر تاخت کرنیوالا ہے۔ آپنے اپنے اصحاب سے کہا مین چاہتا ہون کہ آج یارون دوستونکی دعوت کرون۔ گاے ذبح ہو اور گوشت پکے سب صاحب کہاوین گا ۔۔ کی ہڈی میرے پاس جو بڑا پیالہ ہے اوسمین رکھی جاوین اور سب احباب خوب لطف سے نوشجان فرمائین چنانچہ کہانے پینے کا سامان ہوا اور سب لوگ کہانیمین مصروف ہوگئے۔ عبید اللہ بڑے شہ زور تھے بڑی بڑی ہڈیان جو کلہاڑی سے توڑی جاتین ہیں اونکو اپنے ہاتھ سے توڑ پہوڑ ا ونکا گودا نکال لیتے تھے اسی عرصہ مین ارزنبان آپہونچا۔ عبید اللہ کے قدمو نپر گر پڑا اور کہا مین آپکی پناہ مین ہوتا ہون۔ آپنے اوسکو امان دی اور تسلی وتشفی کی۔ ہنوز آپ اوسکی طرف متوجہ تہی کہ ناگہان ایک تیر منجنیق سے آکر الیسا لگا کہ آپ گر پڑی اور شہید ہوگئے۔ مرتے وقت آپنے وصیت کی کہ محاصرہ نچھوڑنا انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب تم اصطخر فتح کرلوگے چنانچہ لشکر اسلام اہل اصطخر سے لڑتا رہا اور بہت ایرانیونکو قتل کرکے اصطخر فتح کرلیا۔ بعض روایت مین عبید اللہ بن معمر ۲۹ھ مین شہید ہوے ہین۔ (ابن اثیر)

لیکن علامہ یافعی رح وغیرہ نے انکا کچھ حال اسی ۳۲ھ مین لکہا ہے ہم وہ مضمون بجنسہ نقل کرتے ہین شیخ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عمران بن موسی مرزبانی اپنی کتاب مقتبس مین لکہتے ہین کہ عبید اللہ بن معمر تمیمی چالیس برس کی عمر مین علاقہ اصطخر مین بعہد خلافت جناب عثمان رض شہید ہوے ہین مگر کسی نے سنہ وفات آپکا نہین لکہا ہے۔ انکی سخاوت اور رحم دلی کی ایک حکایت ہم نقل کرتے ہین۔ حضرت عبید اللہ بن معمر نے بیس ہزار دینار مین

ایک خوبصورت۔ نازنین۔ مہ جبین لونڈی خرید کی جس کا نام کاملہ تھا اور جو درحقیقت اسم بامسمیٰ تھی۔ گانے مین مشاق۔ فن موسیقی سے واقف۔ ساز نوازی مین کامل طرّہ یہ کہ لکھی پڑہی۔ شعرگوئی مین طاق۔ فن خط وکتابت مین شہرآفاق۔ قرآن شریف بانواع قرارت خوب یاد۔ کہانا پکانیکا اچہا سلیقہ اور دیگر امور خانہ داری اور ضروری کامون مین نہایت صاحب تمیز تھی۔ یہ لونڈی ایک جوان کی ملک مین تھی جس نے اپنے ہی واسطے تعلیم دی تھی اور اسکی تعلیم مین زرکثیر خرچ کیا تہا۔ وہ جوان اس لونڈی کے حسن وجمال اور دیگر کمالات کا عاشق وشیفتہ تہا۔ ایک دم اپنی نگاہون سے اوسکا جدا ہونا پسند نہ تہا۔ اوسکی خاطر ودلجوئی اور خوشی مین جو کچھ پاس تہا رفتہ رفتہ سب خرچ کر ڈالا اور محتاج ہوگیا کوڑی پاس نہ رہی اب ادہر اودہر یارون۔ دوستون۔ عزیزون سے سوال کی نوبت آئی اور نہایت عسرت سے دونونکی گذر ہونے لگی۔ ایک دن اوس لونڈی نے کہا۔ اے یار عزیز واے آقاے باتمیز۔ مین تمکو اس تکلیف وتنگی مین دیکھنا نہین چاہتی ہون کیا کرون مجبور ہون۔ دل سے تمنا ہے کہ خدا کرے وہ دن اگلے عیش وعشرت کے تمکو پہر نصیب ہون۔ اس حالت ناداری ومفلسی مین مناسب وقت یہی ہے کہ تم مجھکو بلاتکلف فروخت کر ڈالو۔

اگرچہ طبیعت کو ہوگا قلق	ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

اور میری قیمت سے اپنی حالت درست کر ڈالو۔ یہہ فقر وفاقہ جو آے دن سر پہ کہڑا رہتا ہے ضرور میری قیمت سے دفع ہوجائیگا بلکہ عجب نہین کہ تم کو غنا وفراغت حاصل ہو جوان یہ کلام درد انجام سنکر بولا۔ اے یار جانی۔ یہہ مجہہ تفتہ جگر سے کبہی نہوگا کہ تجھکو اپنی آنکھون سے ایکدم بہی اوجہل ہونے دون۔ جو کچھہ مصیبت مجہپر پڑیگی سب بہگت لونگا اور جبتک تو میری آنکھون کے سامنے ہے اوسکو مین راحت سمجھونگا۔

مخوان زدیر حرم بکعبۂ زاہد کہ دل بردازکفِ من آنجا	بنالۂ مطربِ بعشوہ ساقی بخندہ ساغر بگریہ مینا

کنیز نے اپنے آقا سے جو یہ کلام محبت التیام مسموع کیا با دل داغدار و چشم اشکبار گویا ہوئی کہ اے مایۂ زندگانی - اب بجز اسکے چارہ کار نہین یہ روز روز کی مصیبت اب دیکھی نہین جاتی - خدا پر شاکر رہو شاید پھر کبھی وہ ارحم الراحمین ہمارے اور تمہارے حال پر رحم فرماوے اور یہی دن نصیب ہون

اے خوش آن دم کہ بروئے تو نظر باز کنم	خویش را گر منیازت کنم و ناز کنم

جوان یہ جواب لونڈی کی زبان سے سنکر چار و ناچار مصلحت وقت سمجھکر راضی ہوا اور اوسکو عبید اللہ بن معمر کے پاس لیگیا - انہون نے اوسکو بہت پسند کیا اور بیس ہزار دینار دیکر خرید لیا جوان نے قیمت پائی اور چلنے لگا وقت رخصت نگاہ حسرت آمیز سے ایک نے دوسرے کو دیکھا اور لونڈی نے چند شعر پڑھے جنکا صرف ترجمہ ہم لکھے دیتے ہین -

محبت اینچنین عاشق نوازی اینچنین باید	زدی کشتی بخاک رہ نشاندی تاختی رفتی

تجھکو یہ مال جو میری قیمت مین پایا ہی مبارک ہو اسکو اپنے عیش و عشرت مین خرچ کر مجھکو کیا حاصل ہی تیری جدائی اور غم فراق کے سوا اور کیا ہاتھ لگا مین وقت رخصت کے اپنے جی کو سمجھاتی ہون اور اوس سے کہتی ہون حالانکہ وہ نہایت رنج و غم مین ہے - ابتو دوست تیرا جدا ہوگیا ہی اس حالت مین تو صبر ہی سے کام ہی چاہی کم صبر کر چاہی زیادہ جب انسان کو کوئی حیلا اور کوئی سبیل نہ باقی رہی اور بجز صبر کے دوسری ترکیب نہ بن پڑے تو اس حالت مین صبر ہی کرے -

تپیدن گرنکردن رفتن از خود مردن از حسرت	کم ست افسوس عمر و کارہا بسیار عاشق را

جوان نے ان اشعار کا جواب اس طرح دیا -

من گستیم عنان دل از دست دادہ دیوانہ وار در کمر کوہ گشتہ مر	از دست دل براہ غم از پا فتادہ بے اختیار سر بہ بیابان نہادہ

تیری محبت اور عشق مین اگر زمانہ نے مجھکو بیکار کر کے خانہ نشین نہ کر دیا ہوتا اور میرے پاس کچھ بھی از قسم قوت لاہموت موجود ہوتا تو میری اور تیری درمیان مین بجز موت کے اور کوئی دوسری چیز جدائی کرنے والی نتھی مین تیرے فراق مین درد وغم کے ساتھ زندگی بسر کرونگا اور اپنی دل غمگین سے تیرے ہی خیال مین باتین کرکے باقی دن کاٹونگا۔

تپیدن سوختن برخاک وخون غلطیدن دمردن		بحمد اللہ کہ در رہ عاشقی تدبیر ہا دارد

اب تو رخصتی سلام ہے اور مین تجھسے جدا ہوتا ہون تیری زیارت اور تیرا وصل نصیب ہونا محال ہی۔ ہان اگر ابن معمر چاہے تو کچھ مشکل نہین۔ ابن معمر یہ دردناک کلام سنکر کہنی لگے۔ اے عزیز لونڈی کا ہاتھ پکڑ اور اپنے گھر لیجا۔ جوان لونڈی کو لیکر خوش خوش چلدیا۔ (تاریخ امام یافعی قلمی ومستطرف وعقد الفرید)

وفات ابو درداء انصاری رضہ

یہ بھی جلیل القدر صحابی ہین اسی ۳۲ھ مین وفات پائی۔ حکیم الامۃ انکا خطاب اور نام عویمر بن زید ہے۔ آپ شامیونمین بڑی عالم ہین انکا اسلام بعد بدر کی ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے انہین اور سلمان فارسی رضہ مین بھائی چارہ کرا دیا تھا۔ آپ دمشق مین قاضی رہی ہین۔ انکے فضائل اور محامد مشہور ومعروف ہین۔ حضرت معاویہ رضہ انکا بہت ادب کرتے اور انسے ڈرتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ ابو درداء کی بیوی نے کہا کہ آج میرے پاس کچھ کھانے کو نہین ہے حضرت سلمان فارسی رضہ نے یہ سنکر کہا۔ اے ام درداء۔ ہمارے سب کے سامنے ایک گھاٹی دشوار گذار ہے اور راہ پر خار ہے اوپر سے وہی لوگ گذر سکین گے جو ہلکے

بوجھ سے لدے ہونگے بخلاف اسکے بھاری بوجھ والے پہنسکر رہجاوینگے۔

ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ابو درداء کے گھرمین گئے انکی بیوی کو دیکھا کہ خراب کپڑے پہنے متبذل حالت مین ہین آپ نے دریافت کیا۔ تمہارا کیا حال ہے اس طرح بری حیثیت سے خراب وضع سے کیون ہو۔ ابو درداء کی بیوی نے جواب دیا تمہارے بھائی کو دنیا کی کسی چیز کی ضرورت نہین ہے پھر اونکے سامنے چاہے زینت و سنگار سے رہون چاہے بُری طرح۔ حضرت سلمانؓ نے حضرت ابو درداء کو نصیحت کی اور کہا۔ تمپر تمہارے خدا کا حق ہے اور تمہاری زوجہ کا حق ہے۔ تمہارے مہمان کا حق ہے اور تمہاری جان کا تمپر حق ہے۔ لہذا ہر حق دار کو اوس کا حق دیتے رہا کرو

وفات حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

اسی ۳۲ھ مین آپنے چھیاسی برس اور ایک روایت سے اٹھاسی یا ستاسی سال کی عمر مین وفات پائی آپ آنحضرت صلعم سے تین برس بڑے تھے۔ آپکے مناقب بیشمار ہین۔ یہ کیا کم بزرگی و شرافت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے عم بزرگوار ہین خلفاء بنی عباسیہ آپ ہی کی اولاد ہین۔ جناب فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت مین جب قحط پڑا ہے آپ کو شفیع کرکے بارش کی دعا مانگی اور خداوند تعالیٰ نے مسلمانونکی دعا قبول فرمائی اور پانی برسایا۔

جنگ حُنین ۸ھ کے روز جبکہ مسلمانونکو ہزیمت ہوئی اور ایک گروہ اہل اسلام بھاگ گیا جناب رسول خداؐ ایک خچر پر سوار تھے۔ حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیانؓ بن حارث آپ کے خچر کے ارد گرد ایک صاحب لگام تھامے دوسرے صاحب رکاب پکڑے تھے

آنحضرت صلعم نے جناب عباس رض سے فرمایا۔ اے چچا آپ لوگونکو پکار دین اصحاب شجرہ اور انصار کو اطلاع دیدین کہ مین بخیریت زندہ ہون۔ حضرت عباس رض نے اونکو پکار کر کہا آپکی آواز سے بھاگنے والے رک گئے۔ حضرت عباس رض کی آواز بہت بلند تھی۔ انکے غلام آٹھ میل فاصلہ پر جنگل مین ہوتے تھے اور آپ پچھلی رات اونکو کوہ سلع پر سے آواز دیتے تو آپکی آواز غلامونکو پہونچ جاتی تھی۔ (تاریخ امام یافعی)

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عباس رض نے شہادت جناب عثمان رض سے دو برس پہلے بمقام مدینہ منورہ اٹھی یا ستاسی برس کی عمر مین وفات پائی۔ تاریخ وفات مین اختلاف ہے۔ ایک روایت مین روز جمعہ بارہ رجب ۱۲ اور ایک مین چودہ رجب ۱۴ اور بعض کہتے ہین کہ ماہ رمضان مبارک مین انتقال فرمایا ہے۔ سنہ وفات مین بھی مورخین کے اقوال مختلف ہین بعضے ۳۱ھ کہتے ہین مگر روایت معتبر وصحیح ۳۲ھ ہے۔ حضرت عباس رض کو بتیس ۳۲ سال اسلام مین گذرے۔ آپ نابینا ہوگئے تھے۔ بمقام جنت البقیع مین آپ دفن ہوے۔ آپکے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رض نے آپکو قبر مین اوتارا۔ جناب رسالتماب صلعم اور حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم آپ کی بہت عزت وحرمت کرتے تھے۔ (تاریخ خمیس)

وفات حضرت عبداللہ رض بن مسعود

اسی ۳۲ھ مین جناب رسول خدا کے صحابی اور آپکے خادم کفش بردار جناب عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ راہی ملک بقا ہوے۔ منجملہ آپکے مناقب و فضائل کے جناب رسولخدا نے فرمایا ہے۔ قرآن شریف چار شخصون سے سیکھو۔ اون چار مین آپکا بھی نام لیا۔ آپ اور آپکی والدہ ماجدہ ہر وقت جناب رسول خدا کے گھر مین رہا کرتے تھے۔

ہر اجنبی شخص ان دونون صاحبونکو آنحضرت صلعم کے گھر والونمین سے سمجھتا تھا۔ آپ کو قرآن شریف خوب یاد تھا اور اوسکے قواعد قرأت وغیرہ سے بخوبی واقف تھے۔ خود جناب رسول خدا نے بنفس نفیس ستر سورتین انکو یاد کرائی تھین۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول تھا "اصحاب رسول خدا خوب جانتے ہین کہ مین سب مین زیادہ کتاب خدا کا عالم ہون اگر مجھکو معلوم ہوجاوے کہ کوئی شخص مجھسے زیادہ قرآن شریف کا جاننے والا ہے تو مین سفر کرکے اوسکے پاس جاؤن اور اوس سے قرآن مجید سیکھون اور پڑھون"۔ راوی روایت ہذا کا بیان ہے کہ مین اصحاب کبار کے جلسہ مین تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کا یہہ قول دعوی کے ساتھہ سب نے سنا مگر مین نے کسی کو نہ سنا کہ اوسنے انکے اس دعوے کی تردید یا انکے تحریہ کلام پر طعن و تشنیع کی ہو۔

علمار کرام کا قول ہے کہ اگر انسان مین فضیلت علم یا کمال دیگر ہوا اور اوس کو کسی حاجت وغرض سے نہ از راہ تکبر وریا لوگونپر ظاہر کرے تو مضائقہ نہین۔ حضرت ابن مسعود کے قول سے یہہ مستنبط ہوتا ہے۔ جنگ بدر مین جب ابو جہل زخمون سے چور ہوگیا اور کسیقدر سانس باقی تھی تو حضرت ابن مسعود اوسکا سر کاٹ کر جناب رسول خدا کی خدمت مین لائے۔ کہتے ہین کہ جب آپنے ابو جہل کے سینہ پر چڑھکر سر کاٹنا چاہا ابو جہل نے کہا۔ کہ "اے بکریان چرانے والے۔ تو بڑی سخت جگہہ اور بلندی پر چڑھ گیا" یعنی ابو جہل سردار قوم کا سینہ تو ایسا نہ تھا کہ تجھہ سا شخص اوسپر چڑھتا۔ آپ کوفہ مین بیت المال پر حاکم (افسر مال) تھے۔ مسائل مشکلہ مین علمار حجاز و شام وعراق آپکے رائے لیتے تھے آپ مسائل دینی مین فتوی دیا کرتے تھے۔ آپ ہی کی شان مین بعض صحابہؓ نے فرمایا ہے "جبتک یہہ عالم دانا تم مین ہین ہمسے سوال کرنے کی اور مسائل پوچھنے کی تم لوگون کو

ضرورت نہین"۔ آپ سے ایک گروہ صحابہ وتابعین نے علم دین حاصل کیا ہے۔ آپ آخر عمر مین کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور مدینہ ہی مین وفات پائی۔ جناب عثمان نے اور بقول بعض مورخین عمار بن یاسر نے آپکے جنازہ کی نماز پڑہائی۔ آپ پستہ قد تھے آپنے نوّے ہزار دینار نقد ترکہ مین چھوڑے۔ آپکی مرویات سے احادیث کی تعداد آٹھ سو چالیس تک پہونچتی ہے۔ (تاریخ امام یافعی قلمی وتاریخ خمیس)

مروی ہے کہ آپنے کچھ اوپر ساٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ آپکا اسلام چھٹے نمبر پر ہے آپ ہی مہاجرین حبشہ مین تھے۔ حضور سرورکائنات کی نعلین مبارک اور مسواک آپکے پاس رہتی تہی۔ آپ تمام لڑائیون مین شریک رہے ہین۔ مدفن آپکا بقیع مین ہے۔ (مشاہد الاصفیا نسخہ قلمی)

فضائل حضرت عبداللہؓ بن مسعود مع کلام زُہد نظام

آپ جلیل القدر صحابی ہین۔ جناب رسول خداؐ نے انکو بشارت عظیمہ دین اور اپنے بعد اپنی امت پر درباب تعلیم قرآن۔ فقہ۔ وعظ ونصیحت جانشین کیا۔ جناب رسول خداؐ کی صحبت سفر وحضر مین اختیار کی اور ہمیشہ آپکے ہمراہ رکاب رہے۔ صحابہ مین انکا صاحب مسواک صاحب مطہرہ لقب تھا۔ آنحضرت صلعم کی مسواک انکے پاس رہتی اور آپکے وضو کا پانی آپ ہی وضو کیوقت تیار رکہتے تہے۔ آنحضرت صلعم نے انکو جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ حدیث ابن عبدالبر نے بطریق سفیان ثوریؒ نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔ قرآن ان چار شخصون سے سیکھو۔ پہلے انہین کا نام لیا بعد اور صحابہ کا ذکر کیا۔ انکی شان مین یہ بہی اقوال نبوی ہین "ابن ام عبد یعنی ابن مسعود کے زمانہ کو مضبوط پکڑو۔

یعنی انسے جو کچھ حاصل کرنا ہو سیکھ لو۔ جبتک ابن ام عبد تمسے راضی ہین مین بھی راضی ہون اگر یہہ ناراض ہین تو مین بھی ناراض ہون۔ اے ابن مسعودؓ تم ان لوگونمین ہو اور اس آیت کے مصداق ہو۔ لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت جناح فیما طعموا ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل اچھے کئے اونپر گناہ نہین اوس چیز مین کہ وہ کہائین

حضرت حذیفہؓ نے ابن مسعودؓ کی بزرگی کی شہادت دی ہے۔ عبدالرحمن سے روایت ہے کہ مین نے حذیفہؓ سے کہا۔ جناب رسول خدا کے عادات۔ سیرت و شکل کے قریب کوئی شخص ہو تو مجھکو بتلائیے تاکہ اوسکی صحبت سے فیض و برکت حاصل کرین۔ حذیفہ نے جواب دیا۔ بعد جناب رسالتمآبؐ کے آپسے عادات و شکل و شباہت و سیرت مین مشابہ مجھکو ابن مسعود کے سوا کوئی دوسرا شخص نظر نہین آتا۔

جناب عمرؓ نے اہل کوفہ کو جو فرمان لکھا تھا اوسمین ابن مسعودؓ کی تعریف و توصیف مین یہہ فقرے تھے ''مین عمار بن یاسرؓ کو تمپر امیر کرکے بھیجتا ہون اور عبداللہؓ بن مسعود اونکے ساتھہ ہین یہہ اونکے وزیر ناصح اور معلم و اوستاد شفیق ہین۔ یہہ دونون صاحب جناب رسول خداؐ کے صحابہ مین شریف اور بزرگ اور اہل بدر سے ہین۔ تم لوگ انکی پیروی کرنا اور انکا کہنا بگوش قبول سننا۔ مین نے عبداللہ بن مسعودؓ کو خاص تم لوگونکے واسطے پسند کیا ہے مجھکو جو کچھہ انکی صحبت سے حاصل ہوتا تھا اوس کا خیال نہ کیا اور تمہارے پاس بھیدیا ہے'' حضرت عمرؓ نے انکے حق مین فرمایا ہے۔ ابن مسعود علم سے بھرے ہوے ظرف ہین۔ باوجود فضل صحبت جناب رسول خداؐ کے حضرت ابن مسعودؓ صحبت فاروقی مین رہے صحبت فاروقی کا اثر اپنے اندر مشاہدہ کیا اور جناب فاروقؓ کی شان مین یہ کلمات فرمائے کہ اگر جناب عمرؓ کا علم ایک پلہ مین رکھین اور تمام قبائل عرب کا علم دوسرے پلہ مین

توآپ ہی کا پلہ بہاری رہیگا۔ افسوس حضرت عمر فاروق رضؓ کی وفات سے نو حصہ علم اوٹھہ گیا اب ایک دسوان حصہ رہگیا ہے ایک بار کی نشست جو مجھکو جناب فاروق رضؓ کی صحبت مین نصیب ہوئی ہے وہ میرے ایک سال کے اعمال حسنہ سے بڑہ کر ہے۔ اگر تمام لوگ آسان راستہ نشیب و الا چلین اور عمر رضؓ گہاٹی کا راستہ چلین تو مین اونہین کے راستہ پر چلونگا۔

روایت ہے کہ جب عتبہ بن مسعود نے وفات پائی حضرت عبداللہ بن مسعود اپنے بہائی کے غم مین بہت روے۔ لوگون نے کہا۔ آپ روتے ہین۔ جواب دیا۔ میرا بہائی تہا۔ جناب رسول خدا کی صحبت مین میرے ساتہہ رہنے والا تہا۔ باستثنار جناب فاروق رضؓ سب لوگونسے زیادہ مجھکو محبوب تہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کے چند اصحاب صحبت یافتہ ہین جو اسی لقب یعنی اصحاب عبداللہ بن مسعود سے مشہور ہین۔ ان بزرگونکی وضع بالکل ایسی تہی گویا عبداللہ بن مسعود ہین اونمین سے نامی حضرات یہ ہین۔ حضرت علقمہ بن قیس۔ اسود بن یزید نخعی۔ عمرو بن میمون اَودی ربیع بن خثیم۔ قدس اسرارہم۔ حضرات ابراہیم نخعی۔ ابواسحٰق سبیعی۔ اعمش۔ منصور قدس سرہم بہی انکے اصحاب مین سے ہین۔ یہہ بزرگان دین حامل دین رسول مبین و ناقل احادیث رسول کریم صلعم ہین۔ حضرت سفیان ثوری قدس سرہ کو ان اصحاب سے صحبت دراز رہی اور طریق تصوف و سلوک ان بزرگونسے حاصل کیا۔ اسی طرح حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ کو بزرگان موصوف سے صحبت ہے۔

حضرت سفیان ثوری قدس سرہ سے ایک جماعت نے سلسلہ طریقت حاصل کیا اور آپکی اثر صحبت سے مرجع انام و مشہور خاص و عام ہوے۔ انمین سے نامور یہہ حضرات ہین حضرت داؤد بن نصر طائی۔ ابراہیم بن ادہم بلخی قدس سرہما۔ حضرت داؤد قدس سرہ سے

حضرت معروف کرخی کو صحبت ہے اور اونسے سری سقطی قدس سرہ کو اور آپسے حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کو سلسلہ پہونچا یہ سلسلہ جنیدیہ مشہور و معروف ہے۔

اب ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کے اقوال کا جو بنام زہدیات عبداللہ بن مسعودؓ مشہور ہین صرف ترجمہ نقل کرتے ہین جن سے آپکا کمال زہد و تقویٰ ظاہر ہوتا ہے۔

انسان کے عالم ہونے مین اوسکو کافی ہے کہ خدا کا خوف رکھے اور جاہل بننے کو یہی کافی ہے کہ اپنے عمل پر عجب و تکبر کرے۔

جس نے آخرت طلب کی دنیا کا نقصان پایا اور جسنے دنیا چاہی آخرت کا نقصان اوٹھایا۔ اے قوم۔ باقی کی طلب مین فانی کا نقصان گوارا کر۔

جو اپنا خزانہ آسمان مین اسواسطے رکھے کہ اوسکو کیڑا نہ کہاے اور نہ چوری جاے تو ایسا ہی کرے کیونکہ اوسکا دل اوسکی خزانہ کے ساتھہ ہے۔ مطلب اسکا یہہ ہے کہ خیر و خیرات قبول ہوکر جناب باری مین محفوظ رہتی ہے۔

اپنے صاحبزادہ عبدالرحمن کو وصیت فرمائی کہ مین تمکو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون۔ (اپنے گھر والو نمین اس طرح گذر کرو کہ) تم کو تمہارا گھر وسعت دے۔ (تمہاری بدخلقی اور سخت مزاجی سے تمپر تمہارا گھر تنگ نہ ہو جاوے) اپنی خطاؤنپر خدا کی درگاہ مین رویا کرو۔

مین اس امر کو دوست رکھتا ہون کہ مجھکو یہہ معلوم ہو جاے کہ خدا نے میری گناہون سے کوئی گناہ معاف کر دیا پہر مجھکو پرواہ نہین کہ کس ابن آدم نے مجھکو جنا اور مین کس سے پیدا ہوا یعنی شرافت نسب کچھہ کام نہ آویگی اپنے اعمال سے سابقہ پڑیگا۔

جنت اعمال شاقہ سے جو نفس پر گران ہین ڈہانکی گئی اور دوزخ نفسانی خواہشو نسے

گھیری گئی لہذا جو شخص شہوات نفسانی کے پاس گیا دوزخ مین پڑا۔

حقیر اعمال حسنہ کی مثال اون لوگونکی سی ہے جو کسی منزل مین اوترے اور اونکے پاس گوشت تہا مگر لکڑی ایندہن نہ تہا کہ وہ گوشت پکاتے۔ بالآخر وہ لکڑیان چننے لگے اور اسقدر جمع کرلین کہ جس سے گوشت پکالیا۔ مطلب یہہ ہے کہ تہوڑی نیکی کو حقیر سمجھکر اوس سے باز نہ رہے۔

لوگونکی اچہائی برائی پر تعجب نہ کرو اور نہ اسکا کچہہ اعتبار ہے کیونکہ ایک ہی شخص تم کو آج برا معلوم ہوا ور کل اچہا معلوم ہوگا اور آج اچہا ہے کل برا ہوجاویگا۔ اللہ کے بندے ہر روز بدلتے رہتے ہین۔ (یعنی ابہی نیکی کی پہر بری کام مین مبتلا ہوے) اور خداوند تعالی قیامت کے دن گناہ بخش دیگا۔

جس دن خدا کے پاس بندہ جاویگا خداوند تعالی اوسکی مان سے زیادہ اپنے بندہ پر رحم کریگا جیسے کسی کی مان اپنے عزیز دلبند فرزند کے واسطے سایہ دار جگہہ مین نرم بچہونا بچہا رکہے اور اپنے بیٹے کو دیکہتے ہی جہٹ پٹ اوٹھکر اپنے ہاتہہ سے بچہونا صاف کردے اور ٹٹول کر خوب دیکہہ لے اگر سانپ بچہو ہوگا تو اوسیکو کاٹے گا اور اگر کانٹا ہو تو اوسیکے چبہے گا اور اوسکا فرزند محفوظ رہیگا جب خدا اس سے زیادہ مہربان ہے تو پہر گناہ بندو نکے کیون نہ معاف فرمائیگا۔

مجھکو یہہ محبوب ہے کہ دنیا سے بالکل الگ ہون اور ہر وقت سفر آخرت کے لئے تیار رہوں خدا سے ڈرنا اسی قدر علم کافی ہے اور دہوکے مین پڑجانا جہالت کیلیے یہی بہت ہے قسم اوس ذات پاک کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین۔ اگر بندہ صبح و شام اسلام پر رہو تو دنیا کی دولت سے کچہہ اوسکا نقصان نہین۔ ابن مسعود کے یارون نے چادرین بہیجین

اب وہ شخص شرم کرے کہ کم درجے کے کپڑے یا چادر حقیر کم قیمت اوڑھے ہے۔ پس ابوعبدالرحمن (یعنی مین) نے ایک عبا مین صلح کی پہر دوسری صبح بہی وہی عبا تہی پہر تیسرے دن بہی وہی کپڑا تہا یعنی مجھکو شرم کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ مین حقیر کم درجہ کا کپڑا پہنے رہا مگر مجھہ مین کوئی تغیر نہین ہوا اگر لباس فاخرہ ہوتا تو کیا مین اور کچھہ ہو جاتا۔ مجھکو تمسے اس بات کا خوف نہین کہ بھول چوک سے گناہ کر بیٹھو کیونکہ ایسا ہو ہی جاتا ہے اس سے کون بچا ہے ولیکن خوف ہے تو اسکا کہ قصداً گناہ مین مبتلا نہو جاؤ۔ مجھکو یہہ ڈر نہین کہ تم اپنے اعمال کم سمجھو۔ ڈر ہے تو یہہ کہ انکو بہت سمجھو کہ جس سے اندیشہ خود بینی وتکبر کا ہے۔

وسوسے دل سے نکال ڈالو کیونکہ (انکا انجام) گناہ ہے۔ مردمومن گناہ کو ایسا جانتا ہے اور اوس سے ایسا ڈرتا ہی گویا ایک بڑا پتھر ہے جو اوسپر گرا چاہتا ہے منافق گناہ کو ایسا کم قدر سمجھتا ہے جیسے مکھی اوسکی ناک پر بیٹھی تہی وہ اوڑ گئی۔

بھلی بات کہو۔ اسمین مشہور ہو جاؤ گے اور کار خیر کرو اوسکے اہل ہو جاؤ اور جلدباز بدی پہیلانے والے۔ راز کی باتین ظاہر کرنے والے نہ ہونا۔

اگر دوزخ اور جنت کے درمیان مجھکو کھڑا کرکے یوں کہین کہ تجھکو اختیار دیا جاتا ہے ان دونومین سے جسکو تو پسند کرتا ہو اوسمین داخل کیا جاوے یا راکھہ ہونا منظور ہو تو راکھہ کر دیا جاوے تو مین راکھہ ہونا پسند کرون۔ اگر تو برائیون کے مقابلہ مین ایک نیکی دیکر مجھسے صلح کیجاوے تو مین ضرور پسند کر لون۔

مردمومن کی شان ہے کہ الفت کرتا ہو اور جو شخص نہ خود محبت کرتا ہو اور نہ لوگونکو اوس سے الفت ہو اوس مین خیر نہین ہے۔ اللہ تعالیٰ جسکو محبوب رکہتا ہے اوسکو بہی

دنیا دیتا ہے اور جسکو محبوب نہین رکھتا اوسکو بھی مگر ایمان اوسیکو دیتا ہے جو اوس کا محبوب ہے پس جسکو اللہ دوست رکھتا ہے اوسکو ایمان عطا کرتا ہے۔

قیامت کے روز سب لوگ تین دفترونپر پیش ہونگے ایک دفتر نیکیونکا۔ دوسرا نعمتونکا تیسرا برائیونکا۔ نیکیونکے دفتر کا مقابلہ نعمتونکے دفتر سے ہوگا پس نعمتین بڑہ رہین گی اور نیک اعمال کم پڑینگے۔ اعمال بد باقی رہ جاوینگے اونکے مقابل کوئی چیز نہو گی وہ اللہ تعالےٰ کی مشیت پر رہین گے۔ اگر خدا چاہیگا تو بعوض گناہونکے بندہ کو عذاب دیگا اور اگر چاہیگا تو اپنے رحم وکرم سے درگذر فرماے گا۔

علم حاصل کرو علم حاصل کرو اور جب علم سیکہہ لو تو عمل کرو۔

وضع وصورت ایک دوسرے سے مشابہ نہین ہوتی تاوقتیکہ دلونمین باہم مشابہت نہ پیدا ہو جاے۔

اعلیٰ تواضع یہہ ہے کہ مجلس مین شرف اور عزت کے مقام سے کم درجہ کی جگہہ پر راضی ہو اور جس سے ملے پہلے خود سلام کرے۔

تم لوگ روزے زیادہ رکھتے ہو اور نمازین بکثرت پڑہا کرتے ہو اور جہاد بہی بہت کیا کرتے ہو مگر آنحضرت صلعم کے صحابی تم لوگون سے بہتر تہے۔ لوگون نے پوچہا اسکی کیا وجہ ہے۔ فرمایا۔ اون لوگونکو دنیا سے بے پروائی اور آخرت سے رغبت تہی۔

تمہارے دل ظروف ہین انکو قرآن سے بہر دو اور غیر قرآن سے اور شغل مین نہ لگاؤ

قسم اوس معبود برحق کی کہ جسکے سوا قابل عبادت دوسرا نہین۔ آج میرے گہر مین کچہ نہین۔ تمام گہر والے اللہ سے امید رکہتے ہین کہ اونکو خیر وبرکت عطا فرماے یا اونسے برائی دفع کرے۔ خبردار رہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ عبد اللہ خدا کیساتہہ کسیکو شریک نہین کرتا

حضرت ابن مسعودؓ اپنے خطبہ مین یہہ کلمات پڑہا کرتے تھے۔
سچی بات خدا کا کلام ہے۔ مضبوط قابل اعتماد کلمہ تقویٰ ہے۔ بہترین مذاہب ملت
ابراہیم ہے۔ سب قصونمین اچھا قصہ یہہ قرآن ہے۔ سب طریقونمین اچھا طریقہ
سنت محمدی صلعم ہے۔ اور خدا کا ذکر سب باتونمین بزرگ ہی۔ امر عزیمت بہترین
امور ہے۔ امور بدعت سب مین بُری ہین۔ احسن طریق انبیاء کرام کا طریقہ ہی۔
بزرگ موت شہیدونکا قتل ہونا ہے۔ سخت ترین گمراہی جو ہدایت و راہ یابی کے بعد ہو
جو علم نفع دے وہ بہتر ہے۔ جس طریق پر لوگ چلین وہ بہتر ہے۔ بُری کور چشمی نفس
کی کورہی ہے۔ اوپر والا ہاتہہ نیچے والے ہاتہہ سے اچھا ہی۔ کم ہو مگر کافی ہو وہ بہتر
ہے اوس چیز سے کہ زیادہ ہو اور غافل کردے۔ بری تنہائی موت آنے کے
وقت ہے۔ بُری ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ بعضے وہ ہین کہ نماز
آخر وقت یا بعد وقت نکل جانیکے ادا کرتے ہین۔ بعضے وہ ہین جو خدا کو خلوص دل
سے نہین یاد کرتے۔ جھوٹی زبان بڑی خطا کار ہے۔ جی کا غنا اور مالداری
بہتر مالداری ہے۔ شک کرنا علامات کفر سے ہے۔ خیانت دوزخ کی حرارت کا
سبب ہے۔ خوف خدا حکمت کی عمدہ بات ہے۔ مال بے زکوٰۃ باعث داغ دوزخ ہی۔
شعر شیطان کا باجا ہے۔ شراب تمام گناہ جمع کرنیوالی ہی۔ عورتین شیطان کی رسیان ہین
جوانی دیوانگی کی شاخ ہے۔ بُری کمائی سود کی کمائی ہے۔ برا کہانا یتیم کا مال کہا
ڈالنا ہے۔ نیکبخت وہ ہے جو غیر کو دیکھ کر نصیحت مانے۔ جس عمل پر خاتمہ ہو
وہی قابو کا اور کام کا ہے۔ بد ترین روایات جھوٹا خواب بیان کرنا ہے۔ مسلمان کو
گالی دینا فسق اور اوس سے لڑنا کفر ہے۔ اور اوسکا گوشت کہانا یعنی غیبت کرنا

گناہ ہے اوسکے مال کی حرمت مثل اوسکے خون کی حرمت کے ہے۔ جو اللہ پر حملہ کرے اوسکو پچھاڑیگا۔ جو خدا سے مغفرت چاہے اوسے بخش دیگا۔ جو سوال سے مُکر کا خدا اوسکو روکیگا یعنی محتاج نکریگا۔ جس نے غصہ روکا خدا اوسکو اجر دیگا جس نے مصیبت پر صبر کیا خدا نیک عوض دیگا۔ جس نے کوئی عمل اغرض ریا کیا اللہ اوسکا ریا ظاہر کردیگا۔

رات کی نماز (تہجد وغیرہ) کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہے جیسے پوشیدہ صدقہ کی بزرگی ظاہر صدقہ وخیرات پر۔ (دن کی نماز سے مراد نوافل نہ پنجگانہ ادب)

جو شخص نماز کی اطاعت کرے اوسکو نفع دیتی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ بیشک نماز گناہون اور برے کامونسے باز رکھتی ہے اور خدا کا ذکر بہت بڑا ہے خدا کا یاد کرنا اپنے بندہ کو یہہ بڑا ہے اس سے کہ بندہ اپنے پروردگار کو یاد کرے۔

مرد کے بدبخت ہونے یا محرومی کو اسیقدر کافی ہے کہ رات گذارے اس حال مین کہ شیطان اوسکے کان مین پیشاب کر گیا ہو۔ پھر وہ اسی حال مین صبح کرے اور خدا کو یاد نہ کیا ہو۔ اس قول مین حدیث نبوی کیطرف اشارہ ہے جسکا مضمون یہہ ہے کہ جس نے رات سوکر کاٹی اور خدا کا ذکر ایک ساعت بھی نکیا تو شیطان اوسکے کان مین پیشاب کرجاتا ہے۔

ہر شخص اس حال مین صبح کرتا ہے کہ وہ مہمان ہوتا ہے اور مال اوسکا اوس کے پاس عاریت کا مال ہے پس مہمان تو کوچ کرنے والا ہے اور مال عاریت واپس ہونی والی چیز ہے۔

جسکو دنیا مین فراخی عیش ہے اوسکے واسطے آخرت مین بہی فراخی و کشادگی ہے اور جسکو دنیا مین تنگی رزق ہے اوسکو وہان بہی تنگی ہے - یہہ قول بظاہر اون احادیث کے خلاف ہے جن سے فقر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے البتہ اسکا مطلب علی العموم مراد نہو تو کچہہ تخالف نہ ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ مرد مسلمان ایماندار جسکو خدا نے مال دنیا عطا فرمایا ہے جسقدر خدا کی راہ مین دے گا اوسیقدر اوسکے مرتبے وہان بلند و عالی ہونگے - مرد مفلس بیچارہ جس نے تنگی و فاقون سے بسر کی اور زندگی بہزار عسرت و مشقت کاٹی اگر وہان اوسکا چہٹکارا ہو گیا تو بہی غنیمت ہے - گناہونکی سزا مین مواخذہ سے بچ گیا تو شکر گذار ہوگا اوس بیچارہ کو درجہ نصیب ہونا کجا - اگرچہ فی نفسہ جنت کی نعمتین مہیا ہونگی مگر بمقابلہ اس غنی مالدار کے وہ غریب و تنگ حال ہے -

مرنیوالا خود آرام پاتا ہے یا لوگ اوس سے آرام پاتے ہین - اس مضمون کی حدیث بہی ہے - مطلب یہ ہے کہ دنیا سے کوچ کرنے والا اگر مرد مومن ہے تو دنیا کی تکلیفون سے نجات پا کر دار آخرت کے آرام و عیش پاتا ہے اور اگر بدکار شریر ہے تو اوسکے مرنیسے اور دنیا والے اوسکی شرارت و ایذا رسانی سے آرام پاتے ہین -

مین ایسے شخص کو برا سمجہتا ہون جو بالکل فارغ نکما ہو نہ دنیا کے کام کرتا ہو نہ آخرت کے واسطے اعمال نیک کرے - یعنی انسان کو بیفکر - غافل - فارغ - نہ رہنا چاہئے دنیا یا دین کی کچہہ فکر ضرور رکہے - تمام ہوے اقوال حضرت ابن مسعود کے -

سنہ مذکور مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے بمقام حمص وفات پائی - انکا نسب یہ ہے - کعب احبار بن تابع بن ہینوع - کنیت انکی ابو اسحاق ہے - آپ حمیری ہین - آپ اصل مین یہودی تہے اور اپنے مذہب کے عالم کتب سماوی سے واقف

اپنی قوم مین معزز و ناموشخصوں مین تھے۔ انہون نے زمانہ جناب رسول خداؐ کا پایا مگر اوسوقت اسلام نہ لاے بعد وفات کے خلافت صدیقی یا خلافت فاروقی مین مسلمان ہوے۔ آپ صوبہ یمن کے باشندہ تھے اپنا وطن چھوڑکر مدینہ منورہ آے یہانسے شام کو چلے گئے اور حمص مین تاحین حیات رہے۔ (تاریخ خمیس)

اسی ۳۲ھ مین حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ نے انتقال فرمایا۔ انہون نے خواب مین اذان دیکھی تھی اور کلمات اذان خواب ہی مین یاد کر لئے تھے اور جناب رسول خدا کی خدمت مین عرض کیے۔ انکی تائید اور صحابہ نے بھی کی اور بعضون نے اسی طرح کا خواب دیکھنا بھی بیان کیا اسکے بعد بحکم نبوی پنجگانہ نماز کیواسطے اذان مقرر ہوئی۔ (ابن اثیر)



اس سنہ مین جناب معاویہؓ نے حصن المراۃ پر لشکر کشی کی۔ یہ مقام مضافات روم مین متصل ملطیہ کے واقع ہے۔

اہل افریقہ نے پھر اسی سنہ مین بغاوت کی اور عبداللہ بن سعد نے اونپر لشکر کشی کرکے اونکی بدعہدی کا مزہ چکھایا۔

احنفؓ جانب خراسان روانہ ہوے اور مرورود۔ مرو شاہجہان کو فتح کر لیا۔ ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ بن عامر اسی سنہ مین نیشاپور گئے اور اوسکو فتح کیا۔

آغاز فتنہ و فساد و اخراج اہل کوفہ جانب شام و حمص

جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین جو حوادث واقع ہوے اونمین سے ایک

ولید بن عقبہ کی معزولی ہے جسکا بیان سابق مین گذر چکا ہی کہ وہ بجرم شرابخواری معزول کیئے گئے اور اونکی جگہہ سعید بن العاص مامور ہوے۔ حضرت سعید نے کوفہ پہونچکر رؤسا شہر اور اہل قادسیہ سے ایسے مراسم بڑہائی کہ مالک بن کعب ارجبی۔ اسود بن یزید علقمہ بن قیس نخعی۔ ثابت بن قیس ہمدانی۔ جندب بن زہیر غامدی۔ جندب بن کعب ازدی۔ عروہ بن جعد۔ عمرو بن حمق خزاعی۔ صعصعہ وزید پسران صوحان۔ ابن الکوا۔ کمیل بن زیاد۔ عمیر بن صنابی۔ طلیحہ بن خویلد۔ وغیرہم راتون کو لوگونکے انساب اور عرب و اسلام کے ایام واخبار کے تذکرے اور باہم ہنسی مذاق کرنے کیلیئے سعید کی صحبت مین حاضر ہوا کرتے تھے۔ اکثر ہنسی مذاق ہوتے ہوتے نوبت طعن وتشنیع وسخت کلامی کی پہونچ جاتی تھی۔ ایک روز اتفاق سے سعید نے اثناء کلام مین کہا۔ یہہ ملک قریش کا باغ ہے۔ اشتر نخعی نے جواب دیا۔ جس سواد کو اللہ تعالے نے ہماری تلوارونکے زور سے عنایت فرمایا ہے آپ اوسکو اپنا اور اپنی قوم کا باغ وسیرگاہ خیال کرتے ہین؟ اشتر کے اس کلام سے اور حاضرین جلسہ بہی کچہہ کہنے لگے۔ عبدالرحمن اسدی (سعید بن العاص کے پولیس افسر) نے ان لوگونکو فضول بکواس وشوروغل سے روکا اور سختی سے پیش آئے۔ اہل جلسہ اونپر ٹوٹ پڑے اور اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئے۔ اس واقعہ کے بعد سعید نے دربان مقرر کردیا اور وہ رات کی نشست اور جلسہ قصہ وحکایات موقوف ہوگیا۔ لوگون مین اسبات سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ جہان کہین راستہ یا بازار مین ان لوگونمین سے دوچار آدمی جمع ہوجاتے جناب عثمانؓ اور سعید کی برائیان اور عیب گوئی کرتے عوام اور بازاریونکا ایک گروہ انکے پاس جمع ہوجاتا تہا۔ حضرت سعید اور اکثر اہل کوفہ نے جوانکے موافق تہے اس گروہ کے شہربدر کرنیکی

بابت جناب عثمان رضی کی خدمت مین لکھا۔ وہان سے حکم آیا کہ انکو معاویہ کے پاس شام مین بھیجدو۔ جناب معاویہ رضی کو یہہ لکھا گیا کہ چند لوگ جو فتنہ و فساد کے لیئے مخلوق ہوے ہین تمہارے پاس بھیجے جاتے ہین تم انکی نگرانی اور اصلاح کرو۔ اگر وہ اصلاح پذیر ہو جاوین تو فہو المراد انکو اپنے پاس رکھنا اور اگر وہ تمکو عاجز کر دین اور نیک روی نہ اختیار کرین تو انکو میرے پاس بھیجدینا۔ سعید نے یہہ حکم پا کر ان مفسدون کو جانب شام روانہ کر دیا۔ یہہ لوگ حضرت معاویہ رضی کی خدمت مین پہونچے۔ آپ نہایت اعزاز و حرمت سے پیش آے اور جو وظائف و تنخواہین انکو عراق مین ملتی تہین جاری رکھین۔ دو وقت اپنے ساتھہ دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے اور ہر طرح انکی خاطر و تواضع کرتے تاکہ یہہ لوگ راہ راست پر آجاوین اور کجروی و گمراہی کو ترک کر دین۔ بعد اسکے جناب معاویہ رضی نے انکو بہت کچھہ سمجھایا مگر وہ راہ راست پر نہ آے آخر نا امید ہو کر آپنے انکو شام سے چلے جانے کو کہا۔ یہہ لوگ بقصد جزیرہ روانہ ہوے۔ راہ مین حمص پر گذر ہوا حضرت عبدالرحمن بن خالد رضی بن ولید نے انکو اپنی محفل مین بُلایا اور انکے ساتھہ ایسا برتاؤ کیا کہ یہہ لوگ انسے ڈرنے لگے اور خواہش کی کہ ہم اپنے اقوال سے رجوع کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہین۔ عبدالرحمن رضی نے انکو اجازت دی کہ جہان چاہین وہان رہین۔ (ابن خلدون)

ایک روایت مین قصہ سعید و اہل کوفہ اس طرح مذکور ہے کہ سنہ ۳۳ھ مین کسی بات پر سعید بن العاص اور مالک اشتر نخعی سے حجت و تکرار ہوئی۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ سعید نے مالک کو عین مجلس مین اسقدر گھونسے اور مُکّے اور لاتین مارین کہ وہ بیہوش ہو گئے اسی حال مین لوگ انکو گھر اوٹھا لیگئے اور سعید کی یہہ حرکت جملہ اشراف و اعیان کوفہ کو

ناگوار گذری اور دن بدن سعید کی طرف سے کشیدہ خاطر ہوتے گئے اور اونکی طرف سے برائیاں اونکے دلونمین جم گئین۔ دراصل واقعہ یہہ ہے کہ ولید بن عقبہ نے کچھ اس طرح سے اہل کوفہ کو ملا رکھا تھا کہ سب لوگ خواہ مخواہ اونکے گرویدہ و دوست جان نثار ہو گئے۔ ولید کی معزولی اور سعید کی تقرری یہہ ایک ایسا امر تھا کہ جس کو اہل کوفہ نے بطیب خاطر گوارا نہ کیا تھا۔ ولید مین اگر نقص تھا تو یہی کہ علت شرابخواری مین بدنام ہو گئے تھے جسکی وجہ سے محتاط اور اہل تقویٰ لوگونکو انسے نفرت ہو گئی تھی باقی عوام رعایا انکے اخلاق و عادات اور حسن سلوک سے راضی و خوشنود تھی قبل اسکے کہ ولید بن عقبہ شرابخواری کی علت مین بدنام ہون جملہ رؤسا کوفہ انکے پاس آتے جاتے تھے۔ ایک مدت تک نہایت بے تکلفی سے یہ مراسم دوستانہ رہے۔ ولید نے اذن عام دیدیا تھا۔ جو شخص جسوقت چاہتا انسے ملتا اور اپنی حاجت و مراد پاتا تھا۔ سعید نے کوفہ مین پہونچتے ہی اولاً ممبر کو دھلوایا اور ولید کو مجمع عام مین بُرا کہا۔ لوگ جو ولید کے دوست تھے وہ اس حرکت پر ناخوش ہوے۔ ابتدای خصومت یہی ہوئی۔ سعید چونکہ نہایت محتاط تھے مقدمات و معاملات مین کسیکی طرفداری نہ کرتے تھے اور حق پر فیصلہ کیا کرتے تھے اسلیئے انھون نے اپنے محل پر پہرہ قائم کر دیا کہ کوئی بلا اجازت انسے نہ مل سکتا تھا۔ عام طور پر لوگونسے ملنا بھی اختیار نہ کیا۔ اسوجہ سے اعیان کوفہ اور بھی سعید سے دلی کدورت رکھنے لگے اوسپر طرہ یہہ ہوا کہ مالک اشتر کو عام جلسہ مین ذلت دی۔ سرداران کوفہ کو اور بھی زیادہ رنجش سعید سے ہو گئی۔ منجملہ اکابر کوفہ ثابت بن قیس نخعی۔ زید بن صوحان عبدی۔ جندب بن کعب ازدی۔ عروہ بن جعد۔ عمرو بن الحمق خزاعی۔ مجلسونمین برملا سعید کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے تھے اور لوگونکی نظرونمین اونکو خوار و ذلیل کرتے تھے۔

بعض اوقات سعید کے ساتھہ جناب عثمانؓ کی شان مین بھی بے ادبانہ پیش آتی تھے۔ شب
ان لوگونکا ایک جگہہ جماؤ ہوتا تہا اور اوس مجمع مین بجز اہانت سعید و بے ادبی جناب
عثمانؓ اور کچھہ تذکرہ نہ تہا۔ ایک شب سعید کو خبر لگی کہ فلان مقام پر فلان فلان اشخاص
اوباشانہ وضع مین فضول بکواس مین مبتلا ہین۔ سعید نے اپنے اردلی کے چوبدار کو
اوس مجمع مین بہیجا تاکہ وہ اوس جلسہ کو درہم برہم کر آوے۔ چوبدار بے دھڑک مجمع مین گہس
گیا۔ اشراف کوفہ اوسکی اس جرأت اور بلا اجازت آنے پر ناخوش ہوے اور اپنے نوکرونکو
حکم دیا کہ چوبدار کو واقعی سزا دیکر نکال دین۔ نوکر چاکر اپنے آقاؤن کا حکم بجا لاے
اور چوبدار کی خوب مرمت کی یہان تک کہ وہ دیر تک بیہوش پڑا رہا جب ذرا سنبھلا
گرتا پڑتا سعید تک پہونچا اور تمام حال بیان کیا۔ سعید نے اہل کوفہ کی شکایت مین عرضی
بخدمت جناب عثمانؓ روانہ کی اور اوسمین یہہ سب واقعات لکھہ دیے۔ وہان سے حکم
ہوا کہ جو لوگ مجرم و خطاکار ہین اونکو فوج شام مین بہرتی کردو وہ چاہے پسند کرین
یا ناپسند جبراً فوج شام مین بہیجدو۔ حضرت سعید نے حکم کی تعمیل کی اور رؤسا نامی اہل کوفہ
کو لشکر شام مین نامزد کرکے حضرت معاویہؓ کے پاس بہیجدیا۔ چونکہ اہل کوفہ بانی فساد تہے
یہان حضرت معاویہؓ سے بہی بگاڑ ہوا اور انسے بالمشافہ گفتگو خلاف رتبہ و منصب اپنے
کرنے لگے۔ حضرت معاویہؓ نے انکی شکایت مین جناب عثمانؓ کو لکہا "اہل کوفہ عجب طرح کی
آدمی ہین نہ انکا کوئی مذہب ہے نہ انمین مروت۔ انکے ساتہہ گذر کرنا بہت مشکل ہے۔
آیندہ حضور کا حکم جیسا ارشاد ہو ہمکو اوسکی تعمیل مین دریغ نہین" جناب عثمانؓ نے بجواب
اسکے حضرت معاویہ کو لکہا "اہل کوفہ کو بمقام حمص عبدالرحمن بن خالد کے پاس بہیجدو۔
وہ حکمت عملی سے انکو درست کردینگے اور یہہ لوگ راہ پر آجاوینگے" حضرت معاویہؓ نے

یہ حکم پاکر سرداران کوفہ کو عبدالرحمن کے پاس روانہ کیا اور اپنا پیچھا چھوڑایا۔ اب یہہ لوگ مسافت طے کرکے حمص پہونچے مگر عبدالرحمن رض نے ایک ماہ تک کسیکو اپنے پاس آنے دیا نہ کسی سے کوئی بات نصیحۃً کہی اور جناب عثمان رض کو لکھا۔ ان من لا یصلحہ الخیر یصلحہ الشر۔ جسکو نیکی و بھلائی درست نہ کرے اوسکی اصلاح بدی اور برائی ہی سے ہوگی۔

ہر کجا داغ بایدت فرمود	چون تو مرہم نہی ندارد سود

اگر ارشاد عالی ہو تو مین کوفیون کے ساتھہ ویسا برتاؤ کرون جسکے لائق یہہ لوگ ہین۔ جناب عثمان رض نے جواب دیا۔ جس طرح ممکن ہو انکو درست کرو۔ یہہ حکم پاکر حضرت عبدالرحمن نے بعد ایک ماہ کے رؤساء کوفہ کو اپنے دربار مین بلایا مگر بیٹھنے کی اجازت نہ دی اور نہ کسی سے ایک بات تک کی۔ مالک اشتر اور اونکے یار واصحاب کچھہ دیر تک عبدالرحمن کے سامنے کھڑے رہے پھر اپنے اپنے مقام پر واپس آے۔ روزانہ انکی حاضر باشی کا یہی طریق رہا۔ بالآخر جب اہل کوفہ تنگ آگئے عبدالرحمن سے اجازت چاہی کہ حمص سے باہر ہو آئین۔ حضرت عبدالرحمن نے سب کو رخصت کیا۔ تمام اہل کوفہ حمص سے کوفہ چلے آے۔ صرف مالک اشتر حمص مین مقیم رہے۔ (روضۃ الصفا)

بعض مورخین نے قصہ ہذا کو کسیقدر تغیر واختلاف سے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب سعید بن العاص بجاے ولید بن عقبہ کے حاکم ہوکر کوفہ مین آے تو انہون نے سب سے اول جو کام کیا وہ یہہ ہے کہ ممبر کو دھلوایا کیونکہ یہہ شرابی کی نشست گاہ ہے۔ اسپر چند اشخاص بنی امیہ مین سے جو ولید کے طرفدار تھے متعرض ہوے مگر سعید نے کسیکا کہنا نہ مانا۔ سعید نے شریف اور ممتاز و معزز اشخاص کو اپنے دربار مین دخل دیا۔ انکی

دربار ی لوگون سے اہل قادسیہ اور قراء کوفہ ہین۔ یہ لوگ انکے ہم صحبت اور راے
ومشورہ مین شریک تھے اور انکو اجازت عام تھی کہ وقت بیوقت جب چاہین سعید سے
ملین۔ انکے علاوہ دیگر اشخاص سے دربار عام کے وقت ملاقات کرتے تھے۔ ولید کے
زمانہ مین دارالخلافت پر کوئی پہرا چوکی نہ تہا جسوقت جسکا جی چاہتا اوسسے ملتا۔ سعید نے
اسکے خلاف کیا۔ علاوہ دربار کے اوقات کے باستثنا خواص اور کوئی بلا اجازت انسے
نہ مل سکتا تہا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ سعید کی صحبت مین چند اشخاص موجود تھے جنمین حبیش پدر
عبدالرحمن اسدی بہی تہا ادہر ادہر کی باتین ہوتی رہین حبیش بولے طلحہ بن عبیداللہ
بڑی خوبی کے آدمی ہین اور مرد سخی ہین۔

سعید بن العاص۔ وہ اچہے تو نہین مگر ہان قابلیت اور لیاقت اسکی ہے کہ اچہی
ہوجاوین۔ واللہ اگر مجھکو اونکی طرح فراغت ہوتی تو آپ لوگ
دیکہتے کہ کس لطف وعیش سے زندگی بسر کرتا۔

عبدالرحمن بن حبیش۔ (حاضرین مین یہ جوان کم سن تھے۔ خوشامدانہ سعید کیجانب مخاطب
ہوکر) واللہ میری تو یہی خواہش وآرزو ہے کہ تمام ملک ودولت
آپ ہی کو ملجاوے اور شاہان عجم کا ملک جو فرات کے کنارہ
اور کوفہ کے متصل ہے سب پر آپ مالک ومتصرف ہوجاوین۔

جملہ حاضرین۔ خدا کرے تمہارا منہ پہوٹے ایسی بات کہتے ہو اور ہم سبکو
غم مین ڈالتے ہو۔

حبیش پدر عبدالرحمن۔ صاحبو یہ نادان لڑکا ہے اسکی بات کا آپ لوگ خیال نکرین۔

حاضرین - یہہ تو سعید کے واسطے سارے ملک کی تمنا اور خواہش کرتا ہے -
حبیش - آپ لوگونکے واسطے اوس سے دوچند کی خواہش رکھتا ہے -

اتنے مین اشتر - جندب - ابن ذی الحنکہ - صعصعہ - ابن الکوا - کمیل - عمیر - یہہ سب لوگ عبدالرحمن پر ٹوٹ پڑے اور چارون طرف سے لات مکّے اوس بیچارہ پر پڑنے لگے حبیش اپنے بیٹے کی حمایت کو اوٹھے - باپ بیٹے دونون اسقدر پیٹے گئے کہ بیہوش ہو گئے - سعید لوگونکو منع کرتے اور قسمین دلاتے تھے کہ اس حرکت سے باز رہین مگر کسی نے انکا کہنا نہ مانا جب تلک کہ عبدالرحمن اور اونکے باپ کو ادہموا نہ کر دیا - اس ہنگامہ کی خبر بنو اسد کو پہونچی - سب کے سب دوڑ پڑے - انمین طلحہ رضؓ بہی تھے اور محل کو گھیر لیا قریب تہا کہ کشت و خون کا بازار گرم ہو اور تلوار حکم بنکر فیصلہ کرے کہ سعید بن العاص نے لوگونکو بہت کچہہ فہمائش کی اور کہا "اے لوگو - خداوند تعالیٰ نے تمکو آرام و عافیت نصیب فرمائی ہے اگر باہم نزاع و فساد کرو گے واللہ باللہ یہہ نعمت تم سے سلب کر لی جائیگی" غرضکہ سعید کے دباؤ اور زبانی نصیحت و فہمائش سے لوگ فتنہ و فساد سے باز رہے وہ دونون باپ بیٹے جب ہوش مین آئے کہنے لگے کہ ہم آپکی طرف سے لڑے اور یہہ نوبت ہماری ہوئی - سعید نے کہا خبردار اب کبہی ہمارے پاس نہ آنا اپنی زبان روکے رہنا اور خبردار خبردار لوگونکو اس قسم کی باتین کرکے نہ لگاڑنا - یہ دونون اپنے گھر چلے گئے اور انکے طرفدار انکے ساتہہ ہو کر سعید کی برائیان کرنے لگے اور جناب عثمان رضؓ کی شان مین بہی الفاظ رکیک اور نامناسب کہنے لگے -

بعد اسکے اشتر نخعی والا قصہ کسیقدر اختلاف کے ساتہہ جسمین کچہہ وضاحت بہی ہے اس طرح بیان کیا ہے کہ سعید بن العاص رات کو جلسہ صحبت کرتے تھے اس جلسہ مین

معززین اہل کوفہ آتے تھے اور سب قسم کی باتین ہوا کرتی تھین۔ ایک شب کا واقعہ ہے
کہ منجملہ دیگر شرفار کوفہ مالک بن کعب۔ اسود بن یزید نخعی۔ علقمہ بن قیس نخعی۔ مالک اشتر وغیرہ
بھی تھے اور ہر طرح کی گفتگو ہو رہی تھی اثنار کلام مین سعید بن العاص بولے۔ یہہ ملک
تو ہم لوگون اہل قریش کا باغ و نزہت گاہ ہے۔ اشتر نخعی نے کہا۔ کیا آپکا خیال ہے کہ
جو ملک خداوند تعالٰے نے ہمارے ہاتہون ہماری تلوار ونکے زور سے ہم لوگونکی
محنت و جانفشانی سے فتح کرایا ہے وہ آپکا باغ اور آپکی قوم کی سیرگاہ ہے۔ یتین کبہی تہین
ہم لوگون نے جب اپنی جانین کہپا دین تب جاکر یہہ ملک مسلمانونکے ہاتہہ آے ہین۔
حاضرین جلسہ مین سے دیگر اشخاص بہی انکے اس بیان کے موید ہوے یہانتک کہ
غل و شور بلند ہوا۔ عبدالرحمن اسدی سے جو سعید کے کوتوال تھے ضبط نہوا۔ علاوہ
بیرین نوعمر جوان آدمی تھے غصہ مین آکر بول اوٹھے "آپ لوگ خلاف ادب اپنے امیر
کی بات کا جواب دیتے ہین اور کچہہ بہی اونکا پاس و لحاظ نہین کرتے" عبدالرحمن کا یہہ
کہنا تھا کہ لوگون نے ہنگامہ قایم کر دیا۔ اشتر نخعی نے اپنے ساتھیونکو للکار کر کہا خبردار
یہی موقع ہے۔ ایسے وقت یہہ شخص تم لوگونکے ہاتہہ سے بے داغ بچکر نہ نکلنے پاوے"
انکا یہہ کہنا تہا کہ لوگ عبدالرحمن پر ٹوٹ پڑے اور اونپر چارون طرف کی مار پڑنیلگی
یہانتک کہ وہ بیہوش ہو گئے۔ جب لوگون نے چھوڑا۔ پہر اونکا پانون پکڑکر محفل سے
باہر لے آے اور پانی چہڑکا۔ دیر کے بعد اونکے ہوش و حواس درست ہوے۔ سعید نے
اوس جلسہ مین لوگونسے کہہ دیا کہ خبردار آج سے کوئی میرے یہان نہ آے۔ دوسرے
دن سے رات کی نشست اور یہہ جلسہ بالکل موقوف کر دیا۔ اسکے بعد یہہ لوگ اپنی اپنے
گہر ونپر آتونکو نشست کرتے اور جلسے کیا کرتی تھے اون جلسونمین جناب عثمانؓ اور سعید کی

بُرائیان ہوا کرتی تہین اسکے سوا کچہ اور تذکرہ نہ ہوتا تہا۔ رفتہ رفتہ ان لوگونکی ایک مجدا کمیٹی ہوگئی اور روز بروز لوگ اس مین شرکت کرنے لگے۔ حضرت سعید بن العاص نے یہہ حال جناب عثمان رض کی خدمت مین لکہہ بہیجا۔ بعض اشراف کوفہ کی طرف سے بہی جو سعید کے موافق تہے ایک معروضہ جناب عثمان رض کیخدمت مین گیا۔ جناب عثمان رض نے حکم دیا کہ جو لوگ مفسد و فتنہ پرداز ہین کوفہ سے نکال دئے جاوین اور اون لوگونکو بمقام شام معاویہ رض کے پاس بہیجدو۔ ایک پروانہ حضرت معاویہ رض کے نام اس مضمون کا روانہ فرمایا۔ اہل کوفہ جو کہ سراسر فتنہ و فساد ہین جنکے تمام افعال شرارت آمیز اور حرکات فتنہ انگیز ہین تمہارے پاس آتے ہین تم انپر نیز رحکومت اپنا رعب قایم کرو اور حرکات ناشایستہ اور مسلمانون مین نزاع و خلاف ڈالنے سے منع کرو اگر راہ راست پر آجاوین اور اپنے حرکات سے باز رہین تو فبہا انکے ساتہہ بحسن سلوک پیش آؤ ورنہ میرے پاس روانہ کردینا۔

حضرت سعید نے ایک جلسہ عام کرکے حکم جناب امیر المؤمنین عثمان رض سے تمام اہل کوفہ کو اطلاع دی اور اون سب کو شام مین بہیجدیا۔ جناب معاویہ رض نے انکو کنیسہ مریم مین اوتارا اور علی قدر مراتب جسقدر جسکا وظیفہ روزینہ عراق مین مقرر تہا یہان بہی جاری رکہا۔ ہر طرح انکے رتبہ و عزت کا پاس بلحوظ خاطر تہا صبح و شام حضرت معاویہ رض اُن لوگونکے ساتہہ کہانا کہاتے اور مراتب دلجوئی اور خاطرداری مین کسی طرح کوتاہی نہ کرتے تہے۔ اس طرح کچہ دن گذر گئے۔ ایک روز جناب معاویہ رض نے ان لوگون سے نصیحۃً کہا۔ تم لوگ قوم عرب ہو۔ خدا نے تمکو بزرگ کیا ہے۔ تمہاری زبان سب زبانون مین فصیح ہے۔ خدائے تعالیٰ نے تمکو ایک بڑا گروہ بنادیا۔ اسلام کی دولت سب پر غالب آئی۔ اسکے بدولت تمنے شرافت پائی اور تمام قومون پر غلبہ حاصل کیا۔ اونکی زمین و جائداد تمہارے قبضۂ قدرت مین آگئی۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمکو محض اپنے کرم سے یہہ عزت و وجاہت و شرافت نسب عطا فرمائی تو ایسی حالت مین تم لوگونسے کوئی بات خلاف وضع اہل مروت و شرافت ظاہر ہونا نہایت ہی بد نما ہے مین نے سنا ہے کہ تم لوگ قریش کو برا کہتے ہوا ورا ونکی بزرگی وفضیلت کا تمکو انکار ہے حالانکہ قریش ہی کی بدولت یہہ ساری عزت و شرافت تمنے پائی ہے اگر آج قریش تمہارے ناصر و مددگار نہ ہوتے تو تم بالکل خوار و بے اعتبار دنیا مین نظر آتے۔ تمہارے امام تمہارے واسطے سپر ہین۔ وقت پر تمہاری جان و مال وآبرو کے محافظ ہین۔ تمکو اپنے اماموں کے خلاف نہ کرنا چاہیئے۔ وہ لوگ تمہارے ظلم وجفا کی برداشت اور تمہاری ایذا پر تحمل کرتے ہین سارا بوجھہ تم لوگونکے سر سے اوٹھاتے ہین۔ واللہ باللہ اگر تم اس سے باز آؤگے تو تمہارے حق مین بہتر ہوگا ورنہ یاد رکھو کہ اسکا نتیجہ اچھا نہین۔ خدا ے حکیم۔ دانا و بینا۔ منتقم حقیقی ہے۔ تمکو تمہارے اس کفران نعمت کی سزا دیگا اور سخت مصیبت مین ڈالیگا اورانکی جگہہ کوئی ایسا حاکم مسلط کریگا جو تمکو تمہاری ان نافرمانیون اور سرکشی کا مزہ خوب چکھائیگا اور تم اوسکے برداشت کرنی پر مجبور ہوگے حالانکہ وہ تمہارے حق مین بہتر اور پسندیدہ نہ ہوگا۔ تمہاری بدولت جو تمام غریب و بیکس رعایا پر مصیبت و بلا نازل ہوگی اوسکا پہل یہان زندگانی دنیا مین بہی اور بعد موت کے بہی دارالجزا مین بخوبی پاؤگے۔

بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش	چرا عمرے بغفلت میگذاری

اس تقریر نصیحت آمیز کے جواب مین کوفیون نے جو کچہہ کہا یہہ تہا جو ایک شخص صعصعہ نامی نے اونمین سے دیا۔ آپنے قریش کا نام لیا تو کیا مضائقہ ہے تمام اہل عرب قریش تو ہین نہین بلکہ انکے سوا اور قبائل بہی نامی و مشہور ہین۔ زمانہ جاہلیت مین بہی انسے بڑہکر اور قبائل

شہ زور اور قوی گذرے ہین۔ ہمکو قریش کا کیا خوف ہے ہم لوگ کچھ انسے کمزور ہین یا کسی بات مین کم ہین؟ باقی رہا یہ امر کہ اسوقت قریش مین امارت ہے اور وہ ہمارے جای پناہ وسپر ہین اسکی بھی ہمکو پرواہ نہین۔ اگر انمین شکستگی آجائیگی تو ہمارا کیا بگڑیگا۔ ہم خود سینہ سپر ہوجاوینگے حکومت وریاست ہماری ہی ہوگی۔ دوسری قوم اس امر مین ہماری مزاحم نہوگی

ندارم منتِ از کس منتِ بازوئے خود دارم		چو مروارید آب روئے خود در جوئے خود دارم

حضرت معاویہ نے یہ سنکر فرمایا۔ اب مجھکو معلوم ہوگیا حقیقت حال ظاہر ہوگئی اور جس وجہ سے تم بہک گئے ہو وہ مین خوب سمجھ گیا۔

کلفت طبع ندارند نہان صاف دلان		درد در شیشہ شفاف نمایان باشد

یہ تمہاری نافہمی اور تمہاری کم عقلی ہے جو تم کو برباد کردیگی۔ تم تو اپنی قوم مین بڑے گویا عقیل خطیب ہو۔ پھر ایسی بات کہتے ہو مجھکو تمہاری اس سمجھ بوجھ پر سخت تعجب ہے اس وقت کی تمہاری گفتگو بالکل عقل کے خلاف ہے۔ مین تو اسلام کی عظمت وجلالت بیان کرتا ہون اور تم اوسکے مقابل مین زمانہ جاہلیت کا ذکر کرتے ہو۔ واہ واہ۔ اچھی عقل وتمیز ہے۔ خوب نام ڈبویا۔ اب کان لگا کر میری بات سنو اور میرا کہا مانو اور سمجھو۔

در آفت خانہ دنیا لباس خاکساری کن		زمین بودن سپر باشد بلائے آسمانی را

جن لوگون نے تم کو بڑا سمجھا یا عزت وعظمت دی ہے وہ قوم خوار ورسوا ہوگی؟ مجھکو گمان ہے کہ تمہارے نزدیک قریش کی یہ عزت زمانہ جاہلیت اور اسلام مین محض خدادادہے انکو ذاتی شرافت باعتبار کثرت جماعت کے یا قوت شجاعت کے نہین۔ مین تسلیم کرتا ہون مگر صرف اسقدر نہین جیسا کہ تمہارا خیال ہے بلکہ قریش قوم عرب مین حسب ونسب کے اعتبار سے ممتاز ہین مروت ومردانگی مین کامل ہین۔ باقی رہی انکی شجاعت۔ یہ بھی

ظاہر ہے کہ انہین روزخانہ جنگیان رہتی تھین اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی برکت سے اسلامی اخوت اور ہمدردی انہین پیدا کر کے سب کو ایک کر دیا اور مقام حرم مین انکو ٹھکانا دیا اور یہیہ ہر طرح محفوظ رہے جبکہ انکے گرد و نواح مین لوٹ مار کا وہ بازار گرم تھا کہ الامان والحفیظ۔ کوئی عربی یا عجمی حبشی یا ترکی ایسا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے یہ کرامتین عطا فرمائی ہون کسی شخص نے اس بزرگ قوم کو ذلت و خواری دینا نہ چاہا مگر کہ وہ اسنے بغض و عداوت رکھنے اور انکی بدولت اپنی سزا کو پہونچ نگیا ہو گا۔ کسی نے قریش کے ساتھہ مکر و فریب نہ کیا ہو گا مگر خدائے قادر و توانا نے اوسکو اوسکے منہ کے بل ضرور زمین پر ڈالا ہو گا جب خداوند تعالیٰ نے چاہا کہ اوسکے دین برحق کے پیرو دنیا کی خواری اور ذلت اور آخرت کی رسوائی اور فضیحت سے محفوظ رہین تو اوس رحیم و کریم نے اپنی کمال جہت شفقت سے اپنی مخلوقات مین سے بہتر و پسندیدہ شخص کو انتخاب کیا اور اوسکے یار و اصحاب بہی پیدا کئے وہ شخص بہی قریش مین ہوا۔ (یعنی جناب رسالتمآب صلعم) اور اس ملک و سلطنت اسلامی کی بنا اسی قوم قریش پر کی اور خلافت بہی انہین مین رکھی۔ اب قریش کے سوا کون اسکا اہل ہے اور کس کا منہ ہے جو خلافت کی خواہش مین ایک کلمہ بہی زبان سے نکالے خداوند تعالیٰ نے قریش کو زمانہ جاہلیت مین محفوظ رکھا اور انکو ہر طرح عزت دی اب تمہارا خیال ہے کہ وہ خدا کے دین پر ہوکر عزت والے نہ رہینگے۔ افسوس ہے تمپر اور تمہارے ساتھیون ہوا خواہون پر جو قریش کو اپنے سے کم اور ذلیل سمجھتے ہو اور اے صعصعہ تمہاری حقیقت تو سب پر ظاہر ہے کون نہین جانتا کہ تمہارا قریہ اور بستی سب آبادیون مین بدتر ہے۔ اوسکے گہر نہایت سڑے ہوئے بدبودار ہین۔ اوس ملک کی

نہرین اور نالے نہایت نشیب مین اور عمیق واقع ہوے ہین - تمہارے گانون کے ہمسایہ نہایت ہی خراب اور شریر ہین اونمین کوئی شریف نام کو نہین اور اون ملکو نکے رہنے والون پر ہمیشہ لعنت برستی رہی اور قوم عرب مین سب سے بڑے لقب تمہاری قوم کو ملے - تم لوگو نکی خویشی اور پیوندی بہی کمینی قوم مین ہے - تمکو عربی کہنا بہی نازیبا ہے تم تو فارس کے پڑوسی ہوا ور اونہین کے مطیع و فرمانبردار - جب تمکو دعوت اسلام پہونچی تم بحرین مین کب تہے کہ اہل بحرین کے ساتہہ قبول دعوت مین شریک ہوتے - تم تو اپنی قوم مین بہی ذلیل و خوار رہے - آب آج کے دن اسلام نے تمکو مرد میدان بنا دیا اور انسانو نمین شمار کرا دیا تو لگے اونہین لوگون پر حملہ کرنے جنکی بدولت اسلام نصیب ہوا - اب اسلام کا دعوی کرکے خدا کے دین مین کجروی اختیار کرتے ہوا ور ذلت و خواری کے خواہان ہو - قریش کو تمہاری اس شرارت سے کچہہ نقصان نہین - نہ تمہاری توہین کرنے سے قریش کی اہانت ہوسکتی ہے - قریش کے ذمہ جو کچہہ ہے اوسکے ادا کرنے اور پہونچانے سے تم ہرگز اونکو روک نہین سکتے - شیطان تمسے غافل نہین تمہاری تاک مین لگا ہے جب تمکو شر مین مبتلا پایا تمہارے بدولت اور لوگونکو بہی بہکایا - اب وہ تمکو پچہاڑنے ہی والا ہے یہہ بات بہی یاد رکہو کہ برائی کرکے نیکی نہ پاؤگے - برے کام سے برا ہی نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ اوس سے بہی بدتر اور خوار تر ثمرہ پاؤگے -

گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو

حضرت معاویہؓ کوفیون کو یہہ گفتگوئے نصیحت آمیز سنا کر اونکے پاس سے چلے گئے حضرت معاویہؓ کی اس تقریر سے اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ ان سب کی ہمتین پست پڑ گئین اور دل مین اپنے قصور پر معترف ہوئے اسکے بعد پہر معاویہؓ انسے ملے اور کہا مین تمکو اجازت دیتا ہون

کہ جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ تم لوگوں سے کسیکا نہ نفع ہے نہ نقصان بلکہ تمہارا ہی فائدہ ہے۔ تمہاری نجات اسمین ہے کہ جماعت مسلمانوں کے خلاف ایک قدم نہ چلو اور عوام الناس کو دیکھکر اترا نجاؤ۔ کیونکہ نیک اور پسندیدہ لوگ اتراتے نہین۔

ہنرے دیگران تدیدن عیب	دیدن عیب خویشتن ہنر است

اب تم جس طرف تمہارا دل چاہے چلے جاؤ۔ مین جناب عثمان رض کی خدمت مین تم لوگوں کے بارہ مین لکھہ دونگا۔ کوفی یہہ کلام جناب معاویہ رض کا سنکر شام سے چلے جانے پر آمادہ ہوے اور سامان سفر درست کرکے حضرت معاویہ رض سے رخصت ہوکر چل دیئے آپ نے پھر اونکو بلا کر کہا۔ مین تمسے پھر دوبارہ کہتا ہون کہ جناب رسول خدا صلعم گناہ صغیرہ وکبیرہ سے معصوم تھے خطا پر قائم نہین رہتے تھے اونہون نے مجھکو حاکم بنایا۔ بعد آپکے جناب ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہوے اونکے عہد مین بھی حاکم رہا پھر جناب عمر رض خلیفہ ہوے اونہون نے بھی مجھکو حکومت پر قائم رکھا اب جناب عثمان رض کا زمانہ آیا ہے اونکے وقت مین بھی مین حاکم ہون اور جس صاحب نے مجھکو حکومت دی وہ صاحب مجھسے راضی وخوش رہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے عمل اور حکومت کے واسطے نیک اشخاص مسلمانوںمین سے تلاش کرکے مقرر فرمائے اور خداوند تعالی کو ہر طرح غلبہ ہے اور عوض لینے پر قادر ہے۔ جو خدا سے داؤن چلتا ہے خدا اوس سے داؤن کرتا ہے۔ جو تمہارے دل مین نہین اوسکے خلاف ظاہر نہ کرو کیونکہ خداوند تعالی بغیر امتحان لئے تم کو نہ چھوڑے گا اور تمہارے دلی اسرار لوگون پر ظاہر کر دے گا۔ بعد اسکے کوفی حضرت معاویہ رض سے رخصت ہوے اور باہم یہ صلاح ہوئی کہ اگر اب کوفہ چلین گے تو مخالفو نکو ہمیشہ ہنسی کا موقع ملیگا اسلیئے مناسب یہ ہے کہ کسی جزیرہ کو چلین۔

جناب معاویہ رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کی خدمت مین اطلاعاً لکھہ بہیجا کہ میرے پاس کوفہ سے ایسے لوگ آئے ہین جنکو عقل بالکل نہین جنکا کوئی دین و مذہب نہین ۔ عدل و انصاف سے بہاگتے ہین کسی عمل سے خدا کا قرب اور اوسکی رضا نہین چاہتے ۔ کوئی دعویٰ اونکا مدلل حجت کے ساتہہ نہین ہوتا ۔ پس انکی نیت یہی ہے کہ لوگون مین فتنہ و فساد پہیل جائے اور اہل ذمہ کے مال خود کہا کر صاف کر ڈالین ۔ خداوند تعالیٰ ان لوگونکو ضرور آزمائیگا پہر انکو خوار و ذلیل بہی کریگا ۔

حمص مین حضرت عبدالرحمن بن خالد رضؓ بن الولید حاکم تہے انکو فیوتکی خبر لگی کہ کوفہ سے حضرت معاویہ رضؓ کے پاس آئے اور اب وہان سے بہی نکلکر دوسری جگہہ جانیوالے ہین انہون نے ان سب کو اپنے پاس بلالیا اور کہا ۔ اے شیطان کے بہکانے کے آلات تمکو نہ مرحبا کہونگا اور نہ دعا نیک دونگا شیطان بیچارہ تو تمہارے آگے پریشان ہے اور تم خوش دل فراغ خاطر ہو ۔ عبدالرحمن اگر تمکو ادب نہ دے تو خدا کے گہر نقصان پادی اے لوگو ۔ تم کیا بلا ہو اہل عرب ہو یا عجم ۔ جو کچہہ معاویہ رضؓ کو تمنے جواب دیا مجہکو وہ جواب نہ دینا مین خالد بن ولید کا بیٹا ہون ۔ مین اوس شخص کا بیٹا ہون جسکو اہل عجم مان گئے اور اپنے سے زیادہ سخت سمجہا ۔ مین ردّت فنا کرنے والے کا بیٹا ہون ۔ خدا کی قسم ۔ اے صُعصعہ ۔ اگر مجہکو معلوم ہو کہ میرے ہمراہیون مین سے کسی نے تمہاری ناک کچل ڈالی پہر تمکو غوطہ دیا ۔ مین تمکو بہت دور اوڑا کر پہونچا دونگا ۔ اور گہرے خندق مین گرا دونگا صعصعہ کو خطاب کرکے جو کہا اسکا مطلب یہہ تہا کہ اگر میرے ہمراہیون کے ساتہہ بہی تمنے کوئی بات خلاف ادب کی اور میرے ہمراہی نے اگرچہ اوسکا بدلہ تمسے لے لیا تاہم مین تمہارے ساتہہ سختی سے پیش آؤنگا ۔

حضرت عبدالرحمن نے ایک ماہ کامل ان لوگونکو ٹہیرایا۔ جب خود کسی جگہہ باہر سوار ہوکر جاتے ان لوگونکو پیادہ یا اپنے ساتھہ لیجاتے۔ جب صعصعہ انکے روبرو آتے اونسے کہتے۔ اے ابن الخطیئہ۔ کیا تم جانتے ہو کہ جسکو نیکی اور بہلائی نہ درست کرے اوس کی اصلاح برائی کے ساتھہ ہوتی ہے۔ کیا سبب ہے کہ جو تمہاری وہ باتین جو سعید و معاویہ کے حق مین تم کہتے تہے مین نہین سنتا۔ وہ لوگ جواب مین کہتے۔ ہم اپنے افعال سے توبہ کرتے ہین اور خدا کی طرف رجوع لاتے ہین ہم اپنے قصور سے باز آئے آپ بہی ہمارا قصور معاف فرمایئے۔ آخر کوفی حضرت عبدالرحمن کے برتاؤ سے خوب ٹہیک ہوگئے یہانتک کہ عاجز آکر اپنی تقصیرات کا خود اعتراف کیا۔ معافی چاہی اور اکثر اوقات خواستگار عفو رہے یہان تک کہ عبدالرحمن نے کہا۔ تاب اللہ علیکم۔ خدا تمپر اپنی رحمت کے ساتھہ رجوع کرے۔ بعد اسکے اشتر نخعی کو جناب عثمانؓ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اشتر جناب عثمانؓ کے سامنے اپنے افعال سے تائب نادم ہوکر آئے آپنے فرمایا۔ جہان تمہارا جی چاہے جاؤ۔ اشتر نے کہا۔ مین عبدالرحمن بن خالد کے پاس جاؤنگا۔ ارشاد ہوا تمکو اختیار ہے۔ اشتر مدینہ منورہ سے بمقام حمص عبدالرحمن کے پاس چلے آئے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے اہل کوفہ کو دوسرے دن بلاکر نصیحت کی تو یہہ بہی کہا قسم خدا کی مین نے تمسے وہ بات کی جو اولا اپنے نفس اور اپنے گہر والونکے واسطے گوارا کرلی ہے مین یہہ خوب جانتا ہون کہ میرے باپ ابوسفیان قریش مین شریف تہے اور شریف کے بیٹے تہے مگر جو شرافت خداوند تعالی نے اپنے نبی صلعم کو دی اور قریش مین سے اونکو منتخب کرلیا اور قوم قریش مین اونکو کریم و سخی اور بزرگ کیا وہ بات دوسرے کو نہین کہان اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر ابوسفیان کے اور لوگ نسل مین ہوتی

تو بڑے عاقل وہوشیار ہوتے اور یہہ بات دوسرے خاندان مین نہین۔ صعصعہ نے کہا یہہ بات تو آپنے غلط کہی۔ انسانونمین تو ایک فرد انسانی وہ بہی ہے جسکو خود خداوند تعالے نے اپنی قدرت کے ہاتہون سے پیدا کیا اور اپنی روح اوسمین پہونکی پہر فرشتونکو حکم کیا کہ اوسکو سجدہ کرین اور اوگونمین تو نیک بہی ہین بد بہی ہین۔ احمق اور ہوشیار بہی ہین پہر حضرت معاویہؓ اس رات انکے پاس سے چلے گئے جب دوسری شب کو آے دیر تک اون سے باتین کین اور کہا۔

معاویہؓ۔ اے قوم۔ خیر ونیکی کی طرف رجوع کرو۔ گفتگوے لاحاصل سے خاموش رہو۔ اپنے دلونمین فکر وغور کرو اور جو امر تمہارے اور تمہارے اہل کیلیے مفید ہو اور سب سلمانونکو فائدہ پہونچاوے اوسکو تلاش کرو۔

صعصعہ۔ آپ اسکے اہل نہین ہین اور نہ آپ مین کوئی ایسی بزرگی ہے کہ ہم خواہ مخواہ حق وناحق آپکی پیروی کرین۔ چاہے آپکی اطاعت مین خدا کی نافرمانی لازم آوے۔

معاویہؓ۔ کیا مین نے سب سے پیشتر تمکو خدا سے ڈرنے اور اوسکے رسول ؐ کی اطاعت کرنے کا حکم نہین کیا اور یہہ نہین کہا کہ سب ملکر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو ایک دوسرے سے جدا ہوکر پہوٹ نہ ڈالو۔

اہل کوفہ۔ آپنے فرقت اور نفاق کی ہدایت کی اور جناب رسول خدا کے خلاف راستہ پر چلانا چاہا۔

معاویہؓ۔ اچہا اسکو جانے دو اب مین تمکو حکم کرتا ہون اگر اس سے پیشتر جب تم کہتے ہو کیلہی تو اوس سے توبہ کرتا ہون اور اب تمکو خدا کے تقوے اور اوسکی

اطاعت کا حکم اور اونکے رسول کی پیروی کی ہدایت کرتا ہون اور کہتا ہون کہ جماعت اہل اسلام کو لازم پکڑو اپنے اماموں ان کی عزت و توقیر کرو اور نیک کام جس پر تم قدرت رکھتے ہو اپنے اماموں سردارونکو تبلاؤ۔

صعصعہ۔ اچھا ہم لوگ آپ ہی سے کہتے ہین کہ آپ حکومت سے علیحدہ ہوجاوین کیونکہ مسلمانونمین اور بہی آپ سے زیادہ حقدار اسکے موجود ہین اور وہ ایسے لوگ ہین کہ آپسے پہلے اسلام لاے اور اونکے باپ آپ کے باپ سے پیشتر مسلمان ہوے۔

معاویہؓ۔ خدا کی قسم مجھکو اسلام مین قدامت حاصل ہے میرے سوا اور لوگ بہی اس درجہ کے ہین لیکن فی زمانہ اب کوئی مجھسے زیادہ قوی اس کام مین نہین ہے یہ بات مین اپنی زبان سے بلا دلیل نہین کہتا بلکہ جناب عمرؓ نے میری لیاقت اور قابلیت کو خوب دیکھ لیا ہے اگر وہ مجھسے زیادہ لائق دوسرے کو پاتے تو اوسی کو حکومت سپرد کرتے مین نے کوئی امر ناجائز ایسا نہین کیا ہے جسکی وجہ سے قابل عزل ہون اگر درحقیقت مجھسے کوئی قصور سرزد ہوتا تو امیرالمومنین مجھکو حکم کرتے مین اس حکومت سے علیحدہ ہوجاتا۔ تم اس قسم کی گفتگو سے باز رہو۔ یہ وسواس شیطانی اور خطرات نفسانی ہین۔ مین اپنی جان کی قسم کہاتا ہون کہ اگر تم لوگونکی راے پر حکومت و ریاست کے کام طے ہون اور تمہاری مرضی کے موافق کارروائی ہو تو مسلمانونکے کام ایک دن رات بہی نہ چل سکین۔ اب تمکو مناسب ہے کہ نیک راہ طلب کرو اور نیک بات کہو۔ اللہ تعالی

کی پکڑا اور اسکے حیلے پوشیدہ ہین مین ڈرتا ہون کہ مبادا تم لوگ شیطان کی اطاعت کیوجہ سے خدا کی معصیت مین مبتلا ہو جاؤ اور یہہ اتباع شیطانی اور وبال معصیت خداوندی تمکو ذلت وخواری کے گہر مین کہینچ لیجاوے اور دونون جہان مین رسوا وخوار ہو۔

یہہ سنکر اہل کوفہ حضرت معاویہؓ پر ٹوٹ پڑے کسی نے اونکی ڈاڑہی لی اور کسی نے سر پکڑ لیا حضرت معاویہؓ نے کہا۔ دیکہو۔ آدمی بنو۔ مجہکو چہوڑ دو۔ یہہ کوفہ نہین ہے بلکہ شام ہے۔ یہان والے اگر یہہ گستاخی تمہاری میرے ساتہہ دیکہہ لین گے تو مین اونکو تم سے کسی طرح نہ روک سکونگا وہ یقیناً تم سب کو ایک دم مین ہلاک کر ڈالین گے مجہکو اپنی جان کی قسم ہے کہ تمہارے سب کام برائی مین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہین (بقول شخصے اونٹ رے اونٹ تیری کون کل سیدہی) یہہ کہکر حضرت معاویہؓ اونکے پاس سے چلے گئے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین دوسرا خط مثل خط سابق لکہکر روانہ کیا۔ جناب عثمانؓ نے ارقام فرمایا کہ اہل کوفہ کو سعید بن العاص کے پاس بہیجدو۔ یہہ حکم پاکر وہ لوگ کوفہ واپس گئے۔ اب کیا تہا اونکی زبانین خوب چلتی تہین بجز عیب گوئی اور برائیون کے کچہہ ذکر ہی نہ تہا۔ سعید بن العاص ان لوگون سے تنگ آگئے اور جناب عثمان کو انکی شکایت پہر لکہی۔ آپنے حکم دیا کہ اہل کوفہ عبدالرحمن بن خالد کے پاس حمص بہیجے جاوین۔ سعید نے انکو عبدالرحمن کے پاس بہیجدیا۔ عبدالرحمن نے اونکو اپنے پاس ٹہیرایا اور ہر ایک کا وظیفہ مقررہ جاری رکہا۔ اہل کوفہ مین سے جو لوگ عبدالرحمن کے پاس حمص مین گئے یہہ ہین۔ مالک اشتر نخعی۔ ثابت بن قیس ہمدانی۔ کمیل بن زیاد۔ زید بن صوحان۔ زید کے بہائی صعصعہ۔ جندب بن زہیر غامدی۔ جندب بن

کعب ازدی - عروہ بن جعد - عمرو بن حمق خزاعی - ابن الکوار - کہتے ہین کہ حضرت معاویہ رضؓ
نے ابن الکوار سے سوال کیا - مین کیسا ہون - اونہون نے جواب دیا - آپ بعید الثری
کثیر المرعی ہین یعنی آپ مالدار ہین مگر لوگون کو آپکے مال سے فائدہ کم پہونچتا ہے -
فوراً بات کی تہ تک پہونچ جانے والے - دیر تک غور و فکر کرنے والے - بردباری
آپ پر غالب ہے - آپ ارکان اسلام کے ایک رکن ہین آپکی ذات سے راہ خوفناک
مسدود ہے " یہ سنکر حضرت معاویہؓ نے دریافت کیا - اس زمانہ کے لوگون اور ہر
شہر والونکے حال سے مجھکو خبر دو کیونکہ تم اپنے یار و نمین عقامند معلوم ہوتے ہو
ابن الکوار نے عرض کیا - اہل مدینہ شر و فساد کے بڑے حریص ہین اور سب سے زیادہ عاجز
ولاچار فساد کے وقت یہی لوگ ہین - اہل کوفہ دفعتہً بلا تامل و فکر ہر ایک کام پر جھک
پڑتے ہین اور متفرق ہوکر اوس سے ہٹتے ہین - اہل مصر بڑے شریر و بد ذات مگر
اسکے ساتھ ہی سب سے پہلے نادم بھی ہوجاتے ہین اور اہل شام سب مین اچھے ہین
جو انکو نیک راہ بتلادے اوسکے تابعدار ہین اور جو بری راہ چلانا چاہے اوس
سے بیزار (ابن اثیر)

حوادث بصرہ و اخراج عامر بن عبد قیس جانب شام

مدینہ مین ایک شخص حمران بن ابان نامی رہتے تھے - انہون نے ایک عورت سے اوسکی
عدت مین نکاح کرلیا تھا - جناب عثمانؓ کو جب خبر لگی آپ نے اوس عورت اور حمران
مین تفریق کرادی اور حمران پر شرعی حد قائم کرکے شہر بدر اور جلاوطن کردیا اور مدینہ
منورہ سے نکالکر بصرہ مین بھیجدیا - حمران نے بصرہ مین پہونچکر ابن عامر کی صحبت اختیار

کی۔ بصرہ مین عامر بن عبد قیس نام ایک بزرگ بڑے عابد وزاہد۔ تارک الدنیا رہتے تھے۔ لوگ انکی عزت و حرمت بہت کرتے تھے۔ ایک روز عبد اللہ بن عامر مع اپنے رفقا و احباب کے ان بزرگ کی زیارت کو چلے۔ حمران بھی ہمراہ تھے۔ انہون نے کہا مین پیشتر عامر بن عبد قیس کے پاس پہونچکر آپ لوگونکی آمد کی اطلاع دیتا ہون۔ یہ کہکر سب سے پہلے اونکے پاس پہونچے اور حجرہ مین داخل ہوے۔ وہ اوس وقت تلاوت قرآن مجید مین مصروف تھے۔ حمران نے کہا۔ امیر بصرہ آپکی ملاقات کو آتے ہین مین مناسب سمجھا کہ اونکے آنیکی اطلاع آپکو پہلے سے دیدون۔ عامر بن عبد قیس نے انکے کہنے کی کچھہ پرواہ نہ کی اور تلاوت مین مصروف رہے۔ حمران یہان سے اوٹھکر واپس جاتے تھے کہ دروازہ ہی پر عبد اللہ بن عامر مل گئے۔ حمران نے شکایۃً کہا۔ (چونکہ عامر نے انکے آنیکی کچھہ پرواہ نہ کی اور نہ انسے مخاطب ہوے اسواسطے انہون نے برا مانا اور محض جھوٹی شکایت انکی عبد اللہ بن عامر سے کی) عامر بن عبد قیس آپ لوگونکی کچھہ عزت نہین سمجھتے اور قریش کو اپنے سے افضل و اشرف نہین جانتے۔ ابن عامر یہ سنتے ہوے عامر بن عبد قیس کے حجرۂ عبادت خانہ مین داخل ہوے عامر نے قرآن شریف گردان دیا اور ابن عامر سے باتین کرنے لگے۔ ابن عامر و دیگر رفقا نے اس طرح عامر سے گفتگو کی۔

ابن عامر۔ آپ ہمارے پاس ہمارے مکان پر کبھی تشریف نہین لاتے اور ہمکو اسقدر فرصت نہین کہ آپکی خدمت مین ہمیشہ حاضر ہوا کرین

سعد بن ابی الفرجار۔ آپ کو شرافت اور عزت محبوب ہے۔

ابن عامر۔ تو کیا آپ کو کسی جگہہ کا عامل و حاکم کردین جس سے آپکی بزرگی

اور عزت کو اور ترقی ہو

حصین بن الحر- آپ کو حکومت پسند ہے-

ابن عامر- آپکا ارشاد ہو تو آپکا نکاح کسی عورت نیک بخت سے کر دین-

ربیعہ بن عسل- ہان یہہ تو خوب ہے کیونکہ آپ کو عورتین مرغوب ہین-

ابن عامر- حمران کہتے ہین کہ آپکے نزدیک آل ابراہیم (قریش) کی کوئی عزت نہین اور آپ اپنے سے بڑہکر اونکو نہین جانتے-

عامر نے قرآن مجید کہولا- شروع مین یہہ آیت نکلی- ان اللہ اصطفیٰ ادم و نوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین- ترجمہ- اللہ تعالیٰ نے آدم کو اور اولاد ابراہیم کو اور اولاد عمران کو تمام عالم کے لوگون مین برگزیدہ و منتخب فرمایا اور کچھہ جواب عامر بن عبد قیس نے نہ دیا اب یہہ لوگ واپس گئے-

عامر بن عبد قیس سے جو یہہ گفتگو ہے مرقومہ بالا ہوئی اونکی حالت- گذران- وضع- عبادت- ریاضت- مجاہدہ کے اعتبار سے مذاقیہ تھی کیونکہ اونکو نہ ریاست کی چاہ تھی نہ دولت دنیوی کی پرواہ- نہ عورت کی خواہش تھی نہ شرافت کی طلب وہ ایک عابد و زاہد تھے- رات دن خدا کی عبادت سے سروکار تھا اسیواسطے اونہون نے کسی ایک فقرہ کا جواب نہ دیا بجز آخری سوال کے جسکے جواب مین قرآن مجید کہولکر آیت سے جواب دیا اور جملہ حاضرین جواب خاطر خواہ پاکر ساکت ہو گئے- اسکے بعد حمران نے بہت کچھہ شکایت اور چغلخوری عامر کی ابن عامر سے کی مگر ایک بہی پیش نگئی- اس قصہ کے بعد حمران عرصہ تک بصرہ مین مقیم رہے پہر جناب عثمان رضی نے

انکو مدینہ آنے کی اجازت دی۔ وہ بصرہ سے مدینہ منورہ آئے انکے ساتھ چند اشخاص اوربہی تھے جنہون نے عامر بن عبد قیس کی برائیان اور عیب لوگونمین ظاہر کیئے۔ جو اقوال شکایت مین وہ بیان کرتے تھے اونمین سے یہ بہی تھے کہ عامر بن عبد قیس نکاح کو جو سنت نبوی ہے جائز نہین رکہتے۔ گوشت نہین کہاتے۔ نماز جمعہ مین نہین آتے۔

حمران کا قصہ جسمین نکاح کا ذکر ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ چندان محتاط نہ تہے اور انکے مزاج مین شر و فساد تہا۔ عامر بن قیس جو کہ ایک مرد یا خدا تہے اور کسی سے تعلق نہ رکہتے تہے۔ خواہ مخواہ انکی شکایت حمران کرتے تہے۔ بعض اشخاص کی طبیعت مین یہہ بات ہوتی ہے کہ بلا غرض و بلا مطلب لوگونکی برائی اور بدگوئی مین مبتلا رہتے ہین حمران بہی اسی قسم کے لوگونمین تہے۔

جب مدینہ منورہ مین عامر بن عبد قیس کی برائیان ہر گلی کوچہ مین الم نشرح ہو گیئن ہر کس و ناکس کی زبان پر انہین کا ذکر تہا اور انہین کی عیب گیری سے کام تہا تو جناب عثمان رضؓ نے عامر کو حضرت معاویہؓ کے پاس شام مین چلے جانیکا حکم دیا تاکہ وہان جانیسے حقیقت حال صاف و واضح طور سے عیان ہو جاوے اور اونکے طاعنین و مخالفین کی زبان بندی ہو۔ عامر بن عبد قیس یہہ حکم پاتے ہی شام کو روانہ ہوئے اور جناب معاویہ کی خدمت مین پہونچے اتفاق کی بات ہے کہ عامر انکے پاس ایسے وقت مین پہونچے کہ حضرت معاویہؓ کہانا کہا رہے تہے۔ ثرید اونکے سامنے رکہا تہا۔ عامر نے پہونچتے ہی سلام کے بعد بسم اللہ کر کے ثرید پر ہاتہہ ڈالا اور خوب بے تکلف کہایا۔ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربہ مین توڑ کر ملا دیتے ہین اوسکو

ثرید کہتے ہین - یہہ کہانا عرب مین بہت مرغوب تہا - دعوتون - شادی بیاہ کی تقریبونمین
ثرید بناتے تہے - اس ملک مین دستور نہین البتہ پنجاب کے اطراف مین جو بعض ملک
سرحدی ہین وہان اسکا رواج ہے -

جناب معاویہؓ کو انکے ثرید کہانے سے معلوم ہوگیا کہ گوشت نہ کہانے کی انپر
جہوٹی تہمت ہے - بعد ازان عامر حضرت معاویہؓ کے پاس ٹہیرے اور اونہون نے
باحترام تمام انکو رکہا اور انکے اخراج کی وجہ انسے دریافت کی - اتہون نے اس کا
جواب شافی دیا اور کہا - مجہپر لوگون نے افترا پردازی کی ہے - درحقیقت مین اون
الزامات سے بری ہون جو میرے ذمہ لگائے جاتے ہین - مین جمعہ کی نماز کو بلاناغہ
جاتا ہون - ہان سب کے بعد جاتا ہون اور اخیر صف مین شریک ہوکر نماز ادا کر کے
سب سے پہلے اپنے گہر واپس آتا ہون - اب فرمایئے اس مین کیا عیب ہے - نکاح کی بابت
مجہپر الزام لگانا یہہ بہی محض افترا ہے - نہ میرا یہہ عقیدہ ہے اور نہ قول ہے - ابہی اسی
زمانہ مین جبکہ بصرہ سے روانہ ہوکر آپکے پاس آیا ہون میرے پاس پیغام نکاح آیا تہا
اگر ادہر نہ آتا تو کیا عجب ہے کہ نکاح کرلیتا - گوشت کہانے کو تو آپنے خود ملاحظہ فرما لیا
اسکے بابت عرض کرنے کی اب کوئی ضرورت نہین البتہ قصاب کے ہاتہہ کا ذبیحہ مین نہین
کہاتا کیونکہ ایک مرتبہ مین نے بچشم خود دیکہا کہ ایک قسائی بکری کو مذبح کی جانب کہینچکر
لیگیا - بکری کو پچہاڑکر اوسکے گلے پر چہری رکہکر ریتنے لگا اور بجائے نام خدا کے
اوسکی زبان پر نفاق - نفاق - نفاق - تہا اسی حال مین بیچاری بکری کو ذبح کر ڈالا اب
فرمایئے ایسا ذبیحہ شرعاً درست ہے اور اوسکا کہانا حلال ہے یا حرام جب سے مین نے
یہہ حال دیکہا ہے گوشت ترک کردیا - اگر کسی جگہہ جاتا ہون اور یقین ہوتا ہے کہ یہہ

ذبیحہ شرعی قواعد کے موافق ہے گوشت کہانیسے پرہیز نہین کرتا۔حضرت معاویہ رضؓ کو
عامر بن عبد قیس کے اس بیان سے اونکی صداقت وبرات پورے طور پہ معلوم ہوگئی
آپ نے فرمایا اب آپ اپنے مکان کو واپس جاوین۔عامر بن عبد قیس نے جواب دیا۔
مین اپنے شہر مین اب نہ جاونگا جس مین میری آبرو ریزی ہوئی اور وہان کی باشندون نے
میری عزت خاک مین ملائی۔بعد اسکے عامر بن عبد قیس بلاد سواحل شام مین رہا کرتے
تھے اور حضرت معاویہؓ سے اکثر ملتے رہتے تھے۔حضرت معاویہؓ انکی عزت وحرمت
کرتے اور اکثر اوقات انسے کہتے تھے آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمائیے۔وہ
جواب دیتے تھے۔مجھکو کسی چیز کی ضرورت نہین جب حضرت معاویہؓ نے کمال مبالغہ سے
اس امر کی خواہش کی کہ کوئی کام جو ضروری ہو ظاہر کرین تو اونھون نے یہ کہا۔اس
ملک مین سردی زیادہ ہوتی ہے اگر آپ سے ہو سکے تو بصرہ کی کچھ گرمی اور حرارت
مجھکو لادیجئے کیونکہ سردی کی شکایت زیادہ ہے خصوصًا روزہ کی حالت مین اور
بہی سردی اپنا اثر کرتی ہے۔اگر بصرہ کی گرمی ہوتی تو کسیقدر اس سردی کی خفت
ہوجاتی۔

عامر بن عبد قیس نے اتہین ملکومین قیام کیا اور وہین زمانہ وفات تک عبادت
وذکر الٰہی مین مصروف رہے۔(ابن خلدون وابن اثیر)

دوبارہ نقض عہد اہل قبرس

غزوہ قبرس کے بابت مورخین مین باہم اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۳۲ھ کا واقعہ
ہے اور بعض ۲۸ھ مین بیان کرتے ہین مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ قبرس ۲۸ھ مین

ہوا ہے جسکو ہم واقعات ۲۸ھ مین لکہہ آئے ہین ۳۳ھ مین دوبارہ نقض عہد کیوجہ سے یہہ واقعہ پیش آیا جسکی تفصیل یہہ ہے کہ اہل قبرس نے ۳۲ھ مین رومیونکو مددی اور سامان جنگ بحری از قسم جہاز وغیرہ اونکو اپنے پاس سے فراہم کر دیا جب اہل اسلام کو خبر ہوئی تو ۳۳ھ مین جناب معاویہؓ ایک لشکر جرار و جماعت دلاوران خونخوار و غازیان نامدار لیکر اس مہم کو سر کرنے روانہ ہوئے اور قبرس پہونچکر تلوار شرربار سے مفسدونکو سیدہا کیا۔ بعد کشت و خون بیشمار و تاخت و تاراج وہ لوگ امان طلب ہوئے۔ اہل اسلام نے اونکی جان بخشی کی اور صلح و جزیہ مقررہ سابق پر عہد و پیمان لیکر اونکا ملک اونکے حوالہ کیا۔ بارہ ہزار جوانان کارزار کا ایک کمپ قبرس مین رکہا تاکہ بار دیگر یہہ لوگ بدعہدی نہ کرین اور سر اوٹہاتے ہی اپنی بدذاتی و شرارت کا ذائقہ چکہین۔ یہہ کمپ وہان مقیم رہا۔ مسجدین تعمیر کین۔ شہر آباد کیئے۔ (ابن اثیر)

اسی ۳۳ھ مین جناب عثمان رضؓ نے حج کیا اور آپ امیر حاج تھے۔

حضرت مقداد بن اسودؓ کندی نے بعمر ستر سال وفات پائی آپ سابق الاسلام ہین صحابہ کرام مین فاضل اور بزرگ مرتبہ ہین جمیع غزوات مین شریک تھے۔ آپنے مرتے وقت یہہ وصیت کی تہی کہ میرے جنازہ پر حضرت زبیرؓ نماز پڑہین طفیلؓ اور حصینؓ پسران حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف نے انتقال کیا یہہ دونو صاحب جنگ بدر و جنگ احد مین شریک ہوئے ہین۔ ایک روایت مین یہ دونون ۳۱ھ مین اور بعض کے نزدیک ۳۲ھ مین راہی ملک بقا ہوئے۔ (ابن اثیر)

سنہ ۳۴ھ

بعض مورخین کا قول ہے کہ غزوہ سواری اس سنہ مین ہوا ہے اس کا ذکر سابق مین

گذر چکا ہے۔ اس سنہ مین مخالفین جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ نے آپسے خط وکتابت کی اور جو عیوب و نقائص آپکی ذات بابرکات پر قائم کیے اونکے بابت مناظرہ کرکے جواب شافی طلب کیا۔ اس کا قصہ ہم آگے بیان کرتے ہین۔

واقعہ یوم جرعہ

جبکہ چارون طرف سے امراء عمال اور جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ پر طعن و تشنیع کی بارش ہونے لگی علی الخصوص سعید بن العاص بوجہ خصومت اہل کوفہ ان لوگون سے تنگ آے تو بقصد مدینہ منورہ اپنے صوبہ مفوضہ کا اس طرح انتظام کیا کہ اشعث بن قیس کو آذربیجان پر حاکم کیا۔ رے کی ولایت سعد بن قیس کے حوالہ کی۔ ہمدان کا والی نسیر عجلی کو کیا۔ اصفہان کے سردار سائب بن اقرع ہوے۔ موصل پر حکیم بن سلام کو۔ ماہ پر مالک بن حبیب کو۔ قرقیسیا پر جریر بن عبداللہ کو۔ حکومت باب پر سلمان بن ربیعہ کو اور حلوان پر عتیبہ بن نہاس کو روانہ کیا۔ صیغہ جنگ کے اختیارات قعقاع رضؓ بن عمرو کو دیے۔ اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنے اپنے ممالک مفوضہ و پرگنات حکومت کیطرف چلے گئے اور سعید بن العاص نے کوفہ مین عمرو بن حریث کو اپنا نایب مقرر کرکے خود مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔ جس وقت کوفہ سے یہ بزرگوار اپنے اپنے جاے حکومت کو چلے گئے اور کوفہ خالی ہوگیا مفسد و بدذات شریر کمینونکو موقع ہاتھہ آیا۔ طعنہ زنون اور مخالفونکی زبان دراز ہوگئی۔ بے روک ٹوک جناب عثمان رضی اللہ عنہ اور آپکے عمال کو علانیہ سخت وسست کلمات ناملائم کہنے لگے۔ یزید بن قیس جو مخالفین مین ایک ناموز شخص تھا اوس نے خوب زور پکڑا اور بقصد خلع خلافت جناب عثمان خروج کیا۔ اسکے ہمراہ ایک گروہ ان لوگونکا تھا جو ابن سبا کے مقلد تھے اور درپردہ اوسکی محبت و دوستی کا

دم بھرتے اور اوس سے خط وکتابت رکھتے تھے۔ اس گروہ کے علاوہ اور لوگ بھی اوباش کوفہ و اطراف کوفہ یزید کے ساتھ ہوے اور اب کھلم کھلا سب کے سب خلیفہ وقت سے بغاوت پر آمادہ ہوے سب نے دل مین ٹھان لی کہ مدینہ منورہ پہونچکر زبردستی جناب عثمانؓ کو خلافت سے معزول کر کے کسی دوسرے شخص کو خاطر خواہ اپنے خلیفہ بنا دین حضرت قعقاعؓ بن عمرو تمیمی فوج نے پہونچکر اس ہنگامہ کو فرو اور آتش فتنہ وفساد کو سرد کرنا چاہا۔ یزید کو اس حرکت ناشایستہ اور فعل نالائق سے روکا۔ بہت کچھ سمجھایا اور دھمکایا ڈرایا۔ یزید نے جواب دیا۔ مین نے کسی اور قصد سے خروج نہین کیا نہ میرا اور کچھ مقصود ہے۔ ہم لوگون کو صرف سعید سے کچھ شکایتین پیدا ہو گئی ہین اور اونکی معزولی کے خواستگار ہین۔ دربار خلافت مین یہی استغاثہ پیش کرینگے۔ حضرت قعقاع نے فرمایا کہ اگر صرف اسیقدر تمہارا مدعا ہے تو خیر مضائقہ نہین جس طرف جاتے ہو جاؤ۔ خلیفہ وقت سے عرض معروض کر و اپنا انصاف چاہو۔ یہہ کہکر قعقاعؓ نے یزید کو چھوڑ دیا۔ یزید بے دھڑک اپنے کام کے پورا کرنے مین فکرین اور کوششین کرنے لگا چنانچہ اس نے اون اہل کوفہ کو جو یہانسے نکالے گئے تھے اور کچھ انمین سے شام وحمص مین رہ گئے تھے اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور ان لوگون اور نیز اہل بصرہ سے خط وکتابت کی۔ مالک اشتر نخعی کو چونکہ سعید بن العاص سے سابق مین کدورت ہو چکی تھی اس ہنگامہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً کوفہ مین داخل ہوے۔ انکے ہمراہیون مین سے جو لوگ بمقام حمص حضرت عبدالرحمن بن خالدؓ کے پاس مقیم تھے وہ بھی رفتہ رفتہ سب کے سب کوفہ مین جمع ہو گئے اور یہ انجمن فساد اچھے اچھے اہل الرائے اور ممبرون سے جو کچھ نقص رکھتی تھی وہ دفع کر کے کامل ومکمل ہو گئی۔ اس پہلی جماعت مین سب سے پہلے اشتر کوفہ مین

داخل ہوے۔ اُنکے ہمراہی تو قریب کوفہ کے ٹھیر گئے اور یہہ ان سے پہلے چل دیئے
اور جمعہ کے دن دروازہ مسجد پر کہڑے ہو کر بآواز بلند کہا۔ مین تمہارے پاس جناب
امیر المومنین عثمانؓ کی خدمت سے آتا ہون۔ تمہارے سردار سعید بن العاص مدینہ منورہ مین
جناب عثمانؓ کے پاس ہین۔ وہ پہر تمپر سردار ہو کر آوینگے۔ تمہارے بال بچون پر حاکم
ہونگے اور تم مین جو لوگ شریر اور مفسد ہین اونکی سرکوبی کر کے طرح طرح کی مصیبتون مین
مبتلا کرینگے۔ وہ تمہارا ملک اپنا باغ سمجھتے ہین اور اپنی سیرگاہ جانتے ہین۔ کوفہ کی
معزز ین اشخاص اور سعید بن العاص کے طرفدارون نے اشتر کو اس تقریر فتنہ انگیز سے
روکا لیکن اس سے کچھہ حاصل نہوا۔

یزید بن قیس نے مسجد سے نکلتے ہی بآواز بلند کہا۔ یزید ایک جماعت کے ساتھہ
سعید بن العاص کو روکنے اور اونکو کوفہ مین نہ آنے دینے کیلئے جاتا ہے جسکا جی چاہے
اوسکے ساتھہ اس کام مین شریک ہو۔ یہہ آواز تھی یا صدائے ناگہانی۔ خدا جانے
اس آواز مین کیا جذب مقناطیسی اور قوت برقی تھی کہ عوام الناس سب کے سب اس
آواز کی طرف متوجہ ہوے اور ایک انبوہ یزید کے ساتھہ ہو لیا۔ صرف معدودے
چند شرفا و اکابر کوفہ اور جو اہل الرائے و صاحب عقل و تمیز اس وقت مسجد مین تھے رہ گئے
اور آن واحد مین مسجد خالی ہو گئی۔ ان بزرگون نے ہر چند وعظ و پند کی اور گروہ مخالفین کو
کجروی و بغاوت کے بد نتیجہ اور برے انجام و اثر سے ڈرایا مگر سب بے سود تہا۔ کسی ایک
نے اصلا سماعت نہ کی سب کے سب یزید کے ہمراہ ہو کر نکل کہڑے ہوے۔ عمرو بن حریث
جو کہ سعید کی جانب سے اسوقت خلیفہ تھے یہہ حال دیکہکہ ممبر پر چڑہ گئے خطبہ شروع
کیا۔ حمد خدا و نعت رسول اللہ کے بعد لوگونکو اتفاق کی نصیحت اور نفاق چھوڑ نیکی

تاکید کی امیر کی اطاعت کا حکم دیا۔ مگر اس حالت شور و شر مین انکا کہنا کیا اثر کرتا ایک نے بہی انکے حکم کی تعمیل نہ کی۔ جو دل مین ٹہیرا چکے تہے اوسکو پورا کرنے کی طرف بڑہے۔ قعقاعؓ منتظم فوج نے عمرو بن حریث سے کہا۔ بہلا آپ اس سیلاب فتنہ و فساد کو جو اب جاری ہو چکا ہے اور بحالت جوش و خروش مین روان ہو گیا ہے رد کا چاہتے ہین یہہ کسیطرح رُکنے کا نہین۔ آپ صبر کرین۔ یہہ لوگ بغیر فساد کئے نہ رہین گے اور واللہ باللہ اس شور و شر کو چمکدار تیرونکی بہالین ہی روکین گی۔ قریب ہے کہ یہ لوگ مفسدان بد طینت اپنے کردار بد کی قرار واقعی سزا پاکر خود بخود سیدہے ہو کر عاجز و تباہ ہونگے اوسوقت سارا فساد خاک مین مل جاویگا اور یہہ لوگ گوشمالی پاکر ذلت و خواری کے ساتہہ اس نعمت و دولت کے خواستگار ہونگے اور جو فراغ بالی اور عیش آج انکو نصیب ہے اسکی پہر تمنا کرینگے۔ خداوند تعالی جلد دولت و مال انکے کفران نعمت کے پاداش مین انسے سلب کرلیگا اور پہر انکو نہ دیگا۔ آپ صبر کیجئے اور تماشا دیکہئے۔

نصیبون مین جو لکہی ہی برائی وہ نجائیگی	٭	اگر رگڑینگے در پر کعبہ کے نقش جبین برسون

عمرو بن حریث لاچار ممبر سے اوترآے اور اپنے گہر کو روانہ ہوے۔ یزید بن قیس سردار جماعت اہل فساد اپنے تابعین کو لیکر قادسیہ کے قریب بمقام جرعہ سعید کو روکنے کی غرض سے اوتر پڑا۔ اس جماعت مین اشتر بہی تہے اور یزید کے صلاح و مشورہ مین ہر طرح شریک تہے۔

علامہ مسعودیؒ اس قصہ کو اس طرح لکہتے ہین کہ جب سعید بن العاص اور مالک اشتر نخعی سے بگاڑ ہوا اشتر پچاس شخص کوفہ سے اپنے ساتہہ لیکر مدینہ منورہ پہونچے اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہو کر سعید کی برائیان اور اونکی معزولی کی نسبت درخواست

کی اور بانتظار صدور حکم حسب منشا خود عرصہ تک مدینہ منورہ مین مقیم رہے۔ چونکہ اس قسم کی شکایتین اکثر عمال کی دربار خلافت مین روزانہ گذرا کرتی تھین روبکاری جناب عثمان رضؓ سے اہل کوفہ کو کچھہ حکم نہ ملا اور دربارہ سعید حکم جدید صادر نہ ہوا۔ اسی اثنا مین والیان و حکام اپنے اپنے علاقون سے مدینہ منورہ مین آئے منجملہ اونکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح والی مصر۔ حضرت معاویہؓ حاکم شام۔ عبداللہ بن عامر سردار بصرہ۔ یہہ سب صاحب تشریف لائے۔ سعید بن العاص تو پہلے ہی سے موجود تھے۔ یہہ والیان ملک مدت تک مدینہ مین ٹھیرے رہے اور اس عرصہ مین ان صاحبونکو واپسی کا بھی حکم نہ ہوا۔ جناب عثمانؓ کو سعید بن العاص کے بارہ مین تردد تھا آپ اہل کوفہ کی زیادتی و شرارت سے بخوبی آگاہ تھے اور بلا قصور انکو حکومت کوفہ سے معزول کرنا بھی نہ چاہتے تھے اسی تردد مین کچھہ دن گذر گئے۔ اطراف و جوانب سے طرح طرح کی شکایتین آنے لگین اب ضرور ہوا کہ سب حکام اپنے اپنے علاقونپر واپس جاوین۔ آخر الامر جناب عثمان رضؓ نے ایک جلسہ کیا۔ اوسمین جملہ حکام و والیان ممالک کو بلایا اور اون سے دربارہ عزل و نصب حکام رائے طلب کی۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ میری ماتحت رعایا اور لشکر سب مجھسے راضی و خوشنود ہین۔

عبداللہ بن عامر۔ (سعید کی جانب روئے سخن کرکے) بولے جو شخص ان سے پہلے کوفہ مین تھا اگر وہ آپکو کافی تھا تو جو شخص میری جگہہ پر مجھہ سے پہلے تھا وہ بھی کافی ہوگا مطلب یہہ ہے کہ رعایا کی بہبود و فلاح پر نظر کرکے والی و حاکم کی بحالی و برطرفی کی جاتی ہے سعید کو جو بجائے ولید کے بھیجا تو کیا وجہ تھی۔ لوگ اونکے شاکی ہوئے اونکی تند مزاجی ثابت ہوئی لہذا وہ برخاست کردیئے گئے اور اونکی جگہہ سعید مقرر ہوئے۔ علی ہذا القیاس

اب بھی تحقیقات سے جو امر ثابت ہو کرنا چاہیئے۔ عبداللہ بن ابی سرح کہنے لگے۔ عام لوگونکی دلجوئی اور اصلاح فساد کی غرض سے ایک کی برطرفی دوسرے کی بحالی مین چندان قباحت نہین ہے۔ سعید بن العاص گویا ہوے۔ اگر آپ اہل کوفہ کی راے پر چلین گے تو گویا اہل کوفہ نے جسکو چاہا والی بنا لیا اور جسکو چاہا اپنے ملک کی حکومت سے نکال دیا۔ وہ لوگ نہایت درجہ مفسد و شریر ہین۔ اہل کوفہ۔ سعید ہین گروہ گروہ ہوکر بیٹھتے ہین۔ وہان بجز گفتگوئے لاحاصل اور فضول کے اس کے اور تذکرہ نہین ہوتا۔ اسپر بھی قناعت نہین کرتے ایسی باتین ہوتی ہین جن سے آتش فتنہ و فساد روز بروز دوبالا ہو۔ وہ لوگ محض بیکار عیش طلبی مین اوقات ضائع کرتے ہین۔ دل بہلانے کو خوش گپیان کرکے دن کاٹتے ہین۔

ترستے ہین قیامت کے غضب کے لئے ان فقرے
نئی جیبات نکلیگی اسی محفل سے نکلے گی

وہ لوگ تو اس قابل ہین کہ مین جنگ پر بھیج دیئے جاوین۔ ہر ایک کی یہی خواہش ہے کہ میدان کارزار ہو۔ دشمنون سے مقابلہ ہو اور گھوڑے کی پیٹھ پر ہی جان دین۔ الغرض بعد اس جلسہ کے سب حکام و والیان ملک اپنے اپنے علاقہ کو رخصت ہوے۔ سعید بن العاص کو کوفہ جانیکی اجازت ملی۔ اشتر یہ حالات دریافت کرکے مع اپنے ہمراہیون کے قبل اسکے کہ سعید مدینہ منورہ سے روانہ ہون کوفہ پہونچے۔ تلوار گلے مین ڈالکر جامع مسجد کوفہ مین داخل ہوے اور ممبر پر چڑھکر باواز بلند کہا۔ ایہا السامعین۔ سعید بن العاص حاکم کوفہ پھر یہان آتے ہین۔ اگرچہ تم لوگ اونکے عادات و اطوار سے ناخوش ہو مگر وہ یہان کی حکومت سے معزول نہین ہوے بلکہ برخلاف تمہاری خواہش کے وہ تمپر سردار رہینگے۔ تمہارے واسطے امیرالمومنین جناب عثمان رضہ کا یہ حکم ہوا ہے کہ افواج اسلام مین

بھرتی کیے جاوٗ اور لڑائیون پر بھیجے جاوٗ۔ اگر تم لوگ میرے ساتھہ متفق ہو تو مین سعید کو
کوفہ آنے سے روک سکتا ہون۔ دس ہزار اہل کوفہ نے اشتر نخعی سے بیعت کرلی اور
سعید کے نکالنے پر متفق ہوگئے۔ اسکے بعد اشتر اپنے ہمراہیون سے علیحدہ ہوکر مدینہ
روانہ ہوے۔ اودہر سے سعید بن العاص کوفہ آتے تھے اثنار راہ مین بمقام واقصہ سعید
اور اشتر مین باہم ملاقات ہوئی۔ اشتر نے سعید سے سب حالات اہل کوفہ بیان کرکے
کہا ''اہل کوفہ آپکے بالکل مخالف ہین اور کسی طرح آپکی امارت پسند نہین کرتے ایک جماعت کثیر
اس پر آمادہ ہی کہ آپ کو کوفہ کے اندر قدم نہ دہرنے دین'' یہ سنکر سعید اسی مقام سے مدینہ
جناب عثمان رضہ کی خدمت مین واپس گیے اور سب حال جو زبانی اشتر کے سنا تہا بیان کیا۔
اب ہم اوپر سے پہر بیان کرتے ہین کہ یزید بن قیس مع اپنے حوارئین و انصار کے
بمقام جرعہ مقیم تھے اور سعید بن العاص بعزم کوفہ مدینہ منورہ سے روانہ ہو چکے تھے۔
اونکو یہہ خبر نہ تھی کہ اونکے واسطے اسقدر ہنگامہ برپا ہوا ہے اور ایک جماعت کثیر راہ مین
روکنے کیواسطے پڑی ہے۔ جب یہہ بمقام جرعہ پہونچے یزید کے لوگون نے انسے کہا
''آپ لوٹ جاوین ہمکو آپکی ضرورت نہین ہی'' حضرت سعید نے فرمایا ''اس مجمع کی ضرورت
ہی کیا تھی میرے روکنے کے واسطے صرف ایک آدمی جناب عثمان رضہ کی خدمت مین بہیجدیتے
مین رک جاتا۔ ہزارون مرد دانا و عاقل کا ایک مرد کے واسطے جمع ہونا اور راہ روکنے کے
واسطے پڑاوٗ ڈالنا اسکی کیا حاجت تہی'' حضرت سعید کا ایک غلام اونٹ پر سوار تہا وہ
غضبناک ہوکر بولا ''یہہ ممکن نہین ہے کہ سعید لوٹ جاوین'' اشتر نے یہہ سنتے ہی
غلام کا پاوٗن پکڑکر اونٹ سے گہسیٹ لیا اور ایک ہی وار تلوار مین ٹھنڈا کردیا پہر کہا۔
''جاوٗ عثمان رضہ سے کہدینا کہ ابوموسیٰ اشعری کو کوفہ مین بہیجدین'' سعید مدینہ منورہ واپس

آے اور امیر المومنین جناب عثمان رضی اللہ عنہ خود تمہین واقعہ جو بعد ہر خرچ کیا د ینہ بھی کہا۔ اہل
کوفہ ابو موسی اشعری کی امارت چاہتے ہین جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے حسب خواہش اہل کوفہ
ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو امیر کوفہ کر کے روانہ فرمایا اور اہل کوفہ کو یہ خط لکھا۔ اما بعد تم لوگ
جسکو چاہتے تھے مین نے اوسکو تمہارا امیر مقرر کیا ہے۔ تم لوگ سعید سے کشیدہ
خاطر تھے انکی امارت نہین چاہتے تھے اسوجہ سے مین نے بجاے اونکے ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ
کو روانہ کیا ہے۔ واللہ مین اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کرونگا اور تمہاری زیادتیون پر
صبر و تحمل اور تمہاری اصلاح کی کوشش حتی الامکان کرتا رہونگا۔ جو خواہش تمہاری ہوگی
دلبشرطیکہ اوسکے پورا کرنے مین خدا کی معصیت نہو مین پوری کرونگا جس امر سے تم ناخوش
ہو دلبشرطیکہ اوسکے دفع کرنے مین خدا کا گنہگار نہون اوسکو مین تمسے دور کردونگا۔ ہر کام مین
تمہاری موافقت رہونگا اور تمہارے سوال و خواہشین پوری کرتا رہونگا یہانتک کہ کوئی حجت تمکو
خدا کے نزدیک باقی نرہ جاوے اور مین تمہاری ان زیادتیون پر صبر کرتا رہونگا تاکہ
تم اپنی مرادات دلی پر فائز ہوا ور جو کچھہ تمہاری تمنا ہے وہ کرگذرو۔

صبر بر جور و تظلم چہ کنم گر نکنم — عاشقانرا نبود چارہ بجز مسکینی

قصہ مختصر حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ مین پہونچے۔ بروز جمعہ لوگونکو جمع کر کے خود
منبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا جس مین جماعت مسلمین کے لزوم اور امیر المومنین جناب عثمان رضی اللہ عنہ
کی اطاعت کی تاکید تہی۔ سب لوگون نے سمعا و طاعۃ قبول کیا۔ کوفہ کے گرد و نواح مین
جو امیر تہے وہ کوفہ مین آے جریر بن [illegible] سے اور عتیبہ بن نہاس حلوان سے واپس
آے۔ ان امرا و حکام کو جمع کر کے ابو موسی رضی اللہ عنہ نے وعظ و نصیحت کی اور لزوم جماعت اور
جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی طاعت کی بہت کچھہ تاکید فرمائی۔ سبنے انکا فرمانا بجان و دل قبول کیا

بعد اسکے نواح کوفہ کے اور سردار بھی آے اور ابوموسی رضؓ سے ملکر انہی اپنے علاقہ پر واپس گئے ان دو روایتون مین کسیقدر فرق ہے۔ پہلی روایت مین اس گروہ کوفہ کے سرغنہ یزید ہین اور بموجب روایت علامہ مسعودیؒ سردار گروہ مفسدان اشتر نخعی ہین۔ پہلی روایت مین اشتر کی معیت بھی مذکور ہے۔ اگرچہ علامہ مسعودیؒ نے یزید کا نام نہین لیا ہے مگر تاریخ علامہ ابن خلدون وابن اثیر مین یزید ہی کا نام ہے۔ بہرحال اس جماعت مین اشتر کا ہونا یقینًا ثابت ہے اور انکی کارگذاری اور لوگونکو آمادہ کرنا بھی بخوبی ظاہر ہوتا ہے اور اسقدر اختلاف روایتین اصل مدعی کو مضر نہین کیونکہ ہوسکتا ہے کہ سردار جماعت مفسدان یزید ہون اور اونکی نائب اشتر نخعی۔ دوسرا اختلاف مقام ملاقات سعید مین ہے۔ علامہ مسعودیؒ لکھتے ہین کہ واقصہ مین سعید اور اشتر ملے اور دوسرے مورخ مقام جرعہ ذکر کرتے ہین۔ کیا عجب کہ یہہ دونون مقام ایک دوسرے کے متصل ہون۔ بہرحال اصل واقعہ قریب قریب ایک ہی مضمون سے جملہ مورخین بیان فرماتی ہین

خوشم بہ عشق اگر در درفت داغ آمد		دل شہیر نہ منت کش فراغ آمد

بعض مورخین اسطرح ذکر کرتے ہین کہ کوفہ کے لوگون نے جمع ہوکر یہہ راے قائم کی کہ کوئی شخص متدین صالح متقی۔ امیر المومنین جناب عثمانؓ کی خدمت مین جاوے اور آپکو عمال وحکام والیان ملک کی زیادتیون پر نصیحت کرے۔ چنانچہ بالاتفاق ان لوگون نے عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری کو جو بنام عامر بن عبد قیس مشہور تھے خوب سمجھا کر اور اپنے مطالب واغراض اونکے ذہن نشین کرکے بمقام مدینہ منورہ جناب عثمانؓ کی خدمت بابرکت مین روانہ کیا۔ چونکہ یہہ ایک نیک آدمی سادہ مزاج دنیا کے مکر وفریب سے ناواقف تھے لوگونکی کہنے سننے مین آگئے اور مدینہ منورہ پہونچکر مسجد نبوی مین سب لوگون کے

روبرو جناب عثمان رضؓ کو مخاطب کرکے کہا۔ "اے عثمان رضؓ مسلمانون نے بالاتفاق آپکے افعال پر خوب غور کرکے نظر کی۔ آپنے بڑے بڑے ناروا کام کئے ہین۔ آپ اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈریئے اور توبہ کیجئے اور اپنے افعال کی اصلاح فرمایئے"۔ چونکہ عامر نے سب کے سامنے نہایت گستاخی اور بیباکی سے اپنی درجہ و مرتبہ اور جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ کی شان و مراتب کو قطع نظر کرکے اس قسم کے الفاظ نالائم و نامناسب کہی لہذا اسکی سزا اونکو ملنی ضرور تہی مگر جناب عثمان رضؓ نے صرف انکو زبانی یہ جواب دیا اور کمال حلم ذاتی سے انکی بے ادبی معاف کرکے فرمایا۔ "ایہا الناس تم لوگ سنتے ہو یہ کیا کہہ رہے ہین۔ انکو دیکھو کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو بڑے مقدس۔ زاہد۔ متورع۔ عابد۔ عالم۔ دیندار ہین۔ لوگ انکو نیک مرد پرہیز گار سمجھتے ہین اور یہ مجھسے بالمواجہ ایسی باتین نالائم کر رہے ہین۔ واللہ باللہ یہ شخص عقل سے خالی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو نہین جانتا کہ کیا اور کہان ہے"۔ عامر نے کہا "ٹھیک ہے مین اللہ تعالیٰ کو نہین جانتا ہون مگر واللہ باللہ یہ خوب جانتا ہون کہ اللہ جل شانہٗ منتقم حقیقی ہے۔ وہ ظالمون کی گھات مین رہتا ہے۔ ظالمون پر قابو پانے والا ہے اور اونکے اعمال بد کی سزا بے واقعی دیتا ہے" بعد اسکے عامر چل دیتے۔ جناب عثمان رضؓ نے اس واقعہ کے بعد جناب معاویہؓ۔ عبداللہ بن ابی سرحؓ۔ سعید بن العاصؓ۔ عبداللہ بن عامرؓ۔ عمرو بن العاصؓ۔ عبداللہ بن سعدؓ ان بزرگونکو طلب فرمایا جب یہ صاحب تشریف لاے۔ جناب عثمان رضؓ نے ان سب کو ایک جلسہ مین جمع کرکے ارشاد فرمایا۔

امیرالمومنین رضؓ۔ ہر شخص کے مشیر۔ وزیر۔ ناصح اور خیرخواہ ہوتے ہین۔ آپ لوگ میرے وزیر باتدبیر۔ میرے مشیر۔ میرے ناصح خیر طلب اور میرے

معتمد علیہ ہین آپ پر مجھکو پورا اطمینان ہی کہ آپ لوگ نیک نیتی سے
رای دینگے۔ آپ اور لوگونکا برتاؤ میرے ساتھہ دیکھتے ہین کہ کیسا ہی
طرح طرح کی الزام مجھپر لگای جاتی ہین۔ میرے عمال کی معزولی کے طالب
ہین اور جسکو وہ لوگ دوست و مرغوب رکھتے ہین مجھسے بہی اوسکا
پابند ہونا اور اوسکی طرف رجوع کرنا چاہتے ہین۔ آپ سب صاحب
غور کرکے بتلائین کہ کیا کیا جاے جس سے یہہ شورش عام رفع ہو
اور آتش فساد سرد و دفع۔

یا آنکہ در ہوایش خاکم بگرد رفتہ		او را ہنوز از من بر دل غبار ماندہ

ابن عامررضہ۔ میرے نزدیک اس گروہ بانیان فساد کو جہاد و جنگ کفار مین
مصروف کر دیجیئے تاکہ وہ آپ کو چھوڑکر اودہر مشغول ہو جاوین اور
ساری ہمت اور فکر انکی اپنی جان اور لڑائی کے سامان مین اور
گھوڑے کی خدمت اور اسکے دانہ چارہ کی فکر اور اوسکی لید
اوٹھانیکی محنت و مشقت مین صرف ہو اگر کبہی دم بہر کو مہلت بہی
پاوین اور اپنے تن بدن کا ہوش آوے تو اپنی پوستین کی جوئن
نکالنے مین وہ وقت کٹ جاوے کیونکہ جب یہہ فارغ بیٹھینگے
اور پیٹ بہرکر کہانا کہاوینگے تو طرح طرح کے خیالات پیدا کرکے
اپنے دلی مشغلے کیواسطے آے دن ایک نہ ایک فتنہ اوٹھاتے رہینگے

بو دیکہ بحث چون حرف غلط بر صفحہ مجلس		نخیزد گر بہ تحریک زبان بر دار از تیغش

سعیدرضہ مین آپسے یہ مرض سخت دفع کیئے دیتا ہون۔ میری راے مین

یہ آتا ہے جو آپکے مخالف ہین اونکے سرداروںکی معقول گرفت کی جاوے اور وہ ہلاک کردیئے جاوین یہ بات توظاہر ہےکہ ہر قوم کا ایک سردار ہوتا ہے اور جب سردار ہلاک تباہ ہوجاتا ہے تو اوسکے تابع متفرق ہوجاتے ہین پس جسوقت سردار سرغنہ نرہین گے اونکے توابع ویسے ہی متفرق ہوجاوینگے اور اونکے جرگے مین جو دیکھو وہ سٹپٹیل ہوجائیگی اور ہمارا مدعا بلا تکلف حاصل ہوگا۔

گرچہ راہیست پر از بیم زما تا در او		رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی

امیر المومنین رضی یہ رائے تو ضرور مناسب وقت ہے لیکن اسپر عمل کرنا کسیقدر مشکل ہے اور اسمین بہت کچھ دشواریان پیش آوینگی۔

امیر معاویہ رضی امیر المومنین۔ آپ اس کام کو امرائے لشکر کے سپرد فرمایئے۔ ہر شخص اپنے ملک و پرگنہ کا انتظام کریگا مین شام کو ان مفسدون بدذاتون سے صاف کرونگا۔ آپ مدینہ کو سنبھالیئے۔

ابن سعد رضی یہ لوگ لالچی بندے ہین۔ درم و دینار کے غلام ہین۔ انکو مال و زر دیکر اپنا بنالیجیے۔ اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی صورت سے ممکن نہین۔

دشمن خونخوار را کوتہ باحسان ساز دست		ہیچ زنجیرے بہ از سیری نباشد شیر را

ابن العاص رضی اے امیر المومنین۔ آپنے لوگونکی گردنونپر تمام بنی امیہ اپنے قرابت دارونکو حاکم بنا کر سوار کردیا اور وہ لوگ بھی آپ ایسا قوی

بازو پاکر زبان درازی کرنے لگے۔ جو کچھ آپنے فرمایا وہی ان
لوگون نے اپنی رعایا سے کہا۔ آپ خود گمراہ ہوئے اور
سردارونکو بھی گمراہ کیا آپکو لازم ہے کہ راہ راست پر آئیے یا
خلافت ترک کیجیے اگر آپکو خلع خلافت سے انکار رہے تو فتنہ وفساد کے
واسطے آمادہ وتیار ہوجائیے اور اس راہ دشوار مین قدم بڑہائیے

امیر المومنین رض۔ تم کیا جانو۔ ان باتون سے اور تمسے کیا علاقہ۔ تم مین امور خلافت
سمجھنے کا مادہ کب ہے۔ جاؤ الگ بیٹھو اپنی پوستین سے جون نکالو
کیا یہ گفتگو تمہاری مذاقیہ ہے یا دراصل سچ سچ کہہ رہے ہو۔

حضرت عمرو بن العاص رض خاموش ہوکر علیحدہ بیٹھ رہے۔ جب جلسہ برخاست ہوا صرف
یہی دونون صاحب رہ گئے۔ عمرو بن العاص رض نے جناب عثمان رض کی خدمت مین عرض کیا۔
آپ کو قسم خدا کی اے امیر المومنین۔ میری گستاخی معاف فرمائیے۔ میرے دل مین آپکی
بہت کچھ عزت وحرمت ہے۔ اسوقت جیسا مین نے ظاہر کیا ہے بالکل خلاف واقع کے
ہے لیکن مجھکو اسوقت خیال گذرا کہ ضرور دروازہ پر پوشیدہ کوئی شخص ہمارے خلاف
ہوگا جو ہمارے اس جلسہ کی باتین اور ہماری تجویزین ہمارے مخالفین تک پہونچاویگا
اور پھر وہ لوگ جو اپنی جماعت مین کوئی مشورہ وصلاح کرینگے اوسکی خبر ہمکو نہ ہوگی۔ لہذا
مین یہہ چال چلا کہ آپ سب صاحبونکے خلاف دو چار فقرے چھوڑ دیئے تاکہ جو شخص
اور صاحبونکی گفتگو مخالفین تک پہونچاویگا وہ میری تقریر بھی اون تک پہونچادیگا
اور وہ لوگ مجھکو اپنا طرفدار سمجھ کر اپنی راے وجلسہ مین شریک کرلینگے اس حیلہ وتدبیر سے
مجھکو اون لوگونکے خیالات وقتاً فوقتاً معلوم ہوتے رہینگے جو آپکی خدمت مین عرض

کرتا رہونگا اور حتی الامکان آپکی ذات عالی سے شر و فساد وقع کرونگا۔ یہ مشورہ ختم ہونیکے
بعد جناب عثمان رضؓ نے سب صاحبونکو اونکے صوبجات کیطرف واپس کیا اور یہ حکم دیا
کہ جو لوگ فساد کے بانی مبانی ہین اونکو جہاد مین مصروف کرین تاکہ اس شغل مین وہ لوگ
اور خیالات سے باز رہین۔ آپنے یہہ بھی ارادہ مصمم فرمایا کہ لوگونکو نقد زر و مال بھی عطا
فرماوین تاکہ آپکی اطاعت دل و جان سے کرین۔ پھر سعیدؓ کو کوفہ کی جانب روانہ فرمایا
یہہ مدینہ منورہ سے چلکر بمقام جرعہ پہونچے لوگ انکے مزاحم ہوے کوفہ جانے سے
روکا اور یہہ پھر مدینہ واپس آے۔ ابو ثور حدانی کہتے ہین کہ جس دن یہہ واقعہ جرعہ پیش
آیا مین حذیفہؓ اور ابو مسعودؓ انصاری کے ساتھہ مسجد کوفہ مین بیٹھا تھا۔ حضرت ابو مسعودؓ
بولے میرا خیال ہے کہ اہل فساد کا مجمع بغیر فتنہ برپا کیئے اور قتل و خونریزی کے واپس
نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا۔ جو کچھہ آج کے دن ہونیوالا ہے مین اوسکو اوسوقت سے
بخوبی جانتا ہون جبکہ جناب رسول خدا صلعم دنیا مین بحالت حیات تشریف رکھتے تھے
مگر آج کے دن تو مطلقاً خونریزی نہوگی۔ ہم لوگ اسی تردد مین تھے جو معلوم ہوا کہ سعیدؓ
جناب عثمانؓ کی خدمت مین واپس گئے اور کسی طرح جنگ و جدال نہوئی۔ بعد اسکے
ابو موسیٰ اشعریؓ امیر کوفہ ہوکر تشریف لاے اور حذیفہؓ بن یمان بحکم امیر المومنین
جناب عثمانؓ باب کے حدود مین جہاد کو روانہ ہوے۔ حضرت سعید بن العاصؓ ۳۰ھ مین
بجاے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ ہوے اور ۳۴ھ مین اہل کوفہ کی ناراضی سے روکے
گئے اور انکی جگہ ابو موسیٰ اشعریؓ جو سابق مین والی بصرہ تھے گورنری کوفہ بھیجے گئے

مشورہ اصحاب کبار در باب دفع فساد

اس اثنا مین عبداللہ بن سبا سردار قوم شیعہ کے مقلدین اطراف و بلاد مین منتشر ہوگئے

چارون طرف علانیہ طعن وتشنیع کا بازار گرم ہوگیا۔ روزانہ متواتر خبرین اسکی مدینہ مین پہونچنے لگین۔ مدینہ مین بہی جو فتنہ وفساد کے خواہان تہے اور اس قسم کی باتونسے انکو دلچسپی تہی اونمین بہی سرگوشیان شروع ہوگیین۔ اونہون نے بہی جناب عثمان رضا اور آپ کے عمّال پر زبان طعن دراز کی۔ اہل مدینہ مین سے ایک جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور دیگر اہل صلاح جو فساد سے دور بہاگتے تہے ہر طرح کوششین کرتے اور لوگونکو روکتے تہے کہ یہہ آتش نہفتہ برافروختہ نہ ہونے پاے مگر کوئی اثر معتد بہ اسپر مرتب نہ دیکہا۔ بالآخر دوسرے شہرونمین جو صحابہ کرام مقیم تہے اونکو اس ہنگامہ کی اطلاع دی۔ اونسے خط وکتابت کی اور یہ لکہا کہ مدینہ منورہ مین آپ لوگ آجاوین۔ گروہ مخالفین نے بہت سر اوٹہایا ہے قریب ہے کہ نوبت جنگ وجدال پہونچ جاوے۔ جناب عثمان رض پر ہر چہار طرف سے لوگونکی یورش ہے اور آپکی برائیان کرنا اونکا شیوہ ہوگیا ہے۔ اکابر مدینہ خاموش ہین۔ نہ وہ فساد کو روکتے ہین اور نہ فساد کی سعی وکوشش مین شامل ہین البتہ ایک گروہ صحابہ کا جن مین زید بن ثابت۔ ابواسید ساعدی۔ کعب بن مالک۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم ہین لوگونکو طعن وتشنیع۔ بدزبانی۔ بدکلامی سے روکتے ہین مگر کوئی نتیجہ مفید نظر نہین آتا۔ یہ خبر سنکر لوگ اطراف بلاد سے مدینہ منورہ مین جمع ہوے اور ایک بڑی جماعت کثیر کا اونمین ایک گروہ عوام کا بہی تہا جناب علی مرتضیٰ رض کی خدمت مین حاضر ہوے اور جناب عثمان رض کی شکایت اور بنا مخالفت بیان کی۔

جناب شیر خدا علی مرتضیٰ رض لوگونکے کہنے سے امیر المومنین جناب عثمان رض کے پاس گئے اور لوگونکے خیالات اور اونکی شکایات واسباب مخالفت بیان کرکے جناب عمر فاروق کے عادات وخصائل اور عمّال کے حقمین اونکی سخت گیری ونرمی کو ظاہر کیا اور آپ کو

انجام کار اور جن خطرات کا اندیشہ تھا اوس سے مطلع کیا۔ یہی جناب عثمان رضی سے کہا

حضرت علی رضی لوگ میرے پاس آے ہین اور آپکی بابت انہون نے مجھسے گفتگو کی ہے بخدا مین نہین سمجھتا کہ آپ سے کیا کہون اور نہ مین کسی چیز کو جانتا ہون جسکو آپ نہ جانتے ہون اور نہ مین آپ کو کوئی امر ایسا بتلا سکتا ہون جسکو آپ خود نہ سمجھے ہون بیشک آپ وہی جانتے ہین جو کچھ مین جانتا ہون۔ ہمکو کسی امر مین سبقت نہین حاصل ہوئی جسسے آپکو آگاہ کرین اور نہ کوئی خبر ہمکو تنہا معلوم ہوئی ہے جو ہم آپ کو بتلائین اور نہ ہم کسی امر مین باستثنای آپکے مخصوص کئے گئے ہین۔ آپنے جناب رسولخدا کو دیکھا اور حضور کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلعم سے آپنے ہی سنا ہے اور آنحضرت کی دامادی کی فضیلت حاصل ہوئی ہی نہ ابن ابی قحافہ رضی آپسے عملاً اولی تھے نہ ابن الخطاب رضی آپسے نیکی مین بہتر تھے اور آپ از روے قرابت آنحضرت صلعم سے بہت قریب ہین اور آپ کو آنحضرت صلعم کی شرافت دامادی عطا ہوئی جو اون دونون صاحبونکو نہین اور نہ دونون صاحبونکو کسی امر مین آپ پر سبقت حاصل ہے پس اللہ اللہ آپ اپنی بابت غور کرکے دیکھیے بخدا آپ بے بصیرتی سے نہین دیکھتے اور نہ جہالت کیوجہ سے آپ نہین جانتے کیونکہ بے شک و بے شبہ راستہ واضح و ظاہر ہے اور بیشک اعلام دین قائم ہین خوب سوچ سمجھ لیجیے اور اچھی طرح غور و خوض کر لیجے اے عثمان رضی۔ بیشک اللہ جل شانہ کے بندونمین سب سے افضل امام

عادل ہے جو خود ہدایت پاوے اور دوسرونکو ہدایت دے پس
اوسنے سنت معلومہ کو قائم کیا اور بدعت متروکہ کو مردہ کیا بخدا
یہہ دونون امر (سنت وبدعت) کہلے ہین اور بے شک سنتین قائم
ہین اونکے لئے علامات واضح ہین اور بیشک بدعتین بہی قائم ہین اور
اونکی نشانیان بہی صاف عیان ہین اور بیشک اللہ کے نزدیک
امام ظالم شریر لوگونمین سے ہے جو خود گمراہ ہوا اور لوگونکو گمراہ کیا۔ پس
اوسنے سنت معلومہ کو مردہ کیا اور بدعت متروکہ کو زندہ کیا (اور ان
دونونکی منظاہر ہے) مین آپکو اللہ تعالیٰ کے سطوت (حملے) اور انتقام
سے ڈراتا ہون کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت شدید و دردناک
ہے اور مین آپ کو اس سے ڈراتا ہون کہ آپ اس امت کے امام مقتول
ہون کہ آپکے قتل کے سبب سے اس امت پر قتل وقتال کا دروازہ
قیامت تک کوکہل جاوے (اور پہر تا قیام قیامت بند نہو) اور
اس امت پر اسکے واقعات ملتبس ومشتبہ ہوجاوینگے اور وہ لوگ
اس قتل وقتال مین ایک گروہ کرکے چہوڑ دئے جاوینگے جو حق کو بوجہ
غالب ہوجانے باطل کے نہ دیکہہ سکین گے (اور باہم امتیاز نہ کرسکین
گے) اور اس مباحث مین خلط ملط بیحد ہوگا اور بہکتے پہرینگے اور
اضطراب اختلاف صدہا قسم کے اس مین پیدا ہوجاوینگے۔

جناب عثمان رضؓ۔ مین خوب سمجہا۔ آپ کا فرمانا بہت درست ہے۔ بخدا لوگ بہی ایسا ہی
کہتے ہین مگر خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ اگر آپ میری جگہہ اس امر

خلافت پر رہوتے ہین کبھی آپکے ان کامونپر حرف گیری نہ کرتا۔ نہ کبھی
آپ پر عیب گیری کرتا اگر آپ صلہ رحمی کرتے۔ کسی امر خلل پذیر کی
درستی فرماتے۔ شئے ضائع ہونے والی کو اوسکے ٹھکانے لگاتے
اور جس طرح جناب عمر فاروق رضہ والی وحاکم مقرر کرتے تھے آپ بھی
ویسے ہی لوگونکو یا اونہین اشخاص کو امارت دیتے۔ اے علی
شیر خدا ؑ مین آپکو قسم دلاتا ہون۔ کیا آپکو نہین معلوم کہ مغیرہ بن
شعبہ حضرت عمر فاروق کے وقت مین تھے اور حضرت فاروق رضہ نے
اونکو والی وحاکم کیا۔ مین نے بھی اونکو والی کیا تو اسمین کیا قصور
ہوا۔ عبداللہ بن عامر کو اگر مین نے بپاس قرابت ورشتہ داری حاکم
کیا تو اسمین کیا قباحت ہوئی۔

جناب علی رضہ۔ بیشک جناب عمر رضہ نے مغیرہ بن شعبہ کو حکومت دی اور بعض اہل
قرابت بھی آپکے عہد مین والی وحاکم تھے مگر جناب عمر رضہ جسکو مقرر
فرماتے تھے اوسکی گوشمالی پر ہروقت آمادہ رہتے تھے۔ ذرا ذرا سی
بات پر نہایت سختی سے برتاؤ کرتے تھے اور آپ اپنے عمال کے
ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہین اور اونکی زیادتیون پر طرح دیجاتے ہین

جناب عثمان رضہ۔ یہ لوگ آپکے بھی تو اقربا وعزیز ہین کچھ تنہا میرے عزیز نہین جو مجھپر
یہ الزام قائم ہو رہا ہے۔

حضرت علی رضہ۔ ہان بیشک ان لوگونکی قرابت اور ناتا مجھسے قریب ہے مگر فضیلت انکی
سوا اورون مین ہے۔

جناب عثمانؓ- جناب عمرؓ نے معاویہؓ کو والی کیا تھا یا نہین اور یہہ اوسیوقت سے حاکم ہین یہین نے بہی انکو بحال رکہا۔

جناب علیؓ- مین آپ کو قسم دلاتا ہون۔ کیا آپکو یاد نہین کہ معاویہؓ حضرت عمرؓ سے کسقدر دبتے تہے اور جسقدر یرفا غلام حضرت عمرؓ کا آپسے نہ ڈرتا ہوگا اوس سے زیادہ معاویہؓ حضرت فاروقؓ کا خوف رکہتے تہے۔

جناب عثمان- ہان یہ تو آپ سچ فرماتے ہین۔ بیشک جناب فاروقؓ کی سیاست ایسی ہی تہی۔

جناب علیؓ- معاویہؓ بلا مشورہ و بلا اجازت آپکے جو چاہتے ہین کرگذرتے ہین اور حکم احکام اپنی رای سے جاری کرکے ظاہر کرتے ہین کہ یہ امیرالمؤمنین عثمانؓ کا حکم ہے اور آپ جان بہی جاتے ہین مگر کچہہ اسکا خیال نہین کرتے اور نہ اونکو اس قسم کی کارروائی سے روکتے ہین۔

جناب علی مرتضیٰؓ تہوڑی دیر تک اسی قسم کی باتین کرکے اوٹہکر چلے گئے۔ اونکے تشریف لیجانے کے بعد ہی جناب عثمانؓ مسجد مین تشریف لاے۔ لوگونکو جمع کرکے ممبر پر بیٹہے اور یہ خطبہ پڑہا۔ امابعد۔ ہرشے کی آفت ہی اور ہر کام کی تباہی اور زیان ہے اس امت محمدی صلعم کی آفت اور اس نعمت کا زیان اور بربادی عیب کرنیوالی لوگ اور طعنہ زن گروہ ہین جو امر تمہارا محبوب و مرغوب ہے تمکو ظاہر کرکے دکہلاتے ہین اور جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو وہ تمسے پوشیدہ رکہتے ہین۔ بظاہر تمہاری فائدہ کی بات کہتے ہین۔ انکی مثال بالکل شترمرغ کی سی ہے۔ جماعت شترمرغ سے ایک آگے بڑہکر جب کسی دور کے گہاٹ اور پانی کی جگہہ کو پسند کرتا ہے اور وہان پہونچکر آواز

دیتا ہے تو سب کے سب اسکی آواز پر اوسکے پیچھے ہو لیتے ہین۔ وہ پانی نہین پیتے مگر
گندہ خراب کر دیتے ہین اور پانی پیسے والے نہین ہوتے مگر جتنی بکریان انکا پیشرو
ان سب کے واسطے کہڑا رہتا ہے اور جماعت شتر مرغ ان سب کامون سے ناحق ہی
اے گروہ تم آگاہ ہو جاؤ جن کامونکا تمنے جناب عمر فاروق کے عہد مین اقرار کیا
اور انکو پسند کیا اب تم اونہین کامون کو میرے حق مین عیب سمجھتے ہو مگر اصل بات یہ ہی
کہ ابن الخطاب رض نے تم سب کو اپنے پانؤن سے خوب پامال کیا تھا اور اپنے ہاتھ سے
تمکو خوب مارا تھا۔ اپنی زبان سے بھی تمہارے ساتھ سختی سے پیش آئے پس تم لوگ
چار و ناچار طوعاً و کرہاً اونکے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور مین برخلاف جناب فاروق
کے تمہارے ساتھ بہ نرمی پیش آیا۔ تم لوگونکو اپنے سر پر چڑہا لیا۔ اپنے مونڈہو نپر
بٹھایا اور اپنی زبان سخت کلامی سے روکی۔ پس تم لوگ دلیر ہو گئے اور شوخی کرنے
لگے خبردار ہو جاؤ مین باعتبار جماعت مددگارونکے غالب ہون میرے ناصر اور
معین قریب ہین اور شمار مین زیادہ ہین مین اسکا بہی مستحق ہون کہ اگر زبان سے کہدون
آؤ سب میری مدد کو دوڑ پڑین۔ بخدا اب مین نے تمکو اپنے موافقین کی تعداد سنادی
تمہارے ساتھ بہت کچھہ فضل و احسان کیا۔ اب مین نے تمہارے واسطے اپنی دانت
تیز کر لیئے ہین اور تمنے اپنی حرکات ناملائم سے مجھکو میرے اخلاق و عادات سے الگ
کر دیا ہی وہ خلق و عادت بمجبوری مجھکو اختیار کرنا پڑی جسکو مین اچھا نہین جانتا اور
تم لوگونکی بدولت وہ گفتگو کی کہ جو کبہی میری زبان سے نہ نکلی تہی۔

چون کنم کز درد مشکل تر بود درمان من		دردمن عشقست و درمانش بغیر از صبر نیست

اب تم کو مناسب ہے کہ اپنی زبانونکو روکو۔ اپنے والیان و سرداران ملک کی عیب گیری

اور طعنہ زنی سے باز رہو کیونکہ مین نے تم لوگونکے ساتھہ گفتگو کرنے سے ایسے شخص کو روک دیا ہے جو اگر بجائے میرے تم سے کلام کرتا تو تم بغیر میری اسوقت کی گفتگو کے اوسکی گفتگو سے راضی ہوجاتے۔ خبردار ہوجاؤ۔ تمہارے حقوق کسی طرح ضائع نہونگے بخدا لایزال۔ جو مجھسے پہلے گذرے اور جس حد تک وہ پہونچ گئے مین نے اوس حد تک پہونچنے مین قصور نہین کیا مگر اصل بات یہ ہی کہ تم لوگون نے اونکے خلاف نکیا تہا اور نہ تمکو اونکے خلاف کی جرأت تھی۔ اتنے مین مروان بن الحکم نے کھڑے ہوکر کہا اگر تم چاہو تو ہم فیصلہ کر دین۔ اگر تم راضی نہین ہوتے اور کجروی سے باز نہین آتے تو اب ہمارے اور تمہارے درمیان مین تلوار ہی فیصلہ کر دیگی۔ قول شاعر ہمارے تمہارے حسب حال ہے۔

فرشنا لکم اعراضنا فنبت لکم	مغارسکم تبنون فی دمن الثری

ہم نے اپنی آبرو تمہارے واسطے فرش کر دی مگر جیسے کچھہ تمنے درخت زمین مین لگائے تہے ویسے ہی نکلے اور جیسی تمہاری نیت تہی اوسکا پہل او رنتیجہ ظہور پذیر ہوا

ہوس دارم کہ دوزم چاک دل از تار گیسویت	ولے چندین گرہ دارد کہ در سوزن نمے آید

جناب عثمان رضؓ نے مروان سے فرمایا کہ تم خاموش رہو۔ مجھکو اور میرے ساتھیونکو اسی طرح رہنے دو۔ تمہارے بات چیت کرنیکا موقع نہین اور نہ تم اس معاملہ مین دخل دو۔ مین نے تمکو پہلے ہی منع کر دیا تہا کہ میرے انکے بیچ مین مت بولنا۔ مروان خاموش ہو رہے اور جناب عثمان رضؓ ممبر سے اوتر آئے۔ آپکے اس خطبہ سے اور بہی لوگونمین برافروختگی پیدا ہوئی اور اونکی آتش نہفتہ اور بہی بہڑک اوٹھی۔ اونکی شدت دشمنی آپکے معاملہ مین ہرگز کم نہ ہوئی۔ (ابن اثیر)

اس عرصہ مین جناب علی مرتضیٰؓ علیل ہوگئے۔ ایک روز بعد نماز عصر جناب عثمانؓ مروان کو اپنے ساتھ لیکر جناب علیؓ کی عیادت کو تشریف لیگئے اور فرمایا۔

اما واللہ لولا ماارى منك ماكنت اتكلم به۔ واللہ ما ادرى اى يوميك احب الى او ابغض۔ ايوم حياتك او يوم موتك۔ اما واللہ لئن بقيت لااعدم شامتا يعدك كهفا۔ ويتخذك عضدا۔ ولئن مت لافجعن بك فحظى منك حظ الوالد المشفق من الولد العاق ان عاش عقه وان مات فجعه۔ فليتك جعلت لنا من امرك علما نقف عليه ونعرفه اما صديق سالم واما عدو معاق ولم تجعلنى كالمختنق بين السماء والارض لا يرقى بيد ولا يهبط برجل۔ اما واللہ لئن قتلتك لا اصيب منك خلفا ولئن قتلتنى لاتصيب منى خلفا۔ وما احب ان ابقى اجل لك۔ ترجمہ۔ بخدا اگر مجھکو یہہ حال آپکا معلوم ہوتا تو مین آپسے وہ کلام ہرگز نہ کرتا جو میرا قصد تہا۔ خدا کی قسم۔ آپکے دو دن۔ موت۔ حیات مین سے کون سا دن میرے نزدیک محبوب ہے اور کون سا دن مین بُرا جانتا ہون۔ بخدا۔ اگر آپ زندہ رہی تو مین اپنے ملامت کرنیوالے کو جو میرا قوت بازو اور جائے پناہ بھی ہو گم نہ کرونگا (یعنی آپکا بُرا کہنا میرے حق مین مفید ہے کیونکہ آپ دشمنی سے برا نہین کہتے بلکہ بتقاضائے کمال محبت وہمدردی آپکی نصیحت ہے) اور اگر (خدانخواستہ) اس مرض مین آپ نے انتقال فرمایا تو مجھکو بڑا ہی صدمہ ہوگا۔ میری آپکی وہ نسبت ہے جو پدر غمخوار کو اپنے فرزند نافرمان سے ہوتی ہے۔ اگر لڑکا زندہ رہتا ہے تو باپ کی نافرمانی کرتا ہے (اور اسکا صدمہ باپ کو دیتا ہے) اور اگر وہ بیٹا مرجاوے تو اپنے باپ مہربان کو

اپنے غم مین مبتلا کریگا۔ غرضکہ باپ کو کسی طرح چین نہین۔ کاش مجھکو آپ اپنے حال سے مطلع کرتے۔ یا دوست صلح جو یا دشمن بدخو۔ (مجھکو ان دو مین سے ایک تصور کیجیے) اور مجھکو اسطرح نہ چھوڑیئے کہ آسمان اور زمین کے مابین پھانسی دیکر لٹکا دیا جاوے نہ اوپر ہاتھ کے ذریعہ سے چڑھ سکتا ہے اور نہ زمین پر ہی اوتر سکتا ہے۔ واللہ باللہ (بالفرض) اگر مین آپکو قتل کر ڈالون تو آپکا جانشین آپ کا ثانی نہ پاؤنگا اور اگر آپ مجھکو قتل کر ڈالین تو آپکو بھی میری عوض مجھ جیسا نہ ملیگا سب مجھے تو آپکے بعد زندگی خوش نہین۔

مروان بولے۔ خدا کی قسم لوگ ہمکو آسانی سے نہین پاسکتے۔ جب تک کہ ہمارے نیزے اونکے سر نہ توڑین اور ہماری تلوارین اونکو نہ کاٹ ڈالین۔ پھر اسکے بعد عیش و زندگی کا کیا مزہ ہے۔ جناب عثمان رضؓ نے مروان کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا تو ہماری بات مین کیون دخل دیتا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے جواب دیا۔ واللہ مین آپ لوگونکے جواب دینے کی فکر مین ہون۔ لیکن مین وہی کہتا ہون جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ پس صبر ہی بہتر ہے اور اللہ تعالی مددگار ہے اوسپر کہ تم بیان کرتے ہو۔ (عقد الفرید)

یہ واقعہ ۳۵ھ مین بعد واقعہ جرعہ کے ہوا ہے اور یہی جناب امیر المومنین عثمان رضؓ کی شہادت کا مقدمہ تھا۔ ناظرین! اوپر کی وہ طولانی تقریر جو مکالمہ مین ہم لکھ آئے ہین اور جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی جانب منسوب ہے آپکی زبان کی نہین معلوم ہوتی کیونکہ اسمین بعض فقرے ایسے ہین جن سے ہر مبصر ذی عقل و تمیز کہہ سکتا ہے کہ جناب اسد اللہ رضؓ نے اپنی زبان مبارک سے ایسے الفاظ کبھی ارشاد نہ فرمائے ہونگے۔ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کو جناب علی بن ابی طالب اور کل صحابہ کرام رضؓ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے

افضل جانتے تھے۔ جناب فاروق رضؓ کی بھی عزت و توقیر سب لوگ کیا کرتے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کو بوجہ عدم دامادی جناب رسول خدا صلعم مفضول علیا اور جناب عثمان رضؓ کو بوجہ اسکے کہ آپ داماد آنحضرت صلعم ہیں افضل سمجھنا اور جناب علی مرتضیٰ رضؓ کا جناب عثمان رضؓ سے یہہ کہنا کہ وہ دونوں صاحب آپ سے کسی بات مین نہین بڑھے تھے۔ ایک ایسا امر ہے جسکو عقل سلیم جناب علی رضؓ کی طرف کسی طرح منسوب کرنا جائز نہین کہتی۔ کوئی مسلمان یہہ عقیدہ نہین رکھتا کہ جناب علی رضؓ اور جناب عثمان رضؓ کی عزت یا فضیلت اسوجہ سے ہے کہ یہہ دونوں صاحب آنحضرت صلعم کے داماد تھے بلکہ ان دونوں صاحبوں کو بوجہ سابق الاسلام ہونے اور اعمال خیر کرنے اور جملہ مشاہد مین حاضر ہونے اور آنحضرت صلعم کی بشارت جنت دینے کے باعث سے عزت و فضیلت ہے۔ ان صاحبوں کو آنحضرت صلعم کی صرف داماد ہونیکی وجہ سے افضل کہنا دراصل انکی ناقدردانی اور منقصت شان کرنی ہے ہان شرافت و عزت اس حیثیت سے بھی ہے مگر یہ نہین کہ حضرات شیخین رضؓ سے افضل ہوجاوین اور یہ وہم کرنا کہ جناب علی رضؓ نے یہہ کلمات جناب عثمان رضؓ کی شان مین بطور مذاق کے اور بنا نیکے طرز پر کہے تھے تو یہہ بھی جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی شان کے خلاف اور آپکے مرتبہ سے بعید ہے خصوصًا مقام نصیحت و مشورہ مین اور یہہ ایک ایسی بات ہے کہ کوئی ادنیٰ مسلمان جناب علی رضؓ کے حق مین کہنا کیا دل مین خیال لانا بھی پسند نہین کریگا۔

اس ۳۴ھ مین جناب عثمان رضؓ نے لوگوں کے ساتھہ حج کیا۔

اصحاب ذیل نے وفات پائی۔ کعب احبار بن ماتع۔ آپ عہد خلافت فاروقی مین اسلام لائے ہین۔ عاقل بن بکیر بدری۔ ابوعبس عبدالرحمٰن بن جبر انصاری بدری۔ مسطح بن اثاثہ مطلبی۔ انہون نے ستاون برس کے سن مین انتقال کیا۔ ایک روایت مین ہے

کہ یہہ جنگ صفین مین حضرت علیؓ کے ساتھہ تھے۔ یہہ بہی بدر مین شریک ہوے ہین عبادہ بنؓ صامت انصاری نے بمقام رملہ یا قدس وفات پائی یہہ وہانکے قاضی تھے۔ یہہ بیعت عقبہ مین موجود تھے اور جنگ بدر وجمیع غزوات مین شریک ہوے ہین۔ یہہ گروہ نقبا مین ہین۔ اسی سنہ مین حضرت ابوطلحہ انصاری رضؓ نے باختلاف روایات وفات پائی۔ لیلۃ العقبہ مین یہہ بہی نقیب تھے۔ انکی شان مین جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ "لشکر مین ابوطلحہ کی آواز ایک جماعت سے بہتر ہے"

فراخی دولت وترقی نعمت وثروت

عہد عثمانی مین ممالک دور دراز فتح ہوے مال وجاہ دنیوی کی وسعت ہوئی اور صحابہ کرامؓ غنی ومالدار ہوگئے۔ اہل مدینہ اور دیگر بلاد کے باشندونکے پاس فتوحات وغنائم ملک سے بہت کچہہ روپیہ جمع ہوا۔ شہر آباد۔ باشندے فارغ البال دلشاد عیش ونشاط مین مصروف۔ اسباب سرور مین مشغول ہوے۔ ایک ایک گہوڑا لاکہہ لاکہہ روپیہ مین فروخت ہوتا تہا۔ زمین اور باغات اس قدر گران ہوے کہ خاص مدینہ منورہ مین ایک ایک باغ کی قیمت چار چار لاکہہ تک پہونچ گئی۔ لوگون نے عمارات عالیشان۔ مکانات بلند بناے خاص کر مدینہ اسوقت خوب رونق وآبادی پر تہا۔ لوگ گہر بیٹہے آرام سے چین کرتے تہے۔ ملکو سے انکی جائداد کی آمدنی آتی تہی فرہ سے بیفکری کے عالم مین دارالامان قبۃ الاسلام مین بیٹہے عیش کرتے تہے۔ عوام الناس اس نعمت وثروت کے درجہ پر پہونچکر بہک گئے اور بزرگونکی شان مین نکتہ چینی اور عیب گیری کا شیوہ اختیار کیا۔ حضرت عثمانؓ تو ہمیشہ سے مالدار تہے۔ جناب رسول خداؐ کے زمانہ ہی سے مالدار صحابہ مین آپکا شمار تہا اب کثرت فتوحات سے

اور بھی آپکے مال کو ترقی ہوئی اور ہزاروں لونڈی غلام آپکے پاس ہو گئے۔ مفسدین بدعاقبت نے منجملہ اور عیوب کے آپکی ذات پاک مین یہہ عیب بھی نکالا کہ آپ خلافت کے لائق نہین رہے دولت دنیا مین مبتلا ہین۔ اپنے اعزہ و اقربا کو ملکو نکی حکومت و سرداری دیتے ہین اور جس کام کے وہ اہل نہین ہین اونکے سپرد فرماتے ہین بالآخر آپکی معزولی کا قصد کیا اور ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ (تاریخ خمیس)

چونکہ جناب عثمان رضؓ کی طبیعت مین سخاوت و کرم خلقی تھا۔ دولت دنیوی کے ساتھ خداوند تعالی نے آپکو حوصلہ عالی اور ہمت بھی بلند عطا فرمائی تھی۔ آپکی بخشش ہر قریب و بعید عزیز و بیگانہ پر یکسان تھی آپکے عمال بھی آپکے طریقہ پر چلے اور آپکی پیروی اختیار کی جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد خلافت مین شہر مدینہ منورہ کے اندر ایک محل عالیشان تعمیر فرمایا جسکی عمارت پتھر اور چونے کی تھی۔ اوسکے دروازے ساج اور عرعر کی لکڑی کے تھے۔ علاوہ اسکے بہت سی زمین و جائداد اور باغات مدینہ منورہ کے متصل جناب عثمان رضؓ کی ملکیت مین تھے جس دن آپ شہید ہوے ہین آپکے خزانچی کے پاس ڈیڑھ لاکھ دینار اور دس لاکھ درہم نقد تھے۔ انکے علاوہ وادی القریٰ اور اطراف حنین مین ایک لاکھ قیمت کی جائداد و زمین تھی۔ مزید برآن گھوڑے اور اونٹ بکثرت تھے۔ آپکے عہد مین اکثر صحابہ کبارؓ نے بہت کچھ جائدادین خریدکین۔ مکانات و عمارات عالیشان تعمیر کئے۔ منجملہ اونکے حضرت زبیر بن العوامؓ ہین۔ انہون نے بمقام بصرہ اپنا مکان بنایا اور عمارت پختہ و نفیس اس درجہ مستحکم تیار کی کہ ۳۳۲ھ تک وہ قائم تھی۔ تاجرون۔ مسافرون اور دور دور کے ملکون سے آنیوالونکے لیئے فرودگاہ اور آسائش کے واسطے ایک عالیشان مسافرخانہ تھا بصرہ کے علاوہ حضرت زبیر رضؓ نے مصر اور کوفہ اور اسکندریہ مین بھی متعدد مکانات تعمیر کیئے

جو ۲۳۲ھ تک قائم اور انکے نام سے مشہور و معروف تھے - باوجود ان مصارف اور جائداد غیر منقولہ کے جب حضرت زبیرؓ نے وفات پائی پچاس ہزار دینار نقد ترکہ مین چھوڑے اور ایک ہزار غلام - ایک ہزار لونڈیان - ایک ہزار گھوڑے - مختلف مقامات مین زمین - انکی وفات کے بعد ترکہ مین انکی اولاد کو ملا -

عبید اللہ تیمی کا مکان کوفہ مین بمقام کناس بنام دار الطلحتین مشہور و معروف عمارت ہے انکی روزانہ آمدنی عراق کی ایک ہزار دینار تھی اور بعض کہتے ہین کہ اس سے زائد تھی - اطراف سراۃ مین اس سے بھی زیادہ آمدنی تھی - عبید اللہ تیمی نے مدینہ منورہ مین ایک مکان سنگین پختہ اینٹ اور چونہ کا تعمیر کیا اور لکڑی ساج کی اوسمین صرف کی -

اسی طرح حضرت عبد الرحمن بن عوف رضؓ نے اپنا گھر بنایا تھا - یہہ مکان نہایت فراخ اور وسیع تھا - اسکے متعلق ایک بڑا اصطبل بھی تھا جسمین سو گھوڑے بندھے رہتے تھے انکے پاس سو اونٹ تھے - دس ہزار بکریان - بعد وفات انکے مال متروکہ کا ایک چوتھائی حصہ چوراسی ہزار کا تھا - حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے اپنا مکان عقیق مین تعمیر فرمایا جسکو بہت بلند کیا اور اوسکا صحن نہایت فراخ رکھا - اوسکے اوپر کے درجہ مین ہوا اور روشنی کے واسطے بہت سی کھڑکیان رکھین - حضرت زید بن ثابت رضؓ نے جب انتقال فرمایا تو اسقدر مال چھوڑا کہ سونے چاندی کے ڈھیرونکو کدال سے کاٹ کاٹ کر الگ کرتے تھے یہہ مال علاوہ اوس جائداد کے تھا جسکی قیمت ایک لاکھ دینار تھی - ان بزرگون کے علاوہ حضرت مقداد رضؓ نے بمقام جُرف نواح مدینہ منورہ مین ایک عمارت عالیشان تعمیر کی جسکی دیواریں اندر باہر دونون طرف سے چونے کی ریختہ اور پختہ استرکاری کی ہوئی تھین حضرت یعلی بن اُمیہؓ کا ترکہ بعد وفات پانچ لاکھ نقد دینار تھے اور اونکا قرض جو دوسرونکے

ذرہ تھا اور جاندا ذرمین وغیرہ اسقدر چھوڑی جنکی قیمت ایک لاکھ دینار تھی علی ہذا القیاس
اس باب مین بہت کچھ قصے وحکایات ہین اور جسقدر ترقی دنیوی عہد عثمانی مین ہوئی اُسکی
عشر عشیر بھی عہد فاروقی مین نتھی بر عکس اسکے جناب فاروق رضؓ کے عہد مین ایک بندہ کا
خرچ تھا اور اسیقدر آمدنی بھی تھی۔ عہد فاروقی کا ایک قصہ نقل ہوتا ہے کہ جناب فاروق رضؓ
حج کو تشریف لیگئے۔ آپ کے آنے جانے مین مدینہ منورہ تک کل سولہ دینار صرف ہوئے
آپنے اپنے صاحبزادہ سے ارشاد فرمایا کہ اس سفر مین ہمنے بڑا اسراف کیا۔ اسقدر روپیہ
صرف کردیا۔ ۲۱ھ عہد فاروقی مین حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی شکایت جناب عمر فاروق رضؓ
کے گوش مبارک تک پہونچی آپنے بغرض تحقیقات حال حضرت محمد بن مسلمہ انصاری کو
روانہ فرمایا سعد رضؓ والی کوفہ تھے۔ محمد بن مسلمہ رضؓ نے لوگونکو وقت کی مسجد و نمین جمع کرکے
ہر ایک سے سعد بن ابی وقاص رضؓ کی نسبت اور انکے چال چلن اور لوگونکے ساتھہ برتاؤ
کی کیفیت دریافت کی۔ بعضون نے انکی تعریف کی اور بعضون نے برائی محمد بن سلمہ رضؓ کوفہ
سے واپس آئے اور جناب عمر رضؓ سے یہہ کیفیت ظاہر کی۔ آپنے بنظر احتیاط سعد رضؓ کو حکومت
کوفہ سے معزول فرمایا اور پہر کوفہ مین عمار بن یاسر رضؓ کو سرحدی حکومت پر عثمان بن حنیف رضؓ
کو خراج پر اور عبداللہ بن مسعود رضؓ کو حاکم مال مقرر فرمایا اور نیز عبداللہ بن مسعود رضؓ کو حکم دیا کہ
لوگونکو قرآن شریف پڑہاوین اور علوم دین کی تعلیم دین۔ یہہ تینون صاحب جو کوفہ مین
مختلف صیغونکے افسر تھے انکا روزینہ اس طرح مقرر فرمایا کہ ایک بکری تینون صاحبونکے
واسطے روزانہ خوراک مین مقرر کی نصف بکری تو عمار بن یاسر رضؓ کو اور باقی نصف عبداللہ بن
مسعود رضؓ اور عثمان بن حنیف رضؓ کو۔ عہد فاروقی اور اوسکی آمدنی و مصارف اور عہد عثمانی کے
فتوحات اور اوسکے اخراجات کا موازنہ کسی طرح نہین ہوسکتا۔ (مروج الذہب)

قصہ کوتاہ صحابہ کرامؓ تو کسی طرح شر و فساد مین شریک نہ تھے کیونکہ انکے نفوس بوجہ اثر صحبت آنحضرت صلعم کے پاک صاف تھے۔ انکے دلونمین کدورت و بغض نے اپنی تیرے اثر کی سیاہی و تیرگی سے زنگ نہ جمنے دیا تھا۔ یہہ بزرگوار بمقتضاے رُحَمَاءُ بَیْنَہُم باہم ایک دوسرے کے ساتھہ رحمدلی اور محبت سے پیش آنیوالے تھے حتی الامکان لوگونکو ضلالت سے بچاتے اور گمراہی و نفاق سے ڈراتے تھے۔ ان صاحبونکی ہمہ تن یہی کوشش تہی کہ امت محمدی مین اصلاح ہو باہم اتفاق سے رہین۔ باہمی رنجش و فساد اور بغض و عناد سے باز آئین۔ ہان یہہ کام اونہین لوگونکا تھا جو مختلف قومونکے تھے اور بزور شمشیر یا بطمع جاہ و منصب مطیع اسلام ہوکر امرا و حکام و والیان ملک کی خوشامدین کرتے اور اپنے نفع کی غرض سے حکام کے دوست بنکر اونکے بعض امور سیاست مین اپنی رائین و مشورے ملاتے رہتے تھے اسوجہ سے اگر بعض اوقات اون عمال و حکام سے بمقتضاے بشریت امور سیاست مین کسی قسم کا ادنی ظلم بہی ہوجاتا تو پہر یہی لوگ انپر عیب گیری کرتے تہے جیسا کہ اہل کوفہ کے قصہ سے سابق مین معلوم ہوا کہ اولاً اون لوگون نے ولید بن عقبہ سے دوستانہ برتاؤ کیا پہر جب اونپر تہمت شرابخواری لگی بہت سے لوگ علیحدہ ہوگئے اور ایک جماعت جنکو اونکی ذات سے نفع پہونچتا تہا اونکی علیحدگی سے رنجیدہ ہوکر حضرت سعید بن العاص سے خوانخواہ کا بغض رکہنے لگی پہر انسے بہی میل جول بڑہایا اور وہ محبت و ارتباط پیدا کیا کہ راتونکو جلسے گرم ہوتے رہے بالآخر انسے بہی بگڑے اور انکو کوفہ کی امارت سے نکلوا کر ہی چہوڑا۔ دراصل ان لوگونکے فساد کی ترقی کا باعث جناب عثمانؓ کی غمخواری اور حلم و تحمل تہا۔ آپ کی بدرجہ غایت نیک مزاجی اور بردباری سے گروہ بدشعار مفسدان تباہ کار کو دن دونی قوت بڑہتی گئی۔ امور سیاست مین بصلق

درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ فصاد و مرہم نہ است

دونون اجزا سے کام لینا چاہیئے جیسا کہ معدلت فاروقی مین اسکے آثار کثیر پایے جاتے ہین جناب عثمان رضؓ نے خود اپنے خطبہ مین فرمایا کہ مین نے تمہارے ساتھہ نرمی کی تم میری گردن پر چڑہ گیئے۔ مین نے تمہاری سخت گیری نہ کی تمکو جراٰت بڑہتی گئی۔ درحقیقت بمضمون۔ گربہ کشتن روز اول۔ اگر یہہ لوگ پہلے ہی حملہ مین روک دیئے جاتے تو یہہ انجام نہ ہوتا۔ مگر کیسے نہ ہوتا کان امر اللہ مقدورا۔ خدا کے کام اور اوسکی احکام بے پورے ہوے نہین رہ سکتے روز ازل مین مقدر ہو چکا تہا کہ جناب عثمانؓ مظلوم شہید ہونگے کارد ظلم سے ذبح کیئے جاوینگے اسکے یہی اسباب تہے جو عالم اسباب دنیا مین ظہور پذیر ہوے۔ باقی رہا یہہ شبہہ کہ اسوقت مدینہ منورہ مین جناب علیؓ اور دیگر اصحاب کبار رضی اللہ عنہم موجود تہے ان بزرگونمین سے کوئی بہی نہ بولا۔ اس آتش فساد کو کسی صاحب نے اپنی تدبیر سے سرد نہ فرمایا۔ کیا ان بزرگون سے کوئی صاحب مفسدونکے شریک تہے جو خاموش الگ بیٹہے رہے اور تماشا دیکہا کیئے۔ حضرت معاویہؓ شام مین والی تہی اونسے بہی کچہہ نہ بن پڑا یہی ذرا سنبہل جاتی ذرا سی ڈانٹ مین مفسدین خانہ خراب کی ہمت پست ہو جاتی ایک ادنی چشم نمائی مین تو یہہ لوگ راہ راست پر آجاتے۔ کیا کچہہ انکی سازش تہی حاشا وکلا۔ ان بزرگان دین وہادیان امت محمدی کی نسبت یہہ خیال و وہم شیطانی زیبا نہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ انکو کیا خلافت کی پرواہ تہی بالفرض اگر اسکی خواہش بہی تہی تو آپکو بہی تو احادیث نبوی سے معلوم تہا کہ جناب عثمانؓ کو اہل بلوی وفساد شہید کرینگے۔ جہان اتنی مدت خلافت نہ ملی اور کچہہ عرصہ تک نہ سہی آپ ایسا کیون کرتے۔ برخلاف اسکے واقعات کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

اس بلوہ مین خاص جناب علی رضؓ نے اپنے صاحبزادون حضرات حسنینؓ کو جناب عثمان کی حفاظت کیلیے آپکے مکان پر بہیجا اور یہ دونون حضرات مجمع بلوائیان کو متفرق او منتشر کرتے رہے۔ علاوہ برین ایک ادنیٰ مسلمان بہی اپنے امام برحق اور خلیفہ مطلق کی نسبت اس قسم کی کارروائی جائز نہین رکہتا جناب اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب کی شان پاک مین یہ گمان بد کرنا سراسر انصاف سے دور اور سرتاپا قصور ہے اسی طرح حضرت معاویہ کی نسبت اس قسم کا شک وشبہ کرنا بہی کوتاہی عقل کی نشانی اور ضعف ایمان کی علامت ہے۔ اولاً تو جناب معاویہ کو خلافت عثمانی مین ہر طرح کی آزادی تہی برائے نام کی افسری وماتحتی تہی جو چاہتے تہے کرتے تہے امیر المؤمنین جناب ذی النورین نے کبہی کسی کارروائی پر حرف گیری نہ فرمائی اور نہ انسے بازپرس کی۔ ثانیاً عہد فاروقی سے اس عہد مین دائرہ حکومت جناب معاویہ بہت وسیع ہوگیا تہا تمام ملک شام انکے زیر نگین تہا۔ رعایا برایا۔ اہل افواج وعساکر سب انکے مطیع وفرمانبردار اور انسے راضی وخوش تہے۔ یہ آزادی کے ساتہہ گویا مستقل حاکم تہے پہر انکو کیا پڑی تہی کہ خواہ مخواہ خلافت کی خواہش کرتے اور لامحالہ بار عظیم اپنے سر پر لینے کی فکر مین اپنے خلیفہ وقت کی جان کے خواہان ہوتے۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ۔ اب رہی یہ بات کہ مدد کیون نہ کی اسکی بابت آگے چلکر بیان ہوگا کہ جناب معاویہ نے حضرت خلافت پناہ کو رائے دی تہی کہ آپ میرے ساتہہ شام مین چلکر رہین مگر خلافت مآب نے اسکو منظور نفرمایا۔

واقعات ۳۵ ہجری

فتوحات عثمانی کا سلسلہ تو اس سنہ سے پہلے ہی ختم ہوچکا ہے جو بڑا حادثہ اس

سنہ کا ہے وہ آپکی شہادت سے ہے۔ دیگر واقعات یا فتوحات آخری جو اس سنہ مین ہوے وہ یہہ ہین۔ صاحب تاریخ جنابی لکھتے ہین کہ گورنر صوبہ مصر یعنی عبد اللہ بن ابی سرح بغرض غزوۂ قسطنطنیہ مقام اسکندریہ سے براہ دریا ایک لشکر ظفر پیکر مجاہدین حق آئین کا اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوے۔ اثناء راہ مین شاہ روم ایک ہزار جہازون کا بیڑہ جن پر سامان جنگی و سپاہیان فوجی تھے لئے ہوے مسلمانون کو مل گیا۔ اسکو مسلمانونکے ارادہ کی خبر ہو گئی تھی لہذا راہ روکنے کو ادہر کا قصد کیا۔ اہل اسلام کے ساتھہ صرف سو جہاز اور اسیقدر سامان جنگی تھا۔ یہہ دونون لشکر مقام اسکلاقتنا نواح مغرب انطاکیہ مین ایک دوسرے کے مقابل ہوے۔ شاہ روم نے قبل روانگی اپنے دار السلطنت مین ایک خواب دیکھا تھا جسکی تعبیر معبرون نے الفاظ خواب سے مستنبط کرکے یہ بیان کی تھی کہ مسلمانون پر تو غلبہ پانے کی تمنا مت کرنا مگر شاہ روم نے کچھہ پرواہ نہ کی اور بوجہ نخوت و غرور کے مقتضائے خواب پر اصلا ملتفت نہوا۔ اللہ جل شانہ نے اوسکے تکبر و خودپسندی کا اوسکو مزہ چکھا دیا اور اس لڑائی کا یہہ انجام ہوا کہ اہل اسلام مظفر و منصور ہوے۔ کفار نابکار خوار و بے اعتبار ہزیمت خوردہ پیٹھہ دکھلا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ دلاوران اسلام و نہنگان بحر بسالت نے اونکو تلوار پر رکھہ لیا۔ بہت سے مارے گئے اور بہتیرے جان عزیز کے بچانیکی فکر مین بھاگے بالآخر دریا مین اپنی آبرو ڈبو کر پانی پانی کر دی اور ہمیشہ کیلئے اس دنیائے ناپائدار کی کشاکش سے نجات پاکر ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کی راہ دوزخ کی آگ مین پہونچ گئے۔ ایک گروہ رومیونکا اہل اسلام نے قیدی بنالیا۔ اس جنگ مین اہل اسلام نے بہت سا مال بھی کفار کے جہازونکا غنیمت مین پایا۔

فتح کے بعد اہل اسلام مظفر و کامیاب خوش حال باقبال۔ فارغ البال۔ دولت و مال
غنیمت سے مالا مال جزیرہ [illegible] مین واپس آئے اور اس جزیرہ کو تیغون مار کر فتح کر لیا۔
ہر شخص پر جزیہ مقرر کر کے امان دیکر جان بخشی کی۔ زنجیر احسان کا قیدی بنا لیا (فتوحات اسلامیہ)

اسی ۳۵ھ مین قسطنطین ہرقل بادشاہ روم کا بیٹا ایک ہزار جنگی جہازون کا بیڑہ اسباب و
سامان جنگ سے آراستہ بہادران صف شکن کی جمعیت لیکر بقصد اہل اسلام اپنے دار السلطنت
سے روانہ ہوا۔ خداوند تعالی جل شانہ نے اپنے دوستون اہل اسلام کو اس موذی خودسر
کے شر سے اس طرح بچا لیا کہ اس گروہ کفار پر باد فنا مسلط کی۔ دریا مین طوفان اوٹھا
تیز ہوا نے جہازونکو ایک دم مین تہ و بالا کر کے سبکو غرق بحر فنا کر دیا۔ صرف قسطنطین زندہ
بچا۔ روتا دہوتا۔ تباہ حال خستہ و پریشان بمقام صقلیہ پہونچا۔ اہل صقلیہ نے اسکو
دیکھکر کہا "کمبخت۔ ناشدنی تو نے سارا لشکر غرقاب کر دیا۔ بچا خود زندہ رہا پھر اس بچائی
کے قربان کہ ہونٹون پر تاؤ دیتا اپنی منحوس صورت دکھانے ہمکو چلا آیا" بعد ازان اون
لوگون نے اوسکو حمام مین لیجا کر قتل کر ڈالا اور قصہ پاک ہوا۔

غدر ستم خواست کہ خون در جگرم کرد	میخواست تلافی کند آزردہ ترم کرد

یہ روایت ابو جعفر کی ہے۔ غزوہ سواری ۳۱ھ مین ہی آیا ہے اور یعقوبی کے نزدیک
اسی ۳۵ھ مین ہوا۔ مگر یہ دونون ایک نہین ہو سکتے کیونکہ غزوہ سواری مین رومیون
اور مسلمانون مین جنگ ہوئی۔ یہان لڑائی کی نوبت نہین آئی بلکہ جہاز تباہ ہو گئے۔ اگر جہاز
ڈوبنے کا ذکر اس قصہ مین نہ ہوتا تو غزوہ سواری اور یہہ واقعہ دونون ایک ہی سمجھے جاتے
لیکن اب بھی بڑا اخلجان باقی رہا۔ قسطنطین وہان بھی حمام مین قتل ہوا اور اس قصہ مین بھی
مارا گیا۔ اسکی توجیہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ غزوہ سواری ۳۱ھ مین ہے اور قسطنطین بعد

شکست صقلیہ مین قتل نہین ہوا بلکہ ۳۵ھ مین بعد تباہی لشکر و غرق بیڑہ جہاز صقلیہ پہونچا اور وہان مارا گیا یا یہ کہا جاوے کہ یہہ دونون واقعے ایک ہی ہین یعنی غزوہ سواری ۳۵ھ مین ہوا جیسا کہ بعض کا قول ہے۔ باقی رہا یہہ شبہ کہ غزوہ سواری مین جہاز کہان ڈوبے اوسکا جواب یہہ ہے۔ ممکن ہے کہ کچھہ جہاز ڈوب گئے اور کچھہ باقی رہ گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپکے عہد خلافت مین اصحاب ذیل نے وفات پائی۔ ہم بلالحاظ ترتیب سنہ لکھتے ہین۔ اوس[۱] بن خولی انصاری۔ جلاس[۲] بن سوید انصاری۔ اولاً یہہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منافق تھے بعدہ توبہ کی اور اچھے لوگونمین ہوے۔ حارث[۳] بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب جنکا لقب ببّہ تہا۔ حکم[۴] بن ابی العاص مروان کے والد اور جناب عثمان رض کے چچا۔ انہون نے ۳۱ھ مین وفات پائی۔ حبّان[۵] بن منقذ والد یحییٰ بن حبان عبد اللہ[۶] بن قیس بن خالد انصاری۔ ایک روایت مین یہہ غزوہ احد مین شہید ہوے ہین۔ قطبہ[۷] بن عامر انصاری بدری۔ بیعۃ العقبیٰ مین شریک ہوے ہین۔ زید[۸] بن خارجہ بن زید انصاری۔ یہ وہ شخص ہین جو بعد موت کے بولے تھے۔ اخیر عہد خلافت مین معبد[۹] بن عباس بن عبد المطلب بمقام افریقیہ مارے گئے۔ معیقب[۱۰] بن ابی فاطمہ جو مہاجرین حبشہ سے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مہر مبارک جنکے پاس رہتی تھی اور ایک روایت مین جناب معیقب رضی اللہ عنہ نے ۴۰ھ عہد خلافت مرتضوی مین انتقال فرمایا ہی۔ مطیع[۱۱] بن اسود عدوی آپ بروز فتح مکہ اسلام لاے ہین۔ نعیم[۱۲] بن مسعود اشجعی رض۔ بعضے کہتے ہین کہ جنگ جمل مین مجاشع بن مسعود کے ہمراہ قتل ہوے۔ عبد اللہ[۱۳] بن حذافہ سہمی بدری۔ یہہ خوش مزاج آدمی تھے عبد اللہ[۱۴] بن ابی ربیعہ مخزومی۔ عمر شاعر کے باپ۔ زمانہ محاصرہ جناب عثمان مین یمن سے

آپکی مدد کو آتے تھے اثنا راہ مین سواری پر سے گر کر مر گئے - ابورافع[۱۵] مولی رسولخدا[۲]
اور بعض روایت مین خلافت مرتضوی مین انتقال کیا مگر صحیح روایت اولی ہے - ابوسبرہ[۱۶]
بن ابی رہم عامری - بدری - اولاد عامر بن لوئی سے ہین - ہاشم[۱۷] بن عتبہ بن ربیعہ - جناب
معاویہ[ؓ] کے ماموں - آپ بروز فتح مکہ مسلمان ہوے اور بڑے نیک شخص تھے - حضرت
ابو درداء[۱۸] نے سنہ ۳۲ھ مین وفات پائی اور ایک روایت مین بعد خلافت عثمانی کی انتقال
فرمایا مگر روایت اول صحیح ہے - (ابن اثیر) انکے علاوہ بعض بزرگونکا ذکر اوپر آچکا ہے -

سنہ ۳۵ھ مین عامر بن ربیعہ[ؓ] نے وفات پائی - (تاریخ یافعی)

اسی سنہ ۳۵ھ مین بروایت صاحب شاہد الاصفیا اصحاب ذیل نے وفات پائی - ابوعبد اللہ
حذیفہ[ؓ] بن یمان عبسی جلیل القدر صحابی صاحب سر رسول خدا ہین - اسلام آپکا قدیم ہے -
یہ اپنے صاحبزادہ کے ہمراہ زمانہ جنگ بدر مین مدینہ منورہ ہجرت کر کے آے - دونون
باپ بیٹے غزوہ احد مین شریک ہوے ہین - حضرت حذیفہ[ؓ] نے مدائن مین وفات پائی
حضرت سلمان فارسی[ؓ] - غزوہ خندق اور اوسکے مابعد دیگر غزوات مین حاضر تھے - آپ
منجملہ اون صحابہ کے ہین جنکے واسطے جنت کا مشتاق ہونا ظاہر ہوا ہے - عہد فاروقی مین
مدائن کے حاکم ہوے - آپکے سنہ وفات مین اور بھی روایات ہین - ایک روایت مین
سنہ ۴۰ و سنہ ۵۰ھ کے ما بین انتقال فرمایا - رضی اللہ تعالی عنہم ورضوا عنہ -

اسمار عمال در سنہ ۳۵ھ وقت شہادت جناب عثمان

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مختصر حالات
مکہ معظمہ	عامل یا والی	عبداللہ بن حضرمی بصری -

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مختصر حالات
طائف	والی یا عامل	قاسم بن ربیعہ ثقفی۔ دراصل قاسم بن عبداللہ بن ربیعہ ہین مگر دادا کی طرف منسوب ہین۔
صنعاء	؍؍	یعلی بن منیہ یا یعلی بن امیہ۔ مشہور صحابی ہین خلافت صدیقی مین خولان کے والی تھے اور عہد فاروقی مین یہاں کے والی رہے۔
جند	؍؍	عبداللہ بن ربیعہ۔ بروایت امام یافعی اسی سنہ مین آپکی وفات ہوئی۔
بصرہ	والی	عبداللہ بن عامر بصرہ ہی چلے آئے تھے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے انکی جگہہ کوئی اور عامل مقرر نہین فرمایا۔
شام	گورنر صوبہ	حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ آپکے عامل پرگنہ جات اصحاب ذیل تھے۔ عبدالرحمن بن خالد حاکم حمص حبیب بن مسلمہ فہری عامل قنسرین۔ ابوالاعور سلمی۔ سردار اردن۔ علقمہ بن حکیم کنانی حاکم فلسطین عبداللہ بن قیس فزاری منتظم سواحل بحر۔ ابوالدرداء حاکم محکمۂ قضا۔
کوفہ	؍؍	مختلف خدمتون پر اصحاب ذیل ہین۔ امامت نماز پر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خراج سواد پر۔ جابر بن فلان فرنی۔ اور سماک انصاری۔ خراج کوفہ اور جنگی انتظام پر قعقاع بن عمرو۔
قرقیسیا	؍؍	جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن جابر بجلی مشہور صحابی ہین۔
آذربیجان	؍؍	اشعث رضی اللہ عنہ بن قیس کندی۔ کنیت انکی ابومحمد ہے صحابی ہین۔
حلوان	؍؍	عتیبہ بن نہاس۔

ماہ	والی یا حاکم	مالک بن حبیب۔
ہمدان	″	نُسیر بن دُعلوق ثوری کوفی۔
رے	″	سعید بن قیس۔
اصفہان	″	سائب بن اقرع۔
ماسبندان	گورنر	خنیس۔
مدینہ منورہ	″	افسر بیت المال عقبہ بن عامر۔ افسر محکمہ قضا۔ زید بن ثابت رضؓ

مصر مین اسوقت محمد بن ابی حذیفہ ازخود مسلط ہوگئے تھے اس طرح کہ بلوائیان مصر کے ساتھہ محمد بن ابی بکرؓ مدینہ منورہ روانہ ہوے اور محمد بن ابی حذیفہ مصر مین مقیم رہے۔ اوسی زمانہ مین عبداللہ بن سعد گورنر مصر مدینہ چلے گئے۔ موقع پاکر محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کرلیا۔ ابہی عبداللہ رملہ تک پہونچے تھے کہ یہہ حال سنکر واپس ہوے اور فلسطین مین قیام کیا۔ اس عرصہ مین جناب عثمانؓ شہید ہوگئے۔

کاتب مشہور تو مروان ہے اور ایک روایت مین حمران بن ابان ہے جسکو بعلت اظہار راز آپنے شہر بدر کردیا تہا۔ اسکا قصہ ہم اوپر لکھہ آے ہین۔

قاضی کعب بن ثور۔ عثمان بن قیس بن ابی العاص۔ (آپکے چچیرے بہائی۔)

حاجب حمران آپکا غلام آزاد کردہ اور افسر پولیس یا حاکم فوجداری عبداللہ بن معبد تیمی تہے۔ خاص آپکی مہر پر آمنت باللہ مخلصا یا آمنت بالذی خلق فسوّیٰ کندہ تہا۔ آپکے ہاتہہ مین جناب رسول خدؐا کی مہر رہتی تہی جملہ فرامین وپروانجات پر وہی مہر مبارک لگائی جاتی تہی یہانتک کہ بیر اریس مین گر پڑی۔

ہم مناسب سمجہتے ہین کہ قبل تحریر واقعہ شہادت کے جو شکوک اور طعن والزامات جناب

امیر المومنین ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لوگوں نے کئے ہیں ذکر کریں اور اونکی جوابات بھی دیں۔

ردّ مطاعن از جناب امیر المومنین ذی النورین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طعن اول در باب عزل و نصب عمال

جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد خلافت میں صحابہ کرامؓ کو جو عہد رسالت اور خلافت شیخین میں والی ملک رہے موقوف کر دیا اور اونکی جگہہ نوعمر آدمی خاندان بنی امیہ سے حاکم کئے منجملہ اونکے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ہیں آپ بصرہ میں والی تھے جناب عثمان رضؓ نے انکو معزول کیا اور بجائے انکے عبداللہ بن عامر کو والی بصرہ کیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو مصر سے معزول کر کے اونکی جگہہ عبداللہ بن ابی سرحؓ کو حاکم کیا۔ یہہ عبداللہ وہی شخص ہیں جو جناب رسول خداؐ کے زمانہ میں مرتد ہو گئے تھے۔

حضرت عمار بن یاسر و مغیرہ بن شعبہؓ کوفہ میں تھے۔ ان دونوں صاحبوں کو معزول کر کے مدینہ منورہ طلب کر لیا۔ (خمیس)

جناب عثمان رضؓ نے مسلمانوں پر ایسے شخصوں کو حاکم و امیر کیا جو ظالم و جابر اور خائن تھے امور شنیعہ و افعال بد کے مرتکب ہوتے تھے۔ جیسے ولید بن عقبہ کہ شرابخوار بدمست تھے اور بحالت مستی و نشہ شراب میں امامت کرتے اور لوگونکو نماز پڑہاتے تھے چنانچہ ایک دن صبح کی نماز میں چار رکعت پڑہ گئے اور کہا۔ کیا اور زیادہ پڑہاؤں۔ آپنے حضرت معاویہؓ کو چار صوبے شام کے عطا کئے اور اسقدر اونکو زور دیا اور سر پر چڑہا لیا کہ حضرت علی رضؓ کے عہد خلافت میں جو کچھ کارروائیاں انہوں نے کیں مخفی نہیں ہیں۔ مروان کو

اپنا وزیر و میر منشی بنایا۔ مروان نے محمد بن ابی بکر کے حق مین صریح دغا بازی کی اور انکے خط مین بجاے لفظ اقبلوہ کے اقتلوہ لکھ دیا۔ باوصف اطلاع کے اپنے عمال کے حالات پر آپنے سکوت کرکے اونکی معزولی مین سستی و کاہلی کی یہانتک کہ لوگ عمال کے ہاتھون تنگ آگئے اور آپ سے سخت نفرت کرنے لگے پھر اون عمال کی برطرفی سے کوئی فائدہ نہ حاصل ہوا آپکی اس طرح دہی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ نوبت فساد و قتل کی پہونچی۔ جو شخص ایسا بد تدبیر وضعیف الراے ہوا اور امانت دار کو خائن سے اور عادل کو ظالم سے جدا کرکے اونمین تمیز نہ کرسکتا ہو۔ آدمی کی شناخت کا ملکہ اوسکو نہ ہو۔ ایسا شخص کب امامت کے قابل ہے اور اوسکو مسلمانونکی حکومت کس طرح زیبا ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ

جواب۔ حضرت ابو موسیٰ کو مصلحتاً معزول کیا کیونکہ اسوقت اگر انکو معزول نہ کرتے تو بصرہ اور کوفہ کے باشندونمین اختلاف و نزاع واقع ہوتا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوتا کہ دونون شہر کے لشکرونمین نوبت جنگ و جدال پہونچ جاتی۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ عہد خلافت فاروقی مین ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے جناب عمر فاروق رضؓ سے مدد طلب کی آپنے حکم دیا کہ فوج کوفہ انکی مدد کرے چنانچہ جب لشکر کوفہ بصرہ مین پہونچا ابو موسیٰ رضؓ نے اپنی فوج کے ہمراہ اس لشکر کو رامہرمز پر بھیجا۔ یہہ دونون لشکر وہان گئے اور رامہرمز کو فتح کرکے عورتون اور لڑکونکو قید کر لاے۔ آپنے اپنے لشکر کی تعریف کی اور فتح رامہرمز کو جانب لشکر کوفہ منسوب کرنا ناپسند کرکے چاہا کہ فقط لشکر کوفہ کو مال غنیمت نہ دین اور بصرہ کو جس نے بار رہا اس جنگ مین محنت و مشقت اوٹھائی ہے بالکلیہ محروم نہ چھوڑین۔ اہل کوفہ سے کہا تمین نے تو اہل رامہرمز کو امان دی تہی اور اوسکی مدت چھ مہینے دے چکا تھا تم انکو کیون قید کر لاے مین نے صرف ڈرانے کی غرض سے یہ لشکر بھیجا تھا۔ ان قیدیون کو

انکے شہرمین پہونچا آؤ" اس بات پر دونون لشکرونمین اختلاف واقع ہوا۔ سرداران لشکر کوفہ نے جناب فاروق رض کی خدمت مین ابوموسیٰ رض کی شکایت لکھہ بھیجی۔ دربار خلافت سے تمام صحابہ کرام جو فوج ابوموسیٰ مین سردار تھے حکم ہوا کہ ابوموسیٰ اشعری رض سے قسم لو اگر وہ قسم کھالین کہ مین نے اہل رامہرمز کو امان اور اونکو مہلت بھی دی تھی تو لونڈی غلام واپس کردیے جاوین۔ انکے لشکر مین اوسوقت یہہ بزرگ سردار تھے۔ براء بن عازب۔ حذیفہ بن یمان۔ عمران بن حصین۔ انس بن مالک۔ سعید بن عمرو وغیرہم رضوان اللہ علیہم حسب حکم فاروقی یہہ صحابہ رض ابوموسیٰ رض کے پاس آے اور حکم فاروقی سنایا۔ ابوموسیٰ رض نے قسم کھالی۔ قیدی واپس کردیے گئے اور اونکی میعاد گذرنیکا انتظار رہا مگر لشکریان کوفہ کے دلونمین ابوموسیٰ کی جانب سے کدورت آگئی اس فیصلہ کا مرافعہ دربار خلافت مین پہر ہوا اور یہہ حجت نکالی گئی کہ اگر ابوموسیٰ رض نے امان دی ہوتی تو یہہ بات مشہور ہوجاتی مخفی نہ رہتی۔ اسپر جناب فاروق رض نے ابوموسیٰ رض کو مدینہ منورہ مین طلب کرکے انسے درباب قسم استفسار فرمایا۔ ابوموسیٰ رض نے جواب دیا کہ مین نے سچی قسم کھائی ہے۔ جناب فاروق اعظم نے فرمایا اگر یہی سچ ہے کہ تمنے انکو امان دیکر مدت بھی دی تھی تو پہر لشکر کیون بھیجا اور ناحق خونریزی روا رکھی خیر۔ اب تم قسم کھا چکے ہو۔ اس معاملہ کو مین خدا کے حوالہ کرتا ہون۔ تم اپنی دارالحکومت مین واپس جاؤ۔ اسوقت ہماری نظر مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جو تمہاری جگہہ جاکر کام کرے ورنہ ہم تمکو معزول کرکے بصرہ کی حکومت پر دوسرے شخص کو بھیجتے۔ جب زمانہ فاروقی گذر گیا اور دور خلافت عثمانی آیا جناب عثمان کے پاس پہر ابوموسیٰ رض کی شکایت پہونچی۔ آپ اصل واقعہ سے تو واقف تھے ہی بصرہ اور کوفہ کے لشکرونکے باہمی رنج وملال دفع کرنے کو ابوموسیٰ رض کو بصرہ سے طلب کرلیا اور بجاے اونکے عبداللہ بن عامر بن کریز کو

والی کوفہ کرکے بہیجا جو جوانون مین کریم النفس اور سادات قریش مین سے ہین۔ جب یہہ بچہ شیرخوار تہے اور جناب رسول خدا صلعم کے پاس انکو لیگئے ہین تو آنحضرت صلعم نے آب دہن مبارک اپنا انکو پلایا۔ اب دیکہنا چاہیئے کہ حضرت عبداللہ بن عامر نے خلافت عثمانی مین کیا کیا کارنمایان کئے۔ فتوحات مین انکا قدم بڑہتا ہی گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رض کی معزولی کی وجہ یہہ ہے کہ عہد فاروقی مین جب اہل مصر نے انکی شکایت کی اور انکی شکایتین متواتر دربار خلافت مین پہونچین تو جناب فاروق رض نے انکو معزول کردیا جب یہہ حاضر ہوے اور اپنی تقصیرات سے نادم ہوکر معافی چاہی پہر جناب فاروق رض نے انکو حاکم کردیا۔ جناب عثمان رض نے بہی رعایا کی شکایات انکی نسبت سنکر انکو موقوف کیا پہر اسمین کونسی قباحت اور کون موجب طعن ہے اور اہل شیعہ کے نزدیک تو جناب فاروق کا اسلام (معاذاللہ) منافقانہ تہا جناب عثمان رض نے تو اس معزولی مین کوئی خطا نہین کی۔ اگر خطا کی تو جناب فاروق رض نے پہر جناب عثمان رض پر اعتراض کیون ہے۔

عبداللہ بن ابی سرح کو جناب عثمان رض نے قابل امارت سمجہا کیونکہ یہہ تائب ہوکر پہر اسلام لاے تہے۔ انکے افعال و اعمال بہی صلاح پذیر ہوگئے تہے لہذا جناب عثمان رض نے انکی اہلیت و قابلیت پر توجہ فرماکر امارت عطا فرمائی آپکی تجویز و تشخیص بہی عین صواب تہی کیونکہ انکی امارت کے آثار و علامات محمود نظر آے۔ انکے لشکر اور انکی ماتحتی مین صحابہ کرام کی جماعت اور اونکی اولاد مین سے جیسے عقبہ بن عامر رض۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رض۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ ایسے ایسے معزز اشخاص تہے اور انکے ساتہہ ہوکر راہ خدا مین جہاد کرتے رہے اور انکی اطاعت پورے طور سے کی اور ان بزرگون نے عبداللہ بن

ابی سرح کو امور حکومت وسیاست مین عمرو بن العاص سے افضل واعلیٰ مانا۔

حضرت عمار بن یاسرؓ کو حضرت عثمانؓ نے معزول نہین کیا۔یہہ آپ پر محض افترا و بہتان ہے بلکہ انکو جناب فاروقؓ نے موقوف کیا تھا۔انکی معزولی کا قصہ یہ ہے کہ عمار بن یاسرؓ کوفہ کے والی تھے۔اہل کوفہ نے جناب فاروقؓ کی خدمت مین انکی شکایت لکھی۔آپنے انکی شکایت پر غور کرکے فرمایا۔کون ایسا ہے جو اہل کوفہ کو شکایت کرنے سے روکے یہہ لوگ عجب بد بلا ہین۔انکو کسی کل چین وقرار نہین۔اگر مین کسی متقی پرہیزگار کو انپر سردار وحاکم کرکے بھیجتا ہون تو اوسکو یہہ مانتے نہین اور اپنی حرکات سے اوسکو سست وضعیف کردیتے ہین اور اگر کسی قوی اور سخت آدمی کو کوفہ کا حاکم کرتا ہون تو اوسکے ساتھہ بدکلامی سے پیش آتے ہین۔بعد اسکے آپنے عمار کو معزول کرکے مغیرہ بن شعبہ کو حاکم کوفہ کرکے روانہ فرمایا۔پھر جب حضرت عثمانؓ کا دور خلافت آیا اہل کوفہ نے حسب عادت قدیم اپنے پھر شکایت کی اور انکی نسبت یہہ الزام قائم کیا کہ مغیرہ رشوت لیتے ہین اور مقدمات مین ناحق فیصلہ کرتے ہین۔اس صورت مین جناب عثمانؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو معزول کرنا ہی مناسب جانا اگرچہ اہل کوفہ کی یہہ نری افترا پردازی تھی۔معترضین سے تعجب ہے کہ جب مغیرہؓ کو خود کافر کہتے ہین تو پھر جناب عثمانؓ پر انکی معزولی کا طعن محض بیجا و ناروا ہے۔انکو تو اور خوش ہونا چاہیئے اور جناب عثمانؓ کی مدح وثنا کرنا لازم ہے کیونکہ آپنے بزعم انکے ایک کافر کو حکومت سے معزول کیا۔

ہمنے وجوہ معزولی بیان کردیئے اور جواب شافی دیدیا۔علاوہ اسکے ہم کہتے ہین کہ جناب عثمانؓ سے پیشتر حضرات شیخینؓ اور آپکے بعد جناب علی مرتضیؓ اپنے اپنے عہد خلافت مین جسکو اپنے نزدیک شایان امارت سمجھتے تھے حکومت دیتے تھے اور جس کو

اس قابل نہ سمجھتے معزول کرتے تھے۔قدیم سے یہی دستور تھا اور بعد مین بھی یہی طریقہ
جاری رہا۔عزل و نصب عُمّال مین خلیفہ وقت کی راے کافی تھی اسمین کوئی حرف گیری کا
موقع نہین۔دیکھو جناب فاروق رضؓ نے جناب خالد بن ولید رضؓ کو شام سے معزول کیا اور
اونکی جگہہ حضرت ابوعبیدہ رضؓ کو حاکم کیا۔عمار رضؓ کو کوفہ سے معطل کیا اونکی جگہہ مغیرہ رضؓ کو
بھیجدیا۔اسی طرح جناب علی مرتضی رضؓ نے قیس بن سعد کو امارت مصر سے علیحدہ کرکے اشتر نخعی
کو مصر کا حاکم کیا۔حضرت معاویہ رضؓ کو جناب عمر فاروق رضؓ نے عامل کیا تھا۔انھون نے جزیرہ
اور دیگر بلاد حدود روم تک فتح کیا اور بعد خلافت فاروقی کے جزیرہ قبرس بھی فتح
کرلیا اور ایک ہزار غلام قیدی بنالئے اور بیشمار نقد و اصناف مال لوٹ مین حاصل
کیا۔انکے عادات و خصال محمود و مرغوب تھے۔انکی رعایا اور لشکر سب انسے راضی
وخوشنود رہے جناب عثمان رضؓ نے بھی انکو انکی امارت و حکومت پر قائم رکھا (تاریخ خمیس)
امام کا منصبی کام اور اوسکو سزاوار یہہ ہے کہ جسکو جس کام کے لائق جانے وہ کام
اوسکے سپرد کردے۔علم غیب امام کے واسطے اہل سنت کے نزدیک شرط نہین ہان حضرات
شیعہ کے نزدیک امام کا غیب دان ہونا ضرور ہے۔جناب عثمان رضؓ نے جسکو اپنے علم و تجربے سے
نیک جانا۔کام کے لائق سمجھا۔امین و عادل معلوم کرلیا اور اوسکو ہر طرح اپنا مطیع و فرمانبردار
پہچان لیا تو ریاست و امارت اوسکو دی۔تاریخی واقعات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے
کہ آپکے عمال آپکی اطاعت مین۔فوج کشی اور ملک گیری مین چستی و چالاکی مین۔عدم
آرام طلبی عدم کاہلی مین ہر ایک بے مثل و نادر زمانہ تھے۔ادنی سی بات ہے صرف
ایک ہی امر پر قیاس کرنے سے عقدہ کھلا جاتا ہے کہ جانب مغرب اندلس تک اسلام
کی حد پہونچ گئی۔جانب مشرق کابل۔بلخ۔روم تک پھیل گیا۔رومیونکے ساتھہ خشکی

اور دریا کی لڑائیان لڑکر اونکے چھکے چھڑا دیئے اور اونپر غالب آئے۔ عراق۔ عجم۔
خراسان کو جو ہمیشہ عہد خلافت فاروقی مین جائے فتنہ و فساد تہے اس طرح صاف کیا
اور خس و خاشاک سے پاک کیا کہ کسیکو سر ہلانے کی مجال نہ رہی۔ خیال شرارت تک صفحہ
سینہ سے بالکل محو و نابود ہوگیا۔ پہر اگر ان عمال و حکام سے بعض امور مین برخلاف
ظن و گمان جناب عثمان رض کچھہ قصور ظاہر ہوا تو آپکا کیا قصور ہے۔ اگر آپنے عمال کی
شکایت سنکر سکوت بہی فرمایا تو محض اس غرض سے تہا کہ امر واقعی ثابت ہوجاوے تاکہ
اوسکا تدارک مناسب ہو۔ سکوت کرنے اور فوراً گرفت نہ کرنے کی وجہہ یہہ تہی کہ عمال
کے دشمن بہت ہوتے ہین کیونکہ جسکے خلاف مرضی کارروائی ہوئی وہی ناخوش ہوا
اور لگا دشمنی کرنے۔ زبان خلق خدا بالخصوص رعایا کی زبان عمال کے حقمین بے طرح
روان ہوتی ہے۔ اسواسطے عمال کی بحالی و برطرفی مین عجلت کرنا باعث خرابی ملک و
سلطنت ہے۔ جب جناب عثمان رض کو خیانت و برائی عامل کی بطور تحقیق و قرار واقعی
ثابت ہوگئی فوراً آپنے اونکو موقوف کردیا۔ الحاصل جناب عثمان رض کی حسن تدابیر مین
کسی قسم کا شبہ و شک نہین۔ آپکے جو ذمہ تہا آپنے اوسکو ادا کیا۔ البتہ آپ کی تدبیر
تقدیر الٰہی کے موافق نہ تہی لہذا باب فتنہ و فساد کے بند کرنے مین آپ عاجز رہے
اسمین آپکا کوئی قصور نہین۔ جناب عثمان رض اور جناب علی رض دونون صاحبونکا ایک ہی
حال ہے۔ قدم بقدم سرمو فرق نہین۔ ہرچند جناب علی رض عمدہ تدابیر اور مشورے انتظام
امور ریاست و خلافت مین کرتے رہے لیکن چونکہ تقدیر موافق نہ تہی کوئی تدبیر پیش نہ گئی
اور امور ریاست خلل پذیر ہوتے رہے۔ عمال و حکام کے بارہ مین بہی دونون
صاحبونکا حال یکسان ہے۔ صرف اسقدر فرق ہے کہ جناب عثمان رض کے عمال آپکے

مطیع و فرمانبردار تھے۔آپکی محبت و وفاداری کا دم بھرتے تھے۔اچھے اچھے کام انجام دیتے تھے۔مال غنیمت اور خمس ہمیشہ پے در پے دار الخلافت کو بھیجا کرتے تھے جس کی بدولت تمام اہل اسلام مالدار ہوگئے اور عیش و عشرت مین بیفکری کے ساتھہ دن گذارنے لگے اور آخر کار یہی فزونی عیش و آرام سبب گمراہی و فساد ہوا اور اپنے امام برحق پر خروج کیا۔جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے عمال آپکے بالکل خلاف تھے۔آپکی اطاعت سے باہر۔جو کام اونکے متعلق ہوتا ابتر و خراب کرتے اپنے ہی اعمال کی شامت مین ہر طرف سے شکست خوردہ ذلیل و خوار ہو کر خیانت و روسیاہی لیکر بھاگتے پھرتے تھے۔باقی رہا یہ کہ جناب عثمان رضؓ نے اپنے اعزہ و اقربا کو والی ملک کیا تھا تو جناب علی مرتضی رضؓ کے عمال بھی آپکے اقارب تھے دوسرونکو کیا دیکھنا اور اونپر اس معاملہ مین عیب گیری کرنا کیا ضرور ہے۔دیکھو نہج البلاغۃ جو حضرات شیعہ کے نزدیک اصح کتب ہے اور بڑی معتبر اوسمین جناب علی رضؓ کا خط جو اپنے عزیز چچازاد بھائی کو لکھا ہے قابل ملاحظہ ہی عبارت اوسکی بلعینہ رقم ہوتی ہے۔یہ نامہ آپکا مشہور اور اکثر کتب امامیہ مین مسطور ہے۔

امابعد۔فانی اشرکتک فی امانتی۔وجعلتک شعاری و بطانتی ولم یکن فی اھلی رجل اوثق منک فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانۃ الی۔ترجمہ مین نے تمکو اپنی امانت مین شریک کیا اپنے ظاہر و باطن پر آگاہ کیا۔مین اپنے نزدیک اپنے تمام گھر والونمین سے تمپر بھروسہ رکھتا تھا اور اپنا خیرخواہ اور قابل صلاح و مشورہ اور اہل امانت سمجھتا تھا۔اس عبارت پر غور کرو اور جناب علی رضؓ کا حسن ظن اوس روسیاہ کے حق مین دیکھو کہ کس درجہ تھا۔آگے چلکر فرماتے ہین۔

فلما رائیت الزمان علی ابن عمک قد کلب۔والعدو قد حرب

وامانة الناس قد خربت ـ وهذه الامة قد فتكت وشغرت ـ قلبت لابن عمك ظهر المجن ففارقته مع المفارقين ـ وخذلته مع الخاذلين وخنت مع الخائنين ـ فلا ابن عمك واسيت ـ ولا الامانة اديت وكان لم يكن الله تريد بجهادك وكان لم يكن على بيّنة من ربك وكانك فكيد هذه الامة عن دنیاهم ـ وتنوی غرّتهم عن فیئهم فلما لکنتك الشدة فی خیانة الامة اسرعت الکرة ـ وعاجلت الوثبة واختطفت ماقدرت علیه من اموالهم المصونة لاراملهم وایتامهم اختطاف الذئب الازل دامیة المعزی الکسیرة ـ فیحمله الی الحجاز رحیب الصدر بحمله غیر متأثم من اخذه ـ کانك لاربالك ـ احرزت تراثك من ابیك وامك ـ فسبحان الله اوما تؤمن با لله اوما تخاف من نقاش الحساب ـ ایها المعدود من کان عندنا من ذوی الالباب کیف یشبع طعاماً وشراباً وانت تعلم انك تاکل حراما وتشرب حراماً وتبتاع الاماء وتنکح النّساء من اموال الیتامیٰ والمساکین والمؤمنین والمجاهدین الذین افاء الله علیهم هذه الاموال واحضر لهم هذه البلاد ـ فاتق الله ـ وارددهؤلاء القوم اموالهم فانك ان لم تفعل فامکننی منك ـ لاعذرنّ الی الله فیك ولاضربناك بسیفی الذی ما ضربت به احد الّا دخل النّار ـ ترجمہ ـ جب تو نے زمانہ کو دیکھا کہ تیرے ابن عم پر غضبناک ہوا اور دشمن آمادہ جنگ ہوا اور لوگوں کی امانت داری خراب وبرباد گئی اور اس امت کو شکستگی آگئی اور قابل اصلاح نہ رہی تو نے اپنے چچا کے

لڑکے پر ڈہال کی پشت کردی اور جدا ہوجانیوالی جماعت کیساتہہ توبہی اپنے بہائی سے
جدا ہوگیا اور ذلیل کرنیوالو نمین ملکر توبہی ذلیل کرتا ہے اور خائنون کے ساتہہ ہو کر
توبہی خیانت کرنے لگا۔ تونے اپنے بہائی کی غمخواری نکی اور نہ امانت واخوت برادری
کو ادا کیا اور تو بےخوف وخطر ہوا گویا تونے اپنے جہاد مین خدا کا ارادہ نہین کیا اور خدا کی
راہ واضح پر تو نہ تہا۔ تو اس امت کو انکی دنیا مین دینا چاہتا ہے اور اونکو غفلت مین ڈالکر
اونکا مال اوڑانیکی فکر مین ہے۔ جب تجہکو اس امت کی خیانت کرنیکی پوری طاقت اور قوت
ہوگئی تو تونے بہت جلد اونپر حملہ کردیا اور نہایت عجلت کے ساتہہ اونپر کو دپڑا جیسے بہیڑیا
زخمی بکری بدحال خون آلودہ۔ استخوان شکستہ اوٹہا لیجاتا ہے اسیطرح تو وہ مال جو یتیمون
اور بیواؤن کا حق ہے کیلئے خزانہ ملک حجاز کو لئے جاتا ہے۔ بہیڑیئے کو بکری کے
پکڑنے اور چیر پہاڑ کر کہا لینے مین کچہہ بہی تکلف اور اصلا خیال گناہ نہ تہا۔ تیری وہ
حرکتین ہین کہ گویا تو بغیر باپ کے ہوا ہے اور تونے اپنے والدین کی میراث حاصل
کی سبحان اللہ۔ تو اسقدر رنڈر ہوگیا ہے۔ کیا تو معاد اور جزاے قیامت کے دن پر ایمان
نہین لایا۔ کیا تو حساب لکہنے والے سے نہین ڈرتا۔ اے مردکم عقل تجہکو تو مین نے
اہل عقل سے شمار کیا تہا تو کس طرح پیٹ بہر کر کہاتا پیتا ہے حالانکہ تجہکو علم ہے کہ جو کچہہ
تو کہاتا پیتا ہے وہ حرام ہے تو یتیمون۔ مسکینون۔ مسلمانون اور مجاہدون کے مال سے
جو خدا نے اونکو عطا فرمایا ہے اور اوسنے یہ ملک اور زمین لوگونکے واسطے سرسبز وشاداب
کئے ہین لونڈیان خریدتا اور عورتونسے نکاح کرتا ہے۔ اے ظالم خدا سے ڈر اور اونکا
مال اونکے حوالہ کر خبردار اگر تو ایسا نکرے گا اور اپنی حرکات ناشائستہ سے باز نہ رہیگا تو
یاد رکہیو خدا ے عزوجل نے مجہکو تجہپر ہر طرح کی قدرت دی ہے۔ مین خدا کے روبرو تیری

مقدمہ مین عذر کرلونگا - یعنی میرا عذر بارگاہ ایزدی مین تیرے تعذیب دینے کا قابل سماعت
ہوگا کیونکہ تو سخت ظالم و بدکردار ہے تیرا قتل کرنا گناہ نہوگا اور تجہکو اسی تلوار سے
ٹھنڈا کردونگا یہہ وہ تلوار ہے جس سے مین نے جسکو بھی قتل کیا وہ سیدھا دوزخ کو گیا -

اس خط کے تمام مضمون پر بغور تامل کرنا چاہیئے تاکہ خیانت و خیانت عامل روسیاہ
بدبخت کی معلوم ہو - اس قسم کی خیانت و خیانت جناب عثمان رضی کے کسی عامل کی کہیں سے
منقول نہین بالخصوص لوگونکے مال کہا جانا اور اپنے خلیفہ عزیز سے بہاگ جانا اور اوسکے
پر سر پرخاش ہونا - جناب علی رضی کے عاملونمین ایک اور شخص منذر بن جارود عبدی
نام تہا جو نہایت درجہ خائن - بے اعتبار - دزد و مکار تہا جناب امیر رضی نے اوسکو
بہی ایک پندنامہ لکہا ہے جسکا ترجمہ کتب معتبرہ شیعہ سے منقول ہوتا ہے - تیرے باپ کی
نیکی و صلاحیت نے تیرے بارہ مین مجھکو فریب مین ڈالا - تیرا یہہ خیال کہ تو اپنے باپ کی راہ پر
ہے اور اوسکے طریق پر چلتا ہے غلط ہے - تو تو اونہین فعلونمین مبتلا ہے جنکی بابت مجھے
شکایت پہونچی ہے - اپنے نفس کی خواہش مین خبردار فرمانبرداری و اطاعت سے باز نہ رہنا
اور اپنی آخرت کو سرکشی و گمراہی ڈہونڈہ کر تباہ نہ کرنا - کیا تو اپنی آخرت برباد کرکے اپنی
دنیا کو آباد کریگا اور اپنے دین کو قطع کرکے اپنی لغزش اور خطاؤنسے پیوند دیگا - گروہ یہ
شکوہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک جناب عثمان رضی اور جناب علی رضی مین اس باب مین کوئی فرق
نہین ہے - دونون صاحبون کے ذمہ حقوق خلافت تہے - دونون حضرات نے ادا کئے
اور اپنے حسن ظن پر عمل کرکے جسکو اپنی رائے و تجویز سے اہل عمل جانا عامل و حاکم کیا -
علم غیب خاصہ خداوند تعالی ہے حضرات پیغمبر علیہم السلام کو بہی حال ظاہر پر نظر کرنیکا حکم
تہا لہذا وہ بہی اہل نفاق کے ظاہری احوال پر فریفتہ ہوگئے اور جبتک وحی آلہی سے

اونکا حال معلوم نہوا اونکو دیندار سمجھتے رہے۔ قولہ تعالیٰ ویمحص اللہ الذین آمنوا۔
وقولہ تعالیٰ۔ ما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث
من الطیب۔ شاہد مدعا ہین۔ امام کیواسطے غیب دان ہونا ضرور نہین تاکہ اپنے گمان و
ظن مین خطا نہ کرے اور جو جس شخص سے ہونیوالا ہے جان لے۔ بس اوسکا کام تو صرف
اسقدر ہے کہ اپنے حسن ظن سے عمال کے چال وچلن کو خوب دیکھہ بہال کر امارت
اونکے حوالہ کرے۔ اگر اسکی تشخیص نے غلطی کی اور وہ عامل نا اہل نکلا اور اوسنے ناحق
کارروائیان کین امام وقت اس مواخذہ سے بری ہے اور اوسپر حرف گیری کرنا اور طعن و
لعن سے پیش آنا ناجائز ہے۔ البتہ جب تحقیقات سے عمال کی بد اطواری ثابت ہوجاے
پہر اونکو عمل پر قائم رکہنا سراسر جور وبعید از عدل وانصاف ہے۔ ایسا تو نہ جناب عثمان رضنے
کیا اور نہ جناب علی رض سے ثابت ہوا ہے۔ اہل شیعہ کے نزدیک اس مسئلہ مین بڑا فرق ہے
وہ کہتے ہین کہ مثلاً جناب امیر المومنین علی ع کو قبل از ظہور خیانت عامل یہہ علم تہا کہ فلان خائن
ہے اور وہ ضرور خیانت کریگا انکے نزدیک احوال زمانہ استقبال وماضی امام کو معلوم ہوتا ہے
اور یہہ مسئلہ انکے نزدیک متفق علیہ ہے۔ محمد بن یعقوب کلینی اور انکے دوسرے علمانے
اس مسئلہ کو روایات مختلفہ اور طرق متعددہ سے ثابت کیا ہے پس بر بناے مذہب شیعہ
جناب علی ع انکے نزدیک دیدہ و دانستہ مفسدون اور خائنونکو والی مسلمانان کرتے رہے
اور وہ عمال بدخصال مسلمانونکے حقوق اور اونکے مال کہا پی کر صاف کر ڈالتے اور جب
اونسے ان معاملات مین بازپرس کیجاتی بہاگ جاتے تہے۔ جناب علی رض کی جانب سے بجز
پند نامہ۔ وعظ ونصیحت کے اسکا مناسب تدارک نہ ہوسکتا تہا اور چونکہ جناب عثمان رض
امام برحق نہ تہے براہ نادانی وجہالت اپنے حسن ظن سے عاملونکو کام سپرد کرتے اور جب

اونسے خیانت صادر ہوتی آپ اپنے کیئے پر نادم و پشیمان ہوتے تھے۔ واہ صاحب واہ کیا اچھا مسئلہ نکالا جس سے اپنے امام برحق کو خطا کار ٹھیرایا۔ یہہ آپ ہی لوگونکی جرأت و ہمت ہے۔ آفرین وصد آفرین۔ اب جناب علی مرتضیٰ رضہ کے دوسرے عامل کا قصہ سنئے آپکی ذات بابرکات تو مجمع کمالات و منبع حقائق ہے اور آپکی محبت و اطاعت باعث ترقی نور عرفان اور علامت دین و ایمان ہے دیکھیے باوصف اسکے آپکے خاندان والونکے ساتھ اوس عامل بدکردار نے کیا سلوک کیا۔ وہ عامل مردود بارگاہ خدا ولد الزنا زیاد ہیجیا ہے یہہ مردک عہد خلافت مرتضوی مین تمام صوبہ فارس کا حکمران تھا۔ ملک شیراز بھی اسکے تحت حکومت مین تھا۔ یہہ بیحیا اپنے ولد الزنا ہونے پر فخر کرتا اور اوسکو بلند آواز سے کہتا تھا اور اپنی والدہ ماجدہ پر کہ ایک لونڈی سمیہ نام تھی زنا کی گواہی دیتا تھا۔ اسکی حکایت یہہ ہے کہ حضرت ابو سفیان جناب معاویہ رضہ کے والد نے زمانہ جاہلیت مین ایک کنیز سمیّہ نامی سے جو حارث ثقفی طبیب کی لونڈی تھی تعلق و رسم الفت پیدا کی۔ رات دن اوسکے پاس انکی آمد و رفت لگی رہتی اور خواہش نفسانی و مرادات دلی خاطر خواہ اس سے پوری ہوتی رہین اوسی زمانہ مین اوس کنیز کے لڑکا پیدا ہوا وہ صاحبزادہ یدبنہاد یہی زیاد ہین۔ چونکہ وہ عورت حارث کی مملوکہ کنیز تھی اور اوسکا نکاح بھی حارث نے اپنے غلام سے کر دیا تھا اوس لڑکے کا لڑکپن مین عبد الحارث لقب پڑ گیا جیسا کہ عرب مین دستور تھا کہ لونڈی کی اولاد اسکے آقا کے غلام کے لقب سے مشہور ہوتی۔ جب وہ بڑا ہوا اور سن تمیز کو پہونچا۔ آثار نجابت و بلاغت۔ خوش تقریری۔ لسانی کے ظاہر ہوسے اور لوگونمین ہوشیار ذہین محقیل مشہور ہوا۔ زیرکی و فطانت مین شہرۂ آفاق۔ چالاکی و ہوشیاری مین طاق تھا اور کیون نہ ہوتا آخر نطفہ تو شریف کا تھا اگرچہ حرامی سہی۔ ایک روز جناب عمرو بن العاص نے کہا

اگر یہہ غلام قریش کے خاندان مین ہوتا تو تمام عرب کو اپنے عصا سے ایک راہ پر چلاتا۔ ابوسفیان وہان موجود تھے۔ بولے۔ واللہ مین اوس شخص کو خوب پہچانتا ہون جسنے اسکو اسکی مان کے پیٹ مین ٹہیرایا ہے۔ جناب علیؓ بھی وہان تشریف رکہتے تھے فرمایا۔ اے ابوسفیان وہ کون شخص ہے ابوسفیانؓ نے جواب دیا جناب۔ وہ شخص مین ہی ہون حضرت علیؓ نے یہہ سنکر فرمایا۔ اب چپ رہو اور اس ذکر کو جانے دو ابوسفیانؓ نے کہا خبردار رہو اے علی۔ اگر مجھکو کسی شخص کا خوف نہوتا کہ مجھکو وہ دشمنونمین دیکھے گا تو صخر بن حرب ضرور اس شخص کا پوشیدہ بہید ظاہر کر دیتا اور یہہ گفتگو بکم وکاست ٹہیک ٹہیک ہوتی میرے اور ثقیف کے معاملات دوستانہ او رسلوک باہمی مدت دراز تک رہے ہین اور مین نے اپنے دل کا ثمرہ اوسکے پاس چہوڑ رکہا ہے۔

زیاد نے اس قصہ کو سن لیا تہا۔ بیحیائی سے لوگونکے سامنے علانیہ فخریہ کہتا پہرتا تہا کہ وہ دراصل نطفۂ ابوسفیان اور نسل قریش سے ہے۔ جناب علیؓ نے اسکو ہوشیار کارگذار سمجھکر فارس کا حاکم کیا۔ اسنے انتظام ملک ورفع فساد خوب کیا اور کارنمایان وتدابیر نیک قابل تحسین وآفرین اس سے ظاہر ہوئین اور خوبی انتظام مین یہ مشہور ومعروف ہوگیا۔ جناب معاویہؓ نے خفیہ اس سے خط وکتابت کی اور چاہا کہ اسکو اس بات کی طمع دیکر کہ وہ ابوسفیان کا نطفہ ہے اپنا بہائی بنا لینگے اپنا رفیق بنالین اور جناب علیؓ سے علیحدہ کرلین کیونکہ ایسے سردار خوش تدبیر کا جسکے تابع ایک جماعت بہی ہو اور ایسے چلتے پرزہ کا اپنے حریف سے الگ ہوجانا غنیمت ہے۔ جناب معاویہؓ نے زیاد سے پختہ وعدہ کیا کہ تم میرے پاس چلے آؤ مین تمکو اولاد ابوسفیان سے قرار دیکر اپنا بہائی بنالونگا کیونکہ دراصل تو ابوسفیان ہی کا نطفہ ہے اور سرداری وشرافت وزیر کی کے آثار

چہرہ بشرہ سے صاف عیان وآشکار ہین-جناب علی مرتضیٰ کو جب اس خط وکتابت وعراسلت خفیہ کی اطلاع ہوئی آپنے زیاد کو یہہ خط ارقام فرمایا- مجھکو معلوم ہوا ہے کہ معاویہ رضہ نے تجھکو خط لکھکر بہکانا چاہا ہے- تیری عقل کو پہسلاتا ہے اور تیری تیزی وچالاکی کو کند کرنا چاہتا ہے خبردار اوسکی چالاکیون سے ڈرتا رہنا- وہ مثل ایک شیطان کے ہے کہ مرد کے آگے پیچھے- دائین- بائین- سے آجاتا ہے تاکہ اچانک غفلت مین آکر اوسکو بیخبری مین لوٹ لیجاوے- پہر مین کہتا ہون اوس سے ڈرتا رہ- خبردار اوس سے حذر کر جناب فاروق رضہ کے زمانہ مین ابوسفیان رضہ نے جوکچہہ باتین کی ہین تو اون باتون پر جاکر معاویہ کے دم مین نہ آجانا اور اوسکا مطیع نہ ہوجانا- ابوسفیان کے بیان پر عمل کرنا وہ ایک نفسانی خواہش اور شیطان کی گہات تہی جسمین وہ مبتلا ہوے- اوس فعل سے نہ تو نسب ثابت ہوتا ہی اور نہ میراث کا استحقاق حاصل ہوتا ہے- اس تعلق ناجائز کا کوئی ثمرہ نہین اور یہہ رشتہ لگانا اور تعلق ڈہونڈہنا مثل اوس شخص کے ہے جو کسی سے مصروف ہونا چاہے اور وہ اوسکو اپنے سے دفع کرے- یا کوئی چیز معلق لٹکادی جاے کہ وہ تذبذب کی حالت مین ہو نہ ادہر نہ اودہر" یہہ خط زیاد کے پاس پہونچا مگر قربان اس بیحیائی کے کہ اس کو پڑہکر بہت خوش ہوا اور فخریہ یہہ کلمات اپنی زبان سے کہے- ورب الکعبۃ اشہد لی ابوالحسن بانی انا ابن ابی سفیان- برب کعبہ- ابوالحسن جناب علی رضہ گواہ ہین کہ مین ابوسفیان کا بیٹا ہون- یہہ زیاد کی کمال بیحیائی تہی کہ آپکی تحریر اپنے ثبوت نسب کی دستاویز بنائی- زیاد تا زمانہ شہادت جناب علی مرتضیٰ بہرحال آپکا تابع فرمان رہا اور ہر امر مین ظاہرداری کرتا رہا بعد شہادت جناب اسداللہ الغالب جب حضرت امام حسن رضہ نے خلافت وسلطنت جناب معاویہ رضہ کو سپرد فرمائی اور آپ اس سے

کنارہ گزین ہوے تو حضرت معاویہؓ کو موقع ہاتھہ آیا۔ چونکہ زیاد سردار عظیم الشان تھا اور
اسکے ساتھہ ایک گروہ اسکے موافق اور مطیع تھا۔ خود بھی مدبر۔ خوش تدبیر۔ شجاع۔ زیرک
دانا تھا اور بادشاہو نکو ایسے شخص کی ضرورت رہاہی کرتی ہے حضرت معاویہؓ نے اسکے
ملانے مین کوشش واقعی کی۔ انکی غرض یہہ تھی کہ یہہ کام کا آدمی ہے جس طرح جناب علیؓ
کے وقت مین خدمات شایستہ اور نمود و شہرت کے کام کرتا رہا ہے میری رفاقت مین
بھی اپنی ذاتی لیاقت و کمال ہوشیاری سے مشکل مہمات مین سرگرم رہے۔ صرف اوسی
ایک بات پر جو ابو سفیانؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ اور جناب علیؓ کے روبرو کہی تھی
زیاد کے بہکلانے کے واسطے اپنا بہائی ہونیکا اقرار کر لیا اور ۴۴ھ سے کاغذات وغیرہ
مین زیاد بن ابی سفیان لکھا گیا۔ عام منادی کرادی گئی کہ سب لوگ زیاد بن ابو سفیان
کہا کرین۔ اب شرارت اس زیاد کی ملاحظہ ہو۔ بعد جناب علیؓ کے سب سے پہلا کام اوسنے
یہہ کیا کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی اولاد کے ساتھہ عداوت کی۔ جناب امام حسنؓ کے حیات مین
تو کسیقدر انکی مروت کرتا تھا مگر آپکے بعد جب منجانب امیر معاویہؓ والی عراق ہوا اور
کوفہ مین اسکا پورا پورا تصرف و تسلط ہو گیا تو سب سے پیشتر سعید بن شریح کے درپے
ہوا جو جناب علی مرتضیٰؓ کے خالص محب اور سچے مخلص تھے اور خاندان اہل بیت کے
جان نثار و ہوا خواہ تھے۔ اپنر جہوٹے الزام لگا کر چاہا کہ انکا گہر بار ضبط کرے۔ سعید
اسکی نیت اور ارادہ سے مطلع ہو کر کوفہ چہوڑ کر بہاگے اور سیدہے مدینہ منورہ جناب
امام حسینؓ کی خدمت مین پہونچکر آپکے دامن حمایت مین آگئے۔ کوفہ چہوڑتے ہی انکا
گہر زیاد نے ضبط کر لیا اور جو کچھہ نقد و جنس ہاتھہ آیا سب پر قبضہ جما لیا۔ مال و اسباب
لیکر مکان مسمار کرادیا۔ جب یہہ خبر وحشت اثر جناب امام حسینؓ کو پہونچی آپنے اس خیال سے

کہ زیاد قدیم خانہ زاد ہے جناب علیؓ کا ساختہ پرداختہ اور آپکا نمک پروردہ ہے کہانتک بیحیائی کریگا اور بیوفائی اور نالائقی کے ساتھہ پیش آویگا ایک خط سعید بن شیح کی سفارش مین زیاد کے نام لکھا جسکے یہہ الفاظ ہین۔ یہہ خط حسینؓ بن علیؓ کی جانب سے ہے بنام زیاد۔ تونے ایک مرد مسلمان کے ساتھہ بدسلوکی کی اوسکا گھر کھود ڈالا اور اوسکا مال و اسباب ضبط کرلیا۔ جسوقت یہہ میرا خط تیرے پاس پہونچے فوراً اوسکا گھر بنوادے اور اوسکا مال و اسباب سب واپس کردے۔ وہ میری پناہ مین آیا ہے میری سفارش اوسکے بارہ مین قبول کر۔ اوس کافر نعمت ناحق شناس نے آپکے خط کے جواب مین یہہ الفاظ لکھے۔ یہہ خط زیاد بن ابی سفیان کی طرف سے حسین بن فاطمہؓ کے نام ہے اما بعد۔ تمہارا خط میرے پاس آیا اوسمین تمنے اپنے نام سے شروع کیا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے حالانکہ تم طالب حاجت ہو اور مین سلطان تم رعیت ہو مین بادشاہ۔ یہہ خط تمہارا میرے نام ایک فاسق کی سفارش مین ہے اوسکو جگہہ نہ دیگا مگر فاسق جو ویسا ہی ہو اور وہ فاسق سے بھی بدتر ہے جبکہ تمہارے پاس آیا۔ تمنے اوسکو اپنی بدرائے اور اپنی رضامندی سے اپنے پاس ٹھیرایا ہے خدا کی قسم مجھسے پہلے کسیکا ہاتھہ اوسپر نہ پہونچے گا اگرچہ وہ تمہاری گوشت اور پوست کے درمیان ہو۔ محبوب ترین گوشت مین وہ گوشت جسکو مین کھاؤن البتہ وہی گوشت ہے جسمین تم ہو۔ سعید بن شیح کو اوس شخص کے سپرد کردو جو تمسے زیادہ اوس کا حقدار ہے اگر مین چاہونگا اوسکا قصور معاف کردونگا کچھہ تمہاری سفارش قبول کرکے نہین بلکہ اپنی خوشی سے اور اگر چاہون اوسکو مار ڈالون اور اوسکا قتل کرنا نہ ہوگا مگر اسوجہ سے کہ وہ تمہارے باپ سے محبت رکھتا ہے۔ جب یہ ناپاک خط

جسکے لکھنے والے کی جزاو سزا خدا کے انصاف پر ہے۔ جناب امام حسین رضؓ کی خدمت مین
پہونچا آپ نے بجنسہ جناب معاویہ رضؓ کے پاس اپنے خط کے ساتھہ ملفوف کرکے روانہ کر دیا
اور لکھا کہ مین نے زیاد کو اس قسم کا مضمون سعید بن شریح کی سفارش مین لکھا تھا۔ اوسکے
جواب مین اوسنے یہہ خط بہیجا ہے۔ آپ ہی ملاحظہ کرین۔ جناب معاویہ رضؓ زیاد کا خط دیکھتے ہی
آگ بگولہ ہو گئے اور خاص اپنے ہاتھہ سے زیاد کو یہہ خط لکھا۔ یہہ خط معاویہ رضؓ کیجانب سے
زیاد کے نام ہے۔ امابعد حسین بن علی رضؓ نے تیرا خط اونکے خط کے جواب مین جو کہ درباب
ابن شریح اونہون نے تجھکو لکھا تھا میرے پاس بہیجا۔ مین نے اوسکا مضمون پڑہا۔ مین
خوب جانتا ہون (تو چونکہ دوغلا ہے لہذا) تیری راے وعقل بہی دوعقلو مین ہے۔
ایک راے ابوسفیان کی دوسری راے سُمیّہ کی ابوسفیان کی راے تو حلم اور عالی
ہمتی ہے اور سُمیّہ کی راے ظاہر ہے جیسی وہ تہی اور جیسی کہ لونڈیونکی عقل ہوتی ہے
ویسی ہی اوسکی راے وتدبیر ہو گی۔ اسی راے وتدبیر سے تو نے جناب حسین رضؓ کو خط
لکھا ہے۔ تو اونکے باپ کو گالی دیتا اور اپنے فسق کی تعریف کرتا ہے۔ مین اپنی زندگی
کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ حسین تو نہین البتہ تو ہی فسق وفجور کے قریب ہے۔ اور تیرا باپ غلام
جسکی طرف تو دراصل منسوب ہے حسین رضؓ کے باپ کے مقابلہ مین فاسق وبدکار ہو گا۔ اگر حسین رضؓ
نے اپنے کو تجہسے بڑا جان کر اپنا نام شروع خط مین لکھا تو کیا مضائقہ اس سے تیری کوئی
ہتک نہین ہوئی۔ حسین رضؓ کی سفارش تو نے قبول نہ کی بلکہ اپنے سے اولیٰ وافضل کے
حوالہ کی لہذا مین حکم دیتا ہون کہ جسوقت میرا خط تیرے پاس پہونچے۔ جو کچھہ مال واسباب
نقد وجنس سعید بن شریح کا تو نے ضبط کر لیا ہے فوراً چھوڑ دے۔ اوسکا گہر از سرِ نو بنوا دے
بنوا دے کسی طرح کا تعرض اوس سے نہ کر اور جو کچھہ مال وعیال اوسکا ہے سب واپس

کر دے ۔یہن نے حسینؓ کو لکھ دیا ہے وہ ابن شریح کو اس حال سے خبر دینگے۔ ابن شریح چاہے مدینہ مین رہے اور اگر منظور ہو تو اپنے گھر واپس آ سے۔ تجھکو کسی طرح اوسپر زیادتی کرنے اور دباؤ ڈالنے کی مجال نہین ہے۔ نہ ہاتھ سے نہ زبان سے اور تو نے جناب حسینؓ کے نام خط لکھا اونکو اونکی مان کی جانب منسوب کیا اور باپ کی نسبت اوڑادی حسینؓ کو اے کمبخت۔ تو نہین جانتا۔ وہ ایسے شخص ہین کہ اونکی نسبت بری اور گندے بات نہ کہنی چاہیئے۔ کیا تو اونکے باپ کو ذلیل سمجھتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ وہ کون ہین۔ جناب علی بن ابی طالب۔ اونکو اونکی والدہ ماجدہ کی جانب منسوب کرتے مین کسی طرح کا عار نہین۔ والدہ اونکی کون ہین جناب فاطمہ زہرا بنت رسول خدا صلعم ہین۔ پس یہ تو اونکا بڑا فخر ہے اگر تجھکو عقل ہے۔"

زیاد کی شرارت وخباثت کا اظہار اور اسکی ناپاک اولاد کی بد ذاتی بخاندان جناب علیؓ سے عداوت وبغض۔ بالعموم سب مسلمانون کے حق مین کینہ علی الخصوص عبید اللہ قاتل حضرت امام حسینؓ کی شرارت۔ زبان قلم سے ممکن نہین کہ لکھے اور حد بیان سے باہر ہے حضرات شیعہ کے نزدیک اس مسئلہ مین بڑی مشکل درپیش ہے اور کوئی جواب ونسی بن نہین پڑتا۔ کیونکہ زیاد ولد الزنا تھا اور شیعہ کے مذہب مین جو شخص نطفہ حرام ہو وہ نجس العین ہے باوجود اسکے جناب علی مرتضیٰؓ نے اوسکو فارس اور مسلمانون کے لشکر کا افسر وحاکم کیا تھا۔ زیاد اپنے عہد حکومت مین نماز پنجگانہ جمعہ عیدین مین امامت کرتا تھا جیسا کہ اوسکے ذمہ واجب تھا یہی حرامی ولد الزنا پیش امام ہوتا اور تمام مسلمانون اور خلق خدا کی نمازین تباہ کرتا رہا۔ کتب امامیہ مین یہ تصریح مذکور ہے کہ ولد الزنا کی امامت سے نماز نہین ہوتی۔ دیگر عمال کے عزل ونصب کی بابت یہ جواب ہی کہ معزولی۔

برطرفی۔ تقرری۔ بحالی۔ یہہ سب امام کا فرض منصبی ہے جو امام کی راے مین مستحسن ہوا ور عامہ خلائق کے حق مین مفید سمجھے وہ کرے۔ امام پر واجب نہین کہ عمال سابق کو بحال رکھے ورنہ امام کی ذلت وحقارت کا خوف ہے کیونکہ ہر ایک عامل سابق کو یہی زور ہوگا کہ مجھکو خلیفہ وقت کسی طرح موقوف نہین کرسکتا اور اس زعم پر جو کچھہ چاہیگا کر گذریگا۔ البتہ بلاوجہ وبے قصور عامل کو معزول کرنا نہ چاہیئے۔ جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد مین عمال سابق مین سے بلاوجہ کسیکو موقوف نہین کیا بلکہ وجہ معقول اور حجت ملزم کیسا تہہ برطرف کیا ہے کتب تواریخ مین مفصلاً وجوہ اسکے مرقوم ہین جنکے دیکھنے سے آپکی حسن تدبیر اور راے صائب ظاہر ہوتی ہے۔ فی الواقع جن صاحبونکو آپنے معزول کیا اور جنکو اپنے عہد خلافت مین مامور کیا انکے عزل ونصب مین بڑے بڑے ملکی انتظام وفتوحات بشیار حاصل ہوے۔ خلافت کا رنگ ہی بدل گیا عساکر اسلامی کی افزونی ہوئی۔ قلمرو وحکومت اسلام نے نہایت درجہ وسعت حاصل کی طول وعرض مین اسلامی سلطنت اس قدر بڑھ گئی کہ عہد شاہان عجم وروم مین بہی کسی نے خواب مین یہ ترقی نہ دیکھی ہوگی۔ قسطنطنیہ سے عدن تک عرضاً اور اندلس سے بلخ وکابل تک طولاً ولایت اسلام پہونچ گیا۔ اسکی کیا وجہ تہی۔ یہہ ترقی جناب عثمان رضؓ ہی کی خوبی انتظام سے ہوئی۔ قاتلان جناب عثمان رضؓ اگر دس بارہ سال اور صبر کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے تو سند۔ ہند۔ ترک چین مین بہی مثل ایران وخراسان کے نعرہ یا علی یا علی سُن لیتے۔ بدبخت جفا کار یہہ نہ سمجھے کہ جناب عثمان رضؓ نے اگرچہ بنی امیہ کو مسلط کیا اور اونکے ہاتہون سب کام لئے مگر آخر محمدؐ وعلیؑ کا نام تو ہوا خراسان کے فاتح کون ہین۔ یہی عبداللہ بن عامر بن کریز ہی تو ہین۔ مشہد۔ سبزوار۔ نیشاپور مین ابتک نعرہ حیدری کے سوا اور آواز کان مین نہین پڑتی۔ یہہ کسکی بدولت ہے؟

جناب عثمانؓ اور آپکے عمال خاندان بنی امیہ کے ترک نہین ۔ اسپر قانہ ہندوستانی نہین پہونچے لوگ ان عمال کے باشندے سے محمد و علیؓ نہین پہانتے بالعموم ہندوستانی تو جبرام کرشن گنپتی اندر جینا کے دوسرا پیر دعرقبد انکا نہین اکثر مقامات مین اب بھی کوئی ایسا ملیگا جو جناب رسول خدا اور جناب علی کا نام جانتا ہو اوران بزرگ ناموں کی تعظیم کرتا ہو۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

دیگر معزولی حضرت ابوموسیٰؓ سابق مین ہم لکھ چکے ہین اور دیگر عمال کی معزولی کا بھی جواب سابق مین گذر چکا اب کچھہ وجوہ دیگر عمال کی معزولی کے تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کرتے ہین۔

ہم سابق مین مختصراً لکھہ چکے ہین کہ ابوموسیٰؓ کی جگہہ پر عبداللہ بن عامر بھیجے گئے۔ یہ نوجوان اہل قریش مین ممتاز تھے۔ آثار شجاعت و شرافت۔ لوازم سرداری وریاست انکے حرکات وسکنات۔ اقوال و افعال سے شروع شباب ہی سے نمایان تھے۔ انکے حسن انتظام سے دونون لشکر دشمن بھاند وفی کینہ و بغض تھا رفع دفع ہو گیا۔ احمد بن ابی سیار نے تاریخ مرو مین نقل کیا ہے کہ جب عبداللہ بن عامر فتح خراسان سے فارغ ہوئے تو کہا کہ مین ان فتوحات کے شکرانہ مین خدا کیواسطے اسی مقام سے احرام باندھکر حج کرونگا چنانچہ وہ نیشاپور سے محرم ہوکر روانہ ہوئے۔

ابوموسیٰؓ اور عمرو بن العاصؓ کے معزول کرنے مین جناب عثمانؓ پر طعن و تشنیع حضرت شیعہ کو مناسب نہین ہے کیونکہ یہ دونون صاحب توبزعم شیعہ واجب القتل ہین ان کو معزول کرنا کون قصور و باعث طعن ہو بلکہ آپ مستحق مدح وثنا ہین۔ اہل ظرافت نے شیعہ کی جانب سے اس اعتراض کی تقریر یون کی ہے کہ جب یہ دونون صاحب واجب القتل تھے تو

جناب عثمان رض نے قتل کیوں نہ کیا صرف معزولی پر ٹالا۔ آپکو قتل کرنا سزاوار تھا۔ اگر آپ انکو قتل کر ڈالتے تو بروز جنگ جناب علی رض اور حبیب دونوں جانب سے یہی دونوں صاحب علم قرار دیے گئے اور انہوں نے ایسا فساد کیا جو تمام امت اور امام وقت کے حق مین مضر تھا وہان دونوں نے تحویل ہوتا اسکا جواب یہی ظرافت آمیز ہے جناب عثمان رض نے جانا کہ اگر مین انکو قتل کرتا ہون تو میری امامت خاص عام مین پایہ ثبوت کو پہونچ جاوینگی کیونکہ علم غیب امام کا خاصہ ہے اور شیعونکو میری امامت مین کوئی موقع انکار کا باقی نہ رہیگا چونکہ آپکے فراق مین حیا و شرم خلقی تھی حضرات شیعہ کی تکذیب صریح سے شرما گئے اور انکے قتل سے باتھ روکا فقط معزولی پر کفایت کی۔ اشارۃً یہ آپ کی صحت امامت کی دلیل بھی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ آپکا عالم غیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضرات شیعہ اس موقعہ پر اگر کہین کہ ابوموسیٰ قابل معزولی نہ تھے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جناب علی مرتضیٰ رض انکو حکم نہ فرماتے اور اون پر صلح وجنگ کا حصر نہ ہوتا تو ہم اسکا جواب یہ دینگے کہ آپ نے بمجبوری ولاچاری انکو حکم کیا۔ آپ جانتے تھے کہ یہ قابل معزولی ہین اور اگر بالفرض آپنے اپنے اختیار وخوشی سے انکو حکم کیا تو جب انسے خطا ظاہر ہوئی معلوم ہوگیا کہ قابل معزولی ہین۔

فائدہ۔ جناب شیخین رض پر حضرات شیعہ کے سوا اور ونکے اعتراض وطعن نہین ہین اسیواسطے کتب اہل سنت مین جو مطاعن کتب شیعہ سے منقول ہین وہ مطاعن اصول مذہب شیعہ پر منطبق ہوجاتے ہین برخلاف مطاعن جناب عثمان رض کے کہ وہ اکثر اہل شیعہ کے اصول کے خلاف ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جناب عثمان رض کے مخالف اور آپ پر طعن کرنیوالے دو گروہ ہین شیعہ خوارج۔ پس آپ پر طعن بھی دو طرح ہین۔ ایک قسم اصول شیعہ پر منطبق

ہوتے ہین دوسرے اصول خوارج پر چسپان ہین مگر کتب اہل سنت مین دونون قسم کے طعن
باہم مخلوط مذکور ہین شیعہ بھی لغرض اسکے کہ مطاعن کی تعداد اور شمار بہت ہو دونون
قسم کے مطاعن بلا امتیاز و فرق کے ذکر کرتے ہین۔ اسوجہ سے اکثر طعن جو کتب
شیعہ و اہل سنت مین مذکور ہین اصول شیعہ اور اونکے مذہب کی روسے سراسر غلط ہین
حضرت ابو موسیٰؓ کی معزولی کا طعن بھی اسی قسم کا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص کے عزل کا
طعن نہ تو مذہب شیعہ پر منطبق ہے اور نہ اصول خوارج پر چسپان ہوتا ہے کیونکہ یہ دونون
فریق عمرو بن العاص کو کافر کہتے ہین۔ اسوقت اگرچہ عمرو بن العاص سے کلمات کفر صادر
نہ ہوے تھے لیکن آخر کو بزعم شیعہ کافر و مرتد ہوگئے۔ انکی معزولی محض جناب عثمانؓ کی کرامات
سمجھنا چاہیے یعنی حضرت معاویہؓ کے مقدمہ مین موافق خیال شیعہ انکو بھی موقوف کرنا
ضرور تھا کیونکہ جناب علی مرتضیٰؓ امام برحق سے معاویہؓ لڑے اور اپر خروج کیا لہذا جناب
عثمانؓ نے عمرو بن العاصؓ کی معزولی سے یہ امر ثابت کر دیا کہ آپکو علم غیب تھا عبداللہ بن
سعد بن ابی سرح کی نسبت برنبائے مذہب شیعہ آپنے قبل تقرری اسکے جان لیا تھا
کہ یہ کارنمایان کرینگے چنانچہ ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اہل تاریخ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن
ابی سرح کی سرداری و حکومت مین پچیس لاکھ اشرفی نقد مال غنیمت ہاتھ آیا جس کا خمس
بیت المال کو روانہ کیا گیا۔ دیگر اسباب پوشاک و لباس و مویشی وغیرہ کا شمار نہین۔
جب فتنہ شہادت جناب عثمان آغاز تھا یہ سرداری سے دست بردار ہوے اور
طرفین سے الگ رہکر کہا "مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ کفار کی لڑائی کے بعد
مسلمانون سے نہ لڑونگا"

پر فتنہ شد جہان و پر آشوب شد زمان		ما از میان رسیدہ کنارے گرفتہ ایم

اب رہا صحابہ کی معزولی اور اونکی جگہہ دوسرونکو مقرر کرنا۔ یہہ بات تو جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے عہد خلافت مین ہوتی رہی۔ اکثر عمال صحابہ کو آپنے موقوف کیا۔ دیکھو جناب علی مرتضیٰ نے حضرت عمر بن ابی سلیمان رضؓ پسر ام المومنین ام سلمہؓ کو جو جناب رسول خداؐ کے ربیب تہے اور آپکی جانب سے بحرین کے صوبہ دار تہے بے تقصیر و بیوجہ معزول فرمایا اور اونکی جگہہ نعمان بن عجلان دورقی کو جو صحابی نہ تہے مقرر کیا۔ یہہ عمر بن ابی سلیمان کے مقابلہ مین باعتبار علم و تقویٰ۔ عدل و دیانت کے نہایت کم درجہ تہے۔ اونکے عشر عشیر کو بہی نہ پہونچتے تہے خود جناب علیؓ کے عزل نامہ مین جو عمر بن ابی سلیمان رضؓ کے نام لکہا تہا موجود ہی اور اوسکی نقل نہج البلاغۃ مین مسطور ہے۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ آنحضرت صلعم کے نشان بردار اور جلیل القدر صحابی ہین۔ انکے باپ بہی صحابی تہے۔ انکو مصر سے معزول فرمایا اور انکی جگہہ مالک اشتر کو جو نہ صحابی ہین نہ صحابی کے بیٹے حاکم مصر کر دیا۔ یہہ مالک اشتر وہی بزرگ ہین جنکی ذات سے فتنہ و فساد کی ابتدا ہوئی اور جناب عثمانؓ شہید ہوسے اور یہہ بہی یقیناً معلوم تہا کہ جب مالک اشتر مصر مین پہونچینگے جناب معاویہؓ خاموش نہ رہینگے بلکہ مصر پر لشکر کشی کرینگے اور جنگ عظیم واقع ہوگی مگر اوسوقت کسی مصلحت ملکی سے اس اندیشہ پر عمل نہ کیا گیا۔ پس جس طرح سے کہ جناب علیؓ پر اس عزل و نصب مین طعن نہین جناب عثمان رضؓ کے عزل و نصب عمال پر بہی طعن کرنا سراسر انصاف کا خون کرنا ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

سینہ صافان را مسخر میکنی ہشیار باش	خندہ بر آئینہ کردن ریشخند خود بود

اگر تمام وقائع و قصص عزل و نصب عمال بنظر تعمق و تامل ملاحظہ ہون تو جناب ذی النورین عثمانؓ کی حسن رای اور خوبی انتظام مثل روز روشن کے ظاہر و ہویدا ہوگی اور نگاہ

انصاف پسند باختیار آپکے امور انتظامیہ پر سو بار مرحبا و آفرین کہیگی کیونکہ یہ معزولی و برطرفی عمال جو آپسے ظہور پذیر ہوئی کسی غرض مناسب و انتظام موزون کے باعث ہوئی کسی موقع پر آپنے آتش فتنہ و فساد کو فرو کیا کسی جگہ اختلاف رعایا و افواج کو مٹایا کسی بحالی و برطرفی کا نتیجہ فتح اقلیم و سرکوبی کفار بدکار پیدا ہوا۔

طعن دوم در اسراف بیت المال و طلبیدن حکم بن العاص بمدینہ منورہ

جناب عثمانؓ بیت المال مین اسراف بیجا بیجا کرتے تھے۔ کہتے ہین اول آپنے حکم بن العاص پدر مروان کو طائف سے مدینہ منورہ مین طلب کر لیا حالانکہ آنحضرت نے انکو نکال دیا تھا اور اسیر ہی اکتفا نہ کی بلکہ ایک لاکھ درم بیت المال مین سے حکم کے حوالہ کر دیئے اور حکم کے بیٹے حارث کو حکم دیا کہ آمدنی بازار مدینہ خود لیا کرین جناب عثمانؓ نے مروان کو خمس افریقیہ بخش دیا حالانکہ یہ حق بیت المال کا ہے۔ عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص آپکے پاس آئے آپنے تین لاکھ درم انکے حوالہ کیئے۔

حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ عہد فاروقیؓ مین جب مین اپنے علاقہ سے مال غنیمت مین زیور یا نقد جو کچھ لیکر جناب فاروقؓ کی خدمت مین حاضر ہوتا آپ فوراً اوسکو مسلمانون پر تقسیم فرما دیتے یہانتک کہ ایک حبہ بھی باقی نہ رکھتے تھے لیکن جب عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو مین جو کچھ نقد و جنس آپکے پاس لاتا آپ وہ سب مال اپنی عورتون کے پاس بھجوا دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھسے ضبط نہو سکا اور جناب عثمان کی یہ کارروائی دیکھکر رونے لگا۔ میری آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ آپنے پوچھا خیر تو ہے کیون روتے ہو۔ مین نے عرض کیا کہ مجھکو جناب فاروق کا عہد یاد آیا۔ وہ

توبیت المال مسلمانونکو دے دیتے تھے اور آپنے اپنے گھر بھیجدیا۔ آپنے یہ سنکر فرمایا۔ خدا عمرؓ پر رحم فرمادے وہ اچھے اور نیک تھے اور مین بھی اچھا ہون اور ہر ایک کو وہی ملیگا جو کمائی کی ہین نے التماس کی کہ جناب فاروقؓ اگر اپنے کسی بچہ کے ہاتھہ مین درہم دیکھتے تو اوس سے لیکر بیت المال مین داخل فرماتے اور مسلمانونکی درمیان تقسیم کردیتے تھے۔ اب مین آپکو دیکھتا ہون کہ سونے کی انگوٹھی یاقوت اور موتیوں سے جڑاؤ آپکی صاحبزادی کے پاس ہے۔ ایک صاحبزادی کو آپنے دو بیش بہا موتی دیدیئے ہین خلیفہ برحق نے ارشاد کیا۔ جناب عمرؓ نے اپنی راے پر عمل کیا اور خیر و بھلائی مین قصور نہین کیا۔ مین اپنی راے پر عمل کرتا ہون اور خیر مین کوتاہی نہ کرونگا۔ خداوند تعالیٰ نے مجھکو اہل قرابت کے ساتھہ سلوک کرنیکا حکم فرمایا ہے۔ مین اونکے ساتھہ نیکی کرتا حسن سلوک سے پیش آتا اور صلہ رحمی کرتا ہون۔

جناب عثمانؓ نے اپنے مکانات مین بیت المال کا بہت سا روپیہ صرف کیا۔ عمارات عالیشان تعمیر کین۔ اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے مکانات بنوائے جنمین بیت المال کی رقم صرف کی عبداللہ بن ارقم اور معیقب نے جو عہد فاروقی سے بیت المال کے خزانچی اور محافظ تھے جب دیکھا کہ عثمانؓ بیت المال کو صرف کئے ڈالتے ہین اپنی بدنامی سے ڈرے اور استعفا دیکر الگ ہوگئے آپنے انکا استعفا منظور کیا اور زید بن ثابتؓ کو خزانچی مقرر کرکے کنجیان اپنے قبضہ مین رکہین۔ ایک دن بیت المال مین کچھہ نقد فاضل بچا تھا اوسکی نسبت حضرت زید سے فرمایا کہ تم لے لو اور اپنے صرف مین لاؤ۔ حضرت زید بن ثابت نے وہ روپیہ لے لیا۔ وہ نقد ایک لاکھہ درم سے زائد تھا (خمیس و تحفہ)

جواب طعن دوم - اکثر قصے اسراف بیت المال کی نسبت محض گڑھے ہوئی ہین جنکی کچھہ بھی اصل نہین - کتب معتبرہ مین کسی ایک کا بھی پتہ نشان نہین - اگر کوئی واقعہ انمین سچ بھی ہے تو جناب عثمانؓ کی طرف سے عذر معقول بھی ہے - حکم کو آپنے از خود اپنی رای سے نہین بلا لیا بلکہ آپ نے آنحضرت صلعم سے حکم کی سفارش کی تھی حضور سرورعالم نے اجازت دی مگر عہد نبوی مین اسکا موقع نہ آیا - عہد صدیقی مین جناب صدیق رضی سے آپنے کہا کہ حکم کو مدینہ آنیکی اجازت دیجیے - جناب صدیق رضنے فرمایا مین کس طرح اوسکو یہان آنے دون جسکو جناب رسول خداؐ نے نکالا ہو - جناب عثمان رضنے کہا کہ مین جناب رسول خداؐ سے اسکی اجازت لے چکا ہون حضرت صدیق رضنے فرمایا مین نے جناب رسالتمآب سے اسکی بابت کچہہ نہین سنا صرف آپکی کہنے پر کیسے عمل کرون کوئی اور شہادت پیش کیجیے - چونکہ جناب عثمان رضکے پاس شہادت نہ تہی لہذا خاموش رہے - پھر عہد خلافت فاروقی مین بھی مقدمہ پیش ہوا - جناب فاروق رضنے بھی شہادت طلب کی جب آپ خود خلیفہ ہوے حکم کو مدینہ منورہ مین بلا لیا - اس مسئلہ مین اکثر فقہا کا قول ہے اور یہی جناب عثمان کا مذہب ہے کہ اگر امام کسی امر مین علم رکہتا ہو اور شہادت موجود نہ ہو تو وہ اپنے علم پر قطعی فیصلہ کرسکتا ہے - حکم کو بیت المال سے روپیہ دینا پایہ ثبوت کو نہین پہونچا - حکم کو جو آپنے مدینہ آنیکی اجازت دی تہی یہ بھی اوسوقت جب حکم نے اپنے اعمال بد سے توبہ کرلی اور جس فعل پر وہ جلاوطن کیے گئے تہے اوس سے نادم ہوے - تائب کی اعانت کرنا محمود ہے مذموم نہین صحیح قصہ یہہ ہے کہ آپنے اپنے ذاتی مال مین سے حکم اور اونکے بیٹے حارث کو ایک لاکہہ درم دیئے ہین اور حارث کو اپنی بیٹی بھی نکاح مین دی - یہہ صلہ رحم ہے اسمین کیا قباحت ہے - جناب عثمانؓ کی ثروت

و مالداری عیان ہے اگر آپنے اپنے کسی عزیز کو لاکھہ دو لاکھہ عطا فرمایا تو کسیکا کیا اجارہ ہے۔ (تاریخ خمیس)

حضور سرور عالم نے حکم کو اس علت مین نکالا تہا کہ وہ منافقون سے دوستی رکہتے اور مسلمانون مین باہم فتنہ انگیزی کیا کرتے تہے۔ بعد وفات آنحضرت صلعم و خلافت حضرات شیخین رض اسلام قوی ہوگیا۔ کفر زائل۔ نفاق باطل ہوا۔ کافر و منافق کا نام تک بلاد حجاز مین خاصکر حرمین شریفین مین نرہا۔ قاعدہ مقررہ ہے کہ علت کے جانیسے حکم جو اوسکا معلول ہے وہ بہی دفع ہوجاتا ہے۔ حکم کے اخراج کا حکم بہی باقی نرہا۔ اب رہا یہہ سوال کہ حضرات شیخین رض نے حکم کو اجازت نہ دی۔ جناب عثمان رض نے کیون بلالیا اسکا جواب یہہ ہے کہ اوسوقت تک احتمال فتنہ و فساد کا باقی تہا کیونکہ حکم خاندان بنی امیہ سے تہا اور حضرات شیخین قبیلہ تیم اور بنی عدی مین سے۔ ان صاحبونکو یہ اندیشہ تہا کہ مبادا حکم پہر شرارت کرے اور مسلمانون مین فساد پہیلادے۔ ہان جب دور خلافت عثمانی ہوا آپکو یہ خوف نہ رہا کیونکہ حکم آپکا برادر زادہ تہا۔ آپکو ہر طرح اوسپر اطمینان ہوگیا تہا لہذا آپنے بخیال صلہ رحمی مدینہ منورہ مین بلالیا۔ خود جناب عثمان رض سے لوگون نے اس بارہ مین سوال کیا کہ حکم کو کیون مدینہ مین بلایا ہے تو آپنے جواب شافی دیا اور فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے مرض الموت مین اسکے آنیکی اجازت حاصل کرلی تہی جب حضرت صدیق رض خلیفہ ہوے مین نے آپسے کہا آپنے دوسرا شاہد طلب کیا۔ مین خاموش رہا۔ پہر جناب فاروق رض کے وقت بہی ایسا ہی ہوا۔ جب مین خود خلیفہ ہوا مین نے اپنے علم پر عمل کیا۔ یہہ بہی بروایات معتبر ثابت ہوگیا ہی کہ حکم نے اخیر عمر مین نفاق و فساد سے توبہ کرلی تہی۔ بعد توبہ کے پہر کوئی

حرکت اس قسم کی انسے صادر نہین ہوئی۔علاوہ اسکے جب یہ مدینہ مین آے ہین ضعیف و ناتوان ہو گئے تھے بڑھاپے سے انکے اعضا و قویٰ بالکل بیکار ہو چکے تھے۔فتنہ وفساد کا احتمال تک انکی ذات سے نہ تھا۔بعینہ یہہ مثال سمجھنا چاہیئے کہ بوڑہی کلان سال عورت اجنبیہ کیجانب نظر کرنا درست ہے۔اسی طرح حکم کا حال تھا کہ کسیطرح انمین دم وخم نہ رہا تھا۔حکم کو روپیہ دینا بیت المال سے ثابت نہین۔یہہ آپ پر سراسر بہتان اور صریح افترا پردازی ہے۔آپکی مالداری وثروت خلافت کے پہلے اور آخر عہد خلافت مین مخفی نہین۔جبکہ ہرطرف سے اموال بیشمار آتے اور سب پر تقسیم ہوتے تھے تمام صحابہؓ دولتمند وغنی ہو گئے۔جو فقراے مہاجرین کہ آنحضرتؐ کے عہد مین نہایت تنگی وفقر مین مبتلا تھے اسوقت اونکے پاس بہی وہ دولت ومال کی کثرت ہوگئی کہ ایک ایک صحابی اسیّ اسیّ ہزار درم زکوٰۃ مین نکالنے لگا۔جناب علی مرتضی ؓ بہی مالدار ہو گئے تھے۔عمارات۔باغات۔زمین۔سب کچھہ خداوند تعالیٰ نے عطا کیا اس زمانہ کی فراخی ووسعت مال وزر عیان وآشکارا ہے۔جناب عثمانؓ سابق مین بہی مالدار تھے۔آپ تجارت کیا کرتے تھے جسکے ذریعہ سے خداوند تعالیٰ نے دولتمند کردیا زمانہ خلافت مین اور بہی مال ودولت افزون ہوئی جیسی کچھہ آپکی دولتمندی تھی اسیقدر آپکے اخراجات وسیع تھے۔آپکا خرچ اپنے اہل قرابت ہی پر منحصر نہ تھا بلکہ راہ خدا مین اور محتاجونکو بہی دینا۔غلام آزاد کرنا اور دوسرے نیک کامونمین صرف کرنا عادت شریف مین داخل تھا۔ایک غلام ہر جمعہ کو آزاد کرنیکا معمول تھا۔روزمرہ تمام مہاجرینؓ انصار کی دعوت کیا کرتے۔غذاے تکلف ونفیس کہانے پکواتے اور سب کو کہلاتے تھے۔آپکے خرچ اخراجات اور جود وسخاوت کے قصے کتب تواریخ مین بکثرت درج ہین

خداکی راہ مین خیرات کرنا کسیکے نزدیک اسراف نہین - لا اسراف فی الخیر - خیر و نیکی مین اسراف نہین - صحیح حدیث ہے - اپنے عزیز و قریب کے دینے مین دونا ثواب ہے صحیح حدیث مین وارد ہے کہ صدقہ کرنا مسکین پر ایک صدقہ کا ثواب ہے اور قریب رشتہ دار کو دینا دوہرا ثواب ہے - ایک صدقہ کا دوسرے صلہ رحم کا - قرآن مجید مین بھی اقارب کا ذکر اولاً ہے اور انکو اورونپر مقدم کیا ہے - قولہ تعالیٰ واتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل - ترجمہ - اور خداکی محبت پر مال دیا کر و قرابت والون یتیمون مسکینون - مسافرونکو - امام احمد سالم بن ابی الجعد سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رضنے جماعت صحابہ کرام کو جنمین عمار بن یاسر بھی تھے اپنے پاس بلاکر فرمایا مین آپ سب صاحبون سے ایک سوال کرتا ہون - ٹھیک ٹھیک جواب دیجئے گا - آپ کو خدا کی قسم دلاتا ہون - کیا جناب رسولخدا بخشش و عطا مین قریش کو اور لوگونپر ترجیح دیتے تھے اور بنی ہاشم کو دیگر قبائل قریش پر - یا نہین " تمام صحابہ خاموش رہے - جناب عثمان رضنے فرمایا - اگر میرے ہاتھہ مین جنت کی کنجی ہو تو مین ضرور بنی امیہ مین سے ایک کو بھی باہر نہ چھوڑون - سب کو بہشت مین لیجاؤن -

لاریب جناب عثمان رض بڑے فیاض - سیر چشم تھے مگر اونکے یہ سب اخراجات بیت المال سے سمجھنا محض تعصب اور سراسر دشمنی و عناد ہے - جناب عثمان رضسے لوگون نے پوچھا - کیا آپ بیت المال مین سے صرف کرتے ہین - آپنے جواب دیا - خلافت سے پہلے میری مالداری سب پر ظاہر ہے اور جسقدر مین خرچ کرتا تھا یہہ بھی معلوم ہے پھر دیدہ و دانستہ ایسے شبہے بیجا اور دور از عدالت و تقویٰ میری نسبت کیون کرتے ہو اب ہم اصل قصہ کا ذکر کرتے ہین - معترض نے سراسر غلطی کی - قصہ دوسرا ہے -

یہہ لوگ اپنے طور پر خلط ملط کرکے کچہہ کا کچہہ بیان کرتے ہین اس قصہ کی روایات مین کسی ایک مین بہی تو بیت المال کا ذکر تک نہین - اسراف وخرچ بیجا کیا - وہ قصہ یہہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے اپنے صاحبزادہ کا نکاح حارث بن حکم کی لڑکی سے کیا اور اپنے ذاتی مال مین سے ایک لاکہہ درم حارث کو بہیجا - یہہ نقد ہدیہ تہا جسکو زمانہ حال کے دستور کے بموجب رسم ساچق کہنا چاہیئے اور آپنے اپنی صاحبزادی جنکا نام اُم ابان تہا مروان بن حکم کی نکاح مین دین اونکے جہیز مین بہی ایک لاکہہ درم دیئے - یہ درم آپ کے خاص مال مین سے تہے نہ بیت المال سے - یہ درم دینا بطور صلہ رحم کے ہے جسکو عوام وخواص اچہا جانتے ہین اور عنداللہ اور عندالناس خوبی اور نیکی مین شمار ہوتا ہے آپنے خمس افریقیہ جو بیت المال کا حق تہا مروان کو دیا - یہ بہی غلط مشہور ہے - اصل قصہ اسکا اس طرح ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک لاکہہ لشکر سوار و پیادہ کی جمعیت سے واسطے فتح ملک مغرب کے روانہ فرمایا متصل شہر افریقیہ کے جو پایہ تخت ملک مغرب ہے لڑائی ہوئی - مسلمانون کو بہت کوشش اور محنت کے بعد فتح نصیب ہوئی اموال غنائم بیشمار حاصل ہوے - ابن ابی سرح نے خمس غنائم مال نقد کا جو بقدر پانچ لاکہہ اشرفی کے اوس ملک اور اوس وقت کے حساب سے ہوا مدینہ منورہ مین بہیجدیا - یہ خمس صرف نقدی کا تہا - باقی رہا خمس از قسم لباس - اسباب خانگی جانور مویشی اور دیگر سامان وغیرہ - وہ بوجہ بعد مسافت افریقیہ ہی مین رہگیا - چونکہ افریقیہ اور مدینہ منورہ مین چار مہینے کی راہ ہے اس اسباب کی بار برداری مین مبلغ کثیر صرف ہوتا - علاوہ اسکے بار برداری مین محنت ومشقت اور بڑی زحمت کا سامنا تہا اسواسطے عبداللہ بن ابی سرح نے یہہ باقی حصہ خمس کا فروخت کرڈالا - مروان بن حکم نے جو اسوقت

اسی لشکر مین تہا ایک لاکہہ درم مین خرید لیا زیادہ قیمت تواس حصّہ کی مروان نے اداکردی
جو مدینہ منورہ بہیجدی گئی کچہ قیمت رہگئی جسکی بابت مروان نے کہاکہ مین مدینہ منورہ مین
جناب عثمانؓ کی خدمت مین اداکرونگا۔ چند دن بعد مروان نقد خمس لیکر مدینہ کو روانہ
ہوا۔ مدینہ منورہ مین بسبب اس مہم دشوار گذار کے اور بعد مسافت و درازی مدت جنگ اور
مسلمانونکی آمد ورفت کی راہ بند۔ ہوجانے سے تمام اہل مدینہ نہایت تردد وانتشار مین
پریشان خاطر ومضطر تہے۔ کسی کا بہائی اس لڑائی مین تہا۔ کسیکا لڑکا۔ کسیکا باپ یا اور
قریبی رشتہ دار۔ خصوصًا عورتین اپنے عزیزون اور شوہرونکے خیال سے اوربہی بدحواس
تہین کسیکے حال کی اصلا خبر نہ تہی۔ مجملاً یہ زبان زد خاص وعام تہاکہ یہ جنگ بے طرح ہے
غنیم پر زور ہے۔ لڑائیان سخت ہورہی ہین۔ آدمی بہت شہید ہوے۔ ان باتون کے
سننے سے اوربہی سبکو تشویش تہی اور عجب بے آرامی مین گذرتی تہی کہ اس اثنا مین دفعتہً
مروان نقد کثیر لیے ہوے مدینہ منورہ مین پہونچ گیا اور اہل مدینہ کو مبارکبادی فتح کی پہونچائی
سب کے عزیز واقربا کی خیریت جداجدا سنائی۔ اہل لشکر کے خطوط انکے گہر والونکو دیئے۔ اس دن
مدینہ مین ایک عید تہی چہوٹے بڑے سب خوش۔ فرحت وسرور سے دل شاد تہے سب
مروان کی تعریفین کرتے اور اوسکے حقمین دعائین دیتے تہے۔ اسوقت تک مروان سے کوئی
ایسی کارروائی ظہور پذیر نہوئی تہی جسکے باعث سے اسکی اس دن کی نیکی کا شمار نہ ہوتا۔
جناب عثمان رضؓ نے اس بشارت کے انعام مین کہ اہل مدینہ کو نوید فتح سے خوش کیا اور اس صلہ مین
کہ اسقدر مال کثیر باوصف بعد مسافت وراہ خطرناک کے بجنسہٖ بیت المال مین داخل کیا جو کچہہ
بقیہ قیمت خمس مویشی اور دیگر اسباب کی مروان کے ذمہ تہی معاف فرمادی۔ امام کو جائز ہے
کہ خوشخبری پہونچانے والے اور جاسوسون اور اسی قسم کے دوسرے اشخاص کو جو

باعث تقویت مجاہدون کے دل کے ہون اور اونکے گھر والے ۔ پس ماندے ۔ اہل و عیال کے موجب اطمینان خاطر ہون بیت المال سے کچھ رقم بطور انعام کے دے اور جبکہ یہہ کام گروہ صحابہؓ کے سامنے اور جمیع اہل مدینہ کے روبرو ہوا اور کسی نے انکار نہین کیا تو پھر کر محل طعن و تشنیع نہین ہوسکتا ۔

عبداللہ بن خالد بن اسید کو تین لاکھ درم انعام دینا بالکل غلط ہے ۔ کتب تواریخ معتبر مین صرف اسقدر مذکور ہے کہ یہہ روپیہ انکو بیت المال سے آپنے قرض دیا تھا اور اسکی بابت اونسے دستاویز لکھوالی تھی اور وہ روپیہ عبداللہ بن خالد نے بیت المال مین داخل کردیا ۔ اہل مصر کے جواب مین جو وقت محاصرہ کے اونہون نے آپ پر یہہ اعتراض کیا تھا خود آپنے یہی جواب پیش کیا ۔ حارث بن حکم والا اعتراض کہ جناب عثمانؓ نے انکو مدینہ منورہ کے بازار ۔ گنج ۔ منڈی وغیرہ کی آمدنی عطا فرمائی ۔ یہہ بھی غلط واقعہ ہے ۔ اس بارہ مین صحیح یہ ہے کہ آپنے حارث کو داروغہ اور منتظم بازار و مقامات غلہ وغیرہ کا کیا تھا اور دو درم روزانہ انکی تنخواہ مقرر فرمائی ۔ بازار والونسے کہہ دیا تھا ”اگر تمکو معلوم ہو کہ حارث نے کچھہ آمدنی بازار سے چوری کی فوراً اونسے لے لینا“ غرض اس سے یہہ تھی کہ روزانہ نرخ کی خبر آپکو ہوتی رہے اور لوگ دغا بازی فریب خیانت ۔ لین دین مین نہ کرنے پاوین ۔ ترازو ۔ پیمانے ۔ بانٹ ۔ تول ناپ کے آلات ۔ کم و بیش نہون ۔ حارث نے دو تین دن یہہ کام کیا ہوگا کہ اہل شہر انکی شکایت کرنے لگے اور جناب عثمانؓ تک انکی زیادتی و جبر کی شکایتین پہونچین ۔ اہل شہر نے جناب عثمانؓ کے روبرو بیان کیا کہ جسقدر کھجور کی گٹھلیان بازار مین بکنے آتی ہین حارث خود اپنے اونٹونکے واسطے خرید لیتے ہین دوسرونکو ایک گٹھلی بھی نصیب

نہین ہوتی۔ تمام شہر کے اونٹ بے دانہ رہتے ہین۔ جناب عثمان رضؓ نے اوسیوقت حارث کو سخت وسست کہکر معزول کردیا اور اہل شہر کو تسلی دیکر واپس کیا۔ انصاف شرط ہے اس کارروائی مین آپ پر کیا الزام ہے۔ یہہ تو عین انصاف ہی کہ باوجود قریب رشتہ کے اونکی شکایت سنتے ہی فوراً موقوف کردیا اور کچھہ بھی رشتہ ناتہ کا لحاظ نہ کیا۔ ابن ارقم اور معیقیبؓ کی وجہ معزولی مین بھی سراسر کذب وبہتان کا دخل ہی۔ صحیح یہ ہے کہ ان دونون صاحبون نے بوجہ پیرانہ سالی کے جبکہ خدمت داروغگی بیت المال ادا کرنے مین قاصر وعاجز ہوے اس کام سے استعفا دیا۔ آپنے اونکی درخواست منظور فرمائی اور وہ دونون صاحب علیحدہ ہوگئے۔ پہر آپنے یہہ خطبہ پڑہا۔ اے لوگو عبداللہ بن ارقمؓ زمانہ ابوبکر وعمرؓ سے آج تک تمہارے خزانہ (بیت المال) پر داروغہ ہی اب وہ بوڑہے اور ضعیف ہوگئے ہین اونکی جگہہ پر زید بن ثابتؓ کو مقرر کردیا۔ جناب عثمانؓ کا بیت المال مین سے روپیہ لیکر عمارات۔ مکانات وباغات مین صرف کرنا بھی سراسر جہوٹ۔ افترا وبہتان ہے۔ حقیقت اسکی یہہ ہی کہ جناب عثمانؓ کو مال بڑہانیکی ایسی کچھہ تدبیرین آتی تہین کہ کسیکو آپکے بعد یہہ بات نصیب نہ ہوئی کہ وجہ حلال سے کمال عزت وحرمت کے ساتہہ بے محنت ومشقت اس قدر مال کثیر تجارت کے ذریعہ سے کمائے اور وہ سب خدا کی رضامندی خیرات وصدقات مین خرچ کرڈالے۔ یہہ امر آپکے خصوصیات سے تہا۔ نعم المال الصالح للرجل الصالح۔ کیا خوب مال پاک مرد صالح کا مال۔ آپکے حصین بلا کم وکاست ہے، قبل خلافت آپکے کسب مال کے متعدد طریقہ تھے۔ انواع واقسام کی تجارت آپ کیا کرتے تھے۔ آپکی ہر تجارت مین نفع معتدبہ اور برکت ہوتی۔ خلافت کے بعد آپنے یہہ ڈہنگ اختیار کیا اور نئی تدبیر نکالی

کہ جسجگہہ زمین افتادہ۔ بنجر۔ غیر آباد پڑی پائی۔ خواہ سواد عراق مین یا ملک حجاز مین جس سرزمین مین ہوئی اوسکی آباد کرنے اور کاشت وترددکی جانب توجہ فرمائی۔ اپنی خاص آدمی غلام۔ موالی اوس زمین پر مقرر فرمائے۔ اسباب و آلات زراعت اونکے حوالے کئے اور زمین کو آباد کرایا۔ ان نوکرون غلامونکا خرچ اوسی زمین کی پیداوار پر تھا۔ یہ لوگ کہیتی مین مصروف ہوتے۔ باغ لگاتے۔ میوہ دار درخت نصب کرتے۔ پانی کیضرورت ہوتی توکنوئین کہودتے۔ نہرین جاری کرتے۔ غرضکہ ہر طرح آبادی زمین مین مشغول رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ زمین عرب جو بالکل بے رونق تہی آپکے عہد خلافت مین آپ ہی کے حسن انتظام وخوبی تدبیر سے خطہ مازندران وتختہ کشمیر وکوکن ہوگئی۔ زمینونکی آبادی سے ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ زراعت کے شغل مین بہت سے آپکے غلام جنگلون مین رہنے لگے اور وہ ملک ویران جہان مسافر کو ایک قدم چلنا دشوار تھا اور جہان چور۔ لوٹیرے ڈاکو۔ رہزن۔ آئے دن لوٹ مار کیا کرتے تھے بالکل پاک وصاف ہوگیا۔ راہ چلنے والیکو نہ چور کا کھٹکا رہا نہ رہزن کا اندیشہ۔ انکے علاوہ جانور درندے شیر۔ چیتے گینڈے قریب قریب ناپید ومعدوم ہوگئے۔ مسافر راہ گیر اونکے خوف سے بہی محفوظ ہوگئے۔ جابجا مسافرونکے ٹھیرنے کے مقامات۔ اونکے جانورونکے واسطے دانہ وچارہ کا معقول انتظام جب اس طرح کی سہولت سفر مین ہوگئی تو مسافر اور سوداگر اطمینان کے ساتھ سفر کرنے لگے۔ دور دور بلادونکے اسباب مختلف ولایتونکے سامان۔ تحفہ ونفیس چیزین۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کو۔ ایک ولایت سے دوسری ولایت کو بآسانی پہونچتی تہین۔ آپکے عہد مبارک مین یہ دو کام عجیب اور عامہ خلائق کے مفید ہوئے۔ اول زراعت کی ترقی۔ دوم تجارت کی کثرت وفزونی

اس ملک عرب کے اعتبار سے تو یہہ کام آپکی کرامات و خوارق عادات سے ہین۔

جناب رسالتمآب صلعم نے بطریق پیشین گوئی ارشاد فرمایا تھا۔ لا تقوم الساعۃ حتی تعود ارض العرب مروجا و انہارا۔ یعنی قیامت نہ ہوگی تا وقتیکہ زمین عرب مین باغات پر فضا اور نہرین جاری نہ ہوجاوین۔

دوسری حدیث بروایت عدی بن حاتم اس طرح ہے۔ ان طالت بک حیوٰۃ لترین الظعنیۃ۔ تسافر من حیرۃ النعمان الی الکعبۃ لا تخاف احد الا اللہ اے عدی۔ اگر تم زندہ رہوگے تو دیکھ لوگے کہ شتر سوار حیرہ نعمان سے کعبہ تک سفر کریگا اور راہ مین کسیکا ڈر نہوگا صرف خدا سے ڈریگا۔ یہہ زمانہ آپ ہی کا عہد خلافت ہے۔ افزونی خزائن و کثرت مال و ثروت اور تکلفات کا عہد عثمانی مین ہونا احادیث مین بطور پیشین گوئی کے آیا ہے اور جناب رسول خدا نے نہایت خوشی سے یہہ واقعات ارشاد فرمائے ہین۔

جناب عثمان رض کو دیکھکر اکثر صحابہ نے بھی زمین آباد کرنیکی طرف توجہ فرمائی چنانچہ جناب علی رض نے گرد و نواح ینبوع و فدک و زہرہ اور دیگر مقامات مین زمین آباد کرکے کھیتی کی اور حضرت طلحہ رض نے غابہ مین۔ حضرت زبیر رض نے جرف۔ ذی خشب اور اوسکے اطراف مین یہی کام شروع کیا۔ ماسوئی انکے اور صحابہ کرام رض بھی ادہر متوجہ ہوے۔ رفتہ رفتہ تمام ویران زمین سب بلاد کی خصوصًا زمین حجاز نہایت درجہ آباد و شاداب ہوگئی۔ اگر چند سال اور بھی جناب عثمان رض کا زمانہ اسی طرح رہتا تو تمام جنگل اور ویرانے نمونہ بہشت شداد۔ سیرگاہ فضلائے شیراز۔ لالہ زار سرزمین ہرات۔ ہوجاتے۔ چپہ چپہ رشک کشمیر بن جاتا۔ ویران و غیر آباد زمین کا آباد کرنا اور کاشت تردد سے اوسکی تعمیر کرنا امام کی اجازت سے ہر شخص کو جائز ہے۔ خود امام کے حق مین کیون نہ درست ہوگا اور اس زمین کی پیداوار

آمدنی کے حلال وجائز ہونے مین کیا شک وشبہ ہے۔صحیح روایات سے ثابت اور معتبر کتب تواریخ مین مذکور ہے کہ زمین کی آبادی۔تعمیر باغات۔نہرونکی کہدائی مین جو کچھ صرف ہوتا جناب عثمان رض اپنے ذاتی مال مین سے خرچ کرتے تھے اور بمضمون ع۔ کی زرزرکشد درجہان گنج گنج۔آپکی آمدنی اور محاصل پیداواری زراعت وغیرہ دن دونی ترقی پر تھے۔اوسی محاصل مین سے دوسری زمین غیر آباد آباد کیجاتی تہی۔شاذونادر کوئی شخص اہل مدینہ مین ایسا ہوگا جسنے آپکے عہد مین کہیتی نہ کی ہو اور کوئی باغ نہ لگایا ہو

حضرت زید بن ثابت رض کو بقیہ بیت المال دینا۔اس قصہ مین بہی جہوٹ سچ باہم ملادیا ہی۔ اس باب مین صحیح روایت یہ ہے کہ ایک دن جناب عثمان رض نے حکم دیا کہ بیت المال کا روپیہ مساکین اور مستحق اشخاص کو دیا جاوے۔بموجب حکم آپ کے روپیہ محتاجونکو تقسیم کردیا گیا۔ایک ہزار درم باقی رہ گئے مگر مستحق کوئی نہ رہا۔یہ درم آپنے زید بن ثابت رض کے حوالہ کئے اور فرمایا کہ اپنی راے وتجویز سے جسجگہ مناسب سمجہین مسلمانونکے کام مین صرف کرین حضرت زید بن ثابت رض نے وہ روپیہ مسجد نبوی کی مرمت مین خرچ کردیا۔یہ روایت طبری مین مذکور اور دیگر کتب معتبرۂ اہل سنت مین مسطور ہے۔معترضین تو اعتراض وطعن پر تلے رہتے ہین جسجگہ آپکے نام کے ساتھہ مال کا ذکر اور اہل قرابت کے دینے کا بیان دیکھہ پایا اور مسلمانونکو انعام واکرام دینا یا مسجد نبوی اور دیگر مقامات متبرکہ کی تعمیر مین صرف کرنا نظر سے گذرا بس جہٹ پٹ چلا اوٹہتے ہین اور پکار پکار کر کہتے ہین کہ یہ سب بیت المال مین سے خرچ کیا گیا۔بہلا اس بدظنی کا علاج ہی کیا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رض کا قصہ اور جناب عثمان رض سے اونکی گفتگو۔یہ بہی بالکل بے اصل ہے۔اسکے راوی ابن اسحٰق ہین۔وہ ایک شخص مجہول الاسم سے جو ابوموسیٰ رض سے

نقل کرتا ہے روایت کرتے ہیں۔ پس روایت مجہول قابل استدلال نہیں قطع نظر اس کے ابوموسیٰ اشعری رضؓ کو آپ نے اخیر عہد خلافت میں والی کوفہ کرکے سعید بن العاص کی جگہہ پر بہیجا تہا۔ آپکے عہد میں یہہ کب آئے اور کب مال لائے اور کس وقت آپ سے یہہ گفتگو ہوئی ہے۔ ابوموسیٰ رضؓ اوّلاً بصرہ کے حاکم تہے۔ انکو بصرہ سے موقوف کرکے عبداللہ بن عامر کو انکی جگہہ بہیجا اور یہہ کسی دوسری جگہہ پہ بہیجے گئے یہانتک کہ اہل کوفہ سعید سے ناراض ہوئے اور ابوموسیٰ کی خواہش کی۔ (تاریخ خمیس وصواعق محرقہ)

طعن سوم درباب اہانت صحابہ کرام رضؓ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کا سالانہ عہد فاروقی سے مقرر تہا جناب عثمان رضؓ نے بلاوجہ بند کردیا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کو مدینہ منورہ سے نکال دیا اور بمقام ربذہ اونکو قیام کا حکم دیا۔ وہ تاآخر حیات ربذہ میں مقیم رہے اور وہین انتقال کیا۔ انتقال کیوقت ابوذر رضؓ نے حضرت زبیر رضؓ کو وصیت کی تہی کہ جب مین مرجاؤن تم نماز پڑہانا اور دفن کردینا مگر جناب عثمانؓ کو میرے مرنے کی خبر نہ دینا نہ اونکی شرکت کا انتظار کرنا۔ بعد وفات ابوذر رضؓ کے انکے وارثان کو پانچ برس کی سالانہ تنخواہ جناب عثمان رضؓ نے جب وہ مدینہ مین آپکے پاس آئے عطا کی۔ (خمیس)

جناب عبادہ بن صامت رضؓ نے حضرت معاویہؓ کو امردین کی بابت نصیحت کی تہی اسلئے آپ عبادہ رضؓ پر خفا ہوئے اور سخت عتاب فرمایا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ کو جو آپکی خلافت کے بانی مبانی اور منصرم تہے منافق کہا۔

حضرت عمار بن یاسر رضؓ کو اسقدر مارا کہ صدمہ ضرب سے اونکے انثیین ورم کر آئے اور وہ

عارضہ فسق مین مبتلا ہوے کعب بن عبدہ نہری کوایک حق بات کہنے پر لوگو نکے روبرو ذلیل کیا۔

یہہ بزرگوار جلیل القدر صحابی ہین۔ انکی عزت وحرمت اہل سنت کے نزدیک واجب ہے جو شخص ان بزرگو نکی اہانت کیے اوسکی دیانت وتقوی قابل طعن ومحل تشنیع ہے جب اہل سنت کے نزدیک ایسے شخص کی دیانت قابل اعتبار نہ ہوئی تو وہ شخص کب امامت کے لائق ہوگا۔

ان قصو نکی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ شام مین تھے یہہ اکثر جناب عثمان ؓ پر اعتراض کیا کرتے اور علانیہ وبرملا لوگو نکے سامنے آپکی نسبت عیوب ونقائص قائم کرکے بیان کیا کرتے تھے جناب معاویہ ؓ نے انکی شکایت دربار خلافت کو لکھی کہ ابوذر ؓ آپکو لوگو نکی نظر مین حقیر کرتے ہین اور لوگو نکو آپکی اطاعت سے باہر کررہے ہین۔ اس کا تدارک مناسب جلد فرمایے۔ جناب عثمان ؓ نے اسکے جواب مین حضرت معاویہ ؓ کو لکھا۔ اشخصہ الی علی مرکب وعر وسائق عنیف۔ ابوذر ؓ کو ایک اونٹ پر جسکی پیٹھہ بالکل ننگی ہو سوار کرکے جسکو ایک شخص سختی سے چلاتا جاے اور اس طرح میرے پاس بہیجدو حسب حکم جناب عثمان ؓ شام سے حضرت معاویہ ؓ نے اسی ہیئت پر ابوذر ؓ کو مدینہ منورہ روانہ کیا جب جناب عثمان ؓ کی خدمت مین پہونچے آپنے اپنے روبرو طلب فرماکر اونپر عتاب کیا اور فرمایا۔ تم لوگو نکو مجہپر کسواسطے شوخ ودلیر کرتے ہو اور میری اطاعت وفرمانبرداری سے نکالتے ہو۔ ابوذر ؓ نے جواب دیا مین نے جناب رسول خدا ؐ سے سنا ہے کہ جب اولاد حکم بن ابی العاص مین تیس مرد ہوجاوینگے تو وہ لوگ خدا کے مال کو اپنا مال قرار دیکر اوسمین مالکانہ تصرف کرینگے۔ تمام بندگان خدا کو اپنا لونڈی غلام جانینگے

دین اسلام مین حیلہ و مکر سے دخل کرینگے جب اس نوبت کو پہونچین گے اوس وقت خداوند تعالیٰ کا غضب و قہر نازل ہوگا اور خداوند کریم اپنے بندونکو انکی شر و آفت سے خلاص کریگا۔ جناب عثمان رضؓ نے حاضرین صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ آپ صاحبون مین سے کسی نے یہ حدیث جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔

صحابہ کرام رضؓ نے ایک زبان ہوکر کہا۔ یہ حدیث کسی نے نہین سُنی اب جناب عثمانؓ نے حضرت علیؑ کو بلاکر اونسے یہی پوچھا۔ اونھون نے جواب دیا۔ مین نے یہ حدیث تو جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے نہین سنی مگر اور حدیث سنی ہے جو یہہ ہے۔ ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لھجۃ من ابی ذرؓ۔ یعنی زمین کے اوپر آسمان کے نیچے ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہین ہے۔ جناب عثمانؓ نہایت غصہ مین آئے اور ابوذرؓ کو حکم دیا کہ اس شہر سے نکل جاو چنانچہ وہ ربذہ مین جاکر مقیم ہوی اور وہین انتقال کیا۔

حضرت عُبادہ بن صامتؓ کا قصہ یہ ہے کہ یہہ شام مین تھے۔ لشکر امیر معاویہ رضؓ مین انہون نے دیکھا کہ اونٹونکی قطار جارہی ہے اور اون اونٹونپر شراب مشکونمین بھری لدی ہے۔ عبادہ رضؓ نے پوچھا۔ یہہ کیا ہے۔ لوگون نے جواب دیا۔ یہہ شراب ہے جو جناب معاویہ رضؓ نے فروخت کیواسطے بھیجی ہے۔ عبادہؓ اوٹھے اور چھری لیکر سب مشکون او ر پکھالونکو چاک کردیا۔ شراب زمین پر بہہ گئی۔ اسکے بعد عبادہؓ تمام شہر شام کے باشندونسے یہہ ماجرا کہتے پھرے اور جناب عثمان و معاویہ رضؓ کے اس فعل بد کی اطلاع دی۔ جناب معاویہ رضؓ نے انکی شکایت جناب عثمانؓ کو لکھی اور خط مین یہہ بھی لکھا کہ عبادہؓ کو اپنی خدمت مین بلالیجیے۔ انکے یہان رہنے سے لشکر اور ملک مین فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے

جناب عثمان غنی نے عبادہؓ کو اپنے پاس طلب کر کے سخت عتاب کیا اور فرمایا تم ہمارے اور معاویہؓ کے فعل پر کیون انکار کرتے ہو۔ اپنے حاکم اور سردار کی اطاعت واجب نہین جانتے ہو۔ حضرت عبادہؓ نے کہا مین نے جناب رسول خدا سے یہہ حدیث سنی ہی لا طاعة لمخلوق فی معصیة اللہ۔ کسی مخلوق کی اطاعت جس سے نافرمانی خدا لازم آوے درست نہین ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو جب معزول کر کے انکی جگہہ ولید بن عقبہ کو حاکم کوفہ کیا تو ابن مسعودؓ ولید کی تعدی وظلم دیکہکر نہایت ناخوش ہوے۔ لوگو نہین جناب عثمانؓ کی عیب بیان کرنے لگے اور اونکو مسجد کوفہ مین جمع کر کے آپکی شکایتین کرتے اور عیب سناتے اور وعظ و نصیحت مین یہی کہتے تہے "اے لوگو۔ اگر نیک کام کی ہدایت بُری کام کی ممانعت نہ کروگے تو خداوند تعالی تمپر غصہ ہوگا اور ظالم و بدلوگونکو تمپر مسلط کریگا نیکونکی دعا قبول نہوگی" ابن مسعودؓ کا کوفہ مین یہی معمول رہا۔ اسی اثنا مین ابن مسعودؓ کو خبر پہونچی کہ ابوذرؓ نکالے گیے پس سپار ہی بگڑ گیے مجمع عام مین خطبہ پڑہا اور یہہ آیت پڑہی جسمین جناب عثمانؓ کیجانب اشارہ کیا۔ ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا من دیارکم۔ ترجمہ۔ پہر تم اے لوگو اپنی جانونکو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو اپنے گہرونسے نکالدیتے ہو۔ ولید نے یہہ قصے ابن مسعودؓ کے جناب عثمانؓ کو لکہہ بہیجے۔ آپنے ابن مسعودؓ کو مدینہ منورہ طلب کیا جب یہہ مسجد مین داخل ہوے جناب عثمانؓ نے ایک حبشی غلام کو حکم کیا کہ ابن مسعودؓ کو خوب مارے۔ غلام نے اونکو مار پیٹ کر مسجد سے نکال دیا۔ قرآن مجید اونسے چہین کر جلا دیا۔ اونکو اون ہی کے گہر مین قید کیا اور حکم دیا کہ گہر سے باہر نہ نکلنے پاوین۔ اونکا سالانہ چار سال تک بند رکہا یہانتک کہ اسی حالت مین

اونہون نے وفات پائی۔ وفات کے وقت زبیرؓ کو وصیت کی کہ جنازہ کی نماز خود پڑہاوین یہ بہی کہا کہ عثمانؓ میرے جنازہ پر نماز نہ پڑہین۔ اونکی علالت مین جناب عثمانؓ عیادت کو تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے ابن مسعودؓ میرے حقمین خدا سے دعاء مغفرت کرو۔ ابن مسعودؓ نے کہا۔ بارخدایا۔ تو غفور کریم ہے لیکن جب تک عثمانؓ سے میرا بدلہ نہ لے لینا انکا قصور نہ معاف فرمانا۔ جب جماعہ صحابہ کرامؓ جناب عثمانؓ سے ناراض وبیزار اور آپ کے معاملات سے دل سے ناخوش ہوے تو عبدالرحمن بن عوفؓ کو جو آپکی خلافت کے مہتم اور جنکی کمال کوشش اور ہوشیاری سے آپکو خلافت ملی سب نے بُرا کہنا شروع کیا کہ اچہے شخص کو خلیفہ کیا جس نے اپنی ضعف رای سے تمام ملک مین فساد وبدنظمی پہیلادی۔ عبدالرحمنؓ اپنے کیے پر نادم ہوے اور عذر کیا اور کہا۔ مین نہین جانتا تہا کہ یہ ایسے نکلین گے۔ بیشک میرے انتخاب مین خطا ہوئی۔ آپ سب صاحبونکو اختیار ہے کہ چاہے انکو کہین چاہے خلافت سے معزول کرکے دوسرے لائق شخص کو خلیفہ کرلین۔ یہہ مقولہ لوگون نے جناب عثمانؓ تک پہونچا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ عبدالرحمنؓ منافق ہین جو چاہتے ہین بلاتکلف کہہ گذرتے ہین۔ عبدالرحمنؓ کو بہی یہہ کلمہ آپکا پہونچ گیا۔ اونہون نے قسم کہائی اور کہا کہ تا زیست عثمانؓ سے بات نہ کرونگا۔ اسکے بعد عبدالرحمنؓ نے آپسے ملنا ترک کردیا اور اسی حال مین وفات پائی۔ اب اگر عبدالرحمنؓ درحقیقت منافق تہے تو اس صورت مین انکی بیعت جناب عثمانؓ سے صحیح نہوئی اور اگر منافق نہ تہے تو جناب عثمانؓ انکو نفاق کی تہمت لگانے سے خود فاسق ہوگئے اور فاسق امامت کے قابل نہین۔

قصہ عمار بن یاسرؓ کے مارنے کا اس طرح ہی کہ قریب پچاس صحابہؓ کے ایک جلسہ مین جمع ہوے اور باتفاق سب صاحبونکے ایک خط مین جناب عثمانؓ کی برائیان لکہکر وہ خط

عمارؓ کو دیکر کہا گیا کہ یہہ خط جناب عثمانؓ کو پہونچا دو شاید اپنے عیبون پر مطلع ہو کر پشیمان ہون اور آیندہ کو ان برے کامون سے باز آئین اور خط مین یہہ بہی لکہا تہا۔ ان بدعات سے آپکو باز رہنا چاہئیے ورنہ آپکو معزول کر کے دوسرا خلیفہ مقرر کیا جاویگا۔ عمارؓ یہہ خط لیکر جناب عثمانؓ کی خدمت مین گئے اور خط آپکے ہاتہ مین دیا۔ آپنے خط پڑہکر زمین پر پہینکدیا۔ عمارؓ نے کہا۔ اس خط کی حقارت نہ کیجئے۔ یہہ صحابہ کرامؓ کا لکہا ہوا ہے اور آپکے پاس بہیجا گیا ہے۔ قسم خدا کی مین براہ نصیحت و خیر خواہی یہہ خط لیکر آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون سمجہو آپکی نسبت بڑا اندیشہ ہے۔

جناب عثمانؓ نے یہہ سنکر کہا کہ تم سراسر جہوٹ بکتے ہو۔ یہہ کہکر اپنے غلامونکو حکم دیا کہ عمار کو مارین غلامون نے اسقدر مار پیٹ کی کہ عمارؓ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے بعد اسکے جناب عثمانؓ نے خود اوٹہکر اسقدر عمارؓ کے پیٹ پر اور زیر ناف لاتین لگائین کہ اونکے انثیین ورم کر گئے اور بیچارہ عارضہ فتق مین مبتلا ہوے۔ صدمہ ضربات بیہوشی نے وہ غلبہ کیا کہ چار وقت کی نمازونکا وقت گذر گیا لیکن اونکو ہوش نہ آیا جب غشی و بیہوشی سے افاقہ ہوا نمازین قضا پڑہین۔ اول جس نے بوجہ مرض فتق کے پاجامہ پہنا یہی عمارؓ ہین۔ اس واقعہ کی خبر بنو مخزوم عمارؓ کے اہل قرابت کو جب پہونچی سب بگڑ بیٹہے اور کہا۔ اگر عمارؓ اس مرض فتق مین مرگئے تو انکے عوض مین ہم خاندان بنی امیہ مین سے کسی ایک بڑے شخص کو قتل کرینگے۔ اس واقعہ کے بعد عمار بن یاسرؓ خانہ نشین رہے اوس وقت تک کہ جناب مرتضیٰؓ خلیفہ ہوے

قصہ کعب بن عبدہ نہدی کا اس طرح نقل کرتے ہین کہ ایک جماعت اہل کوفہ نے باتفاق اسی جناب عثمانؓ کی خدمت مین ایک خط لکہا جس مین آپکی بدعتین اور برائیان درج تہین۔

آخر خط مین یہہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ ان بدعتون سے باز آئین تو بہتر ہے ورنہ ہم لوگ آپکی اطاعت سے علیحدہ ہو جاوینگے۔ آپ کو اطلاع دے دیگئی۔ یہ خط کسی قافلہ والیکو جو مدینہ منورہ جارہا تہا دیدیا۔ کعب بن عبدہ نے بھی دوسرا خط اسکے علاوہ لکھا جسکے الفاظ بہت سخت تھے۔ یہہ خط بھی اوسی قاصد کے حوالہ کیا گیا۔ نامہ بر نے دونون خط جناب عثمان کیخدمت مین گذرانے آپ کعب بن عبدہ کا خط پڑہکر نہایت غضبناک ہوے اور سعید بن العاص والی کوفہ کے نام ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تہا۔ کعب بن عبدہ کو کوفہ سے شہر بدر کر واور کوہستان کیجانب نکال دو۔ یہ حکم پاکر سعید بن العاص کعب کے گھر گیے۔ اونکے کپڑے اوتار کر بیس کوڑے مارے پہر شہر بدر کر دیا اور کوہستان کیطرف بہیجدیا۔

سعید بن العاص نے اشتر نخعی کی بھی اہانت کی اور انکی آبرو خاک مین ملادی۔ یہ قصہ اوپر آچکا ہے واقعات ۳۳ھ مین اعادہ کی ضرورت نہین۔

جواب طعن سوم۔ اجمالی جواب اسکا یہ ہے کہ انمین سے اکثر صحابہ بزعم شیعہ واجب القتل تھے اور کچھ انکی بزرگی وحرمت نہ تھی۔ کیونکہ بقول حضرات شیعہ حدیث پیغمبر خدا کو ان لوگون نے دیدہ و دانستہ مخفی رکھا اور سچی شہادت دینے سے سکوت کیا اہل بیت خاندان جناب رسول خدا کا حق ظالمونکو مدد و تقویت دیکر تلف کیا۔ ایسے لوگونکے حق مین جناب علی مرتضیٰ رضؓ ضرور کوئی سزا مقرر فرماتے مگر انسے پہلے جناب عثمان رضؓ نے انکو کسیقدر سزا دی۔ انکی اہانت و ذلت کی۔ آپ مستحق مدح و ثنا ہین۔ آپ پر طعن کیسا۔ اگرچہ ابوذر رضؓ و عمار رضؓ اہل شیعہ کے نزدیک اس گروہ مستحق سزا سے مستثنیٰ اور اس جماعت سے علیحدہ ہین اور قابل اخراج و اہانت نہین لیکن تقیہ جو انکے ذمہ واجب تہا اور صحیح حدیث سے

ثابت ہے ان دونون نے ترک کیا۔ وہ حدیث یہہ ہے۔ التقیۃ دینی و دین آبائی۔ ترجمہ۔ تقیہ میرا دین اور میرے بزرگ باپ دادا کا مذہب ہے۔ ان دونون نے ایک واجب ترک کیا اور اس باب مین جناب علیؓ کی اقتدا نہ کی۔ انکو لازم تہا کہ تقیہ کرکے جناب عثمان رضؓ کے جملہ افعال ناشائستہ گوارا کرتے اور خاموش رہتے۔ ان دونون کی بیوفائی بہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ نفسانیت سے جناب عثمانؓ پر انکار کیا اور اون کے مقابلہ کو اوٹھہ کہڑے ہوے۔ آخر الامر نکالے گئے۔ مار کہائی۔ ذلیل ہوی۔ جناب عثمان رضؓ کے حق مین تو بڑے خیرخواہ بن کر اونکے ناصح مشفق بنے جسکے عوض خوب عزت انکی ہوئی اور جبوقت ابوبکرؓ کا زمانہ تہا کسیکے منہ سے جناب علی رضؓ کے حق مین اظہار نص امامت کے بارہ مین ایک کلمہ بہی نہ نکلا۔ سبکے سب منہ بند کئے بیٹہے رہے۔ اتنا بہی کسیکے پہوٹے منہ سے نہ نکلا کہ صاحبو یہ کیا غضب کرتے ہو۔ خلافت کسکا حق ہے اور دیتے کسکو ہو۔ جناب علی مرتضیٰ شیر خدا جناب رسول خداؐ کے چچازاد بہائی اور اونکے داماد کو جو ہرطرح مستحق خلافت ہین محروم کرتے ہو اور غیر شخص کو جو کسیطرح اسکے حقدار نہین خلیفہ بنارہے ہو۔ اچہا ہوا یہہ بیوفا لوگ اپنی سزا کو پہونچ گئے۔ خوب ہوا جناب عثمانؓ نے انکو مار ا ذلیل کیا اور نکالدیا۔ جناب عثمانؓ کا خدا بہلا کرے۔ آپنے اچہا کام کیا۔ یہ تو کوئی بات آپ پر طعن و تشنیع کے لائق نہین بلکہ آپ ہرطرح مستحق مدح و ثنا ہین کیونکہ آپنے ابوذرؓ و عمارؓ کو ترک تقیہ اور علانیہ آپسے مقابلہ کرنے پر سزا دی۔

دوسرا جواب یہہ ہے کہ خلافت و امامت کا معاملہ بڑا نازک ہے اسکی حفاظت مین اس قسم کی حرمت و بزرگی کا پاس و لحاظ کرنا اور امر خلافت مین خلل انداز و معارض شخص کی دلیری و گستاخی پر طرح دے جانا مناسب و زیبا نہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ کو بہی

اونکی عہد خلافت مین اسی قسم کے معاملات پیش آئے۔ آپنے حفظ مرتبہ خلافت کا لحاظ فرمایا اور کچہہ پاس و ادب ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نہ کیا۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ کے ساتہہ جو معزز صحابی اور اسلام مین سابق تہے۔ کیا برتاو کیا۔ خصوصًا زبیرؓ جناب رسول خداؐ کے پہوپی زاد بہائی بہی تہے کچہہ اسکا بہی خیال نفرمایا اور خلافت کے مقابلہ مین اونکو قتل کیا کیونکہ آپکو خلافت کے مرتبہ کا رکہنا ضرور تہا۔ باوجودیکہ آپ یقینًا جانتے تہے کہ یہہ تینون صاحب آپکی جان کے خواہان نہین فقط جناب عثمانؓ کے قاتلونکو چاہتے تہے اور طالب قصاص تہے۔ مگر اسقدر فوج کثیر اور جماعت عظیم کا جمع ہوجانا خلافت وحکومت کے حق مین باعث خلل تہا۔ خلیفہ وقت کے احکام مین سستی پیدا ہوتی تہی لہذا آپ ان صاحبون سے لڑے اور پاس قرابت و صحبت جناب رسول خداؐ کا طلحہ و زبیرؓ کے حق مین اور لحاظ شرف زوجیت جناب ام المومنین عائشہؓ کا ہرگز نہ فرمایا۔ یہی وہ ابوموسیٰ اشعریؓ ہین کہ جناب مرتضیٰؓ کے عہد خلافت مین جنہون نے کوفہ کو آپ کی رفاقت واطاعت سے روکا۔ آپ نے اونکو بزور سیاست معزول کر کے اشتر نخعی کو حاکم کوفہ کیا۔ اشتر کے ہاتہون ابوموسیٰؓ کا گہر جلکر خاک سیاہ ہوگیا۔ سارا سامان خانگی لٹ گیا اور جناب علی مرتضیٰؓ نے ابوموسیٰؓ پر جو کچہہ کیا گیا جائز و روا رکہا۔ دونون فریق سُنی و شیعہ کی کتب تواریخ موجود ہین اگر کسیکو شک ہو اوٹہا کر دیکہہ لے۔ اس بیان سے سرمو فرق نہ پائیگا۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ خلافت کی مصلحت دوسری مصلحتون پر بالا و مقدم ہے۔ دوسرے مصالح جزئیہ اسکے مقابل مین اگر فوت ہوجاوین توچندان پرواہ نہین۔ ہان مصلحت خلافت ہاتہہ سے نہ جانے پائے۔ جناب عثمانؓ نے اگر بنظر مصلحت خلافت صحابہ رسول خداؐ مین سے دوچار کو ڈرایا۔ دہمکایا۔ اہانت کی توکیا قیامت ہوگئی قتل سے توکمتر درجہ ہے

جناب عائشہ صدیقہ رض کی جو اہانت بعد جنگ جمل کے ہوئی تاریخ دان پر مخفی نہین۔ یہ قتل و خونریزی گروہ مسلمانان و اہانت ام المومنین جناب علی مرتضیٰ رض کی ہی خلافت مین ہوئی (معاذ اللہ) ہم طعن کے طور پر نہین کہتے بلکہ اون واقعات کو جو خلافت مرتضوی مین پیش آے ہین منصف مزاج اور انصاف پرست کے روبرو پیش کرتے ہین۔

طعن سوم کا یہ جواب تو حسب مذاق شیعہ ہے۔ اہل سنت وجماعت نے بطور خود روایات صحیحہ سے جو تحقیق کیا ہے وہ جواب وہ ہی جو ہم مبحث فضائل مین لکھہ آے ہین کہ جناب عثمان کو اپنے مظلوم شہید ہونے کا علم یقینی حاصل تھا اور اس واقعہ خاص مین قطعی احادیث اور آنحضرت صلعم کی وصیتین جناب عثمان رض کے پاس موجود تھین اور آپ اون وصایا پر قائم رہے جب آپنے دیکھا کہ بعض صحابہ بھی جماعت منافقین ومخالفین کے ساتھہ خلع ونزع خلافت مین ایک زبان ہین تو آپنے چاہا کہ یہ فتنہ حتی الامکان فرو ہو۔ اون صحابہ کو کسیقدر چشم نمائی کی تا کہ شرکت صحابہ رض سے فتنہ قوی نہ ہو جاے اور بدمعاش کمینے۔ فتنہ پرداز صحابہ کی شرکت اور مدد سے قوی بازو نہ ہو جائین اور آپ کو خاموش رہنا بھی زیبا نہ تھا کیونکہ آنیوالی بلا ومصیبت کے دفع کرنیکو حیلے اور تدابیر کرنا کچھہ توکل ورضا وتسلیم کے منافی نہین بلکہ ہر شخص کا فرض منصبی ہے کہ حتی الامکان اپنی جان کی حفاظت مین غفلت نہ کرے علاوہ اسکے بربناے مذہب اہل سنت وجماعت گناہو نسے پاک ومعصوم ہونا انبیا کرام علیہم السلام کا خاصہ ہی انکے نزدیک صحابہ معصوم نہین۔ شرف صحبت نبوی ہونا اور چیز ہی عصمت اور چیز۔ اسیواسطے بعض صحابہ سے بھی بتقاضاے بشریت وباغواے شیطانی کبیرہ گناہ صادر ہوے اور اونکی حد شرعی بھی اونپر قائم کی گئی چنانچہ جناب علی مرتضیٰ رض اور حضرات شیخین رض نے بعضے صحابہ کو حد لگائی ہے۔ قصہ ابو شحمہ مشہور ہی اور جناب فاروق رض کا

حد زنا اونپر قائم کرنا معلوم۔ خود آنحضرت صلعم کے زمانہ مین حضور اقدس نے مسطح رضؓ صحابی اہل بدر و حسان بن ثابت رضؓ پر مقدمہ تہمت جناب عائشہ صدیقہ مین حد تہمت جاری کی۔ کعب بن مالک رضؓ۔ عرارہ بن ربیع رضؓ۔ ہلال بن امیہ رضؓ ان صحابہ مین سے دو صاحب غزوہ بدر مین شریک ہوے ہین۔ ان تینون صاحبونکو غزوہ تبوک سے غیر حاضری کی سزا مین پچاس روز تک شہر اور اونکے گھر بار سے نکال دیا اور وہ بیچارے جنگل پہاڑون مین روتے پھرتے تھے جنکا قصہ قرآن مجید مین موجود ہے۔ آنحضرت صلعم نے ماعز رضؓ اسلمی کو حد زنا مین سنگسار فرمایا۔ علاوہ انکے اکثر اشخاص کو تعزیر دی اور بعضونپر حد شراب پینے کی جاری فرمائی ہر شخص کو تعزیر و سزا اوسکے منصب و مرتبہ کے لحاظ سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت عثمان رضؓ نے بھی چند اصحاب کو صرف زبانی تنبیہ کی چشم نمائی فرمائی تا کہ منافقین اور بدمعاشونکے ساتھہ سے پرہیز کرین اور اونکے ساتھہ بلوہ مین شریک نہون۔ الحمد للہ کہ آپکی یہ تنبیہ کام کر گئی صحابہ کرام مین سے ایک بھی بلوہ مین شریک اور آپکے قتل مین آلودہ دامن نہ ہوا۔ صرف آپکی شہادت مین وہی لوگ شریک تھے جو شریر اور بدمعاش و اوباش کے لقب سے مشہور و معروف تھے چونکہ جناب عثمان رضؓ زبان مبارک جناب رسالتماب صلعم سے اپنی شہادت کی خبر سن چکے تھے اور یقین کامل تھا کہ درجہ شہادت پر فائز ہونگے لہذا آپ راضی برضائے مولیٰ تھے اور اس گروہ کو اپنے سے بالکلیہ دفع نہ کرکے نہایت جوانمردی سے صبر و شکر کے ساتھہ جان خدائے جان آفرین کے حوالہ کی۔ اسیواسطے آپنے جن لوگون کو گوشمالی دی اور چشم نمائی کی اور اونکے حرکات نامناسب کی سزا دی بعد مین اون لوگونسے عذر خواہی کی اور معافی چاہی۔ اگر نظر تعمق اور چشم بصیرت سے غور کرکے دیکھا جائے تو جناب عثمان رضؓ کا حال بعینہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کا سا حال ہے بال برابر فرق نہین

اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو آپ کی کیفیت قدم باقدم جناب علی مرتضیٰ کے ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے جناب شیر خدا سے ارشاد فرمایا اے علی میرے بعد میری امت تم سے اتفاق نہ کریگی اور تمکو لڑائیاں پیش آوینگی اور عہد شکن ظالمون۔ دین سے نکل جانے والون سے لڑو گے تجسوقت امیر المومنین حیدر کرار صاحب ذو الفقار مسند خلافت پر متمکن ہوے آپنے حتی الامکان دفعیہ فتنہ وفساد مخالفین کی دراندازی وشرارت مین کوشش کی اور حضرات طلحہ زبیر ام المومنین عائشہ صدیقہ۔ ابو موسیٰ اشعری رضوان اللہ علیہم اور دیگر صحابہ کرام آپکے خلاف ہوکر جنگ وجدال وقتل وقتال پر مستعد ہوے مگر آپ نے کچھ پروا نہ کی چنانچہ ان صاحبون سے معرکہ ہاے عظیم پیش آے اور مسلمانونمین بازار کشت وخون گرم ہوا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا تقدیر موافق تدبیر کے نہ پلٹی۔ امور خلافت انتظام پذیر نہ ہوے پس جس صورت مین جناب رسول خدا کا فرمانا ان دونوان بزرگون کے حقمین یقینی وقطعی تھا اور مقدرات الٰہی پیش آنے والے تھے تو ایسے وقت صحبت نبوی کا ادب اور قرابت ورشتہ داری کا لحاظ رکھکر آنحضرت صلعم کے حکم کو فوت کرنیکا کون موقع اور کسطرح گنجائش تھی مثل مشہور ہے۔ الامر فوق الادب۔ تعمیل حکم مین ادب کا لحاظ نہین ہوتا۔

یہ جواب تو طعن سوم کا اجمالی تھا اب تفصیل وار ہر ایک اعتراض کا جواب ملاحظہ ہو۔ مطاعن مین جو کچھ قصے ہم لکھ آے ہین یہہ سب یار لوگون کے گڑھے اور بناے ہوے ہین محض انکی اختراع اور افترا پردازی ہے۔ کتب معتبرہ تواریخ مین ان قصون کا کہین نام و نشان نہین۔ ہم ہر ایک صحابی کا قصہ جو دراصل پیش آیا اور کتب تواریخ مین مذکور ہے بے کم وکاست نقل کرتے ہین جسکے دیکھنے سے خودبخود اعتراضات دفع ہوجاوینگے۔

قصہ اخراج ابوذر حسب روایت ابن سیرین و دیگر ثقات تابعین اس طرح ہے کہ ابوذر

دراصل کھرّے وتندمزاج تھے انکی طبیعت مین سختی۔ زبان مین درشتی۔ سخت کلامی کی عادت تھی۔ ایک مرتبہ جناب رسول خداؐ کے حضور مین حضرت بلالؓ موذن سے ا دلجھ پڑے۔ اونکی مان کا نام لیکر اونپر کچھ طعن کی آنحضرت صلعم نے ابوذرؓ کو اس زبان درازی پر جھڑک دیا اور فرمایا۔ اعیرتہ یا مہ انک امرء فیک جاھلیۃ۔ تم نے بلال کو اونکی مان کے نام سے شرمندہ کیا تم مین ابھی تک جاہلیت کی بو باقی ہے۔ عہد نبوی کے بعد یہہ شام کے لشکر مین چلے گئے اور یہان اقامت اختیار کی۔ جسوقت عہد عثمانی مین دولت وثروت ومال وحشمت اہل اسلام کے ہاتھہ آئی اور جملہ مہاجرین وانصار کے پاس لاکھون روپیہ ہوگیا تو ابوذرؓ نے سب مالدارونکے حق مین زبان درازی اور طعن وتشنیع شروع کردی۔ سب سے اول جناب معاویہؓ سے گفتگو اور مباحثہ کیا جسکا ذکر اوپر آچکا ہی اور بالآخر ربذہ مین جاکر مقیم ہوے اور تا زندگی جناب عثمان کے مطیع وفرمانبردار رہے۔ ننگی پیٹھ کے اونٹ پر سوار کرکے تشہیر کرنا بالکل ہی گھڑت ہے جو اصل قصہ حضرت ابوذر کا تھا وہ صفحہ ۲۵۳ مین گذرچکا اہل فساد براہ بغض وعناد واقعی قصہ کو تحریف کرکے ایک کا سر دوسرے کی دم ملاکر نئی صورت تراش لیتے ہین اور اس خیالی پیکر اور وہمی تصویر کو جو روح تحقق ووقوع سے بالکل خالی ہے اپنا معبود ومسجود بنا لیتے ہین اتعبدون ما تنحتون۔ کیا تم اون کی عبادت کرتے ہو جنکو خود اپنے ہاتھون سے تراش لیتے ہو۔ انکے حسب حال ہے۔

قصہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کا تو بالکل غلط اور انکی جودت طبع کا تراشا ہوا سراسر افترا وبہتان ہے۔ نہ اونکی شکایت جناب معاویہؓ نے لکھی نہ انکو جناب عثمانؓ نے مدینہ منورہ طلب فرمایا۔ کسی تاریخ مین اس قصہ کا ذکر نہین۔ البتہ تواریخ معتبرہ مین عبادہؓ کا قصہ اسطرح مذکور ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے جانب جزیرہ قبرس لشکر کشی کی ہے تو عبادہ بن صامتؓ

بہی انکے ساتہہ تہے۔ اس غزوہ کی فضیلت اور اسمین جو شریک ہوکر لڑے اوس کے
واسطے وعدہ مغفرت جناب رسول خدا کی زبان مبارک سے خود حضرت عبادہؓ اور انکی
بیوی ام حرامؓ بنت ملحان نے سنا تہا چنانچہ یہ دونون میان بیوی اس بحری غزوہ مین
تہے جب یہہ جزیرہ فتح ہوا اور بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتہہ آیا جناب معاویہؓ نے
ایک خمس جدا کر کے مدینہ منورہ بہیجدیا اور باقی اہل لشکر کو تقسیم کرنے بیٹہے۔ چند صحابہؓ علیحدہ
بیٹہہ گئے تاکہ تقسیم کو دیکہین کہ مطابق سنت نبوی ہوتی ہے یا نہین۔ اس جماعت
مین یہ اصحاب تہے عبادہ بن صامت۔ شداد بن اوس فہری۔ ابو الدرداء۔ واثلہ بن اسقع
ابو امامہ باہلی۔ عبداللہ بن بشر مازنی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔ اسی حالت مین
دو شخص اہل لشکر مین سے دو نفیس خچر لیجاتے ہوے نظر آئے۔ عبادہ بن صامتؓ نے
اونسے پوچہا کہ ان خچرونکو کہان لیے جاتے ہو اور یہ کس کام کے ہین۔ سپاہیون نے
کہا کہ امیر معاویہؓ نے ہمکو بخش دیئے ہین۔ ہم انپر سوار ہوکر حج کو جاوینگے۔ حضرت عبادہ نے
فرمایا کہ انکا لینا تمکو حلال نہین ہے اور جناب معاویہؓ کو انکا دینا بہی درست نہین۔ وہ
دونون سپاہی خچرونکو امیر معاویہؓ کی خدمت مین واپس لیگئے اور کہا۔ عبادہ بن صامتؓ
فرماتے ہین کہ یہہ خچر لینا ہمکو درست نہین ہم کیونکر لین اور حج کسطرح ادا کرین۔ جناب معاویہؓ
نے عبادہؓ کو اپنے حضور مین طلب فرمایا اور صورت مسئلہ دریافت کی۔ عبادہؓ نے جواب
دیا مین نے جناب رسول خداؐ سے بروز غزوہ حنین یہ حدیث سنی ہے۔ اصحاب کبارؓ
آپسے درباب مال غنیمت گفتگو کر رہے تہے۔ آپنے اونٹ کی پشم لیکر فرمایا جو کچہہ خداوند تعالےٰ
نے تم لوگونکو اموال غنیمت سے عطا فرمایا ہے اوسمین بجز خمس کے میرا حق اس پشم کی برابر
بہی نہین ہے اور وہ خمس بہی تم ہی لوگونکو واپس کردونگا۔ اے معاویہؓ خدا سے ڈرو۔

مال غنیمت بطور مسنون اوسکے طریق پر تقسیم کرو اور کسیکو اوسکے حق سے زیادہ نہ دو۔ جناب معاویہؓ نے فرمایا۔ آپ اس مال کو بطور خود تقسیم کر دین اور مجھکو اس بار عظیم سے سبکدوش فرمائین۔ آپکا بڑا احسان مجھپر ہوگا۔ یہہ کہکر جناب معاویہؓ اوٹھہ کھڑے ہوے اور عبادہ بن صامتؓ کو مہتم تقسیم مال کر دیا۔ ابو امامہؓ اور ابو الدرداءؓ انکے مددگار و شریک ہوے۔ تا آخر خلافت عثمانی یہہ صاحب اس کام پر مامور رہے حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ملک شام مین وفات پائی۔ بیت المقدس مین انکا مدفن ہے۔ وہ تا حیات جناب معاویہؓ سے علیحدہ نہین ہوی اور مدینہ منورہ مین بہی نہ آے۔ یہان سے معلوم ہوگیا کہ انکا قصہ مذکورہ بالا سرتاپا غلط ہی

حضرت ابن مسعودؓ کی ناراضی کی وجہ جو بیان کی گئی ہے وہ بہی غلط اور بہتان ہے۔ معتبر کتب تواریخ مین کہین اسکا نام و نشان نہین۔

صحیح اس باب مین یہہ ہے کہ جب جناب عثمانؓ نے لوگونکو قرآن شریف مین مختلف پایا اور اس درجہ اختلاف نظر آیا کہ اکثر عوام وہ الفاظ جو دراصل قرآن شریف کے الفاظ نہ تھے پڑہتے تہے اور جب کوئی اونپر اعتراض کرتا تو اختلاف قرآت کا حیلہ کرتے تہے۔ حذیفہ بن یمانؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے جن مین جناب علی مرتضیٰ بہی شریک ہین آپنے چاہا کہ جملہ اہل اسلام عرب و عجم کے باشندے ایک قرآن پر متفق ہو جاوین اور سب کا قرآن ایک ہی الفاظ متفقہ پر ہوجاے۔ کوئی اس سے خلاف نہ کرے۔ چنانچہ آپنے ایسا ہی کیا۔ سب صحابہؓ تو آپکے قرآن شریف سے راضی اور خوش ہوے صرف عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ نے اپنے قرآنونمین جو شاذ قرآتین لکہی تہین اور بعضی عبارتین دعاے قنوت کی اور بعض مضامین تفسیر آیات کے جو قرآن شریف پڑہتے وقت جناب رسول خدا نے معانی بیان فرمائے تہے یہہ بہی ان صاحبون نے لکہ لئے تہے اور سبکو قرآن شریف سمجہتے تہے انکے نکال لینے سے

ان دونون نے انکار کیا چونکہ ان الفاظ دعائیہ یا تفسیر آیات کو قرآن شریف مین رکھنے سے
دین مین آینہ فتنہ عظیم پیدا ہوتا اور جس غرض سے جناب عثمان رضؓ نے کوشش کی تہی وہ غرض
نہ حاصل ہوتی لہذا ان دونون صاحبونکے قرآن بحیثیت مذکورہ باقی رکہنا خلاف مصلحت
اور مقام اندیشہ فساد تہا اور نفس قرآن شریف مین اختلاف واقع ہوتا اور آگے چلکر کسی
زمانہ مین قباحتین بے شمار پیدا ہوجاتین۔ اسلیے جناب عثمان رضؓ نے ان دونون سے انکی
قرآن لینے چاہے۔ آپکے غلامون نے اور انسے حجت وتکرار ہوئی اور ابن مسعودؓ کو غلامونکے
ہاتہ سے اس چہینا جہپٹی مین صدمہ پہونچا اور کچہہ چوٹ بہی لگی۔ ابی بن کعبؓ نے بلا مزاحمت
اپنا قرآن شریف حوالہ کر دیا۔ ان سے کسیطرح کے تہتک کی نوبت نہ پہونچی اور نہ بعد مین انکو
کوئی کدورت آپسے رہی۔ البتہ ابن مسعودؓ ناراض ہوگئے اور جناب عثمان رضؓ سے رنجش رکہی
اسکے بعد آپنے ابن مسعودؓ سے عذر خواہی کی اور انکو راضی کرنا چاہا۔ اگر ابن مسعودؓ آپسے راضی
نہ ہوے تو جناب عثمان رضؓ کا کیا قصور ہے اور آپ کو ملامت کرنا محض زبردستی ہے۔ البتہ
ابن مسعودؓ نے جناب عثمان رضؓ کی عذر خواہی پر توجہ نہ کی اور آپسے راضی نہ ہوے یہ انکی زیادتی
تہی جسوقت ابن مسعودؓ بیمار ہوے جناب عثمان رضؓ اونکے گہر تشریف لیگئے اور اونسے اپنا
قصور معاف کرنیکی درخواست کی اور جو کچہہ انکا وظیفہ مقرر تہا وہ بہی انکے سامنے رکہہ دیا
مگر ابن مسعودؓ ناراض ہی رہے اور کہا۔ مین یہ آپکا عطیہ نہین لیتا۔ جب مین محتاج تہا اوسوقت
تو دیا نہین اب مرتے وقت جبکہ مین اس جہان کی مال و دولت سے غنی ہون اور سفر آخرت
درپیش ہے آپ مجہکو میرا وظیفہ دیتے ہین اسلیکر کیا کرونگا۔ جناب ذی النورین نے فرمایا کہ
اے ابن مسعود آپ یہہ روپیہ قبول فرماوین اور اپنی صاحبزادیونکے حوالہ کرین۔ اونکے کام
آویگا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا۔ مین نے اپنی لڑکیونکو ہر شب سورہ واقعہ پڑہنے کی تعلیم

کی ہے۔جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے اس سورت کی فضیلت اور اسکے پڑہنے کا ثواب مین نے سنا ہے۔حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ہر شب کو سورہ واقعہ پڑہتا رہیگا کبھی فاقہ مین مبتلا نہ ہوگا۔جناب عثمانؓ انکے پاس سے اوٹھکر ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے پاس تشریف لیگئے اور ان سے استدعا کی کہ ابن مسعودؓ کو آپکی جانب سے راضی کرا دین چنانچہ جناب ام حبیبہؓ نے آپکی بابت ابن مسعودؓ سے چند بار کہلا بہیجا۔اسکے بعد دوبارہ آپ ابن مسعودؓ کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اے عبداللہ۔آپ بہی حضرت یوسف علیہ السلام کیطرح جو کلمات اونہون نے اپنے بہائیونکے حق مین فرمائے تہے میرے حق مین ارشاد فرمائین۔لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔آج تمپر کچھ ملامت نہین اللہ تمہاری مغفرت فرمائے وہ تمام رحم کرنیوالون مین بڑا رحیم ہے۔مگر اسکا بہی جواب ابن مسعودؓ نے کچھ نہ دیا اور خاموش رہے۔پس جناب عثمانؓ کی طرف سے ابن مسعودؓ کے راضی کرنے اور اپنا قصور معاف کرانے مین کوئی کمی و کوتاہی نہ ہوئی۔آپنے اس مین انتہائے درجہ تک کوشش کی اور بری الذمہ ہوگئے۔اب آپ پر بالکل الزام نہ رہا۔بالفرض آپکی خطا بہی تہی تو آپنے ابن مسعودؓ کے سامنے اعتراف قصور کیا اور معافی چاہی۔توبہ واستغفار کیا بلکہ ایسے شخص کے روبرو عذر گناہ کیا جس نے قبول نہ کیا حالانکہ خدا ئے رحیم فرماتا ہے انہ یقبل التوبۃ عن عبادہ۔آپکے اس فعل مین لوگونکو ترغیب دینا بہی مقصود تہا کہ اسی طرح کسی کی خطا اور قصور اگر سرزد ہو تو معاف کرانا چاہیئے۔ایک روایت سے یہہ بہی ثابت ہے کہ ابن مسعودؓ نے آپکا قصور معاف کر دیا اور آپ سے راضی ہوگئے۔شقیق بن سلمہ بن سعید جو ابن مسعود کے دوست ہین کہتے ہین کہ مین ابن مسعودؓ کی عیادت کو اونکے مرض موت مین گیا۔اونکے پاس چند لوگ بیٹھے تہے جو حضرت عثمانؓ کی شان مین کچھ کہہ رہے تہے

اونہون نے سنکر کہا خبردار۔ جناب عثمان کے قتل کا ارادہ نہ کرنا۔ اگر تم اونکو مار ڈالوگے تو اونکا مثل دوسرا نہ پاؤگے۔ (خمیس و تحفہ)

اس قول سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ کو جناب عثمان رضؓ سے جو رنج و کدورت تھی وہ اس قسم کی شکر رنجی تھی جو آپس مین بھائیون اور برابر والون مین ہوجایا کرتی ہے نہ یہ کہ ابن مسعودؓ آپکی خلافت کے منکر ہون یا آپکی بے لیاقتی کے قائل تھے۔ اس قسم کا باہمی ملال اکثر ہوہی جاتا ہے خصوصا سیاست و انتظام ملکی مین تو اس سے چارہ ہی نہین اگر اس خفیف بات کو جس سے کسی فرد بشر کو مفر نہین طعن مین شمار کرین تو معترضین کو بڑی مشکل پیش آویگی اور اونکو بھاگنے کی بھی راہ نہ ملیگی۔ جناب علی مرتضی رضؓ نے اپنے حقیقی بھائی عقیلؓ کو چھوڑ دیا۔ اونکا وظیفہ بند کر دیا اور اسقدر تنگ کیا کہ وہ بعد جنگ صفین کے حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

ابوایوب انصاریؓ کو جو جلیل القدر صحابی ہین معزول فرمایا اونپر سختی کی۔ اونسے کلام ترک کیا۔ اونکا وظیفہ مقررہ موقوف فرمایا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ ابوایوبؓ تنگ آکر مدینہ منورہ چھوڑ ملک شام مین جناب معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔ حضرت عقیل اور ابوایوبؓ ابوذر اور ابن مسعودؓ سے مرتبہ مین کچھ کم نہین۔ اگر جناب عثمانؓ مورد طعن ہین تو جناب علی مرتضی بھی اسمین آپکے شریک حال ہین۔ الحفیظ والامان۔ خدا کی پناہ۔ جناب رسولخدا کے داماد ونکو طعن کے ساتھ یاد کرنا یا یہ خیال بد دل مین لانا مرد مومن کی شان سے دور ہے۔ یہ فہم کا قصور ہے جو ایسے امور کو نہیں سمجھا یا باب طعن تصور کرے ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔ ان حضرات کو اس سے مطلب نہین کہ بات کیا ہے اور ہم کس کو کہہ رہے ہین۔ تعصب و بغض بیجا اس درجہ غالب آگیا ہے کہ اپنی بھی خبر نہ رہی حضرات

تحقیق تو بزعم انکے غاصب ظالم و جابر ہین۔ آپ کی عداوت نے اونہی کو کھلا دیا۔ داماد ون تک کو نہ چھوڑا۔ اونپر بھی بوچھار شروع کردی۔ یہہ انکی ہنسی دل لگی ہے۔

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان صاحب		زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ والا قصہ بھی بے اصل ہے۔ انہون نے تو سب صحابہ کرام سے قبل بیعت جناب عثمان رض راے لیکر اور سب کو آپ پر متفق پاکر آپکی خلافت مناسب سمجھکر بیعت کی تھی۔ اگر بالفرض بعد کو نادم ہوتے تو ضرور تصریح کے ساتھ کہہ دیتے اور جبکہ بقول اہل شیعہ معززین صحابہ آپکی خلافت سے خوش نہ تھے تو اوسوقت عبد الرحمن کو کسکا ڈر تھا حق بات ظاہر کرنے مین کبھی دریغ نہ کرتے۔ لوگ تو انکے تابع تھے کُھلّم کھلّا جناب عثمان رض کو خلافت سے علیحدہ کرکے اپنی مرضی کے موافق دوسرے کو خلیفہ بنا لیتے نفاق یا تقیہ کی تہمت حضرت عبد الرحمن رض کی نسبت قائم کرنا سراسر جہالت و عداوت ہے جناب عبد الرحمن رض جلیل القدر صحابی ہین۔ انکو جنت کی بشارت ہے ان دونون صاحبونکے بارہ مین اسقدر ضرور صحیح طور سے ثابت ہوا ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت عثمان رض اور جناب عبد الرحمن بن عوف رض کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا تھا اس وجہ سے عبد الرحمن رض جناب عثمان رض سے اکثر مذاق و دل لگی کیا کرتے تھے چونکہ آپکے مزاج مین حیا و شرم غالب تھی ایک روز آپنے تنگ ہوکر فرمایا۔ اے ابن عوف رض مجھکو خوف ہے کہ تم میرے خون سے بھی دل لگی کروگے (یعنی ہنسی مذاق مین میرا خون کروا) یہہ کوئی بات موجب طعن و تشنیع نہین اس قسم کی گفتگو تو اکثر یارون۔ دوستون ہمصحبتون مین ہوا ہی کرتی ہے۔ اسکا اثر کسی طرف دل مین نہین رہتا۔ اگر فوری رنجش یا ادنیٰ کدورت ہوئی تو ایک لحظہ کے بعد دفع ہوجاتی ہے۔ جناب علی مرتضیٰ رض سے بھی اس قسم کا مزاح اور خوش طبعی اکثر لوگون سے

ہوا کرتا تھا چنانچہ دارقطنی بروایت زیاد بن عبداللہ نخعی روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ کوفہ کی جامع مسجد مین جناب علی رضؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپکے پاس موذن نے آکر کہا۔ اے امیر المومنین۔ نماز عصر تیار ہے۔ آپنے فرمایا۔ بیٹھ جا۔ موذن بیٹھ گیا۔ پہر دوبارہ آپسے نماز کے واسطے کہا۔ آپنے فرمایا۔ یہہ کتا ہمکو طریق سنت کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکھئے۔ آپکا یہ فقرہ مذاقیہ تھا

حضرت عمار رضؓ کا قصہ جس طرح یہہ لوگ نقل کرتے ہین بالکل غلط ہے۔ موافق روایات صحیحہ کے وہ قصہ اس طرح ہے کہ ایک روز عمارؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ مسجد نبوی مین آئے اور ایک شخص کی معرفت جناب عثمانؓ کی خدمت مین اطلاع دی کہ ہم مسجد مین آپ سے ملنا چاہتے ہین آپ ہی کے متعلق اور آپکی شکایت کے بابت کرنی ہین۔ آپ تہوڑی دیر کے واسطے تشریف لائین۔ جناب عثمانؓ نے اپنے غلام کی زبانی جواب کہلا بہیجا۔ آج مجھکو ضروری کام درپیش ہین اسوقت آپسے نہین مل سکتا۔ فلان روز آپ آئین اطمینان سے آپکی باتین سونگا اور جو آپکو کہنا ہو کہہ لیجئے گا۔ حضرت سعدؓ تو یہہ جواب پاکر چل دیئے مگر عمار رضؓ نے دوبارہ آدمی بہیجکر درخواست کی کہ آج ہی آیئے۔ آپنے وہی عذر سابق کیا۔ عمار رضؓ نے پہر آدمی بہیجا۔ آپنے پہر عذر کیا۔ آپکے غلامون نے عمار کو مارپیٹ کر مسجد سے کہینچکر باہر کر دیا اور کہا۔ اذن لینے کی حد شرع مین تین ہے تم شرعی حد سے بڑہ گئے لہذا تمہاری تعزیر ضرور ہوئی۔ جناب عثمانؓ یہہ حال سنکر دوڑتے ہوئے مسجد مین تشریف لائے اور عمارؓ کو بلوا کر آپنے قسم کہائی اور فرمایا۔ "میرے کہنے سے یہ کام نہین ہوا ہے۔ آپ میری جانب سے کدورت نہ رکہئے گا"۔ پہر آپنے غلام کو جس نے مارا تہا خوب تنبیہ کی بعد اسکے آپنے عمارؓ کی طرف اپنا ہاتہ دراز کرکے فرمایا۔ لو مین حاضر ہون اپنا بدلہ مجھسے لو۔ حضرت عمار رضؓ نے آپکے ہاتہ کو بوسہ دیا اور راضی ہوکر واپس گئے اور پہر کسی طرح آپسے رنجش نہ رکہی بلکہ عمارؓ ان لوگونکے شریک تہے جو آپکے محاصرین کو

روکتے اور فتنہ وفساد سے منع کرتے تھے جب لوگون نے جناب عثمان رضؓ پر پانی بند کر دیا تو عمار رضؓ
نے اوس مجمع مین آکر با آواز بلند کہا سبحان اللہ جس شخص نے چاہ رومہ خرید کر راہ خدا مین وقف
کر دیا ہو اوسی پر تم لوگون نے آج پانی بند کر دیا ہے پھر جناب علی رضؓ کے پاس دوڑے گئے
اور ان ہی دونون کی کوشش سے ایک پکھال پانی جناب عثمان رضؓ کے پاس پہونچایا گیا۔ دیکھو
جناب عمار رضؓ کی محبت اور عقیدت۔ انکے نسبت اس قسم کی باتین تراش کر جناب عثمان رضؓ پر طعن
کرنا۔ یہہ تو وہی مثل ہے کہ مدعی و مدعا علیہ تو راضی ہین مگر قاضی صاحب راضی نہین ہوتے۔

کعب بن عبدہ نہدی رضؓ کا قصہ ناتمام چہوڑا آدہا ذکر کر کے اعتراض جڑ دیا اور باقی قصہ
رہنے دیا۔ انکا باقی قصہ یہہ ہے کہ جب جناب عثمان رضؓ کو کعب رضؓ کی مار کی خبر پہونچی آپ نے
سعید بن العاص کو اس تشدد پر نہایت ملامت لکہی اور یہہ حکم دیا کہ کعب رضؓ کو بحرمت وعزت
تمام میرے پاس روانہ کرو جسوقت کعب رضؓ آپکی خدمت مین پہونچے آپ نے فرمایا۔ اے کعب۔
تمنے سختی سے مجھکو خط لکہا۔ اوسمین الفاظ نہایت کریہہ و نامناسب تہے۔ مشورہ دینے کا طریق
اور نصیحت کا انداز یہہ نہین ہے۔ اپنے مسلمان بہائی کو اس طرح نہین لکھتے نہ اوسکو ایسے الفاظ
مین نصیحت کرتے ہین بلکہ نصیحت نرمی وسہولت کے لفظون مین لکھنا چاہیئے تہی نہ درشتی وسختی
سے۔ علی الخصوص اپنے رئیسون۔ امامون اور خلیفہ وقت کو۔ دیکھو۔ فرعون جو قطعاً بدبخت و
کافر تہا خداوند تعالیٰ نے اوسکے حق مین اپنے اولوالعزم پیغمبر جناب موسیٰ و ہارون علیہم السلام
کو ادب تعلیم فرمایا اور ارشاد کیا۔ فقولا لہٗ قولا لینا۔ فرعون سے نرمی کے ساتھ
گفتگو کرنا۔ مین نے سعید بن العاص کو تمہارے مارنے پیٹنے کو ہرگز نہین لکھا۔ صرف
اسقدر لکھا تہا کہ شہر بدر کر دو۔ اونہون نے اپنی طرف سے بلا اجازت میرے تم پر یہہ سختی
کی۔ اب مین اپنے بدن سے کرتا اوتارتا ہون اور چابک لاتا ہون تم مجھسے اپنا بدلہ لے لو

کعبؓ نے عرض کیا کہ جب آپ اس درجہ انصاف فرماتے ہین تو مین نے بہی اپنے حق سے درگذر کی۔ درحقیقت مجہسے ہی خطا ہوئی آپکو سخت و درشت الفاظ لکہے جو کسی طرح مجہکو زیبا نہ تہا۔ اسکے بعد کعبؓ آپکی خدمت مین رہے اور آپکے خاص مصاحبون مین ہو گئے۔

اللہ اللہ۔ جناب عثمانؓ کا حلم و تواضع عجز و انکساری۔ خدا ترسی خلیفۂ وقت ہوکر ادنی سی بات پر پہر اوس شخص کے سامنے جو آپکے مرتبہ و عزت کا خیال نہ کرکے گستاخانہ الفاظ لکہے۔ اپنی ندامت ظاہر کرنا اور بدلہ دینے پر راضی ہونا۔ اوس سے بعاجزی و خوشامد خواستگار عفو تقصیر ہونا۔ ادہر آپکی تو یہہ بزرگی اور یہہ حال اودہر طاعنین بداعمال کی زبان درازیان۔ خداوندا! تو ہی دانا و بینا ہے اور تو ہی منتقم حقیقی ہے۔ ایسے پاک نفس بزرگ کی نسبت تو اسلام کا مدعی کوئی کلمہ سوء ادبی کا نکالنے کی جرأت نہ کریگا مگر شاباش اون حضرات کو جو بے محابا کیا کیا کچہہ افترا پردازی کرتے ہین اور پہر اسلام کا دعوی۔

مالک اشتر کا قصہ البتہ صحیح ہے۔ اوسکا جواب یہہ ہے کہ اشتر نہ صحابی تہے نہ صحابی زادہ بلکہ کوفہ کے ایک بدمعاش چہٹے ہوے لُچے گنڈے تہے۔ انکو خلیفۂ وقت کا بالکل پاس ادب نہ تہا۔ عام بازاری اشخاص کو جناب عثمان کے عامل کی اہانت پر بہکایا کرتے تہے۔ ایسے شخص کے حرکات ناسزا سے درگذر کرنا حاکم وقت کی شان کے خلاف ہے اور امور سیاست کے نامناسب کیونکہ اس طرح وہی ہین بالانجام فساد عظیم ہوتا ہے۔ یہہ اشتر نخعی وہی ہین جنکی ذات سے فتنہ و فساد کی ابتدا ہوئی اور جناب عثمانؓ کی شہادت کی نوبت پہونچی پہر بہی اس شخص کو صبر نہ آیا اور بلغیہ شرارت کے نہ بیٹہا گیا۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ کو اونکے قتل سے ڈرایا۔ یہہ دونون صاحب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور جناب ام المؤمنین عائشہؓ کو اپنی پشت پناہ و سپر بنایا۔ آخرکار جدال و قتال کی نوبت آئی اور اشتر کی ان نالائق

حرکتون سے جناب علیؓ کی خلافت مین بدنظمی آگئی۔ اشتر آپ سے بہی مخالف تہے ۔ ہمیشہ آپ پر بہی حکومت جتلایا کرتے اور پورے طور سے آپکی بہی اطاعت نہ کرتے تہے ۔ یہہ سب حالات کتب تواریخ مین مذکور ہین جسکو شک ہو دیکہہ لے ۔ جب جناب عثمان رضؓ نے اشتر اور انکے یارون کی خواہش کے بموجب ابو موسیٰؓ کو والی کوفہ کیا اور حذیفہ بن یمان کو محکمۂ خراج کا افسر کرکے روانہ فرمایا اشتر پہر بہی صبر کرکے خاموش نہ رہے اور کوفہ کے بدمعاش گروہ کو لیکر آپکے سر چڑہ آے ۔ مصریونکو بہی اپنا رفیق کرلیا ۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ آپ شہید ہوگئے بلکہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ خود اشتر نخعی نے آپکو شہید کیا ۔ آپکی شہادت قیامت تک فتنہ و فساد کا سبب ہوئی ۔ اشتر جیسا شخص تو قابل قتل تہا تاکہ سارا فساد مٹ جاتا ایسے کو نکالدینا اور اوسکی ذلت و اہانت کرنا کون ایسی بات ہے جو محل طعن قرار دی جاے ۔ یہہ بہی جناب عثمانؓ کا کمال حلم و حیا کا اثر ہے کہ آپنے اسکے قتل سے درگذر فرمائی اور صرف اسیقدر پہ قناعت کی ۔

طعن چہارم متضمن بر عدم اقامت و طرح دہی حدود شرعیہ

جناب عثمان رضؓ نے عبید اللہ بن عمر رضؓ سے قصاص قتل نہین لیا ۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ جو عہد خلافت فاروقی مین مسلمان ہوکر مدینہ منورہ مین مقیم ہوا تہا اسکو عبید اللہ بن عمر رضؓ نے محض اس تہمت اور شک پر کہ ہرمزان جناب عمر فاروق رضؓ کے قتل مین شریک تہا قتل کر ڈالا ۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ ہرمزان پر تہمت بیجا تہی ناحق مارا گیا ۔

ابو لولو کی ایک لڑکی کمسن نابالغہ کو بہی عبید اللہ بن عمر رضؓ نے قتل کیا ۔

جفینہ نصرانی کو بہی بہ تہمت شرکت قتل کیا جملہ صحابہؓ جمع ہوکر جناب عثمان رضؓ کے پاس آے

اور کہا کہ عبیداللہ سے قصاص لینا چاہیے۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے بھی یہی مشورہ دیا مگر آپنے قصاص نہ لیا بلکہ بیت المال سے اولیاء مقتولین کو دیت ادا کر دی اور قصاص موقوف رکھا حالانکہ قصاص قرآن شریف کا حکم ہے اور جو شخص خدا کی کتاب کا حکم جاری نہ کرے امامت کے قابل نہین۔

ولید بن عقبہ نے شراب پی اور آپنے حد شراب اونپر جاری نہ فرمائی۔

جواب۔ جمہور علماے شیعہ کے نزدیک ابو لولو کی لڑکی کے قتل مین قصاص نہین کیونکہ وہ مجوسی تہا اور قتل مجوسی مین قصاص نہین۔ علیٰ ہذا القیاس جفینہ نصرانی تہا حیرہ کا باشندہ اوسکے قتل سے بہی قصاص نہین مسئلہ یہہ ہے کہ مابین مسلمان اور کافر قصاص نہین لیا جاتا حدیث صحیح مین وارد ہے کہ مسلمان بعوض کافر کے نہ قتل کیا جاوے۔ اب رہا ہرمزان جو بظاہر مسلمان تہا اوسکے قتل سے قصاص لینا چاہیے۔ اسکا جواب اہل سنت وجماعت نے تین طرح دیا ہے۔

اوّل۔ ہرمزان کا اسلام لاکر مدینہ مین قیام پذیر ہونا اور درپردہ مسلمانوں کی زک دینے اور اونکی بیخ کنی کی فکر و تدبیر مین رہنا بالخصوص جناب امیر المومنین فاروق رضؓ کی شہادت مین آمر ہونا اور ابو لولو و جفینہ کا شریک و ہمراز ہونا جیسا کہ وقت تحقیقات حضرت عبید اللہ بن عمر رضؓ کے بیان اور گواہون کی شہادت سے ثابت ہے اور جسکو ہم شروع خلافت عثمانی مین واقعہ قتل ہرمزان و جفینہ مین بالتصریح لکہہ آئے ہین بخوبی متحقق ہو گیا اور جناب عثمان رضؓ کی نزدیک قتل کا حکم دینے والا بہی قاتل کے حکم مین ہے اور اوس سے بہی قصاص لینا چاہیے جیسا کہ مذہب امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور اکثر آئمہ کا ہے اسیواسطے جناب عثمان رضؓ نے عبید اللہ بن عمر رضؓ سے قصاص لینے مین توقف کیا یہہ حکم تو عام اشخاص کا ہے اور خلفا و روسا کے

باب مین اگر ایسا اتفاق ہو تو قتل کا حکم دینے والا ہی بطور سیاست ضرور قتل کیا جاوے گا۔
دوم۔ عبید اللہ بن عمرؓ کو اگر قصاص مین قتل کرتے تو اسوقت بڑا فتنہ برپا ہوتا۔ بنو تیم و بنو
عدی ضرور مانع ہوتے۔ بلکہ بنو امیہ۔ بنو جمح۔ بنو سہم یہ قبائل بھی عبید اللہؓ کے طرفدار اور
لڑنے پر تیار تھے اور کہتے تھے کہ اگر عثمانؓ عبید اللہ کو قصاص مین قتل کرنا چاہینگے تو خانہ جنگی
ہوجاویگی ہم لوگ اپنی جانین دینگے اور حتی الامکان عبید اللہ کو بچائینگے۔ اگر جناب عثمانؓ
عبید اللہؓ کے قتل کا ارادہ کرتے تو تمام خاندان قریش اور شرفاء عرب انکے ساتھ ہو کر غدر
کر دیتے اور وہ قتل و خونریزی ہوتی جسکا دفعیہ کسیکے امکان مین نہ تھا۔ آپنے انجام کار
پر نظر فرمائی اور بغرض دفع فتنہ و فساد قصاص سے درگذر کرنا پڑا۔ ورثاء مقتول کو راضی
کر لیا۔ اس صورت مین آپکا انتظام اور حسن تدبیر قابل تحسین و آفرین ہے اس سے اچھی تدبیر اور
کیا ہو سکتی تھی۔ قاتلان جناب عثمانؓ کی بابت کیا جواب ہے جبکہ جناب امیر المومنین علی رضؓ
نے اونسے قصاص نہین لیا بلکہ دیت بھی ورثاء عثمانؓ کو آپنے نہین دی اور آپکے وارثونکو
راضی بھی نہ کیا۔ جناب عثمانؓ نے تو ہرمزان کے وارثونکو راضی کر کے مال کثیر خونبہا مین عنایت
کیا کہ کسی کو شکایت نہ رہی اور آپکے عدل و انصاف کے ثناخوان ہوے اگر بخوف فتنہ ترک
قصاص درحقیقت جائے طعن ہے تو جناب امیر المومنین علی رضؓ کے حقین خوارج کے اس
طعن کا کیا جواب دیا جائیگا۔ اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ دونون صورتونمین دونون صاحبونکو
خوف فتنہ تھا لہذا قصاص ترک کیا بلکہ جناب عثمان رضؓ کے حقین کوئی اعتراض نہ رہا کیونکہ
آپنے ہرمزان کے وارثونکو راضی کر لیا۔
سوم۔ بعض حنفیہ اس طرح جواب دیتے ہین کہ تمام اہل تواریخ واکابر تاریخ دان اور محمد بن
جریر طبریؒ بہ تصریح تمام لکھتے ہین کہ تمام وارث ہرمزان کے مدینہ مین موجود نہ تھے بلکہ

بعض وارث فارس مین تھے اور کچھ یہان۔ امیر المومنین جناب عثمان رضؓ نے جب فارس ا لے
وارثونکو طلب فرمایا تو چونکہ وہ لوگ خوف زدہ تھے مدینہ منورہ مین حاضر نہوی اور قصاص
لینے مین سب وارثونکا حاضر ہوکر دعوی کرنا ضرور ہے اسلیئے صورت موجودہ مین آپکو قصاص
لینا کسی طرح درست نہ تھا اور بجز دیت دینے کے دوسری سبیل بھی نہ تھی۔ دیت بھی بیت المال
سے نہین۔ نہ قاتل کے مال وراوسکے عصبات سے دے سکتے تھے کیونکہ کتب حنفیہ
مین موجود ہے کہ جو شخص امام عادل کے قتل مین مدد دے چاہے وہ خود مرتکب قتل نہوا
ہو وہ مدد دینے والا واجب القتل ہے۔ ہرمزان کی مدد واعانت قتل ثابت ہو چکی تھی یہ
تو واجب القتل تھا اسکے قاتل سے نہ قصاص ہے نہ دیت۔ جب دیت بھی نہین تو قاتل
کے عاقلہ (عصبات) کیون یہہ بار اوٹھاوینگے۔ اب رہا۔ ہرمزان بظاہر مسلمان تھا۔ کلمہ
گو اہل قبلہ تھا۔ اسکا خون مفت جاتا تھا لہذا بنظر احتیاط اور کمال سخا آپنے بیت المال سے
دیت ادا فرمائی۔ ایسی صورتونمین ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ بیت المال سب مسلمانونکی حوائج دفع
کرنیکا ضامن ہے اور تاریخ کامل مین ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے اپنے ذاتی مال سے یہ دیت
عطا کی۔ ہرمزان کے بعض وارثونکا مدینہ منورہ مین نہ حاضر ہونا۔ خود اہل شیعہ کی تواریخ
سے ثابت ہے کچھ ہماری ہی کتابونمین نہین بلکہ شریف مرتضیٰ کی کتاب اور دوسری اماميہ
کتابونمین موجود ہے جسکو شک ہو دیکھ لے۔

ولید پر حد شراب نہ جاری کرنیکا محض بہتان ہے اور یہہ روایت بالکل غلط ہے کتب
معتبرہ مین موجود ہے۔ صاحب استیعاب بحوالہ علامہ طبریؒ نقل کرتے ہین کہ ولید پر ایک
گروہ اہل کوفہ نے براہ بغض وحسد دعوی کیا اور جھوٹی گواہی دی کہ ولید نے قے کی جسمین
شراب گری چنانچہ ہم اس قصہ کو بحث عزل ولید مین لکھ آئے ہین اور بعض اس طعن کی

تقریراس طرح کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ نے ولید پر حد شراب قائم کرنے مین تاخیر کی یہانتک کہ اس باب مین قیل وقال کی نوبت پہونچی پھر آپنے بمجبوری حد قائم کی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے ولید بن عقبہ پر حد شراب جاری کرنے مین بغرض تحقیق حال اور ثبوت کامل فی الجملہ تامل کیا جسپر لوگونمین گفتگو ہونے لگی جب آپکو بخوبی ثابت ہوگیا کہ بیشک ولید نے شراب پی ہے آپنے دُرّے مارنیکا حکم دیا۔ حدود قائم کرنے مین جناب سالتمآب صلعم سے بہی تاخیر اور تامل منقول ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے ماعز رضؓ کے سنگسار کرنے مین توقف کیا یہانتک کہ تمام شبہے دفع ہوگئے اور یقین کامل سے انکا زنا حسب اقرار انکے ثابت ہوا۔

جناب عمر رضؓ نے بہی قدامہ بن مظعون پر حد شراب قائم کرنے مین تا تحقیق کامل تاخیر کی ہے۔

حضرت امام بخاریؒ بروایت عروہ نقل کرتے ہین کہ عبید اللہ بن عدی بن خیار سے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود نے کہا۔ "تم جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین جاکر ولید کے بارہ مین کیون نہین گفتگو کرتے۔ لوگ اس مقدمہ مین بہت کچہ غل وشور کر رہے ہین"۔

عبید اللہ راوی قصہ کہتے ہین کہ مین ان صاحبونکے کہنے سے جناب عثمان رضؓ کی خدمتمین گیا۔ آپ نماز پڑہنے مسجد مین تشریف لاے مین نے عرض کیا مجھکو آپ سے کچہ کام ہے اور وہ کام آپ ہی کے نفع کی بات ہے جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ اے شخص کیا تجھسے خیر خواہی کی اپنے حق مین امید کرون اور ایک روایت مین یہہ ہے۔ مین تیرے شر کی خداسے پناہ مانگتا ہون۔ آپنے پناہ اسواسطے مانگی کہ مبادا وہ کوئی ایسا سوال کرین کہ اسکے جواب مین آپ انکار کرنے پر مجبور ہون اور اس سے سائل کی دلشکنی ہو۔ (فتح الباری شرح بخاری)

راوی کا بیان ہے کہ مین اونہین لوگونکے پاس واپس چلا آیا۔ اسکے بعد جناب عثمان رضؓ کا آدمی میرے بلانے کو پہونچا۔ مین دوبارہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ خدا نے

پاک نے جناب محمد صلعم کو حق کے ساتھہ بھیجا۔ اونپر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ آپ اون صاحبونمین ہین جنہون نے اللہ اور اوسکے رسول صلعم کی دعوت کو قبول کیا۔ آپ نے دو ہجرتین کین اور جناب رسول خدا صلعم کی صحبت مین رہے اور حضور اقدس کی سیرت اور عادت ملاحظہ فرمائی۔ لوگ ولید کے بارہ مین آپکو بہت کچھہ کہہ رہے ہین جناب عثمانؓ نے استفسار فرمایا۔ کیا تم نے جناب رسالتمآب صلعم کو دیکھا ہے۔ انہون نے جواب دیا دیکھا تو نہین مگر مجھکو آنحضرت صلعم کے حالات بخوبی معلوم ہین اور مجھہ تک سب خبرین پہونچ گئی ہین جیسا کہ کنواری لڑکی کو اوسکے پردہ مین سب خبرین پہونچ جاتی ہین۔ یہ سنکر جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ امابعد۔ خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو دین حق کے ساتھہ بھیجا اور مین اون لوگونمین ہون جو خدا اور اوسکے رسول کے بلانے کو مان گئے۔ جو کچھہ آنحضرت صلعم لیکر آئے مین اوسپر ایمان لایا۔ دو ہجرتین بھی کین جیسا کہ تم کہتے ہو اور جناب رسول خدا صلعم کی صحبت مین بھی رہا اور آپسے بیعت کی۔ بخدا ے لایزال مین نے کبھی آنحضرت صلعم کی نافرمانی نہ کی اور نہ کبھی آپسے کھوٹ کپٹ کا قصد کیا۔ مین ہرطرح مطیع رہا ہون یہانتک کہ آنحضرت صلعم کو خدا ے پاک نے اپنے پاس بلا لیا۔ آپکے بعد جناب ابوبکرؓ خلیفہ ہوے مین اوسیطرح آپکا بھی فرمانبردار رہا۔ پھر جناب عمرؓ کے عہد مین بھی یہی دستور اپنا رکھا۔ اب مین خود خلیفہ ہوا ہون۔ کیا میرا حق کچھہ نہین جیسا کہ اون بزرگونکا حق و مرتبہ تھا۔ عبید اللہ نے عرض کیا۔ کیون نہین۔ آپ ہمارے خلیفہ۔ آپ ہمارے سردار ہین۔ آپ کا حق ہمپر بہت کچھہ ہے جناب عثمانؓ فرمانے لگے۔ پھر یہ کیا باتین ہین جو تم لوگونسے مجھکو پہونچ رہی ہین۔ ولید کا ذکر جو تم نے کیا مین بہت جلد اوسکے بارہ مین حق کے ساتھہ عمل کرونگا۔ انشاءاللہ تعالےٰ پھر آپنے جناب علیؓ کو طلب فرماکر حکم دیا کہ ولید کو درّے مارے جاوین۔ پس اونکو اسئی

دُرّے مارے گئے۔ (ازالۃ الخفاء)

حد شراب مین ولید کو چالیس دُرّے مارے جانیکی روایت جو سابق مین گذری وہ متعدد روایات سے ثابت ہے۔ زیادہ تفصیل اسکی کتاب الحدود کتب فقہ مین مذکور ہے یہہ مقام تحقیق نہین۔

طعن پنجم۔ فرار از جنگ اُحُد و غیر حاضری از بیعۃ الرضوان

جناب عثمانؓ جنگ احد مین بہاگے اور لڑائی سے بہاگنا گناہ کبیرہ ہے۔ آپ جنگ بدر اور بیعۃ الرضوان مین غیر حاضر تھے اور اس بیعت کی فضیلت نص صریح سے ثابت ہے۔

جواب۔ جناب عثمانؓ تنہا نہین بہاگے بلکہ روز احد مین تمام صحابی بہاگ گئے تھے بجز تیس صاحبونکے جناب رسول خداؐ کے پاس کوئی نہ رہا۔ اکیلے جناب عثمانؓ پر طعن بیجا ہے قطع نظر اسکے جب خداوند تعالیٰ نے اس گناہ کبیرہ کو معاف کیا اور آیات قرآنی درباب عفو تقصیر نازل فرمائین تو کسی صاحب پر طعن و تشنیع باقی نہ رہی۔ بالفرض اگر جناب عثمانؓ نہ بہاگتے تو کیا معترضین اونکی تعریف کرتے یا شاباش دیتے۔ جناب ابوبکر و عمرؓ یہ دونون صاحب تو نہین بہاگے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ثابت و قائم رہے پھر یہہ بزرگوار کب انکی زبان ملامت بیان سے چھوٹے۔

تیرہ کس اصحاب کبار مہاجرین باقی انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین مجموعی تیس صاحب یاران با وقار جناب احمد مختار صلعم کے اس جنگ مین حضور کے ہمراہ قائم رہے۔ انہین سے کون ایسا ہے جسکو معترضین برا نہ کہتے ہون اور نشانہ تیر ملامت نہ بنایا ہو۔ اصحاب مہاجرین مین تو جناب ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبد الرحمن بن عوف۔ سعد

بن ابی وقاص۔ رضوان اللہ علیہم ہین۔ یہ سب اہل شیعہ کے نزدیک مطعون و ملعون ہین۔ معاذ اللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدہ۔ باقی یاران انصار اونکا حال بھی ظاہر ہے کہ وہ بھی انکی زبان سے نہ بچے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ان صحابہ کبار کا بھاگنا اگرچہ گناہ مین شمار ہو تو انتہا یہ ہے کہ یہ بزرگوار مرتکب گناہ کبیرہ ہوے جو توبہ سے معاف ہوا اور مابعد خداے رحیم کی مغفرت اور وعدہ سے یقیناً اس گناہ کا اثر مٹ گیا اور جناب عثمانؓ کی لیاقت امامت مین کچھ قباحت لازم نہ آئی۔ اگر کتب تواریخ وسیر مین پورے واقعہ کو از اول تا آخر دیکھو اور غور کرو تو بھاگنے والے معذور سمجھے جا دینگے کیونکہ وقت شہرت خبر قتل سردار اور تباہی لشکر کے ایسی صورت مین لڑنے والونکا ثابت رہنا اور لشکر یونکا پابرجا ہونا ایک امر دشوار اور بغایت مشکل ہے۔ اس امر کی تصدیق وہی خوب کر سکتا ہے جسکو کبھی جنگ مین ایسا موقع پیش آیا ہو بھلا وہ کیا جانین جو گھر مین بیٹھے شہاب کے چھینٹے اوڑایا کرتے ہین عقل دوربین اس امر کو بلا تردد تسلیم کرتی ہے جسکے بعد پھر کوئی شک وشبہ نہین رہتا۔ جناب عثمانؓ کا غزوہ بدر مین شریک نہ ہونے کا عذر قوی ہے جناب علی مرتضیٰؓ بھی تو غزوہ تبوک مین نہ تھے آنحضرت صلعم نے خبر گیری ونگرانی اہل وعیال کیواسطے انکو مامور فرما دیا تھا پھر وہ کیسے مستثنیٰ ہو سکتے ہین۔ اس قسم کی غیر حاضری کو غیر حاضری نکہنا چاہیئے بلکہ یہ حاضر ہونیسے بہتر ہے کیونکہ جناب رسولؐ خدا کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا "عثمانؓ کو بدر مین شریک ہونیوالونکا ثواب ہے اور حصہ بھی ہے" جیسا کہ ہم اس قصہ کو بحث فضائل مین حضرت ابن عمرؓ کے قول سے نقل کر آے ہین۔ اس بیعت مین جناب عثمانؓ کا حاضر نہونا اسیواسطے ہے کہ بیعۃ الرضوان تو آپ کی موت کی ہی خبر سنکر ہوئی ہے۔ اوسوقت تو آپ مردہ تصور کیئے گئے تھے پھر

آپکا بیعت مین سب کے ساتھہ حاضر ہونا کس طرح ممکن تھا۔ اگر آپ اسوقت لشکر مین ہوتے تو یہہ بیعت ہی کیون ہوتی۔ باوجود اسکے پہر بہی آنحضرت صلعم جب سب سے بیعت لے چکے اپنا داہنا ہاتھہ اپنے بائین ہاتھہ پر مار کر فرمایا۔ ھذہ لا ید عثمان۔ یعنی یہہ ہاتھہ عثمانؓ کا ہاتھہ ہے۔ دوسری روایت مین یہہ لفظ ہین۔ ھذہ لا لعثمان یعنی یہ بیعت عثمانؓ کی طرف سے ہے جس کسیکا آنحضرت صلعم کی مانند نائب موجود ہوا وسکے نہ حاضر ہونیسے کیا نقصان ہے۔ (تحفہ)

طعن ششم۔ تغیر سنت نبوی صلعم

جناب عثمان رضؓ نے سنت نبوی مین تبدیل و تغیر کر دیا اور مسئلہ متفق علیہ کے خلاف کیا۔ آپ بمقام منی جسجگہ حاجی قیام کرتے ہین۔ دسوین تاریخ ذی الحجہ سے چودہوین تک چار رکعتین پڑہتے ہی حالانکہ جناب رسول خداؐ ہمیشہ حالت سفر مین خصوصًا اس مقام مین فرض چار رکعت کی جگہہ دو رکعت پڑہتے تھے۔ جناب صدیقؓ اور فاروق رضؓ نے بہی قصر کیا اور جملہ صحابہ کرام کا اسپر عمل رہا جناب عثمانؓ بہی اس بات کو بخوبی جانتے تھے مگر دیدہ و دانستہ آپنے نماز قصر نہ کی چنانچہ جملہ صحابہ کرام نے آپکے اس فعل پر انکار کیا اور آپسے بحث کی۔ یہہ ترک قصر آپنے اپنی خلافت کے نصف زمانہ گذرنے کے بعد نصف اخیر خلافت مین کیا۔ اول خلافت مین حسب معمول مقررہ قصر فرماتے رہے۔

جواب۔ حضرت امام شافعی رحؒ نے اپنی کتابونمین اس بحث کو خوب تحقیق سے لکھاہے۔ ماحصل اس مقام مین یہہ ہے کہ مسافر کو نماز قصر کرنا سنت ہے اور پوری پڑہنا جائز۔ (اگرچہ احناف کے نزدیک قصر پڑہنا اولی و افضل ہے) جناب عثمانؓ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ مسو

بن مخرمہ عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم کے نزدیک نماز پوری پڑھنا جائز ہے اور یہی ظاہر آیات قرآنی واحادیث نبوی سے ثابت ہوتا ہے جناب عائشہ کا قول ہے کہ جناب رسول خدا نے دونون طرح کیا۔ آپ نے سفر مین نماز کبھی پوری پڑھی اور کبھی قصر کی۔ امام شافعی ؒ یہ اقوال نقل کرکے فرماتے ہین کہ ظاہر مذہب ابن مسعود اور ابن عمر رض کا یہی ہے۔ ابن مسعود رض نے جناب عثمان کے پیچھے بمقام منیٰ چار رکعت پڑہین۔ لوگون نے اونپر اعتراض کیا اور کہا۔ آپ تو ہم سے کہتے تھے کہ جناب رسول خدا نے اور جناب ابوبکر و عمر رض نے دو رکعتین پڑہی ہین۔ ابن مسعود رض نے جواب دیا ہان یہہ مین نے تمسے کہا ولیکن عثمان رض ہمارے امام ہین کیا ہم انکے خلاف کرین اور خلاف تو بُرا ہی ہے۔

نافع کا قول ہے کہ ابن عمر رض بمقام منیٰ امام کے پیچھے چار رکعت پڑہا کرتے تھے اور جب تنہا پڑہتے تو دو ہی رکعت پڑہتے تھے۔

امام شافعی رح نے آپکی نماز پورا پڑہنے کی یہی وجہ لکھی ہے یعنی چار رکعت پڑہنا درست ہے بعض علما نے اور بہی دو جواب دیئے ہین۔

جواب اول۔ ایوب بروایت زہری روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رض نے منیٰ مین نماز بخیال اعراب (دیہاتی لوگون) کے چار رکعت پڑہی۔ کیونکہ اعراب اس سال کثرت سے آئے تھے آپنے انکے دکہلانے کو چار پڑہین تاکہ وہ جانین کہ اصل چار ہی رکعت فرض ہے (آپکو یہہ خیال پیدا ہوا کہ دور دور ملک کے لوگ آئے ہوئے ہین شاید یہہ دو رکعت پڑہتے دیکھکر اعتقاد کرلین کہ ظہر وعصر مین دو ہی فرض ہین اس وہم کے دفع کرنیکو آپنے چار رکعت ادا کین۔)

جواب دوم۔ یونس زہری سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رض نے ملاقہ طائف مین

جائداد خرید کی اور آپنے قیام طائف کا ارادہ کرلیا تھا لہذا آپ مقیم ہوی چنانچہ چار رکعت پڑہین مغیرہ ابراہیم سے روایت کرتے ہین کہ چونکہ آپنے طائف کو اپنا وطن بنالیا تھا لہذا نماز پوری پڑہی۔ یہہ دونون جواب جادل کے کچھ مخالف نہین کیونکہ تقریر جواب یون ہوسکتی ہے کہ نماز پوری ادا کرنا جائز ہے اور قصر سنت۔ آپنے جائز کو سنت پر ترجیح دی اور اس ترجیح کیوجہ قصہ اعراب تہا اور چونکہ قصر کی شرط سفر ہے اور بوجہ اقامت اور وطن ہوجانے طائف کے شرط قصر یعنی سفر مشکوک تہا لہذا پوری نماز پڑہنا اولی وانسب ہوا۔ ازالۃ الخفا

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ طائف والا عذر خود جناب عثمان رضنے پیش کیا جبکہ صحابہ نے آپ پر اعتراض کیا ہے۔ اگرچہ اس عذر کو بعض صحابہ نے نہین مانا۔ پس اس صورت مین جو جواب اولاً مذکور ہوا وہی درست ہے اور اوسپر کوئی شبہ وارد نہین ہوتا کیونکہ آپنے اس مسئلہ مین ظاہر کتاب وسنت پر عمل کیا لہذا کوئی جاے طعن نہین ہے۔

درباب عدم قصر جناب عثمان رضکے روبرو صحابہ نے گفتگو کی تہی اور آپکا حال انکو معلوم نہ تہا جب آپنے ظاہر فرمایا کہ مین نے مکہ مین نکاح کرلیا ہے اور مین گہربار والا ہوگیا ہون اور میرا قصد یہی ہے کہ مکہ مین سکونت اختیار کرون۔ اب مین مسافر نہین رہا کہ سفر کی نماز پڑہون اور مقیم کو باتفاق علما قصر جائز نہین اسیواسطے مین پوری نماز پڑہتا ہون تو صحابہ یہہ تقریر آپکی زبان سے سنکر خاموش رہے اور پہر آپ پر کسی نے طعن نہین کیا۔ یہہ جواب جناب عثمان کا امام احمدؒ۔ امام طحاویؒ۔ ابوبکر بن شیبہؒ۔ ابن عبدالبرؒ اپنی کتابون مین لکھتے ہین۔ اوسکے الفاظ یہہ ہین۔ ان عثمان رض صلی بالناس اربعا فانکر الناس علیہ فقال ایہا الناس انی تاہلت بمکۃ منذ قدمت وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تاہل ببلدۃ فلیصل صلوۃ المقیم فیہا۔ اخرجہ احمد

عن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی ذباب عن ابیہ - ترجمہ - جناب عثمان رضؓ نے بمقام منیٰ لوگوں کو چار رکعت نماز پڑھائی - جب لوگوں نے آپ پر انکار کیا آپ نے فرمایا مین جب سے مکہ مین آیا یہان گھر کر لیا ہے اور مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا - جو شخص کسی شہر مین اپنا گھر کر لے تو وہان جا کر مقیم کی نماز پڑھے - اس حدیث کو امام احمد روایت کرتے ہین وہ عبد اللہ سے وہ اپنے باپ عبد الرحمٰن سے - اس صورت مین آپ پر کوئی اعتراض نہین کیونکہ مکہ مین آ کر آپ مقیم ہو گئے - اب باتفاق علما آپکو پوری نماز ادا کرنا واجب ہوا -

طعن ہفتم - منع از تمتع حج

جناب عثمانؓ نے تمتع حج سے منع فرمایا حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تمتع کیا اور صحابہ کرام کو اجازت دی - تمتع اس کا نام ہے کہ حج کے مہینون مین میقات احرام سے نیت عمرہ کر کے احرام باندھے اور مکہ معظمہ پہونچکر ارکان عمرہ ادا کر کے حج کا احرام دوبارہ باندھے اور ارکان حج ادا کرے -

جواب - جناب عثمان رضؓ نے خود اسکا جواب ارشاد فرمایا ہے - حضرت امام احمدؒ روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ مدینہ منورہ سے بہ نیت حج روانہ ہوے - آپکے ہمراہ اور بھی صحابہ کبار تھے جنمین جناب علیؓ بھی تھے - اثنار راہ مین کسی نے حضرت علی رضؓ سے کہا - عثمانؓ تمتع سے منع کرتے ہین - فرمایا - جب عثمانؓ کوچ کرین تم سب بھی روانہ ہونا - میقات احرام سے حضرت علیؓ اور اونکے اصحاب نے احرام عمرہ باندہا - (جسکو تمتع کہتے ہین) مگر حضرت عثمان رضؓ نے حضرت علی رضؓ کے اس فعل پر کچھ اعتراض نہ کیا - جناب علی رضؓ نے فرمایا - مجھکو خبر تھی کہ آپ تمتع کرنیکو منع کرتے ہین حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا - ہان حضرت علی رضؓ نے کہا - کیا آپنے نہین سنا ہے

کہ خود جناب رسولخداؐ نے تمتع کیا۔جواب ملا۔ہان مجھکو معلوم ہے۔

دوسری روایت حضرت قتادہ رضؓ سے اس طرح ہے کہ وہ عبداللہ بن شقیق سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ تمتع یا متعہ فی الحج سے منع کرتے تھے اور جناب علیؓ لبیک تمتع کی کہتے اور اوسکا احرام باندہے تھے۔جناب عثمان رضؓ نے کچھہ حضرت علی رضؓ سے کہا جسکا جواب آپنے اس طرح دیا۔آپ خوب جانتے ہین کہ یہہ فعل جناب رسول خداؐ نے خود کیا ہے۔جناب عثمان رضؓ نے کہا۔ہان مین جانتا ہون کہ حضور نے تمتع کیا ہے مگر ہمکو اوسوقت خوف تہا شعبہ کہتے ہین کہ مین نے قتادہ سے دریافت کیا۔وہ خوف کیا تہا۔اونہون نے کہا اسکا مطلب مین خود نہین سمجہا۔تمتع حج کی ممانعت جناب عمر رضؓ کے کلام سے بہی ثابت ہوتی ہے۔بروایت امام احمد بن حنبل جابر رضؓ سے وارد ہے کہ ہم لوگون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمتع کیا اور ابوبکر رضؓ کے ساتہہ بہی کیا جب عہد فاروقی ہوا حضرت فاروق رضؓ نے خطبہ پڑہا اور فرمایا "قرآن وہی ہے جو سابق مین تہا کچھہ تغیر نہین ہوا۔رسول خدا بہی وہی ہین جو پہلے تہے آپکے افعال واقوال پر جس طرح اوّلاً عمل واجب تہا اب بہی ویسا ہی ہے کسی بات مین فرق نہین ہوا۔عہد آنحضرت صلعم مین دو متعے تہے ایک متعہ حج دوسرا متعہ عورتونکے ساتہہ کرنا" مطلب یہہ ہے کہ اب یہہ دونون موقوف ہوگئے۔آپکے عہد مین کسی مصلحت سے اجازت دی گئی۔اب وہ مصلحت وغرض نہین رہی لہذا یہہ دونون متعہ ممنوع ہوگئے (ازالۃ الخفا)

اس مسئلہ مین جناب فاروق رضؓ پر سخت اختلاف صحابہ ہوا ہے اور آپکا بہی اس مسئلہ مین یہی مذہب تہا جو جناب عثمانؓ کا قول ہے۔حاصل مطلب یہہ ہے کہ حج تین طرح کرتے ہین اور تینون طرح پر مسنون ہے مگر اونمین سے بعض طریق افضل ہے اور اوسکا ثواب بہی زیادہ ہے۔ہم مجملاً اقسام حج ذکر کرتے ہین تاکہ جواب سمجہنا آسان ہو۔اقسام حج یہہ ہین۔افرادؔ۔

تمتع۔ قران۔ افراد اسکو کہتے ہین کہ محض بہ نیت حج احرام باندہکر جاوے اور تا اداے حج محرم رہے اور بعد اداے ارکان حج احرام سے باہر آوے۔ تمتع یا متعۃ الحج اسکا نام ہے کہ میقات سے بہ نیت عمرہ احرام باندہے اور مکہ معظمہ مین پہونچکر طواف و افعال عمرہ ادا کرکے احرام سے باہر ہو جاوے پہر حج کے واسطے دوسرا احرام باندہکر ارکان حج ادا کرے تمتع کا رواج زیادہ ہے اور اس مین لوگونکو آسانی ہی ہے۔ قران مین حج اور عمرہ دونون کا ایک ساتہہ احرام ہوتا ہے اور دونون سے ایک ہی ساتہہ مین فارغ ہونا ہوتا ہے۔ ان اقسام کے متعلق کتب فقہ مین بہت کچہہ بیان ہے یہان ہمنے بقدر ضرورت لکہدیا۔ جناب عمر فاروق ان اقسام مین سے افراد کو بہتر جانتے تہے اور تمتع اور قران کو بہی جائز سمجہتے تہے منع کرنا آپکا نہ اس وجہ سے ہے کہ یہہ دونون قسم منع ہین بلکہ اس نظر سے کہ افراد افضل ہے لوگ افضل عبادت کے عادی ہون۔ جناب عثمانؓ کا بہی یہی مذہب تہا اور آپکی ممانعت کا بہی یہی منشا تہا کہ لوگ افراد کو اختیار کرین۔ اس مقام مین تحقیق یہہ ہے کہ لفظ تمتع مشترک ہے۔ اسکے چند معانی ہین جنمین اسکا استعمال رائج و مشہور ہے۔ تمتع کے یہہ معنی بہی ہین کہ حج چہوڑکر عمرہ کرلے بشرطیکہ قربانی اپنے ساتہہ نہ لے گیا ہو۔ ابن عباسؓ کا یہی مذہب ہے وہ اسکو تمتع کہتے ہین اس طرح کرنا خاص حجۃ الوداع مین تہا اور اسکی وجہ یہہ ہوئی کہ لوگ زمانہ حج مین عمرہ کرنا بُرا سمجہتے تہے خصوصًا زمانہ جاہلیت مین تو یہہ فعل نہایت ہی درجہ بُرا تہا۔ جناب رسول خداؐ نے اس بارہ مین فرمایا کہ جو ہدی (قربانی) نہ لایا ہو وہ افعال عمرہ ادا کرکے فارغ ہوجاوے اور مین تو قربانی ساتہہ لایا ہون۔ جناب رسول خدا نے رسم جاہلیت باطل کرنے کو یہہ حکم دیا تہا کہ جو لوگ حج کرنے آے ہین اور قربانی ساتہہ نہین لاے وہ عمرہ کرلین کچہہ گناہ نہین مگر یہہ حکم خاص اسی سال حجۃ الوداع تک ہا آیندہ کیلئے حج کی نیت سے احرام باندہکر عمرہ کرلینا اور سع

ترک کرنا منع ہوگیا۔ جناب عمرؓ اور جناب عثمانؓ نے جو ممانعت تمتع سے فرمائی وہ یہی تمتع ہے
اور اوپر روایت مین گذرا ہے (کہ ہم کو خوف تھا) اس خوف کا مطلب یہہ ہے کہ مسلمان بھی
بوجہ عادت قدیم جاہلیت کے ایام حج مین عمرہ کرنا بُرا جانتے تھے کیونکہ اوسوقت تک عادات
وحرکات جاہلیت کے لوگونکے دلونمین کچھ کچھ باقی تھے اسیواسطے جناب عثمان رضؓ نے فرمایا
کہ ہم خوف کرتے تھے اوراب وہ خوف نہین رہا لہذا جو فعل افضل واشرف ہے وہ کرنا چاہیئے۔
دوسرے معنی تمتع کے یہہ ہین کہ طواف قدوم کو قبل طواف زیارت کے ادا کرنا اور سعی بین
الصفا والمروہ طواف زیارت سے قبل کرنا اور سعی قبل طواف زیارت مین صورت عمرہ
پیدا ہوجاویگی اور یہہ سعی قبل طواف متفق علیہ ہے۔ طواف قدوم باشندگان مکہ کے علاوہ
اور ممالک والونکے واسطے ہے جب مکہ مین داخل ہون پہلے طواف کرین۔ طواف زیارت بھی
سے آکر تاریخ دسوین یا اسکے بعد قربانی کے ایام مین ہوتا ہے۔

تیسرے معنی تمتع کے یہہ ہین کہ حج کے مہینونمین (جو ماہ شوال۔ ذیقعدہ۔ عشرہ ذی الحجہ
ہین) عمرہ ادا کرنا پھر احرام سے باہر آکر اوسی ایک سفر مین (قبل اسکے کہ اپنے وطن کو واپس آئے)
مکہ معظمہ ہی مین احرام حج باندہ کر ارکان حج ادا کرنا امیر المومنین جناب عمر فاروق اور جناب
عثمان رضی اللہ عنہما حج اور عمرہ کے درمیان فاصلہ کرنا ہر ایک کو علیحدہ سفر سے علیحدہ
زمانونمین ادا کرنا افضل وبہتر جانتے اور اس تمتع کو مفضول سمجھتے تھے مگر جواز کے قائل تھے
امام احمدؒ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے نقل کرتے ہین کہ ہم جناب عثمانؓ کے ہمراہ بمقام
جحفہ مقیم تھے۔ آپکے پاس ایک جماعت اہل شام کی موجود تھی۔ انمین حبیب بن مسلمہ فہری بھی
تھے۔ آپکے روبرو ذکر تمتع حج کا ہورہا تھا۔ آپنے فرمایا۔ کامل حج اور پورا عمرہ (باعتبار ثواب
وفضیلت کے) تو یہہ ہے کہ یہہ دونون حج کے مہینونمین نہون۔ اگر تم لوگ عمرہ موخر کرتے یہانتک

کہ عمرہ کیواسطے دوسرا سفر کرکے آتے اور خانہ کعبہ کی دوبار زیارت کرتے تو یہ افضل ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنیکی بہت گنجائش رکھی ہے۔ (عمرہ سال بھر تک ہوسکتا ہے اوسکے واسطے کوئی مخصوص دن نہین) حضرت علیؓ جنگل مین اپنے اونٹ چرا رہے تھے جناب عثمانؓ کی یہہ بات اون تک پہونچی تو وہ آپکے پاس آئے اور فرمایا۔ کیا آپ اس سنت نبوی کو جو جناب رسول خداؐ نے اپنی امت مرحومہ کیواسطے جاری فرمائی اور خدا کی رخصت اور اجازت کو جو اوسنے اپنے بندونکو دی ہے تنگ کرنا چاہتے اور مسلمانونکو اوس سے منع فرماتے ہین حالانکہ یہہ رخصت و اجازت (تمتع) حاجتمند اور مکہ معظمہ سے دور کے رہنے والونکے واسطے ہے۔ یہہ کہکر جناب علیؓ نے حج اور عمرہ دونونکا احرام باندھ لیا اور لبیک دونونکا نام لیکر پکار کر کہا۔ جناب عثمانؓ نے لوگونسے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کیا مین نے تمکو تمتع سے منع کیا تھا ؟ منع نہین کیا بلکہ مین نے اپنی راے سے جو طریق افضل اور زیادہ ثواب الا تھا بیان کر دیا۔ جو شخص چاہے اوسپر عمل کرے اور جو چاہے اوس کو ترک کرے۔"

حضرت امام شافعیؒ اور سفیان ثوریؒ۔ اسحٰق بن راہویہ و دیگر فقہا کے نزدیک یہی افراد تمتع اور قران سے افضل ہے۔ اسکی افضلیت پر یہہ آیت دلیل لاتے ہین۔ اتموا الحج والعمرۃ للہ۔ یعنی حج اور عمرہ کو تمام کرو اور تمام کرنے کی تفسیر مین علما کا یہ بیان ہے کہ دونونکا احرام اپنے گھر سے باندھے یعنی علحدہ علحدہ سفر مین مختلف اوقات مین حج اور عمرہ ادا کرنا بہتر ہے۔ اس آیت سے فضیلت افراد نکلتی ہے۔ آگے چلکر فرمایا۔ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی۔ ترجمہ۔ اور جو شخص فائدہ اوٹھاوے عمرہ سے ساتھ حج کے پس جو کچھ میسر ہو قربانی سے یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپر قربانی

واجب ہے۔ اس آیت سے تمتع کرنیوالے پر قربانی کرنا ضرور ہوا۔ مفرد کے واسطے قربانی ضرور نہین۔ لہذا صاف معلوم ہوا کہ تمتع مین نقصان ہے نہ افراد مین کیونکہ قربانی کا واجب ہونا واسطے رفع نقص کے ہے اور یہہ بہی تتبع احکام شرعیہ سے معلوم ہوا کہ حج مین قربانی واجب نہین ہوتی مگر کسی قصور سے اور باوجود اسکے تمتع و قران کا جواز شرعاً ثابت ہے۔ احادیث سے آنحضرت صلعم کا افراد کو تمتع و قران پر اختیار کرنا ثابت ہوتا ہے جو صریح دلیل افضلیت افراد ہے۔ آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین افراد کیا۔ عمرہ جعرانہ مین صرف عمرہ ادا کیا۔ اس عمرہ کو جب آنحضرت صلعم نے ادا فرمایا زمانہ حج کا تہا اور فرصت بہی تہی آپ چاہتے تو حج بہی کر لیتے مگر آپ صرف عمرہ کر کے مدینہ منورہ واپس تشریف لیگئے۔

دلیل عقلی بہی افضلیت افراد کی شاہد ہے اور حج و عمرہ کا علیحدہ علیحدہ سفر کرنا عقلاً بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب دونون کا احرام۔ دونون کا سفر۔ جدا جدا ہوگا بیشک ثواب بہی دونا ملیگا۔ اسکے نظائر اور اعمال مین ملاحظہ ہون۔ جیسے ہر نماز کے واسطے تازہ وضو۔ ہر نماز کے واسطے بار بار مسجد جانا۔

ایک متعۃ الحج یہہ بہی ہے کہ بے عذر محرم حج افعال عمرہ ادا کر کے احرام سے خارج ہو۔ یہہ متعۃ الحج اور تمتع اس طرح باتفاق اہل سنت حرام ہے۔ یہہ محض ایک مرتبہ حجۃ الوداع مین آنحضرت صلعم کے حکم سے ہوا ہے وہ بہی کسی مصلحت سے پہر منع ہو گیا اس مصلحت کا ذکر سابق مین گذرا کہ بغرض رفع رسم جاہلیت آنحضرت صلعم نے صحابہ کو عمرہ کرنے کا حکم دیا تہا۔

صحیح مسلم مین ہے کہ متعۃ الحج خاص آنحضرت صلعم کے صحابہ کیواسطے تہا اور امام نسائیؒ بروایت حارث بن بلال نقل کرتے ہین کہ مینے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ کیا حج فسخ کر دینا ہم لوگو نکے واسطے خاص ہے یا سب مسلمانونکو اجازت ہے۔ آپنے فرمایا۔ عام نہین بلکہ خاص ہے۔

امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین۔ مازری کا قول ہے کہ جس متعہ حج کو جناب عمرؓ نے منع فرمایا لوگونکو اسکے تعین مین اختلاف ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہین کہ ظاہر حدیث جابر و عمران وابی موسیٰ سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ جس متعہ مین اختلاف ہے وہ یہہ ہے کہ حج کو فسخ کرکے عمرہ ادا کرے اور اسی متعہ حج پر جناب عمرؓ لوگونکو مارتے اور اسکے کرنے سے منع کرتے تھے۔ محض تمتع یعنی ایام حج مین عمرہ کرنیکو منع نہین فرماتے تھے۔

طعن ہشتم۔ درباب خوردن گوشت صید در حالت احرام

جناب عثمانؓ نے محرم کیلیے شکار کا گوشت کہانا جائز رکہا جب صحابہؓ نے آپ پر انکار کیا تو آپنے بحث کی حالانکہ محرم کو یہہ گوشت کہانا درست نہین ہے۔

جواب آپنے محرم کیلیے وہ گوشت کہانا جائز رکہا جو کسی غیر محرم نے بطور خود بلا اسکے کہ محرم کیواسطے یا اسکے اشارہ سے یا اسکے حکم سے شکار کیا ہو۔ ایسا شکار محرم کو کہانا مضائقہ نہین۔ ہم اصل قصہ نقل کرتے ہین جس سے اسکی کیفیت معلوم ہو اور آپ پر سے یہہ الزام دفع ہوجاے۔ امام احمدؒ عبداللہ بن حارثؓ سے روایت کرتے ہین کہ حارث کے باپ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین مکہ معظمہ مین کسی کام پر مامور تھے جناب عثمان مکہ معظمہ بہ نیت حج تشریف لاے تھے عبداللہ بن حارث راوی کا قول ہے کہ مین آپکی آمد سنکر بغرض استقبال روانہ ہوا۔ آپ بمقام قُدَید فروکش تھے مین آپسے اوسی مقام پر ملا۔ اہل قریہ نے ایک چکور شکار کی تھی۔ ہمنے اسکا گوشت نمک و پانی ڈالکر پکایا۔ گوشت کو خوب گلا کر اوس کو ہڈیوں سے صاف کیا اور ثرید بنانے کے قابل پکایا پھر ہم وہ گوشت جناب عثمانؓ کیخدمت مین لیگئے۔ آپکے پاس اور بہی اصحاب تھے۔ وہ لوگ اوسکے کہانیسے رُکے۔ جناب عثمان رضؓ نے

فرمایا۔ وہ شکار جسکو ہم نے نہ خود شکار کیا نہ اوسکے شکار کرنیکا حکم دیا بلکہ اور لوگون نے اپنے واسطے شکار کیا ہوا اور وہ لوگ احرام مین نہ ہون اور ہمکو کھلائین تو کیا مضائقہ۔ پھر آپنے فرمایا اس مسئلہ اور ایسے شکار کی بابت کسکو گفتگو ہے۔ لوگون نے کہا حضرت علیؑ کو اسمین کلام ہے۔ آپنے جناب علیؓ کو طلب فرمایا۔ آپ تشریف لائے۔ راوی کا بیان ہے کہ میری نظر مین اسوقت جناب علیؓ کا تشریف لانا پھر رہا ہے۔ آپ اپنے دونون ہاتھون سے درخت کے پتونکو صاف کرتے جاتے تھے۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا شکار کا گوشت جس کو کوئی شخص غیر محرم بغیر ہمارے حکم اور اشارہ کے محض اپنے ہی واسطے شکار کرکے لاوے اور ہمکو کھلاوے تو کیا مضائقہ۔ ہم اوسکو کھا سکتے ہین اور ہمارے واسطے اوسکا کھانا حلال ہے یا نہین حضرت شیر خدا غضبناک ہو کر بولے مین اون لوگونکو قسم دلاتا ہون جو جناب رسول خداؐ کی خدمت مین حاضر تھے جبکہ آپکے پاس گورخر کی ران لیکر لوگ آئے تھے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ حالت احرام مین ہین۔ یہہ گوشت اون لوگونکو کھلاؤ جو حالت احرام مین نہین ہین جناب علی رضؓ سے یہہ حدیث سنکر بارہ شخصون نے صحابہ مین سے گواہی دی اور کہا کہ ہم اوسوقت موجود تھے اور ہمنے آنحضرت صلعم کا فرمانا سنا ہے پھر جناب علی رضؓ نے فرمایا مین قسم دلاتا ہون اوسکو جو آنحضرت صلعم کے پاس اوسوقت تھا جبکہ آپکے پاس لوگ شتر مرغ کے انڈے لائے ہین اور آپنے فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندہے ہین اور لوگونکو یہہ کھلادو۔ یہہ قول سنکر بارہ صحابہ رضؓ سے کم اصحاب نے گواہی دی۔ راوی کا قول ہے کہ جناب عثمان رضؓ کھانے پر سے اوٹھے اور اپنے کجاوہ مین تشریف لیگئے۔ اوس منزل کے باشندون نے وہ کھانا کھایا۔ جناب علی رضؓ کے نزدیک محرم کو شکار کھانا کسی طرح جائز نہین اور آپکی دلیل حدیث مذکورہ بالا ہے مگر آئمہ اربعہ بالاتفاق موافق مذہب جناب

عثمان رضؓ کے شکار موصوف محرم کیواسطے حلال جانتے ہین۔ امام شافعیؒ نے اس بحث کو بسط کی ساتھہ اپنی کتاب مین اتمام فرمایا ہے۔ حدیث ابی قتادہ انکی دلیل ہے اور حدیث صعب ابن جثامہ کا جواب دیا ہے۔ ہم دونون حدیثون کا ترجمہ لکھتے ہین۔

ابو قتادہؓ سے روایت ہی کہ مین ہمراہ رکاب جناب رسول خداؐ کے (واقعہ حدیبیہ مین مکہ معظمہ کو روانہ ہوا۔ اثنا راہ مین اپنے چند دوستون کے ساتہہ آنحضرتؐ کی ہمراہی سے چہوٹ رہا۔ میرے ہمراہی سب محرم تھے فقط مین محرم نہ تہا۔ میرے یارون نے ایک گورخر کو دیکہا مگر میری نگاہ اوسپر نہین پڑی۔ اون لوگون نے مجھکو چہوڑدیا یہانتک کہ مین نے گورخر دیکہہ لیا۔ مین اپنے گہوڑے پر بغرض شکار سوار ہوا۔ مین نے اون لوگون سے اپنا کوڑا مانگا مگر کسی نے نہ دیا آخر مین نے خود کوڑا اوٹہا لیا اور گورخر پر حملہ کیا (اوسکو شکار کرکے ذبح کیا اور پکایا) خود کہایا اور میری یارون نے بہی کہایا پہر کہا کر پچتائے (کیونکہ وہ سب محرم تھے) جب جناب رسول خدا سے ملے تو مسئلہ دریافت کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کچہہ گوشت اوسمین کا باقی ہے۔ ہم سب نے عرض کیا۔ ایک ران ہمارے پاس ہی۔ آپنے وہ ران (پکواکر) نوش جان فرمائی۔

دوسری روایت مین یہہ ہی کہ جب لوگون نے آپسے اس بارہ مین دریافت کیا۔ آپنے فرمایا کیا تم مین سے کسی نے اوسکے شکار کا حکم دیا تہا یا اوسکو اشارہ سے بتلایا تہا۔ لوگون نے کہا نہین۔ آپنے فرمایا۔ تو جو کچہہ اب باقی ہے وہ بہی کہاؤ۔ یہہ حدیث امام بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہی یہی حدیث آئمہ اربعہ کی دلیل ہے کہ اگر بغیر حکم و اشارہ محرم کے غیر محرم شکار کرے اور محرم کیواسطے بہی شکار نہ کیا ہو۔ تو محرم کو وہ شکار کہانا درست ہے۔

صعب بن جثامہ سے روایت ہے کہ مین جناب رسول خدا کے واسطے گورخر ہدیہ لیگیا۔ آپ

(محرم تھے اور) بمقام ابوا یا ودان ٹھیرے ہوے تھے۔ آپنے اوسکے قبول کرنیسے انکار فرمایا
پھر جب میرے چہرہ سے آثار ملال ملاحظہ فرماے تو ارشاد کیا۔ ہم نے اسوجہ سے اسکو پھیر دیا
کہ ہم سب حالت احرام مین ہین۔ یہہ حدیث بھی امام بخاریؒ ومسلمؒ نے روایت کی ہے۔ اس
حدیث سے مطلقاً حرمت شکار کی محرم کیواسطے ثابت ہوتی ہے عام اس سے کہ محرم کیواسطے
یا اوسکے کہنے سے شکار کیا ہو یا بغیر اسکے کہے دونون صورت مین حرام ہے۔

علامہ طیبیؒ شارح مشکوۃ شریف فرماتے ہین۔ ظاہر حدیث سے دلیل ہے کہ محرم کو زندہ شکار بطور
ہدیہ کسی سے قبول کرنا جائز نہین اور گوشت شکار کا اگر کوئی ہدیہ مین لاوے وہ قبول کرنا درست ہے
(کیونکہ حدیث مین گورخر کا لفظ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ زندہ تھا لہذا آپنے قبول نہ فرمایا)
بعض کہتے ہین کہ گوشت گورخر کا لاے تھے اور آپنے بخیال اسکے کہ آپ ہی کے واسطے
شکار کیا ہے قبول نہ فرمایا اور یہی جواب اس حدیث سے مناسب ہے اسکی تائید حدیث ابی قتادہ
اور حدیث جابر سے ہوتی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

حدیث ابی قتادہ تو ابھی گذری جابر کی حدیث یہہ ہے۔ جابرؓ روایت کرتے ہین کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اوس شکار کا گوشت کھانا حالت احرام
مین تمکو حلال ہے جسکو نہ تم نے شکار کیا ہو اور نہ تمہارے واسطے شکار کیا گیا ہو۔ یہ حدیث
امام ابو داؤدؒ۔ ترمذیؒ نسائیؒ نے روایت کی ہے۔

طعن نہم قُرق وضبط نمودن چراگاہ مدینہ در بازار وکشتی ہا

جناب عثمانؓ نے چراگاہ نقیع جو کہ متصل مدینہ منورہ تھی قُرق کر لی اس چراگاہ مین عام لوگونکے
جانور چرا کرتے تھے۔ آپنے سب کے مویشی روک دیئے اور رفتہ رفتہ اور زمین بھی جو اسکے متصل

تھی اسی چراگاہ ورمنہ مین داخل کرلی جسکی وجہ سے سب مسلمانونکو تکلیف ہوئی اور انکو مویشی
اور جانورونکو سخت نقصان پہونچا حالانکہ بموجب فرمان جناب رسول خدا [illegible] گھاس آگ
ان تین چیزونمین تمام مسلمان شریک ہین سب کا حق اس چراگاہ مین تھا۔ خاص اپنے واسطے
کرلینا درست نہین۔ آپنے عام ممانعت کرادی کہ کوئی شخص کھجور کی گٹھلیان نہ [illegible]
جب آپکا گماشتہ داروغہ اپنی ضرورت کے قابل خرید چکے پہر اور لوگ مول لین۔ اس حکم سے بہی
بڑا نقصان ہوا۔ تمام لوگونکے اونٹ بہوکے رہنے لگے۔ دریا مین عام مسلمانونکے تمام سوداگر دیکھے
جہاز جایا کرتے تھے آپنے حکم دیدیا کہ کسیکا جہاز مال تجارت لیکر دریا مین نہ جاوے۔ آپ
ہی کا مال جائیگا۔ اس ممانعت سے بہی عام تجار کا جو نقصان ہوا ظاہر ہے۔
جواب۔ چراگاہ نقیع قرق کرکے خالصہ کرلینا درست ہے اور اسکا جواب بہی خود جناب عثمانؓ
نے دیا ہے اور صحابہ کرام کی ذہن نشین کردیا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ لا حمیٰ
الا للہ ولرسولہ۔ چراگاہ خاص اللہ اور اوسکے رسولؐ ہی کے واسطے ہے۔ مین نے
صدقہ اور بیت المال کے اونٹونکے واسطے اور جہاد کے گہوڑونکے لئے یہہ چراگاہ بنائی ہی
اور اسی قسم کے جانورونکا رمنہ کرلیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے بہی جہاد کے گہوڑون اور صدقہ
کے اونٹونکے واسطے چراگاہ خاص مقرر فرمائی تھی۔ صحابہ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلعم نے
تو تہوڑی سی زمین چراگاہ کیواسطے مقرر فرمائی تہی لیکن آپنے اسپر دونی چوگنی چراگاہ مین
شامل کرلی حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اوسوقت کے بیت المال کو اسوقت کے بیت
المال پر قیاس کرکے دیکھو کہ کسقدر زیادہ ہوگیا ہے اسیقدر چراگاہ ہونا چاہیے۔ اوس
زمانہ سے اس زمانہ مین جانور صدقہ وجہاد کے بعنایت ایزدی کہین زیادہ ہوگئے ہین۔
آپکے اس بیان کو جملہ صحابہؓ نے تسلیم کرلیا اور کسی نے پہر اعتراض نہ کیا۔

بازار والا قصہ غلط ہے۔ ہان اسقدر صحیح ہے کہ دو تین روز حارث بن حکم داروغہ بازار رہے تھے۔ انہون نے اپنی طرف سے یہ کام کیا کہ کہجور کی گٹھلی خود خریدین دوسرونکو نہ لینے دین ۔ جناب عثمانؓ کے پاس جب شکایت پہونچی تو آپنے حارث کو موقوف کردیا۔ کشتیونکی بابت یہہ جواب ہے کہ وہ کشتیان آپکی تہین۔ سابق مین یہہ دستور تہا کہ آپکی کشتیونپر آپ کا مال اور دیگر تاجرونکا مال جاتا آتا تہا اوسوقت کشتیان کم تہین لہذا آپکی اجازت سے اور سوداگر بہی اپنا مال لیجایا کرتے تہے جب کاروبار تجارت کو ترقی ہوئی اور تاجرون نے بہی اپنی کشتیان تیار کرالین تو آپنے اپنی کشتیونپر دوسرے تاجرونکو مال لیجانیسے منع فرمایا۔ نہ یہہ کہ دوسرے تاجرونکو انکی کشتیان سمندر مین لیجانیکی ممانعت کی۔ آپ کی جانب سے عام تبرع واحسان تہا کہ دوسرے لوگ بہی اپنا تجارتی سامان لیجایا کرتے تہے اگر آپنے اپنی کشتیونپر دوسرونکا مال لیجانا جائز نہ رکہا اور اونکو ممانعت کردی تو یہہ فعل آپکا قابل ملامت کسی طرح نہین۔ باقی رہا آپ کا دوسرے تاجرونکو تجارت سے روکنا اور اونکی کشتیان دریا مین لیجانے سے منع کرنا یہہ کسی معتبر تاریخ مین نہین بلکہ محض افترا ہے۔ (تحفہ)

طعن دہم عطار جاگیرات بیاران خود

جناب عثمانؓ نے اپنے یارون مصاحبونکو بیت المال کی زمین سے بہت سی جاگیرین دین جو کچہ بیت المال مین سب مسلمانونکا حق ہے آپنے اور ونکی حق تلفی کی۔

جواب۔ یہہ طعن بہی سراسر غلط اور خلاف واقع ہے۔ اصل یہہ ہے کہ جناب عثمان غیر آباد زمین کو آباد کرتے تہے چنانچہ بہت حصے دور دور ملکونکے آباد ہوگئے جسکا تفصیلی حال ہم اوپر لکہہ آئے ہین جب آپکی توجہ آبادی زمین کیجانب ہوئی تو آپنے اور لوگونکو بہی اجازت

دی کہ زمین آباد کرین اور جس مقام پر افتادہ زمین قابل زراعت ہو کاشت و تردد کرکے اوسکو سرسبز کرین۔ آپنے جو زمین دی وہ اسی قسم کی تھی۔ آباد و مزروعہ زمین کسیکو جاگیر مین نہین دی کتب تواریخ موجود ہین جنکے دیکھنے سے حقیقت حال بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ افتادہ زمین جسکو عربی مین مَوات کہتے ہین اوسکا یہ حکم ہے کہ امام کی اجازت سے جو آباد کرے اوس کی ملک ہو جائیگی۔ افتادہ زمین آباد کرنے مین بہت فوائد ہین۔ ملک کی آبادی۔ کثرت محصول کیونکہ جسقدر پیداوار کی زیادتی ہوگی اوسیقدر عشر و خراج بیت المال مین زیادہ آوے گا۔ عوام الناس کے رزق کی افزونی اس سے ہے اور اس مین کیا فائدہ کہ ہزارون بیگہہ زمین خراب۔ بیکار و بے مصرف پڑی رہے نہ سرکاری محصول کا فائدہ ہو نہ کسی شخص کے کام آوے۔ زمین کی آبادی سے ملک کی ترقی ہوتی ہے۔ جا بجا کہیتی باڑی ہونے سے رہزن۔ لوٹیرے۔ مفسدونسے ملک کو امن ہو جاتا ہے۔ اہل سیر و تواریخ نے یہہ بھی لکھا ہے کہ اشراف یمن خانہ بدوش کا ایک گروہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا "ہم جہاد کی غرض سے اپنے گھر۔ زمین۔ کہیت۔ اپنے ملک مین سب کچھہ چھوڑ آے ہین اگر ہم کو سرحد کفار کے قریب جہان جہاد کرنیکا موقع ملے زمین عنایت ہو تو ہم وہان سکونت کرین اور زراعت وغیرہ سے اپنی معاش حاصل کرین۔ باری باری ہم لوگ جہاد مین شریک ہوتے رہینگے اور جس لشکر مین ضرورت ہوا کریگی اوسمین شامل ہو کر راہ خدا مین کافرون سے لڑینگے"۔ جناب عثمان رضؓ نے ان لوگونکو فارس کے مقابلہ مین متصل سرحد کی زمین عنایت فرمائی اور یہہ لوگ وہان آباد ہوے۔ چونکہ صوبہ فارس کے لوگ پر زور اور وہانکے زمیندار سرکش تھے لہذا ان لوگون کے آباد کرنے مین اوس صوبہ والونپر فی الجملہ دباؤ پڑا۔ اہل یمن کو انکی زمینونکے بالعوض یہہ زمین ہر ایک کو جدا جدا عنایت فرمائی۔ بعض صحابہ رضؓ نے بھی

اپنی اپنی زمین بدل لی حضرت طلحہؓ کی زمین حضرموت مین تہی وہ زمین اونسے لیکر اوسکی عوض اہل یمن کی زمین اونکو دی - اشعث بن قیس کی زمین کندہ مین تہی اونسے یہہ زمین لے لی اور اوسکے معاوضہ مین دوسری جگہہ زمین انکو ملی - یہہ ردوبدل زمینونکا آپس کی خوشی اور رضامندی سے ہوا جناب عثمانؓ نے کسی پر زور ڈالکر یا جبر کرکے یہہ کام نہین کیا - اس صورت مین آپ پر طعن کا کیا موقع ہے -

طعن یازدہم - رضامندی صحابہ کرام بقتل جناب عثمانؓ

تمام صحابہ کرام جناب عثمان کے قتل پر راضی تہے اور دل مین سب آپسے بیزار رہتے تہے - آپکی ہجو و مذمت کیا کرتے تہے جب آپ شہید ہوئے تین دن تک آپ بے گور و کفن پڑے رہے اور کسی نے آپکو دفن نہ کیا -

جواب - یہہ صریح کذب و بہتان ہے - ناسمجھ لڑکے تک بہی اسکو نہین مانتے - خدا کے لیئے آنکہین کہولو ہوش مین آؤ - بہلا یہہ تو کہو کہ حضرات طلحہ - زبیر - عائشہ صدیقہ - معاویہ - عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کون سے عثمانؓ کا قصاص طلب کرتے تہے اور کس بنا پر لڑے اور ہزارون مسلمانونکا خون ہوا - وہ عثمانؓ یہی تو ہین - یا کسی فرضی - خیالی - موہومی عثمان کے عوض کشت و خون ہوا ہے - کتب تواریخ موجود ہین جن سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کرام نے بلوہ دفع کرنے مین کسی طرح قصور نہ کیا حتی الامکان زبانی کلمہ و کلام سے بلوائیونکو سمجہایا جب کسی طور ان لوگونکے سمجہہ مین نہ آیا تو صحابہ کرام نے جناب عثمانؓ سے اس جماعت اہل فساد سے لڑنے کی اجازت چاہی مگر افسوس - جناب عثمانؓ کسی طرح لڑائی پر راضی نہوے جب صحابہ کرام ہر طرح ہارے تہک کر خاموش بیٹہہ رہے - پہر بہی آپ کو پانی پہونچایا اور

آپ پر سے سختی دفع کرنے کی کوشش اور حیلہ وتدابیر سے اخیر وقت تک غافل نہ رہے - اسی بلوہ کے زمانہ مین حضرت زید بن ثابت رضی جماعت انصار کے ساتھ جناب عثمان رضی کی خدمت مین آئے اور سب نے عرض کیا "اگر آپ اجازت دین تو ہم خدا کے انصار دوبارہ ہوجاوین" یعنی ایک مرتبہ تو جناب رسول خدا کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کی نصرت ومدد کر چکے ہین اس وقت آپ کی مدد کرین حضرت عبداللہ بن عمر رضی مہاجرین کے ہمراہ آپکے پاس آئے اور کہا "جو لوگ آپ پر بلوہ کر کے آئے ہین وہ وہی تو ہین جو ہماری تلوار کی مار سے سیدہے ہو کر اسلام قبول کیا اور ابتک وہ مار بہولے نہین جب یاد آتی ہے پاخانہ خطا ہوجاتا ہے یہہ سب شیخیت اور بلند پروازی انکو اسوجہ سے ہے کہ کلمہ گو ہین اور آپکو کلمہ کا پاس ہے اگر حکم ہو توان لوگونکو انکے گذشتہ حالات وواقعات یاد دلاکر بہولی ہوئی باتین جتلاکر راہ راست پر لاوین اور تلوار کے زور سے انکا سارا کس بل - ہیکڑی نکال دین"

تاب عدو نہین کہ یہان پانون رکہہ سکے		آتا ہے سوے بیشہ شیران شغال کب

جناب عثمان رضی نے فرمایا "صاحبو - خدا کے لئے یہہ بات نہ کہو - فقط ایک میری جان بچانے کی خاطر اسلام مین تلوار کشی اور خونریزی نہ کرو"

اگر از اہل ایمانی مہیا باش آفت را		کہ دندان ہیگزد پیوستہ انگشت شہادت را

خود جناب عثمان رضی کے غلام اس کثرت سے تہے کہ اگر آپ اپنے غلامونکو اجازت دیتے تو ایکدم مین اس گروہ اشرار کو انکی سرکشی وبدذاتی کا مزہ مل جاتا - سب غلام مسلح ہو کر آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا "حضور - ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے افریقیہ تک ہمارا مقابل کوئی نہ تہا - ہماری تلوار کا وہ خوف تہا کہ سب مثل بید کے کانپتے تہے ہمارے نام سے بہادران جنگ آزمودہ ڈرتے تہے آپکے حکم کی دیر ہے ابہی

اس بغرور جماعت کی قلعی کھل جاے۔ انکو انکی شرارت کا تماشا دکھلا دین۔ ایک دم مین تو یہہ مجمع کائی کی طرح پہٹ جائیگا جسوقت ہماری تلوارین بجلیان بنکر انپر گرینگی انکا خرمن وجود آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہوجاویگا۔ یہہ لوگ زبانی وعظ و نصیحت۔ کلام و فہمائش سے اثر پذیر نہین ہوے اور نہ کسی کے کہنے کا انکو کچہہ خیال ہوا۔ بس انکو اس غرور نے دلیر کر دیا کہ ہم کلمہ گو ہین۔ مسلمان ہین۔ ہمکو کون مار یگا۔ اب یہہ راہ پر نہ آوینگے اور آپ کی بات اور صحابہ کرام کا کلام ہرگز نہ سنین گے اور ذرہ برابر بہی تو اسکی قدر و منزلت نہین کرتے۔ حضور حکم دیدین اب یارا ے ضبط نہین بس حد ہوچکی۔

چند بسینہ در نہم آہ جگر شگاف را		ضبط چہ سان کند کسے خنجر خوش غلاف را

جناب عثمان رضؓ نے ارشاد فرمایا "تم لوگونکو اگر میری خوشی منظور ہے اور میرا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو ہتیار اپنے بدن سے کہول ڈالو اور خاموش ہوکر اپنے گہر وٓمین بیٹہہ رہو۔ جو تم مین سے ہتیار کہول ڈالے مین نے اوسکو آزاد کیا۔ واللہ اگر مین قبل خونریزی اہل اسلام مارا جاؤن تو مجھکو محبوب ہے اس سے کہ بعد قتل وہلاک گروہ اہل اسلام کے قتل ہون کیونکہ شہادت تو میرے مقدر مین ہے۔ ہر حال مین ہونیوالی ہے کسی طرح اس سے مفر نہین۔ جناب رسول خداؐ نے خود اسکی بشارت دی ہے۔ اگر تم لوگ لڑوگے پہر بہی مین قتل ہونگا اس سے کیا حاصل کہ مسلمانونمین باہم قتل وخون بہی ہوا اور مطلب بہی حاصل نہو لہذا یہی مناسب ہے کہ راضی بر ضاء مولی یہہ سب مصیبت سہکر صبر و شکر کے ساتہہ اس دنیا سے کوچ کرون"

نام من بندۂ عشق است و نشانم داغ ست		روز محشر بہمین نام و نشان برخیزم

کتب تواریخ شیعہ و سنی مین مذکور ہے کہ جناب علی مرتضی رضؓ نے اپنے صاحبزادون حضرات حسنین

اور اپنے بھتیجون حضرت جعفرؓ کے صاحبزادون اور اپنے غلام قنبر کو اور حضرت طلحہ و زبیرؓ نے اپنے اپنے صاحبزادونکو جناب عثمانؓ کے دروازہ پر حفاظت کے واسطے مقرر کر دیا اور فرما دیا تہا کہ بلوائیونکو روکین اور گہر کے اندر نہ جانے دین چنانچہ یہہ حضرات بلوائیونکے مقابل ٹہیر رہے اور جب وہ لوگ ہجوم کرتے یہہ لوگ پتہرون لاٹہیونسے اونکو مار مار کر دفع کرتے تہے یہانتک کہ حضرت امام حسنؓ خون سے تر بتر ہو گئے۔ محمد بن طلحہؓ اور قنبر کے سر زخم کاری آیا مگر لوگونکو دروازہ سے مکان کے اندر گہسنے نہ دیا۔

گو صورت غربال ہے پر سینہ سپر ہے	اے تیر نظر حوصلہ دیکہا میرے دلکا

نہج البلاغۃ ہماری اس بیان کی گواہ ہے۔ مؤرخ شیعہ جناب امیر المومنین علیؓ سے روایت کرتے ہین آپنے فرمایا۔ واللّٰہ قد دفعت عنہ۔ بخدا مے لا یزال مین نے جناب عثمانؓ سے یہہ ہنگامہ دفع کیا نہج البلاغت کی شرح لکہنے والے بالاتفاق جناب علیؓ کی مدد و نصرت اور حضرت عثمانؓ سے ہجوم بلوائیان دفع کرنیکی بابت روایات کثیرہ سے ثابت کرتے ہین کہ جب جناب علیؓ زمانہ بلوہ مین جناب عثمانؓ کے گہر تشریف لاتے بلوائیونکو چابک مار مار کر آپکے دروازہ سے دور کرتے تہے اور زبانی لعنت وملامت سے اونکو تنبیہ فرماتے تہے۔

مرد مومن پاک کا کام نہین کہ جناب علیؓ کا یہہ معاملہ اور آپکی گفتگو بلوائیونکو زجر و تنبیہ لعنت وملامت۔ یہہ جملہ امور آپکی ظاہرداری اور دنیا سازی پر محمول کرے اور یہہ خیال کرے کہ آپ دل سے تو بیزار اور جناب عثمانؓ سے ناراض تہے۔ حاشا و کلا۔ معاذ اللّٰہ استغفر اللّٰہ۔ یہ طرز و روش منافقانہ جناب علی مرتضیٰ اسد اللّٰہ تعالیٰ کی نسبت۔ ہان جو منافق ہے وہ اپنے نفس خبیث پر قیاس کرکے آنجناب کی نسبت یہی رائے قایم کریگا۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ انسان اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے۔ بدآدمی کی نظر ہمیشہ بدی کی طرف

جاتی ہے اور نیک نیکی کا جویان و متلاشی رہتا ہے جناب علیؓ کی ذات پاک مین نفاق و
تقیہ کا گمان ۔ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔ توبہ ۔ توبہ ۔ کبرت کلمۃ تخرج
من افواھہم ۔ یہہ بڑی بات اونکے منہ سے کیسے نکلتی ہے ۔ جان نثاران و شیعان علی
ہو کر اپنے امام کی نسبت ایسا خیال باطل رکہین ۔ یہا و نہین کی جرأت و بہادری ہے
آفرین صد آفرین ۔

طاعت پیر مغان جوی از ہمہ بیگانہ باش		اول زبتخانہ بودی آخر از بت خانہ باش

ہم تسلیم کرتے ہین کہ اسوقت جناب علیؓ نے جو کچہہ فرمایا یا کیا منافقانہ برتاؤ تہا مگر اور قصص
و روایات جو معتبر و مشہور ہین اونکا کیا جواب ہے ۔ کیا اب بہی نفاق تہا اور بعد شہادت جناب
عثمانؓ بہی آپکو خوف تہا ۔ جو تقیہ کی آڑ مین طریق نفاق سے کنارہ گزین نہ ہو سکے ۔ یارو
خدا سے ڈرو ۔ کچہہ تو انصاف کرو ۔ جناب علیؓ نے جو خطبے بمقام کوفہ بعد شہادت جناب
عثمانؓ پڑہے ہین اونمین آپنے قسمیہ فرمایا کہ جناب عثمانؓ کے قاتلونکو مین بہت روکتا اور
دفع کرتا رہا ۔ آپنے بمقام کوفہ ایک خطبہ کے ضمن مین بآواز بلند فرمایا ۔ میری اور عثمانؓ کی
مثال اون تین بیلون کی سی ہے جو ایک جنگل مین رہا کرتے تہے ۔ اونکے ساتہہ اوسی جنگل
مین ایک شیر بہی رہتا تہا تینون بیل تین رنگ کے تہے ایک سفید دوسرا سرخ تیسرا سیاہ
چونکہ وہ تینون بیل متفق تہے لہذا شیر کا قابو کسی ایک پر بہی نہ چلتا تہا ۔ ایک روز شیر نے
سرخ بیل ورسیاہ بیل سے کہا ۔ اس جنگل مین ہم سب پر کوئی راہ نہین پاسکتا مگر اس بیل سفید
کیوجہ سے ۔ کیونکہ اسکا رنگ مشہور و معروف ہی ۔ میرا اور تم دونونکا رنگ یکسان ہی اگر تم
دونون اس سفید بیل کو کہا لینے دو تو مین اسکو کہا ڈالون اور یہہ جنگل تمہارے لئے
خالص ہو جاوے ۔ دونون بیلون نے کہا ۔ اچہا سفید بیل کو کہا ڈالو اور خوف نکالیو

نذر ہو جاؤں) شیر نے سفید بیل کو چیر پہاڑ کر کہا ڈالا۔ جب چند دن گذر گئے شیر نے سرخ بیل سے کہا۔ میرا رنگ تیرے رنگ سے ملتا ہے (جو تجھکو دیکھیگا شیر سمجھیگا) البتہ یہ سیاہ بیل ہیرے تیرے رنگ کے مخالف ہے۔ تو مجھکو اجازت دے تو اسکو بھی کہا جاؤں۔ اوسنے کہا بہتر ہے۔ پہر شیر سرخ بیل سے کہنے لگا۔ اب تو مین تجھے ہی کہا ؤنگا۔ بیل نے کہا ذری مجھکو مہلت دو۔ مین تین بار پکار کر کچھ کہدون۔ شیر نے کہا اچھا۔ پکارو۔ بیل نے تین بار پکار کر کہا مین تو اوسی دن کہا لیا گیا جس دن سفید بیل کہا یا گیا تہا"۔ یہہ قصہ بیان کرکے جناب امیر المومنین علیؑ نے باآواز بلند فرمایا افسوس جس دن عثمانؓ قتل ہوئے مین اوسی دن سست وضعیف ہوگیا۔ اس قصہ کی شہرت اور تواتر اس حد تک پہونچی ہے کہ شیعہ وسنی دونوں کی کتابون مین موجود ہے اور کسی فریق کو جائے انکار نہین۔

حضرت عبد اللہؓ بن سلام ہر روز صبح کو بلوائیونکے مجمع مین جاکر فرماتے جناب عثمانؓ کے قتل سے ہاتہہ اوٹہاؤ آپکے قتل ہوتے ہی تمام فتنے وفساد اوٹہہ کہڑے ہونگے۔

حذیفہ بن یمانؓ لوگونکو ہمیشہ جناب عثمانؓ کے قتل سے ڈراتے اور کہتے تہے کہ آپکا قتل موجب فتنہ وفساد عظیم ہے۔

جناب عثمانؓ کے دفن مین تاخیر کی یہہ وجہ ہے کہ بعد شہادت آپکے مدینہ منورہ مین ایک غدر تہا۔ ہر شخص بجائے خود اپنی جان سے خائف ولرزان تہا۔ لوگونکو اپنا ہوش نہ تہا سبکو اپنی اپنی پڑی تہی۔ بلوائیون اور بدمعاشون نے عجب آفت برپا کر رکہی تہی۔ صحابہ کرام کو ڈراتے دہمکاتے تہے۔ سب لوگ تو اس حالت مین گرفتار تہے آپکی تجہیز وتکفین کی فکر کون کرتا۔ بالآخر رات کے وقت جب بلوائیون کی طرف سے فی الجملہ اطمینان ہوا آپ دفن کیے گئے جسکا مفصل حال ذکر مدفن مین ہے۔ فرشتے آپکے جنازہ پہ تہے اور نماز مین

شریک ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔"جس دن عثمانؓ شہید ہونگے آدمیونکے عوض آسمانی فرشتے اونکے جنازہ پر نماز پڑہین گے"۔ راوی کا قول ہے کہ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے۔ کیا یہ بات خاص عثمانؓ کے واسطے ہی یا عام شہیدونکے لیے۔ آپنے فرمایا۔ خاص عثمانؓ کے واسطے۔

اس روایت کی تائید مین دوسری روایت اور بہی ہے جو ابن ضحاک سہیم بن خنیس سے روایت کرتے ہین سہیم خود اس واقعہ شہادت جناب عثمان مین موجود تہے۔ اونکا بیان ہی کہ جب وہ دن جسمین جناب عثمانؓ شہید ہوے ہین گذر گیا اور شام ہوئی تو مین نے لوگونسی کہا کہ اگر صبح تک جناب عثمانؓ دفن نہوے تو خوف ہے کہ مفسدین اشرار بیادا آپکی نعش مبارک کے ساتہہ کسی طرح بے ادبی کے ساتہہ پیش آوین لہذا اسی وقت شب مین دفن کردینا مناسب ہے۔ اس امر پر اتفاق کر کے ہم لوگ آپکا جنازہ رات کو لیکر بقیع الغرقد کو چلے۔ چونکہ رات کا وقت تہا تاریکی ہین ہمنے یہہ کام خاطر خواہ کر لیا اور کوئی ہم سے متعرض نہوا ہم آپکا جنازہ لیے جاتے تہے کہ اثنا راہ مین پیچہے سے سیاہی معلوم ہوئی اور اوس نے ہم کو ڈہانک لیا۔ ہم لوگونکو سخت خوف نے آگہیرا اور قریب تہا کہ ڈر کر متفرق بہاگ جاوین تاگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ "تم لوگ گہبراو ڈرو نہین ہم اس جنازہ کی شرکت کو آئی ہین" سہیم ابن خنیس راوی کہتے ہین کہ وہ فرشتے تہے۔ ابن خنیس کا صحابہؓ کی ذم وہجو کرنا یہہ محض بہتان ہے۔ یہہ شخص معتبر قابل وثوق ہین۔

اب اہل بیت کی روایت اسی باب مین سنو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکہا۔ آپ ایک گہوڑے پر سوار ہین اور سر مبارک پر نورانی عمامہ بندہا ہے۔ ہاتہہ مین فردوس کی ایک چہڑی ہے۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلعم

شریک ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "جس دن عثمانؓ شہید ہونگے آدمیونکے عوض آسمانی فرشتے اونکے جنازہ پر نماز پڑہین گے" راوی کا قول ہے کہ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے۔ کیا یہہ بات خاص عثمانؓ کے واسطے ہی یا عام شہیدونکے سیے۔ آپنے فرمایا۔ خاص عثمانؓ کے واسطے۔

اس روایت کی تائید مین دوسری روایت اور بہی ہے جو ابن ضحاک سہیم بن خنیس سے روایت کرتے ہین سہیم خود اس واقعہ شہادت جناب عثمان مین موجود تہے۔ اونکا بیان ہی کہ جب وہ دن جسمین جناب عثمانؓ شہید ہوے ہین گذر گیا اور شام ہوئی تو مین نے لوگونسی کہا کہ اگر صبح تک جناب عثمانؓ دفن نہوسے تو خوف ہے کہ مفسدین اشرار مبادا آپکی نعش مبارک کے ساتہہ کسی طرح بے ادبی کے ساتہہ پیش آوین لہذا اسی وقت شب مین دفن کر دینا مناسب ہے۔ اس امر پر اتفاق کر کے ہم لوگ آپکا جنازہ رات کو لیکر بقیع الغرقد کو چلے۔ چونکہ رات کا وقت تہا تاریکی مین ہمنے یہہ کام خاطر خواہ کر لیا اور کوئی ہم سے متعرض نہوا ہم آپکا جنازہ لئے جاتے تہے کہ اثنا راہ مین پیچہے سے سیاہی معلوم ہوئی اور اوس نے ہم کو ڈہانک لیا۔ ہم لوگونکو سخت خوف نے آگہیرا اور قریب تہا کہ ڈر کر متفرق بہاگ جاوین تاگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ "تم لوگ گہبراؤ ڈرو نہین ہم اس جنازہ کی شرکت کو آے ہین" سہیم ابن خنیس راوی کہتے ہین کہ وہ فرشتے تہے۔ ابن خنیس کا صحابہؓ کی ذم و ہجو کرنا یہہ محض بہتان ہے۔ یہہ شخص معتبر قابل وثوق ہین۔

اب اہل بیت کی روایت اسی باب مین سنو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکہا۔ آپ ایک گہوڑے پر سوار ہین اور سر مبارک پر نورانی عمامہ بندہا ہے۔ ہاتہہ مین فردوس کی ایک چہڑی ہے۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلعم

ہین تو آپکے دیدار کا مشتاق تہا اور آپ ایسی عجلت مین ہین۔ آپ یہ سنکر میری طرف متوجہ ہوے اور تبسم کرکے فرمایا۔ آج عثمان بن عفان جنت مین ہمارے پاس دولہ بنے ہین۔ اونکا نکاح ہو گیا اسوقت اونکے ولیمہ کی دعوت ہے لہذا مین بغرض شرکت دعوت جلدی جاتا ہون۔ اس کو حسین بن عبداللہ بنار فقیہ اور ابوشجاع شیرویہ دیلمی روایت کرتے ہین۔ دیلمی کا مشاہیر محدثین مین شمار ہے۔ شیعہ بہی انکو معتبر جانتے ہین۔ کتاب منتقی مین بروایت ابن عباس رض اسی سند سے اس خواب کو لکہا ہے۔

دوسرا خواب جناب امام حسن رض سے منقول ومشہور ہے اور بروایت معتبر دیلمی نے منتقی مین نقل کیا ہے جسکو ہم فضائل مین لکہ آے ہین اور ایک روایت قرہ بن خالد سے بہی اوپر گذر چکی ہے محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ جناب علی رض نے بروز جنگ جمل فرمایا "خداوندا۔ قاتلین عثمان رض پر لعنت نازل فرما! جہان کہین وہ ہون" یہہ بہی بالتصریح ہم لکہ آے ہین۔

بروایت بالا وارد ہے کہ جناب علی رض کو خبر ہوئی کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض قاتلین عثمان رض پر لعنت کررہی ہین۔ آپنے اپنے دونون ہاتہ دعا کے واسطے بلند کیے یہانتک کہ منہ کے مقابل ہوے پہر فرمایا۔ انا نلعن قتلۃ عثمان لعنہم اللّٰہ فی السہل والجبل۔ مرتین او ثلثا۔ اسی سند سے دوسری روایت سے آیا ہے کہ جناب علی رض کے سامنے حضرت عثمان رض کی شہادت کا ذکر آیا آپ رونے لگے یہانتک کہ آنسوؤن سے ڈاڑہی تر ہوگئی۔ جندب کہتے ہین کہ مین حذیفہ کے پاس گیا۔ اونہون نے دریافت کیا کہ اس شخص کی کیا خبر ہے مین نے کہا مین جانتا ہون کہ لوگ انکو قتل کرڈالینگے۔ آپ اس بارہ مین کیا کہتے ہین۔ جواب دیا۔ اگر عثمان کو قتل کرینگے تو آپ جنت مین جاوینگے مگر قاتلونکو دوزخ نصیب ہوگی۔ اہل بیت کے اقوال آپکے قاتلونکی بابت یہ ہین حذیفہ بن یمان کو شیعہ بہی مانتے ہین اور انکی روایات بہ اعتبار کرتے ہین کیونکہ حدیث

مین آیا ہی ماحصل ثم حذ یفۃ فصد قولہ۔ اگر تمام صحابہ و تابعین سے جو کچھہ اقوال درباب
شہادت حضرت عثمان رض اور آپکی قاتلوں کے حق مین منقول ہین ذکر کئے جاوین تو ایک دفتر ہو جاے
روایات مشہورہ و متعددہ و معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تین روز تک آپکی لاش پڑا رہنا
محض غلط ہے بلکہ کتب تواریخ مین اسکی تکذیب ہے کیونکہ باتفاق جملہ موخین آپکی شہادت بتاریخ
اٹھارہ ذیحجہ روز جمعہ بعد عصر کے ہوئی اور شب شنبہ مین بمقام بقیع دفن ہوے (تحفہ اثنا عشریہ)
اور اس مین کسی طرح شک نہین پس آپکی شہادت دن مین قبل مغرب ہے اور رات کو کسیوقت
دفن ہوے تین دن کیسے شاید تین پہر گذرے ہون اور یہہ کچھہ تاخیر مین داخل نہین خصوصاً
ایسے ہنگامہ و غدر مین تو آپکی تجہیز و تکفین بہت جلد ہوئی۔

طعن دوازدہم متعلق بہ قرآن مجید متضمن مباحث متعددہ

اوّل۔ جو قرآن مجید بالفعل مروج ہے اسکو خلیفہ ثالث رض نے اپنے عہد خلافت مین جمع کیا
ہی اور پیشتر جو عہد خلیفہ اول مین جمع کیا گیا تہا وہ قرآن مجید عبداللہ بن مسعود رض وغیرہ نے جمع
کیا تہا جسکو عثمان رض محرق القرآن نے آگ مین جلوا دیا اور اوسکی خاکستر تک خاک مین ملا دی
چنانچہ مشکوۃ شریف مین زید بن ثابت کی ایک روایت طولانی سے قصہ جمع قرآن ثابت ہے اُسکے
آخر مین یہہ بہی ہے کہ جب عہد خلیفہ اول مین قرآن شریف مرتب ہو گیا تو حین حیات خلیفہ اونکے
پاس رہا بہہ خلیفہ ثانی کے پاس تہا اونکے بعد بی بی حفصہ رض کے پاس رہا۔ ماحصل اس اعتراض کا
یہہ ہی کہ جناب عثمان رض نے قرآن شریف مین تصرف کیا اور یہہ قرآن جو اب مروج ہے یہہ وہ
قرآن بجنسہ نہین جو عہد رسالت اور عہد خلیفہ اول و دوم مین تہا۔ تالیف قرآن شریف مین
زید بن ثابت کی حدیث پیش کی ہے۔

جواب- قرآن شریف جلانے کا جواب شافی ہمارے گذشتہ مضامین سے جو درباب جمع قرآن مجید ہم لکھ آئے ہین صاف ظاہر ہے کہ بعد نقل قرآن شریف لوگونکے پاس جو مختلف قرآن مجید تھے جنمین روایات شاذہ وغیرہ تہین آپنے جلوا دیئے۔ کیونکہ جب ایک نسخہ اوس قرآن شریف سے جو عہد خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مین بزمانہ جنگ یمامہ پُرزون۔ پرچون اور زبانی حافظون سے مرتب ہوا تھا اور وہ بجنسہ آپکے پاس رہا پھر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بعد آپکے ام المومنین جناب حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور اسی قرآن کو اصل منقول عنہ قرار دیکر اوس سے ایک نسخہ نقل ہوا پھر اوسکی متعدد نقلین تمام بلا دمین بھجوا دین اور جن لوگونکے پاس قرآن شریف جنمین بعض آیات مشکوک بھی تھین نکلے وہ منگوا لیئے تو اب ان نسخونکی ضرورت نہ رہی اور انکے باقی رکھنے سے خوف تھا کہ کسی وقت لوگ پھر اختلاف کرین لہذا انکا جلا دینا ہی سب تھا۔ آپ پر یہہ الزام کہ اصل قرآن مجید جلا دیا محض زبردستی اور تعصب کا ہے برتقدیر تسلیم اس امر کے کہ آپنے وہی قرآن مجید جلا دیا جسکو حضرات طاعنین کہتے ہین تو ہمارا اونسے یہہ سوال ہے کہ ان حضرات کے نزدیک خلیفہ اول نے جو قرآن جمع کیا وہ قابل اعتبار ہے یا نہین اگر قابل اعتبار ہے تو صاحب حق الیقین کی اس عبارت کا مطلب کیا ہے "آنحضرت (یعنی جناب امیر) درخانہ نشست ومشغول بجمع کردن قرآن شد واز خانہ بیرون نیامد تا ہمہ را جمع نکرد وبمسجد آمد عمر گفت کہ احتیاج بقرآن تو ندارم حضرت فرمود کہ دیگر این قرآن را نخواہد دید تا مہدی از فرزندان من ظاہر گرداند وبخانہ برگشت" اگر آپ خلیفہ اول کے جمع کردہ قرآن کو مانتے ہین تو یہہ عبارت مرقومہ بالا محض منگھڑت ہے اور مولف کتاب کی افترا پردازی کیونکہ بجز اس کتاب کے کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے کوئی قرآن شریف جمع کیا ہے اور جن روایات مین آپکی نسبت جمع کرنا آیا ہے۔ اوس سے حفظ کرنا مراد ہے یعنی آپ ہی منجملہ

اون حضرات کے ہین جنہون نے پورا کلام مجید یاد کیا اور اس مین کس کو کلام ہے اور اگر آپ اس قرآن کو قابل اعتبار نہین سمجھتے تو بموجب اعتراف صاحب مجمع البیان۔ ان القرآن کان علی عہد رسول اللہ صلعم مجموعاً مؤلفاً علی ما ھو علیہ الآن یعنی یہہ قرآن عہد رسالت مین جمع اور ترتیب کے ساتھہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اسوقت ہے۔ نہ جناب صدیق اکبر نے قرآن شریف جمع کیا اور لکھایا اور نہ عہد عثمانی مین مرتب ہوا تو اس صورت مین جناب عثمان محرق القرآن نہ ٹھیرے۔ حدیث سے ہمکو کب انکار ہے بلکہ یہی حدیث تو ہماری دلیل ہے اور اس سے یہہ بات بھی نکلتی ہے جو ہمارے مفید مطلب ہے کہ کتابت قرآن بدعت نہین ہے بلکہ خود آنحضرت صلعم نے لکھنے کا حکم دیا تھا اور وہ پرچون پرزون مین لکھا ہوا منتشر تھا نہ اوسمین ترتیب تھی نہ وہ ایک مصحف مین تھا۔

اس مقام مین بعض شراح مشکوٰۃ لکھتے ہین کہ اوس مجموعہ مین کچھہ آیات منسوخ التلاوت اور کچھہ منسوخ الحکم بھی داخل تھین اسیواسطے ایک مصحف مین یا یون کہیئے ایک جلد مین جمع نہوا کیونکہ اوس زمانہ تک اور بھی احتمال نسخ وابدال کا باقی تھا پھر جب زمانہ وحی کا منقطع ہوا تو حقتعالے نے موافق اپنے سچے وعدہ انا لہ لحافظون۔ کے خلفاء راشدین کو جمع کرنیکا الہام کیا چنانچہ آنحضرت کے بعد اسکی ابتدا حضرت صدیق اکبرؓ سے بمشورہ حضرت عمرؓ ہوا اور انتہا اس کام کی حضرت عثمانؓ پر بمشورت جناب علیؓ قرار پائی۔ لیکن عہد خلافت حضرات شیخینؓ مین بسبب کثرت حرب وجہاد و تیاری وروانگی افواج اور دیگر مہمات ضروریہ کے اگرچہ ایک مصحف مین جمع ہوا لیکن بدستور نامرتب رہا اور جناب ختنینؓ کے وقت ایک مصحف مین جمع بھی ہوا اور ترتیب بھی پایا۔ یہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہے اصلا کمی وبیشی کو دخل نہین اسواسطے کہ ہرسال حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان مبارک مین تشریف لاتے اور اسی ترتیب پر آنحضرت صلعم کے

ہمراہ بطور مدارست (دور) تلاوت فرماتے تھے یہانتک کہ عام رحلت مین آیہ - انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید کو دو مرتبہ لائے ہین اور وہی ترتیب حضرت رسول خدا صلعم کی تعلیم سے بہت سے صحابیونکو یاد تھی اوسیکے موافق جناب عثمان صاحب الحیاء والایمان کے عہد مین بلا کم و کاست قرآن مرتب ہوا اور اب یہ وہی قرآن بعینہ ہے سرمو فرق نہین - اسمین حضرات شیعہ کو بھی مجال انکار نہین کیونکہ فاضل طبرسی مجمع البیان مین اس بات کی یون تصدیق کرتے ہین۔ سید مرتضی علی بن حسین موسوی نے ذکر کیا کہ عہد آنحضرت صلعم مین قرآن جمع اور ترتیب کے ساتھ اسی طور پر تھا جیسا کہ اب ہے - اس دعوی پر دلیل یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کیوقت قرآن پڑہا جاتا اور یاد کیا جاتا تھا تمام و کمال اور ایک جماعت صحابہ کی اسکے یاد کرنے پر معین تھی اور حضرت کے سامنے پڑہا جاتا تھا اور ایک جماعت صحابہ نے جیسے ابن مسعود اور ابی بن کعب وغیرہ آنحضرت صلعم سے بارہا قرآن سُنا اور اول سے آخر تک پڑہا - ادنی تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب باتین قرآن کے مجموع و مرتب ہونے پر دلالت کرتی ہین اور اسپر کہ قرآن پراگندہ نہ تھا اور ذکر کیا ہے کہ جس امامیہ یا حشویہ نے اسمین خلاف کیا اوسکا اعتبار نہین - وہ خلاف اون لوگونکا ہے جنہون نے اخبار ضعیفہ نقل کئے اور اونکو صحیح سمجھے - پس معلوم یقینی کو چھوڑکر اونکا قول معتبر نہوگا" اب حضرات طاعنین کو مجال گفتگو نہ رہی - جناب علی رض کی نسبت قرآن چھپانیکا الزام اور جناب عثمان رض کی بابت قرآن جلانیکا اعتراض وطعن باقی نہ رہا -

خمیازہ بزو کان شیشہ گر سنگست		عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد	

عبارت مذکورہ بالا اگرچہ ہماری روایات کے خلاف ہے کیونکہ صاحب مجمع البیان کا دعوی ہے

کہ قرآن شریف باین ہئیت کذائی جیسا کہ اب ہے آنحضرت صلعم کے وقت مین جمع ہو گیا تہا اگر اسکا یہہ مطلب ہے کہ لکہہ گیا تہا تو یہہ بات غلط ہے اگر یہہ مراد ہے کہ لوگونکے سینونمین جمع تہا تو البتہ تسلیم ہے مگر ہمکو اس قیل و قال کی ضرورت نہین۔ ہمارا تو یہہ مدعا تہا کہ یہہ قرآن مجید وہی ہے جو آنحضرت صلعم کے وقت مین تہا اوسمین سے کچہہ قطع و بُرید نہین ہوئی اور اس مدعا کی تائید عبارت مجمع البیان سے ہوتی ہے وہو المراد۔

دوم۔ روایت انس بن مالک مین مذکور ہے کہ جناب عثمان نے اوس صحیفہ کو حضرت حفصہؓ کے پاس سے منگوالیا اور وعدہ کیا کہ بعد نقل لینے کے اسکو واپس کر دونگا جب جناب عثمان رضؓ نے قرآن کو جمع کرالیا تو اوس صحیفہ کو حفصہ رضؓ کے پاس بہیجدیا اور اپنے قرآن کا ایک ایک نسخہ اطراف ممالک مین روانہ کیا اور حکم کیا کہ سواے اس قرآن کے اور جو کچہہ صحیفے یا مصحف ہین اونکو جلادین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکہا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو صحف نزدیک حفصہ رضؓ کے تہے بعد واپس کرنیکے وہ بہی جلا دیئے گئے۔

جواب۔ روایت انس بن مالک سے جو حدیث منقول ہے ہم اوسکو باب جمع قرآن مجید مین مفصل لکہہ چکے ہین ضرورت اعادہ نہین۔ اوس روایت مین یہہ لفظ بہی ہے کہ ماسوا کو علی اختلاف الروایتین جلانے یا پہاڑنے کا حکم دیا۔ مرقات شرح مشکوٰۃ مین ہے کہ مراد ماسوا سے منسوخ التلاوت ہے۔

علامہ سجستانیؒ کا قول ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے سات مصحف لکہواے تہے۔ وہ اسطرح تقسیم ہوے۔ ایک مکہ معظمہ مین۔ ایک مدینہ منورہ مین۔ باقی پانچ شام۔ یمن۔ بحرین۔ بصرہ اور کوفہ بہیجے گئے۔ حضرت علی مرتضی شیر خداؑ اکثر فرمایا کرتے تہے۔ واللہ عثمان نے کیا خوب کام کیا اگر اونسے یہہ کام انصرام نہ ہوتا تو مین سرانجام دیتا۔ پس اس حدیث انسؓ اور اسکی

شرحون سے ثابت ہوا کہ یہ امر جلیل الشان بہترین حسنات جناب عثمان رضؓ سے ہے اور وہ
ہرگز محرق القرآن نہین بلکہ محرق ماسوی القرآن ہین کہ جو باعث اختلاف تہا۔ اب بہی مخالفین
زبان طعن نہ روکین تو اسکا علاج ہی کیا ہے۔ یہی داغ تو دشمنونکی دلونپر ہی کہ من بعد انکے دخل
وتصرف کی گنجائش نہ رہی اور مثل توریت وانجیل نسخے مختلف قرآن شریف کے ہاتہہ نہ آے کہ کچہہ
داؤ چلتا شیخ محدث دہلوی رح کی عبارت سے یہہ نہین ظاہر ہوتا کہ جناب حفصہ رضؓ کے صحیفہ کو جناب
عثمان رضؓ نے جلایا بلکہ مرقات مین لکہا ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ کا ہوا تو اوسنے بعد انتقال
امیر المومنین حفصہ رضؓ کے اونکا مصحف خوف اختلاف سے جلوایا کیونکہ وہ قرآن شریف بے ترتیب محض تہا
جب قرآن جمع کردہ جناب عثمان رضؓ بشہادت امام الائمہ محمد صحت کو پہونچا اور اسیواسطے ملا صادق
کلینی نے بہی باعلاے ندا پکار دیا کہ۔ ویظہر القرآن بهذا الترتیب عند ظهور
الامام الثانی عشر ویشتهر به۔ یعنی قرآن اسی ترتیب معروف ومشہور سے بارہوین
امام مہدیؓ امام آخر الزمان کے وقت ظاہر ہوگا اور اسی ترتیب سے مشہور بہی ہوگا۔ تو اب مروان
پربہی جگہہ تشنیع وبہتان کی نہ رہی گو اور فعل اوسکے شنیع ہوا کرین اب یہان کسیکو پائون پہیلانیکی
جگہہ نہ رہی۔ باقی یہہ کہ ع تو لیشنوی یا نشنوی من گفتگوے میکنم۔ امر آخر ہے آمین اختیار باقی ہے
سوم۔ فخر رازی رح نے نہایت العقول مین لکہا ہے کہ جلا ڈالنا باقی مصاحف کا درحقیقت
نہایت تعظیم تہی کہ مبادا کوئی ریزہ اوسمین سے زمین پر گر پڑے تو باعث اہانت وسبکی کا
ہوگا۔ سبحان اللہ۔ جلانا قرآن کا تو تعظیم تہا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا حالانکہ
جلال الدین سیوطی رح نے کتاب اتقان مین قاضی حسین سے نقل کیا ہے کہ اوسنے کہا جلانا
قرآن کا خلاف احترام ہے اور جو چیز خلاف احترام ہو وہ اہانت اور استخفاف ہے۔
جواب۔ جب مصحف مین نفع متصور نہو (جیسا کہ اکثر بچونکے پڑہنے سے پہٹ کر ریزہ ریزہ

ہوجاتا ہے۔ یا کرم خوردہ یا دیمک خوردہ ہوگیا کہ کسیطرح پڑہنے مین نہین آتا اور جابجا الفاظ اوڑ گیے ہون) اوسکے ضائع کرنے مین علما کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین جلا دینا چاہیے اور بعضونکے نزدیک دہو ڈالنا چاہیے لیکن محققین تفصیل کرتے ہین کہ جو قرآن من حیث انہ قرآن ہے جیسے یہہ قرآن مروج الآن اوسکا جلانا بہتر نہین ہے۔ کیونکہ اسمین گونہ اہانت ہے بلکہ دہوکر اسکے غسالہ (پانی) کو کسی مقام پاک مین ڈال دین یا وہ پانی پی لین کہ ہر مرض کی دوا اور ہر درد کی شفا ہے اور جو قرآن من حیث انہ قرآن نہین جیسے مصاحف محرقہ جناب عثمانؓ اوسکا دہونا بہتر نہین کیونکہ احتمال حرفونکے رہ جانے کا ہے بلکہ اوسکو جلا ڈالنا چاہیے تا اثر اختلاف کا بالکل باقی نہ رہے جیسا جناب عثمان رضنے کیا۔ پس قول امام رازیؒ کا ناظر ہے اس معنی کیطرف اور قول قاضی کا ناظر ہے اوس معنی کی طرف اس تقریر پر تعارض بین القولین اوٹہہ گیا اور رازی قاضی سے راضی ہوگئے۔ اب حقیقت مین جلانا ایسے قرآن کا جس سے اختلاف اور تکفیر بلکہ مُحْہم ہو باعث بڑی تعظیم کا ہے۔ اگر یہہ امر باعث اہانت ہوتا تو کوئی صحابی جلانے نہ دیتا۔ جناب عثمان رضنے جیسے بمشورہ صدہا صحابہ کرام کے کہ بہترین انمین جناب علی مرتضی رضتھے قرآن صحیح کو جمع کیا ویسا ہی بصوابدید انہین بزرگوار کے جلوایا۔ اس صورت مین اگر جناب عثمانؓ مورد طعن کیے گیے ہین تو جناب علیؓ اور دیگر صحابہ بہی اسمین شریک ہین اور یہہ جو کہا کہ سبحان اللہ قرآن کا جلانا تعظیم ٹہیرا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا۔ اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گرنا قرآن کا زمین پر اور پاؤنمین روندنا معترض صاحب کے نزدیک باعث تحقیر نہین حالانکہ جلانا اور پاؤن کے نیچے لانا صورت تحقیر مین دونون برابر ہین کوئی انمین مابہ الامتیاز نہین۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ جلانا باعث تحقیر و اہانت ہے لیکن اور کی تہیلی پر ہنسنا اور اپنا ٹینٹ نہ دیکہنا صاف انصاف کے گلے پر چہری چلانا ہے

فاضل کلینی بروایت زید بن جہم ہلالی امام جعفر صادق رضہ سے نقل کرتے ہین کہ امام جعفر صادق رضہ نے یہہ آیت پڑہی۔ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان یکونوا ائمۃ ھی ازکی من ائمتکم۔ فقلت جعلت فداک ائمۃ قال ای واللہ۔ قلت انما یقرء اربی۔ قال وما اربی واومی بیدہ فطرحھا۔ قرآن شریف مین۔ تکونوا کی جگہہ تکون ہے اور ائمۃ کی جگہہ امۃ ہے اور ازکی کی جگہہ اربی ہے۔ راوی کا قول ہے کہ مین نے کہا۔ مین آپ پر قربان۔ کیا ائمۃ ہے فرمایا ہان قسم خدا کی۔ مین نے کہا۔ لوگ تو اربی پڑہتے ہین آپنے ازکی پڑہا۔ فرمایا۔ اربی کا کیا مطلب۔ یہہ کہکر قرآن شریف اہانت کے ساتھ آپنے زمین پر پہینکدیا۔ اب فرمایئے کہ قرآن صحیح باتفاق فریقین واجب التعظیم اور قابل عمل ہے اوسکا زمین پر دے مارنا اور اہانت سے پہینکنا اہانت ہے یا یاسوی القرآن کا جلانا علاوہ اسکے قرآن کی عظمت اور اوسکا ادب تو یہہ ہے کہ اسکو ناپاک لوگون سے دور رکہے نجاسات اور گندہ مقامات مین کسی جگہہ نہ پڑہے۔ اسکی تلاوت کو زندگی مین باعث برکت اور مرنیکے بعد سبب مغفرت سمجہے۔ الحمد للہ ہم کو تو یہہ نصیب ہے۔ صاحب استبصار فرماتے ہین لا بأس ان تتلوا الحائض والجنب القرآن۔ عورت حیض والی اور مرد ناپاک جس پر غسل واجب ہے قرآن پڑہین تو مضائقہ نہین اور آپکے یہان یہہ ادب ہے۔ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین جو منجملہ کتب معتبرہ شیعہ ہے لکہا ہے کہ جاے ضرور مین بقدر آیت الکرسی قرآن کا پڑہنا درست ہے۔ یہہ قرآن کی تعظیم ہے عوام بلکہ خواص نے قرآن کی عوض موت وحیات مین ضمیر اور دبیر کے مرثیون پر اکتفا کی اب ارشاد فرمایئے کہ تعظیم کون کر رہا ہے اور تحقیر کون

گوشت خاک ما ہم بربا د رفتہ باشد	نازم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتم

چہارم۔ حضرات سنیہ کا اس مقدمہ مین کیا اعتقاد ہے کہ جو مصاحف عہد شیخین مین لکہے گئے اور وہ قرآن جو ابن مسعودؓ وغیرہ اصحاب نے جمع کیئے تہے اور عثمانؓ نے اون سبکو جلا دیا منزل من اللہ تہے یا نہ تہے۔ اگر کہو کہ منزل من اللہ اور واجب العمل تہے تو پہر کیون جلا ڈالے گئے اور اونمین کتنی آیتین تہین اور اونمین کیا مذکور تہا اور اون مصاحف محرقہ اور اس قرآن مروج مین کتنا ایر پہیر تہا۔ اگر کہتے ہو کہ ایسا اختلاف تہا جیسا کہ اختلاف قرأتون مین قراء سبعہ یا عشرہ کے ہے تو یہ نہین ہو سکتا کیونکہ ایسا اختلاف تو اب بہی موجود ہے اگر یہی اختلاف تہا تو اوسکو کیون جلا دیا اور اس قرآن کو کیون نہ جلایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف بہت تہا اور بڑا ایر پہیر تہا۔ پہر بتاؤ کہ وہ قرآن کہان گئے اگر موجود نہین تو آیہ کریمہ اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ کس طرح صادق ہو گی اور دوسری آیت۔ لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید۔ بنابر مزعوم اہل سنت کے کس طرح صحیح ہو گی کیونکہ وہ قرآن اب نہین رہا نہ خدا نے حفاظت کی اور نہ وہ قرآن غلبہ باطل سے محفوظ رہ سکا۔

جواب۔ مصاحف محرقہ اگرچہ منزل من اللہ تہے لیکن بسبب بے ترتیبی اور انتشار اور خلط قرأت شاذہ اور آیات منسوخہ اور بعض الفاظ تفاسیر کے علی الخصوص بجہت داخل ہونے دعاء قنوت اور خارج ہونے معوذتین کے کہ اس خروج کا شیعہ بہی انکار نہین کرتے تمام و کمال واجب العمل نہ تہے اسیواسطے جلائے گئے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف نہ پڑے اور اون مصاحف مین آیات متفقہ علیہا اتنی ہی تہین جتنی اب ہین اور مذکور اونمین بہی تہا جو اب ہے اور مصاحف محرقہ اور مروجہ مین سوائے اون یا تو نکے جو مذکور ہوئین کچہ ایر پہیر نہین اختلاف بہت کم تہا اور ایر پہیر کان لم یکن۔ وہ نامرتب تہا یہ مرتب ہے۔ بموجب آیہ کریمہ انا له لحافظون

کے دنیا مین اسکے ہزارون حافظ موجود اور موافق آیہ لا یاتیہ الباطل کے ہر ملکون کیا بلکہ ہر قریہ مین نقلین اوسکی مشہور تلاوت سے کرورون پیر وجوان شاد- لاکھون ابجد خوانونکو جابجا سے زبانی یاد- قرآن مجید صحیفہ علیؑ یا مصحف فاطمہؑ نہین کہ بہ خلاف لطف و اصلح غار سر من راے مین مستور رہے اور نہ تہذیب طوسی یا کافی کلینی ہے کہ بہ عکس ہدایت وارشاد صندوق تقیہ مین مہجور رہے صاحبو- یہہ کلام اللہ الملک الجبار ہے جسکی شعاع عالمتاب سے چشم باطن خیرہ اور جسکی رشد وہدایت ظاہر کالشمس فی نصف النہار ہے- یہہ اپنے محبون مخلصو نکے سینو نمین محفوظ اور اونکا مددگار ہے- جو بدعقیدہ ہین اور اس سے بغض رکہتے ہین اونکے پاس جاتے ہیے اسکو عار ہے- یہہ بہی معجزہ کلام الٰہی قدیم زمانہ سے یادگار ہے جسکا دل نورانی ہے وہان اسکو قرار ہے- جو تیرہ درون ہین اونکے سینو نسے اسکو فرار ہے-

جمال شاہد قرآن نقاب آنگاہ بکشاید	کہ دار الملک ایمان رابیابد خالی از غوغا

پنجم- اگر یہہ کہتے ہو کہ مصاحف محرقہ منزل من اللہ نہ تہے اور یہی قرآن مروج منزل من اللہ ہے تو عہد حضرات شیخین اور اوائل عہد جناب عثمانؓ مین کونسا قرآن تہا- کس پر عمل کیا جاتا تہا تراویحون مین کونسا قرآن پڑہا جاتا تہا جمع کرنیوالی اون مصاحف کے باعتقاد حضرات سنیہ مومن تہے یا منافق- اگر مومن تہے تو مومن کا کام یہہ نہین کہ کوئی نیا قرآن بنالیوے اور کہے کہ یہہ منزل من اللہ ہے- اگر وہ اصحاب جنہون نے پہلے قرآن جمع کیا تہا وہ منافق تہے اور اونکا جمع کیا ہوا غلط تہا تو مقام تعجب ہے کہ شیخین نے اپنے وقت مین اون منافقو نسے لیکر نہ جلوا دیا- اوسکو مقبول رکہا- احکام شرع اوس سے نکالے- نماز و نمین اوسے پڑہا کیسے اور وہ لوگ بہی تو اصحاب تہے- پہر حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم تم کو یاد ہے یا بالکل فراموش ہو گئی-

جواب۔ عہد حضرات شیخین رضؔ اور اوائل عہد جناب عثمانؓ مین اوس قرآن محرق کے پڑہنے کی کیا حاجت تھی ہزارون کو قرآن اسی ترتیب سے یاد تہا جواب ہے اور حضرت رسول خدا صلعم حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ہر سال دورہ ختم قرآن کیا کرتے تھے اوراسی یاد پر عمل کیا جاتا تہا اور تراویحون مین پڑہا جاتا تہا جمع کرنے والے اون مصحفون کے بیشک مومن تھے اگر کسیکو کچہ شبہ قرأت شاذہ وغیرہ مین پڑا تو عندالاجماع وہ ہرگز اپنے شبہہ پر بنا ڈالکیونکہ مومن کا کام نہین کہ نیا قرآن بناوے حضرات شیخین رضؔ نے جو اپنے عہد مین جمع کروایا بسبب محاربات کفار اور دفع خصوم اور مشاغل بسیار کے فرصت ترتیب کی نہ ملی اسی باعث تامرتب جمع رہا احکام شرع کے نکالنے اور نمازون مین پڑہنا کچہ قرآن محرق پر موقوف نہ تہا بلکہ ہزارونکو یاد تہا اوسی بموجب نمازون مین پڑہا جاتا تہا اور احکام شرعی اوسی زبانی یادکردہ قرآن سے نکال لیتے تھے۔ حدیث صحابی کالنجوم ہمکو خوب یاد ہے اور بحمداللہ جیسا کہ اونہون نے کہا اور کیا ہم اونکی اقتدا کرتے ہین ہان آپ لوگونکو البتہ یہہ حدیث فراموش ہوگئی کہ اونکی اقتدا سے دور اور بجز دو چار صحابیونکے سب سے نفور ہو۔

ششم۔ جناب رسول خداؐ نے جو اپنی اُمت کو وصیت کی تھی کہ مین تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت اپنے چھوڑتا ہون اور یہہ دونون جدا نہونگے تاوقتیکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہون۔ اس کتاب اللہ سے کونسا کلام اللہ مراد ہے اگر یہی قرآن ہے جو عہد عثمانی مین مرتب و مروج ہوا تو یہہ اوسوقت کہان تہا اور جو قرآن جلائے گئے وہ منزل من اللہ نہ تھے تو پہر اہلبیت اور قرآن مین عہد عثمانی تک جدائی لازم آتی ہے شاید اس حدیث مین اتنا فقرہ رہگیا کہ عہد عثمانی سے انمین آپس مین جدائی نہ ہوگی تا ورود حوض کوثر۔ مگر توجیہ اس فقرہ شریفہ کی کہ مین چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت کو کس طرح ہوسکتی ہے

کیونکہ اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ اوس وقت کلام اللہ موجود تھا۔

جواب۔ سبحان اللہ حدیث وصیت کو خوب سمجھے۔ اگر اسکے یہی معنی ہین تو مذہب شیعہ کی نسبت انقلاب عظیم ہوگا کیونکہ باعتراف معترض اور بنا بر تصریح صاحب حق الیقین کے ثابت ہے کہ قرآن کامل جسکو جناب علی رض نے جمع کیا تھا امام غائب کے پاس غائب ہے جب وہ ظہور فرماوینگے تو یہہ بھی نکلیگا اس صورت مین جب تک کہ جناب علی رض نے جمع نہ کیا تھا اور جبکہ جمع کرکے غائب کر دیا تو اس مابین مین اور بعد غائب کر دینے کے گیارہوین امام تک بھی جدائی لازم آئی کیونکہ آئمہ ہدی تو اسی قرآن کو پڑہتے پڑہاتے لکھتے لکھاتے آئے ہرگز قرآن مفقود کا انکے پاس اثر بھی موجود نہ تھا تا بحدیکہ بنا برمزعوم شیعہ حضرت امام حسن عسکری رض کی تفسیر اسی قرآن موجودہ پر ہے۔ اب کسنے اپنے پانون پر تیشہ مارا اور کس نے ثقلین (قرآن واہلبیت) مین تفرقہ ڈالا۔ شاید اس مین یہہ فقرہ رکہا ہوگا کہ عہد امام غائب سے اسمین جدائی نہوگی تا ورود حوض کوثر۔ مگر توجیہ عبارت شریفہ کی (مین چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہل بیت) کس طرح ممکن ہوگی اسواسطے کہ کتاب اللہ کا ظہور اوسوقت مسلم ہو تو بیچ کے اہلبیت اوسوقت کہان ہونگے۔ وہ زمانہ تو بالکل قریب قیامت کے ہوگا۔ اسوقت تمہی کے اہلبیت بغیر اوس قرآن کے رہ گئے۔

ہفتم۔ ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد بن سیرین سے روایت لکھی ہے کہ جب لوگون نے ابوبکر رض سے بیعت کی تو حضرت علی رض نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گہر مین بیٹھ رہے۔ ابوبکر رض نے کہلا بھیجا کہ تمنے کیون دیر کی آیا میری بیعت سے یا میری امارت خلافت سے تمکو کراہیت ہے۔ آپنے جواب دیا۔ آپکی بیعت سے کراہیت تو نہین مگر مین نے قسم کہائی ہے کہ جب تک قرآن کو جمع نہ کرلونگا سوا سے وقت نماز کے اپنی ردا کو نہ اوڑہونگا۔ ابن سیرین

کہتے ہین مجھکو یہ روایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ جناب علی رضؓ نے قرآن شریف جمع کیا موافق اوسکے
کہ نازل ہوا تھا اور اگر ہاتھ آتا وہ قرآن تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا۔ اسی روایت کے
قریب المعنی دوسری روایت عبد الرزاق کے اسناد سے اوسی کتاب مین مذکور ہے
جواب۔ ملا علی قاری رحؒ نے مرقات مین لکھا ہے کہ یہ خبر ضعیف ہے اسواسطے کہ بسند حسن ثابت
ہے کہ جناب علیؓ فرماتے تھے۔ اعظم الناس فی المصاحف اجرًا ابو بکر رحمۃ اللّٰہ
علی ابی بکر ہو اول من جمع کتاب اللّٰہ۔ قرآن شریف کے مقدمہ مین ابو بکرؓ کو بڑا اجر ہے
خدا رحمت کرے ابو بکرؓ پر کہ اول قرآن کو اونہون نے جمع کیا۔ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن
سیرین کی عارض نہو گی۔ معارضہ مین شرط ہے کہ متعارضان ضعف اور قوت مین برابر ہون
پھر اسی کتاب مین مذکور ہے کہ بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ بتمامہ ہے یا جمع بانفرادہ۔ لیکن
جمع ابو بکرؓ کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی و نقصان معتدین کا نہین رکھتا اور اسی جہت سے
جناب علی رضؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی جمع و تالیف کو پسند اور کلمہ دعا سے خورسند کیا۔
ہشتم۔ ایسا ہم پوچھتے ہین کہ وہ قرآن جمع کردہ جناب علیؓ کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور
کوئی اوس کا حافظ بھی ہے اور اوسکے علم کثیر کا عالم بھی ہے یا نہین۔ اگر عالم یا حافظ اوس
قرآن کا ہے تو کہان کس ملک مین اور کس شہر مین مقیم ہے۔
جواب۔ یہہ سوال ہے فرع صحت روایت ابن سیرین کا اور جب وہ روایت مخدوش ٹھہری
تو اس سوال کی بھی گنجائش نہ رہی بلکہ سائل پر اعتراض اولٹ کر پڑیگا اور اوس سے پوچھا
جاویگا کہ بزعم شیعہ قرآن جمع کردہ جناب علیؓ کا وجود ہے تو یہہ قرآن حاضر اوس قرآن غائب
کا عین ہے یا غیر۔ اگر عین ہے تو پھر ناقص ہونیکی کوئی وجہ نہین۔ پھر امام جعفر صادق رضؓ نے
اسکو زمین پر کیون پھینک مارا۔ جدائی اسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی اور اگر یہ قرآن

غیر ہے تو پہر نماز وہین کیون پڑہتے ہو اور اسپر عمل کسواسطے ہے۔ اوس قرآن کو کیون نہین ڈہونڈہتے۔ آئمہ نے کیون اوسکو ظاہر نہ کیا اور بے نشان رکہا۔ قرآن پڑہتے پڑہانے کو آیا تہا یا رکہنے چہپانیکو۔ اس صورت مین چہپانا اور جلانا دونون برابر ہین۔

نہم۔ تحقیق یہہ ہی کہ یہہ قرآن مروج اور جتنے قرآن کہ جلادیئے گئے سب منزل من اللہ واجب التعظیم قابل تکریم ہین اہانت واستخفاف انکا گناہ کبیرہ اور احراق انکا باعث احتراق بہ نار جحیم ہے۔

جواب۔ الحمد للہ کہ اب اوپر آئے مگر انصاف شرط ہے۔ قرآن کو پاخانہ مین پڑہنا کیا تعظیم اسی کا نام ہے حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے اسی قرآن مرتب اور صحیح کو براہ اہانت زمین پر پہینک مارا یا دوسرا قرآن تہا۔ خواجہ طوسی نے سُنیونکا مدرسہ جلوا دیا جو کہ خالی قرآن متعددہ سے نہ تہا۔ اب فرمایئے تعظیم کون کرتا ہے اگر یہہ باتین موجب اہانت واستخفاف کی ہین تو اب کون مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا اور نار جحیم کسکا حظیرہ اور اگر یہہ باتین اہانت و استخفاف کی نہین تو قرآن غیر مرتب اور مشکوک فیہ کو بنظر رفع فساد کے جلانا اور یہود و نصاریٰ کا سا اختلاف مٹانا باوجودیکہ اہانت واستخفاف کا نام نہو کیا مقام الزام ہے

دہم۔ بنابر روایات سبعہ احرف کے جو اختلافات اونمین تہے وہ از جملہ ساتون حرفون مین کے تہے کہ قرآن مجید اونپر نازل ہوا چنانچہ مشکوٰۃ مین لکہا ہے کہ خلیفہ ثانی نے خود فرمایا ہے مین نے ہشام بن حکیم بن حزام کو کلام اللہ پڑہتے سُنا کہ وہ سورۂ فرقان کو برخلاف اسکے کہ مین پڑہتا تہا پڑہ رہے تہے۔ قریب تہا کہ مین اوسیوقت اونسے بھڑ جاؤن لیکن مین نے اونکو چہوڑ دیا یہانتک کہ قرأت ختم کی۔ پہر مین چادر اونکے گلے مین ڈالکر کہینچتا اور گہسیٹتا ہوا جناب رسالتمآب صلعم کے پاس لیگیا اور کہا کہ مین نے انکو سورۂ فرقان پڑہتے سُنا

مگر جس طرح آپنے مجھکو تعلیم فرمائی ہے یہہ اوسکے خلاف پڑھ رہے تھے۔ آنحضرت صلعم نے
مجھسے فرمایا کہ چھوڑ دے۔ بعد ازان ہشام سے فرمایا۔ پڑہو۔ کسطرح پڑہتے ہو۔ اونہون نے
اوسی طور پڑہا جیسا مین نے پہلے سنا تہا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسی طور سے یہہ سورہ
نازل کیا گیا ہے پہر مجھسے فرمایا تم بہی پڑہو مین نے بہی پڑہا۔ فرمایا اسیطرح سے نازل ہوا ہے
مین اوسوقت حیران ہوا۔ آپنے فرمایا کہ یہہ قرآن نازل کیا گیا ہے سات حرفون پر پس جسطرح
میسر ہو پڑہو۔

جواب۔ سبعہ احرف کی تفسیر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ سات لغت مراد
ہین۔ وہ سات لغت یہہ ہین۔ قریش۔ طے۔ ہوازن۔ ہذیل۔ یمن۔ ثقیف۔ بنی تمیم۔ لیکن
قریش بہ نسبت اور زبانونکے بہت فصیح ہے اسیواسطے اول قرآن اسی زبان پر اوترا۔ پہر توسع
کیلیے چند دن تک اور زبانون مین بہی اجازت رہی۔ بعضے کہتے ہین کہ مراد اس سے سات
قرآت مشہورہ ہین کہ سب متواتر ہین اور سبہون پر حکم قرآن کا ثابت ہے اپر صحت نماز حرمت
مس جنب و حائض وغیرہ مترتب ہے۔ بعضے اور کچہہ بہی مراد لیتے ہین مگر انحصار صحت کا انہین
دونون پر ہے۔ یہہ اختلاف لغات سبعہ کا انہین قرآت سبعہ کی طرف رجوع کرتا ہے
جس کی تفصیل مشکوۃ شریف مین بروایت ابن شہاب کے موجود ہے۔ اونکا قول ہے کہ
یہہ سات حرف یا لغات مآل کار مین ایک ہین حلال و حرام مین اختلاف نہین ہوتا۔
ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسکے تحت مین افادہ فرماتے ہین یعنی مرجع
ہر ایک کا ایک معنی کی طرف ہے اگرچہ لفظ مین اختلاف ہو اسواسطے کہ لغات سبعہ اور اسیطرح
قرآت سبعہ مین اختلاف نہین ہوتا اور اگر اس طرح اختلاف ہو کہ مثبت منفی ہوجاوے اور
حلال حرام۔ یا بالعکس تو یہہ قرآن مین درست نہین کہ یہہ موجب اختلاف کثیر کو ہے۔

حالانکہ خداوند پاک فرماتا ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ اور ہرگاہ یہہ قرآن من عند اللہ ہے تو اختلاف کثیر کو اسمین راہ نہین۔ اب اگر کچھ شک باقی رہا ہو تو عبارت مجمع البیان ملاحظہ ہو کہ وہ کیسی تائید کر رہی ہے۔

یازدھم مخفی نرہے کہ یہہ سات حرف غیر قراتون قراے سبعہ کے تھے کہ وہ حروف باقی نرہے اور یہ باقی ہین۔ مانند قرآت ابی بن کعبؓ اور ابن عباسؓ کے کہ آیۂ متعہ کو اسطرح پڑھا ہے۔ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاتوھن اجورھن فریضۃ کہ اس قرآت مین الی اجل مسمی زائد ہے جو دیگر قراتون مین نہین چنانچہ تفسیر کبیر مین مذکور ہے اور ابن اثیر جزری نے بھی اقرار اسکا کیا ہے کہ سبعہ احرف سواے قرآت سبعہ کے ہین۔

جواب۔ جو لوگ قائل ہین کہ سبعہ احرف غیر قرآت سبعہ ہے مراد اونکی غیر لغات سبعہ نہین اور نہ لغات متناقضہ مراد لے سکتے ہین کیونکہ بر تقدیر اول یعنی غیر لغات سبعہ عدم اتمام کلمۃ اللہ لازم آتا ہے اور یہہ بدلیل آیہ کریمہ۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا جائز نہین اور بر تقدیر ثانی یعنی لغات متناقضہ تبدیل کلام مثبت بہ منفی یا استحالہ حلال بحرام وحرام بحلال ناگزیر ہے اور یہہ موجب اختلاف کثیر ہے قطع نظر اہل سنت شیعہ بھی اسکو روا نہین رکھتے چنانچہ صاحب خلاصۃ المنہاج تحت آیہ کریمہ۔ لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم۔ کے لکھتے ہین ”ہیچکس نیست کہ تبدیل دہندہ باشد مر اخبار و احکام اورا چنانچہ تبدیل دادند توریت را زیرا کہ حقتعالی محافظت قرآن فرمودہ است“ پس معلوم ہوا کہ سبعہ احرف سے وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا مذکور ہو چکا اب انکا باقی نرہنا ممنوع ہے کیونکہ مرجع کل لغات کا واحد ہے جیسے مرجع کل قرآت کا واحد بلکہ یہہ لغات سبعہ ضمن مین انھین قرآت سبعہ کے ہین چنانچہ بعضے شراح مشکوٰۃ شریف نے جابجا تصریح کی ہے۔ اب لغات

اور قرأت متواترہ یہی ہین جو اس قرآن مین موجود ہین اور جو انکے سوا ہے وہ شاذ ہے یا منسوخ
خصوصًا وہ قرأت کہ جنمین اختلاف کثیر اور حلت وحرمت کا تفاوت فاحش ہو تو وہ مردود ہے
جیسے قرأت الیٰ اجل مسمیٰ بعد فما استمتعتم بہ منہن۔ کے کہ شیعہ اس سے اباحت متعہ کی
نکالتے ہین حالانکہ قیود ثلاثہ مکذب اس قرأت کے ہین۔ پھر متعہ کیسا۔ تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ حقتعالےٰ
نے پہلے اون عورتونکو ذکر فرمایا جنسے نکاح حرام ہے۔ اس طرح پر۔ وحرمت علیکم امہاتکم
تا والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم بعد اسکے اون عورتونکا
ذکر چھیڑا جنسے نکاح حلال ہے۔ اس طرح پر۔ واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم
غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منہن فاتوھن اجورھن فریضۃ۔ ولاجناح علیکم
فیما تراضیتم من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما۔ مگر کئی قیدونکے ساتھہ۔ ایک
ان تبتغوا باموالکم یعنی مال دنیا قبول کرو مہر اور نفقہ مین۔ دوسری۔ محصنین غیر مسافحین
یعنی قید مین لانیکی غرض ہو مستی نکالنے کو نہو یہان تک کہ وہ عورت ہمیشہ کو اوس مرد کی ہو جاے
اوسکے چھوڑے طلاق دیئے بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آوے کہ مہینہ تک یا برس تک
تیسری قید سورۂ مائدہ مین ہے اور یہان بھی لونڈیونکے نکاح مین ہے۔ ولا متخذات
اخدان کہ پوشیدہ اور مخفی یاری نہ ہو۔ لوگ شاہد ہون کم از کم دو مرد۔ یا ایک مرد
دو عورت۔ اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ نکاح عورتون سے جو حلال ہین مشروط بشرائط
ثلٰثہ ہے۔ مہر مقرر کرنا۔ بہ نیت دوام نکاح کرنا۔ علانیہ لوگونکے سامنے عام مجلس مین نکاح
منعقد ہونا اور مجموعہ شرائط ہذا غیر منکوحہ اور غیر ملک یمین مین مفقود ہے۔ کیونکہ تحلیل اور
اعارۃ کی صورت مین تو محض سوداے مفت سے یا حلواے بے دود۔ صورت متعہ مین احصان
نہین۔ متموعہ کا یہی معمول ہے کہ ہر ماہ با یارے وہر سال در کنارے۔ بلکہ اگر اسکے سیاق مین

غور کیا جاوے تو صاف صاف متعہ کی حرمت نکلتی ہے کیونکہ اگر متعہ حلال ومباح رہتا تو لونڈیونکے نکاح کو بعد نکاح حُرّہ کے بلفظ ومن لم یستطع منکم طولاً الآیہ باین تشدد تقیید والزام قیود کیون ارشاد فرماتے۔ علاوہ اسکے آیہ کریمہ اِلّا علیٰ ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین۔ فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون۔ صاف دو قسم کی مباشرت پر ناطق ہے ایک بی بی سے دوسری لونڈی سے اور جو سوا ان دو قسمونکے ہے وہ موجب نافرمانی خدا ہے) کھلی دلیل حرمت متعہ پر ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ زن متوعہ ان دونون قسمونسے باہر ہے۔ نہ وہ زوجہ ہو سکتی ہے نہ مِلک یمین اسواسطے کہ لوازم زوجیت مثل طلاق وایلا وغیرہما کے متوعہ مین یک قلم نہین۔ حالانکہ مقررات فن سی ہے کہ جب کوئی شئے ثابت ہوتی ہے اوسکے لوازم بھی ثابت ہوتے ہین۔ اسیواسطے امام رازی نے بطریق تنزل کے فرمایا ہے [یہ قرأت (الی اجل مسمیٰ والی) بر تقدیر ثبوت کے صرف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ متعہ کسی زمانہ مین مشروع تھا اور ہمکو اسکا انکار نہین۔ ہمارا تو یہہ دعویٰ ہے کہ متعہ منسوخ ہوگیا] اور یہہ قرأت شاذہ غیر معتبر ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ یہہ فقرہ الی اجل مسمیٰ منسوخ الحکم والتلاوت ہے۔ امام رازی کا قول اباحت متعہ کی دلیل کسی طور نہین ہو سکتا۔ مستدل نے اپنے بچاؤ کے واسطے مطلقاً بے قید تفسیر کبیر کا حوالہ کیا اور غلط اس فقرہ کو قرآن مین پڑھا۔

گر تو قرآن بدین نمط خوانی		ببری رونق مسلمانی

پس معلوم ہوا کہ یہہ متعہ زنان حرام ہے اور یہہ قرأت الی اجل مسمیٰ کی غلط۔ ہرگز ابن عباسؓ وغیرہ سے ثابت نہین۔ یار لوگون نے اپنی لذات نفسانی اور مزہ اوڑانیکو بنائی ہے اور خلاف سیاق وسباق قرآنی اسکو دلیل متعہ کی ٹھیرائی ہے۔

دوازدھم- اگر قرآت الی اجل مسمی کی قرآت شاذہ ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ قرآت شاذہ نہین بلکہ یہہ قرآت بوجہ اسکے کہ بہت قرآن جلا ڈالے گئے شاذ ہوگئی کیونکہ جب تمام قرآن جل گئے اور صرف ایک قرآن رہگیا تو جو قرآت اسکے سوا ہوگی وہ شاذ کہی جاویگی اگر وہ سب قرآن آج موجود ہوتے تو کاہے کو شاذ ہوتی- یہہ قرآت تو تفاسیر اہلبیت سے ثابت ہے اور موافق حدیث ثقلین کی جدائی قرآن کی اونسے محال ہے-

جواب- واہ صاحب سمجھے تو خوب- اجی حضرت کدہر کہو گئے اتنا نہ سمجھے کہ اگر یہ قرآت شاذ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی لازم آتی ہے کیونکہ آج کل تو یہی قرآن مروج ہے اور اس مین یہہ قرآت نہین اور جدائی دونون تو بزعم آپکے محال ہے پس لامحالہ اقرار کرنا ہوا کہ یہہ قرآت شاذہ غیر معتبرہ ہے وہو المطلوب-

شاید اسیواسطے ملا فتح اللہ نے تفسیر منہج الصادقین مین تحت آیہ کریمہ فما استمتعتم کے شاذ ہونیکا انکار نہ کیا بلکہ لمعہ سے یہہ عبارت نقل کی- کہ گفتہ است و در قرآت شاذہ نقل از عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب و غیر الیشان چنین وارد است کہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی ہمہ ذا یہ تصریح صاحب مجمع البیان و ملا صادق شارح کلینی کے طے ہوچکا ہے کہ یہہ قرآن موجودہ بے شبہہ وہی قرآن ہے جو حضرت ؐ کے وقت مین تہا اور امام مہدی ؑ کے عہد مین ہوگا- پہر اوسمین کہان یہہ فقرہ الی اجل مسمی کا تہا کہ جلانے کی وجہ سے شاذ ہوگیا- اسکو شاذ نہ کہنے کے کیا معنی- باتفاق شیعہ واجب العمل تو یہی قرآن موجود ہے اور جو خبر اسکے ظاہر کے مخالف ہے شاذ ہے اور متروک ہے- صاحب تہذیب باب من احل اللہ نکاحہ مین بعد ذکر حدیث جمیل بن دراج اور حماد بن عثمان اور منصور بن حازم کے جو ابو عبداللہ سے مروی ہے کہہ رہے ہین

کہ یہ دونون خبرین شاذ وارد ہوئین مخالف ہین ظاہر کتاب اللہ کے اور جو مخالف قرآن کی
ہو اوسپر عمل درست نہین - اب فرمایئے کہ یہہ قرآت شاذہ متروک العمل ہے یا نہین اگر
نہین تو ملا فتح اللہ - صاحب مجمع البیان - ملا صادق کو جواب دیجئے -

سیز دہم - الحاصل قرآن مروج بلاشبہہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے - باقی رہی یہ بات
کہ کچھ کم وکاست اسمین ہوا یا نہین - سو روایات واحادیث شیعہ وسُنی سے قرآن کا
نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہے لیکن نہ ایسا نقصان کہ مانع ومنافی عمل کا اس قرآن موجود
پر ہو اسی لیے حضرات اہلبیت رض کا بھی عمل اسی قرآن مروج پر تہا اور حکم عمل کرنیکا اسپر ہمکو بھی
ہے البتہ ہمارے بعض قدماے علما نے قرآن کے نقصان کا بھی انکار کیا ہے مگر یقین اسپر
کہ نقصان کچھ اس مین نہین ہوا ہے مشکل ہے لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوئی ہی

جواب - بیشک قرآن مروج کے حق ہونے اور منزل من اللہ ہونے مین کسیکو شک نہین
انکار اسکا کفر وضلال ہے - اب رہا کمی وبیشی کی نسبت اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو روایات
معتبرہ اور احادیث صحیحہ سے قطعاً یہہ امر طے ہو چکا ہے اور اونکی روایات سے حال بخوبی معلوم
ہو گیا ہے کہ شائبہ نقصان کا اونکی کتب سے ثابت نہین نہ صراحتہً نہ اشارۃً - اب انکو تیرورا انکے
سر باندہنا گویا اس پردہ مین اپنا عیب چہپانا ہے - محققین امامیہ درباب قرآن مروج اس طرح
کہتے ہین شیخ ابوجعفر کتاب الاعتقادات مین یہہ مضمون لکہتے ہین کہ جو شخص ہماری جانب
نسبت کرتا ہے کہ قرآن زیادہ تہا اس قرآن موجود سے تو وہ جہوٹا ہے - مصائب النواصب
مین مرقوم ہے کہ جو شیعہ کی جانب منسوب ہے کہ شیعہ قرآن مین تغیر کے قائل ہین سو یہہ قول جمہور
امامیہ کا نہین اسکے قائل گروہ قلیل ہین جنکا شیعہ کے نزدیک اعتبار نہین - اب فرمایئے کہ
ان دونون شاہدین عادلین کی شہادت سے کون جہوٹا اور بے اعتبار اور کون جیتا کون

ہارا اور بموجب تصریح صاحب البیان کون حشویہ ٹہیرتا ہے۔ شاید اسی ڈر سے خواجہ طوسی نے الزام نقصان قرآن سے تجرید کو مجرد کیا۔

طرفہ یہہ ہے کہ اس قرآن کو ناقص ہی بتاتے جاتے ہین اور عمل کرنے کو بہی کہتے ہین یہہ نہ معلوم ہوا کہ قرآن ناقص بتانا کس راہ سے ہے۔ اگر یہہ سبب ہے کہ فضائل امیر المومنین علیؑ اور مناقب اہل بیت طاہرین اسمین نہین۔ تو سورۂ ہل اتی اور آیہ تطہیر کس کے حق مین ہے ہان اخبار خلافت خلفاء راشدین اور فضائل ازواج مطہرات سید المرسلین خصوصًا فضیلت جناب صدیقہؓ اور تائیدات مذہب اہل سنت کی بہی اسمین مذکور ہین اور ذکر تقیہ۔ ماجرای غصب کلثوم۔ قصہ آزردگی جناب زہراء بتولؓ۔ رسن بگلو ہونا جناب شیر خدا کا۔ بیکسی اہلبیت ومضامین حق الیقین کے کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے جناب زہرا اور حضرت علی مرتضیؑ کو فرمایا کہ پدرت فدائے تو باد۔ و برادر عمت قربان تو باد۔ اور بندشین مرثیہ ضمیر و دبیر کی اسمین نہین یہہ اسباب نقصان کے البتہ ہوسکتے ہین۔ کہین بصحت ثابت نہین ہوتا کہ جناب امیر المومنین یا بقیہ آئمہ طاہرین نے اس قرآن کو ناقص بتایا ہو یا اپنی اولاد امجاد کو نہ پڑہایا ہو سب اسیکو لکہتے پڑہتے آئے اور سر آنکہون پر رکہتے رہے۔ اگر یہہ قرآن ناقص تہا تو جناب امیرؓ نے قرآن کامل کیون نہ پہیلایا اب بات بنانی غیرت مٹانی ہے۔ فی الحقیقت اعتقاد نقصان قرآن کا مثل اعتقاد ان لوگون کے ہے جو خدا اور رسول سے لاچار ہو کر بعضی الوہیت جناب علیؓ کے قائل ہوے اور بعضون نے آپکی نبوت کا دعوی کیا چنانچہ اسکا بیان بجای خود مذکور ہے۔

چہاردھم۔ اب یہہ سوال کہ حضرت علیؓ کا جمع کردہ ہی قرآن ہے۔ تو بر تقدیر اسکے جناب عثمانؓ نے جسقدر محنت و مشقت قرآن جمع کرانے اور احراق باقی مصاحف مین کی بالکل

برباد ہوجاتی اسکو سُنی کیون گوارا کرینگے اور وہ قرآن جو حضرت علی رضؓ نے موافق تنزیل کے جمع فرمایا تھا وہ آپ ہی کے پاس اور آپکی اولاد طیبین طاہرین کے پاس موجود و مخزون رہا اور اب حضرت صاحب الامر کے پاس موجود ہے۔ جسوقت صاحب الامرؑ کا ظہور و خروج ہوگا وہ قرآن بھی ظاہر ہوگا۔

جواب۔ یہہ سوال تو ظاہر البعید نہین معلوم ہوتا کیونکہ جب باعتراف ثقات تمام آئمہ ہدیٰ اور اونکی اولاد امجاد اسی قرآن کو پڑہتے لکھتے آے مگر بشہادت طبرسی او شیخ طوسی حضرات حشویہ جب اس نقصان کے قائل ہوے تو سائل کو شبہہ ہوا کہ یہہ وہی قرآن ہے جو حضرت علی رضؓ نے جمع کیا تھا یا اور ہے اگر وہی ہے تو فہو المراد ونعم الوفاق اور اگر وہ نہین تو اپنے قرآن کو کیون چہپایا اور اسکو پڑہا پڑہایا سبحان اللہ۔ پڑہنے پڑہانیکو یہہ قرآن اور رکہنے چہپانیکو وہ قرآن۔ ہم تو جملہ بزرگان دین حامل دین متین اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا رضؓ کی نسبت نہایت ادب و تعظیم سے پیش آتے ہین اور اون حضرات کے حق مین اس قسم کے الزام حق پوشی و قرآن چہپانیکا قائم نہین کرتے۔ اگر دیدہ انصاف بین سے دیکہا جاوے تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ انہین حضرات کے ذریعہ سے ہمکو جملہ احکام دینی پہونچے۔ یہہ لوگ امانتدار خدا و رسول تہے جنہون نے وہ امانت بجنسہ پہونچادی۔ پہر انکے حق مین ایسی بات کہنا جو انکی امانت مین قادح ہو بڑی جراءت و دلیری ہے خدا اس سے بچاے۔ حق تو یہہ ہے کہ جس قرآن کو حضرت عثمان رضؓ نے جمع کیا اسی کو جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے قبول کیا اور فرمایا۔ اگر عثمان نہ جمع کرتے تو مین جمع کرتا۔ جمع قرآن مین سب پر جناب عثمان رضؓ کا احسان ہے۔ جو اس احسان کو نہ مانتے وہ احسان فراموش ہے اور بار ایمان سے سبکدوش۔ سابقاً یہہ بہی گذر چکا ہے کہ جمع کرنا جناب علیؓ کا قرآن کو ثابت نہین۔ نہ سُنی کے

یہان نہ شیعہ کے یہان۔پس ونکی اولاد کے پاس خصوصًا صاحب الامر کے پاس کیونکر موجود ہے۔ملا صادق بیشک اس مقدمہ مین صادق ہین کاذب نہین کلینی کی شرح مین تصحیح لکھہ گئے کہ یظہر القرآن بھذا الترتیب عند ظھور الامام الثانی عشر ویشتھر بہ یعنی یہی قرآن شریف حضرت امام آخر الزمان کے وقت مین ظہور پذیر ہوگا اور مروج ومشہور بہی رہیگا۔اب اہل سنت وجماعت کا اعتقاد بہی ظاہر ہوگیا کہ سب کے نزدیک بالاتفاق سلف سے خلف تک یہی قرآن جو مروج ہے حق ہے کسی طرح شک وشبہ نہین ذٰلک الکتاب لاریب فیہ جسقدر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین پر نازل ہوا بے کم وکاست موجود ہے۔کیا مجال کسی کی کہ ایک حرف بڑہا سکے۔قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا۔ترجمہ۔کہہ اے نبی صلعم۔اگر جمع ہون آدمی اور جن اسپر کہ لاوین ایسا قرآن نہ لا سکینگے ایسا اگرچہ مدد کرین ایک کی ایک یا کچہ گہٹا سکے۔انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ہمنے اوتاری نصیحت اور ہم اسکے نگہبان ہین کہ اسمین تبدل وتغیر ونقصان نہین ہونے دیتے۔وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم۔یعنی تیرے رب کی بات پوری اور سچ ہے کوئی اوسکے کلام کا بدلنے والا نہین اور وہی سنتا جانتا ہے۔یہ کلام الٰہی قدیم ہے اور معجز۔اسکے معجزون سے ایک یہ بہی ہے کہ منافق کو یاد نہین ہوتا۔ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرًا۔یعنی منافق سب سے نیچے درجہ مین آگ کے ہین اور ہرگز تو اونکا کوئی مددگار نہ پاویگا۔باقی عقیدون کی حقیقت کتب عقائد اہل سنت مین بتفصیل مذکور ہے جسکو منظور ہو دیکہہ لے۔واللہ یھدی من یشاء الی

صراطِ مستقیم - والیہ المرجع والمآب -

آمدن مفسدان بمدینہ منورہ

سنہ ۳۵ھ مین کوفہ سے مالک بن اشتر نخعی کی جماعت جس کی تعداد دوسو تھی اور ایک سو پچاس آدمی بصرہ والے اور یہہ سو اہل مصر اس گروہ کے ساتھہ باتفاق تمام مدینہ منورہ مین داخل ہوے سب کا ارادہ یہہ تھا کہ جناب عثمانؓ کو خلافت سے معزول کر کے دوسرا خلیفہ مقرر کرین۔ جسوقت جناب عثمانؓ کو ان لوگونکی آمد اور انکا قصد معلوم ہوا آپنے مغیرہ بن شعبہؓ اور عمرو بن العاصؓ کو اس گروہ مفسدین کے پاس بہیجا۔ یہہ دونون صاحب انسے ملے حکم خدا اور سنت نبوی پر عمل کرنیکی ہدایت کی اور شر و فساد سے منع کیا۔ مگر یہہ فرقہ بدانجام اپنی شرارت سے باز نہ آیا اور ان دونونکو بُری طرح جواب دیا۔ مجبور دونون واپس آے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین سب حال ظاہر کیا۔ اب جناب علیؓ انکی فہمائش کو تشریف لے گئے آپ کو بہی وہی جواب دیا گیا مگر آپنے پہر سمجہایا اور فرمایا "تم لوگ کجروی چھوڑو راہ راست پر آؤ۔ جو کچہہ تم کو شکایتین ہین پیش کرو مین اونکا انتظام کر دونگا اور ضامن ہوتا ہون کہ تمہارے حسب خاطر تمہاری خواہشین پوری کی جائینگی"۔ بارے آپکی فہمائش سے ان لوگون نے جناب عثمانؓ کی خدمت مین ایک عرضی لکہی جسمین جو کچہہ شکایتین عمال کی جانب سے تہین سب درج کین اور یہہ خواہش کی کہ ہمیر انصاف کیا جاوے اور بموجب حکم خدا و رسولؐ کے ہمارے حقمین فیصلہ ہو۔ ہم راضی ہین۔ حضرت علیؓ ضامن ہوتے ہین کہ ہماری شکایتین رفع کر دینگے۔ مصریونکی صرف یہہ درخواست تہی کہ عبداللہ بن ابی سرح ولایت مصر سے معزول کیے جاوین اور محمد بن ابی بکرؓ اونکی جگہہ والی مصر ہون۔ چنانچہ جناب عثمانؓ نے اونکی درخواست منظور فرمائی اور سب لوگ اپنے اپنے ملک کو واپس گئے

ہم اس اجمال کی تفصیل روضۃ الصفا سے اس طرح نقل کرتے ہین کہ ماہ ربیع الاول ۳۵ھ مین ہر شہر کے بیکار و نکمے اشخاص کچہہ نہ کچہہ شکایت اپنے والی و حاکم کی لیکر مدینہ منورہ مین جمع ہوے - ان لوگونکی ایک جماعت معتد بہ تہی - اہل مدینہ نے انسے دریافت کیا کہ تم لوگ فوج کی فوج یہان کیون آے ہو - جواب دیا کہ یہان آنا ہمارا اس غرض سے ہوا ہے کہ جناب عثمانؓ کی خدمت مین آپکے عمال و حکام کی جو ہم لوگونپر ظلم و تعدی کر رہے ہین شکایت کرین اور آپسے عادل منصف حکام کی درخواست کرین - جناب عثمانؓ کو جب معلوم ہوا تو آپنے یہہ دریافت کرنا چاہا کہ اس گروہ مین اہل مدینہ سے بہی کوئی شریک ہے یا نہین لہذا الغرض دریافت حال دو معتمد خاص اپنے اس کام پر مقرر فرمائے اور حکم دیا کہ ان لوگونسے ملکر کسی ڈہب سے حقیقت حال معلوم کرین اور اطلاع دین - یہ دونون معتمد اس جماعت سے ملے اور حکمت عملی سے دریافت کر کے خبر لاے کہ عمار بن یاسر اور ورقا بن رافع انصاری اس جماعت کے ہم داستان و ہم زبان ہین - جب جناب عثمانؓ کو حقیقت حال واضح طور سے معلوم ہو گئی آپنے حکم دیا کہ اشراف مہاجرین و انصار و دیگر اہل اسلام عمائد و شرفاء مدینہ مسجد نبوی مین تشریف لاوین چنانچہ سب صاحب مسجد مین جمع ہوے - جناب عثمان مسجد مین تشریف لاے اور بعد حمد و نعت کے فرمایا - اے حضرات - ایک جماعت اطراف و بلاد سے اس شہر مین وارد ہوئی ہے - خلاصہ کلام انکا یہہ ہے کہ اگر عثمانؓ از خود بخوشی خاطر خلافت سے دست بردار ہون تو بہتر ورنہ ہم اونکو قتل کرینگے - اکابر مہاجرین و انصار نے جواب دیا - یہہ لوگ واجب القتل ہین کیونکہ ہمنے جناب رسالتمآب صلعم سے سنا ہے کہ جو کوئی شخص اطاعت امام وقت سے علیحدہ ہو کر اوسکے خلاف اور عداوت مین لوگونکو اپنی طرف بلاوے اور خود امام بنکر امام وقت کی مخالفت کریگا

قصد کرے تو ایسے شخص پر خدا کی لعنت ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ اوس شخص کو قتل کر دین۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ میری نسبت ان لوگون نے جو الزام قائم کیے ہین اور جنکی وجہ سے مجھکو معزول کرنا چاہتے ہین اونمین سے یہہ ہے کہ مین نے منیٰ مین نماز پوری پڑہی مگر جناب رسول اللہ اور حضرات شیخین رضی قصر پڑہتے تہے۔ میرا جواب یہہ ہے کہ میرے اہل وعیال مکہ مین ہین مین وہان جاکر مقیم ہوگیا لہذا مجھکو قصر کرنا لازم نہین۔ ان صاحبونکے اہل وعیال مکہ مین نہ تہے لہذا نماز قصر پڑہی۔ دوسرا الزام یہہ ہے کہ مین نے قرآن جلا دیئے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ بغرض رفع اختلاف اور دفع اختلاط کلام الٰہی کلام خلق سے یہہ کام مین نے کیا۔ اسی طرح سب الزامون اور اعتراضون کے جواب آپنے بیان فرماے یہہ ارشاد کیا مین ابہی ان لوگونکے خون مین اپنا ہاتہہ آلودہ نہین کرتا تاوقتیکہ علانیہ مخالفت انکی نہ ظاہر ہووے اوسوقت جیسی رائے آپ لوگونکی ہوگی کیا جاوے گا۔

اس جلسہ مین سبکو معلوم ہوگیا کہ جناب عثمان رض کی نسبت جو عیب لگاے جاتے ہین آپ اون سب سے مبرا و پاک ہین۔ اس جلسہ کی خبر اور جو کچہہ گفتگو اس موقع پر پیش آئی اہل فساد کو پہونچی۔ اونہون نے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ بالآخر یہہ راے قرار پائی کہ اہل مدینہ جناب عثمان رض کے دوست وہواخواہ ہین ہم لوگ ایک جماعت قلیل انکا کچہہ نہین کرسکتے نہ ہمارے پاس سامان جنگ ہے اور نہ ہمارے ساتہہ فوج۔ انکا مقابلہ کرنا اپنی جان دینا ہے لہذا مناسب یہہ ہے کہ اسوقت ہم لوگ اپنا اپنے شہرونکو واپس جاوین اور پہر ساز وسامان سے لیس ہوکر مدینہ کا قصد کرین۔ اس راے پر سب نے اتفاق کیا اور واپس گئے۔

ایک روایت ہے کہ اسی زمانہ مین بنو ہذیل۔ بنو مخزوم۔ بنی غفار۔ بوجہ اسکے کہ عبداللہ بن مسعود رض ہذلی اور ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر کو جناب عثمان رض سے فی الجملہ ملال تہا

حضرت عثمانؓ سے کدورت رکہنے لگے۔ اسی عرصہ مین مصر کے باشندے جنکی ایک جماعت تہی مصر سے مدینہ منورہ مین آئی۔ اہل مصر کو اپنے حاکم عبداللہ بن ابی سرح سے شکایت تہی چنانچہ جناب عثمانؓ کی خدمت مین دادخواہ ہوے۔ آپنے بنا بر شکایت اہل مصر عبداللہ بن ابی سرح کے نام پروانہ بہیجا جسمین اونکو نصیحت تہی اور اہل مصر کے معاملات مین سختی کرنیکی ممانعت او تنبیہ تہی۔ یہہ بہی حکم تہا کہ مظلومونکی فریادرسی کرو۔ ابن ابی سرح نے ان لوگو نپر تشدد کیا اور بزور سیاست اپنا دباؤ اور رعب ڈالنا چاہا اور بعض کو تازیانہ و زدوکوب بہی کیا اسپر اہل مصر اور بہی برافروختہ و کشیدہ خاطر ہوے۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ روسا مصر جیسے علقمہ۔ عبدالرحمن بن عدیس۔ کنانہ بن لبشر لیثی۔ سودان بن حمران سکونی۔ ایک ہزار سوار شجاع و جنگ آزمودہ کو ہمراہ لیکر مدینہ روانہ ہوے۔ محمد بن ابو بکرؓ و محمد بن حذیفہؓ بہی اس لشکر مین تہے کوفہ سے مالک اشتر نخعی۔ زیاد بن نصر حارثی۔ عبداللہ بن ہشیم۔ زید بن صوحان کے انکے ساتہ اہل بصرہ بہی ستہے اور ایک جماعت کثیر تہی مصری جماعت سے راہ مین مل گئے اور ایک بڑا لشکر ہوکر مسافت طے کرتے منزل بمنزل قیام کرتے نواح مدینہ منورہ مین داخل ہوے اور باہر شہر سے پڑاؤ ڈالا۔ اہل بصرہ طلحہؓ کی خواہش رکہتے تہے۔ کوفی زبیرؓ کو پسند کرتے تہے۔ مصری جناب علیؓ کے گرویدہ تہے۔ اس جماعت اشرار کے سردار صحابہ کرام سے ملے اور جناب عثمانؓ کے عمال کی شکایتین اور مظالم بیان کرکے دادخواہ ہوے۔ سب کے کہنے سے جناب علی مرتضیؓ اکابر صحابہ و اعیان مہاجرین و انصار کے ہمراہ جناب عثمانؓ کے پاس تشریف لیگئے اور کہا۔ روسا مصر حکام کے ظلم و تعدی سے ناخوش ہوکر یہان آے ہین اب مناسب ہے کہ وہان کے حکام تبدیل کردئے جائین اور بجاے اونکے اور اشخاص نیک دل نیک مزاج مقرر ہون۔ ایک روایت یہہ ہی کہ جب اہل خروج مدینہ منورہ کی باہر اوترے

رات کے وقت اپنا قاصد جناب علیؓ کے پاس بھیجا اور اپنے آنیکا سبب اور اپنا ارادہ ظاہر کیا
جناب عثمانؓ کو بھی ان لوگونکی آمد معلوم ہوگئی تھی آپ بھی بغرض مشورہ جناب علیؓ کے گھر
تشریف لیگئے اور فرمایا۔ میری آپکی قریب رشتہ داری ہے اور میرے حق آپ پر بہت
ہین یہہ لوگ آپکی عزت وقدر کرتے ہین اور آپکا کہنا مانتے ہین۔ آپ جانتے ہین کہ مجھہ بیگناہ
کے قتل پر انھون نے بیڑہ اوٹھایا ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ کوشش کرکے ان لوگونکو میرے
سر سے ٹالدیے اور میرے گھر نہ جانے دیجیے کیونکہ انکے میرے گھر پر جانے سے اور لوگون کو بھی
جرات ہوگی اور انکی دیکھا دیکھی عوام الناس دلیر ہو جائینگے۔ جناب علیؓ نے جواب دیا
مین نے آپکو بارہا نصیحت کی اور وہ راہ بتائی کہ جس سے یہہ آتش فتنہ بالکل دب جاتی
مگر افسوس آپ نے میرے کہنے پر مطلق عمل نہ کیا۔ میرے روبرو تو آپ سب باتین منظور کرلیتے
ہین مگر میرے بعد اور لوگونکے کہنے سننے مین آکر سب باتین بھول جاتے ہین امیر المومنین نے
کہا۔ اے ابوالحسن۔ اب مین پکا وعدہ کرتا ہون کہ جو کچھہ آپ کہینگے تہ دل سے منظور کرلونگا
اور آیندہ انشاءاللہ تعالی کبھی آپکے خلاف کوئی کام نہ کرونگا۔ یہہ سنکر حضرت علیؓ اکابر
مہاجرین وانصار کو لیکر اہل فساد کے پڑاؤ پر تشریف لیگئے اور اونکے سردارون سے مل کر
اس طرح گفتگو کی کہ وہ لوگ فتنہ وفساد سے باز آئے اور خلیفہ وقت کی اطاعت پر قایم
رہے۔ بعد اسکے آپ واپس آئے اور جناب عثمانؓ کو اس حال سے اطلاع کی۔ جناب عثمانؓ
نے روساء مصر کو طلب فرمایا اور ایک جلسہ عام مین سب کو جمع کرکے منبر پر تشریف لیگئے
اور سب کے روبرو عذر خواہی کی اور سبکو تسلی اور دلدہی کرکے آپ رونے لگے خلیفۃ المسلمین
کے رونے سے حاضرین مجلس کو بھی رقت طاری ہوئی اوس مجمع مین کوئی ایسا نہ تھا جس کی
آنکھون سے آنسو نہ جاری ہون۔ پھر جناب عثمانؓ اپنے دولتخانہ کو تشریف لیگئے اس جلسہ مین

جسقدر مخالف تھے کچھہ ایسا اثر اونکے دلونپر پڑا کہ آپکی جانب سے بالکل رنج وملال جاتا رہا اور آپکی طرف حسن ظن اور اعتقاد نیک جیسا کہ امام وقت سے رعایا کو ہونا چاہیئے پیدا ہوگیا دوسرے وقت گروہ مخالفین آپکے مکان پر جمع ہوے اس غرض سے کہ آپکی تعریف و شکریہ ادا کرکے رخصت ہون۔ اسوقت مروان بن حکم گہرمین آپکے پاس تہا آپکو بہت کچھہ ملامت کرکے بولا۔ گروہ مخالفین آپکے خلاف کی اصلا قوت نہ رکہتے تہے عقل و تدبیر کے نزدیک انکا کام کچھہ بڑا نہ تہا ابو طالب کے لڑکے نے البتہ بڑہا دیا ہوئی کا پہاڑ کر دکھایا۔ اس مین غرض یہہ تہی کہ آپ پر احسان کا چہپر دہرین اور لوگومین اپنا نام کرین اور کسیوقت کہین کہ ہین نے آپکے مخالفونکو راضی کرکے دفع کیا لہذا ضرور ہوا کہ اس قضیہ کے کچھہ حال لوگونکے سامنے بیان کیئے جاوین تا کہ لوگونکو معلوم ہوجاوے کہ دراصل بات کیا تہی اور بڑہکر کہانتک پہونچی۔ اسکے ضمن مین اور بہی فائدے حاصل ہونگے۔ مروان یہہ کہکر گہرسے باہر نکلا۔ دروازہ پر لوگونکا مجمع دیکھکر اونکو گالیان دینی شروع کردین اور بہت کچھہ سخت و درشت الفاظ کہکر لوگونکو منتشر کردیا۔ بنا بنایا کام مروان کی شرارت سے بگڑ گیا۔ لوگ آے تو تہے خوش اور اچہے ارادہ سے اب یہانسے ناراض۔ دلونمین آتش کدورت مشتعل۔ واپس گئے۔ مروان کی اس کارروائی سے اکابر شہر اور عوام الناس بہی ناخوش ہوے

دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب اہل مصر و کوفہ جناب عثمان رض کی مخالفت پر قصد مصمم کرکے مدینہ منورہ مین جمع ہوے جناب عثمان رض نے جناب علی مرتضی رض اور جناب طلحہ و زبیر رض کو بلا کر کہا۔ اب خلافت مین تزلزل واقع ہوگیا ہے۔ آپ لوگ اگر میرے کسی کام سے ناخوش ورنجیدہ ہین تو مین کوشش کرونگا کہ آیندہ آپ کو مجھسے کوئی شکایت باقی نہ رہے مجھکو امید ہے کہ آپ اس شر و فساد کو اہل شہر کے سر سے دفع کرینگے۔ آپ لوگ اس طمع سے

کہ شاید خلافت آپ مین سے کسیکو مل جاوے خاموش بیٹھے رہین اور اس آتش فساد کو آپ تدبیر سے فرو نہ کرین میری اعانت مین کوتاہی نہ فرماوینگے۔ کیونکہ برتقدیر اسکے کہ آپ بطمع خلافت خاموش رہین ہوسکتا ہے کہ آپ کا مدعا و تمنا حاصل نہو یا درصورت حصول میری طرح امر خلافت آپکے واسطے بھی پائیدار نہو۔

جناب علیؓ۔ آپ کوان کامون سے کیا مطلب۔

راقم۔ جناب علیؓ کے اس کلمہ اور آیندہ فقرونسے فی الجملہ ناراضی کا شائبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہہ بات محض دوستانہ و برادرانہ طریق سے ہے نہ کہ معاذ اللہ دلی کدورت و نفسانیت سے۔ علی ہذالقیاس اور جگہہ بھی باہمی گفتگو کی موقعون یہہ خیال پیدا ہوتا ہے لیکن بات یہی ہے جو ہمنے بیان کی۔

جناب عثمانؓ۔ اب نصیحت و ملامت کا وقت نہین ہے۔ آپ مجھکو ملامت نہ کیجیئے اور تدبیر کار پر غور فرمایئے۔

جناب علیؓ۔ آپنے برخلاف حضرات شیخینؓ بیت المال مین تصرف کیا اپنے عزیزونکو بیشمار روپیہ دیا۔

جناب عثمانؓ۔ ان حضرات نے اپنون اور عزیزونکی رعایت اور اونکے حقوق پر نظر نہ کی اور مین نے غریب فقرا اہل قرابت کو بیت المال سے کچھ دیا تاکہ محتاجونکا حق ادا ہو اور نیز صلہ رحمی ہو۔

جناب علیؓ۔ ایک ہزار سے زیادہ ایک شخص کو نہ دینا چاہیئے حالانکہ آپنے رقم کثیر بے تعداد عبداللہ بن خالد ۔ مروان بن حکم کو بیت المال سے دی۔

راقم۔ بیت المال سے دینا صاحب روضۃ الصفا لکہتے ہین تحقیق یہہ ہے کہ

حضرت عثمان رضؓ نے اپنے ذاتی مال سے دی ہے۔

جناب عثمانؓ۔ اگر یہہ بات آپ لوگونکو ناگوار ہے تو وہ روپیہ مین اپنے پاس سے بیت المال مین داخل کر دونگا۔

صحابہ جہان۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو ہم لوگ جان و دل سے آپکے معین و مددگار ہین۔

جناب عثمان (بعد اس تخلیہ و گفتگو کے دوسرے روز جملہ اصحاب کبار رسول اکرم صلعم و اشراف مدینہ منورہ کو جمع کرکے)۔ اطراف بلاد سے لوگ میری معزولی کے واسطے جمع ہو کر یہان آے ہین۔ وہ یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر عثمان راضی خوشی خلافت سے دست بردار نہوںنگے تو ہم اونکو قتل کر ڈالینگے۔ اب آپ حضرات اس مقدمہ مین کیا راے دیتے ہین۔

جملہ حاضرین (یک زبان ہو کر)۔ ان مخالفونکو قتل کرنا چاہیے کیونکہ انکا خون مباح ہو گیا۔ انہون نے امام وقت کی اطاعت سے خروج کیا اور باغی ہو گئے۔

جناب عثمان۔ یہہ ٹہیک ہے مگر محض ان لوگونکے اس دعوے اور قول پر لڑنا مناسب نہین تاوقتیکہ لڑائی مین انہین کی طرف سے پہل نہو مین نے اسوقت آپکو اسواسطے تکلیف دی ہے کہ مخالفین نے جو کچھہ الزامات اور عیب میری نسبت قائم کیے ہین اونکے جوابات آپکے روبرو بیان کرون۔

جملہ حاضرین۔ خون اہل فتنہ کا مباح ہے اس کام مین تاخیر واجب نہین۔

اس جلسہ کی خبر جب گروہ مخالفین کو پہونچی اور اکابر اہل مدینہ کی راے و تجویز اپنی نسبت سُنی سب نے خائف ہو کر کہا ہم لوگونکو تاب و طاقت اہل مدینہ سے لڑنے بھڑنے کی

نہین۔مناسب وقت یہی ہے کہ اسوقت اپنے اپنے گھر واپس جاوین اور پہر موقع مناسب سے اپنے ساتھہ سامان جنگ فراہم کرکے یہان آوین اور عثمانؓ کا کام تمام کرین۔اس امر پر سب نے اتفاق کیا اور اپنے اپنے ملک کو پلٹ گئے۔یہہ بات ٹھہر گئی کہ ماہ شوال مین سب لوگ مدینہ منورہ مین جمع ہون۔

صاحب روضتہ الصفا نے پہلا قصہ اور یہہ دونون جدا جدا بیان کئے ہین جن سے بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ لوگ علیحدہ علیحدہ آے مگر سیاق عبارت اور جملہ مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ ایکساتھہ آے اور پہر واپس گئے

شیوع اخبار وحشت آثار ومشورہ اصحاب کبار وعمال باوقار

اسی ۳۵ھ مین اہل فساد مصریونکا جماؤ ذی خشب مین ہوا اور اہل عراق ذی المروہ مین جمع ہوے۔یہہ مجمع بغرض خروج ہوا۔اسکا سبب اہل تاریخ یہہ بیان کرتے ہین کہ عبداللہ بن سبا جو سابق مین یہودی تہا اور جناب عثمانؓ کے عہد مین بطمع دنیا مسلمان ہوا مدینہ منورہ سے نکلکر ملک حجاز مین گھوما اور وہان عوام الناس کے عقائد فاسد کرنے مین کوشش کی جب ملک حجاز مین اپنا کام کر چکا بصرہ پہونچا۔وہان سے کوفہ ہوتا ہوا شام مین داخل ہوا۔یہان بہی اپنا جال پہیلایا مگر کوئی اوسکے دام مین نہ آیا بلکہ اہل شام نے اوسکی شرارت وبدذاتی سے آگاہ ہوکر اپنے ملک سے اوسکو نکال دیا۔اب ابن سبا ملک شام سے نکلکر مصر مین آیا اور یہان مقیم ہوا مصریونسے ربط وضبط پیدا کیا اور ان لوگونکو اس طرح مسائل اعتقادیہ سمجھائے کہ تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا مین دوبارہ آنا مانتے ہو اور جناب رسول خدا کے جو افضل المرسلین واشرف النبیین ہین پہر آنیسے انکار کرتے ہو

لوگونکو اس طرح اس مسئلہ مین بہکایا اور سمجھایا کہ وہ رجعت کے قائل ہو گئے۔ جب اس قول کو عوام نے مان لیا تو اوسنے خلافت کے مسئلہ پر یہہ بحث کی کہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا ہے۔ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلعم کے وصی جناب علی مرتضیٰ ہین۔ بہلا اوس شخص سے بڑہکر ظالم کون ہوگا جسنے جناب رسولؐ خدا کی وصیت جائز نہ رکھی اور آپکے وصی پر غلبہ کرکے خود خلافت غصب کرلی عثمان نے ناحق خلافت کو لیا۔ انکو کسی طرح خلافت نہین پہونچتی خلافت تو جناب علیؑ کا حق ہے۔ اب تم سب خلافت کے باب مین اوٹہہ کھڑے ہو۔ تمہارے سردار غاصب جابر ہین تم اونپر طعن کرو۔ اونکو نیک راہ چلنے اور حکم خدا ماننے اور بُرے کامو نسے باز رہنے کی ہدایت کرو۔ اس کام کی توجہہ سب لوگونکو دلاؤ کہ سب ملکر حقدار خلافت وصی رسول اللہ صلعم کو خلافت دین ؎

خلافت عثمانی کو چہہ سال نہایت امن و امان سے گذرے اور اس قلیل مدت مین جسقدر فتوحات حاصل ہوے کسی عالی ہمت بادشاہ کو نہ نصیب ہوے ہونگے ساتوان سال خلافت کا تہا کہ عبد اللہ بن سبا نے خروج کیا اور یہان تک زور پکڑا کہ آخر سنہ خلافت مین جو کچہہ واقعہ پیش آیا اسیکی اندرونی آتش زنی کا نتیجہ ہے اسکا حال اس طرح ہے کہ عبد اللہ بن سبا معروف بہ ابن السودا پیشتر یہودی تہا زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عثمان مین بطمع مال و زر مدینہ آکر مسلمان ہوگیا مگر سچا اور پکا دیندار نہ ہوا تہا۔ یہ در پردہ دعوی محبت اہل بیت مین جناب عثمان و حضرات شیخین کے فرضی عیوب اور نقائص لوگونکو دکہلاتا اور عوام الناس کو اسی قسم کی تعلیم دیتا رہا۔ اول اول یہ بصرہ جاکر مقیم ہوا مگر جب بصرہ والے اسکی خباثت سے آگاہ ہوے اسکو نکال باہر کیا یہ کوفہ پہونچا جب وہان سے بہی شہر بدر کیا گیا شام مین آیا اور پہر شام سے جلاوطن ہونے پر مصر پہونچا حضرت عثمان رضی

اکثر طعن وتشنیع کرتا اہلبیت کی خفیہ طور سے دعوت دیتا اور کہتا تھا کہ محمدؐ پہر واپس آوینگی جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت علیؓ وصی رسول اللہ ہین عثمانؓ اور انسے پیشتر ابوبکرؓ وعمرؓ نے جبرًا غصبًا خلافت لے لی ہے غرضکہ لوگونکو اسی قسم کی تعلیم دیتا اور حضرت عثمان اور آپکے عمال کے خلاف عوام الناس کو برانگیختہ کرتا تہا تا آنکہ بعض شہرونمین اکثر جہلا ان باتون کیطرف گرویدہ ہوگئے اور ایک دوسرے سے خط وکتابت کرنیلگے اس گروہ کے ساتہ خالد ابن ملجم۔ سودان بن حمران۔ کنانہ بن لبشر وغیرہ تھے انہین لوگون نے حضرت عمار بن یاسر کو مصرمین روک لیا اور مدینہ نہ جانے دیا (ابن خلدون)

عبداللہ بن عامر کی حکومت بصرہ کو تین برس گذرے تہے جو انکو خبر لگی کہ ایک شخص عبداللہ بن سبا حکیم بن جبلہ عبدی کے پاس باہر سے آکر مقیم ہوا ہے اور اوسکے پاس ایک گروہ کی آمد ورفت ہے اوسنے چند مسائل عقائد اہلسنت کے خلاف اپنے پاس آنے جانیوالونپر پیش کیے ہین اور وہ لوگ اوسکے مقلد بہی ہوگئے ہین اسلیئے ابن عامر نے اوسکو اپنے پاس بلاکر دریافت کیا تم کون ہو اور کہان سے آے ہو۔ عبداللہ نے جواب دیا مین ایک شخص اہل کتاب ہون اسلام کی رغبت اور محبت یہان لے آئی ہے۔ ابن عامر نے فرمایا مجھکو تمہاری خبر ملگئی ہے تم مسلمانونمین فساد پہیلاتے اور اونکے عقائد خراب کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ ایسے شخص کا رہنا ٹہیک نہین لہذا تم ہمارے شہر اور ہماری ولایت سے نکلجاؤ۔ ابن سبا بصرہ سے نکلکر کوفہ پہونچا اور پہر مصر۔ ایک روایت مین ہے کہ حکیم بن جبلہ نے خود جب اسکے عقائد پر مطلع ہوے اسکو اپنے گہر سے نکالدیا تھا عبداللہ بن سبا موجد مذہب شیعی ہے۔ بصرہ مین اس مذہب کی ابتدا اور بنا اسی کی ذات سے ہے۔ اس مذہب کا پیشرو اور امام یہی شخص ہے۔ مصرمین آکر اسنے یہ کام کیا کہ اپنے اون احباب سے جو بصرہ کوفہ مین اسکے

مقلد ہو گئے تھے خط وکتابت شروع کی۔ اون لوگونکی آمد ورفت بہی خفیہ اسکے پاس رہتی تہی
چونکہ ابن سبا ان شہرونمین جنکا ہمنے ذکر کیا ہو آیا تہا اور ہر جگہہ اسکے دو چار مقلد ہو گئے
تہے اوسنے خط وکتابت کرتا رہا اور خفیہ طور سے اپنے پیرو اس کام کے واسطے تمام ملکونمین
پہیلا دیئے۔ وہ عوام الناس کو نئے عقیدہ کی تعلیم دیتے تہے۔ اسکے خطوط سے اونکو اور بہی
تقویت ہوتی تہی۔ رفتہ رفتہ ابن سبا کے ہم عقیدہ اور اسکے پیرو ایک معتدبہ جماعت
ہو گئی جو ملکون ملکون جاتی یا بذریعہ خط وکتابت لوگونکو اس فاسد عقیدہ اور طریق جدیدہ
کی طرف بلاتی تہی۔ اب حکام ووالیان ملک کی شکایتین اور اونکے عیب تحریر کے ذریعہ
ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہونچنے لگے۔ ایک اہل شہر دوسرے اہل شہر کو اپنے ملک کے
حاکم کے عیوب اور شکایت لکہہ لکہہ بہیجتا تہا یہانتک کہ تمام ممالک محروسہ اسلام مین بد
امنی کے آثار نمایان ہو چلے اور عام دلونمین شورش وفساد پیدا ہو گیا۔ شدہ شدہ
مدینہ منورہ مین بہی تمام عمال کی برائیان اور شکایتین اور اونکے ظلم وجبر کی غلط حکایات
ہر کس وناکس کی زبان پر تہین۔ تمام روئے زمین قریب وبعید مین یہہ خبرین پہیل گئین۔
ہر شہر کے باشندے دوسرے شہر کے حالات سنکر کہتے تہے کہ ہم تو اچہے حال مین ہین شکر خدا
کہ جس مصیبت مین فلان شہر والے مبتلا ہین ہم اوس سے محفوظ ہین اہل مدینہ کا بہی یہی
قول تہا جب تمام ملکونکی خبرین سنتے اور اپنے کو ہر طرح عافیت مین پاتے تو کہتے ہم سب سے
اچہے ہین اور جن مصیبتونمین اور لوگ مبتلا ہین الحمد للہ کہ ہم ہمقرین عافیت ہین۔ جب
یہہ نوبت پہونچ گئی کہ اطراف وجوانب ممالک مین جناب عثمانؓ اور آپکے عمال پر علانیہ
طعن وتشنیع کا شیوع زیادہ ہوا اور مخالفین نے نہایت سرگرمی ومستعدی سے باہم
خط وکتابت سے اور بہی اس آگ کو بہڑکایا اور ان واقعات کی پیہم خبرین مدینہ منورہ مین

پہونچے لگین اوسوقت اکابر اہل مدینہ مجتمع ہوکر امیر المومنین جناب عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوے۔ آپ کو ان واقعات سے مطلع کیا لیکن اس سے ناواقف پاکر عرض کیا۔ اے امیر المومنین۔ کیا آپکے پاس بہی وہ خبرین آئی ہین جو ہم لوگ روزانہ سن رہے ہین"۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا۔ "میرے پاس تو کوئی خبر وحشت ناک نہین آئی البتہ ہر جگہہ کی عافیت وسلامتی سنتا ہون۔ تم لوگ میرے شریک حال ہو۔ ہر راحت ورنج مین میرے ساتہہ ہو۔ مسلمانونکے رئیس اور ارباب رائے ہو اس معاملہ مین جیسی کچہہ تمہاری رائے ہو ظاہر کرو مین اوسپر عمل کرونگا"۔ اہل مدینہ واکابر صحابہ ؓ نے بالاتفاق کہا "چند معتبر ومعتمد اشخاص کو اسلامی ممالک مین خبر لانیکے لئے روانہ فرمایئے تاکہ واقعی حالات ان ملکون کے آپ کو معلوم ہون پہر ویسا انتظام کیا جائے"۔ جناب عثمانؓ نے ان بزرگونکی رائے قبول فرمائی اور محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف۔ اسامہ بن زید بصرہ۔ عبداللہ بن عمرؓ شام کو اور انکے سوا اور دیگر اصحاب معتمدین وثقات مختلف ممالک اسلامیہ کیجانب روانہ کیے گئے۔ یہہ لوگ ان ملکونمین پہونچے خفیہ اور ظاہر ہر طرح خوب تحقیقات کی۔ بعد چند روز کے واپس آے اور سب کے سامنے بیان کیا کہ ہم نے نہ تو عمال و والیان ملک کی کوئی برائی دیکہی اور نہ عوام و خواص کو انکی شکایت کرتے پایا۔

درحقیقت شکایت تو تہی نہین محض ابن سبا اور اوسکے بدذات مریدونکی کارروائی تہی کہ جہوٹی خبرین تمام عالم مین مشتہر کر دین جن کی کچہہ اصل نہ تہی اور تحقیقات سے بہی جناب عثمانؓ اور آپکے عمال کی بریت ہر طرح ثابت ہوئی۔

یہہ لوگ جو ملکونمین حال دریافت کرنے گئے تہے سب واپس آگئے صرف عمار بن یاسر نے جو مصر کی جانب روانہ ہوے تہے واپسی مین تاخیر کی۔ انکو ابن سبا اور اوسکے ہمراہیون

خالدبن ملجم۔سوادان بن حمران۔کنانہ بن لبشر نے اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہمصفیر بنالیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین۔عمار بن یاسر کی واپسی مین جب زیادہ تاخیر ہوئی تو اہل مدینہ نے خیال کیا کہ انکو لوگون نے دہوکا دیا ہے اسی اثنا مین عبداللہ بن سعد عامل مصر کا خط پہونچا جسکا مضمون یہہ تہا "عمار بن یاسر کو لوگون نے ملا لیا ہے وہ اونکے دم مین آگئے انکے بہکانیوالے یہہ لوگ ہین عبداللہ بن سودا معروف با بن سبا۔خالدبن ملجم۔سودان بن حمران۔کنانہ بن لبشر۔عمار اب اس گروہ کے موافق ہین اور انہین سے ساز باز رکہتے ہین" بعد اس خط کے عمار بن یاسر بہی مصر سے واپس آئے اور جیسا کہ اور صاحبون نے ہر طرح کا امن و اطمینان ظاہر کیا تہا انہون نے بہی ویسا ہی حال بیان کیا (تاریخ بدائع)

اسکے بعد جناب عثمان نے دو گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ مین روانہ فرمائے ایک عام رعایا کے نام اس مضمون کا مجہے اطلاع ہوئی ہے کہ میرے عمال سے عام رعایا کو کچہہ نقصان پہونچا ہے وہ رعایا کو ناحق مارتے اور انکے خلاف مرتبہ بدزبانی کرتے ہین اور رعایا انکی شاکی ہے اسوجہ سے مین نے اپنے تمام عمال کو حکم دیا ہے کہ وہ سب موسم حج مین میرے پاس حاضر ہون جن اشخاص کو میرے عمال سے نقصان پہونچا ہو یا کسی کا حق کسی عامل نے غصب کر لیا ہو اوسکو چاہئے کہ وہ موسم حج مین آکر مجہسے یا میرے عامل سے اپنا حق لے اور اوسکی تصدیق کرائے اور ثبوت دے۔فان اللہ یجزی المتصدقین

یہہ فرمان عالی شان ہر شہر ہر قصبہ ہر قریہ مین متعدد نقلین ہوکر پہونچا۔جس نے یہہ مضمون پڑہا رو دیا اور جناب عثمانؓ کے حقمین دعا کی اور آپکے اس عدل و انصاف کی تعریف کی۔دوسرا فرمان خاص حکام و والیان ملک کے نام مشعر طلبی اونکے تہا۔چنانچہ موسم حج مین عبداللہ بن عامر۔عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔معاویہؓ۔سعید بن العاصؓ۔عمرو

بن العاص۔ یہہ دونون عامل سابق ہی معاویہؓ کے ہمراہ آپکی خدمت ہین آے آپنے ان سب سے فرمایا۔ افسوس ہیکہ تم لوگونکی شکایتین اور ایذا رسانی کی خبرین مجہہ تک پہونچی ہین۔ بخدا مجہکو خوف ہے کہ شکایت کرنیوالے اپنی شکایت مین سچے ہون۔ اس کا اثر و نتیجہ یہ جو کچہہ ہوگا میرے ہی حقمین ہوگا۔

جملہ عمال۔ کیا آپنے لوگونکو اس امر کے دریافت کرنیکو نہین بہیجا تہا۔ کیا ان لوگون نے آکر آپسے کچہہ نہین کہا۔ کیا آپکے قاصدون نے یہ نہین ظاہر کیا کہ ہم لوگونکی کوئی برائی نہین دیکہی۔ واللہ باللہ۔ شکایت کرنیوالے ہرگز سچے نہین۔ ہم لوگونکو اس شکایت کی اطلاع تک نہین ہے۔ نہ اسکی کچہہ اصلیت ہے اور نہ آپکو اسکا خیال کرنا چاہئے۔

جناب عثمانؓ۔ پہر اسکے انسداد مین آپ سب کی کیا راے ہے۔

سعید بن العاص۔ یہہ امر مصنوعی ہے لوگونمین خفیہ اس قسم کی باتین ہوا کرتی ہین شدہ شدہ عوام الناس کے کانون تک پہونچکر مشہور ہو جاتی ہین۔ شریر آدمیونکی یہہ حرکت ہے۔ اسکا علاج یہی ہے کہ جو لوگ اسکی بانی مبانی ہین اور جو اس قسم کی باتین فتنہ انگیز نکالتے ہین وہ لوگ مار ڈالے جاوین اور فساد کی جڑ باقی نہ رکہی جاوے۔

عبداللہ بن سعدؓ۔ تحقیقات سے جسپر الزام نکلے ویسا اوسکے حق مین کیجیے۔ جسکے ذمہ جسکا حق ثابت ہو اوسکو دلوا دیجیے اور حالت موجودہ پر چہوڑنا خوب نہین۔

امیر معاویہؓ۔ آپنے مجہکو حاکم کیا مین نے اپنی تجویز سے جنکو اپنے علاقہ پر مامور

کیاہے اونکی کوئی شکایت مجہہ تک نہین آئی اور یہہ دونون شخص اپنے اپنے علاقہ کاحال خوب جانتے ہین۔

راقم۔امیر معاویہؓ نے سعید بن العاص اور عمرو بن العاص کو اپنے صوبہ مین کسی مقام پر اپنی طرف سے مامور کیا ہوگا انکے اس کلام سے (کہ یہ دونون اپنے اپنے علاقہ کاحال خوب جانتے ہین) ہمارے خیال کی تائید ہوسکتی ہے۔

عمرو بن العاصؓ۔میرے خیال مین آپنے نرمی اختیار کی اور عوام کو سہولت وآسانی کا عادی کردیا عہد فاروقی مین جو کسیقدر نرمی اور آسانی تہی اُس سے زیادہ آپ بہ نرمی وسہولت پیش آے لہذا عوام الناس دلیر ہوگئے۔اب مین مناسب سمجہتا ہون کہ آپ حضرات شیخین کا طریقہ اختیار فرماوین۔نرمی کی جگہہ نرمی اور سختی کی جگہہ سختی سے کام لین۔

جناب عثمانؓ۔جو کچہہ آپ سب صاحبون نے اپنی اپنی رائین بیان کین اور مجہکو مشورہ دیا مین نے سُنا اور خوب سمجہہ لیا۔مگر ہر امر کا ایک طریق ہے اور ہر کام کا موقع۔یہہ امر (فتنہ وفساد) ضرور ہونیوالا ہی کسیطرح مفر نہین جسکا خوف ہی وہی امت کو پیش آنیوالا ہے۔جو دروازہ امت محمدی پر ابتک بند تہا وہ اب عنقریب کہلنے والا ہے ہم اوسکو آسانی اور نرمی سے روکنا چاہتے ہین۔البتہ حدود شرعی مین کسیکی رورعایت نہ کرینگے مین یہہ نہین چاہتا کہ کسی کا الزام فتنہ وفساد کا دروازہ کہلنے کی بابت میرے ذمہ باقی رہ جاوے (کل کو کوئی

یہہ نہ کہے کہ عثمانؓ کی غفلت سے فساد پہیل گیا اللہ تعالی عالم غیوب
داتا و بینا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مین نے لوگونکے ساتہہ نیکی
اور بہلائی کرنے مین قصور نہین کیا مگر اب کیا کرون جو بات میرے
امکان مین نہین اوسمین کچہہ نہین کرسکتا اب فتنہ کی چکی چلنے
والی ہے۔پس زہے نصیب عثمان کا کہ چکی کو حرکت نہ دے
اور دنیا سے کوچ کرے۔آپ سب لوگونکو تسکین دین اور اونکے
حقوق ادا کرین۔اگر خدا کے حقوق پیش آوین تو اون کے ادا
کرنے مین خبردار ہرگز سستی و کاہلی نہ کرنا۔
یہہ فرما کر جناب عثمانؓ مدینہ منورہ کو روانہ ہوے۔حضرت معاویہؓ و دیگر امراو عمال
کو بہی اپنے ہمراہ لے لیا۔اثنا راہ مین حضرت عثمانؓ کا شتربان یہہ اشعار پڑہتا جاتا تہا

وضمرات عوج القسی	قد علمت ضوامر المطی
و فی الزبیر خلف رضی	ان الامیر بعدہ علیؓ

ترجمہ۔دبلے پتلے تیز رفتار اونٹون اور ٹیڑہی کمانونکے نازک اور سبک
تیرونکو معلوم ہو گیا ہے کہ امیر بعد آپ کے (یعنی حضرت عثمانؓ کے) علی ہین
زبیرؓ بہی جانشین پسندیدہ ہین۔
حضرت کعبؓ نے للکار کر کہا۔کیا جہوٹ بک رہا ہے۔بلکہ انکے بعد سفید خچر کے سوار
یعنی معاویہؓ والی ہونگے۔انکے اس فقرہ سے حضرت معاویہؓ کے دل مین طمع خلافت
پیدا ہوئی اور روضۃ الصفا مین ہے کہ جناب معاویہؓ نے کعب احبارؓ سے ان ایام مین
دریافت کیا کہ جناب عثمانؓ کے بعد کون صاحب خلیفہ ہین اگر مجہکو معلوم ہو جاے

تو اول ہی سے اونکی خدمت مین حاضر ہون۔ کعب احبار نے جواب دیا بعد قتال و جدال بسیار آخر کار آپ ہی کی حکومت ہوگی۔ انکے اس کلام سے معاویہؓ کے دل مین تمنای خلافت پیدا ہوگئی ورنہ اس سے قبل حضرت معاویہؓ اپنے کو اس بڑے درجہ کا مستحق نہ جانتے تھے۔

جسوقت جناب عثمانؓ حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین داخل ہوے آپنے ایک روز جناب علیؓ طلحہؓ زبیرؓ کو بلایا۔ معاویہؓ بھی اسوقت آپکے پاس تھے حضرت معاویہؓ نے کھڑے ہوکر بعد حمد و نعت کے کہا۔

امیر معاویہ۔ آپ لوگ جناب رسول اللہؐ کے اصحاب باصفا۔ برگزیدہ خلق خدا۔ ارباب حل و عقد۔ اس امت کے والی و سرپرست ہین۔ آپنے اپنے دوست کو بلا رو رعایت خلافت کے واسطے منتخب کیا۔ اب وہ بوڑھے ہوگئے۔ اونکی جوانی اور ہمت کے دن گذر گئے۔ اگر آپ انکے زیادہ ضعیف اور بیکار ہونیکے منتظر ہین تو عنقریب وہ ایسے ہی ہوجاوینگے مجھکو امید ہے کہ اللہ تعالی اونکی عمر مین برکت دے اور اس بزرگی پر پہنچین اب انکی حق مین طرح طرح کی باتین مشہور ہو رہی ہین۔ ان باتونکے برے نتیجہ کا اثر مبادا آپ لوگونپر عائد ہو لہذا اگر آپ لوگون نے اس امر مین کچھ فیصلہ کیا ہے تو لیجیے یہ میرا ہاتھ ہے مین موجود ہون۔ دوسرے لوگونکو ہرگز اس خلافت کی طمع نہ دلوائیے۔ اگر بالفرض کوئی طامع امارت ہوکر اسکو طلب کرے تو واللہ آپ لوگ سوائے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے اوس سے اور کچھ نہ دیکھین گے۔

جناب علیؓ (غصہ مین آکر) تمکو اس کام کی کیا فکر۔ تم خاموش رہو۔

راقم ۔ چونکہ جناب معاویہؓ نے دعوے کے ساتھہ کہا کہ دوسرا خلافت کے قابل نہین اور نہ کسی دوسرے سے یہہ کام چل سکتا ہے البتہ مین اس قابل ہون یا خلافت اوٹھا لونگا اور خوش اسلوبی سے انجام دونگا تو جناب علیؓ کو اونکا یہہ کلمہ ناگوار گذرا اور جھڑک دیا۔

جناب معاویہؓ آپ غصہ نہون میری بات کا جواب دین۔

جناب عثمانؓ ۔ جناب عمر فاروقؓ نے کیا آپ صاحبونکو انتخاب خلیفہ کیواسطے مقرر نہین کیا تھا اور آپ نے میرے بڑھاپے مین علی الخصوص جبکہ میری وفات کا وقت قریب آیا ہے اپنے اس دوست کو خلیفہ کیا۔ اب مجھسے آپ لوگ کیون اعراض کرتے ہین۔ کیا یہہ تغیر و تلون اور آثار کشیدگی خاطر جو آپ لوگونکے چہرہ سے عیان ہین آپکے شایان ہین نہین نہین۔ آپ لوگ مجھسے بیزار نہون آپ کی اس گفتگو سے فی الجملہ جناب علیؓ ترش ہوے اور جواب رنجش آمیز دیا لیکن جناب عثمانؓ نے پہر اس طرح گفتگو شروع کی (بدائع) جناب علیؓ سے مخاطب ہوکر مین اپنا حال اور خلافت کے متعلق آپ سب صاحبون سے عرض کرتا ہون کہ مجھہ سے پیشتر جو دو بزرگ اس خلافت پر تھے اونہون نے بنظر ثواب اپنے نفسونپر سختی و تنگی گوارا کی اور اپنے اعزہ و اقارب کو بہی حکومت سے الگ رکہا حالانکہ جناب رسالتمآب صلعم اپنے قرابت دارون عزیزونکا لحاظ فرماتے اور اونکو دیتے تھے میرے اعزہ و اقارب عیالدار۔ غریب اور قلیل

معاش والے ہین مین نے اپنا ہاتھہ ان لوگونکے واسطے کھولدیا اور امارت و حکومت اسی غرض سے انکو دی اگر آپ آمین غلطی دیکھین تو انکو حکومت سے معزول کردین مین آپکے حکم کے تابع ہون۔

حاضرین۔ آپنے حق قرابت ادا کیا اور صلہ رحمی کی یہہ تو اچھا کیا مگر عبداللہ بن خالد بن اُسید کو پچاس ہزار اور مروان کو پندرہ ہزار بیت المال سے مفت دے دیا۔

عثمانرضؓ۔ مین نے یہہ رقم ان دونونکو ضرور دی ہے مگر قرضاً و مین اونسے واپس لینے والا ہون۔

آپنے دونون سے وہ رقمین وصول کرلین اور سب صاحب بخوشی خاطر آپکے پاس سے اوٹھکر چلے گئے۔ انکے چلے جانیکے بعد حضرت معاویہؓ نے جناب عثمانؓ سے کہا۔

معاویہرضؓ۔ امیر المومنین۔ آپ میرا معروضہ لطیب خاطر منظور فرماوین اس سے پہلے کہ لوگ آپ پر حملہ کرین جسکا آپ تحمل نہ کرسکین اور خدانخواستہ نصیب اعدا اوسکا اثر آپ کی ذات پر پڑے۔ مناسب ہوگا کہ آپ میرے ساتھہ شام تشریف لے چلین کیونکہ اہل شام میرے مطیع ہین اونکی مجال نہین کہ آپ کی نسبت کوئی خیال بد دل مین لاسکین۔

عثمانرضؓ۔ مین جوار و قرب رسول خدا کسی معاوضہ مین نہین چھوڑ سکتا۔ اگرچہ اس مین میری گردن قلم ہوجاوے۔

جگر پر درد و دل پر خون توان بود	تو جانی بی تو یک دم جون توان بود

معاویہرضؓ۔ یہہ منظور نہین تو اچھا ایک لشکر جرار اہل شام کا آپ کی حفاظت کو بھیجے

دیتا ہون جو آپکے پاس ٹھیرا رہے اور وقت پر کام آوے۔

عثمانؓ مین آنحضرت صلعم کے پڑوسیونکو تنگی مین نہ ڈالونگا۔

معاویہؓ آپ میرا معروضہ قبول نہین فرماتے۔ واللہ مفسدین ضرور شرا وٹھائینگے۔ لڑینگے اور آپ دہوکا کھائین گے۔

عثمانؓ حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ خدا مجھکو کافی اور اچھا کارساز ہے۔

یہہ فرما کر خاموش ہو رہے اور جناب معاویہؓ رخصت ہو کر چلے گئے۔ جب جناب معاویہؓ بقصد سفر شام آمادہ ہو کر روانہ ہوے تو جماعت مہاجرین پر ہو کر گذرے۔ جناب علی مرتضیٰ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ۔ اوس مجمع مین نظر آے۔ آپ وہان ٹھیر گئے اور ان صاحبونسے کہا۔ حکومت ایک ایسی چیز ہے جسپر قدیم زمانہ سے لوگ لڑتے مرتے چلے آے ہین جب خداوند تعالیٰ نے جناب رسول اللہ کو مبعوث فرمایا۔ دین اسلام کا روشن آفتاب چمکا اور اپنی شعاعون سے ظلمتکدہ کفرستان کو نورانی کردیا تو لوگون نے اسلام قبول کیا۔ اوسوقت قدامت اور سابقیت اسلام کا لحاظ کیا گیا۔ شرافت علم واجتہاد کا پاس رکھا گیا اور ابتک یہی طریقہ جاری ہے اگر لوگ طریق جاری وسنتون پر قائم رہین اور اوسپر عمل کرین تو فہو المراد یہہ دولت خلافت انہین ہرگز نہین رہیگی اور باقی لوگ انکے تابع اور اگر بزور غلبہ خلافت درپردہ طالب دنیا ہوے تو یقین لایئے کہ یہہ نعمت اونسے سلب کرلیجاویگی اور حکومت وریاست خداوند تعالیٰ دوسرونکو دیگا۔ خداوند تعالیٰ حاکم حقیقی تبدیل وتغیر پر ہر طرح قادر وتوانا ہے اوسکو کچھہ مشکل نہین مین آپ لوگونمین ایک بوڑہے بڑے کو چھوڑے جاتا ہون آپ انکے ساتھہ خیرخواہی کرین اور ہر طرح انکے شریک حال رہین آپکو اس کام کے عوض سعادت نصیب ہوگی

یہہ نصیحت کر کے آپ رخصت ہوکر شام کو سدہارے۔ انکی روانگی کے بعد جناب علی مرتضی رض نے فرمایا ہین ان مین تو خیر و نیکی دیکھتا ہون۔ زبیر رض بولے۔ واللہ اسوقت کے سوا تو کبہی ہمارے اور آپکے دل مین انکی عظمت و عزت نہ تہی۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

اس اثنا مین جو لوگ شریر و مفسد جناب عثمان رض کے دشمن تہے اور مدینہ مین سب کے ساتہہ ملے جُلے رہتے تہے اور بظاہر آپکی دوستی کا دم بہرتے مگر دل مین کدورت رکہتے تہے۔ اونہون نے امرا و عمال کا چلا جانا اور مدینہ منورہ کا خالی ہوجانا غنیمت جانا اپنے ہم خیال اہل بغی و عناد کو جو اطراف ممالک مین تہے خطوط لکہے جنکا یہہ مضمون ہی بہائیو۔ اگرچہ تم باہر جہاد پر گئے ہو مگر جہاد تو مدینہ ہی مین ہے تمکو چاہیئے کہ جلد یہان پہونچ جاؤ۔ (بدائع) یہہ لوگ توابع ابن سبا و احباب اہل کوفہ و مصر و بصرہ تہے۔

ان واقعات کے بیان مین مورخین نے عجب خلط ملط کر دیا ہے۔ ابن اثیر کے بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ۳۵ھ مین جناب عثمان رض نے حج کیا اور آپکے عمال سے ملاقات و گفتگو بمقام مکہ معظمہ ہوئی جیسا کہ ہم لکہہ آئے ہین مگر اسی سنہ مین آپکی شہادت اور آپکا محصور ہونا کہ وہ محاصرہ چالیس روز تک رہا ہے اور بروایت واقدی اونچاس دن اور ایک روایت مین دو ماہ بیس دن ہے اس امر کا مقتضی ہے کہ یہہ واقعہ قبل ۳۵ھ کا ہے اور عجب نہین کہ ۳۴ھ مین آپنے عام رعایا اور خواص امرا و عمال کو موسم حج مین بلایا ہو کیونکہ ۳۴ھ مین آپکا حج کرنا بروایت ابن اثیر ثابت ہے۔ ابن خلدون بغیر ذکر سنہ کے یہ واقعات مسلسل ذکر کر رہے ہین انکے بیان سے بہی آپکا حج کرنا اور عمال کا مکہ معظمہ مین جمع ہونا معلوم ہوتا ہے مگر بیان بالکل مبہم ہے۔ آگے چلکر آویگا کہ اس سال مین جب وقت حج قریب آگیا تو جناب عثمان رض نے حضرت عبداللہ بن عباس رض کو امیر الحاج مقرر فرماکر

مکہ معظمہ روانہ فرمایا کیونکہ آپ محصور تھے۔ اس بیان سے آپکا اس سال حج کو تشریف نہ لے جانا روایۃً بھی ثابت ہوتا ہے۔

صاحب روضۃ الصفا ان دونوں مورخوں کے خلاف دوسرے طرز پر چلے ہیں۔ انکی روایت سے جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہیں بلوائیوں کا مدینہ منورہ میں دوبار آنا ثابت ہے۔ ایک ماہ ربیع الاول میں۔ دوسرا ماہ شوال میں جو باتفاق مورخین ہے اور انہوں نے عمال کی طلبی کا قصہ قبل ۳۵ھ کے لکھا ہے جس سے ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے

روانگی اہل مصر و کوفہ و بصرہ برای حصار

گروہ مخالفین و منحرفین جناب عثمان رض نے باہم عہد و پیمان کر لیا تھا کہ جس وقت امرا و عمال مدینہ منورہ سے روانہ ہوں اور میدان صاف ہو تو انکی غیبت میں امیر المومنین جناب عثمان رض پر دفعۃً سب کے سب حملہ کر دینگے۔ لیکن اتفاق سے جب امرا و عمال کی روانگی کے بعد مخالفین جناب عثمان رض حملہ نہ کر سکے تو ایک دوسرے سے خط و کتابت کرنیلگے بذریعہ خط و کتابت یہ طے کر لیا کہ ایک دن مقررہ پر سب کو مدینہ منورہ میں جمع ہو جانا چاہیئے الغرض مصری جماعت بہ تعداد پانچسو اور رایک روایت میں ایک ہزار تھی بعزم فساد مصر سے مدینہ کو روانہ ہوئی۔ اس جماعت میں عبد الرحمن بن عدیس بلوی اور اشخاص ذیل تھے کنانہ بن بشر لیثی۔ سودان بن حمران سکونی۔ قتیرہ بن فلان سکونی۔ بسر گروہی غافقی بن حرب عکی۔ بلوائیان کوفہ زید بن صوحان عبدی۔ اشتر نخعی۔ زیاد بن نضر حارثی۔ عبد اللہ بن اصم عامری کے ہمراہ بہ تعداد بلوائیان مذکورہ بالا کوفہ سے چلے۔ اسیقدر تعداد میں بلوائیان بصرہ حکیم بن جبلہ عبدی۔ ذریح بن عباد۔ بشر بن شریح قیسی۔ ابن المحترش کیساتھ

بسر کر و گی حرقوص بن زہیر سعدی - باظہار ارادہ حج ماہ شوال ۳۵ھ مین مدینہ منورہ روانہ ہوے - تعداد بلوائیان علی اختلاف الروایتین ڈیڑھ ہزار یا تین ہزار تھی - بروایت روضۃ الصفا اہل مصر چار فرقہ تھے اور ہر فرقہ پر ایک سردار تھا علیٰ ہذا القیاس اہل بصرہ و کوفہ بھی چار چار لشکر تھے اور ہر ایک کا علیحدہ سردار تھا سب کا ایک ارادہ ایک نیت تھی کہ جناب عثمانؓ کو معزول کر کے دوسرا خلیفہ مقرر کرین - یہہ گروہ اشرار تھا اور یہہ انکے سردار بد کردار تھے -

عقد الفرید مین صرف چار سردار باغیان مذکور ہین جنکے نام یہ ہین - عبدالرحمٰن بن عدیس تنوخی - حکیم بن جبلہ عبدی - اشتر نخعی - یہہ تین تو اوپر گذرے چوتھا عبداللہ بن فدیک خزاعی تھا - شائد اس گروہ مین جو سردار معتبر تھے اور اہل الراے مین جنکا شمار تھا یہی چار ہونگے - باقی سردار جو دوسری روایات مین مذکور ہین وہ انسے کم درجہ کے ہونگے اسوجہ سے انکا نام نہین لیا - اسکے بعد صاحب عقد الفرید لکھتے ہین کہ انکے ہمراہ اہل مدینہ سے مہاجرین و انصار شریک ہوے اور محاصرہ کیا - مگر یہہ روایت کتب معتبرہ اہل تواریخ کے خلاف ہے - ابن اثیر کے بیان سے صرف اہل کوفہ - بصرہ - مصر کی جماعت نے محاصرہ کیا ہے - مہاجرین و انصار کا نام نہین ہے - بہرکیف یہہ لوگ مدینہ منورہ سے تین منزل مسافت پر پہونچے - یہان انکے تین گروہ ہو گئے اور تین تیرہ ہو کر چند لوگ اہل بصرہ مین سے آگے بڑھکر ذوخشب مین آٹھہرے - ان لوگونکی طبیعتین حضرت طلحہؓ کی طرف مائل تھین - کچھہ لوگ بلوائیان کوفہ کے اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر اعوص مین آکر مقیم ہوے - ان لوگونکا رجحان حضرت زبیرؓ بن عوام کیجانب تھا - انکے ساتھہ کچھہ اہل مصر بھی اس مقام مین سکونت پذیر ہوے مگر مصریونکا رخ جناب علیؓ کی طرف تھا اور عام

بلوائی ذوالمروہ مین ٹہیرے رہے۔ زیاد بن نضر۔ عبداللہ بن اصم جو ممتاز اشخاص مین تہے مصریون اور بصریونکے درمیان منتظم اور ادہر کی اودہر پہونچانے والے تہے۔ دونون نے بلوائیون سے مخاطب ہوکر کہا۔ تم لوگ عجلت نہ کرنا اپنے مقام سے نہ ٹلنا جبتک ہم تمہارے واسطے مدینہ مین داخل ہوکر جانے قیام نہ تجویز کرلین ہمکو یہہ خبر پہونچی ہے کہ اہل مدینہ نے بہی لشکر آرائی کی ہے اور ہم سے مقابلہ کرنیکا قصد ہے۔ اگر یہہ روایت صحیح ہے اور وہ ہم سے لڑنا حلال جانتے ہین اور ہمکو باغی قرار دیا ہی اور ہمارے ارادہ سے خبردار ہوگئے ہین۔ تو خدا کی قسم ہمارا سارا کہیل بگڑجاویگا اور ہم اونکا کچہہ نہ کرسکین گے۔ لیکن اگر یہہ خبر غلط اور یارون کی گپ ہے تو ہم واپس آکر لیکر تم لوگونسے ظاہر کرینگے"۔ بلوائیون نے کہا۔ آپ دونون صاحب جاوین ہم تا واپسی آپکے اپنے مقام سے نہ ٹلینگے چنانچہ ان دونون نے مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔ زیاد۔ عبداللہ مدینہ منورہ مین پہونچکر حضرات اُمّہات مومنینؓ اور جناب علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ سے ملے اور ان بزرگونسے ظاہر کیا ہم لوگ بارادہ حج آئے ہین اور بعض عمال کی شکایت بہی لائے ہین۔ آپ ہم لوگونکو شہر مین داخل ہونیکی اجازت دیجیئے۔ ان بزرگون نے زیاد و عبداللہ کو روکا اور یہہ دونون اپنے گروہ مین واپس آئے۔ یہان سرداران بلوائیان کوفہ و بصرہ و مصر کو مجتمع کرکے یہہ مشورہ کیا کہ ہر فریق جدا جدا اپنے اپنے معتقد علیہ کے پاس جاکر بہکر و حیلہ جس طرح ممکن ہو اپنا ہمصفیر بنالے اور اونکو گانٹہ لے۔ اس ترکیب سے ہم لوگ اپنے مطلب کو پہونچین گے اور جو قصد ہی بلا تردد حاصل کرلینگے۔ چنانچہ چند مصری جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ اسوقت لشکر مین مقام احجار الزیت پر مقیم تہے یہہ لشکر آپنے باجازت جناب عثمانؓ دار الخلافت کی حفاظت کیلئے واسطے اس مقام پر

اپنی نگرانی سے جمع کیا تھا (بدائع) اسوقت آپ تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور اپنے صاحبزادہ جناب امام حسنؓ کو جناب عثمانؓ کے پاس آپکی مدد کیواسطے اور اون لوگونکے منتشر کرنے کو جو آپکے پاس لقصد بلوہ مجتمع ہو رہے تھے بہیجدیا تھا۔ مصریون نے جناب علیؓ سے عرض کیا کہ ہم عثمانؓ کی امارت سے بیزار ہین۔ آپ ہم سے بیعت لے لیجئے ابہی ہم لوگ واپس چلے جاتے ہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ غصہ سے کانپ کر اور چلاّ کر فرمانیلگے۔ بیشک اس حدیث کو صالحین جانتے ہین کہ لشکر ذومروہ۔ ذوخشب۔ اعوص آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق ملعون ہین۔ بصری حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور اونسے بہی ایسی ہی مکر آمیز گفتگو کی۔ اونہون نے بہی ڈانٹ بتائی اور للکار کر بہگا دیا۔ حضرت طلحہؓ نے خود اپنے دو صاحبزادونکو جناب عثمان کے پاس آپ کی مدد کو بہیجا تہا۔ کوفی حضرت زبیرؓ سے ملے اور انسے بہی کیادی وجعلسازی کی باتین ایسی ہی کچہہ کہین۔ آپنے بہی دتکار دیا اور وہ ڈپٹ بتائی کہ انکے پاس سے بہی بہاگتے ہی نظر آئے۔ حضرت زبیرؓ نے بہی اپنے صاحبزادہ عبداللہؓ کو جناب عثمانؓ کیخدمتمین آپکی حفاظت کو بہیجدیا تہا۔ جب ان روباہ خصال فرقونکی اس حیلہ و جعل سے دال نہ گلی اور بیٹہے منہ ذلیل وخوار ہوکر یہان سے اپنے اپنے لشکر کو چلے آئے تو یہان پہونچکر یہہ مشورہ کیا کہ رات کے وقت جب اہل مدینہ غفلت مین ہون سب کے سب دفعتہً مدینہ مین چلکر جناب عثمانؓ کا محاصرہ کرلین۔ چنانچہ اتکے جاتے ہی اہل مدینہ کو فی الجملہ اطمینان ہوگیا اور سب متفرق ہوکر چلے گئے (ابن اثیر وابن خلدون)

راقم۔ بیان مذکورہ بالا سے جناب علیؓ اور طلحہؓ وزبیرؓ کا اس گروہ اشرار سے علیحدہ ہوتا اور انسے کسی طرح سازش نہ رکہنا بلکہ اس گروہ کو فساد سے منع کرتا اور درپے اصلاح ہونا بخوبی عیان ہے۔ اگر ان صاحبونمین سے کسیکو جناب عثمانؓ

کیجاتی سے کدورت ہوتی تو یہہ وہ موقع تہا کہ علانیہ مخالفت ظاہر کرتے اور اپنے معتقدین کے شریک ہو جاتے۔ واقعی حقیقت تو یہہ ہے۔ اب اگر اس کے خلاف کسی روایت سے ظاہر ہو تو راوی کے تعصب اور ضعف روایت پر حمل کرنا چاہیئے۔

روایت ہے کہ جسوقت بلوائیان مصر نے قریب مدینہ منورہ پہونچکر بمقام ذوخشب قیام کیا اس ارادہ سے کہ اگر جناب عثمان رضی خلافت چہوڑ دین یا اپنے عمال کو یک قلم موقوف کر کے انکی شکایات رفع کر دین تو فہوالمراد ورنہ آپکو شہید کر ڈالین۔ جناب عثمان رضی انکے اس ارادہ سے مطلع ہوے حضرت علی رضی کے مکانپر تشریف لاے اور فرمایا۔

عثمان رضی بہائی صاحب آپ خوب جانتے ہین کہ میرے آپکے قرابت قریبہ ہے آپ پر میرا حق بہت کچہہ ہے۔ دیکہیے۔ یہہ بلوائی آے ہین اور عجب نہین کہ کل تک میرے سر پر آجاوین۔ لوگونکے نزدیک آپکی قدر و حرمت ہے اور آپکو بنگاہ عزت و توقیر دیکہتے ہین۔ آپکا کہنا مانتے ہین اسلیے مین چاہتا ہون کہ آپ ان لوگونکے پاس تشریف لیجاوین اور انکو مجہسے دفع کرین کیونکہ اگر یہ لوگ آکر میرا مکان گہیر لینگے تو میری اہانت و رسوائی کا باعث ہوگا اور انکو دیکہکر اور لوگونکو بہی جرأت و حوصلہ بڑہ جاویگا لہذا جس طرح ممکن ہو انکو واپس کر دیجیے۔

علی رضی مین کس طرح ان لوگونکو آپسے دفع کرون۔ آپ کب میرا کہنا مانتے ہین۔

عثمان رضی آپکے کہے پر چلونگا اور جو راے دیجیے گا اوسکی تعمیل کرونگا۔

علی رضی مین نے اس سے پیشتر آپسے بارہا کہا اور اسی بابت سمجہایا لیکن آپ نے

میرا کہنا نہ مانا۔ میرے سامنے تو منظور کر لیا مگر بعد کو پھر گئے اور اپنے وعدہ پر
قائم نہ رہے۔ اپنے ہمنشینون مروان۔ معاویہ۔ ابن عامر۔ ابن ابی سرح اور سعید
کے کہنے پر عمل کرتے رہے۔ یہہ ساری کارگذاری مروان اور آپکے ہمنشینون
کی ہے۔ آپنے ان لوگونکا کہنا مانا اور میری راے کے خلاف کیا۔ بھلا
اب مین کس طرح اور کس بنا پر ان لوگونکو واپس کرون اور انکو کیونکر سمجھاؤن

عثمانؓ۔ اب جیسا آپ کہین گے ویسا ہی کرونگا اور ان لوگونکے کہنے پر مطلقاً عمل
نہ کرونگا۔

اس گفتگو اور قول و قرار کے بعد جناب علیؓ تیس اصحاب کبار مہاجرین و انصار کو
لیکر سوار ہوے اور بلوائیون کی طرف کوچ کیا۔ اس جماعت مین اصحاب ذیل تھے سعید
بن زید۔ ابوجہم عدوی۔ جبیر بن مطعم۔ حکیم بن حزام۔ مروان۔ سعید بن العاص۔ عبدالرحمن
بن عتاب بن اسید۔ انصار مین سے۔ ابواسید ساعدی۔ ابوحمید۔ زید بن ثابت۔ حسان
بن ثابت۔ کعب بن مالک۔ عرب مین سے نیار بن مکرز وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ بلوائیان
مصر کے پاس پہونچکر جناب علیؓ اور محمد بن مسلمہؓ نے انسے گفتگو کی اور خوب سمجھایا۔ بارے
انکی فہمائش اور نصیحت سے مصری راہ راست پر آے اور دونون صاحبونکا کہنا بگوش
دل سنکر اسکو قبول کیا اور مصر کی طرف واپس ہوے۔ ابن عُدَیس بلوی نے محمد بن
مسلمہ سے کہا "مین تم سے کچھہ کہنے کو لوٹا چاہتا ہون" مگر محمد بن مسلمہ نے کہا۔ خدا سے ڈرو
کیا تم اپنے امام اور سردار سے منحرف ہوکر لوٹنا چاہتے ہو کیونکہ اب ہم سے وعدہ ہو چکا ہے
کہ کوئی انمین سے نہ لوٹے گا اور کسی طرح کا نزاع و فساد نہ کرے گا۔ ابن عدیس نے کہا
انشاءاللہ تعالی ہم ایسا ہی کرینگے۔ یہہ کہکر ابن عدیس اپنے گروہ مین چلا گیا۔ جناب علیؓ

اپنے ہمراہیونکے ساتھہ مدینہ منورہ واپس آے اور جناب عثمان رضکے پاس آکر مصریونکے واپس جانے کی اطلاع کی۔(ابن اثیر)

ایک روایت اہل مصر کی نسبت اس طرح ہے کہ جس زمانہ مین مصری مدینہ منورہ آے ہین جناب عثمان رضکو اونکے آنیسے پیشتر خبر ہوچکی تہی لہذا آپنے اون لوگونکا مدینہ مین آنا اور علانیہ آپسے گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھکر یہہ ارادہ کیا کہ مدینہ سے باہر کسی مقام پر اون لوگونسے مل لینا چاہیئے اور اونکی خاطر خواہ انتظام کر دیا جاے چنانچہ آپ اس ارادہ سے باہر تشریف لیگئے۔ایک گانون مین قیام فرمایا۔جب اہل مصر اس گانو مین پہونچے اونکو آپکے اس گانون مین موجود ہونے کی اطلاع ہوئی وہ ٹہر گئے اور جس مکان مین آپ مقیم تہے وہان آے اور آپسے کہا کہ قرآن شریف منگوائیے۔جب قرآن شریف آگیا کہا۔ساتوین سورت یعنی سورۂ یونس نکالیئے اور پڑہیئے۔آپنے سورۂ یونس نکالی اور پڑہنا شروع کی۔جب اس آیت پر قل ارائیتم ما انزل اللّٰہ لکم من رزق فجعلتم منہ حرامًا وحلالاً ط قل اٰللّٰہ اذن لکم ام علی اللّٰہ تفترون۔مصری کہنے لگے۔اس آیت سے چراگاہ مقرر کرنیکی ممانعت نکلتی ہے۔آپنے کیون چراگاہ مقرر فرمائی۔کیا کوئی خاص خدا کا پروانہ آپکے پاس آگیا ہے یا آپ اللہ پر افترا کرتے ہین۔جناب عثمان نے فرمایا۔اسکا مطلب اور شان نزول مین بیان کرتا ہون یہہ فلان فلان مقدمہ مین نازل ہوئی ہے۔باقی رہا چراگاہ کا جواب وہ مجہسے سنو۔کچہہ یہہ میری ایجاد نہین مجہسے پہلے جناب عمر فاروق رضنے چراگاہ مقرر کر دی اور خاص زکوٰۃ کے اونٹونکے چرنے کے واسطے زمین علیحدہ کرکے اور لوگونکو اوس زمین پر اپنے اونٹ چرانے سے منع فرمایا۔جب میرا عہد خلافت ہوا۔خدا نے فتوحات زیادہ کیئے۔زکوٰۃ کا مال کثرت سے آنے لگا

جانور بھی زیادہ ہوگئے۔ چراگاہ سابق ناکافی سمجھکر مین نے اور زمین اوس مین شامل کی۔ یہہ کون بات محل اعتراض ہے۔ یہہ فرماکر آپ آگے پڑہنے لگے۔ مصری ہر آیت پر ٹوکتے اور آپ پر اعتراض کرتے تھے۔ آپ ہر آیت کا مطلب ورشان نزول بیان فرماکر اونکو جواب شافی دیتے تھے بعد اسکے مصریون نے چند اعتراض آپ پر پیش کئے آپنے اونکو تسلیم کیا اور اقرار کیا کہ بیشک مجھسے خطا ہوئی ہین خدا سے مغفرت چاہتا ہون اور توبہ کرتا ہون آیندہ یہہ کام نکرونگا۔ پھر اون لوگون نے آپسے چند شرائط لکہواسے۔ آپنے اونکی خاطر سے لکھدیئے۔ آپنے بھی اونسے یہہ شرط لی کہ جبتک حسب وعدہ مین اپنی شرطون پر قائم رہون میری اطاعت سے باہر نہ ہونا۔ پھر آپنے فرمایا۔ تم اور کیا چاہتے ہو۔ اونہون نے کہا۔ اہل مدینہ کو تنخواہ وسالانہ مفت نہ دیا جاوی کیونکہ بیت المال ون لوگونکا حق ہے جو کافرونسے لڑے اور اونسے بزور شمشیر مال حاصل کیا ہے۔ یا اصحاب رسول خدا حقدار ہین اونکو ملنا چاہیئے۔ آپنے اونکا یہہ کہنا بھی منظور فرمایا۔ پھر وہ لوگ آپکے ساتھہ مدینہ مین آئے اور آپسے ہرطرح راضی تھے۔ یہان آپنے لوگونکو جمع کرکے خطبہ دیا اور اوسمین بیان فرمایا۔ واللہ اہل مصر سے بہتر کوئی آنیوالا میرے پاس نہین آیا۔ انکی بدولت مین نے اپنی خطاؤنسے توبہ کی۔ اہل مدینہ خبردار ہو جاوین جسکی زمین ہو وہ کاشتکاری مین بسر کرے اور جسکے پاس جانور ہون وہ اونسے اپنی معیشت وگذران کا سامان کرے۔ بیت المال سے مفت کسیکو کچھہ نہ ملیگا۔ یہہ مال ونہین صاحبونکا ہے اور وہی حقدار ہین جنہون نے معرکون مین جہاد کئے اور تلوار چلائی اور یا اصحاب رسول خدا بوجہ شرافت کے مستحق ہین انکا وظیفہ مقرر رہیگا۔ اہل مدینہ اس فقرہ سے ناخوش ہوے اور کہا۔ بنی امیہ کی یہ چال و

مکر ہے۔ بعد اسکے مصری راضی خوشی واپس گئے۔ (ازالۃ الخفار)
جب مصری واپس گئے اوسکے دوسرے دن صبح ہوتے ہی مروان نے جناب عثمانؓ کیخدمتمین حاضر ہوکر عرض کیا۔ امیرالمومنین آپ لوگونکو مجتمع کرکے خطبہ دیجیے اور یہہ ظاہر فرمایئے کہ اہل مصر واپس گئے اور جو کچھہ ان لوگونکو شکایتین تہین اور جسکی بنا پر وہ یہان آئے تھے وہ سب جہوٹی تہین تحقیق کرنے سے اونکی غلطی ثابت ہوئی آپ یہہ کام اس سے پہلے کرلین کہ لوگ اور ملکون کے آئین اور ایسے ہی واقعات آپکے پیش کرین جنکی برداشت آپ نہ کرسکین۔ جناب عثمانؓ مروان کے کہنے سے خطبہ کیلئے کوکہڑے ہوے۔ جیسے ہی چند الفاظ آپکی زبان سے نکلے تھے کہ چارون طرف سے آواز آنے لگی اتق اللہ یا عثمان وتب الی اللہ۔ اے عثمانؓ اللہ سے ڈرو اور اوسی کی طرف رجوع کرو۔ ایک طرف سے عمرو بن العاص نے کہا۔ اے عثمان۔ خدا سے ڈرو کیونکہ تم نے بڑے کامونکا بار اوٹھایا ہے اور تمہارے ساتھہ ہم بھی اوسمین پہنسے ہین لہذا تم اور ہم دونون خدا کی درگاہ مین توبہ کرین۔ امیرالمومنین جناب عثمانؓ نے ہاتھہ اوٹھا کر فرمایا۔ اللھم انی تائب۔ خداوندا مین توبہ کرتا ہون۔ اسکے بعد عمرو بن العاصؓ فلسطین کی طرف چلے گئے اور وہان اپنے قصر مین مقیم رہے۔ بعد چندے جناب عثمانؓ کے حصار و شہادت کی خبر مشہور ہوئی۔ بعضون نے کہا ہے کہ جب جناب علیؓ مصریونکو فہمائش کرکے واپس ہوے جناب عثمانؓ کے پاس آئے اور آپسے کہا۔ آپ لوگونمین جاکر اونسے بات چیت کرین اور اپنے دلی خیالات اون لوگون پر ظاہر کرین۔ اپنے حالات پر خدا کو گواہ کرکے اون لوگونکو سنایئے تاکہ آپکے حالات اونکو معلوم ہوجاوین قبل اسکے کہ اور مفسدین دوسرے شہرون سے آئین۔ یہہ جلسہ

مسجد مین ہوا ور برسرمنبر اپنی اون تقصیرات کا جو آپ سے وقوع پذیر ہوئی ہین سب کے روبرو اعتراف کر کے آیندہ کیواسطے تدارک مناسب اور اطمینان عوام کر دیجئے۔ ہر خاص و عام کی دلداری اور تسکین قلوب کیلئے چند کلمات ایسے بیان کیجیے جو مشتمل بر وعدہا ے اکرام و انعام ہون تا کہ یہہ خبر منتشر ہو کر خلقت آپکی جانب بالطبع مائل اور ایسے دلی الفت و انس کرنے لگے ورنہ درصورت عدم اعتراف تقصیرات و قطع اُمید آیندہ اندیشہ فساد ہے کیونکہ تمام بلاد مین ایک شورش ہو رہی ہے اور سب آپکی مخالفت پر کمر بستہ ہین۔ مجھکو ابھی اطمینان نہین ہوا مین ڈر رہا ہون کہ کہین اہل بصرہ و کوفہ سے طرح آکر آمادہ فساد نہون اور آپ مجھسے پھر کہین کہ اے علیؓ مفسدون کے پاس جاؤ اور انکو سمجھاؤ۔ اگر مین جانے مین تامل کرونگا تو آپ کہینگے کہ حق قرابت قطع کرتے ہو اور میرا حق خفیف سمجھتے ہو۔ یہ سنکر جناب عثمانؓ باہر تشریف لاے خطبہ دیا۔ لوگونکی روبرو توبہ کی اور حمد و نعت کے بعد ارشاد فرمایا میں پہلا شخص ہون جس نے از خود نصیحت قبول کی مین اللہ تعالی سے معافی چاہتا ہون اوس سے جو مین نے کیا ہے اور اوسی کیطرف رجوع کرتا ہون اور جو کچھ کیا اوس سے علیحدہ ہو کر توبہ کرتا ہون۔ جب مین خطبہ سے فارغ ہون تو تمہارے شرفا آئین اور مجھکو راے دین قسم خدا کی اگر مجھکو راستی غلام کر دیگی تو مین غلامون ہی کی طرح مطیع رہونگا اور غلامون ہی کیطرح راستی کی اطاعت کرونگا اور اللہ کے سوا اور طرف راستہ نہین۔ بخدا مین تم سبکو رضامند کرونگا۔ مروان اور اوسکے ساتھیونسے علیحدہ رہونگا اور تم سے کچھہ پوشیدہ نہ رکھونگا۔ یہہ فرما کر آپ خود بھی روے اور حاضرین کو بھی رولایا یہانتک وہ روے کہ اونکی ڈاڑھیان آنسوؤن سے تر ہوگئین۔ (ابن اثیر)

جناب عثمانؓ اسقدر بیان فرماکر منبر سے اوترآے اور اپنے گہر چلے گئے۔ پہر جناب علیؓ نے اس مجمع مین کہڑے ہوکر فرمایا۔ اے یارو۔ امیرالمومنین عثمانؓ کو جو کہنا واجب تہا اور جوان پر حق تہا وہ انہون نے صاف صاف بیان کردیا اب ان پر کسی قسم کا الزام باقی نہین رہا۔ آپ سب لوگونکو چاہیئے کہ ظاہر و باطن انکی اطاعت قبول کرین کسی طرح انکے خلاف نہ کرین اور انکو اپنا خلیفہ اور سردار برحق مانین۔ (روضۃ الصفا)

خطبہ دیگر جب آپ اپنے مکان پر پہونچے تو چند آدمیونکو بنی امیہ مین سے جو خطبہ مین حاضر نہ تہے جنمین مروان اور سعید بہی تہے اپنے مکان مین پایا۔ جب آپ بیٹہ گئے مروان بولا۔ اے امیرالمومنین۔ مجہکو کچہہ کہنا ہے اگر ارشاد ہو عرض کرون قبل اسکے کہ آپ کچہہ فرماوین۔ آپکی بی بی نائلہ بنت فرافصہ بول اوٹہین بس تم خاموش رہو۔ تمکو دخل دینا ان معاملات مین زیبا نہین مروان بولا۔ تم اور ہمکو اور کواور بات نہ کرنے دو۔ خدا کی شان۔ تمہاری کیا ہستی ہے واللہ تمہارے باپ کو جو مرگئے ہین وضو کرنی تک کابہی توسلیقہ نہ تہا۔ بی بی نائلہ نے کہا۔ اے مروان۔ اپنی زبان بند کرو۔ زیادہ حد سے نہ بڑہو۔ میرے باپ کا ذکر جانے دو وہ تو مرگئے۔ تم اونپر جہوٹ بہتان لگاتے ہو۔ ہان تمہارے باپ زندہ البتہ ایسے ہین کہ اپنی جان تک نہین بچا سکتے۔ واللہ۔ اگر تمہارے باپ انکے (جناب عثمانؓ کی طرف اشارہ کرکے) چچا نہ ہوتے اور اون کے برا کہنے مین انکو رنج نہ ہوتا تو مین تمہارے باپ کا کچا چٹہا کہہ ڈالتی جسمین ذرا بہی جہوٹ نہ ہوتا مروان۔ (بی بی نائلہ سے پیچہا چہوڑا کر جناب عثمانؓ سے) کہنے لگا۔ مجہکو کچہہ عرض کرنا ہے آپنے فرمایا کہو کیا کہتے ہو۔ مروان نے عرض کیا۔ میرے والدین آپ پر فدا ہون۔ اس خطبہ کیلیے جو آپنے اسوقت مجمع عام مین فرمایا ہے میری پہلے ہی سے راے تہی اور مین نے

آپ سے پہلے ہی عرض کیا تھا مگر اوسوقت آپنے پسند نہ فرمایا اور مین نے ترغیب دی تھی
لیکن آپنے کچھہ توجہ نہ فرمائی۔ اب اسوقت آپکا یہہ کلام بے وقت ہوا۔ گناہ پر قائم رہنا
مگر دل مین نادم ہونا اوس توبہ سے اچھا ہے جو دل سے نہ ہو بلکہ خوف دلانے سے ہو
آپ چاہتے تو صرف توبہ کر لیتے مگر اپنی خطاؤنکا اقرار بر ملا سب کے سامنے نہ کرتے۔ اب کیا
ہوسکتا ہے جو کچھہ ہونا تھا ہوچکا۔ مروان کے ساتھہ اور دیگر اشخاص بنی امیہ نے بھی
جو وہان تھے آپکو اس خطبہ دینے پر ملامت کی۔ آپکی بیوی نائلہ نے ہر چند سب کو جھڑکا
لیکن اونھون نے کچھہ خیال نہ کیا برابر جناب عثمانؓ کو توبہ کرنے اور خطبہ دینے پر نصیحت
و ملامت کرتے رہے۔ اس عرصہ مین چند لوگ دروازہ پر آکر مجتمع ہوگئے۔ آپنے مروان سے
فرمایا تم جاکر ان لوگونسے بات چیت کرو۔ مجھکو انکے سامنے جاتے شرم آتی ہے۔ مروان
نے دروازہ پر آکر دیکھا تو لوگونکی بھیڑ لگی تھی ایک دوسرے پر چڑھے آتے تھے۔ مروان
نے نکلکر کہا۔ تمکو کیا ہوگیا ہے۔ تمہاری کیا حالت ہے۔ تم کیون جمع ہوے ہو۔ کیا لوٹ
مار کی غرض سے آسے ہو۔ تمہارے منہ جھلس جاوین۔ ارے کمبختو۔ کس کا قصد کیا ہے
اور کس پر چڑھائی ہے۔ کیا تم اس ارادہ سے ہمپر چڑھکر آے ہو کہ ہمارا ملک ہم سے چھین لو
خبردار۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ اور کبھی یہہ قصد نہ کرنا۔ واللہ اگر تم نے کسی قسم کا
قصد کیا تو ہم تم پر ایسا بوجھہ ڈالین گے جسکو تم نہ اوٹھا سکوگے اور یہہ اپنی خراب رائے پر
پچتاؤ گے۔ جاؤ اپنے اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ۔ بخدا جو ہمارے قبضہ مین ہے
اوس سے ہم تم سے کسی طرح مغلوب نہین ہین۔ مروان کے اس کلام سے سارا مجمع تتر بتر
ہوگیا۔ کچھہ لوگ اونمین سے جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور مروان کی اس
کارروائی اور گفتگو سے خبر دی۔ آپ یہہ سنکر سخت ناراض ہوے اور عبدالرحمن بن اسود بن

عبد یغوث سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم نے کل عثمان رضؓ کا خطبہ اور آج مروان کا کلام سنا ہے۔ اے اللہ کے بندو۔ اے مسلمانو مجھکو تدبیر بتلاؤ عجب مخمصہ مین پڑا ہون جب مین گھر بیٹھا رہتا ہون تو عثمانؓ کہتے ہین کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا میری قرابت و حق کا کچھ بھی پاس نہ کیا۔ لیکن جب اونکے واسطے کوشش کرتا ہون اور کسی کام مین دخل دیتا ہون تو مروان کے کہنے سننے سے لڑکونکے کھیل کی طرح اولٹ پلٹ دیتے ہین۔ مروان اپر ایسا حاوی ہو رہا ہے کہ جہان اوسکا جی چاہتا ہے لیجاتا ہے تعجب ہے کہ باوجود مسن ہونے اور آنحضرت صلعم کی صحبت سے مشرف ہونے کے مروان کے اس طرح قابو مین ہین کہ جس کل وہ چلائے چلاے اور یہہ دم نہین مارتے یہہ فرما کر جناب شیر خدا طیش مین آکر غضبناک حالت مین اوٹھے اور سیدھے جناب عثمان رضؓ کے پاس جا کر مروان کے کہنے پر عمل کرنے اور اوسکی راے اختیار کرنے پر بہت کچھ نصیحت اور ملامت کی اور فرمایا۔ مروان نے آپکو بگاڑا اور اوسکے کہنے سے آپ تباہ ہوے۔ اوسنے آپکو دین و عقل سے برگشتہ کر دیا۔ اوسکی اور آپکی مثال بالکل سواری کے اونٹ کی سی ہے کہ سوار جدہر چاہے لیجاے وہ اوسکے ساتھ ہی اوسکا مطیع۔ واللہ مروان کی عقل و سمجھ نہ تو اوسکے دین کے حق مین اور نہ خاص اوسکی جان کے بارہ مین ٹھیک ہے۔ بخدا وہ آپکو بری جگہہ لیجا کر چھوڑ دیگا۔ بخدا اب آج سے مین آپ کے پاس نہ آؤنگا اور نہ کبھی آپکے کام مین دخل دونگا اور نہ کبھی نصیحت کرونگا۔ مروان آپ کی راے پر مسلط ہو گیا ہے اور وہ آپکی تمام شرافت زائل کیا چاہتا ہے۔

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری		بخدا کہ لازم آمد ز تو احتراز کردن

یہہ کہکر جناب علیؓ تشریف لیگئے انکے جانیکے بعد آپکی بیوی نائلہ آئین اور کہا۔ مین نے جناب علیؓ کی گفتگو سب سنی۔ اب وہ آپکے پاس نہ آوینگے وہ آپ سے ناراض ہو گئے ہین

کیونکہ آپنے مروان کا کہا مانا۔ مروان جہان چاہیگا آپکو لے جاویگا۔ امیر المومنین نے پوچھا پھر اب مین کیا کرون۔ نائلہ نے جواب دیا۔ آپ خدا سے ڈرین۔ حضرات شیخین کا طریقہ اختیار کرین کیونکہ مروان کی اطاعت مین سراسر آپکا نقصان ہے۔ وہ آپکو ہلاک کردیگا لوگونکے نزدیک مروان کی نہ قدر ہے نہ کچھ عزت۔ نہ اسکا کسیکو ڈر و خوف ہے اور نہ لوگ اس سے محبت کرتے ہین۔ اسیکی بدولت لوگون نے آپکو بھی چھوڑ رکھا ہے۔ اب آپکو مناسب ہے کہ جناب علیؓ کو بلایئے اونسے معذرت کیجئے اور اونسے راے لیجئے کیونکہ وہ آپکے قرابت دار عزیز ہین وہ آپ کا کہنا مانین گے۔ آپنے غضب کیا کہ مروان بے عقل و نادان کے کہنے سے جناب علیؓ جیسے محب۔ مخلص۔ وفادار۔ بہبودی خواہ۔ مصلح۔ خیر طلب پھر آپکے عزیز قرابت دار۔ ذی مرتبہ شخص کو اپنے پاس سے ناخوش اور افسوس ناک حالت مین چلا جانے دیا۔ اب وہ کبھی آپکے پاس نہ آوینگے۔

بی بی نائلہ کی صلاح سے آپنے جناب علیؓ کے پاس آدمی بھیجکر اونکو طلب کیا مگر آپ تشریف نہ لاے۔ یہہ جواب دیا۔ عثمانؓ کو مین خود جتا کر آیا ہون کہ مین اب آپکے گھر نہ آونگا۔ مروان نے جب سنا کہ بی بی نائلہ میری نسبت جناب عثمانؓ کو سمجھا رہی ہین اور میری شکایت کر رہی ہین وہ دوڑا آیا اور آپکے سامنے بیٹھ کر نائلہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ اے فرافصہ کی بیٹی۔ جناب عثمانؓ نے کہا خبردار انسے کوئی بات نہ کرنا۔ خدا کرے تمہارا منہ کالا ہو۔ نائلہ ہی میری دوست اور خیر خواہ ہے۔ یہہ سُنکر مروان باز رہا۔ جناب عثمانؓ رات کے وقت جناب علیؓ کے مکان پر تشریف لیگئے اور بعد اظہار عذر بسیار فرمایا۔ اب مین کبھی آپکے خلاف نہ کرونگا اور جو کچھ راے دیجئے گا اُسی پر عمل پیرا ہونگا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ کل

آپ نے آنحضرت صلعم کے ممبر پر چڑھکر کیا کہا تھا اور توبہ استغفار کی مگر اسکے بعد جب آپ گھر مین آے تو مروان نے آپکے دروازہ پر کھڑے ہوکر لوگونکو گالیان دین اور ایذا پہونچائی۔ جناب عثمان رضنے جواب دیا۔ مین تسلیم کرتا ہون۔ میری معذرت قبول کیجیئے۔ مین اقرار کرتا ہون کہ آیندہ آپکی راے پر عمل کرونگا واقعی مین سخت خفیف ہوا اور لوگونکو مجھہ پر جرأت ہوئی۔ جناب علی رضنے فرمایا۔ واللہ مین لوگون کو نہایت آسانی سے دور کردونگا اور حتی الامکان آپکی حفاظت کرونگا مگر افسوس۔ جب مین آپکی بھلائی اور خیر خواہی مین کچھہ کرتا ہون تو دوسرے وقت مروان پہونچکر اوسکے خلاف پر آپکو اوبھارتا ہے پس آپ اوسکے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہین اور میرے قول کو بھول جاتے ہین یہہ سارا کھیل بنا بنایا بگڑ جاتا ہے۔

بعضون کا قول ہے کہ جب جناب عثمان رض محصور ہوے ہین تو جناب علی خیبر مین تھے جب آپ مدینہ مین آے تو لوگونکو حضرت طلحہ رض کے پاس مجتمع پایا۔ جناب عثمان رض انکے مکانپر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے علی رض میرے حق آپ پر بہت کچھہ ہین۔ اسلام کا حق ہے۔ بھائی ہونیکا حق ہے۔ قرابت داری کا حق ہے۔ ہمزلف ہونیکا حق ہے اور بفرض تقدیر اگر جاہلیت کا زمانہ ہوتا تو بھی بنی عبد مناف کیلیے یہہ امر باعث ننگ تھا کہ بنو تیم انکے قبضہ سے حکومت چھینے۔ جناب علی رضنے کہا۔ ابھی حال معلوم ہوا جاتا ہے مین بغرض دریافت حالات جاتا ہون۔ یہہ کہکر آپ مسجد مین آے۔ وہان اُسامہ موجود تھے آپنے انکا ہاتھہ اپنے ہاتھہ مین لیا اور انکے ساتھہ طلحہ رض کے پاس تشریف لیگئے۔ اسوقت طلحہ رض گھر مین تنہا تھے (مشہور ہے کہ ایک جماعت مفسدین طلحہ رض کے پاس آمد ورفت رکھتی تھی اور لوگونکا خیال تھا کہ مفسدین کے مددگار اور

مشیر کار طلحہؓ ہین-) آپنے فرمایا- اے طلحہ یہہ کیا معاملہ ہے- طلحہؓ نے کہا- یا ابا الحسن
العلمامس الحزام الطبیین- کیا بعد اسکے کہ تنگ ڈھیلا ہوکر چہاتیون سے
لگ گیا- اے ابوالحسن- جناب علیؓ طلحہؓ کے پاس سے بیت المال کی طرف آی اُسکے
کہلوانیکو کنجی طلب کی جب کنجیان نہ ملین تو آپنے قفل توڑکر لوگونکو جسقدر رہتا سب
بہتا تقسیم کیا- لوگ طلحہؓ کے پاس سے چلے آے اور روپیہ لینے لگے- طلحہ صرف اکیلے
رہ گئے- جناب عثمانؓ کو اس سے بہت مسرت ہوئی- بعد اسکے طلحہؓ جناب عثمانؓ
کے پاس آے اور کہا- اے امیرالمومنین مین نے کچھ چاہا تہا مگر خدا نے اوسکے خلاف
کیا- آپنے فرمایا- تم تائب نہین ہوے بلکہ مغلوب ہوکر آے ہو- اے طلحہ خدا تمکو
کافی ہے وہی تمکو سمجہہ لیگا- (ابن اثیر وابن خلدون)

ہم اوپر لکہہ آے ہین کہ عمرو بن العاصؓ مدینہ چہوڑکر اس ہنگامہ مین فلسطین چلے گئے
تہے- اونکا قول ہے کہ مین عثمانؓ کے مخالف ہوگیا اور جس کسی سے ملتا انکی مخالفت
پر اوبہارتا یہانتک کہ بکریونکے چرواہے سے بہی یہی کہتا-

ایک روز کا ذکر ہے کہ عمرو بن العاص بمقام فلسطین اپنے محل مین تہے- انکے
پاس انکے دو بیٹے اور محمد بن عبداللہ- سلامہ بن روح جذامی- بہی تہے- اس درمیان
ایک سوار مدینہ سے انکے پاس ہوکر گذرا- انہون نے مدینہ کا حال دریافت کیا اور
جناب عثمانؓ کی بابت استفسار فرمایا- اوسنے کہا- آپ محصور ہین- بلوائیونکی یورش
ہے- عمرو بن العاص نے کہا- اب داغ دینے کی تیاری ہے لوہا آگ پر گرم ہورہا ہی
وہ سوار چلا گیا پہر دوسرا سوار اودہرسے نکلا اوس سے بہی دریافت کیا- اوسنے کہا-
جناب عثمانؓ شہید ہوے- عمرو بن العاصؓ بولے- بہلا مین جس زخم کو ذرا بہی چہیڑ دون

پہر وہ کیسے نہ زور کرے۔ سلامہ بن روح نے کہا۔ اے اہل قریش تمہارے اور عرب کے بیچ مین ایک دروازہ بند تہا جسکو تم نے توڑ دیا۔ دیکھو۔ اب روز کی لڑائیان اور فساد اوٹھہ کہڑے ہوے حضرت عمرو بن العاص بولے۔ ہم نے تو حق کو جہوٹ کے محاصرہ اور قید سے نکالنا چاہا تہا تاکہ سب لوگ راہ حق اور سیدہے راستہ پر آجاوین۔ (ابن اثیر)

اولاً اس روایت مین کلام ہے معلوم نہین کس درجہ کی ہے بر تقدیر صحت ہم کہتے ہین کہ عمرو بن العاص کو جناب عثمان رضؓ سے خصومت اور دلی رنجش سابق سے تہی یعنی جسوقت انکو حکومت مصر سے معزول کیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو انکی جگہہ مامور کیا گیا اگر ان سے ایسی حرکت صادر ہوئی تو تعجب کیا۔ اسی قسم کی ایک روایت اور بہی ہے کہ اس ہنگامہ مین اہل مدینہ صحابہ وغیرہم نے اطراف بلاد مین خطوط اس مضمون کے لکھہ بہیجے کہ اگر جہاد کرنا ہو تو یہان مدینہ پہونچو تمہارے خلیفہ نے دین محمدی کو بگاڑ رکہا ہے۔ آؤ اور اسکی اصلاح کرو۔ اوپر کے بیانات اس روایت کی تردید و تکذیب کرتے ہین صحابہ کرام کی مدد و نصرت اور بلوائیونکو دفع کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ یہہ روایت بالکل پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ یہہ روایت صحیح ہے مگر دراصل خط لکہنے والے صحابہ نہ تہے بلکہ اونکی طرف سے اور اونکے نام سے مفسدین اشرار تابعان ابن سبا نے یہ کارروائی کی ہو تو کیا عجب۔ ہم اوپر لکہہ آے ہین کہ ابن سبا کی شرارت سے تمام ملکو مین جناب عثمانؓ اور آپکی عمال کے ظلم و تعدی کی خبرین مشہور ہوگئی تہین جو عند التحقیق بالکل بے اصل اور غلط نکلین ممکن ہے کہ مدینہ منورہ مین بہی ابن سبا کے توابع موجود ہون اور جسطرح اور شہرونکی نسبت افواہین اوڑائین اہل مدینہ و صحابہؓ کی نسبت بہی یہہ خبرین مشہور کردین بر تقدیر صحت روایت ہذا اکابر صحابہ کرام جیسے جناب علیؓ طلحہؓ زبیرؓ وغیرہم

وامهات مومنین رضی اللہ عنہن کی نسبت نفاق یا تقیہ کا گمان کیا بلکہ پورا ثبوت ہوتا ہے کیا حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کا گروہ مخالفین کو سمجہانا اور دفع کرنا منافقانہ تہا۔ حاشا وکلا۔ استغفر اللہ۔ ہم یہ اعتقاد نہ رکہین گے اور نہ اپنے بزرگان دین ومقتدایان اسلام کی نسبت نفاق وتقیہ جائز رکہہ سکتے ہین۔ بعضون کا قول ہے کہ قبل زمانہ محاصرۂ جناب عثمانؓ محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن ابی حذیفہ مصر مین لوگونکو جناب عثمانؓ کی مخالفت پر اوبہار رہے تہے۔ جب ماہ رجب مین باغیان مصر بسرداری عبدالرحمن بن عدیس بلوی بظاہر حج وعمرہ کرنیکو اور درحقیقت بارادۂ قتل جناب عثمانؓ یا خلع خلافت آپکے مصر سے نکلے اور بجانب مدینہ روانہ ہوے تو جو کوئی انسے پوچہتا کہ تم لوگ فوج کی فوج کہان جاتے ہو تو یہہ کہتے حج کا ارادہ ہے مگر پہلے مدینہ منورہ واسطے زیارت مسجد نبوی اور روضہ پاک کے جاوینگے۔ اسی جماعت مین محمد بن ابی بکرؓ بہی تہے۔ محمد بن حذیفہ مصر مین ٹہیرے رہے۔ بعد روانگی ان لوگونکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حاکم مصر نے دربار خلافت مین یہہ اطلاع کی کہ اہل مصر بظاہر حج وعمرہ کے نام سے نکلے ہین اور مدینہ منورہ کو باظہار نیت زیارت آتے ہین مگر درحقیقت انکی نیت فاسد ہے اور انکا ارادہ کچہہ اور ہے۔ درپردہ آپکی خلع خلافت یا دشمنان جناب کے قتل کا قصد ہے۔ جناب عثمانؓ کو جب یہہ حال معلوم ہوا آپنے اہل مدینہ کو جمع کرکے یہہ خطبہ پڑہا۔ افسوس اہل مصر نے بہت جلد فتنہ برپا کردیا۔ یہہ سمجہتے ہین کہ مین عرصہ دراز تک زندہ رہونگا۔ بخدا اے لایزال۔ اگر مین انکو چہوڑکر مرجاونگا تو میرے بعد یہی لوگ تمنا کرینگے کہ کاش بعوض ہر دن کے ایک ایک برس میری عمر کے دن بڑہ جاتے اور مین ان لوگونمین تا زمانہ دراز زندہ رہتا۔ کیونکہ میرے بعد ان پر سخت حوادث کا اثر پہونچیگا۔ خون کی ندیان

پھیلنگی۔ بازار قتل گرم ہوگا۔ فتنہ وفساد کا شیوع ہوگا۔ ظاہر داری وخود پسندی پھیل جاویگی۔ احکام خدامین تغیر وتبدل پیدا ہوجاویگا۔ جسوقت ابن ابی سرح حسب طلب جناب عثمانؓ بعد روانگی مصریان مدینہ کو چلے گئے اور مصر خالی ہوگیا۔ تو محمد بن حذیفہ جو اسی تاک مین رہگئے تھے موقع پاکر حکومت مصر پر مسلط ہوگئے اور تمام شہر کو اپنا مطیع کرلیا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ابھی ایلہ تک پہونچے تھے کہ انکو محمد بن حذیفہ کے مصر پر مسلط ہوجانیکی خبر پہونچی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ مصریون نے مدینہ پہونچکر جناب عثمانؓ کا محاصرہ کرلیا ہے۔ مجبور مصر واپس گئے مگر یہان تو طرح محمد بن ابی حذیفہ کی حکومت جم گئی تھی اور اونکا اوکھڑنا مشکل تھا اہل شہر بھی سب انکے طرفدار تھے۔ عبداللہ بن سعد شہر مین نہ گھسنے پاے۔ تمام اہل شہر انکے مزاحم ہوے اب یہہ مصر سے فلسطین آکر مقیم ہوے یہانتک کہ جناب عثمانؓ شہید ہوگئے۔

محمد بن ابی بکر کی مخالفت قبل واقعہ خط کے سمجھی نہین جاتی۔ اسوقت تک تو انکو جناب عثمانؓ سے بظاہر کوئی مخاصمت نہ تھی البتہ جب مصری خط پاکر دوبارہ لوٹے ہین اوسوقت سے بنار مخالفت قائم ہوئی ہے۔ شاید بطمع حکومت یہہ کارروائی اونھون نے کی ہو۔ انکا مصر مین قیام کرنا اور مصریونکے ساتھہ آنا تو ثابت ہی۔ ابن اثیر نے یہہ روایت بہ لفظ (قیل) سے جو ضعف روایت کا لفظ ہے نقل کی ہے۔

استغاثہ مصریان وماموری محمد بن ابی بکرؓ بر حکومت مصر

ہم سابق مین لکھہ آے ہین کہ جناب علی مرتضیٰؑ اور دیگر صحابہ کبارؓ کی سعی وکوشش ووعظ ونصیحت اور فہمائش سے گروہ اشرار مدینہ منورہ سے چلے گئے۔ مصریون نے یہہ

شکایت پیش کی تہی کہ عبداللہ بن سعد گورنر مصر ہم لوگوپر سختی اور ظلم کرتے ہین لہذا ہم چاہتے ہین کہ اونکی جگہہ دوسرا شخص مصر کی حکومت پر بہیجا جاوے تاکہ ہماری فریاد سنے اور ہماری حق رسی کرے۔ جناب علی رضؓ نے اونکو اطمینان دلایا تہا کہ تمہاری مرضی کے موافق ایسا ہی کیا جاویگا چنانچہ مصری بہی واپس گئے تہے (دیگر روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کا اس مرتبہ آنا ماہ رجب مین ہوا ہے۔ شوال مین دوبارہ بطور استغاثہ کے آے ہین اور پہر محمد بن ابی بکرؓ کے ہمراہ واپس ہوکر راستہ سے پلٹ آے اور محاصرہ کیا) انکے جانیکے بعد جناب عثمانؓ نے عبداللہ بن سعد حاکم مصر کو پروانہ لکہا جسمین اونکے مظالم کی شکایت اور عتاب آمیز کلمات تہے۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عبداللہ بن سعد نے ان لوگون پر اور بہی سختی کی اور اس جرم پر کہ یہہ لوگ دارالخلافت تک انکی شکایت لے گئے بعضون کو جیلخانہ بہیج دیا اور بعضونکو اسقدر مارا کہ اس صدمہ سے مر گئے۔ اس جابرانہ کارروائی اور خون ناحق سے اہل مصر سخت برافروختہ ہوے اور سات سو آدمی مصر سے استغاثہ کے واسطے مدینہ منورہ مین آکر مسجد نبوی مین اوترے۔ شرفاے مدینہ واکابر صحابہؓ کیخدمت مین حاضر ہوکر تمام ماجرا عرض کیا اور کہا ہم اس مرتبہ اس غرض سے آے ہین کہ عبداللہ بن سعد گورنر مصر کے ظلم برداشت کرنیکی اب ہمکو تاب نہین رہی۔ کہان تک ظلم وستم سہین۔ ہم فریادی دادخواہ ہین۔ عبداللہ بن سعد کو مصر کی حکومت سے معزول کرکے دوسرا حاکم مصلح انکی جگہہ اس منصب پر مقرر کیا جاے اور خون ناحق کا قصاص اوسسے لیا جاے۔ آپ سب صاحب ہمارے واسطے خلیفہ کے حضور مین سفارش کرین۔ جناب علیؓ یہہ کیفیت سنکر امیرالمومنین جناب عثمانؓ کے پاس تشریف لاے اور فرمایا۔ آپنے عبداللہ بن سعد کے ظلم اور ناحق خونریزی کے قصے سنے۔ لوگ انکے فریادی آے ہین۔ اب اگر عبداللہ بن سعد

اس عہدہ سے معزول نہ کیے جائینگے تو کوئی دم مین فتنۂ عظیم برپا ہوگا۔ اب نصیحت اور زبانی فہمائش سے کام نہین چلتا۔ بہتر ہے کہ عمال کی تبدیلی بغرض رفاہ عام و دفع شورش عوام مناسب طور سے کر دیجیے۔ یہی پیغام طلحہؓ بن عبد اللہ اور جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے آپکے پاس بھیجا۔ جناب عثمان رضؓ نے اسکے جواب مین فرمایا جس شخص کی نسبت اصحاب کی رائے ہو اور مصری لوگ جسکو پسند کرین اوسکو عبد اللہ بن سعد کی جگہہ مامور کردون۔ سبھون نے محمد بن ابی بکرؓ کو اس کام کے واسطے انتخاب کیا۔ جناب عثمان رضؓ نے حسب خواہش مصریان و بموجب رائے اصحاب باصفا کے محمد بن ابی بکر نام گورنری مصر کا فرمان لکھہ دیا اور ایک گروہ مہاجرین و انصار کو انکے ہمراہ مصر کیطرف روانہ فرمایا تاکہ اس جماعت کی اتفاق رائے سے عبد اللہ بن سعد کا مقدمہ اور دعوے خون ناحق کا فیصلہ بموجب عدالت و قانون شرعی طے کر دین۔

القصہ محمد بن ابی بکرؓ اور اہل مصر سب کے سب راضی خوشی مدینہ منورہ سے روانہ ہوئی یہہ لوگ تین منزل مدینہ سے گئے ہونگے کہ انکو ایک حبشی غلام ملا۔ وہ نہایت مضطر و بدحواس سراسیمہ و حیران۔ ایک صدقہ کے اونٹ پر سوار نظر آیا اور بروایت خمیس جناب عثمانؓ کا وہ اونٹ تھا جو نہایت تیزی سے مسافت طے کر رہا تھا۔ ان لوگون نے اوسکو متوحش پاکر دریافت کیا (بروایت ابن اثیر اس غلام کا نام ابوالاعور سلمی ہے) تو کون ہے۔ تیرا کیا حال ہے اور تجہپر کیا حادثہ گذرا کہ اس طرح پریشان ہے۔ کیا کسی کے ڈر سے بہاگا جاتا ہے یا کوئی ایسا کام ضروری درپیش ہے جسکی وجہ سے یہہ عجلت اور وحشت ہے غلام حبشی نے کہا کہ مین امیر المومنین کا غلام ہون مجھکو عامل مصر کے پاس بھیجا ہے۔ ایک شخص ہمراہیان محمد بن ابی بکرؓ نے کہا کہ مصر کے حاکم و عامل تو یہہ ہین جو ہمارے ساتھہ مصر ہی کو

جاتا ہے۔ مین غلام تو جواب دیا کہ مجھکو ان سے کچھ غرض نہین نہ انکے پاس جاتا ہون۔ لوگون نے اوسکو جانے دیا اور محمد بن ابی بکرؓ سے سارا قصہ آکر بیان کیا۔ اونہون نے اوس غلام کو پکڑ بلوایا اور دریافت کیا۔

محمد۔ تو کون ہے۔

غلام۔ مین غلام ہون۔ (پہر حیلہ وحوالہ کرنے لگا۔ کبہی کہتا مین امیر المومنین کا غلام ہون کبہی اپنے کو مروان کا غلام بتلاتا)

محمد۔ تجہکو کہان اور کسکے پاس بہیجا ہے۔

غلام۔ عامل مصر کے پاس۔

محمد۔ کس کام کو بہیجا ہے۔

غلام۔ پیغام لئے جاتا ہون۔

محمد۔ تجہکو کوئی خط عامل مصر کے نام دیکر بہیجا ہے۔

غلام۔ نہین خط کوئی نہین ہے صرف زبانی پیغام دیا ہے۔

لوگونکو اسکے کلام مذبذب سے اسکی نسبت شک گذرا اور اسکی تلاشی لی۔ اسکے کپڑے سامان سب ڈہونڈہا مگر خط کا پتہ نہ چلا۔ آخر کار اسکے پاس ایک پانی کی چھاگل تہی جو بالکل خشک تہی ایک شخص نے اوسکو اوٹہا کر ہلایا تو کچہہ آواز کہڑکہڑاہٹ کی سُنی گئی۔ چارونطرف ہلا ڈالا کر دیکہا مگر کوئی چیز اوسمین سے نہ نکلی جب اوسکو چیر ڈالا تو اوسمین سے ایک خط نکلا جو جناب عثمانؓ کی طرف سے عبداللہ بن سعد گورنر مصر کے نام تہا۔ محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے ہمراہیون مہاجرین وانصار وغیرہم کو بلا کر سب کے روبرو وہ خط کہولا۔ اوسمین یہہ عبارت تہی۔ اذا اتاک محمد وفلان وفلان۔ فاحتل لقتلهم وابطل کتابه

وقف علی عملک حتی یاتیک امری ان شاء اللہ تعالیٰ - ترجمہ - جب تمہارے پاس محمد بن ابی بکرؓ اور فلان فلان اشخاص پہونچین تو کسی حیلہ وتدبیر سے ان سبکو قتل کرڈالنا - محمد کے پاس جو فرمان ہے اوسکا اعتبار نہ کرنا اور تم اپنے کام وحکومت پر قائم رہنا جبتک کہ میرا حکم ثانی تمکو پہونچے -

بروایت ابن اثیر اوس خط مین یہہ مضمون تہا عبدالرحمٰن بن عدیس اور عمرو بن الحمق و عروہ بن بیاع کو دُرے لگانا اور لوگونکے سر و ڈاڑہی مونڈکر قید کرنا - بعضونکو سولی دینے کا بہی حکم تہا اور ایک روایت مین یہہ مضمون تہا کہ یہہ لوگ قتل کیے جاوین یا انکے ہاتہہ پانون کاٹ کر چہوڑ دیا جاوے - جب یہہ خط پڑہا گیا لوگون مین ایک غل و شور پیدا ہوا سب کے سب گہبرا گئے - پہر وہ خط ایک لفافہ مین کرکے بند کر دیا گیا - جملہ ہمراہیان محمد بن ابی بکرؓ کی مہرین لگادی گئین اور ایک معتبر شخص کے پاس رکہا دیا - پہر سب لوگ اوس غلام کو ساتہہ لیکر مدینہ واپس ہوے - (تاریخ خمیس)

محاصرہ

جناب علی مرتضیٰؓ و دیگر صحابہ کرام وشرفاء مدینہ منورہ کی حسن تدبیر سے فی الجملہ آتش فساد سرد ہوئی تہی اور مصریونکے واپس جانے سے کسیقدر اطمینان ہوا تہا کہ پہر وہ پوشیدہ آگ بہڑک اوٹہی مفسدین اشرار کی زبان طعن کچہہ رُکی تہی کہ پہر از سر نو بدگوئی اور شرارت کا موقع ملگیا - ابہی باغیان پر دغا بالکل دفع نہین ہوے تہے کہ پہر حجت و دلیل کے ساتہہ مجتمع ہوگئے - مصریون نے کیا سر اوٹہایا کہ کوفی اور بصری بہی انکے ہم داستان وہم زبان اور ہم خیال بن گئے - مصریونکی واپسی کچہہ ایسی صورت مین ہوئی کہ تمام گروہ بلوائیان اہل کوفہ وبصرہ انکے ساتہہ ہوگیا اور انہون نے

کھلم کھلا بغاوت وفساد ظاہر کر دیا اور علانیہ لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے۔اہل مدینہ جو جای پناہ اور محفوظ جگہہ مین بعیش وآرام بفکیری کے ساتھہ گذر کرتے تھے اسوقت اونکی پریشانی واضطراب کا کیا پوچھنا عورتون اور بچونکی بدحواسی کا کیا ذکر۔جوان جوان مردمیدان اس موقعہ پر بجز خانہ نشینی کے کچھہ نہ کر سکتے تھے سخت مشکل یہ تھی کہ مسلمانونسے مقابلہ تھا ادہر مسلمان اودہر مسلمان۔دونون کلمہ گو۔دونون ایک مذہب۔فرق ہے تو اتنا کہ ایک جانب مطیع وفرمانبردار ہین دوسری جانب باغی۔شریر۔آمادہ پیکار۔امام وقت سے منحرف اپنے امام کے خون کے طالب وخواستگار ہین۔اوسپر طرہ یہہ کہ خلیفہ رحم دل امیر المومنین جناب عثمانؓ کی طرف سے سخت ممانعت کہ خبردار کوئی تلوار نہ چلاے۔مردجانبازون کو یہہ غم اور بہی نشتر بر جگر تہا۔منچلے سپاہی افسوس کے ساتھہ ہاتھہ ملتے تھے۔اللہ اللہ ابہی کل کی بات ہے کہ یہی مدینہ جو عدل فاروقی اور بذل وجود عثمانی سے نہایت درجہ کی تہذیب پاکر اور دنیوی مال وجاہ سے آسودہ خاطر ہوکر اعلیٰ درجہ کی ترقی کا ایک نمونہ بن گیا تہا اور دن رات مزہ سے شہر والے چین کرتے تھے آج وہی مدینہ ہے کہ جسکے درو دیوار سے خوف وہراس ظاہر ہے۔گہر مین بیٹھے ڈر رہے ہین۔نہ اپنی جانونپر اطمینان ہے نہ مالونپر نہ آبرو بچنے کی امید۔سب کی زبانونپر الحفیظ والامان ہے۔

نے جاے درون رفتن و نے پای برون شد	درماندہ این دائرہ ام ہمچو جلاجل

یہہ حال تو اوسوقت کا ہے جب جماعت مفسدین نے تمام مدینہ مین غدر برپا کر دیا تہا اور جناب عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کرلیا تہا اس سے پہلے جسوقت مصریونکو جناب علیؓ نے سمجہا بوجہا کر واپس کیا تہا تو اوس وقت اہل مدینہ اطمینان سے اپنے اپنے گہرونمین سکونت گزین تھے۔رات کے وقت اہل مدینہ کو کسی امر کی اطلاع نہ ہوئی لیکن تکبیر کی آواز

اطراف مدینہ مین گونج رہی تہی صبح ہوتے دیکہا تو امیرالمومنین جناب عثمانؓ کا مکان محاصرہ مین تہا۔ بلوائیون نے اسکو چارون طرف سے گہیر لیا تہا اور یہہ منادی کرادی تہی کہ جو شخص اپنا ہاتہہ لڑائی سے روکے گا وہ مامون و محفوظ رہیگا۔

اب بلوائیون نے ڈیرہ ڈال دیا۔ رات دن کا حصار تہا اس عرصہ مین چند ایام تک جناب عثمانؓ لوگونکو نماز پڑہاتے رہے اور بلوائی بہی آپکے پیچہے نماز پڑہتے رہے۔ اہل مدینہ اپنے اپنے مکانونمین گوشہ نشین ہوے۔ بلوائیون نے جناب عثمانؓ سے کسیکو بات چیت کرنیسے نہ روکا مدینہ مین بالکل بے امنی تہے۔ ہر شخص بجاے خود اپنی جان و مال و آبرو پر خائف و ترسان و لرزان تہا۔ گہر سے باہر نکلتے ڈرتے تہے عجیب مخمصہ مین گرفتار تہے۔ محاصرین کی تعداد بروایت امام یافعیؒ چار ہزار رہے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصری کوفی بصری چار چار ہزار جملہ بارہ ہزار تہے۔ جب محاصرین نے ہر چہار طرف سے گہیر لیا جناب علیؓ مع دیگر اصحاب و روسار مدینہ کے ان بلوائیونکے پاس تشریف لاے اور فرمایا تمکو کس چیز نے چلے جانے کے بعد واپس بُلا لیا۔ محاصرین نے کہا۔ ہم نے ایک خط ایک قاصد کے ہاتہہ سے پایا ہے جسمین ہمارے قتل کا حکم تہا۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ سے بصریون نے اور حضرت زبیرؓ سے کوفیون نے کہا۔ ہر ایک ان بلوائیون مین سے کہہ رہا تہا کہ ہم اپنے بہائیونکی مدد کرنے کو آے ہین جناب علی مرتضیٰؓ نے بلوائیون کو مخاطب کرکے فرمایا۔ تمکو یہہ کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کیساتہہ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ تم لوگ تو اتنی منزلونکی مسافت پر تہے۔ ایک ہی وقت معین پر کیسے واپس ہوے۔ تعجب ہے کہ تم سبکو باوجود بعد مسافت ایک ہی وقت اطلاع ہوگئی اور سب کے سب ایک ساتہہ چڑہ آے۔ بخدا یہ امر روز روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ تمہاری طبیعتین ہنوز صاف نہین اور تمہارا

سمجھا تا تمکو کارگر نہین ہوا۔ محاصرین نے جواب دیا کہ آپ جو چاہے خیال کرین ہمکو اس شخص کی خلافت کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ یہہ خلافت سے الگ ہوجاوے۔

حضرت عثمانؓ نے والیان ممالک اسلامیہ کے نام متعدد فرامین بھیجے۔ اونکو ان واقعات سے مطلع کیا۔ اہل مدینہ کی پریشانی ظاہر کی اور مدد و نصرت کی ترغیب دی۔ جہان جہان آپکے فرمان پہونچے لوگ روانگی پر آمادہ ہوے۔ شام سے حضرت معاویہؓ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو۔ مصر سے عبداللہ بن ابی سرح نے معاویہ بن حدیج کو روانہ کیا اور کوفہ سے قعقاع بن عمرو روانہ ہوے۔ کوفہ مین اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے عقبہ بن عامر۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ۔ حنظلہ کاتب وحی رضوان اللہ علیہم اور تابعین مین سے مسروق۔ اسود۔ شریح۔ عبداللہ بن حکیم وغیرہم اور بصرہ مین جماعت صحابہ کرام سے عمران بن حصین۔ انس بن مالک ہشام بن عامر رضی اللہ عنہم۔ تابعین مین سے کعب بن سور۔ ہرم بن حیان نے اور اسی طرح شام اور مصر مین بھی صحابہ و تابعین کے ایک گروہ نے مسلمانون کو اہل مدینہ کی اعانت پر ابھارا اور نصرت و مدد کی تحریص و ترغیب دی۔ بلوائیون کے آنے کے بعد جو پہلا جمعہ ہوا اس مین امیر المومنین جناب عثمانؓ نے نماز پڑہائی اور بعد نماز کے خطبہ پڑہنے کیلئے آپ منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے گروہ مخالفین غضب خدا سے ڈرو اور مخالفت سے باز آؤ۔ قسم خدا کی اہل مدینہ خوب جانتے ہین کہ تم لوگ مطابق ارشاد جناب رسول خدا کے ملعون ہو۔ پس اپنے گناہ اور خطائین نیک کام کرکے محو کر ڈالو۔ اس مجمع مین سے محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہوگئے اور کہا۔ انا اشھد بذلک حکیم بن جبلہ نے انکو بٹھلا لیا۔ پھر زید بن ثابت اوٹھے انکو محمد بن ابی قتیرہ نے بٹھلا لیا۔ پھر بلوائیون نے ہجوم کرکے ممبر کا قصد کیا لیکن لوگون نے کنکریان مار کر اونکو مسجد سے نکالدیا مگر وہ

پھر بھی شرارت سے باز نہ آے اور جناب عثمانؓ پر پتھر پھینکے جسکے صدمہ سے آپ بیہوش ہوکر ممبر سے گر پڑے۔ سعد بن ابی وقاص۔ حسین بن علی۔ زید بن ثابت۔ ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہم اہل مدینہ کیطرف سے لڑنے لگے۔ کچھہ لوگ موقع پاکر جناب عثمانؓ کو حالت غشی مین گھر پر اوٹھا لاے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپکو غشی سے افاقہ ہوا تو اون صاحبونکو لڑائی سے روک کر واپس بُلا بھیجا اور اونکو لڑائی ترک کر دینے کی قسم دلائی۔ اسی مجمع بلوائیان مین جہجاہ غفاری بھی تھا۔ جب آپ بیہوش ہوکر گرے تو اسنے عصا لیکر توڑ ڈالا اور رکھال بھیا کی سے کہا کہ آپکو بالو کے ٹیلہ مین دبا دین۔ جناب علی وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم آپکی عیادت کو تشریف لاے۔ اوسوقت چند لوگ بنی امیہ کے آپکے پاس بیٹھے تھے جنمین مروان بھی تھا ان لوگون نے جناب علیؓ سے کہا۔ آپنے ہم لوگونکو ہلاک کر ڈالا اور یہہ سب کارروائی آپ ہی کی ہے واللہ اگر آپ اپنے مقصود ومطلوب کو پہونچ گئے تو آپ تمام دنیا۔ سارے جہان کو اپنا مطیع وفرمانبردار کر لینگے۔ جناب علیؓ نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا اور غصہ ہوکر اوٹھے چلے آے۔ طلحہ وزبیرؓ بھی اپنے اپنے مکان کو واپس گئے۔ اس واقعہ سے تیس دن بعد تک جناب عثمانؓ نماز پڑہاتے رہے۔ بعد ازان بلوائیون نے آپکو مسجد آنے اور نماز پڑہانے سے روک دیا اور بلوائیونکا سردار غافقی بن حرب عکی لوگونکو نماز پڑہانے لگا اہل مدینہ اپنے اپنے مکانات وباغات مین مسلح ہوکر عزلت گزین ہو گئے اگر کوئی کسی ضرورت سے باہر نکلتا تو مسلح ہوکر تلوار ہاتھہ مین لیکر جاتا آتا۔ اس درجہ بدامنی اور خوف طاری ہوگیا کہ راہ چلنا اور گھر سے نکلنا دشوار تھا۔ حصار چالیس روز تک قائم رہا جو انسے تعرض کرتا ہتھیار ونکے ساتھہ اوس سے پیش آتے۔

بعضے کہتے ہین کہ زمانہ حصار مین جناب امیر المومنین عثمانؓ نے حضرت ابو ایوب

انصاری کو نماز پڑہانیکا حکم دیا تہا چنانچہ چند روز تک انہون نے نماز پڑہائی پہر بعد انکے
جناب علی مرتضیٰ رضہ امامت کرتے رہے اور بعضون کا یہہ بیان ہے کہ حالت حصار مین جناب
علی رضہ نے سہیل رضہ بن حنیف کو نماز پڑہانیکا حکم دیا تہا چنانچہ عشرہ ذیحجہ تک یہ امامت کرتے رہے
پہر عید کی نماز پڑہائی اور چند نمازون مین امامت کی یہانتک کہ جناب عثمان رضہ شہید ہوگئے
اور ایک روایت مین یون ہے کہ جس دن جناب عثمان رضہ کو بلوائیون نے مسجد مین آنے
اور نماز پڑہانیسے روکا تو سعد قرظ مؤذن جناب علی رضہ کی خدمتمین آئے اور کہا۔ نماز کون
پڑہائے۔ جناب علی رضہ نے فرمایا۔ خالد بن زید کو بلاؤ۔ جب وہ آئے آپنے اونکو امامت
کرنیکا حکم دیا۔ اوس دن لوگونکو معلوم ہوا کہ ابوایوب رضہ انصاری کا نام خالد بن زید ہے
اس سے پیشتر انکا نام معلوم نہ تہا۔ اس روز سے حضرت ابوایوب انصاری نماز پڑہاتے
رہے اور بعض کہتے ہین کہ سہیل بن حنیف رضہ بحکم جناب علی رضہ اول ذیحجہ سے عید تک نماز پڑہاتے
رہے اور عید کی نماز خود جناب علی رضہ نے پڑہائی اور بعد ازان تا روز شہادت جناب عثمان رضہ
آپ ہی نماز پڑہاتے رہے۔ بعض مؤرخین مصریون کے قصہ کو اس طرح لکہتے ہین کہ جب
محمد بن ابی بکر رضہ مع اپنے ہمراہیان کے مدینہ منورہ مین واپس آئے تو محمد بن مسلمہ انکے پاس
سبب واپسی دریافت کرنیکو آئے اور پوچہا۔ تم لوگ تو چلے گئے تہے پہر کیون لوٹ
آئے۔ انہون نے غلام کا ملنا اور اوسکے پاس سے خط کا پانا تمام قصہ اول سے آخر تک
بیان کیا اور کہا کہ ہم لوگ جناب علی رضہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تہے اور یہہ حال عرض
کرچکے ہین اونہون نے وعدہ کیا ہے کہ جناب عثمان رضہ سے اس خط و غلام کے بارہ مین
گفتگو کرینگے۔ ہم نے سعد بن ابی وقاص رضہ اور سعید بن زید سے بہی اس معاملہ مین کہا
تہا مگر ان دونون صاحبون نے جواب دیا کہ ہم اس معاملہ مین کسی طرف کچہہ نہ کہین گے

سعد بن ابی وقاص رض بعد واقعہ شہادت جناب عثمان رض کسی جنگ مین شریک نہین ہوے (مستطرف) اب آپ سے التجا ہے کہ جناب علی رض کو لیکر ہمارے ساتھہ جناب عثمان رض کیخدمتمین بعد ظہر کے چلین اور ہمارے واسطے گفتگو کرین اور ایک روایت مین ہے کہ مصریون نے جماعت صحابہ کرام کو جمع کرکے سب کے سامنے خط کہولا سب کے روبرو وہ خط پڑہا گیا۔ صحابہ کرام خط کا مضمون سُنکر نہایت درجہ متاسف ہوے اور جسنے یہہ قصہ سُنا جناب عثمان رض سے بدظن ہوا۔ محمد بن مسلمہ نے ان سے وعدہ کیا۔ جناب علی رض کے پاس آے اور اونکو لیکر جناب عثمان رض کے پاس پہونچے اوس خط اور غلام اور اونٹ کو بہی لیتے گئے اور مصریون کے آنیکی اجازت چاہی چنانچہ سرغنہ جماعت مصریان حاضر دربار خلافت ہوے مگر بکمال تمرّد و سرکشی۔ آپکو سلام خلافت تک نہ کیا نہ امیر المومنین کے لقب سے خطاب کیا مروان بن حکم اسوقت آپکے پاس تہا بولا آپ مجہکو اجازت دیجیے کہ مین مصریون سے کلام کرون۔ آپنے فرمایا۔ کمبخت تو خاموش رہ۔ خدا تیرا منہ بند کرے۔ تو اس کام کے لائق نہین خبردار میرے معاملات مین ہرگز دخل نہ دینا۔ تو اسیوقت میرے گہر سے نکل جا۔ مروان آپکی خفگی سُنکر اوٹہا چلا گیا۔ پہر جناب علی رض اور محمد بن مسلمہ نے اس طرح گفتگو کی۔ یہہ آپ کا غلام ہے؟ جواب اثبات مین پاکر پوچہا گیا کہ یہہ اونٹ کس کا ہے امیر المومنین نے فرمایا کہ یہہ بہی میرا ہے حضرت علی رض نے فرمایا اور یہہ خط کسکے ہاتہہ کا لکہا ہوا ہے حضرت عثمان رض نے جواب دیا کہ بخدا یہہ خط مین نے نہین لکہا نہ اسکے کاتب کو مین جانتا ہون۔ نہ مین نے یہہ خط لکہایا نہ مجہکو اسکا علم ہے کہ کب لکہا گیا اور نہ اس غلام کو مین نے مصر روانہ کیا۔ حضرت علی رض اور محمد بن مسلمہ و دیگر صحابہ نے جناب عثمان رض کی قسم پر اعتبار کیا اور آپ کو معذور رکہا مگر اتنا کہا کہ یہ کام مروان کا ہے اور یہہ خط بہی اسکے خط سے ملتا ہے بیشک

مروان ہی نے آپ کی طرف سے لکھا ہے۔ مروان کو ہمارے حوالہ کیجیے۔ جناب عثمان رضی نے جواب دیا کہ مروان کو میں نہیں دے سکتا۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ مبادا اسکو کاتب خط قرار دیکر بلا تحقیق قتل کر ڈالیں۔ درحقیقت وہ کاتب نہو بلکہ کسی دوسرے نے لکھکر میری مہر لگا دی ہوا ور میرے غلام کو بھی اس میں فریب دیا ہو۔ یہ گفتگو درپیش تھی کہ مروان بھی آپہونچا اور اپنی نسبت الزام قائم ہوتے سنکر بولا۔ اگر میں اس امر کا مرتکب اور باعث ہوتا تو غلام کو دریا کی راہ نہ بھیجتا تاکہ محمد بن ابی بکرؓ اور انکے ہمراہیوں سے پیشتر ہی مصر پہونچ جاتا۔ راستہ میں بھی گرفتار نہ ہوتا۔ الغرض بعد تحقیقات کے یہہ امر ثابت ہو گیا کہ یہہ کارروائی مروان ہی کی ہے اور خط بھی اسکے خط سے ملتا ہے۔ مصریون نے یہ درخواست کی کہ آپ مروان کو ہمارے حوالہ کردیں۔ جناب عثمانؓ کو اندیشہ تھا کہ مروان مفت قتل ہوگا لہذا دینے سے انکار کیا۔ باوجودیکہ مروان اسوقت گھر میں موجود تھا اسپر مصری اور بھی غضبناک ہوے (خمیس و صواعق محرقہ) ہنوز یہ قضیہ طے نہوا تھا کہ بلوائیان مصر کا ایک گروہ اور آن پہونچا۔ ابن عدلیس نے سب سے آگے بڑھکر عبداللہ بن سعد گورنر مصر کی بدنظمی۔ اہل اسلام اور اہل ذمہ کے ساتھہ اونکے برتاو۔ اموال غنیمت سے خود رقمیں لے لینا اور مصر میں جو جو خرابیاں اور بدعتیں انکے عہد حکومت میں پیدا ہوئیں ظاہر کر کے کہا۔ جب کبھی عبداللہ بن سعد پر اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ امیر المومنین عثمان رضی نے ایسا ہی لکھا ہے۔ ہم لوگ مصر سے تو اسی ارادہ پر آئے تھے کہ آپ کو قتل کرینگے مگر حضرت علیؓ اور محمدؓ بن مسلمہ نے ہمکو اس کام سے روکا اور وعدہ فرمایا کہ تمہاری شکایتیں ہم رفع کرا دینگے۔ ہم ان صاحبوں کے کہنے سے مصر کو واپس ہوے۔ اثنا راہ میں (بمقام بُوَیب) ہمکو آپکا غلام ملا جسکے پاس آپکا خط نکلا اور جسپر

آپکی مہر بھی ہے۔اوس خط مین آپنے عبداللہ بن سعد گورنر مصر کو لکھا ہے کہ ہم لوگون کو درے مارین اور ہماری ڈاڑہی وسر مونڈ کر قید خانہ مین ڈال دین۔

عثمانؓ۔(قسم کہا کر) مجھکو اسکی مطلقاً خبر نہین۔نہ مینے خود لکھا اور نہ کسی سے لکھایا۔

علیؓ۔بیشک آپکا فرمانا درست ہے۔

محمدؓ۔بلاشک صحیح ہے۔

مصری۔بہلا آپنے نہین لکھا تو پہر کس نے لکھا۔

عثمانؓ۔مجھکو اسکی کیا خبر۔

مصری۔جائے تعجب ہے کہ اس قسم کے خطوط تمہاری مہر سے لکھے جاوین اور تمہارا غلام صدقہ کے اونٹ پر سوار ہوکر خط لیجاوے اور تمکو خبر تک نہو۔

عثمانؓ۔ہان۔درحقیقت ایسا ہی ہوا ہے۔

مصری۔دو حال سے خالی نہین یا تم جہوٹے ہو یا سچے۔اگر جہوٹے ہو تو خلافت کے قابل نہین تم سے خلافت لے لینا چاہیئے کیونکہ جہوٹے کو مسلمانونکا والی بنانا ناجائز نہین قطع نظر اسکے تمنے ہم لوگونکو ناحق مارنے اور سزا دینے کو اپنے عامل کے خط مین لکھا اور اگر تم اپنے بیان مین سچے ہو اور درحقیقت اس غلام کے بہیجنے اور خط لکہنے کا تم کو علم نہین تب بہی خلافت کے لائق نہین رہے۔کیونکہ تمہاری ضعف سیاست و غفلت اس درجہ تک پہونچ گئی کہ تمہاری بغیر اجازت و اطلاع کے جسکا جو جی چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔تمہارے عاملونکی خباثت اور بدطینتی اس حد تک طشت از بام ہوگئی ہے کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ کے کان سنتے سنتے بہر گئے اور تمہارے کان پر جون نہ رینگی یا ایسی

حالت مین ہم زمام امور خلافت ایسے شخص کے ہاتہہ مین جسکی ضعیف راے
وانتظام ملکی اور غفلت کے باعث اوسکے عمال خودرائی اور آزادی سے جو
چاہین کرین اور اوسکو اصلا پرواہ نہو نہین رکہتے۔ اب تم اپنی خوشی سے
خلافت چہوڑکر الگ ہوجاؤ۔ جسطرح خداوندتعالی نے تمکو خلیفہ کیا تہا
جبتک تم مین قابلیت رہی خلیفہ رہے اب اس کام کے قابل نہین لہذا
ازخود خلافت سے دست بردار ہو۔

عثمانؓ۔ مین اوس لباس کو نہین اوتارا چاہتا جسکو اللہ تعالے نے مجہکو پہنایا ہے
ہان یہہ ہوگا کہ اگر مجہسے غلطی ہوگئی تو مین توبہ کرونگا اور اپنی راے سے رجوع
کرونگا۔

مصری اگر یہ تقصیر تمسے اول بار ہوئی ہوتی تو ہم تمہاری توبہ قبول کرتے اور اوسپر
اعتبار کرتے۔ لیکن ہم تو بارہا دیکہہ چکے اور آزما چکے کہ تم توبہ کرتے ہو اور
پہروہی کام کرنے لگتے ہو۔

زبان سے گر کیا بہی تمنے وعدہ تو یقین کسکو		نگاہین صاف کہتی ہین کہ دیکہو یون مکرتے ہین

اب ہمپر فرض ہے کہ تمسے خلافت چہین لین یا تمکو قتل کرڈالین۔ بغیر ان
دو کامون سے ایک کئے ہم واپس نہ جاوینگے۔ اگر تمہارے دوستون
اور مددگارون سے کوئی ہمارا مزاحم ہوگا تو ہم اوس سے لڑینگے اور جبتک
ہم زندہ ہین لڑے جائینگے پس یا تم تک پہونچین گے یا مرجائینگے۔

عثمانؓ۔ خلافت چہوڑنے کی تو امید مجہسے ہرگز نہ رکہو کیونکہ جان دینا منظور ہے مگر
خلافت نہ چہوڑونگا اور جو تم یہہ کہتے ہو کہ میرے دوستونسے لڑوگے تو

اس سے اطمینان رکھو کوئی تمہارے پاس نہ پہونچنے پاویگا کیونکہ مین کسی سے
تمہارے ساتھہ لڑنے کو نہین کہتا بلکہ منع کرتا ہون۔ اگر کوئی لڑیگا تو اپنی
خوشی سے لڑیگا میری اجازت اور میرا حکم نہین۔ اگر مین تمسے لڑنا چاہتا
تو ذرا سے اشارہ مین تمام ممالک کی فوجین جمع ہوجاتین اور تمکو اسوقت اس دعوے
اور جرات کے ساتھہ میرے مقابلہ مین گفتگو کرنیکی ہمت نہ پڑتی اگر مجھکو اپنی
جان کا خوف ہوتا تو مین مدینہ چھوڑکر دوسرے شہر مین چلا جاتا اور تمہارے
شر سے محفوظ رہتا۔

بہ رغبتے کہ خورم خون کسے شراب نخورد	چنان خورم دل خود را کہ کس کباب نخورد

اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی چارون طرف سے شور و غل کی آواز آنے لگی جسکے جو
جی مین آتا تہا بک رہا تہا۔ جناب علیؓ اوٹھے اور ریلوا ہیونکو جناب امیر المومنین عثمان رضکے
پاس سے نکالکر اپنے مکان کو چلے آے۔

جناب علیؓ کے اوٹھتے ہی اور صحابہ کرام بہی اپنے اپنے گہر چل دیئے مگر اس واقعہ سے
سبکو بدرجہ کمال رنج و غم تہا اور غصہ مین بہرے تہے۔ یہہ تو سب صاحبونکو یقین تہا کہ
جناب عثمان رضنے قسم جہوٹی نہین کہائی اور در حقیقت خط کے مقدمہ مین آپنے جو کچہہ
بیان کیا سب صحیح او سچ ہے۔ (تمیس) اگر یہہ مروان کے دینے مین آپنے کیون انکار کیا
مفت مین اوسکی طرفداری کیوجہ سے بدنام ہین اور فتنہ و فساد کو ترقی ہوتی جاتی ہے)
بعضے اشخاص یہہ کہتے تہے کہ اگرچہ عثمان رضاس خط کے معاملہ مین سچے ہین مگر ہمارے
دل سے شک نہ رفع ہوگا تا وقتیکہ آپ مروان کو نہ دیدین۔ ہم اوس سے دریافت کرین
اور کرید کے پوچہین اور خط کے بابت تنقیح کرین۔ جناب عثمان رضسے تو یہہ امر بعید ہے کہ

صحابہ کے قتل کا حکم دین۔ ادہر تو محمد بن ابی بکر کو مصر روانہ کرین اودہر انکے قتل کا حکمنامہ لکہیہ بہیجین۔ بالفرض تحقیقات سے اگر ثابت ہوجاوے کہ آپنے یہہ فعل کیا ہے تو آپ مستحق خلع خلافت ہین اور اگر آپ کی برائت ثابت ہوا اور مروان کی شرارت تو مروان کے حق مین جو مناسب ہوگا کرینگے۔ (صواعق محرقہ) اور ایک روایت مین ہے کہ جب مصریون نے خط کا قصیہ آپکے روبرو پیش کیا۔ آپنے فرمایا۔ دو باتون سے ایک کرو۔ دو مسلمان مجہپر گواہی دین کہ یہہ خط مین ہی نے لکہا ہے تو مین ملزم اور خطاوار ہون اور اگر کوئی گواہ نہ پیش کرو تو میری قسم کا اعتبار کرو۔ مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہہ خط نہ مین نے لکہا ہے اور نہ لکہوایا ہے اور یہہ بہی تم خوب جانتے ہو کہ خط دوسرے کی طرف سے لکہا جاسکتا ہے اور مُہر بہی ایک مہر کی مثل کندہ ہوسکتی ہے۔ مصریون نے آپکے جواب کو تسلیم کیا۔ مگر براہ لبغض وعناد کہا۔ کچہہ ہو اب تو تمہارا خون اللہ نے حلال کردیا ہے (ازالۃ الخفا)

جب سب صاحب جناب عثمان رض کے پاس سے تشریف لیگئے مصریون نے آپکے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ (ابن اثیر)

القصہ جب امیرالمومنین عثمان رض نے مروان کے دینے سے انکار کیا تو جملہ صحابہ رض آپکے پاس سے چلے گئے اور یہہ خبر اطراف مین مشہور ہوگئی۔ عوام جناب عثمان رض کو برا کہتے تہے کوفہ اور بصرہ کے مفسد اور فتنہ انگیز اس موقع کے منتظر اور خدا سے متوقع اور خواستگار تہے ہی اس خبر کے سنتے ہی بقصد یورش وقتل جناب عثمان رض دوڑ پڑے اور مصریونکی ساتہہ شریک ہوگئے۔ یہہ لوگ کچہہ دور تو تہے ہی نہین بمقام ذوخشب اور ذومروہ ان لوگونکا پڑاؤ تہا۔ آن کی آن مین شہر مدینہ تمام بلوائیون سے بہر گیا اور چارون طرف غدر شروع ہوگیا۔ ان ہی ایام محاصرہ مین دربار خلافت سے جناب معاویہ رض اور ابن عامر کے نام

بطلب امداد فرمان روانہ ہوی چنانچہ یزید بن اسدی قسری خالد بن عبداللہ کی دادا اہل شام کا ایک گروہ لیکر روانہ ہوی جب یہہ لشکر شامی وادی القری مین پہونچا جناب عثمان رض کی شہادت سنکر شام کو واپس گیا۔ بعضی کہتے ہین کہ شام سے حبیب بن مسلمہ فہری اور بصرہ سے مجاشع بن مسعود سلمی ایک جماعت معتدبہ لیکر واسطے مدد اہل مدینہ وجناب عثمان رض کے روانہ ہوی تھے جب یہہ لوگ ربذہ مین پہونچے اور انکا مقدمۃ الجیش مقام صرار متصل مدینہ منورہ پہونچا تو آپ کی شہادت کا حال سنکر دونون فریق واپس گئے۔ مدت محاصرہ مین اختلاف ہے ایک روایت مین اونچاس دن اور بعضونکے نزدیک دو ماہ بیس دن ہین مگر بروایت معتبرہ مدت حصار چالیس دن ہے۔ شائد اس اختلاف کی یہہ وجہ ہے کہ بلوائیون کا اجتماع اخیر ماہ شوال سے ہوا ہے جیسا کہ حیوۃ الحیوان اور تاریخ خمیس کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حصار سلخ شوال یعنی آخر تاریخ ماہ شوال چاند رات کے دن سے شروع ہوا اس حساب سے اٹھارہ ذیحجہ تک اونچاس دن ہوتے ہین اور جو مدت حصار دو ماہ بیس دن کہتے ہین انکے نزدیک ابتدا حصار شروع ماہ شوال سے ہونا چاہیئے۔ کیا عجب حیوان کے نزدیک شہادت اٹھائیس ذیحجہ کو ہوئی ہو جیسا ہم آگے بیان کرینگے۔ جو لوگ چالیس دن کہتے ہین اور اٹھارہ ذیحجہ تاریخ شہادت قرار دیتے ہین اونکے نزدیک ابتداے حصار آٹھہ ذیقعدہ سے ہونا چاہیئے۔ قصہ مختصر پہر بلوائیون نے سختی شروع کی اور جناب عثمان پر پانی بند کر دیا جب جناب علی رض کو یہ خبر پہونچی آپ سخت ناراض ہوے اور کسی حیلہ وتدبیر سے آپکے پاس چند مشکین پانی بہجوا دیا۔ جناب عثمان رض نے اپنے مشیرون سے اس معاملہ مین راے لی۔ اونہون نے یہہ راے دی کہ جناب علی مرتضی رض کو طلب کیجیے اور اون سے فرمائیے کہ اس گروہ اشرار کو فہمائش کرین اور اونسے وعدہ کیا جای کہ تمہاری رضامندی کا

لحاظ ہوگا اور تمہاری شکایات دور کردی جاوینگی۔ اس وعدہ واقرار مین کچھہ روز ٹل جاوینگے
شاید اس مدت مین آپکی مدد کو ممالک اسلامیہ سے کچھہ فوج آجاے پہر ان باغیونکا پورا تدارک
ہوجاویگا۔ جناب عثمان رضنے فرمایا کہ یہہ لوگ برسر فساد ہین بغیر اپنے ارادہ کو پورا کئے باز
نرہین گے اور کوئی عذر وحیلہ نسنین گے مین نے پہلی مرتبہ بہی تو ان سے وعدہ کیا تہا
مگر پورا نہوا اب کیون ماننے لگے۔ مروان نے جواب دیا کہ اسوقت یہہ لوگ جو کہین اسکو
مان لیجیے اور وعدہ کر لیجیے اور انکو لیت ولعل مین رکہیے مصلحت وقت یہی ہے۔ انسے
صاف صاف کہہ دیجیے کہ انکی مرضی کے موافق عمال کی بحالی اور معزولی کر دیجائیگی۔ پہر
جیسا مناسب ہوگا کیجیے گا۔ یہہ لوگ باغی ہین۔ انکے قول وقرار کا اعتبار ہی کیا ہمکو تو
اسوقت حکمت عملی سے انکے شر وفساد کو ٹالنا ہے۔ القصہ جناب عثمان رضنے حضرت علی مرتضیٰ
کو طلب کیا جب وہ تشریف لاے آپنے فرمایا۔ آپ بلوائیونکا ہجوم اور انکی تعدّی ملاحظہ
فرماتے ہین مجہکو انپر اطمینان نہین۔ یہہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہین۔ آپ یہہ بلا
میرے سر سے دفع کیجیے۔ جوکچہہ انکی خواہش ہوگی مین کرونگا اور انکے جوکچہہ حقوق عمالونپر
اور مجہپر ہونگے رتی رتی ادا کرونگا جناب علی رضنے فرمایا کہ یہہ لوگ آپکے انصاف وعدل کے
خواہان ہین۔ انکو آپکی خونریزی سے مطلب نہین۔ یہہ آپکے راضی کرنے سے راضی ہوجاوینگے
آپنے پہلے بہی تو انسے قول وقرار کیا تہا مگر آج تک ایفاے عہد نہ کیا۔ اب مجہکو نہ بہیجیے
کیونکہ مین اونسے اونکے حقوق پانے اور پوری کامیابی کا پختہ وعدہ کرونگا اور آپکو وعدہ
پورا کرنا ہوگا۔ جناب عثمان رضنے جواب دیا کہ آپ اونسے حتمی وعدہ کر آیئے۔ بخدا۔ اب مین
جو آپ فرماوینگے اوسپر عمل کرونگا اور جو شرط آپکے اور اونکے درمیان ٹہر جاویگی مین
ضرور پوری کرونگا۔

جناب علیؓ بلوائیونکے پاس تشریف لیگئے اور اونکو مخاطب کرکے فرمایا۔ تم لوگونکا منشا کیا ہے جس امر کی بابت تمہاری درخواست ہوئی وہ منظور کیا گیا۔ آیندہ بھی تمہارے رحم دل خلیفہ تمپر انصاف کرینگے۔ وہ فرماتے ہین کہ مین اپنی ذات سے جو بے عنوانی ہوئی ہو اوسکا انصاف کرونگا۔ اب تم کس واسطے فساد پہ آمادہ ہو۔ بلوائی کہنے لگے کہ ہمکو بھی قبول ومنظور ہے ہم بھی چاہتے ہین۔ ہم مظلوم وداد خواہ ہین ہمارا انصاف کردین مگر آپ پکا وعدہ کرین اور خلیفہ کیجانب سے یقین کامل دلائین اور کوئی میعاد مقرر فرمائین کیونکہ زبانی قول کا اعتبار کہان تک کرین۔ خالی باتون سے کیا کام نکلتا ہے اوسپر عمل بھی ہونا چاہیئے۔

تیرے اقرار مین انکار تیری ہان مین نہین	عہد مین عہد یہ پیمان کسی پیمان مین نہین

جناب علیؓ یہ جواب پاکر آپکے پاس واپس آے اور سب کیفیت بیان کی جناب عثمانؓ نے کہا کہ میرے اور اونکے درمیان ایک مدت مقرر ہو جاسے کہ اس مدت مین جو کچھ ان کی خواہش ہوگی پوری کی جاویگی۔ ایک دن مین یہ کام طے نہین ہو سکتے۔ اونکے حسب خواہش جملہ امور سرانجام ہونا دشوار ہین۔ جناب علیؓ نے فرمایا کہ مدینہ مین جو کام ہو سکتا ہے اوسکے واسطے تو میعاد کی ضرورت نہین یہ کام تو آپ آج ہی کر سکتے ہین باقی مدینہ سے باہر جو کام ہے اوسکے واسطے البتہ آپکے حکم پہونچنے کی مدت درکار ہے۔ جناب عثمانؓ نے کہا۔ ہان اور کیا۔ خاص مدینہ کے متعلق جو کام ہین اونکے واسطے تین دن کی مدت مجھکو دیجیے مین اس عرصہ مین یہان کے متعلق جو شکایت اونکو ہوگی رفع کردونگا حضرت علی مرتضیٰ نے منظور کیا اور ایک عہدنامہ بلوائیونکو لکھہ کر دیا جس مین اقرار تھا کہ تین دن کے اندر اون کی مرضی کے موافق عمّال کی تقرری اور معزولی عمل مین آویگی اور اونکی شکایت رفع کردی جاویگی اور جو امر اونکے نقصان کا باعث ہوگا اور جس سے وہ

ناخوش ہین اوسکی بابت مناسب انتظام کیا جاویگا - جناب علی رضؓ نے بلوائیون کو سمجھا دیا کہ اب تمہارے حسب خواہش انتظام مناسب ہو جاویگا - بلوائی اس اقرار نامہ سے بلا جنگ و جدل مکان کا محاصرہ کیئے ہوئے رُکے رہے جناب عثمانؓ موقع پاکر تیاری سامان جنگ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہتھیار وغیرہ درست کرکے ایک لشکر جمع کر لیا -

راقم - جناب عثمانؓ کا بقصد مقابلہ بلوائیان لشکر فراہم کرنا بذات خود اگرچہ علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے مگر دیگر روایات سے ثابت نہین ہوتا کیونکہ آپنے خود بلوائیون سے فرمایا ہے کہ اگر مین چاہتا تو ایک لشکر عظیم تمہارے واسطے جمع کر رکھتا - علاوہ اسکے ایکا دیگر صحابہ اور اہل مدینہ کو ان بلوائیون کی لڑائی سے روکنا جیسا کہ آگے چلکر خود ابن اثیر ہی کی روایت سے معلوم ہوگا اس روایت کی صحت کا قادح ہے البتہ دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک لشکر بغرض تنبیہ مفسدان بمقام احجار الزیت جناب علی رضؓ نے ٹھیرایا تھا - اگر اس روایت سے یہی لشکر مراد ہو تو مضائقہ نہین اور چونکہ یہہ لشکر جناب عثمانؓ کی اجازت سے بہ نگرانی جناب علیؓ مقام مذکور پر ٹھیرا تھا لہذا اسکا آپکی جانب نسبت کرنا درست ہے -

جب تین روز میعاد وعدہ ختم ہو گئے اور جناب عثمان رضؓ نے کسیوجہ سے کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کیا تو اب بلوائیون نے پھر غدر مچایا اور چارون طرف سے یورش کرکے جناب عثمانؓ کے مکان کا قصد کیا - عمرو بن حزم انصاری نے بمقام ذی خشب جاکر اون اہل فساد کو بھی جو وہان مقیم تھے اطلاع کر دی اور سب مدینہ مین آن پہونچے سب کا آپسے یہی سوال تھا کہ عمال قدیم کو معزول کرین اور جدید عمال منصف مزاج رعایا پرور اونکی جگہہ مامور فرماوین - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بلوائیون کا یہہ قول تھا کہ یا تو منصب

خلافت سے علیحدہ ہوجائیے یا مروان کو ہمارے حوالہ کیجئے مگر جناب عثمان رض نے صاف انکار کیا اور فرمایا جسکو تم پسند کرو وہ تمہارا حاکم ہو اور جس سے تم ناراض ہو وہ معزول کیا جاوے۔ یہہ تو نہوگا۔ تم جو چاہو کرو۔ تمکو اختیار ہے۔ بلوائی بولے۔ خدا کی قسم تمکو ایسا ہی کرنا ہوگا جیسا ہم کہہ رہے ہین ورنہ خلافت چھوڑ دو اور حکومت سے ہاتھہ اوٹھاؤ۔ نہین تو ہم تم کو قتل کرینگے۔ جناب عثمان رض نے فرمایا کہ جو لباس خداوند تعالٰے نے مجھکو پہنایا ہے مین آپسے اوسکو ہرگز نہ اوتارونگا۔

خواہ بدگوئید خوبان خواہ دشنامم دہید		یا دعاگوئے شمائیم و ثناخوان شما

آخر کار بلوائیون نے برہم ہوکر چارون طرف سے سخت محاصرہ کرلیا۔ جناب عثمان رض نے حضرات علی رض زبیر رض طلحہ رض کو بلوا بھیجا۔ جب یہہ حضرات اور انکے ہمراہ دیگر اکابر مدینہ منورہ تشریف لاے تو جناب عثمان رض گھر سے باہر نکلے اور سب لوگونسے فرمایا۔ سب صاحب بیٹھہ جاوین چنانچہ بلوائی اور غیر بلوائی۔ کوئی گھر کے چبوترونپر کوئی مکانون کی محرابونمین جس نے جہان جگہہ پائی بیٹھہ گیا۔ آپنے فرمایا۔ اے اہل مدینہ مین تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون اور تم سے ہمیشہ کیواسطے رخصت ہوتا ہون اور خدا سے دعا کرتا ہون کہ میرے بعد تمپر کسی اچھے کو خلیفہ بناے۔ تمکو مین اللہ تعالٰے کی قسم دلاتا ہون کیا تم جانتے ہو کہ جناب عمر رض کی شہادت کے وقت تمنے اللہ تعالٰے سے دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالٰے تمہارے لیئے کسیکو اچھا خلیفہ منتخب کردے اور تم سب مین جو بہتر ہو اوسپر تمکو مجتمع فرماوے۔ کیا تم کہہ سکتی ہو کہ خداوند عالم نے تمہاری دعا قبول نہین فرمائی۔ درحالیکہ تم حق پر تھے خدا کے نزدیک ذلیل و بیقدر ہوگئے۔ کیا کہوگے خدا کے نزدیک اوسکے دین کی قدر نہین رہی اسواسطے اوسنے کچھہ پرواہ نہ کی جو چاہے اوسکے دین کا والی ہوجاوے اور حال یہ کہ دیندار

ابھی تک متفرق نہین ہوے کیا کہ سکتے ہو کہ یہہ خلافت مشورہ سے نہین ہوئی اور امت نے بیکایہ کر کے ولی کر دیا۔ پس خدا نے یہہ کام امت کے سپرد کر دیا جبکہ وہ نافرمانی کرنی لگے اور امامت کے مقدمہ مین مشورہ ترک کیا۔ کیا تم کہتے ہو کہ خداوند تعالی نے بغیر میرے انجام کار کو جانے یہہ کام مجھکو عطا کیا۔ مین تمکو قسم دلاتا ہون۔ کیا تم جانتے ہو میرے سابق اسلام ہونے اور دین کی قدامت کا حق و شرافت اون لوگو نپر جو میرے بعد اسلام لائی ہین۔ تم میرے حقمین اس بزرگی و فضیلت کا اعتراف کرو۔ پس درگذر کرو اور میرے قتل سے باز آؤ کیونکہ تین شخصون کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز نہین ہے۔ ایک مرد زانی محصن دوسرا مرتد جو اسلام کے بعد کافر ہوگیا ہو تیسرا ناحق خون کرنیوالا۔ کیونکہ اگر مجھکو ناحق ناروا قتل کروگے تو تلوار اپنی گردنون پر رکھہ لوگے پھر اللہ تعالی تم سے اختلاف کو کبھی نہ اوٹھائیگا۔

رہیگا تنجہ پہ تیرے دھبہ کہ تو نے بیجرم مجھکو مارا	یہ داغ کا خون ہی ستمگر چھٹیگا ہر گز نہ رنگ ہوکر

بلوائیون نے تمام تقریر اول سے آخر تک سنی اوسکے بعد جواب دیا۔ جو تمنے بعد جناب عمر فاروق رضی کے لوگونکا خدا سے دعا مانگنا اور اچھا خلیفہ طلب کرنا بیان کیا یہہ سب ٹھیک ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ خداوند تعالے نے جو کچھ اسمین کیا اچھا کیا اوسکا فعل خالی حکمت سے نہین ہوتا۔ لیکن تمکو خداوند تعالے نے ایک بلاے بے درمان بنایا ہے جسمین اوسنے اپنے بندونکو مبتلا کیا ہے۔ حق شرافت و قدامت و سابقیت اسلام جو تمنے ذکر کی وہ صحیح ہے اور تم ضرور اسکے مستحق تھے اور قابل عزت و حرمت اور بیشک تم مین لیاقت اور اہلیت خلافت کی تھی لیکن تم نے وہ باتین ایجاد کین جسکو تم بھی خوب سمجھتے ہو اور جس کی وجہ سے ہم حق قائم کرنے کے لیے بھی اب تمکو نہین چھوڑ سکتے اس

خیال سے کہ یا دا آگے چلکر آیندہ سال تک اور فتنہ و فساد بر پا ہو- باقی رہا تمہارا حصر کرنا کہ تین ہی آدمیونکو قتل کرنا چاہیئے- اسکا یہہ جواب ہی کہ ہم اللہ کی کتاب مین سوائے ان تین آدمیون کے اور لوگون کا قتل کرنا ہی جائز دیکھتے ہین- از انجملہ وہ شخص ہے جو دنیا مین باعث فساد ہو یا بغاوت پر لڑے اور حق کو چھوڑ دے یا وہ شخص کہ حق و راستی کو منع کرے اور اوسپر مکابرہ کر کے ناحق ونار والڑے- ان لوگونکو قتل کرنا ہی جائز ہے- تمنے بیشیک بغاوت کی اور حق کو منع کیا- اوسکے آگے آے اور اوسپر مکابرہ کیا اور جسپر ظلم کیا اوسکو اپنے نفس سے بدلہ نہ دیا اور جو لوگ فساد و فتنہ کے باعث ہین اونکے طرفدار ہوے اور بلاشبہ تمنے امارت کا زور و دباؤ ہمپر ڈالا- پس اگر تم کہو کہ ہم تمسے مکابرہ نہین کرتے تو جو لوگ تمپر چڑہ آسے ہین اسیواسطے تو آسے ہین اور جو تمسے لڑے اور لڑنیکو آتے ہین وہ تمہاری امارت کیوجہ سے لڑتے ہین- اگر تم اسوقت خلافت چھوڑ دو تو بہی وہ لوگ واپس جاوین اور تمسے کسی طرح کا تعرض نہ کرین-

ایک روایت مین ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے بلوائیونسے فرمایا- اگر تمہارے نزدیک یہ حق ہو کہ مجھکو قیدمین رکھو تو اپنا ارادہ پورا کرلو-

ذبح کرنیکو میرے پوچھتے کیا ہو تکبیر		تم چہری پہیر ہی دو نام خدا کا لیکر

اس کا جواب کسی نے نہ دیا پہر آپنے فرمایا- اگر مین نے ظلم کیا ہے تو خدا سے مغفرت چاہتا ہون اور جو میرے اوپر ظلم ہوتا ہے اوس سے درگذر کر کے معاف کرتا ہون

(عقد الفرید)

جو کیا مین نے کیا کسنے تیری ساتھہ سلوک		جو ہوا اچھہ ہوا ہے ستم ایسا کس پہ

جناب عثمان رضؓ بلوائیونکا یہہ کلام سخت سنکر خاموش ہوگئے اور گھر کے اندر بیٹھہ رہے

اسکے بعد گھر سے نہ نکلے اور اہل مدینہ کو واپس جانے اور بلوائیوں سے ترک قتال پر قسم دیکر واپس کیا چنانچہ سب لوگ واپس گئے مگر حضرات امام حسن بن علیؓ۔ محمد بن طلحہؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ۔ اور دیگر صحابہ کرام آپکے دروازہ سے نہ ہٹے اور بلوائیون کے مقابلہ مین قائم رہے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

زمانہ محاصرہ مین حضرت زید بن ثابتؓ ایک جماعت انصار کے ساتھہ جناب عثمانؓ کے پاس آے اور کہا۔ امیر المومنین۔ آپ ہمکو اجازت دین تا کہ اس گروہ اشرار سے لڑین آپ کی مدد و نصرت کرین اللہ تعالےٰ اور اوسکے دین متین کی اعانت دوبارہ کرین اور دوبارہ انصار اللہ کا لقب حاصل کرین ایک مرتبہ تو جناب رسولخداؐ کے ساتھہ دشمنان خدا پر جہاد کیا آج آپکے دشمنونسے لڑین اور آپکی نصرت کا ثواب کمائین۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا کہ مجھکو اسکی حاجت نہین۔ آپ سب صاحب واپس جاوین۔

روایت ہے کہ اگر جناب عثمانؓ جنگ کا حکم دیتے تو بلوائیون کی مجال نہ تھی کہ آپکو ذرا بھی ایذا پہونچا سکتے۔ اگر اہل مدینہ صرف اپنی چادرون ہی سے آپکی حفاظت کرتے تو بھی آپ دشمنونکے ہاتھہ سے مامون و محفوظ رہتے لیکن جناب عثمانؓ نے سب صاحبونکو خدا کی قسم دلائی اور فرمایا۔ خبردار۔ میرے باب مین ایک شاخ حجام (سینگی جس سے حجام خون کھینچتا ہے) بھر کر بھی خون نہ گرنے پاوے۔ راوی کا بیان ہے۔ مین دیکھتا تھا کہ جب بلوائی ہجوم کرکے آپکے مکان پر چڑھ آتے تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ایک چھوٹے سے لشکر کو لیکر اونپر حملہ کرتے اور دور تک بھگا دیتے تھے اور اگر چاہتے تو انکو قتل بھی کرتے اور سعید بن اسود بحتری اپنی تلوار کی دہار بچا کر دہکانے کے طور پر لوگونکو تلوار سے مار مار کر بھگاتے تھے اگر چاہتے تو قتل بھی کر ڈالتے مگر جناب عثمانؓ کی قسم مانع و مزاحم تھی۔

انہین دنون مین مغیرہ بن شعبہؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا۔ امیرالمومنین۔ آپ مسلمانونکے سردار ہین اور اونکے امام و مقتدیٰ۔ آپ پر حوادث زمانہ کا نزول ہے اور اس وقت جس حالت مین آپ مبتلا ہین آپ ہی خوب جانتے ہین۔ مین آپسے عرض کرتا ہون کہ تین کامونسے ایک کیجیے۔ میدان مین نکلکر گروہ بلوائیان بدتماش سے لڑئیے آپکے ساتھہ بہت لوگ ہوجاوینگے۔ تمام اہل مدینہ آپکے طرفدار ہین۔ معاونین و ناصرین کی معتدبہ جماعت اور کافی تعداد ہوجاویگی۔ یہہ لوگ باطل پر ہین اور آپ حق پر لہذا انسے لڑنا اور انکو قتل کرنا جائز ہے۔ اگر لڑنا آپکو پسند نہین اور خونریزی گوارا نہین تو مکان کی پشت مین دروازہ توڑ کر آپ خفیہ اونٹ تیز رفتار پر سوار ہوکر مکہ معظمہ چلے جائیے ان کو خبر بھی نہوگی اور وہان یہہ لوگ بخیال حرمت خانہ کعبہ نہ پہونچین گے۔ اگر ان دونون باتون مین سے کسیکو بھی پسند نہین کرتے تو تیسری صورت یہ ہے کہ آپ ملک شام مین جناب معاویہؓ کے پاس چلے جاوین مگر حضرت عثمان نے اسکا جواب یہ دیا کہ ان بلوائیون کے مقابلہ مین نکلکر لڑنا مجھسے نہوگا۔ جناب رسول خدا کے بعد اول وہ شخص جسکی ذات سے مسلمانونکے خون کی ندیان بہنے لگین مین ہرگز نہ بنونگا۔ مکہ معظمہ مین اگر چلا جاؤن تو یہ لوگ وہان بھی میرا پیچھا کرینگے اور میرے خون سے باز نہ آوینگے۔ یہہ بھی مین نکرونگا کیونکہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے [ایک شخص قریشی مکہ مین بدعت والحاد کریگا۔ (جسکی وجہ سے حرم مین خونریزی ہوگی) جسقدر اس فتنہ مین شریک ہونیوالون پر عذاب ہوگا اوسکا نصف اس اکیلے کی گردن پر رہیگا] مین نہین چاہتا کہ وہ شخص مین ہی ہون۔ اب رہا شام مین جانا اور معاویہؓ کے پاس پناہ گزین ہونا۔ یہہ بھی مجھکو گوارا نہین۔ مین دار ہجرت اور جناب رسول خدا کی مجاورت ہرگز ترک نکرونگا۔ (ازالۃ الخفاء)

طمع فاتحہ از خلق ندارم نیاز		عشق من از لیس من فاتحہ خوانم باقیست

مدت حصار چالیس دن تھی۔ بلوائیان مصر و کوفہ و بصرہ اس زمانہ تک آپ کے مکان کا محاصرہ کئے رہے۔ حصار کو اٹھارہ دن گذرے تھے جو دیگر بلاد کے قافلوں سے بلوائیونکو خبر پہونچی کہ عساکر اسلامی ممالک اسلامیہ سے آرہے ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی بلوائیون مین کھلبلی مچ گئی۔ ایک دوسرے کو جرأت و ہمت دلانے لگے تاکہ جلد جو کام کرنا ہے اوس سے فراغت کرلین چنانچہ بلوائیون نے محاصرہ مین سختی شروع کردی اور لوگونکو امیر المومنین جناب عثمان رضی کے پاس آنے جانیسے روک دیا۔ پانی کھانا بالکل بند کردیا۔ آپنے دروازہ پر جاکر پکار کر فرمایا۔ کیا تم لوگون مین حضرت علی ہین۔ جواب ملا۔ نہین۔ پھر آپنے فرمایا۔ کیا سعد ہین۔ جواب ملا۔ وہ بھی نہین۔ پھر آپنے فرمایا۔ کیا کوئی تم لوگونمین ایسا ہے جو مجھکو پانی پلادے۔ مگر افسوس کمبخت ظالم بلوائیون نے کچھ سماعت نہ کی۔ البتہ جناب علی کو کسیکی زبانی یہہ خبر پہونچی۔ آپنے تین مشکین شیرین پانی کی بھروا بھیجین۔ بلوائی مزاحم ہوے۔ بارے بہزار خرابی پانی آپ تک پہونچایا گیا جسکے لیجانے مین چند غلام بنی ہاشم اور بنی امیہ کے جو پانی لیگئے تھے زخمی ہوے۔ (خمیس)

ایک روایت مین ہے کہ آپنے جناب علی۔ طلحہ۔ زبیر اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم کے پاس خفیہ کہلا بھیجا کہ مجھکو پانی کی سخت تکلیف ہے۔ بلوائیون نے پانی بند کردیا ہے اگر آپ پانی پہونچا سکین تو دریغ نہ کرین۔

یک قطرہ خون نماند کنون در بدن مرا		واقف دل و جگر ہمہ یک جا گریستم

اس دردناک خبر کے سنتے ہی جناب علی رض اور ام المومنین ام حبیبہ پانی پہونچانے پر مستعد ہوے۔ حضرت علی رض علی الصبح سوار ہو کر اس گروہ اشقیا و انبوہ پر جفا کے

مجمع مین پہونچے اور نہایت غیظ وغضب مین فرمایا۔اے گروہ بلوائیان پر جفا واے جماعت
باغیان سراسر دغا۔تمہارا یہہ فعل نہ مسلمانون کے فعل سے مشابہ ہے نہ کافرون ہی۔خبردار
اس شخص کا پانی دانہ بند مت کرو۔رومی اور ایرانی جو بلا شک وشبہ کافر ہین وہ بہی ایسا
ظلم نہین کرتے۔وہ تو اپنے قیدیون تک کو کہلاتے پلاتے ہین مگر سخت افسوس کا مقام
ہی کہ تم اپنے امام برحق اور خلیفہ مطلق پر یہہ ستم روا رکہتے ہو اور روز جزا سے نہین ڈرتے

شکست شیشہ دل را نگو صدائے نیست		کہ این صدا بقیامت بلند خواہد شد

بلوائی کہنے لگے۔بخدا ایسا نہو گا۔پانی کی نعمت سے تو ضرور محروم رکہے جائینگے۔حضرت
علی کرم اللہ وجہہ انکے اس سخت جواب سے نہایت آزردہ خاطر ہوے۔عمامہ مبارک
سر سے اوتار کر جناب عثمان رضؓ کے گہر مین پہینکدیا تا کہ معلوم ہو جاے کہ علیؓ آے تہے
مگر بلوائیون کی تعدی کے باعث ناکام واپس گئے۔بعد ازان جناب علیؓ تشریف
لیگئے۔جناب ام المومنین ام حبیبہؓ بہی کچہہ کہانا پانی لیکر اپنے خچر پر سوار ہو کر تشریف
لائین۔بلوائیون نے روکا۔خچر کے منہ پر مارا۔آپنے ارشاد فرمایا۔مین اس شخص کے
پاس اس غرض سے جاتی ہون کہ بنی امیہ کی جو امانتین انکے پاس ہین وہ انسے لے آون
ایسا نہو کہ بیوہ اور یتیمون کا مال ضائع ہو جاے۔بلوائیون نے کہا کہ تم جہوٹی ہو تم
عثمان تک ہرگز نہین جا سکتین۔مگر ام المومنین جناب ام حبیبہ رضؓ نے خچر آگے بڑہایا
بلوائیون نے خچر کو مارا اور اوسکی لگام تلوار سے کاٹ دی۔خچر بہاگا۔جناب ام المومنین
گرتے گرتے بچ گئین۔اہل مدینہ دوڑ پڑے۔آپکو سنبہال لیا اور آہستہ آہستہ گہر
واپس لاے۔(ابن اثیر)

العظمۃ للہ۔ان بلوائیونکی قساوت قلبی۔بیرحمی۔کس درجہ بڑہ گئی تہی کہ جو کفار

اپنے قیدیون پر ظلم وستم نہین کرتے وہ انہون نے اپنے امام برحق خلیفہ مظلوم پر جائز رکھا افسوس۔ انکو کیا ہوگیا تھا۔ انکی عقلین اور ہوش وحواس کدہر گم ہوگئے تھے۔ انکو ذرہ برابر بہی کچہ اپنی عاقبت کا خوف وخطرتہ رہا۔ خدائے جبّار وقہار کی پکڑ سے ایسے غافل وبدست ہوگئے تھے کیا روز قیامت کا خیال انکے دلونسے بالکل جاتا رہا تھا۔ وائے صدوائے۔ کیا انکو اسوقت یہہ ڈر نہ تھا کہ ایک دن حاکم حقیقی اور عادل ومنصف شاہنشاہ دوجہان کے سامنے کہڑے ہونگے اور اوسکی روبکاری مین ہمارا مقدمہ پیش ہوگا۔ اوسوقت وہ حاکم مطلق شان قہاری مین ہوگا۔ دوسری طرف ہمارا مظلوم خلیفہ دادخواہ۔ خون ناحق اور ظلم بیجا کا فریادی پیراہن خون آلودہ پہنے خدا کی بارگاہ مین مدعی ہوگا۔ اوسوقت کیا جواب دینگے اور اوس مہلکہ مین کیا صورت نجات ہوگی حیف صد حیف۔ ذرا تو ڈرتے۔ کاش۔ اسقدر ظلم وتعدی نہ کرتے خلیفہ تشنہ لب کو آب شیرین نہ سہی کہاری پانی ہی پلاتے۔ کیا یہ نہ جانتے تھے کہ

سخت گیری باگرفتاران ندارد عافیت		نیست تر زندان رہائی زین سبب زنجیر را

دراصل ان کی شامت اعمال نے انکو اندہا کر دیا تھا۔ انکو نیک وبد کا اصلا خیال نہ رہا تھا۔ بغض وحسد کے ہاتون یہ دیوانے ہوگئے تھے۔ تعصب نے انکی آنکہون پر پٹی باندہ دی تہی اسیوجہ سے جناب علیؓ کی وعظ ونصیحت اور بار بار کی فہمائش ان پر اصلا کارگر نہ ہوئی۔ انکو یہہ بہی نہ سوجہا کہ ام المومنین سے کیا کہہ رہے ہین اور انکا درجہ اور عزت کس مرتبہ کی ہے۔ آپکو جہٹلایا اور مجمع عام مین آپکے ساتہہ کس بے ادبی سے پیش آئے جسکے بیان کرنے سے بہی سننے والونکو عبرت ہوتی ہے۔ پناہ بخدا۔

کس بہروسہ پہ کرین تجہسے وفا کی امید		کونسے ڈہنگ تیرے جان حزین اچہے ہین

اس واقعہ کے بعد جناب امیر المومنین عثمانؓ ایک روز اپنے مکان کی چہت پر آکر کہڑے ہوے اور بلوائیونکو جمع کرکے اون کو سلام کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے کسی سے جواب سلام کا نہین سُنا شائد دل مین جواب دیا ہو بعد اسکے آپنے اپنے حقوق اور سابقین مین ہونا ظاہر کیا پہر فرمایا۔ اے لوگو مین تمکو اللہ تعالے کی قسم دلاتا ہون کیا تم جانتے ہو یا نہین کہ مدینہ مین صرف ایک کنوان (بیر رومہ) تہا جسکا پانی شیرین تہا بلا قیمت وہ پانی کسیکو نہ ملتا تہا۔ دولتمند خرید کر پیتے تہے مگر فقیر و محتاج محروم رہتے تہے۔ اوسکو مین نے اپنے مال سے خرید کے وقف کر دیا تاکہ تمام مسلمان اوس سے مستفیض ہون۔ اوسکو مین نے اپنی ملک مین نہ بنے دیا بلکہ اور مسلمانونکے ساتہ مین نے اپنے کو بہی اسکا مستحق رکہا اور جسطرح سب مسلمان اوس سے پانی پیتے تہے مین بہی پی لیتا تہا۔ بلوائیون نے جواب دیا۔ ہان یہہ سچ ہے اور ہم بہی جانتے ہین۔ آپنے فرمایا پہر تم کیون مجہکو اس کنوئین کے پانی سے روکتے ہو مین بمجبوری دریا کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہون۔ بلوائیون نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا۔ پہر آپنے فرمایا۔ تمکو مین خدا کی قسم دلاتا ہون۔ کیا تم جانتے ہو کہ مسجد مین لوگون کی گنجائش نہ ہوتی تہی نمازی تکلیف پاتے تہے مین نے اسقدر زمین اپنے مال سے خرید کر صحن مسجد کو بڑہا دیا ہے بلوائی بولے یہہ سب سچ ہے۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ مجہسے پہلے کبہی کوئی اور شخص بہی اس نماز پڑہنے سے منع کیا گیا ہے۔ بلوائیون نے جواب دیا نہین۔ کوئی نماز پڑہنے سے نہین روکا گیا۔ آپنے فرمایا۔ پہر تم مجہکو نماز پڑہنے سے کیون روکتے ہو۔ بلوائیون نے اسکا بہی کچہہ جواب نہ دیا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ تمکو قسم خدا کی سچ کہنا۔ کیا آنحضرت صلعم نے میرے حق مین (اپنے فضائل بیان کرکے) ایسا ایسا نہین فرمایا

ایک روایت مین یہہ ہے کہ آپنے قرآن شریف اور کتابت وحی کی نسبت فرمایا تہا کہ کیا مین نے فلان فلان سورتین نہین لکہین۔ (ازالۃ الخفاء)

بلوائیون کے دل پر آپکے اس کلام کا کچہہ خفیف سا اثر پیدا ہوا جس سے یہ لوگ جناب عثمان رض کی ایذا رسانی کے خیال سے درگذر کرنے پر آمادہ ہوے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ بہائی جانے دو۔ جناب امیر المومنین رض کے قتل سے ہاتہہ اوٹہاؤ بیشک ایسے بزرگ کا قتل باعث بربادی آخرت اور برگشتگی قسمت ہے۔ چلو اپنے اپنے ملک کو واپس چلین۔ تمام بلوائیون مین اسی قسم کا چرچا ہونے لگا اور سب مین مشہور ہوگیا کہ بلوائی اب شرارت و سرکشی سے باز آے اور کوئی دم مین غدر رفع ہوا جاتا ہے مالک اشتر نخعی نے جب یہہ رنگ دیکہا تو دل مین کہنے لگا کہ معاملہ پلٹا جاتا ہے ہم چاہتے تہے کچہہ اور رنگ یہان تو اب ہمارے خلاف خواہش آثار پیدا ہو چلے۔ آخر سوچ سمجہکر اوسی دن یا اوسکے دوسرے دن اشتر بدشعار ظالمون کا سردار کہڑا ہو کر بآواز بلند اپنی فوج مین پکارا۔ یارو۔ یہہ تمام وعظ ونصیحت سراسر مکر وحیلہ ہے تمہارے پہانسنے کو یہہ دام تزویر پہیلایا گیا ہے خبردار ہوشیار رہنا۔ ہرگز انکے دم مین نہ آنا جس کام کو آے ہو کر گذرو پہر موقع نہ پاؤ گے پچتاؤ گے۔ اشتر کی اس تقریر سے لوگ پہر بہک گئے اور بنا بنایا کام بگڑ گیا۔ وثاب مولی جناب فاروق رض جو بعد آزاد ہونیکے جناب عثمان رض کی خدمت مین رہے اور جنکے حلق مین نیزہ کے زخم کے دو نشان تہے جو یوم شہادت جناب عثمان رض کہاے تہے اور جو داغے جانیکے نشان معلوم ہوتے تہے بیان کرتے ہین کہ جناب امیر المومنین عثمان رض نے مجہکو اشتر کے پاس بہیجکر اوسکو بلوایا جب اشتر آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپنے فرمایا۔ اے اشتر۔ تم لوگ مجہسے کیا چاہتے ہو۔

اَشتر کہنے لگا تین باتون مین ایک بات پسند کر لیجے یہہ آپکو اختیار دیا جاتا ہے۔ انمین سے ایک نہ ایک ضرور ہوگی۔ خلافت کے باب مین لوگونسے کہدیجیے کہ مین اسکو چھوڑتا ہون جسکو چاہو دو۔ یا جو تقصیرات اور جرائم آپنے کئے ہین اونکا قصاص خود بنفس نفیس بذات خاص دیجیے۔ اگر ان دونون کامونسے انکار ہے تو اپنے قتل پر آمادہ ہوجیے۔ جناب عثمان رضنے فرمایا۔ بغیر یہہ امور ہوے کوئی اور چارہ کار نہین اور یہہ باتین ضرور شدنی ہین؟ اشتر بولا۔ بیشک۔ ضرور ہونے والی ہین کسی طرح آپکو ان تین سے مفر نہین جناب عثمان رضنے فرمایا۔ خلافت تو مین چھوڑنے کا نہین کیونکہ خدائے عزوجل نے جو لباس مجھکو پہنایا ہے مین اوسکو ہرگز نہ اوتارونگا۔ مجھکو یہہ گوارا اور محبوب ہے کہ میری گردن ماری جاے مگر خلافت امت محمدی کو ترک نہ کرون۔

اگر ہیل غزاداری بیاؤ قتل محیی کن		بنجون انجنین ناحق تا مل بیش ازین تاکے

اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ ہے کہ اگر مین از خود خلافت سے دست بردار ہون تو میرے بعد یہی طریق جاری ہوجاویگا جس خلیفہ سے لوگ ناخوش ہوے اوسکو الگ کردیا اور اوسکی جگہہ جسکو پسند کیا خلیفہ بنالیا۔ (عقد الفرید)

اب رہی دوسری بات کہ مین تقصیرون کا عوض اپنے نفس سے دون۔ مین خوب جانتا ہون کہ میرے دونون دوست حضرات شیخین رض میرے سامنے اپنے نفس سے قصاص و بدلا دیا کرتے تھے مگر میرا بدن ضعیف اس بار گران اور اس سزا کا تحمل نہین ہوسکتا یہہ دونون کام تو مجھسے نہونگے اب امر آخری یعنی میرا قتل۔ سو اسکی بابت خوب یاد رکھو کہ اگر لوگ مجھکو قتل کرینگے تو پھر کبھی وہ آپس مین محبت والفت نہ رکھین گے اور کبھی میرے بعد کسی اپنے دشمن سے نہ لڑین گے بلکہ آپس ہی مین تلوار چلتی رہیگی

اشتر اوٹھکر چلا گیا۔ ہم لوگون نے خیال کیا کہ شاید یہ لوگ راضی ہو گئے اور مخالفت ترک کر دینگے۔ ایک روز پھر آپ مکان کی چھت پر چڑھے اور جماعت محاصرین کو خطاب کر کے فرمایا۔ میرے سامنے کسی شخص کو لاؤ مین اوس سے قرآن پڑھواونگا۔ لوگون نے صعصعہ بن صوحان کو آگے کیا۔ وہ جوان نوعمر تھا۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم کو اس نوجوان کے سوا دوسرا شخص نہین ملا جو اسکو میرے سامنے لاے۔ یہ کہکر فرمایا۔ قرآن پڑھو۔ اوسنے یہ آیت پڑھی۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر ترجمہ۔ جن لوگون سے لڑائی کیجاتی ہے اونکو اذن دیا گیا ہے کہ وہ بھی لڑین اور اللہ تعالٰے اونکی مدد پر قادر ہے۔ جناب عثمان رضنے فرمایا۔ تم جھوٹے ہو یہ آیت نہ تمہارے حق مین ہے اور نہ تمہارے یارون ہواخواہونکے حق مین بلکہ میرے اور میرے دوستون کے حق مین ہے اور ہمارے حسب حال ہے۔ پھر جناب عثمان رضنے یہی آیت الی اللہ عاقبۃ الامور تک پڑھی۔ (ازالتہ الخفا)

زمانہ شدت وسختی حصار مین ایک دن جناب علی مرتضٰی اسد اللہ رض جناب رسول خدا صلعم کا عمامہ مبارک زیب سر فرما کر او رہتیار ونسے آراستہ۔ تلوار گلے مین لٹکا کر بغرض مدد و نصرت جناب عثمان رض اپنے گھر سے نکلے۔ آپکے دونون صاحبزادے جناب امام حسن حسین رضی اللہ عنہما آپ کے آگے آگے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رض اور ایک گروہ مہاجرین وانصار آپ کے ہمراہ تھا۔ سب صاحبون نے جناب عثمان رض کے مکان پر پہنچکر بلوائیون کو ڈانٹا اور اونپر حملہ کیا وہ گروہ بدافعال روباہ خصال ان شیرون کے مقابلہ مین کب ٹھر سکتے تھے ایک ہی حملہ مین بھاگے اور متفرق ہو گئے۔ سب صاحب جناب عثمان رض کے مکان مین داخل ہوے جناب علی رضنے فرمایا۔ السلام علیک

یا امیر المومنین جناب رسول خدا آنے اسلام کی ترقی او رکمال بغیر لڑے اور جنگ کئے حاصل نہین کیا۔ آپ خوب جانتے ہین کہ آپنے سرکشون کے ساتھہ کسطرح جہاد کئے۔ بخدائے عزوجل ہین یقیناً کہتا ہون کہ یہہ فرقہ اشرار آپ کی جان کے خواہان ہین او رخدا نہ کرے ایک روز آپکے دشمنونکو قتل کرینگے۔ یہہ لوگ باغی ہین اور آپ پر خروج کیا ہے اطاعت سے الگ ہوگئے ہین یہہ جان کے دشمن ہوکر سر پر چڑہ آئے ہین اس صورت مین مناسب ہے کہ آپ ہم لوگونکو اجازت دین کہ ہم ان بیحیاؤنسے لڑین۔ انکی ساری بغاوت و سرکشی آناً فاناً مین خاک مین ملادین اور جسطرح یہ ہمارے خون کے پیاسے ہین ہم بھی اپنی پیاسی تلوارونکو انکے خون سے سیراب کرین۔ جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا۔ جو صاحب خدا کا حق اپنے اوپر جانتے ہین اور میرا حق مانتے ہین مین ان صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ خدا کے واسطے شاخ حجام پھر کر بھی خون زمین پر اس گروہ مین سے کسیکا یا اپنا میرے سبب سے نہ گراوین۔ جناب علی رضؓ نے مکرر یہی کہا اور اجازت دینے پر اصرار کیا مگر جناب عثمان رضؓ نے نہ مانا برابر انکار ہی کرتے رہے۔ مجبور جناب علی رضؓ بادل پرغم و چشم پرنم گھر سے باہر آئے۔ یہہ الفاظ آپکی زبان پاک پر تھے۔ یا رخدایا تو دانا و بینا ہے کہ ہم نے اپنی کوشش پوری کی آیندہ مجبوری ہے۔ (خمیس و حیٰوۃ الحیوان)

یہہ فرماتے ہوئے مسجد مین داخل ہوئے۔ یہہ وقت نماز کا تھا لوگون نے آپسے کہا۔ اے ابوالحسن امامت کیجئے اور لوگونکو نماز پڑہائیے۔ آپنے فرمایا۔ مین تمکو نماز نہین پڑہاتا ہمارے امام محصور ہین۔ مین اکیلا نماز پڑہ لونگا۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہین کہ مین بھی جناب عثمان رضؓ کے ہمراہ آپکے گھر مین محصور تھا۔

بلوائیون کا تیر ہمارے ساتھیون مین سے ایک شخص کے آکر لگا جسکے صدمہ سے وہ شہید ہو گیا مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا - اے امیر المومنین - اب ہمکو بھی بلوائیو پر حملہ کرنا جائز ہو گیا کیونکہ انہون نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا - حضور اب ہمکو اجازت دین تاکہ میدان مین نکلکر ان سرکشون سے لڑین اور انکو بھی مارین - جناب عثمان رضؓ نے فرمایا - اے ابو ہریرہؓ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون - اپنی تلوار پھینک دو اور خبردار لڑائی کا قصد ہرگز نہ کرنا - وہ لوگ صرف میری جان کے خواہان ہین اور مین عنقریب سب مسلمانونکی طرف سے اپنی جان دونگا - ابو ہریرہؓ فرماتے ہین مین نے جناب عثمانؓ کی قسم دلانے سے تلوار پھینک دی - اوس دن سے آج کا دن ہے جو مجھے خبر نہین کہ میری تلوار کیا ہوئی اور کدہر گئی - (خمیس)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بروز شہادت جناب عثمانؓ زرع پہنکر اور تلوار گلے مین لٹکا کر بلوائیون کے مقابلہ پر تیار ہوے - جناب عثمانؓ نے انکو قسم دیکر فرمایا - خدا کے واسطے مت لڑو اور اپنے ہتہیار کھولکر یہان رکھہ دو - ابن عمرؓ آپکے قسم دینے سے مجبور رہے -

حضرت سلیط کہتے ہین کہ افسوس جناب عثمانؓ نے ہمکو لڑائی سے روک دیا ورنہ ہم بلوائیون کو مار کر اپنے شہر کے حدود سے باہر نکال دیتے - (عقد الفرید)

جناب عثمانؓ کے محافظین اور آپسے بلوائیونکو دفع کرنے والے یہہ اصحاب ہین عبداللہ بن عمر - عبداللہ بن سلام - عبداللہ بن زبیر - امام حسن وامام حسین بن علی - زید بن ثابت رضی اللہ عنہم مروان بن الحکم - مغیرہ بن اخنس - انکے علاوہ اور ایک جماعت اہل مدینہ سے تھی جنکی تعداد ایک روایت مین چہہ سو ہے - جناب علیؓ نے اپنے دونون صاحبزادونکو

اپنے غلام قنبر کے ہمراہ آپ کی حفاظت کیواسطے بہیجدیا تہا اور تاکید کی تہی کہ خبردار کسیکو جناب عثمان رضی کے گہرمین نہ گہسنے دینا۔(خمیس)

انہین ایام مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض لقصد حج مدینہ منورہ سے نکلین اور اپنے بہائی محمد کو ہمراہی کی غرض سے بلایا۔محمد نے ساتہہ جانے سے انکار کیا اور جواب دیا۔بخدا میرے امکان اور طاقت مین جہانتک ہے مین ان لوگونکو (یعنی جناب عثمان کے طرفدارونکو) جو کرنا چاہتے ہین اوس سے محروم رکہونگا اور یہہ توام المومنین ہین سب انکے محرم ہین جسکو چاہین اپنے ہمراہ لیجاوین۔حنظلہ رض کاتب وحی نے یہہ سنکر کہا۔سبحان اللہ۔تمکو ام المومنین اپنی ہمراہی کے لئے بلاتی ہین۔تم اونکے ساتہہ تو جاتے نہین مگر سفہاء عرب گرگ سیرت کا اتباع کرتے ہو۔جو تمہارے شایان شان نہین۔تم ایسے کام کے درپے ہو جو قطعًا ناجائز و حرام ہے۔بفرض محال اگر اسکا آخری نتیجہ یہہ ہوا کہ امیر المومنین عثمان رض مغلوب ہوگئے تو تمپر بنو عبد مناف متولی و متسلط ہوجاوینگے اور جو طمع تمکو حصول خلافت و سرداری کی ہے وہ ہرگز حاصل نہوگی۔مفت مظلمہ مین گرفتار رہوگے اور دنیا بہی نہ پاؤگے۔اسکا جواب محمد بن ابی بکر نے کچہہ نہ دیا۔حضرت حنظلہ رض کوفہ واپس گئے اور چند اشعار پڑہے جنکا ترجمہ درج ہے

ترجمہ۔مجہکو سخت تعجب ہے کہ لوگ جس کام مین پڑے ہین اور خلافت کے زوال کا قصد کررہے ہین اور یہہ نہین سمجہتے کہ اگر خلافت زائل ہوجاویگی تو تمام خیر و برکت اون سے دور ہوجاویگی۔بعد زوال خلافت ان لوگونپر ذلت و خواری سوار ہوجاویگی اور بالآخر اس کا نتیجہ یہہ ہاتہہ آویگا کہ یہہ لوگ مثل یہود و نصاریٰ کے راہ حق سے دور ہوکر گمراہ ہوجاوینگے

اور وادیٔ ضلالت مین بہٹکتے پہرینگے۔

جو واقعات جناب علیؓ اور ام المومنین حضرت ام حبیبؓہ کو پیش آئے اوسکی اطلاع حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو ہو گئی۔ ان بزرگون نے اپنے اپنے دروازہ بند کر لئے نہ کسی سے ملتے تہے اور نہ باہر آتے تہے۔ ایک روایت مین ہے کہ حضرت زبیرؓ قبل شہادت مدینہ سے باہر کہین چلے گئے تہے۔ آل حزم بعد محاصرہ اور پانی بند ہونیکے موقع پاکر پوشیدہ جناب عثمانؓ کو پانی پہونچاتے رہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ دیگر اصحاب کے ساتہہ آپکے دروازہ پر بغرض مدافعت بلوائیان بیٹہے رہتے تہے اور دروازہ سے نہ ٹلتے تہے۔ جناب عثمان رضؓ نے ابن عباسؓ کو بلاکر فرمایا کہ آپ امیر حاج ہوکر مکہ معظمہ تشریف لیجائیے اور لوگونکے ہمراہ حج ادا کیجئے۔ ابن عباسؓ نے کہا مجہکو ان بلوائیون سے جہاد کرنا اور آپکے دروازہ پر بیٹہا رہنا حج سے زیادہ محبوب ہے۔

ہمان بخاک نشینم ز کلفت دوران		تہرار مرتبہ گرچون غبار برخیزم

جناب عثمان رضؓ نے اونکو قسم دیکر مجبور کیا چنانچہ ابن عباسؓ امیر حاج ہوکر مکہ معظمہ روانہ ہوے۔

جب بلوائیون نے دیکہا کہ حجاج جناب عثمانؓ کے ہی طرف مائل ہوتے ہین اور آپ ہی کے مقرر کئے ہوے امیر کے ساتہہ حج کو جاتے ہین اور اطراف و جوانب سے بہی جو لوگ آتے ہین وہ آپ ہی کا دم بہرتے ہین اور اب حج سے فارغ ہوتے ہی مدینہ مین سب آن پہونچین گے اور ہمارے مقابل مین آکر جم جاوینگے۔ اس سے قبل ممالک اسلامیہ سے عساکر اسلامیہ کی آمد بہی سن چکے تہے تو گہبرا گئے۔ آپس مین کہنے لگے کہ ہبادا جیسی خبر اوڑی ہے اور جو ہمارا خیال ہے اگر انکی مدد کو لشکر آ گئے یا لوگ حج سے

فارغ ہوکر مدینہ مین جمع ہوگئے تو اوسوقت ہمارے منصوبے سب خاک مین ملجاوینگے اس سے یہی مناسب ہے کہ ابھی موقعہ ہے جوکچھہ کرنا ہے کر گذرو اور جناب عثمانؓ کو قتل کر ڈالو۔ بغیر اسکے ہماری گلوخلاصی ممکن نہین کیونکہ اطراف وجوانب مین سب لوگ ہمارے دشمن ہوگئے ہین۔ بعد قتل جناب عثمانؓ اگر لوگ جمع بھی ہوجاوینگے توسب انکے قتل سے پریشان اور دوسرے خلیفہ کے اہتمام مین مصروف ہونگے اور اس ہلڑ مین ہم لوگ باطمینان نکل جاوینگے کوئی ہمکو نہ پاویگا۔ یہہ مشورہ کرکے اور جناب عثمانؓ کے قتل کو اس تہلکہ سے اپنی نجات کا ذریعہ تصور کرکے سبھون نے دفعتہً یورش کرکے دروازہ کھولنے کا قصد کردیا۔

حضرات حسنین۔ ابن زبیر۔ محمد بن طلحہؓ۔ سعید بن العاصؓ۔ مروان اور دیگر اصحاب صحابہ کبار کے بیٹے اور انکے ماسوا جو صاحب دروازہ پر تھے سب نے تلوارین نکال لین اور بلوائیون کو دروازہ کھولنے سے روکا اور لڑکر اونکو پیچھے ہٹا دیا۔ جناب عثمانؓ نے انکو لڑنے سے روکا۔ قسم دیکر جدال وقتال سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ آپ لوگون نے جو حق نصرت آپکے ذمہ تھا بخوبی ادا کردیا۔ اب للہ لڑائی سے ہاتھہ روکئے اور گھر کے اندر تشریف لائیے۔ یہہ حضرات باز نہ آئے۔ پھر جناب عثمانؓ نے دروازہ کھولکر سب صاحبون کو بمنت وسماجت قسم دیکر اپنے پاس بلالیا اور دروازہ اندر سے بند کرلیا گیا۔ بلوائیون نے دروازہ پر ہجوم کردیا اور سب کے سب ڈٹ گئے اتنے مین ایک شخص قبیلۂ اسلم سے نیار بن عیاض نام جو صحابی تھے مگر باغوائے نفس شریر بلوائیون کے شریک تھے دروازہ پر آئے اور جناب عثمانؓ کو آواز دی۔ آپنے بخیال اسکے کہ یہہ صحابی ہین میرے قاتلون کے گروہ سے الگ ہوجاوین اور انکی

شرکت سے بیزار ہون۔ اونکو قسم دیکر فرمایا کہ خدا کے واسطے تم ان لوگون سے علیحدہ ہو جاؤ۔
آپ انکو اس بارہ مین تاکید کر رہے تھے کہ گھر کے اندر سے کثیر بن صلت کندی نے
بلوائیون پر تیر چلایا وہ انہین کے آکر لگا جس کے صدمہ سے یہہ مر گئے۔ بلوائیون نے کہا
انکے قاتل کو ہمارے حوالہ کرو تاکہ قصاص مین قتل کرین۔ جناب عثمانؓ نے کہا جس
شخص نے میری مدد کی اور میری نصرت مین کسیکو مار ڈالا مین کیسے اوس شخص کو تمہارے
حوالہ کرون درحالیکہ تم میرے قتل کے درپے ہو۔ بلوائی یہہ جواب پاکر اور بھی
برہم ہوے۔ غصہ مین آکر چاہا کہ گھر کے اندر گھس آوین۔ دروازہ پر بھی اب کوئی انکا
مزاحم نہ تھا مگر دروازہ بند پایا جھنجھلاکر دروازہ مین آگ لگا دی۔ سائبان مع دروازہ
کے سب جلکر خاک سیاہ ہو گیا۔ اب راستہ کھل گیا بلوائی بےخوف وخطر گھر کے اندر داخل
ہوے۔ اوسوقت امیر المومنین جناب عثمانؓ نماز پڑہ رہے تھے اور سورہ طٰہٰ
شروع کی تھی۔ حاضرین مکان آپکے پیچھے نماز مین شریک تھے۔ کسی نے بلوائیون کو نہ روکا اور
نہ انکے کسی فعل پر کوئی مزاحم ہوا۔ آپنے باطمینان تمام نہایت خضوع وخشوع وحضور
قلب سے برعایت تعدیل ارکان نماز ادا کی۔ بلوائیون کے آنے کی آہٹ اور ان کی
بات چیت اور باہم گفتگو سے کسیطرح آپکو نماز کے اندر اضطراب پیدا نہین ہوا جب
آپ نماز سے فارغ ہوے تو بلوائی چلے گئے تھے پھر آپنے تلاوت قرآن مجید شروع کردی
جسوقت آیہ کریمہ الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوهم
فزادهم ایمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوکیل۔ ترجمہ۔ وہ لوگ جنکو
لوگون نے کہا کہ تمہارے واسطے لوگ جمع ہوے ہین تم اونسے ڈرو۔ اونکا ایمان
بڑھ جاتا ہے اور (اونکے جواب مین) کہتے ہین (کچھ پرواہ نہین) خدا ہمکو کافی ہے اور

بہتر کارساز ہے۔ پر پہونچے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے مجھسے اقرار لیا ہے اور مین اوسپر صابر ہون۔ بلوائیون نے جو دروازہ جلایا ہے اس سے بڑھکر کام اونکو مطلوب ہے۔ (اور وہ میرا قتل ہے)

اسکے بعد جناب عثمان رضؓ نے سب صاحبونکو لڑائی سے روک دیا اور جناب امام حسنؓ سے فرمایا۔ تمہاری وجہ سے تمہارے باپ علیؓ سخت تشویش و تردد مین ہونگے (باغیونکے مجمع مین خدانا کردہ تمکو کچھ صدمہ پہونچے تو مجھکو ندامت ہوگی) لہذا مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ تم اپنے گھر چلے جاو۔ ہرچند آپنے ان صاحبونکو منع فرمایا مگر کسی نے نہ مانا آپکے واسطے جان دینے کو مستعد ہوگئے اور برابر بلوائیون سے لڑتے رہے۔

مغیرہ بن اخنس بن شیرق جو حج کرکے سب سے پیشتر بغرض نصرت جناب عثمانؓ ایک گروہ کے ساتھہ مدینہ مین آگئے تھے اور اسوقت آپکے گھر مین تھے۔ اپنے ہمراہیونکو لیکر بلوائیونکے مقابلہ مین نکل کھڑے ہوے۔ یہہ اشعار رجزیہ پڑھتے تھے۔

قد علمت ذات القرون المیل	والحلی والانامل الطفول
لتصدقن بیعتی خلیلی	بصارم ذی رونق مصقول

لا استقیل اذا قلت قیلی

ترجمہ۔ بڑی بڑی زلفون والی عورتین اور زیور اور نازک اونگلی والی عورتین خوب جانتی ہین کہ ہم بذریعہ تلوار تیز او رشفاف کے آج کے دن اپنے دوست کی بیعت کو سچا کر دکھاوینگے اور ہم لڑائی سے منہہ نہ موڑینگے اگرچہ ہم سے کہا جاوے کہ لوٹ آو۔

حضرت امام حسن بن علیؓ یہہ رجز کہتے ہوے نکلے۔

حتی اسیرهم الی طمار ثمام	لا دینهم دینی ولا انا منهم

ترجمہ۔ اونکا دین میرا دین نہین اور نہ مین اون لوگونسے خوش و راضی ہونگا یہانتک کہ اونکو بلندی ثمام تک نہ پہونچا دون (ثمام ایک گھاس ہے مطلب یہہ ہوا کہ اونکو پست کر دون اور زمین سے ملا دون)

محمد بن طلحہؓ کی زبان پر یہہ شعر تہا۔

ورد احزابًا علی رغم سعد	انا ابن من حامی علیہ باحد

ترجمہ۔ مین بیٹا اوس شخص کا ہون جسنے آنحضرت صلعم کی جنگ احد مین حمایت وحفاظت کی اور گروہ کفار کو برخلاف خواہش سعد پہیر دیا۔

سعیدؓ بن العاص کے ورد زبان یہہ شعر تہے۔

یاسیافنا دون ابن اروی نضارب	صبرنا غداة الدار والموت واقف
نشافہم بالضرب والموت نائب	وکنا غداة الروع فی الدار نصرة

ترجمہ۔ محاصرہ کے دن بمقابلہ باغیان پرجفا ہم صبر کرکے جمے رہے اور ہم اپنی تلوارین لیکر جناب عثمانؓ کے آگے لڑ رہے تہے اور موت نظر کے سامنے کہڑی تہی اور ہم اوس ہولناک دن مین صبح سے آپ کے گہر مین آپ کی مدد کر رہے تہے اور بلوائیون کا مقابلہ کرکے اونکو مارتے تہے اور موت متوجہ تہی۔

حضرت ابوہریرہؓ جب میدان مین نکلے تو یہہ کہتے جاتے تہے۔ آج کے دن اپنے خلیفہ کی اعانت مین بلوائیونکا مارنا جائز ہے اور بآواز بلند یہہ آیت پڑہتے تہے۔ یاقوم مالی ادعوکم الی النجاة وتدعوننی الی النار۔ ترجمہ۔ اے میری قوم

مجھکو کیا ہوا ہے کہ مین تمکو راہ نجات کی طرف بلاتا ہون اور تم مجھکو آگ کی طرف بلاتے ہو۔ آخر مین حضرت عبداللہ بن زبیر نکلے۔ بعد اسکے مروان نکلا۔ یہ شعر رجز کے بزبان تھے

لقد علمت ذات القرون الميل	والكف والانامل الطفول
انی اروع اول الرعيل	لغارة مثل القطا الشليل

ترجمہ۔ بڑی زلفون والی اور نازک پنجہ اور انگلیون والی عورتین خوب جان گئی ہین کہ گھوڑون پر سوار جماعت جو لوٹنے مارنے جاتی ہے اوسمین مین پہلا شخص ہوتا ہون کہ لوگونکو گھبرا دیتا ہون اور وہ مثل سنگخوارہ معدہ کے بدحواس ہوجاتے ہین۔

مروان کے مقابلہ مین ایک شخص قبیلہ بنی لیث سے بیاع نام نکلا۔ مروان نے ایک ہاتھ تلوار کا اوسپر چھوڑا اوسنے مروان کے ایک ہاتھ ایسا گردن پر مارا کہ اسکی گردن کی رگ کٹ گئی اس ضرب سے مروان مرا تو نہین مگر گردن ٹوٹ گئی اور تا زیست درست نہ ہوئی۔ پھر عبید بن رفاعہ زرقی نے مروان پر حملہ کیا اور چاہا کہ اوس کا کام تمام کرے کہ فاطمہ ابراہیم بن عدی کی والدہ جسنے مروان اور عبید دونونکو دودہ پلایا تھا دونون کے درمیان حائل ہوگئی اور عبید سے کہا۔ اگر تم اسکو مارنا چاہتے ہو تو یہ مرچکا ہے۔ گردن ٹوٹ گئی اب کیا خاک بچے گا۔ اگر اسکے گوشت اور بوٹیونسے کھیلنا اور اسکا قیمہ کرنا منظور ہے تو یہ نہایت ہی برا ہے۔ عبید مروان کے قتل سے باز رہا۔ فاطمہ مروان کو اپنے گھر اوٹھا لیگئی۔ اس حیلہ سے مروان کی جان بچی۔ مروان کے لڑکون نے جب انکا دور خلافت ہوا ہے فاطمہ کے ساتھ بعوض جان بچانیکے اچھا سلوک کیا اور فاطمہ کے بیٹے ابراہیم کو کسی جگہہ کا حاکم کردیا۔ (ابن اثیر)

ایک روایت مین ہے کہ جب بلوائیون نے دروازہ جلادیا تو مروان کوٹھے پر تھا۔ یہہ پانسو غلام مسلح لیکر کوٹھے پر سے اوترا اور دروازہ پر صف بندی کر کے بلوائیو نسے لڑنے لگا جناب عثمان ؓ نے مروان کو پکارا کہ مت لڑو کیونکہ میرا وقت اب قریب آگیا ہے شبکو جناب رسول خدا کو خواب مین دیکھا "مین نے آپ سے شکایت کی کہ آپ کی امت نے ایسا ایسا ظلم مجھپر کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا غم مت کرو آج روزہ میرے پاس افطار کا کروگے اور سب مصیبتون سے نجات ہوجاویگی" مروان نے کہا۔ آپکے بعد ہمکو زندگی کیا مزہ ہے لہذا آپ کی حمایت مین جان دینا اچھا ہے۔ اس عرصہ مین بلوائی ہجوم کرکی آن پہونچے اور دروازہ پر وہ لڑائی ہوئی کہ الامان۔ پانسو غلامون نے جماعت کثیر بلوائیون سے مقابلہ کیا اور داد شجاعت دی۔ اسقدر طرفین کے لوگ قتل ہوے کہ خون کا دریا دارالخلافت کے دروازہ پر بہ نکلا۔ جناب عثمان ؓ برابر ممانعت فرمارہے تھے اور ہربار یہی ارشاد تھا کہ تم لوگ نہ لڑو اور نکل جاؤ انکو میرے پاس آنے دو اور جو چاہین کرنے دو۔ (آپ کی قسم دینے سے جس غلام نے ہتھیار رکھہ دیئے اور لڑائی سے باز رہا آپنے اوسکو آزاد کیا۔ چنانچہ ایک جماعت غلامونکی آپکی تنبیہ سے چلی گئی)

مروان نے کہا قسم خدا کی جبتک میرے بدن مین جان ہے کسی ایک کو آپکے پاس نہ آنے دونگا۔ الغرض اس جماعت سے کوئی میدان چھوڑ کر نہ نکلا یہان تک کہ سب قتل ہوگئے۔ بہت ہی کم بچے۔ مروان نے بہت سے بلوائیونکو قتل کیا۔ جب وہ خود زخمی ہوا پانون کٹ گیا۔ رگ گردن کٹ گئی تو لوگ اسکو پیٹھ پر لاد کر میدان سے اوٹھا لیگئے جو لوگ اس لڑائی مین زندہ رہے اونمین بھی کوئی ایسا نہ تھا جسکے خون نہ جاری ہوا ہو (کذا فی الطبری منقول از قرۃ العینین مؤلفہ مولوی عبدالرب صاحب واعظ دہلوی مرحوم)

مغیرہ بن اخنس کو ایک شخص نے قتل کیا۔ لوگو نکو انکے قتل کا افسوس ہوا اور
انکا ذکر کر رہے تھے کہ قاتل نے انکا نام سُنکر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ عبد الرحمن بن
عدیس سُنکر بولا کیا ہوا۔ جواب دیا مین نے خواب دیکھا تھا کہ ہاتف کہہ رہا ہی مغیرہ بن
اخنس کے قاتل کو دوزخ کی بشارت ہو۔ افسوس مین خود ہی انکے قتل کے گناہ مین مبتلا ہوا

روایت ہے کہ جناب عثمانؓ ابتدائے محاصرہ اور شہادت تک برابر روزہ رکھتے
رہے۔ جیسا خود آپکے وعظ سے جو چھت پر چڑھ کر بیان فرمایا تھا ظاہر ہوتا ہے (کہ مین
کھاری پانی سے روزہ افطار کرتا ہون) پنجشنبہ کو وقت افطار پانی نہ تھا لہذا آپنے
روزہ افطار نہ کیا اسی حال مین رات گذاری۔ رات کو آپ کی بیوی نائلہ ہر چند پانی
تلاش کرتی رہین مگر نہ دستیاب ہوا۔ اخیر رات کو بی بی نائلہ ایک ہمسایہ کی چھت پر
کودین اور بدقت تمام ایک پیالہ آب شیرین کا بہم پہونچا کر جناب عثمانؓ کی خدمت مین
لائین مگر افسوس کہ صبح صادق ہو گئی تھی آپنے وہ پانی نہ پیا۔ بی بی نائلہ بولین۔ آپنے
افطار کے وقت پانی نہین پیا اور کچھ کھانا بھی نوش جان نہ فرمایا آج روزہ نہ رکھیے
جناب عثمانؓ نے جواب دیا مین نے آج کی شب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
مین دیکھا حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے عثمانؓ تم آج کا روزہ ہمارے پاس آکر افطار
کرو گے۔ الغرض آپنے روزہ کی نیت کر لی اور یہہ روز جمعہ تھا کہ بلوائیون نے آپکا دروازہ
جلا دیا اور بالاتفاق ارادہ کیا کہ آج آپ کو شہید کر ڈالین۔ دروازہ پر حضرات حسنینؓ
وغیرہم بلوائیون کے مقابل لڑ رہے تھے اور اونکو دروازہ تک نہین آنے دیتے تھے۔
بلوائیون نے دفعۃً تیرونکی بارش کر دی یکبارگی صدہا تیران صاحبو نپر برس پڑے
جناب امام حسنؓ زخمی ہوے۔ خون سے نہا گئے۔ محمد بن طلحہؓ نے زخم کھائے۔ قنبر جناب علیؓ

کے غلام کا سر پھٹ گیا۔ بلوائیون نے جب امام حسنؓ کو زخمی دیکھا اور خون مین تر بتر پایا گھبرا گئے۔ بعضون نے تو اپنا سر پیٹ لیا۔ ایک بولا غضب ہو گیا اب کوئی دم مین اولٹی لینے کے دینے پڑینگے۔ حضرت امام حسنؓ کو دیکھو۔ انکا کیا حال ہے۔ خون مین ڈوبے ہوے ہین۔ زخمون سے چور ہین۔ ابھی بنو ہاشم۔ بنو امیہ کو خبر ہو تو آفت برپا ہو جاے رسول خدا کے نواسہ۔ شیر خدا کے بیٹے کو زخمی دیکھہ لین تو تمکو پیچھا چھڑانا مشکل پڑے اب بھی موقع ہے جو کرنا ہے کر گذرو۔ ان لوگونکو تو ادہر مصروف رہنے دو اور آو کچھہ لوگ مکان کے پیچھے چلکر کسی حیلہ و تدبیر سے مکان کے اندر داخل ہون۔ (خمیس)

یہہ صلاح کرکے سب لوگ تو ادہر دروازہ پر حملہ کرتے رہے اور ایک گروہ بلوائیونکا آپکے مکان کی پشت پر پہونچا اور عمرو بن حزم کے گہر سے سیڑہی لگا کر اور بروایتے پشت مکان مین نقب لگا کر اوسکی راہ سے گہر مین گہس پڑا۔ سارا مکان انہین لوگون سے بہر گیا۔ (ابن اثیر)

اور ایک روایت مین ہے کہ محمد بن حزم انصاری کے مکان سے داخل ہوے چنانچہ احوص شاعر نے اس باب مین جو شعر کہے ہین اونکا ماحصل یہہ ہے کہ حزمی پر اگر قابو چل جاے تو ہرگز ترس نہ کہانا اگرچہ اوسکو آگ مین پڑا پاؤ۔ کبہی رحم نہ کہانا اوسکی سازش سے بلوائی بمقام ذی خشب مروان کے مقابل ہوے اور جناب عثمان کو گہر مین گہسکر قتل کیا۔ (عقد الفرید)

حضرات حسنینؓ اور انکے ساتہہ ایک جماعت تو دروازہ روکے ہوے تہی اور باقی آپکے مددگار غلام وغیرہ مکان کی چہت پر تہے اور اوپر سے بلوائیون پر تیر چلا رہے تہے۔ نیچے کے درجہ مین صرف جناب عثمانؓ اور ایک آپ کی بیوی نائلہ تہین۔ بلوائی

اس آہستگی سے گھر مین آگئے کہ کسیکو ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ کسیکو یہہ خیال تھا کہ بلوائی دوسری راہ سے مکان مین پہونچنے کا قصد کرینگے۔ آپ کی بیوی نائلہ بہت کچھہ شور وغل کرتی رہین مگر اس ہنگامہ مین کون سنتا۔ وہ آپ کو تنہا چھوڑ کر یہی یہان سے نہ ہٹ سکین تاکہ دروازہ پر جاکر یا چھت پر آکر لوگونکو اطلاع کرتین۔ (خمیس)

شہادت جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ

رخصت نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم	تیرے چہرہ سے ہو ظاہر غم پنہان میرا

صاحبو۔ اب آگے ان بلوائیونکی زیادتی اور بے ادبی۔ گستاخی۔ نامردی کا بیان کس زبان سے ہو۔ قلم کو تاب وتوان نہین۔ دل قابو مین نہین۔ جگر خون ہوکر دیدہ سے خونبار روان ہے۔ ہاتھہ نے جواب دیا قلم چھوٹا جاتا ہے۔ سینہ چاک ہے ایک ہاتھہ سے دل تھام لیا ہے دوسرے ہاتھہ سے بہزار کوشش قلم کو تھامتا ہون مگر مشکل و سخت مشکل ہے کہ اس واقعہ جانکاہ اور اس سانحہ ہوش ربا کا نقشہ ناظرین کے پیش نظر کرون۔ جسکے بغیر چارہ نہین۔ در و دیوار سے حسرت برستی تھی۔ زمین وآسمان شجر و حجر بزبان حال گرم فغان تھے۔

چہ دلتنگی ست اے ظالم چہ بیرحمی چہ بیدردی	زدی لبتی شکستی خون ناحق ریختی رفتی

افسوس۔ اے بلوائیو! خدا سے ڈرو۔ دیکھو کیا کر رہے ہو اب بھی سنبھلو ہوش مین آؤ اور توبہ کرو۔ امام برحق کے قتل ناحق سے ہاتھہ اوٹھاؤ۔ خدائے رحیم وکریم تمہاری اس گستاخی کو معاف فرماویگا۔ تمکو خدا کے گھر جانا اور اوسکو منہ دکھانا ہے۔ ہمکو یہہ حیرت ہے کہ تم اپنے مالک حقیقی منتقم تحقیقی قہار جبار سے کیون اسقدر نڈر ہوگئے

کیا تمہارے دل پتہر سے بہی زیادہ سخت ہوگئے ہین - وان من الحجارۃ لما یتفجر منه الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منه الماء وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ - ترجمہ - بعضے پتہروہ ہین کہ جن سے نہرین جاری ہوتی ہین اور بعضے ایسے ہین کہ خودبخود شق ہوجاتے ہین اور اونسے پانی بہ نکلتا ہے اور بعض پتہروہ ہین کہ خوف خدا سے گرپڑتے ہین مگر تمہارے دل کیا ہین - معلوم ہوتا ہے کہ فولاد کے بنے ہین - لیکن وہ بہی توآگ کی گرمی سے نرم ہوجاتا ہے حیف صد حیف تمہارے دل خداجانے کس چیز کے بنے ہین کہ کوئی وعظ ونصیحت - خوف خدا - دنیا وعقبیٰ کی سزا کاڈر مطلقًا اونمین اثر نہین کرتا - کیا تم سمجہے ہو کہ خداتمہارے افعال نہین دیکہتا ہرگز نہین - وما اللہ بغافل عما تعملون - کیا اوسکی رحیمی وکریمی پر تمکو غرّہ ہے اور اوسکی شان قہاری وجباری کو بہول گئے - یہان تو یہ بلوائیونکا ہنگامہ ہے اور انکا قصد وارادہ جان لینے کا ہے مگر وہان ہمارے خلیفہ برحق صاحب حیاوایمان امیرالمومنین ذی النورین جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا صبرواستقلال - تحمل وعدم اضمحلال قابل تعریف ہے کہ آپنے رسول خداؐ کی وصیت کوکس طرح نباہا - ان خلیلی عہد الی وانا صابر علیہ پر پوراعمل کرکے دکہلادیا لباس خلافت جوعطیہ پروردگار تہا حسب مودۂ نبی مختار مرتے دم تک نہ اوتارا یہہ آپ ہی کی شان تہی اور آپ ہی کے نورعرفان وروشنی ایمان کا اثر تہا جس نے اس مہلکہ مین آپ کوثابت قدم رکہا اور کیون نہ ہوتا آپکے واسطے توشوق شہادت نے یہہ تمام مصائب وتکالیف دنیوی شیرین کردیئے تہے تلخی مصیبت کوآپ حلاوت جانفزا سمجہتے تہے - دنیاے دوروزہ کی تکلیف ناپائدار نظرون مین ہیچ تہی - صبر

جو بصورت صبر (ایلوا) ہے بلکہ درحقیقت اس سے بھی زیادہ تلخ ہے۔ آپ اس مین مرد میدان رہے ظلم وجفا کا تحمل جو خاصۂ انبیاء کرام ہے بہ برکت صحبت حضور نبوی آپنے معتد بہ حاصل کیا اور اس مین آپنے اپنے کو ایک نمونہ ثابت کر دکھایا۔ اگر آپ چاہتے تو ادنیٰ اشارہ مین آپکے مددگار وانصار اس فرقہ اشرار کو تلوار کی گھاٹ اوتارتے اور یہہ لوگ اپنے بدکردار کی سزا قرار واقعی پاتے مگر نہین۔ خلیفہ رحمدل نے رحم سے کام لیا۔ مدینہ منورہ کی حرمت اور مسلمانونکی جانونکی قدر کی۔ رضای مولیٰ مین ہمہ تن تسلیم خم کر دیا اور اوسکی مرضی وخوشی کے تابع ہوکر اپنی جان اوسی کے حوالہ کی۔

فنای خویش لبشمع وچراغ مے جوید		ہلاک جرأت پروانہ ام کہ در رہ عشق

اب ہم صبر اور اوسکے فضائل وراقسام ومدارج ذکر کرتے ہین۔ صبر کے معنی تو معلوم ومشہور ہین محتاج بیان نہین۔ صبر کے بہت اقسام ہین۔ ایک صبر تو وہ ہے جو بندہ کے کسب واختیار مین ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو بندہ کے کسب اختیار سے باہر ہے قسم اول دو طرح پر ہے۔ خدا کے احکام بجالانے مین جو تکلیف گذرے اوسکو برداشت کرنا۔ جیسے نماز۔ روزہ حج۔ زکوۃ وغیرہ۔ جو باتین شرعاً ممنوع ہین اونسے باز رہنا۔ قسم دوم۔ جو بندہ کے اختیار مین نہین اوسپر صبر کرنا۔ اوسکی مثال تقدیرات الٰہی۔ مرض۔ فقر وفاقہ۔ موت۔ انکی تکالیف ومشقت برداشت کرنا۔ پھر صبر کے چار اقسام ہین۔ اول احکام خداوندی بجالانا۔ امور منہیہ سے باز رہنا۔ دوم مسرت وسرور چلے جانے پر یا کسی آنے والی مصیبت کے اندیشہ سے غم نہ کرنا۔ سوم۔ جو شے مرغوب خاطر ہے اوسکا انتظار کرنا یا کسی امر شدنی تکلیف آیندہ کا خوف رکھنا۔ چہارم۔ آئی ہوئی مصیبت یا امر خوفناک پر تحمل وبرداشت کرنا۔

جملہ اقسام صبر ہر مذہب ہر ملت مین ۔کیا مؤمن کیا کافر سب کے نزدیک محمود ہین
چند اقوال مطلق صبر کی فضیلت مین نقل ہوتے ہین ۔اکثم بن صیفی کا قول ہے ۔جسنے
صبر کیا فتح پائی ۔(یعنی مصیبت پر صبر کرنے سے بالآخر مصیبت و رنج دفع ہوکر آرام و
راحت نصیب ہوگی یا اگر اس صدمہ مین جان گئی تاہم مصیبت کا خاتمہ ہوگیا اور
صبر کا ثواب پایا) حدیث شریف مین ہے ۔صبر باعث روشنی ہے اور اسکے ذریعہ سے
امید کشود کار ہے ۔صبر سختیون کا پردہ پوش ہے ۔بڑی اور مشکل کامون مین اس سے
مدد ملتی ہے ۔حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے ۔بہترین اسباب ۔شدت مصیبت کے وقت
صبر کرنا ہے ۔جناب عمر فاروقؓ فرماتے ہین ۔اگر صبر و شکر مجسم بصورت سواری ظاہر
ہون تو مین دونون مین سے جسپر چاہے سوار ہون مجھکو اور کسی کی پرواہ نہوگی ۔
صبر کے چار اقسام جو مذکور ہوے اونکے فضائل ہم لکھتے ہین ۔

فضائل قسم اول یعنی احکام خدا بجالانا ۔منہیات سے باز رہنا ۔اس صبر کی
بدولت فرائض ادا ہوتے ہین ۔امور مسنون پورے طور سے تعمیل پذیر ہوتے ہین
آیہ کریمہ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب یعنی صبر کرنے والونکو اجر
بیحساب ملیگا ۔جناب علیؓ فرماتے ہین ۔صبر کا قرب و اتصال ایمان سے ایسا ہے جیسا
انسان کے دھڑ سے سر ۔حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہین ۔دنیا سے کوچ کرنا مسلمان
کے نزدیک آسان و سہل ہے اور خدا کی طلب مین دنیا ترک کرنا سخت مشکل ہے خواہش
نفسانی چھوڑ خدا کی طرف رجوع کرنا سہل ہے اور اللہ تعالی کی محبت مین اور اوسکے
ساتھہ صبر کرنا امر دشوار ہے ۔کسی نے حضرت جنیدؒ سے صبر کے معنی پوچھے ۔جواب دیا
تلخی فرہ لے لیکر پینا اور چہرہ پر شکن نہ آنا ۔حضرت خواصؒ کا قول ہے ۔احکام خدا

ورسول پر قایم رہنا صبر اسی کا نام ہے۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے حضرت قاسمؓ بن محمد سے وصیت کی خواہش کی۔ فرمایا مصیبت و تلخی و تکلیف کی جگہہ صبر کرو۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین۔ صبر دو طرح ہے۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ ممنوعات شرعیہ سے باز رہنا دوسرا صبر اعلیٰ و افضل ہے (کیونکہ اس مین نفس کشی ہے) صبر حالت خوف و امید مین مختلف ہوتا ہے کیونکہ جس شے کا خوف ہوتا ہے انسان اوس سے بھاگتا ہے اور اوسکے علیحدہ ہونے مین صبر کرتا ہے اور جو شئے مطلوب ہے اوسکی طلب مین تکلیف و محنت گوارا کرنا اور بامید کامیابی جان لڑا دینا ہی صبر ہے۔

فضائل قسم ثانی۔ اگر تم سے کوئی چیز گم ہو جاوے یا مصیبت کا پیش آوے اس مین جو صبر ہوگا تو اوس سے گونہ راحت و فرحت حاصل ہوگی۔ ثواب علیحدہ ہے اب دو حال سے خالی نہین۔ اگر گم شدہ چیز پر یا آنے والی مصیبت پر صبر کیا اور رنج و غم کو دل سے الگ رکھا بلکہ دل سے شکر خدا کرتا رہا تو جزع و فزع مین جو تکلیف ہوتی ہے اوس سے راحت پائی اور اگر صبر نہ کیا تو گھبرانے اور رونے پیٹنے سے گئی ہوئی چیز واپس نہو گی۔ مفت کا ثواب بھی ہاتھہ سے کھویا بلکہ الٹا گناہ اپنے سر لیا جناب علیؓ نے اشعث بن قیس سے اونکے بیٹے کے مرنے پر تعزیۃً فرمایا۔ اگر تم غم و رنج کروگے تو یہ مقتضائے محبت رشتہ قرابت ہے اور اگر صبر سے کام لوگے تو خدا کے نزدیک ثواب ہے اور دنیا مین اپنے بیٹے کا بدلا پاؤگے۔ اس صورت مین اجر صبر کیون ہاتھہ سے دو کیونکہ جو ہونیوالا تھا ہو چکا اب رونے دھونے سے کیا نتیجہ۔ اسی مضمونکو ابو تمام شاعر نے نظم کیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

جناب علیؓ نے اشعث سے تعزیت مین فرمایا۔ آپکو خوف تھا کہ صدمہ رنج سے

وہ گناہ مین نہ مبتلا ہون۔ اگر مصیبت پر ثواب کی نیت سے صبر کروگے تو خدا کے نزدیک اجر عظیم پاؤگے اور مثل بے زبان جانورون کے غم وغصہ کرنے کے بعد تسلی ہوہی جاویگی۔ ہمکو خدا نے مرد بنایا اور مشقت اور تکلیف برداشت کرنیکی ہدایت فرمائی اور رونے پیٹنے کو تو یہہ بیوہ عورتین ہین۔

قدما کا قول ہے صبر شوق مین۔ صبر خوف مین۔ صبر زہد مین۔ صبر انتظار موت مین۔ جو جنت کا مشتاق ہے وہ خواہش نفسانی پر صبر کرتا ہے۔ جو دوزخ سے خائف ہے وہ حرام کامون سے باز رہتا ہے جو دنیا کی طرف مائل نہین وہ مصیبت کو کچہہ سمجھتا ہی نہین۔ جو موت کو ہر وقت پیش نظر رکھتا ہے وہ گناہون سے کنارہ کش ہوتا ہے۔

قسم ثالث۔ خوفناک پیش آنے والی مصیبت کے اندیشہ و تردد سے اگر صبر کرکے راضی برضاء مولیٰ ہو کر خاموش بیٹہہ رہے تو اس صبر کی برکت سے عجب نہین کہ وہ مصیبت ٹل جاوے اور صبر کا ثواب پاوے اور جو شئے مرغوب و مطلوب ہے اسکے طفیل مین مل جاوے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہین۔ اگر گرفتار مصیبت بامید دفع صبر کرے تو اوسکو ثواب عبادت ہے۔ جب کسی آفت سماوی یا ارضی کا خوف ہو ایسی حالت مین صبر کرنیسے فی الحال راحت ہوتی ہے اور خدا سے امید اور حسن ظن رکھنا باعث ثواب عظیم ہے۔ جزع و فزع مین بخیال مصیبت آیندہ ابھی سے غم مین پڑنا اور اپنے بدن کو گھلانا۔ خدا کے ساتھہ بدگمان ہوتا۔ گنہگار بننا اور مستحق عذاب ہونا ہے

قسم رابع۔ آئی ہوئی مصیبت پر صبر کرنا۔ اس حالت مین اگر صبر و استقلال سے کام لے اور ہوش وحواس درست رکھے۔ تو دفع مصیبت کے اسباب اور حیلے پیدا کرسکتا ہے اور دشمن کی تدبیرون اور مکر کا جواب مناسب دے سکتا ہے۔ اس

صبر کی فضیلت مین یہہ آیات کریمہ وارد ہین۔ وتمت کلمۃ ربک علی بنی اسرائیل بما صبروا۔ بنی اسرائیل پر اونکے صبر کرنے سے خدا کی بات پوری ہوگئی۔ واصبر وما صبرک الا باللہ۔ اور صبر کر اور صبر تو اللہ ہی کے ساتھ ہے۔ واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور۔ اور مصیبت پر صبر کر۔ البتہ صبر بڑے کاموں سے ہے۔

اسی لفظ صبر سے یہہ الفاظ ماخوذ ہین۔ مُتَصَبِّر۔ بہ تکلف صبر کرنیوالا جو مصیبتوں مین صبر کرے ایسا شخص کبھی صبر کر لیتا ہے اور کبھی صبر سے عاجز ہوجاتا ہے۔ صابر۔ وہ شخص ہے جو نہ شکوہ کرے اور نہ صبر کرنے سے تھکے۔ صبار۔ وہ شخص ہے کہ اگر تمام دنیا کی بلائین اور مصیبتین اسپر آپڑین یہہ بکشادہ پیشانی برداشت کرے۔ زبان سے شکوہ وشکایت کا ایک حرف بھی نہ نکالے اگرچہ بتقاضاے بشریت تکلیفوں سے ضعیف وناتوان ہوجاے۔ صبور۔ وہ شخص ہے جو ان مقامات پر ثابت ہو (سراج الملوک علامہ طرطوشیؒ)

جناب عثمان رضؓ نے بیشک درجہ انتہاے صبر اختیار فرمایا اور آپ مستحق خطاب صبار وصبور کے ہوے۔

بی بی نائلہ کی پریشانی کس طرح رقم ہوسکتی ہے۔

کلیجہ تھام لوگے جب سنوگے	نہ سنوا سے خدا شیون کسی کا

جس کے سر کا تاج برباد ہونے والا ہو۔ جسکے سردار ومالک خانمان وحاکم دل وجان پر صرصر فنا کا جھونکا چل گیا ہوا ور ایک دم مین شجر حیات تیر جفا سے قلم ہونے والا ہو جس کی آسائش دنیوی وراحت زندگانی کے باغ پُر بہار کو دست ظلم خزان تاراج

کر رہا ہو۔ جسکے خلیفہ ایسے شوہر پر خنجر ظلم چلنے والا ہو۔ جسکے پیارے خاوند کے قتل کا سامان ہو۔ جسکے دلدار و دلبر تاز بردار زوج کے گلے کو ظالم کاٹنے والے ہون۔ جسکے دل وجان کے مالک مظلوم کو بیدرد قسائی ذبح کرنا چاہتے ہون اور جسکو یہہ خوف لگا ہو کہ وہ اپنے پیارے اور عزیز والی وارث کو ابھی تھوڑی دیر مین زمین پر بسمل تڑپتا دیکھے گی۔ جسکے پیش نگاہ ہو کہ ابھی یہہ سر جو اوسکے زانو پر ہے کچھہ دیر بعد خاک و خون مین پڑا ہوگا اور باوصف اسکے وہ مجبور ولاچار اور بیلبس و بے قابو ہو۔ کسیطرح حفاظت وحمایت نہ کرسکتی ہو۔ بھلا ایسی عورت کے رنج وغم واندوہ بیم کی کیا انتہا ہوگی۔ کون اندازہ کرسکتا ہے اور کس زبان سے بیان ہوسکتا ہے۔ بس وہ جانی یا اوسکا دل۔

تا کہ خوریم غم پئے تسکین درد خویش	گویم بخود کہ ذ ازل این شد نصیب من

آہ۔ یہ واقعہ شہادت بھی مجہہ ہی کو لکھنا ہے۔ مجبوراً با دل بریان وچشم گریان قلم شکستہ پا سے یہہ میدان وحشت ناک وبیابان المناک طے کرتا ہون۔

دیدہ راپردہ خود کردہ بدیدن رفتم	پنبہ برگوش نہادم بہ شنیدن رفتم

اس داستان خون فشان اور قصہ پرغصہ کو ارباب تاریخ اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب بلوائی آپکے حرم سرا مین داخل ہوے تو ایک شخص کو آپکے قتل کے واسطے بھیجا۔ اوس نے آپکے سامنے آکر کہا۔ اگر تم اب بھی خلافت سے دست بردار ہو تو ہم تمکو چھوڑ دینگے۔ خلیفہ مظلوم وبیکس نے جواب دیا۔ کمبخت دور ہو۔ کیا بکتا ہے خدا کی قسم مین نے کبھی نہ زمانہ جاہلیت مین نہ اسلام مین زنا کیا۔ نہ کبھی گایا نہ اسکی خواہش کی اور جسوقت سے جناب رسول خدا کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ کبھی یہہ سیدھا ہاتھہ

اپنی شرمگاہ پر نہین رکھا۔ مین مرتے دم تک خدا کا عطیہ لباس خلافت نہ اوتارونگا اور اسی لباس کے ساتھہ اپنے خدا کے پاس جاؤنگا۔ وہ اہل سعادت کو عزت دیگا اور اہل شقاوت کو ذلیل وخوار کرے گا۔ (ابن اثیر)

ایک روایت یہہ ہے کہ وہ شخص جو آپکے پاس آیا ابوثور فہری تھا۔ اوسکا بیان ہے کہ آپنے فرمایا۔ مجھکو خداوندتعالےٰ نے دس فضائل عطا فرماے ہین۔ اسلام مین چوتھا شخص ہون۔ جناب رسول خدا نے اپنی ایک بیٹی میرے نکاح مین دی جب وہ مرگئین دوسری بیٹی سے میرا نکاح کر دیا۔ (چار باتین وہ بیان فرمائین جو ابن اثیر کی روایت مین درج ہین۔ باقی یہ ہین) ہر جمعہ کو ایک غلام راہ خدا مین آزاد کرتا رہا اگر کسی جمعہ کو اتفاقاً ناغہ ہوگیا تو اوسکے بعد آزاد کیا۔ جملہ غلامونکی تعداد جنکو مین نے آزاد کیا دوہزار چارسو کے قریب ہے۔ مین نے کبھی چوری نہین کی۔ جناب رسول خداؐ کے عہد مین قرآن جمع کیا (یاد کیا یا کتابت کی) (صواعق محرقہ)

وہ شخص آپسے یہہ کلام سُنکر بلاتعرض واپس گیا۔ لوگون نے پوچھا تونے کیا کیا جواب دیا۔ بغیر قتل آپ کی خلافت نہین مل سکتی۔ آپ خوشی سے خلافت ترک نکرینگے اور آپکو قتل کرنا ہمارے حق مین حلال نہین۔

اب دوسرا شخص قبیلہ بنی لیث کا آپکے قتل کو آیا۔ وہ بھی درباب خلع خلافت آپسے گفتگو کرنے لگا۔ آپنے اوس سے فرمایا کہ تو میرا قاتل نہین ہے۔ جناب رسولخداؐ نے تیرے حق مین دعا فرمائی ہے کہ تو ایسے مقامات اور محل فتنہ و فساد وقتل ناحق سے محفوظ رہے۔ تو ہرگز ایسے افعال مین مبتلا ہوکر ضائع نہوگا اور جناب رسول خدا کی دعا کی برکت سے خدا تجھکو بچاتا رہیگا۔ وہ شخص بھی واپس گیا اور مجمع بلوائیان سے بالکل

علل‌لصحۃ ہوگیا۔ پہر ایک شخص قریشی آیا۔ آپنے اوس سے فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے تیرے واسطے دعاے مغفرت کی ہے تو خون حرام اور ناحق کا ہرگز مرتکب نہ ہونا۔ وہ بہی آپکی نصیحت سنکر اس مجمع اشرار سے کنارہ کش ہوا اور اپنے گہر چلا گیا۔

عبداللہ بن سلام دروازہ پر لوگون کو آپکے قتل سے روک رہے تہے اور وعظ و نصیحت سے چاہتے تہے کہ کسی طرح انکے دلونکا زنگ دور ہو۔ انکی آنکہین کہلجائین اور یہ اپنے اعمال قبیحہ پر متنبہ ہوکر اس حرکت سے باز رہین۔ آپنے مجمع بلوائیان مین جاکر بآواز بلند فرمایا۔ اے گروہ بلوائیان پرجفا شتر کینہ۔ بدطینت۔ بہائم سیرت۔ اپنے حرکات ناشائستہ سے باز آؤ قتل امام برحق سے ہاتہہ اوٹہاؤ۔ خدا کے غضب کی تلوار کو جو ابہی تک نیام مین ہے مت نکالو اور شمشیر قہر ملک جبّار کو اپنے اوپر نہ چلنے دو۔ خدا کی قسم۔ اگر تم وہ تلوار نیام سے کہینچ لوگے تو پہر روک نہ سکوگے اور تاقیام قیامت پہر وہ تلوار نیام مین نہ جاویگی بلکہ تمہارے ہی اندر برابر چلتی رہیگی۔ اے کمبختو۔ تم نہین سمجہتے کہ آج کے دن تمہاری حکومت اور سلطنت فقط دُرّہ کے زور سے ہے۔ اگر تم جناب عثمانؓ کو قتل کرڈالوگے تو یہہ امر سیاست بغیر تلوار کے قائم نہ رہ سکیگا۔ اے ظالمو۔ تم نہین دیکہتے کہ تمہارا شہر مدینہ فرشتونسے بہرا پڑا ہے۔ اگر تم اپنے خلیفہ مظلوم کو قتل کروگے تو فرشتے مدینہ چہوڑکر چل دینگے اور جو خیر و برکت آج ہے وہ تمکو پہر تاقیامت نصیب نہ ہوگی۔

بقتلم چون کشد شمشیر نے از بیم جان ترسم	کہ طفل ست و چو بیند کشتہ ام ترسد از ان ترسم

بلوائیونکی تو عقل و ادراک اسوقت گم تہی بحر ضلالت و بغاوت مین سرتاپا غرق تہے انکے دلونسے مادۂ قبول حق کا اثر تک اوٹہہ گیا تہا آپکا کہنا ایک نہ مانا بلکہ جہلا کر

بکمال گستاخی جواب دیا۔ اے یہودی بچہ۔ تجھکو کیا پڑی چل اپنی راہ لے ہماری کام مین دخل نہ دے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے جب دیکھا کہ یہہ قوم ناعاقبت اندیش راہ حق سے بہت دور ہے اب وعظ و پند کا موقع نہین رہا مجبور واپس تشریف لیگئے۔

آستین شکر آلود مگس ران نشود	وعظ من گرد فشانندہ عصیان نشود

گروہ بلوائیان آپکے مکان مین اسی فکر مین تہا کہ جلد کام تمام کیا جاے کئی اشخاص باری باری گئے اور واپس آے۔ ان سب کے بعد محمد بن ابی بکرؓ پہونچے۔ آپ اوسوقت تلاوت قرآن مجید مین مصروف تھے انکو دیکھکر نہایت نرمی سے فرمایا اے محمد بن ابی بکرؓ کیون میری جان کے پیچھے پڑے ہو۔ کیا خدا پر غضب و غصہ کرتے ہو۔ مین نے تمہارا کون سا ایسا جرم کیا ہے جسکی پاداش مین مجھکو واجب القتل ٹہیراتے ہو۔ کیا مین نے کوئی تمہارا حق ضبط کر لیا ہے جسپر یہہ کینہ و حسد ہے علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ نے آپکی ریش مبارک پکڑ لی اور اوسکو ہلایا۔ وثاب غلام جناب فاروقؓ جو حضرت عثمانؓ کی خدمت مین رہا کرتے تھے اوسوقت موجود تھے کہتے ہین کہ مین نے آپکے دانت بجنے کی آواز سُنی (ازالۃ الخفا) اور کہا۔ خدا تم کو رسوا کرے۔ ای نعثل {نعثل بمعنی موٹا بہدا (کنایۃ احمق) اور نعثل بمعنی بوڑہا احمق۔ ایک یہودی مدینہ مین تہا اوسکا نام ہے تشبیہاً جناب عثمانؓ کو کہتے تھے۔ (قاموس)} جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ مین نعثل نہین بلکہ امیر المومنین عثمان ہون۔ محمد بن ابی بکرؓ نے کہا۔ تمکو معاویہؓ اور ابن عامر اور فلان فلان شخصون نے نہ بچایا اور اس گاڑہے وقت مین کوئی تمہارے کام نہ آیا۔ اس بڑہاپے مین بہی تمکو خلافت کی ہوس باقی ہے۔ امیر المومنین نے ارشاد کیا۔ اے بہتیجہ۔ اگر اوسوقت تمہارے باپ زندہ

ہوتے تو میرے اس بڑہاپے کی قدر کرتے اور کبھی میری ڈاڑہی نہ پکڑتے (ابن اثیر)
اور ایک روایت مین یہہ ہے۔ اے میرے بھتیجہ میری ڈاڑہی چھوڑ دے۔ قسم خدا کی
یہہ ڈاڑہی تیرے باپ کے نزدیک بڑی عزت دار تھی۔ اگر تیرا باپ تجھکو اسوقت دیکھتا
تو ہرگز تیرے اس فعل پر راضی وخوش نہ ہوتا۔ (خمیس) یہ سنکر محمد بن ابی بکرؓ نے کہا
اگر میرا باپ زندہ ہوتا اور تمکو یہہ کام کرتے دیکھتا تو وہ ان کامونکو کبھی پسند نہ کرتا
اور مجھہ سے زیادہ سختی سے تمہاری یہہ ڈاڑہی پکڑتا۔ جناب عثمانؓ نے اسکے جواب
مین فرمایا۔ مین تپر خدائے قادر وتوانا سے مدد چاہتا ہون اور اوسیکی اعانت کا
خواستگار ہون۔

نیاز خویش ہلالی بخلق عرض مکن		خوش آنکہ روی بدرگاہ بے نیاز کنی

محمد بن ابی بکرؓ یہہ سنکر شرما گئے اور ڈاڑہی چھوڑ کر چلے آے۔ بعضے کہتے ہین کہ انکے
ہاتھہ مین ایک تیر تہا اوس سے آپکی پیشانی پر زخم لگا دیا مگر روایت اولی صحیح ہے۔
غرضکہ محمد بن ابی بکرؓ بلا تعرض آپ کی خدمت سے چلے گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے
کہ محمد بن ابی بکرؓ کا ہاتھہ کانپنے لگا اور جناب عثمانؓ کے فرمانے سے اونپر خوف خدا
نے غلبہ کیا یہان تک کہ رو دیئے۔ اپنی حرکت پر توبہ کی۔ وہان سے نکل آے اور کہا
خدا کی قسم اب مین نہ مارونگا نہ مارتے دونگا۔

ندیدم بار یاب آستان عفو طاعت را		در جرأت زدم منت کش تقصیر گردیدم

انکے بعد ایک اور شخص آیا۔ جناب عثمانؓ تلاوت قرآن مجید مین مشغول تے آپنے
فرمایا۔ میرے تیرے درمیان مین قرآن شریف ہے۔ وہ شخص بہی چلا گیا بعد ازان
ایک اور شخص آیا جسکا نام موت اسود تہا۔ اوسنے آتے ہی آپکا گلا گھونٹا پہر

واپس جاکر لوگونسے کہا۔ واللہ۔مین نے عثمان رضؓ کے حلق سے زیادہ کوئی نرم چیز نہین دیکھی۔مین نے اونکا گلا گھونٹا بخدا اونکا دم رُکنے لگا یہان تک کہ اونکی جان بدن مین اس طرح روان تھی جیسے زخمی سانپ لہراتا ہے اور اوسکو مرتے وقت حرکت ہوتی ہے۔پھر ایک اور شخص آیا۔آپنے اوس سے بھی فرمایا کہ میرے تیرے درمیان کتاب اللہ ہے مگر اوس نامرد نے کچھہ خیال نہ کیا تلوار کا ہاتھہ آپ پر چھوڑ ہی دیا۔آپنے ہاتھہ پر روکا جس سے دست مبارک کٹ گیا یا کٹ کر جدا ہوگیا۔(شک راوی) پھر آپ نے فرمایا۔بخداے لایزال۔یہہ وہ پہلا ہاتھہ ہے جسنے سُوَر مفصل کلام ربانی لکھی ہین۔(ازالۃ الخفاء)

جب بلوائیون نے دیکھا کہ جو جاتا ہے وہ حضور خلیفہ کے رعب داب مین آکر ناکام واپس آتا ہے تو بالآخر ایک گروہ کمینونکا بھیجا گیا جس مین قتیرہ۔سودان بن حمران غافقی تھے۔غافقی نے لوہے سے آپ پر حملہ کیا اور نالائق نامرد نے کلام ربانی پر ایک لات ماری۔قرآن شریف چکر کہا کر جناب عثمان رضؓ کی گود مین گرا۔آیہ کریمہ۔فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم (ترجمہ۔قریب تیری طرف سے کافی ہوگا اونکو اللہ تعالےٰ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے) پر خونکا قطرہ گرا۔حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب عثمان رضؓ سے فرمایا۔تم مظلوم شہید ہوگے اور تمہارے خون کا قطرہ آیہ کریمہ۔فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم پر گریگا حضرت ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ خون کا نشان ابتک قرآن مجید مین ہے۔(خمیس)۔

(راقم۔مشہور ہے کہ یہہ قرآن شریف ابتک مدینہ منورہ مین موجود اور بنام مصحف

مصحف امام معروف ہے) پہر سودان سیاہ باطن نے تلوار چلائی۔ بی بی نائلہ آپ پر جہک پڑین اور تلوار کو ہاتہہ پر روکا۔ اونکی اونگلیان کٹ گیئن۔ پہر اوس مرد کنے دوسرا وار کیا جسکے صدمہ سے روح مقدس جناب امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ندا ملاء اعلیٰ۔ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ سنکر لبیک کہتی ہوئی جسد عنصری سے پرواز کرکے جنت الفردوس مین پہونچی اور آپ جام شہادت نوش فرما کر شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسے نور دیدہ رفتی و بے نور دیدہ ماند	مژگان چو آشیانہ مرغ پریدہ ماند

حضرات ناظرین! مین نے اپنے دل پر جبر کرکے نہایت ضبط و تحمل سے یہ چند سطور لکہی ہین۔ میرے امکان مین نہین کہ اس نمونہ محشر کا واقعہ بالخصوص اسوقت کی بیتابی و بیچینی جو گذری اوسکا حسرتناک سین آپکو دکہلا سکون سچ تو یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ رحیم کریم ہے۔ سبقت رحمتی علی غضبی (میری رحمت و شفقت میرے غضب سے بڑہگئی ہے) اوسکی شان ہے ورنہ اس گروہ اشرار کو زمین نگل جاتی۔ آسمان انپر پہٹ پڑتا۔ فلک سے انگارے برستے اور انکے وجود نامحمود کو نیست و نابود کردیتی۔ جو کچہ آفت ارضی و سماوی انپر آجاتی کچہہ بعید نہ تہا۔ واے صد واے۔ اس گروہ اشقیا نے اپنے سر کے تاج کو دست ظلم سے کسطرح خاک پر ڈال کر برباد کیا۔ اپنے خلیفہ مظلوم کو کس بیدردی کے ساتہہ خنجر بیداد سے قتل کیا ہے ہے۔ انکا امام۔ انکا سردار۔ انکا حاکم۔ انکا سرپرست۔ انکا مہربان جو باوصف قدرت و امکان کے انکی زیادتیان اور جور و جفا و نکوکس تحمل سے

ستھا ہا اسپر انکو ذرہ برابر بھی رحم نہ آیا۔ کسیکا کیا بگڑا خود یہہ ہی لوگ دنیا مین تاقیام قیامت مطعون خلائق رہے اور دار مکافات مین دیکھین گے کہ انکی دنیا کی کمائی کیا رنگ لائی اور کیا نفع دیا۔ یہہ دار دنیا جو دراصل مزرعۃ الآخرۃ ہے اس کہیت مین انہون نے کیا بویا اور انکی کہیتی کیا برگ و ثمر لائی اور انکے کیا ہاتھہ آیا۔ ابہی کیا ہے غفلت کے پردے پڑے ہین۔

بروز حشر شود ہمچو صبح معلومت	کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

امیر المومنین جناب عثمانؓ کا تو کچہہ نقصان نہوا۔ دنیوی فضیلت آپکی ظاہر ہے اور آخرت کے مدارج جو آپکو نصیب ہونگے یہہ شرف شہادت اوسپر مستزاد ہوگا

رنجہ کردی ساعد و خون ہلالی ریختی	تا قیامت شرمسار دست و بازوے توام

آپ پر جو ظلم و ستم ہوا وہ تہوڑی دیر کا تہا اور جو تکلیف و مصیبت تہی وہ گذر گئی۔

پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد	بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

اب آپ کے واسطے روحؔ و ریحان و جنت نعیم ہے۔

دیکہا ہے ایسا صابر کوئی بہی اس جہان مین	تلوار آوے سر پہ ہو ذکر جان جان مین
بہوکا ہو سارے دن کا پیاسا ہو رات بہر کا	ہو صبح شغل قرآن اور فکر ندر جان مین

عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب آپ کی روح پر فتوح طائر گلزار جنان ہوئی تو آپ کے مکان مین یہ آوازین سب نے سنین مگر کہنے والا نظر نہین آیا۔ ابشر یا ابن عفان بروح و ریحان و برب غیر غضبان ابشر یا ابن عفان بغفران و رضوان

ترجمہ۔ اے ابن عفان تمکو باغ جنت اور خوشبودار پہولونکی بشارت ہو اور اپنے

پروردگار سے ملو جو نہایت درجہ تم سے خوش ہے۔ اے ابن عفان تمکو مغفرت و رضائے خداوندی کی بشارت ہو۔ (شواہد النبوۃ نسخہ قلمی)

وذی النورین والبرهان والحلم والندیٰ	خشوع وللقرآن تال مجمع
قنوت الدیاجی والعیون مسامرۃ	بلذۃ عیش بالتہجد مولع

ترجمہ۔ جناب عثمانؓ ذی النورین ہین اور صاحب برہان و حلم و سخاوت۔ صاحب خشوع جامع قرآن اور اوسکی تلاوت کرنے والے ہین۔ آپ اندھیری راتون مین عبادت الٰہی کرتے اور تہجد مین مشغول رہتے اوسوقت کہ اور لوگونکی آنکھین دنیوی عیش و لذات مین جاگتی ہوتین۔

والصائم المحمود مشهده	عثمان ذی النورین فی قتله جاروا
اشرار قوم من الارادل فی دمه	فی مصحف ظل للفجار انجار

عثمانؓ روزہ دار شب بیدار تہے۔ آپکی شہادت محمود ہی ایسے بزرگ کے قتل مین ظلم کیا۔ وہ لوگ بری قوم کمینہ تہی۔ ان بدکارونکی شرارت سے آپکا خون قرآن پر بہنے لگا۔ (تاریخ یافعیؒ)

روایت ہے کہ جب آپ زخمی ہوے۔ بی بی نائلہ نے آپکا سر مبارک اپنے زانو پر رکھہ لیا اور بچانے کی غرض سے آپ پر جُہک گئین۔ ایک شوخ دیدہ بیباک نے انکی طرف دیکھہ کر کہا۔ دیکھو یہہ عورت کیسی موٹی ہے اسکے سُرین کسقدر بڑے بڑے ہین۔ راوی کا قول ہے کہ مین نے یہہ بات سنکر اپنے دل مین کہا۔ یہہ کمبخت دنیا کے کُتے ہین آپکے قتل سے انکا مطلب صرف حصول دنیا ہی۔ (ازالۃ الخفاء)

دوسری روایت مین یہہ ہے کہ بعد شہادت آپکے بی بی نائلہ اپنی چادر وغیرہ آپکو اوڑہا کر پاس بیٹھہ گئین کہ ایک نابکار مردک آیا جسکے ہاتہہ مین ننگی تلوار تہی

اوسنے کہا خدا کی قسم مین عثمانؓ کی ناک کاٹونگا۔ یہہ کہکر بی بی نائلہ سے مزاحمت
کرنے لگا۔ اونہون نے اوسکی تلوار کی باڑ پکڑلی مگر اونکا ہاتہہ کٹ گیا۔ بی بی نائلہ
نے رباح آپکے غلام کو جسکے ہاتہہ مین جناب عثمانؓ کی تلوار تہی پکارا اور کہا مجہکو
اس نالائق کے شر سے بچا اور میری مدد کر۔ رباح نے لپک کر ایک ہاتہہ تلوار کا
ایسا مارا کہ وہ نامرد جہنم واصل ہوا۔ (خمیس)

اوپر کی روایت سے واضح ہے کہ آپکا قاتل سودان ہے مگر بعضے کہتے ہین کہ جسنے
آپکے قتل کا بیڑہ اوٹہایا وہ کنانہ بن لبشر تجیبی ہے۔ الغرض سودان سیاہ روجب
آپکو قتل کرچکا تو اوسکو بہی آپکے ایک غلام نے ایک ہی ہاتہہ مین جہنم رسید کیا۔ (ابن اثیر)
بلوائیو نکا آپکے مکان مین داخل ہونا اور آپکو شہید کرنا کچہہ ایسی عجلت کے ساتہہ
اور تہوڑے وقت مین ہوا کہ دروازہ والونکو خبر نہونے پائی اور نہ اون لوگونکو جو
چہت پر تہے اطلاع ہوئی اتفاقاً جو دو چار غلام آگئے تو وہ بہی بعد شہادت کے
ان بلوائیون سے مصروف ہوگئے جیسا واقعات اور روایات کے دیکہنے سے
معلوم ہوتا ہے۔ بعد شہادت جناب عثمانؓ آپکے غلامون نے قاتلین سے مقابلہ
کیا جس مین بعض غلام اور بعض بلوائی کام آئے جس غلام نے سودان کو قتل
کیا تہا اوسکو قتیرہ نے مار ڈالا۔ دوسرے غلام نے قتیرہ کو بہی واصل بجہنم کیا۔ پہر
بلوائی ہجوم کرکے گہر لوٹنے لگے اور جو کچہہ کپڑے زیور رہا تہہ آیا لوٹ لیا۔ کلثوم تجیبی
نے بی بی نائلہ کی چادر چہین لی۔ ایک غلام نے پہونچکر کلثوم کو ایک ہی وار مین ختم
کردیا۔ بدنہاد جب گہر کا مال واسباب لوٹ چکے عمرو بن الحمق نے آپکے سینہ بے کینہ پر
براہ بغض و عناد نہایت نامردی سے نونیزے مار کر کہا۔ اِن مین سے تین تیز ہی تو مین نے

اللہ کے واسطے مارے ہین اور جہ اسوجہ سے کہ میرے دل مین اسکی طرف سے غبار تہا (واہ رے مردک اچھا غبار نکالا) بعد اسکے بلوائیون نے آپکا سر کاٹنا چاہا۔ نائلہ ام البنین۔ چلا کر لاش پر گر پڑین اور اپنے منہ پیٹنے لگین۔ ابن عدیس نے کہا کہ جانے دو سر نہ کاٹو سر سے ہمکو سروکار نہین۔ یہ عمیر بن ضابی آپ پر کودا کمبخت ظالم نے آپکے نازک بدن پر ٹھوکرین مارین جس سے چند پسلیان ٹوٹ گئین ٹھوکرین لگاتے وقت یہہ کہتا جاتا تہا۔ تمنے میرے باپ کو قید کیا تہا جو بیچارہ قید ہی مین مرگیا۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

بعضے کہتے ہین کہ آپ کے قتل مین دو شخص شریک ہوے۔ ابو عمرو بن بُدیل خزاعی۔ اسنے چوڑے۔ تیر کے پھل سے آپکی شہ رگ گردن کاٹ دی اور کنانہ بن بشر تجیبی نے تلوار سے شہید کیا۔ آپ کے قاتل کی تعیین مین کہ جسکے زخم سے آپ شہید ہوے مورخین مین باہم اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ آپکا قاتل رومان بن سرحان کنجی آنکھ والا پستہ قد قبیلہ مراد سے ہے بعضے سودان بن حمران کو بعضے رومان یمامی کو۔ بعض رومان بنی اسد کو بتلاتے ہین۔ بعض کا خیال ہے کہ اسود تجیبی باشندہ مصر ہے۔ بعض کے نزدیک جبلہ بن ایہم ایک مصری شخص ہے بعض سودان بن رومان مرادی کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ تجیبی اور محمد بن ابی حذیفہ ہین مگر محمد بن ابی حذیفہ کا ذکر صرف ایک روایت مین ہے جو دیگر روایات کے مقابلہ مین درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس مین شک نہین کہ یہہ سب لوگ گروہ بلوائیون مین سے تھے مگر قاتل ایک یا دو شخص ہونگے اسکے تعیین مین اختلاف کثیر ہے۔ ازالۃ الخفاء مین جو روایت وثاب سے مروی ہے اوسمین قاتل کا نام نہین ہے بلکہ مبہم ہے کہ چند

لوگ داخل ہوے اور آپکو شہید کیا۔ دوسری روایت مین صرف کنانہ بن بشر تجیبی ہے۔ تیسری روایت مین ابن بدیل اور تجیبی دو شخص ہین۔ ابن اثیر نے بہی دو شخص لکہے ہین غافقی اور سودان بن حمران اور یہہ روایت اولیٰ ہے۔ دوسری روایت سے جو بلفظ قیل صیغہ ضعف کی دلیل ہے کنانہ بن بشر تجیبی ثابت ہوتا ہے۔ تاریخ خمیس مین ہے کہ جب محمد بن ابی بکرؓ جناب عثمان رضؓ کے پاس سے چلے گئے تو رومان بن سرحان ایک شخص پستہ قد ازرق چشم قبیلہ مراد کا آپکے پاس آیا۔ خنجر اسکے ہاتہہ مین تہا۔ آپسے کہا۔ اے نعثل تم کس دین پر ہو۔ آپنے فرمایا مین نعثل نہین لیکن عثمان بن عفان ہون۔ میرا دین وملت دین ابراہیمی ہے اور مین مشرکون مین نہین اوس مردک نے کہا تم جہوٹے ہو۔ یہہ کہکر آپ کی داہنی کنپٹی پر خنجر مارا جس سے آپ زخمی ہوکر گر پڑے۔

بلوائی گہر لوٹ کر جس درجہ مین آپ شہید پڑے تہے اوسکو بند کرکے گہر سے نکل گئے اور پکار کر کہا۔ چلو بیت المال لوٹین مگر خبردار سب ایک ساتہہ چلنا کوئی پہلے نہ لوٹ لے۔ محافظین بیت المال نے جب انکا یہہ قصد دیکہا سمجہے کہ یہہ لوگ طالب دنیا ہین۔ انکے ہاتہہ سے جان بچانا ضرور ہے لہذا یہہ لوگ چل دیئے۔ بلوائیون نے بیت المال پر قبضہ کرلیا۔ بیت المال مین اسوقت صرف دو گہٹے تہے انکو لوٹ لیا کہتے ہین کہ بلوائی آپ کو شہید کرکے نادم ہوے۔ (ابن اثیر) آپ کی شہادت تاریخ اٹھارہوین یوم جمعہ ۳۵؁ ہجری کو ہوئی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

وقت کی تصریح کسی مورخ نے نہین کی البتہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکہتے ہین کہ عصر اور مغرب کے بیچ مین جناب عثمان رضؓ

شہید ہوے ہین۔ دیگر اقوال تاریخ وسنہ مین ہم آگے ذکر کرینگے۔ ہم لکہہ آے ہین
کہ جسوقت بلوائی آپکے قتل کی غرض سے مکان مین داخل ہوے اوسوقت صرف
نائلہ آپکے پاس تہین۔ اونہون نے تہار شور کیا چلائین پکارین مگر اس ہنگامہ مین
کسی نے نہ سنا۔ آپ کو اتنا موقع اور فرصت نہ ملی جو خود کوٹہے یا دروازہ پر جاکر
بلوائیون کے آنیکی اطلاع کرآتین۔ علاوہ اسکے ایسے وقت مین آپ کو تنہا چہوڑکر
جانا بہی مشکل تہا۔ جب بلوائی اپنا کام کرکے گہر سے نکل گئے بی بی نائلہ کوٹہے پر
چڑہین اور پکار کر کہا۔ لوگو دوڑو۔ جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے
ظالمون نے گہر مین گہسکر آپکا کام تمام کردیا اس آواز کے سنتے ہی چارون طرف سے
لوگ دوڑپڑے اور آناً فاناً تمام شہر مین اس واقعہ جانکاہ کی خبر ہوگئی۔ حضرات حسنینؓ
اور دیگر اصحاب جو دروازہ پر بلوائیون سے لڑرہے تہے اور بدانست خود انکو
مکان مین داخل ہونے اور قتل کرنے سے روک رہے تہے یہہ آواز سنتے ہی سب کے
سب مکان مین داخل ہوے۔ آپ کو خنجر بیداد سے مذبوح پایا۔ سخت افسوس وحسرت
کے ساتہہ لاش کے گرد ہجوم کرلیا۔ اسوقت کی حالت عجب حسرتناک اور ہول انگیز
تہی۔ کوئی ایسا نہ تہا جو آپکے مظلوم شہید ہونے پر نہ روتا ہوگا۔ حضرات حسنینؓ اور
انکے ہمراہی وفور غم سے بدحواس تہے۔ گلی کوچہ مین صدائے وا ویلاہ وامصیبتاہ بلند تہی
ہر شخص کی زبان پر یہی تہا "افسوس خلیفہ برحق مظلوم وناحق قتل کئے گئے"۔ جب
اس سانحہ ہوش ربا کی خبر جناب علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ اور دیگر اکابر صحابہ واعیان
مدینہ کو ہوئی آپکے گہر کی طرف بتعجیل تمام دوڑپڑے سب کی زبان پر کلمہ انا للہ
وانا الیہ راجعون تہا۔ جناب عثمان کی لاشہ کو دیکہکر حضرت علیؓ بیخود ہوگئے

کثرت رنج والم سے حال زبون ہوگیا سب کی عقلین گم تہین اور خوننابہ جگر چشم گریان سے جاری تہا جناب علیؑ کمال غیظ وغضب مین تہے۔ اپنے صاحبزادون سے فرمایا تُم لوگ دروازہ پر تہے اور جناب امیرالمومنین عثمانؓ شہید ہوگئے؟ یہہ غفلت۔ تمکو تو حفاظت کے لئے بہیجا تہا۔ ایسی ہی حفاظت کیا کرتے ہین؟" یہہ فرماکر اوسی عالم غضب مین آپنے جناب امام حسنؓ کے سنہ پر طمانچہ مارا اور جناب امام حسینؓ کے سینہ پر ایک گہونسا۔ محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بہت سخت وسست کہا پہر غضبناک گہر سے باہر نکلے۔ طلحہؓ اثناء راہ مین ملے۔ آپ کو خیال تہا کہ طلحہؓ نے خلیفہ کے قتل مین اعانت کی ہے۔

طلحہؓ۔ اے ابوالحسن۔ آپنے حسن وحسین کو کیون مارا۔

علیؓ۔ امیرالمومنین جیسے بزرگ اور مقدس صحابی بدری جسنے جناب سرورکائنات خاتم النبیین شفیع المذنبین کی شرف صحبت کی دولت لازوال حاصل کی قریب کے رشتہ دار۔ دو صاحبزادیان آنحضرت صلعم کی جنکے نکاح مین آئین بے اثبات حجت شرعی مظلوم مقتول ہون حالانکہ یہہ لوگ دروازہ پر موجود تہے۔ انسے حفاظت نہ ہوسکی وہ اس طرح شہید ہوگئے۔

طلحہؓ۔ اگر جناب عثمانؓ مروان کو حوالہ کردیتے تو یہہ نوبت نہ پہونچتی۔

علیؓ۔ اگر مروان کو دے دیتے تو لوگ بلاتحقیق اوسکو مار ڈالتے۔

علیؓ۔ (بی بی نائلہ کے پاس جاکر) امیرالمومنین جناب عثمانؓ کو کس شخص نے قتل کیا۔

نائلہؓ۔ مین اون لوگونکو نہین جانتی البتہ اگر اب دیکہون تو پہچان لون۔ اسقدر کہہ سکتی ہون کہ قاتل دو شخص تہے جنکے ہمراہ محمد بن ابی بکرؓ بہی آئے تہے

اور محمد بن ابی بکرؓ اور جناب عثمانؓ سے جو گفتگو ہوئی تھی کہہ سنائی۔

علیؓ۔ (محمد بن ابی بکرؓ کو طلب فرما کر) بی بی نائلہ کہتی ہین کہ تم قتل مین شریک تھے

محمد۔ بی بی نائلہ سچ کہتی ہین۔ مین ضرور آیا۔ اور بخدا اونکے قتل کا ارادہ کر کے آیا تھا مگر جناب عثمانؓ نے میرے باپ کو یاد دلا یا لہذا مین نادم ہو کر چلا گیا اور مین اب توبہ کرتا ہون اور جو کچھ بے ادبی جناب عثمانؓ کیخدمت مین مجھسے سرزد ہوئی اوس سے نادم ہون۔ خدا کی قسم مین نے نہ آپکو قتل کیا اور نہ آپکو پکڑا۔

نائلہؓ۔ محمد بن ابی بکرؓ سچ ہین۔ درحقیقت یہہ چلے گئے مگر دونون قاتلونکو انہون نے بلا لیا تھا۔

(آخری فقرہ بی بی نائلہ کی زیادتی ہے) پھر جناب علیؓ نے مروان کو طلب کیا وہ نہ ملا معلوم ہوا کہ اپنے بیٹے کو لیکر بھاگ گیا۔ (صواعق۔ عقد الفرید۔ خمیس)

جناب عثمانؓ کے سنہ شہادت مین تو اختلاف نہین بالاتفاق ۳۵ھ ہے البتہ ابن اثیر کی ایک روایت مین ۳۶ھ ہے مگر وہ روایت شاذ معلوم ہوتی ہے اور ماہ ذیحجہ مین آپکی شہادت متفق علیہ ہے کسی نے اس مین خلاف نہین کیا ہان تاریخ شہادت مین اقوال مختلف ہین۔

علامہ واقدیؒ کا بیان ہے کہ آٹھہ یا سات تاریخ ماہ ذیحجہ یوم جمعہ کو شہادت ہوئی۔ ابو عثمان نہدی کا قول ہے کہ وسط ایام تشریق (یعنی نو سے بارہ تک) مین یہہ واقعہ پیش آیا۔ بعض اٹھائیس ذیحجہ یوم جمعہ کہتے ہین۔ یہہ روایت بھی واقدیؒ سے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ تاریخ بارہ یا تیرہ ماہ ذیحجہ یوم جمعہ ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہین

گیارہ برس گیارہ مہینے بائیس دن ۔ شہادت جناب عمر فاروق رضؓ کے بعد آپ شہید ہوئے ہین اور پچیس برس بعد وفات آنحضرت صلعم کے یہہ واقعہ پیش آیا۔ بدھ کا دن تھا اور یوم شنبہ کو بعد ظہر دفن ہوے۔ ہمنے جو تاریخ اور دن اوپر لکھا ہے وہ بروایت ابن اثیر وابن خلدون ہے جو متفق علیہ اکابر اہل تاریخ اور روایت مشہور و معروف ہے۔

مدفن و اسامی شرکاء نماز جنازہ و وقت دفنؓ

جب صحابہ کرام کو اس سانحہ ہوش ربا اور واقعہ عبرت افزا کے صدمہ سے فی الجملہ سکون ہوا اور گریہ وزاری سے بالآخر صبر و شکیبائی اختیار کی تو حکیم بن حزام قرشی۔ جبیر بن مطعم جناب علی کرم اللہ وجہہ کیخدمت مین آئے اور دربارہ تجہیز و تکفین جناب عثمان رضؓ آپ سے گفتگو کی۔ آپنے اجازت دی چنانچہ وقت شب مابین مغرب وعشا آپکا جنازہ لیکر نکلے حضرات زبیرؓ۔ امام حسنؓ۔ ابو جہمؓ بن حذیفہ۔ مروان ہمراہ جنازہ تھے (مروان کی شرکت سمجھہ مین نہین آتی اولاً تو وہ خود معرکہ مین الیسا زخمی ہوا تھا کہ لوگ اوسکو اوٹھا کر لیگئے اسقدر جلد اچھا ہو جانا کسیقدر بعید معلوم ہوتا ہے علاوہ اسکے ایک روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مروان اپنے لڑکے کو لیکر مدینہ سے نکل گیا تھا) بلوائیون نے راہ روکی دفن کرنے اور نماز جنازہ پڑہنے سے تعرض کیا اور راہ مین پتھر لیکر بیٹھے جناب علی رضؓ نے یہہ خبر پاکر کچہ لوگ بہیجدیئے تاکہ بلوائیونکو مارکر دفع کرین ۔ الغرض جبیر بن مطعم نے نماز پڑہائی اور بعضے کہتے ہین کہ حکیم بن حزام نے نماز پڑہائی تہی اور جنۃ البقیع کے باہر حش کوکب مین دفن کیا۔ بنابر اس روایت کے آپ شب شنبہ کو دفن ہوے اور یہی قول معتبر ہے۔

اور ایک روایت مین ہے کہ آپکے جنازہ کے ساتھہ حضرت علیؓ۔ طلحہؓ۔ زید بن ثابتؓ کعب بن مالکؓ اور دیگر صحابہ کبار بھی تھے۔ آپ کو غسل نہین دیا گیا اور نہ دوسرا کفن پہنایا بلکہ اوسی لباس خون آلودہ مین جو زیب بدن تھا حسب دستور شہدا دفن ہوے بعضے کہتے ہین کہ آپ جنۃ البقیع کے اوس حصہ مین جو حش کوکب کے متصل ہے مدفون ہوے ہین۔ یہہ مقام حش کوکب اوس وقت جنۃ البقیع سے علحدہ اور احاطہ بقیع سے باہر تھا جب حضرت معاویہؓ کا زمانہ ہوا دیوار حائل توڑ واکر حش کوکب کو بقیع مین داخل کر دیا اور عام مسلمانونکو اس حصہ مین قبرین بنانے اور دفن ہونے کی اجازت دی چنانچہ جناب عثمانؓ کی قبر کے گرد مسلمانون کی بہت سی قبرین ہوگیئن اور رفتہ رفتہ یہہ حصہ جنۃ البقیع سے ملکر ایک ہوگیا اور اب دونون مین کوئی فرق نہ رہا اور بعضے کہتے ہین کہ جناب عثمانؓ تین روز تک بے گور و کفن پڑے رہے بعد اسکے دفن ہوے ہین۔ (ابن اثیرؒ و ابن خلدونؒ)

تاریخ اور وقت دفن مین قول محقق بحث مطاعن عثمانی مین ہم ذکر کر چکے ہین اور آپکے جنازہ پر فرشتونکا آنا بھی بیان کر آے ہین۔ اس جگہہ ضرورت اعادہ کی نہین۔ اب ہم اور اقوال دیگر کتب تواریخ سے نقل کرتے ہین۔ ریاض النضرۃ مین ہے کہ جس دن جناب عثمانؓ شہید ہوے لوگونکو دن مین موقع تجہیز و تکفین کا ملا نہین اسواسطے وہ دن اسی طرح گذر گیا البتہ جب رات کا وقت آیا تو لوگون نے آپ کو ایک دروازہ کی کواڑ پر رکھکر اُٹھایا اور قبرستان لے چلے۔ راہ مین بلوائی متعرض ہوے اور دفن کرنے سے روکا۔ بالآخر ایک قبر مین جو پہلے سے کھدی ہوئی تیار رہی تھی دفن کر دیا امام واقدیؒ وغیرہ یہہ کہتے ہین کہ آپکو ایک تختہ پر رکھکر لے گئے ہین۔ جبیر بن مطعم نے

نماز پڑہائی انکے علاوہ تین آدمی اور کل چار شخص نماز اور دفن مین شریک ہوے۔
بعض کہتے ہین کہ مسوّر بن مخرمہ نے نماز پڑہائی۔ بعض روایات مین حکیم بن حزامؓ اور ایک روایت مین حضرت زبیرؓ نے حسب وصیت جناب عثمانؓ نماز پڑہائی ہے اور بعض روایات سے آپکے صاحبزادہ عمرو بن عثمان نے نماز پڑہائی۔

حکیم بن حزامؓ کا نسب یہ ہے۔ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی اسدی مکی۔ کنیت آپ کی ابو خالد ہے۔ ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بھتیجے ہین۔ بروز فتح مکہ اسلام لائے اور شرف صحبت نبوی سے فیضیاب ہوے۔ جسوقت آپ اسلام لائے آپکا سن چہتر برس کا تھا۔ ۵۴ھ یا اسکے بعد تک زندہ رہے۔ آپ علم نسب کے عالم تھے (تقریب التہذیب)

آپ کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ اسلام مین نیک کامونکی عادت تھی۔ روایت ہے کہ آپ سو غلام راہ خدا مین عرفہ کے دن (نوین تاریخ ذیحجہ کو) آزاد فرماتے تھے اور دسوین ذیحجہ کو سو اونٹ قربان کرتے تھے۔ آپ حالت طواف بیت اللہ مین یہ فرماتے تھے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ نعم الرب و نعم الالٰہ احبہ و اخشاہ۔ ترجمہ نہین کوئی معبود برحق مگر خدا ے وحدہ لا شریک ہے اچھا پروردگار اچھا معبود ہے مین اوسیکو چاہتا ہون اور اوسی سے ڈرتا ہون (استیعاب)

بروایت امام واقدی حضرت عثمان شب شنبہ کو بمقام حش کوکب مدفون ہوے اور آپ کی قبر (بخوف اہل فتنہ) زمین کے برابر کر دی گئی۔ کوکب ایک انصاری کا نام ہے یہ زمین اوسکی تھی جناب عثمانؓ نے اوس سے خرید لی تھی۔ سب سے پہلے آپ ہی کی قبر اس زمین مین بنی ہے۔

جناب صبحی پاشا لکھتے ہین کہ اولاً آپ حش کوکب مین دفن کیئے گیئے بعد ازان بحکم جناب علیؑ آپکا جسم مبارک حش کوکب سے نکالکر مقام جنۃ البقیع مین دفن کیا گیا۔ مگر دفن کرنیکے بعد پہر قبر سے نکالنے اور دوسری جگہہ دفن کرنے کی کوئی وجہ دریافت نہین ہوتی اور اس کتاب کے سوا دوسری کتب تواریخ معتبرہ مین بہی یہہ روایت نظر نہین آتی لہذا روایۃً و درایۃً روایت ہذا پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

ایک روایت مین ہے کہ آپکے دفن مین پانچ یا چہہ اشخاص تہے۔ جبیر بن مطعم حکیم بن حزام۔ یسار بن مکرم تو مردون مین سے اور عورتون مین سے نائلہ بنت فرافصہ۔ ام البنین بنت عقبہ جناب عثمانؓ کی بیویان۔ یسار اور جبیر دونون قبر مین اوترے اور حکیم۔ نائلہ۔ ام البنین نے اوپر سے آپ کو لٹکا دیا اور بعد دفن کے قبر مخفی کردی۔ امام حسنؑ فرماتے ہین۔ مین آپکے دفن مین شریک تہا۔ آپ خون آلودہ کپڑونکے ساتہہ دفن کیئے گیئے۔ ایک روایت مین ہے کہ آپ تین روز تک دفن نہ ہو سکے پہر رات کے وقت بارہ شخص آئے منجملہ اونکے کچہہ عورتین تہین اور حویطب بن عبد العزیٰ حکیم بن حزام۔ عبد اللہ بن زبیر ہین۔ آپکو دروازہ کے کواڑ پر لے گیئے۔ جب قبرستان مین پہونچے تو کچہہ لوگ وہان موجود تہے اونہون نے دفن سے روکا اور کہا خدا کی قسم ہم صبح لوگون سے کہہ دینگے کہ یہان دفن ہوئے ہین۔ بالآخر یہان سے جنازہ اوٹہا اور حش کوکب مین پہونچے۔ قبر کہودی۔ بی بی عائشہ بنت جناب عثمانؓ کے ہاتہہ مین چراغ تہا جب آپ کو دفن کرنیلگے عائشہ چلا کر رونے لگین۔ ابن زبیرؓ نے منع کیا اور کہا۔ بخدا اگر تم خاموش نہ رہو گی تو مین تمہارے سر پر مارونگا۔ وہ بیچاری چپ ہو رہین پہر آپکو دفن کر دیا۔ (خمیس و عقد الفرید)

عمر - مدت خلافت و بیان اقوال درین باب

وقت شہادت جناب عثمانؓ بیاسی ۸۲ برس کے تھے اور ایک روایت سے اٹھاسی ۸۸ اور ایک سے
نوے ۹۰ برس اور بعض روایت مین چہتر ۷۵ برس کا سن تھا۔ بعضے چھیاسی ۸۶ برس کہتے ہین ۔
بروایت ابن اسحق اسی ۸۰ برس و بروایت دیگر آئمہ جنکو معتبر کہنا چاہیے پچانوے ۹۵
سال کے تھے۔ امام واقدیؒ بروایت ابی یقظان کہتے ہین کہ آپ بیاسی ۸۲ برس زندہ رہے
مدت خلافت آپ کی بارہ دن کم بارہ برس ہے۔ بعض آٹھ دن کم بارہ برس کہتے
ہین۔ (ابن اثیر)
روایت اولی قرین قیاس ہے کیونکہ تیسری محرم ۲۴ھ کو آپ کی بیعت خلافت
ہوئی۔ ہمارے نزدیک تین دن کا لحاظ نہ کرکے پہلی تاریخ پہلا روز خلافت کا قرار دیا
اور روز شہادت یوم جمعہ اٹھارہ ذیحجہ ۳۵ھ ہے بارہ دن سال مین سے کم ہو گئے لہذا مدت
خلافت بارہ دن کم بارہ برس ہوے۔ دوسری روایت مین آٹھ دن کم بارہ برس
شائد اس لحاظ سے ہون کہ آپ کی خلافت کی ابتدا روز شہادت جناب فاروقؓ سے
قرار دی جاوے۔ بروایت ابن اسحق مدت خلافت بارہ برس ہے اور ایک روایت
مین گیارہ برس گیارہ ماہ چودہ دن۔

دُوَلُ الاسلام مین لکھا ہے کہ آپ کی خلافت بارہ برس رہی۔ بعد شہادت آپکی
اختلاف واقع ہوا۔ آپکے خون کا بدلہ لینے مین باہم مسلمانون مین لڑائی ہوئی جس مین
اسی ہزار مسلمان قتل ہوے۔ آپ عام الفیل کے چھٹے برس بمقام طائف پیدا ہوے
۲۹ ذیحجہ بروز دوشنبہ ۲۳ہجری کو مسجد نبوی مین بیعت خلافت ہوئی اور ماہ ذیحجہ

۳۵ سنہ ہجری مین شہادت پائی۔

جناب عثمانؓ آنحضرت صلعم سے کچھہ کم چہہ برس چہوٹے تہے۔ جناب سرور کائنات کی عمر شریف بروایت مشہور تریسٹھہ برس کی ہوئی اور ۱۱ھ مین وفات نبوی ہے اوسوقت جناب عثمانؓ کا سن ستاون برس کا تہا بعد وفات آنحضرت صلعم آپ چوبیس برس زندہ رہے یہہ مجموعہ اکاسی برس ہوے۔ کسر ماہ وایام ملاکر آپ کی عمر بیاسی برس کی ہوئی جیسا پہلی روایت ابن اثیر سے ظاہر ہے۔

انجام قاتلان خون آشام وبے ادبان ناکام

روایت ہے کہ منجملہ قاتلین جناب عثمانؓ عمرو بن بدیل خزاعی اور تجیبی آپکو شہید کرکے دیگر قاتلین کے ہمراہ بہاگے اور اپنی جان بچاتے ہوے مدینہ سے نکلکر شام کی طرف روانہ ہوے۔ لوگون کے خوف اور پکڑنے والونکے ڈر سے دن مین یہہ لوگ کسی جنگل و بیابان مین چہپ رہتے اور رات کو سفر کرتے تہے یہانتک کہ شام او مصر کے مابین پہونچے حسب عادت دنکو ایک غار مین جاے محفوظ سمجھکر چہپ رہے۔ قضا کار کسی نبطی اوس جوار کے باشندہ کا اس غار کے قریب گذر ہوا اور اتفاقاً وہ شخص استراحت کی غرض سے کچھہ دیر ٹہر گیا۔ اوسکے ساتہہ گدہا تہا۔ گدہے کی ناک مین مکہیان گہس گئین۔ وہ گہبراکر بہاگا اور اسی غار مین جہان یہہ چہپے بیٹہے تہے گہس آیا۔ اوسکا مالک اسکی تلاش وجستجو مین ڈہونڈہتا ہوا ادہر آنکلا۔ غار مین اپنا گدہا پاکر اوسکے پکڑنے کے واسطے یہہ بہی غار مین چلا گیا۔ وہان ان لوگونکو پوشیدہ پاکر اسکو کچھہ شک گذرا۔ اوسوقت تو اپنا گدہا لیکر غار سے چلا آیا پہر اس نواح کے عامل کو جو من جانب حضرت معاویہؓ مامور تہا اسکے

غارین ہونیکی خبر دی۔ عامل نے ان لوگونکو پکڑوا کر جناب معاویہؓ کے پاس چالان کردیا آپ نے بعد تحقیقات کے ان قاتلونکی گردن ماردی۔ (ازالۃ الخفا)

حکایت۔ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ مین خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ اوسی حال مین ایک مرد نابینا کو طواف کرتے دیکھا۔ وہ یہہ کہہ رہا تھا۔ خداوندا۔ مجھکو بخش دے۔ اگرچہ مجھکو گمان تو نہین کہ تو مجھے بخشیگا مگر تو رحیم و کریم ہے میری خطاؤنسے درگذر فرمادے تو کیا عجب ہے۔ مین نے کہا۔ بھائی وہ کون سا ایسا گناہ ہے جس سے تو اسقدر ہراسان ہے۔ بھلا مجھسے تو بیان کر۔ نابینا نے کہا۔ میرا قصہ پُر درد ہے۔ مین اپنی شامت اعمال کا کیا تذکرہ آپکو سناؤن۔ مجھہ کمبخت و بدقسمت کی عجب عبرت آمیز داستان ہے جسکو سنو جس گروہ نے جناب عثمانؓ کا محاصرہ کیا تھا مین بھی اوسمین شریک تھا اور مین نے اپنے ایک دوست کے ساتھہ قسم کھائی تھی کہ اگر عثمانؓ شہید ہون تو ہم اونکے منہ پر ضرور طمانچہ مارینگے چنانچہ جسوقت آپ شہید ہوے مین اپنے اوسی دوست کے ہمراہ گھر مین داخل ہوا۔ نائلہ خاتون آپکی زوجہ آپکا سر مبارک اپنی گود مین رکھے بیٹھی تھین۔ میرے دوست نے کہا کہ ذرا انکا منہ کھول دو اونہون نے جواب دیا۔ اس سے تیرا کیا مطلب ہے۔ دوست نے کہا۔ ہم دونون نے قسم کھائی ہے کہ انکے منہ پر طمانچہ مارینگے اسواسطے تم انکا منہ کھول دو۔ ہم دونون ایک ایک طمانچہ لگالین تاکہ ہماری قسم پوری ہوجاے بی بی نائلہ نے کہا۔ خدا سے ڈرو جناب عثمانؓ کی بزرگی اور آپکی فضیلت صحبت نبوی پر نظر کرو آپکی دو صاحبزادیان انکے نکاح مین آئین اور آپکے دیگر فضائل بیان کئے۔ میرا دوست تو شرمندہ ہوکر واپس گیا مگر میرے سر پر شامت اعمال سوار تھی اور شیطان بہکا رہا تھا مین نے بی بی نائلہ کے کہنے پر اصلا توجہ نہ کی اور آپکا منہ کھول کر طمانچہ ماردیا۔

بی بی نائلہ نے مجھکو بددعا دی اور کہا۔ خدا تیرا گناہ کبھی نہ بخشیگا اور دنیا ہی مین تجھکو
تیری اس بے ادبی وگستاخی کی سزا مل جاویگی۔ خداوندا اسکا ہاتھہ خشک کردے اور
اسکو اندہا کردے۔ مین خدا کی قسم کہاتا ہون کہ مین گھر سے باہر نکلنے نپایا تہا کہ بی بی
نائلہ کی بددعا اور میری گستاخی کی سزا مین میرا ہاتھہ خشک وبیکار اور آنکھونسے
اندہا ہوگیا اور مجھکو گمان ہے کہ خداوند تعالے میرا گناہ بھی نہ بخشیگا۔ (شواہد النبوة)
ہمنے بطور نمونہ دو قصہ لکھے ہین بعض روایات بحث فضائل مین ہم لکھہ آے
ہین اونسے اور نیز دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے قاتلین اور محاصرین سے
کوئی ایسا نہ تہا جسنے دنیا ہی مین اپنے اس کام کی سزا نہ پائی ہوا ور بے داغ بچ گیا ہو
بعض مجنون ہوکر مرے بعضے مرض جذام مین مبتلا ہوے بعضے آگ مین جل کر
خاک سیاہ ہوگئے۔ یہہ عذاب تو دنیا ے دو روزہ کا ہے۔ وان عذاب
الاٰخرة لشدید۔ عذاب آخرت درپیش ہے اسکی شدت وسختی کا کیا پوچہنا
فی الحقیقت کار بد کا نتیجہ دنیا ہی مین مل جاتا ہے اور پہر خون ناحق کا وبال
علی الخصوص جناب عثمان رض ایسے عادل۔ باذل۔ باحیا۔ متواضع خاشع۔ حلیم المزاج
کو ظلم اور جبر سے قتل کرنا۔ پہر ظلم کیسا۔ بہوکے پیاسے۔ روزے پر روزہ۔ تلاوت
کلام ربانی مین مشغول۔ اس حالت مین آپکو ذبح کرنا۔ کلام الٰہی کی اہانت کہ لات مارکر
پہینکدینا اور آپکے خون سے اوسکو رنگین بنانا۔ یہہ کیا ادنی گناہ ہے اور یہہ کچہہ
ایسی خفیف بات ہے کہ اگر دنیا مین یہہ لوگ بچ گئے تو آخرت مین بھی بلا پرسش وباز پرس
سے چھوٹ جاوین۔ پہر جسوقت جناب عثمان ذی النورین رض پیراہن خون آلود تہہ
مین لیے دادخواہ عرش کا پایہ پکڑے کہڑے ہون تو کیا غضب الٰہی اوسوقت

انپر نازل نہ ہوگا۔ ہان یہہ بات جدا ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے جیسطرح یہان صبر و تحمل فرمایا اور انکی ایذا و ظلم پر برداشت کی وہان بہی اپنی رحمدلی اور نیک مزاجی سے دعوی چہوڑ دین اور ان لوگونکی زیادتی سے درگذر فرما وین۔ مگر صاحبو معاملہ مشکل ہے۔ خدا جانے کیا پیش آوے۔ کام تو بڑا ہی کیا ہے۔ اگر اس حادثہ سے فرش زمین تہ ہوکر تحت الثریٰ کو چلا جاتا تو روا تہا۔ گنبد گردون گردان پہٹ پڑتا تو کیا عجب تہا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ اگر آسمان اس غم مین خون روتا تو بہت کم تہا۔ (عقد الفرید)

زین آتش اگر خشک شود بحر رواست	و زگریہ شود ترُرخ ایام سزاست
آنہا کہ جفاے بیوفایان شنوند	گرزین ستم و جفا نہ گرنید خطاست

صاحبو! جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہہ روز شہادت جناب ذی النورینؓ اہل مدینہ پر نہایت سخت تہا۔ یون تو بعد آنحضرت صلعم کے جناب صدیق اکبرؓ سا غمخوار امت محمدی اور جناب فاروقؓ سا پیشوا اور رہبر اسلام کا غمگسار۔ عادل رعیت پرور۔ کہان پاسے۔ یہہ حضرات دین اسلام کے پشت و پناہ و خیر خواہ امت تہے ان بزرگون نے اپنی ذات طلب مرضیات الہی مین وقف کردی تہی۔ دین اسلام کو ایک شاہراہ عام بنا دیا تہا کہ طالب حق بے کہٹکے آنکہہ بند کئے سیدہا چلا جاے کبہی گمراہ نہو۔ ان حضرات کی ذات بابرکات امت مرحومہ کے حق مین ایک نعمت خداداد تہی۔ اس نعمت کے زوال پر تمام عمر رونا سزاوار ہے۔ ان دونون صاحبونکے بعد جناب خلیفہ ثالث ذی النورین رضؓ نے غمگین اور غمزدہ امت کے آنسو پونچہے اور اپنے نبیؐ کی پیاری امت کے

ساتھ اس طرح پیش آے جیسا مہربان باپ یا دل سے چاہنے والی ماں ہو۔ آپ کے بذل وسخا۔ جود وعطا سے امت ان بزرگو نکا صدمہ بہول گئی اور آپکی غمخواری و شفقت دیکھکر سب کے دلونسے رنج وغم دفع ہوگیا۔ جناب فاروق رضؓ کی شہادت کے وقت جو دعا اچہے جانشین اور رحمدل خلیفہ کے واسطے مانگی گئی تہی وہ خداوند تعالیٰ نے قبول فرمائی اور جناب عثمانؓ جیسے مہربان خلیفہ کو اپنے نبیؐ کی امت مرحومہ مین مقرر فرمایا مگر افسوس دنیا کی ہر چیز بے ثبات ونا پائدار ہے اسکی کوئی نعمت ہمیشہ وبرقرار رہنے والی نہین۔ ابہی کچہہ ہی دن گذرے تہے جو یہہ لوگ اگلی نعمتونکے زوال کا غم بہولے تہے کہ اس واقعہ جانکاہ نے پہر زخم دل ہرے کر دیئے۔ جراحات جگر از سر نو تازہ ہوگئے۔ چوٹون پر چوٹ کہائی۔ زخم پر زخم لگا۔ بہلا اس غم واندوہ کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

پہلے تہی دل مین کھٹک ابتو ہر رگ مین کسک		چین اے درد تجہے بہی کسی پہلو مین نہین

پہر اتنے ہی پر کفایت نہین جناب عثمانؓ کی شہادت کیا تہی کہ جنگ وجدال کا دروازہ کہل گیا۔ شر وفساد عالمگیر ہوگیا۔ خدا کی تلوار نیام سے نکل آئی جس سے پناہ ممکن نہین اور نہ پہر اسکے نیام مین جانیکی تا قیامت امید باقی رہی۔

بخاری شریف مین بروایت حذیفہ مروی ہے کہ جناب عمرؓ کے پاس چند صحابہ کرام جنہین حذیفہ بہی تہے بیٹہے تہے۔ آپنے فرمایا۔ کسیکو فتنہ کی بابت حدیث یاد ہو تو بیان کرے حذیفہ کہتے ہین کہ مین نے چند فتنے ذکر کیئے۔ آپنے فرمایا۔ مین یہہ نہین پوچہتا بلکہ اُس فتنہ عظیم کا جوش موج دریا کے پہیلجاویگا ذکر کرو۔ مین نے عرض کیا۔ آپ کو اُس فتنہ سے کچہہ صدمہ نہ پہونچیگا آپ غم نہ فرماوین۔ آپکے اور اوس فتنہ کے درمیان

ابہی دروازہ بند ہے۔ جناب عمرؓ نے فرمایا۔ کیا وہ دروازہ کہلیگا یا ٹوٹ جاویگا مین نے کہا ٹوٹ جاویگا۔ آپنے فرمایا۔ تو پہر کبہی بند نہو گا وہ یہی فتنہ ہے یعنے جناب عثمانؓ کی شہادت۔ لوگون اور فتنہ کے درمیان وجود عمر فاروقؓ حائل ہے اور یہی زمانہ گویا بند دروازہ ہے یعنی جب تک جناب فاروقؓ کا زمانہ رہیگا فتنہ نہ ہوگا۔ دروازہ ٹوٹنے کا مطلب یہہ ہے کہ بعد آپکے جب دروازہ شکست ہو کر ظہور فتنہ ہوگا پہر اس فتنہ کے سکون کی امید نہین ہے۔ اسیواسطے جناب عمرؓ نے سوال کیا۔ دروازہ کہلیگا یا ٹوٹیگا۔ کہلنے کیصورت مین توقع ہے کہ پہر بند ہو جاوے اور ٹوٹنے کی حالت مین جب دروازہ کا وجود ہی نہین رہا تو بند ہونا کیسا۔ تسکین فتنہ کی کوئی امید نہ رہیگی۔ تسکین فتنہ کو دروازہ بند ہو جانیکے ساتہہ تشبیہ دی اور عدم امید سکون فتنہ کو دروازہ ٹوٹنے کے ساتہہ تعبیر کیا۔ حاصل کلام یہہ ہوا کہ فتنہ اوسوقت تک گویا ایک مکان مین مقید تہا اور اوسکا دروازہ بند تہا بعد جناب عمرؓ کے اوس مکان کا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنہ نکل پڑا۔ چونکہ دروازہ شکست ہو گیا ہے اب بند ہونیکی امید ہی نہ رہی۔ اس معنی کو خود جناب عثمانؓ نے اپنے کلام سے واضح کر دیا ہے۔

امام مالکؒ بروایت ابی عون انصاری نقل کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے ابن مسعودؓ سے فرمایا۔ تمہاری شکایتین جو مجہکو پہونچی ہین کیا تم اونسے باز نہ رہوگے۔ ابن مسعودؓ نے عذر کیا۔ پہر جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ مین نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے اور مجہکو خوب یاد ہے کہ عنقریب ایک امیر قتل کیا جاوے گا۔ درحقیقت وہ امیر مقتول مین ہی ہون۔ جناب عمرؓ مقتول نہین اونکو صرف ایک شخص نے قتل کیا مگر میرے قتل پر ایک جماعت کثیر متفق ہوگی۔ (ازالۃ الخفاء)

الغرض یہہ سانحہ جانگدازامت مرحومہ پرسخت ترین مصائب ہوا جسکے ہوتے ہی ہمیشہ کیلئے اطمینان وفراغ خاطر اور عیش وآرام کوچ کرگیا۔ وللہ المستعان وعلیہ التکلان۔ اب ہم یہہ مضمون دعائیہ فقرہ پرختم کرتے ہین۔ اللھم افرغ شآبیب مغفرتک ورحمتک علی تربۃ سیدنا امیرالمومنین صاحب الحیاء والایمان ذی النورین عثمان بن عفان مادام تعاقب الملوان برحمتک یاحنان یامنان۔

مراثی

اہل مدینہ سے کون ایسا ہوگا جسکو اس واقعہ جانکاہ اور سانحہ ہوش ربا سے صدمہ عظیم اور رنج وغم نہ ہوا ہوا اور آپکے جنازہ پر نہ رویا ہو۔ آپکے غم مین کون ایسی آنکھ ہوگی جو ابرنیسان کی طرح زارزار گریان نہ ہوئی ہو۔ کون ایسا سنگین دل ہوگا جسکے سینہ سے آہ شرربار کا نعرہ نکلکر نہ بلند ہوا ہو۔ یہہ وہ مصیبت ہے کہ اگر زمین کا سینہ شق ہوکر تمام عالم مین طوفان ہوجاے تو کم ہے۔ آسمان خون روے تو بعید نہین۔ اب ہم چند مرثیون کا صرف ترجمہ لکھے دیتے ہین۔

مرثیہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رض

تمنے کفار اور دشمنان خدا کی لڑائی اور جہاد ترک کیا اور آنحضرت صلعم کی قبر شریف کے پاس ہم سے لڑے۔ تمنے یہہ بُری راہ اختیار کی او رمسلمانون کے طریقہ کو چھوڑ دیا اور یہہ برا کام تو بدکار عمداً امر بد کے مرتکب ہونیوالے کا ہے۔ اب تم مدینہ کو آؤ تو ہم تمہارے سردارون کی خوب مہمانی

بجالائین اور مدینہ کے گرد جو اینٹین پتھر پڑے ہین اونسے تم کو دفع کرین ؛
اگر تم لغور تامل کرو اور اپنے دل مین سوچو تو تمہارا یہہ سفر اپنے خلیفہ امیر کے
قتل کرنے مین راہ راست سے دور ہوا اور تم نے راہ راست نہ پائی ؛
اصحاب رسول خدا بروز شہادت قربانیون کی طرح مسجد کے دروازہ
پر مذبوح پڑے تھے جناب ابو عمرو عثمانؓ کی مصیبت پر روتا ہون جو
بقیع غرقد مین لیٹے ہوے ہین۔

ایضًا

اگر تم جناب عثمانؓ کے خالی گھر کی طرف ہو کر گذرو تو دروازہ جلا ہوا
اور گرا ہوا ویران پاؤ گے ؛ ایک زمانہ وہ تھا کہ طالب مال و زر اس
گھر مین اپنی مراد پاتا تھا اور اسی گھر کی طرف بزرگی شرافت عزت کا
میلان تھا ؛ اے لوگو اپنے دلونکی بات ظاہر کرو خدا کے نزدیک
صدق اور کذب دونون برابر نہین ہین ؛

ایضًا

جو موت کا طالب ہو اور خالص موت اوسکو خوش ہو تو جناب عثمانؓ
کے مکان کے دروازہ پر آکر دیکھ لے ؛ اگر تم بروز شہادت خلیفہ اللہ کی
عزت اور مرتبہ پر نظر کرتے تو کیون ایسے برے کام مین مبتلا ہوتے ؛
آپ صبر کر کے مقتول ہوے میری مان اور اوسکی تمام اولاد آپ پر سے
قربان ہو۔ صبر ہی مکروہ حالت مین کبھی نفع دیتا ہے ؛ ہم اہل شام۔
اونکے امیر اور اپنے بھائی مسلمانون سے اونکی نصرت پر راضی ہین۔

(بطور انکار ہے یعنی ہم اونسے راضی نہین باوجودیکہ ہیہ خیر خواہ تھے آپکی مدد کو نہ آے) ؛ مین تو ضرور ان لوگونکی نسبت اتہام لگاونگا جبتک زندہ ہون اور میرا نام حسان ہے اگرچہ وہ لوگ غایب ہون یا حاضر؛ بہت جلد اپنے ملکون مین سُن لینگے۔ اللہ اکبر اے قاتلین عثمان رض ؛ جس شخص کے سر پر سفید بال (یعنی اسلام مین عمر گذاری اور بوڑہے ہوے) اور پیشانی پر سجدے کے نشان تھے اور راتین تسبیح و تہلیل و تلاوت قرآن مین گذارتا تہا ایسے بزرگ شخص کو قربانی بناکر ذبح کرڈالا (ابن اثیر)

مرثیہ کعب رض بن مالک

جناب عثمان رض نے دروازہ بند کرلیا اور لڑائی سے ہاتہہ روک لیئے اور یقین کیا کہ اللہ تعالےٰ بلوائیون کے فعل سے غافل نہین ہے ؛ اور آپنے اپنے گہر والونسے فرمایا انکو نہ قتل کرو جو شخص نہ لڑے اللہ اوس سے معاف فرماے ؛ مین اللہ کو اون لوگونپر کافی جانتا ہون اونکی یہہ عداوت اور بغض آپکے سلوک کرنے اور ملانے کے بعد اونسے اللہ خود سمجہہ لیگا ؛ اور مین دیکہہ رہا ہون کہ خیر نے ان کی طرف پیٹہہ پہیر لی اور انسی چلی گئی جیسے بگولونکی ہوا ایک دم مین چلی جاتی ہے ؛

مرثیہ بی بی نائلہ زوجہ جناب عثمان رض

لوگو تکو تین دن کے بعد تجیبی کے مقتول کی خبر دے دو اور مین کیسے

نہ روؤں حالانکہ میری تمام قریب رشتہ دار جناب عثمان رض کے احسان وسخاوت گم ہوجانے پر رو رہے ہیں۔ (علامہ مسعودیؒ)

حسان رض کے تیسرے مرثیہ کا ایک شعر اور بھی ہے۔ بروایت ابن اثیر وہ شعر کسی شامی نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے اور علامہ مسعودی وہ شعر بھی حسان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اسکی وجہ یہہ بیان کی ہے کہ جناب عثمان حسان رض کے ساتھہ سلوک کیا کرتے تھے اور حسان رض دل سے آپ کی طرف مائل تھے وہ یہہ ہے۔

کاش مجھکو معلوم ہوجاتا اور پرند مجھکو خبر دیتا کہ جناب علی رض اور جناب عثمان رض کے مابین کیا عداوت ورنجش تھی۔

اسی مضمون کے اور اشعار بھی ہیں۔ بروایت مسعودیؒ حسان رض کے اور بروایت صاحب عقد الفرید ایک شامی نے کہے ہیں اونکا ترجمہ بھی ہم لکھتے ہیں۔

جناب عثمان رض کو ذلیل وخوار کیا انصار نے جب آپکی موت قریب ہوئی اور آپکے دوست اور والی تمام انصار تھے ٭ آپ کو بلوائیوں میں تنہا مصیبت وبلا کے حوالہ کر دیا انکے اس علیحدہ ہوجانے میں تمام مخلوق کے حق میں عار وننگ ہے ٭ اوسوقت اہل حیا کہاں چلے گئے تھے جب آپ پر پانی بند کیا گیا۔ (ہائے وہ کیا سختی وبیکسی کا موقع تھا) آپ پر آنکھیں اور کان فدا ہوں ٭ زبیر رض اور طلحہ رض کی طرف سے کون عذر کرسکتا ہے انہیں دونوں نے تو اس فتنہ کو اوبھارا جسکے بگولے اوڑ رہے تھے ٭ جسطرح کہ بلوائی راہ حق سے بھٹک گئے یہود بھی تو بہک گئے ہیں اور اپنے علماء واحبار کی ملمع سازی سے راہ راست چھوڑ دی ٭ پھر محمد بن ابی بکر رض اور

اونکے پیچھے پیچھے عمارؓ علانیہ جناب عثمانؓ کے پاس پہونچ گئے اور جناب علیؓ
اپنے گھرمین بیٹھے رہے لوگونسے حال دریافت کرتے رہتے تھے اور آپکے
پاس شرفا اور نیک لوگ تھے وہ آپ امر خلافت کا انتظار کر رہے تھے اور
امیدوار تھے کہ تقدیر خداوندی انکو خلافت عطا کرے وہ مین زیادہ گوئی
بری سمجھتا ہون زیادتی گفتگو مین عیب ہے۔

شاعر نے ان اشعار مین انصار پر اور جناب علیؓ پر طعن کی ہے اور ثابت کیا ہے
کہ جناب عثمانؓ کی شہادت انصار کی وجہ سے ہوئی پہر جناب علیؓ کی نسبت یہ الزام
قائم کرتا ہے کہ آپ بہی مدد و نصرت سے علیحدہ رہے گھرمین بیٹھے رہے اور منتظر تھے
کہ آپ کی شہادت کی خبر سنین اور مسند خلافت پر متمکن ہون اور اگر آپ چاہتے تو کبھی
بلوائی آپ کی شہادت کا موقع نہ پاتے۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ جناب علیؓ اور
اکابر مہاجرین و انصار گروہ گروہ جناب عثمانؓ کے در دولت پر آئے اور سب نے درخواست
کی کہ آپ کی طرف سے دشمنونکا مقابلہ کرین مگر آپنے قسمین دے دیکر سب کو روکا۔ بمقابلہ
روایات تواریخ معتبرہ شاعرون کے اشعار کا کچھہ اعتبار نہین ہے۔ اسی قسم کا ایک خط
ہم نقل کرتے ہین شاعر نے تو دو ہی چار شعر کہے ہین اس خط کے دیکھنے سے اور بہی استعجاب
ہوتا ہے مگر اسکا بہی جواب ہے جو ان اشعار کا ہے۔

بعد شہادت جناب عثمانؓ آپ کی بیوی نائلہ نے آپکا پیراہن خون آلودہ مع خط کے
نعمان بن بشیر کے ہاتھہ جناب معاویہؓ کے پاس بہیجا ہے۔ اس خط کا ترجمہ یہ ہے۔

ازجانب نائلہ بنت فرافصہ بخدمت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ۔ اما بعد۔
مین آپکو خدای رحیم و کریم کی طرف بلاتی ہون جسنے آپ کو اپنی نعمتین عطا فرمائین۔

اسلام کی تعلیم دی - گمراہی سے نکالکر راہ راست دکھلائی - دشمنان خدا پر فتح وظفر مرحمت کی اور اپنی پوری نعمتین ظاہر و باطن عطا کین مین آپکو خدا کی قسم دلاتی ہون - خدا اور اوسکے خلیفہ کا حق یاد دلاتی ہون - خدا کیواسطے خلیفہ مظلوم کی نصرت کیجئے (یعنی اب اونکے خون کا عوض لیجیے) خداوند تعالے فرماتا ہے - اگر دو گروہ مسلمانونکے باہم جنگ و قتال کرین تو تم انکا دونوںمین صلح کرادو اور اگر ایک کی زیادتی ہو تو اوس سے لڑو یہانتک کہ کجروی چھوڑکر راہ حق کی طرف رجوع کرے - جناب عثمانؓ پر باغیون نے چڑھائی کی اگر جناب عثمانؓ کا حق اور کچھہ آپ پر نہ تھا تو اتنا تو ضرور تھا جسقدر کہ ہر مسلمان پر اوسکے امام کا حق ہوتا ہے اور اس دینی حق کی وجہ سے ہر مسلمان پر اپنے امام کی اطاعت و نصرت واجب ہوتی ہے - پھر جبکہ آپ جناب عثمانؓ کے قدامت اسلام - بلا و صبر مین استقلال و تحمل کو بخوبی جانتے ہین اور یہہ بہی مانتے ہین کہ اونہون نے اللہ تعالی کا دین برحق قبول کیا اور اوسکی کتاب کو مانا اور اوسکے رسولؐ کی تابعداری کی اللہ جل شانہ نے کچھہ تو اونکی قدر و عزت جانی جو اونکو انتخاب کیا اور دنیا و آخرت کی شرافت و فضیلت عطا فرمائی - اب مین آپکا تمام حال اور سارا قصہ جو میری آنکھون کے روبرو گذرا بیان کرتی ہون کہ اہل مدینہ نے آپکا مکان گھیر لیا - رات دن برابر آٹھون پہر آپ پر پہرہ رہتا تھا - ہر وقت ننگی تلوارین لئے دروازہ پر کھڑے رہتے تھے - جن اشیا پر وہ قادر تھے وہ سب روک دین یہانتک کہ پانی بہی بالکل بند کر دیا - آپ پر یہہ ظلم و ستم اسی طرح پچاس دن برابر رہا اور محاصرہ

رات دن قائم رہا۔ اہل مصر سے جب انکے ظلم کی شکایت کی جاتی تو وہ لوگ جناب علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ محمد بن ابی بکر۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کا نام لیتے اور یہی کہتے کہ ہم تو انہین لوگون کے بلانے سے آئے ہین چنانچہ انہین لوگون نے آپکے قتل کا حکم دے دیا۔ محاصرین کے ساتھ دیگر قبائل عرب سے خزاعہ۔ سعد بن بکر۔ ہذیل۔ جُہَینہ۔ بنطی مدینہ والے تھے۔ یہہ لوگ آپکے قتل پر نہایت درجہ مستعد و کمر بستہ تھے اور سب سے زیادہ یہی لوگ آپ پر سختی کرتے تھے۔ پھر آپ پر تیرون اور پتھرون کی بوچھار کی گئی یہانتک کہ آپکے گھر والون سے تین شخص زخمی ہوئے۔ اسوقت آپکے خُدّام اور معاونین نے آپسے اجازت چاہی کہ بلوائیون کے مقابلہ کو نکلین مگر آپنے منع فرمایا اور یہہ حکم دیا کہ بلوائیون کے تیر انہین لوگونکو واپس کردو۔ اسپر بھی بلوائی نہ مانے بلکہ انکی جرأت اور قتل کے ارادے کو اور بھی پختگی ہوتی گئی۔ بعد ازان بلوائیون نے گھر کا دروازہ جلا دیا۔ پھر آپکے چند اصحاب آپکے مکان پر آئے اور کہا یہہ لوگ انصاف کے خواستگار اور عدل کے طالب ہین۔ آپ مسجد مین تشریف لائیے۔ یہہ لوگ آپ کی خدمتمین حاضر ہوکر زبانی عرض کرینگے۔ آپ حسب خواہش اصحاب ایک ساعت مسجد مین بیٹھے مگر ہر طرف سے لوگون کے ہتھیار آپ پر چلنے کو تیار تھے۔ آپنے یہہ رنگ دیکھکر فرمایا۔ مین آج کے دن کسیکو عدل خواہ نہین دیکھتا۔ یہہ فرماکر گھر مین تشریف لے آئے۔ آپکے احباب و اصحاب ایک ایسا گروہ تھا جنمین اکثر بے ہتھیار تھے۔ آپنے اپنی ذرع پہن لی اور اپنے ہمراہیون سے فرمایا۔ اگر تم لوگ اسوقت میرے پاس نہ ہوتے تو مین

آج ذرع نہ پہنتا۔ پھر ایک گروہ اہل فساد آپ پر چڑھ آیا۔ ابن زبیر نے انسے کلام کیا اور ان لوگوں سے عہد و پیمان لیا اور خدا کی قسم لی کہ یہہ لوگ جناب عثمانؓ کے پاس جاوینگے اور آپ سے گفتگو کر کے واپس آوینگے اور کسی طرح آپ کے حق میں برائی نہ کرینگے اور نہ بدی کے ساتھہ پیش آوینگے یہہ عہدنامہ انسے لکھوا کر جناب عثمانؓ کے پاس بھجوا دیا۔ آپکو انکی طرف سے فی الجملہ اطمینان ہوا ہتھیار بدن سے کھول ڈالے۔ پھر دفعتہً چند لوگ گھر میں داخل ہوئے جنکے آگے آگے محمد بن ابی بکرؓ تھے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے جناب عثمانؓ کی ڈاڑھی پکڑ کر آپکے لقب (یعنی نعثل) سے پکارا۔ آپ نے فرمایا مین تو خدا کا بندہ ہون اور اوسکا خلیفہ عثمان ہون۔ پھر ان لوگون نے آپکے سر پر تین زخم کاری لگائے۔ آپکے سینہ کو چھیدا اور تین برچھے مارے۔ آپ کی پیشانی پر ایسا زخم شدید پہونچایا کہ ہڈی تک پہونچ گیا۔ پھر مجھسے ضبط نہ ہو سکا بیخود ہو کر آپ پر گر پڑی۔ آپ کو زخمی تو کر ہی چلے تھے مگر اسوقت تک جان باقی تھی۔ اب ان لوگون نے آپکا سر کاٹنا چاہا اور یہہ ارادہ کیا کہ سر کاٹ کر لیجاوین۔ پھر میرے پاس شیبہ کی لڑکی آئی اور میرے ساتھہ وہ بھی آپ پر گر پڑی۔ قاتلون نے صرف آپکے قتل پر کفایت نہ کی بلکہ ہم دونون کو بھی خوب کچلا اور پیرونسے روند ڈالا۔ ہمارے زیور اوتار لئے۔ افسوس صد افسوس۔ امیر المومنین کی عزت و حرمت بڑی ہے مگر قاتلون نے کچھہ پروانہ کی آپ کو گھر مین گھسکر مجبور و مظلوم کر کے بستر پر قتل کیا۔ مین جناب عثمانؓ کا پیراہن خون آلود آپکے پاس

بھیجتی ہون۔ واللہ باللہ۔ قاتل کے گنھگار ہونے مین تو شبہہ نہین مگر جو لوگ ذلت ورسوائی کے باعث ہین وہ بھی ضرور گنھگار ہین۔ گروہ پر دغا دیکھین گے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچکر کہان جاتے ہین اور مین تو اپنے مالک حقیقی خداوند تعالیٰ سے شکایت کرتی ہون اور ان ظالمون کے ظلم کی دادخواہ ہون۔ اللہ کے خالص بندونکو اپنا درد دکھہ رو روکر سناتی ہون۔ خداوند کریم جناب عثمان رضؓ پر رحم فرمائے اور آپکے قاتلو نپر لعنت اور اپنی پھٹکار نازل کرے۔ دنیا ہی مین اونکو ذلت وخواری نصیب ہو۔ انکو سزا دینے سے آپکے دوستونکی آنکھین اور کلیجے ٹھنڈے ہون۔

اہل شام نے جب یہہ خط سنا سب نے قسم کھائی کہ ہمپر پانی حرام ہے جب تک جناب علی رضؓ کو قتل نہ کرین اور جناب عثمان رضؓ کے قاتلون اور دشمنون کو نیست ونابود نہ کرڈالین فرزوق شاعر نے مرثیہ مین چند شعر کہے ہین اور اہل مدینہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

خلافت اہل مدینہ سے کوچ کرکے چلی گئی کیونکہ یہہ لوگ بے راہ چلے اور انکو چھوڑ اپنے اہل اور وارث کے پاس پہونچ گئی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے دیکھہ لیا کہ انھون نے جناب عثمان رضؓ کی بیحرمتی کی اور آپکا خون ظلم اور گناہ سے بہایا اور نہ جانا کہ یہہ خون کس مرتبہ کا تھا۔ قاتلون نے راہ حق چھوڑکر آپ کی خونریزی کی (عقد الفرید)

اس خط کے ایک ایک فقرہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خط بالکل مصنوعی نابلہ کی جانب سے گڑھ لیا گیا ہے۔ جس شخص کو ادنیٰ بصیرت ہے وہ فوراً کہہ دیگا کہ سراسر واقعہ کے خلاف ہے اسکا مضمون صاف صاف لفظونمین کہہ رہا ہے کہ جناب عثمان رضؓ

کے قائل بھی اہل مدینہ بالخصوص اکابر صحابہ و شرفا مدینہ ہین۔ بھلا کس طرح عقل تسلیم کرسکتی ہے کہ صحابہ کرامؓ جناب عثمانؓ ایسے ذی مرتبہ صاحب حیا و ایمان کے در پردہ دشمن جان تہے اور بظاہر دوست و ہوا خواہ اور جان قربان کرنے والے۔ پھر روایات معتبرہ کے بالکل خلاف۔ کیا ہر کتابی روایت بلا تحقیق قابل استدلال ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نام سے بہت سی روایتین موضوع اسلام کے دشمن ظاہر کرکے دکہلاتے ہین اور معارضتہً ہمپر پیش کرتے ہین مگر خدا بھلا کرے ہمارے علما کا جو روایت صحیح کو سقیم سے موضوع کو غیر موضوع سے جدا کرکے دودہ کا دودہ پانی کا پانی کر کے فرق بین ظاہر کر دیتے ہین۔ ہم اسکو بھی مانتے ہین کہ درحقیقت یہ خطبہ بی بی نائلہ نے لکہا ہے۔ تو کیا ایک عورت غمزدہ جسکو وفور غم سے اپنے نیک و بد کا ہوش نہ ہو جسکی نظر وَنمین دوست بھی دشمن ہو گئے ہون اور وہ اسی رنج و افسوس کے عالم مین اپنا دکہ بہرا افسانہ۔ اپنی مصیبت کا قصہ۔ اپنے دل کی جلتی ہوئی آگ کو کسی اپنے ہمدرد کے سامنے پیش کرکے اپنے درد کی دوا اپنے مرض غم کے علاج کی خواہان ہو اور وہ جو کچہ چاہے حالت رنج و مایوسی مین بک جاوے اوسکی سب گفتگو قابل اعتبار ہو گی یا کہہ سکتے ہین کہ اسنے رنج و غم کی حالت مین بلکہ زیادہ بھی بیان کیا ہے۔ ہم سابق مین لکہہ آے ہین کہ ابن سبا اور اوسکے معتقدین مریدین نے ہر جگہہ جناب عثمانؓ کے عمال کی شکایتین پہیلا دی تہین حتی کہ اہل مدینہ کی طرف سے بھی مصنوعی و جعلی خطوط اطراف ممالک اسلامیہ مین اس مضمون کی شایع کر دیئے تہے کہ خلیفہ وقت نے فساد برپا کر رکہا ہے۔ آؤ جہاد خود مدینہ ہی مین ہے کیا اس خط کے نسبت خیال نہین ہو سکتا کہ انہین اشرار کی شعبدہ بازی ہے جسمین جنگی چال ڈال جالو الگ کہڑی۔ سارا فساد انہین کا ہے۔ اس گروہ کی مفسدہ پردازی

کی شہادت اور ہمارے اس خیال کی تائید تاریخی حالات اور اس گروہ کے عادات دیکھنے سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ ہر مسلمان کی نسبت حسن ظن رکھنا ہمکو واجب ہے بالخصوص صحابہ کرام کی محبت اور انکی دلی تعظیم اور انکے طعن و لعن سے زبان روکنا یہہ تو ہمارا وہ عقیدہ ہے جسکے ذریعہ سے ہم مخالف فرقہ سے بالکل ممتاز ہین۔ کیا ہم اس قسم کے خطوط اور شاعرانہ کلام دیکھکر صراط مستقیم سے بہک جاوینگے۔ ہرگز نہین۔ اب ہم چند روایات اور عقد الفرید سے اسی قسم کی نقل کرتے ہین ناظرین ان روایات کو بھی اسی نظر سے دیکھین جس نظر سے کہ خط بی بی نائلہ کا اور شاعرونکے بعض مرثیہ دیکھہ آے ہین

ایک شخص قبیلہ بنی لیث کی کہتے ہین کہ مین مدینہ جا رہا تھا راہ مین زبیرؓ مجھکو ملے۔ مینے کہا اے ابو عبداللہ کیا حال ہے۔ جواب دیا مین مطلوب مغلوب ہون میرا بیٹا مجھپر غالب آیا اور گناہ میری طلب مین ہے۔ (اسکا مطلب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت زبیرؓ کی نسبت بھی لوگ قتل مین سعی کرنیکا الزام لگاتے ہین اور انکے صاحبزادہ نے جناب عثمانؓ کی مدد کی لہذا حاصل یہہ ہے کہ مین تو گناہ مین مبتلا ہوا اور میرا بیٹا ثواب حاصل کرنے مین مجھپر غالب آیا۔ یہہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ مین مفت مین مطعون ہوا حالانکہ کسی طرح اس کام مین نہ تھا۔) راوی کا بیان ہے کہ پھر مین مدینہ پہونچکر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور دریافت کیا۔ اے ابو اسحٰق۔ جناب عثمانؓ کا قاتل کون ہے۔ جواب دیا۔ آپ کو ایک ایسی تلوار نے قتل کیا جسکو عائشہؓ نے کھینچا۔ طلحہؓ نے باڑ پر رکھا اور علیؓ نے زہر مین بجھائی۔ پھر مین نے پوچھا زبیرؓ کدہر تھے۔ ہاتھہ سے تو اشارہ کر دیا مگر زبان سے خاموش رہے۔

اس روایت کی تکذیب خود جناب عائشہ صدیقہؓ کے قول سے ہوتی ہے۔ جناب

عائشہ رضؓ فرماتی تہین - خدا کرے مُذَمَّم قتل ہو اوسنے عثمان رضؓ کے خون مین سعی کی - ابن بدیل کا خون زمین پر جاری ہو - اعین بن تمیم پر گھر بیٹھے ذلت وخواری سوار ہو - اشتر کو خدا کا تیر لگے - راوی کا قول ہے کہ جناب ام المومنین رضؓ کی دعا مثل تیر قضا تہی کوئی انمین سے ایسا نہ تہا جسکو آپ کی بد دعا نہ لگی ہو -

راقم - اگر آپ خود ساعی ہوتین تو بد دعا نہ کرتین - اپنے بہائی محمد بن ابی بکر رضؓ کا اونکی کوشش کی وجہ سے نام بدل کر مذمم (جسکے معنی ہین برا مذموم) رکہدیا اور اونکو بد دعا دی -

حسان بن ثابت رضؓ نے جناب علی رضؓ سے کہا - آپ کہتے ہین کہ مین نے عثمان رضؓ کو قتل تو نہین کیا - ہان ذلیل و رسوا ضرور کیا ہے اور نہ اونکے قتل کا حکم دیا اور نہ لوگونکو اس سے منع کیا - تو آپ قاتل نہین خاذل تو ضرور ہین اور خاذل (ذلت دینے والا) گناہ مین قاتل کا شریک ہے اور ایسے موقع پر جبکہ لوگونکو کسی مسلمان کو قتل کرتے دیکہے اور اونکو باز نہ رکہے بلکہ چپ خاموش بیٹہا رہے تو ایسا شخص بہی قاتل کا شریک ہے -

کعب بن جعیل تغلبی نے جو بروز جنگ صفین جناب امیر معاویہ رضؓ کے ہمراہ تہا جناب علی رضؓ کی شان مین یہی مضمون اشعار مین نظم کیا ہے جنکا ترجمہ یہہ ہے -

جناب علی رضؓ مین کوئی امر قابل اعتراض و گفتگو نہین - ہان اتنا ضرور ہے کہ وہ محدث (بدعتی اشخاص) کو پناہ دیتے ہین اور گنہگار و نکو پسند کرتے ہین اور جناب عثمان رضؓ کے قاتلونسے قصاص رفع کرتے ہین -

جب آپسے دربارہ قصاص سوال کیا جاتا ہے تو آپ مُنہ پہیر لیتے ہین اور سوال کرنیوالونکو کوئی جواب شافی نہین دیتے - آپ کا یہ حال ہے کہ نہ اس کام سے راضی اور نہ اُس سے خوش آپ نہ منع کرنیوالو نمین ہین اور نہ حکم دینے والونمین

ان روایتونکا جواب ہم جناب عائشہ صدیقہؓ اور جناب علی مرتضیٰؓ کے کلام سے دیتے ہین اور عقد الفرید ہی سے نقل کرتے ہین۔ روایت ہے کہ جب بلوائی مدینہ منورہ مین آکر جمع ہوئے تو بعض انمین سے جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا۔ اب آپ تیار ہون اور ہمارے ساتھہ اس شخص کے قتل وایذا کو چلین۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم مین تمہارا ساتھہ ندونگا۔ بلوائیون نے کہا۔ پھر ہمکو کس واسطے خط بھیجکر یہان بلا لیا۔ فرمایا۔ بخدا سے لایزال۔ مین نے کوئی خط تمہارے نام کبھی نہین لکھا۔ یہہ جواب پاکر بلوائی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور جناب علیؓ مدینہ منورہ سے باہر اپنی زمین و دیہات پر چلے گئے۔ بروایت مسروق مروی ہے کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین۔ تم لوگون نے عثمانؓ کا خون پی لیا اور اونکو مثل کپڑے پاک و صاف کے جسکا میل دھو ڈالا گیا ہوا اور وہ صاف نکل آیا ہو کر دیا۔ (یعنی اگر بتقاضای بشریت اونسے کوئی گناہ بھی صادر ہوا تو تمہارے اس ظلم وستم سے وہ سب معاف ہوگیا اور وہ گناہونکی آلودگی سے پاک و صاف گئے) پھر تم نے اونکے ساتھہ دشمنی کرکے اون کو ناحق قتل کیا۔ حضرت عائشہؓ کا یہ کلام سُنکر مروان بول اوٹھا۔ یہہ تو آپ ہی کی کارستانی تھی۔ لوگونکو خط لکھہ لکھہ کر بلایا۔ آپکے حکم سے انہون نے اپنے امام برحق پر خروج کیا۔ جناب ام المومنین رضؓ نے فرمایا۔ قسم اوس ذات وحدہ کی جسپر مومن ایمان لائے اور کافرون نے انکار کیا۔ اسوقت تک مین نے کبھی سفیدی پر سیاہی سے ایک حرف بھی کسیکو نہین لکھا۔ جناب ام المومنین صدیقہؓ کے اس قول سے لوگونکو اعتقاد ہوگیا کہ جناب ام المومنین اور جناب علی مرتضیٰ شیر خداؓ کی طرف سے خطوط لکھکر اطراف و ممالک اسلامیہ مین بھیجے گئے ہین جیسا کہ ایک خط غلام کے پاس سے عامل مصر کے نام برآمد ہوا اور اسی قسم کی خط و

کتابت باعث شورش فتنہ ہوئی - (عقد الفرید جلد ثانی)

راقم - اگر بنظر تحقیق دیکھا جاوے تو جسقدر روایات اس باب مین ایسی ہین جن سے صحابہ کرام کی شرکت یا انکی سعی جناب عثمان رضؓ کے قتل مین مفہوم ہوتی ہے وہ اکثر موضوع نکلین گی الا روایات چند منجملہ انکے محمد بن ابی بکر رضؓ کی شرکت - جسکا اونہون نے خود اقرار کیا اور نادم ہوکر توبہ کی - حضرت طلحہ رضؓ کی نسبت بہی اقوال ہین - علامہ ابن اثیر کی روایات سے اس فتنہ مین اونکی سازش پائی جاتی ہے مگر ہم کہتے ہین کہ اونکا دلی منشا یہہ نہ تہا کہ جناب عثمان رضؓ کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے - ممکن ہے کہ اونکے پاس لوگ بغرض دادخواہی اور جناب عثمان رضؓ سے سفارش چاہنے کو گئے ہون - یہہ مفت مین لوگونکی آمد وشد سے بدنام ہوے ہم آگے چلکر انشاء اللہ تعالیٰ اس باب مین لکہین گے جس سے صحابہ کرام کی بریت اور اس فتنہ سے علحدگی کماحقہ ظاہر ہوگی اور اوپر بہی لکہہ آے ہین کہ حضرت طلحہ رضؓ کے صاحبزادہ حضرات حسنین رضؓ کے ہمراہ جناب عثمان رضؓ کے دروازہ پر بلوائیون سے لڑتے رہے - جناب علی رضؓ کا مدد ونصرت کو آنا اور جناب عثمان رضؓ کے انکار سے مجبور واپس جانا اوپر کی روایت سے بخوبی ثابت ہوگیا ہے ایک دوسری روایت ہم اور بیان کرتے ہین - معید خزاعی کہتے ہین کہ مین جناب علی رضؓ سے بعد واقعہ جمل کے ملا - مین نے کہا مین آپسے دربارہ جناب عثمان رضؓ کچہہ سوال کرنا چاہتا ہون اگر جواب شافی دیجیگا تو مین جانونگا کہ آپ بری ہین اور روز قیامت بہی اس مواخذہ سے انشاء اللہ تعالیٰ پاک رہین گے آپنے فرمایا - جو چاہو پوچہو - مین نے کہا - کیا وجہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ شہید کیے گئے اور آپ بیٹہے دیکہتے رہے کچہہ بہی مدد نہ کی - جواب دیا - جناب عثمان رضؓ ہمارے امام تہے اور آپنے لڑائی سے منع فرمایا تہا - آپکا یہہ ارشاد تہا جسنے اپنی تلوار نیام سے کہینچی وہ ہماری جماعت سے

یا پھر ہے؟" اس صورت مین اگر ہم آپ کی مدد و نصرت مین بلوائیون سے لڑتے تو اپنے امام
کی مخالفت مین گنہگار ہوتے - یہی وجہ تھی کہ مجبوراً مین خاموش بیٹھا رہا - پھر مین نے کہا
جناب عثمان رض کیون صبر و تسلیم اختیار کر کے شہید ہو گئے اور اپنے سے دشمنونکو دفع
کیون نہ کیا - آپ کو کیا مرتبہ ملا - جواب دیا - آپکو وہ مرتبہ ملا جو حضرت آدم علیہ السلام کے
بیٹے ہابیل کو ملا جنکو ظلم سے اونکے بھائی نے مار ڈالا تھا - اونہون نے مارتے وقت
بھائی سے کہا - اگر تو اپنا ہاتھہ میرے قتل کو دراز کریگا تو مین اپنا ہاتھہ ہرگز تیرے
قتل پر نہ اوٹھاؤنگا - مین تو اللہ کے غضب سے ڈرتا ہون - (یعنی جناب عثمان رض نے مرتبہ
شہادت اور صبر اور مظلومیت کا پایا اسیواسطے آپ دوسرونکو روکتے تھے اور آپ
بالکل تابع تسلیم و رضا تھے لہذا نصرت و مدد سے انکار کیا)

دیگر اقوال سے بھی جناب علی رض اور طلحہ و زبیر رض اور جناب عائشہ رض کی برأت بخوبی واضح
ہوتی ہے - ملاحظہ کیجیے - عبدالملک بن مروان نے اپنے عہد خلافت مین نافع بن علقمہ
بن صفوان کو مکہ معظمہ کا حاکم کیا حسب دستور امرا و عمال نافع نے ایک روز منبر پر خطبہ
پڑھا - اوس خطبہ مین حضرات طلحہ و زبیر رض کی شان مین برا کہا - ابان جناب عثمان رض کے
صاحبزادہ منبر کے نیچے بیٹھے تھے - نافع جب خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اوترے
ابان سے کہا مین نے جناب عثمان رض کے بدخواہونکو برا کہکر آپ کو خوش کیا - ابان
بولے مین خوش نہین ہوا بلکہ آپنے برا کیا - میرے گمان مین یہہ دونون صاحب قتل و
ایذا سے بری و پاک ہین - اسحق بن عیسی کا قول ہے - مین علی رض کو خدا کی پناہ مین کرتا
ہون کہ اونہون نے عثمان رض کو قتل کیا ہو اور جناب عثمان رض بھی خدا کی پناہ مین ہین کہ
حضرت علی رض نے اونکو قتل نہین کیا - اسحق بن عیسی کا یہہ قول اسطرح ہے جیسا آنحضرت صلعم

فرمایا ہے کہ قیامت میں سخت تر عذاب اوس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا کسی نبی نے اوسکو قتل کیا ہو۔

عثمان بن حبیب کہتے ہین کہ مین ایک مجمع مین تھا جس مین حضرت علی مرتضیٰ عمارؓ مالک اشتر صعصعہ بھی تھے۔ باتون باتون مین جناب عثمانؓ کا ذکر آیا۔ عمارؓ آپ کو برا کہنے لگے۔ اشتر نے بھی انکی پیروی کی۔ جناب علیؓ کا چہرہ مارے غصہ کے تمتما اوٹھا۔ پھر صعصعہ نے کہا کیا حرج ہے اگر کوئی کہے کہ جناب عثمانؓ اول شخص ہین جسنے اپنی خلافت مین اپنے عزیزونکو حکومت واختیارات دیئے اور اول وہ شخص ہین جس سے امت محمدی مین تفریق پڑی جناب علیؓ نے فرمایا۔ اے ابو یقظان خاموش رہو۔ جناب عثمانؓ کی فضائل اور سوابق اسلامی اسقدر ہین کہ اللہ تعالیٰ کبھی اونکو عذاب نہ دیگا۔ واقعہ جمل مین حضرت علی مرتضیٰؓ کا قاتلین عثمان پر لعنت کرنا دوسری جگہہ مذکور ہوچکا ہے۔ اب ہم ایک روایت نقل کرتے ہین جسمین جناب امام حسنؓ کی تقریر بمقابلہ اصحاب بنی امیہ مذکور ہے اس روایت کی نسبت ہم کوئی فیصلہ قطعی نہین کرسکتے ناظرین انصاف بین خود فیصلہ کرلینگے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر معاویہؓ کے پاس عمرو بن العاصؓ ولید بن عقبہ بن ابی معیط۔ مغیرہ بن شعبہ۔ عقبہ بن ابوسفیانؓ بیٹھے ہوے تھے اوسوقت جناب عثمانؓ کا بھی ذکر اور آپ کی شہادت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ صاحبان مذکورہ بالا نے جناب معاویہؓ سے کہا۔ اسوقت جناب امام حسنؓ کو بلوائیے۔ آپنے کہا۔ کیون۔ کہا۔ ہم جناب امام حسنؓ کو ملامت کرینگے اور ان سے اقرار کرالینگے کہ انکے باپ نے جناب عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ تم لوگ کبھی اونسے بازی نہ لیجاؤگے اور جناب امام حسنؓ کے مقابلہ مین تمھاری بات کوئی نہ مانیگا۔ سب لوگ اونکے آگے تم کو ہر طرح جھوٹا بناوینگے

جناب امام حسنؓ اپنی بلاغت و فصاحت ذاتی سے تمہاری باتونکا وہ جواب دینگے جسکو
سب لوگ تسلیم کر لینگے الا یہہ لوگ نہ مانے اور جناب امیر معاویہؓ سے کہا آپ اونکو ذرا
بلائیے تو سہی۔ آپ الگ رہین۔ ہم سمجھہ لینگے۔ الغرض جناب معاویہؓ انکے اصرار سے لاچار
ہوے اور جناب امام حسنؓ کی خدمت مین آدمی بہیجکر طلب کیا۔ جب امام حسنؓ تشریف لائے
امیر معاویہؓ نے کہا کہ مینے آپکو نہین بلایا بلکہ یہہ حضرات جو بیٹھے ہوے ہین آپکے بلانے
والے ہین۔ یہہ لوگ جو کچھہ سوال کرین آپ بلا خوف و بغیر لحاظ میرے انکو جواب دیجئے
آپنے فرمایا۔ ان لوگونکو جو کچھہ کہنا ہو کہین ہم سنتے ہین اور جواب معقول دینگے۔ الغرض
سبسے اول عمرو بن العاصؓ کہڑے ہوے۔ بعد حمد و ثنا کے کہا۔ اے حسن۔ آپ جانتے
ہین کہ سبسے اول آپکے والد بزرگوار نے فتنہ برانگیختہ کیا اور ملک و خلافت طلب کی مگر
دیکہیے انجام کیا ہوا۔ اللہ تعالی نے کیسا بدلا اونسے دنیا ہی مین لے لیا۔ پہر ولید بن
عقبہ بن ابی معیط کہڑے ہوے اور حمد و ثنا کے بعد کہا۔ اے بنی ہاشم۔ جناب عثمانؓ
تمہارے داماد تہے۔ تم لوگ اونکے خسر تہے۔ جناب عثمانؓ تمہاری قدر و منزلت کرتے
رہے اور کسی طرح تمہاری عزت و حرمت مین کمی نہ کی مگر تمنے یہہ قدر کی کہ اونسے باغی ہوے
اور اونپر بلوہ کرکے ظلم و ستم کے ساتھہ قتل کیا۔ اے حسن۔ ہمنے تمہارے باپ کو قتل کرنا
چاہا تہا مگر اللہ تعالی نے خود اونکو دوسرونکے ہاتھہ سے قتل کرا دیا اور ہمکو بچا لیا۔ اگر
ہم لوگ جناب عثمانؓ کے قصاص مین اونکو قتل کرتے تو کچھہ گناہ ہم پر نہ تہا۔ پہر عقبہ بن
ابی سفیان کہڑے ہوے اور کہا۔ اے حسنؓ۔ آپ اس بات کو سمجھہ لیجئے کہ آپکے والد
بزرگوار حضرت علیؓ جناب عثمانؓ سے باغی ہو گئے۔ اونکو حسد و بغض سے قتل کیا بطمع ملک
دنیا و حب ریاست اس گناہ عظیم کے مرتکب ہوے اور جناب عثمانؓ کی امارت اور خلافت

اونکو قتل کرکے چھین لی ہم نے تو تمہارے باپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے خود اونکو قتل کیا" ان سب کے بعد مغیرہ بن شعبہ اوٹھے۔ انکی ساری تقریر از اول تا آخر جناب علیؓ کی برائیون اور جناب عثمانؓ کی تعظیم اور عزت سے بہری تہی۔ یہہ لوگ جب اپنی اپنی کہہ چکے تو جناب امام حسنؓ لخت جگر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کھڑے ہوے اور حمد و ثنا رخداے عز وجل کے بعد فرمایا "اے معاویہؓ مین پہلے تم سے شروع کرتا ہون پہر ان لوگونکو جواب دونگا۔ سنو۔ ان لوگون نے مجھکو گالی نہین دی نہ برا کہا بلکہ تم نے گالیان دین اور میرے جد بزرگوار رسول خداؐ سے بغض۔ عداوت۔ مخالفت۔ جو تمکو ہے وہ ظاہر کر دی" پہر آپ حاضرین جلسہ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا "مین تم سب کو خدا کی قسم دلاتا ہون سچ سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جس شخص کو ان لوگون نے گالیان دین وہ اسلام مین پہلا شخص تہا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ بیت المقدس و رخانہ کعبہ کی طرف نماز پڑہی حالانکہ تم اے معاویہؓ اوس دن کافر و مشرک تہے۔ جنگ بدر مین میرا باپ علم بردار لشکر اسلام تہا اور اے معاویہ تمہارے ہاتھ مین مشرکون کا جھنڈا تہا مین سب صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون۔ آپ لوگ جانتے ہین یا نہین کہ معاویہؓ میرے نانا کے زمانہ مین خطوط اور فرامین لکھا کرتے تہے۔ ایک دن جناب رسالت مآبؐ نے معاویہؓ کو خط لکھنے کے واسطے بلایا۔ یہہ کہانا کہا رہے تہے جو شخص بلانے آیا تہا اوسنے واپس جاکر عرض کیا کہ معاویہؓ کہانا کہا رہے ہین۔ آنحضرتؐ نے اسکو دوبارہ بہیجا۔ اوسنے پہر یہی آکر عرض کیا۔ تیسری بار گیا پہر یہی ظاہر کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ خداوندا کبہی معاویہ کا پیٹ نہ بہرے۔ اے معاویہؓ۔ کیا تمکو اپنے پیٹ کی خبر نہین کہ کسقدر کہا جاتے ہو اور سیری نہین ہوتی [حضرت معاویہؓ دن رات مین سات مرتبہ یا اس سے کم و بیش کہانا کہاتے تہے

اور انکا قول تھا کہ آنحضرت صلعم کی دعا مجھکو لگ گئی ہے (فتوح البلدان) اور مستطرف میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ روزانہ ایک سو رطل دمشقی وزن میں کھانا کھاتے تھے] میں تم سبکو خدا کی قسم دلاتا ہوں۔ کیا تمکو معلوم نہیں کہ ایک مرتبہ معاویہؓ کے باپ ایک اونٹ پر سوار تھے اور یہ اونٹ کی مہار پکڑے آگے آگے تھے۔ اونٹ کے پیچھے انکے بھائی عتبہ بن ابوسفیانؓ تھے جو اوسکو ہانکتے جاتے تھے۔ جناب رسول خداؐ نے ان لوگوں کو اس حال میں دیکھکر فرمایا۔ خدا لعنت کرے اس اونٹ پر اور جو اسپر سوار ہے اوسپر اور جو اسکو کھینچ رہا ہے اور اسکو ہانک رہا ہے اون پر بھی خدا کی لعنت ہو۔ اے معاویہؓ یہ سب تو تمہارے حق میں ہے۔ اب اے عمرو بن العاص۔ تمہاری باری ہے۔ تم کون ہو تمکو اپنی اصلیت کی بھی خبر ہے؟ تم وہی تو ہو کہ تمہارے بارہ میں پانچ اشخاص قریش نے جھگڑا کیا تھا اور جو انمیں باعتبار حسب و منصب کے نہایت ہی برا اور حقیر تھا اوسکی مشابہت سے تمہارے باب میں فیصلہ ہوا اور تم اوسکی طرف منسوب ہوے۔ پھر تم قوم قریش میں کھڑے ہوے اور کہا۔ میرے دشمن محمد صلعم ہیں۔ پہر خداوند کریم نے اپنے نبیؐ کی تسلی کے لئے سورہ کوثر نازل فرمائی جسمیں۔ ان شانئک هو الابتر۔ موجود ہے۔ پھر بھی تم باز نہ آے اور جناب رسول خداؐ کی ہجو میں تیس شعر کہے۔ وہ شعر سنکر حضور سردار دو عالم نے فرمایا۔ خدایا۔ میں شعر نہیں کہتا لیکن ہر شعر کے بدلہ عمرو بن العاص پر لعنت بھیجتا ہوں باوجود ان سب شرارتوں کے تم نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس گئے اور جو کچھ وہاں افترا پردازی کی ظاہر ہے تم ہی خوب جانتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے تمکو وہاں بھی جھٹلایا اور تم ناکام و نامراد وہانسے واپس آے۔ تم تو ہمیشہ سے حالت جاہلیت اور زمانہ اسلام میں بنی ہاشم کے دشمن رہے ہو اسلئے میں تمہارے اس بغض و حسد پر ملامت نہیں کرتا۔ پھر

جناب امام حسنؑ ولید بن عقبہ سے مخاطب ہوے اور فرمایاؑ۔ اے ابن ابی معیط۔ جناب علیؓ کو گالی دینے اور بُرا کہنے پرمین تمکو کیا ملامت کرون۔ اونہون نے شراب کی حد مین اسّی دُرے لگاے اور حسب ارشاد جناب جدعالی مقدار میرے والد ماجد نے تمہاری باپ کو قتل کیا اور نانا جان نے بحکم خالق زمین وآسمان تمہارے باپ کو قتل کرایا تہا۔ جب تمہارا باپ مارے جانے کیلئے کہڑا کیا گیا تو اوسنے نہایت مایوسی کے ساتہ چہوٹے لڑکے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اے محمدؐ اس بچہ کا کون ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اسکے واسطے آگ ہے۔ سنو۔ تم لوگونکے حق مین ناناجان کے نزدیک آگ تہی اور بابا جان کے نزدیک تلوار اور کوڑا تہا۔ اے عقبہ تم کسیکو قتل کرنے سے کیا ڈراتے ہو" پہر آپ مغیرہ بن شعبہ سے متوجہ ہوے اور فرمایاؑ۔ اے قوم ثقیف کے کانٹے۔ تمہارا منہ اور علیؓ کو بُرا کہو۔ تم کس بناپر اونکو گالیان دیتے اور بُرا کہتے ہو۔ کیا جناب رسول خدا سے اونکا رشتہ وقرابت دوری کی ہے یا اونکے احکام جابرانہ تہے یا دنیا کی رغبت اونکو تہی۔ اگر ان باتونمین سے کسی پر اونکو بُرا کہتے ہو تو تم جہوٹے ہو اور سب لوگ تمکو جہوٹا کرینگے اور جو تم کہتے ہو کہ علیؓ نے عثمانؓ کو قتل کیا تو تم اسمین بہی جہوٹے ہو اور سب تم کو جہٹلا دینگے اب رہا تمہارا ڈرانا اور دہمکانا تو اسکا اثر ہمپر بالکل نہین۔ ہم تمہاری حقیقت ہی کیا سمجہتے ہین۔ تمہاری تو یہہ مثل ہے کہ ایک مچہر کسی کہجور کے درخت پر بیٹہا۔ جب اوڑنے لگا تو کہجور سے کہا دیکہو سنبہلے رہنا مین اوڑتا ہون ایسا نہو کہ میرے پرونکی ہوا سے تمکو صدمہ پہونچے۔ کہجور نے ہنسکر کہا مجہکو تمہارا آنا تو معلوم ہوا نہین پہر تمہارا اوڑنا میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ہمکو تمہاری عداوت ودشمنی کی تو پرواہ نہین پہر تمہاری گالی اور بدگوئی سے ہمارا کیا نقصان ہے"۔ یہہ فرماکر جناب امام حسنؑ تشریف لیگئے۔ اسکے

چلے جانیکے بعد جناب معاویہ رضؓ نے فرمایا۔ تم لوگون نے دیکھہ لیا۔ میرا کہنا نہ مانا۔ کیا مین نے تمسے نہ کہا تہا کہ ان حضرات سے تم بازی نہ لیجا سکوگے۔ خدا کی قسم جب تک وہ تقریر کرتے رہے مین بالکل اندہا ہوگیا تہا کچہہ نظر نہین آتا تہا۔ تم لوگونمین درحقیقت خیر و صلاح بالکل نہین (ثمرات الاوراق مطبوعہ مصر)۔

جناب امام حسن رضؓ نے جن امور کی نسبت اشارہ فرمایا ہے اونکا بیان کرنا ضرور ہے لہذا ہم مجملاً لکہتے ہین۔ زمانہ جاہلیت مین اور بعد اسلام کے جو عزت خداوند تعالےٰ نے قریش کو دی وہ کسی اور قوم کو نہ تہی پہر قریش مین خاندان بنی ہاشم جملہ قبائل قریش سے ممتاز تہا۔ یہہ تو دستور قدیم ہے کہ نامور اور مشہور شخص یا خاندان کے دشمن بہی زیادہ ہوتے ہین اور خاص آپس والے ہی عداوت رکہتے ہین۔ حضور سرور کائنات مفخر موجودات کی ذات بابرکات سے جو شرف بنی ہاشم کو افزون ہوا یہہ بہی معلوم ہے۔ جب اسلام کا آغاز تہا اور علانیہ شعائر اسلام ادا نہو سکتے تہے تو دشمنان دین کے خوف سے مسلمانونکی تعداد قلیل نہایت درجہ ایذا پاتی رہی۔ اوسوقت رسول کریم اور اپکے اصحاب کے دشمن اسی خاندان قریش کے لوگ زیادہ تہے جنمین بنی امیہ بہی شریک تہے چنانچہ کتب سیر مین انکی عداوت بالتفصیل مذکور ہے۔ اسی عداوت کی طرف جناب امام حسن رضؓ نے اشارہ فرمایا۔ حضرت معاویہؓ کو مخاطب کرکے جو آپنے فرمایا اوسمین تو کوئی مضمون ایسا نہین جسکی وضاحت کیجاوے البتہ عمرو بن العاص کے بارہ مین چند امور قابل بیان ہین جناب امام حسن رضؓ نے عمرو بن العاص رضؓ سے فرمایا۔ (تم وہ شخص ہو کہ تمہارے بارہ مین پانچ شخصون نے جہگڑا کیا) اصل یہہ ہے کہ زمانہ جاہلیت مین دستور تہا کہ ایک عورت کو چار چار یا پنچ پانچ اشخاص اپنے تصرف مین رکہتے تہے اور باری باری سے مباشرت

کرتے تھے۔ اسی طرح نان ونفقہ سب پر تقسیم ہوتا تھا جب عورت کے حمل رہ جاتا اور بچہ پیدا ہوتا تو اوسوقت جھگڑا پڑتا۔ ہر ایک مدعی ہوتا اس صورت مین یا تو عورت کے قول پر راضی ہوتے جسکا لڑکا وہ کہدیتی اوسکا لڑکا ہوتا یا اسکا فیصلہ اس طرح ہوتا کہ عرب مین چند لوگ ایسے تھے جو فن قیافہ مین کامل مہارت رکھتے تھے اون کا یہہ کام تھا کہ وہ لڑکے کی صورت دیکھکر جسکے مشابہ پاتے اوسکو ولا دیتے تھے۔ ایسا ہی کچھ عمرو بن العاص کی پیدائش کے وقت پیش آیا۔ اس قصہ کو مستطرف مین اس طرح لکھا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کی والدہ کا نام نابغہ ہے وہ بیٹی حرملہ بن عزۃ کی ہے۔ زمانہ جاہلیت کی کسی جنگ مین قید ہوکر آئی اور سوق عکاظ مین فروخت ہوئی۔ عبداللہ بن جدعان نے اوسکو مول لیا اور عاص بن وائل کو ہبہ کر دیا۔ بعضے کہتے ہین کہ بلا نکاح عبداللہ بن جدعان کے پاس تہی اور اوسکے تصرف مین رہی۔ ابولہب۔ امیہ بن خلف ابوسفیان بن حرب۔ عاص بن وائل بہی ایک ہی مہینہ مین اوس سے ہمصحبت ہوے جب عمرو پیدا ہوے ان پانچون آدمیون نے دعویٰ کیا ہر ایک کہتا تھا کہ میرا نطفہ ہے اور میرا بیٹا ہے مجھکو ملنا چاہیئے۔ نابغہ نے فیصلہ کر دیا کہ یہہ لڑکا عاص کا نطفہ ہے عاص اوس عورت کو نان ونفقہ دیا کرتا تھا اسوجہ سے اسکا نام ہوا اور اسکی طرف عمرو منسوب ہوے۔ اسی قصہ کی طرف جناب امام حسنؑ اشارہ فرماتے ہین۔

نجاشی شاہ حبشہ کے پاس عمرو بن العاص کا جانا اور وہان جو معاملہ پیش آیا اسکا حال حصہ اول مین آچکا ہے ہان اس قصہ مین جو افترا پردازی کا ذکر ہے اوسکو ہم یہان لکھتے ہین۔ قریش نے جو لوگ حبشہ جانیکے لیے منتخب کیے تھے وہ عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید تھے۔ اثنا راہ مین دونون نے شراب پی اور نشہ شراب مین کسی بات پر

تکرار ہوگئی۔ عمارہ نے حضرت عمرو بن العاص کو کشتی سے دریا مین ڈھکیلنا چاہا لیکن لوگ بیچ مین آگئے جس سے یہہ بچ گئے مگر انکے دل مین عمارہ کیطرف سے کینہ جاگزین ہوگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انھون نے عمارہ کو نجاشی کے ہاتھہ سے قتل کرا دیا۔ اسکا حال اسطرح ہے کہ جب یہہ دونون دربار نجاشی مین آنے جانے لگے تو ایک روز حسب عادت یہہ دونون دربار مین بیٹھے تھے ایک جوان کنیز حسین و خوبصورت مملوکہ شاہی بہی اوسجگہہ موجود تھی۔ عمارہ بہی جوان خوبرو۔ اوٹھتی جوانی۔ شباب کا زور۔ دیدار و حسین مرد تہا چونکہ حسن مین ایک جذب مقناطیسی ہے اور جسکو یہہ دولت نصیب ہوتی ہے کیسی ہی پارسا نگاہین ہون ضرور اوسکی طرف اوٹھہ جاتی ہین۔ وہ لونڈی بار بار دزدیدہ نگاہ سے عمارہ کو دیکھتی تھی۔

یوسف از کنعان بسودائے زلیخا میرود		بر نمے آید غرور حسن با تسکین عشق

عمرو بن العاص تاڑ گئے اور دل مین عمارہ کے پہانسنے کی تدبیر اس سے بہتر اور نہ سوجھی۔ غرض جب یہہ دونون اپنے جاے قیام پر واپس آے عمارہ سے کہا۔ نجاشی کی لونڈی تمپر فریفتہ ہو رہی ہے۔ اوس سے دوستی پیدا کرو۔ شائد اس تدبیر سے جو کام ہم کرنا چاہتے ہین آسان ہو جاوے۔ اگر اوس لونڈی سے تم محبت کرلوگے تو ہر طرح تمہاری معین و کفیل ہوگی۔ اب اوس سے سلسلہ جنبانی کرو اور بات چیت کرکے بادشاہی عطر طلب کرو۔ وہ تمکو دیدیگی اور اس حیلہ و تدبیر سے تمکو موقع اظہار محبت مل جاویگا۔ عمارہ تو بیخبر تہا وہ کیا جانتا تہا کہ لونڈی سے ملنا اور عطر لینا میرے حق مین سم قاتل ہوگا بے دہڑک دوسرے روز لونڈی سے ملا اور گفتگوے محبت آمیز اور اظہار تعشق کرکے عطر کی فرمائش کی لونڈی نے شاہی عطر اپنے نئے دوست کو عنایت

کیا۔ وہ عطر کسی ترکیب سے عمرو بن العاصؓ نے اپنے قبضہ مین کرلیا اور تنہا نجاشی پاس جاکر کہا " سیرا رفیق عمارہ آپکی کنیز پر مائل ہوا ہے اور وہ بہی اوسپر فریفتہ ہے۔ جانبین سے عشق و محبت کا اظہار ہے۔ لونڈی نے خاص شاہی عطر اپنے یار کو دیا ہے۔ لیجیے یہہ وہی عطر ہے " یہہ کہکر عطر پیش کیا۔ نجاشی یہہ قصہ سُنکر ازبس غضبناک ہوا بکمال غیظ سے چاہا کہ فوراً عمارہ کو قتل کرے لیکن پہر سوچا کہ یہہ شخص ہمارے ملک مین ہماری اجازت و امن سے آیا ہے علانیہ اسکا قتل کرنا خوب نہین کسی حیلہ سے سزا دینی چاہیئے لہذا چند لوگ جادوگر عمارہ پر مقرر کردیئے کہ کسی حکمت سے اسکے احلیل مین پارہ بہردین اون لوگون نے شاہی حکم کی تعمیل کی۔ عمارہ عمرو بن العاصؓ کے فقرہ مین آکر خود اپنی جان کا خواہان ہوا اور پارہ کی تکلیف سے بدحواس لوگون سے متنفر ہوکر بہاگا اور جنگلون بیابانون مین وحشیان صحرا کے ساتہہ اپنا مسکن بنایا۔ اسکے ہمراہی اسکی تلاش مین سرگردان و حیران پہر رہے تہے۔ ایک مقام پر پکڑ پایا اور مقید کرکے لے گئے عمارہ اسی قید کی حالت مین جہنم واصل ہوا۔ (معارج النبوۃ)

باقی مضامین ظاہر ہین۔ اب ہم اصل روایت کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اولاً تو اس قصہ کا وہی جواب ہے جو دیگر روایات کا ہے بر تقدیر صحت روایت ہم کہتے ہین کہ جناب علیؓ پر طعن کرنیوالے اکثر اصحاب بنی امیہ تہے جو آپکو منجملہ قاتلین جناب عثمانؓ شمار کرتے تہے اور یہہ خیال تہا کہ جناب علی اپنی خلافت کے خواہان ہین۔ اس قسم کے خیالات ہمچشمونکی نسبت ہوہی جاتے ہین۔ چونکہ بنی ہاشم اور بنی امیہ مین ہمیشہ سے لاگ ڈانٹ چلی آئی ہے اگر ایسے موقع پر ایک دوسرے کو کچہہ کہین تو کیا بعید ہے مگر وہ حضرات باہم جسطرح ایک دوسرے کو کہتے تہے ویسے ہی حق بات سُنکر دب بہی جاتے

تھے چنانچہ جناب امام حسنؓ کی تقریر سے سب ساکت ہوگئے اور پھر کسی نے دم نہ مارا۔ البتہ اس قسم کے واقعات سے عام لوگ اگر دلیر ہوجاوین مثلاً بنی ہاشم کے اتباع انکی محبت مین بنی امیہ کو برا کہنے لگین تو یہ انکے شایان نہین۔ بڑے لوگو نمین باہم اگر سخت کلامی ہو تو ہوا نکے اتباع اگر بزرگون پر طعن کرین تو بیشک بدنما ہوگا علیٰ ہذا القیاس ہمکو اس قسم کے واقعات پر نظر ڈالنے سے کسی جانب فیصلہ کرنا اور ایک فریق کی نسبت تذلیل و تکذیب کی رائے قایم کرنا جائز نہین۔ ہم دونون فریق کو بنظر عزت دیکھین گے اور دونون کا شرف صحابیت ملحوظ رکھکر اپنی زبان سے ان حضرات کی نسبت کلمات ادب نکالین گے۔ حضرت عمرو بن العاص کا قصہ جو ہمنے نقل کیا ہے وہ قبل اسلام کے گذرا ہے اور اسلام نے تمام گناہ حالت کفر کے نیست و نابود کر دیئے ہین۔

محاکمہ

روایات و بیانات گذشتہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جو شبہات لاطائل اور ظن فاسد بعض مورخین کی روایات سے درباب شرکت بعض صحابہ کبارؓ جناب عثمان کی شہادت مین یا آپ کی عدم نصرت مین پیدا ہوتے ہین ہرگز قابل اعتبار اور لائق التفات نہین ہین۔ اگرچہ جناب عثمانؓ پیرانہ سالی مین تخت خلافت پر متمکن ہوے۔ آپنے مراتب عالی اور مناصب بزرگ اور امور حکومت کو اپنے اعزہ و اقربا کے سپرد کیا۔ بلاد اسلامیہ مین آپ ہی کے رشتہ دار بنی امیہ عمال اور حکام ہوگئے۔ مگر ان مین بعض حضرات وہ بھی ہین جو جناب رسول خدا کے عہد مبارک مین امارت اور حکومت پر رہے اور اکثر حضرات شیخین کے عہد خلافت مین بوجہ اپنی لیاقت اور عقل و تمیز کے بڑے بڑے

کام انجام دیتے رہے۔ جناب عثمان رضؓ نے بہی ان لوگونکو عامل وحاکم ممالک اسلامیہ کیا اور خدمات لائقہ اور مناصب عالیہ انہین لوگونکو دیئے۔ ان لوگونکی کوشش اور بیدار مغزی حسن انتظام محنت وجانفشانی کی نتایج اور فتوحات بیشمار جسقدر حاصل ہوے وہ اظہر من الشمس ہین۔ جناب عثمان کی تجویز وتشخیص و تدبیر ملکی حضرت عبداللہ ابن عامر کو اس خدمت کے واسطے انتخاب کرنے مین کس درجہ ظاہر ہوتی ہے اور جو کچہہ ابن عامرؓ کی اہلیت۔ کارگذاری عقل و دانائی محنت وجانفشانی۔ جانکاہی کا ثمرہ ترقی ملک فتوحات و توسیع حدود اسلامیہ مین ظہور پذیر ہوا وہ بہی مثل روز روشن عیان ہے۔ یہہ سب کچہہ تو تہا مگر بنی ہاشم کو بنی امیہ کی ترقی ناگوار تہی۔ بنی ہاشم انکو اس اعلیٰ مدارج ومناصب پر دیکہکر کیا خوش ہوتے تہے ہرگز نہین بلکہ یہہ لوگ بنی ہاشم کی آنکہونمین کہٹکتے تہے۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ جب نیر اسلام طلوع ہوا ہے تو بنی ہاشم کو بنی امیہ کے ہاتہون بالخصوص ابوسفیانؓ وغیرہ سے جو صدمات پہونچے اور جو تکالیف ان سے پائین اسکی وجہ سے بنی ہاشم کو انسے دلی کدورت تہی اب انکی ترقی اور اسلام مین ناموری وشہرت پانا کس طرح گوارا ہوتا۔ (اور یہہ طبعی بات ہے جس سے انسان مجبور رہے) اسلام نے بذریعہ اخوت سب کو ایک درجہ کا کردیا تہا البتہ خاندان قریش جیسا زمانہ جاہلیت مین معزز سمجہا جاتا تہا اسلام نے بہی اسکی قدر بحال رکہی بلکہ اور بہی عزت افزون ہوئی۔ بنی امیہ بہی بدولت اسلام کے عزت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے۔ عہد عثمانی مین تو انکی اور بہی عزت ہونے لگی جسقدر عہد رسالت بعید ہوتا گیا اوسیقدر بنی امیہ کی عزت ومنزلت جس درجہ پر کہ زمانہ جاہلیت مین تہی اوسکی جانب رجوع کرتی گئی جسکی وجہ سے فتنہ وفساد کا شیوع ہو چلا۔ (خلاصہ یہہ ہے

کہ دیگر اقوام عرب وغیر عرب جب اسلام مین آے اور اخوت اسلامی سے ایک درجہ پر رکھے گئے ملکی فتوحات مین دیگر اقوام کا قدم آگے تہا اسوجہ سے یہہ لوگ اپنے کو افضل سمجھتے تہے اور یہہ دعوی تہا کہ یہہ ملک ہماری ہی تلوارون نے فتح کیے ہین۔ دراصل ہمارے ہی ملک ہین۔ بنی امیہ کو کرسی صدارت پر دیکھکر ان لوگونکے حوصلے بڑہ گئے اور سارے فساد کی بنایہی ہے) صحابہ کبار جیسے جناب حیدر کرار رض طلحہ رض زبیر رض اس فتنہ کے فرو کرنے مین بجان و دل ساعی ہوے۔ اگرچہ اہل غرض کے مطالب دلی حاصل نہ ہوے مگر ان حضرات کی کوششین بہی چندان کارآمد نہ ہوئین اور آتش فتنہ وفساد سرد نہ ہوتی۔ (دوسری وجہ یہہ بہی پیش آئی کہ جو کام باتفاق راے ایک گروہ کے ہوتا ہے اور سب تہ دل سے کوشش کرتے ہین ضرور وہ بخیر تمام انجام پذیر ہوتا ہے) گروہ صحابہ مین بہی دو چار حضرات معززین باقی رہ گئے تہے اور اکثر صحابہ کرام عہد فاروقی مین جنگ عراق عجم و عرب و بلاد سوریہ اور دیگر معرکون مین کام آچکے تہے اور کچھہ طاعون عمواس مین راہی ملک بقا ہوگئے تہے۔ اگر ان بزرگون مین سے کچھہ لوگ زندہ ہوتے تو شائد انکی نیک تدبیر اور گفتگوے صلاح آمیز سے بگڑے ہوی فریق درست ہوجاتے۔ ملک اور قوم کا تو یہہ حال تہا اوپر سے شاعرونکی چرب بیانی اور طلاقت لسانی تہی جو بذریعہ مرثیون اور اشعار کے بنی امیہ کی غیرت کو جوش دلاتی اور اونکو تہور اور شجاعت پر اوبہارتی تہی بنی امیہ اپنے مخالف گروہ سے بدلا لینے مین زیادہ تیز ہمت ہوتے تہے۔ اسکے ساتہہ ہی شاعرون کی جادو بیانی نے جناب علی رض کی بے پروائی اور جناب عثمان رض کی مدد و نصرت سے بے اعتنائی خوب خوب ظاہر کر دکہائی۔ (یہی سبب ہوا کہ جناب علی رض اور دیگر حضرات صحابہ رض۔ طلحہ رض زبیر رض کیجانب

عام خیالات مین یہہ بات جم گئی کہ یہہ لوگ خلیفہ برحق کی مدد سے کنارہ کش بلکہ اسکے بدخواہ ہین، لیکن روایات گذشتہ واخبار سابقہ سے اس بدگمانی کی تائید کسی طرح نہین ہوتی بلکہ یہہ امر محقق ہے کہ جناب علیؓ روز ظہور فتنہ وآمد بلوائیان سے بذات خود فساد رفع کرنے اور اہل فساد کے دفع کرنے مین نہایت کوشش کے ساتہہ مصروف ہی۔ گفتگوی شایستہ اور تقریر معقول سے مصری بلوائیون کو واپس کر دیا تہا۔ جناب علیؓ تو بنفس نفیس بلوائیو نکی فہمایش مین سرگرم تہے اور اپنے لخت جگر۔ نور بصر۔ فرزند سعادتمند جناب امام حسنؑ کو جناب ابن عباسؓ اور دیگر ابناے صحابہ کبار کے ہمراہ دار الخلافت کی حفاظت اور جناب عثمانؓ کی حمایت کو تعین فرما دیا تہا اور گروہ بلوائیون کی مقابل جو خط کا بہانہ لیکر در دولت جناب عثمانؓ کو گہیرے ہوے تہے اونکو بہیج دیا تہا چنانچہ ان بزرگون نے اشرار بدبخت تبہ کار کے مقابلہ اور جنگ مین کمال عالی ہمتی اور شجاعت و مردانگی سے کام لیا جناب عثمانؓ پر جان قربان کرنے مین برابر قائم رہے اور اپنے پاٰنون مضبوط جما دیے حتی کہ جناب عثمانؓ کثرت باغیان اشرار اور قلت جماعت معاونین شجاعت آثار سے گہبراے اور انکا مقابلہ اوس لشکر بیشمار سے دشوار تصور فرما کر بنظر کمال شفقت و وفور رحمت بہ الحاح و منت تمام ان حضرات کو واپس جانیکے لیئے ارشاد کیا۔ جناب امام حسنؑ سے اس طرح فرمایا۔ صاحبزادہ مین خوب جانتا ہون کہ تمہارے پدر بزرگوار کا دل تمہارے واسطے کس درجہ بیقرار ہوگا۔ دشمنو نکی فوج بے تعداد اور تم تنہا صرف دو چار یار احباب ساتہہ انکے مقابل ٹہیرے ہو۔ خدا کے واسطے مجھکو چہوڑ کر اپنے باپ کے پاس چلے جاوٴ اونکے متفکر او مضطرب قلب کو تسکین دو

بلای من تہ داٰن بلا خدا را ایش من بنشین		نمیخواہم کہ پیش دیگران آید بلاے من

جناب امام حسنؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم جب تک آپ پر قربان نہو جاؤں ہیہ دروازہ نہ چہوڑونگا"

طبع معشوق نہین ہون کہ بدل جاؤنگا		مین بہلا سر کہ عشق سے ٹل جاؤنگا

جناب عثمانؓ کو حضرت امام حسنؓ کی مشقت اور تکلیف گوارا نہ ہوئی۔ دروازہ کہول دیا اور آپ کو مع آپکے رفیقونکے گہر کے اندر کر لیا۔ جب بلوائیون سے دروازہ نہ ٹوٹ سکا غضبناک ہو کر آگ لگا دی۔ جناب امام حسنؓ اپنے ہمراہیونکے ساتہہ بلوائیونکے دفع کرنے مین مصروف تہے کہ وہ پشت دولتخانہ سے اندر گہس آے اور آپکو شہید کیا اب بنگاہ غور وتعمق ملاحظہ ہو کہ جناب علیؓ نے بذات خاص اگرچہ اسوقت بلوائیونکو دفع نہین کیا مگر باوجود اسکے آپکے جگر پارہ فرزند ارجمند جناب امام حسنؓ نے ہمت اور کوشش مین دریغ نہ فرمایا۔ اگر جناب عثمانؓ حضرت علیؓ کی نصیحت اور راے پر عمل فرماتے اور مروان اور دوسرے عزیز واقربا کے کہنے پر نہ چلتے تو جناب علیؓ بذات خاص اسوقت آپکے دروازہ پر ہوتے اور رفع فساد مین دل وجان سے کوشش کرتے (یا جناب عثمانؓ اجازت دیتے تو جناب علی مرتضیؓ فرقہ اشرار کو انکی بغاوت کا مزہ چکہاتے) ان حضرات کی مدد ونصرت۔ جناب عثمانؓ کی حمایت مین جان تک سے دریغ نہ کرنا آپکے روز اسلام سے تا یوم بیعت خلافت اور اوسکے بعد تا زیست آپکے ساتہہ ہر طرح محبت واخلاص کا برتاؤ رکہنا ظاہر وعیان ہے مخفی ونہان نہین۔ خلاصہ ہیہ کہ جناب عثمانؓ اوّلاً تو پیرانہ سال اسی برس سے متجاوز تہے ثانیاً اوصاف حلم وحیا سے متصف تہے (جسکی وجہ سے لوگونکو جرأت بڑہہ گئی) لہذا بلوائیونکو دفع نہ کر سکے۔ (تاریخ بدائع) اس بیان سے کماینبغی ہمارے دعوی کی تائید ہوتی ہے اور اس امر کا پورا ثبوت

ملتا ہی کہ یہ اہل فساد کی شر انگیزی کا نتیجہ ہے جو حضرات صحابہ کبار کی نسبت عدم نصرت جناب عثمانؓ کا ظن فاسد اور وہم کاذب پیدا کر رہا ہے۔ اب صحابہ کرام کی مدد و اعانت اور جناب عثمان رضکے ساتھہ محبت اور اخوت و ہمدردی بخوبی ثابت ہوگئی ۔ یہہ بہی روایات سابقہ سے معلوم ہوگیا کہ حضرات مہاجرین و انصار سب کے سب آپکی مدد پر تیار اور آپکے مخالفین سے لڑنیکو آمادہ ہوکر آئی اور اجازت نہ پانے بلکہ قسم دلانے سے مجبور ہوکر واپس گئے اب اگر بعض روایات سے اسکے خلاف ظاہر ہو تو برتقدیر صحت روایات و تسلیم اقوال کے ہمارے بیان آیندہ سے جواب شافی اسکا ظاہر ہوگا۔

ہر فرد انسانی کی طبعی اور خلقی بات ہے کہ اپنے مد مقابل ہمسر اور ہمعصر کو بنگاہ حسد دیکہتا ہے پہر اگر کوئی اپنے جنس مین برابر والا کسی دنیوی جاہ و جلال ۔ دولت و مال مین سربرآوردہ و ناسور ہو جاوے یا کسی قسم کی حکومت ۔ خلافت و امارت پر پہونچے تو اوسکے دوسرے بہائی برادر ۔ خویش و اقربا اوسکے ساتہہ دلی محبت اور ہمدردی سے پیش نہ آوینگے بلکہ دل سے زوال نعمت کے خواہان رہینگے ۔ چاہے اوسکے تنزل سے انکو ترقی نہ نصیب ہو مگر وہ عادت اور طبیعت انسانی سے مجبور ہین ۔ خواہ مخواہ انکے دل مین ہوس و حرص دنیا جانشین ہوکر اپنے بہائی ذی مرتبہ کی طرف سے کشیدہ خاطر رہیگی بالفرض وہ شخص حوادث زمانہ مین مبتلا ہو تو یہہ لوگ اوسکی مدد و نصرت و حمایت سے دست کش ہونگے بلکہ انکی خواہش دلی اور رضامندی اسکی ذلت و خواری مین ہوگی زمانہ حضرت آدمؑ سے لیکر اسوقت تک ہر جگہہ ہر ملک ہر قوم مین ایسا ہی نظر آتا ہے (سلاطین سابقہ اور امرا زمانہ ماضیہ کے حالات کتب تواریخ مین دیکہنے سے اسکی نظائر و مثالین بیشمار نظر سے گذرینگی) یہہ بات تو انسان کی طبیعت اور خلقت مین

داخل اور اوسکی گھٹی مین پڑی ہے مگر صحابہ کرام مین بالخصوص حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم مین جنکی شان مین جناب فاروق اعظم رض کا یہہ قول ہے کہ جناب سالتماب صلعم ان لوگونسے راضی وخوش تشریف لیگئے۔ اس طبعی امر کے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ توفیق و تائید آلہی سے اور بہ برکت صحبت آنحضرت صلعم یہہ بزرگوار اس قسم کے خیالات سے محفوظ و مامون رہے اور خلیفہ وقت کی اطاعت مین بجان و دل مصروف تھے کبھی والا منصب خلافت کا خیال انکے پاک نفوس مین نہ گذرا۔ ظاہر و باطن سے ہر طرح معین و مددگار فرمانبردار و جان نثار رہے۔ اگرکسی صاحب مین ہمارے دعوے کے خلاف نظر آوے تو وہ از قبیل انقباض خاطر ہے جو امر خلقی کا ادنی اثر ہے اور جسپر ہر فرد بشر مجبور ہے یہی انقباض خاطر ہے جو بعض حضرات کی عدم نصرت وکم التفاتی کا سبب ہوا اور یہی قوی سبب ہے کہ جناب عثمان رض پر سے حوادث ومصائب دفع نہ ہوسکے اور آپ امور خلافت اجرا کرنے مین اس بات پر مجبور ہوے کہ خاندان بنی امیہ کے نوجوان لائق اشخاص کو حکومت وامارت ممالک اسلامیہ پر مامور فرمایا۔ (اگرچہ اسمین پاس قرابت اور لحاظ صلہ رحمی بہی تہا۔ چاہے اس ضرورت ومجبوری سے آپ کا یہہ فعل محل گفتگو اور جاے اعتراض اکابر صحابہ ہو مگر اس کا یہہ نتیجہ نہ سمجہنا چاہیئے کہ آپسے سب صاحب بیزار ہوگئے اور آپکو دشمنونکے قبضہ مین چہوڑ دیا کیونکہ اوپر کی تقریر سے یہہ اشتباہ بالکلیہ دفع ہوتا ہے علاوہ اسکے روایات صحیحہ سے جو درباب مدد ونصرت صحابہ کرام اوپر گذر چکین اور تقریر محاکمہ مذکورہ سے اس وہم کی بنیاد قطع ہوتی ہے) دیکھو۔ اگر ایک شخص کے دو چار بیویان ہون تو ونمین باہم کسقدر سوتیا ڈاہ ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی دشمن جانی خون کی پیاسی رہتی ہے۔ کہلم کہلا عداوت اور بغض کا اظہار باہمی کینہ

حسد رکھنا کس درجہ ہوتا ہے مگر امہات مومنین ازواج مطہرات جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو خداوند تعالےٰ نے اس بلا سے کس درجہ محفوظ رکھا۔ تاہم امر خلقی سے مجبور تھین اور انقباض خاطر اور غیرت طبعی کے آثار کسی کسی وقت ظاہر ہو ہی جاتے تھے اور اس سے کہان تک انسان بچ سکتا ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔ جب شیطان اہل عرب کے کافر ہونے سے مایوس ہو گیا تو اونکو باہی خانہ جنگیو نمین لگا دیا۔ اسی طرح جب مرد با ایمان کے گمراہ ہونے کی اوسکو امید باقی نہ رہی تو اوسکے دل مین وسوسے ڈالنا اور خطرات نفسانی پیدا کرنا شروع کیا اور یہہ وسواس نفس تو صریح ایمان کی علامت ہے۔ (کیونکہ چور خالی مکان مین نہین گہستا جہان اسباب نقد وجنس دیکھتا ہے وہان جاتا ہے تو خطرات شیطانی بہی اوسی دل مین گذرینگے جسمین ایمان کا مکان ہو اور جس دل مین ایمان کا گذر نہین وہان خطرات نفسانی کا بہی دخل نہین) اکثر روایات سے ظاہر ہے کہ بوجہ انقباض خاطر ہمدردی و نصرت بعض صاحبون نے نہ کی مگر یہہ وہی لوگ ہین جو جناب سرور عالم کی بشارت اور سوابق اسلامیہ۔ (جناب عثمان رضؓ کے حق مین) بہول گئے۔ بمضمون حفظت شیئا وغابت عنك اشیاء کوئی کوئی بات یاد رہی اور بہت کچھ بہول گئے۔ ایسے لوگونکی عادت ہے کہ ادنیٰ درجہ کی لغزش کو ایک کی جگہ دس ظاہر کرتے ہین اور خفیف بات بڑہا کر اوسکو محمل خاص پر حمل کرتے ہین۔ (ظاہر ہے کہ یہہ لوگ جماعت صحابہ مین نہ تہے کیونکہ اونکی شان عالی ہے اونکے نفوس پاک اور خیالات نفیس ہین) اور جو حضرات جناب رسول خدا کی بشارات و حضرات صحابہ رضؓ کے سوابق اسلامیہ اور شرف صحبت کو یاد رکھتے ہین اگر کسی صاحب سے مقتضائے بشریت کوئی امر خلاف اونکے رتبہ کے سرزد ہوا تو ایک کی جگہہ ایک ہی

بلکہ نصف پر قناعت کر کے ظاہر کرتے ہین اور پہر اوسکا عذر بہی بیان کر دیتے ہین۔
(یہہ حضرات صحابہ کرام کی شان ہے) ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ
ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (اور جبکہ صحابہ کرام کی بزرگی وفضیلت معلوم ہوگئی اور یہہ بہی
بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہوا کہ اونمین بغض وعناد باہمی نہ تہا اگر احیاناً بسبب انقباض
خاطر کے کچہہ شکر رنجی ہو جاتی تہی تو اوسکا اثر دلون مین قائم نہ ہونے دیتے تہے بلکہ
بالمشافہہ بہت جلد دلی کدورت زبانسے بیان کر کے ایکدوسرے سے صفائی کر لیتے تہے
چنانچہ سنداً ہم یہہ قصہ پیش کرتے ہین ناظرین باتمکین بچشم قبول ملاحظہ فرماوین۔)
ابو صالح ذکوان۔ صہیب جناب عباس رضؓ کے غلام سے ناقل ہین صہیب کا قول ہے
کہ مجہکو میرے آقای نامدار جناب عباس رضؓ عم بزرگوار نبی مختار نے جناب عثمان رضؓ کے بلانیکو
بہیجا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ جناب عثمان رضؓ اوسوقت اپنے یار واحباب کی دعوت
مین مصروف تہے۔ دن کا کہانا یارونکو کہلا رہے تہے۔ میرے بلاتے ہی آپ میرے
ساتہہ جناب عباس رضؓ کے پاس چلے آے اور آتے ہی یہہ دعائیہ کلمہ فرمایا "خدا کرے آپکی
ذات فلاح یاب ہو اے ابی الفضل" جناب عباس رضؓ نے جواب دیا "اے امیر المومنین
خدا آپ کو بہی خوش رکہے" پہر جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ جسوقت آپکا آدمی میرے بلانیکو
پہونچا مین یارونکو کہانا کہلا رہا تہا بس اونکو کہانا دیکر فوراً ہی آپکے پاس چلا آیا (جناب
علی رضؓ اور جناب عثمان رضؓ مین کچہہ رنج ہو گیا تہا حضرت عباس رضؓ جانتے تہے اور دونون مین
صفائی کرا دینا چاہتے تہے۔) جناب عباس رضؓ نے فرمایا "امیر المومنین۔ مجہکو خبر پہونچی ہے
کہ آپکو جناب علی رضؓ اور اونکے طرفدارون کی نسبت کچہہ شکایت ہے اور آپ ناخوش ہین
مین آپسے التجا کرتا ہون کہ باہمی رنج وملال میری خاطر سے دفع کر دیجیے اور آپس مین

میل و اتفاق رکھیئے" جناب عثمان نے فرمایا "جو لوگ آپکے دوست ہین مین اونمین سب سے زیادہ آپکی محبت کا دعوی رکھتا ہون اور آپکی سفارش قبول کرتا ہون۔ اگر جناب علی چاہتے تو وہی ہر کام مین نظر آتے مگر اونہون نے نہ مانا اور خود رائی کی" پہر جناب عباس رض نے حضرت علیؓ کو بلایا اور اونسے فرمایا "مین جناب عثمان رض کے معاملہ مین آپسے خدائے کریم کو یاد دلا کر کہتا ہون کہ آپ اپنے چچازاد اور پہوپہی زاد بہائی اور اپنے دینی بہائی اور اپنے ساتہی جناب رسول خدا کے شرف صحبت مین شریک۔ ان سب پر فضیلت یہہ کہ آپکے خلیفہ جنکی آپنے بیعت کی۔ جناب عثمان رض کے حقوق مذکورہ مین نظر فرمایئے" جناب علی رض نے فرمایا۔ (بیشک مین مانتا ہون مگر خدا کی قسم دنیوی معاملات مین تو مین انکا فرمانبردار رہون اگر فرماوین تو مین اپنا سارا گہر بار چہوڑ کر نکل جاؤن لیکن خدا کا حکم بجالانے مین ذرہ برابر بہی سستی اور کاہلی روا نہ رکھونگا" راوی کا قول ہے کہ یہہ روایت صحیح الاسناد ہے اور مین نے خوب یاد کر لی ہے بارہا اپنے اوستاد شیخ کو سنائی۔ (ازالۃ الخفا)

درحقیقت جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ بات بیان فرمائی ہے کہ جس سے تمام شبہات دفع ہوگئے۔ مرد حق شناس کیواسطے اس سے زیادہ دلیل روشن و حجت کی اب ضرورت باقی نہین رہی۔ شاہ صاحب کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام بغض و حسد و نفاق و دلی کدورت سے پاک و مبرا تہے۔ اگر ان حضرات مین سے کسی کی نسبت عدم اعانت و نصرت جناب عثمان رض کا شائبہ بہی ہے تو وہ محض انقباض خاطر کا نتیجہ ہے اور روایات سابقہ سے صحابہ کرام رض کی مستعدی اور جناب عثمان رض کی مدد و نصرت کو آنا اور آپ کی ممانعت سے مجبور و خاموش رہنا بخوبی ظاہر ہو چکا ہے

جناب علیؓ اور جناب عثمانؓ کا ذکر جو آخر مین لائے ہین اوس سے یہہ امر ثابت کیا ہے کہ اگر حضرات صحابہ کرام مین کسی قسم کی شکر رنجی ہو جاتی تھی تو وہ دین کے معاملات مین ہوتی تھی مثلاً اگر کسی معاملہ مین جناب عثمانؓ نے بغرض تحقیق نفس معاملہ حکم دینے مین گونہ تاخیر کی تو اوسپر اور صحابہ کرام اس خیال سے کہ امر دین کے اجرا کرنے مین تامل نہ کرنا چاہیے کشیدہ خاطر ہو جاتے تھے۔ جناب عثمانؓ کے تاخیر کرنیکی وجہ موجہ ہوتی تھی صحابہ کرام کا اعتراض بھی بیجا نہ ہوتا تھا جیسا کہ ولید بن عقبہ کی بابت اوپر گذر چکا ہے۔ یا عمال کی بحالی و برطرفی ادنی ادنی شکایات پر کرنا۔ اسکو جناب عثمانؓ بوجہ رحمدلی اور نیک مزاجی اپنی کے جائز نہ رکھتے تھے۔ اسوجہ سے عوام مین شورش پیدا ہوتی اور رفتہ رفتہ صحابہ تک یہہ باتین پہونچتین جسکی وجہ سے یہہ حضرات آپسے شکایت کرتے اور آپ اونکی راے کے مواقف انتظام فرماتے تھے پھر کوئی شکایت باقی نہ رہتی تھی مگر ان جزئی امور کا اثر اون پاک دلونمین مستقر و مستحکم نہ ہوتا تھا بلکہ فوری جوش اسلامی و حمیت دینی کے باعث کسیقدر کبیدہ خاطر ہوتے پھر صاف ہو جاتے تھے۔ دین اسلام نے علی العموم سب مسلمانونکو تعلیم دی ہے کہ آپس مین مسلمان ایک دوسرے سے میل و محبت رکھین ہر ایک مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے صاف دل رہے۔ اگر احیاناً کسی کو کسی سے رنج پہونچے تو برملا دوسرے شخص کے روبرو ظاہر کر دے تاکہ دونون کے دل صاف ہو جائین۔ صحابہ کرام جنکے نفوس مزکّٰی اور شرف صحبت رسول پاک سے مہذب و مجلّٰی ہین انکی شان اور مرتبہ تو نہایت اعلی ہے۔ انکے دل تو نہایت درجہ صاف ہین انکا نفس امارہ مغلوب ہے۔ انکو دولت صحبت نبوی سے مرتبہ نفس مطمئنہ حاصل ہے۔ انکی نسبت باہمی بغض و حسد کا گمان کرنا نہایت درجہ کوتاہ بینی اور اپنی عاقبت کی تباہی و بربادی ہے

علی الخصوص حضرات عشرۂ مبشرۂ۔ یا انکے علاوہ اور جنکو آنحضرت صلعم نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ انکی شان و مرتبہ کا کیا پوچھنا پھر انکی نسبت انکے خلاف مرتبہ کوئی لفظ بے ادبی کا زبان سے نکالنا یا دل مین انکی جانب سے سوء ظن رکھنا سراسر اپنے دین وایمان کا زیان ہے۔ ان حضرات مین باہم جو کچھہ منازعات و مخاصمات واقع ہوے ہین اونکو نیک محمل پر رکھنا چاہیئے اور ان معاملات مین گفتگو کرنا بھی مناسب نہین۔ خداوند تعالےٰ نے ان حضرات کو بزرگ کیا۔ انکے خون پاک سکیے۔ ہمکو بھی اپنی زبان انکی برائی سے روکنا لازم و واجب ہے۔ بعض لوگ کہہ بیٹھتے ہین کہ صحابہ معصوم تو تھے نہین اگر اونسے غلطی یا گناہ ہوگیا ہو تو حرج ہی کیا۔ آخر کو وہ بھی بشر تھے فرشتے تو نہ تھے یا انبیاے کرام کی طرح کچھ معصوم نہ تھے۔ ہماری راے مین یہ الفاظ بھی ہماری زبان سے نکلنا خلاف ادب مین داخل ہے اور ہم اس کو سوء اعتقادی مین شمار کرتے ہین۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ صحابہ معصوم نہ تھے مگر اونکا مرتبہ ہماری زبان کو روکتا ہے کہ خبردار اونکی نسبت اس قسم کا وہم بھی نہ کر دیہی پاس ادب ہے کہ ہمکو فرقۂ تبرائی سے ممتاز و ممیز کر رہا ہے۔

اخبار سیر و عادات جناب عثمان رضہ متعلق بہ نظم ملکی

بحث فضائل مین ضمناً بعض سیر و عادات ہم لکھہ آے ہین اب انکے علاوہ اس مقام پر ہم اور کچھہ لکھتے ہین حسن بصریؒ فرماتے ہین۔ ایک مرتبہ اتفاقاً میرا گذر مسجد نبوی مین ہوا اوسوقت جناب عثمانؓ وہان تشریف رکھتے تھے آپنے چادر مبارک کو بشکل تکیہ کے بنالیا تھا اور اوس سے ٹیک لگاے بیٹھے تھے اس اثنا مین دو شخص توم کو سعد بجی

اپنا مقدمہ لیکر حاضر ہوے۔ ان دونون مین کسی بات پر جھگڑا تہا۔ آپنے دونون کا بیان سنکر دونون مین فیصلہ کردیا اور وہ دونون راضی خوشی واپس گئے۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ جناب عمرؓ اہل قریش کو امارت وحکومت کم دیتے تہے اونکے واسطے آپکا حکم تہا کہ مدینہ ہی مین رہین باہر نہ جانے پاوین۔ اس حکم کے اجرا مین بعض وقات آپکو قریش سے رنج بہی پہونچتا تہا مگر آپکا قول تہا "مجھکو تم لوگونکے بلاد اسلامیہ مین منتشر ہونے اور جا بجا پہیل جانے سے امت محمدی مین بہت بڑا خوف ہے" اگر قریش مین سے کوئی شخص آپ سے جہاد مین جانے کی اجازت چاہتا تو آپ یہ جواب دیتے "جناب رسول خدا کے ساتہہ جو کچہہ جہاد تم کرچکے ہو بس تمکو وہی کافی ہین اور اسیقدر ثواب وفضیلت تمہارے حق مین بہت ہے۔ اب اسوقت تمہارے واسطے اسی مین بہتری ہے کہ تم دنیا کو نہ دیکہو اور نہ وہ تمکو دیکھے" یہہ حکم آپکا مہاجرین کے واسطے مخصوص تہا باقی عام اہل مکہ کو اجازت تہی جہان جسکا جی چاہے رہے۔

جناب فاروقؓ کے بعد جب جناب عثمانؓ تخت خلافت پر جلوہ فرما ہوے آپنے مہاجرین کو اجازت دی اور جہان جسکا جی چاہا چلے گئے یہان تک کہ آپکے عہد مین تمام ممالک اسلامیہ مین یہہ بزرگوار پہونچے اور جس مقام پر یہہ پہونچے وہان کے لوگ انکی طرف عزت وحرمت کے ساتہہ ملتفت ہوے۔ اس آزادی سے مہاجرین کے نزدیک جناب عثمانؓ بہ نسبت جناب عمرؓ کے زیادہ تر محبوب ہوگئے۔ جناب عثمانؓ کا دستور تہا کہ اپنے عہد خلافت مین ہر سال لوگونکے ساتہہ حج کو تشریف لیجاتے تہے۔ امہات مومنینؓ کو بہی اپنے ہمراہ لیجاتے رہے جیسا جناب عمرؓ کا دستور تہا کہ امہات مومنین کے ساتہہ حج ادا کیا کرتے تہے۔

جناب عثمان غنیؓ نے ممالک محروسہ مین عام حکم جاری کر دیا تھا کہ جملہ عمال ہوسم حج مین مجھکو بمقام مکہ معظمہ ملا کرین اور جس شخص کو کسی عامل سے یا کسی دوسرے سے ظلم پہونچا ہو وہ بھی اسی زمانہ مین آکر ملے عمال کو سخت تاکید تھی کہ رعایا کو نیک کامونکی ہدایت اور بری باتون سے ممانعت کرو۔ اگر کوئی قوی شخص کسی بیچارہ غریب ضعیف پر ظلم کریگا تو مین مظلوم کا طرفدار رہون ظالم سے اوسکو حق دلاؤنگا۔

آپکے عہد مین جب دنیوی ترقی خوب ہوئی اور چارون طرف سے دولت بھیبا آنے لگی۔ تو لوگ عیش و آرام مین منہمک ہوے۔ لہو ولعب کی جانب طبیعتین مائل ہوئین۔ سب سے اول بیکاری مین دل بہلانیکا شغل کبوتر بازی غلیل بازی تھی جسمین شوقین مزاج مبتلا ہوے۔ جناب عثمان غنیؓ نے اس بیکار ولغو کھیل کے انسداد کیجانب توجہ فرمائی۔ آپ کی خلافت کو آٹھوان سال تھا کہ آپنے ایک شخص کو قبیلہ بنی لیث سے اس کام پر مقرر فرمایا کہ جس گھر مین پردار کبوتر دیکھو فوراً اوسکے پر قینچی سے کتر ڈالو۔ جسکے ہاتھ مین غلیل پاؤ فوراً چھین کر توڑ ڈالو۔

کسی نے سعیدؓ بن المسیب سے سوال کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ کو کیا سوجھی کہ جناب عثمانؓ ایسے بزرگ۔ رحمدل خلیفہ حق پرست سے باغی ہوگئے اور مصریونکے ساتھ ہوکر آپ پر خروج کیا۔ سعیدؓ نے جواب دیا۔ جناب عثمانؓ کی عادت تھی کہ اپنے خاندان کے یتیم لاوارث بچونکی پرورش فرماتے اور سارا بارا ونکا اوٹھاتے تھے۔ محمد بن حذیفہ کو بھی آپنے اپنے بچونکی طرح پالا اور پرورش کیا۔ تمام بار انکا اوٹھایا یہانتک کہ یہ بڑے ہوگئے۔ آپ ہی کے گھر مین رہتے تھے اور انکے جملہ اخراجات کے آپ متکفل تھے ایک روز محمد بن حذیفہ نے کہا "مجھکو کسی جگہ عامل کر دیجیے" آپ نے فرمایا "اے

میرے بیٹے۔ اگر مین اسکو پسند کرتا تو لبغیر تمہاری استدعا کی تمکو عامل کر دیتا۔"
اونھون نے کہا "اچھا آپ مجھکو اجازت دین تاکہ مین کہین باہر نکلون اور کچھہ کمائی
کرون" آپنے فرمایا "جہان تمہارا جی چاہے شوق سے جاؤ" جب یہ جانیکو آمادہ
ہوے آپنے سامان سفر اپنے پاس سے درست کر دیا۔ سواری عنایت فرمائی اور
کچھہ نقد بہی دیکر رخصت کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ آپکو چہوڑکر مصر پہونچے اور آپکے
مخالفین کے ساتہہ ہو گئے۔

عمار بن یاسر اور عباس بن عتبہ بن ابی لہب دونو مین کچھہ رنجش تہی۔ ایکمرتبہ دونون مین
تکرار ہوئی اور گالی گلوج تک نوبت پہونچی جناب عثمانؓ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا آپنے دونو کو
سزا دی۔ ان دونو نکی لڑائی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ دونو نکے خاندان والے باہم عداوت رکہتے تہے۔
کسی شخص نے جناب عباسؓ بن عبد المطلب کی توہین کی جناب عثمانؓ نے اُس
شخص کو تعزیراً مارا اور فرمایا۔ رسول مقبول تو اپنے عم بزرگوار کی تعظیم فرماوین اور
مین اونکی اہانت اور ذلت کو خفیف سمجھکر خاموش رہون اور ذلیل کرنے والے کو
کوئی سزا نہ دون۔ کیا یہی انصاف اور شریفونکی قدر دانی ہے۔ جس شخص نے عم بزرگوار
جناب رسول خداؐ کی بیحرمتی کی اور اس پر راضی ہوا۔ اوسنے آنحضرت صلعم کی مخالفت
کی۔ آپکا یہہ فعل لوگون نے بہت پسند کیا۔

سالم بن عبد اللہ سے کسی نے سوال کیا۔ محمد بن ابی بکرؓ کسواسطے جناب عثمانؓ
سے برگشتہ ہوے جواب دیا غضب نفسانی او طمع دنیوی نے انکو راہ حق سے پہیر
دیا۔ اسلام مین انکا مرتبہ کسقدر عالی تہا۔ برے لوگونکے فریب دینے مین آگئے اور
طمع دامنگیر ہوئی۔ محمد بن ابی بکرؓ اپنے عزیزونکے ساتہہ بحسن سلوک پیش آتے تہے

اس قسم کے آدمی اکثر مقروض بہی ہوجاتے ہین۔ کسی وجہ سے انکے ذمہ کوئی حق ثابت ہوا جناب عثمان رضؓ نے وہ حق انسے وصول کیا۔ بس یہہ وجہہ ہوئی کہ آپسے عداوت رکہنے لگے۔ کچہہ لوگونکا بہکانا باعث طمع امارت ہوا۔ کچہہ دلی کدورت اوسکی ساتہہ مل گئی اچہا خاصہ نام محمد تہا نفس شریر کے ہاتہون مذمم لقب ہوگیا۔

کعب بن ذی حنکہ نہدی نام ایک شخص کوفہ مین شعبدہ باز تہا۔ جناب عثمان رضؓ کو جب اسکی خبر پہونچی آپنے ولید بن عقبہ کو جو اوسوقت عامل کوفہ تہے فرمان لکہا کہ کعب کو سزا دیکر شہر بدر کردو۔ ولید نے آپکے حکم کی تعمیل کی اور کعب کو سزا دیکر شہر سے نکال دیا دنباوند بہیجدیا۔ کعب بہی گروہ بلوائیان مین تہا اور جناب عثمان رضؓ کی ہجو مین چند شعر کہے جنکا ماحصل یہہ ہے۔

اپنی جان کی قسم۔ اگر تمنے مجہکو میرے گہر سے نکال دیا تو کیا حاصل ہوا میری

زلتون اور خطاؤنسے جو باز رہنے کی طمع کرتے ہو وہ لاحاصل ہے

اے عثمان رضؓ تمنے حق کی طرف میرے رجوع ہونیکی امید کی تم اسی امید

مین عمر بہر دہوکے مین پڑے رہوگے۔ میرا یہہ دلیس مین رہنا اور تکلیف

سفر اوٹہانا اور خدا کو برا کہنا یہہ تو بہت کم ہے۔ البتہ دیناوند مین تیر

رات دن بددعا کرتا رہتا ہون۔

کوفہ مین ایک شخص ضابی بن حرث برجمی تہا جس زمانہ مین حکومت ولید بن عقبہ کوفہ مین تہی اسنے انصار سے ایک کتا شکاری جسکا نام قرحان تہا اور ہرن کو شکار کرتا تہا عاریۃً مانگا۔ وہ کتا ضابی کے پاس رہا۔ اسنے عندالطلب انصار کو واپس ندیا۔ جب آسانی ونرمی سے کام نہ نکلا تو انصار نے جبراً قہراً ضابی سے اپنا کتا

چھین لیا۔ ضابی کا کچھ اور بس تو چلا نہین۔ کرتا ہی کیا اکیلا ایک قوم کا مقابلہ کرنا بھی غیر ممکن تھا۔ اپنے دل کی آگ کو زبانی ہجو و مذمت سے نکالا۔ انصار نے ہتک حرمت کا دعویٰ کیا اور جناب عثمان رضؓ کے دربار مین نالش کی۔ آپنے ضابی کو تعزیر دیکر قید خانہ بھیجدیا۔ وہ قید خانہ ہی مین مرگیا۔ حالت قید مین ضابی نے جناب عثمانؓ کی شان مین کچھ شعر کہے جس مین آپ کے قتل ہونے کی تمنا ظاہر کی ہے۔

مین نے ارادہ کیا تھا مگر نکر سکا اور تمنا رہ گئی کہ کاش عثمانؓ کی بیویونکو
مین بیوہ کردیتا اور وہ اونپر روتین۔ کم کہنے والیان ہین جو کہتی ہون
کہ افسوس ضابی قید مین مرگیا اور کوئی اوسکے خون کا جھگڑنیوالا نہین
کہ عثمانؓ سے بدلہ لے۔

یہ قصہ تو ضابی کا ہے اسی کی وجہ سے اوسکا بیٹا عُمَیر آپکا دشمن ہوگیا اور کمیل بن زیاد کو ہمراہ لیکر بہ قصد قتل جناب عثمانؓ مدینہ منورہ مین آیا۔ کمیل نے آپکے قتل سے انکار کیا مگر عمیر نے موقع پاکر جرأت کی اور آپ پر حملہ کیا۔ آپنے وار خالی دیکر عمیر کے منہ پر ایک ہاتھ مارا جسکے صدمہ سے وہ چوتڑ و نکے بل زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا۔ اے امیر المؤمنین۔ آپنے مجھکو مارا اور تکلیف دی۔ آپنے فرمایا۔ کیا تو نے میرے قتل کا قصد نہین کیا تھا۔ اوسنے کہا۔ خدا کی قسم۔ میرا یہ قصد نہین تھا۔ جناب عثمانؓ نے بکمال شفقت و رحمدلی فرمایا۔ ”اگر یہہ بات نہ تھی تو مجھسے بدلہ لے“ عمیر نے کہا ”خیر جانے دیجیے۔ مین معاف کرتا ہون“

یہ قصہ واقعہ شہادت سے پہلے کا ہے اور یہہ عمیر بن ضابی وہی شخص ہے جسکا نام پہلے آچکا ہے اور جسنے بعد شہادت آپکے جسم مبارک پر لاتین مارین اور یہ کہا

کہ تم نے میرے باپ کو قید کر کے مار ڈالا عمیر اور کمیل دونوں حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے اور اوسنے دونوں کو قتل کیا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ سے پچاس ہزار درم قرض لیئے تھے ایک روز طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپکا روپیہ سب موجود ہے لے لیجئے۔ ارشاد ہوا۔ وہ تمہارا ہی ہے اور تمہاری مروت کے عوض میں تمکو دیتا ہون۔

علامہ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے قطن بن عبد عوف کو ایک لشکر مجاہدین کا سردار کر کے مہم کرمان پر بھیجا۔ اثنار راہ مین ایک مقام پر ندی حائل ہوئی جو سیلاب کی وجہ سے خوب طغیانی پر تھی اور راستہ بغیر عبور کے دوسرا نہ تھا کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ چڑھی ندی مین گھس پڑے اور اپنی جان جھلکہ مین ڈالے قطن نے لشکر کا رُخ دیکھا اور اونکی ہمتین پست دیکھکر خوف کھایا کہ اگر ہمارے پہونچنے مین تاخیر ہوئی تو دشمن ہاتھہ سے نکل جائیگا۔ بالآخر سوچ سمجھکر کہا۔ "یارو۔ جو اس بہتے پانی سے اوس پار ہو جاوے اوسکو ایکہزار درم انعام دونگا" اس فقرہ کے سنتے ہی سب کے سب بطمع انعام ایکدم مین اوس پار ہو گئے اس لشکر مین چار ہزار سپاہی تھے قطن بن عبد عوف نے حسب وعدہ فی کس ایک ہزار درم دیئے جسکی کل میزان چالیس لاکھہ ہوئی۔ ابن عامر نے اس رقم کثیر کو بیت المال سے دینے مین انکار کیا اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت مین بغرض صدور حکم مناسب اطلاع کی۔ آپنے حکم دیا کہ یہہ رقم بیت المال سے ادا کیجاے کیونکہ فی سبیل اللہ مجاہدین کی اعانت مین صرف کرنا ہے۔ اسوقت سے انعام کا نام جائزہ مقرر ہو گیا۔

جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ کرام کو زمین جاگیر عطا فرمائی چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو

نہرین مین زمین دی - حضرت عمار بن یاسر کو استینیا مین اور سعد بن مالک کو قریہ ہرمزان عطا کیا - (کتاب الخراج)

قصہ نصاری نجران

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہہ لوگ مطیع ہوے اور جزیہ دینا قبول کیا اور اپنے ملک مین رہے - انسے عہدنامہ لکھوالیا گیا اور انکو بہی لکھہ دیا گیا - خلافت صدیقی مین بہی انکے ساتہہ وہی معاملات مقررہ رہے - جب جناب فاروق اعظم سریر خلافت پر متمکن ہوے آپکو معلوم ہوا کہ ان لوگون نے گھوڑے جمع کیے ہین اور اپنے ملک مین ہتہیار وغیرہ بہی رکہنے لگے ہین آپکو اندیشہ ہوا کہ شائد یہہ کسی وقت زور پکڑکر مسلمانونکے مقابل اوٹہہ کہڑے ہون لہذا انکو انکے ملک سے دور کر دینا چاہیئے یہہ خیال فرماکر آپنے ملک یمن سے جو انکا وطن قدیم تہا انکو نکال دیا اور بمقام نجران عراق ان لوگونکو آباد کیا - یہہ ملک عراق مین جا بسے - چونکہ وطن اصلی ہر شخص کو مالوف بالطبع ہے - اسی غرض سے عہد خلافت عثمان مین اہل نجران آپ کی خدمت مین حاضر ہوے آپنے بہی انکو عراق مین رکہا اور انکی خواہش کی طرف توجہ نہ فرمائی - کوفہ مین ولید بن عقبہ عامل تہے آپنے اونکو اہل نجران کے بابت یہہ فرمان لکھا "یہہ فرمان امیرالمومنین عثمان رض کی جانب سے بنام ولید بن عقبہ کے ہے - خدا کی سلامتی تمپر ہو - اللہ تعالے کی حمد کرتا ہون ایسا اللہ کہ کوئی معبود اوسکے سوا نہین - (امابعد) سرداران اہل نجران اور انکے علما عراق کے باشندے میرے پاس آے اور انہون نے مجھسے شکایت کی اور حضرت عمر رض کا عہدنامہ دکھلایا - مین نے انکا حال معلوم کیا اور جو تکلیف و ایذا مسلمانون سے (درباب وصول جزیہ) انکو پہونچی وہ بہی دریافت ہوئی اب مین نے

انکے جزیہ مین تخفیف کر دی ہے تیس حلّہ سالانہ انکے جزیہ سے معاف کر دیئے اور خدا کی راہ مین چھوڑ دیئے۔ جو زمین عراق مین جناب عمرؓ نے بعوض انکی زمین یمن والی کے انکو ہمیشہ کے واسطے عطا کی ہے مین بھی دیتا ہون اور تم کو انکے ساتھہ نیکی سے پیش آنیکی نصیحت کرتا ہون یہہ لوگ ذمی ہین اور ہمارے عہد و پناہ مین ہین۔ مین انکو پہلے سے بھی خوب جانتا ہون۔ جناب عمرؓ کا لکھا ہوا عہدنامہ انکے پاس سے لیکر دیکھہ لو اور اوسکے بموجب کارروائی کرو۔ جسقدر زمین وغیرہ اوسمین لکھی ہو یا جو شرائط اوسمین درج ہون اوسپر عمل کرو۔ وہ کاغذ پڑھکر پھر انکو واپس کر دینا۔ والسلام۔"

نصف ماہ شعبان ۲۷ھ مین یہہ حکمنامہ حمران بن ابان نے لکھا۔ (کتاب الخراج)

حمران بن ابان آپکے کاتب تھے۔ انکی نسبت ایک روایت اس طرح ہے کہ ایکمرتبہ جناب عثمانؓ علیل ہوے اور حالت مرض مین آپنے حمران سے ارشاد کیا "میری طرف سے بطور وصیت لکھو کہ عبدالرحمنؓ بن عوفؓ میرے بعد خلافت پر مقرر کیے جاوین" حمران حضرت عبدالرحمن بن عوف سے ملے اور اونکو مبارکباد دی۔ عبدالرحمنؓ نے کہا۔ یہہ مبارکباد کیسی۔ حمران نے حال بیان کیا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ آپکے پاس آئے اور حمران کی زبانی جو سنا تھا ظاہر کیا۔ چونکہ یہہ امر مخفی قابل اظہار نہ تھا حمران نے اپنی نادانی سے ظاہر کر دیا۔ جناب عثمانؓ حمران سے بہت ناخوش ہوے اور قسم کھائی کہ حمران کو اپنے ساتھہ نہ رکھینگے اور انکو بصرہ نکال دیا۔ تا وقت شہادت آپکے یہہ بصرہ ہی مین رہے۔ (سراج الملوک)

انتظامات ملکی اور جملہ نظم و نسق آپکے عہد خلافت مین اصول مقررہ عہد خلافت فاروقی پر تھے۔ شاید کسی جزئی امر مین کچھہ تبدل و تغیر ہوا ہو ورنہ مالی و ملکی قواعد

اور قوانین وہی رہے جو عہد فاروقی مین مقرر ہوے تھے۔
منجملہ عدل و انصاف آپکے منقول ہے کہ اہل کوفہ کو آپنے لکھہ بھیجا تھا جس کسی کا
کوئی حق مجھہ پر ہو۔ درم یا دینار میری ذمہ ہو یا کسیکو میرے ہاتھہ سے کوئی صدمہ پہونچا ہو وہ
وہان آکر اپنا حق مجھسے وصول کرلے یا معاف کردے۔
راوی کا بیان ہی کہ جب یہہ فرمان آپکا اہل کوفہ کو پہونچا جسنے سنا آپکے عدل و
انصاف پر رو دیا اور سبنے کہا کہ ہم اپنے حق معاف کرتے ہین۔ (عقد الفرید)
مشہور ہے کہ جناب عثمانؓ کو شعر گوئی کا شوق نہ تھا لیکن بعضے یہہ دو شعر آپکی
طرف منسوب کرتے ہین۔

غنی النفس یغنی النفس حتیٰ یکفہا	وان عضہا حتیٰ یضر بہا الفقر
وما عسرۃ فاصبر لہا ان تتابعت	بباقیۃ الا سیتبعہا یسر

جسکا جی غنی ہے وہ شخص اپنے جی کو ہر طرح روک سکتا ہے۔ کیسی ہی تکلیف
اور فقر مین مبتلا ہو مگر دلی غنا اوسکو سوال نہ کرنے دیگی اور کوئی تنگی (فقر و فاقہ)
باقی نہین رہتی اگرچہ پیہم یکے بعد دیگرے انسان پر آوین بالآخر تکلیف کے
بعد راحت تنگی و عسر کے بعد یسر و فراخی ضرور آتی ہے۔ (زہر الآداب)
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہہ دو شعر اکثر پڑہا کرتے تھے اور آپکے
سوا ان شعروں کا کہنے والا کوئی معلوم نہین ہوتا وہ شعر یہہ ہین۔

تفنی اللذاذۃ ممن نال صفوتہا	من الحرام ویبقی الاثم والعار
یلقی عواقب سوء من مغبتہا	لا خیر فی لذۃ لبعدہا نار

حرام کی لذت اور مزہ جو شخص مرتکب حرام ہوا اوس سے تہوڑی دیر مین

فنا اور نابود ہو جاتے ہین اور گناہ - عار و ندامت باقی رہتے ہین - وہ شخص لذت چلے جانے کے بعد انجام و نتیجہ بد کو پاتا ہے - ایسی لذت مین کیا خیر و برکت ہے جسکے بعد آتش دوزخ ہو - (مروج الذہب)

قطعہ تاریخ رحلت امیر المومنین جناب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

چونکہ او دال خیر و احسان بود	درسن ۳۵ دال رحلتش فرمود
سال نقلش بگو بدرد و الم	کہ وفا و حیا شد از عالم ۳۵

تردید رائے صاحب الفاروق درباب قصہ بی بی شہربانو

ہمسے چند احباب نے کہا کہ بی بی شہربانو کا حال اس عہد مین کہین نہین آیا وہ لکھنا چاہیے کیونکہ شمس العلماء جناب مولوی شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ بی بی شہربانو کا عہد فاروقی مین اپنی بہنون کے ساتھہ گرفتار ہو کر آنا بالکل غلط مشہور ہو گیا ہے - یہہ اگر آئی ہونگی تو عہد عثمانی مین - ہم پہلے عبارت الفاروق نقل کرتے ہین پہر اوسکا جواب دیتے ہین (عام طور پر یہہ مشہور ہے کہ جب فارس فتح ہوا تو یزدگرد شہنشاہ فارس کی بیٹیان گرفتار ہو کر مدینہ مین آئین حضرت عمر رضنے عام لونڈیونکی طرح بازار مین اونکے بیچنے کا حکم دیا لیکن حضرت علی رضنے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھہ ایسا سلوک جائز نہین - ان لڑکیون کی قیمت کا اندازہ کرایا جاے پہر یہہ لڑکیان کسی کے اہتمام اور سپردگی مین دی جائین اور اوس سے انکی قیمت اعلیٰ سے اعلیٰ شرح پر لی جاے چنانچہ حضرت علی رضنے خود انکو اپنے اہتمام مین لیا اور ایک امام حسین ع کو ایک محمد بن

ابی بکرؓ کو۔ ایک عبداللہ بن عمرؓ کو عنایت کی۔ اس غلط قصہ کی حقیقت یہہ ہے کہ علامہ زمخشری نے جنکو فن تاریخ سے کچھہ واسطہ نہین ربیع الابرار مین لکھا اور ابن خلکان نے امام زین العابدین رضؓ کے حال مین یہہ روایت اوسکے حوالے سے نقل کر دی لیکن یہہ محض غلط ہے۔ اولاً تو زمخشری کے سوا طبری۔ ابن اثیر۔ یعقوبی۔ بلاذری۔ ابن قتیبہ وغیرہ کسی نے اس واقعہ کو نہین لکھا اور زمخشری کا فن تاریخ مین جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے۔ علاوہ اسکے تاریخی قراین اسکے بالکل خلاف ہین۔ حضرت عمرؓ کے عہد مین یزدگرد اور خاندان شاہی پر مسلمانونکو مطلق قابو حاصل نہین ہوا۔ مداین کے معرکہ مین یزدگرد مع تمام اہل وعیال کے دارالسلطنت سے نکلا اور حلوان پہنچا جب مسلمان حلوان پر بڑہے تو وہ اصفہان بہاگ گیا اور پہر کرمان وغیرہ مین ٹکراتا پہرا۔ مرو مین پہونچکر ۳۰ھ مین جو حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ ہے مارا گیا۔ اوسکے آل اولاد اگر گرفتار ہوے ہونگے تو اوسیوقت مجھکو شبہہ ہے کہ زمخشری کو یہہ بہی معلوم تہا یا نہین کہ یزدگرد کا قتل کس عہد مین واقع ہوا۔ انتہی ۔

مشہور مورخین جس واقعہ کی نسبت خاموش ہون تو کیا اونکی خاموشی اوس واقعہ کی تکذیب کی دلیل ہوسکتی ہے ابن اثیر۔ طبری وغیرہ نے اس قصہ کو نہین ذکر کیا لیکن اسکی تردید بہی تو اونسے منقول نہین۔ بہت سی روایات ایسی ہین کہ مورخ دیدہ و دانستہ اونکو ترک کر دیتا ہے نہ اس خیال سے کہ وہ روایات ضعیف ہین بلکہ وجہہ یہہ ہوتی ہے کہ جن اصول پر بنا ر روایت اوسنے رکھی ہے وہ اوسکے مطابق نہین جو کتاب وہ لکھہ رہا ہے اور جو التزام اوسنے کیا ہے اوسمین وہ روایت درج نہین کرتا اگرچہ اوس روایت کو تسلیم کرتا ہے اور اوسکی صحت کا قائل ہے ۔

اسکی مثال بعینہ نقل احادیث کی مثال ہے - ایک ہی حدیث کو جسے ثقات نقل کر رہے ہین مثلاً امام مسلمؒ نے بھی وہ حدیث اپنی جامع مین نقل کی ہے لیکن بوجہ فقدان بعض شروط امام بخاریؒ اوسکو نقل نہین کرتے - تو کیا اس صورت مین وہ حدیث صحیح نہین رہیگی یا قابل احتجاج نہوگی - البتہ جس حدیث کو دونون صاحبون نے نقل کیا ہے اوسکا پایہ بلند ہوگا بہ نسبت اوس حدیث کے جسکو ایک ہی صاحب نقل کر رہے ہین - علی ہذا القیاس ہم کہتے ہین کہ یہہ قصہ ابن اثیر وغیرہ کی نظر سے گذرا اور اسکی صحت کو اونہون نے تسلیم کیا لیکن اپنی کتاب مین کیون نہ ذکر کیا اسکا جواب یہہ ہے کہ جو التزام شروط راویان اخبار کی بابت ان نامی مورخون نے کیا ہے وہ شرائط اس قصہ کے ناقلین مین مفقود تھے اور اگر وہ اس قصہ کی غلطی کا گمان کرتے تب بھی ضرور نقل کرتے اور اپنی راے ظاہر کر دیتے - زمخشریؒ فن تاریخ مین کسی درجہ کے ہون ابن خلکانؒ نے اونکی روایت تسلیم کی کیا عجب کہ ابن خلکان کو اور طرق سے اس قصہ کی تصدیق ہوگئی ہو - صاحب تاریخ خمیس نے زمخشری کو مانا اور جسطرح ابن خلکان نے یہہ روایت قبول کی صاحب خمیس بھی نقل کرتے ہین جلد دوم صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ ملاحظہ ہو اور جلد دوم مستطرف صفحہ ۶۲ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین بھی یہہ قصہ عہد فاروقی مین لکھا ہے - تاریخی قرائن اس قصہ کی صداقت کے موید ہین کیونکہ جسوقت یزدگرد دار السلطنت سے بھاگا ہے کس پریشانی و بدحواسی مین تھا یہانتک کہ خزانہ و دیگر سامان کچھہ ساتھہ نہ لیجا سکا مسلمانون نے جہان سب سامان پر قبضہ کیا اوسکے ساتھہ ہی اوسکی آل اولاد کو بھی گرفتار کر لیا - قرینہ تو یہی ہے کہ یکہ و تنہا اپنی جان لیکر بھاگا ہوگا - ایسے وقت تو نفسی نفسی کا موقع ہوتا ہے بال بچون -

جورو لڑکون کا چہوٹ جانا بعید نہین۔جناب عثمانؓ کی خلافت مین یزدگرد کی بیٹیونکا گرفتار ہوکر آنا یہہ محض راے ہے اور اپنی تجویز وتخمین ہے۔ واقعات عہد عثمانی مین طبری۔ابن اثیر وغیرہ کسی نے نہین لکہا ورنہ جہگڑا ہی کیا تہا۔علامہ زمخشری کسی درجہ کا سہی جب وہ کوئی روایت نقل کرے اور دوسرے مورخون سے اوس روایت کی تکذیب منقول نہو تو اس صورت مین زمخشری کا قول مانا جاویگا یا ہماری آپکی راے پر فیصلہ ہوگا۔ محض گمان پر حکم لگا دینا مقبول نہین۔اگر کسی ضعیف روایت سے بہی یہہ ثابت ہو جاوے کہ یہہ قصہ عہد عثمانی کا ہے تاہم قرائن عقلی اوس روایت کے ضعف کو دفع کرکے موئد ہو سکتے ہین۔پہر اسکے آگے مؤلف صاحب ممدوح لکہتے ہین۔(اسکے علاوہ جس وقت کا یہہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اوسوقت حضرت امام حسینؓ کی عمر بارہ برس کی تہی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچوین سال پیدا ہوے اور فارس ۱۷ھ مین فتح ہوا اسلیے یہہ امر بہی کسی قدر مستبعد ہے کہ حضرت علیؓ نے انکی نابالغی مین اونپر اس قسم کی عنایت کی ہوگی)

یہہ کس روایت سے معلوم ہوا کہ بی بی شہربانو جوان بیس پچیس سال کی تہین ممکن ہے کہ وہ بہی آٹھ دس برس کی ہون اور جناب علیؓ نے بوجہہ سنی یہہ تجویز فرمائی ہو۔پہر اوس زمانہ کے قوی پر لحاظ وغور کرکے دیکہا جاوے تو بارہ برس کا لڑکا اوس زمانہ کا اس زمانہ کے اٹھارہ بیس برس والیکے مقابل سمجہنا چاہیئے اور یہہ کیسے معلوم ہوا کہ اوسی وقت جناب امام حسینؓ کے سپرد بہی کر دی گئین۔ہو سکتا ہے کہ اوسوقت جناب علیؓ کی سپردگی مین رہین اور بعد بلوغ جناب امام حسینؓ کو دی گئین پہر فرماتے ہین۔(اسکے علاوہ ایک شہنشاہ کی اولاد کی قیمت نہایت گران قرار پائی ہوگی

اور حضرت علیؓ نہایت زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ غرض کسی حیثیت سے اس واقعہ کی صحت پر گمان نہین ہوسکتا) بی بی شہربانو اور انکی بہنون کی قیمت کی تعداد کسی روایت سے ثابت کرنا چاہیئے پہر یہہ دعوی زیبا ہے کہ جناب علیؓ اسقدر قیمت نہین دے سکتے تھے اور یہہ بہی تو جناب علیؓ کی رائے تہی کہ یہہ لڑکیان بازار مین فروخت ہونے کو نہ بہیجی جائین۔ کیا معلوم کہ وہ تینون بہنین بعد کو فروخت ہوئی ہون یا جناب عمر فاروق رضؓ نے بلا قیمت تینون صاحبونکو عنایت فرمائین۔ قرینہ تو یہی ہے کہ جب بازار مین فروخت نہین ہوئین تو بلا قیمت دی گئین تاکہ خاندان شاہی کی عزت برقرار رہے اور بکنے کا نام جو گونہ معیوب نظر آتا ہے انکے اوپر نہ آوے۔ بر تقدیر فروخت ہونیکے کیا جناب علی مرتضیٰ کو فارس کی اموال غنیمت اور خزانہ کسریٰ اور فرش بہار سے کچہہ حصہ نہ ملا جو آپ کی مفلسی و ناداری کہو دیتا اور آپ بی بی شہربانو کو خرید سکتے۔ اسکے بعد لکھا ہے۔ (حضرت عمرؓ کی تاریخ مین اس قسم کا واقعہ جو مسلم طور پر ثابت ہے اوسمین وہی برتاؤ کیا گیا جو تہذیب و انسانیت کا مقتضیٰ تہا اور جو آج بہی تمام مہذب ملکونمین جاری ہے۔) اس سے بڑہکر تہذیب و انسانیت اور کیا ہوگی کہ دار الحرب سے قید ہوکر جو لونڈی و غلام آئے خاندان شاہی کی حرمت بحال رکہہ کر اونکو خاندان رسالت سے پیوند کر دیا اور ان عورتونکو جناب علی شیر خدا ایسے کی بہو ہونے کی عزت دی۔ یہہ کیا تہذیب اور انسانیت مین داخل نہین۔ اس موقعہ پر مولانا شبلی صاحب کو لازم تہا کہ اگر اس قصہ سے تعرض کیا تہا تو اولاً یہہ ثابت کیا ہوتا کہ یہہ قصہ عہد عثمانی کا ہے۔ اسکی نسبت تو صرف اپنی رائے ظاہر فرمائی۔ مشہور قصہ کو غلط بتا دیا اور اوسکی غلطی کے قرائن عقلی

بیان کئے۔ یہہ قرائن اوسوقت ضرور کام آتے جب کسی روایت سے بھی عہد عثمانی کی واقعات مین ہونے کا گمان ہوسکتا ورنہ اس صورت مین خالی تردید وتغلیط سے توطالب دلیل ورمعارض ساکت نہین ہوسکتا۔

ازواج واولاد جناب ذی النورین رض

امیرالمومنین جناب عثمان ذی النورین رض نے زمانہ جاہلیت و اسلام مین آٹھہ بیویان کین۔ ان مین سے دو جناب رسول خدا کی صاحبزادیان بی بی رقیہ رض وام کلثوم رض ہین پہلے آپکا عقد بی بی رقیہ رض سے ہوا۔

حضرت رقیہ رض کے باب مین اختلاف ہے کہ آنحضرت ص کی صاحبزادیون مین آپ بڑی ہین یا حضرت زینب رض قول صحیح یہہ ہے کہ جناب زینب رض سب مین بڑی تھین جسوقت بی بی رقیہ رض پیدا ہوئین۔ آنحضرت صلعم تینتیس ۳۳ برس کے تھے یعنی ۳۳ سنہ واقعہ اصحاب فیل زمانہ جاہلیت مین پیدا ہوئین۔ (روضۃ الاحباب)

اولاً جناب رقیہ اور ام کلثوم رض دونون صاحبزادیون کے عقد ہوچکے تھے۔ بی بی رقیہ رض کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے اور بی بی ام کلثوم رض کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تھا۔ بعض روایت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رقیہ رض عتیبہ کے نکاح مین تھین اور اسی روایت کو روضۃ الاحباب مین مشہور لکھا ہے اور رقصہ شیر کا بھی اوسی کی نسبت نقل کیا ہے۔ خمیس مین اس طرح ہے کہ عتبہ کا نکاح حضرت رقیہ رض سے ہوا اور عتیبہ کا عقد حضرت ام کلثوم رض سے اور شیر کے پھاڑنے کا قصہ عتیبہ کے نسبت لکھا ہی بعد نقل قصہ لکھتے ہین کہ شیر نے کسکو پھاڑا اسمین اختلاف ہے بعض عتبہ کو کہتے ہین

اور بعض عتیبہ کے نسبت یہہ قصہ نقل کرتے ہین اور قاضی عیاض کے حوالے سے عتبہ کا
مقتول ہونا بیان کیا ہے۔ شواہد النبوۃ مین یہہ قصہ شیر والا عتبہ کی نسبت بیان کیا
گیا ہے مگر عتبہ مین شک کے ساتھہ لکہتے ہین کہ زوج رقیہ رضہ ہے یا ام کلثوم رض۔ شواہد النبوۃ
مین وہ قصہ اس طرح ہے کہ ام المومنین جناب خدیجہ رضہ نے اپنے حین حیات بی بی زینبؓ
کا عقد اپنے بہانجہ ابو العاص کے ساتھہ کر دیا تہا اور جناب رسولؐ خدا نے بی بی
رقیہ رض کا عقد عتبہ بن ابی لہب سے کیا تہا جب قریش نے آنحضرت صلعم سے عداوت
برملا شروع کر دی اور ہر طرح ایذا و تکلیف دینے پر آمادہ ہوے تو قریش نے ابو العاص
اور عتبہ سے کہا کہ محمدؐ کی صاحبزادیونکو تم دونون چہوڑ دو محمدؐ کو اس سے صدمہ و غم ہوگا
تم دونون کے نکاح قریش کی لڑکیون کے ساتھہ حسب پسند خاطر تمہارے کر دینگے
ابو العاص نے جواب دیا۔ مین تو اپنی بیوی کو نہ چہوڑونگا اور قریش کی کوئی لڑکی
بہی اسکی برابر میری نظر مین نہین۔ آنحضرت صلعم نے انکی گفتگو سنکر انکی تعریف
فرمائی اور بہت خوش ہوے۔ عتبہ طلاق دینے اور چہوڑنے پر راضی ہو گیا مگر قریش
سے یہہ وعدہ لے لیا کہ سعید بن ابی العاص کی لڑکی مجہکو دو تو مین محمدؐ کی بیٹی کو
چہوڑ دون چنانچہ قریش نے سعید بن ابی العاص کی لڑکی سے عتبہ کا نکاح کر دیا
بدبخت عتبہ کا صرف نکاح بی بی رقیہ رضہ سے ہوا تہا اور ابہی نوبت رخصت نہ آئی تہی کہ
وہ نالائق آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال گستاخی اور جرات و بیحیائی
آپکے سامنے کہا کہ تمہارا داماد تمپر ایمان نہین لایا یہہ کہکر اپنے ناپاک منہ سے
آنحضرت صلعم کی طرف تہوک دیا اور آپ کی صاحبزادی کو طلاق دیکر چلتا ہوا
جناب رسالتمآب صلعم اوسکی اس حرکت ناشائستہ سے از بس ناخوش ہوے۔

اوسکے حق مین بددعا فرمائی اور ارشاد کیا۔ اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک خداوندا تو اپنے کتون مین سے کوئی کتا اسپر مُسلط فرما۔ ابوطالب اُس وقت موجود تے جناب رسالتمآبؐ کی بددعا سنکر عتبہ سے کہا۔ اے بھتیجے تو کسی حیلہ سے آنحضرت کی بددعا سے نہین بچ سکتا اور بعضے کہتے ہین کہ ابوطالب نے آنحضرت صلعم سے کہا۔ اے بھتیجے تمکو اس بددعا کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ الغرض عتبہ اپنے باپکے پاس گیا اور آنحضرت صلعم کا بددعا کرنا ظاہر کیا۔ قریش کو آنحضرت صلعم کی دعا کا توعقیدہ تہاہی وہ بہی بدرجہ غائت غمگین اور متردد ہوے۔ اس کے چندہی روز بعد قریش بقصد تجارت شام کو روانہ ہوے عتبہ بہی ہمراہ تہا۔ راتکے وقت ایک منزل پر اوترے۔ اوس مقام مین ایک راہب رہتا تہا اوسنے کہا۔ ذرا ہوشیاری سے سونا۔ اس ملک مین درندے بکثرت ہین۔ ابولہب نے اپنے ساتہیون سے کہا۔ محمدؐ کی دعا سے مجھکو اطمینان نہین جی مین ڈر رہا ہون۔ تمام سامان تلے اوپر رکھکر اونچا ڈہیر کردو تاکہ عتبہ اوسپر لیٹے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عتبہ اوس ڈہیر پر سویا اور سب لوگ اوسکے گرداگرد اپنی دانست مین پوری حفاظت کرکے لیٹے حتی الامکان اپنا اطمینان کرلیا اور حفاظت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لیکن حفظ حافظ حقیقی اسکے ساتھہ نہ تہی کوئی نتیجہ مفید نہ حاصل ہوا۔

گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق	بے عنایات حق وخاصان حق

خداوند تعالے نے انپر خواب مسلط فرمایا اور سب کے سب بیخبر سوگئے۔ آدہی رات گذرنے پر ایک شیر آیا۔ پہلے تو اوسنے ہر ایک کو سونگہا پہر جست کرکے عتبہ پر پہونچا اور ایک ہی طمانچہ مین اسکا پیٹ چاک کردیا۔ عتبہ ایک چیخ کے ساتھہ

دوزخ کو روانہ ہوا خس کم جہان پاک ۔

یہہ پہلا نکاح جناب عثمانؓ کا بی بی رقیہؓ سے ہوا اور جناب رسولؐ خدا نے بحکم خدا یہہ عقد کیا۔ یہہ نکاح آپکا قبل اسلام کے ہوا ہے جیسا کہ ہم بحث فضائل مین بالتصریح لکھہ آئے ہین اور بعض کہتے ہین کہ بعد اسلام کے یہہ عقد ہوا۔ تاریخ خمیس مین جس مقام پر آنحضرت صلعم کی اولاد کا ذکر ہے یہہ مرقوم ہے کہ رقیہ ام کلثوم سے بڑی تہین حضرت عثمانؓ کا نکاح اول بعد اونکے اسلام کے ہوا۔ اسکی صحت اور تائید مین اور بہی واقعات ہین جن سے اس نکاح کا بعد اسلام ہونا متیقن ہے اور یہی صحیح ہے خمیس و روضۃ الاحباب اور دیگر روایات سے ثابت ہے کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی اور آنحضرت صلعم نے دعوت اسلام شروع کی اور قریش کو جمع فرماکر دین اسلام کی طرف بلایا تو اوس مجمع مین ابولہب بہی تہا۔ اوسنے کہا۔ تبالک الھذا دعوتنا۔ کیا اسیواسطے تم نے ہم سبکو بلایا۔ تم کو ہلاکی ہو۔ ابولہب کی شان مین سورہ تبت یدا نازل ہوئی اسپر اور بہی برافروختہ ہوا اور اپنے بیٹے سے کہا محمدؐ کی لڑکی کو طلاق دے ورنہ مین تجہسے بیزار ہون چنانچہ وہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جیسا کہ اوپر گذرا اجمال بے ادبی پیش آیا۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد نبوت کے جناب رقیہؓ کو طلاق دی گہی۔ یہہ نکاح سنہ نبوت مین ہوا ہی اور سنہ یکم نبوت مین جناب عثمانؓ اسلام لاچکے ہین ۔ یہہ واقعات اسی امر کے موید ہین کہ نکاح بہی بعد اسلام جناب عثمانؓ کے ہوا۔ دوسرا قرینہ اور بہی ہے کہ بی بی رقیہؓ کا صرف عقد ہوا تہا اور اپنے شوہر اول کے گہر رخصت ہوکر نہین گئی تہین کہ اوسنے طلاق دی۔ پہر جناب عثمانؓ سے عقد ہوا۔ جسطرح ابولہب کے بیٹے کے ہاتہہ سے جو کافر تہا

خداوند تعالی نے انکو محفوظ رکھا۔ اسیطرح جناب عثمان رضی عقد بھی حالت جاہلیت مین نہوا ہوگا
جس وقت کفار کی ایذا رسانی حد سے گذر گئی تو ایک جماعت اصحاب کبار رضی
حبشہ کو ہجرت کرگئی جنمین اصحاب ذیل تھے۔ جناب عثمان رض۔ بی بی رقیہ رضی بنت رسولخدا
ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور انکی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو۔ محمد بن
ابی حذیفہ رضی حبشہ ہی مین پیدا ہوے۔ زبیر بن عوام رضی مصعب بن عمیر بن ہاشم۔ عبدالرحمن
بن عوف رضی۔ ابو سلمہ رضی بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم۔ انکے ساتھ
انکی بیوی حضرت ام سلمہ رضی بھی تھین۔ عثمان بن مظعون رضی۔ عامر بن ربیعہ رضی انکے ہمراہ انکی
بیوی لیلی بنت ابی حثمہ بھی تھین۔ ابو سبرہ بن ابی رہم۔ سہیل بن بیضا رضی۔ اس جماعت
مہاجرین کے سردار عثمان بن مظعون رضی تھے اور بعضے کہتے ہین کہ جناب عثمان رضی تھے بعضی
روایات مین گیارہ مرد اور چار عورتین ہین۔ ہجرت ثانیہ مین حضرت جعفر بن ابی طالب رضی
مع اپنی بی بی اسما بنت عمیس کے تشریف لیگئے عبد اللہ بن جعفر رضی حبشہ ہی مین پیدا
ہوے ہین پھر رفتہ رفتہ اور اصحاب کبار کوئی تنہا۔ کوئی مع اپنے اہل کے حبشہ پہونچے
وہ اصحاب یہ ہین۔ عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ اور انکی زوجہ فاطمہ رضی بنت صفوان
خالد بن سعید بن العاص اور انکی بیوی ملیح بن عمرو خزاعی۔ سعید بن خالد حبشہ مین
تولد ہوے۔ عبد اللہ بن جحش۔ عبید اللہ بن جحش اور انکی بیوی ام حبیبہ رضی بنت ابی سفیان
قیس بن عبد اللہ قبیلہ بنی اسد سے اور انکی بیوی برکۃ بن یسار۔ معیقب بن
ابی فاطمہ۔ عتبہ بن غزوان۔ طلیب بن عمیر۔ جہم بن قیس اور انکی بیوی ام حرملہ بنت
عبد الاسود۔ عمرو بن جہم۔ خزیمہ بنت جہم۔ وغیرہم۔ (سیرت ابن ہشام)
ماہ رجب ۵ھ نبوت مین ہجرت حبشہ اولی ہے۔ اسی سنہ مین بعد ہجرت صحابہ

آنحضرت صلعم ایذا رسانی کفار قریش سے تنگ ہوکر دار ارقم مین جو صفا پر واقع تھا اونتالیس صحابہ کے ساتھہ ایک ماہ کامل پوشیدہ و مخفی رہے - ارقم کا اسلام بھی اس ۵ھ مین ہے - یہہ مکان ارقم نے اپنے بیٹے کو دیدیا تھا - یہہ مکان متبرک جگہہ سمجھا جاتا تھا چنانچہ خلیفہ منصور نے بہت کچہہ مال دیکر ارقم کے صاحبزادہ سے یہہ گھر مول لیا خلیفہ مہدی نے یہی گھر خیزران (اپنی معشوقہ) کو دیا اوسوقت سے اس کا نام دار خیزران ہوگیا - (خمیس)

روایت ہے کہ جسوقت مہاجرین قریش سے مخفی ہوکر جانب حبشہ روانہ ہوئے اور جب قریب ساحل دریا پہونچے تو معاویہ بن نوفل دئلی ان حضرات کو ملا - دریافت کیا تم لوگ اس ہیأت و جماعت سے کدہر جاتے ہو - مہاجرین نے ظاہر کیا کہ تاجروں کے جہاز کچہہ ٹوٹے ہوے فروخت ہوتے ہین اونکی خرید کا ارادہ ہے ساحل تک جاوینگے نوفل بہ نیت عمرہ مکہ معظمہ کو آتا تھا جب مکہ معظمہ مین داخل ہوا قریش سے یہہ حال ظاہر کیا - قریش نے کہا - جہاز خریدنے نہین گئے بلکہ ہمارے ڈر سے حبشہ بھاگ گئے ہین چنانچہ چند لوگ قریش نے انکے تعاقب مین روانہ کئے - مہاجرین کو حسن اتفاق سے دو جہاز حبشہ جانیوالے تیار ملے یہہ سب صاحب بخیریت تمام اوسمین بیٹھ گئے اور جہاز روانہ ہوے - انکے تعاقب مین جو لوگ کنارہ پر پہونچے اونکو معلوم ہوا کہ جہاز چھوٹ گئے آخر ناکام واپس آے - (خمیس و معارج النبوۃ)

اس مقام پر کچہہ حال مختصر شاہ نجاشی ملک حبشہ کا لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے نجاشی ملک حبشہ کا لقب ہے جیسے قیصر شاہ روم - کسریٰ شاہ ایران - خاقان شاہ چین نجاشی کا نام اصحمہ ہے اسکے باپ کا نام ابجر ہے متاخرین نجاشی کو ابجری کہتے ہین -

یہہ اپنے باپ کا ایک ہی اکلوتا بیٹا تہا۔اس کا ایک چچا تہا جس کے بارہ لڑکے تہے۔
اہل حبشہ نے یہہ خیال کیا کہ اصحمہ کے باپ کے بجز اس ایک لڑکے کے اور اولاد نہین
اور اسکے چچا کے بارہ لڑکے ہین اگر سلطنت اس کو ملے تو عرصہ تک اسیکے خاندان مین
رہیگی اور غیر شخص قابو نہ پاویگا۔یہہ تجویز کر کے کسی حکمت سے اصحمہ کے باپ کو مارڈالا
اور اوسکے بہائی کو جسکے بارہ لڑکے تہے تخت نشین کیا۔نجاشی اپنے چچا کی اطاعت
مین رہتا تہا اور ہر امر مین اوسکا معین و مشیر کار اور معتمد علیہ تہا۔چونکہ نجاشی عقل و
تدبیر اور عدل و انصاف مین بدرجہ کمال مشہور تہا لہذا جملہ امور سلطنت مین اپنے
چچا کے زمانہ سے دخیل اور متصرف ہو گیا۔جو لوگ نجاشی کے باپ کے قتل مین شریک
تہے نجاشی کی ترقی اور آئین سلطنت مین ہوشیاری اور حسن انتظام دیکھکر اپنے
دل مین سوچے کہ یہہ لڑکا ہوشیار ہے آثار جہانداری اسکے چہرہ سے عیان ہین
مبادا اپنے چچا کے بعد یہی بادشاہ ہو اور ہم لوگونکی طرف سے عداوت قدیم ظاہر
کر کے ہمارے اعمال بد کی سزا دین اور اپنے باپ کے قصاص مین ہم لوگونکو قتل کروا
ڈالے لہذا ابہی سے اسکی فکر اور اسکے دفعیہ کی تدبیر ضرور ہے۔یہہ سوچکر نجاشی کے
چچا سے کہا "آپکے بہتیجہ کے تیور ہمیں بڑے بے ڈہب نظر آتے ہین اسکے باپ کے حق مین جو معاملہ
ہمنے کیا۔اوس سے سخت خائف و لرزان ہین اسکو بہی قتل کیجیے یا اپنے ملک سے نکال
دیجیے تاکہ آپکا ملک قایم رہے اور اسکے شر سے سلطنت محفوظ و مصئون رہے" نجاشی
کے چچا نے جواب دیا۔یہہ تو مشکل ہے کہ کل اس کا باپ مارا گیا اور آج تم اسکو قتل کرو
البتہ اگر تمہاری خوشی اسکو علیحدہ کرنے مین ہے تو کسیکے ہاتہہ فروخت کر ڈالو۔الغرض
اراکین سلطنت نے نجاشی کو سوداگرونکے ہاتہہ فروخت کیا اور چہہ سو درم قیمت وصول کی

اور نجاشی کو تاجرون کے حوالہ کیا۔ انھون نے اسکو کشتی مین بٹھا لیا۔ منتظر تھے کہ
ہوا موافق چلے تو لنگر اوٹھاوین۔ صبح کو یہہ معاملہ فروخت ہوا بعد دوپہر کے پانی برسا
نجاشی کا چچا ارکین و عمائد سلطنت کے ساتھہ سیر کرنے جنگل کو نکل گیا۔ ابر آسمان پر تھا
اور ترشح ہو رہا تھا کہ آسمان سے بجلی گری اور بادشاہ کو جلا کر راکھہ کر دیا۔ ارکین سلطنت
اس حادثہ سے سخت پریشان ہوے نجاشی کے چچازاد بھائیون مین کسیکو بھی لائق
سلطنت نہ پاکر مجبور یہی سوچے کہ نجاشی سلطنت کے لائق ہے اوسیکو بادشاہ کردو۔
بالآخر نجاشی کی تلاش مین دریا کے کنارہ گئے۔ جہاز کا ابھی تک لنگر نہین اوٹھا تھا
اور ایک روایت مین جہاز روانہ ہوگیا تھا اور بحکم خدا سے پھر کنارہ آلگا تھا بہرکیف
اعیان سلطنت نے نجاشی کو سوداگرون سے واپس لیا اور اوسیوقت تاج شاہی سر پر
پہنا دیا اور بعزت تمام لاکر تخت سلطنت پر بٹھایا۔ دوسرے روز علی الصباح سوداگر
نجاشی کی قیمت واپس لینے آے۔ امرا و وزرار سلطنت نے کچھہ ڈھیل ڈہال کی سوداگر
دربار شاہی مین مستغیث ہوے۔ نجاشی نے حکم دیا کہ قیمت واپس کردیا غلام انکے
حوالہ کرو۔ اگرچہ غلام اسوقت تخت سلطنت پر متمکن ہو۔ لاچار قیمت واپس کی اور نجاشی
کے کمال انصاف کے معترف ہوے۔ نجاشی کے عدل و انصاف کا یہہ ادنی نمونہ ہے
جو بادشاہت کے دوسرے ہی دن پیش آیا۔ نجاشی کا قول تھا کہ خداوند تعالے نے
لوگون سے رشوت قبول نہ فرماکر مجھکو سلطنت عنایت کی۔ (خمیس و معارج النبوۃ)

جب مہاجرین حبشہ سفر کو آمادہ ہوے جناب عثمان رضہ نے تنہا قصد سفر کیا آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو ساتھہ لیتے جاؤ تا کہ وہان تمکو تنہائی مین وحشت نہو چنانچہ
بی بی رقیہ رضہ کو ساتھہ لیگئے۔ بی بی رقیہ کو حسن خداداد عطا ہوا تھا جب مہاجر حبش مین

پہونچے تو حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ لوگ حضرت رقیہ رض کے دیکھنے کو جمع ہو جاتے اور
آپکی صورت دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ آپ کو نا گوار گذرتا تھا۔ آپنے اون لوگو نپر بددعا
فرمائی چنانچہ وہ ہلاک ہو گئے۔ اصحاب رسول خدا نجاشی کے پاس نہایت عزت وحرمت
سے تہے جب قریش کے قاصد مہاجرین کو واپس لینے کی غرض سے حبشہ پہونچے اور
بعد سوال وجواب مہاجرین کے نجاشی نے اونکو ناکام واپس کیا تو مہاجرین سے کہا۔
"تم لوگ میرے ملک مین اور میرے امن مین آے ہو۔ جو شخص تمکو ایذا پہونچائیگا سزا
پائیگا مین تم لوگونمین سے کسی ایک کی بہی تکلیف و ایذا نہ گوارا کرونگا اگرچہ مجھکو سونیکے
پہاڑ اسکے معاوضہ مین ملتے ہون ہرگز نہ قبول کرونگا" پہر قریش کے ہدایا اور تحفے
واپس کردیئے اور کہا "مجھکو تمہارے ان تحفونکی کوئی حاجت نہین۔ جب خدا نے مجھکو
ملک عنایت کیا میری طرف سے رشوت نہین قبول کی۔ جب مین بادشاہ نہ تہا کسی نے
میرا ساتھہ نہ دیا اور نہ اطاعت کی اب مین ان لوگونکا کہنا کیون مانون"۔ ایک مرتبہ
نجاشی نے مہاجرین سے کہا۔ تمکو یہان والے تکلیف تو نہین دیتے۔ جواب ملا۔ البتہ
بعض لوگ ستاتے ہین۔ نجاشی نے حکم دیا کہ منادی کردو۔ "جو شخص مہاجرین مین سے کسیکو
ایذا و تکلیف دیگا یا کسی سے تعرض کریگا اوسپر چار درم جرمانہ ہوگا" پہر مہاجرین سے
پوچہا۔ اب آپ لوگ راضی ہین۔ کہا نہین۔ حکم دیا کہ عام منادی کردو۔ "خبردار کوئی
ان لوگون سے تعرض نہ کرے اگر کسیکی شکایت سنی جاویگی تو آٹھہ درم اوسپر جرمانہ ہونگے"
سنہ ۹ ھ مین نجاشی نے انتقال فرمایا۔ جناب رسول خدا نے اصحاب کرام کو خبر دی
اور نماز جنازہ چار تکبیرون کے ساتھہ پڑہی گئی۔ اس نماز کی توجیہ مین اس طرح روایت
آئی ہے کہ صحابہ کرام کی نظرونسے پردہ اوٹھہ گیا تہا سب نے دیکھا کہ نجاشی کا جنازہ

سامنے نظر آتا ہے لہذا نماز ادا کی۔ صلوۃ علی الغائب کو نو صحابہ رض روایت کرتے ہین۔
ابوہریرہ۔ ابن عباس۔ انس۔ بریدہ۔ زید بن ثابت۔ عامر بن ربیعہ۔ ابوقتادہ۔
سہیل بن حنیف۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم اور بعض اور یہی بیان کرتے ہین۔
یزید بن ثابت رض۔ عقبہ بن عامر رض۔ ابوسعید خدری رض۔ سعید بن المسیب رض۔

اس مسئلہ مین تحقیق یہہ ہے کہ جو میت نظر سے غائب اور دوسرے ملک مین ہو اوسکی جنازہ کی نماز مین اختلاف ہی صحابہ کرام اکثر مدینہ منورہ سی باہر فوت ہوی کسی پہ آنحضرت نے نماز نہین پڑہی صرف نجاشی پہ نماز پڑہی۔ اس مسئلہ مین تین قول ہین۔ قول اول یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے اس فعل سے صلوۃ علی الغائب ادا کرنا مسنون ہوا۔ یہی مذہب امام شافعی رح کا ہے اور امام احمد رح سے دو قول مروی ہین۔ ایک قول مین سنت ہے۔ قول ثانی۔ امام ابوحنیفہ رح اور امام مالک رح کے نزدیک خصوصیات نبوی سے ہے دوسری کو جائز نہین۔ قول ثالث۔ اصحاب امام حنیفہ رح و امام مالک رح فرماتے ہین ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے نجاشی کا جنازہ دیکہکر نماز ادا فرمائی اور آپ کے حق مین یہہ امر بعید نہین۔ صحابہ کرام رض کو اگرچہ جنازہ نظر نہین آیا لیکن یہہ تابع اور مقتدی آنحضرت صلعم تہے اس کی وجہہ اسطرح منقول ہے کہ آنحضرت صلعم سے بجز اس واقعہ خاص کے دوسرے غائب مردونکی نماز ادا کرنا ثابت نہین نہ قبل اس واقعہ کے اور نہ بعد اسکے۔ اگر ثابت ہے تو ترک صلوۃ علی الغائب اور جسطرح آپکا فعل امت کے واسطے مسنون ہے علی ہذا القیاس جس فعل کو آنحضرت صلعم نے ترک کیا امت کے حق مین اوسکا ترک کرنا بہی مسنون ہے اب بہی اگر کسیکو نور باطن اور کشف روحانی کے بدولت کسی مقام دور و دراز پر جنازہ نظر آوے تو اوسکے واسطے بہی یہی حکم ہے کہ نماز جنازہ پڑہے۔ پس اس تقریر سے یہہ معلوم ہوا

کہ جنازہ غائب کی نماز منجملہ خصوصیات آنحضرتؐ ہے۔ ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاویہ بن معاویہ لیثی نے کسی مقام پر مدینہ منورہ سے باہر انتقال کیا آنحضرتؐ نے اونکے جنازہ کی نماز ادا فرمائی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس طرح فیصلہ کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہہ مرا جہاں مسلمان نہین ہین تو نماز جنازہ غائب جائز ہے۔ اگر دارالاسلام کا واقعہ ہے تو کوئی ضرورت نہین کیونکہ اور مسلمانون نے نماز پڑہ لی فرض کفایہ ادا ہوگیا۔ آنحضرتؐ نے غائب پر نماز پڑہی اور ترک کی اور دونون فعل مسنون ہین۔ (زاد المعاد ابن قیم)

قصہ مختصر ہجرت جانب حبشہ دوبار ہوئی۔ اول مرتبہ ماہ رجب ۵ نبوت مین جناب عثمانؓ نے بہمراہی بی بی رقیہؓ مع دیگر اصحاب کبار ہجرت فرمائی۔ ماہ شوال مین خبر مصالحت سنکر واپس آئے یہان اس خبر کی غلطی معلوم ہونے پر متردد ہوے اور بمجبوری قریش کی امان مین مقیم ہوے چنانچہ حضرت عثمانؓ اور بی بی رقیہؓ سعید بن العاص کی امان مین رہے۔ بار دوم ہجرت اس طرح ہوئی کہ بعد چندے قریش نے پہر ایذا رسانی پر کمر باندہی آنحضرتؐ نے پہر ہجرت کرنے کی اجازت دی چنانچہ اس مرتبہ ایک سو تین صحابہؓ نے ہجرت کی منجملہ ان کے اسّی مرد۔ اکیس عورتین اور دو بچے تہے۔

منقول ہے کہ جب مہاجرین بعد ہجرت اولی مکہ واپس آے تو حبشہ کی حالات اور وہانکی آب وہوا اور رغداے لطیف کی حکایات بیان کرتے تہے۔ جناب عثمان نے خدمت نبوی مین عرض کیا۔ اے رسولخدا۔ ملک حبشہ عمدہ تجارتگاہ ہے۔ ہر قسم کی تجارت وہان ہوتی ہے اور نفع خاطر خواہ حاصل ہوتا ہے۔ مینے اس عرصہ مین بہت کچھہ تجارت مین نفع پایا۔ مسلمانونکے حقمین حبشہ سے بڑہکر کوئی سرزمین نہین۔ جبتک خداوند تعالی خدام والا کو ہجرت کا حکم کرے اور دار ہجرت معین فرماے مسلمانونکے واسطے وہی ملک اچہا ہے۔

نجاشی نے ہم لوگونپر ازبس عنایات شاہانہ کئے اور ہر طرح خاطر داری و تواضع مین مصروف ہا۔
حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ ارجعوا الیہا علی برکۃ اللہ ۔عرض کیا۔ اگر آپ ہمارے ساتھ
تشریف لے چلین تو یقینًا وہ لوگ مطیع اسلام ہون کیونکہ اہل کتاب ہین ارشاد ہوا کہ مجکو بھی
ہجرت کا حکم نہین ہوا تمہارے لئے اجازت ہے۔

قصہ کوتاہ ۔ہجرت اولی مین جناب رقیہؓ حاملہ تہین ۔وہ حمل ساقط ہوگیا ۔(روضۃ الاحباب)
پہر حبشہ مین ایک ورلڑکا پیدا ہوا جسکا نام عبد اللہ رکہا گیا ۔اسی کے نام سے آپکی کنیت
ابو عبد اللہ ہے یہہ لڑکا چہہ برس کا ہوکر ماہ جمادی الاولی ۴ھ مین بمقام مدینہ منورہ
انتقال کرگیا ۔جناب عثمانؓ اوسکی قبر مین اوترے اور دفن کیا ایک روایت مین یہہ بچہ
شیر خوار تہا اور بحالت رضاعت مین وفات پائی ۔جناب رقیہؓ کے اور اولاد نہین ہوئی
اور نہ کوئی سلسلہ آیندہ چلا ۔ ۲ھ مین بوقت جنگ بدر بی بی رقیہؓ بعارضہ چیچک علیل
تہین جناب عثمانؓ کو آنحضرتؐ انکی تیمار داری کیواسطے چہوڑ گئے تہے ہنوز حضور جنگ
سے تشریف نہ لائے تہے کہ جناب رقیہؓ نے انتقال فرمایا ۔زید بن حارثہ بشارت فتح لیکر جسوقت
مدینہ پہونچے جناب عثمانؓ اونکو دفن کر رہے تہے ۔ایک برس دس ماہ بیس دن آنحضرتؐ
کے مدینہ منورہ مین تشریف لانیکے بعد یہہ واقعہ ہوا ہے ۔ابن عباسؓ سے مروی ہے
کہ جب صحابہ کرام نے حضور صلعم کو بی بی رقیہؓ کی وفات کی تعزیت کی ہے تو آنحضرت
صلعم نے فرمایا ۔الحمد للہ دفن بنات من المکرمات ۔جناب رقیہؓ نے تقریبًا اکیس
برس کی عمر مین وفات پائی۔

دوسری بیوی حضرت ام کلثومؓ بی بی رقیہؓ کی بہن ہین آپ کنیت ہی سے مشہور
ہین ۔آپ جناب فاطمہ زہراؓ سے یقینًا بڑی ہین مگر اس مین اختلاف ہے کہ رقیہؓ سے بڑی ہین

یا چھوٹی- روضتہ الاحباب مین ہے کہ آپکا نام آمنہ ہے- آپکا سنہ ولادت کتب ارباب سیر وتواریخ مین نظر سے نہین گذرا- شاید یہی وجہ ہی کہ حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کے باب مین اختلاف ہے- حضرت ام کلثومؓ کا عقد اوّلاً عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تہا اور یہہ عقد قبل زمانہ نبوت ہوا ہے- حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جس زمانہ مین حضرت رقیہؓ نے انتقال فرمایا- ام المومنین جناب حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ کے شوہر رحلت کر چکے تہے جناب فاروقؓ کو اپنی صاحبزادی کے عقد ثانی کا خیال تہا چنانچہ حضرت عثمانؓ سے اثنا راہ مین اتفاقیہ ملاقات ہوئی انسے ذکر کیا اور فرمایا- کیا تمکو حفصہ کی خواہش ہے- چونکہ جناب عثمانؓ قبل اسکے جناب سرور کائنات کی زبان مبارک سے حضرت حفصہؓ کا ذکر سن چکے تہے لہذا جناب عمرؓ کے اس فقرہ کا جواب نہ دیا- جناب عمرؓ نے حضور نبوی مین یہہ واقعہ عرض کیا- حضور نے فرمایا- کیا تمہارے واسطے اس سے بہتر سبیل بتلاؤن مین حفصہؓ سے نکاح کر لون اور عثمان کا عقد ام کلثوم سے جو حفصہ سے بہتر ہی کر دون اور ربعی بن خراش سے اس طرح روایت ہے کہ جناب عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کو انکی بیٹی حفصہ کیواسطے پیغام بہیجا- جناب فاروقؓ نے انکار کر دیا- یہہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی- آپنے ارشاد فرمایا- اے عمر مین تمکو تمہاری بیٹی کیواسطے وہ زوج بتلا دون جو عثمانؓ سے بہتر ہے اور عثمانؓ کے واسطے ایسی وجہ تجویز کر دون جو تمہاری لڑکی سے اچھی ہو- عرض کیا- ہان- فرمایا تم اپنی بیٹی کا نکاح مجھسے کر دو اور مین اپنی لڑکی کا عقد عثمانؓ کے ساتھہ کر دون- اسی نیک مناسب تجویز کی طرف اشارہ کر کے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہے "جس کام کے ہونے کا سان گمان تک نہو ایسے کام کی امید زیادہ رکہو بہ نسبت اوس کام کے جسکی امید تمکو ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ آگ کی تلاش مین نکلے تہے اور نبوت مل گئی"-

جناب عثمانؓ سے مروی ہے کہ جب بی بی رقیہؓ نے انتقال کیا مجھکو بڑا صدمہ ہوا اس رنج وغم مین بہت رویا۔ (ایکمرتبہ) حضور نے مجھکو روتے دیکھا بکمال شفقت ومہربانی فرمایا۔ تم کیون روتے ہو مینے عرض کیا حضور اقدس کی غلامی ودامادی کا رشتہ منقطع ہونے کا سخت افسوس ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ حکم خداوندی لائے ہین کہ مین تمہارے ساتھ رقیہؓ کی بہن کا عقد کردون اور جو مہر اوسکا تھا اوسی مہر پر تمہاری حوالہ کرون یہ نکاح جناب عثمانؓ کا بی بی ام کلثومؓ کے ساتھ ۳ھ مین ہوا ہے۔ نکاح کے بعد دونون صاحب نہایت محبت و الفت سے رہے چونکہ دنیوی عیش و آرام اور اسی طرح تکالیف و مصائب علی الخصوص راحت و مسرت کا زمانہ تو بہت ہی جلد گذر جاتا ہے جناب ام کلثومؓ نے بہی ۹ھ مین انتقال فرمایا۔ آنحضرتؐ نے نماز جنازہ پڑہائی اور جناب علیؓ و فضلؓ و اسامہؓ قبر مین اوترے اور آپکو دفن کیا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ بہی آنحضرتؐ سے اجازت لیکر قبر مین اوترے۔ مروی ہے کہ جب بی بی ام کلثومؓ نے انتقال فرمایا جناب عثمانؓ نے بہت غم کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے عثمانؓ۔ اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو تم سے عقد کردیتا۔

جناب ام کلثومؓ کی تجہیز وتکفین کا حال روایات معتبرہ سے اسطرح منقول ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ و حضرت صفیہ بنت عبد المطلب نے آپکو غسل دیا۔ اسوقت ام عطیہؓ بہی موجود تہین انہین کی روایت سے آنحضرت صلعم کا ارشاد فرمانا در باب غسل منقول ہے وہ یہ ہے کہ ام کلثومؓ پر تین بار یا پانچ یا سات بار پانی ڈالو اور اگر اس سے زائد ضرورت دیکھو تو زیادہ مین بہی مضائقہ نہین جس پانی سے غسل دو اوس مین بیری کی پتی ڈالدو اور اخیر مرتبہ اوس پانی سے غسل دو جسمین کافور ملایا ہو جب غسل سے فراغت ہوجاے مجھکو اطلاع دینا۔ ام عطیہ کہتی ہین کہ جب ہم غسل دے چکے آنحضرت صلعم کو مطلع کیا۔

حضور اقدس نے اپنی ازار (تہ بند) عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ یہہ کپڑا کفن کے اندر رکھنا۔
ام عطیہؓ کا بیان ہے کہ پھر ہمنے حضرت ام کلثوم کے بالونکے تین حصہ کرکے سر کی پیچھے کر دیئے
یہہ حدیث امام بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے۔ نیز بخاری شریف مین بروایت انسؓ وارد
ہے کہ مین جناب ام کلثوم کے جنازہ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ قبر کے کنارہ بیٹھ گئے۔ مینے
دیکھا کہ آپ کی دونون آنکھوںسے آنسو روان تھے۔ آپنے فرمایا "تم لوگون مین کوئی ایسا
بھی ہے جو شب گذشتہ اپنی اہلیہ کے ساتھہ ہم صحبت نہ ہوا ہو" حضرت ابو طلحہؓ بولے
ہان حضور مین ہون" ارشاد فرمایا "اچھا۔ تم قبر مین اوترو" حضرت ابو طلحہؓ قبر مین
اوترے۔

اس حدیث کے بعض مضامین توضیح طلب ہین۔ آنحضرت نے فرمایا۔ (تم مین کوئی ایسا
ہے جو شب کو اپنی اہلیہ سے ہمصحبت نہوا ہو۔) اس مین یہہ سر ہے کہ جس شب کو جناب ام کلثوم
نے رحلت فرمائی جناب عثمان رضؓ نے اپنی کسی لونڈی سے صحبت کی تھی۔ آنحضرت صلعم کو
فی الجملہ یہہ فعل ناپسند ہوا لہذا اشارۃً ممانعت فرمائی آپکی طرف سے یہہ عذر ہے کہ آپ کو
یہہ گمان نہ تھا کہ اوسی شب مین بی بی ام کلثوم رضؓ انتقال فرمائین گی کیونکہ عرصے سے
علیل تھین بظاہر ایسی حالت بھی نہ ہوگی۔ (کرمانی)

اس حدیث کے متعلق ایک شبہ بھی وارد ہوتا ہے کہ عورت میت کے دفن کرنیمین اوسکے
محرم حقیقی رشتہ دار اور شوہر بمقابلہ غیر شخص کے مستحق ہین۔ پھر باوجود آنحضرت صلعم
جو بی بی ام کلثوم رضؓ کے والد بزرگوار تھے اور جناب عثمان رضؓ کے جو شوہر تھے حضرت ابو طلحہ رضؓ
اور دیگر حضرات جو اجنبی اور غیر محرم تھے کیون اس کام مین شریک ہوئے جواب یہ ہے
کہ جس طرح جناب عثمان رضؓ کو عذر تھا آنحضرت کو بھی عذر ہوگا اور حضور کو منظور یہی ہوگا

کہ وہ شخص قبر میں اوترے جو اوس رات کو اپنی اہلیہ سے ہم بستر نہوا ہو (شرح مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

کار پاکان را قیاس از خود مگیر		در نبشتن ہر دو آمد شیر و شیر

جناب ام کلثومؓ کے کوئی اولاد نہین ہوئی بعض کہتے ہین کہ اولاد ہوئی مگر بچپن مین فوت ہوگئی جناب عثمانؓ کی اولاد کا سلسلہ ان دونون بیویون سے نہین چلا۔

تیسری بیوی فاختہ بنت غزوان ہین۔ انسے عبداللہ اصغر پیدا ہوی لیکن عالم طفلی ہی مین مر گئے۔

چوتھی ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ دوسیہ ہین انکا نام معلوم نہین کنیت سے مشہور ہین۔ انکے بطن سے چار اولادین ہین۔ خالد۔ ابان عمرو۔ مریم معلوم ہوتا ہی کہ یہ نکاح قبل اسلام کے ہوا عمرو بھی اوسی زمانہ مین تولد ہوے ہین کیونکہ آپ کی کنیت قبل اسلام ابو عمرو تھی جب بعد اسلام بی بی رقیہؓ سے عقد ہوا اور اونسے عبداللہ پیدا ہوی ابو عبداللہ کنیت کی۔ راقم کے آبا و اجداد کا سلسلۂ نسب جناب عثمانؓ تک بواسطہ ابان پہونچتا ہے۔

والحمد للہ علی ذالک۔

پانچوین۔ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ ہین۔ انسے۔ ولید سعید دو لڑکے تیسری لڑکی ام سعید ہین۔

چھٹی۔ ام البنین بنت عیینہ بن حصن فزاریہ ہین۔ انسے صرف عبدالملک پیدا ہوی اور لڑکپن ہی مین انتقال ہوگیا۔

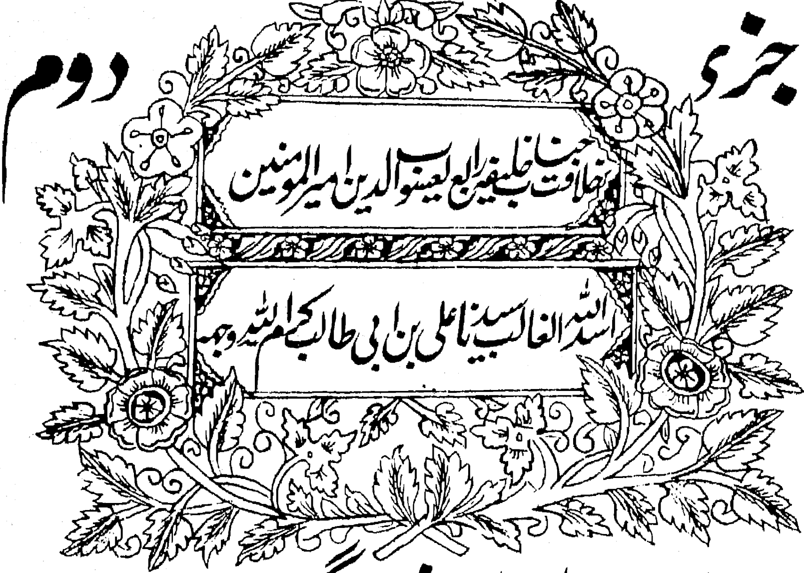
ساتوین۔ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہین انکے بطن سے تین لڑکیاں ہوئین۔ عائشہ ام ابان۔ ام عمرو۔

آٹھوین بیوی - نائلہ بنت فرافصہ بن احوص کلبیہ ہین - انکا مذہب نصرانی تہا پہر اسلام لائین ۲۸ھ مین جناب عثمان رضؓ سے نکاح ہوا - بعض کہتے ہین کہ مریم بنت عثمانؓ نائلہ کے بطن سے ہین اور بعض کہتے ہین کہ ام البنین چہٹی بیوی سی دو اولا دہین عبد الملک عتبہ اور نائلہ کی بطن سے عنبہ ہی - ایک لڑکی ہی ہین جو ام البنین کے لقب سے مشہور ہین اور عبد اللہ بن یزید بن ابی سفیان رضؓ کے نکاح مین آئین -

وقت شہادت چار بیویان آپکے نکاح مین تہین - رملہ - نائلہ - ام البنین - فاختہ - ام البنین کو آپنے حالت محاصرہ مین طلاق دیدی تہی -

بروایت ابن اثیر یہہ جملہ ازواج وا ولاد آپ کی زمانہ اسلام وجاہلیت کی ہین و بروایت خمیس نسلیہ اولاد سولہ ہین - نو لڑکے اور سات لڑکیان - (اولاد ذکور) عبد اللہ معروف باصغر اور بروایت مختصر عبد اللہ اکبر - بی بی رقیہ رضؓ کے بطن سے پیدا ہوی بچپن مین انتقال کیا اور بعض کے نزدیک چہہ برس کے سن مین مرغ کی چونچ کے صدمہ سی بیمار رہو کر مرگئے دوسرے عبد اللہ اکبر اور بروایت مختصر عبد اللہ اصغر - فاختہ کے بطن سے پیدا ہوے تیسری عمرو سب مین بڑے اور انکی اولاد ذی شرافت مشہور رہے - مروان نے انکو شام مین طلب کیا مگر یہہ نگیے - بمقام منی انکا انتقال ہوا ہی - چوتہے اَبان کینت ابو سعید یا ابو عبد اللہ مدنی ہین آپ احادیث نبوی کے راوی ہین - جنگ جمل مین عائشہ صدیقہ رضؓ کے ساتہہ تہے عہد خلافت عبد الملک مین مدینہ منورہ کے حاکم رہے - عارضہ فالج مین مبتلا ہوی عہد خلافت یزید ۱۰۵ھ مین انتقال کیا - انکی اولاد کثیر ہے - اندلس مین بہی انکی اولاد ہے - پانچوین خالد انکے اور انکی اولاد کے پاس وہ مصحف تہا جسپر جناب عثمان کا خون گرا تہا - بروایت مختصر خلافت عثمانی مین وفات پائی - کسی گہوڑے کی لات سے زخمی ہو گئے تہے جسکی وجہہ سے

عضو ماؤف قطع کیا گیا اسی صدمہ سے انتقال کر گئے۔ انکا لقب کسیہ تہا ان ہی سے سلسلہ اولاد قائم ہوا۔ یہہ تینوں ام عمرو بن جندب کے بطن سے ہیں۔ چہٹے سعید۔ ساتویں ولید۔ فاطمہ کے بطن سے۔ سعید کی کنیت ابو عثمان تہی۔ امیر معاویہؓ نے انکو خراسان کا حاکم کیا تہا۔ یہہ وہیں شہید ہوے۔ مختصر میں ہے کہ سعید نے سمرقند فتح کیا اور اوسی جنگ میں انکی ایک آنکہہ جاتی رہی۔ آٹہویں عبد الملک بطن ام البنین سے پیدا ہوے اور عالم طفلی میں انتقال کیا۔ نویں مغیرہ۔ اسما بنت ابی جہل بن ہشام کے بطن سے پیدا ہوے (اولاد اناث) مریم کبریٰ۔ ام عمرو سے پیدا ہوئیں۔ ام سعید۔ سعید کی بہن عبد اللہ کے نکاح میں آئیں۔ عائشہ۔ انکا نکاح حارث بن حکم بن عاص سے ہوا۔ بعد انکے عبد اللہ بن زبیرؓ نے نکاح کیا۔ ام ابان۔ مروان بن حکم سے نکاح ہوا۔ ام عمرو۔ یہہ تینوں رملہ سے ہیں مریم صغریٰ۔ نائلہ کے بطن سے۔ عمرو بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے نکاح ہوا۔ ام البنین یہہ لونڈی سے پیدا ہیں بروایت ریاض النضرۃ اور مختصر کی روایت سے ایک اور لڑکی ہیں عمرہ بنت عثمانؓ نام۔ یہہ سعید بن العاص کے عقد میں آئیں اور انہیں کے پاس انتقال کیا۔ پہر سعید نے مریم کبریٰ سے نکاح کیا جب وہ انتقال کر گئے مریم کبریٰ کا عقد عبد الرحمن بن حارث بن ہشام مخزومی سے ہوا اور انہیں کے پاس وفات پائی



نام نامی و نسب گرامی

اسم مبارک آپ کا علی رضؓ ہے اسلام سے قبل بہی یہی نام تہا۔ کنیت ابو الحسن ہی جناب رسولخدا صلعم نے آپ کی کنیت ابو ریحانتین رکہی۔ آپ دوازدہ امام مین امام اول ہین۔

جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب علی رضؓ سے فرمایا۔ سلام علیک یا ابا الریحانتین۔ عنقریب تمہارے دونون رکن فنا ہو جائین گے اور خداوند تعالےٰ میرے بعد تمہارا حافظ و نگہبان و کارساز ہے۔ جسوقت آنحضرتؐ نے وفات پائی جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا۔ یہہ ایک میرا رکن دو رکنون سے گیا جنکی نسبت ارشاد ہوا تہا۔ پہر جب حضرت فاطمہؓ نے انتقال فرمایا۔ آپنے ارشاد کیا۔ یہہ دوسرا رکن تہا۔

دوسری کنیت آپکی آنحضرت صلعم نے ابو تراب رکہی۔ یہہ کنیت جناب علی رضؓ کو بہت پیاری تہی۔ آنحضرتؐ نے آپکو بہی صدیق فرمایا ہی۔ بروایت ابی لیلیٰ وارد ہی کہ حضورؐ نے فرمایا

صدیق تین ہین اوّل حبیب بن مُرّی نجار قوم ال لیٰس (الیاسین) سے جو اپنے پیغمبر پر ایمان لائے اور اپنی قوم سے کہا۔ اے قوم۔ خدا کے پیغمبرونکی متابعت کرو"۔ دوم حزقیل فرعون کے خاندان سے جنھون نے کہا تھا "کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے رب میرا اللہ ہے"۔ سوم علی بن ابی طالب۔ علی ان تینونمین افضل ہین۔

اس حدیث سے جناب ابوبکر صدیق کی صدیقیت کی نفی لازم نہین آتی کیونکہ حدیث ہذا مین انبیای کرام کے گھروالونمین جو صدیق ہین اونکا ذکر ہے۔ جناب علیؓ کو۔ حبیب۔ حزقیل کے ساتھہ ذکر کرنا خاص اسی امر کے جانب اشارہ ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے اولاً آپکا نام حیدر رکھا تھا جیسا کہ آپکا قول ہے۔ انا الذی سمتنی امی حیدرہ۔ مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا۔ (حیدر شیر کا نام ہے) ابوطالب آپکے والد نے یہہ نام ناپسند کیا اور علی نام رکھا۔ آپکے القاب یہین۔ بیضۃ البلد یعنی مرجع اہل شہر۔ امین۔ شریف۔ ہادی۔ مہتدی۔ ذوالاذن الواعیہ یعنی صاحب گوش شنوا۔ ابوقصم۔ یعسوب الامۃ۔ یعنی سردار و رئیس امت۔ (خمیس)

جناب علی مرتضیٰ نسب مین ہاشمی الطرفین ہین یعنی آپکے والدین دونون ہاشمی ہین۔ جناب رسولخدا سے نہایت ہی قریب رشتہ ہے یعنے آپ کے حقیقی چچا کے بیٹے اور ماں کی طرف سے پھوپھی کے بیٹے ہین کیونکہ ابوطالب بن عبدالمطلب آپکے چچا ہین۔ جناب علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم۔ آنحضرت صلعم کے والد عبداللہ اور ابوطالب کی چچیری بہن اور حضور خواجہ عالم صلعم کی پھوپھی ہوئین۔

ذکر ابوطالب اور اونکی اولاد کا اور سنہ ولادت و مقام پیدائش جناب علیؓ

اس مقام پر حالات ابوطالب تمہیداً ذکر ہوتے ہین۔ بالاتفاق ابوطالب کا نام عبدمناف ہے

مگر مشہور اسی کنیت سے ہین حضرات شیعہ کہتے ہین کہ ابوطالب کا نام عمران ہے اور قرآن مجید مین لفظ آل عمران سے ابوطالب کی اولاد کی جانب اشارہ ہے۔ ابن تیمیہؒ نے اس قول کی کما حقہ تردید کی ہے۔ ابوطالب آنحضرت صلعم کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی ہین اور اسیوجہ سے عبدالمطلب نے وقت وفات کے ابوطالب کو آنحضرت صلعم کی کفالت کی وصیت کی۔ (فتح الباری شرح بخاری شریف)

روایت ہے کہ جسوقت عبدالمطلب کی عمر ایک سو دس اور بروایتے ایک سو بیس برس کی ہوئی اور آنکھوں سے معذور ہو گئے۔ زندگی دنیا سے سیر آمادہ سفر آخرت ہوئے تو آنحضرت صلعم کی عمر اوسوقت آٹھ برس کی تھی۔ عبدالمطلب کو تشویش تھی کہ میرے بعد اس یتیم بچہ کی کون پرورش کریگا۔ اسی غم مین آنحضرت صلعم کو بلا کر کمال محبت و پیار سے اپنے سینہ پر بٹھایا اور اپنے لڑکون۔ ابوطالب۔ ابولہب۔ حمزہؓ۔ عباسؓ کو طلب کیا اور کہا۔ اب میری موت قریب آن پہونچی۔ دنیائے ناپائدار سے کوچ کرونگا۔ مجھکو کوئی غم و فکر نہین بڑا غم ہے تو یہ ہے کہ اس بچہ کی تربیت کا بار کون اوٹھاویگا۔ میرا اب آخری وقت ہے اگر عمر وفا کرتی اور یہ لڑکا سن شعور کو پہونچتا اور اوسوقت مین مرتا تو کچھ غم نہ تھا۔

وفا زعمر چہ جوئی کہ ہر نفس کہ زدی	چنان برفت کہ ہرگز دگر نیاید یاد

ابولہب سب مین بڑا تھا بولا۔ اے پدر بزرگوار۔ یہ صاحبزادہ با وقار زیر ترتیب خاکسار رہے۔ جان سے زیادہ عزیز رکھونگا۔ انکی خدمت اپنا فخر سمجھونگا۔ عبدالمطلب نے کہا۔ البتہ تو ذیمقدرت صاحب دولت ضرور ہے مگر اسکے ساتھہ ہی سنگدل۔ بے رحم بھی ہے یتیم نازک مزاج شکستہ خاطر ہوتے ہین تجہسے انکی نازبرداری ممکن نہین۔ بعد اسکے حضرت حمزہؓ اوٹھے اور کہا۔ جناب قبلہ و کعبہ۔ یہ لڑکا مجھکو عنایت فرماوین۔ مین جان دل سے

خدمتگذاری کو حاضر ہون" عبد المطلب نے جواب دیا۔ بیشک تم یہہ کام انجام دیسکتے ہو مگر تم بے اولاد ہو تمکو اولاد کا درد و قلق نہین۔ تم مرد بہادر شکار دوست ہو۔ شاید میرے بچہ سے غافل رہو۔ بعد انکے حضرت عباسؓ نے فرمایا" اگر اس بندۂ ناچیز کو اس خدمت کا اہل تصور فرمادین تو زہے نصیب" عبد المطلب نے کہا۔ ہان تم ضرور اس کام کے اہل ہو لیکن صاحب عیال و اولاد کثیر ہو۔ اپنے بچونکے سامنے اس غریب و یتیم بچہ کی قدر نہ کرسکوگے۔ ان سب کے بعد ابوطالب نے کہا" قبلۂ عالم مین بجان و دل آپکے پیارے فرزند کی خدمت و تربیت کا متمنی ہون۔ براہ کرم بزرگانہ مجھکو عنایت فرمایئے۔ البتہ غریب ہون۔ صاحب اولاد ہون لیکن یہہ بچہ میرے سب بچونسے زیادہ عزیز رہیگا۔ اگر یہہ دولت لازوال مجھکو مرحمت ہو تو دنیا کی دولت سے مستغنی ہو جاؤن" عبد المطلب نے انکا کہنا بہت پسند کیا اور بدل منظور کرکے کہا" محمد سے بھی دریافت کرلو کہ وہ کس کے پاس رہنا چاہتے ہین تم چارون مین جس کے گھر رہنا خوش آوے اونکو اختیار ہے" یہہ کہکر آنحضرت صلعم کیطرف متوجہ ہوے اور کہا" اے نور دیدہ واے فرزند پسندیدہ تم ان چار و نمین سے کس کے گھر رہنا چاہتے ہو" حضور یہہ سنکر اوٹھے۔ ابوطالب کے گلے سے لپٹ گئے اور اونکی گود مین بیٹھ رہے۔ عبد المطلب بہت خوش ہوے اور ابوطالب کو آپکی نسبت بہت کچھ نصیحت کی۔ اوسوقت سے آنحضرت صلعم ابوطالب کے گھر رہنے لگے۔ عبد المطلب نے آٹھوین سال بعد واقعہ اصحاب فیل وفات پائی (معارج النبوۃ)

ابوطالب اگرچہ کثیر الاولاد فقیر و تنگدست تھے مگر آنحضرت صلعم کو اپنی اولاد سے بڑھ کر رکھا۔ آپکا بستر اپنے پاس بچھاتے اور جہان آپ تشریف لیجاتے آپکے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ مین قحط پڑا مخلوق خدا پریشان حال و بدحواس تھی قریش نے

ابوطالب سے کہا "چلو پانی کیواسطے دعا مانگین"۔ ابوطالب آنحضرت صلعم کو لیکر خانہ کعبہ مین پہونچے۔ آپنے خانہ کعبہ کی طرف لپشت کرکے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ بحکم خدائے عزوجل ہر چہار طرف سے ابر کے ٹکڑے آسمان پر دوڑ آئے اور جمع ہوکر پانی برسنے لگا۔ اسقدر بارش ہوئی کہ قحط دفع ہوگیا۔ آنحضرت صلعم ابوطالب کے لڑکونکے ساتھہ رہا کرتے تھے۔ ایک ساتھہ کھانا پینا ہوتا تھا۔ اگر کسیوقت وہ لڑکے بغیر شرکت آپکے کھانا کھالیتے تو بھوکے رہتے اور جب آپکے ساتھہ کھاتے تو خوب شکم سیر ہوجاتے۔ (خمیس)

جب آنحضرت صلعم سن تمیز کو پہونچے ابوطالب بدستور سابق آپکے ہر طرح کفیل رہے جب وہ زمانہ آیا کہ کفار قریش آپکے دشمن ہوگئے ابوطالب ہروقت سینہ سپر رہتے۔ آپکو اذیت کفار سے بچایا کرتے اور آپ پر ہر دم جان نثار و قربان ہوا کرتے مگر شان ایزدی ہے کہ باوجود اس قرب و اتحاد و محبت کے انکو ایمان نصیب نہوا سچ ہے۔

چو بوطالبے را کنی سنگریز		گہے باچنین گوہرے خانہ خیز

اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب ایمان نہین لائے۔ آنحضرت صلعم کے اعمام مین سے چار نے آپکا زمانہ پایا۔ ابوطالب۔ ابولہب۔ یہہ دونون کافر رہے۔ حمزہ رضہ۔ عباس رضہ یہہ دونون صاحب اسلام لائے۔ ابوطالب بن عبدالمطلب کے چار بیٹے اور دو بیٹیان تہین۔ طالب جسکے نام سے کنیت ہی یہہ سب اولاد مین بڑا ہے غزوہ بدر مین کافر مارا گیا۔ حضرت عقیل رضہ۔ حضرت جعفر طیار رضہ۔ حضرت علی رضہ۔ ام ہانی رضہ۔ جمانہ یہہ دو بیٹیان جملہ چہہ لڑکا لڑکی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم سے ہین۔ جناب علی رضہ سب اولاد مین چھوٹے ہین حضرت جعفر سے دس برس چھوٹے۔ حضرت جعفر حضرت عقیل رضہ سے دس برس چھوٹے اور وہ طالب سے دس برس چھوٹے تھے۔

حضرت جعفرؓ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ اسلام آپکا قدیم ہے۔ جانب حبشہ ہجرت ثانیہ مین تشریف لیگئے۔ انکی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس انکے ساتھہ تھین حضرت جعفر عرصہ تک حبشہ مین رہے۔ عبد اللہؓ۔ محمدؓ۔ عون ؓ یہہ تینون صاحبزادے آپکے حبشہ مین پیدا ہوے۔ ۷ھ مین حبشہ سے مدینہ منورہ تشریف لاے۔ حضرت عقیلؓ۔ انکا نام قدیم سے یہی رہا۔ کنیت ابو یزید ہے۔ جنگ بدر مین کفار قریش کے ساتھہ جبراً آے۔ منجملہ دیگر قیدیان حضرت عقیل بہی قید ہو گئے تھے حضرت عباسؓ نے فدیہ دیکر چھوڑوا دیا۔ پہر قبل صلح حدیبیہ مسلمان ہوکر مدینہ مین تشریف لاے اور غزوہ موتہ مین شریک ہوے۔ آپ نسب قریش اور انکے حالات کے عالم تھے چونکہ آپ قریش کے عیب بیان کیا کرتے تھے اسواسطے لوگ انسے ناخوش تھے حضرت عقیلؓ کے پاس ایک چادر تہی جسکو مسجد مین آنحضرت صلعم کا مصلّٰے بنادیتے تھے اور حضور اوسپر نماز پڑہتے تھے۔ اکثر آنحضرت صلعم کیجد متمین بیٹھتے اور زمانہ جاہلیت کے قصے اور نسب کے ذکر کیا کرتے تھے آپ بڑے حاضر جواب تھے۔ آپ کی وفات خلافت حضرت معاویہؓ مین ہے سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔ حضرت ام ہانی کا نام فاختہ یا ہند ہے آپ بروز فتح مکہ اسلام لائین۔ ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم سے آپکا نکاح ہوا اور اولاد بہی ہوئی ہبیرہ مذکور نجران بہاگ گیا اور بحالت کفر مین مرا۔ جمانہ کے اسلام مین اختلاف ہے ابن قتیبہ نے ابو طالب کی اوس اولاد مین جو اسلام لاے انکا ذکر نہین کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن قتیبہ کے نزدیک جمانہ کا اسلام ثابت نہین ہوا۔

دار قطنی نے ذیل راویان حدیث مین اولاد ابو طالب کے ذکر مین یہہ لکھا ہے۔ (جمانہ کا نکاح انکے چچیرے بہائی ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب کے ساتھہ ہوا اور اولاد

ہوئی جیمانہ سے کوئی روایت نہین ہے) اس اخیر فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہوئین کیونکہ اگر اسلام ثابت نہ ہوتا تو روایت اور عدم روایت کا ذکر ہرگز نہوتا۔

جناب علی مرتضی رض کی سنہ ولادت مین اختلاف ہے۔ شواہد النبوۃ مین ہے کہ بعد واقعہ فیل ۳۰ سنہ مین پیدا ہوے مگر یہہ روایت بالکل ضعیف ہی۔ خود اوسی کتاب۔ کے آگے کی عبارت سے اس قول کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اسکے بعد لکہتے ہین۔ (وقت بعثت جناب رسالتمآب صلعم آپ پندرہ برس یا اٹہارہ برس کے تہے اور بعضے دس برس۔ بعضے سات برس۔ بعضے نو برس کا کہتے ہین۔) اگر سنہ ولادت ۳۰ سنہ بعد واقعہ فیل قرار دیا جاوے تو جناب رسول خدا سے آپ صرف سات برس چہوٹے ہوتے ہین۔ پہر آپ کا اسلام صغر سنی مین یہہ قوی دلیل ہے کہ آپ کی ولادت سنہ مذکور مین نہین بلکہ اسکے بعد ہے۔ تاریخ خمیس مین بہی یہی روایت شواہد النبوۃ کی نقل کی ہے۔ تعجب ہے کہ مورخین ایسی روایت جو بالکل بعید از قیاس اور پایہ اعتبار سے ساقط ہو بلا تکلف لکہہ دیتے ہین

علامہ ابن حجر رح لکہتے ہین۔ راجح قول یہہ ہی کہ آپ کی ولادت دس برس قبل بعثت نبوی ہے۔ آپکی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رض بنت اسد بن ہاشم اسلام لائین۔ ہجرت کی اور مدینہ منورہ مین وفات پائی۔ یہہ اوّل ہاشمیہ ہین جنکے صاحبزادہ ہاشمی پیدا ہوے یعنے جناب علی مرتضی رض کے مان اور باپ دونون ہاشمی ہین۔ بعد آپکے ہاشمی الطرفین جناب حسنین ہین۔ علی ہذالقیاس حضرت امام باقر رح۔ کیونکہ آپکے والد امام زین العابدین رح ہاشمی ہین اور آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسن رض بن علی رض بن ابی طالب بہی ہاشمیہ ہین اور عبداللہ محض اور اونکے بہائی بہی ہاشمی الطرفین حسنی وحسینی ہین۔ آپکا نسب یہہ ہے عبداللہ محض۔ بن حسن مثنیٰ۔ بن امام حسن رض بن علی رض بن ابی طالب۔ آپ کی والدہ کا نام

فاطمہ ہے وہ امام حسین رضی کی صاحبزادی ہین - آپکے دو بہائی حقیقی حسن مثلث ابراہیم ہین آپ سادات کرام مین اول حسنی و حسینی ہین ۱۴۵ھ مین بعمر چہپتر سال وفات پائی محمد معروف بہ نفس زکیہ آپکے صاحبزادہ ہین - علاوہ انکے محمد امین خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے بہی طرفین سے ہاشمی ہین - کیونکہ ہارون الرشید عباسی ہاشمی ہین اور امین کی والدہ زبیدہ بنت جعفر بن منصور بہی ہاشمیہ ہین -

جناب علی رضی خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوے - شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین منجملہ مناقب جناب امیر المومنین علی رضی یہ ہے کہ آپ عین کعبہ کے اندر پیدا ہوے ہین - حاکم نے حکیم بن حزام کے حال مین بیان کیا ہے کہ مصعب کا یہ قول (حکیم بن حزام سے قبل اور انکے بعد کوئی شخص کعبہ کے اندر نہین پیدا ہوا -) سراسر وہم ہے جزو اخیر (یعنی انکے بعد) غلط ہے کیونکہ یہ روایت اخبار متواتر ثابت ہے کہ جناب علی رضی کعبہ کے اندر پیدا ہوے ہین - انتہیٰ -

حضرت حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی اسدی - کنیت ابو خالد ام المومنین جناب خدیجہ رضی کے بہتیجہ واقعہ اصحاب فیل سے تیرہ برس پیشتر خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوے - آپ بڑے سخی تہے بروز فتح مکہ اسلام لاے ۵۴ھ ہجری مین وفات پائی ایکسو بیس سال کی عمر ہوئی ساٹھہ برس جاہلیت مین گذارے اور ساٹھہ برس حالت اسلام مین - (خلاصہ) اور ایک روایت مین جناب علی رضی کی ولادت ۳۰ سنہ بعد واقعہ عام فیل تیرہوین رجب یوم جمعہ ہے اور آپ بیت اللہ کے اندر پیدا ہوے -

شد او دُر و بیت الحرامش صدف		کسے را میسّر نشد این شرف

حضرت فاطمہ بنت اسد آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہین - مجھکو پورے دن تہے کہ

ایک روز مین طواف خانہ کعبہ کو گئی۔ طواف مین مشغول تھی کہ مجھکو درد زہ لبشدت تمام ہونے لگا۔ آنحضرت صلعم بھی اوسوقت وہان تشریف رکھتے تھے۔ میری حالت تغیر ملاحظہ کرکے فرمایا۔ اے مادر مہربان۔ آپکا مزاج بخیر ہے۔ چہرہ پر پریشانی کیون ہے۔ مین نے کہا۔ درد زہ شروع ہوگیا ہے اس سے بیچین ہون۔ حضور نے فرمایا۔ جلد طواف ختم کرو۔ مین نے کہا۔ مجھکو اب اتنی تاب نہین رہی۔ ارشاد فرمایا۔ خانہ کعبہ کے اندر جاؤ۔ خدا مشکل آسان کرنے والا ہے۔ آپکے فرمانے سے مین کعبہ کے اندر گئی اور اوسیوقت علی پیدا ہوئے۔

وَلَدَتْهُ فِی حَرَمِ المعظم اُمُّهُ		طابت وطاب ولیدها والمولد

جناب علی کو آپ کی والدہ نے حرم معظم مین جنا۔ آپ کی والدہ پاک ہین اور اونکا لڑکا یعنے آپ اور جائے ولادت یہہ دونون بھی پاک ہین۔

گوہر چو پاک بود صدف نیز پاک بود		آمد میانہ حرم کعبہ در وجود
کعبش ز فیض کعبہ صفا داشت لاجرم		بر دوش سید دو جہان جلوہ می نمود

در فضائل بے نظیر آمد علی	دیگر	مقتدا و پیشوائے ہر ولی
آن علی کو مادرش در کعبہ زاد		آنکہ بر دوش پیمبر پا نہاد
آن علی کو عارف راز خداست		آن علی کو سرور اہل صفاست
آن علی کو شیر یزدانش خطاب		آن علی کو قدوۂ ہر شیخ و شاب
آن علی کو مجتبیٰ و مرتضیٰ ست		آن علی کو راز دار مصطفےٰ است
آن علی کو ہست امیر المومنین		آن علی کو ہست امام العارفین
آن علی کو قطب وقت خویش بود		اندرین وادی ز جملہ پیش بود

آن علی کو اولین اولیاست	آن علی کو بہترین اصفیاست
آن علی کو را اویس آمد مرید	آن اویسی کو بصفین شد شہید
آن علی کو شاہ دل درویش بود	مدحت او در دلم ہستی فزود
کرم اللہ وجہہ اندر شان اوست	بیشک افزون رجہان ایمان اوست

(مناقب مرتضوی نسخۂ قلمی مؤلفہ محمد صالح حسینی ترمذی متخلص بہ کشفی)

حلیہ مبارک

صورت گرے کہ نقش جمال ترا کشید	موئے قلم کند ذرۂ آفتاب را

قد۔ ہمارے ممدوح کا چھوٹا تھا یعنے مائل بہ قصر بعضے کہتے ہین کہ میانہ قد سے کسیقدر دراز تھا جسم فربہ مگر بحد اعتدال۔

دیکھا نہ تھا جبتک کہ قد یار کا عالم	مین معتقد فتنۂ محشر نہوا تھا

آنکھین۔ سرگین اور بڑی بڑی نشۂ شراب وحدت سے خمار آلود۔ اونمین سیاہی وسفیدی بکمال خوبی بابر و پیوستہ۔

کنم ہر گہ رقم حرفے زچشم مست شہلایش	چو نرگس دیدہ روید از قلم بہر تماشایش

سر مبارک۔ پر اگلے حصہ مین بال بہت کم تھے بلکہ ندار د البتہ پچھلا حصہ بالونسی بہرا تھا۔ دوسری روایت مین ہے کہ سر پر بالونکی لکیرین تہین جیسے اونگلیون سے خط بنا دیئے ہون سر کے بال سفید براق تھے۔

گردن۔ صاف پر نور۔ آبدار مثل بلور۔

گردن وراعاج بیار دبباج بگردن خون تمنا	صبح سعادت خط غلامی داشتہ بر کف گشت فرزان

چہرہ۔ خوبصورت خندہ پیشانی ہنس مکھ۔

دل من بدو ر رویت زچمن فراغ دارد | کہ چو سرو پابندست و چو لالہ داغ دارد
شب تیرہ چون سرآرم زپیچ پیچ زلفت | مگر آنکہ شمع رویت برہم چراغ دارد

ریش مقدس۔ دراز و عریض۔ بال گھنے۔ گنجان اور سفید تھے آپ خضاب نہین لگاتے تھے لیکن ایک روایت سے زرد خضاب لگانا پایا جاتا ہے۔

بگرد رُو تو خط نیست بلکہ کاتب صنع | نوشتہ سورۂ یوسف بدور خط غبار

رنگ۔ گہرا گندمی۔ دور سے دیکھنے والا سانولا رنگ سمجھتا اور قریب والا کہتا کہ بلکہ گندمی مائل بہ سرخی ہے۔

مارا ز نکہت چمن رنگ و بو چہ کار | چون لالہ داغ آتش حسن برشتہ ایم

سینہ۔ عرفان کا خزینہ جسپر بال بکثرت تھے۔

سینۂ آئینہ پرداز صفا را نازم | لوح گنجینۂ پر مہر و وفا را نازم

شانہ۔ یگانۂ زمانہ۔ دونون شانون کے درمیان فاصلہ۔ ایک دوسرے سے جدا مضبوط و قوی۔ شانہ کی ہڈی اور رگین ایسی چوڑی چکلی جیسے شیر غران کی۔

بازو و کلائی۔ بھرے ہوے۔ قوت و شجاعت کی علامت۔ دونون یکسان و برابر۔ دونون مین گوشت گویا کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ بازو اور کلائی مین کچھ فرق نہ تھا اگر آپ کسیکا بازو پکڑ لیتے تو ممکن نہ تھا کہ وہ رہا ہو سکتا۔

یہ ساعد ونکا ہی اوسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا بیدم | نیام تیغ قضای مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا

اور عضلہ دست جانب بالا سے موٹا پُر گوشت۔ بھرا تیلا اور عضلہ بازو چوڑا تھا

بازو و ساعد گر دو مدور فربہ و لاغر ہر دو بموقع | عقد جواہر دست برنجن داد ہر یک زیب فراوان

اور عضلہ ساق قوی و مضبوط۔ اوپر سے موٹا نیچے کیجانب پتلا خوبصورت تہا گویا توڑکر پہر جوڑا ہو۔

کف دست و کف پا۔ خوبصورت سڈول پُر گوشت و نرم۔

شکم پاک۔ فربہ و کلان۔ ابو سعید تیمی کہتے ہین کہ ہم لوگ اطفال خورد سال تہے پارچہ فروشی کرتے اور کپڑے کاندہے پر ڈالکہ بازارین پہرا کرتے تہے جب کبہی علیؑ کو بازارین دیکہتے کہتے "دیکہو وہ بزرگ شکم آئے"۔ ایکدفعہ اونہون نے ہمسے پوچہا "تم ہملو دیکہکر کیا کہا کرتے ہو"۔ ہمنے جواب دیا "ہم آپکو عظیم البطن کہتے ہین"۔ ارشاد فرمایا "ٹہیک ہے۔ میرا پیٹ بڑا ہے مگر اسکے اوپر والے حصہ مین علم بہرا ہے اور نیچے کا حصہ کہانے کی جگہہ ہے"۔

جملہ اعضاء۔ اور مفاصل استخوان نہایت درجہ قوی اور مضبوط تہے جنمین خداداد طاقت بہری تہی جس سے کشتی کی اوسکو پچہاڑا جس سے لڑے اوسپر مظفر و منصور ہوے

رفتار۔ آپ جہومتے چلتے تہے۔

باد صبحے یارم آہوست یا رفتار کبک	یا خرام ناز آن شوخ بلا بالاست این

جب مقابلہ کفار کو نکلتے جہپٹکر چلتے مگر نہایت اطمینان اور ثبات قلبی سے۔ کسی نوع کی پریشانی و بدحواسی طاری نہوتی۔ (ابن اثیر و خمیس)

آپکے اکثر حصہ جسم پر بال تہے (فصل الخطاب) آپ کے دو گیسو تہے (ریاض النضرہ)

نہ پوچہو داغؔ ادا اون گیسوؤنکی کچہہ نرالی ہے	بنانیسے بگڑتے ہین سنواریسے بکہرتے ہین

الغرض ہمارے ممدوح آقاے نامور عالیقدر جس طرح جملہ کمالات باطنی سے آراستہ و پیراستہ تہے اوسیطرح حسن و خوبی و جمال ظاہری بہی مصور ازل نے آپکو عطا فرمایا تہا۔

تربیت زمانۂ طفولیت

جناب علی مرتضیٰؑ ابھی بالکل بچہ تھے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے آپ پانچ
برس کے تھے کہ مکہ معظمہ مین خشک سالی ہوئی۔ تمام مخلوقات خستہ وتباہ حال ہوئی۔
دانہ دانہ کو محتاج چشم گریان خشک۔ لب پر آہ۔ ہر آن خالق ارض وسما سے دعا۔ قریش
مین جو صاحب مال تھے وہ تو خیر شکم سیر گذر کرتے تھے مگر جو فقیر ونادار صاحب عیال
کثیر تھے وہ بدحال تھے۔ ابوطالب کے بال بچے بہت تھے۔ جناب رسول خداؐ نے گرانی
وخشک سالی کا یہہ رنگ ملاحظہ فرما کر نہایت تاسف کیا۔ جناب عباسؓ بن عبد المطلب
بنی ہاشم مین مالدار تھے۔ آنحضرت صلعم نے ان سے ارشاد کیا "چچا جان۔ اسوقت کی
گرانی وتنگی نے نہایت پریشان کر دیا ہے۔ اپنے غریب کنبہ والونکو دیکھکر تو طاقت
ضبط وصبر نہین جب انکی تکلیف دیکھتا ہون بیساختہ جی کڑھتا ہے چچا ابوطالب
کی آمدنی ومصارف وکثرت اولاد پر نظر پڑتی ہے تو دل تڑپ جاتا ہے آپ اگر میری
مدد کرین تو کسیقدر بار سے وہ سبکدوش ہو جائین۔ میری یہہ رائے ہے کہ مین اور آپ
چچا ابوطالب کے لڑکونمین سے ایک ایک کو لی لین۔ فی الجملہ وہ انکے بوجھہ سے ہلکے
ہو جائینگے" جناب عباسؓ نے فرمایا "بہت مناسب ہے مین راضی ہون" یہہ کہکر
آپکے ساتھہ ہو لیئے۔ دونون صاحب ابوطالب کے گھر پہونچے اور یہہ فرمایا "ہم
چاہتے ہین کہ جبتک یہہ گرانی اور خشک سالی ہے آپکو فکر عیال سے فارغ البال
کر دین" ابوطالب نے جواب دیا۔ اچھا ہے عقیل اور طالب کو میرے پاس ہی رہنے
دو اور باقی لڑکے تم لیجاؤ" اسقدر اجازت پاکر جناب علیؑ کو جناب رسول خداؐ نے

لیکر اپنے سینہ مبارک سے لگالیا اور جناب جعفر طیار رضؓ کو جناب عباس رضؓ نے لے لیا۔
اوسوقت سے برابر جناب علی رضؓ آنحضرت صلعم کے پاس رہے اور آپنے بکمال شفقت اپنے
فرزندونکی برابر رکہا جسوقت آنحضرت صلعم کو نبوت ہوئی۔ علی مرتضیٰ رضؓ نے آپ کی
تصدیق کی اور آپ پر ایمان لاے۔ حضرت جعفرؓ جناب عباس رضؓ کے پاس ہی یہانتک
کہ اسلام لاے اور جوان ہوکر کمائی کے قابل ہوگئے۔ (ازالۃ الخفاء)

جناب علی مرتضیٰ رضؓ اوسوقت سے ہر لحظ خدمت نبوی مین رہتے تہے کسی وقت سفر و
حضر مین آنحضرتؐ کا ساتہہ نہ چہوڑا۔

بایام طفلی امام بشر	ابر برد اندر سرا پدر
بسن صبا نزد خیر الانام	بکسب کمالات کرد اہتمام

یعنہ ایک جان دو قالب تہے۔

اتحادیست میان من و تو	من و تو نیست میان من و تو

جناب رسول خدا سا معلم و شفق و مربی ہو اور جناب علیؓ کا سا تعلیم پانے والا۔
حضور سرور کائنات صلعم جیسے اوستاد مہربان جناب علی جیسے شاگرد رشید مطیع فرمانبردار
ہون پہر ایسے شخص کی تعلیم و کسب کمالات ظاہری و باطنی اور ترقی مدارج روحانی
کی کیا انتہا ہوسکتی ہے اور کون اوسکی حد بیان کرسکتا ہے۔

وقت اسلام رضؓ

جناب علی مرتضیٰ رضؓ جسوقت اسلام لاے ہین آٹہہ برس کے تہے اور بقول بعض دس
برس کی عمر تہی یہی قول راجح ہے۔ انکے سوا اور بہی اقوال ہین (فتح الباری شرح بخاری)

بعضے کہتے ہین کہ آپ آٹھ برس سے کم تھے بعضے نو برس کا بتلاتے ہین۔ (صواعق محرقہ) شواہد النبوۃ مین ہے کہ آپ پندرہ برس کے یا اٹھارہ یا دس یا سات یا نو برس کے تھے ذخائر العقبیٰ مین ہے کہ آپ اور زبیرؓ آٹھ برس کی عمر مین اسلام لاے اور بروایت ابن اسحٰق دس برس کی عمر تھی اور بعضے کہتے ہین تیرہ یا چودہ یا پندرہ یا سولہ برس کے تھے راقم۔ صحیح روایۃً و درایۃً آٹھ یا دس برس کا سن ہے اور راجح دس برس کی عمر۔ کیونکہ آپکا اسلام لانا بالاتفاق عالم طفلی اور صغر سنی مین ثابت ہے۔ خود جناب علیؓ کے قول سے آپکا اسلام سب سے قبل اور بحالت نابالغی مین ثابت ہے جسکو ہم آگے لکھینگے

مبحث سابق الاسلام

مؤرخین اس امر مین مختلف ہین کہ سب سے اول کسکا اسلام ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ جناب ابوبکر صدیقؓ سابق الاسلام ہین بعضے جناب علی کرم اللہ وجہہ کو کہتے ہین۔ اب ہم طرفین کے اقوال و دلائل نقل کرتے ہین اور ان اقوال متضادہ کی وجہ توفیق و تطبیق بھی ذکر کرتے ہین۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا "مین نے کسی پر اسلام پیش نہین کیا مگر اوسنے اولاً انکار کیا اور مجھسے بحث کی لیکن ابن ابی قحافہ بلا تردد و بغیر قیل و قال میرے کہنے سے اسلام لاے اور اصلاً تاخیر و درنگ کو راہ نہ دی"۔ علامہ بیہقیؒ اسکے ذیل مین لکھتے ہین۔ چونکہ جناب ابوبکرؓ نے قبل اسلام لانیکے آنحضرت صلعم کی نبوت کی علامات و دلائل پر خوب غور کرکے آپکے برحق ہونے کی تصدیق دل سے کرلی تھی اور بوقت دعوت اسلام انکو کسی قسم کا تردد باقی نہ تھا لہٰذا فی الحال اسلام قبول کرلیا۔ اسی کلام کی تائید مین ہے۔ فرات بن سائب کہتے ہین

کہ مین نے میمون بن مہران سے سوال کیا "تمہارے نزدیک علی رض افضل ہین۔ یا ابو بکر رض و عمر رض" میرے اس سوال سے میمون غصہ مین کانپ اوٹھے اور اونکے ہاتھ سے عصا گر پڑا جب ذرا غصہ فرو ہوا تو کہا "مجھکو کیا گمان تھا کہ مین ایسے زمانہ تک زندہ رہونگا کہ لوگ حضرات شیخین کے برابر دوسرونکو سمجھنے لگین گے سبحان اللہ جناب ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رض دونون اسلام کے سر تھے" پھر مین نے دریافت کیا۔ "ابو بکر پہلے اسلام لاے یا علی رض" جواب دیا "واللہ باللہ حضرت ابو بکر رض سابق الاسلام ہین آپ اوسوقت سے اسلام لاے ہین جبکہ (۱۹ یا ۲۰ مین) بحیرا راہب سے ملے۔ آپ ہی نے تو جناب رسول خدا صلعم اور ام المومنین جناب خدیجہ رض کی درمیان نکاح کا پیغام وسلام کیا اور نکاح کرا دیا یہہ واقعات اوس زمانہ کے ہین جب جناب علی رض پیدا نہو ے تھے حضرت زید بن ثابت رض سے بسند صحیح مروی ہے کہ سب سے اول آنحضرت صلعم کیساتھ جناب ابو بکر رض نے نماز پڑہی۔ امام ترمذی اور ابن حبان خود جناب ابو بکر رض سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا "کیا مین خلافت کا حقدار نہین۔ کیا مین اول اسلام لانے والا نہین"

طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر مین اور عبد اللہ بن احمد زوائد الزہد مین شعبی رح سے روایت کرتے ہین کہ شعبی رح نے حضرت ابن عباس رض سے پوچھا اسلام لانے مین کون اول ہین جواب دیا۔ ابو بکر رض اول ہین۔ کیا تم نے حسان رض کے اشعار نہین سنے۔

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة	فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا
خیر البریة اتقاها و اعدلها	الی النبی واوفاها بما حملا
والثانی التالی المحمود مشهد لا	واول الناس منهم صدق الرسلا

ترجمہ۔ جب تم کو بڑے لوگونکے مصائب یاد آئین تو جناب ابو بکرؓ کے حالات کو ذکر کرو
وہ بہترین مخلوق سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار سب سے زیادہ جناب رسول خدا صلعم کے
قریب جس بار کو اوٹھایا اوسکی متحمل اور وفا کرنے والے (غار حرا مین) دوسرے (آنحضرت کے)
تابع۔ آپکے مراتب قابل تعریف ہین سب لوگونسے پہلے آنحضرت صلعم کی نبوت کی اور
سب پیغمبرونکی تصدیق کرنے والے۔

بلحاظ روایات مذکورہ بالا ایک جماعت صحابہ کرام و تابعین کا یہی اعتقاد ہے کہ
جناب ابو بکرؓ کا اسلام اول ہے بلکہ بعض آئمہ نے اس پر اجماع و اتفاق صحابہ کرام کا
دعویٰ کیا ہے۔ ان دلائل کے خلاف مین جو اور حدیثین وارد ہین اون کا جواب اور
دلائل ہذا سے تطبیق اس طرح دیتے ہین کہ مردونمین سابق الاسلام جناب ابو بکرؓ ہین۔
عورتونمین جناب ام المومنین خدیجہؓ۔ لڑکون نابالغون مین جناب علی مرتضیٰؓ اور غلامون
آزاد شدہ مین حضرت زید اول اسلام لائے ہین اور غلامون مین حضرت بلالؓ سابق ہین

ابن اثیر اس باب مین آئمہ صحابہ کبار کے خلاف ہین وہ کہتے ہین ظاہر حال
شاہد ہے کہ آنحضرت صلعم کے گھر والے سب سے پہلے اسلام لائے۔ ام المومنین جناب
خدیجہؓ۔ جناب زیدؓ۔ اونکی بیوی ام ایمنؓ۔ جناب علیؓ اور ورقہ بن نوفل یہہ صاحب
سب سے پہلے اسلام لائے ہین۔ اپنے اس دعوے کی تائید مین حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا
یہہ قول پیش کرتے ہین کہ حضرت ابو بکرؓ سے قبل پانچ آدمیونسے زیادہ اسلام لاچکے ہین
لیکن جناب ابو بکرؓ ہم لوگونسے بہتر و افضل ہین۔

بعضے کہتے ہین کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ کا اسلام اول ہے اور انکے بعد جناب
صدیق اکبرؓ اسلام لائے ہین یہی قول عباسؓ و ابراہیم نخعیؒ و امام شعبیؒ کا ہے۔ (معالم التنزیل)

استیعاب و اسد الغابہ مین ہے کہ حضرت علیؓ کا اسلام اوّل ہے۔ محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا۔ کون پہلے اسلام لایا۔ جواب دیا حضرت علیؓ پہلے اسلام لائے ہین لیکن یہہ اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے۔ اپنے باپ کے ڈر سے ظاہر نہین کرتے تھے اور جناب ابو بکرؓ کا اسلام فوراً ہی ظاہر ہو گیا۔ اسوجہ سے لوگ اشتباہ مین پڑ گئے اور حضرت ابو بکرؓ سابق الاسلام مشہور ہو گئے۔

بعضے کہتے ہین کہ اگر اولیت کا لحاظ کیا جاوے تو ورقہ بن نوفل سب سے پہلے مسلمان ہین جو قبل نبوت کے اسلام لائے ہین۔

ابن اسحق کہتے ہین کہ سب سے اول جناب خدیجہؓ اسلام لائین بعد انکے مردون مین جناب علیؓ نے دس برس کی عمر مین اسلام قبول کیا۔

ریاض النضرہ مین ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے دوشنبہ کے دن نبوت پائی اور حضرت علیؓ سہ شنبہ کو اسلام لائے۔ رافع جناب رسول خداؐ سے روایت کرتے ہین کہ مین پیر کے دن نبی ہوا۔ خدیجہؓ اوسی روز آخیر دن مین اسلام لائین اور میرے ساتھہ نماز پڑہی۔ دوسرے دن منگل کو علی اسلام لائے پہر زید بن حارثہ پہر ابو بکر۔ (انکی عمر اڑتیس سال کی اور بعضی کہتے ہین سینتیس برس کی تھی۔)

جب جناب ابو بکرؓ اسلام لائے لوگونکو اسلام کی ترغیب دیتے تھے چنانچہ آپکی تحریک سے حضرات زبیر بن عوام عثمان بن عفان۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ سعد بن ابی وقاص و حضرت عبد الرحمن بن عوف اسلام مین داخل ہوے۔ (کذا فی شرح المقاصد)

اسد الغابہ مین بروایت حضرت ابن مسعودؓ منقول ہے کہ جناب ابو بکرؓ فرماتے ہین کہ قبل بعثت نبوی مین یمن کو گیا۔ ایک شخص معمر شیخ و عالم قبیلہ ازد کے گہر اوترا

وہ شخص کتب آسمانی پڑھا تھا۔ مجھکو دیکھکر شیخ مذکور نے کہا۔ کیا تم حرمی ہو۔

ابوبکرؓ ہان ہم اہل حرم اور مکی ہین۔

شیخ۔ مین خیال کرتا ہون کہ تم قریشی ہو۔

ابوبکرؓ بیشک مین خاندان قریش سے ہون۔

شیخ۔ کیا تم تیمی ہو۔

ابوبکرؓ ہان ضرور۔ تیم بن مرہ کے خاندان سے ہون۔

شیخ۔ اب ایک علامت اور تم مین باقی رہ گئی ہے۔

ابوبکرؓ وہ کیا ہے۔

شیخ۔ ذرا اپنا پیٹ کھول کر مجھکو دکھا دو۔

ابوبکرؓ جبتک یہہ نہ ظاہر کرو کہ اس سے تمہاری کیا غرض ہے مین اپنا پیٹ تمکو نہ دکھاؤنگا۔

شیخ۔ مجھکو صحیح اور سچے علم سے ظاہر ہوا ہے کہ ایک پیغمبر حرم مین مبعوث ہونگے۔ اونکے مددگار ایک مرد جوان۔ دوسرا میانہ سن ادہیڑ ہوگا۔ جوان آدمی تو بڑا قوی۔ سخت بشکل کا موئمین گہس جانیوالا۔ دشوار کامونکا آسان کرنیوالا اور اونکا دفع کرنے والا ہوگا۔ دوسرا شخص عمر رسیدہ۔ سفید گورا رنگ ضعیف و نحیف۔ اوسکے پیٹ پر سیاہ تل ہوگا اور بائین ران پر ایک علامت ہوگی۔ تمہارا کیا نقصان ہے کہ جس امر کا سوال کرتا ہون اور دیکھنا چاہتا ہون وہ مجھکو کیون نہین دکھلا دیتے مین نے تمہارے تمام اوصاف تمہارے سامنے بیان کر دیئے صرف ایک علامت باقی رہ گئی ہے جسکے دیکھنے سے

میرا اطمینان کامل ہوجاویگا۔

ابوبکرؓ لو دیکھ لو اور اپنا اطمینان کر لو۔

شیخ ۔ (ناف مبارک پر ایک سیاہ تل دیکھکر) برب کعبہ تم وہی شخص ہو اور مین تمسے ایک بات کہا چاہتا ہون اور کچھ نصیحت کرتا ہون تمکو چاہیئے کہ میری کہنے پر عمل کرو اور اوسکے خلاف سے حذر۔

ابوبکرؓ وہ کیا ہے بیان کرو۔

شیخ ۔ راہ راست سے نہ بہک جانا۔ صراط مستقیم اور راہ متوسط پر قائم رہنا۔ خدای تعالی جو نعمت و عظمت تمکو عطا فرماے اوسکے صرف مین خدا سے ڈرتے رہنا

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ جب مین نے اپنے کاروبار سے فارغ ہوکر مکہ معظمہ کا قصد کیا۔ چلتے وقت اوس شیخ کے پاس گیا شیخ نے کہا مین نے اوس نبی کی نعت مین کچھ اشعار کہے ہین۔ وہ اونکو سنا دینا مین نے وعدہ کیا۔ شیخ نے بارہ شعر عربی پڑھے جن مین کا اول شعر یہ ہے۔

الم ترانی قد سمیت معاشری		ونفسی وقد اصبحت فی الحی عاھنا

ترجمہ کیا تم نہین دیکھتے کہ مین اپنی قوم مین کس عمر کو پہونچا اور بوجہ پیرانہ سالی کے مثل شاخ شکستہ کے بیکار ہوگیا ہون۔

مین نے یہ شعر یاد کر لئے اور مکہ مین پہونچا۔ ابوجہل وغیرہ دیگر سردار قریش مجھسے ملنے کو آے مین نے اونسے دریافت کیا۔ کیا کوئی واقعہ جدید میرے بعد پیش آیا ہے جواب دیا۔ ابوطالب کا یتیم پرورده مدعی نبوت ہوا ہے۔ ہم سب سے کہتا ہے کہ تم لوگ باطل دین پر ہو اور تمہارے باپ دادا بھی دین باطل پر تھے۔ ہم تمہارے منتظر تھے

اب تم آے ہو دیکھہ لینا۔ اور وہ تمہارا بھی تو دوست ہے"۔
مین نے ان لوگونکو بلطائف الحیل ٹالا اور بمناسب وقت جواب دیکر رخصت کیا
پہر مین حضور کی تلاش مین نکلا۔ معلوم ہوا کہ خدیجہ رضؓ کے گہر ہین۔ مین وہان پہونچا۔ حضور
سرور عالم دروازہ پر تشریف لاے۔ مین نے کہا۔ اے محمدؐ کیا آپنے دین قدیم آباو
اجداد کا ترک کر دیا۔ فرمایا۔ مین خدا کا رسول ہون مجھکو تمہار اور تمام خدا کی مخلوق پر خدا کا
پیغام پہونچانے اور اوسکے دین اسلام کی تعلیم کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اب تم خدا پر ایمان
لاؤ۔ مین نے کہا۔ آپکے دعوی کی دلیل کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ وہی مرد ضعیف شیخ
کبیر السن جو تمکو یمن مین ملا ہے۔ مین نے کہا۔ مین تو بہت سے بوڑہے شخصون سے ملا۔ فرمایا
وہ شخص جنے تمکو شعر سناے ہین۔ مین نے کہا۔ اے دوست۔ آپکو کس نے خبر دی فرمایا
اوسی فرشتہ بزرگ نے جو مجہسے قبل اور انبیاء کرام کے پاس آتا تہا۔ مین نے کہا۔ ہاتہہ بڑہائیے
مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق بجز خدا کے وحدہ لاشریک لہ نہین اور آپ
بیشک خدا کے رسول ہین۔ پہر مین اسلام لانیکے بعد گہر واپس آیا۔ مکہ معظمہ مین اوس روز
کوئی شخص اسقدر مسرور و شاد کام نتہا جیسا کہ جناب رسول اللہ میرے اسلام لانیسے
اوس دن خوش تہے۔

معارج النبوۃ مین ہے کہ یہہ سفر جانب یمن ابو بکر صدیق رضؓ نے قبل بعثت نبوی کیا
ہے جب وہان سے واپس آے مکہ معظمہ مین آپکی نبوت کی خبر مشتہر ہوگئی تہی۔ حضرت
ابو بکر بہی اسلام لاے جیسا اوپر گذرا جب آیہ کریمہ۔ قم فانذر نازل ہوئی اور
آپ کو تبلیغ رسالت اور دعوت اسلام کا حکم ہوا تو سب سے پہلے ام المومنین جناب خدیجہؓ
ایمان لائین اوسکے دوسرے روز خواہ تیسرے روز جناب علی مرتضی رضؓ بعمر دہ سالگی

مشرف باسلام ہوئے پہر زید بن حارثہ بعد ازاں حضرت صدیق اکبرؓ دولت اسلام سے
شرف یاب ہوئے۔ مناقب مرتضوی قلمی مین درباب سابقیت اسلام اسطرح
لکھاہی کہ حضرت عمرؓ عتبہ۔ ابوسعید۔ حسانؓ سے منقول ہے کہ جناب ابوبکرؓ سب سے اول
ایمان لائے اور حضرت ابوذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ مقداد بن اسود۔ خباب بن الارت
جابر بن عبداللہ۔ خزیمہ بن ثابت زید بن ارقم۔ انس بن مالک۔ حضرت عباس رضوان اللہ
عنہم سے بروایات متعددہ ثابت ہے کہ جناب علیؓ سابق الاسلام ہین۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین "چونکہ جناب علی مرتضیٰؓ زمانہ طفولیت سے
حضور سراپا نور کی کفالت و تربیت مین تھے لہذا آپکا اسلام اور جناب رسول خدا کے
ساتھہ نماز پڑھنا وقت بلوغ سے قبل ہے۔ اکثر صحابہ کبار و تابعین اخیار کا قول ہے
کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بعد جناب علیؓ اسلام لائے ہین" پہر شاہ صاحب مآثر جناب
صدیقؓ مین اس طرح افادہ فرماتے ہین "منجملہ فضائل حضرت ابوبکرؓ یہہ ہے کہ آپ اول
بعثت رسولخدا صلعم مین مشرف باسلام ہوئے اور اسلام لانے مین سب پر سبقت کی
علمائے سیر اس باب مین مختلف ہین کہ اول اسلام آپکا ہے یا جناب علی مرتضیٰؓ کا یا
ام المومنین جناب خدیجہؓ کا ہے ہر ایک فریق ادلہ واضحہ اپنے مدعیٰ پر لاتے ہین مگر سب کا
اس امر پر اتفاق ہے کہ آزاد بالغین قریش سے حضرت صدیق اکبر پر کسی نے اسلام مین
سبقت نہین کی فقیر اس مقام پر نکتہ باریک بیان کرتا ہے جس سے آپکی اولیت اسلام
کما حقہ ظاہر و باہر ہوگی۔ وہ یہہ ہی کہ جناب صدیقؓ کی اولیت و سبقت اسلام منجملہ فضائل
و مآثر بدین لحاظ شمار کیجاتی ہے کہ آپکے اسلام لاتے ہی اسلام کا شیوع ہوگیا اور
روز بروز لوگ اسلام مین داخل ہونے لگے۔ آپ کا اسلام لانا لوگونکو اسلام کیطرف

اوبہا زیوالا اوراونکے دلونکو خوبی اسلام کیجانب کہینچنے والا ہے لہذا بحکم الدال
علی الخیر کفاعلہ۔ آپکے بعد جسقدر لوگون نے اسلام قبول کیا اون سب کا ثواب
آپکے نامہ اعمال مین لکہا گیا۔ یہہ کام جو آپ کی ذات سے ہوا اوسی سے ہوگا جو عاقل بالغ
آزاد ہو لوگونمین مشہور ومعروف ہو۔ لوگ اوسکا کہنا مانتے ہون اوسکو اچہا جانتے
ہون۔ اوسکی اطاعت کرتے ہون اور اپنا دین قدیم چہوڑ کر دوسرا دین قبول کرے
اور سعی وکوشش کما ینبغی سے لوگونکو قبول دین جدید پر آمادہ کرے دوسرے شخص سے
ممکن نہین اور جب آپکی ذات ستودہ صفات سے یہہ امر جلیل الشان وقوع پذیر ہوا تو آپکے
محامد داوصاف مین شمار ہوا اور آپ لقب سابق الاسلام کے ضرور مستحق ہوے اگرچہ
اولیت حقیقی مین اختلاف ہو"

راقم۔ شاہ صاحبؒ کے کلام سے مستفاد ہوا کہ آپ اگرچہ اسلام مین اول نہین۔ مگر
بوجہ اسکے کہ آپ باعث شیوع وترقی اسلام ہوے اس لحاظ سے خطاب سابق الاسلام
کے حقدار ومستحق ہین یہہ توجیہ ایسی نفیس ہی کہ دونون فریق راضی وخوش ہوگئے۔ جناب
شاہ صاحب کی دونون عبارتوں سے یہہ امر ثابت ہوا کہ جناب علی مرتضیٰ رض کا اسلام لانا
جناب صدیق اکبر کے اسلام سے قبل ہے۔ حقیر ناچیز کی فہم ناقص مین ایک بات آتی ہی
وہ یہہ کہ جناب صدیق اکبر رض قبل اسلام جناب رسول خدا صلعم کے رفیق رہی اور جو محبت
وخلوص ان دونون حضرات مین تہا وہ کتب سیر سے مثل روز روشن ظاہر وہویدا ہی
اسکا کسیکو انکار بہی نہین۔ جناب صدیق رض کو جو قرب حضوری اسلام سے قبل اسلام
حاصل تہا اور جسکی وجہ سے ہر طرح خیر خواہ جناب سرور کائنات صلعم رہے ہے۔ یہہ بہی
بخوبی عیان ہے۔ سفر شام ۱۹ سنہ یا ۲۰ سنہ بعد واقعہ فیل مین ہمراہ رکاب حضور اقدس رہتے

اور بحیرا راہب سے ملے اور اوسکے بیان سے تصدیق دلی جناب رسول خدا کی نبوت کی حاصل ہوئی اوسوقت جناب علی مرتضیٰ پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور نہ ام المومنین جناب خدیجہ نے شرف زوجیت جناب رسول پاک پایا تھا اگر اوسیوقت آپ ایمان لائے ہوں تو کیا عجب ہے جیسا کہ ہم اسی دعوی پر اجماع صحابہ نقل کر آئے ہین۔ باقی رہا یہہ امر کہ بعض روایات مذکورہ بالا سے آپکا اسلام بعد پانچ چہہ صاحبوں کے منقول ہے ہم کہتے ہین کہ یہہ بعدیت ظہور اوسی مخفی اسلام سابق کی کاشف و مظہر ہے کیونکہ جس زمانہ مین آپ اسلام لائے ہین وہ زمانہ ایسا ہی تھا اوسوقت جسکے دل مین اسلام کی محبت اور اوسکی جانب میلان طبعی تھا وہ کفار کے خوف سے جرأت نہ کر سکتا تھا کہ اپنا عقیدہ ظاہر کرے اور برملا کلمہ لا الہ الا اللہ زبان پر لا سکے۔ اوس زمانہ کا کیا ذکر بعد نبوت بھی ابتدا مین یہی حالت رہی جو مسلمان ہوے چھپکر جناب فاروق اعظم رض کے اسلام سے البتہ اسلام پردہ سے نکلکر عالم ظہور مین جلوہ گر ہوا اور پھر رفتہ رفتہ شرق سے غرب تک آفتاب اسلام نے اپنی نورانی شعاعین پھیلا دین اور ظلمت کفر و شرک بالکل مٹا دی۔ صواعق محرقہ سے جو تقسیم منقول ہے کہ مردونمین اول جناب صدیق کا اسلام ہے اور عورتونمین جناب ام المومنین خدیجہ رض اور لڑکون مین جناب شیر خدا اول ہین تو یہہ تفریق و تقسیم بھی باعتبار اسی ظہور اسلام کے ہے۔ کیونکہ عہد نبوت سے قبل کا لحاظ نہ کرکے مبداء اسلام تاریخ بعثت و نبوت جناب سرور کائنات قرار دی گئی۔ اوس وقت سے جسکا اسلام اولاً ظاہر ہوا وہ اول ہے جسکا ثانیاً مشہور ہوا وہ ثانی ہے علی ہذا القیاس۔ یہہ بھی روایات صحیحہ سے واضح ہے کہ جناب صدیق اکبر رض وقت نبوت وظہور دعوت اسلام یمن کو تشریف لیگئے تھے اور وہان ایک بزرگ

عالم کبیر السن سے ملے جب یمن سے واپس آئے اور آپ کی نبوت کا حال معلوم ہوا بلا تاخیر
خدمت اقدس مین آکر کلمہ پڑھ لیا۔ ماحصل اس تقریر کا یہہ ہوا کہ جناب صدیق اکبر رضؓ کا
اسلام حقیقۃً سب سے اوّل ہے اگرچہ باعتبار ظہور کے جناب ام المومنین خدیجہ رضؓ وجناب علی رضؓ
وغیرہم کے بعد ہے۔ اب ہم اصل قصہ یعنی اسلام جناب علی رضؓ کیجانب رجوع کرتے ہین
اوپر گذر چکا ہے کہ جناب علی رضؓ بچپن سے آنحضرت صلعم کے پاس رہے۔ جب آپکی عمر
دسؔ برس کی ہوئی۔ ایک روز جناب رسول خدؐا کو دیکھا کہ ام المومنین خدیجہ رضؓ کے
ساتھہ نماز پڑھ رہے ہین۔ بعد فراغت نماز حضور سے پوچھا۔ بھائی صاحب۔ آپ یہہ
کیا کام کرتے تہے۔ جواب دیا۔ یہہ خدا کی نماز اور اوسکی عبادت ہے۔ اوسنے اپنی بندونکو
دین اسلام قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہہ طریق وآئین خداوند تعالےٰ کا محبوب ومرغوب
ہے۔ مین تمکو اس دین کی دعوت دیتا ہون تم بہی اسے قبول کرو اور دل سے اعتقاد
رکھو کہ خدائے وحدہ یکتا وبے مثل ہے اوسکا کوئی شریک نہین۔ یہہ لات وعزیٰ پتہر
کی مورتین جو اپنے ہاتہونسے تمہارے بزرگون نے تراشی ہین قابل پرستش نہین نہ انسے
کوئی امید نفع نہ خوف ضرر ہے۔ انکی عبادت ترک کرکے خدائے پاک کی عبادت کرو۔
حضرت علی رضؓ نے عرض کیا۔" آپکے سوا مین نے کبھی کسی سے اس دین کا نام نہین سُنا۔
مین بغیر اپنے والد سے مشورہ لئے کوئی کام نہین کرتا۔ اگر آپ اجازت دین تو مین اپنے
باپ سے اس امر مین رائے لے لون"۔ حضور سرورعالم نے فرمایا" اے علی۔ فی الحال مناسب
وقت یہہ ہی کہ اگر تم کو اسلام پسند نہین اور اس سے ابہی انکار ہے تو خاموش رہو کسی سے
کہنا سنا ٹہیک نہین ہے"۔ یہہ گفتگو اسوقت ختم ہوگئی۔ رات کو خدائے کریم ہادی مطلق نے
جناب امیر المومنین رضؓ کا دل نور ہدایت سے نورانی فرمادیا اور قبول اسلام کے واسطے آپکا

سینہ کشادہ ہوگیا۔ دین اسلام کی خوبی اور بزرگی خداے یکتا کی عظمت وجلالت آپ کی نظر وذہن میں سماگئی۔ رات ہی سے شوق پیدا ہوا۔ جاذبۂ شوق کہتا تھا۔ چل اوٹھہ ابھی دولت ایمان نعمت دین اسلام سے مالامال ہو۔ صبح تو دور ہے آتی دیر تاخیر کیون ضرور ہے بارے بضبط وصبر صبح کی تڑکے منہ اندھیرے حضور سرور عالم کی خدمت مین باریاب ہوے اور بکمال ذوق ووفور شوق عرض کیا۔ اے رسول اللہ۔ مجھکو اسلام سکھائیے۔ راہ ہدایت بتائیے شراب ناب دین متین عنایت ہو۔ شربت خوشگوار کلمۂ توحید سے کام ودہان اس تشنہ لب کا سیراب ہو"

مراد دل ز کہ جویم چو دلنواز توئی		سخن بپیش کہ گویم چو چارہ ساز توئی

آنحضرت صلعم نے کلمہ توحید تلقین فرمایا۔ آپ کلمہ مبارک پڑھکر مشرف باسلام ہوے ایک روایت مین اس طرح آیا ہے کہ بوقت عرض اسلام جناب امیر المومنین نے کہا کہ مین اپنے باپ سے جاکر مشورہ لے آؤن یہہ کہکر اس ارادہ سے روانہ ہوے دو چار قدم گئے تھے کہ آپکے دل مین گذرا۔ تیرے باپ نے تو حکم دیدیا ہے کہ محمد جس کام کو تجھسے کہین بلا تامل منظور کرلینا اب اونسے کہنے سننے کی ضرورت ہی کیا ہے"۔ اس خیال کے آتے ہی واپس آے اور اسلام قبول کیا۔ طریقہ وضو ونماز سیکھا مگر اپنا اسلام لانا باپ سے پوشیدہ رکھا۔ چوری چوری آنحضرت کے ساتھہ نماز پڑھا کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا آنحضرت صلعم آپ کو ساتھہ لیکر آبادی سے باہر نکل جاتے اور کسی محفوظ جگہہ مین جہان آدمیونکا گذر نہ ہوتا دونون صاحب نماز ادا فرماتے اور بعض روایت مین ہے کہ جب حضور سرور عالم نماز ادا کرتے جناب امیر المومنین ؓ ادہر اودہر تاکا کرتے کہ مبادا کوئی دشمن گہات مین ہو اور غافل پاکر آپکے دشمنونکو کوئی صدمہ پہونچاے۔

مروی ہے کہ ایک روز ابوطالب نے اپنے فرزند ارجمند حضرت علی کو گھر مین نہ دیکھا تلاش کیا۔ نہ ملے۔ اسی جستجو مین تھے کہ بی بی فاطمہ آپکی والدہ ماجدہ نے فرمایا "اے ابوطالب علی کو دیکھتی ہون کہ مثل سایہ ہر دم محمد کے ساتھ رہا کرتا ہے۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ محمد کی صحبت مین میرا بچہ اپنا آبائی دین اور قدیمی ملت ترک کرکے جدید مذہب اختیار کرے اور مفت مین ہاتھ سے جاوے پھر کچھ بنائے نبن پڑیگی"۔ ابوطالب نے یہہ سنکر اپنی اہلیہ کو تسلی دی اور کہا "ایسا نہوگا میرا لڑکا بغیر میرے صلاح ومشورہ کے کوئی کام نہین کرتا۔ تم اوسکی جانب سے مطمئن رہو۔ وہ لڑکا بڑا نیک اور میرا مطیع و فرمانبردار ہے" (معارج النبوۃ)

اسکے بعد حسب اتفاق ایک روز ابوطالب کسی کام کو مکہ سے باہر گئے۔ ایک مقام پر انکا گذر ہوا دیکھا تو جنگل بیابان مین جناب رسول خدا نماز مین مشغول ہین اور حضرت علی ہر طرف دیکھ رہے ہین اور بروایت محمد بن اسحٰق دونون صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوطالب نے بنظر تعجب دیکھا۔ آہستہ آہستہ دبے پائون آپکے قریب آکر بیٹھ گئے جسوقت حضور نماز سے فارغ ہوے ابوطالب نے دریافت کیا۔ اے محمد یہہ کونسا دین ومذہب ہے کہ تمنے ایجاد کیا ہے اور یہہ کیا کام ہے جو ابھی تم دونون نے کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا

اے عم مہربان یہہ خدا کا دین اور اوسکے پاک فرشتون کا طریقہ اور جملہ انبیاے کرام اور ہمارے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دین ہے۔ اب خداوند تعالےٰ نے مجھکو وہ دین پاک عطا فرمایا اور اپنے بندون پر بھیجا اور مجھکو اپنا پیغامبر کیا۔ مجھکو حکم دیا کہ خدا کے بندونکو اس دین متین کی دعوت دون اور راہ راست پر لاؤن۔ اے میرے مہربان چچا۔

مین آپکو ہی خدا کی طرف بلاتا ہون - وہ خدا یکتا و یگانہ ہے اوسکا کوئی شریک وہمسر نہین مین اوسی خدائے وحدہ کی عبادت کی ترغیب دیتا ہون اور اوسی خدائے پاک و بے مانند کی راہ دکھلاتا ہون - اے چچا جان - آپ خوب گوش ہوش سے سنین کہ جتنے شاہان اولوالعزم و سلاطین زمانہ ہین اور روئے زمین پر حکومت کر رہے ہین خدای بے ہمتا کی بارگاہ بے نیاز مین سرافگندہ ہین اور اسی عجز و نیاز و خاکساری سرافگندگی کی بدولت انکو سرفرازی و سرداری حاصل ہے -

کشمکش مرگ در و زندگیست	پیش خداوندی او بندگیست
ہرکہ درین مرحلہ شتافتست	جان جہان جملہ از ویافتست
ہرکہ در و پرتوے از رنگ و بوست	خاک رہ و بندۂ درگاہ اوست

اے عم مہربان - آپ سب سے زیادہ اس امر کے مستحق ہین کہ دین اسلام کی دعوت اوّلاً آپ ہی سے شروع کرون اور آپکو بھی زیادہ سزاوار ہے کہ بعد قبول اسلام میرے مددگار اور پشت پناہ ہوکر اعلائے کلمۃ اللہ مین بجان و دل مصروف ہون

بسیار شدست مرا و تو دوستے	با چون منی بگوے کہ اینہا نکوستے
با من چرا طریق جدائی گرفتۂ	ای یار دوست بود ہی الحال دوستے

ابوطالب نے جناب سرور کائنات صلعم کا فرمانا از اول تا آخر بغور سنا - دل سے مانا اور اس طرح جواب دیا - اے راحت جان ولے فرزند دلبند جو کچھ تمنے کہا سب درست ہے یہ عین حقیقت ہے - دراصل یہہ گوہر شاہوار اس قابل ہین کہ جان و دل ہیہ لیے جاوین اور گوش شاہد قبول مین جلوہ فرما ہون -

باغ دل آنازگی از حسن تقریر تو باد	شمع جان ار شنی از نور تفسیر تو باد

مگر بات یہہ ہے کہ میر النفس اپنے آبائی ملت کو ترک کرنا گوارا نہین کرتا اور مجہسے عبد المطلب کا طریق و مذہب نہین چہوٹ سکتا البتہ مین تمہارے معاملات مین دخل نہ دونگا۔ تم بفراغ خاطر تبلیغ رسالت مین مصروف رہو۔ جبتک میرے دم مین دم ہے کسی کی مجال نہین کہ تمہارے دشمنونکو نگاہ بد سے دیکھے اور کسی نوع کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کا خیال بد اپنے دل مین لاسکے۔ یا کوئی حاسد کینہ پرور براہ حمیت جاہلانہ تمہارے مقابل اٹہہ کہڑا ہو۔ مین اپنی زندگی مین ہر طرح تمہارا جان نثار رہون۔ میرے بعد حافظ حقیقی ناصر و مددگار رہے۔

تا ست بلند و ذکر جمیلت جمیل باد	ظلت ظلیل و دشمن جانت ذلیل باد

پہر ابوطالب جناب امیر المومنین کی طرف متوجہ ہوے اور کہا۔ اے نور چشم لخت جگر۔ تو نے یہہ نیا دین کیسے اختیار کر لیا" جناب امیر المومنینؑ نے جواب دیا۔ ای پدر بزرگوار۔ آپ خوب سمجہ لین کہ یہہ دین برحق اور سچا ہے اور مین تو خدا اور اسکے رسول جناب مصطفےٰ پر ایمان لے آیا ہون۔ یہہ نماز کا فریضہ اوسنے اپنے بندون پر واجب کیا ہے ہم اوسکا فرض ادا کیا کرتے ہین" ابوطالب نے آپکی تقریر پسند کی اور آپکے اسلام لانے پر معترض نہ ہوے بلکہ یون کہا "بیٹے۔ تم اپنے مہربان بہائی محمد کا ساتہہ نہ چہوڑنا۔ اونکی خدمت مین رہنا۔ وہ تمکو نیک کام ہی کی ہدایت کرین گے۔ خداوند تعالیٰ تم دونونکا نگہبان ہے۔ مین جبتک زندہ ہون تمہاری محافظت مین اپنی جان عزیز کو فدا کر دونگا اور دشمنونکے شر سے تمکو بچاتا رہونگا" (معارج و ازالۃ الخفا)

خدایا دانگہبانِ تو اے دل		ترا پیش بلاے سے قسم

دوسری روایت مین ہے کہ ایک روز ابوطالب حضرت جعفر طیار رضہ کے ہمراہ کسی کام کو مکہ معظمہ کے باہر پہاڑیوں پر ہو کر گذرے۔ ایک مقام پر دیکھا کہ جناب رسول خدا محمد مصطفے صلعم اور امیرالمومنین جناب علی مرتضی رضہ نماز پڑہ رہے ہین۔ امیرالمومنین حضور نبوی کے ایک بازو سے کہڑے ہین۔ ابو طالب نے حضرت جعفر رضہ سے کہا۔ تو بہی اپنے ابن عم کے دوسرے بازو سے لگ کر کہڑا ہو جا۔ جناب جعفر رضہ بر طبق اشارہ ابوطالب جناب رسول خدا کے دوسرے پہلو سے ملکر کہڑے ہو گئے اور نماز مین شریک ہوے حضور جب نماز سے فارغ ہوے حضرت جعفر رضہ کو دیکہکر فرمایا خداوندا جعفر کو دو پر عنایت فرمانا۔ اللہ جل شانہ نے حضور کی دعا قبول فرمائی حضرت جعفر رضہ غزوہ موتہ مین شہید ہوے ابوطالب ان دونون صاحبونکو چہوڑکر اپنے مکان پر واپس آے۔ بی بی فاطمہ رضہ جناب امیرالمومنین رضہ کی والدہ ماجدہ نے دریافت فرمایا۔ تمہارے صاحبزادہ بلند اقبال علی کا بہی کچہ پتہ چلا؟ ابوطالب نے کہا۔ کیون۔ تم کسواسطے پوچہتی ہو۔ فرمایا مجہسے خادمہ نے آکر بیان کیا ہے کہ وہ محمد کے ساتہہ چہپکر جاتا ہے اور انکے ساتہہ مکہ کے جنگلون گہاٹیون مین نماز پڑہا کرتا ہے۔ کیا تمکو یہہ امر پسند ہے کہ تمہارا لڑکا عاصی۔ نافرمان۔ بے دین ہو جاوے۔ ابوطالب نے کہا۔ خاموش رہو کچہ نہ کہو۔ ساری خدائی مین محمد جیسا کوئی نہین علی اگر اونکی متابعت کرتا ہے تو کیا قصور ہوا۔ میرا نفس شریر اجازت نہین دیتا اور دین آبائی ترک کرنے پر راضی نہین ہوتا ورنہ مین بہی محمد کا پیرو ہو جاتا اور اونکا دین قبول کرتا۔ ابوطالب کا یہہ کلمہ شدہ شدہ قریش کے گوش گذار ہوا۔ اونکو سخت ناگوار گذرا اور ابوطالب سے خوف رکہنے لگے۔

امام احمدؒ بروایت حبۂ عرنی نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ جناب امیرالمومنین علیؑ منبر پر تشریف رکہتے تہے (عین حالت خطبہ مین یا اس سے قبل یا بعد خطبہ) آپ اسقدر ہنسے کہ آپکے دندان مبارک کہل گئے اور آپ کی نواجذ (کچلیان) نظر آگئین مین نے اس قبل کبہی آپکو ایسا ہنستا نہ دیکہا تہا۔ پہر آپنے فرمایا۔ مجہکو اسوقت میرے باپ ابوطالب کا قول یاد آیا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مین جناب رسول خدا کے ساتہ بطن نخلہ مین نماز پڑہ رہا تہا ناگاہ میرے والد ابوطالب ادہر ہوکر گذرے جناب رسول خدا سے پوچہا۔ "اے بہتیجے تم دونون یہہ کیا کر رہے تہے" آنحضرتؐ نے میرے والد کو اسلام کی طرف بلایا اور نماز وغیرہ ارکان اسلام کی ہدایت فرمائی۔ میرے باپ نے کہا "تم دونون جو کام کرتے ہو اسمین کچہہ مضائقہ نہین لیکن واللہ میرے سرین تو اس طرح اوپر کو نہ اوٹہین گے" آپ کی ہنسی اسی بات کے یاد آنے پر تہی۔ پہر فرمایا۔ "خداوندا۔ مین نہین جانتا کہ میرے اور تیرے رسول کے سوا مجہسے پہلے اس امت مین کسی نے تیری عبادت کی ہو" یہہ کلمہ تین مرتبہ زبان مبارک سے فرمایا۔ پہر ارشاد کیا "قبل اسکے کہ اور لوگ نماز پڑہین مین نے سات نمازین ادا کین"۔ (ازالۃ الخفا)

ایک شعر عربی جو آپ کی طرف منسوب اور مشہور ہے اوس کا بہی یہی مطلب ہے جو یہہ ہے۔

سبقتکم الی الاسلام طرا	غلاما ما بلغت اوان حلمی

تم سب سے مین نے اسلام لانے مین سبقت کی اور اوسوقت سے اسلام لایا ہون کہ لڑکا تہا اور سن بلوغ کو نہ پہونچا تہا۔ ایک روایت مین ایسے مروی ہے کہ جناب رسولخدا کو دوشنبہ کو نبوت ہوئی اور سہ شنبہ کو مین نے نماز پڑہی۔ حسن بن زید سے روایت ہے

کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے صغر سنی مین بھی کبھی بت پرستی نہین کی۔ اسیوجہ سے آپکے تئین کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے یعنی خداوند تعالےٰ نے آپ کی ذات کو عبادت بتون سے محفوظ رکھا۔ (صواعق)

جناب علی مرتضیٰ کا بچپن مین دستور تھا کہ جب ابوطالب آپکو رات پر دودھ چڑہانیکو دیتے آپ خود اوسکو پی جاتے اور رات پر پیشاب کر دیتے تھے۔ (مستطرف)

آیات مناقب جناب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے حضرات خلفاء اربعہ کے مناقب مین تقریبًا تمام قرآن شریف کی ہر ایک سورت سے آیات جمع کر کے لکھی ہین لہذا ہم بھی چند آیات جن سے جناب مرتضیٰؓ کی منقبت ظاہر ہوتی ہے اس مقام پر لکھتے ہین۔

آیت پہلی۔ والسّٰبقون الاوّلون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنه واعد لھم جنّٰت تجری تحتها الانھٰر خٰلدین فیھا ذٰلک الفوز العظیم۔ خداوند تعالےٰ اس آیت مین اصحاب سابق الاسلام اور اول مہاجرین و انصار کا (جن مین بالیقین جناب مرتضیٰؓ ہین) ذکر فرماکر اونکے واسطے بشارت ارشاد فرماتا ہے کہ پہلے (اسلام لانے مین) سبقت کرنیوالے مہاجرین و انصار (جو جنگ بدر سے قبل یا کعبہ کی سمت قبلہ مقرر ہونیسے پیشتر مشرف باسلام ہوئے) اور جو لوگ ان سابقین اولین کی نیکی کے ساتھہ پیروی کرتے ہین (یعنی اسلام لانے اور ہجرت کرنے مین پیروی کی) ان لوگونسے خدا خوش ہوا اور یہ خدا سے راضی ہوے (دنیا مین بھی اور باعتبار مآل کار یعنی جب ثواب و کرامت بروز جزا

پاوینگے) اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے تیار کر رکھی ہین جنّت (نعیم کہ) جنکے نیچے نہرین جاری ہین
وہ ہمیشہ اونمین رہین گی یہہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت پاک مین کمال درجہ بزرگی و عظمت ان حضرات صحابہ اور جناب علیؓ کی ہے۔
اور بشارت عظمیٰ اونکو ہے کہ خدا اونسے راضی وہ خدا سے خوش۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا چاہیے
جناب امیر المومنینؓ کی سابقیت اسلام کما ینبغی بحث اسلام مین ثابت ہو چکی ہے
بیشک آپ اس آیہ کریمہ کے مصداق ہین۔

آیت۔ اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم
الآخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوٗن عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظلمین
الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم
درجة عند اللہ ط واولئک ھم الفائزون ۔ ترجمہ۔ کیا حاجیونکو پانی پلانا اور
مسجد کی خدمت کرنا (ثواب و اجر مین) برابر جانتے ہو مثل اعمال اوس شخص کے ہے جو اللہ پر
اور روز قیامت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ مین جہاد کیا۔ (کبھی نہین ایسا ہو سکتا) وہ برابر
نہین ہوتے اور اللہ تعالیٰ تو ظالمونکو ہدایت نہین کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت
کی اور خدا کی راہ مین اپنے جان و مال سے جہاد کیا خدا کے نزدیک اونکے درجے بڑے
ہین اور یہی لوگ مراد پانے والے ہین۔

اس آیت کریمہ کی شان نزول اس طرح ہے بروایت ابن عباسؓ کہ جب حضرت عباسؓ
جنگ بدر مین قید ہو کر آئے تو فرمایا تم لوگ ہم سے اسلام مین سابق ہو تو کیا ہوا ہم بھی تو
خانہ خدا کی خدمت کرتے رہے اور حاجیونکو پانی پلاتے رہے ہین۔ تم نے اسلام و ہجرت کا
ثواب لوٹا تو ہم نے بھی خدمت خانہ کعبہ و رکار سقائی مین ثواب کمایا۔ تمکو ہم پر زیادتی اور

فضیلت ہی کیا ہے حسنؓ اور شعبیؒ سبب شان نزول یہہ بیان کرتے ہین کہ طلحہ بن شیبہ نے کہا مین خانہ کعبہ کا کنجی بردار ہون اور حضرت عباس نے فرمایا مین حاجیونکو پانی پلاتا ہون جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا۔ مین سب سے پہلے اسلام لایا ہون اور چھ مہینون دیگر لوگون سے قبل نمازین ادا کین اور خدا کی راہ مین جہاد کیے ہین پس مجھکو تم لوگون پر مزیت و فضیلت ظاہر ہے خداوند تعالیٰ نے جناب امیر المومنین رضؓ کے موافق آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر مدارک)

مروی ہے کہ کفار قریش نے صحابہ مہاجرین اور جناب علی رضؓ سے مباحثہ کیا اور کہا ہم لوگ مسجد حرام کی خدمت کرتے ہین اور اوسکو آباد رکھتے ہین حاجیونکو پانی پلاتے اور اونکو آرام دیتے ہین ہم لوگ تم سے افضل و بہتر ہین۔ جناب علی رضؓ اور صحابہ کرام نے جواب دیا کہ ہم پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور خدا کی وحدانیت کا اقرار اور روز قیامت کی تصدیق کی۔ پھر ہجرت کی۔ جہاد کیئے۔ ہم بہتر ہوے کہ تم۔ ہم افضل ہین یا تم۔ خداوند تعالیٰ شانہٗ نے قطعی فیصلہ فرما دیا کہ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ الی قولہ من المھتدین یعنی مسجد حرام کی خدمت کرنا اور اوسکو آباد رکھنا البتہ اعمال صالحہ سے ہے مگر شرط قبولیت عمل صالحہ یہہ ہے کہ پہلے خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے۔ نماز پڑھے۔ زکوٰۃ دے اور خدا سے ڈرتا رہے چونکہ کفار قریش مین یہہ صفات موجود نہین لہذا اونکے جملہ اعمال صالحہ مٹ گئے اور تمام نیکیان کان لم یکن ہو گئین۔ اس گروہ کو اون نیک اعمال کا ثواب اور نہ اونکی فضیلت حاصل ہوئی پھر بہلا مسلمانون کا مقابلہ کیا کر سکتے ہین پھر ارشاد ہوتا ہے بالفرض اگر اعمال کفار کے قابل اعتبار بھی ہون اور وہ ثواب کے مستحق قرار دیئے جاوین تاہم مسلمانون کی ہجرت اور جہاد کی برابری کیسے ہو سکتی ہے۔ لہذا ارشاد ہوا کہ لا یستون عند اللہ۔ یعنی یہہ کفار اور اہل اسلام کسی طرح برابر نہین پھر حکم اخیر

سنادیا اورمسلمانون کوڈگری دیدی کہ الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل
اللہ تا اجر عظیم یعنی جن لوگون نے ایمان لاکر ہجرت کی اور اپنی جان ومال سے خدا کی
راہ مین جہاد کیا وہ لوگ درجہ مین بڑے ہین یعنی انکا ایمان لانا اور ہجرت جہاد فی سبیل اللہ
یہہ وہ اعمال صالحہ ہین کہ مسجد حرام کی خدمت اور حاجیونکو پانی پلانے اور دیگر اعمال خیر
کفار سے بدرجہا افضل ہین یہہ لوگ ایمان والے اپنے مطلب پانے والے ہین خدای
کریم کی طرف سے انکو بشارت ہے کہ خدا نے انکو بخش دیا اور انسے راضی وخوش ہوا انکو
بہشتین اور اونکے باغات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتین عطا فرمائین اور یہہ لوگ تا ابدالآباد
آرام وچین سے جنتونمین رہین گے اور خداوند تعالی کے نزدیک اجر عظیم ہے۔ وہ مختار ہے
جسکو چاہے عطا کرے اور وہ مالک الملک ہے چاہے ادنی کام پر بہت کچھہ دے ڈالے
اوسکو کوئی روکنے والا نہین۔ (راقم) اس آیت وافی ہدایت سے فضیلت جملہ
مجاہدین وسابقین اسلام صاف طور سے ظاہر ہے۔ ہمارے ممدوح وآقاے گرامی قدر
جناب امیر المومنین حیدر صفدرؓ کی سابقیت اسلام کما حقہ عیان ہے اور آپ بلاشک
اس آیت کے مصداق ہین۔

آیت۔ افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستون۔ اما الذین اٰمنوا وعملوا
الصلحت فلھم جنت الماوی نزلا بما کانوا یعملون۔ واما الذین فسقوا
فماوٰھم النار کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا وقیل لھم ذوقوا
عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنی
دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون۔ ترجمہ۔ کیا جو شخص ایماندار ہے وہ
مثل فاسق بدکار کے ہے۔ (ہرگز نہین) دونون برابر نہین۔ جو لوگ ایمان لاے

اور اچھے عمل کیے اونکے واسطے جنتین ہین مہمانی اونکے اعمال نیک کی اور جو لوگ بدکار ہین اونکی جگہہ آگ ہے جب وہ اس سے نکلنا چاہین گے اوسی مین پہیر دیئے جائین گے اور اونسے کہا جاویگا چکھو آگ کا عذاب جسکو تم (دنیا مین) جہٹلاتے تہے اور ہم ضرور چکہاوینگے اونکو عذاب چہوٹا (دنیا کا عذاب۔ دنیا مین قتل ہونے کا۔ قید ہوکر غلام بننے کا۔ متواتر قحط سالی۔ امراض جسمانی۔) قبل بڑے عذاب کے۔ (آخرت کا عذاب۔ عذاب قبر۔ ہول قیامت۔ شدت روز محشر۔ آگ دوزخ۔ اور دوزخ کا دائمی عذاب) شاید کہ وہ (جو لوگ انمین سے باقی رہ جاوین وہ یہہ دنیوی عذاب دیکھکر اپنے اعمال سے) پہر جاوین (اور ایمان قبول کرلین۔)۔ (جلالین)۔

اس آیت کی شان نزول مین مفسرین لکہتے ہین کہ بروز غزوہ بدر جناب علیؓ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے درمیان نوبت سخت کلامی کی آئی۔ بات یہان تک بڑہ گئی کہ ولید نے کہا "تم میرے سامنے کیا باتین بناتے ہو۔ کل کے بچہ ہو مین تمسے ہرطرح اعلی و افضل ہون۔ تم مجہسے کمسن ہو مین جوان ہون۔ تم کمزور ہو مین تم سے طاقتور ہون۔ میری طلاقت لسانی اور گویائی اور میرے نیزہ کی تیزی کا تم بیچارے کیا مقابلہ کرسکتے ہو مین وہ تیز زبان ہون کہ کوئی میرے سامنے بات نہین کرسکتا اور میرا نیزہ وہ تیز رو ہے کہ میدان جنگ مین کوئی اوسکے مقابل ٹہیر نہین سکتا۔ میرا دل تم سے قوی۔ مین تم سے شجاعت مین بڑہا چڑہا۔ مین چاہون تو دم بہر مین لشکر کے لشکر جمع کردون۔" جناب اسداللہؓ اوسکی یاوہ گوئی سے سخت غیظ و غضب مین آے۔ فرمایا "خاموش رہ او بیہودہ کیا بکتا ہے۔ تو فاسق و بدکار میرا مقابلہ کرے اور پہر اس دم دعوے کے ساتہہ ماشاء اللہ۔ شان خدا۔" اللہ جل شانہ نے آپ کی شان اور ولید کی تذلیل مین

یہہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر کشاف و جمل)

حاصل یہہ ہے کہ ولید بن عقبہ کا دعوی جناب علی رضؓ سے افضل ہونے مین محض غلط ہے آپکے برابر بہی تو نہین ہوسکتا۔ اس مقام پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے۔ وہ یہہ ہی کہ ولید بن عقبہ اسلام لاے اور جناب امیر المومنین عثمان رضؓ کے عہد خلافت مین عامل کوفہ رہے اگرچہ بعد مین بجرم شراب خواری معزول کیے گئے اور اون پر حد قایم ہوئی مگر کم از کم اسلام کی بزرگی تو ضرور اونکے حق مین مسلم ہے پہر اس آیت مین وعید عذاب دوزخ کے مستحق کیسے ہوسکتے ہین۔ جواب یہہ ہے کہ یہہ اوسیوقت کی وعید ہے جبکہ وہ کافر تہے اسلام نے جیسا کہ کفر و دیگر گناہ حالت کفر سے پاک کر دیا وعید دوزخ سے بہی بیخوف ہوگئے کیونکہ سبب دخول دوزخ کفر ہے اور جب کفر سے بیزار ہوکر مطیع اسلام ہوے اب جو معاملہ اہل اسلام کے ساتہہ ہوگا وہ بہی اس مین حصہ لین گے۔ اسی طرح آیۂ ثانیہ مین اوپر گذرا ہے کہ بعض مفسرین نے شان نزول مین حضرت عباس رضؓ کا ذکر کیا ہے اور بظاہر وہ بہی وعید کفار مین داخل ہین مگر وہان بہی یہی جواب ہے کہ وہ واقعہ قبل اسلام کا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

آیت ۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ط واللہ رءوف بالعباد۔ ترجمہ۔ اور بعض لوگ وہ ہین کہ رضاء خداوندی مین اپنی جان خرچ کر دیتے ہین اور اللہ تو اپنے بندون پر مہربان ہے۔

جس شب کو حضور سرور عالم صلعم مکہ معظمہ سے جانب مدینہ منورہ ہجرت کر گئی اپنے بستر پر جناب امیر المومنین علی رضؓ کو سلا گیا تہا۔ وہ اس حالت مین تہے کہ اگر کفار حملہ کرتے تو ضرور آپ کو صدمہ پہونچتا۔ مگر آپنے محض رسول خدا کی رضامندی مین جو بعینہ

خداوند تعالیٰ کی خوشی و رضامندی سے اپنی جان کا اصلا خوف نہ کیا اور حافظ حقیقی نے آپ کو کفار سے محفوظ رکھا۔

آیت نہم۔ الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرًا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ ترجمہ۔ جو لوگ اپنے مال کو (راہ خدا میں) رات میں۔ دن میں۔ پوشیدہ و ظاہر خرچ کرتے ہیں۔ اونکے واسطے اونکا اجر و ثواب پروردگار عالم کے پاس ہے اور اونکو نہ خوف ہوگا اور نہ غمگین ہونگے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہہ آیت جناب علی مرتضیٰؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے ایک مرتبہ آپکے پاس کل چار درم تھے آپنے ایک درم دن میں فی سبیل اللہ محتاج کو دیا۔ ایک رات میں۔ ایک لوگونپر ظاہر کرکے۔ ایک سب سے پوشیدہ اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ (تفسیر کشاف)

آیت دہم۔ یاایھا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ط ذٰلک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقٰت ط فاذلم تفعلوا وتاب اللہ علیکم فاقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا اللہ ورسولہ واللہ خبیرٌ بما تعملون۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو جب تم رسول سے رازگوئی اور صلاح مشورہ کو آؤ تو رازگوئی سے قبل کچھ خیرات دے دیا کرو۔ یہہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزہ ہے پس (اے فقرا) اگر تم کچھ نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (تم پر بلا خیرات دیئے رازگوئی میں کچھ گناہ نہیں۔) کیا تم (بوجہ فقر کے) ڈر گئے اس سے کہ قبل رازگوئی کے خیرات کرو پس جب تم نے ایسا نہ کیا۔ (یعنی خیرات نہ دی) درحالیکہ خدا نے تم سے درگذر کی۔

(یعنی یہہ حکم منسوخ کردیا) تو نماز پڑہا کرو زکوٰۃ دیا کرو اور خدا اور اوسکے رسولؐ کی اطاعت مین رہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

اسکی شان نزول مین لکھتے ہین کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین امرا و غربا سب حاضر ہوتے تہے۔ امیر لوگ غریبون سے بڑہکر حضور اقدس کے پاس بیٹہتے اور سرگوشی کرتے اور اس غرض سے حضور کے متصل بیٹہتے تہے۔ غربا۔ حاجتمند اگر کچھ کہنا چاہتے تو انکے آگے موقع نہ پاتے اور نہ حضور سرور عالم صلعم کو یہہ لوگ اپنی سرگوشی سے مہلت دیتے کہ آپ غربا سے توجہ فرماتے۔ امیرونکی اس رازگوئی سے آنحضرت صلعم کو بھی بسا اوقات تکلیف ہوتی اور غریب اہل غرض تو بالکل محروم رہتے اونکو اپنے عرض معروض کا موقع ہی نہ ملتا۔ خداوند تعالیٰ نے یہہ آیت غفور رحیم تک نازل فرمائی اور حکم دیا کہ مالدار پہلے صدقہ دیدین پہر حضور سے اس طرح بات چیت کرین اور غربا کے واسطے اجازت ہے کہ وہ صدقہ خیرات پر قادر نہین لہذا بغیر صدقہ دیئے رسولؐ خدا سے سرگوشی و رازداری کی باتین کرلیا کرین۔

جب یہہ آیت نازل ہوئی آنحضرت صلعم نے جناب علیؓ کو بلا کر فرمایا۔ ہر بات پر ایک دینار صدقہ مقرر کیا جاے۔ جناب علیؓ نے عرض کیا یہہ تو بہت ہی لوگ اسقدر صدقہ کے متحمل نہ ہونگے۔ فرمایا پہر کسقدر رہو۔ عرض کیا۔ بقدر ایک حبہ یا جَو کے صدقہ مقرر فرمایا جاے۔ غرضکہ ایک رسم فی مناجات (رازگوئی) مقرر ہوگیا۔ اب اس آسمانی حکم سے مالدار ذرا رُکے اور مناجات کم کردی۔ کیونکہ مال کی محبت بار بار صدقہ خیرات دینے سے روکنی لگی۔ یہہ حکم دس روز رہا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک ہی دن دو چار گہڑی رہا پہر دوسری آیت مابعد والی سے منسوخ ہوگیا۔ مفسرین کا بیان ہے کہ خیرات دیکر مناجات کرنے والے

صاحب زر بہت کم تہے بعض مہاجرین اور اہل بدر البتہ اسپر کاربند ہوے اور صدقہ دیا باقی دیگر اصحاب رک گئے۔ جناب علی رض فرماتے ہین ہیرے سوا کسی نے اس آیت پر عمل نہ کیا میرے پاس ایک دینار تہا مین سنے وہ دینار دس درم پر فروخت کیا اور جب آنحضرت صلعم سے مناجات کرتا ایک درم صدقہ دیتا یہانتک کہ دس بار مین وہ دسون درم خیرات ہوگئے۔

ابن عمر رض فرماتے ہین۔ جناب علی مرتضیٰ رض کے تین فضائل ایسے ہین کہ اگر مجہکو انمین سے ایک فضیلت نصیب ہوتی تو مجہکو سرخ اونٹون بیش بہا سے بہی زیادہ محبوب تہی۔ وہ تین فضائل یہہ ہین جناب فاطمہ زہرا رض کا شوہر ہونا۔ غزوہ خیبر مین علم پانا۔ آیت نجویٰ پر عمل کرنا حضرت ابن عباس رض کا قول ہی کہ آیت نجویٰ ا اشفقتم الخ سے منسوخ ہوگئی (تفسیر کشاف تفسیر عباسی)

آیت ۔ والذین اذا اصابہم البغی ھم ینتصرون ۔ ترجمہ۔ اور جب انپر ظلم ہوتا ہے وہ بدلا لیتے ہین یعنی اپنے حق کی حفاظت واہتمام مین باغیوں سے انتقام لینا امر محمود ہی مگر اوسیقدر کہ حد سے نہ بڑہے چنانچہ بعض صحابہ کبار بمقابلہ فساق و فجار رحم اور شفقت کرکے اونکی زیادتیون پر تحمل و برداشت کرنا اور اپنی جان پر بلا و مصیبت اوٹہا لینا اور فاسقونکی جرأت بڑہانا مکروہ جانتے تہے لہذا یقدر چشم نمائی اور اپنا دباؤ قائم رکہنے کو انتقام لینے کا اگر کوئی قصد کرے تو مضائقہ نہین۔ (کشاف)

مولنا شاہ ولی اللہ صاحب رح لکہتے ہین کہ یہہ آیت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حسب حال و آپ پر منطبق ہی۔ آپ کی خلافت مین جو مقاتلہ در جنگ باغیونسے پیش آئی اور آپ اونسے لڑے اس آیہ کریمہ سی اوسی کی طرف اشارہ اور آپ کی تعریف ہے۔

اس آیت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ امیر المومنین جناب عثمان رضؓ نے ایسا کیون نہ کیا صحابہ کبار
آپکے طرفدار اور مطیع تھے پھر کیون محاصرہ مین بے بس ہوکر جان دی۔ اس کا جواب یہہ
ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے مرتبہ رضا و تسلیم کو پیش نظر رکھا اور آیہ کریمہ ولمن صبر وغفران
ذلک من عزم الامور۔ ترجمہ۔ اور جسنے صبر کیا اور بخش دیا یہہ تو بڑا کام ہی کے
مصداق بنے اور اوسپر ماجور ہوے جناب علی مرتضی رضؓ نے اس آیت پر عمل کیا۔ آپ بھی
محمود و منصور ہوے۔ اس کا جواب تفصیلی اوس حصہ مین خود جناب علی رضؓ کے قول سے گذر چکا
ہے کہ سائل کے جواب مین آپنے فرمایا جناب عثمان رضؓ کو اس صبر و شکیبائی کے ساتھہ بلوائیوں کے
ظلم جفا بر داشت کرنیکا وہ ثواب ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے مظلوم و مقتول بیٹے کو ملا۔
اب ہم اون آیات کو ذکر کرتے ہین جو فضائل اہل بیت مین وارد ہین اور جناب
علی مرتضی رضؓ کو اس فضیلت مین کامل حصہ حاصل ہے۔

آیت کریمہ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم
تطہیرا۔ ترجمہ۔ نہین ارادہ کرتا خداوند تعالی مگر یہہ کہ دور کرے تمسے پلیدی اے
گھر والو اور تمکو خوب پاک کردے۔

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہہ آیت پاک جناب علی مرتضی۔ حضرات حسنین اور جناب
فاطمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین نازل ہوئی ہے۔ قرینہ اس مراد پر ضمیر عنکم جو جمع مذکر
حاضر کے واسطے موضوع ہے اس آیت مین مذکور ہے اور بعض کا قول ہے کہ دربارہ
امہات مومنین رضؓ خاصتہ نازل ہوئی۔ کیونکہ ما بعد کے الفاظ اسی کی تائید کرتے ہین۔ نیز
اس آیت سے قبل ازواج نبی علیہ السلام کا قصہ ہی وہ بھی اس امر پر شاہد ہے کہ یہہ آیت جو بیچ
مین واقع ہوئی آنحضرت صلعم کی بیویونکی شان مین ہے۔

دونون فریق اپنی اپنے دعوے پر احادیث سنیہ مین پیش کرتے ہین۔ فریق اول کے دلائل اکثر ہین لہذا اونکے قول پر اعتماد ہے۔ ہم احادیث سنیہ فریق اول ذکر کرتے ہین۔

حدیث۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہی۔ جب آیہ کریمہ تدع ابنائنا و ابناءکم نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے جناب علی۔ فاطمہ حسن۔ حسین رضی اللہ تعالی عنہم کو بلایا اور فرمایا۔ خداوندا یہہ میرے اہل بیت ہین۔

حدیث۔ جناب عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین۔ ایک دن صبح کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر منقش اوڑہے ہوے تہی کہ اتنے مین جناب حسن رض تشریف لاے آپنے اونکو چادر کے اندر کرلیا۔ پہر دوسرے صاحبزادہ حضرت حسین رض آے اونکو بہی چادر اوڑہا لی پہر بی بی فاطمہ رض آئین وہ بہی چادر کے اندر بیٹہ گئین بعد جناب علی مرتضی رض تشریف لاے آپنے انکو بہی چادر مین کرلیا۔ پہر یہہ آیت پڑہی۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا یہہ دونون حدیثین صحیح مسلم مین ہین۔

ابوسعید خدری رض کا قول ہے کہ یہہ آیت حضرات پنج تن پاک کی شان مین اوتری ہی اور ایک صحیح روایت مین ہے کہ حضور سرور عالم نے ان چارون صاحبونکو چادر اوڑہا کر فرمایا۔ خداوندا یہہ میرے اہل بیت ہین۔ تو انکو پاک کر اور انسے نجاست ظاہری و باطنی دور فرما۔ اوسوقت جناب ام المومنین ام سلمہ رض بہی تشریف رکہتی تہین عرض کیا۔ حضرت مین بہی اہل بیت مین ہون؟ حضور نے فرمایا۔ ہان۔ تم بہی ہو۔

بیان کیفیت حدیث مذکورہ مین روایات مختلف ہین بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ حضرت ام سلمہ رض کے گہر مین پیش ہوا اور بعض مین جناب فاطمہ رض کے گہر کا قصہ ثابت ہوتا ہے۔ بعض روایات مین جناب عباس رض کی نسبت بہی چادر مین آنا مذکور ہے۔

بعض روایت مین اور حضرات کی نسبت بھی اہل بیت کا لفظ فرمایا ہے۔ محب طبری کہتے ہین کہ یہہ چادر اوڑہانا مکرر مختلف اوقات اور مکان مین ہوا ہے۔ اسی واسطے روایات مین اختلاف پیدا ہوگیا۔

امام ثعلبیؒ کا قول ہی کہ اہل بیت مین جملہ اولاد ہاشم داخل ہین اور اس آیت کے مصداق ہین خلاصہ کلام جملہ روایات کو ملانے سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بظاہر لفظ اہل بیت سے (گھر والے) وہی حضرات مراد ہین جو آپکے گھر مین رہتے تھے اور اس آیت مین اونکا دخول یقینی ہے کیونکہ یہی کلام پاک مین مخاطب ہین۔ انکے بارہ مین تو کچھہ شک نتھا البتہ حضور نبوی کے رشتہ دار ذی نسب اس آیت سے بلفظ اہل بیت مراد ہونا مخفی تھا جسکو جناب سرور کائنات کے قول و فعل نے ظاہر کر دیا اور صاف بیان کر دیا کہ اہل بیت عام ہین گھر کے رہنے والے ہون جیسے ازواج مطہرات۔ یا ناتہ دار جیسے حضرات علی حسنین۔ فاطمہ عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ اس صورت مین ان حضرات کا اہل بیت مین داخل ہونا اور مستحق تطہیر ہونا بیقینًا معلوم ہوگیا۔

جناب امام حسن رضؓ سے بطرق مختلفہ منقول ہی کہ آپنے فرمایا۔ ہم وہ اہل بیت ہین کہ جنسے خداوند تعالی نے نجاست وگندگی دور فرمائی اور پاک و صاف کر دیا۔

صحیح مسلم مین زید بن ارقم رضؓ سے منقول ہی کہ کسی نے زید بن ارقم سے دریافت کیا۔ کیا ازواج مطہرات اہل بیت مین داخل ہین۔ اونہون نے جواب دیا۔ لاشک اہل بیت مین مگر دراصل اہل بیت وہی ہین جنکو صدقہ و زکوٰۃ لینا حرام ہے۔

اس آیت سے کمال فضیلت اہل بیت ثابت ہوتی ہے اور چونکہ جناب علی مرتضی رضؓ اہل بیت مین داخل ہین آپ بھی اس شرافت و بزرگی مین ممتاز ہین۔ آیہ کریمہ کے الفاظ پر غور کرنیسے

نہایت درجہ علوشان حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مفہوم ہوتی ہے بکمال تاکید و حصر کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمکو گناہونکی ناپاکی اور سوء اعتقادی کی گندگی سے پاک کرکے تمہارے دل اور سینے گنجینۂ نور بنادے جملہ اخلاق ذمیمہ و اعمال سیئہ تم سے دور کردے اور تم ہمہ تن قابل اسکے ہوجاؤ کہ انوار و برکات فیضان آلہی کا تمپر پورا پورا ظہور ہو۔ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ سے محلّی ہوکر اسکے اہل ہوجاؤ کہ دوزخ کی آگ تمپر حرام کردیجاوے اور خدا کے گھر نعیم دائمی و عیش و آرام جاوید نصیب ہو۔ بوجہ مذکورہ بالا جب خلافت ظاہرہ سے بوجہ اختتام زمانہ مبشر بالخیر کے آثار و برکات خلافت نبوت زائل ہوگئے اور نام کی خلافت باقی رہی سلطنت اور حکومت دنیوی ہوگئی خداوند تعالیٰ نے خاندان اہلبیت کو خلافت باطنی عطا فرمائی اور وہ حکومت دائمی عنایت کی کہ تاقیامت انسے زائل نہ ہوسکے اور نہ کوئی مزاحمت و مخاصمت کرکے انپر غلبہ حاصل کرے۔ وہ خلافت باطنی یہی طریقت و ولایت ہے جسکی بابت صوفیاء کرام و مشائخ عظام کا مستند قول ہے کہ زمانہ مین قطب الاولیاء یا قطب مدار خاندان اہلبیت ہی سے ہوتا ہے اور اس پر جمہور اکابر دین کا اتفاق ہے البتہ بعض حضرات اس کے مخالف ہین۔ منجملہ طہارت اہلبیت یہہ ہے کہ انکو صدقہ و خیرات و زکوٰۃ کا مال لینا درست نہین کیونکہ یہہ مال بمقابلہ شان و مرتبہ اہلبیت میل ہے اور طہارت و نظافت منافی قبول میل ہے لہذا اہل بیت کی شرافت و عظمت مرتبہ قائم رکھنے کو ان حضرات کیواسطے قبول زکوٰۃ وغیرہ حرام کردیا گیا۔

آیت۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ ترجمہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ اور اسکے فرشتے رسول خدا پر درود

بھیجتے ہین اے ایمان والو (تم سب بھی) اوسکے نبی علیہ درود اور سلام بھیجو۔

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہ رضنے عرض کیا۔ ای رسول خدا کے ہمکو سلام بھیجنا تو آپ پر معلوم ہے۔ درود کس طرح بھیجین۔ فرمایا۔ یہہ کلمات پڑہا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ صحابہ کرام کا سوال صیغہ و کیفیت ارسال درود سے بعد نزول آیت کے ہی اور جناب سرور کائنات کا جواب اور تعلیم درود بالفاظ مخصوص اس امر پر صریح دلیل ہے کہ اس آیت سے جملہ مسلمانون کو اہلبیت نبوی اور اپکی اولاد پر درود بھیجنے کا حکم دیتا ہی۔ اس امر کو صحابہ کرام سیاق آیت سے سمجھہ گئی تھے ورنہ بعد نزول آیت نہ صحابہ کا سوال ہوتا اور نہ حضور نبوی اونکو الفاظ درود تعلیم فرماتے جب آنحضرت صلعم نے صحابہ رض کو یہہ الفاظ درود تعلیم فرمای تو اس سے معلوم ہوا کہ آپکے واسطے اور آپکے اہلبیت اور اولاد کے واسطے درود بھیجنا فرض ہے۔ یہہ بھی الفاظ درود سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ درباب درود و سلام آنحضرت صلعم نے اہلبیت اور اولاد کو اپنے ساتھہ شریک فرمایا کیونکہ آپ پر درود بھیجنے سے آپکی کمال تعظیم مقصود ہے اور جو لوگ آپکے ساتھہ اس درود مین شریک ہین اونکی بھی عظمت شان و جلالت قدر واضح ہوتی ہے

ایک روایت مین منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مجھپر ناقص درود نہ بھیجا کرو صحابہ نے عرض کیا حضور۔ ناقص درود کا کیا مطلب ہے۔ ارشاد فرمایا۔ صرف اللھم صل علی محمد کہکر خاموش نہو جاو بلکہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پوری الفاظ ادا کیا کرو۔ بعض احادیث سے جو الفاظ درود منقول ہین جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم مین یہہ روایات مذکور ہین اونمین صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ہے اسکی وجہ یہہ ہی کہ جس راوی کو جو الفاظ یاد رہے اوسنے نقل کردیئے مگر مجموع روایات ملانے سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ

وعلیٰ آل محمد بھی مختلف طرق سے آیا ہے بلکہ بعض روایات مین اللہ وازواجہ وذریاتہ بھی ہے اور آلہ کے بعد ازواجہ وذریاتہ ذکر کرنیسے یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ ازواج وذریات آل مین داخل نہین کیونکہ آل مین بنی ہاشم وبنی مطلب باایمان ہین البتہ ذریات آل مین داخل ہین اور بعد ذکر آل کے انکے ذکر مین اظہار شرافت ذریات ہی (صواعق محرقہ)

اس آیت پاک سے جناب علیؓ کی عظمت وکرامت کسقدر ظاہر ہے۔ جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب درود بھیجا جاوے آپکے اہلبیت وآل بھی جن مین جناب علی مرتضیٰ بالیقین داخل ہین اس صلوٰۃ وسلام مین شامل کرلیے جاوین۔

آیت۔ فمن حاجك فيه من بعد ماجاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔ ترجمہ۔ پس جو کوئی جھگڑا کرے تم سے (اے محمد صلعم) اس مین (درباب عیسیٰؑ) بعد اسکے کہ تمکو علم ہوگیا ہے۔ پس (اوس سے) تم یہہ کہو۔ آؤ ہم تم دونون اپنے اپنے لڑکون۔ عورتونکو بلالین اور خود بھی موجود ہون پھر عاجزی کے ساتھہ دعا کرین اور جھوٹون پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجین۔

یہہ آیہ کریمہ دربارہ نصاریٰ نجران نازل ہوئی۔ مروی ہی کہ جب حضور سرور عالم نے نصاریٰ نجران کو مباہلہ کیواسطے طلب فرمایا۔ اونہون نے یہہ جواب دیا۔ ہم باہم مشورہ کرلین پھر اس مقدمہ مین آپسے کہین گے چنانچہ نصاریٰ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس معاملہ مین گفتگو کی۔ عاقب نامی ایک شخص انمین ذی عقل وتمیز وصاحب تدبیر تھا اوس سے کہا۔ اے عبد المسیح۔ تم کیا کہتے ہوا ور اس باب مین تمہاری کیا رائے ہی۔ اوسنے جواب دیا۔ اے قوم نصاریٰ۔ تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ نبی مرسل ہین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

حقیمین ٹھیک ٹھیک آپنے بیان کر دیا اور تمکو اب کوئی حجت باقی نہین رہی - خدا کی قسم جس قوم نے
اپنے نبی سے مباہلہ کیا وہ تباہ وخوار ہوگئی - چھوٹے بڑے سب ہلاک ہوے - اگر تم ایسا
کروگے تو واللہ باللہ تم مین سے ایک متنفس بھی باقی نرہیگا - پس اگر تمکو دین کی محبت ہے
اور اپنی خیریت مطلوب ہے اور اوسی پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس شخص (آنحضرت صلعم)
سے رخصت ہو کر اپنے گھر واپس جاؤ اور ہرگز (لعنت و) مباہلہ نہ کرو " سب نے عاقب کا
کہنا پسند کیا اور جناب رسالتمآبؐ کی خدمت مین حاضر ہوے - یہہ صبح کا وقت تھا حضور
اونکے منتظر تھے - جناب امام حسینؓ آپکی آغوش مبارک مین تھے - جناب امام حسنؓ کا ہاتھ
آپکے ہاتھہ مین تھا - جناب فاطمہ زہرا رضی حضور خواجہ عالمؐ کے پیچھے اور اونکے پیچھے جناب
علی مرتضیٰ رضی تھے - رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب مین دعا مانگون
تم سب آمین کہنا - یہہ حالت دیکھکر نصاریٰ خائف ہوے اونکے پادری نے کہا - اے
قوم نصاریٰ مین ان لوگونکے ایسے معزز و متبرک چہرے دیکھتا ہون کہ اگر خداوند تعالیٰ
انکی بدولت اور انکی رضامندی مین پہاڑ کو اپنی جگہہ سے ٹال دے تو عجب نہین تم انسے
ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ نتیجہ نیک نہ دیکھوگے - تم سب ہلاک ہو جاؤگے اور روئے زمین پر
ایک نصرانی بھی باقی نہ رہیگا - نصاریٰ نے خدمت نبوی مین عرض کیا " اے ابوالقاسم
ہم لوگونکی رائے آپسے مباہلہ کرنیکی نہین ہوتی اور یہی مصلحت سمجھتے ہین کہ آپ اپنے
دین پر قائم رہین اور ہم اپنے مذہب پر " رسول معظمؐ نے ارشاد فرمایا " اگر تمکو مباہلہ سے
انکار ہے تو دین اسلام قبول کرو اور مسلمانونکے نفع وضرر مین شریک ہو جاؤ " نصاریٰ نے
یہہ منظور نہ کیا - ارشاد ہوا - جنگ کفار مین ہمارے ساتھہ ہو - جواب دیا - یہہ بھی ہم سے نہ ہوگا
ہمکو عرب سے مقابلہ کرنے اور جنگ و حرب کی طاقت نہین - لیکن ہم آپسے صلح پر راضی ہین

اور ہمارے آپکے یہہ شرائط مقرر ہوجاوین کہ آپ ہمپر جہاد نہ کرین۔ ہمکو ہمارے دین پر رہنے دین اور ہم آپکو سالانہ دو قسطمین اشیاء ذیل ادا کرتے رہین گے قسط اول ماہ صفر مین دوہزار حلّہ (کپڑونکے جوڑے) قسط دوم ماہ رجب مین ایک ہزار حلّہ تیس عدد درع۔ جناب رسولخدا علیہ السلام نے یہہ جزیہ قبول فرماکر اونسے صلح کرلی اور صلحنامہ لکھہ دیا گیا۔ پہر فرمایا۔ اہل نجران کے سر پر تباہی وہلاکت آن پہونچی تہی۔ اگر یہہ مباہلہ و ملاعنہ کرتے توسب کے سب مسخ ہوکر بندر اور سؤر ہوجاتے اور آتش قہر الٰہی انکو جلاکر خاک سیاہ کردیتی پہر نجران اور اوسکے باشندگان نصاریٰ مین سے ایک متنفس توکیا جانور بے زبان اور پرندے تک بہی توباقی نہ رہتے اور ایک سال بہی انکو نہ گذرتا کہ یہہ لوگ ہلاک ہوکر جہنم واصل ہوتے۔ (تفسیر کشاف)

بعد اسکے صاحب کشاف لکہتے ہین۔ اس آیت سے زیادہ قوی دلیل حضرات حسنین اور جناب علی و فاطمہؓ کی فضیلت مین کوئی نہین انتہیٰ۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم نے ان حضرات کو یکجا کیا اور مباہلہ کیواسطے آمادہ ہوے تو معلوم ہوا کہ آیت پاک سے یہی بزرگوار مراد ہین اور آپکی اولاد ہین۔ یہہ بہی ظاہر ہوگیا کہ بنی فاطمہ آنحضرت صلعم کے لڑکے کہے جاتے ہین اور یہہ امر احادیث ذیل سے بخوبی منقح اور روشن ہوتا ہے۔

بروایت صحیحہ آنحضرت صلعم سے مروی ہی کہ جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے ایک روز ممبر پر فرمایا۔ لوگون کو کیا ہوگیا ہے کہ کہتے ہین۔ رسول اللہ کی قرابت اور ناتہ داری سے کسیکو کچہہ نفع نہین ہوسکتا۔ یہہ خیال اونکا بالکل باطل ہے۔ میرا رشتہ وناتہ دنیا مین تاقیامت قائم رہنے والا اور روز آخرت نفع پہونچانے والا ہے۔ اے لوگو۔ مین قیامت کے دن اپنے اہل قرابت (کو نہ بہولونگا) حوض پر سب سے پہلے پہونچکر اونکا منتظر رہونگا

طبرانی مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ خداوند تعالی شانہ نے ہر نبی کی اولاد وذریت کو اوسی نبی کی پشت سے نکالا ہے اور میری اولاد وذریت علی مرتضیٰ کی پشت سے پیدا کی۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضیٰؓ خدمت نبوی صلعم مین حاضر ہوے جناب عباسؓ بھی آپکی خدمت مین موجود تھے۔ حضور سرور عالم جناب علیؑ کو دیکھتے ہی اوٹھہ کھڑے ہوے اور بکمال شفقت ومحبت گلے سے لپٹا لیا۔ آپکی پیشانی کو چوما اور اپنے پاس بٹھا لیا۔ جناب عباسؓ نے فرمایا۔ کیا آپ انکو چاہتے ہین۔ فرمایا۔ اے چچا جان۔ بخدا مین انکو (دل سے) چاہتا ہون اور مجھسے زیادہ خداوند تعالی ان سے محبت فرماتا ہے خداوند تعالی ہر نبی کی اولاد اوسکی پشت سے پیدا کرتا ہے اور میری اولاد علیؓ کی صلب سے پیدا کی۔ دوسری روایت مین اسقدر اور بھی ہے۔ قیامت کے دن ہر ایک شخص اوسکی مان کے نام سے بلایا جاویگا مگر علیؓ اور اونکی اولاد باپ کے نام سے پکاری جاویگی۔ علامہ ابن جوزیؒ نے ان روایات کی توثیق کی ہے۔

اور بروایت جناب عمر فاروقؓ وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جملہ ذرائع واسباب ونسب قیامت کے دن بیکار ہونگے کوئی کام نہ آویگا البتہ میرا سبب اور نسب کہ سبھہ کارآمد ہے اور وہان بھی کام آویگا اور ہر نبی کی اولاد دختر اپنے باپ کی طرف منسوب ہے مگر فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب اور میری اولاد کہی جاتی ہے۔

آیات متذکرہ بالا سے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ کی فضیلت اور کرامت کسقدر ظاہر ہوتی ہے جناب نبوی کی اہلبیت اطہار اور خاندان رسالت جناب رسول مختار کی بزرگی اظہر من الشمس ہے اور جناب امیر المومنین کا آل سید رسل مین داخل ہونا بدلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ ظاہر وباہر ہے پھر آپکی بحر محامد ناپید اکنار مین غواص خرد جسقدر

غوطہ زنی کرے اوسیقدر دُرشا ہوارِ اوصاف نکلتے رہین گے اور تا قیامت تعمِ محیط کمالات جناب حیدر کرار تک پہونچنا خارج از امکان عقل و بیرون از حد امکان ہے۔
اب ہم آپ کے چند مناقب و فضائل جو احادیث صحیحہ مین وارد ہین ذکر کرتے ہین۔

احادیث مناقب جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

آپکے مناقب مین احادیث بیشمار ہین اور جسقدر آپکے فضائل احادیث مین مذکور ہین کسی دوسرے کے نہین۔ قاضی اسمٰعیل امام نسائی۔ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے کہ کسی صحابی کے حق مین اسدرجہ بمبالغہ و تاکید سے فضائل مذکور نہین ہوے جسقدر کہ جناب علی مرتضیٰ رض کی شان مین وارد ہین۔ وجہ اسکی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جناب رسولخدا کو جو محاربات و مناقشات جناب علی مرتضیٰ رض کے زمانہ مین پیش آنیوالے تھے اون سب سے مطلع فرمایا تھا لہذا امت مرحومہ کو آپکے فضائل و کمالات سنا کر جتلانا ضرور تھا کہ یہہ ایسے شخص ہین جنکے زمانہ مین یہہ حوادث و فتن ظاہر ہونگے۔ لوگ انسے باغی ہوکر ان پر خروج کرینگے جو لوگ علی رض کے طرفدار و معین و مددگار ہونگے خدا اونسے راضی و خوش ہے جو انسے مخالف ہوگا وہ راندۂ درگاہ کبریا ہوجاویگا۔ اس اظہار سے یہہ غرض تھی کہ لوگ ایسے پرآشوب زمانہ مین راہ حق پر ثابت قدم رہین۔ یہہ وجہ تو کثرت ورود احادیث شروع زمانہ مین ہی پھر جب آپکا عہد خلافت ہوچکا آپکے بعد بنی امیہ کا دور دورہ ہوا لوگ آپکے خلاف ہوکر علی الاعلان مجامع و محافل مین ممبر و نپر چڑہکر آپکی تنقیص شان کرتے اور سب و شتم مین مبتلا ہوتے۔ بنی امیہ کے ساتھہ خوارج بھی ہمزبان و ہم داستان ہوگئے حتی کہ بعض فرقہ خوارج آپکی تکفیر کا قائل ہوا جب یہہ نوبت پہونچ گئی تو ناقلین احادیث نبوی

وحفاظ اخبار فضائل جناب علی مرتضیٰ رض ان احادیث کے اشتہار کی جانب متوجہ ہوی اور
خوارج کے عقائد باطلہ کی تردید مین بہی حدیثین پیش کین اسواسطے آپکے فضائل ومناقب کی
احادیث اس ماتہ تک بکثرت مشتہر ہوگیئن (صواعق محرقہ) ورنہ فی نفسہ حضرات خلفا اربعہ
رضی اللہ عنہم مین سے ہر ایک کے فضائل ومناقب اگر بغور تامل ونظر انصاف دیکہے جاوین
توکچہ کم نہین (فتح الباری شرح بخاری)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین اسکی تقریر اس طرح
کی ہی آپکے فضائل ومناقب مین کثرت احادیث کی وجہ یہہ ہے۔ اولاً توجناب مرتضیٰ رض
کمالات سوابق اسلامی مین راسخ قدم تہے۔ ثانیاً قرابت قریبہ جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتہہ۔ اسنے آپکے شان ومرتبہ کو اور بہی دوبالا کر دیا۔ ہمارے آقا حضور محبوب
رب العلمین اپنے اہل قرابت اور ناتہ دارونکے ساتہہ کس درجہ نظر شفقت رکہتے تہے۔ یہ تو
عادت شریف ہر ایک اہل قرابت کے ساتہہ بالعموم تہی جناب علی مرتضیٰ رض جب سایہ تربیت
نبوی مین آگئے وہ حقوق قرابت اور بہی پختہ ہوگئے اور جناب مرتضوی رض کی شان مین اور
بہی کرامت وعنایت دوچند ہوئی۔ اوسپر مزید لطف نبوی یہہ ہوا کہ جناب فاطمہ رض زہرا
جناب مرتضیٰ رض کے عقد مین آئین۔ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کی کیا
انتہا اور جناب علی مرتضیٰ رض کی بزرگی کی کیا حد ہوسکتی ہے۔ اسکے بعد جب آپ تخت خلافت
پر متمکن ہوے اور عوام الناس آپکی طرف سے کشیدہ خاطر ہوکر آپسے باغی ہوگئے تو جو
صحابہ کرام اسوقت بقید حیات تہے اس عام شورش کے دفع کرنے مین اونہون نے احادیث
نبوی مشتہر کین اور حتی الامکان کوشش کی کہ عام اہل فساد احادیث نبوی اور جناب
مرتضیٰ کے فضائل ومناقب سُنکر راہ راست پر آجاوین اور اس ہنگامہ کے فرو کرنے مین جسقدر

تیر تدبیر اونکے پاس تھے سب صرف کر دیئے۔ اسواسطے باب مناقب و فضائل مرتضوی نہایت وسیع ہوگیا۔ بعض احادیث حد تواتر کو اور بعض درجہ حسن کو پہونچ گیئں۔ بعد اسکے فریق مدعیان محبت اہل بیت نے اپنی طرف سے بہت سی موضوع حدیثیں اضافہ کین۔

ہم سب سے اول چند حدیثین تبرکاً صحیح بخاری و مسلم سے نقل کرتے ہین۔

حدیث۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضؓ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک وہ ہی جو مرتبہ حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسی علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر فرق یہہ ہی کہ میرے بعد کسیکو نبوت کا درجہ حاصل نہین یعنی جیساکہ وقت روانگی جناب موسیٰ علیہ السلام کے بجانب کوہ طور حضرت ہارونؑ اونکی جگہہ خلیفہ ہوکر بنی اسرائیل کے نگران رہی ایسی ہی جناب رسول خداؐ جب غزوہ تبوک کو تشریف لیگیے تا واپسی آپکے جناب علی مرتضیٰ اہل بیت نبوی کے نگہبان رہے۔

حدیث۔ زر بن حبیش رضؓ سے روایت ہی کہ جناب علی رضؓ نے فرمایا قسم اوس ذات پاک کی جسنے ادنیٰ دانہ سے درخت اوگایا اور روح پیدا کی نبی امّی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے بتاکید فرمایا ہی۔ اے علی رضؓ تمکو مرد ایماندار ہی چاہیگا اور منافق تم سے بغض رکھیگا۔ یہ حدیث صحیح مسلم مین ہی۔

حدیث۔ صحیح بخاری مین بروایت براء بن عازب منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اے علی تم مجھسے ہو اور مین تمسے۔

حدیث۔ امام ترمذیؒ بروایت عمران بن حصین رضؓ نقل کرتے ہین کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ علی مجھسے ہین اور مین علی سے ہوں اور علی رضؓ ہر مرد مومن کے دوست و ناصر ہین۔

حدیث۔ سلمان رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا سب سے اول اسلام لانیوالے

اور سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھسے حوض پہ ملنے والے علیؓ ہین۔

حدیث۔ زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ جناب حبیب رب العلمین نے حضرات علی۔ فاطمہ۔ حسنین رضی اللہ عنہم کے حق مین ارشاد فرمایا۔ جس سے تم لڑو اوسکے واسطے مین بہی لڑائی ہون (یعنی لڑنے والا) اور جس سے تم صلح کرلو مین بہی اوسکے حق مین صلح ہون۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰؓ فرماتے ہین کہ جب مین نے آنحضرت صلعم سے کچھہ سوال کیا آپنے میرا سوال پورا کیا اور جب مین نے سکوت کیا تو میرے سوال سے قبل مجھکو عنایت فرمایا۔

حدیث۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگ طائف کے دن حضور فخر رسل نے امیر المومنین علیؓ کو علیحدہ بلاکر دیر تک سرگوشی اور راز کی باتین کین۔ لوگون نے کہا۔ حضور نے بہت دیر تک اپنے چچیرے بہائی سے صلاح ومشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ مین نے کیا اونسے مخفی باتین کین بلکہ دراصل خدا ہی نے یہہ کیا۔

حدیث۔ حضرت ام عطیہ فرماتی ہین۔ حضور نبی مکرم نے جناب علیؓ کو ایک لشکر کا سردار کر کے کسی مہم پر روانہ فرمایا۔ مین نے سنا کہ حضور دونون ہاتہہ اوٹہائے دعا مانگ رہے تہے۔ خدایا۔ جبتک علیؓ کو بخیریت زندہ نہ دیکھہ لون مجھکو موت نہ آوے یہہ حدیثین ترمذی مین ہین

حدیث۔ امام احمد بروایت جناب ام سلمہؓ نقل کرتے ہین کہ حضور رسول خدا ارشاد فرماتے ہین۔ جسنے علیؓ کو برا کہا اوسنے مجھکو برا کہا۔

حدیث۔ بروایت امام نسائی جناب علیؓ سے مروی ہے کہ حضور نبوی مین جو میرا مرتبہ تہا وہ کسیکو نہ تہا مین پچھلی رات تڑکے خدمت نبوی مین حاضر ہوتا اور حجرہ مبارک کے باہر سے کہتا السلام علیک یا نبی اللہ۔ پس اگر آپ کہنکہارتے تو مین واپس جاتا ورنہ حجرہ کے اندر داخل ہوتا

حدیث۔ جناب علی فرماتے ہین۔ ایکمرتبہ مین بیمار ہوا جناب رسول معظم میرے پاس تشریف لائے

مین اوسوقت شدت و تکلیف مرض مین یہہ دعا مانگ رہا تھا۔ خداوندا۔ اگر میری موت آن پہونچی ہے تو اس عذاب سے جلد نجات دیکر راحت نصیب فرما اور اگر ابھی زندگی کے دن باقی ہین تو یہہ مرض دفع کر اور اگر میرا امتحان اور جانچ ہے تو مجھکو صبر مرحمت فرما۔ حضور نے یہہ دعا سنکر فرمایا۔ تمنے ابھی کیا کہا۔ مین نے وہی الفاظ اعادہ کیے۔ آپنے مجھکو ایک لات ماری اور فرمایا یہہ دعا مانگ۔ خدایا مجھکو اس مرض سے شفا دے۔ جناب علیؑ فرماتے ہین کہ اوس دن سے آج کا دن ہے مجھکو وہ مرض پھر نہوا۔

حدیث۔ بروایات متعددہ حضرت ابن عمرؓ علیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا مین علم کا شہر ہون علیؓ اوسکے دروازہ ہین۔ ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ ہے۔ جو شخص علم کا طالب ہو وہ علی کے پاس آوے اور ترمذی مین ہے۔ مین حکمت کا گھر ہون اور علی اوس کا دروازہ۔

حدیث۔ حاکم بسند صحیح جناب علیؓ سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا۔ مجھکو حضور سرور عالم نے یمن کا عامل مقرر فرما کر روانہ کیا۔ چلتے وقت مین نے عرض کیا حضور مجھکو حکومت پر بھیجتے ہین اور مین تو ابھی جوان (ناتجربہ کار) ہون مجھکو یہہ بھی نہین معلوم کہ فیصلہ کرنا اور مقدمات طے کرنا کسکو کہتے ہین۔ آپنے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا "خداوندا علیؓ کے دلکو راہ نیک دکھا اوسکی زبان حق بات پر ثابت رکھنا" جناب علیؓ کا قول ہے کہ قسم اوس ذات پاک کی جو دانہ پھوڑ کر اوسمین سے درخت اُگاتا ہے مین نے دو شخصونکے درمیان کبھی کسی مقدمہ مین فیصلہ کرنے مین کسی طرح کا شک نہین کیا۔ (بلکہ کیسا ہی باریک اور اُلجھاؤ والا مقدمہ کیون نہو جب میرے روبرو پیش ہوا بے دھڑک و بلا تردد فیصل کردیا)

ایک روایت مین ہے اقضاکم علیؓ یعنی تم لوگونمین بڑے فیصلہ کرنے والے علیؓ ہین

اسکا سبب اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ رسول معظم کی خدمت مین دو شخص اہل خصومت حاضر ہوے۔ ایک نے دعوی کیا۔ حضور میرے پاس ایک گدہا تہا اور اس شخص کے پاس ایک بیل۔ اسکے بیل نے میرے گدہے کو مار ڈالا۔ حاضرین جلسہ سے ایک صاحب بول اوٹہے کہ جانور بے زبان پر کیا ضمان و تاوان ہے۔ جبیب اکرم نے فرمایا۔ اے علی۔ تم ان دونون مین تصفیہ کردو۔ جناب علی رض نے فریقین سے سوال کیا۔ یہہ دونون رسی مین بندہے تہے یا کہلے تہے یا ایک بندہا اور ایک کہلا تہا۔ فریقین نے جواب دیا۔ گدہا بندہا تہا مگر بیل چہوٹا ہوا تہا اور بیل کا مالک اوسکے پاس تہا۔ آپنے حکم دیا۔ بیل والے پر ضمان ہی گدہے کی قیمت اوسکے مالک کے حوالہ کرے۔ جناب رسول الثقلین نے یہہ فیصلہ پسند فرمایا اور یہی حکم جاری کیا۔

کسی نے جناب علی رض سے سوال کیا۔ کیا بات ہی جو آپ احادیث نبوی بہ نسبت دیگر صحابہ رض کے زیادہ تر روایت کیا کرتے ہین۔ آپنے جواب دیا۔ جب مین حضور سرور کائنات سے کوئی بات پوچہتا حضور مجہکو جواب دیتے اور اگر مین آپکی خدمت مین خاموش بیٹہا رہتا تو آپ خود مجہسے گفتگو شروع فرماتے۔

حدیث۔ بروایت ام المومنین جناب ام سلمہ رض منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم حالت غضب مین ہوتے تو کسی کی مجال نہ ہوتی کہ حضور سے بات کرے مگر جناب علی رض اوسوقت بہی آنحضرت صلعم سے کلام کرتے تہے۔

حدیث۔ حضرت ابن مسعود رض سے منقول ہی کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا۔ علی رض کیطرف نظر کرنا عبادت ہے۔

حدیث۔ ام المومنین جناب ام سلمہ سے روایت ہی کہ جناب رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ جسنے علی کو دوست رکہا اوسنے مجہکو دوست رکہا اور جسنے علی سے بغض رکہا اوسنے مجہسے

بغض رکھا اور جسنے مجسے بغض رکھا تو اوسنے اللہ جل شانہ سے بغض رکھا۔
حدیث۔ ابو سعید خدری رحؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے حضرت علی مرتضی رضؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ای علیؓ تم موافق حکم قرآن شریف کے لڑوگے جیسا کہ اسوقت بھی بموجب حکم خدا کفار سے جہاد کیا۔
حدیث۔ جناب ام سلمہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا۔ علیؓ قرآن کی ساتھہ ہین اور قرآن انکے ساتھہ رہیگا یہانتک کہ دونون قیامت کے دن مجھسے حوض کوثر پر آملین۔
حدیث۔ زید بن ارقم رضؓ کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ علی رضؓ کے دروازہ کے سوا سب گھرونکے دروازے جو مسجد مین تھے بند کر دینے کا حکم دیا اس باب مین تم مین سے کسی نے کچھہ کہا۔ واللہ مین نے اپنی طرف سے کسیکا دروازہ بند نہین کیا بلکہ مجھکو خدا کیجانب سے جیسا حکم ہوا مین نے اوسکی تعمیل کی۔
علامہ ابن حجر رحؒ نے پورا قصہ اس طرح بحوالہ زید بن ارقم نقل کیا ہے کہ بعض صحابہ کرام کے مکانات جو مسجد سے متصل تھے اونکے دروازے مسجد کے اندر تھے اور آمد و رفت اون مکانونمین مسجد سے ہوکرتی تھی آنحضرت صلعم نے فرمایا سب دروازے ادہر والے بند کر دو صرف علیؓ کا دروازہ کھلا رہنے دو۔ چنانچہ اسکی تعمیل کی گئی۔ اسپر صحابہ نے گفتگو کی تو آپنے وہ ارشاد فرمایا جو اوپر گذرا۔
صواعق محرقہ مین ہے کہ اسی مضمون کی حدیث جناب ابوبکر رضؓ کے مناقب مین وارد ہے اور ان دونون مین تعارض نہین۔ کیونکہ یہہ واقعہ زمانہ سابق کا ہے اور جناب ابوبکر رضؓ کے بارہ مین جو ارشاد ہوا وہ وقت مرض الموت کے ہے۔
علامہ ابن حجر اس جگہہ بعد ذکر طرق ہر دو حدیث کے لکھتے ہین۔ ابن جوزی رحؒ نے

یہہ حدیث موضوعات مین شمار کی ہے اور علت اسکی یہہ ذکر کی ہے کہ حدیث درباب جناب ابوبکرؓ صحیح ہے اور یہہ اوسکے مخالف ہے مگر ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع گننے مین سخت خطا کی محض اپنے گمان فاسد سے یہہ حکم دیدیا اور کثرت طرق روایت کو بالکل نہ دیکھا باوجودیکہ دونون حدیثون مین باہم تطبیق ممکن ہے۔ بزار نے اپنی مسند مین لکھا ہے کہ حدیث علیؓ کے راوی اہل کوفہ ہین اور وہ جملہ روایات حسن ہین۔ ابوبکرؓ والی حدیث کے ناقل اہل مدینہ ہین اور حدیث بروایت ابوسعید خدریؓ سے (جو ترمذی مین ہے اور جسکے الفاظ یہہ ہین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی۔ تمہارے اور میرے سوا کسیکو درست نہین کہ حالت جنابت مین مسجد سے ہوکر گذرے) دلیل صاف ہے کہ جناب علیؓ کا دروازہ آمدورفت مسجد مین تہا۔ دراصل قصہ یہہ ہی کہ جناب علیؓ کے مکان کا دروازہ مسجد مین تہا اور دیگر صحابہ کے دروازے مسجد سے باہر ہی تہے جو بند کر دیئے گئے۔ انکے گہر کا راستہ اسی طرف تہا لہذا دروازہ قائم رہا اب خلاصہ اس توجیہ کا یہہ ہوا کہ دروازہ بند کرنے کا حکم دوبارہ ہوا ہے پہلی مرتبہ مین جناب علیؓ اس حکم سے مستثنیٰ ہوے بار دوم مین جناب ابوبکرؓ کیونکہ صحابہ کرام کے گہر مین دوہرے دروازے تہے مسجد کے اندر اور مسجد سے باہر دوسری طرف ہی مگر جناب علیؓ کے گہر کا دروازہ صرف ایک ہی مسجد کے اندر تہا جسوقت سب کے دروازے مسجد کی طرف والے بند کر دیئے گئے تو لوگون نے آسانی کیواسطے تاکہ مسجد مین نماز کے وقت آنے جانے مین سہولت ہو کہڑکیان لگالین۔ بار دیگر کہڑکیان ہی بند کر دی گیئن۔ صرف جناب ابوبکرؓ کے مکان کی کہڑکی جو مسجد مین تہی قائم رہی۔ (فتح الباری)

حدیث عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے۔ تم لوگ علی سے کیا چاہتے ہو (تین بار فرمایا) وہ مجہسے ہین اور مین اونسے۔ میرے بعد علی ہر مومن بندہ کے دوست اور مددگار ہین

حدیث مین لفظ مولیٰ وارد ہے اور مولیٰ بمعنی اولی بمعنی حقدار یا حاکم یا خلیفہ مراد لینا اور جناب علیؓ کی خلافت بلافصل جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ثابت کرنا۔ استعمال فصحا کے خلاف اور لغت سے بعید از قیاس ہے اس کی تحقیق صواعق محرقہ مین مذکور ہے

حدیث۔ انسؓ سے مروی ہو کہ حضور سرور عالم صلعم نے ارشاد فرمایا۔ مرد مومن کی نشانی اوسکے ایمان کی علامت علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

حدیث۔ جابر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔ علیؓ نیکون کے امام و سردار ہین۔ قاتل کفار بدکار ہین جو انکی نصرت کرے وہ منصور ہی جو انکی ذلت کا خواہان ہو وہ ذلیل و مردود بارگاہ معبود ہے۔

حدیث۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ علیؓ جنت مین ایسے روشن و تابان ہونگے جیسے صبح کا ستارہ دنیا والون کو اپنی روشنی سے نورانی کر دیتا ہے۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰ حضور سرور عالم صلعم سے روایت کرتے ہین علی ایماندارونکے یعسوب (سردار) ہین اور مال منافقونکا سردار ہے۔

حدیث۔ حضور سرور کائنات صلعم نے فرمایا۔ چار شخص ہین جنکی محبت منافق کے دل مین نفاق کیساتھ جمع نہین ہوسکتی اور اونکو ایماندار ہی چاہیگا۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حدیث۔ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین مرض الموت مین باہر تشریف لائے۔ ہم لوگ فجر کی نماز مین تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ مین تم لوگو نمین کتاب اللہ اور اپنی سنت چھوڑے جاتا ہون میری سنت سے قرآن شریف کو گویا کرو ہرگز تمہاری آنکھین نابینا نہ ہونگی اور کبھی تمہارے قدم صراط مستقیم سے الگ نہ پڑینگے اور جبتک تم دونکو لئے

رہوگے کبھی تمہارے ہاتھہ قصور نہ کرینگے" پہر حضرات علی وعباس رض کے جانب اشارہ کرکے فرمایا۔ ان دونونکے حق مین نیکی اور خیر کی وصیت کرتا ہون۔ جو شخص انکی حفاظت کریگا اور انکی ایذا رسانی سے اپنے ہاتھہ وزبان کو روکیگا قیامت کے دن اُسکو خداوند تعالیٰ ایسا نور کرامت فرماویگا جسکی روشنی مین میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ جاویگا۔

حدیث۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رض سے روایت ہے کہ جب رسول خدا فتح مکہ سے فارغ ہوکر طائف مین تشریف لائے اور بعد محاصرہ سترہ یا اونیس راتونکے ایک روز آپنے خطبہ پڑہا تو بعد حمد وثنا کی ارشاد فرمایا "اے لوگو مین تمکو اپنی اہلبیت کے حق مین بہلائی اور نیکی کرنیکی نصیحت کرتا ہون۔ تم لوگ قیامت کو مجہسے حوض پر ملوگے قسم اوس ذات پاک کی جسکی قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ تم لوگ نماز قائم رکہو۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ ورنہ مین اپنی کسی آدمی کو تمپر مسلط کردونگا کہ وہ تمہاری گردنین قلم کردیگا" یہہ فرماکر جناب علی مرتضیٰ رض کا ہاتھہ پکڑ کر فرمایا۔ وہ شخص یہی ہے۔

حدیث۔ جناب علی رض فرماتے ہین۔ حضور سرور کائنات کسی باغیچہ مین تشریف رکہتے تھے کہ مجھکو طلب فرمایا اور ارشاد کیا۔ واللہ مین تمسے راضی ہون تم میرے بہائی ہو۔ میرے لڑکون کے والد مشفق۔ میرے طریق پر قتال وجدال کرنا۔ جو کوئی میرے قول وقرار پر مرا وہ جنت کے خزانونمین ہی اور جو تمہارے عہد پر مرا اوسنے بہی اپنا کام پورا کرلیا اور جو شخص تمکو تمہارے بعد چاہیگا اوسکا خاتمہ ایمان پر اور تا قیامت امن کے ساتہہ ہے۔

ثنا وتوصیف از اقوال صحابہ کرام

حضرت عمر فاروق رض نے جناب علی مرتضیٰ کی شان مین فرمایا۔ علیؓ ہم لوگونمین بڑے فیصلہ

کرنیوالے ہین حضرت ابن مسعود رض کا قول ہے۔ اہل مدینہ مین آپ اچھے قاضی اور حکم کرنیوالے ہین حضرت ابن عباس رض نے فرمایا۔ اگر کوئی معتمد شخص ہمارے سامنے جناب علی رض کے فتوے اور احکام بیان کرے تو ہم مقدمات مین انسے باہر کوئی فتویٰ نہ دینگے۔ جناب فاروق رض ایسا مرشوار اور مقدمہ پیچیدہ مین کہ جناب علی رض کی رائے نہ ہوتی اس سے پناہ مانگتے تھے۔

جناب فاروق رض سے منقول ہے۔ جناب علی رض کے ماسوی صحابہ مین کوئی ایسا نہ تہا جسکا یہہ قول ہو کہ مجھسے سوال کرو۔

حضرت ابن مسعود رض کہتے تھے۔ اہل مدینہ مین علم فرائض کے عالم اور کار قضا و افتا مین جناب علی رض سب سے اعلیٰ ہین۔ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض کے سامنے آپکا ذکر آگیا تو فرمایا سنت کے بڑے عالم علی رض ہین مسروق کا قول ہے جناب رسول خدا کے اصحاب کو جو علم حاصل ہے وہ حضرات عمر۔ علی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہم تک منتہی ہوتا ہے (راقم۔ اگر اس علم سے علم باطنی مراد ہو تو بہت موزون ہی) عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہین جناب علی رض کو ملکہ راسخہ علم مین حاصل تہا۔ قدامت اسلامی۔ آنحضرت صلعم کی دامادی کی فضیلت۔ احادیث نبوی کی سمجھہ بوجھہ۔ جنگ کفار مین علوی شان۔ سوال مین سخاوت آپکی ذات بابرکات مین مجتمع تھے حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین جس جگہہ قرآن مجید مین یا ایہا الذین آمنوا کا لفظ ہی جناب علی خاص اس مین ضرور شامل ہین بلکہ اس باب مین گویا آپ اسکے امیر و سردار ہین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جناب علی رض کو تین چیزین ایسی بے نظیر عطا ہوئین کہ اگر مجھکو اونمین سے ایک بھی مل جاتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ کسی نے سوال کیا وہ کون سی ہین جواب دیا۔ جناب سید المرسلین کی صاحبزادی اونکی عقد مین آئین اونکے واسطے مسجد مین رہنا جائز ہے یہ روز فتح خیبر حضور سرور عالم نے علم عنایت فرمایا۔

روایت ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیؑ کوفہ مین داخل ہوے ایک حکیم عرب کا باشندہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا۔ واللہ اے امیر المومنین۔ آپکی ذات پاک سے خلافت کو زینت حاصل ہوئی۔ خلافت نے کچھ آپکی زینت دوبالا نہ کی بلکہ آپکے وجود باجود سے خلافت کا مرتبہ عالی ہوگیا۔ کچھ آپکی عزت اس سے افزون نہ ہوئی۔ بیشک خلافت آپ ایسے خلیفہ کی محتاج تھی مگر آپکو کچھ اسکی پرواہ نہ تھی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہین مین نے اپنے باپ سے کہا کہ جناب علیؓ و معاویہؓ کا کچھ حال بیان کیجئے۔ جواب دیا۔ جناب علی مرتضیٰ کے دشمن بہت تھے اونھون نے بہت کچھ آپکے عیوب و نقائص ٹٹولے مگر ایک بات بھی قابل گرفت ہاتھہ نہ آئی۔ لاچار ایسے شخص کے پاس پہونچے جو آپ سے جنگ و جدال و قتال کر چکے تھے۔ ان دشمنون نے اونکو اپنے جال مین پھانس لیا۔ (حاصل یہ ہی کہ امیر معاویہؓ آپ کے برخلاف تھے لہذا دشمنون نے موقع پاکر انکو ملا کر اپنا ہمزبان و ہم خیال بنالیا۔) (صواعق محرقہ)

ازالۃ الخفا مین احادیث مذکرہ بالا کے علاوہ جو احادیث فضائل مرتضوی مین لکھی ہین ان مین سے ہم کچھ حدیثین اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے ابو عبداللہ جدلی سے فرمایا۔ کیا تم لوگون مین ایسے بھی ہین جو حضور سرور کائنات کو گالی دیتے ہین۔ اونھون نے جواب دیا۔ معاذ اللہ ایسا کون ہے ام المومنین نے فرمایا۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ جسنے علیؑ کو گالی دی اوسنے مجھکو گالی دی

روایت ہے کہ ایک شخص شامی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور جناب علیؑ کو بُرا کہنے لگا۔ آپنے اوسپر سنگریزے پھینک مارے اور فرمایا۔ اے دشمنِ خدا تونے رسول اللہ کو ایذا دی۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے جسنے اللہ اور اوسکے رسولؐ کو ایذا دی اوسپر دین و دنیا مین

خدا لعنت اوتارتا ہی اور اوسکے واسطے عذاب رسوائی کا ہے۔ اگر نبی اکرم اسوقت زندہ ہوتے تو ضرور تیرے کلام سے ایذا پاتے۔

حدیث۔ ام المومنین جناب عائشہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میرے پاس سردار عرب کو بلاؤ مین نے عرض کیا ای رسول اللہ کیا آپ سید العرب نہین ہین۔ فرمایا۔ مین سردار و سید اولاد آدم ہون اور علی سید العرب ہین۔

حدیث۔ زید بن ارقمؓ سے مروی ہی کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا جس شخص کو محبوب ہو کہ میری سی زندگی پاوی اور میری سی موت کی تمنا اوسکو ہو اور جنت خلد کی جسکا وعدہ پروردگار عالم نے کیا ہی آرزو رکھتا ہو تو وہ علی کا دوست بن جاوے۔ علیؓ تمکو ہرگز راہ حق سے نہ الگ کرینگے اور کبھی چاہ ضلالت مین نہ ڈالین گے۔

جناب علیؓ فرماتے ہین۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ اس آیت مین قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرانیوالے جناب رسول خدا ہین اور مین ہادی ہون۔

حدیث۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لیگئے اور اونسے فرمایا۔ اے فاطمہ مین اور تو اور یہہ مرد سونے والا۔ (حضرت علیؓ) اور یہہ دونون (حضرات حسنینؓ) قیامت مین ایک جگہہ ہونگے۔

حدیث۔ ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول معظم نے فرمایا مین نے جناب باری سے دعا مانگی تہی کہ جس شخص کو مین اپنی بیٹی بیاہ دون یا جن عورتون سے مین خود نکاح کرلون وہ سب میرے ساتہ جنت مین ہون خداوند تعالی نے یہہ دعا میری قبول فرمائی۔

حدیث۔ عبد اللہ بن سعدؓ راوی ہین کہ جناب خاتم النبیین نے فرمایا ہے۔ میرے پاس خداوند تعالی نے تین مرتبہ وحی بھیجی کہ علیؓ مومنون کے سردار۔ پرہیزگارونکے امام۔ میری امت کو

یکجا کر کے جنت مین لیجانے والے ہین۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین۔ مین ایک روز حضور اقدس کے ہمراہ مدینہ کے کوچون مین سیر کر رہا تہا۔ آپکے دست مبارک مین میرا ہاتہہ تہا۔ سیر کرتے کرتے ہم دونون ایک باغ مین داخل ہوی۔ مین نے باغ کی نظافت و شادابی دیکھکر عرض کیا حضور کیا ہی نفیس باغ ہے۔ ارشاد پاک ہوا۔ اے علی۔ تمہارا باغ جنت کا اس سے زیادہ شاداب ہی۔

حدیث۔ جناب علیؓ فرماتے ہین کہ مین ایک دفعہ بیمار ہوا حضور سرور دوجہان میری عیادت کو تشریف لاے۔ مین لیٹا ہوا تہا آپ مجہسے تکیہ لگا کر بیٹہہ گئے اور اپنی چادر مجہکو اوڑہا دی جب حضور نے دیکہا کہ مجہکو کچہہ تسکین ہی مسجد مین تشریف لیگئے اور بعد نماز پہر تشریف لاے اور مجہپر سے چادر اوٹہا کر فرمایا۔ ای علی۔ اوٹہو۔ مین اوٹہہ بیٹہا گویا کوئی شکایت ہی مجہکو نہ تہی پہر آپنے فرمایا مین نے جو دعا خدا سے مانگی اوسنے قبول فرمائی اور مین نے کبہی کوئی دعا خاص اپنے واسطے نہین مانگی مگر تمکو اوسمین ضرور شریک کر لیا۔

حدیث۔ امیر المومنین جناب مرتضوی ؓ سے مروی ہے کہ سردار دوجہان محبوب یزد سبحان نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ تم بہشت برین مین ایک خزانہ کے مالک ہوگے اور تم جنت کے دونون سرونکے محافظ اور صاحب ہوگے۔ خبردار (محرمات پر) ایک نظر کے پیچہے دوسری نظر کبہی نہ لگانا۔ نظر اول (جو بلا قصد ہو) تمہارے واسطے حلال و جائز ہے اور نظر ثانی (جو قصداً ہو) وہ تمہارے حق مین وبال ہے۔ راقم۔ اسی معنی مین یہہ شعر ہے۔

دو چیز صفت حلالست وہم بشرع درست		سرو دخانہ بہمسایہ حسن رہگذرے

حدیث۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جناب علیؓ کو چار فضائل حاصل ہین جو کسی مین نہین جملہ اہل عرب و عجم مین آپ اول وہ شخص ہین جسنے حضور سرور عالم کے ساتہہ نماز پڑہی۔ آپ ہر وہ مین

لشکر نبوی کے علم بردار رہے۔ آپ غزوہ احد مین جناب رحمۃ للعالمین ؐ کے ساتھہ رہے اور لوگون کے قدم اوکھڑ گئے تھے مگر آپ صبر و استقلال کے ساتھہ معرکہ جنگ مین ثابت قدم رہے۔ آپ نے آنحضرت ؐ کو بعد وفات شریف غسل دیا اور قبر مین اوتارا۔

حدیث - ام المومنین جناب ام سلمہ ؓ فرماتی ہین مین بقسمیہ کہتی ہون کہ علی ؓ کا درجہ حضور نبوی مین بہت بڑا تھا حضور شفیع المذنبین کی رحلت کے دن کا قصہ ہے کہ ہم لوگ حضور کی عیادت کو گئے ہوے تھے وقت صبح کا تھا۔ آپ بار بار فرماتے تھے۔ کیا علی ؓ آگئے۔ کیا علی آگئے۔ بی بی فاطمہ ؓ نے عرض کیا۔ کیا آپنے اونکو کسی کام کو بھیجا ہے۔ (ابھی تو وہ نہین آے) بعد کچھہ دیر کے جب علی ؓ آگئے تو مین نے خیال کیا کہ حضور علی ؓ سے کچھہ فرمائینگے لہذا یہان تخلیہ ہو جانا مناسب ہے اس خیال سے ہم لوگ ادہر اودہر ہوگئے۔ مین دروازہ کے قریب بیٹھ گئی۔ جناب سرکار کائنات علی ؓ کی طرف جھک گئے اور دونو مین کچھہ مشورہ و صلاح ہوتی رہی۔

حدیث - انس ؓ کہتے ہین کہ مین حضور نبوی کی خدمت گذاری مین رہا کرتا تھا۔ ایک روز کسی نے ایک چوزہ مرغ بریان آپکو ہدیہ بھیجا۔ آپنے فرمایا۔ خداوندا۔ اپنے محبوب ترین مخلوق میں کیسیکو بھیجدے جو میرے ساتھہ یہہ گوشت کھاوے۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے اپنے جی مین کہا۔ خدا کرے وہ شخص انصار مین سے ہو۔ اتنے مین جناب علی ؓ آگئے۔ مین نے کہا جناب نبی اکرم اسوقت کسی کام مین ہین۔ حضرت علی ؓ واپس گئے۔ پھر دوبارہ آے اور اذن چاہا۔ حضور نے حکم دیا کہ دروازہ کھول دو اور انکو آنے دو۔ پھر مجھسے فرمایا۔ تم نے ایسا کیون کیا۔ مین نے عرض کیا۔ حضور مین نے آپکی دعا سنکر یہہ چاہا تھا کہ جو شخص آپکو مطلوب ہے وہ میری قوم سے ہو۔ آپنے فرمایا۔ ٹھیک ہے ہر شخص اپنی ہی قوم کو چاہتا ہے۔ یہہ روایت ترمذی نے اگرچہ بسند غریب نقل کی ہے مگر اسکی تائید اور روایات سے اسقدر ہوگئی ہے کہ اسکی غرابت جاتی رہی۔

خصائل حمیدہ واوصاف پسندیدہ

قادر توانا خالق ارض وسمانے ہمارے ممدوح آقاے ذی وقار کی اصل فطرت مین وہ کمالات امانت رکہی تہے جو خواص افرادبنی آدم اور اشراف رجال نوع انسان مین ہوتے ہین۔اسیواسطے آپ جامع اخلاق حسنہ تہے شجاعت وقوت۔حمیت۔وفاوغیرہ اوصاف مین آپکو کامل حصہ عنایت ہواتہا۔پہر جود الٰہی نے ان اخلاق سنیّہ کو اپنی مرضیات مین صرف کیااو فیض بیحد آفیاض شامل حال ہو کر باعث ترقی مقامات عالیہ ہوا۔

شجاعت۔آپکو خداداد طاقت وشجاعت تہی اگر آپکی شجاعت کے قصے لکہے جاوین تو ایک دفتر ہوجاوے بطور نمونہ دوچار روایات ہدیہ ناظرین ہین۔باقی اپنے موقع پر ندکو رہونگے آپ شجاعت مین سب پر مقدم او رشجاعان طبقہ اولی مین ہین۔جملہ بہادران عرب مین ایک فرد کامل وممتاز ہین۔آپکو بہادران زمانہ مانتے تہے۔ابتک آپکی شجاعت کی وہ شہرت ہے کہ جب دلیرون بہادرون کا ذکر آتا ہے آپ کا نام نامی سب مین اول ہوتا ہے جناب علی رض سے منقول ہے کہ جس ذات پاک کے قبضہ مین ابن ابی طالب کی جان ہے اوسکی قسم کہاکر کہتا ہون کہ ہزار ہاتہہ تلوار کے مارون اور لڑائی مین ماراجاؤن یہہ مجہکو بہت آسان ومرغوب ہے اس بات سے کہ بستر پر پڑے پڑے جان دون۔

ایک عرب کا قول ہے۔جب ہم لوگ کسی لڑائی مین لشکر لیکر نکلتے اور جس لشکر مین آپ ہوتے اوس لشکر سے مقابلہ ہوتا تو ہم لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہوجاتے اور ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگتے تہے۔

منقول ہی کہ جناب علی رض نے امیر معاویہ رض سے کہا تم نے لوگونکو لڑائی کیواسطے بلایا ہے

اب ان سب کو تو الگ رہنے دو اور آؤ ہم تم دونون آپس مین ایک دوسرے سے نبٹ لین تا کہ لوگ واقف ہو جاوین کہ ہم تم دونون مین کسکا آئینہ دل زنگ کدورت سے صاف ہے اور کسکی آنکھون پر پٹی بندھی ہے۔ مجھکو تو تم خوب جانتے ہو کہ مین ابوالحسن ہون۔ تمہارے دادا اور ماموں بھائی کو بدر کے دن کیسا کچل کچل کر مارا ہے۔ میری یہہ تلوار وہی ہے اور مین ایسے ہی قوی دل سے دشمن کا مقابل ہوتا ہون۔

مروی ہے کہ کسی نے آپ سے سوال کیا۔ اے علی ؑ عین موقع جنگ مین آپ کہان ملین گے جواب دیا۔ وقت آغاز جنگ کے جس جگہہ مجھکو چھوڑوگے اوسی مقام پر پاؤگے۔ (یعنی مین قدم جما کر ایک جگہہ لڑتا ہون) یہہ آپ کے کمال ثبات واستقلال کی دلیل ہے۔

کسی نے آپسے پوچھا۔ آپ کسطرح بڑے بڑے بہادرونکو قتل کر ڈالتے ہین۔ فرمایا۔ مین جسوقت دشمن سے قریب ہوتا ہون تو یہہ فرض کر لیتا ہون کہ ضرور اسکو قتل کرونگا اور میرا مقابل بھی جان جاتا ہے کہ علی مجھکو مار لینگے۔ پس مین اور اوسکی پست ہمتی دونون ملکر اُسکے قتل کا باعث ہوتی ہین۔

مصعب بن زبیر ؓ کہتے ہین۔ جناب علی ؑ لڑائی کیوقت نہایت ہوشیار اور چالاک رہتے تھے۔ ہوش وحواس قائم رکھتے تھے۔ لڑائی کے داؤن گھات خوب یاد تھے کسیکو قدرت نہوتی تھی کہ آپ پر قابو پا سکے۔ آپکی زرہ صرف آگے کی جانب تھی اور پشت خالی رہتی تھی کسی نے آپسے کہا۔ کیا آپکو اس بات کا اندیشہ نہین کہ دشمن پس پشت آکر آپ پر حملہ کرے اور نصیب دشمنان کوئی صدمہ پہونچاے۔ فرمایا۔ اگر مین اس حالت کو پہونچ جاؤن اور ایسا غافل و بدحواس ہو جاؤن کہ دشمن میرے پیچھے آکر مجھپر وار کرے اور مین اسکو اتنی مہلت دون تو ایسے وقت تک خدا مجھکو زندہ نہ رکھے۔ (مستطرف)

وفا۔ آپ مین ایک امر خلقی تہی جسکی بدولت مقام محبت آپکے واسطے مرحمت فرمایا گیا یہہ معنی احادیث متعددہ سے ثابت ہین۔ آپ کا محبوب خدا ورسول ہونا اور خدا ورسول کا آپکے محبوب ہونا دلائل واضحہ سے ظاہر ہے۔

مقابلہ اعدا و دفع دشمنان خدا۔ (یہہ شجاعت کا ثمرہ ہی) اور یہہ آپکے سوابق اسلامیہ کے متعلق ہی اور آخرت مین اسکا نتیجہ عجیب وغریب مرحمت ہوگا۔ آیہ کریمہ۔ **ھذان خصمان اختصموا** الخ۔ آپکے حقمین اور آپ کے دیگر رفقا کی شان مین نازل ہوئی ہے۔

صحیح بخاری مین جناب علی رضؓ سے مروی ہے کہ مین قیامت کیدن خدا کے روبرو زانو کے بل کہڑا ہوکر اپنے مخالفین سے مخاصمت کرونگا۔ قیس کا قول ہے کہ آیت **ھذان خصمان اختصموا فی ربھم**۔ جنگ بدر کے مجاہدین جناب حمزہ۔ علی۔ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ۔ عتبہ بن ربیعہ۔ ولید بن عتبہ کا قران قریش کے باب مین نازل ہوئی ہے

سختی۔ دلیری۔ کسیکی پرواہ نہ کرنا۔ خدا کے کام مین لحاظ قرابت کرکے اوسکے کام سے باز نہ رہنا ان امور کے ذریعہ سے آپ امر منکر ومکروہ سے لوگونکو روکتے رہے۔ بیت المال کی حفاظت کی اوسکو خدا کے کامونمین صرف کیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ اے لوگو۔ علی کی شکایت میرے سامنے نہ کرو وہ تو خدا کی راہ اور اوسکے کامونمین بڑے سخت ہین۔

اپنی قوم کی حمایت۔ اپنے بہائیون کی طرفداری وحفاظت مثلاً اپنے کسی بہائی کے مرتبہ ومنصب قائم ہونے مین سعی وکوشش بلیغ کرنا اور اوسکی نصرت مین ہمت قوی سے کام لینا یہہ خصلت خواص قوم اشراف مین ہوتی ہے جب برہنمائی فیض الٰہی داعیہ اشاعت اسلام واعلاء کلمۃ اللہ آپکی ذات مقدس مین پیدا ہوا آپنے اس خلقی عادت سے کام لیا اور اس معنی عقلی کو آپنی خارج مین ظاہر کر دکہایا اسکا اثر عجیب ورمقام غریب حاصل ہوا کہ اخوت رسول۔

موالاۃ۔ (دوستی و نصرت) یا دیگر الفاظ وصی ۔یا وارث سے تعبیر کرسکتے ہین۔ (در باب موالاۃ احادیث اوپر گذرین) جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور پر نور کے حین حیات فرماتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر رسول خدا مر جاوین یا مقتول ہون توکیا تم اپنے پیچھے اولٹ پڑوگے۔ واللہ باللہ۔ ہم دین اسلام چھوڑ کر اولٹے پائون کبھی نہ پھرینگے۔ ہمکو تو خدا نے راہ حق دکھلادی۔ اگر ہمارے رسول مر جائین یا مارے جائین توہم ہی تا زیست تو دکفار سے لڑے جائینگے اور جس بنا پر حضور جہاد کرتے ہین ہرگز یہہ طریق ترک نہ کرینگے۔ مین آنحضرت صلعم کا بہائی۔ ولی۔ دوست و ناصر ہون۔ علم نبوی کا وارث ہون۔ اس باب مین مجھسے زیادہ حقدار کون ہے۔ (ازالۃ الخفاء)

زہد۔ خواہش نفسانی کو حقیر و ذلیل کہنا اور اونکے پیچھے نہ جانا اور بخلاف خواہش نفس عمل کرنا منقول ہے کہ امیر معاویہ نے ضرار سعدی سے کہا جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کچھہ مناقب بیان کرو۔ اونہون نے جواب دیا۔ امیر المومنین مجھکو اس کام سے معاف فرماوین۔ آپنے باصرار فرمایا کہ بیان کرو۔ ضرار نے کہا جب امیر المومنین کی اسدرجہ تاکید ہے تو مین عرض کرتا ہون۔ بخدا اسے لائیزال جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علو شان کی انتہا نہ تھی۔ آپ سخت قوتون والے تھے۔ آپکا کلام حق فیصل (دو ٹوک بات) تہا۔ عدل و انصاف کے ساتہہ حکم کرتے تھے۔ چشمہ علم تھے کہ آپسے علم مثل پانی کے جاری تہا۔ آپکے جملہ حرکات وسکنات سے حکمت و دانائی ٹپکتی تھی۔ دنیا کے سبز و شاداب باغ سے وحشت تاریک شب اور اوسکی وحشت سے الفت تھی۔ خوف الٰہی مین سدا دیدۂ حق بین اشکبار رہتے۔ فکر آخرت مین ہمیشہ ڈوبے ہوے۔ لباس مختصر بقدر ضرورت آپکو پسند تہا۔ غذاے نفیس کی رغبت نہ تھی بلکہ طعام فقیرانہ پر قناعت تھی۔ ہم لوگون مین بلا امتیاز مراتب مثل ایک معمولی شخص کے رہا کرتے تھے۔ جب ہم کسی حاجت مین آپکو یاد کرتے فوراً مستعد ہوتے اگر ہم آپسے طالب انتظار ہوتے تو آپ انتظار کرتے۔ آپکی ہیبت و رعب و جلال اس درجہ پر

غالب تھا کہ باوجود اس قرب مزاج دانی کے کسیکا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ آپ ایسے ہم کلام ہوتا۔ آپ اہل دین کی عظمت رکھتے۔ مساکین کو اپنے قریب کرتے تھے۔ کوئی قوی شخص امر باطل مین آپسے طمع نہ رکھتا ضعیف و بیکس آپکے عدل سے ناامید نہ ہوتا۔ (عبادت و شب بیداری کا یہ حال تھا کہ) مین نے بچشم خود بعض اوقات دیکھا ہے کہ شب تاریک نے اپنی ظلمت سے تمام عالم کو ڈھانک لیا اور تارے غائب ہو گئے مگر آپ ایسے وقت عالم تنہائی مین اپنی ریش مبارک پکڑے محراب مسجد مین کھڑے ہو کر خوف الٰہی سے بیچین و بیقرار مثل خوف زدہ کے تڑپ رہے ہین۔ آپکے رونیکی دردناک آواز احیاناً کان مین پڑ جاتی تو معلوم ہوتا کہ آپ یہ فرما رہے ہین "ای دنیائے غدار مکار تو اور لوگونکو جاکر فریب دے۔ تو اپنا حسن و جمال طمع کیا ہوا مجھ پیش کرتی ہی اور مجھکو اپنا عاشق و فریفتہ بنانا چاہتی ہے۔ کمبخت یہ بات نہوگی نہ ہونی ہے مین تو تجھکو طلاق بائن دی چکا اور اب رجوع نہین کرنے کا۔

ناز و انداز ترا مجھکو عروس دنیا	باعث فتنہ ہو کیونکر جو نہ دیکھون تجھکو
خوشہ چین ہو مرے خرمن کا اگر پروین ہی	نیم جو کی ہی عوض مول نہ لون مین اوسکو

اے نالائق دنیا۔ تیری عمر کوتاہ اور تو بالکل بے قدر ہے۔ افسوس سفر دور و دراز درپیش اور راہ وحشتناک ہے اور آہ زاد آخرت قلیل ہی" حضرت امیر معاویہ یہ سنکر رو دیئے اور اوس جلسہ مین کوئی ایسا نہ تھا جسکے آنسو نہ جاری ہون پھر فرمایا۔ واللہ ابوالحسنؓ ایسے ہی تھے۔ خدا اونپر رحم فرماوے۔ اے ضرار تمکو اونکا غم کس درجہ ہوگا۔ ضرار نے کہا۔ امیر المومنین

اگر دست از دہان آہ آتشبار بردارم	مشبک ہمچو مجمر میتوانم ساخت گردون را

بس یہ سمجھ لیجئے کہ جیسے کسی عورت کا اکلوتا لاڈلا بیٹا اوسکی آنکھونکے سامنے اور اوسیکی گود مین ذبح کر دیا جاوے تو اوس دکھیاری غم کی ماری کے نہ آنسو تھمتے ہین نہ اوسکے رنج و غم کی کوئی

انتہا ہوتی ہے یہی حالت میری ہے۔ (مستطرف)

لباس۔ عبداللہ بن ابی ہذیل کہتے ہین مین نے جناب علی مرتضی رض کو دیکہا کہ آپ ایک موٹا کرتا پہنے تہے اوسکی آستین ایسی تہین کہ جب آپ کہینچتے تو ناخن تک پہونچ جاتین اور چہوڑدیتے تو نصف کلائی تک ہوتین۔

ورع وتقوی۔ شبہات سے پرہیز رکہنا اسدرجہ آپکے مزاج مین تہا کہ حضرت ام کلثوم آپکی صاحبزادی نقل کرتی ہین کہ ایکدفعہ کوئی شخص آپکی خدمت مین ترنج لایا۔ اوسمین سے ایک ترنج آپکے صاحبزادہ امام حسن یا امام حسین رض نے اوٹہا لیا۔ آپنے اون کے ہاتہہ سے لے لیا اور اوسکو بہی تقسیم کردیا۔

مروی ہے کہ اموال غنیمت مین آپکا دستور بالکل موافق عادت جناب ابوبکر کے تہا جس وقت جو مال آتا فوراً تقسیم فرماتے اور بیت المال مین نہ رکہتے البتہ اگر نا وقت ہوتا اور تقسیم کرنے مین تکلف ہوتا تو مجبوری دوسرے دن پر رکہہ چہوڑتے اور یہہ فرمایا کرتے تہے "اے دنیا مین تیرے فریب مین نہ آؤنگا تو اور لوگونکو دہوکا دے" اموال غنیمت مین سے کبہی کوئی چیز اپنے واسطے خاص نہ کی بلکہ جملہ اہل اسلام اوسمین شریک ہوتے کبہی کسی عزیز قریب کے دینے مین تخصیص نہ کی حکومت پر دیانت دار امین اشخاص مقرر فرماتے اور اگر کسی عامل کی شکایت درباب خیانت آپکے گوش گذار ہوتی فوراً اوسکو یہہ آیہ کریمہ لکہہ بہیجتے۔ قد جاءتکم موعظة من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ بقیة اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین وما انا علیکم بحفیظ۔ اس آیت کے بعد یہہ ارقام فرماتے جسوقت میرا خط تمکو پہونچے جو تمہارے ہاتہہ مین کام ہے اوسکی حفاظت کرنا اور جب میری طرف سے دوسرا شخص تمہاری جگہہ پہونچ جاوے تو یہہ حکومت اوسکے

سپرد کردینا۔ یہہ مضمون ختم کرکے آپ آسمان کی طرف نگاہ اوٹھا کر جناب باری مین التجا کرتے خداوندا۔ تو دانا بینا ہے مین نے اپنے عمال کو تیری مخلوق پر ظلم کرنے کا حکم نہین دیا اور نہ تیرے حقوق ترک کرنیکو کہا ہے۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپنے جملہ سامان بیت المال سے نکالکر مستحقین پر تقسیم کردیا بعدہٗ مکان مین جھاڑو دلواکر اس امید پر نماز پڑہی کہ یہہ جگہہ قیامت مین آپکے واسطے گواہ ہو۔

بروایت عاصم بن کلیب منقول ہے کہ ایکدفعہ اصبہان سے مال آیا۔ آپنے اوسکے سات حصہ مساوی کیئے۔ منجملہ اموال ایک روٹی بہی تہی۔ اوسکے بہی سات ٹکڑے کرکے ہر حصہ پر ایک ایک ٹکڑا رکہدیا اسپر بہی بکمال احتیاط قرعہ ڈالا کہ کسکو حصہ اول دیا جاوے۔ (اللہ اللہ یہہ کمال ورع وتقویٰ ہے)

منقول ہے کہ جناب علی ؑ نے فرمایا۔ مجھکو تمہارے اموال غنیمت مین سے بجز اس ایک شیشہ کے اور کچھہ نہ ملا۔ یہہ بہی ایک دہقان نے ہدیۃً بہیجا ہے۔ بعدازان آپ بیت المال مین تشریف لیگئے اور جسقدر سامان تہا سب مسلمانونپر تقسیم کردیا پھر فرمایا۔ وہی شخص خلاص ہوا جسکے پاس صرف ایک ٹوکری کہجور کی ہو اور دن مین ایک مرتبہ کہجور نکالکر کہالیا کرے اور بس۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علی مرتضیٰ ؓ ممبر پر تشریف فرما تہے۔ آپنے فرمایا۔ کوئی شخص یہہ میری تلوار مجھسے خریدے۔ اگر میرے پاس اسوقت اتنے دام ہوتے کہ مین ایک تہبند خرید لیتا تو تلوار کو ہرگز نہ بیچتا۔ یہہ سنکر ایک صاحب اوٹھے اور کہا مین آپکو ازار کی قیمت قرض دیتا ہون۔

صبر بر تنگی معاش۔ اپنی ذات پر سختی وتکلیف گوارا کرنا اور فقر وفاقہ مین راضی رہنا۔

مروی ہے کہ آپنے اپنی والدہ جناب فاطمہ بنت اسد سے فرمایا تہا کہ اے امان جان۔

آپ گھر کے باہر کے کام جیسے پانی بھرنا اور دیگر ضروریات وغیرہ بہم پہونچانا کر لیا کریں۔ آپکی بھو گھر کے اندر کے کام کاج چکی پیسنا آٹا گوندھنا۔ روٹی پکانا وغیرہ وغیرہ کر لیا کریگی۔

ضمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر گھر کا کام تو بی بی فاطمہؓ کے تعلق کر دیا تھا اور باہر بازار ہاٹ کا سودا سلف لانا جناب علیؓ کے سپرد فرمایا تھا

امام احمدؒ جناب علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب خلاصۃ الاصفیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کا عقد میرے ساتھہ کر دیا۔ ایک دن مین نے اپنی بیوی سے کہا اب تو پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ درد کرنے لگا۔ تمہارے باپ کے پاس قیدی غلام ہوکر آئے ہین تم جاکر ایک خادم حضور سے مانگ لاؤ۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا سچ ہے خدا کی قسم۔ چکی چلانے سے میرے ہاتھہ مین بھی چھپولے پڑ گئے ہین۔ یہہ کہکر آپ خدمت نبوی مین حاضر ہوئین۔ آنحضرت صلعم نے بکمال مہربانی فرمایا بیٹی۔ کیا تم کسی ضرورت سے آئی ہو۔ بی بی فاطمہؓ سوال کرتے شرمائین۔ جواب دیا۔ صرف حضور کے سلام کو چلی آئی تھی یہہ کہکر بدون درخواست غلام واپس آئین۔ مین نے پوچھا۔ کہو کیا کر آئین۔ جواب دیا۔ مین شرم کی وجہہ سے سوال نہ کر سکی۔ پھر ہم دونون میان بیوی خدمت نبوی مین پہونچے۔ مین نے عرض کیا۔ حضور پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ درد کرنے لگا۔ جناب فاطمہؓ نے بھی کہا۔ چکی کھینچنے سے میرے ہاتھہ مین آبلے پڑ گئے اب خداوند تعالیٰ نے فراخی بخشی ہے اور حضور کے پاس لونڈی غلام آئے ہوئے ہین ایک ہمکو بھی عنایت ہو۔ حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ واللہ۔ تمکو تو مین انمین سے ہرگز نہ دونگا کیونکہ اہل صفہ فقرا و مساکین آج کل بھوکے ہین اور میرے پاس کچھہ نہین کہ اونکے کھانے کو دون البتہ یہہ لونڈی غلام فروخت کرکے انکی قیمت اہل صفہ کے کھانے مین صرف کرونگا۔ یہہ سنکر ہم دونون واپس آئے۔ اسکے بعد جناب سرور عالم

ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم دونون اپنی خوابگاہ مین تھے اور ایک چھوٹی چادر اوڑھ لی تھی۔ وہ اسقدر کوتاہ تھی کہ اگر سر چھپاتے تو پائون کھل جاتے اور اگر پائون ڈھانکتے تو سر کھلا رہتے ہم دونون حضور کو دیکھکر اوٹھنے لگے۔ آپنے فرمایا۔ لیٹے رہو۔ مین تمکو ایک امر خیر تعلیم کرتا ہون جو تمہارے واسطے خادم سے زیادہ مفید ہے۔ مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم کیا ہے۔ وہ یہہ ہے کہ ہر نماز پنجگانہ کے بعد سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر دس دس بار کہہ لیا کرو اور سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ بار۔ الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہین جب سے مجھکو رسول خدا نے یہہ کلمات تعلیم فرمائے ہین مین نے کبھی ترک نہین کئے ابن الکوا نے پوچھا۔ کیا صفین کی رات کو بھی نہین چھوٹے۔ فرمایا ہان۔ اوس شب کو بھی پڑھ لئے تھے۔

مجاہد جناب امیر المومنینؓ سے روایت کرتے ہین کہ ایکمرتبہ مجھکو مدینہ منورہ مین بھوک لگی۔ کھانیکو کچھ پاس نہ تھا جب بھوک نے غلبہ کیا تو گھر سے نکلا کہ کچھ محنت مزدوری کر کے قوت لایموت حاصل کرون الغرض بتلاش معاش عوالی مدینہ مین پہونچا ایک عورت کو دیکھا کہ مٹی کے خشک ڈھیلے تلے اوپر جمع کر رکھے تھے مین نے خیال کیا۔ شاید یہ پانی سے تر کرکے گارا بنانا چاہتی ہے۔ مین نے جب دریافت کیا تو میرا خیال ٹھیک نکلا (اُسکو مزدور کی تلاش تھی) بالآخر میرے اوسکے فی ڈول ایک خرما مزدوری قرار پائی مین نے سولہ ڈول بڑے بڑے کنوئین سے نکالے یہانتک کہ میرے دونون ہاتھہ پُر آبلہ ہوگئے جب پانی بھر چکا تو ڈھیلونکو خوب تر کردیا اور اپنے کام سے فارغ ہوکر اوسکے پاس آیا اور اپنے ہاتھونکے آبلے دیکھنے لگا۔ اوسنے موافق قول و قرار کے سولہ خرمے مجھکو گن دیئے۔ مین اونکو خدمت نبوی مین لایا اور سارا قصہ عرض کیا۔ حضور نے بھی وہ خرمے میرے ساتھہ تناول فرمائے

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین رضؓ فرماتے ہین۔ ایک دن ایسا بہی مجہپر گذر گیا ہے کہ حضور سرورعالم کے ساتہہ شدت بہوک سے مین نے اپنے پیٹ پر پتہر باندہا۔ اور اوس وقت میرے دوست واحباب کی تعداد چالیس ہزار تہی (سبحان اللہ کس درجہ قناعت۔ توکل اور صبر تہا۔ یہہ آپ ہی کی شان تہی۔)

جس طرح جناب علی مرتضیٰ رضؓ دنیا کی تنگ عیشی پر متحمل تہے اور حظوظ نفسانی سے متنفر یہی طرز عمل اپنے عزیزون اور قریب رشتہ دارونکے ساتہہ بہی رکہا تہا چنانچہ اپنے بہائی حضرت عقیل بن ابی طالب کے بال بچونکے خرچ کو روزینہ بقدر کفایت جو مقرر فرمادیے تہے وہ ہرروز اونکو ملتے تہے اور اوسی پر تمام گہربار کا کہانا چلتا تہا۔ ایک روز حضرت عقیل رضؓ کے بال بچونکو ہریرہ کہانیکی خواہش ہوئی۔ چونکہ بجز معمولی جو کی نقد تو ملتا نہ تہا لہذا بچونکی خاطر سے روزانہ جو مین سے کسیقدر نکالتے اور جمع کرتے رہے۔ جب کسیقدر جمع ہو گئے تو اونکو بیچ کر حضرت عقیل رضؓ گہی اور کہجور خرید لاے اور ہریرہ تیار کیا۔ کہانیکے وقت اونکے لڑکون نے جناب علی رضؓ کو بہی بُلا لیا سب کہانیکو بیٹہے۔ تذکرۃً ہریرہ پکانیکی فکر مین جو جمع کرنا اور اونکو فروخت کرکے گہی اور کہجور لانا ذکور ہوا۔ آپنے فرمایا جب اتنے جو روز نکالتے رہے تو باقی کہانے مین کافی ہوتی تہے؟ لڑکون نے کہا۔ ہان کافی ہوجاتی تہے۔ آپنے اوسی روز سے روزینہ مقررہ مین اوسیقدر کمی کردی اور یہہ فرمایا کہ ضرورت سے زائد دینا مجہکو حلال نہین۔ جناب عقیل رضؓ اسپر برہم ہوی آپنے لوہا گرم کرکے حضرت عقیل رضؓ کے رخسار کے پاس لگایا تو وہ بیتاب ہوکر اُف اُف کرنے لگے۔ آپنے فرمایا۔ تم تو اس دنیا کی ہی آگ سے اسقدر گہبراتے ہو اور مجہکو دوزخ مین ڈالا چاہتے ہو۔ حضرت عقیل رضؓ نے کہا۔ مین تمہارے پاس سے جاتا ہون اور ایسے شخص کے پاس ہونگا جو مجہکو سونا اور کہجور دیگا۔ اسکے بعد جناب عقیل رضؓ شام مین امیر معاویہ رضؓ کے پاس چلے گئے۔ امیر معاویہ رضؓ

خاطر سے پیش آوے۔ ایکدن امیر معاویہؓ نے کہا اگر عقیلؓ مجھکو اپنے بھائی سے بہتر نہ سمجھتے تو اونکو چھوڑ کر میرے پاس ہرگز نہ آتے۔ حضرت عقیلؓ نے سنکر فرمایا۔ میرے بھائی علیؓ میرے دین میں بھلے ہیں اور تم دنیا کے اعتبار سے میرے حق میں بہتر ہو۔ افسوس میں نے دنیا کو اختیار کر لیا جو تمہارے پاس چلا آیا۔ اب خدا سے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا ہے۔

ابن عساکر نے یہہ قصہ یون بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت عقیلؓ نے جناب علیؓ سے کچھہ سوال کیا اور کہا مین محتاج فقیر ہون کچھہ مجھکو عنایت کیجئے۔ آپنے فرمایا۔ اچھا دونگا۔ صبر کرو جب اور مسلمانونکو وظیفہ ملیگا تمکو بھی دیا جاویگا۔ چونکہ جناب عقیل صاحب اولاد تھے اور اونکو امور خانہ داری مین ضرورت درپیش تھی صبر نہ کرسکے اور آپسے مکرر سہ کرر سوال کیا۔ آپنے تنگ آکر ایک شخص سے فرمایا۔ انکو بازار لیجاؤ اور یہہ دوکانونکی قفل توڑ کر جسقدر نقد وجنس کی ضرورت ہووے لیوین۔ جناب عقیلؓ نے کہا۔ کیا خوب۔ آپ مجھکو چوری کی علت مین گرفتار کرانا چاہتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ تم ہی مجھکو چور بنانا چاہتے ہو کیونکہ خواہ مخواہ کہہ رہے ہو کہ مسلمانونکا حق تمہارے حوالہ کردون اور چور بنون۔ حضرت عقیل نے کہا مین معاویہؓ کے پاس جاتا ہون۔ آپنے فرمایا تمکو اختیار ہے۔ اسکے بعد حضرت عقیل شام چلے گئے اور امیر معاویہؓ سے ملے اونہون نے ایک لاکھہ درم حوالہ کئے اور کہا۔ ممبر پر چڑہکر آپ اپنے بھائی کا سلوک اور میری قدردانی بیان کردیجئے۔ حضرت عقیلؓ ممبر پر چڑہے۔ حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ ایہا الناس مین اپنا حال عرض کرتا ہون مین نے جناب علی مرتضیؓ پر بہت زور ڈالا اور اپنے مصارف زمانہ کی شکایت کرکے چاہا کہ معمول سے زائد وظیفہ دیا کرین مگر اونہون نے میری اخوت پر لحاظ نہ کرکے اپنے دین کو مجھپر مقدم رکھا۔ پھر مین امیر معاویہؓ کے پاس چلا آیا۔ اونہون نے ایک لاکھہ درم مجھکو دیئے اور اپنے دین پر مجھکو ترجیح دی۔

قوت حافظہ و ضبط احادیث نبوی - احادیث و وقائع کا یاد رکھنا اور ضرورت کیوقت اونپر عمل کرنا اونکو موقعہ سے کام مین لانا - اس باب مین آپ کو کمال حاصل تھا اور اس فضیلت مین آپ ممتاز تھے -

حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہ عوارف مین ارقام فرماتے ہین - بروایت عبداللہ بن حسن منقول ہے کہ جب آیہ کریمہ وتعیہا اذن واعیہ - ترجمہ - کان ہوشیار کلمات الٰہی کی حفاظت کرتے ہین - نازل ہوئی حضور محبوب رب العلمین نے جناب علی رض سے ارشاد فرمایا - اے علی رض مین نے جناب باری تعالیٰ مین دعا کی کہ ایسے کان تمہارے ہوجائین جناب امیر المومنین کا قول ہے قبل اسکے مین بات بھول جایا کرتا تھا مگر اُسوقت سے کبھی کچھ نہ بھولا -

بروایت امام احمد جناب علی رض سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ عہد خلافت فاروقی مین کچھ مال آیا جناب فاروق رض نے تقسیم کردیا - کچھ باقی رہگیا حضرت فاروق رض نے حاضرین سے دربارہ مال بقیہ استفسار کیا سب نے یہہ جواب دیا کہ آپ مسلمانونکے کاروبار مین لپنے جملہ امور معاش زمین تجارت وغیرہ سے بالکل عدیم الفرصت ہوگئے ہین رات دن ہمارے ہی کامون مین مشغول رہتے ہین آپ یہہ باقیماندہ اپنے صرف مین لائین جناب فاروق رض نے جناب علی رض سے دریافت کیا مین نے کہا سب لوگ تو آپکو اجازت دیتے ہین جناب فاروق نے فرمایا آپ اس بارہ مین اپنی رائے ظاہر فرمائین مین نے کہا آپ یقین کے مرتبہ کو ظن و گمان کے درجہ مین کیون کرتے ہین جناب فاروق رض نے فرمایا آپ اس دعوی کی دلیل پیش کیجئے مین نے کہا آپکو یاد ہوگا کہ جناب رسالتمآب نے آپکو اموال زکوۃ تحصیل کرنے پر مقرر فرمایا تھا - آپ حضرت عباس رض کے پاس گئے - آپکے اور اونکے درمیان کچھ ملال خاطر تھا - اونھون نے آپکو زکوۃ دینے سے انکار کیا پھر آپ مجھکو حضور نبوی مین لیگئے - اوسوقت آنحضرت کو پہنے

پریشان خاطر پایا تو واپس گئے پھر دوسرے دن جب خدمت نبوی مین حاضر ہوے حضور سرور عالم خوش و بشاش تھے مین نے جناب عباس رض کا زکوٰۃ دینے سے انکار کرنا عرض کیا حضور نے فرمایا۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ چچا کا مرتبہ باپ کے برابر ہے۔ (یعنی مین اپنے چچا کی عظمت و حرمت کرتا ہون تمکو بھی اونکی عزت کرنا چاہیئے اگر زکوٰۃ تمکو نہ دی شاید ادا کرچکے ہون یا پھر دیدینگے) بعد اسکے ہم نے حضور سرور عالم سے دریافت کیا کہ کل حضور کے بشرہ سے انقباض خاطر ظاہر تہا اور آج بحمد اللہ بحالی اور بشاشت عیان ہے اسکی وجہ ارشاد ہو فرمایا۔ کل جسوقت تم آے ہو مین اوس سے قبل مال صدقہ تقسیم کرچکا تھا۔ اوسمین سے دو دینار بچ رہے تھے اوسکی فکر مین تہا اور آج اسوقت مجھکو خوشحال پاتے ہو اسکی وجہ یہہ ہے کہ مینے وہ دینار خرچ کرڈالے۔ جناب امیر المومنین عمر فاروق رض نے یہہ سنکر فرمایا۔ اے علی رض آپ سچ فرماتے ہین بالکل ٹھیک ہے۔ مین اوسوقت بھی آپکا شکرگذار رہا تھا اور اب بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہون۔

سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ عہد فاروقی مین ایک عورت مجنونہ کی نسبت زنا ثابت ہوا۔ جناب فاروق رض نے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور ایک عورت نے چھہ مہینے مین بچہ جنا۔ لوگون نے حرامی نطفہ قرار دیکر دربار خلافت مین مقدمہ پیش کیا۔ آپنے بعد تحقیقات اسکو بھی سنگسار کرنیکو فرمایا۔ ابھی مجرمو نپر حد جاری ہونے نہ پائی تھی کہ امیر المومنین جناب علی مرتضی رض نے دوسری عورت کی نسبت فرمایا کہ اقل مدت چھہ ماہ ہے اور آیہ کریمہ وحملہ و فصالہ ثلثون شھرا پیش کی اور مجنونہ کی نسبت یہہ حدیث (مجنون مرفوع القلم ہے) سُنائی۔ جناب عمر فاروق رض نے تسلیم کیا اور فرمایا۔ لولا علی لھلک عمر۔

ابو طفیل کہتے ہین کہ مین جناب علی رض کے خطبہ مین ایک مرتبہ حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا مجھسے

کتاب اللہ کے مطالب پوچھو۔ خدا کی قسم کوئی آیت ایسی نہین جسکو مین نہ جانتا ہون کہ کسوقت نازل ہوئی ہے رات کو یا دن کو۔ پہاڑ پر یا نرم زمین مین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین۔ بخدا ے جل و علا۔ جناب علیؑ کو نو حصہ علم بالتخصیص دیا گیا اور دسوان حصہ باقی مانندہ تمام جہان کو ملا۔ خدا کی قسم پھر اوس دسوین حصہ مین بھی آپ شریک ہوے اور پھر اوسمین سے بھی حصہ پایا۔

حدت ذہن سرعت انتقال۔ کیسا ہی مشکل سے مشکل معاملہ اور دشوار سے دشوار مقدمہ پیش آتا آپ فوراً اوسکی تہ تک پہونچ جاتے اور فیصلہ کر دیتے۔ یہہ قوت جواد مطلق نے اس درجہ آپکو عنایت کی تھی کہ جسکا بیان نہین۔ حضور سرور عالم نے اسیواسطے آپکی شان مین اقضاھم علیؑ فرمایا۔ آپنے اس وصف کمال کو فصل خصومات مین صرف کیا۔ جسکے چند نظائر ہدیہ ناظرین ہین۔

منقول ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ نے جناب علی رضؓ سے یہہ مسئلہ دریافت کیا۔ ایک شخص کی مان کسی دوسرے شخص کے نکاح مین ہے۔ اب اوس زوج کو کیا کرنا چاہیئے۔ آپنے جواب دیا۔ وہ شوہر اپنی زوجہ سے رکا رہے۔ حاصل سوال یہہ ہے کہ جس شخص کی مان دوسرے کے پاس تھی وہ مرگیا اور شوہر اپنی زوجہ کا جو کہ دراصل لونڈی ہے وراثتہً مالک ہوگیا۔ حاصل جواب یہہ ہے کہ شوہر کو استبرا کرنا واجب ہے یعنی ایک حیض تک اوس سے قربت نہ کرے (عقد الفرید) کیونکہ عورت کا لڑکا جب مرا تو اس عورت کا مالک شوہر ہوگیا نکاح جاتا رہا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب علی رضؓ سے سوال کیا۔ مشرق سے مغرب تک کس قدر مسافت ہے۔ آپنے فوراً جواب دیا۔ آفتاب ایک دن مین طے کرجاتا ہے۔ پھر پوچھا۔ آسمان اور زمین مین کسقدر فاصلہ ہے۔ آپنے فرمایا دعا قبول ہوکر ایک ساعت مین پہونچ جاتی ہے

زربن حبیش سے روایت ہے کہ دو شخص کہانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیان تہین دوسرے کے پاس تین جب دونون نے اپنا اپنا کہانا سامنے رکہا ایک تیسرا شخص ودہر سے گذرا اور انکو سلام کیا۔ دونون نے اوسکو بلا لیا۔ وہ بہی آکر بیٹہہ گیا تینون نے ملکر وہ سب آٹہہ روٹیان کہا ڈالین تیسرا شخص اوٹہہ کہڑا ہوا اور جاتی وقت آٹہہ درم دونون کو دیئے اور کہا۔ یہہ اوس کہانیکا عوض ہے جو مین نے تمہارے ساتہہ کہایا ہے۔ وہ تو چلتا ہوا اب ان دونومین حجت وتکرار شروع ہوئی جسکی پانچ روٹیان تہین وہ کہتا تہا کہ میری روٹیاں زیادہ تہین لہذا پانچ درم مین لونگا اور تمہاری تین تہین تین درم تم لے لو جسکے پاس تین روٹیان تہین وہ یہہ جواب دیتا تہا کہ چار چار درم نصفا نصف بانٹ لو۔ دونومین جوتی لات چلی کسی طرح فیصلہ نہ ہوا۔ بالآخر جناب امیر المومنین ؑ کی روبکاری مین مقدمہ پیش کیا اور طالب انصاف ہوے۔ آپنے دونونکے بیانات سنکر تین روٹی والے سے فرمایا۔ تم کو جو تین درم ملتے ہین یہہ کم نہین کیونکہ تمہاری تین ہی روٹیان تہین اور تمہارے ہمراہی کی پانچ لہذا تم کو جو ملتا ہے اوسپر بخوشی راضی ہوجاو۔

مدعی۔ مین اپنا پورا حق لونگا۔

علی ؑ اگر حق پر چلتے ہو تو تمہارا حق صرف ایک درم ہے۔ تین درم جو یہہ شخص دیتا ہے تمہارے حق سے کہین زیادہ ہین۔

مدعی۔ سبحان اللہ۔ آپنے اچہا فیصلہ کیا۔ تین تو یہہ خود دیتا رہا اور مین اوسپر راضی نہوا اب آپ فرماتے ہین کہ تیرا حق ایک ہی درم ہے۔

علی ؑ بیشک تمہارا حق ایک درم سے زیادہ نہین۔ تمہارا فریق تین درم پر صلح کرتا تہا مگر تمنے نہ مانا اور بات بڑہا دی۔ اب تم مانتے نہین تو سن لو کہ تمہارا حق کیا ہے۔

مدعی- فرمایئے اور وجہ معقول بیان کیجئے۔

علی رض آٹھہ روٹیون کے تین تین ٹکڑے برابر کے کرو سب ۲۴ ہوی - اب تم تین آدمی کہانے والے تھے یہہ تو معلوم نہین کہ کسنے زیادہ کہایا کس نے کم - لہذا فرض کر لو کہ سب نے برابر کہایا -

مدعی- ہان بیشک -

علی رض تو اس صورت مین ہر ایک نے آٹھہ آٹھہ ٹکڑے کہاے - تمہاری تین روٹیون کے نو ٹکڑے ہوے جنمین سے تمنے آٹھہ خود کہالیے صرف ایک ٹکڑا بچ رہا جو تیسری نے کہایا اور اسکی پانچ روٹیان تہین جنکے پندرہ ٹکڑے ہوے آٹھہ خود کہای اور سات تیسرے کو کہلاے - اب تمہاری تین روٹیون کے نو ٹکڑو نمین سے صرف ایک ٹکڑا تیسرے مرد نے کہایا جسکا عوض تمہارا حق ایک درم ہے اور تمہارے ہمراہی کی پانچ روٹیونکے پندرہ ٹکڑو نمین سے سات ٹکڑے تیسری نے کہای لہذا سات درم اوسکے ہین -

مدعی- آپنے ٹہیک فیصلہ کیا - بیشک میرا حق ایک ہی درم ہے اور مین راضی ہون -

محمد بن زبیر سے روایت ہے کہ مین مسجد دمشق مین گیا ایک بوڑہا شخص نظر آیا - بڑہاپے کی وجہ سے اوسکی گردن کی ہڈیان ایک دوسرے سے مل گئی تہین - مین نے پوچہا تم تو بڑی عمر والے ہو تمنے کس کسکو دیکہا ہے - اوسنے جواب دیا - بیشک مین نے حضرت عمر رض کا زمانہ دیکہا ہے - مین نے سوال کیا - کسی غزوہ مین بہی شریک ہوے ہو - کہا - ہان جنگ یرموک مین جہاد کیا ہے مین نے کہا جناب عمر رض سے کچہہ سنا ہو تو بیان کرو - اوس نے اس طرح کہنا شروع کیا - مین ایک مرتبہ چند جوانون کے ہمراہ حج کو چلا راہ مین ایک مقام پر شتر مرغ کے

انڈے پڑے پائے۔ وہ ہم لوگون نے حالت احرام مین توڑ پہوڑ ڈالے۔ جب ارکان حج سے فارغ ہوکر واپس آئے تو انڈونکا ذکر جناب امیر المومنین عمرؓ سے کیا۔ آپنے کچہہ جواب نہ دیا بلکہ ہم سے مڑکر چلدیئے اور ہمکو ارشاد ہوا کہ پیچہے پیچہے چلے آوین۔ چلتے چلتے ہم لوگ دولت سرای حضور نبوی پر پہونچے۔ آپنے بڑہکر ایک دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے کسی عورتنے جواب دیا۔ آپنے پوچہا کیا یہان ابوالحسن (علیؓ) ہین۔ جواب ملا نہین۔ پہر آپ وہانسے چلدیئے اور ایک سایہ دار مقام پر ہوکر گذرے اور ہمکو یہی ارشاد ہوا کہ چلے آو۔ بالآخر جناب علیؓ سے ملاقات ہوئی آپ زمین پر بیٹھے ہوے اپنے ہاتہہ سے مٹی برابر کر رہے تہے۔ جناب فاروقؓ کو دیکہتے ہی فرمایا۔ خوش آمدید یا امیر المومنین۔

فاروقؓ۔ یہہ لوگ حالت احرام مین تہے کہ راستہ مین شتر مرغ کے انڈے توڑ ڈالے۔

علیؓ۔ آپنے خود کیون تکلیف فرمائی انہین لوگونکو بہیج دیا ہوتا۔

فاروقؓ۔ مجہکو خود آنا لازم تہا (کیونکہ ایک مسئلہ شرعی کا استفسار منظور تہا)

علیؓ۔ جسقدر انڈے توڑے ہین اوتنے ہی نر اونٹونکو اسیقدر جوان اونٹنیونپر چہوڑین اون اونٹنیون کے جسقدر بچے پیدا ہون جب وہ قابل قربانی ہون قربانی کیئے جاوین۔ یہہ اس گناہ کا کفارہ ہے۔

فاروقؓ۔ اونٹنی کا تو حمل گر بہی جاتا ہے پہر اسکا کیا تدارک ہوگا۔

علیؓ۔ انڈے بہی تو گندے ہوجاتے ہین۔

فاروقؓ۔ خداوندا مجہپر کوئی سخت کام نہ پڑے مگر ابوالحسن میرے پاس ہی ہون۔

راقم۔ قطع نظر اسکے کہ اس صورت مین علما و فقہاء دین کے نزدیک محرم پر شکاری پرند کے انڈے تلف کردینے مین کیا جزا واجب ہے۔ جناب علی مرتضیٰ کا یہہ فیصلہ

قابل تعریف ہے آپکے قوت اجتہاد اور انتقال ذہن کی کیا نفیس نظیر ہے۔ باقی تحقیق مسئلہ اسکا یہہ مقام نہین اسکے واسطے کتب فقہ موضوع ہین۔

حسن بصری سے روایت ہے کہ دو شخصون نے ایک قریشی عورت کے پاس سو دینار امانت رکھے اور یہہ کہدیا کہ ہم دونون جب آوین تو دینا صرف ایک کے حوالہ نہ کرنا۔ اسکو ایک سال گذر گیا اب اون دونون مین سے ایک شخص آیا اور اوس عورت سے ظاہر کیا کہ میرا ساتھی مرگیا امانت مجھکو واپس دے۔ عورت نے انکار کیا۔ مرد نے عورت کے اقربا کو بیچ مین ڈالا۔ بعد گفتگوے بسیار عورت نے مجبور دینار اس شخص کو دیدئے۔ پھر ایک برس کے بعد دوسرا شخص آیا اور امانت طلب کی۔ عورت نے سارا قصہ کہہ سنایا جسپر دونون مین تکرار ہوئی اور جناب عمر فاروق رض کی روبکاری مین دعوی پیش ہوا۔ آپنے عورت پر ادلے تاوان کا حکم کرنا چاہا اور ایک روایت مین ہے کہ یہہ فرمایا۔ میرے نزدیک تو ضامن ہے۔ عورت نے کہا۔ خدا کے واسطے آپ فیصلہ نہ کرین اور ہمارا مقدمہ علی مرتضی ع کی روبکاری مین منتقل کردین جناب فاروق رض نے فریقین کو خدمت مرتضوی مین بھیجدیا۔ آپ پہچان گئے کہ دونون مردونکی چالاکی ہے۔ غریب عورت کو مفت پھانسا ہے آپنے مدعی سے فرمایا۔ کیا تمنے یہہ نہین کہا تھا کہ ایک کو نہ دینا بلکہ جب دونون ایک ساتھہ آئین تو دینا۔ مدعی نے جواب دیا۔ ہان یہہ بات کہی تھی۔ آپنے فرمایا۔ تو جاؤ اور حسب شرط اپنے ساتھی کو لاؤ جب امانت ملیگی۔

روایت ہے کہ جب امیر المومنین علی ع عہد رسالت مین حاکم ہوکر یمن مین داخل ہوے تو وہان یہہ مقدمہ آپکی عدالت مین دائر ہوا کہ ایک غار شیر کے شکار کرنیکو کھودا گیا تھا۔ اتفاقاً چار شخص اوس غار پر ہوکر گذرے۔ اونمین سے ایک کا پانون پھسلا اور گرنے لگا تو دوسرے کو پکڑ لیا پہلا شخص غار مین چلا تو اوسکے ساتھہ دوسرا بھی چلا اوسنے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو

پکڑا آخر چارون غار مین گر پڑے بقضاء الٰہی شیر بہی اوس غار مین آن پہونچا اوسنے چارون کو چیر پہاڑ کر ہلاک کر ڈالا۔ مرنیوالے تو مر گئے مگر اونکے اولیا مین باہم تنازع ہوا ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا اور طالب دیت ہوے۔ آپکے اجلاس مین دعویٰ پیش ہوا۔ آپنے فرمایا مین تمہارے درمیان فیصلہ کئے دیتا ہون اگر تم اوسپر راضی ہو جاؤ گے تو بہتر ہو گا ورنہ تم لوگونکو باہمی تکرار وجنگ وجدال سے روکونگا اوسوقت تک کہ تم جناب سالتماب کیخدمت مین جاؤ اور حضور نبوی سے تمہارے بارہ مین حکم صادر ہو۔ میرا فیصلہ یہہ ہی کہ جن لوگون نے یہہ گڈہا کہودا ہے اون کے قبیلہ والونکو جمع کرو اور اونسے دیت بتفصیل ذیل لو۔ ایک ربع دیت۔ ایک ثلث۔ ایک نصف ایک دیت کامل۔ جو شخص اون چارونمین سے اول گرنے لگا تہا اوسکی دیت تو ایک ربع ہے کیونکہ اوسکے پکڑنیسے تین آدمی ضائع ہوے لہذا اوسکی دیت بہی بقدر تین ربع ساقط ہو گئی۔ دوسرے کی دیت جسکو پہلے نے پکڑ لیا تہا ایک ثلث ہے کیونکہ یہہ باعث ہلاکت دو شخصونکا ہوا۔ تیسرے کی نصف ہی کیونکہ اسنے ایک کو ہلاک کیا چوتہے کی دیت کامل ہے یہہ کسی کے ہلاک کا سبب نہین ہوا۔ وہ لوگ آپکے فیصلہ پر راضی نہ ہوے اور حضور سرور عالم کیخدمت مین حاضر ہوے اور سارا ماجرا عرض کیا جناب علیؑ کی تجویز بہی پیش کی۔ جناب رسول کریم علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امیر المومنین جناب علی مرتضیٰؑ کا فیصلہ پسند فرمایا اور اوسی مطابق حکم دیا۔

حارث سے روایت ہے کہ جناب علیؑ کی اجلاس مین ایک شخص اپنی عورت کو لئے ہوے حاضر ہوا اور ظاہر کیا کہ اس عورت نے وقت نکاح مجہسے اپنا عیب چہپایا اب معلوم ہوا کہ یہہ مجنونہ ہے آپنے غور و تامل فرمایا تو عورت کو حسینہ وجمیلہ پایا۔ اوس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا۔ تیرا شوہر کیا کہتا ہے۔ عورت نے جواب دیا۔ امیر المومنین۔ مجہکو جنون نہین ہی لیکن وقت مباشرت مجہپر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ یہہ سمجہتا ہے کہ جنون ہے۔ آپنے عورت کا جواب سنکر شوہر سے فرمایا

اسکولیجا اور اچھی طرح رکہہ البتہ تواسکے قابل نہین - (مجھکو یہ تمیز نہین کہ یہ مجنون ہی یا نازک مزاج حسینہ و شکیلہ

زید بن ارقم رض سے روایت ہے کہ جناب علی رض کے دربار مین تین شخص ایک مقدمہ لیکر آے - ایک لونڈی مشترکہ سے ایک ہی طہر مین تینون نے بمقام یمن صحبت کی - اوس سے لڑکا پیدا ہوا - ہر ایک مدعی تہا کہ میرا ہے - آپنے ہر ایک سے جداگانہ یہہ سوال کیا - کیا تم یہہ لڑکا اس شخص کو (دوسرے کی طرف اشارہ کرکے) دینے مین خوش ہوگے - ہر ایک نے جواب دیا - نہین یہہ ہرگز پسند نہین - آپنے فرمایا - تم شرکا متنازعین ہو - مین قرعہ ڈالتا ہون جسکا نام نکلے اوسیکا لڑکا ہے وہ ثلثین قیمت مولود اپنے دو شریکون کو ادا کردے - چنانچہ اسی پر فیصلہ ہوا جب آنحضرت صلعم نے یہہ قصہ سُنا پسند کرکے ارشاد فرمایا - جیسا علی رض نے فیصلہ کیا میرے نزدیک بہی یہی حکم ہے (ازالۃ الخفا)

ظہور معجزات نبوی ؑ درحق جناب علی رض بارہا انوار و برکات نبویہ علیہ الصلوۃ والسلام کا ظہور بالاختصاص ذات مرتضوی مین ہوا جسکی وجہ سے متعدد دفعہ جناب رسول خدا نے آپکی بابت ظاہر فرمایے - وقت روانگی جانب یمن آپکا دربارۂ فصل مقدمات عرض کرنا آنحضرت صلعم کا آپکو دعا دینا اور بہ برکت دعا خطاب **اقضاہم علی** پانا اور اس کام مین شہرۂ آفاق ہونا - دربارۂ ضعف قوت حافظہ شکایت کرنا اور جناب نبوی کا نفل نماز تعلیم فرمانا -

حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رحمۃ للعالمین تشریف فرما تہے کہ جناب علی رض حاضر ہوے اور عرض کیا حضور میرے والدین فدا ہون میرے سینہ سے یہہ کلام ربانی نکل جاتا ہے مجھکو اسکے یاد رکھنے کی قدرت نہین ہوتی - حضور نے فرمایا اے ابوالحسن مین تمہے چند کلمات کہتا ہون اونسے تمکو نفع کثیر پہونچیگا اور جسکو تم تعلیم کروگے اوسکو بہی خیر دارین نصیب ہوگی - وہ یہہ ہی کہ شب جمعہ کو بہتر تو یہہ ہے کہ پچھلی رات ہو جب ایک ثلث باقی رہے اگر ممکن نہو تو شروع رات ہی مین - چار رکعت نماز بہ نیت نفل شروع کرو - اول رکعت مین الحمد اور

سورہ یٰس۔ دوسری مین بعد الحمد کے حٰمٓ سورہ دخان۔ تیسری مین الحمد اور الٓمٓ تنزیل یعنی سورہ سجدہ۔ چوتھی مین الحمد و سورہ تبارک۔ پڑہو۔ بعد سلام کے خدا کی حمد و ثنا کرو محمد پر اور جملہ انبیاء کرام پر درود بھیجو۔ جملہ مومنین و مومنات کے حق مین استغفار کرو بعد اسکے یہہ دعا پڑہو۔
اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُکَ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَہٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ + اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُکَ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِہٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِہٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِہٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِہٖ بَدَنِیْ فَاِنَّہٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْہِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اے ابوالحسن یہہ نماز و دعا تین جمعہ یا پانچ یا سات جمعہ تک پڑہو حکم خدا سے قبول ہوگی قسم خدائے پاک کی جو دیندار یہہ کریگا ضرور مطلوب پاویگا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہین پانچ یا سات جمعہ نہ گذرے تھے کہ جناب علی رض پہر خدمت نبوی مین حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ حضور مین اس سے قبل چار آیتین بروز یاد کرتا تہا وہ بہی بہول جاتا تہا اور اب چالیس آیتین جسوقت دل مین پڑہتا ہون تو اس طرح یاد ہوجاتی ہین کہ گویا قرآن دیکھکر پڑہ رہا ہون۔ قبل ازین ایک حدیث بہی یاد نہ رہتی تہی اور اب جسقدر حدیثین سنتا ہون سب بجنسہ یاد رہتی ہین آنحضرت صلعم نے حفظ احادیث کے واسطے آپکے حق مین دعا کی اور فرمایا خداوندا علی رض کے کان یاد رکہنے والے کردے۔ جنگ خیبر مین جب آپکی آنکھین آشوب کرآئین آپ نے دعا فرمائی اور آنکھین بالکل اچھی ہوگئین۔ حضرت علی رض فرماتے ہین پہر اوسوقت سے کبہی مجہکو

آشوب چشم کی شکایت نہ ہوئی - یہہ بھی آپکے حق مین دعا کی خدایا - علی رضؓ سے گرمی و سردی کی مضرت دفع فرما - اس دعا کا یہہ اثر قوی ظاہر ہوا کہ جناب علیؓ ایام گرما مین جاڑون کے کپڑے اور سرما مین باریک کپڑے پہنے رہتے تہے اور آپکو سردی و گرمی کی اصلاً تکلیف نہ ہوتی تہی -

جسوقت جناب فاطمہؓ کو آپکے عقد مین دیا یہہ دعا فرمائی - خداے کریم تمہاری اولاد کثرت سے اور پاک و طیب پیدا کرے اور اس مین برکت عطا فرماے - حضرت انس فرماتے ہین خدا کی قسم - اللہ تعالی نے ان دونونکو اولاد پاکیزہ اور بکثرت دی - (ازالۃ الخفار)

معجزہ بازگشتن آفتاب بعد غروب براے جناب علی کرم اللہ وجہہ - اگرچہ یہہ منجملہ معجزات حضور سرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ التحیات ہی لیکن جناب علی مرتضیؓ کی رفعت شان کی دلیل روشن ہی بلکہ بعض لوگ منجملہ کرامات مرتضوی شمار کرتے ہین باسانید صحیحہ و طرق متعددہ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ بعد فتح خیبر منزل صہبا مین جناب سرور کائنات فروکش تہے ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر حضور نے جناب علیؓ کو کسی کام کیواسطے روانہ فرمایا اس ما بین مین عصر کی نماز بھی حضور نے پڑہ لی بعد اسکے جناب علیؓ کام کرکے واپس آے اور حضور نبوی کی خدمت مین حاضر ہوے حضور اقدس نے استراحت فرمائی اور سر مبارک آغوش جناب علیؓ مین رکہا اوسی حال مین وحی نازل ہوئی - معمول شریف تہا کہ جسوقت جناب رسالتمآب صلعم پر وحی نازل ہوتی حالت قریب غشی کے طاری ہوجاتی تہی - جناب امیر المومنین علیؓ جسطرح بیٹھے تہے خاموش بیٹھے رہے - آپنے نماز عصر نہین پڑہی تہی - آفتاب غروب ہوگیا - آنحضرت صلعم نے بعد نزول وحی سر مبارک اوٹہا کر فرمایا اے علی - تم عصر پڑہ چکے ہو - آپنے عرض کیا - ابہی نہین پڑہی - حضور اقدس نے یہہ دعا فرمائی خداوندا تو جانتا ہے - تیرا بندہ - علیؓ - تیرے نبی کے کام مین اپنے نفس کو روکے ہوے تہا اسواسطے نماز فوت ہوگئی تو آفتاب کو اسکے واسطے پہیر دے - حضرت اسماءؓ فرماتی ہین کہ آفتاب بعد

غروب پھر مغرب سے لوٹ آیا اور اسقدر بلند ہوا کہ پہاڑون اور زمین پر دھوپ پھیلی ہوئی نظر آئی جناب علی اُٹھے اور وضو کرکے نماز عصر ادا کی اسکے بعد آفتاب پھر غروب ہوا۔

ابن جوزی نے اگرچہ یہہ حدیث موضوعات مین لکھی ہے مگر دیگر علما رحدیث نے ابن جوزی کے قول کی تردید کرکے معتبر اسانید سے اسکو روایت کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفا مین مع اسناد امام طحاوی سے اس معجزہ کو نقل کیا ہے۔ تاریخ خمیس مین بھی یہہ قصہ واقعات ۲ھ مین بعد غزوہ بدر لکھا ہے۔ شواہد النبوت مین بھی یہ قصہ مذکور ہے۔ روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ مین بھی مسطور ہے اور یہہ بھی لکھا ہے کہ سب لوگون نے آفتاب کا واپس ہونا دیکھا اور تعجب کیا۔

صواعق محرقہ مین بعد نقل قصہ ہذا اون اکابر آئمہ کا ذکر کرکے جو اسکی صحت کے قائل ہین اس قصہ کے متعلق ایک عجیب حکایت لکھی ہی وہ اسطرح ہے کہ علامہ ابو منصور مظفر بن اردشیر عبادی واعظ نے کسی جلسہ مین وعظ کہا اتفاقاً وہ وقت بعد عصر تھا انھون نے بھی حدیث رد آفتاب بعد عصر بیان کی اور فضائل اہل بیت بھی ذکر کئے۔ آسمان پر اسقدر ابر محیط چھا گیا اور آفتاب کو چھپا لیا کہ حاضرین جلسہ نے غروب آفتاب کا گمان کیا واعظ صاحب جو وعظ مین مصروف تھے یکدفعۃً ممبر پر چڑھ گئے اور آفتاب کو خطاب کرکے بکمال جد یہ چند شعر پڑھے جنکا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہی۔

اوے آفتاب جبتک مدح آل مصطفےٰ ختم نہ ہو ہرگز غروب نہونا۔ مین اونکی ثنا و صفت کر رہا ہون تو اپنی باگ موڑے رہنا۔ اے آفتاب۔ کیا تو بھول گیا اور وہ وقت یاد نہین رہا کہ آل مصطفےٰ کے واسطے تو دوبارہ طلوع ہوکر غروب ہونیسے ٹھہر رہا تھا۔ اوسوقت تو جناب مولا اور سردار کیواسطے لوٹ آیا تھا اب اوسوقت ہم لوگ مداح آل مصطفےٰ اور سامعین کیواسطے غروب ہونیسے توقف کر۔ راوی کا بیان ہی کہ ابر ہٹ گیا اور سورج صاف نظر آنے لگا۔

حکمت و دانائی - آپکی حد شمار سے افزون اور احاطہ تقریر سے باہر ہے بطور نمونہ چند کلمات جو آپکی زبان مبارک سے ارشاد ہوئے تبرکاً و تیمناً درج ذیل ہو کر ہدیہ حضرات ناظرین باریک بین ہوتے ہین

کلمات حکمت آیات سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

یہہ وہ کلمات ہین کہ اگر انکے مثل کی تلاش وجستجو مین اونٹون پر سوار ہو کر دور دراز سفر کرو تو وہ اونٹ لاغر ہو جاوین اور تمکو ان کلمات کا مثل نہ ملے۔

بندہ کو واجب ہے کہ اپنے پروردگار سے امید رکھے اور اپنے گناہون سے ڈرتا رہے۔

جسکو علم نہین ہے وہ علم سیکھنے مین شرم نہ کرے۔

جسکو کسی سوال کا جواب نہین آتا اُسکے جواب مین اللہ اعلم کہنے سے نہ شرماوے۔

خوب سمجھ لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان سے وہ ہے جو سر کو تمام جسم سے پس جیسے سر جانے سے جسم بیجان و بیکار ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس جب صبر نہ رہیگا تو ایمان بھی چلا جاویگا۔

مجھکو تمسے دو ہی باتو نمین مبتلا ہونیکا خوف ہے۔ درازئ امید۔ پیروی خواہش نفسانی اول تو آخرت بھلا دیتی ہے اور ثانی طلب حق سے باز رکھتی ہے اور دنیا تو پیٹھہ پھیر کر چل دی اور آخرت سامنے آرہی ہے۔ دنیا و آخرت دونونکے بیٹے ہین تم آخرت کے (سپوت) بیٹے ہونا۔ آجکے دن عمل کرنا ہے حساب نہین اور کل حساب ہوگا عمل کرنیکا وقت نہ رہیگا۔

خوش حالی اوس گمنام بندہ کو جو سب لوگونکو پہچانتا ہے مگر اوسکی قدر کوئی نہین جانتا۔ ہان خداوند تعالیٰ اوسکو اپنی رضامندی کے ساتھہ خوب جانتا ہے۔ ایسے لوگ رہنمائی کے چراغ ہین اونکی برکت سے بڑے بڑے فتنے دفع ہوتے ہین۔ خداوند کریم اونکو اپنی رحمت مین لے لیتا ہے۔ یہہ لوگ نہ افشا کنندہ راز نہ چغلخور ہین اور نہ سنگدل ریاکار ہین۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ جب کوئی لشکر کسی مقام پر روانہ فرماتے تو اوسپر کسیکو سردار مقرر کرکے وقت رخصت اوسکو یہ نصیحت کرتے۔

خوف خدا کی تمکو وصیت کرتا ہون۔ خدا سے ضرور ملنا ہے اور اوسکے سوا کہین تمہاری انتہا نہین۔ وہی دنیا و آخرت کا مالک ہے۔ جن اعمال سے قرب خدا حاصل ہو اونکو لازم پکڑو۔ خدا کے نزدیک دنیا کا بدلہ نیک موجود ہے۔

جسنے ایمان کے ساتھہ قرآن کو جمع کیا (یعنی سیکھا یاد کیا) وہ شخص مثل ترنج کے ہی خوشبودار خوش ذائقہ اور جسنے ایمان جمع نہ کیا اور نہ قرآن سیکھا اوسکی مثال اندرائن کا پہل ہی۔ بدبودار اور بدمزہ۔

کسی نے آپسے سوال کیا۔ آپ قبرستان مین اکثر جایا کرتے ہین اسکی کیا وجہ ہے جناب امیرالمومنین نے فرمایا مین اونکو بہتر پڑوسی پاتا ہون۔ برائی سی روکتی اور آخرت یاد دلاتے ہین۔

یہہ اقوال ابوبکر بن شیبہ نے جمع کئے ہین۔

(۱) لوگ خواب غفلت مین پڑے سو رہے ہین جب مرتے ہین تو ہوشیار و خبردار ہوتے ہین (۲) لوگ اپنے زمانہ سے بہت مشابہ ہین اسقدر اپنے باپون سے مشابہ نہین (۳) گر پردہ اوٹھہ جاوے تو جسقدر یقین ہے اس سے زائد نہ بڑہین گی (۴) جسنے اپنی قدر و منزلت پہچان لی وہ کبھی برباد نہو گا (۵) ہر شخص کی قیمت وہی ہی جو اوسمین خوبی پیدا کردی (۶) جسنے اپنی حقیقت جانی اوس نی خدائے وحدہ کو پہچان لیا۔

مولف۔ ظاہر مطلب یہہ ہی کہ جب بندہ اپنے ذلیل۔ عاجز۔ ناچیز ہونیکا قائل ہوکر اپنی کو فانی سمجھہ لیگا تو خداوند تعالی کی عظمت و جبروت اور معبود حقیقی اور باقی ہونے کو مان لیگا۔ کیونکہ ضد سے ضد پہچانی جاتی ہے۔

یہہ قول جناب علیؓ کی طرف منسوب ہے مگر مشہور یہہ ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازیؒ کا کلام ہے
(۷) ہر انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ اسکا مطلب شیخ سعدیؒ کے اس شعر سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد		عیب و ہنرش نہفتہ باشد	

(۸) جسکی زبان شیرین ہے اوسکے بھائی بہت (زبان شیرین ملک گیری) (۹) نیکی سے مرد آزاد غلام ہوجاتا ہے۔ (۱۰) بخیل کے مال تلف ہونے یا وارث کے مالک ہونیکی بشارت دو (۱۱) بات پر نظر کرو کیسی کہی کہنے والیکو نہ دیکھو۔ (۱۲) مصیبت پر گھبرا جانا پوری محنت اُٹھانا ہے (۱۳) گمراہی و سرکشی کے ساتھہ فتح نہین ہوتی (۱۴) تکبر و غرور پر ناز زیبا نہین (۱۵) کھانیکی حرص و بدہضمی ہو تو صحت کجا (۱۶) بے ادبی کے ساتھہ شرف نہین۔ (۱۷) حسد کیساتھہ راحت نہین (۱۸) اپنا عوض لیا تو سرداری کہان (۱۹) مشورہ ترک کرنے کے ساتھہ کار صواب نہین ہوتا (۲۰) جہوٹے آدمی کو مروت کسکی (۲۱) تقویٰ سے بڑہکر کوئی کرامت نہین (۲۲) توبہ سے بڑہکر نجات دلانے والا کوئی سفارش کنندہ نہین (۲۳) کوئی لباس خوشنما زیادہ عافیت وصحت جسمی سے نہین (۲۴) جہل سے زیادہ معالج کو عاجز کرنیوالا کوئی مرض نہین (۲۵) جس شخص نے اپنی قدر پہچانی اور اپنی چال سے تجاوز نہ کی خدا اوسپر رحم کرے (۲۶) بار بار عذر کرنا قصور کو یاد دلاتا ہے (۲۷) مجمع مین کسیکو نصیحت کرنا اوسکی سرکوبی ہے (۲۸) جاہل کے پاس نعمت ایسی ہی جیسے غلاظت پڑنے کی جگہہ مین باغ ہو (۲۹) صبر کی بہ نسبت گھبراہٹ مین زیادہ تعب و مشقت ہے (۳۰) جو پوشیدہ مکر کرے اور داہنے چلے وہ بڑا دشمن ہے (۳۱) دانائی کی بات مرد ایماندار کی گم شدہ چیز ہے۔ (۳۲) بخل سب عیبونکو جمع کرلیتا ہے (۳۳) تقدیر کے آگے تدبیر نہین چلتی (۳۴) بندۂ شہوت غلام سے ذلیل تر ہے (۳۵) مرد حاسد بلا قصور دوسرے سے

ناخوش ہوتا ہے (۳۶) گنہگار کا سفارش کنندہ خود اوسکا گناہ کافی ہے (یعنی اگر دل سے نادم ہے) (۳۷) نیکبخت وہ ہی جو دوسرے کو دیکھکر نصیحت پذیر ہو۔ (۳۸) احسان و نیکی کرنا زبان کاٹ دیتا ہے یعنی بدگوئی سے زبان رک جاتی ہے (۳۹) بدترین فقر حماقت ہے (اس سے بڑھکر کوئی محتاجی نہین) (۴۰) عقل بڑی دولت و مالداری ہے (۴۱) لالچی بندہ ذلت و خواری کی قید مین مبتلا ہے (۴۲) اگر کوئی ہلاک ہو تو چندان جاے تعجب نہین تعجب تو اسپر کہ کیسے نجات پائی (۴۳) طمع کی روشنی مین اکثر عقلین بدحواس ہو جاتی ہین (۴۴) جب تمکو نعمت نصیب ہو تو کم درجہ والی نعمت کو قلت شکر سے نہ بھڑکا دو (بلکہ اوسپر بھی بہت شکر کرنا چاہیے) (۴۵) جب تم دشمن پر قابو پاؤ تو اوس سے درگذر کرنا اوسپر قابو پانیکا شکریہ سمجھو۔ (۴۶) کوئی بات دل مین چھپاؤ مگر زبان اور چہرہ بشرہ سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے (۴۷) بخیل جلد محتاج ہو جاتا ہے۔ دنیا مین اوسکی گذر فقیرانہ ہوتی ہے اور آخرت مین مالدار ونکا حساب اوس سے لیا جاویگا۔ (۴۸) عقلمند کی زبان اوسکے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا دل اوسکی زبان کے پیچھے ہوتا ہے یعنی مرد عاقل اولا بات خوب سمجھ لیتا ہے پھر زبان سے نکالتا ہے اور احمق بے سمجھے سوچے کہہ گذرتا ہے۔ (۴۹) علم کمینہ کو بلند مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے اور جہل مرد عالی قدر کو پست مرتبہ کر دیتا ہے (۵۰) علم مال سے بہتر ہے۔ (۵۱) مال کی تو حفاظت کرتا ہے اور علم تیرا حافظ ہے۔ (۵۲) علم حاکم اور مال محکوم ہے (۵۳) عالم بے عمل بدکار اور جاہل عبادت گذار نے میری پیٹھ توڑ دی (یعنی مجھکو سخت صدمہ دیا) یہ عالم فتویٰ دیگا اور لوگونکو اپنے اعمال بد سے متنفر کر دیگا اور ایسا عابد جاہل اپنے زہد سے خلق خدا کو گمراہ کریگا۔ (۵۴) لوگون مین کم قیمت وہ شخص ہی جسکو علم کم ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی قیمت و قدر اوسکی خوبی پر ہے (۵۵) فقیہ عالم کامل وہ شخص ہی کہ آیات و احادیث

خوف خدا لوگونکو سنا کر اونکو اوسکی رحمت سے نا امید نہ کر دے اور مضمون رحمت و مغفرت بیان کر کر اونکو عذاب خدا سے بیخوف نہ کر دے کہ وہ گناہونمین مبتلا ہو جاوین اور قرآن کو چھوڑ کر دوسرے سے مشغول نہ ہو (۵۶) بہتر رہبر توفیق ہے حسن خلق اچھا ہمنشین ہی عقل عمدہ دوست ہی۔ ادب کیا اچھی میراث ہی۔ خود پسندی سے زیادہ وحشت انگیز کوئی شے نہین۔

کسی شخص نے آپسے درباب جود وسخا سوال کیا آپنے فرمایا۔

(۵۷) سخاوت تو یہی ہے کہ ابتدائً قبل سوال کے ہو اور جو مانگنے پر ہو وہ سخاوت نہین بلکہ حیا اور کرم ہے (۵۸) دنیا کے حوادث اور تکالیف۔ ہر ایک کی انتہا ہے انسان کو چاہیئے کہ مصیبت سے غافل ہو جاوی تا کہ اوسکی مدت ختم ہوتے پر وہ خود بخود دفع ہو جاویگی اور اگر قبل انتہاء مدت اوسکو ظاہر کریگا تو اوسکا اثر رنج و غم کو افزون کرے گا۔

یہہ تو شتے نمونہ از خروارے ہے اگر جملہ کلام آپکا لکہا جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے شاعری مین بہی آپکو ملکہ تامہ حاصل تہا ہم اشعار ذیل نقل کرتے ہین یہہ وہ اشعار ہین جو آپنے حضرت امیر معاویہ کو اونکا فخر سنکر لکہے تہے۔

محمد النبی اخی وصہری	وحمزۃ سید الشہداء عمی
جعفر الذی یمسی ویضحی	یطیر مع الملائکۃ ابن امی
وبنت محمد سکنی وعرسی	منوط لحمہا بدمی ولحمی
وسبطا احمد ابنائی منہا	فمنکم من لہ سہم کسہمی

ترجمہ۔ محمد نبی میرے بہائی اور میرے خسر ہین اور شہیدونکے سردار حمزہؓ میری چچا ہین اور جعفر طیارؓ جو صبح و شام فرشتونکے ساتہہ اوڑتے ہین میرے حقیقی بہائی ہین۔ آنحضرتؐ کی بیٹی (فاطمہ) سبب میرے آرام کی اور بی بی میری ہین۔ اونکا گوشت میرے گوشت اور

خون سے ملایا گیا ہے اور دونون نواسے آنحضرت صلعم کے اور میرے بیٹے اونہین بی بی سے ہین پس تم مین کون ایسا ہے کہ حصہ اوسکا مثل میرے حصہ کے ہے۔

منقول ہے کہ حضرت عقیل رضؓ نے اپنے بہائی جناب علی مرتضیٰؑ کی خدمت مین خط لکھا اور آپکا حال دریافت کیا۔ آپنے یہہ دو شعر جواب مین لکھہ بہیجے۔

فان تسألنی کیف انت فاننی	جلید علی عض الزمان صلیب
عزیز علیّ ان تریٰ بی کابة	فیفرح واشٍ اویساء حبیبٌ

ترجمہ۔ اگر تم میرا حال دریافت کرتے ہو کہ تو کیسا ہے تو مین مصائب زمانہ پر متحمل اور مضبوط ہون مجھپر یہہ سخت گذرتا ہے کہ دنیا کی تکلیف میرے چہرہ بشرہ سے ظاہر ہوا اور میرا دشمن دیکھکر خوش اور دوست غمگین و آزردہ ہو۔

مؤلف جناب علیؑ کی علمی لیاقت اور فصاحت وبلاغت اور اس طرز کو خطبون مین اختیار کرنا یہہ خاص آپ ہی کی ایجاد ہے۔ دیگر کلام نظم ونثر کو بخوف طوالت ہم ذکر نہین کرتے صرف چند کلمات پر اکتفا کی۔ یہہ وہ کلمات ہین کہ اگر تعویذ حرز جان ایمان کیئے جاوین تو روا ہے۔ جو شخص اونپر کاربند ہوگا منافع دارین اوسکے نصیب ہونگے۔ درحقیقت اکسیر ہدایت اور کیمیای سعادت ہین۔ جو انسے غافل ہے وہ بادیہ ضلالت مین حیران مرض جہل مین گرفتار وسرگردان ہے۔

تحصیل علوم دینی قرآن وحدیث

جناب علی مرتضیٰ رضؓ اون حضرات صحابہ مین ہین جنہون نے حضور سرور عالمؐ کے عہد مین قرآن مجید جمع کیا اور جناب نبی اکرم سے سیکھا یاد کیا۔ وہ صحابہ رضؓ یہہ ہین۔ عثمان رضؓ۔ علی رضؓ۔ ابن مسعود رضؓ

حضرت سالم رضؓ مولیٰ ابی حذیفہ۔ وغیرہم اور ان حضرات سے تابعین نے سند قرآن شریف حاصل کی چنانچہ قرارت حمزہؒ جناب عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

درباب نقل احادیث نبوی جناب علی مرتضیٰؓ منجملہ حفاظ حدیث ہین آپسے اکثر احادیث منقول ہین۔ کتب معتبرہ مین قریب چہ سو احادیث کے آئمہ حدیث آپسے روایت کرتے ہین مگر درحقیقت جملہ احادیث مرفوعہ کی تعداد جو آپسے مروی ہین ایک ہزار ہے۔ بعض احادیث ایسی ہین کہ آپ سے پیشتر کسی نے روایت نہین کین آپ ہی اوس باب کے فاتح ہین۔ ازآنجملہ حدیث حلیہ مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے اوقات وعادات کا بیان۔ (نماز مناجات) جسکی مواظبت سے طالب حق کو لذت مناجات حاصل اور قلب کو نور و سرور نصیب ہوتا ہے۔ یہہ نماز ترمذیؒ نے نقل کی ہے (نماز چاشت صلوٰۃ الزوال) جوکہ ارباب تصوف کے نزدیک نہایت مفید اور طالب کے حق مین ازبس نافع ہے آپ ہی سے منقول ہے۔

فتاوی احکام۔ قدرے قلیل تو فصل مقدمات مین ہم ذکر کر آے ہین۔ کتب شافعیہ تصانیف عبدالرزاق۔ ابوبکر بن ابی شیبہ مین آپکے فتاوی کا حصہ وافر مذکور ہے۔

بیان بحث توحید وصفات مین آپنے حصہ کامل لیا۔ یہہ رنگ آپکے خطبو نمین بکمال فصاحت وبلاغت موجود ہے اور اس طرز خاص مین آپ دیگر صحابہ کبار سے ممتاز ہین۔ فن کلام مین درباب توحید وصفات آپ متکلم اول ہین۔ جناب علیؓ نے اصل اجمال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپکے بعد متاخرین نے اس بحث مین گفتگو کی مگر اصل مضمون کے علاوہ اور بھی بہت کچھ اضافہ کر دیا۔

تصوف۔ مین جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ کی ذات مبارک ایک دریاے ناپیدا کنار ہے

اور جسقدر اولیاے کرام گذرے ہین اسی دریا سے سیراب ہوے ہین مگر افسوس کہ آپ اپنے عہد خلافت مین خانہ جنگیون مین اس درجہ مشغول رہے کہ اصول تصوف کی تفصیل ظاہر ہونیکی نوبت نہ پہونچی۔ (ازالۃ الخفار)

علم نحو۔ اس علم کے موجد جناب علی مرتضیٰ رضی ہین۔ عاری نے اجرومیہ کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ جناب علی رضؓ نے جو کچھہ علم نحو کے متعلق مرتب کیا تھا وہ ابوالاسود کو دیا اور فرمایا۔ انح علی ھذا النحو (اس ڈہنگ پر لکھہ) ابوالاسود نے اوسی طریقہ پر اس فن کو مدوّن کیا اور نام اوسکا نحو رکھا۔ ابوالاسود دُوَلی جسکا نام ظالم ہے وہ ابن عمرو۔ بن جندل۔ بن سفین بن علس بن نفاثہ بن عدی بن دُوَل بن بکر بن کنانہ تھا۔ سنہ ۶۹ھ مطابق ۶۸۸ء مین اوسنے وفات پائی۔ جسوقت زیاد بن ابیہ (یا زیاد بن سمیہ) حاکم عراقین ہوا ہی ابوالاسود زیاد کی بچون کا معلم تھا۔ یہہ تو اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اسنے قواعد علم نحو جناب علی مرتضیٰ رضؓ سے سیکھے تھے مگر یہہ اس درجہ بخیل تھا کہ کسیکو بتانا نہ چاہتا تھا۔ زیاد نے بھی اس سے درخواست کی تھی کہ اون قواعد کو جمع کر کے لکھہ دے اور اس علم کو مشہور کر دے تا کہ قرآن خوانونکو آسانی ہو جاوے اور غلطی سے محفوظ رہین مگر اوس نے انکار ہی کیا۔ اتفاقاً ابوالاسود ایک روز کسی قاری قرآن شریف کی طرف ہو کر گذرا وہ ان اللہ بریٔ من المشرکین و رسولہ۔ پڑہ رہے تہی (یعنی رسولہِ زیر کے ساتھہ۔ اسکے یہہ معنی ہوے کہ اللہ تعالےٰ مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے۔ حالانکہ اصلی مطلب یہہ ہی کہ خدا اور اوسکا رسول مشرکونسے بیزار ہے) ابوالاسود نے جو ایسی فاش غلطی سُنی تو اوسکو بہت رنج ہوا اور کہنے لگا مین نہ جانتا تھا کہ عرب کی اب یہہ حالت ہو گئی اور اس طرح اونکی عقلین گم ہو گیئن۔ فوراً وہانسے اوسٹے پانون پھرا اور زیاد سے کہا۔ جناب نے جو کچھہ حکم دیا تھا مین اوسکی

تعمیل بسر وچشم آمادہ ہون مگر ایک کاتب بلوا دیجئے۔ زیاد نے ایک کاتب بلا دیا۔ ابوالاسود نے اوسکو ناپسند کیا پہر دوسرا کاتب بلایا اوسکو پسند کیا اور کہا جب مین منہ کہولا کرون تو حرف کے اوپر نقطہ دینا اور جب مین بند کر لیا کرون تو نیچے نقطہ دینا۔ کاتب نے ایسا ہی کیا اور قواعد علم نحو لکھکر ایک کتاب کی صورت مین جمع ہو گئے۔ (صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب)

راقم۔ اصل واضع علم نحو ابوالاسود مشہور ہے مگر قوانین کی ترتیب جناب علیؓ نے کی اور ابوالاسود کو تعلیم کئے۔ باعتبار حقیقت آپ واضع علم نحو ہین اور ابوالاسود شاگرد اوّل ہی ازالۃ الخفا مین یہی قصہ عہد فاروقی مین لکہا ہی اسکے بعد لکہتے ہین کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اسود کو حکم دیا کہ قواعد علم نحو وضع کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم نحو کی وضع عہد فاروقی سے ہے۔ اب رہا یہ امر کہ وہان اسود نام ہے یہان ابوالاسود ہے۔ بظاہر دو نام ہین مشہور واضع نحو ابوالاسود دُوَلی ہے۔

ان دو روایتون مین تطبیق اسطرح ممکن ہے کہ قواعد مقرر کرنے کی تجویز عہد فاروقی مین پیش ہوئی ہوگی مگر اجرا اوسکا نہوا پہر جناب علی مرتضیٰ رضنے اوسکے قواعد منضبط کرکے ابوالاسود کو تعلیم فرمائے اور بعد ایک زمانہ کے ابوالاسود نے وہ قواعد بصورت کتاب مدّون کئے۔ علاوہ اسکے جناب فاروق اعظمؓ ہر کام مین صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتے تہے اور جناب علی مرتضیٰؓ کی علمی لیاقت تو ظاہر ہے کہ کس درجہ تہی کیا عجب ہی کہ تدوین قوانین نحو کا کام جناب علی مرتضیٰؓ کے سپرد کیا گیا ہو۔ اب اگر یہہ کام عہد فاروقی مین جناب علی مرتضیٰ رضنے شروع کیا ہو اور ابوالاسود کو قوانین نحو سکہلا دیئے ہون تو کیا منافات ہے بہرحال اس علم کے موجد جناب علی مرتضیٰ رض ہین۔



مشاہدات وکرامات جناب امیرالمومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ

جملہ کرامات بالاستیعاب ذکر کرنا موجب تطویل ہے لہذا ہم دوچار کرامات نقل کرتے ہین

اصبغ راوی ہین کہ ہم جناب امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ تھے اثنار سفر مین جب آپ بمقام کربلا ہوکر گذرے۔ ارشاد فرماتے تھے۔ اس مقام پر میرے لخت جگر کے لشکر کے اونٹ بٹھیںن گے یہان اونکے کجاوے رکھے جاوینگے۔ یہان اونکے خون گرینگے جناب رسولخدا کے نواسے اور رکنبہ والے اس میدان مین شہید ہونگے جن پر زمین وآسمان رو دینگے۔

روایت ہے کہ دو شخص اہل مقدمہ اثنار راہ مین کسی مقام پر آپکو ملے اور اپنا مطلب عرض کیا۔ آپ اوسی جگہہ دیوار کے سایہ تلے بیٹھ گئے۔ اتفاقاً وہ دیوار گر رہی تھی کسی نے کہا حضور دیوار کے نیچے سے علیحدہ ہٹ کر بیٹھیے دیوار گرنیکو ہے آپنے فرمایا۔ کچھہ پرواہ نہین خدا ہمارا نگہبان ہے۔ یہہ فرماکر اون دونومین تصفیہ کر دیا۔ آپ دیوار تلے سے اوٹھکر علیحدہ ہوے ہی تھے کہ دیوار گر پڑی۔

حارث روایت کرتے ہین کہ مین جنگ صفین مین آپکے ہمراہ تہا۔ ناگاہ ایک اونٹ اہل شام کا جسپر پالان پڑا تہا اور اوسپر سوار بیٹھا تہا سوار و پالان کو پھینک کر آپکے پاس چلا آیا اور اپنا منہ آپکے دوش مبارک پر رکھکر کان کے پاس لگا دیا۔ آپنے فرمایا۔ یہی علامت حضور سرور عالم صلعم نے مجھسے بیان فرمائی تھی۔ راوی کہتے ہین کہ اوس دن سخت معرکہ قتال پیش آیا۔

نقل ہے کہ جناب علی رضنے کوئی بات بیان فرمائی ایک شخص نے اوسکی تکذیب کی آپنے فرمایا۔ اگر مین سچا ہون تو تجھپر بددعا کرون۔ اوسنے کہا۔ جو چاہی کیجیے۔ آپنے بددعا

فرمائی۔ وہ شخص وہانسے جانے نہ پایا تھا کہ اندھا ہو گیا۔

فضالہ بن ابی فضالہ راوی ہین کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ بمقام ینبوع مریض تھے مین اپنے والد کے ہمراہ آپکی عیادت کو حاضر ہوا میرے باپ نے عرض کیا۔ اس ویران منزل مین آپ تنہا سب سے الگ کسواسطے مقیم ہین۔ یہہ تو وہ مقام مسکن ناجنس ہے کیا دیہان موت آوے تو بجز دیہاتی جہنیہ کے اور کون ہٹ ٹھکانے لگاوے۔ آپ مدینہ منورہ تشریف لیچلین اگر وہان حکم خدا پہنچیگا تو آپکے یار واحباب اچھی طرح سے تجہیز وتکفین کرکے اور نماز جنازہ اداکرکے دفن کر دینگے۔ ابو فضالہ بدری تھے۔ جناب علی رضؓ نے فرمایا مین اس بیماری مین نہ مرونگا حضور سرور عالم صلعم نے مجھسے وعدہ فرمایا ہے کہ تم نہ مروگے یہانتک کہ زخمی ہوا ور ڈاڑھی وسر خون سے تربتر ہو جاوے۔ ابو فضالہ آپکے ساتھ جنگ صفین مین تھے اور اسی جنگ مین شہید ہوے۔

عبیدہ سے روایت ہے کہ جسوقت ابن ملجم جناب علی رضؓ کے روبرو آتا آپ یہہ شعر پڑہتے

اریدُ حیاتہ ویرید قتلی		عذیرک من خلیلک من مراد

ترجمہ۔ مین اوسکی زندگی کا خواہان اور وہ میرے خون کا پیاسا ہے (اے میرے قاتل) اپنے قبیلہ مراد سے کسی اپنے دوست عذر خواہ کو لے آ۔ (کہ وہ میرا تیرا انصاف کر دے)

نیز جناب علی مرتضیٰ رضؓ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ بدترین امت (یعنی میرے قاتل) کو کون چیز مانع ہے اور اوسکو کس امر کا انتظار ہے وہ اپنا کام کیون نہین کرتا۔ اسکو (ڈاڑھی کیجانب اشارہ کرکے) اس سے (خون سر) سے کیون نہین رنگین کرتا ہے۔ خون سے رنگنا نہ کہ عطر و عبیر سے سرخ کرنا۔ (ازالۃ الخفاء)

بجر مرادی سے روایت ہے کہ مجھسے جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ تم اوسوقت کیا کروگے جب

تمسے مجہپر لعنت کرنیکو کہا جاوے اور تم اسپر مجبور کئے جاؤ- مین نے عرض کیا- کیا ایسا ہو گا- فرمایا- ہان یہہ امر شدنی ہے- مین نے کہا- پہر کیسے بچونگا- فرمایا- زبان سے مجہپر لعنت کرنا مگر دل سے بیزار نہونا- راوی کا بیان ہے کہ جب یہہ وقت مجہپر آیا اور حجاج کے بہائی محمد بن یوسف نے مجہکو حکم دیا کہ مین جناب علی رض پر لعنت کرون (محمد بن یوسف حاکم مین تہا اور عبدالملک کا عہد خلافت تہا) مین مجبور ہوا اور پکار کر کہا- حاضرین! امیرالمومنین نے مجہکو حکم دیا ہے کہ مین علی رض پر لعنت کرون- لہذا مین کہتا ہون خدا اوسپر (محمد بن یوسف پر) لعنت کرے آپ سب صاحب بہی اوسپر لعنت کرین- میرے اس فقرہ کا مطلب صرف ایک شخص سمجہہ گیا اور کسیکو خیال بہی نہ گذرا کہ اسکا مطلب کیا ہوا اور مین نے اس ترکیب سے ظالم کے پنجہ سے نجات پائی (صواعق محرقہ)

مروی ہے کہ ایک شخص کی نسبت آپکو گمان ہوا کہ امیر معاویہ کا مخبر ہے اور آپ کی خبرین اونکو چوری چوری پہونچایا کرتا ہے- آپنے اوسکو بلا کر پوچہا- اوس نے صاف انکار کیا آپنے فرمایا- کیا تم قسم کہاتے ہو کہ تم جاسوس نہین- اوس مرد نے قسم کہالی- آپنے فرمایا- اگر تم نے یہہ قسم جہوٹی کہائی ہے تو خداوند تعالی تمکو نابینا کر دیگا- ایک ہفتہ بہی نہ گذرا ہو گا کہ وہ شخص اندہا ہو گیا-

روایت ہے کہ آپنے اہل کوفہ کو محمد بن ابی بکر رض کی متابعت اور فرمانبرداری کیواسطے بتاکید اکید ارقام فرمایا- مگر اون لوگون نے شامت اعمال سے آپکے فرمانے پر اصلا توجہ کی اور راہ تمرد وعناد سے نہ پہرے- آپنے اہل کوفہ پر بد دعا کی اور فرمایا- خداوندا- کسی ایسے ظالم و جابر کو اونکے سر پر مسلط فرما کہ انکی شرارت وسرکشی کا مزہ انکو چکہاوے اور یہہ لوگ اپنی اعمال بد کی سزا کو پہونچین- خداوند تعالی نے آپکی دعا قبول فرمائی جس دن آپنے یہہ دعا کی اوسی

شب کو طائف مین حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ہوا اور اہل کوفہ کو اُسکے ہاتھون جو کچہ پہونچا وہ بخوبی ظاہر ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علیؑ ممبر پر تشریف رکھتے تھے۔ آپنے فرمایا مین خدا کا بندہ ہون۔ رسولخدا کا بہائی نبی الرحمۃ کا وارث ہون۔ جناب فاطمہ کا شوہر ہون۔ کوئی دوسرا اگر یہہ دعوی کریگا غضب آلہی مین گرفتار ہوکر تباہ و برباد ہوجاویگا۔ حاضرین جلسہ سے ایک شخص نے کہا یہہ بات تو ہر مسلمان کہہ سکتا ہی کہ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلعم مین خدا کا بندہ۔ رسولخدا کا بہائی ہون۔ وہ کہنے والا اپنی جگہہ سے نہ اوٹہنے پایا تہا کہ جنون وخلل دماغ مین مبتلا ہوگیا۔ لوگون نے اوسکو مسجد سے نکال دیا۔ اوسکی قوم سے پوچہا گیا کہ اسکو کبہی جنون ہوا تہا۔ لوگون نے کہا کہ کبہی نہین۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب امیر معاویہؓ نے اپنے مشیران خلافت سے فرمایا کسی طریق سے یہہ معلوم ہوجاتا کہ میرا انجام کیا ہونا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا ہم لوگ اسکو نہین بتلا سکتے۔ آپنے فرمایا مین جناب علیؓ سے دریافت کرسکتا ہون جو انکی زبان مبارک سے ارشاد ہوگا یقیناً درست وصحیح ہوگا اور اصلاً آمیزش باطل اوسمین نہ ہوگی۔ یہہ فرماکر تین معتمد اشخاص بلاکر فرمایا تم یہان سے تینون ایک ساتہ جاو جب کوفہ ایک منزل رہجائے تو ایک دوسرے کے بعد کوفہ پہونچکر میری موت ظاہر کرے مگر تینون کا بیان متفق ہو۔ اختلاف نہ ہونے پاوے۔ ایک ہی مرض مین بیمار رہونا۔ روز۔ ساعت انتقال۔ موقع دفن۔ نماز پڑہانیوالا۔ ان امور مین متفق اللفظ رہنا۔ وہ حسب فہمائش جناب امیر معاویہؓ روانہ ہوے جب کوفہ ایک منزل رہگیا۔ دو شخص تو اوسی منزل پر ٹہیرے رہے اور ایک کوفہ مین داخل ہوا لوگون نے دریافت کیا۔ کہانسے آتے ہو۔ کہا شام سے۔ پوچہا گیا۔ وہان کیا حال ہے

جواب ملا۔ حضرت معاویہ رضنے انتقال فرمایا۔ لوگون نے یہہ خبر جناب علی رضکے پاس پہونچائی
آپنے کچھہ توجہ نہ فرمائی۔ دوسرے دن دوسرا شخص پہونچا اوسنے بہی یہی خبر مشہور کی اور شدہ
شدہ آپ تک پہونچی آپ سنکر خاموش رہے تیسرے روز تیسرا آدمی کوفہ مین داخل ہوا اور
مثل روز اول و دوم خبر وفات جناب معاویہ رضتمام شہر مین منتشر ہوگئی۔ لوگ جناب
امیر المومنین علی رضکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ حضور دو روز سے جناب معاویہ
کی خبر وفات مشہور ہے آج بہی ایک شخص شام سے آیا اوسکی زبانی بہی یہہ خبر سُنی گئی اور
تحقیق کرنے سے صحیح معلوم ہوئی ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہرگز نہین۔ یہہ خبر غلط ہے۔ تاوقتیکہ
میری ڈاڑہی خون سے رنگین نہوگی۔ معاویہ رضہرگز نہ مرینگے۔ تینون شخص شام واپس گئے
اور جناب معاویہ رضکی خدمت مین عرض حال کیا۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضیٰ رضمسجد کوفہ مین تشریف فرماتے۔ اتفاقاً ابن ملجم
اوسوقت مسجد مین آیا آپ نے اوسکو دیکھکر اپنے دل مین یہہ شعر پڑہا۔

اشدد حیازیمك	فان الموت لا قیکا
ولا تجزع عن الموت	اذا حل بوادیك

ترجمہ۔ موت کیواسطے ہر آن آمادہ و کمر بستہ رہو کیونکہ موت ضرور آنیوالی ہے او جب
سر پر آپہونچے تو اوس سے گہبراتا ہی کیا۔ بعدازان آپنے ابن ملجم کو اپنے پاس بلاکر دریافت
فرمایا۔ زمانہ جاہلیت یا لڑکپن مین تمہارا نام اور کچھہ بہی تہا۔ اوسنے کہا مجھکو یاد نہین۔
آپنے فرمایا۔ تمہاری کوئی دائی بہو دیہ تہی جو تمکو شقی۔ عاقر۔ طالح۔ کہتی تہی۔ ابن ملجم نے
کہا۔ حضور بیشک۔ تہی اور مجھکو اسی لقب سے بلاتی تہی۔

روایت معتبرہ سے ثابت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰ رضگھوڑے پر سوار ہونیکا قصد

فرماتے ایک پائون رکاب مین رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے سواری کی پشت پر سنبھل کر بیٹھنے اور دوسری رکاب مین پائون ڈالنے کی نوبت نہ آتی کہ آپ تمام قرآن مجید ختم کر دیتے تھے

مولف - بظاہر یہہ روایت عقلاً از بس بعید ہے۔ اکثر ناظرین اسکو بنظر مذاق و مزاح ملاحظہ فرماوینگے مگر جو حضرات معجزات انبیاے کرام کے قائل ہین اور کرامات خوارق عادات اولیاء اللہ کو مانتے ہین وہ کسی طرح شک و وہم کو دخل نہ دینگے۔ یہہ کرامات قوت روحانی کا ادنی اثر ہے اور اس قوت کو قوت طے لسانی سے تعبیر کرتے ہین یعنی زبان مین وہ قوت آجانا کہ زمانہ قلیل چند منٹ یا سکنڈ مین کلام مجید ختم کر دے فی زماننا اسکی نظیر خارجی برقی قوت کو ملاحظہ فرمائیے۔ بلکہ یہہ کیا چیز ہے جو قوت خداداد ہے اوسکے مقابل جعلی و مصنوعی طاقت کسی طرح کام نہین دے سکتی ہے بزرگان دین سے خوارق عادات بکثرت صادر ہوے ہین طرفۃ العین مین مسافت بعیدہ طے کرنا اسی طرح ایک دم مین کلام اللہ ختم کر دینا۔ مرد حق بین کے نزدیک کسی طرح جاے استعجاب نہین۔ البتہ جو عقل کا پیرو ہے اور ہر کام مین عقل کو اپنا مقتدا و مرشد بنا رکھا ہے اوسکے نزدیک تو بیشک اس قسم کے امور از قسم مستحیلات ہین۔ وہ کب مانیگا بلکہ ہنسی مین اوڑائیگا مگر کچھ پرواہ نہین چشمہ آفتاب خاک ڈالنے سے تیرہ نہین ہوتا۔ ہان خاک ڈالنے والے پر وہ خاک اولٹ کر گرتی ہے اور اوسکو اندھا خاک آلودہ کر دیتی ہے۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رض کوفہ مین پہونچے۔ اہل کوفہ آپکی خدمت مین حاضر ہوے۔ اونمین ایک جوان شخص بھی تھا۔ وہ آپکی خدمت مین رہنے لگا۔ اتفاقاً اوس جوان نے کسی عورت سے نکاح کر لیا۔ ایک روز بعد نماز فجر آپنے ایک شخص سے فرمایا۔ فلان محلہ مین جاؤ وہان مسجد کے پہلو مین ایک مکان ہے اوسمین دو مرد و عورت

باہم لڑرہے ہین تم اون دونونکو میرے پاس لے آؤ۔ تھوڑی دیر مین دونون آپ کی خدمت مین حاضر کیئے گئے۔ آپ اونکی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔ آج رات تم دونون مین بیڈھب لڑائی رہی۔ مرد نے کہا۔ حضور مین نے اس عورت سے عقد کیا ہے بعد نکاح جب یہ خلوت مین میرے سامنے آئی مجھکو اسکی صورت دیکھتے ہی اس درجہ نفرت پیدا ہوئی کہ اگر اوسوقت میرے امکان مین ہوتا تو اسکو گھر سے نکال باہر کرتا۔ اوسپر طرہ یہہ ہوا کہ اسنے آتے ہی مجھسے وہ لڑائی شروع کی کہ جسکی انتہا نہین۔ برابر صبح تک لڑتی رہی بلکہ اسوقت تک کہ حضور کا آدمی گیا اور ہم دونونکو خدمت مین حاضر کیا۔ جناب امیر المومنین رضؓ نے اہل جلسہ سے فرمایا۔ مجھکو اس شخص سے اس قسم کی باتین کرنا ہین جنکا اورون کے روبرو اظہار خوب نہین یہہ سنکر حاضرین دربار اوٹھ گئے۔ صرف وہی دونون مرد و عورت رہگئے جب تخلیہ ہوگیا تو آپنے عورت سے فرمایا۔ تو اس مرد کو پہچانتی ہے۔

عورت۔ جی نہین۔

علی رضؓ۔ مین تجھکو سارا قصہ کہہ سناتا ہون جسکو سنکر تو خود بخود اچھی طرح پہچان لیگی مگر مجھسے حتمی وعدہ کر کہ جو کچھہ تجھسے دریافت کرون صحیح صحیح بیان کرنا خبردار جھوٹ نہ بولنا۔

عورت۔ مین وعدہ کرتی ہون۔

علی رضؓ۔ تو فلان عورت ہے۔

عورت۔ ہان۔ وہی ہون جو آپ فرماتے ہین۔

علی رضؓ۔ تیرا ایک چچیرا بھائی تھا جس سے تجھکو محبت و الفت تھی اور وہ بھی تجھسے مائل تھا۔

عورت۔ درست ہے سر موفرق نہین۔

علیرضؓ تیرے باپ کو اوسکے ساتھہ تیرا عقد کرنے مین انکار تہا اور اوسکو منظور نہ تہا کہ یہہ تعلق ہو۔

عورت۔ حضور نے سچ فرمایا۔ درحقیقت ایسا ہی ہوا ہے۔

علیرضؓ۔ ایک شب کو تو بغرض رفع حاجت گہر سے باہر نکلی تہی۔ تیرا چچازاد بہائی تیری تاک مین تہا تیرے پیچہے ہولیا اور تجہکو پکڑ کر تجہسے ہمصحبت ہوا۔ تو اوسیوقت حاملہ ہوگئی پہر تونے اپنی مان سے یہہ قصہ کہا لیکن باپ سے پوشیدہ رکہا جب حمل کو پورے دن گذر گئے تو درد زہ شروع ہوا اوسوقت تو اپنی مان کو لیکر آبادی سے باہر ویرانہ مین پہونچی۔ وہان لڑکا پیدا ہوا اوسکو ایک کپڑے مین لپیٹ کر کسی کہنڈر مین ڈال دیا۔ ناگہان ایک کتا آگیا اور اوس کپڑے کو جسمین بچہ لپیٹا تہا اپنی خوراک سمجہکر سونگہنے لگا۔ تونے کتّے کے پتہر مارا وہ پتہر بچہ کے سر پر پڑا جسکے صدمہ سے اوسکا سر پہٹ گیا اور خون بہنے لگا تیری مان نے اپنی چادر کا کونا پہاڑ کر اوس بچہ کے سر پر پٹی باندہ دی اور تم دونون مان بیٹی بچہ کو اسی حال مین چہوڑ کر اپنے گہر واپس آئین۔

عورت۔ آپ کا فرمانا بالکل درست ہے۔ سر موفرق نہین۔ یہہ واقعہ بجز میرے اور میری مان کے تیسرا نہین جانتا۔

علیرضؓ۔ رات کو تم دونون اوس بچہ کو چہوڑ کر چلی گئین صبح کیوقت فلان قبیلہ والے اوس بچہ کو اوٹہا لیگئے اور پرورش کیا جب وہ جوان ہوا تیرے ساتہہ عقد کیا وہ بچہ یہی جوان ہے جو تیرے ساتہہ ہے یہہ فرماکر آپنے اوس جوان سے فرمایا۔

اے شخص تو اپنا سر کھول کر دکھلا۔ جوان نے سر کھولا تو نشان زخم موجود تھا۔ عورت نے پہچانا اور اوسیوقت اقرار کیا کہ بیشک یہہ میرے پتھر کا نشان ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہہ جوان تیرا لڑکا ہی اور تو اسکی ماں چونکہ تو اسپر حرام ہے خداوند تعالی نے تیری حفاظت کی۔ جا اپنے لڑکے کو لے جا۔

براء بن عازبؓ راوی ہین کہ جناب علی مرتضی نے مجھسے فرمایا۔ اے براء۔ میرے لخت جگر نور بصر حسین مظلوم تشنہ دہان کو اشقیا میدان کربلا مین شہید کرینگے اور تم اونکی نصرت و مدد نہ کروگے۔ آپ کا ارشاد درست ہوا فی الحقیقت جناب امام حسینؓ شہید ہوگئے اور مین اونکی مدد سے محروم رہا اور ابتک نادم ہون اور یہی حسرت قبر مین ساتھ لیجاؤنگا۔

روایت ہے کہ جب آپنے کوفہ سے لشکر بغرض قتال مخالفین طلب فرمایا تو اہل کوفہ نے بعد حیلہ و عذر بسیار لشکر روانہ کیا۔ ابھی لشکر اثناء راہ مین تھا کہ آپنے فرمایا۔ کوفہ سے دو ہزار سپاہی آتے ہین۔ اوسوقت آپکے احباب مین سے ایک شخص موجود تھے اونکا بیان ہی کہ مین آپسے یہہ بات سنکر منتظر رہا جب لشکر آیا مین سر راہ کھڑا ہوکر شمار کرنے لگا۔ واللہ پورے دو ہزار تھے

روایت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیؓ بصرہ مین تشریف لیگئے۔ آپکے سامنے روپیہ اشرفی لائی گیئن۔ آپنے ملاحظہ فرماکر ارشاد کیا۔ اے مال دنیا۔ مجھکو کیا فریب دیتا ہی۔ تیری دم مین تو اہل شام ہی آوینگے۔ کل جب تجھپر قبضہ پاوینگے تو اونکو اپنا کرلینا۔ مجھسے یہہ امید ہرگز نہ کیجیو۔

رفعت دنیاے دون معراج پستیہا بود	گشت قارون ہر کرا برداشت از جا آسمان

تمامی اہل بصرہ کو آپکا یہہ کلمہ شاق گذرا اور جب آپکی خدمت سے رخصت ہوے آپس مین چرچا کرنے لگے۔ آپکو بھی یہہ خبر پہونچی۔ حضور نے دربار عام کیا اور فرمایا میرے دوست مکرم جناب رسول معظم نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے۔ اے علی تم خدا سے اس حال مین ملوگے کہ تم اور تمہارے

شیعہ خدا سے راضی ہونگے اور وہ اونسے خوش ہوگا۔ تمہارے دشمن تمہارے پاس ناخوش اور جبرًا آوینگے اور اونکے ہاتھہ (نخوت وکبید گی خاطر سے) اونکی گردنوںمین ہونگے۔ (پہر آپنے اپنے ہاتھہ اپنے گلے مین لگاکر صورت حال ظاہر کی)

اس مقام سے آپکے شیعہ کی تعیین ہوگئی کہ فرقہ سنیۂ اہل سنت وجماعت ہے نہ مدعی محبت زبانی دعوے کرنے والے کیونکہ اوسوقت یہی فرقہ والے آپکے محب اور رہبر معرکہ مین ناصر مددگار رہے اور آپکی محبت واتباع مین اپنی جانین قربان کین جب اس لقب پاک کے مستحق ہوی کیونکہ محبت جو راہ شریعت سے علیحدہ اور سبیل ہدایت سے ایک طرف ہو وہ دراصل عداوت ہے اور یہہ نام کی محبت باعث ہلاکت صاحب محبت ہے اور جو ایسی محبت رکہیگا وہ فی النار والسقر ہوگا اور یہہ بہی بخوبی ظاہر ہے کہ آپکے دشمن خوارج ہین اور جو اونکے ساتھہ اہل شام سے شریک ہوے جناب معاویہؓ اور اونکے اصحاب قطعًا اونسے الگ ہین۔ وجہ یہہ ہی کہ یہہ اصحاب عالیمقدار اگرچہ جناب علیؓ سے لڑے مگر انکے پاس بہی دلیل تہی اگرچہ اجتہادی خطا واقع ہوئی تاہم ثواب پایا اور جناب علی مرتضیٰؓ اور آپکے اصحاب دونے اجر کے مستحق ہوے۔ ہم اپنے دعوے پر کہ مخلصین شیعہ کون حضرات ہین خود جناب علی کرم اللہ وجہہ کے کلام سے دلیل واضح بیان کرتے ہین۔

مطالب عالیہ مین ہے کہ جناب علیؓ ایک جماعت پر ہوکر گذرے۔ وہ لوگ آپکو دیکہتے ہی اوٹھہ کہڑے ہوے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ تم کون لوگ ہو۔ وہ بولے حضور ہم آپ کے شیعہ ہین آپنے اونکو شاباشی دی اور فرمایا۔ تم کو میرے شیعہ اور پیرو ہونیکا دعویٰ ہی اور میرے دوست وناصر بنتے ہو مگر یہہ کیا بات ہے کہ تم مین اپنے شیعہ ہونے کی کوئی نشانی نہین پاتا اور اپنے احباب وجانبازونکی علامات مین سے ایک بہی تمہارے اندر نہین دیکھتا

آپکے ہمراہ جو آپکے اصحاب و رسچے فدائی آپ پر جان دینے والے تھے اونھون نے کہا
ہم آپکو اوس بزرگ ذات پاک کی قسم دیتے ہین جسنے خاندان اہلبیت کو کرامت و شرافت
عطا فرمائی - آپ اپنے شیعہ کے کچھ اوصاف بیان فرمایئے (تاکہ ہم لوگ بھی اونکو پہچان
جائین) جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہمارے شیعہ یہہ لوگ ہین - خدا کو پہچاننے والے
اوسکے احکام بجا لانیوالے سچ بات کہنے والے - اونکی غذا قوت لایموت ہے (بغرض تقویت
جسمانی جس سے عبادت خدا کی طاقت رہے جو کچہ خشک و تر غذا مل گیئی اوسپر قناعت کی)
اونکا لباس و پوشاک متوسط و میانہ ہے تواضع کی چال ہے - خدا کی طاعت سے ذوق اور
اوسکی عبادت مین نہایت عاجز و مستغرق رہتے ہین جن چیزون پر خداوند تعالی نے نظر
ڈالنا حرام کر دیا ہے اونسے آنکہین بند کر لیتے ہین - اونکے کان علم خداوندی کے سننے کے
مشتاق و منتظر رہتے ہین - دنیا کی تکلیف و راحت اونکے نزدیک یکسان ہے نہ فراخی مین وہ متکبر
ہوتے ہین نہ تنگدستی سے پریشان و بدحال وہ دیدار آلہی کے اسدرجہ مشتاق ہین اور زندگی
دنیا اونپر اس مرتبہ شاق ہے کہ اگر موت و زندگی منجانب اللہ نہ ہوتی اور ہر شخص کو ایک
مدت مقررہ حیات فانی دنیای بے ثبات نہ عطا ہوتی تو اونکی جانین اس قفس عنصری کالبد
خاکی مین ایک پل بھی نہ ٹہرتین بلکہ اوسکے شوق اور تمنا ے حصول درجات عالیہ
مین ہستی سراب نما کو چھوڑ کر عالم بالا کو پرواز کر جاتین اور عذاب اخروی کے ڈر سے اونکو
زندگی دنیا غیر ممکن ہو جاتی - خداوند تعالی شانہ کا جلال و عظمت اونکے دیدۂ حق بین مین
سمای ہوی ہے اور ماسوی خالق یکتا اونکی نظر و نمین ہیچ ہے (شوق حصول نعماے جنت - خوف
عذاب دوزخ مین اونکا یہہ حال ہے کہ گویا جنت کو دیکھہ رہے ہین اور اہل جنت اس وقت
تختون پر مسند لگاے بیٹھے ہوے اونکے پیش نظر ہین - دوزخی آگ مین جلتے ہوے اور

عذاب مین مبتلا ہی اونکی نگاہونمین پہرے ہین - ایام قلیل زندگانی دنیاے چندروزہ کے مصائب پر صبر کیا اور اوسکے بعد راحت دائمی اور آرام وعیش ابدی کے مستحق ہوگئے - اونکو دنیا نے اپنے دام مین لانا چاہا مگر یہہ اوسکے پہندہ مین نہ آے اور وہ از خود اونکی طالب ہوئی لیکن اُنکی بے التفاتی سے آپ ہی تہک کر ہار گئی - محراب عبادت مین صف بستہ حالت قیام مین انکی راتین گذر جاتی ہین اور نہایت ذوق سے تلاوت کلام آلہی مین مصروف رہتے ہین - قرآنی مثالین اونکی نفوس کی وعظ ہین اور آیات فرقانی اونکی امراض کی دوا لحظہ بلحظہ اپنی پیشانی ہتیلی گھٹنے قدم بکمال عجز ونیاز بارگاہ صمدیت مین خاک پر دہرتے ہین - آنکھوں سے آنسوونکے فوارہ نکلکر رخسارونپر بہتے ہین شہنشاہ حقیقی - ملک جبار عظیم - پروردگار غفور رحیم کی بزرگی بیان کرتے ہین اور اپنی گلو خلاصی کی اوسی کی بارگاہ بے نیاز مین بکمال ادب التجا کرتے اور پناہ مانگتے ہین - اس طرح تو اونکی رات گذرتی ہے - دن مین اونکا یہہ حال ہے کہ نیکوکار ذی علم حکما ہین - پرہیزگار عالم مردان باخدا - دیندار ہین - پروردگار عالم کے ڈر نے اونکو لاغر کردیا ہے - وہ مثل تیر کے دبلے پتلے ہین تم اونکو دیکھو تو بیمار تصور کرو یا مجنون و دیوانہ جانو - حالانکہ وہ نہ مریض ہین نہ مجنون بلکہ عظمت وجبروت آلہی نے اونپر اس درجہ تسلط کرلیا ہے کہ اونکی عقلین گم ہوگئین اور اونکے ہوش وحواس جاتے رہے ہین - جب غلبہ عظمت وجلال سے اونپر خوف طاری ہوتا ہے تو بارگاہ باریتعالیٰ مین رجوع کرتے ہین اور اعمال صالح مین مصروف ہوجاتے ہین اور تہوڑے سے عمل پر راضی نہین ہوتے اور عمل کے بعد امید حصول جزا نہین کرتے بلکہ عمل کرکے قصور نفس کے قائل ہوجاتے ہین اور یہ خوف عدم قبولیت ڈرتے رہتے ہین -

آرزو دارم کہ در عشقت تن بیمار من	خالی از افغان وزاری فارغ از شیون مباد

اون کا دین قوی اور تصدیق ویقین کامل ہے۔طلب علم فہم دین مین حریص ہین۔ موقع حلم سے واقف۔میانہ روی مین ہوشیار وتمیزدار۔حالت غنا ومالداری مین اونکی چال میانہ ہوتی ہے۔فقر وفاقہ پر صبر کرتے ہین۔اونکی عبادت نہایت خضوع کی ساتھہ ہوتی ہی۔حق عباد ادا کرنے مین سرگرم ہین۔کسب معاش مین سہولت ونرمی سے کام لیتے ہین۔ رزق حلال کے طالب ہین۔راہ حق مین اونکو نشاط خاطر ہے۔خواہش نفسانی روکنے مین تعجانب اللہ اونکو ایسی قوت ہے کہ اوسپر تنپگل مارکر شرارت نفس سے محفوظ رہتے ہین کسی امر کی جہالت سے اونکا کوئی نقصان نہین ہوتا۔جو اعمال کرتے ہین اوسکا شمار رکھتے ہین (یعنی محاسبہ نفس اونکا دستور ہے اعمال نیک وبد کی جانچ کرلیا کرتے ہین) نیک اعمال کرکے اپنے نفس کو قصوروار جانتے ہین۔صبح ہوئی تو اونکا کام ذکر خدا ہی شام ہوئی تو انعام آلہی کا شکر کرنا ہے۔خواب غفلت مین رات گذارنے سے ہوشیار رہتے ہین۔رات کو جو عبادت کرتے ہین بامید فضل ورحمت ایزدی صبحکو خوش حال ہوتے ہین۔باقی رہنے والی چیز کی رغبت شیئ فانی سے نفرت ہے۔عالم باعمل ہین۔علم کے ساتھہ زیور حلم وبردباری سے آراستہ۔دنیا کی فکر وںسے فارغ البال۔آخرت کے کامون مین سُست وکاہل نہین۔آرزوئے دور ودراز سے نفور۔گناہوںسے دور۔موت کے منتظر۔اُنکا دل عشق خدا سے آباد ہے۔اونکا نفس قانع ہے۔اپنے دین کے محافظ۔غصہ روکنے والے۔اونکے ہمسایہ اونکے غیظ وغضب سے امن مین رہتے ہین۔اونکے اعمال ریا سے مُبّرا ہین۔دنیا کی حیا وشرم سے نیک کام ترک نہین کرتے۔ظاہر وباطن ایک ہین۔

بریک قرینہ است نہان وعیان ما		ازپردہ خودی بدرآ ونگاہ کن

میرے شیعہ یہہ لوگ ہین جن مین یہہ اوصاف ہین وہ مجھسے ہین اور مین اونسے ؑ

جناب علی مرتضی رضی نے یہہ اوصاف بیان فرمائے تو آپکے احباب مین سے ہمام بن عباد بن خثیم پر جو بڑے عابد و زاہد تھے۔ آپکا کلام سنتے سنتے اس درجہ اثر طاری ہوا کہ غش کہا کر گر پڑے۔ لوگون نے سنبھالا اور اوٹھایا تو مردہ پایا۔ اونکو غسل دیا۔ جناب علی رضی نے نماز پڑہائی اور مقابر مسلمین مین دفن کئے گئے۔ (صواعق محرقہ)

مولف حضرات ناظرین ایہہ کلمات ستبرکہ جناب امیر المومنین یعسوب الدین۔ حیدر و صفدر۔ اسد اللہ الغالب۔ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خاص زبان مبارک کے ارشاد ہین جو حضور فیض گنجور نے اپنے محبان مخلص اور دوستان صادق کی شان مین فرمائے ہین اور اونکی علامت ظاہر کردی ہے۔ درحقیقت یہی محبت اور اصلی اتباع اسی کا نام ہے کہ اپنے محبوب متبوع کے قدم بقدم چلے۔ اپنے دلربا و دلبر جانفزا کی ہر آن پر جان سے فدا ہو اور ہر حال مین اوسکی خوشی اپنی خواہش اور تمنا پر مقدم رکہے اور ہمہ تن اوسی کا ہو رہے۔ زبانی دعوی اور سینہ کوبی ع عشق در دل چون نبود سینہ جنبانی چہ سود۔ بلا دلیل مقبول نہین اور محض بیان دعوی بغیر حجت و شاہد کسی عدالت مین مسموع نہین نہ ایسے پوچ و لچر بیانات کسی عدالت مین نگاہ وقعت سے دیکہے جاتے ہین بلکہ اس قسم کا مدعی مکار شمار کیا جاتا ہے۔ اب منصف مزاج خود ہی فیصلہ کرلیگا کہ اس کلام کے مصداق کون اشخاص ہین۔ ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور ناظر حق پرست کی رائے پر چہوڑتے ہین

احادیث ظہور وقائع آیندہ و مثبتہ خلافت و شہادت

جاننا چاہیئے کہ جو کچھہ واقعات آپکو پیش آنیوالے تہے اور بعد وفات جناب سرورکائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات اونکا ظہور ہونے والا تہا وہ آنحضرت نے بالتفصیل جناب علی رضی

بطریق پیشین گوئی بیان فرما دیئے تھے چنانچہ چند احادیث اس مضمون کی ہم اس مقام پر لکھتے ہین۔

غنیۃ الطالبین مین ہے جناب امیر المومنین علی رضؓ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مجھپر پیش آنیوالا تھا جناب رسالتمآب نے اپنی حین حیات سب کچھ مجھسے بیان فرما دیا۔ یہانتک کہ یہہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ بعد حضور نبوی امت مرحومہ کے سردار و خلیفہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ پھر فاروق اعظم رضؓ پھر عثمان ذی النورین رضؓ ہونگے بعد ان تینونکے مجھکو خلافت ہوگی مگر میری خلافت پر اتفاق نہ ہونے پاوے گا۔

یہہ حدیث بلفظہ اگرچہ سند مین غریب ہے مگر دیگر روایات معتبرہ صحیحہ سے جنمین حضرات شیخین و جناب عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم کی خلافت مذکور ہے اسکی غرابت دفع ہوتی ہے۔ البتہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت۔ اس باب مین احادیث ذیل ملاحظہ ہون

امام احمدؒ جناب علی رضؓ سے روایت کرتے ہین کہ کسی نے جناب ختم الانبیاء سے سوال کیا حضور کے بعد کسکو اپنا حاکم کرین۔ ارشاد فرمایا۔ میرے بعد اگر ابوبکر رضؓ کو حاکم کروگے تو اونکو ایک مرد ہادی۔ امین۔ دنیا سے بے پرواہ۔ آخرت کا طلبگار اور اوسکا راغب پاؤگے۔ اگر عمر رضؓ خلیفہ ہوے تو وہ اس مین بڑے مضبوط۔ امانت دار ہین خدا کے کام مین کسی کی ملامت سے نہین ڈرتے اور اگر علی رضؓ کو خلافت دوگے تو وہ راہ پانیوالی اور راہ دکھانیوالے ہین تمکو صراط مستقیم پر چلاوینگے۔

جابر رضؓ سے روایت ہے کہ جناب سید الاصفیا نے فرمایا۔ اے علی رضؓ تم خلیفہ ہوگے اور تمہاری ڈاڑہی تمہارے سر کے خون سے رنگین کی جاویگی۔

جناب علی مرتضی رضؓ فرماتے ہین کہ میرے آقائے نامدار احمد مختار نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے

کہ میری امت کے لوگ میرے بعد میری ناخوشی کے کام کرین گے۔

حضرت عباس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے علی رضؓ میرے بعد تم سختی و مصیبت مین پڑو گے۔ اونہون نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میرا دین تو سلامت رہیگا۔ فرمایا۔ ہان دین سالم رہیگا۔

جناب علی رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صؐ نے فرمایا۔ اے علی۔ تمہارے زمانہ مین بہت کچھ اختلاف شایع ہوگا اگر تم سے ہوسکے تو اپنے بچاؤ کی کوشش کرنا۔

اکثر احادیث سے ثابت ہے کہ جناب علی مرتضی رضؓ کی خلافت پر اتفاق نہ ہونے پاویگا الخلافة بالمدینة والملك بالشام ۔ خلافت نبوت مدینہ مین ہے اور حکومت وسلطنت شام مین ہے ۔ یہہ بھی ثابت ہوچکا ہے کہ خلافت جناب عثمان رضؓ کی شہادت سے اوٹھہ جاویگی یعنی خلافت مرتضوی پر لوگ متفق نہ ہونگے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)۔

ابو درداء رضؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول معظم نے فرمایا۔ مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک ستون میرے سر کے نیچے سے بلند ہوکر چل دیا۔ مین اوسکو دیکھتا رہا اور خیال گذرا کہ یہہ اب چلا جاویگا لیکن وہ ستون شام کی طرف جھک پڑا۔ مین نے تعبیر کی کہ جبتک شام مین فتنہ و فساد نہ واقع ہوگا دین اسلام کو غلبہ رہیگا۔ پھر آپنے واقعہ جمل سے خبر دی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ حضور ختم المرسلین نے فرمایا ہے مین تم لوگونکو سات فتنون سے جو میرے بعد ہونگے ڈراتا ہون۔ ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا۔ دوسرے کی ابتدا مکہ سے ہوگی۔ تیسرا یمن سے۔ چوتھا شام سے شروع ہوگا۔ پانچوان مشرق سے آویگا۔ چھٹا مغرب سے اور ساتوان خاص شام کے اندر سے پیدا ہوگا اور یہہ فتنہ سفیانی ہے۔

ابن مسعود رضؓ کا قول ہے کہ اس زمانہ والون سے بعضے اول فتنہ کو پاوینگے اور بعضے اخیر

فتنہ کو بھی دیکھہ لینگے - ولید بن عیّاش کہتے ہین - مدینہ والا فتنہ حضرت طلحہ وزبیرؓ کا مدینہ چھوڑکر مکہ معظمہ مین آنا (یعنی جنگ جمل کی ابتدا) اور فتنہ مکہ سے واقعہ شہادت حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ مراد ہے - فتنہ شام کے بانی مبانی بنی اُمیہ ہین اور فتنہ مشرق اور باقی دیگر فتنے بھی بنی امیہ کی ذات سے ہوے -

صحیح بخاری ومسلم مین بروایت ابوہریرہؓ مروی ہے کہ جناب سالتمآبؐ نے فرمایا تاوقتیکہ دو گروہ عظیم جنکا دعوی ایک ہو باہم قتال وجدال نہ کرلینگے قیامت نہ قائم ہوگی - اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ اہل شام نے قرآن شریف اوٹھایا اور ظاہر کیا کہ ہمارے تمہارے درمیان کلام اللہ ہے اور جناب علیؓ نے فرمایا - یہہ قرآن خاموش بے زبان ہے اور مین قرآن ناطق ہون -

جناب علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا بنی اسرائیل نے اختلاف کیا اور باہم اونمین صفائی نہ ہوئی جبتک دو فیصلہ کرنے والے نہ مقرر ہوے مگر وہ دونون خود گمراہ ہوے اور لوگونکو بھی گمراہ کیا - میری امت مین بھی ایسا ہی اختلاف ہوگا اور اسکا خاتمہ بھی اسی طرح ہوگا کہ دو حکم مقرر ہونگے اور خود گمراہ ہوکر لوگون کو گمراہ کرینگے -

ظہور خوارج اور اونکا یہہ قول کہ دین خدا مین حَکَم مقرر کرنا صحیح نہین اور حضرت امیر المومنین علیؓ اور جناب امیر معاویہؓ کے درمیان جو دو حکم کی رائے سے صلح ہوئی یہہ فیصلہ درست نہ ہوا یہہ مضمون بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے -

واقعہ نہروان بیان فرمانا - یہہ بھی صحیح اور متواتر حدیث سے پایہ ثبوت کو پہونچا ہے ہم یہہ حدیث واقعہ نہروان مین ذکر کرینگے -

جناب علی مرتضیٰؓ کی شہادت ایک خارجی بے دین کے ہاتھہ پر ہونا -

جناب امیرالمومنین علیؓ جسوقت بجانب عراق آمادہ سفر ہوے اور آپنے جانور سواری کی رکاب مین پانوٴن رکھا تو عبداللہ بن سلام آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا۔ آپ عراق نہ جایئے۔ آپکے حق مین وہان جانا بہتر نہین۔ آپکو وہان زخم تلوار پہونچیگا۔ حتی الامکان ایسے مقام تہلکہ سے بچنا لازم ہے۔ آپنے فرمایا۔ خدا کی قسم حضور اقدس نے تم سے قبل مجھکو بھی حدیث سنادی ہے اور مجھکو خوب یاد ہے۔ ابوالاسود راوی کہتے ہین کہ مین نے اپنے جی مین کہا۔ واللہ آپ کیسے دلیر و جنگجو ہین جو اس قسم کی باتین لوگونسے بیان کرتے ہین۔

زید بن وہب کہتے ہین کہ جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ بصرہ مین ایک جماعت پر گذرے اوسمین ایک شخص خارجی جُعد بن لعجہ نامی تھا وہ آپ کو دیکھکر کھڑا ہو گیا اور خطبہ پڑہنے لگا بعد حمد و نعت کے آپکی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ خدا سے ڈرو۔ اے علیؓ تم کو بھی ایک دن مرنا ہے آپنے فرمایا مین مرونگا نہین بلکہ مقتول ہونگا۔ اس سر سے ایک ضرب تلوار خون جاری کردیگی اور یہ ڈاڑھی رنگین ہو جاویگی۔ یہ حکم خداوندی اور امر معہود و مقرر شدہ ہے جو ضرور ہونے والا ہے۔ پھر اوس خارجی نے آپکے لباس پر طعن کیا اور کہا۔ آپ اس لباس سے عمدہ نفیس دوسرا لباس کیون نہین پہنتے۔ جواب دیا۔ یہ میرا لباس و پوشش کبر و نخوت سے دور ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان ایسے لباس پہننے مین میری اقتدا کرین۔

حضرت انسؓ راوی ہین کہ مین آنحضرت صلعم کے ہمراہ جناب علیؓ کی عیادت کو گیا۔ آپ بیمار صاحب فراش تھے۔ اوسوقت آپکے پاس جناب ابوبکر صدیق اور عمر فاروقؓ بھی موجود تھے رسول اللہ کو دیکھتے ہی یہ دونون صاحب اوٹھ کھڑے ہوے۔ حضور اقدس جناب علیؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ یہ دونون صاحب دوسری جگہ بیٹھے اور ایک نے دوسرے سے کہا علیؓ اس مرض سے جانبر نہونگے۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ابھی نہ مرینگے

بلکہ آیت ۲۰ زمانہ مین شہید ہونگے۔

عمار بن یاسرؓ راوی ہین کہ مین غزوہ ذی العسرۃ مین جناب علیؓ کا رفیق تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کیا مین بدبخت ترین اشخاص کو نہ بیان کر دون۔ ہم نے عرض کیا۔ ہان حضور۔ ضرور ارشاد فرمایئے۔ فرمایا۔ ایک تو وہ شخص سرخ رنگ والا ہے جسنے حضرت ثمودؑ کی اونٹنی کو ہلاک کیا۔ دوسرا وہ بدبخت وشقی مرد نالایق ہے جو اے علی تمہارے سر اور ڈاڑھی کو خون آلود کرے گا۔

بعد انقضاء عہد خلافت حقہ حکومت نوجوانان قریش (بنی امیہ) کے بارہ مین احادیث متعددہ وارد ہین جن سے یہہ امر محقق ہوتا ہے کہ جناب امیرالمومنین علیؓ کے عہد پر خلافت کا خاتمہ ہے۔

امام بیہقیؒ ابن موہب سے روایت کرتے ہین کہ مین جناب امیر معاویہؓ کی خدمت مین حاضر تھا اس اثنا مین مروان آپکے پاس آیا اور کہا۔ اے امیرالمومنین میرے سر پر بڑا بار ہے اہل قرابت کھانے پینے والے بکثرت ہین۔ دس لڑکے۔ دس بھتیجے۔ دس بھائی اتنے آدمی میری کفالت اور پرورش مین ہین۔ آپ میری حاجت روائی کیجیے اور فکر عظیم سے سبکدوش فرمایئے۔ یہہ کہکر مروان واپس گیا۔ جناب امیر معاویہؓ حضرت عباسؓ سے جو اونکے پاس تخت پر بیٹھے تھے مخاطب ہوے اور کہا۔ آپ جانتے ہین جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اولاد حکم مین جب تیس جوان ہوجاوینگے تو خدا کا دین وکتاب ذریعہ فریب ومکر بنا دینگے اور خدا کا مال اموال غنیمت اپنا حق سمجھہ کر آپ ہی خورد برد کر لیا کرینگے اور دوسرے اہل استحقاق کو بالکل محروم رکھینگے اور جسوقت انکی تعداد چارسو ننانوے تک پہونچ جاویگی تو پھر انکی تباہی وبربادی مین کچھہ دیر نہ ہوگی دفعۃً سب کے سب ہلاک ہوجاوینگے۔ حضرت ابن عباسؓ نے

فرمایا۔ ہان مجھکو یہہ حدیث خوب یاد ہے۔ بعد ازان مروان نے اپنے لڑکے عبد الملک کو
جناب امیر معاویہ رضؓ کے پاس بھیجا اور اپنی غرض و حاجت اوسکی زبانی کھلا بھیجی عبد الملک دربار
خلافت مین حاضر ہوا اور اپنا مطلب کہکر واپس گیا۔ اوسکے جانیکے بعد جناب معاویہ رضؓ نے
بدستور اول حضرت ابن عباس رضؓ سے کھا۔ آپکو یاد ہوگا کہ جناب رسالتمآبؐ نے عبد الملک کا
نام لیکر فرمایا ہے۔ یہہ شخص (ابو الجبابرۃ الاربعۃ) چار ظالم و جابر حاکمونکا باپ ہوگا۔
ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مین نے
بنی الحکم کو خواب مین دیکھا ہے کہ میرے ممبر پر بندرون کی طرح کود رہے ہین۔ راوی کا
قول ہے کہ اسکے بعد حضور سرور عالم صلعم کو تا آخر وقت حیات کسی نے خوش اور ہنستے
نہ پایا اور ایک روایت مین ہے کہ جب حضور نبوی یہہ خواب دیکھکر غمگین و ملول ہوے تو
رب العالمین نے اپنے محبوب کی تسلی کو وحی نازل فرمائی اور بیان کردیا کہ بنی امیہ کو
دولت دنیا نصیب ہوگی۔ اس سے آپکو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا اور ایک روایت
مین حاکم و بیہقی نقل کرتے ہین کہ جناب رسول اللہؐ نے خواب دیکھا کہ بنی امیہ ممبر شریف پر
ایک دوسرے کے بعد خطبہ پڑھ رہے ہین۔ حضور کو یہہ خوش نہ آیا اور خاطر مبارک قرین رنج
وملال ہوئی۔ خداوند تعالی نے اپنے پیارے حبیب کے خوش کرنے کو سورہ انا اعطینا اور سورۂ
انا انزلناہ فی لیلۃ القدر نازل فرمائین جس مین حضور کیواسطے حوض کوثر دینے کا وعدہ
اور لیلۃ القدر کی فضیلت اور بنی امیہ کی مدت حکومت ایک ہزار مہینے بیان کئے۔
قاسم بن فضل کہتے ہین کہ مین نے بنی امیہ کی خلافت کا حساب لگایا تو پورے
ہزار مہینے ہوتے ہین۔
جناب علی رضؓ کے حق مین دو فریق (آپکے یاران خدائی اور آپکے دشمن جانی) کا

ذکر بھی احادیث مین آگیا ہے۔

جناب علی رضؓ فرماتے ہین کہ حضور سرور کائنات نے مجھکو بلا کر فرمایا۔ اے علی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل تم پر صادق ہے یہود اونکے دشمن ہوگئے اونکی والدہ کو تہمت لگائی۔ نصاریٰ اونکے دوست بنے مگر فرط محبت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس درجہ تک پہنچادیا جسکے وہ کسی طرح حقدار نہ تھے۔ جناب علی رضؓ فرماتے ہین کہ میرے بارہ مین میرے دوست مبالغہ کرنے والے اور جو بات مجھمین نہین وہ میرے حق مین کہنے والے راہ حق سے دور ہوگئے اور میرے دشمن بدخواہ عداوت کی راہ سے میرے اندر عیب گیری اور برائیان کرنے پر آمادہ ہوے اور مجھکو صدمہ پہنچایا۔ خبردار آگاہ ہوجاؤ کہ مین نبی رسول نہین نہ مجھپر وحی آتی ہے لیکن کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر میرا عمل ہے حتی الامکان اپنی عقل و سمجھ سے کام لیتا ہون اور اسپر عمل کرتا ہون پس اگر خدا کی اطاعت کا تمکو حکم دون تو تمپر میری اطاعت واجب و لازم ہے۔ چاہے تمکو اسمین تکلیف و مشقت ہو خواہ آسانی و راحت ہر حال مین میری متابعت سے علٰحدہ ہونیکے مجاز و مختار نہین اور اگر بالفرض کسی ایسے کام کو کہون جسمین خدا کی نافرمانی لازم آتی ہو تو اوسوقت میرا کہنا ہرگز نہ سننا۔ کیونکہ کسی کی اطاعت مین خدا کی معصیت کا مرتکب ہونا ہرگز درست نہین۔ ہان حکم خدا مین طاعت ہے۔ (ازالۃ الخفا)

مؤلف۔ اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ جناب علی رضؓ کی محبت کسکا نام ہے اور آپکا اتباع کیا چیز ہے۔ افراط و تفریط اس باب مین دونون جادۂ حق صراط مستقیم سے باہر ہین۔ حد متوسط و درجہ اعتدال اہل اسلام کو نصیب ہے اور متبعان سنت سنیہ۔ محبان خاص و دوستان با اخلاص جناب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مین اور

سچے ہوا خواہ اور آپکے اور جملہ اہلبیت کے نام پر جان فدا کرنے والے ہین۔ کیونکہ محبت کا یہی تقاضا ہے کہ انسان جسکو دوست رکھتا ہے اوسکے ہر قول و فعل کی اطاعت اپنے اوپر واجب و لازم جانتا ہے اور یہی طریق سلف صالحین کا ہے۔ سواد اعظم اور جماعت کثیر یہی بزرگان دین ہین اور ان حضرات سے جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے مناقب و اوصاف منقول ہین۔

اب ہم چند اشعار امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے آپکے فضائل و محبت اہل بیت مین نقل کر کے بحث فضائل کو ان اشعار پر ختم کرتے ہین۔

اذا نحن فضلنا علیًا فاننا		روافض بالتفضیل عند ذوی الجھل
وفضل ابی بکر اذ ما ذکرته		رمیت بنصب عند ذکری للفضل
فلا زلت ذا رفض ولا نصب کلاھما		بحبھا حتی اوسد فی الرمل

ترجمہ۔ جب ہم جناب علی رضؓ کے فضائل بیان کرتے ہین تو جاہل لوگ سنکر ہمکو رافضی کہتے ہین اور جسوقت جناب صدیق اکبر رضؓ کے فضائل ذکر کرتے ہین تو لوگ ناصبی و خارجی ہونیکی تہمت لگاتے ہین چاہے مین رافضی کہا جاؤن خواہ ناصبی ہین تو تازندگی دونون صاحبونکی محبت پر قائم ہون۔

قالوا ترفضت قلت کلا	ایضًا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شک		خیر امام وخیر ھادی
ان کان حب الولی رفضا		فاننی ارفض العباد

ترجمہ۔ لوگ مجھکو کہتے ہین کہ تو رافضی ہوگیا۔ مین اونکو جواب دیتا ہون۔ ہرگز نہین رفض میرا دین و اعتقاد نہین لیکن مین بہتر امام اور بہتر ہادی کا دوست ضرور رہون۔ اگر جناب علی رضؓ ولی کی محبت کو رفض کہتے ہو تو البتہ مین اس لحاظ سے پکا رافضی ہون۔

یا راکبا قف بالمحصّب من منیٰ	ایضاً	واھتف لساکن خیفھا والناھض
سحراً اذا فاض الحجیج الی منیٰ		فیضاً کملتطم الفرات الفائض
ان کان رفضاً حب آلِ محمد		فلیشھد الثقلان انی رافض

ترجمہ اے سوار محصب مین جو مقام منیٰ واقع ہے ٹھرجا اور اوس مقام کے کھڑے اور بیٹے لوگونکو صبح کے وقت جبکہ حاجیون کا ہجوم ہوا ور خلقت خدا مثل سیلاب دریای فرات کے اُمڈی چلی آتی ہو میری طرف سے پکار کر کہہ دے کہ اگر آل محمدؐ کی محبت کا نام رفض ہے تو دونون فریق (شیعہ وسُنی یا جن وانسان) گواہ رہین کہ مین رافضی ہون۔

امام بیہقیؒ کہتے ہین کہ خوارج نے امام شافعیؒ پر تہمت رفض لگائی تو آپنے یہہ شعر پڑہے ہے مروی ہے کہ امام مزنیؒ نے امام شافعیؒ سے کہا آپ خاندان اہل بیت کے دوست و خیر خواہ ہین اور اونسے محبت رکھتے ہین۔ اس مضمون کے کچھہ اشعار تو کہہ دیجئے۔ امام شافعیؒ نے یہہ شعر پڑہے ہے۔

وما زال کتما منک حتی کاننی		بردجواب السائلین لا عجم
واکتم ودی مع صفاء مودّتی		لتسلم من قول الوشاۃ واسلم

ترجمہ مین ہمیشہ تیری محبت چھپائے رہا اور سائلین کے جواب دینے مین گویا مین گونگا ہوگیا۔ باوجود صاف وخالص محبت کی مین نے اپنا عشق لوگون پر ظاہر نہ کیا تاکہ چغلخور کی زبان سے تجھکو محفوظ رکھون اور خود بھی اونکے طعن وتشنیع سے بچا رہون۔

حالات قبل ہجرت مجملاً واقعات گذشتہ

حضور نبوی کی توجہ مبارک حضرت علیؓ کی طرف اس درجہ تھی اور اس قسم کے معاملات

آپکے ساتھ ہے جن سے آپکی خصوصیات یوماً فیوماً ترقی کرتی رہین بچپن سے تربیت نبوی مین آنا اور کاروبار خانگی مین شرکت وغیرہ وغیرہ ایسے معاملات مین جو خاص آپ ہی کی ذات کیساتھ مختص ہین یہانتک کہ والدین سے بھی آپکو براے نام تعلق تھا۔

امام نسائی کتاب خصائص مین نقل کرتے ہین کہ امیر المومنین سے کسی نے سوال کیا کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے عمزاد بھائی کے وارث ہوے اور باپ اور چچا کی وراثت نہ پائی۔ ارشاد فرمایا۔ ایکمرتبہ حضور خواجہ عالم نے بنی عبد المطلب کی دعوت کی۔ بمقدار ایک مُد کھانا پکوایا گیا لیکن اس قلیل طعام مین ہی وہ برکت ہوئی کہ سب شکم سیر ہوگئے اور کھانا بچ رہا۔ بعدہ ایک چھوٹے سے پیالہ مین پانی آیا اور سبکو سیراب کرنے پر بھی باقی رہا۔ اب حضور ارشاد ہوا۔ اے اولاد عبد المطلب مین بالخصوص تمپر اور بالعموم عام لوگونپر نبی ہوکر بھیجا گیا ہون۔ تمنے اور لوگونکا حال دیکھہ لیا ہے اب تم مین سے کون میری بیعت کرکے میرا بھائی۔ میرا صاحب۔ میرا وارث وجانشین ہونا چاہتا ہے۔ مگر کوئی نہ بولا۔ مین سب مین چھوٹا تھا اوٹھہ کھڑا ہوا۔ ارشاد نبوی ہوا کہ تم بیٹھ جاؤ۔ پھر حضور نے وہی کلمات تین بار فرماے اور مین ہر بار کھڑا ہوکر بٹھا دیا جاتا تھا۔ بار سوم حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھہ مین پکڑ لیا اسیواسطے مین حضور کا وارث ہون (وراثت سے وراثت علمی مراد ہے نہ کہ دنیوی مال وجائداد کی کیونکہ انبیاے کرام کے مال کا کوئی وارث نہین ہوتا)

جناب علی فرماتے ہین کہ ایک روز مین حضور کے ہمراہ خانہ کعبہ مین گیا اور حضور میرے شانہ پر قدم جماکر کھڑے ہوے اور مین آپکو لیکر کھڑا ہوگیا پھر حضور کو معلوم ہوا کہ مین بار نبوی اوٹھانے سے عاجز ہون تو مجھکو ہٹا کر اوتر پڑے اور مجھکو شانہ مبارک پر چڑھا کر کھڑے ہوگئے۔ اوس حالت مین مجھکو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آسمان کے قریب پہنچگیا ہون

اگر چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا۔ پھر بین سقف کعبہ پر چڑھ گیا اور وہان سے حسب حکم نبوی پیتل تانبے کی مورتین یکجا کر کے نیچے پھینک دین وہ اس طرح ٹوٹین جیسے شیشہ چورچور ہو جاتا ہے۔ جب اس کام سے فارغ ہو چکا تو حضور کے سامنے سے جس طرح اوپر چڑھا تھا نیچے اوتر آیا۔

جسوقت حبیب اکرم رسول معظم نے درمیان صحابہ کرام بمقام مکہ معظمہ بھائی بندی کرائی تو حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا۔ ترمذی مین حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب درمیان اصحاب کرام عقد مواخات باندھا گیا تو حضرت علی بارگاہ نبوی مین گریہ کنان تشریف لائے اور عرض کیا کہ سب صحابہ کے تو بھائی مقرر کرا دیئے مگر مین تنہا رہ گیا۔ ارشاد پاک ہوا۔ اے علی تم تو میرے دین و دنیا کے بھائی ہو مجھسے بڑھکر دوسرا بھائی نہین ہو سکتا۔ علامہ ابن حجرؒ کہتے ہین کہ یہہ عقد مواخات بار اول مکہ مین درمیان مہاجرین ہوا ہے اور دوبارہ مدینہ مین مابین مہاجرین و انصار واقع ہوا۔ صاحب خمیس فرماتے ہین کہ یہہ عقد بمقام مدینہ منورہ مہاجرین و انصار مین بعد ہجرت پانچ یا آٹھ ماہ گذرنے پر ہوا ہے۔

وفات ابوطالب ۱۰ نبوت

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جب ابوطالب مرض الموت مین مبتلا ہوئے اکابر قریش عیادت کو آئے اور بعد مزاج پرسی اونسے کہا۔ اے ابوطالب۔ اپنے بھتیجہ محمدؐ کے پاس کسی کو بھیجو اور اونسے کہو کہ اپنی بہشت مین سے جسکا ذکر کیا کرتے ہین کچھ کھانا تمہارے واسطے بھیجدین تاکہ اوسکے کھانے سے تمہارا مرض دور اور صحت جسمانی حاصل ہو۔

ابوطالب نے حضور سرورِ عالم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میں سن طبعی کو پہونچا ضعف لاحق حال ہے مزید بران مرض سے اور بھی ناتوان ہو گیا ہون مین نے تمہاری بہت کچھ خدمت کی ہے اور ہمیشہ بچون کی طرح رکھا اور دشمنونکے مقابل سینہ سپر رہا ہون۔ اب اسوقت کچھ کھانے پینے کو اپنی بہشت مین سے میرے واسطے بھیجدو شاید بیماری سے شفا پاؤن۔ آنحضرت صلعم نے اسکے جواب مین کچھ نہ فرمایا مگر جناب صدیق اکبرؓ حضور کی خدمت مین موجود تھے وہ بول اوٹھے۔ خداوند تعالیٰ نے بہشت کی نعمت کافر پر حرام فرمائی ہے۔ پیغامبر یہہ فقرہ سنکر واپس گیا اور صورت حال ظاہر کی۔ قریش نے دوبارہ اوسی شخص کو خدمت اقدس مین بھیجا اور وہی سوال سابق کیا۔ حضور سے ارشاد ہوا۔ خداوند عالم نے کافر پر اپنی نعمت بہشت حرام کر دی ہے۔ وہ یہہ جواب پاکر واپس گیا پھر خود حضور اقدس ابوطالب کے گھر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ تھوڑی دیر کیلئے یہان خلوت کردو۔ قریش نے جواب دیا جس طرح ابوطالب تمہارے چچا ہین ہمارے بھی عزیز و قریب ہین۔ ایسے وقت ہم کیسے چھوڑ دین۔ مجبور حضور سرورِ عالم ابوطالب کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا چچا جان۔ مجھپر تمہارے حقوق بہت ہین۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایک بار کلمہ طیبہ اپنی زبان سے کہہ دو اور میری مدد کرو تاکہ قیامت کے روز خدای ذے الجلال کی بارگاہ عزت مین تمہاری سفارش کرون۔ ابوطالب نے پوچھا۔ وہ کلمہ کیا ہے۔ فرمایا لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ۔ ابوطالب نے جواب دیا مین خوب جانتا ہون کہ تم میرے خیرخواہ اور سعادتمند لڑکے ہو اور میری بھلائی چاہتے ہو۔ اگر مجھکو اس امر کا خوف نہ ہوتا کہ میرے بعد قریش تمکو ملامت کرینگے اور کہین گے کہ تمہارا چچا ابوطالب ڈر کر تمہارے خوش کرنیکو یہہ کلمہ کہہ کر مرا تھا تو مین ضرور پڑھ لیتا اور

ایک روایت مین ہی کہ حضور نے فرمایا۔ اے چچا۔ اور ونکو تم کہتے ہو کہ میری بات سنین اور میری متابعت کرین مگر خود اسلام قبول نہین کرتے۔ ابوطالب نے جواب دیا۔ حالت صحت مین اگر مسلمان ہو جاتا تو مضائقہ نہ تھا۔ اب مرتے وقت اگر کلمہ پڑہون تو لوگ یہی کہینگے کہ موت کے ڈر سے مسلمان ہو گیا۔ حضور سرورِ عالم ابوطالب کے ایمان لانے سے مایوس ہو کر ملول خاطر اوٹھہ کھڑے ہوے اور فرمایا مین اب بھی خدا سے تمہارے واسطے مغفرت چاہونگا تا وقتیکہ مجھکو ممانعت نہ ہو جاوے۔ (روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ)

مواہب لدنیہ مین ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو یہ وصیت کی اُے سرداران قریش۔ تم برگزیدہ مخلوق خدا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قوم عرب مین تمکو سرافراز و ممتاز فرمایا ہے مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ محمد کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔ اون سے نیک برتاؤ رکھنا۔ وہ قریش مین امانت دار۔ ہر ایک کے دوست وبہی خواہ ہین۔ خداے کریم کے پاس سے وہ دین متین لاے ہین جسکو دل مان لیتا ہے مگر خوف بدگوئی خلائق سے زبان اقرار نہین کرتی۔ بخدا مین بچشم یقین دیکھہ رہا ہون کہ محتاج عرب دیہاتی۔ اہل بادیہ مسکین و ضعیف نے۔ محمد کی دعوت کو قبول کر لیا اور اونکے کلمہ کی تصدیق کی۔ تم لوگونکا انجام کار بہی دیکھہ رہا ہون کہ تمہاری سرداری و عزت سب خاک مین مل گئی۔ گھر اوجڑ گئے۔ جو تم مین ذلیل و خوار تھے وہ بباعث قبول اسلام تمہارے سردار بن گئے اور جو لوگ محمد کی عداوت مین قوی تھے وہ اب اونکے زیادہ محتاج ہین جو اونکی دشمنی سے دور تھے اونکو قرب حاصل ہے۔ تمام عرب خالص محبت اور صاف دل سے اونکے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ہین اور اپنے جان و مال کا حاکم اونکو بنا دیا ہے اے قریش تم سب کے دوست ہو جاؤ اور جان و مال سے اونکے محافظ و ناصر بن جاؤ۔

جواونکی راہ چلیگا راہ یاب ہوگا اور جو اونکی سیرت وعادت پر عمل کریگا سعادت پاویگا۔ واے صد واے۔ اگر میری زندگی وفا کرتی اور موت کچھ دن اور مہلت دیتی تو مین محمد کے سر سے آنیوالی مصیبتوں اور بلاؤن کو ضرور رد کرتا۔" یہہ مضمون کہکر ابوطالب نے کفر پر انتقال کیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب میرا باپ مرگیا تو مین خدمت نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کیا حضور کے بوڑھے چچا گمراہ نے دنیا سے رحلت کی۔ آنحضرت یہہ سنکر رونیلگے اور مجھکو حکم دیا۔ تم جاؤ۔ اونکو غسل دو اور کفن پہنا کر دفن کردو۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے وہ تو مشرک مرے ہین مین کیسے اونکی تجہیز وتکفین مین شریک ہون۔ ارشاد ہوا۔ جاؤ۔ اونکو مٹی مین چھپا آؤ۔ خدا اونکی بخشش کرے۔ مین نے حسب ارشاد نبوی اپنے باپ کو غسل دیا اور کفنا کر قبر مین دفن کرکے خدمت اقدس مین واپس آیا۔ حضور نے میرے حق مین دعاے خیر کی اور فرمایا تم بھی غسل کرلو۔ آپکے فرمانے سے مین نے بھی غسل کیا راوی کا قول ہے کہ جب جناب علی مرتضیٰ کسی مردے کو نہلاتے خود بھی غسل کرتے تھے۔

ایک روایت ہے کہ حضور سید عالم بھی ابوطالب کے جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور بکمال تاسف فرماتے جاتے تھے۔ اے چچا۔ تمنے خوب حق قرابت ونا تا ادا کیا اور میرے بارہ مین حتی الامکان دریغ نہ کیا۔ خداے کریم تمکو اسکا بدلا عطا فرماوے۔

لکھا ہے کہ جب ابوطالب کے دفن سے فراغت ہوئی تو حضور پرنور مغموم ومحزون دولتخانہ پر تشریف لاے اور چند روز تک گھر سے باہر کہین تشریف نہ لیگئے۔ ہر وقت ابوطالب کے حق مین دعاے مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام کو جب یہہ حال معلوم ہوا عرض کیا ہم بھی اپنے آبا واجداد کی مغفرت خدا سے چاہین۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے باپ کے واسطے دعا کی اور ہمارے رسول اکرم اپنے چچا کے واسطے دعا کر رہے ہین۔ خداوند تعالیٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی۔ ما کان للنبی والذین امنوا تا آخر آیت۔ (روضۃ الاحباب)

انوار التنزیل مین ہے کہ آیہ کریمہ۔ انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔ خاص ابوطالب کے حقمین نازل ہوئی ہے کیونکہ حسب خواہش حضور سرور عالم کی فہمایش سے ابوطالب اسلام نہ لاے تو حضور کو از بس رنج گذرا۔ خداوند تعالیٰ نے حضور کی تسلی و تشفی کیلیے یہہ آیت نازل فرمائی اور جب آپنے ابوطالب کے حقمین دعای مغفرت کی تو ما کان للنبی الآیۃ نازل ہوئی آیہ کریمہ۔ انک لا تھدی من احببت کا نزول ابوطالب کے قصہ مین تو ظاہر ہے مگر آیت اولیٰ بعد وفات ابوطالب ایک مدت گذرنے پر نازل ہوئی ہے جو کہ ہر شخص کیواسطے عام ہے اور جس سے ہر مسلمان کو کافر کے حقمین دعاے آمرزش طلب کرنا منع ہوگیا ہے۔ بہر کیف ابوطالب کا کفر پر مرنا یقینی ہے اور جو دیگر روایات اسلام ابوطالب پر دال ہین وہ بمقابلہ روایات ہذا محض بے اعتبار وضعیف ہین۔

دیگر روایات سے واضح ہوتا ہے کہ سبب نزول آیت ما کان للنبی الخ یہہ ہے کہ جناب رسولخدا واسطے اداے عمرہ مکہ معظمہ تشریف لیگئے۔ اثناء راہ مین حضور اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر ٹھیرے اور خداوند تعالیٰ سے درخواست فرمائی کہ اپنی والدہ کے حق مین دعاے مغفرت کرین۔ بارگاہ ایزدی سے اجازت نہ ملی اور یہی آیت مشتمل بر منع استغفار براے مشرکین و کفار نازل فرمائی۔ (روضۃ الاحباب)

وہ ضعیف روایت جسکو قائل اسلام ابوطالب اپنے نزدیک اقوی دلیل سمجھتے ہین

یہہ ہے۔ محمد بن اسحق سے مروی ہی کہ جسوقت حضور سرور کائنات ؐ نے کلمہ توحید ابوطالب پر پیش کیا تو ابوطالب نے صاف انکار کر دیا مگر حضرت عباس رضؓ جو اسوقت تک اسلام نہین لائے تھے ابوطالب کے چہرہ کو دیکھنے لگے اور اونکو لبونکی حرکت معلوم ہوئی تو اونہون نے اپنا سر جھکا کر ابوطالب کے منہ کے قریب کیا پھر سر اوٹھا کر خدمت نبوی مین عرض کیا۔ اے بھتیجے۔ جو کلمہ تم نے ابوطالب کو تلقین کیا وہ ہی اونکی زبان سے آہستہ نکلا اور مینے سُن لیا۔ حضور نے فرمایا مین نے نہین سنا۔

یہہ روایت سراسر ضعیف ہے۔ اسکی تردید روایت بخاری شریف سے بلفظ صریح موجود ہے کہ اخیر کلمہ ابوطالب کی زبان سے ہی نکلا علیٰ ملة عبد المطلب۔ دوسرا جواب یہہ ہے کہ اگر ابوطالب کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہوا تو جناب رسالتمآب کی غم کرنے اور آیت کریمہ۔ انک لا تہدی کی نازل ہونے اور حضور کا ابوطالب کے حق مین استغفار کرنے اور خداوندی ممانعت کے نازل ہونیکی کیا وجہ ہے۔

صحیح بخاری مین حضرت عباس رضؓ سے روایت ہے کہ مین نے بعد وفات ابوطالب بخدمت نبوی مین عرض کیا۔ آپنے اپنے چچا کو کچھہ نفع نہ پہونچایا۔ وہ تو آپکے بڑے مہربان و خیر خواہ تھے۔ ارشاد ہوا میری ہی وجہ سے تو ابوطالب پر خفیف عذاب ہو رہا ہے صرف ٹخنے تک آگ مین ہین اور اگر میرے اونکے یہہ مراسم وارتباطات نہ ہوتے تو دریاے آتش مین ڈوبے ہوتے اور طبقہ اسفل نار مین جگہہ پاتے۔

اس حدیث سے محمد بن اسحق والی حدیث کا ضعف جو بسند ابن عباس رضؓ بروایت راوی مجہول الاسم نقل کی ہی ظاہر ہوتا ہے اور الفاظ حدیث ہذا سے ثابت ہے کہ ابوطالب کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے کیونکہ حضرت عباس رضؓ کا سوال کرنا اور آنحضرت صلعم کا جواب دینا

سو رخاتمہ ابوطالب کی صاف دلیل ہے۔علاوہ اسکے جناب علیؓ کا فرمانا کہ وہ مشرک مرے ہین مین کس طرح اونکے تجہیز وتکفین مین شریک ہوں حجت واضح ہے کہ ابوطالب کو اسلام نصیب نہ ہوا۔

معالم التنزیل مین ہے کہ کفر کے چار اقسام ہین۔کفر انکار۔کفر جحود۔کفر عناد۔کفر نفاق قسم اول یہہ ہے کہ خدا ے تعالیٰ کی وحدانیت نہ دل سے مانے اور نہ زبان سے اقرار کرے اور یہہ ظاہر ہے قسم دوم یہہ ہے کہ خدا کو دل سے تو مانے مگر زبان سے انکار پر قائم رہے۔جیسا ابلیس لعین اور یہود کا کفر۔قسم سوم کفر عناد یہہ ہے کہ دل سے خدا کو ایک مانے۔زبان سے اوسکی وحدانیت کا مقر ہو لیکن دین الٰہی پر عمل نہوا ور نہ اوسکا مطیع و فرمانبردار ہو۔جیسا ابوطالب کا کفر تھا کیونکہ اوس جواب سے جو آنحضرت کو مرض موت مین دیا یہہ امر بخوبی روشن ہے اور ان اشعار سے بھی جو ابوطالب نے آنحضرت کے جواب مین پڑھے ہے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ترجمہ اشعار۔مین یقیناً جانتا ہون کہ دین محمدی تمام دینون سے بہتر ہے اگر مجھکو خوف طعنہ زنی اور ملامت کا نہ ہوتا تو اسوقت تم مجھکو دیکھہ لیتے کہ قبول دین اسلام پر جرأت کرجاتا۔(اے محمدؐ) تم نے مجھکو راہ حق کی جانب بلایا اور مین خوب جانتا ہون کہ تم خیرخواہ ہو اور اپنی بات مین سچے۔خدا کی امانت پہونچانے مین امانت دار ہو۔ قسم چہارم کفر نفاق۔زبانی اسلام ظاہر کرے مگر دل سے عقائد کفر پر قائم رہے جس طرح آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منافقون کا دستور تھا۔علماء سنت وجماعت کے نزدیک کفر بجمیع اقسامہ یکسان ہی کسی قسم کا کافر ہوا گر کفر پر مرا تو خداوند تعالیٰ کی مغفرت سے محروم ہے نعوذ باللہ منہا۔

ابوطالب کی وفات اوائل ماہ ذیقعدہ ۱۰ سنہ نبوت مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ

نصف ماہ شوال سنہ نبوت مین انتقال کیا۔ (استیعاب) حیوۃ الحیوان مین ہے کہ جسوقت
ابوطالب نے وفات پائی آنحضرت صلعم کی عمر شریف اونچاس سال آٹھ ماہ گیارہ دن کی تھی
ابوطالب کچھ اوپر اسّی برس کے ہوکر مرے اور بروایت مواہب لدنیہ ستاسی سال کے
تھے اور ایک روایت مین نصف ماہ شوال سنہ نبوت تاریخ وفات ہے۔ ابن جوزی
کہتے ہین کہ ہجرت نبوی سے تین برس پیشتر ابوطالب کی وفات ہوئی ہے۔

اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب کی وفات حالت کفر مین ہوئی لیکن حضرات
شیعہ مدعی ہین کہ ابوطالب نے مرتے دم اسلام قبول کر لیا تھا مگر وہ احادیث بمقابلہ احادیث
صحیح بخاری ودیگر روایات معتبرہ محض سست اور غیر معتبر ہین۔ اونمین سے بطور نمونہ ایک
روایت محمد بن اسحٰق سے نقل ہوئی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہین ہین نے وہ روایات جو
اہل تشیع نے درباب اسلام ابوطالب جمع کی ہین دیکھی ہین اونمین سے ایک بھی قابل اعتبار نہین
مین نے چند روایات اونمین کی اپنی کتاب اصابہ مین بمقام ترجمہ ابی طالب نقل کی ہین۔"

ہجرت سنہ ۱۴ نبوت مطابق سنہ ۱

جب ایذائے کفار مکہ مسلمانون پر حد سے گذر گئی جملہ اصحاب کبار دو دو چار چار کرکے ہجرت
کرگئے صرف جناب رسالتمآب صلعم حضرت صدیقؓ جناب علیؓ رہ گئے۔ کفار نے ایک شب
باتفاق یہہ صلاح کی کہ حضور اقدس کے دشمنو تکو قتل کر ڈالین۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام
بحکم رب العلمین خدمت نبوی مین نازل ہوئے اور ظاہر کیا کہ اس رات کو آپ بہمراہی
صدیق اکبرؓ مدینہ منورہ روانہ ہون چنانچہ حضور خواجہ عالم نے جناب علیؓ کو اپنے بستر پر سلا
دیا اور خود غار حرا کیجانب روانہ ہوئے۔ جب رات ہوئی کفار بہ نیت فاسد گرد

دولت سرائے نبوی بارادۂ فاسد جمع ہوئے حضور سرورعالم کو جب معلوم ہوا آپ نے علی مرتضیٰ رضؓ سے فرمایا مجھکو حکم ہجرت ہوگیا ہے مین اسیوقت روانہ ہوتا ہون تم میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑہکر بے خوف وخطر لیٹ رہو خداوند عالم تمہارا حافظ وناصر ہے۔ اہل مکہ کی امانتین جو میرے پاس ہین تمہارے سپرد کرتا ہون میرے بعد جسکی امانت ہے اوسکے حوالہ کرکے تم بہی میرے پاس مدینہ چلے آنا۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ حسب ارشاد حضور چادر مبارک سبز رنگ اوڑہکر بستر نبوی پر لیٹ رہے اور حضور سرور دوجہان ولتحانہ سے نکلے چلے گئے کچھ دیر بعد ایک مرد اجنبی صورت کفار کے مجمع مین آیا اور اونسے پوچھا۔ تم لوگ یہان کسکا انتظار کررہے ہو۔ جواب ملا۔ محمد کے منتظر ہین۔ اوسنے کہا تم لوگ نا امید ہوی دل کی آرزو دل ہی مین رہی محمد تو تمہارے سرونپر خاک ڈالکر تشریف لیگئے۔ الغرض کفار گھر مین گھس آئے اور چاہا کہ جناب علی رضؓ پر حملہ کرین۔ آپ اوٹھہ بیٹھے۔ کفار نے دریافت کیا۔ محمد کہان ہین۔ فرمایا۔ معلوم نہین۔ کفار نے جناب علی رضؓ سے کچھ تعرض نہ کیا اور حیران وشرمندہ واپس گئے۔

خمیس مین ہے کہ کفار دروازہ پر صبح تک منتظر رہے۔ دروازہ کے درزونسے جناب علی رضؓ کو حضور کے خوابگاہ مین سبز چادر اوڑہے دیکہکر یہی جانتے تھے کہ محمد ہین۔ صبح ہوتے ہی گھر مین گھس پڑے۔ جناب علی رضؓ کو پایا حضور کی نسبت دریافت کیا آپنے لاعلمی ظاہر کی تو غلط جان کر آپکو مارا پیٹا اور کچھ دیر تک قید رکھا بعدازان چھوڑکر حضور سرورعالم کی تلاش مین سرگردان ہوئے۔

امام غزالی رحؒ احیاء العلوم مین اوس رات کو حضرات جبرئیل ومیکائیل علیہ السلام کا حضرت علی کی حفاظت کیلئے تشریف لانا لکہتے ہین چنانچہ یہ قصہ شمس التواریخ حصہ اول مین

گذر چکا ہے خداوند جل وعلا نے اس خدمت کی قبولیت مین جناب مرتضوی کے حق مین خلعت آیہ کریمہ ومن الناس من یشری تا رؤف بالعباد نازل فرمائی۔ اسی قصے کے متعلق جناب شیر خدا سے ابیات ذیل منقول ہین۔

وقیت بنفسی خیر من وطی الثری	ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر
رسول الٰہ خاف ان یمکروا بہ	فنجاہ ذو الطول الالٰہ من المکر
وبات رسول اللہ فی الغار امنا	موقی وفی حفظ الالٰہ وفی ستر
وبت اراعیہم وما یثبتوننی	وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر

ترجمہ۔ مین نے اپنی جان سے اوس ذات پاک کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والو نمین سب سے بہتر اور جملہ طائفین کعبہ وحجر اسود مین افضل ہے۔ وہ خدائے عالم کے رسول پاک ہین جب آپکو دشمنو نسے خوف ہوا۔ تو قادر مطلق نے آپکو مکر اعدا سے نجات دی اور حضور رسول اللہ شب کو غار مین بامن وآسائش تمام رہے اور خدا کی حفاظت وپردہ پوشی حضور کے شامل حال تھی اور مین نے اس حال مین رات گذاری کہ دشمنونکو دیکھہ رہا تھا مگر وہ مجھکو نہ پہچان سکے اور مین تو اپنی جان سے قتل وقید پر مستعد ہو گیا تھا۔ (معارج النبوۃ وخمیس)

بعد روانگی حضور سرور انس وجان ومحبوب خالق دوجہان تین روز تک حضرت علی مرتضیٰ مکہ معظمہ مین مقیم رہے اس عرصہ مین جسقدر اموال امانت آپکی سپردگی مین تھا آپنے اونکے مالکونکے حوالہ کیا اور فارغ البال ہوکر مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ بعد طے مراحل ومنازل مدینہ پہونچکر حضور نبوی سے کلثوم بن ہدم کے گھر ملے۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰؑ کفار مکہ سے پوشیدہ روانہ ہوے۔ تنہا سفر۔ دشمنونسے اندیشہ۔ رات کو راہ چلتے دن مین کسی محفوظ جگہہ آرام کرتے۔ شوق دل رہبر تھا جذبہ محبت

حضور سرور عالم قلادۂ گردن جان تھا۔ پیادہ پائی اور منزلین طے کرنیکا کبھی اتفاق نہوا تھا۔ راہ دشوار گذار۔ قدم قدم پر خار مغیلان۔ آپکے پائی مبارک زخمی ہوگئے پھپھولے پڑ گئے اس حالت مین بہی آپ رہروی سے باز نہ رہے۔ وہ دشت وبیابان سنسان عرب کا جنگل کف دست میدان۔ اندہیری رات مین جابجا بالو کے تودے دور سے بشکل مہیب نظر آتے تھے۔ اژدر خونخوار یا افعی زہر دار کا گمان ہوتا تھا۔ ہر قدم پر آبلہ پا سے صدای آہ نکلتی۔ کہیت دو کہیت چلتے زخمونکے درد سے بیچین ہوکر دم لیتے اور سستانیکو بیٹھ جاتے پھر آگے بڑہتے تھے۔

تار ہاے دامنم پیداز نوک خار ہا	در بیابان جنون چون آشیان عنکبوت

الغرض اسی طرح منزلین قطع کرکے جناب شیر خدا علی مرتضیٰ سترہ یا اٹھارہ ربیع الاول کو حاضر خدمت اقدس ہوے حضور رحمتہ للعالمین اپنے پیارے عزیز بھائی کو دیکھکر بہت خوش ہوے۔ پائون کے زخم ملاحظہ انور مین گذرے کمال تاسف فرمایا۔ بکمال شفقت دست حق پرست اون زخمون پر پھیرا۔ ہاتھہ کی برکت سے اوسیوقت تمام زخم اچھے ہوگئے اور کسی قسم کا درد و تکلیف و تکان سفر باقی نہ رہا اور دست مبارک کی برکت سے پھر کبھی کوئی درد و زخم و تکلیف نہ پہونچا۔ (معارج النبوۃ)

نکاح جناب علی مرتضیٰ رضؓ با حضرت فاطمہ زہرا رضؓ

ارباب سیر و تواریخ واصحاب تحریر و تنسیخ عرائس معانی کو سریر توضیح پر یون جلوہ گر کرتے ہین کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضؓ۔ سلمان فارسی رضؓ سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضؓ سن شعور اور وقت بلوغ کو پہونچین تو اکابر قریش نے حضور سرور کائنات کی خدمت مین پیغام نکاح

بھیجا مگر حضور اقدس نے کسیکو کچھ جواب نہ دیا۔ ایک روز جناب صدیق اکبرؓ نے درخواست کی۔ حضور نے فرمایا۔ فاطمہ کا عقد خداوند تعالیٰ کے حکم پر موقوف ہے پھر حضرت فاروق اعظمؓ نے استدعا کی۔ آپ کو بھی یہی جواب ملا۔ (معارج و خمیس)

اور بروایت دیگر دونوں صاحبوں کے پیغام میں یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ چھوٹی ہے (ازالۃ الخفاء)

ایک دن جناب ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت سعدؓ مسجد نبوی میں بیٹھے جناب فاطمہؓ کا ذکر کر رہے تھے۔ یہہ تذکرہ درپیش تھا کہ اکابر قریش نے حضور سرور عالم کی خدمت میں جناب فاطمہؓ کی خواستگاری کا پیغام بھیجا مگر حضور نے کسیکو قبول نہیں فرمایا اب علیؓ باقی رہگئے ہیں انکی طرف سے ابھی تک پیغام نہیں گیا ہے شاید انکا پیغام جاوے تو منظور فرمالیں جناب ابوبکرؓ نے فرمایا میرے خیال میں علیؓ بوجہ تنگدستی و فقر کے خواستگاری سے رکے ہیں اور میرا گمان غالب ہے کہ خاص انہیں کی وجہ سے بی بی فاطمہؓ کے عقد میں تاخیر ہو رہی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں سے فاطمہؓ کا عقد ہوگا"

یہہ فرماکر صدیق اکبرؓ جناب عمرؓ اور سعدؓ کی طرف متوجہ ہوے اور کہا۔ آپ دونوں صاحب اگر میرے ساتھہ متفق ہوں تو علیؓ کے پاس چلیں اور جناب فاطمہؓ کے واسطے پیغام دینے کی ترغیب دیں۔ اگر اونکو غریبی و محتاجی کا عذر اور فقر مانع خواستگاری ہے تو اونکی مدد کرنیں اور زر و نقد سے اونکی اعانت اپنے ذمہ واجب جانیں۔

آنجا شگفتہ خواہد گل تا چہ بنیم		ایں وادی در ازدرے آشتے چو ہمی
روضم نزدیک و بنیم		

حضرت سعدؓ بولے اے ابوبکرؓ۔ خدا آپکو ہر کار خیر میں توفیق عطا فرماتا ہے۔ آپکی رائے انسب ہے ہم آپکے ساتھہ میں تشریف لے چلیئے۔ الغرض یہہ تینوں صاحب بزرگوار

سرداران مہاجرین وانصار سے متفق ہوکر جناب علیؓ کی تلاش مین مسجد سے نکلے۔حضرت علی مرتضیٰؓ اپنا اونٹ پانی پلانے کو آبادی سے باہر ایک باغ مین لیگئے تھے۔یہہ تینون بہی اونکی جستجو مین باغ ہی کے اندر داخل ہوے۔حضرت علیؓ ان کو دیکھتے ہی استقبال کر کے انسے ملے اور سبب آنیکا دریافت کیا۔حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔اے علی مرتضیٰ جسقدر محامد پسندیدہ اور خصائل حمیدہ دنیا مین ہین خداوند تعالیٰ نے آپکو عطا کئے ہین اور آپ اونمین سابق ہین جناب رسولؐ سے جو قربت خصوصیت آپکو ہے وہ دوسرے کو نصیب نہین۔اکابر واشراف قریش نے فاطمہؓ کی شادی کا پیغام دیا مگر کسی نے جواب قبول نہین سنا مین گمان کرتا ہون کہ بی بی فاطمہؓ خاص آپ ہی کے واسطے ابتک بیٹھی ہین آپ اپنے واسطے کیون نہین پیغام دیتے۔"

شیر خدا نے جواب دیا آپکو اور عمر فاروق کو تو جواب مل گیا۔آپکے بعد اب میری ہمت نہین پڑتی کہ خواستگاری کرون اور مبادا وہی انکاری جواب پاؤن۔علاوہ آپ دونون صاحبونکے دیگر اکابر قریش کو بہی جواب دیا گیا۔اب مین کس امید پر پیغام دون دوسری روایت مین ہے کہ صدیق اکبرؓ کی گفتگوے ترغیب سنکر علی مرتضیٰؓ آبدیدہ ہوے اور فرمایا۔اے ابوبکرؓ۔اسوقت آپنے میری آتش شوق جسکو مین نے بمشکل دبایا تھا ازسرنو برافروختہ کردی اور جس خیال کو اپنے دل غمزدہ سے بزور دور کردیا تھا وہ آپ کی ترغیب وتحریص سے دوبارہ قائم ہوگیا۔حضور نبوی کی دامادی کی رغبت اور تمنا جسقدر مجھکو ہے شاید کسی اور کو نہ ہوگی۔مگر افسوس مجبور ہون۔تنگدستی ومحتاجی کے ہاتھون معذور ہون۔فقر زبان روکتا ہے ناداری یہہ آرزو دل مین نہین آنے دیتی۔ بارہا دل نے کہا۔تو بہی استدعا کر لیکن بے زری سے حوصلہ نہ پڑا اور دل کی بات

دل ہی مین رہی زبان تک نہ آسکی"۔

آس کہتے ہین جسے آس نہین پاس نہین		یاس سے پر کسی حالت مین مجھے یاس نہین

جناب ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اے علیؓ آپ عُسرت و تہیدستی کا عذر کرتے ہین۔ دنیا سے غدار و مکار خدا اور اوسکے رسول کے نزدیک بیقدر و بے اعتبار ہے۔ آپ قلت مال و شکستگی احوال کا خیال اپنے دل سے نکال ڈالین اور حضور نبوی مین درباب عقد جناب فاطمہؓ خواستگاری کرین۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ کا سوال رد نہو گا اور آپ شاہد مدعا سے ہم آغوش ہونگے۔ حضور آپکی خواستگاری بطیب خاطر منظور فرما لینگے۔

الغرض امیر المومنین آپکے کہنے سننے سے آمادہ ہوے۔ اونٹ کی مہار ہاتھ مین لی گھر تشریف لیگئے اور اونٹ باندھکر خدمت نبوی مین حاضر ہوے۔ آنحضرت جناب ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ جناب علیؓ نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ کون ہے۔ حضور نے فرمایا "اوٹھو جلد دروازہ کھول دو۔ یہہ وہ شخص ہے جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور اوسکا رسول اوسکو دوست رکھتے ہین"

ام سلمہؓ نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون۔ ایسے کون بزرگ ہین جنکی حقمین حضور یہ ارشاد فرماتے ہین"۔ ارشاد ہوا "یہہ شخص میرا بھائی میرے چچا کا بیٹا۔ علی بن ابی طالب ہے"۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ یہہ سنتے ہی مین جھپٹ کر اوٹھی اور دروازہ کھولدیا۔ بخدا اے لم یزال تاوقتیکہ دروازہ کھولکر مین حجرہ کے اندر نہ پہونچ گئی جناب علیؓ گھر مین نہ آے۔ جب اونکو معلوم ہوا کہ مین حجرہ مین پہونچ گئی اندر آے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضور نے جواب دیا۔ وعلیک السلام یا علی و رحمۃ اللہ و برکاتہ"۔ اور اپنے پاس بٹھالیا۔ امیر المومنین نے

سر نیچے کرلیا اور زمین پر نظر جمالی حضور نے فرمایا۔ اُے علیؓ مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ تمکو کچہہ کہنا ہے مگر شرم عرض حال سے مانع ہے۔ بے تکلف جو کہنا چاہتے ہو کھو۔
تمہاری حاجت پوری کرونگا اور تمہاری استدعا قرینِ اجابت ہوگی"۔ عرض کیا۔
اے رسول اللہ۔ حضور کو معلوم ہے کہ زمانہ طفولیت سے حضور نے مجھکو اپنی ملازمت کا شرف
عطا فرمایا۔ ظاہری و باطنی تربیت اس خاکسار کی فرمائی اور جسقدر شفقت کریمانہ
و توجہات مربیانہ جناب اقدس کی اس خاکسار کے بمقدار حال زار پر مبذول رہی اوسکا
دسوان حصہ بھی میرے والدین نے مجہپر نہ کی ہوگی۔ حضور کے قدمونکی برکت سے یہہ نحیف
دین باطل اور عقائد فاسدہ آبا و اجداد سے پاک رہا اور دین متین صراط مستقیم کا راہ
یاب ہوا۔ اے رسول خدا۔ حضور میرے سرمایہ نشاط و سرور و ذخیرہ فرح و انبساط موفور
ہین۔ الحمد للہ کہ حضور کی برکت تربیت سے یہہ ادنیٰ اثمک پروردہ قوی بازو ہو گیا اور
سعادت دارین و فلاح و خیر ابدی بدرجہ اتم نصیب ہوئی۔ صرف یہہ آرزو دل مین باقی
ہے کہ اس حقیر کی خانہ آبادی ابتک نہین ہوئی۔ اہلیہ صاحب خانہ سے جو مونس جان
و موجب انس روح روان ہے تا ہنوز محروم ہے۔ مدت سے دل کا تقاضا تھا کہ حضور کی لخت جگر
فاطمہ زہرا کی خواستگاری کرون مگر بخیال گستاخی ہمت نہ پڑتی تھی اور نہ شرم اجازت
دیتی تھی۔ آج بمقتضاے کمال اضطراب بمضمون ع کر مہاے تو مارا کرد گستاخ۔
بکمال ادب عرض پرداز ہون کہ یہہ خانہ زاد قدیم شرف فرزندی سے سرفراز فرمایا جاے
امید کہ یہہ استدعاے حقیر خلعت قبول حاصل کرے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ مین دور سے حضور کو دیکھہ رہی تھی۔ جناب
علیؓ کی استدعا سے چہرہ مبارک بوجہ کمال مسرت مثل آفتاب عالمتاب چمکنے لگا۔

حضور نے آپکا کلام سُنکر تبسم کیا اور فرمایا۔ اے علی نقد وجنس جسکی شادی وبیاہ مین ضرورت ہوتی ہے تمہارے پاس کسقدر ہے؟ آپنے عرض کیا۔ میرا حال حضور پر خوب روشن ہے۔ بجز نام خدا و رسول مصطفےٰ میرے پاس کیا دھرا ہے۔ حضور اقدس سے مخفی نہین کہ سرمایۂ دنیوی میرا صرف ایک تلوار۔ ایک زرہ۔ ایک اونٹ ہے اور بس۔ اللہ کا نام محمد کا کلمہ۔ ان چیزونکی بابت جیسا حکم ہو فروخت کرکے نقد حاصل کرون اور ضروریات عقد مین صرف کردون؟ ارشاد ہوا۔ تلوار کام کی چیز ہے۔ ہر وقت جہاد رہتا ہے اور اسمین کام آتی ہے۔ اونٹ پر سوار ہوکر جانا آنا رہتا ہے یہہ بھی رکھنا چاہئے۔ البتہ زرہ اگرچہ یہہ بھی کارآمد ہے مگر خیر۔ اسوقت اسکو فروخت کر ڈالو اور ایک روایت ہے کہ جسوقت جناب علی نے خواستگاری کی حضور نبوی نے فرمایا۔ میری فاطمہ کا مہر کسقدر دوگے؟ آپنے جواب دیا۔ حضور مین فقیر ومحتاج ہون میرے پاس کیا ہے؟ ارشاد ہوا۔ تمہاری وہ زرہ کہان ہے؟ عرض کیا۔ حضور میرے پاس ہے مگر وہ تو حطمیہ دکم قیمت وبیقدر ہے چارسو درم کی بھی نہوگی؟ ارشاد ہوا۔ تمسے وہی زرہ قبول کرتا ہون جاؤ اوسیکو لے آؤ۔ اور ایک روایت مین ایک گھوڑا اور زرہ ہے۔ حضور نے فرمایا گھوڑا تو سواری کیواسطے رہنے دو مگر زرہ فروخت کرڈالو۔

بروایت بریدہ اس طرح منقول ہے کہ جسوقت امیر المومنین خدمت نبوی مین حاضر ہوے حضور نے فرمایا اے علی تمہاری کیا حاجت ہے آپنے درباب عقد خواستگاری کی حضور نے فرمایا۔ مرحبا واہلاً۔ یعنی خوش آمدی واہل این کار ہستی اور کچھ اس سے زائد نہ فرمایا جب علی باہر نکلے مہاجرین و انصار نے دریافت کیا کہ آپکو کیا جواب ملا۔ آپنے کہا صرف یہہ دو کلمہ ارشاد فرماے۔ صحابہ نے کہا حضور کی ایک ہی بات کافی تھی مگر آپکو دو باتین

ارشاد ہوئین آپکی درخواست قبول فرمائی نیز خوشی و راحت آپ کے حوالہ کی۔
حطمیۂ کی تفسیر مین اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ چوڑی اور ثقیل گرانبار یا وہ زرہ جسپر تلوار اثر نہ کرے بلکہ خود ٹوٹ جاوے (مگر یہہ وصف زرہ ممدوح ہے جسکی وجہ سے گران قیمت ہوتی ہے) بعضے کہتے ہین کہ عبد القیس کے قبیلہ مین ایک شخص حطمہ بن محارب زرہ ساز تھا اوسکی طرف منسوب ہے۔ بعض کے نزدیک حطمیہ خراب زرہ ہے اور یہی معنی اس مقام مین چسپان ہین کیونکہ جناب علیؓ نے اوسکو برائی کے ساتھہ ذکر کیا۔
جناب علیؓ فرماتے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ میرے ہمراہ مسجد نبوی مین تشریف لیگئے ہمکو مسجد مین داخل ہوئے کچھہ دیر نہ ہوئی تھی کہ حضور خواجہ عالم رونق افروز ہوئے۔ چہرہ مبارک ایسا دمکتا تھا جیسے چودہوین رات کا چاند۔ حضور نے آتے ہی حضرت بلالؓ کو حکم دیا اور ایک روایت مین حضرت انسؓ سے فرمایا کہ جملہ اصحاب مہاجرین و انصار کو بلا لاؤ۔ حکم کی دیر تھی کہ جملہ اصحاب آن واحد مین مسجد کے اندر جمع ہوگئے۔ خواجہ کائنات علیہ الصلوٰت والتحیات ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے سرداران اسلام حضرت جبرئیل حکم رب جلیل لیکر ابھی میرے پاس آئے اور ظاہر کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کو بیت المعمور مین جمع فرماکر اپنی کنیز فاطمہ بنت محمد کا نکاح اپنے بندہ خاص علی بن ابی طالب سے کردیا اور مجھکو ارشاد ہوا ہے کہ اپنے اصحاب بے ریا و محبان باصفا کے سامنے عقد نکاح کی تجدید کرون اور ایجاب و قبول بحضور گواہان عادل ہوجاوے۔ پھر جناب علیؓ سے ارشاد ہوا "اے علی۔ اوٹھو خطبہ پڑھو" جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ اوٹھے اور حضور نبوی کے روبرو کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا۔ بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ فرمایا "حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین نے اپنی صاحبزادی فاطمہ زہرا کو میرے نکاح مین دیا

اور مہر میری زرہ قرار پائی ہے مین نے بخوشی خاطر قبول کیا۔ آپ صاحب صاحب گواہ ہون" حاضرین جلسہ نے التماس کیا۔ اے رسول خدا۔ کیا حضور نے نکاح کر دیا۔ ہم لوگ گواہ ہوتے ہین۔ فرمایا۔ ہان۔ مین نے اپنی بیٹی فاطمہ کو علی کے نکاح مین دیا۔ اس پر ہر طرف سے آواز (خدا ان دونو مین برکت عطا فرمائے) بلند ہوئی۔ نکاح کے بعد ایک طباق بھر کر خرماے تازہ حضور کے سامنے رکھے گئے۔ حضور نے حکم دیا کہ لوٹ لو۔ صحابہ نے خرمے لوٹ لئے۔ اسی سے علما نے استنباط کیا ہے کہ محفل عقد نکاح مین شکر یا دام لوٹانا مضائقہ نہین۔ بلکہ بعضے فقہاء دین اسکو مستون کہتے ہین۔

روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے بی بی فاطمہؓ سے قبل نکاح فرمایا کہ علیؓ تمہارے نکاح کے خواستگار ہین۔ آپ یہہ سنکر خاموش ہو رہین زبان سے کچھہ جواب ندیا۔ پھر حضور نے مسجد مین آکر صحابہ کے روبرو عقد نکاح کر دیا۔ اسی لئے علماء کرام فرماتے ہین کہ نکاح کے وقت اگر لڑکی جوان بالغ ہو تو ولی کو اوس سے اجازت لینا مناسب ہے اور باکرہ کا سکوت بمنزلہ اجازت و رضا ہے۔

روایت ہے کہ حضور رسول مکرم جب عقد نکاح کر چکے دولت سرا مین تشریف لے گئے اور اہلبیت کو اس نکاح سے مطلع فرمایا پھر حضرت علیؓ سے ارشاد ہوا۔ اے علیؓ تم اپنی زرہ فروخت کر کے اوسکی قیمت لاؤ۔ جناب علیؓ بحکم نبوی پاکر زرہ فروخت کرنے لیگئے دراصل وہ زرہ ایسی نفیس تھی کہ تلوار اوسپر اثر نہین کرتی تھی۔ چارسو درم اور ایک روایت مین چارسو اسی درم پر جناب عثمانؓ نے خرید کی اور قیمت نقد جناب علیؓ کے حوالہ کر کے زرہ پر قبضہ کیا۔ بعد اتمام عقد جناب ذی النورین نے فرمایا "اب مین اس زرہ کا مالک ہو گیا مجھکو اختیار ہے جسکو چاہون دون" حضرت علیؓ نے فرمایا" بیشک

زرہ آپ کی ہوگئی آپ اسکے مالک ہوے"۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ "درحقیقت مجھسے زیادہ آپ اسکے حقدار ہین اور مین نے بطور ہبہ شرعی زرہ آپکو دی یہہ آپ ہی کو مبارک رہے" جناب علیؓ سخاوت عثمانی ملاحظہ فرما کر از بس خوش ہوے اور شکریہ اونکا ادا کرکے زرہ اور نقدی لیکر خدمت نبوی مین حاضر ہوے اور تمام کیفیت عرض کی۔ جناب رسول خداؐ نے جناب عثمان رضؓ کے حقمین دعاے خیر فرمائی۔ پھر جناب رسالتمآب نے درم لیکے ایک مٹی بھر کر صدیق اکبرؓ کو عنایت فرمای اور ارشاد کیا۔ اسباب جہیز فاطمہؓ خرید لاؤ۔ حضرت سلمانؓ و بلالؓ کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جناب ابو بکرؓ نے درم لیکر گنے تو تین سو ساٹھہ درم تھے جناب صدیقؓ فرماتے ہین کہ مین نے اس نقد سے بی بی فاطمہؓ کا جہیز اسباب ذیل خرید کیا۔ ایک فرش خواب پارچہ مصری کا جسکے اندر اُون بھری تھی ایک فرش چرمی۔ دو تکئے۔ ایک مین پوست خرما دوسرے مین اون تھی۔ ایک چادر پشمی۔ دو ظرف گلی پانی کے واسطے۔ دوسری روایت مین یہہ سامان ہے۔ دو چادرین دو بازو بند نقرئی۔ ایک قطیفہ چادر کلان وہ اسقدر طول و عرض مین کوتاہ تھی کہ حضرت علی و فاطمہؓ جب اوسکو اوڑہکر سوتے تو پوری طرح دونون صاحبونکو کافی نہوتی تھی۔ دو نہالی پارچہ کتان کی ایک کے اندر لیف خرما بھرا تھا دوسری مین ریشہ سنجتیان بجاے روئی و اوُن کے تہی۔ چار تکئے۔ دو مین اون بھری تہی اور دو مین لیف خرما۔ ایک پیالہ۔ چکی چلنی۔ ایک مشک۔ دو عدد سبوے گلی۔ ایک پلنگ مع بچھونے کے بہی تھا۔

جب یہہ سامان جہیز بی بی خاتون جنت کا حضور سرور انبیا کی نظر انور سے گذرا حضور نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ خداوندا۔ انکو برکت عطا فرما۔ ان کا سامان و ظروف

استعمال کیا ہی نفیس ہے۔ مٹی کے برتن ہین۔

سامان جہیز سے جسقدر درم پس انداز ہوے وہ حضور نبوی نے ام المومنین جناب ام سلمہ رض کے حوالہ فرمائے تاکہ دیگر ضروریات عروس مثل خوشبو۔ عطر وغیرہ منگوالین۔

حضرت علی مرتضی رض سے منقول ہے کہ نکاح کو ایک ماہ کے قریب ہوگیا اس مدت مین حضور اقدس کے سامنے کسی نے رخصت کا ذکر تک نہین کیا۔ بعد انقضای ایک ماہ کامل ایک روز میرے بھائی عقیل بن ابی طالب میرے پاس آے اور کہا۔ خدا نے کیا تمہارا نکاح ہوگیا اور حضور کی دامادی کا شرف جو نصیب ہوا اس سے کمال درجہ خوشی ہوئی مگر مین چاہتا ہون کہ رسم رخصت بھی ظہور پذیر ہو۔ مین نے کہا۔ میری بھی یہی تمنا و خواہش ہے۔ لیکن حضور سرور کائنات کی خدمت مین اپنی زبان سے کسطرح عرض کرون شرم دامنگیر ہے۔ حضرت عقیل رض مجھکو لیکر کاشانہ حضور پر نور پر حاضر ہوے اور حضرت ام ایمن رض سے ملکر اس باب مین گفتگو کی۔ ام ایمن رض نے جواب دیا۔ تم مردونکا جو کام تھا۔ (یعنی عقد نکاح) وہ تو ہوگیا اب رخصت ہم عورتونکا کام ہے اور سرانجام مہم ہذا امہات مومنین کے متعلق ہے کیونکہ اسکے بابت عورتونکی بات مقبول ہوتی ہے اب مین جاتی ہون اور اسکا تذکرہ ام سلمہ رض سے چھیڑونگی دیکھون وہ کیا فرماتی ہین بعدہ ام ایمن رض ام المومنین ام سلمہ رض کی خدمت مین گئین اور تذکرہ کیا پھر دوسری ازواج مطہرات کے پاس جاکر بھی گفتگو کی۔ جملہ امہات مومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کے حجرہ مین جمع ہوئین جناب رسولخدا بھی وہان رونق افروز تھے۔ ازواج مطہرات مین حضور اس طرح نظر آتے تھے جیسے کواکب سیارہ مین ماہ چہاردہم۔ الغرض ازواج مطہرات نے رخصتی جناب فاطمہ رض مین اس طرح ذکر چھیڑا۔ اول ام المومنین جناب خدیجہ رض کا تذکرہ

درپیش ہوا اور بکمال تاسف سے عرض کیا کہ اگر اسوقت سیدہ فاطمہؓ کی والدہ ماجدہ
بی بی خدیجہؓ زندہ ہوتین تو نہایت خوشی سے شادی بیاہ کا کام کرتین۔ اونکی لیاقت
وحسن انتظام کے سامنے ہم لوگونکی کوئی ضرورت نہ ہوتی مگر افسوس ہے کہ وہی نہین
اور سب کچھہ ہے۔ اب ہم لوگ خواستگار ہین کہ بی بی فاطمہؓ کی رخصتی کا سامان کر کے
اونکے حوالہ حضرت علیؓ کے گھر بھیجدین۔ جناب رسالتمآب ام المومنین جناب خدیجہؓ کا
نام سُنکر آبدیدہ ہوے اور فرمایا۔ آہ۔ خدیجہؓ کے برابر کون ہوسکتا ہے۔ اونھون نے
تو میری تصدیق ایسے وقت کی جب تمام زمانہ میری تکذیب کر رہا تھا۔ خدیجہ نے اپنا
تمام مال و دولت میری خوشی اور خدا کی رضامندی مین صرف کر ڈالا۔ اوس کے
پاک دین کی ہر طرح اعانت کی۔ اسکے عوض خداوند تعالی نے مجھسے فرمایا کہ خدیجہ کیواسطے
ایک مکان سبز زمرد کا مین نے تیار کیا ہے تم اونکو حالت حیات مین بشارت دیدو۔
جب حضور یہہ فرما کر خاموش ہوے تو حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا۔ حضور نے خدیجہؓ
کی تعریف جو کچھہ فرمائی وہ اسی لائق تھین اونکا درجہ عالی اور پایہ بلند ہے خداوند تعالے
ہمکو اور اونکو بہشت مین ملادے سردست یہ التماس ہے کہ حضور کے بھائی علیؓ کی
تمنا ہے کہ اونکی بیوی رخصت فرمائی جاوین اور یہہ دو گوہر نبوت و ولایت رشتہ
اتصال مین منسلک ہوجاوین۔ حضور اقدس نے فرمایا " اے ام سلمہؓ علی نے آج تک
یہہ خواہش مجھپر ظاہر نہ کی "۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا " اے رسول اللہ علیؓ حیادار ہین اونکو
خود عرض کرتے شرم آتی ہے۔ وہ کیسے ظاہر کرتے " آپنے ام ایمنؓ کو حکم دیا کہ جاؤ۔ علیؓ کو
میرے پاس بُلالاؤ۔ ام ایمنؓ جناب علی کو لیکر خدمت نبوی مین تشریف لائین عورتون نے
آپکے واسطے جگہہ خالی کردی آپ نیچی نگاہ کر کے نہایت شرم و ادب سے خاموش بیٹھہ گئے

آنحضرت نے فرمایا "اے علیؓ - کیا تم اپنی اہلیہ کو رخصت کرانا چاہتے ہو" عرض کیا "جی ہان اے رسول خدا کے میرے باپ اور مان دونون حضور پر سے قربان ہون" حضور سرور عالم نے شب آئندہ یا دوسری شب مقرر فرمادی - آپ خوش و خورم خدمت نبوی سے رخصت ہوے - انکے چلے جانیکے بعد آنحضرت نے حکم دیا کہ فاطمہؓ کی زینت کے واسطے جو چیز درکار ہو اوسکا مناسب انتظام کردیا جاوے -

بعد الفراغ جملہ امور رخصتی حضور سرور عالم نے ایک ہاتھہ مین حضرت علیؓ کا ہاتھہ لیا اور دوسرے مین جناب فاطمہؓ کا ہاتھہ پکڑکر پہونچا آے - بعدہ حضرت فاطمہؓ کو گلے لگا کر پیار کیا - دعاے برکت دیکر حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور وہان سے واپس آے - جب حضور واپس ہوے تو اسماء بنت عمیس وہان نظر آئین - حضور نے فرمایا - تم یہان کیون رہ گئین عرض کیا شائد فاطمہؓ کو کسی چیز کی ضرورت پیش آے اور کسی سے بباعث شرم و حیا نہ کہہ سکین اسواسطے مین یہان رہنا چاہتی ہون - حضور نے فرمایا - مناسب ہے خدا تمہارے دین و دنیا کے کام پورے کرے -

ایک روایت ہے کہ حضور سرور کائنات نے ام سلیمؓ کو ارشاد فرمایا - میری لڑکی فاطمہؓ کو علیؓ کے گھر پہونچا آؤ اور اوس سے کہہ دینا کہ مین عشا پڑھکر آؤنگا - چنانچہ بعد فراغ نماز عشا آپنے ایک کوزہ پانی کا خود اوٹھالیا - جناب علیؓ کے حجرہ مین تشریف لے گئے - اپنے دہن پاک کا لعاب مبارک اوس پانی مین ڈالا پھر سورہ معوذتین اور دیگر دعائین پڑھکر دم کین اور فرمایا - اے علیؓ تم دونون اس پانی سے کچھہ پی لو اور وضو بھی کرلو اور ایک روایت مین ہے کہ کسیقدر اوسی پانی مین سے حضرت فاطمہؓ کے سر و سینہ پر چھڑک دیا اور فرمایا - خداوندا مین فاطمہ اور اوسکی اولاد کو شیطان کے مکر و حیلہ سے

تیری پناہ مین دیتا ہون۔ پھر تھوڑا پانی جناب علیؓ کے سر اور دونون شانون کے درمیان چھڑک کر وہی دعا دی اور بروایتے یہہ فرمایا۔ خداوندا یہہ دونون مجھسے ہین اور مین ان سے جیسا کہ تو نے مجھکو پاک کیا اسی طرح ان دو تونکو پاکیزہ فرما۔ پھر ارشاد ہوا جاؤ خداوند عالم تم دونون میان بیوی مین الفت و محبت پیدا کرے اور تمہاری اولاد مین برکت عطا فرماوے۔ اسکے بعد حضور نبوی نے واپس ہونا چاہا حضرت فاطمہ زہرا رونے لگین حضور نے دست شفقت اونکے سر پر پھیرا اور فرمایا بیٹی کیون روتی ہی بخدا اے عالم مین نے تجھکو ایسے شخص کے عقد مین دیا ہے جو سابق الاسلام ہے۔ علم و حلم مین ممتاز۔ دولت عرفان سے مالامال اور میرے اہل قرابت مین سب سے افضل و بہتر ہے۔ بخدا اے وحدہ۔ جسکے قبضہ مین میری جان ہے۔ تیرا زوج علی۔ دنیا و آخرت مین سردار اور صالحین سے ہے۔ خداوند تعالی نے تجھکو بہتر شوہر عنایت کیا ہے۔ زنہار اسکی نافرمانی نہ کرنا۔ دل و جان سے اسکی اطاعت مین سرگرم رہنا۔ پھر جناب علیؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے علی۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اسکی خوشی مین میری خوشی ہے۔ یہہ رنج و غم پاویگی تو مجھکو بھی صدمہ ہوگا۔ یہہ نصیحت ختم کرکے حضور اپنے دولتخانہ کو تشریف لے آئے۔

مروی ہے کہ بعد عقد جناب رسالتمآب نے فرمایا۔ اے علی۔ دعوت ولیمہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ بروایت معارج النبوت روغن و خرما آیا اور حیس (ملیدہ) تیار ہوا وہ حضور نے مع صحابہ کرام کے تناول فرمایا اور بروایتے سعد بن معاذؓ نے ایک دنبہ فربہ دیا اور صحابہ انصار چند صاع جوار لے آئے جسکا طعام ولیمہ تیار ہوا (خمیس) اور بروایتے حضور سرور عالم نے خرما سویر عنایت فرمائے۔ (روضۃ الاحباب)

یہہ عقد مبارک ماہ صفر یا رجب سنہ ۲ھ مین ہوا ہے اور رخصت بہی ماہ مذکور مین ہوئی اور بعضونکے نزدیک رخصت اسکے بعد ہوئی۔

تاریخ خمیس مین قصہ نکاح واقعات سنہ ۲ھ مین لکھا ہے اور ایک روایت سے جس کو صحیح کہا ہے ماہ رجب مین اس نکاح کا ہونا بیان کیا ہے علامہ طبری کی روایت سے نکاح ماہ صفر اور رخصت ذی الحجہ مین تاریخ مقدم نبوی سے بائیس مہینے بعد ہوئی ہے۔

وقت نکاح عمر جناب شاہ مردان شیر خدا اکیس سال پانچ ماہ تہی اور سیدہ فاطمہ زہرا پندرہ برس پانچ ماہ یا ساڑہے چہہ ماہ کی تہین۔ایک روایت مین آپ کا سن اٹھارہ سال کا تھا۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہین کہ نبوت سے پانچ برس پہلے جس زمانہ مین خانہ کعبہ کی بنا قریش نے کی جناب سیدہ فاطمہ پیدا ہوئین۔اس حساب سے آپکی عمر وقت نکاح تقریبا اونیس سال ہوتی ہے۔شاید راوی نے کسر نکال کر اٹھارہ سال کہدیئے ہون۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہین کہ بی بی فاطمہ اسلام مین پیدا ہوئین اور کہا گیا ہے کہ قبل بعثت نبوی آپ کی پیدائش ہے۔علامہ کے قول سے ولادت آپ کی بعد نبوت کے ہے اور یہی قول اونکے نزدیک معتبر معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوسرا قول بہ لفظ قیل صیغہ ضعف کے ساتھہ لکھتے ہین تو اس صورت مین وقت نکاح آپکا سن پندرہ سال کا ہونا ظاہر اور قرین قیاس ہے۔صواعق محرقہ مین ہے کہ حضرت فاطمہ کا نکاح آخر سنہ ۲ھ مین بنا بر روایت صحیحہ ہوا ہے۔آپکا سن پندرہ برس چہہ مہینے کا اور حضرت علی اکیس برس پانچ مہینے کے تہے۔صاحب صواعق کے نزدیک اگرچہ آخر سنہ ۲ھ مین عقد ہے مگر سن و سال ہر دو صاحبان مطابق روایت اولی الخمیس و موافق قول علامہ ابن حجر ہے

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ جملہ اولاد رسالت پناہ بجز ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم کے قبل نبوت کے پیدا ہوئی۔

بعد نکاح دونوں صاحب نہایت الفت و محبت سے گذر کرتے تھے۔ جناب علیؓ نے تاحیات بی بی فاطمہؓ دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

صحیح بخاری میں مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جناب علیؓ نے۔ (جُوَیریہ) بنت ابی جہل کے ساتھ نکاح کا پیغام بھیجا۔ جناب فاطمہؓ سنکر اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔ حضور کی قوم والے کہتے ہیں کہ محمد کو اپنی لڑکیوں کے بارہ میں غصہ نہیں آتا۔ (میرے شوہر) ابی جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ جناب خواجہ عالم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا۔ امابعد۔ ابوالعاص بن الربیع سے میں نے (اپنی بیٹی زینبؓ کا) نکاح کیا اوس نے جو مجھسے کہا اوسکو سچا کیا۔ (جو وعدہ کیا وہ پورا کیا) فاطمہ میرے بدن میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ مجھکو کب خوش آویگا کہ اوسکو ایذا پہونچے۔ واللہ۔ رسول اللہ کی بیٹی دشمن خدا کی بیٹی کے ساتھ ایک شخص کے پاس کبھی نہیں رہ سکتی۔ یہہ خطبہ سنکر جناب علیؓ یہہ خیال عقد سے درگذرے اور بروایت امام ترمذی یہہ الفاظ ہیں کہ بنی ہشام مجھسے اجازت چاہتے ہیں کہ اپنی لڑکی کا نکاح علی بن ابی طالب کے ساتھ کردیں میں اذن نہیں دیتا۔ (تین بار فرمایا) ہاں اگر علیؓ کو خواہش ہو تو میری لڑکی کو طلاق دیکر بنی ہشام کی لڑکی سے نکاح کرلیں۔ فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جو اوسکو ایذا دیگا اوسنے مجھکو ایذا دی۔

کنیہ جناب علیؓ بہ ابی تراب

سنہ ۲ ھ میں جسوقت غزوہ عشیرہ ہوا ہے جناب علیؓ کی کنیت ابوتراب رکھی گئی حضرت

عمار بن یاسرؓ کہتے ہین۔ اس غزوہ مین مین اور جناب علی مرتضیٰ ایک ساتھ رہتے تھے حضور سرورعالم بمقام عُشیرہ مقیم تھے ہم نے دیکھا کہ چند لوگ قبیلہ بنی مدلج کے اپنے چشمہ اور کھجورونمین کام کر رہے تھے مجھسے جناب علیؓ نے فرمایا۔ آؤان کسانونکا کام دیکھین مین اونکے ساتھ اوس مقام پر گیا اور کچھہ دیر اونکا کاروبار دیکھتے رہے پھر ہمکو نیند معلوم ہوئی۔ غلبہ خواب سے کھجور کے جھنڈ مین لیٹ رہے ۔ فرش خاک کو اپنی خوابگاہ بنایا اور ایسی غفلت کی نیند سوے کہ ہمکو اپنی خبر نہ رہی جب حضرت رسول مقبولؐ وہان تشریف لاے اور ہمکو جگایا تب بیدار ہوے۔ آنکھہ کھولی تو دیکھا کہ پاے مبارک سے ہمکو جگا رہے تھے ۔ زمین کی خاک دھول سے ہم دونون لتھڑے ہوے تھے حضور نے جناب علی سے فرمایا۔ اے ابوتراب۔ (اسوقت سے یہی کنیت آپکی ہوگئی) مین تمسے بدترین اشخاص کا ذکر کرتا ہون۔ ایک تو وہ سرخ رنگ قوم ثمود سے ہے جسنے اونٹنی ہلاک کی۔ دوسرا بدبخت۔ اے علیؓ تمہارا قاتل ہے۔ ابن اسحٰق اس قصہ کی نسبت اس طرح ناقل ہین کہ جب حضرت علیؓ کسی بات پر جناب فاطمہؓ سے ناخوش ہوتے تو اپنی زبان سے بخوف ملال و دلشکنی حضرت سیدہ کچھہ نہ فرماتے بلکہ غصہ ضبط کرتے اور اپنے سر پر خاک ڈال لیتے تھے حضور سرورعالم کو اونکی یہہ عادت معلوم ہوگئی تھی۔ جب آپ اونکے سر پر خاک دیکھتے تو سمجھہ جاتے کہ بیوی میان مین آج کچھہ شکر رنجی ہے اور بخطاب ابوتراب آپکو یاد فرماتے۔ اسوجہ سے آپکی کنیت ابوتراب ہوگئی۔ اور بروایت سہل بن سعد اسطرح وارد ہے کہ ایک دفعہ حضور سرورکائنات اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لیگئے حضرت علیؓ کو نہ پاکر دریافت فرمایا کہ کہان ہین۔ بی بی فاطمہ زہراؓ نے عرض کیا میری اونکی کچھہ تکرار ہوگئی ہے وہ مجھپر غصہ ہوکر چلے گئے ہین۔ حضور نے ایک شخص سے فرمایا

جاؤ دیکھو کھان ہین - وہ گیا اور تلاش کر کے پتہ لگایا پھر حاضر ہو کر ظاہر کیا کہ مسجد مین سو رہے ہین جناب سرور دو جہان مسجد مین تشریف لیگئے دیکھا تو حضرت علیؑ فرش خاک پر چادر بچھائے سو رہے ہین وہ چادر سمٹ گئی ہے اور زمین کی خاک دہول اونکی پیٹھ مین بھر گئی ہے حضور اونکے پاس بیٹھ گئے اور بکمال شفقت دست حق پرست سے پیٹھ سے خاک جھاڑتے اور فرماتے تھے "اے ابو تراب اوٹھو" یہہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین ہے

احوال شجاعت جناب حیدر کرار رضؓ مع دیگر کوائف

یون تو سیدنا جناب علی مرتضیٰ رضؓ جملہ غزوات مین باستثنا غزوہ تبوک ہمراہ رکاب حضور خواجہ عالم رہے ہین مگر جن غزوات مین آپنے بمقابلہ کفار داد شجاعت دی اور دیگر کارہائے نمایان ظاہر فرمائے ہم اونہین غزوات کو بقدر ضرورت ذکر کرینگے تاکہ ہمارے ممدوح عالیقدر جناب اسد اللہ الجبار حیدر کرار رضؓ کے فضائل و کمالات کے نمونے ہدیہ ناظرین باتمکین ہون مفصل حال شمس التواریخ حصہ اول مین ملاحظہ ہو۔

غزوۂ بدر ۲ھ - منجملہ اون غزوات کے واقعہ بدر ہے جسوقت غزوہ بدر کے لئے بہادران اسلام تیار ہوے تو حضور سرور عالم نے بتاریخ بارہ روز شنبہ ماہ رمضان و بروایتے تیسری ماہ رمضان یا بتاریخ نوین روز شنبہ ماہ رمضان کو مع لشکر ظفر پیکر مدینہ منورہ سے نکلکر چاہ ابی عنئبہ پر پڑاؤ ڈالا۔

قبل شروع جنگ رات کے وقت آنحضرت صلعم نے جناب علی مرتضیٰ رضؓ زبیر بن عوام سعد بن ابی وقاص کو مع دیگر اصحاب کفار قریش کا حال دریافت کرنے کو روانہ فرمایا۔ انکو کچھہ غلام قریش کے جو اونٹو نپر پانی کی مشکین لئے جاتے تھے ملے اور سب تو بھاگ گئے

صرف دو غلام پکڑے گئے۔ اونکو حضور کی خدمت مین حاضر کیا تنبیہ کرنے سے حالات
قریش۔ اونکی تعداد اور سردارونکے نام معلوم ہوئے۔ غلامونکو چھوڑ دیا گیا۔
عتبہ شیبہ اور ولید کفار کی طرف سے لڑنیکو آئے۔ ادہر سے تین شخص انصاری مقابل
ہوئے۔ کافرون نے پکار کر کہا۔ اے محمد۔ ہماری قوم کے لوگ ہمارے مقابلہ پر بھیجو
چنانچہ لشکر اسلام سے حضرت حمزہ رض علی رض عبیدہ رض بن حارث مقابلہ کو نکلے۔ کافرون نے
نام پوچھے۔ انہون نے اپنے اپنے نام بتائے۔ کافرون نے کہا۔ ہان تم ہمارے
جوڑ ہو۔ حضرت عبیدہ نے تو عتبہ بن ربیعہ کا مقابلہ کیا حضرت حمزہ شیبہ بن ربیعہ کے
سامنے ٹہیرے اور جناب علی مرتضیٰ رض ولید بن عتبہ سے لڑے۔ ان دونون صاحبون نے
تو ایک ایک ہاتھ مین شیبہ اور ولید کو جہنم رسید کیا مگر عبیدہ رض اور عتبہ مین دو دو ہاتھ
چلے جس سے دونونکے زخم کاری آیا حضرات حمزہ رض و علی رض نے عتبہ پر حملہ کیا اور اوسکو بھی اسکے
ساتھیونکے پاس ایک دم مین بھیجدیا۔ بعدہ جناب علی مرتضیٰ رض لشکر کفار سے لڑتے رہے
اور کافرونکے وجود ناپاک سے زمین کو پاک کیا۔ حضرت علی رض فرماتے ہین کہ عین جنگ مین
جبکہ جانبین سے آتش جدال و قتال گرم تہی مین بہی لڑ رہا تھا اسی اثنا مین بحضور نبوی
حاضر ہوا اور حضور کو دیکھا کہ آپ ہمہ تن دعائے فتح و ظفر مین مصروف ہین۔ یا حی یا قیوم
آپ کی زبان مبارک سے جاری ہے مین پھر معرکہ قتال مین واپس گیا پھر کچھ دیر کے
بعد آکر دیکھا تو حضور کو اوسی حال مین مشغول بدعا پایا۔ (تاریخ خمیس)

بروایت ابو صالح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جناب سرورِ کائنات نے
بدر کے دن مجھہ سے فرمایا اور نیز جناب ابو بکر رض کو ارشاد ہوا کہ تم دونونکا خداوند کریم
محافظ ہے تمہاری حفاظت کو حضرات جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تمہارے داہنے بائین

صف قتال میں موجود رہتے ہیں اور اسرافیلؑ بھی تمہارے لشکر میں ہیں (ازالۃ الخفاء)
تفسیر کشاف میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچسو فرشتوں کے ساتھ لشکر اسلام کے حصہ میمنہ میں تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام اسیقدر فرشتوں کے ہمراہ میسرہ پر متعین تھے جس میں جناب علیؓ تھے۔
اس جنگ میں جناب علیؓ نے بہت سے کفار قتل کئے۔ بعض روایات میں ہے چھتیس کافر جناب شاہ مردان شیر یزدان کے زخم تیغ خونریز سے واصل جہنم ہوئے منجملہ اُنکے یہہ لوگ ہیں۔ عاص بن سعید بن العاص بن امیہ۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ۔ عامر بن عبداللہ طعیمہ بن عدی بن نوفل۔ نوفل بن خویلد بن اسد یہہ منجملہ شیاطین قریش ہے جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کو وقت اظہار اسلام رسی سے باندھکر لٹکا دیا اور ترک اسلام پر جبر کیا تھا۔ نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ بنی عبدالدار۔ عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ بن عائذ۔ حاجب بن سائب۔ عاص بن منبہ بن حجاج۔ بنی سہم۔ ابوالعاصی بن قیس بن عدی سہمی۔ اوس بن مغیرہ بن لوذان بن سعد بن جمح۔ معاویہ بن عامر۔
حرملہ بن عمرو۔ حرملہ بن اسد۔ مسعود بن ابی امیہ بن مغیرہ۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس۔ علی اختلاف الروایات وہ کافر ہیں جنکو آپنے بلاشرکت دیگرے قتل کیا اور جو کفار بشرکت دیگر صحابہ قتل کئے وہ یہہ ہیں حنظلہ بن ابی سفیان برادر جناب امیر معاویہؓ۔ عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس۔ زمعہ بن اسود بن عبدالمطلب عقیل بن اسود بن عبدالمطلب۔
قصہ قتل نوفل بن خویلد اس طرح منقول ہے کہ نوفل معرکہ جنگ میں پکارتا پھرتا تھا

اے گروہ قریش ہمت نہ ہارنا بڑہے رہنا۔ مار لیا ہی۔ کیا کہتا تمہارا ہی تو نام ہوگا۔ دیکھو آج کا دن ناموری و شہرت حاصل کرنے کا ہے۔ خبردار بھاگنے والون مین تمہارا نام نہ ہو جب نوفل نے دیکھا کہ معاملہ دگرگون ہے لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ اور اب کوئی دم مین قریش بھاگا چاہتے ہین تو بدحواس ہو گیا۔ مسلمانونکو خطاب کرکے چلا اوٹھا "اے بہادران قوم و انصار تمکو ہمارے مارنے سے فائدہ۔؟ کیا تمکو اونٹ درکار نہین"۔ وہ مردک اسی غل و شور مین مصروف تھا کہ ناگاہ جبار بن صخر بن امیہ انصاری نے اوس نامراد کو گرفتار کر لیا۔ اب کیا تھا مثل طائر اسیر دام بہت کچھ پھڑکا قید سے نکل جانا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا۔ جبار بن صخر اوسکو قید کئے لیجا رہے تھے کہ اثنا راہ مین جناب امیر المومنین علی مرتضی مل گئے۔ نوفل نے آپکو اپنی جانب متوجہ پاکر جبار سے دریافت کیا۔ یہہ کون بہادر ہے۔ جبار نے جواب دیا۔ یہہ شیر خدا علی مرتضی ہین۔ نوفل بولا۔ یہہ قتل کرنے مین بڑے ہٹہ چہٹ اور ربیدریغ ہین اپنی قوم کو تو مثل چیونٹی کے مسل ڈالتے ہین اور بالکل خیال قرابت و عزیزداری دل مین نہین لاتے انکے ہاتھ سے زندگی کی خیریت نظر نہین آتی۔ نوفل یہہ کہہ ہی رہا تھا کہ آپنے ایک ہاتھ اوسپر چھوڑ دیا۔ نوفل نے سپر کو پناہ سر کیا۔ آپ کی تلوار اوسکی سپر سے چپٹ گئی۔ آپنے بزور قوت بازو تلوار جدا کرکے دوسرے وار مین نوفل کے پاؤن قلم کر دیئے اور تیسرے وار مین خاتمہ کر دیا پھر خدمت نبوی مین حاضر ہوے۔ حضور سرور عالم فرما رہے تھے کسیکو نوفل بن خویلد کا حال بھی معلوم ہے۔؟ آپنے عرض کیا۔ اے رسول خدا مین نے اوسکو قتل کر دیا۔ حضور یہہ سنکر خوش ہوے اور فرمایا۔ الحمد للہ کہ میری دعا قبول ہوئی۔ لشکر کفار نابکار سے ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قید ہوے۔

روایت ہے کہ بعد فتح وظفر جب حضرت رسالت پناہ میدان رزم سے واپس ہوے اور بمقام اثیل پہونچے جملہ کفار قیدی حضور کے ملاحظہ مین پیش ہوے جب نظر مبارک نضر بن حارث پر پڑی خوب غور سے ملاحظہ فرمایا۔ نضر نے اپنے رفیق سے کہا محمد کی نگاہ مجھپر اس طرح پڑی اور مین اونکی چتون سے تاڑ گیا کہ وہ مجھکو زندہ نہ رکھینگے۔ رفیق نے جواب دیا۔ تمہارے دل مین خوف سمایا ہے اسیواسطے یہہ خیال کرتے ہو پھر نضر نے حضرت مصعب بن عمیر سے کہا "تم میرے قریب رشتہ دار عزیز ہو۔ اپنے پیغمبر صاحب سے میرے واسطے سفارش کر دینا کہ جو معاملہ میرے یارونکے ساتھہ ہو وہی مجھسے بھی کیا جاوے"۔ حضرت مصعب نے جواب دیا "تمہاری اور اونکی برابری نہین تمہاری ذات سے اصحاب رسول خدا کو بہت کچھہ ایذا پہونچی ہے جسکی وجہہ سے حضور نبوی کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ تم نے قرآن پاک پر بہت سے طعن کئے ہین"۔ نضر نے اپنے خلاف مزاج جواب پاکر کہا "واللہ۔ تم بڑے خشک مزاج نکلے اگر تم قریش کے ہاتھہ مین قید ہو جاتے تو مین تمہارا دوست بنکر تمکو چھوڑ الیتا مگر تم میرے واسطے صاف جواب دیتے ہو" حضرت مصعب نے کہا "یہہ ٹھیک ہے مگر اب مین تم جیسا نہین رہا۔ اسلام نے جملہ عہد و پیمان حالت کفر اور تمام تعلقات و مراسم محبت گذشتہ قطع کر دیئے"۔ منقول ہے کہ جب آنحضرت نے نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا تو حضرت مقداد رضؓ نے سفارش کی اور عرض کیا۔ حضور یہہ میرا قیدی ہے اسکی جان بخشی فرمائی جاوے۔ آنحضرت نے بارگاہ آلہی مین مناجات کی۔ بار آلہا مقداد کو اپنے فضل وکرم سے بے نیاز فرما۔ پھر جناب علی رضؓ سے فرمایا۔ اے علی رضؓ اوٹھو۔ نضر کی گردن مارو۔ جناب علی رضؓ نے حسب ارشاد عالی نضر کو قتل کر دیا۔

جسوقت اموال غنیمت تقسیم ہوا منبہ بن حجاج کی تلوار جسکا نام ذوالفقار تھا جناب سالتمآب کے حصہ مین آئی۔ حضور نے وہ تلوار جناب حیدر کرار رض کو عنایت فرمائی (معارج النبوت)

حضرت حسن بصری رح سے غزوہ بدر کے بارہ مین منقول ہے۔ طوبیٰ لجیش امیرہم رسول اللہ ومبارزہم اسد اللہ وجہادہم طاعۃ اللہ ومددہم ملائکۃ اللہ وثوابہم رضوان اللہ۔ اوس لشکر کو خوشوقتی ہے جسکے سردار رسول خدا لڑنے والے اسد اللہ رض اور اللہ کی طاعت لشکریونکا جہاد ہے اونکی مدد کو خدا کے فرشتے اور اونکا ثواب رضاء الٰہی ہے۔ (روضۃ الاحباب)

روایت ہے کہ جب غزوہ بدر سے واپس ہوے اثناء راہ مین ایک مقام پر جناب سرور کائنات صلعم نظر نہ آے صحابہ کرام سخت پریشان وبدحواس ہوے۔ اسی تردد مین لشکر ٹہیر گیا اور حضور کا انتظار ہونے لگا کہ اتنے مین جناب خواجہ عالم حضرت علی مرتضیٰ کے ہمراہ تشریف لاتے نظر آے۔ سب نے حضور کو گھیر لیا گویا گرد شمع پروانونکا ہجوم ہوگیا۔ سب نے عرض کیا حضور کے نہ ملنے سے سب پریشان تھے معلوم نہین حضور عالی کہان تشریف لیگئے تھے۔ ارشاد ہوا۔ علی رض کے پیٹ مین درد پیچ ہونے لگا یہ رفع حاجت کو ٹھیر گئے مین انکے انتظار مین رہگیا اور انکو تنہا چھوڑنا میرے دل نے گوارا نہ کیا۔ (ازالۃ الخفاء)

اللہ اللہ۔ کسقدر حضور نبوی کو آپ سے محبت تھی جیسے بچونکے ہمراہ اونکے مہربان مان باپ پاخانہ پیشاب کرانیکو ساتھ ساتھ جاتے ہین حضور خواجہ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے بھی وہی عنایت آپ کے حال پر مبذول فرمائی۔

ولادت جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ۔نصف ماہ رمضان المبارک سنہ ۳ ہجری کو حضرت امام حسن رضؓ رونق افزاے آغوش مادر ہوے۔ دیگر روایات بھی اس باب مین ہین مگر روایت ہذا سب مین صحیح ہے۔ بعض روایت مین تاریخ ولادت نصف شعبان سنہ ۳ ھ ہے بعضے کہتے ہین کہ واقعہ احد کے ایک یا دو برس بعد آپ پیدا ہوے۔

حضرت امام زین العابدین رضؓ سے روایت ہے کہ جب آپکی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضور سرور عالم نے حضرت اسمار بنت عمیس ورام ایمن رضؓ کو جناب سیدہ فاطمہ رضؓ کے پاس بھیجدیا اور فرمایا۔ تم آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھ پڑھ کر فاطمہ رضؓ پر دم کرتی جانا۔

اسمار بنت عمیس کہتی ہین کہ جسوقت حسن رضؓ پیدا ہوے انکے پیدا ہونیکے بعد مین نے خون نفاس حضرت فاطمہ رضؓ کے نہ دیکھا۔ مجھکو تعجب ہوا اور خدمت نبوی مین عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ میری بیٹی فاطمہ پاک وطاہر ہے۔

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ حسن رضؓ کا عقیقہ جناب سرور عالم نے کیا اور فاطمہ کو حکم دیا کہ حسن رضؓ کا سر منڈوا کر بالونکے ہموزن چاندی خیرات کر دینا چنانچہ وہ بال تولے گئے ایک درم یا کچھہ کم ہوے۔

حضرت فاطمہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک ران بکری کی اور ایک درم دائی کو دیا گیا۔ حضرت اسمار بنت عمیس سے روایت ہے کہ ساتوین دن امام حسن رضؓ کا عقیقہ ہوا دو مینڈھے ذبح کئے گئے اور دائی کو ران دی گئی۔ حسن رضؓ کا سر منڈوا کر بالونکے برابر چاندی خیرات ہوئی پھر حضور نبوی نے دست مبارک سے حسن رضؓ کے سر پر خوشبو لگائی اور فرمایا۔ اے اسمار۔ لڑکے کے سر پر خون لگانا رسم جاہلیت ہے (خوشبو زعفران وغیرہ لگا دینا چاہیے) پھر دوسرے برس حسین رضؓ پیدا ہوے اونکا عقیقہ بھی اسی طرح ہوا۔ اسمار کا قول ہے

کہ مین نے حسینؓ کو حضور اقدس کی گود مین لٹا دیا حضور رونے لگے مین نے عرض کیا۔ آپکے دشمن کیون روتے ہین۔ فرمایا۔ اے اسمارؓ یہہ میرا بیٹا تیغ جفا سے شہید ہوگا میری امت کے باغی اسکو قتل کرینگے۔ خداوند تعالی میری شفاعت اونکو نصیب نہ کریگا اے اسمار خبردار فاطمہؓ سے یہہ بات نہ کہنا وہ نئی زچہ ہے سُنیگی تو غم کریگی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرات حسنینؓ کا عقیقہ ساتوین دن ہوا اور اوسی دن ختنہ بھی کیا گیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب حسنؓ پیدا ہوے مین نے اونکا نام حرب رکھا۔ حضور نبوی میرے گھر تشریف لاے اور فرمایا میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ۔ اوسکا کیا نام رکھا ہے۔ لوگون نے کہا حرب نام رکھا ہے۔ فرمایا یہہ نام نہین بلکہ حسنؓ ہے پھر جب حسینؓ پیدا ہوے اونکا نام بھی حرب رکھا اور حضور نے حسینؓ تجویز فرمایا جب محسن پیدا ہوے اونکو بھی ہم نے حرب کہا مگر آپنے فرمایا۔ اسکا نام محسن ہے۔ پھر حضور نے فرمایا۔ مین نے ان بچونکے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے لڑکونکے نام پر رکھے ہین۔ شبر شبیر مُشبّر۔ یہہ تینون حضرت ہارون علیہ السلام کے لڑکے تھے اور حسن حسین محسن۔ اونہین تینون نام کا عربی زبان مین ترجمہ ہے۔

روایت ہے کہ حسن و حسین اہل جنت کے نام ہین۔ زمانہ جاہلیت مین کسیکے یہ نام نہین ہوے اور ایک روایت ہے کہ حضور نبوی نے آپکا نام حسن رکھا اور کنیت ابو محمد۔ زمانہ جاہلیت مین کوئی اس نام سے مشہور نہین ہوا اور ایک روایت ہے کہ خداوند عالم نے یہہ دونون نام حسن و حسین اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھے جب یہ دونون صاحبزادے پیدا ہوے تو حضور سرور کائنات نے یہی نام رکھے۔ حضرت امام جعفر صادقؓ سے مروی ہے کہ یہہ نام

ساتوین دن بروز عقیقہ رکھے گئے ہین حضرت ابورافع سے روایت ہے کہ جب حضرات حسنین رضؓ پیدا ہوے حضور سرور عالم نے اُنکے کانونمین اذان دی۔

حضرت ام الفضل زوجہ حضرت عباس رضؓ فرماتی ہین کہ مین نے حضور نبوی سے عرض کیا مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ حضور کے اعضاء مبارک سے کوی عضو میرے گھر مین ہے۔ فرمایا۔ تمہارا خواب اچھا ہے فاطمہ کے لڑکا ہوگا اور تم اوسکو اپنا دودہ پلاؤگی چنانچہ ایسا ہی ہوا حسن رضؓ پیدا ہوے تو حضرت قثم رضؓ کے ساتھ ام الفضل رضؓ کا دودہ پیا اور تعبیر خواب پوری ہوئی۔

واقعہ احد ۳ھ۔ اس جنگ مین جناب امیر المومنین اسد اللہ رضؓ نے جس شجاعت و جوانمردی سے کفار کا مقابلہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

مروی ہے کہ جب حضرت مصعب بن عمیر رضؓ علمدار لشکر سید ابرار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم وقت قتال قبیصہ ابن قمیہ لیثی کے ہاتھ سے شہید ہوگئے تو ایک فرشتہ بصورت مصعب بحکم خداوند تعالیٰ علم بردار مقرر ہوگیا تاکہ مسلمان بوجہ قتل مصعب رضؓ کے پریشان وبدحواس نہ ہون وہ فرشتہ علم لئے ہوے معرکہ قتال مین تھا حضور سرور عالم نے اخیر دن مین فرمایا۔ اے مصعب آگے بڑہو۔ فرشتہ نے جواب دیا مین مصعب نہین ہون حضور نے اوسوقت پہچانا کہ یہہ فرشتہ بشکل مصعب ہے اور مصعب شہید ہوگئے۔ بعد ازان حضور نے علم فوج جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے سپرد فرمایا۔ آپ علم لیکر مسلمانون کے ہمراہ ہوکر لڑتے رہے۔

روایت ہے کہ جب لڑائی تیزی پر ہوئی حضور سرور عالم انصار کے جھنڈے تلے تشریف فرما ہوے اور جناب علی رضؓ کو حکم دیا کہ تم علم لیکر فوج اعداء پر حملہ کرو۔ آپ علم لئے ہوے

باآواز بلند یہہ فرماتے جاتے تھے۔ انا ابوالفصم یا انا ابوالقصم۔ (یہہ بھی آپکی کنیت ہے) کہ اس مابین مین ابوسعید بن ابوطلحہ علمدار لشکر کفار نے آپکو ڈانٹا اور کہا اے ابوالقصم کیا مجھسے لڑوگے۔ آپنے فرمایا۔ہان جسکو اپنی طاقت وزور پر گھمنڈ ہو میری تلوار خونخوار کا مزہ چکھے۔ جو شربت مرگ کا پیاسا ہو۔ میری شمشیر خارا شگاف کا پانی پیئے۔ الغرض دونون میدان مین نکلے۔ طرفین سے ایک دو ہاتھ چلے تھے کہ ضرب حیدری سے وہ ناکام خود دنیای ناپائدار سے ہمیشہ کیواسطے رخصت ہوگیا۔ جناب علیؑ اوسکو گراکر مڑے اور دوسرا وار کرکے ٹھنڈا نہ کیا۔ اصحاب نے آپسے کہا۔ اسکا کام تمام کیون نہ کیا۔ زخمی چھوڑے جاتے ہو۔ آپنے فرمایا۔ ”وہ زخمی اس بدحواسی مین گرا کہ اوسکا ستر کھل گیا اور میری نگاہ پڑگئی۔ مجھکو اوسکی حالت بےبسی پر ترس آیا۔ مین نے کہا۔ زخم کاری تو کہا چکا ہے خود بخود مرجاویگا“۔ دوسری روایت اس طرح ہے کہ ابوسعید میدان جنگ مین نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ چندبار آواز دی مگر ادہر سے کوئی نہ نکلا۔ پھر وہ متکبر براہ نخوت کہنے لگا۔ اے اصحاب محمد۔ تمہارا دعوی تو یہہ ہے کہ جو تم مین سے مارا جاتا ہے وہ جنت مین جاتا ہے اور ہم لوگ دوزخ کے کندے ہین۔ لات وعزی کی قسم۔ تم جھوٹے ہو دیکھو مین کب سے تمہارا منتظر کھڑا ہون اور برابر آواز دے رہا ہون مگر کوئی میرے مقابل نہین آتا۔ اگر تم اپنے قول مین سچے اور دل سے اوسپر معتقد ہوتے تو پھر مرنیسے کیون ڈرتے کوئی نہ کوئی تو میری تلوار کے سامنے آتا۔ جناب شاہ مردان شیر یزدان کب اس کافر کی یاوہ گوئی ہرزہ سرائی پر تاب لاسکتے تھے فوراً مثل شیر غران صف سے نکلکر اوسکے مقابل ہوئے اور اوسکو قتل کیا۔

اوس روز سات یا گیارہ علم بردار لشکر کفار کے غازیان اسلام کے ہاتھون مارے گئے

منجملہ اونکے دو علمدار اور بھی حضرت علی رضؓ نے قتل کیے۔ (ازالۃ الخفا و خمیس)

حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہین کہ جنگ احد مین جب لڑائی سخت ہوگئی حضور سرور عالم میری نگاہ سے غائب ہوگئے مین غمگین و ملول حضور کو مجمع مقتولین مین تلاش کرتا پھرتا تھا اور اپنے دل سے یہہ باتین کرتا جاتا تھا۔ افسوس حضور کا پتہ نہ لگا۔ مجمع کفار سے حضور کا بھاگ جانا تو بعید از قیاس ہے حضور ایسے نہین کہ کافرونسے بھاگ جاوین ان لاشون مین بھی نظر نہین آتے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہماری شامت اعمال سے ہمپر غضب نازل فرمایا اور اپنے پیارے حبیب کو اپنے پاس آسمان پر بلالیا پھر دل نے کہا۔ اب اس سے بہتر اور کچھہ نہین کہ تو بھی مجمع کفار مین گھس جا اور خود بھی راہ مولیٰ مین جان دے۔ بس یہہ سوچ کر مین نے تلوار نکالی اور خدا کا نام لیکر بخوف و خطر مجمع کفار نابکار مین گھس پڑا۔ آن واحد مین وہ مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا اور حضور سرور عالم مجھکو صحیح و سالم نظر آسے۔ شکر خدا بجا لایا۔ معلوم ہوا کہ حافظ حقیقی نے اپنے فرشتے بھیجکر حضور کی حفاظت کی۔

منقول ہے کہ جب غلبہ کفار سے مسلمانونکو ہزیمت ہوئی اور حضور نبوی کو تنہا چھوڑکر بھاگ کھڑے ہوے۔ آنحضرت صلعم نے ادھر اودھر نظر کی تو جناب علیؓ کو اپنے پہلو سے کھڑا پایا۔ فرمایا۔ اسے علی تم اپنے بھائیون سے کیون نہ مل گئے۔ آپنے عرض کیا مجھکو حضور کی پیروی کرنا تھی۔ اسی اثنا مین چند کفار نے حضور اقدس کا قصد کیا۔ حضور نے فرمایا۔ اسے علی دیکھو یہہ گروہ نابکار آتے ہین انکی خبر لو۔ آپ برائے تعمیل ارشاد اودھر متوجہ ہوے اور ایک ہی حملہ مین اونکی جمعیت منتشر کردی اور بعضونکو قتل کیا پھر دوسری جماعت نے رخ کیا اوسکو بھی آپنے دفع کیا۔

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ جنگ احد میں اصحاب مہاجرین سے حضرات ابوبکر۔ علی۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد۔ طلحہ۔ زبیر۔ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اور اصحاب انصار سے حضرات ابو دجانہ۔ حباب بن منذر۔ عاصم۔ حرث۔ سہل بن حنیف سعد بن معاذ۔ اسد بن حضیر۔ رضی اللہ عنہم حضور سرور عالم صلعم کے ہمراہ میدان جنگ میں قائم رہے تھے۔

اس معرکہ جنگ میں جناب علیؓ کا داہنا ہاتھ جسمیں علم تھا لوٹ گیا۔ حضور سرور عالم نے فرمایا۔ علم اونکے بائیں ہاتھ میں دیدو یہی تو علمبردار دنیا و آخرت کے ہیں۔ (خمیس)

محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ معرکہ احد میں جن کافرونکو حضرت علی مرتضیٰؓ نے قتل کیا اونکے نام یہ ہیں۔ طلحہ بن ابی طلحہ۔ ابوسعید۔ کلدہ۔ عبداللہ بن حمید بن زہرہ۔ ابوالحکم بن اخنس بن شریق ثقفی۔ ولید بن ابی حذیفہ بن مغیرہ۔ امیہ بن ابی حذیفہ۔ ارطاۃ بن شرجبیل۔ ہشام بن امیہ۔ عمرو بن عبداللہ جمحی۔ بشر بن مالک۔ صواب مولیٰ بنی عبدالدار

جناب علی مرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد میں سولہ زخم مجھکو پہونچے اور ہر زخم ایسا کاری پہونچتا تھا کہ میں اوسکے صدمہ سے زمین پر گر پڑتا تھا مگر ہر مرتبہ ایک جوان خوبصورت جسکے پاس سے خوشبوئے معطر آتی تھی میرا بازو پکڑکر مجھکو کھڑا کر دیتا اور مجھسے کہتا۔ جاؤ کافرونکو مارو۔ تم خدا و رسول کے کام میں ہو وہ تمسے راضی و خوش ہیں۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو یہہ ماجرا میں نے حضور نبوی کی خدمت میں عرض کیا۔ فرمایا۔ اوس مرد کو بھی پہچانا کہ کون تھا میں نے عرض کیا۔ پہچانا تو نہیں مگر اتنا یاد ہے کہ وہ شخص دحیہ کلبی کے مشابہ تھا۔ حضور نے فرمایا۔ خدا تمہاری آنکھیں روشن کرے وہ جبرئیل علیہ السلام تھے (معارج النبوت)

روایت ہے کہ عین کارزار مین جناب علی مرتضیٰ کی تلوار ٹوٹ گئی حضور نبوی مین عرض کیا اے رسول اللہ میری تلوار ٹوٹ گئی اب کس چیز سے کافرونکو مارون۔ حضور نے اپنی تلوار ذوالفقار عنایت فرمائی۔ آپ وہ تلوار لیکر اس ہمت وشجاعت سے لڑے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علی۔ اپنی تعریف سنتے ہو فرشتہ آسمان پر کہہ رہا ہے لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔ جناب علیؓ فرماتے ہین کہ یہہ بشارت عظمیٰ سنکر مین اس قدر خوش ہوا کہ ذوق شوق سے میرے آنسو گر پڑے اور شکر آلہی بجالایا۔ (معارج النبوۃ و ازالۃ الخفاء)

روضۃ الاحباب مین بھی یہہ فقرہ مذکور ہے۔ اوسکے بعد لکھتے ہین۔ اکابر محدثین و اہل سیر اس حدیث کو اسی طرح نقل کرتے ہین مگر علامہ ذہبیؒ نے سند حدیث کے راوی کو ضعیف لکھا ہے۔

بعد ازان حضور سرور عالم نے جناب علی مرتضیٰؓ کو بدریافت حال کفار روانہ فرمایا اور یہہ ارشاد ہوا۔ دیکھو کس طرف اونکا رخ ہے اگر وہ اونٹون پر سوار ہین اور گھوڑونکو کوتل چھوڑا ہے تو سمجھ لو کہ مکہ جاتے ہین اور اگر گھوڑون پر سوار ہین اور اونٹ خالی ساتھ ہین تو جانو کہ مدینہ کا قصد ہے۔ اگر وہ مدینہ کا رخ کرینگے تو مین اسی حال مین اون کے سر پر پہونچونگا اور اونکا کام تمام کردونگا۔ جناب علیؓ کفار کے پیچھے گئے دیکھا تو اونٹون پر سوار مکہ کو جارہے تھے۔ خدمت اقدس مین حاضر ہوے اور سارا ماجرا عرض کیا۔

جب کفار کی جانب سے ہر طرح اطمینان ہوگیا تو زخمیونکی مرہم پٹی کی تدبیرین ہونے لگین۔ مدینہ منورہ سے عورتین اپنے اپنے مردونکی خیریت دریافت کرنے اور اونکے زخمونکے علاج کو آن پہونچین منجملہ اونکے جناب فاطمہ زہراؓ اپنے پدر بزرگوار نبی مختار

سیدہ ابرار کی خدمت مین حاضر ہوئین اور حضور کو زخمی دیکھکر رونے لگین حضور انکو دیکھکر ایسی خوش ہوے اور اپنے گلے سے لگا لیا حضرت علی مرتضی رضؓ خون دہونے کے واسطے حوض سے اپنی ڈہال بھر کر پانی لے آے۔

بخاری شریف مین ہے کہ جناب علیؓ حضور نبوی کے زخمون پر ڈہال سے پانی ڈالتے تھے اور جناب فاطمہ رضؓ زخمون کو خون سے پاک وصاف کر رہی تہین۔ جب حضرت فاطمہ رضؓ نے دیکھا کہ خون کسی طرح نہین تہمتا بلکہ پانی ڈالنے سے اور بہی زیادہ نکل رہا ہی تو ایک ٹکڑا بوریا جلا کر اوسکی راکہہ زخمون پر چھڑک دی۔ خون فوراً بند ہو گیا۔ اکثر حضور نبوی زخمونکا علاج پرانی بوسیدہ ہڈی سے کیا کرتے تھے۔

ابن اسحق کہتے ہین کہ جب حضور نبوی دولتخانہ پر تشریف لاے اپنی تلوار جناب فاطمہ رضؓ کے حوالہ کی اور فرمایا۔ بیٹی۔ یہہ آلودہ خون ہے اسکو خوب دہو ڈالو۔ آج اس تلوار نے مجھکو سچا کیا۔ جناب علی رضؓ نے بہی اپنی تلوار حضرت فاطمہ زہرا کو دی اور فرمایا۔ اسکو بہی دہو لینا۔ اسنے بہی مجھکو آج سچا کیا اور خوب کام دیا۔ (ازالۃ الخفا)

ولادت سیدنا امام حسینؓ ۴ھ۔ تاریخ چھہ شعبان ۴ھ کو آپ بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوے۔ ایک روایت مین روز سہ شنبہ ۴ شعبان ہے اور بعض کہتے ہین کہ آپ ۳ھ مین پیدا ہوے۔ بعد ولادت جناب امام حسنؑ ماہ ذیقعدہ مین آپ شکم مادر مین آے اور کل پچاس دن حضرت امام حسنؑ کی ولادت کو گذرے تھے کہ جناب فاطمہ رضؓ حاملہ ہو گئین۔ استیعاب مین ہے کہ مدت مابین ولادت امام حسن رضؓ و حمل جناب فاطمہ صرف ایک طہر ہے۔

قتادہ کا قول ہے کہ حضرت امام حسین رضؓ چھہ مہینے بعد حضرت امام حسن رضؓ کے پیدا ہوے

تاریخ تشریف آوری جناب سالتمآب صلعم سے بمقام مدینہ منورہ پورے پانچ برس چھ ماہ بعد حضرت امام حسینؑ پیدا ہوے۔ احوال عقیقہ۔ تسمیہ۔ ختنہ۔ آپکا بحث ولادت حضرت امام حسنؑ مین گذر چکا ہے۔

جناب امام حسنؑ کی تاریخ ولادت ہے کہ بروایت صحیح نصف ماہ رمضان ۳ھ ہے حساب لگانیسے اور ایام و تاریخ قرار حمل چھ ماہ ملانیسے جناب امام حسینؑ کی ولادت ماہ ربیع الثانی مین ثابت ہے اور اگرچہ شعبان خواہ چار شعبان ۴ھ آپکی ولادت قرار دیجاوی تو آپکا رحم مادر مین نو ماہ رہنا ثابت ہوتا ہی۔ حالانکہ آپکا شکم مادر مین کل چھ ماہ رہنا روایات بالا سی پایا جاتا ہی پس ان سب روایات کے ملانیسے معلوم ہوتا ہی کہ ذکر تاریخ و ماہ ولادت جناب امام حسینؑ مین راوی کی غلطی ہے اور صحیح تاریخ ولادت ماہ ربیع الثانی مین معلوم ہوتی ہی

غزوہ خندق یا جنگ احزاب ۵ھ۔ اس معرکہ مین جسوقت دلیران کفار قریش خندق عبور کرکے اس پار مقابلہ شیران اسلام مین قائم ہوسے تو جناب علی مرتضیٰ نے عمرو بن ود کا مقابلہ کیا اور اوس کو جہنم واصل کیا۔ اسکی لڑائی مین جو جوہر شجاعت جناب اسد اللہ سے ظاہر ہوا وہ قابل قدر ہے۔

روایت ہے کہ عمرو بن ود نامی پہلوان شجاعان عرب مین سربر آوردہ تھا۔ تن تنہا ہزار مردان جنگجو کا مقابل سمجھا جاتا تھا۔ معرکہ خندق مین یہ مغرور خود پسند نشہ جرات سے مخمور میدان جنگ مین مثل پیل دمان چنگھاڑتا پھرتا تھا اور بکمال نخوت و غرور اشعار رجز فخر و تکبر سے برزبان تھے۔ جنگ بدر مین یہ مردک غازیان اسلام کے ہاتھوں زخمی جان بلب ہوکر بھاگا تھا اور یہ نذر مانی تھی کہ جبتک محمدؐ سے بدلا نہ لیگا اپنی بدن مین تیل نہ لگائیگا۔ جنگ احد مین بوجہ اونہین زخمونکی لڑنیکی قابل نہین ہوا اسیواسطے نہ آسکا

اب اسوقت صحیح و درست ہو کر بیحیائی کے قربان پھر منہ دکھانے اور ریدانست خود اپنی نذر پوری کرنے آیا ہے۔ قصہ مختصر عمرو بن وُدّ میدان مین نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ حضور سرورعالم نے اوسکی یاوہ گوئی سنکر فرمایا۔ کوئی ایسا ہے کہ اس کافر خاسر کا کام تمام کرے۔ جناب علی مرتضیٰ صف سے نکلے اور حضور نبوی مین بکمال ادب عرض کیا جناب مجھکو اجازت ہو مین اس سے لڑونگا۔ جناب رسالتمآب نے کچھ جواب نہ دیا۔ عمرو بن وُدّ دوبارہ للکار کر طالب جنگ ہوا۔ جناب علی نے پھر اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا۔ تم ٹھہرو۔ دیکھتے نہین کون شخص ہے یہہ تو عمرو بن وُدّ ہے۔ بارسوم وہ بدبخت اجل رسیدہ بہت بلبلایا اور جوش شجاعت سے منہ سے لام و کاف نکالنے لگا صحابہ کرام کو مخاطب کرکے پکارا۔ کیا تم مین کوئی ایسا مرد نہین جو میرے مقابل مین نکلے۔ تمہاری جنت کہان گئی اور تمہارا دعویٰ اب کیا ہوا۔ اگر تمہاری جنت برحق اور تمہارا دعویٰ صحیح ہے تو کسیکو میرے مقابلہ مین بھیجو۔ جناب اسداللہ حیدر کرار اوسکے یہہ کلمات سنکر بیتاب ہو گئے حضور سے پھر اجازت چاہی اور عرض کیا۔ حضور۔ اب تو اس مردک کے طعنے سنے نہین جاتے۔ اگر زندگی ہے تو باقبال حضور اس نالائق گیدی کو ابھی قتل کرتا ہون۔ جناب رسالتمآب نے جب آپکا اصرار اسقدر دیکھا تو اپنی تلوار ذوالفقار آپکو دی اور اپنی زرہ اوتار کر پہنادی عمامہ دست مبارک سے سر پر باندھا اور اجازت میدان دیکر پھر ہاتھ اوٹھا کر دعا کی۔ خداوندا عبیدہ بن حارث کو بدر و زبدر تو نے اپنے پاس بلا لیا۔ حمزہ کو مجھسے جدا کیا۔ اب یہہ علی تیرا بندہ خاص ہے۔ میرا بھائی۔ میرا دوست میرے چچا کا لڑکا ہے اسکو مین تیری پناہ مین دیتا ہون۔ تو اسکو میدان سے صحیح وسالم مظفر و منصور پھر مجھسے ملا جناب شیر یزدان شاہ مردان پاپیادہ عمرو بن وُدّ کی جانب روانہ ہوئے

اور اشعار رجزیہ پڑہتے جاتے تہے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

اے کافر جلدی نہ کرمین تیری آواز سنتے ہی تیرے سر پر مثل پیام اجل پہونچ گیا۔میری نیت قوی اور قواعد جنگ سے واقف ہون اور اپنی ہمت وحوصلہ مین سچا ہون۔مجھکو یقین کامل ہے کہ ابہی آن واحد مین تیرے جنازہ پر رونے والیان کہڑی ہوئی نوحہ وزاری کرتی ہونگی اور تیری ساری مشیخت ایک وار تلوار مین نکل جاویگی۔ایسا ہاتہہ جمایا ہوگا کہ جسکا ذکر عرصہ دراز تک لوگون مین باقی رہیگا اور ہنگامہ جنگ مین مردان کارزار میری ضرب کی تعریف کرتے رہین گے۔

عمرو بن وُدنے دریافت کیا تم کون ہو جو اس بیباکی و دلیری سے میرے سامنے اپنی تعریف کررہے ہو۔آپنے جواب دیا۔مین علی ہون۔اوسنے کہا۔علی بن عبد مناف۔ فرمایا۔ہان علی بن ابی طالب۔اسد اللہ الغالب ہون اور یہہ بہی فرمایا۔اے عمرو مین نے سنا ہے۔تمہارا قول ہے کہ اگر کوئی قریشی تمکو دو باتون مین سے کسی کی طرف بلاویگا تو تم ایک مان لوگے۔عمرو نے جواب دیا۔میرا یہہ قول ضرور ہے۔آپنے فرمایا۔ مین تمکو ادہر بلاتا ہون کہ تم اللہ کو واحد جانو اور دین اسلام اختیار کرو۔اوسنے کہا مجہسے یہہ امید نہ رکہو۔پہر آپنے فرمایا۔اچہا دوسری بات مانو جو تمہارے حق مین بہتر ہے تم بلا جنگ اپنے گہر واپس جاؤ اور ان کفار کے ہمراہ ہوکر ہمارا مقابلہ نہ کرو اگر ہم کو فتح ہوئی تو گویا اسوقت تمہارا نہ لڑنا ہماری مدد ہے اور اگر قریش غالب آئے اور ہم کو شکست ہوئی تو تمہارا مقصد حاصل ہوا اور بغیر تمہارے لڑے بہڑے تمہارا مطلب نکل آیا۔عمرو نے کہا۔کہتے تو تم ٹہیک ہو مگر اسوقت بغیر جنگ کئے میرا گہر کو واپس جانا

میرے حق مین بُرا ہوگا۔ عورتین تک مجھپر طعنہ کرینگی اور ہنسینگی کہ بڑے مرد تھے نذر پوری نہ کرسکے معرکہ سے بغیر جدال و قتال واپس آئے۔ پھر کہا۔ اے بھتیجے تم ابھی کمسن نوجوان پُر ارمان ہو۔ تمہارے یہہ دن نہین ہین۔ کسی اپنے چچا کو بھیجو اور تم واپس جاؤ مین تمسے لڑنا نہین چاہتا تمہارے باپ میرے بڑے دوست تھے۔ مجھکو یہہ پسند نہین کہ اپنی تلوار خونخوار سے تمہارا خون گراؤن۔ جناب علی رضہ نے فرمایا۔ لیکن مجھکو تو تمہارا خون بہانا ناپسند نہین مین تو تمہارے خون کا پیاسا ہون اور تمہارا ملک الموت۔ عمرو بن ود یہہ سُنکر مارے غصہ کے کانپ اوٹھا۔ بیساختہ تلوار نکالکر ایک ہاتھہ آپ پر چھوڑ دیا۔ آپنے اوسکا وار خالی دیکر فرمایا۔ واہ۔ یہی بہادری ہے۔ تم گھوڑے پر سوار مین پاپیادہ؟ بڑے مرد ہو تو گھوڑے سے اوتر آؤ۔ ہمارے تمہارے دو دو ہاتھہ ہوجاوین تمکو بھی معلوم ہو کہ کسی بہادر سے سابقہ پڑا اور لڑائی کسکو کہتے ہین۔ عمرو بن ود یہہ سنکر گھوڑے سے اوتر پڑا غصہ مین اپنے بیریان گھوڑے کے پائون قلم کرڈالے اور آگ بھبوکا ہوکر جناب علی مرتضیٰ رضہ کی طرف لپکا۔ اب دونون مین لڑائی شروع ہوگئی۔ میدان کارزار مین ان دو پہلوانونکی لڑائی سے اسقدر گرد و غبار بلند ہوا کہ یہہ دونون اوسمین چھپ گئے کچھہ دیر بعد نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا جس سے لوگ سمجھے کہ جناب علی حریف پر غالب آئے اور اوسکو قتل کیا اور ایک روایت مین ہے کہ عمرو نے پر غضب ہوکر بقوت تمام ایک ہاتھہ تلوار کا جناب علی رضہ کے سر پر چھوڑا آپنے سپر کو پناہ سر کیا مگر تلوار نے سپر کاٹی اور ہلکا سا زخم سر پر آگیا۔ آپنے نہایت استقلال و جوانمردی سے اوسکا جواب دیا اور ایک ہاتھہ ذوالفقار کا ایسا بھرپور لگایا کہ عمرو کی گردن قلم ہوکر الگ گر پڑی اور دھڑ زمین پر پھڑکنے لگا جب صدائے تکبیر حضور اقدس کے گوش حق

نیوش تک پہونچی آپکو معلوم ہوا کہ عمرو بن ود مارا گیا۔ کفار نابکار اپنے یار جانباز کو کشتہ دیکھکر جناب علیؓ پر لوٹ پڑے ضرار بن خطاب اور ہبیرہ بن ابی وہب آپ پر حملہ آور ہوے۔ ادہر بہی لشکر اسلام سے حضرت عمر فاروق۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما جناب علیؓ سے ملکر کافرونکو قتل کرنے لگے۔ ضرار جیسے ہی جناب علیؓ کے سامنے آیا اور آنکہیں چار ہوئین پیٹہ دیکر بہاگ گیا۔ بعد جنگ اوس سے سبب فرار پوچہا گیا تو جواب دیا کہ علیؓ کے چہرہ سے مجھکو میری موت نظر آئی۔ ٹہرنا دشوار ہوا جان لیکر بہاگا۔ ہبیرہ کچھہ دیر آپسے لڑتا رہا مگر آپکی تلوار کا چرکا کہاکر پہر نہ رک سکا بخوف جان اپنی زرہ آپکی طرف پہینک کر بہاگ گیا۔ پہر عبد اللہ بن مغیرہ مخزومی سامنے آیا وہ بہی بیک ضرب ذوالفقار ملک عدم کو روانہ ہوا اور ایک روایت سے حضرت زبیر نے اوسکو قتل کیا نوفل بن عبد اللہ بد حواسی مین بہاگا تو خندق مین گر پڑا۔ مسلمانون نے اوپر سے پتہرونکا مینہہ برسایا۔ وہ چیخ کر کہنے لگا۔ یارو اس طرح کتہ کی موت نہ مارو۔ ایک ضرب تلوار سے ٹہنڈا کردو۔ جناب علیؓ اوسکے سر پر پہونچے اور اوسکی کمر پر ایک ہاتہہ ایسا جمایا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو گیا۔

روایت ہے کہ بعد قتل عمرو بن ود جناب امیر المومنین علیؓ نے اوسکی زرہ وسلاح جنگ وغیرہ پر اصلا توجہ نہ فرمائی۔ عمرو کی بہن اوسکی لاش پر روتی ہوئی آئی اور سرہانے بیٹہکر دیکہا تو ہتہیار وغیرہ سب موجود تہے کہنے لگی میرے بہائی کا قاتل کوئی مرد کریم الطبع گرامی قدر۔ قومیت مین اوسکا ہمسر ومقابل معلوم ہوتا ہے پہر لوگون سے دریافت کیا۔ جواب ملا۔ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب نے تیرے بہائی کو قتل کیا ہے یہہ سنکر اوسنے دو شعر کہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

اگر میرے بھائی عمرو کا قاتل علی رض کے سوا اور کوئی ہوتا تو البتہ مجھکو تا زیست خود بھائی کے غم مین رونا اور ماتم کرنا زیبا تھا۔ لیکن اوسکا قاتل تو ایسا شخص ہے جسپر کوئی عیب لگ نہین سکتا اور وہ شخص ہمیشہ سے بلقب بیضۃ البلد مشہور ہے۔

جناب علی رض سے چند اشعار عمرو بن ود کی لڑائی مین منقول ہین جنکا ترجمہ یہہ ہے۔
وہ شخص اپنی نادانی وحماقت سے بتون سے مدد مانگ کر میرے مقابل ہوا اور مین نے پروردگار محمد سے اوسپر مدد چاہی مین بعنایت ایزدی اوسکو قتل کرکے مظفر ومنصور رزمگاہ سے پھرا اور اوس کافر خاسر کو مثل ایک تنہ کھجور کے زمین ناہموار پست وبلند مین پڑا چھوڑ آیا۔ اوسکے کپڑون اور ہتھیارونسے اپنی آنکھہ بالکل بند کرلی۔ اگر بجاے اسکے مین مقتول ہوتا تو وہ کافر میرے کپڑے لتے سب وتار لیجاتا۔ ای گروہ کفار بدشعار کیا تمہارا خیال ہے کہ خداوند تعالی اپنے دین کو رسوا وذلیل کریگا اور اپنے رسول پاک کی کچھہ قدر وعزت نہ رکھیگا۔ ہرگز ایسا نہوگا بلکہ خدا تمہین کو خوار وبے اعتبار کردیگا۔ (ازالۃ الخفاء)

قصہ بنی قریظہ۔ اس واقعہ مین بھی جناب علی مرتضی کی کوشش اور ہمت نے اپنا ظہور دکھلایا۔

مروی ہے کہ جسوقت آنحضرت جانب بنی قریظہ عازم ہوے اولاً جناب اسد اللہ رض کو لشکر اسلام کا علم بردار کرکے اودھر روانہ فرمایا۔ جناب علی مرتضی رض حسب ارشاد حضور نبوی لشکر سے پہلے قلعہ کے قریب پہونچ گئے اور اپنا علم زیر قلعہ نصب کردیا جناب علی

فرماتے ہین کہ جب مین قلعہ کے متصل پہونچا تو ایک شخص مجھکو دیکھکر قلعہ پر سے شور وغل مچاکر بولا۔ لوگو۔ ہوشیار ہوجاؤ قاتل عمرو بن ود یہان ہی آن پہونچا۔ دوسرے نے کہا۔ علی رضؓ نے عمرو کو کیا قتل کیا ایک شہباز بلند پرواز کو شکار کیا اور ہم لوگون کی پیٹھ توڑ ڈالی اور جس کام کا ارادہ کیا اوسکو پوراہی کر چھوڑا۔ مین نے اپنے دل مین کہا الحمد للہ۔ اسلام غالب و ظاہر اور شرک مغلوب اور پوشیدہ ہوگیا۔

لکھا ہے کہ جب آپنے زیر قلعہ علم نصب کردیا تو بالاے قلعہ یہودی جناب رسالتمآب کی شان پاک مین الفاظ بے ادبانہ وگستاخانہ کہنے لگے۔ جناب علی رضؓ نے وہ کلمات نامناسب سنے تو آپنے ابو قتادہؓ کو علم کی حفاظت پر چھوڑا اور خود حضور رسولخدا کیخدمت مین واپس گئے۔ اودہر سے حضور تشریف لاتے تھے آپ راستہ ہی مین ملگئے آپنے عرض کیا۔ حضور ان نالائقون خبیثون کے قلعہ سے دور رہین تو اچھا ہے۔ فرمایا۔ کیا تم نے اون سے کچھ بُری باتین سُنی ہین۔ عرض کیا۔ ہان۔ حضور سرور عالم نے فرمایا جب مجھکو دیکھ لینگے تو کوئی کلمہ بدزبان سے نہ نکالینگے۔

ابن اسحٰق کا قول ہے کہ جب محاصرہ کو مدت گذری اور یہودی قلعہ سے نیچے نہ اوترے تو جناب علیؓ اور حضرت زبیر بن العوامؓ دونون آگے بڑہگئے اور قلعہ کے متصل پہونچ کر فرمایا۔ اب مین بغیر حملہ کئے واپس نہ جاؤنگا یا تو قلعہ فتح کرلونگا اور یا جام شہادت نوش کرکے حضرت حمزہ رضؓ سے مل جاؤنگا۔ اہل قلعہ اوپر سے آپکے تیور دیکھکر ڈر گئے اور آنحضرت کی دوہائی دینے لگے۔ پہر حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر اوترے۔

فدک ۶ھ۔ اس سنہ مین جناب رسالتمآب کو خبر ہوئی کہ بنی سعد نے لشکر جمع کیا ہے اور یہود خیبر کی مدد کا قصد کررہے ہین آپنے ایک سو غازیان شجاعت آثار کی

جماعت بسرداری جناب علی مرتضیٰ جانب فدک روانہ فرمائی جناب علی مرتضیٰ رات کو سفر کرتے اور دنمین مخفی مقام مین سکونت پذیر ہوتے تا آنکہ بمقام ہمج پہونچے۔ وہان ایک مشرک ملا اوس سے احوال کفار دریافت فرمایا۔ اوسنے جواب دیا کہ اگر مجھکو امان دو تو مین تم کو ایسے راستے اونکے سر پر پہونچا دون کہ کسیکو اصلا خبر نہوا ور تم اپنا کام کرلو۔ آپنے اوسکا کہنا منظور فرمایا۔ وہ شخص اہل اسلام کو لیکر راہی ہوا۔ سب کفار کی بیخبری مین اونپر پہونچ گئے۔ جناب علی رضنے قتل و غارت شروع کر دی۔ بیوعد تاب مقابلہ نہ لا سکے جملہ مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوے۔ اس معرکہ مین پانسو اونٹ اور دو سو بکریان اہل اسلام کے ہاتھہ آئین۔ جناب علی رضنے عمدہ اور نفیس اونٹوں سے چند اونٹ آنحضرت کے واسطے انتخاب کرکے بقیہ اونٹ و بکری غازیان اسلام پر تقسیم کردین اور بخیر و خوبی مدینہ منورہ مین واپس آے۔

صلح حدیبیہ ۶ھ۔ اس صلح مین بھی جناب علی رض ہمراہ رکاب جناب رسالت پناہ صلعم تھے صلحنامہ آپ ہی کے قلم سے لکھا گیا۔ آپ کی گواہی بھی اوسپر ہوئی۔ وقت تحریر صلحنامہ حضور کے نام نامی کے ساتھہ لفظ رسول اللہ لکھا گیا تھا مگر کفار اسپر راضی نہ ہوے حضور نے وہ لفظ اپنے ہاتھہ سے مٹا دیا اور بعد ختم صلحنامہ جناب علی رض سے فرمایا۔ اے علی رض ایسا ہی معاملہ تمکو بھی کسیوقت پیش آویگا حضور کا فرمانا واقعہ صفین مین ظاہر ہوا بیعت رضوان مین جناب علی مرتضیٰ بھی شریک تھے۔

جنگ خیبر ۷ھ۔ یہہ ملک وسیع و آباد جسکے متعلق متعدد قلعے ہین مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے۔ یہہ غزوہ خیبر شروع ۷ھ مین واقع ہوا۔ اس جنگ مین جو کارنمایان جناب علی مرتضیٰ رض نے کیئے وہ مشہور و معروف زبان زد خاص و عام ہین۔

روایت ہے کہ جسوقت آنحضرت صلعم مع لشکر اہل اسلام بقصد جہاد خیبر کی جانب تشریف فرما ہوئے تو جناب علی مرتضیٰ رضہ بوجہ آشوب چشم کے چلنے پھرنے سے معذور تھے ہمراہ رکاب جناب رسالتمآب نہ جاسکے مگر بعد روانگی حضور سرور عالم کے آپ تنہا مدینہ مین نہایت گھبرائے اور مفارقت حضور نبوی نے بیچین کیا تو کچھ اپنی علالت اور آنکھونکے درد و تکلیف کا خیال نہ فرمایا اور بیتابانہ بجانب خیبر روانہ ہوئے۔ بعد طے مسافت خدمت اقدس مین شرفیاب ہوئے۔ یہان یہہ حال تھا کہ مجاہدین اسلام قلعہ قموص کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور قریب بیس اتین گذر گئی تہین کہ روزانہ جنگ ہوتی تہی مگر صورت فتح وظفر آئینہ خیال مین بہی جلوہ گر نہ ہوتی تہی۔ ایام محاصرہ مین حضور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ درد شقیقہ بنفس نفیس معرکہ جنگ مین تشریف نہ لیجا سکتے تھے روزانہ کسی صاحب کو علم فوج عنایت فرماتے چنانچہ ایک روز جناب عمر رضہ علمدار فوج اسلامی ہوئے اور دوسرے دن جناب ابوبکر صدیق رضہ اس خدمت سے سرفراز ہوئے تیسرے دن پھر جناب فاروق رضہ نے علم لیا اور برابر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مگر کسی طرح فتح نہ ہوئی۔

بخاری شریف مین ہے کہ جس صبح کو قلعہ فتح ہونیوالا تھا رات کو جناب رسول اللہ نے فرمایا۔ کل صبح کو ایک شخص جو محبوب خدا و رسول ہے علم لیگا اور خداوند تعالیٰ اوسی کے ہاتھہ پر یہہ قلعہ فتح کریگا اور وہ شخص جنگ سے بہاگتا نہین۔ جملہ صحابہ رضہ صبح ہوتے ہی حاضر در دولت ہوئے ہر ایک کو یہی آرزو تہی کہ مجھکو علم لشکر عنایت ہو۔ جناب علی رضہ کا کسیکو خیال بہی نہ تھا کیونکہ وہ آنکھونکے درد مین مبتلا تھے۔ حضور نے مجمع صحابہ پر نظر ڈالکر استفسار کیا علی کہان ہین۔ لوگون نے عرض کیا حضور وہ تو آشوب چشم مین مبتلا ہین۔

آپ نے اونکو طلب فرماکر لعاب دہن مبارک آنکھونسے لگایا اور حقتعالے سے
دعا کی۔ آپ کی آنکھین فوراً اچھی ہوگئین حضور نے اونکے ہاتھہ مین علم دیا۔ جناب علیؑ
نے عرض کیا۔ کیا مین اونکو یہان تک مارون کہ وہ مثل ہمارے (مسلمان) ہوجاوین
حضور نے فرمایا۔ تم سیدہے چپ چاپ اونکی طرف چلے جاؤ جب اونکی حد مین پہونچو
اوّلاً اونکو دعوت اسلام دینا قسم خدا کی۔ اگر ایک کافر بہی تمہارے ذریعہ سے اسلام
قبول کرے تو تمہارے واسطے سرخ اونٹونکی قطار سے زیادہ بہتر ہوگا اور ایک روایت
مین ہے کہ جناب علی مرتضیٰ اپنے خیمہ مین آنکھونسے پٹی باندہی پڑے تہے اور یہ کہہ رہے
تہے۔ خداوندا جسکو تو دے اوسکو کوئی روکنے والا نہین اور جس سے تو روک دے
اوسکا کوئی دینے والا نہین۔ علی الصباح جب آپ کی طلبی ہوئی تو حضرت سلمہ بن اکوع
آپکا ہاتھہ پکڑکر حضور کی خدمت مین لائے آپ درد چشم سے بیچین تہے اور آنکھون پر
پٹی بندہی تہی۔

حضرت علیؑ فرماتے ہین کہ جب مین حضور کے پاس پہونچا۔ آپنے میرا سر آغوش مبارک
مین رکہہ لیا اور میری آنکھونمین تہوک دیا۔ فوراً میری آنکھین اچھی ہوگئین اور تارہ سی
چمکنے لگین۔ اوسوقت سے آج تک پھر کبہی آنکھونکا درد مین نہین جانتا کہ کیسا ہوتا ہے یہ
بہی حضور نے مجھکو دعا دی۔ خداوندا۔ اس سے گرمی وسردی کا ضرر دفع کر۔ چنانچہ یہ
دعا بہی میرے حقمین قبول ہوئی۔ بعد ازان حضور اقدس نے خاص اپنے ہاتھون سے
زرہ مبارک پہنادی۔ ذوالفقار کمر سے باندہی اور علم عنایت کرکے فرمایا۔ جاؤ بحکم
خدا تمہارے نام فتح ہے۔

سلمہ بن اکوع کہتے ہین کہ حضرت علیؑ جہپٹکر قلعہ کی طرف چلے۔ مین بہی پیچہے پیچہے

اونکے ہولیا یہانتک کہ زیر قلعہ پہونچکر جھنڈا ایک جگہہ گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے
بالاے قلعہ سے جھانک کر پوچھا۔ اے بہادر تو کون ہے جو اس طرح بیخوف وخطر
ہماری سرحد مین آگیا۔ آپنے فرمایا مین علی بن ابی طالب ہون۔ یہودی آپکا نام سنکر
چیخ اوٹھا۔ لوگو خبردار ہو قسم توریت شریف کی تم مغلوب ہوے اور تباہ وبرباد ہو گئے
سب سے پہلے حارث یہودی مرحب کا بھائی مع چند مردان جنگجو کے قلعہ سے باہر نکلا
اور میدان رزمگاہ مین ٹھیرا۔ ادہر سے دو سپاہی یکے بعد دیگرے گئے مگر دونون
اوس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوے پھر جناب علی ؑ سے مقابلہ ہوا۔ آپنے بیک ضرب شمشیر
اوسکو ٹھنڈا کیا۔ مرحب نے بالاے قلعہ سے جب اپنے بھائی کو مردہ دیکھا جوش خون سے
ضبط نہ کرسکا۔ اپنے بھائی کا بدلہ لینے کو نہایت جوش وخروش کے ساتھہ میدان مین
آن پہونچا۔ مرحب نامی بہادر تھا۔ اہل خیبر مین سرآور دہ وہ اس وضع سے آیا کہ دوہری
زرہین پہنے۔ دو تلوارین لٹکاے۔ دو عمامے سر سے باندہے اور اونپر ایک گران خود
آہنی۔ خود پر ایک پتھر اندر سے بقدر خود خالی پہنے ہوے بیچ مین سے خود نکلا ہوا ہاتھہ
مین نیزہ جسکی بھال تین من کی وزنی تہی۔ اس جوان قوی ہیکل شیر صورت کے مقابلہ مین
کسی کی ہمت نہ پڑتی تہی کہ لڑائی کا نام لے۔ الغرض اس سج دہج سے یہہ کافر خاسر
اوچھی بنا از سرتا پا دریاے آہن مین غرق جنگ گاہ مین ڈکارتا ہوا آن پہونچا اور رجز کے
شعر پڑہتا جاتا تھا جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

خیبر والے مجھسے خوب واقف ہین کہ میرا نام مرحب ہے۔ ہتھیار بند دلیر و مردانہ
کارزار آزمودہ جہاندیدہ ہون۔ لڑائی مین دشمن پر کبھی نیزہ مارتا ہون
کبھی تلوار چلاتا ہون جب آتش حرب مشتعل ہوکر شعلہ افگن ہوتی ہے

تو میری تلوار سے کوئی نہین بچ سکتا۔
جناب شاہ مردان اوسکی زبان درازی سنکر مقابلہ مین آئے اور فرمایا۔
مجھکو بھی پہچانتے ہو کہ مین کون ہون مین اسد اللہ ہیبۃ اللہ ہون مین وہ شخص
ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا مین شیر بیشۂ شجاعت ہون مین شیر بر
مردم در ہون مین وہ شیر نر ہون جسکے دیکھنے سے بہادرون کے مارے
خوف کے کلیجے پانی ہوتے ہین مین وہ جنگلی شیر ہون جسکی کلائیان اور گردن
پر گوشت وقوی ہین مین تمکو اس کلمۂ درازی کا ابھی مزہ چکھاتا ہون۔
مرحب نے خواب مین دیکھا تھا کہ شیر نے مجھکو پھاڑ ڈالا جناب علی مرتضیٰ نے بنور فراست
وکشف باطنی معلوم کرلیا لہذا رجز مین اسی مضمون کے شعر پڑہے تاکہ اوسپر آپ کی
ہیبت طاری ہوا ور اوسان خطا ہوجاوین (خمیس)
الغرض جب دونون ایک دوسرے سے مل گئے تو مرحب نے آپ پر تلوار چلانا چاہا
مگر آپنے پھرتی کر کے اللہ کا نام لیکر ایک ہاتھہ ذوالفقار کا اوسکے سر پر چھوڑا مرحب نے
سپر کو پناہ پھر گیا مگر تلوار کیا تھی برق قضا تھی اوسپر جناب علی رض کا ہاتھہ اور کلائی وپنجہ
کی قوت خداداد۔ دراصل دست اجل تھا تلوار نے ڈھال کاٹی۔ پتھر پھوڑ کر خود توڑا
دونون عمامے کاٹے۔ سر کی دو پھانکین کر دین اور تالو کاٹتی ہوئی ڈاڑھون مین
آاوتری اور ایک روایت مین تا باستخوان سرین کاٹتی ہوئی گھوڑے کے زین تک
پہونچ گئی۔ ایک مرحب کے دو ہوگئے۔ اوس کافر کی روح ناپاک دوزخ مین جا پہونچی
پھر لشکر اسلام ٹوٹ پڑا اور دونون طرف سے خوب تلوار چلی۔ میدان رزمگاہ نمونہ
لالہ زار ہوگیا۔ جناب علی رض نے اس معرکہ مین آٹھہ جوان نامی گرامی قتل کئے جولشکر

یہودیین ناموروعالیقدر تھے۔ لشکر کفار کے قدم اوکھڑ گیے گرتے پڑتے قلعہ مین بہاگے
جناب علی مرتضی رضؓ نے اونکا پیچہا نہ چہوڑا اور در وازہ قلعہ تک پہونچ گئے۔ اسی اثنامین
ایک یہودی نے آپکے ہاتھہ پر تلوار ماری جسکے صدمہ سے ڈہال ہاتھہ سے چہوٹکر
گر گیی۔ آپنے قلعہ کا آہنین دروازہ بزور قوت خداداد اوکھاڑکر بجاے سپر ہاتھہ مین
لے لیا اور اوسی طرح لڑتے رہے۔ جب آپنے دروازہ اوکہاڑا تو تمام قلعہ کو جنبش
ہوگیی شواہد النبوت مین ہے کہ آپنے وہ دروازہ خندق پر بجاے پل کے رکھہ دیا
کہ اوسکے ذریعہ سے مسلمان قلعہ مین داخل ہوے۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو آپنے
وہ دروازہ اسّی بالشت پیچہے پہینک دیا۔

ابورافع مولی آنحضرت کہتے ہین کہ سات آدمیون نے ملکر اوس دروازہ کو اولٹنا
چاہا مگر دروازہ کو جنبش نہ ہوئی۔ ایک روایت مین ستر اور ایک مین چالیس آدمیونکا
بہی ذکر ہے۔ یہہ بہی لکہا ہے کہ ستر آدمی بمشکل تمام اوس دروازہ کو اپنی جگہہ لگا سکے
منقول ہے کہ وہ دروازہ آٹھہ سو من کا وزنی تہا۔ جناب علی رضؓ فرماتے ہین مین نے وہ
دروازہ جسمانی طاقت سے نہین اوکہاڑا بلکہ روحانی قوت اور خداداد طاقت سے اسقدر
وزن اوٹھالیا تہا۔

روایت ہے کہ جب چالیس آدمی وہ دروازہ نہ اوٹھا سکے تو جناب علی رضؓ کے
دل مین اپنے زور وقوت پر ناز وفخر ہوا۔ فی الحال حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت
نبوی مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ اے رسول خدا۔ علیؓ کو حکم دیجیے کہ ایک بار
وہ دروازہ اور اوٹھائین۔ آپنے حکم دیا اور جناب علی نے بہت زور لگایا کہ دروازہ
اوٹھالین مگر ذرہ برابر بہی جنبش نہ ہوئی۔ حضرت جبرئیل نے کہا۔ خداوند تعالے

فرماتا ہے۔علی کی یہہ طاقت نہ تھی کہ اسقدر بار گران اوٹھا لیتے اوسکو تو مین نے اوٹھایا تھا۔اسیواسطے جناب علی رضنے فرمایا ہے کہ مین نے دروازہ قوت روحانی سے اوٹھا لیا تھا نہ زور جسمانی سے جب قلعہ فتح کر کے آپ واپس ہوے آنحضرتؐ نے بکمال مسرت آپکا استقبال کیا خیمہ سے نکلکر آپکو گلے سے لگایا اور پیشانی چومی پھر فرمایا۔اے برادر بجان برابر۔تمہاری کوشش وجانفشانی مجھکو معلوم اور تمہاری سعی عنداللہ مشکور ہوئی اور مین تمسے بہت راضی وخوش ہون۔جناب حیدر کرارؑ یہہ الفاظ زبان مبارک سے سنکر فرط سرور سے رو پڑے۔ارشاد ہوا۔اے علی۔اسوقت یہ رونا کیسا۔خوشی کا مقام ہے یا رنج وغم کی جگہہ۔عرض کیا۔حضور۔خوشی سے مین رو دیا اور میرے لیے اس سے بڑھکر اور کون سا وقت خوشی کا ہوگا کہ حضور مجھسے راضی ہین۔سرور عالم نے فرمایا مین ہی تنہا تم سے راضی نہین بلکہ خداوند تعالی۔تمام ملائکہ مقربین۔جبرئیل ومیکائیل علیہم السلام بھی تم سے خوش ہوے۔

عمرۃ القضا۔اسی ۷ھ مین بماہ ذیقعدہ آنحضرت نے عمرہ کیا۔حضورؐ کے ہمراہ وہ اصحاب کبار بھی تھے جو گذشتہ سال صلح حدیبیہ مین بہ نیت عمرہ آے تھے اور بغیر ادا ارکان عمرہ واپس گئے۔منجملہ اونکے جناب علی مرتضیٰؑ بھی تھے۔

مروی ہے کہ عمارہ بنت جناب سید الشہدا امیر حمزہؓ مکہ معظمہ مین اپنی والدہ سلمی بنت عمیس کے پاس رہتی تہین۔جناب علی رضنے انکے بارہ مین حضور سرور عالم سے عرض کیا۔آپکے چچا حمزہ کی لڑکی ان مشرکون مین رہتی ہے اوسکو کفار قریش کے ہاتھ مین چھوڑنا مناسب نہین میرے نزدیک یہہ اچھا ہوتا کہ اسکو حضور اپنے ہمراہ لئے چلتے حضور نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا جسوقت حضور مع صحابہ اخیار مکہ معظمہ سے

روانہ ہوے تو عمارہ جناب رسالتمآب کے پیچھے پیچھے اے چچا۔ اے چچا پکارتی ہوئی دوڑین جناب علی رضنے اونکا ہاتھہ پکڑکر حضرت فاطمہ رض کے ہودج مین بٹھالیا جب مدینہ پہونچے تو جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر رضی اللہ عنہم مین درباب پرورش عمارہ بحث ہوئی حضرت علی رض کا یہہ قول تھا۔ میرے چچا حمزہ کی لڑکی ہے اور مین لایا ہون۔ حضرت جعفر کہتے تھے۔ میری چچیری بہن اور اوسپر یہہ خصوصیت زیادہ ہے کہ اس لڑکی کی خالہ میری بیوی ہے۔ حضرت زید مدعی تہے کہ میری بھتیجی ہے اور مین حمزہ کا وصی بھی ہون ان تینون صاحبونمین یہانتک گفتگو بڑہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر پہونچی۔ حضور نے تینون صاحبونکو بلاکر یہہ فیصلہ کردیا کہ عمارہ اپنی خالہ کے پاس رہے کیونکہ خالہ بمنزلہ مان کے ہے چنانچہ حضرت جعفر رض نے عمارہ کو لے لیا۔ پہر حضرت علی رض سے فرمایا۔ تم مجھسے ہو۔ ہم تم دونون ایک ہین۔ حضرت جعفر کو ارشاد ہوا۔ تم شکل وشمائل مین میرے مشابہ ہو اور حضرت زید کے حق مین حکم ہوا۔ تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔ یہہ حدیث بخاری مین ہے۔

فتح مکہ ۸ھ جب فتح مکہ کا حضور رسالت پناہ نے مصمم ارادہ کرلیا اور سامان سفر درست ہونے لگا تو حضرت حاطب رض بن بلتعہ نے ایک خط بنام کفار قریش مشعر براطلاع قصد جناب رسالتمآب ایک عورت ام سارہ نامی قریش کی لونڈی کی ہاتھہ روانہ کیا۔ اوس عورت نے خط اپنی چوٹی مین پوشیدہ کرلیا اور مکہ کو روانہ ہوئی خداوند تعالے نے اپنے رسول پاک کو اس حال سے خبردار کیا۔ آنحضرت صلعم نے جناب علی مرتضی زبیر مقداد۔ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ تم مکہ کی جانب جاؤ۔ بمقام خاخ ایک عورت ملیگی اوسکے پاس سے خط لے آؤ۔ حضرت علی رض فرماتے ہین کہ ہم تینون سوار ہوکر اوس

عورت کے گرفتار کرنیکو مدینہ سے نکلے جس مقام پر حضور نے پتہ دیا تھا اوسی جگہ ایک عورت
اونٹ پر سوار ملی۔ ہمنے اوس سے خط مانگا اوس نے انکار کیا اور کہا۔ میرے پاس
کوئی خط پتر نہین۔ ہمنے اوسکا اونٹ بیٹھایا اور اوسکی جامہ تلاشی لی مگر خط نہ ملا ہمنے
اوس عورت سے کہا تعجب ہے۔ حضور کا فرمانا کبھی غلط نہین ہوتا۔ کیا بات ہے جو خط کا پتہ
نہین لگتا۔ اگر تو خط ہمارے حوالہ کردے تو بہتر ہے ورنہ ابھی تجھکو ننگا کرکے ہم خود
خط ڈھونڈھ لینگے۔ جب اوس نے دیکھا کہ انسے پیچھا چھڑانا دشوار ہے مجبوراً خط اپنی
چوٹی سے نکالکر ہمارے حوالہ کیا۔ ہم وہ خط حضور کیخدمت مین لائے۔ حضور نے حضرت
حاطب کو بلاکر سبب ارسال خط دریافت فرمایا۔ اونہون نے عرض کیا۔ حضور مین
پکا دیندار مسلمان ہون مگر اسوقت بخیال اسکے کہ میرے اہل و مال قریش مین ہین
اونکو اطلاع دینے مین وہ میرے احسانمند ہونگے اور میرے مال اور عزیزونکی حفاظت
کرینگے یہہ خط لکھا ورنہ مین منافق نہین نہ معاذاللہ دین اسلام سے روگردان ہون۔
حضور نے اونکی تصدیق کی اور فرمایا سچ کہتے ہو۔ کچھہ مضائقہ نہین۔ حضور نبوی مسجد
حرم شریف مین داخل ہوئے۔ حضرت علیؓ کے ہاتھہ مین خانہ کعبہ کی کنجی تہی جو عثمان بن
طلحہ کے پاس سے لائے تہے۔ آپنے عرض کیا۔ حضور۔ پانی پلانے کی خدمت تو ہمکو
پہلے ہی سے ہے کنجی برداری کیخدمت بھی عنایت فرمایئے۔ حضور نے حضرت عثمان
بن طلحہ کو بلاکر کنجی اونکے حوالہ کی اور فرمایا۔ آج دن نیکی اور وفاء عہد کا ہے۔

بعد فتح مکہ حضور سرور عالم نے حضرت علیؓ کو شانہ مبارک پر سوار کرکے خانہ کعبہ پر
چڑہا دیا۔ آپنے تمام بُت اوپر سے گرادیئے بعدازان میزاب کی طرف سے بلحاظ ادب
نبوی خود کو د پڑے۔ جب نیچے آگئے تبسم کیا۔ آنحضرت نے سبب تبسم استفسار فرمایا

عرض کیا میں اسبات پر ہنسا کہ اسقدر بلند مکان سے کودا مگر کچھ صدمہ نہیں پہونچا جناب سرور عالم نے فرمایا محمد نے تمکو اوپر چڑھایا اور جبرئیل نے نیچے اوتارا پھر چوٹ وصدمہ کیسے پہونچتا۔

قصہ بنی جذیمہ۔ اسی سنہ ۸ھ ماہ شوال مین جناب رسالتمآب نے حضرت خالد بن ولید کو جانب بنی جذیمہ روانہ فرمایا۔ انکو یہہ حکم دیا تھا کہ صرف دعوت اسلام دینا جنگ نہ کرنا۔ جناب خالد بن الولید اس قبیلہ مین پہونچے وہ مسلح انکے سامنے آئے آپ نے سبکو قید کرلیا اور بے احتیاطی سے بعضے قیدی قتل کر ڈالے۔

اسی زمانہ مین حضور سرور عالم نے خواب دیکھا کہ ایک لقمہ ملیدہ کا حضور نے نوش جان فرمایا مگر کچھہ چیز اوس مین سے حضور کے حلق مین اٹک گئی۔ جناب علی رض نے اپنا ہاتھہ ڈالکر وہ شئی نکال لی۔ یہہ خواب جناب سرور کائنات نے صحابہ رض سے بیان فرمایا۔ حضرت ابوبکر رض نے تعبیر دی کہ حضور کسی جگہہ کچھہ لشکر بھیجین گے جو خلاف مرضی مبارک کوئی کام کر گذریگا پھر جناب علی ع کی ذات سے اوسکی اصلاح ہوجاویگی۔ اس خواب کے بعد ہی یہہ واقعہ بنی جذیمہ پیش آیا۔ آنحضرت نے یہہ حال سنکر جناب علی رض کو اس قوم کے پاس بھیجا اور آپ کے ساتھہ مال بھی کردیا۔ حضرت علی رض نے جاکر بعد دریافت حال جو لوگ بلاقصور مقتول ہوے اونکی دیت ادا کی اور جسکا جو مال ضایع ہوا اوسکا معاوضہ دیا جب سب کا معاوضہ و دیت ادا کر چکے تو دریافت کیا اب تو کسیکا کچھہ حق نہین رہا سبھون نے جواب دیا۔ سب نے اپنا حق بھرپایا۔ آپ نے بقیہ مال بھی لو نہین لوگون کو دیکر فرمایا جب کسیکا حق نادانستہ رہگیا ہو یہہ مال احتیاطاً اوسکا عوض سمجھہ لینا۔ اس اصلاح و انتظام کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رض

خدمت نبوی مین واپس آے اور سب حال عرض کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم نے خوب کیا

غزوہ حنین ۸ھ جب وقت مقابلہ کفار لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی تو حضور سرورعالم کی خدمت مین جو اصحاب رہگئے تھے اونمین جناب علی مرتضیٰ بھی تھے۔

جسوقت لڑائی شروع ہوئی تو ایک شخص قوم ہوازن سے ایک سرخ اونٹ پر سوار علم لئے ہوے پیچھے اوسکے قوم ہوازن معرکہ جنگ مین آیا۔ جو کوئی اوسکے سامنے آتا اوسکے نیزہ مار دیتا اور جو لوگ سامنے سے ہٹ جاتے تو آگے بڑھ جاتا تھا۔ وہ اسی کام مین مشغول تھا کہ جناب علی مرتضیٰ اور ایک صحابی انصاری اوس شتر سوار علمدار کی طرف جھکے حضرت علی رض نے ایک ہی ہاتھ مین اونٹ کے پانون قلم کر دیئے۔ اونٹ سرین کے بل گر پڑا اسوار سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اوپر سے دوسرا ہاتھ انصاری کا پڑا جس سے اوسکا پانون کھٹ سے الگ اوڑ گیا اور اونٹ پر سے الگ گرا۔

اسی معرکہ مین ایک پہلوان قوی الجثہ۔ طویل القامت۔ اونٹ پر سوار۔ کفار مین مشہور ومعروف۔ ابوجرول نام معرکہ کارزار مین مسلمانون کی طرف متوجہ ہوا شیر بیشہ وغا جناب اسد اللہ اوسکے مقابل ہوے۔ ایک ہی وار شمشیر آبدار سے اوس کافر کو شربت ناگوار اجل پلا دیا۔ ایک دم مین ساری شجاعت خاک مین ملا دی۔ اہل اسلام کی ہمت بڑھی کفار کی کمرین ٹوٹ گیئن۔

غزوہ طائف ۸ھ جس زمانہ مین جناب سرور کائنات طائف کے محاصرہ مین مصروف تھے تو جناب علی مرتضیٰ رض کو چند اصحاب کبار و مردان کارزار کے ہمراہ گرد و نواح مین روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ اس نواح مین جہان کہین بتخانہ پاو مسمار کر ڈالو جناب علی رض بغرض تعمیل ارشاد مع ہمراہیان خود روانہ ہوے اور قبیلہ بنی خثعم مین

پہونچے۔اس قوم مین ایک نامی دلاور شجاع زمانہ تھا وہ آپکے مقابل لڑائی کو آن پہونچا آپکے ہمراہیون مین کوئی صاحب ہمت مقابلہ کرسکے یا آخر جناب علی نے بہ نفس نفیس اوس پہلوان کے مقابلہ کا قصد کیا ہرچند حضرت ابوالعاص بن ربیع نے کہا کہ آپ اسوقت سردار ہین آپ نہ جاوین ہم لوگونمین سے کسیکو بھیج دیجئے مگر آپ نہ مانے اور میدان مین اوسکے مقابل تشریف لیگئے اور ایک ہی وار تیغ آبدار مین اوس خود کام کا کام تمام کر دیا۔بعد خدمت بت شکنی و بربادی بتخانہ انجام دیکر واپس مدینہ منورہ ہوے۔

بتخانۂ فلس ۹ھ ماہ ربیع الآخر ۹ھ مین جناب علی بحکم حضور رسالت پناہ ایک سو پچاس یا دوسو جوانان انصار کے ساتھ فلس روانہ ہوے۔یہہ ایک بُت کا نام ہے جو بنی طے مین تھا۔اس لشکر مین ایک سو اونٹ اور پچاس گھوڑے تھے۔

جناب علی نے بتخانہ کو کھدواڈالا اور اموال غنیمت مین لونڈی غلام۔اونٹ بکریان بہت کچھہ ہاتھہ آئین تین تلوارین ملین ایک خود لی اور ایک حضور نبوی کے واسطے لاے۔عدی بن حاتم بجانب شام فرار ہوگئے۔اونکی بہن سفانہ بنت حاتم قید ہوئین ساتھہ خدمت نبوی مین حاضر ہوئین۔حضور نے اونکو رہا کیا جسکی وجہ سے عدی بن حاتم از خود حاضر خدمت اقدس ہوکر مشرف باسلام ہوے۔

تبلیغ سورہ توبہ ۹ھ مین جناب ابوبکر صدیق امیر حاج مقرر ہوکر مکہ معظمہ روانہ ہوے بعد روانگی اونکے اوائل آیات سورہ برأت نازل ہوئین۔آنحضرت نے جناب علی کو حضرت صدیق کے عقب مین روانہ فرمایا۔

روایت ہے کہ جب آپکو یہہ حکم ہوا تو آپنے کہا۔حضور اس کام کے واسطے توکسی

مردلشان - تیز زبان خوش بیان کو روانہ فرماتے ہین نہ خوش تقریر ہون نہ خطبہ
خوان - مجھسے یہہ کام کیسے انجام ہو گا - ارشاد ہوا تم نہ جاؤ گے تو مجھکو جانا پڑیگا کیونکہ
ہم دونون مین سے ایک یہہ کام کرسکتا ہے تیسرا نہین - عرض کیا - اگر ایسا ہی تو مین
جاتا ہون - فرمایا - جاؤ خدا تمہاری زبان ثابت رکھیگا - تمہارے دل کو راہ حق دکھلائیگا
پھر آپکے منہ پر دست مبارک پھیر کر رخصت فرمایا -

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ جب سورہ براءۃ نازل ہوئی اور آنحضرت نے
یہہ آیات پاک اہل مکہ کو سُنانا چاہین تو صحابہ کرام نے عرض کیا - کیسکی معرفت صدیق اکبر
کے پاس بھجوا دیجئے - وہ موسم حج مین لوگونکو پڑہکر سُنا دینگے - فرمایا - یہہ کام تو میرا ہی
ہے مین خود جاؤن یا میرے اہل بیت مین سے کوئی جاوے پھر حضرت علی رضؓ کو بلاکر فرمایا
یہہ آیات پاک جسوقت لوگ منیٰ مین جمع ہون پڑہکر سنا دینا اور یہہ بھی کہہ دینا کہ
سال آیندہ سے کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور طواف خانہ کعبہ کوئی برہنہ ہو کر نہ کرے
جسکا عہد و ذمہ تھا وہ بعد انقضاے میعاد چار ماہ منسوخ ہو جاویگا - آپ بہ تعمیل
ارشاد ہدایت بنیاد ناقہ عضباء پر سوار ہوے اور مکہ معظمہ کو سدہارے - راستہ
مین جناب ابوبکر رضؓ سے جا ملے - جناب صدیق رضؓ نے فرمایا - کیا تم امیر الحاج مقرر ہو کر آئے ہو
آپ نے کہا نہین امیر تو آپ ہین مین آپکا تابع ہون محض واسطے تبلیغ احکام نبوی حاضر
ہوا ہون جناب صدیق اکبر رضؓ امیر رہے اور جملہ حجاج عرب نے بدستور قدیم حج ادا کیا پھر
دسوین تاریخ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کھڑے ہوے اوّلاً آیات سورہ براۃ پڑہین بعد دیگر
احکام نبوی سُنائے اور مشرکین کے واسطے یہہ حکم سُنایا کہ آج سے چار ماہ تک جسکو
جہان جانا ہے چلا جاوے اسکے بعد عہد نہ رہیگا اور مسلمانونکو جو ممانعت کفار کی

دست اندازی سے کی گئی ہے پھر نہ رہیگی۔ ہان جسکے عہد کی مدت مقرر ہو چکی ہے
اوسکا عہد و دستا تا انقضاے مدت مقررہ باقی رہیگا۔ بعد اسکے جناب ابوبکر صدیق
اور جناب علی مرتضیٰ مدینہ منورہ واپس آے۔

تقرری یہ حکومت یمن سنہ ہجری مین جناب سیف اللہ خالد بن الولید یمن کے
حاکم مقرر کرکے بھیجے گئے پھر اونکی جگہہ علی مرتضیٰ رضہ مقرر فرماے گئے۔ ایک روایت مین
ہے کہ عہد حکومت خالد رضہ مین آپ واسطے لانے خمس اموال غنیمت بھیجے گئے تھے جسوقت
آپ کی نسبت حکم نبوی صادر ہوا آپنے عذر کیا کہ مین نوعمر ناتجربہ کار ہون مجھہ مین قابلیت
حکومت اور مقدمات فیصل کرنیکی نہین ہے تو آنحضرت نے آپکے حق مین دعاے خیر
کی خود اپنے ہاتھون سے عمامہ آپکے سر پر باندہا۔ دو شملے عمامہ کے ایک آگے بقدر ایک
گز کے اور دوسرا پیچھے ایک بالشت لٹکا دیئے اور عَلَم دیکر تین سو جانبازان اسلام کے
ہمراہ یمن کی جانب روانہ فرمایا جناب علی رضہ یمن مین مقیم رہے اور نہایت خوبی سے
مہمات نظم و نسق انجام دیئے اور آپ کی کوشش و سعی سے بہت کچھہ فتوحات نصیب
غازیان اسلام ہوئین۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰ رضہ ملک یمن مین داخل ہوے تو جو لوگ
اسلام نہ لاے تھے اونکو دین اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ کی تعلیم و تلقین سے
راہ راست پر آے اور قبیلہ ہمدان کے اہل یمن مطیع اسلام ہوے۔ آپنے خدمت
نبوی مین اطلاع کی۔

بعضے مورخین آپکے حالات مین اس طرح لکھتے ہین کہ آپ یمن مین مقیم ہوے
اور اپنے لشکر کو گرد و نواح مین روانہ فرمایا جب وہ لشکر فتح و ظفر و کامیابی کیساتھہ

واپس آیا تو جناب علیؓ خود بمقابلہ مخالفین تشریف لیگئے۔ ایک گروہ مخالفین سے مقابلہ ہوا۔ آپنے اونکو ہرچند فہمایش کی اور اسلام کی ترغیب دی مگر وہ نہ مانے بالآخر جنگ کی ٹھیری۔ گروہ مخالفین قبیلہ بنی مذحج سے ایک نامی پہلوان اسود خزاعی نام آپ کے مقابل ہوا۔ آپنے ایک وار تلوار سے اوسکو ہمیشہ کے واسطے جانب ملک عدم بھیجدیا اوس ایک کے مرتے ہی سب کے حواس باختہ ہوگئے۔ آپکا رعب و ہیبت اسدرجہ غالب ہوا کہ پھر کوئی مقابل نہ ہوا۔ آپ تلوار کھینچکر مثل شیر غران اوس مجمع مین جا پڑے۔ قریب بیس آدمیونکے طعمہ نہنگ اجل ہوے باقیماندہ بھاگ نکلے۔ آپنے اونکا تعاقب نہ چھوڑا جب وہ ہر طرح مجبور ہوے اسلام کے طالب و راماں خواہ ہوے۔ آپنے سبکو کلمہ توحید تلقین فرمایا اور شربت خوشگوار جام کلمہ شہادت سے شیرین کام کیا۔

حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ جس وقت حضور سرور عالم نے بقصد حج سفر کیا اور احرام باندہا جناب علیؓ یمن مین تھے آپکو بھی اطلاع دی کہ حج مین آؤ چنانچہ آپ مکہ معظمہ کو روانہ ہوے اور احرام اس نیت سے باندہا کہ جو نیت رسول خدا کی وہ میری۔ آپ کثیر التعداد اونٹ قربانی کے واسطے ہمراہ لاے۔ جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قربانیونمین بھی آپکو شریک فرمایا جب آپ حضور سرور عالم سے ملے حضور نے استفسار فرمایا کہ تمنے کیا نیت کی۔ عرض کیا مجھکو یہہ تو معلوم نہ تھا کہ حضور نے احرام بہ نیت عمرہ باندہا ہے یا بقصد حج۔ اسواسطے مین نے یہہ نیت کی کہ جو حضور کی نیت ہے وہی میری حضور نے فرمایا مین نے حج کی نیت سے احرام باندہا ہے اسیواسطے احرام پر قایم ہون تم بھی احرام سے باہر نہ ہونا۔

جناب علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو رنگین کپڑے پہنے آنکھونمین سرمہ لگاے احرام سے

باہر دیکھکر اونپر اعتراض کیا - آپنے جواب دیا - مجھکو والد بزرگوار نے احرام سے باہر ہونیکی اجازت دی اسواسطے مین نے یہہ کیا - جناب علی رضؓ نے آنحضرت کی خدمت مین شکایت کی اور یہہ بہی بیان کیا کہ وہ آپکا نام لیتی ہین حضور نے فرمایا سچ کہتی ہین -

عبداللہ بن حارث کندی سے روایت ہے کہ مین نے حجۃ الوداع آنحضرت کے ساتھہ کیا ہے - دسوین تاریخ حضور خواجہ عالم اوس میدان مین جہان قربانی ہوتی ہے تشریف لیگئے اور جناب علی رضؓ کو بُلایا اور دونون صاحبون نے برچہا پکڑ کرا ونٹ نحر کیے جب قربانی سے فارغ ہوے تو جناب رسول اللہ خچر پر سوار ہوے - جناب علی رضؓ کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اور وہان سے روانہ ہوے -

بعد فراغت حج الوداع جناب سالتمآب مع اصحاب کبار مدینہ منورہ روانہ ہوی اثنار سفر مین خُم غدیر مین منزل کی - (یہہ مقام مکہ و مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل ہے - اس مقام کا نام دراصل خم ہے اسکے پاس ایک چشمہ یا تالاب ہے جسکو عربی مین غدیر کہتے ہین - اب خم غدیر ایک نام ہوگیا -) نماز ظہر یہان ادا کی گئی پھر ارشاد نبوی ہوا مین عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والا ہون اور تم مین دو چیزین چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے عزت و قدر مین بڑی ہے - کتاب اللہ - میری اولاد - دیکھنا لحاظ رکھنا میرے بعد تم لوگ انسے کیسا معاملہ رکھتے ہو - یہہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگی اور دونون باہم ملی رہینگی اور اسی طرح قیامت کے دن حوض کوثر پر مجھسے ملینگی - خداوند تعالی میرا مولی ہے اور مین ہر مرد دیندار کا ولی ہون پھر جناب علیؓ کا ہاتھہ پکڑ کر فرمایا جسکا مین ولی ہون اوسکے یہہ بہی ولی ہین خداوندا تو بہی اوسکا ولی ہوجا جسکے ولی علی ہون اور جو انسے عداوت رکھے اوسکا تو بہی دشمن بن جا ہو (ازالۃ الخفا)

راقم - اس حدیث کے متعلق جو حضرات شیعہ کا قول ہے اسکا جواب صواعق محرقہ مین مذکور ہے بخوف طوالت ہم اوسکو ذکر نہین کرتے۔

روایت ہے کہ جناب عمر فاروق رضنے فرمایا۔ اے علی رض آپکو مبارک ہو آپ ہر مرد و زن دیندار کے مولے ہو گئے۔

بعض علما کا قول ہے کہ بریدہ رض نے جو شکایت جناب علی رض کی خدمت نبوی مین کی اسیوجہ سے حضور سرور عالم نے خم غدیر مین جناب علی رض کی شان مین یہہ حدیث بیان فرمائی۔

وفات جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ھ

جب حضور سرور عالم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیاے فانی کو چھوڑکر عالم جاودانی کو تشریف فرما ہوے جناب اسد اللہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مع دیگر اصحاب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور نبوی کے غسل و دفن کی خدمت بجالاے۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رض حضرت عباس رض۔ قثم بن عباس رض۔ اسامہ بن زید رض۔ شقران رض مولی رسول خدا صلعم نے غسل دیا۔ حضرت اوس بن خولی بدری نے جناب علی رض سے کہا۔ خدا کے واسطے اے علی رض ہمکو بھی شریک کرلو اور اس نعمت عظمی سے محروم نہ رکھو آپنے انکو بھی بلالیا۔ جناب علی رض غسل دیتے تھے اور دیگر اہل بیت پانی ڈالتے جاتے تھے حضور سرور عالم کو مع لباس کے غسل میت دیا گیا۔ غسل کے وقت جناب علی رض فرماتے تھے میرے ماں باپ حضور پر سے قربان۔ آپ کسقدر پاکیزہ ہین جسقدر صفائی و طہارت حالت زندگی مین تھی اب بھی اوسیقدر پاک و صاف ہین۔ جب غسل دے چکے اور کفن پہنایا بعد اداے نماز جنازہ حضرات اہل بیت۔ جناب علی رض و عباس رض

فضل رضؓ وغیرہ قبر مین اوترے اور حضور سرور دوجہان محبوب خالق سبحان کو دفن کیا
مروی ہے کہ وقت وفات جناب سرور کائنات صحابہ کرام وفور صدمہ غم والم
سے بیخود تھے بعضے مجنون ہو گئے۔ بعضے بیہوش ومدہوش تھے۔ چنانچہ جناب عثمان رضؓ
سے قوت گویائی زائل ہو گئی اور آپکو اصلا شدہ بدہ نہ تھی جہان بیٹھا دیا بیٹھ گئے
جدہر کوئی لیگیا چلے گئے کچھ اپنے تن بدن کی خبر نہ تھی یہہ حالت آپ کی دوسرے
دن تک رہی۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کا یہہ حال ہوا کہ سکتہ کے عالم مین مثل جسم مردہ ہو گئے
اپنی جگہہ سے جنبش کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح سب صاحبونکا حال تھا صرف جناب
ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عباس رضؓ البتہ ہوش وحواس مین تھے جنکی تسلی واطمینان دلانے سے
اصحاب کبار کو ہوش آیا پھر حضور کی تجہیز وتکفین مین مصروف ہوئے خمیس ومعارج النبوۃ
درحقیقت یہہ واقعہ ہی ایسا تھا۔ اس سے زیادہ کون سانحہ ہوش ربا ہوگا کہ امت
مرحومہ کے سردار جو مثل پدر مہربان بلکہ ماں باپ سے زیادہ دوستدار وغمگسار تھے
اس جہان سے ہمیشہ کیواسطے کوچ کر گئے اور اپنے فراق دائمی کا داغ سینہ مہجوران
غمگین کو دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے زہجر انت زمین وآسمان بگریستہ	جسم وجان خون گشتہ وروح روان بگریستہ
کن فکان چون قالب اندو تو چو جانی لاجرم	در فراق تو مکان ولامکان بگریستہ
نے ہمین ما خاکیان بھر تو ماتم داشتند	بلکہ رضوان نیز در باغ جنان بگریستہ
نے ہمین صدیق وفاروق اندو عثمان وعلی رضؓ	کز برائے صدر وبدر کن فکان بگریستہ
بلکہ ذرات جہان از عرش وفرش وبحر وبر	اندرین ماتم باشک خون فشان بگریستہ
خون گری ای دیدہ بھر سرورے کز ماتمش	جبرئیل اندر فلک با قدسیان بگریستہ

آدم و نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ بجمع
در عزای این رسول انس و جان بگریستہ

اہلبیت آندم کہ گریان گشتہ از بہر رسول
سنگ خارا ابر دل پر درد شان بگریستہ

جای آن دارد کہ بکشایم ز دیدہ جوی خون
اندرین ماتم کہ ذرات جہان بگریستہ

آمدن مضر بمدینہ منورہ و حل سوالات از جناب علی مرتضیٰؓ

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو دس روز گذرے تھے کہ ایک شخص مسافرانہ وضع سے چہرہ پر نقاب ڈالے ہاتھہ مین کوڑا مسجد نبوی کے دروازہ پر آکر کھڑے ہوگئے اور کہا السلام علیکم اے یاران رسول خدا۔ اللہ تعالے تم کو اس صدمہ جانکاہ کے عوض کرامت و عزت مرحمت فرماے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بلا لیا۔ وہ خدا کے بندہ تھے خداوند تعالیٰ حی لایموت قدیم ہے اوسکی ذات کو بقا و قیام ہے اوسکے سوا ہر چیز فانی ہے۔ جناب رسالتمآب کی وفات سے بڑھکر اور کیا صدمہ ہوگا۔ خداوند رحیم و کریم آپ سبکو صبر عطا فرماے اور اس مصیبت کی جزاے عظیم مرحمت کرے۔ یہہ کہکر استغسار کرنے لگے۔ آپ لوگون مین وصی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کون صاحب ہین۔ جناب صدیق اکبرؓ نے حضرت علیؓ کی جانب اشارہ کرکے فرمایا یہہ وصی رسول اللہ ہین۔ وہ نو وارد آپ سے ملتفت ہوے اور سلام کیا۔ آپنے جواب دیا وعلیکم السلام یا مضر صاحب البر صحابہ یہہ نام آپکے منہ سے سنکر متعجب ہوے مسافر نے دریافت کیا۔ اے جوانمرد آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا فرمایا مجھکو حضور سرور عالم نے تمہارے نام اور حالات سے اطلاع دی ہے۔ اگر تم چاہو تو سارا قصہ ابھی تمہارے روبرو کہہ سناؤن۔ اوسنے پوچھا آپکا نام کیا ہے

فرمایا-علی بن ابی طالب جناب سرورعالم کے چچا کا لڑکا ہون-اوس شخص نے یہہ
نام سنکر کہا-الحمدللہ-پھر جناب علیؑ نے اوس شخص کے سامنے اس طرح قصہ کہنا
شروع کیا-تم عرب ہو-نام تمہارا مضر ہے اور باپ کا نام دارم-تمہاری عمر اب
تین سو ساٹھہ برس کی ہے جب تم سو برس کے ہوے تو اپنی قوم کو عبادت
غیرخدا سے منع کیا-جناب سالتمآب کی پیدایش کی اونکو بشارت دی اور حضور
نبوی کے اوصاف اپنی قوم کو سنائے-اپنی قوم کو ہدایت کی کہ اگر زمانہ رسالت
پاؤ تو حضور پر ایمان لانا اور نجات ابدی حاصل کرنا-تمنے اپنی قوم کو جب اس
طور سے وعظ ونصیحت کی وہ تمپر اولٹ پڑے اور تمکو مار پیٹ کر کنوئین مین ڈالدیا
تم ابھی تک اوسی کنوئین مین قید تھے-جب سرور دوجہان رسول خالق کون ومکان
نے دنیا سے رحلت فرمائی-تمہاری قوم عذاب الٓہی مین مبتلا ہو کر سیل فنا سے ہلاک
ہوئی اور تمکو اوس چاہ محبس سے نجات ہوئی-پھر تمکو خداوند تعالے کا حکم ہوا کہ مدینہ
جا کر قبر نبوی کی زیارت کرو-تم اپنے مقام سے روانہ ہوے اور اسوقت مدینہ مین
داخل ہوے-حضور نبوی نے یہہ سب حال مجھسے ارشاد فرمایا ہے اور یہہ بھی حکم
دیا ہے کہ جب تم آؤ تو حضور کی طرف سے تمکو سلام کہون-مضر یہہ حال سنکر رو دیئے
جناب علیؑ کے سر مبارک پر بوسہ دیا اور آپکے سامنے بیٹھے-آپنے فرمایا-اپنے چہرہ سے
نقاب اوٹھاؤ-مضر نے منہ کھول دیا-ساری مسجد اونکے نورانی چہرہ سے جگمگا
اوٹھی-بعدہ مضر نے کہا-اے علیؑ مین آپسے چند باتین دریافت کرتا ہون اونکا
جواب دیجئے ان باتونکی خبر بجز پیغمبر کے یا اوسکے وصی کے دوسرے کو ہرگز نہین-آپنے
فرمایا بیان کرو-مضر نے یہہ سوال کیئے-

(۱) وہ کونسا نر ہے کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا۔ (۲) وہ کون مادہ ہے جو بے ماں باپ کے ہوئی۔ (۳) وہ کون نر ہے کہ بے باپ کے ہوا۔ (۴) وہ کون پیغمبر ہے جو نہ از قسم جن و ملائکہ۔ نہ از نوع حیوانات چارپایہ درندگان ہے (۵) ایسی قبر کون سی ہے جسمین انسان گیا اور آسودہ حال زندگی کی۔ (۶) وہ کونسا جاندار ہے کہ اپنے دوستونکو ڈرایا۔ (۷) ایسا جسم کونسا ہے کہ کھاتا پیتا نہین۔ (۸) روئے زمین پر وہ کون مقام ہے کہ صرف ایک ہی مرتبہ آفتاب کی روشنی اوسپر پڑی۔ (۹) وہ بے جان شئے کیا ہے جس سے جاندار پیدا ہوا۔ (۱۰) وہ عورت کون ہے جس سے تین گھنٹے مین لڑکا پیدا ہوا۔ (۱۱) دو ساکن کون ہین۔ (۱۲) دو متحرک کون ہین۔ (۱۳) وہ دو دوست جنمین باہم دشمنی نہین ہوتی۔ (۱۴) دو دشمن جو کبھی آپس مین دوست نہین ہوتے۔ (۱۵) شئے کیا ہے۔ (۱۶) لاشئے کسکو کہتے ہین۔ (۱۷) سب مین اچھی اور خوبصورت کیا چیز ہے۔ (۱۸) سب مین بدصورت کیا ہے۔ (۱۹) رحم مادر مین اول کیا چیز بنتی ہے۔ (۲۰) وہ کون چیز ہے جو قبر مین سب کے بعد سڑتی گلتی ہے۔

جناب علی مرتضیٰ نے ہر ایک سوال کا جواب اس طرح دیا۔

(۱) جو نر بے ماں باپ کے ہوا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہین محض قدرت خدا سے پیدا ہوے۔ (۲) وہ مادہ حضرت حوّا علیہا السلام ہین جو بے ماں باپ کے ہوئین (۳) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین کہ بغیر باپ کے پیدا ہوے۔ (۴) وہ پیغمبر کوّا ہے جسکو خداوند تعالےٰ نے قابیل کے پاس واسطے تعلیم کیفیت دفن لاش ہابیل کے بھیجا تھا (۵) وہ قبر مچھلی کا پیٹ ہی کہ یونس علیہ السلام کو نگل گئی تھی۔ آپ مچھلی کی پیٹ مین تین روز رہے اور وہ پانی پر چلتی پھرتی تھی مگر آپکو کسیطرح کا صدمہ نہ پہنچا

(۶) وہ ایک چیونٹی تھی جو اپنی غذا کی تلاش مین نکلی ایک ستون پر چڑہی اور اوسکے ساتھ اور چیونٹیان بہی تہین وہ ستون حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر تھا۔ وہ چیونٹی بولی۔ دیکھو تمہارے چلنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر خاک نہ گرنے پاوے ورنہ آپکو تکلیف ہوگی۔ (۷) عصائے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے (۸) جسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو لیکر دریا مین داخل ہوے پانی جابجا سمٹ گیا اور لوگونکے جانیکو راستہ ہوگیا زمین خشک نکل آئی اوسپر آفتاب کی روشنی پڑی۔ پھر بعد عبور بنی اسرائیل پانی اپنی جگہہ آگیا اور زمین چھپ گئی۔ (۹) وہ پتھر ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کے معجزہ سے پتھر مین سے اونٹنی نکل آئی گویا پتھر سے پیدا ہوئی۔ (۱۰) حضرت مریم علیہا السلام کا حاملہ ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا صرف تین گھنٹے مین ہوا ہے۔ (۱۱) زمین وآسمان کہ یہ دونون ہمیشہ ساکن ہین۔ (۱۲) آفتاب و مہتاب کہ ہروقت گردش مین رہتے ہین کسیوقت سکون پذیر نہین۔ (۱۳) جسم وجان یہہ دو دوست ہین کہ کبہی ایک دوسرے کے دشمن نہین ہوتے۔ (۱۴) موت وزندگی دونون باہم دشمن ہین کبہی انمین دوستی و محبت نہین ہوتی۔ (۱۵) شئے۔ مرد ایماندار خدا کا دوست فرمانبردار ہے۔ (۱۶) لاشئے کافر بدکردار بدانجام ذلیل وخوار ہے۔ (۱۷) سب چیز ومن حسین وخوبصورت انسان کا چہرہ ہے۔ (۱۸) بدصورت سب مین بدن بے سر ہے۔ (جسکے دیکہنے سے خوف طاری ہوتا ہے)۔ (۱۹) رحم مادر مین سب اعضا سے پہلے کلمہ والی اونگلی بنتی ہے۔ (۲۰) قبر مین سب اعضا کے بعد وہ ہڈی گلتی ہے جو تمہارے پشت مین ہے۔

مضر نے اپنے سوالونکے جواب سنے بہت خوش ہوے۔ آپ کی پیشانی پر بوسہ

دیا جسقدر صحابہ کبار اوس جلسہ مین موجود تہے سب نے جناب علیؓ کی تعریف کی اور سب نے اقرار کیا کہ بیشک آپ علم نبوت کے وارث ہین بعدہٗ سفر نے کہا۔ اب مجھکو روضہ رسول پاک مین لیچلیئے۔ جناب علیؓ ہمراہ ہوے اور قبر مبارک پر پہونچے۔ سفر قبر شریف دیکھتے ہی بیخود ہوگئے۔ قبر شریف سے لپٹ گئے بار بار اپنا سینہ اور منہ قبر نبوی سے ملتے تہے اور دیدۂ خونبار سے سیل اشک روان تہے۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ سفر کو اسی طرح رہنے دو۔ کوئی دم مین انکی روح عالم بالا کو پرواز کرنے والی ہے چنانچہ تہوڑی ہی دیر بعد لوگون نے دیکہا تو اونکا سر قبر شریف پر تھا اور جسم جان سے خالی تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صحابہ نے اونکی تجہیز وتکفین کرکے جناب سید الشہدا حضرت حمزہؓ کی قبر کے پاس دفن کر دیا۔ (معارج النبوت)

وقائع عہد خلافت صدیقی تا آخر عہد عثمانیؓ

جسوقت حضور سرور کائنات نے رحلت فرمائی صحابہ کبار سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوے اور جناب صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ بعد اوسکے دوسرے دن بیعت عامہ منعقد ہوگئی مگر چند اصحاب سادات اہل بیت اس جلسہ مین نہ تہے منجملہ اونکے جناب علیؓ وحضرت زبیر بن العوامؓ بھی نہین آئے۔ جناب ابوبکر صدیقؓ نے ان دونون صاحبونکو طلب فرمایا اور وجہ انکار وتخلف استفسار کی۔ دونون نے یہہ عذر کیا۔ ہمکو آپکی شرافت اور استحقاق خلافت مین کلام نہین۔ لاشک بعد جناب رسول خدا کے آپ سب مین فضل ہین۔ حضور نبوی نے حالت حیات مین آپکو امامت نماز پر معین فرمایا۔ باقی دیگر خصوصیات وکرامات آپکی ظاہر ہین البتہ ہمکو اسکا ملال ہوا کہ ہم

مشورہ مین کیون نہ بلائے گئے بعد اسکے دونون صاحبون نے بیعت کرلی۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ تا آخر وقت جناب ابوبکر صدیق رضؓ ہر طرح آپکے مشیر اور وزیر رہے اور حضرت صدیق اکبر رضؓ بھی آپکے مرتبہ و عزت کا خیال فرماتے تھے۔

بعد وفات حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو صدمہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کو پہونچا وہ جناب سیدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا رضؓ کی رحلت ہے۔ یہہ حادثہ جانکاہ اس طرح ہے کہ مرض الموت آپکا دراصل فراق جناب رسول خدا تھا۔ مروی ہے کہ جس دن سے آنحضرت نے رحلت فرمائی کبھی کسی نے جناب فاطمہ رضؓ کو ہنستے نہ دیکھا ہر وقت اسی غم مین گریان و نالان رہتین بالانجام چھہ مہینے بعد آنحضرت صلعم کے پاس جا پہونچین۔

مہر رحمت سرشت من خاک درت بہشت من		عشق تو سر نوشت من راحت من رضای تو

بظاہر کچھہ ایسی علالت آپکو نہ تھی چند روز بیمار رہین۔ بروز وفات حضرت علی مرتضیٰ کہین تشریف لیگئے تھے آپنے غسل کیا۔ پاکیزہ کپڑے پہنے۔ بستر پر استراحت فرمائی۔ قبلہ کی جانب منہ کیا۔ سیدہے ہاتھہ کا تکیہ بنایا اور کلمہ شہادت پڑھکر سرائے فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب علی رضؓ جسوقت تشریف لائے یہہ سانحہ ہوشربا سنکر رنج و غم سے بیخود ہوگئے۔ جس حجرہ مین جناب فاطمہ رضؓ خواب مرگ سے مانوس ہو رہی تہین گئے اور نہایت درد و اضطراب کے ساتھہ فرمایا۔ اے بنت رسول اللہ۔ بعد حضور نبوی کے تمہارے دم سے مجھکو تسکین و تسلی تھی۔ افسوس تم نے بھی مجھکو تنہا چھوڑا۔ واے صد واے۔ اب میرے دل کا تشفی دینے والا کون ہے پھر آپ بہت روے اور دو شعر پڑہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

دنیامین کوئی دو دوست ایسے نہین جنمین کبھی فراق نہ ہو۔ بعد آنحضرت صلعم کے
فاطمہ کی جدائی میرے حقمین باعث صدمہ عظیم ہے اور انکی وفات صاف دلیل
اس بات کی ہے کہ دوست کسیکا ہمیشہ قائم نہین رہتا۔

مروی ہے کہ جسوقت آپنے جناب سیدہؑ کو بعد وفات کپڑے اوڑہے بستر پر
مردہ دیکھا تو رونے لگے اور چند شعر پڑہے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

ہر دو دوستونکا اجتماع ایکدن جدائی و فرقت سے بدلجاتا ہے اور جو شخص مرنیکے
قریب ہے اوسکی مدت فرقت یاران گذشتہ سے بہت کم ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ حوادث
وامراض دنیوی مجھپر بکثرت ہین اور جو مبتلاے امراض ہے وہ موت تک علیل رہتا
ہے۔ یکے بعد دیگرے یاران زمانہ کو کھوتا جاتا ہون یہی قوی دلیل ہے کہ کوئی دوست
ہمیشہ رہنے کا نہین۔

پھر آپنے حسب وصیت جناب فاطمہؑ رات ہی کو تجہیز و تکفین سے فراغت کر کے نماز پڑہی اور بقیع مین دفن کیا
جسوقت آپ دفن سے فارغ ہوے اور مٹی دیکر ہاتھہ جھاڑے کسیکے اشعار پڑہے جنکا ماحصل یہہ ہے
مین اشک حسرت بہاکر کہہ رہا ہون۔ (افسوس) زمین باقی ہے اور دوست چلے
جارہے ہین۔ اے یارو! اگر موت کے سوا دوسری چیز تمکو پہونچی ہوتی تو مین ضرور
اوسپر غصہ و عتاب کرتا مگر مشکل تو یہہ ہے کہ موت پر کسیکا زور نہین چلتا (سراج المکرم)
دوسرے روز صحابہ کبار نے آپسے شکایت کی کہ ہم لوگونکو اطلاع کیون نہ کی۔
ہم بھی اونکی تجہیز و تکفین مین شریک ہوتے اور ثواب نماز حاصل کرتے۔ آپنے
عذر کیا اور فرمایا۔ مین مجبور تھا مین نے حسب وصیت اونکے بلا اطلاع آپکے رات ہی کو
دفن کر دیا۔ آپ کی وفات بقول اصح شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان المبارک سے

حضور رسول معظم کی رحلت سے پورے چھ ماہ بعد یہہ سانحہ جگر خراش پیش آیا۔
روایت ہے کہ جناب فاطمہ رضؓ نے حضرت علیؓ کو وصیت کی تھی کہ اگر میری وصیت مانو
تو تم سے کہوں ورنہ دوسرے کو وصیت کر جاؤن۔ آپنے فرمایا مجھکو منظور ہے۔ مین خود
وصیت ادا کرونگا۔ تم شوق سے کہو۔ جناب فاطمہ رضؓ نے فرمایا مجھکو رات کے وقت
دفن کرنا تاکہ غیر محرم اشخاص کی نظر میرے جنازہ پر نہ پڑے۔

ماخویش را بہ گوشہ ویرانہ سوختیم ؎		روشن نشد بہ محرم و بیگانہ سوز ما ؎

مؤلف۔ جناب امیر المومنین علی مرتضی رضؓ کا حضرت صدیق اکبر رضؓ کی بیعت خوشی سے
قبول کر لینا اور خلافت صدیقی کو برحق ماننا۔ جناب ابوبکر رضؓ کو اپنے سے افضل جاننا
ہر طرح آپکے امور خلافت اور مشورہ مین مثل مشیر و وزیر کے شریک حال رہنا۔ ظاہر و باطن
آپ سے محبت رکھنا۔ آپکی اقتدا و اتباع جملہ امور دینی مین حضرت صدیق رضؓ کے قدم بقدم
چلنا۔ علی ہذا القیاس حضرت صدیق رضؓ کا آپکے منصب و درجہ کا خیال کرنا اور آپکی
عزت و حرمت توقیر و تعظیم مین سر مو فرق روا نہ رکھنا۔ آپکو اہلبیت نبوی مین شمار کر کے
اپنون سے زیادہ آپکو سمجھنا۔ وہ باتین ہین جو محبت و خلوص طرفین کی عمدہ دلیل و نشانی
ہین۔ غاصب و مغصوب منہ کے مابین اس قسم کے تعلقات یکسان رہنا اور تا حین حیات
مراسم اخوت و مودت و طریق برادرانہ کا برتاؤ ہونا اور کسیوقت رنج و کدورت کا ظاہر
نہ ہونا۔ بالخصوص جناب شیر خدا علی مرتضی رضؓ ایسے شخص سے جو بکمال شجاعت و فتوت و
ہمت و مردانگی شہرۂ آفاق اور سختی و شدت امور دین مین بے نظیر علی الاطلاق ہون
اپنے مخالف سے دب کر رہنا اور ظاہری محبت و فرمانبرداری و اطاعت برتنا عقلاً و نقلاً
ابعد و بالکل خارج از قیاس ہے۔ درباب طلب وراثت شکر رنجی و ملال ظاہری جو پیدا

ہوا تھا وہ بھی جناب صدیق رضؓ کے معقول عذر اور مدلل وجوہ اور صحابہ کرام کی تصدیق اور بیان سے ایسا رفع ہو گیا کہ مابعد مین کسیکو کسی سے شکایت نہین رہی۔ ان سب باتونکو حصص اولین مین بالصراحت لکھا جا چکا ہے جو طالب حق کیواسطے کافی ہین۔

پھر جسوقت جناب فاروق اعظم رضؓ خلیفہ ہوے۔ جناب علی رضؓ نے آپسے بھی بلا تکلف بیعت کرلی اور تا وقت شہادت جناب فاروق رضؓ جو باہمی تعلقات رہے ہین وہ اظہر من الشمس ہین۔ اس سے بڑھکر اور کیا چاہیئے کہ آپنے اپنی صاحبزادی جناب فاروق رضؓ کے عقد مین دیدی اور یہہ نکاح جس طرح آپکی خوشی و رضامندی کے ساتھہ صورت پذیر ہوا اسکا انکار دیدہ انصاف پر تعصب کی پٹی باندھنا اور جناب شیر خدا رضؓ کو نہایت بودا و کمزور (معاذاللہ) سمجھنا ہے۔ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔

جناب فاروق رضؓ جنکی شان وَاَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ہے مہمات خلافت و نظم و نسق امارت مین آپسے مشورہ لیا کرتے تھے۔ مقدمات پیچیدہ و دشوار و قضایاے مشکلہ مین آپ ہی کی راے روشن کیجانب رجوع کرتے تھے چنانچہ چند نظائر اوسکے ہم اوپر لکھہ آے ہین۔ اپنے صاحبزادونکا نام ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ رکھنا بھی کمال محبت کی علامت ہے۔ کیا اسکو بھی تقیہ کہین گے۔ خدا کے شیر اور بزدل۔ واہ صاحب واہ۔ خوب قدردانی ہے۔ توبہ توبہ۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ انسان اپنی شی محبوب کا ذکر اکثر کرتا رہتا ہے۔ اپنے پیارون کے نام ہر وقت برزبان ہوتے ہین نہ کہ دشمن۔ ظالم۔ جابر۔ غاصب کے نام بیر اپنے پیارے لڑکونکے نام جو باعث روشنی چشم و راحت جان ہین رکھے جائین۔ جناب فاروق رضؓ کا فارس کی شاہزادی کو جناب امام حسین رضؓ کے حوالہ کرنا بھی تو الفت و خلوص کی نشانی ہے اس بارہ مین بھی جناب علی مرتضیٰ کی راے مبارک نے فیصلہ کیا اور

شاہ فارس کی خاندانی عزت قائم رکھنے بلکہ عزت بڑہانیکو خاندان نبوت سے ملا دیا جنکے بطن سے سلسلہ سادات کرام چلا اور تا قیامت باقی رہیگا۔ کیا حضرات شیخین رض کی نسبت اب بہی گمان ظلم وغصب ہوسکتا ہے ہرگز نہین۔ ورنہ بڑی مشکل ہوجاویگی۔ درصورت غاصب و جابر ہونے کے اونکا جہاد کب درست ہوا ملکی فتوحات سے لونڈی وغلام جو ہاتھہ آے وہ بہی شرعی غلام نہین ہوے۔ پہر اونسے سلسلہ سادات جاری رہا معاذ اللہ من ذلک۔۔ یہہ فرق نسل مین ڈالنے والے یہی حضرات شیخین ہین؟ پہر بیچاری مظلوم سادات کو فخر نسب و شرافت قومی کیا رہی۔ توبہ توبہ۔ الامان۔ الحفیظ۔ صاحبو ہم تو یہہ کبہی نہ کہینگے۔ ہمارے دلون مین تو اس قسم کے توہمات کو بہی دخل نہین۔ جب بیعت عثمانی ہوئی ہے اوس مجمع مین باوجودیکہ بعض صحابہ کی نظر جناب علی رض کی طرف تہی مگر آپنے بلا تامل وتاخیر اوسیوقت جناب عثمان رض کے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور اونکی خلافت کو تسلیم کیا۔ بعد اسکے تا اخیر وقت شہادت جناب عثمان رض آپ ہر طرح ممد ومعاون رہے جس کی نسبت اسی کتاب کے حصہ اول ضمن محاصرہ وتقریر محاکمہ مین ہم بہ تفصیل ذکر کرچکے ہین۔ الغرض جناب امیر المومنین علی رض زمانہ ہرسہ خلافت مین مثل ایک بڑے رکن ومشیر کاروبار امور انتظامی رہے۔ تینون صاحب بہی آپ کی قدر ومنزلت اور آپکے ساتھہ نہایت محبت والفت برادرانہ کا برتاؤ ومعاملہ کرتے رہے۔ ہمارا دعوی زبانی نہین بلکہ واقعات کے دیکہنے اور پڑہنے سے تفصیلی حالات سے تصدیق کامل ہوسکتی ہے

آخر سنہ ۳۵ھ بیعت خلافت جناب امیر المومنین سیدنا علی رض بن ابی طالب

راویان آثار وحاکیان اخبار قصہ بیعت کو اس طرح نقل کرتے ہین۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے

کہ ہنوز جناب عثمانؓ محصور تھے جو ایک شخص نے جناب علی مرتضیٰؓ کی خدمت مین آکر عرض کیا۔
جناب عثمانؓ شہید ہوگئے۔ بعد ازان دوسرا شخص آیا اوس نے بھی یہی ظاہر کیا۔ جناب
علی مرتضیٰؓ اوٹھنے لگے مگر صدمہ غم شہادت جناب عثمانؓ سے آپ کی حالت متغیر ہوگئی۔
محمد بن حنفیہؒ نے کمر پکڑ لی کہ مبادا آپ گر پڑین۔ آپنے فرمایا۔ میری کمر چھوڑ دو پھر جناب
عثمانؓ کے دولتخانہ پر تشریف لیگئے۔ وہان جناب عثمانؓ شہید ہو چکے تھے آپ اونکے
مکان سے واپس آئے اور گھر کا دروازہ بند کرکے خاموش غمگین بیٹھے رہے۔ (خمیس)

بعد ازان حضرات طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ ایک گروہ انصار و مہاجرین کے ہمراہ آپکے پاس آئے۔
آپ اسوقت دولتخانہ مین تھے بعض کہتے ہین کہ بنی عمرو بن مبذول کے باغیچہ مین تشریف فرما تھے
دروازہ کھلوا کر مکان کے اندر داخل ہوئے اور آپسے کہا۔ لوگون کے واسطے امام و
خلیفہ کی ضرورت ہے۔ بغیر امام کے اونکے کام چل نہین سکتے۔ ہم لوگ اسیواسطے آئے
ہین کہ آپ کی بیعت کرین۔ آپنے جواب دیا۔ تم سب جسکو پسند کرو اوسکو اپنا امام و امیر
بنا لو۔ مجھکو امارت کی تمنا نہین اور نہ مین اسکو پسند کرتا ہون۔ جسکو تم پسند کروگے مین بھی
اوسپر راضی ہونگا۔ سب نے کہا۔ ہم آپسے بڑھکر افضل اور اس کام کا اہل و مستحق کسی کو نہین
دیکھتے۔ جو سوابق اسلامی اور قرابت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکو حاصل ہے
وہ ایک دوسرے کو کہان۔ فرمایا۔ مجھکو معاف رکھو مین بہ نسبت امارت کے وزارت و مشیر کار
خلافت ہونا اپنے حق مین بہتر سمجھتا ہون۔ مگر سب نے پھر باصرار تمام کہا۔ ہم آپ ہی کو خلیفہ
کرینگے آپکے سوا دوسرا اسکی لیاقت و قابلیت نہین رکھتا۔ جب آپنے صحابہؓ کا مبالغہ و
منت و سماجت اس درجہ دیکھا تو فرمایا۔ آپ سب لوگ اس طرح میرے واسطے گرویدہ
ہین تو بمجبوری مجھے بھی منظور ہے لیکن میری بیعت چوری چھپے نہ ہوگی۔ مسجد مین سب

جمع ہون اور علانیہ مجمع عام مین بیعت ہو۔ یہہ فرماکر آپ مسجد مین تشریف لائے۔ اسوقت صرح
مبارک یہہ تہی۔ ایک تہمد باندہے۔ ایک چادر اوڑہے۔ سر پر عمامہ جو ریشم اور اُون کا تہا
نعلین ہاتہہ مین۔ کمان سے ٹیک لگا کر کہڑے ہوے بیعت شروع ہوئی۔ سب سے اول
حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضؓ نے بیعت کی۔ انکا ہاتہہ لنجہا تہا۔ (جنگ احد مین حضور سرور عالم
صلعم کی حفاظت مین بیکار ہوگیا تہا) حبیب بن ذوئیب انکو اول بیعت کرتے دیکہکر بولے
انا اللہ۔ (بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔ خدا خیر کرے) جس ہاتہہ سے بیعت شروع ہوئی وہ تو لنجہا
ہے۔ یہہ کام انجام ہوتا نظر نہین آتا۔

حضرت طلحہ رضؓ کے بعد حضرت زبیر رضؓ نے بیعت کی۔ جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ اگر آپ دونون
صاحب بخوشی خاطر میری بیعت منظور کرتے ہون تو فبہا۔ ورنہ مین حاضر ہون آپکی
بیعت کرلون۔ آپ دونون صاحبون مین سے جو خلافت قبول کرین مین خوش ہون اور
سب سے اول بیعت کرنے والا ہون۔ ان دونون صاحبون نے جواب دیا نہین ہم آپکی
بیعت کرتے ہین۔

بعضونکا قول ہے کہ حضرت طلحہ و زبیر رضؓ نے بیعت کے بعد لوگون سے کہا۔ ہم اوسوقت
بیعت نہ کرلیتے تو کیا کرتے ہم کو تو اپنی جانونکا خوف تہا اور ہمکو یہہ معلوم تہا کہ حضرت علی رضؓ
ہماری بیعت کیون کرنے لگے۔ بعد چار ماہ کے یہہ دونون صاحب مکہ معظمہ کو چلے گئے۔

الغرض حضرت طلحہ و زبیر کے بعد اور لوگون نے بیعت کی۔ پھر لوگ حضرت سعد بن
ابی وقاص رضؓ کو لائے۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ آؤ تم بہی میری بیعت کرلو۔ انہون نے جواب دیا
آپ میری طرف سے مطمئن رہین لوگونکو بیعت کرلینے دیجیے پھر مین بہی بیعت کرلونگا۔ واللہ
آپکو میری ذات سے کوئی صدمہ نہ پہونچیگا۔ آپنے فرمایا۔ سعد رضؓ کو جانے دو کچہہ مضائقہ نہین

بعدازان حضرت عبداللہ بن عمرؓ کولائے اور انسے بھی بیعت کو کہا۔ انھون نے جواب دیا۔ سب لوگ بیعت کرلین پھر مین بھی حاضر ہون۔ آپنے فرمایا۔ کسی کو اپنا ضامن دو۔ ابن عمر بولے۔ مین ضامن نہین دے سکتا۔ اُشترنے کہا۔ امیرالمومنین۔ مجھکو اجازت دیجیے کہ اس شخص کی گردن اوڑادون۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ جانے دو مین انکا ضامن ہون۔ تم کو مین خوب جانتا ہون تم تو ہمیشہ کے کج خلق شریر طبیعت ہو۔

پھر انصار نے بیعت کی۔ مگر بعضے انصار اور مہاجرین نے بیعت سے تخلف کیا۔ ازانجملہ انصار مین سے حضرت حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک۔ مسلمہ بن مخلد۔ ابوسعید۔ محمد بن مسلمہ نعمان بن بشیر۔ زید بن ثابت۔ رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید۔ کعب بن عجرہ۔ سلمہ بن سلامہ بن وقش ہین۔ رضی اللہ عنہم اور مہاجرین مین سے عبداللہ بن سلام۔ صہیب بن سنان۔ اسامہ بن زید۔ قدامہ بن مظعون۔ مغیرہ بن شعبہ تھے۔ رضی اللہ عنہم انصار مذکورہ بالا مین سے اکثر عثمانی تھے چنانچہ نعمان بن بشیرؓ نائلہ زوجہ عثمانؓ کی کٹی ہوئی اونگلیان اور حضرت عثمانؓ کا خون آلود قمیص لیکر شام چلے گئے۔ حضرت حسانؓ تو ایک شاعر تھے اونکو کچھ پرواہ نہ تھی حضرت زید بن ثابت کو جناب عثمانؓ نے دفتر بیت المال کا افسر کردیا تھا اور کعب بن مالک قوم مزینہ پر عامل صدقہ ہوکر گئے تھے۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

آپ کی بیعت باتفاق جملہ مہاجرین و انصار و اکابر صحابہؓ منعقد ہوئی باستثنار حضرات مذکورہ سب نے بیعت قبول کرلی۔ جو لوگ بیعت سے الگ رہے آپنے اونپر جبر بھی نہ کیا بلکہ لوگونکے استفسار پر فرمایا۔ یہ لوگ امر حق سے بیٹھ رہے اور باطل کو بھی اختیار نہ کیا (یعنی بیعت کرلیتے تو امر حق مین شریک ہوتے اور اس سے بلا مخالفت میرے الگ رہے تاہم کچھ برائی نہین) (خمیس)

بعضے کیفیت بیعت یون لکہتے ہین کہ بعد حادثہ شہادت جناب امیر المومنین عثمان رض
پانچ روز تک مدینہ بے خلیفہ و بے چراغ رہا۔اس عرصہ مین بلوائیونکا سرگروہ غافقی بن حرب
مدینہ منورہ کا امیر تھا۔بلوائی اپنا پیچھا چھوڑانیکو چاہتے تھے کہ کسیکو امیر کردین مگر اونکو
کوئی شخص ایسا نہ ملا۔رات دن اسی تلاش مین سرگرم رہے۔حضرت طلحہ رض مدینہ منورہ سے باہر
اپنے باغ مین مقیم تھے۔حضرت سعد بن ابی وقاص رض و زبیر رض بھی مدینہ مین نہ تھے۔بنی امیہ
بھاگ گئے تھے۔حضرت سعید بن العاص۔ولید۔مروان۔مکہ معظمہ چلے گئے تھے جو بھاگ
نہ سکے وہ پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہے۔انکی دیکھا دیکھی اور بھی اکابر و اشراف مدینہ اپنے اپنے
گھر چھوڑکر چل دیئے تھے۔مصری جناب علی رض کے پاس آے اور بیعت خلافت کیواسطے
استدعا کی۔آپنے صاف انکار فرمایا اور اونکو دھتکار دیا۔کوفی حضرت زبیر رض کو تلاش کرکے
اونسے ملے اور یہی درخواست کی آپنے بھی ڈانٹ بتائی۔بصری حضرت طلحہ رض سے جاکر ملے
مگر اونھون نے بھی خشک جواب دیا اور اونکو للکار کر نکال دیا۔اب بلوائیون نے حضرت
سعد بن ابی وقاص کو ڈھونڈھ نکالا اور آپسے بھی یہی سوال کیا۔آپنے فرمایا۔مجھکو خلافت
کی حاجت نہین جو اسکا خواستگار ہو اوس سے کہو۔حضرت ابن عمر نے بھی یہی جواب دیا
بالآخر سب سے مایوس ہوے پھر آپس مین کھچڑی پکنے لگی۔ایک نے دوسرے سے کہا۔اب تو
اپنی خیریت نظر نہین آتی۔بغیر امام مقرر کیئے اگر اپنے ملکون کو واپس جاتے ہین تو خدا جانے
کسقدر اختلاف واقع ہو اور امت محمدی فتنہ و فساد مین پڑجاوے۔سخت حیرانی
و پریشانی ہے کہ کوئی خلافت قبول نہین کرتا عجب عالم حیرت ہے۔خلافت سے اس قدر
گریز ہے اور ایسی بری چیز سمجھتے ہین۔پھر جو انمین صاحب عقل و ہوش تھے اونھون نے
متفق ہوکر اہل مدینہ کو جمع کرکے اونسے کہا۔تم لوگ اہل شوریٰ ہو۔اہل حل و عقد ہو۔

تمہارا حکم تمام امت محمدیہ پر چلتا ہے۔ تم کسیکو امام مقرر کرو ہم سب تمہارے مطیع و فرمانبردار ہین۔ ہم تمکو آج کے دن کی مہلت دیتے ہین بخدا اگر اس مدت مقررہ مین تمنے اپنی تجویز سے امام مقرر نہ کرلیا تو یہہ سمجہہ لو کہ تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگا۔ ہم کل کے روز علیؓ۔ زبیرؓ۔ اور انکے علاوہ بہتیرے اشخاص کو قتل کرڈالینگے۔ اہل مدینہ جناب علیؓ کی تلاش مین نکلے چارون طرف سے آپکو گہیر لیا اور کہا۔ آپ نازک وقت کو دیکہتے ہین۔ اسلام پر کیسی سخت مصیبت پڑی ہے۔ ہم لوگ کیسی آفت مین پہنسے ہین۔ مدینہ منورہ اسوقت کس حال مین مبتلا ہے۔ آپنے جواب دیا مجھکو سب صاحب معاف فرماوین کسی اور کو خلیفہ بنالین۔ مین ایک امر عظیم کی وجہ سے جو عام عقلون اور سمجہو نسے باہر ہے اس بار خلافت سے سبکدوش رہنا چاہتا ہون۔ اہل مدینہ نے کہا۔ آپ خدا کے واسطے ہمارے حال زار پر رحم فرماوین اسلام کی جانب نظر کیجیے۔ فتنۂ عالمگیر کی طرف توجہ فرمایئے۔ خدا سے ڈریئے آپنے فرمایا مین آپ سب صاحبون کی استدعا قبول کرتا ہون مگر آپ سب صاحب خوب سمجہہ لین کہ مجھسے بیعت کرلینے مین آپ اپنے سر ایک بار عظیم لیتے ہین جسکا آپکو متحمل ہونا پڑے گا اور اگر مجھکو اس سے علیحدہ رکہتے تو مین بہی ایک شخص تم مین سے ہوتا اور جسکو تم خلیفہ کرتے مین بہی اوسکا مطیع و فرمانبردار رہتا۔ اسکے بعد آپنے دوسرے دن بیعت لینے کا وعدہ فرمایا اور سب لوگ رخصت ہوے اس درمیان مین لوگون نے باہم صلاح کی کہ اگر حضرت طلحہؓ و زبیرؓ ہمارے متفق ہوکر جناب علیؓ کی بیعت تسلیم کرلین تو سب کام درست ہوجاوے اور مابعد کو اندیشہ اختلاف و فتنہ و فساد نہ باقی رہے۔ چنانچہ بصریون نے چند اشخاص کے ہمراہ حکیم بن جبلہ کو حضرت زبیرؓ کے پاس بہیجا۔ یہہ لوگ گئے اور حضرت زبیرؓ کو بزور و خوف تلوار لے آے۔ اشتر مع دیگر اشخاص حضرت طلحہؓ کو جبراً حضرت علیؓ کی

پاس لاے۔ ہر چند حضرت طلحہؓ نے کہا مجھکو رہنے دو دیکھو اور لوگ کیا کہتے ہین پیچھے
مین ہی بیعت کرلونگا مگر اشتر نے ایک نہ سُنی جس دن بیعت ہوئی ہے جمعہ کا دن تھا
صبح ہوتے ہی چھوٹے بڑے مدینہ والے۔ بصری۔ کوفی۔ مصری سب کے سب مسجد
مین جمع ہوگئے۔ بصریون اور کوفیون کو یہہ خوف تھا کہ مصریونکے حسب خواہش جناب
علی خلیفہ ہوتے ہین اور ہم لوگ انکے تابع ہونگے۔ اس خیال سے حضرات طلحہ و زبیرؓ
پر دونون گروہ دانت پیستے تھے کہ انہون نے خلافت کیون نہ پسند کی اور کوفیون
و مصریون کی درخواست سے کیون روگردان ہوکر انکار کیا مگر مصری خوش تھے اونکی
مُنہ مانگی مراد حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت ہوگئی۔ جب سب لوگ آگئے۔ جناب علیؓ
تشریف لاے اور ممبر پر چڑہکر فرمایا۔ اے اشراف قوم۔ صاحبان عقل و ہوش۔
امر خلافت مین تم لوگونکو اختیار رہے اور کسیکا حق نہین جو تمہارے اس کام مین خلل
انداز ہو۔ تم جسکو انتخاب کرو وہی خلیفہ ہے۔ کل تم لوگ میرے پاس پریشان ہوکر
آے تھے اور مین امارت و خلافت سے گریز کرتا تھا مگر تم اسپر مصر ہوے کہ مین ہی
تمہارا امیر ہون۔ صاحبو۔ آگاہ ہو میرے پاس صرف تمہارے مال کی کنجی ہے اور
مین اوس مال مین سے ایک درم بھی بلا اجازت تمہارے نہین لے سکتا۔ اب بھی
اگر تم لوگ کل کی بات پر دل سے راضی ہو تو خیر مین موجود ہون اور بیعت لینے کو
حاضر ورنہ مین کسیکو جبراً نہین پکڑتا۔ سب نے ایک زبان ہوکر کہا۔ ہم کل کی بات پر راضی
ہین آپکو اپنا امیر بنا چکے۔ آپنے فرمایا۔ خداوندا۔ تو گواہ ہے (یہہ لوگ میری خلافت
پر راضی ہین) جب یہہ بات طے ہوگئی تو اشتر نے حضرت طلحہؓ کا ہاتھ پکڑ کر جناب
علیؓ کے سامنے پیش کیا اور سب سے اول اونہون نے آپ کی بیعت کی بعد حضرت زبیرؓ نے

بیعت کی پھر جو لوگ اس جلسہ مین حاضر نہ ہوے تھے وہ بلاے گئے اور انھون نی بھی بیعت کرلی اور بیعت عامہ منعقد ہوگئی سب نے اس شرط پر بیعت کی کہ جناب علی رضؓ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق حکم دینگے۔ دربارہ اداے حقوق قریب وبعید۔ قوی وضعیف۔ شریف وکمینہ کا فرق نہ ہوگا سب ایک نظر سے دیکھے جاوینگے بعد تکمیل بیعت عامہ حضرت طلحہ رضؓ نے کھا مین نے تو زبردستی بیعت کرلی اور حضرت زبیرؓ بھی کہتے تھے۔ مجھکو عبدالقیس مین کا ایک چور پکڑ لایا اور میری گردن پر چھری رکھہ دی مین نے ترس جان سے بیعت کرلی۔

یہہ روایت بنا براقوال اون مؤرخین کے ہے جو کہتے ہین کہ حضرات طلحہ وزبیرؓ نے بجبر واکراہ بیعت کی۔ حضرت زبیرؓ کے بیعت کرنے مین بعض مورخین کا اختلاف بہی ہے۔ (کثرت روایات سے حضرت زبیر کا ہونا اور بیعت کرنا ثابت ہوتا ہے)

جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی خلافت سے اہل مدینہ کا کام بن گیا اور اونکو بدستور سابق جیسا حضرات خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین اطمینان تھا ویسی ہی بیفکری حاصل ہوگئی۔ یہہ واقعہ بیعت خلافت مرتضوی یوم جمعہ ۳۵ھ کو ہوا جبکہ پانچ راتین ماہ ذیحجہ سے باقی رہ گئی تھین۔ (یعنی ۲۵ ذیحجہ ۳۵ھ کو بیعت ہوئی) عام لوگ آپکی بیعت کا حساب ذرشہادت جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ سے کرتے ہین۔

بیعت عامہ کے بعد جناب امیرالمومنین علی رضؓ نے خطبہ پڑہا۔ بعد حمد وثنا کے فرمایا

ان اللہ انزل کتابا هادیا یبیّن فیه الخیر والشر فخذوا بالخیر ودعوا الشر۔ الفرائض الفرائض۔ اَدُّوھا الی اللہ تعالیٰ یُؤدِّکُمْ الی الجنة۔ انّ اللہ حرّم حرمات غیر مجهولة وفضل حرمة المسلم علی الحرم کلها۔ وشدّ اللہ

بالاخلاص والتوحید حقوق المسلمین ۔ فالمسلم من سلم المسلمون
من لسانه ویده الا بالحق لایحل دم امرئ مسلم الا بما یجب ۔
بادروا امر العامة وخاصة احدکم الموت ۔ فان الناس امامکم وان ما
خلفکم الساعة تحدوکم فتخففوا تلحقوا ۔ فانما ینتظر بالناس اخراهم
اتقوا اللہ عباد اللہ فی بلاده ۔ وعباده انکم مسئولون حتی عن البقاع
والبهائم ۔ اطیعوا اللہ فلا تعصوه ۔ واذکروا اذ کنتم قلیل مستضعفون
فی الارض ۔ ترجمہ ۔ خداوند تعالیٰ نے کتاب پاک رہنما تمہارے واسطے اوتاری ۔ آوین
نیک و بد دونوں ظاہر کر دیئے نیکی کو پکڑو اور اوسپر عمل کرو ۔ برائی ترک کرو اور اوس سے
دور بھاگو ۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرتے رہو ۔ وہ تمکو اسکی عوض مین جنت دیگا ۔ اللہ
جل شانہ نے ممنوع چیزین منع فرمادین اور مسلمان کی حرمت اور بزرگی سب سے بڑھکر
گردانی ۔ اخلاص اور توحید سے مسلمانونکے حقوق مضبوط و قوی کر دیئے ۔ مسلمان
وہی شخص ہے جسکے ہاتھ و زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہین ہان اگر حق کی تعمیل
ہو تو اس صورت مین مسلمان کی ایذا کا خیال نہ ہوگا ۔ مرد مسلمان کا خون حلال نہین
ہوتا مگر اوسی کام سے جو اسکے خون کو مباح کر دے جو امر ہر خاص و عام کو پیش آنے
والا ہے وہ موت ہے اس سے قبل عمل کر لو ۔ جانے والے لوگ تم سے پہلے چلے گئے اور
قیامت تمہارے پیچھے آرہی ہے ۔ دنیا کے بار سے ہلکے اور آمادہ سفر رہو اور گذرے
ہوے اشخاص سے مل جاؤ کیونکہ پچھلے باقیماندہ کا انتظار ہو رہا ہے ۔ اللہ سے ڈرو
اور اوسکے بندے جو ملکو نمین ہین اونکی ایذا رسانی سے بچو ۔ اے بندگان خدا تم سے سوال
ہوگا یہانتک کہ زمین اور بے زبان جانورونکی بابت بھی پوچھہ ہوگی ۔ خدا کی اطاعت کرو

اوسکے نافرمان نہ ہوا اور یاد کرو اوسوقت کو کہ تم روئے زمین پر تھوڑے اور کمزور تھے
پھر خطبہ ختم کرکے آپ اپنے دولتخانہ کو تشریف لیگئے۔ آپ مکان پر پہونچے ہی
تھے کہ حضرات طلحہ و زبیر مع چند صحابہ رض کے آئے اور کہا۔ چونکہ ہم نے بیعت اس شرط
کی ہے کہ آپ حدود و قصاص قایم کرینگے اور یہہ لوگ بلوائی عثمان رض کے قتل مین
شریک ہین لہذا آپ ان لوگون سے جناب عثمان رض کا قصاص لین۔ آپنے جواب دیا
بھائیو۔ جو آپ لوگ جانتے ہین مین بہی اوس سے جاہل نہین۔ مگر افسوس ہے یہہ لوگ
ایسے ہین کہ ہمپر حاوی اور متصرف ہورہے ہین اور ہمارا انپر قابو نہین۔ بالفعل مجھکو
ایسی قدرت حاصل نہین ہے کہ تمہارے حسب خواہش عمل کرسکون۔ یہہ لوگ اکیلے
اس قتل کے مرتکب نہین بلکہ مشکل تو یہہ ہے کہ تمہارے غلام اور تمہارے مطیع قومین
بہی انکے ساتھ ہین اور تمہارے دیہاتی گنوار بہی انکے ہمدم وہمقدم ہین۔ یہہ
لوگ تم سے اس طرح خلط ملط ہین کہ جب چاہین تمکو ایذا پہونچائین اور تم اونکا کچھہ بہی
نہ کرسکو۔ کیا ایسی حالت مین تم انپر قدرت پاسکتے ہو اور وہ تمہارے قابو مین آسکتے
ہین اور تم انسے خاطر خواہ بدلا لینے پر قادر رہو۔ اونہون نے جواب دیا۔ بیشک ہمکو
اسکی قدرت وطاقت نہین۔ آپنے فرمایا۔ قسم بخدا۔ مین خود اسی فکر مین ہون کہ جناب
عثمان رض کے حقوق کی نگہداشت پوری طور سے کیجاوے۔ اونکے قاتلین بداعمال سے
بدلہ لیا جاوے۔ اگر خدا کو منظور رہے تو اسکا موقع بہی آجاویگا۔ یہہ لوگ جاہل ہین
انکے واسطے فساد کا سامان اور مادہ شرارت حاصل ہے۔ شیطان جو راہ نکالتا ہے
تو اوسکے پیرو زمین پر بہت ہوجاتے ہین۔ درباب قصاص جناب عثمان رض تین فریق
ہین۔ اگر اس کام مین چہیڑ کیجاوے تو ایک فریق ایسے اسوقت ملینگے جو تمہارے

ہمخیال ہین۔ایک گروہ وہ ہین جو تمہارے برخلاف قصاص جائز نہین سمجھتی تیسرا فریق وہ ہے کہ نہ اسمین اور نہ اوسمین۔ابھی اس کام مین ذرا تامل کرو۔لوگونکی طبیعتین سکون پذیر ہون۔اونکے دل ٹھرجاوین۔دیکھو یہہ لوگ کیا کرتے ہین۔پھر اپنی قوت حاصل کرکے اپنر حملہ کردینا اور خون عثمانی کا انتقام خاطر خواہ لے لینا۔اس کلام کے ختم ہوتے ہی طلحہ و زبیرؓ اور دیگر صحابہ اوٹے چلے گئے۔پھر لوگون مین قاتلین جناب عثمانؓ کی بابت سرگوشیان ہونے لگین۔قریش عجب حالت مین تھے۔نہ تو خروج و انتقام لینے پر قادر تھے اور نہ یہ معاملہ اپنے حال پر چھوڑنا چاہتے تھے۔بعد شہادت جناب عثمانؓ بنی امیہ اور دیگر اقوام کا مدینہ منورہ سے نکل جانا بھی باعث ہیجان قریش تھا لوگون مین مختلف خیالات کے لوگ تھے۔بعضے جناب علیؓ کی راے سے متفق تھے اور بعضے کہتے تھے۔جو کچھ ہمکو کرنا ہے اوسمین دیر کیون کرین۔حضرت علیؓ تو اپنی راے پر کام کرینگے ہمارا کہنا کیون مانین گے علاوہ اسکے وہ قریش پر دوسرونکے بہ نسبت زیادہ سخت ہین۔جناب علیؓ کو انکے خیالات کی جو اطلاع ہوئی تو آپنے پھر سبکو بلاکر جمع کیا۔اکابر قریش بھی آے۔آپنے خطبہ پڑھا۔ فضائل قریش ذکر کیے۔اپنی احتیاج اونکی طرف۔اونکے واسطے نظر و توجہ رکھنا اور امر خلافت و حکومت انہین حضرات کے دم سے ہونا وابستہ بیان کرکے فرمایا۔مین خدا سے اجر کا خواستگار ہون۔پھر باواز بلند فرمایا۔جو غلام اپنے مولی مالک سے بھاگا ہوا اور پھر اپنے آقا کی طرف رجوع نکرے تو وہ ذمہ و پناہ سے نکل گیا۔بعد اسکے آپنے حکم دیا کہ اعراب اور سبیئہ مدینہ سے نکل جاوین اور اپنے ملکون کو چلے جاوین۔سبیئہ نے انکار کیا اور اعراب اونسے متفق ہوگئے۔اونکا یہہ قول تھا۔آج ہمکو یہہ حکم ملا اگر اسکو مانتے ہین تو کل کے دن ہم پھر دلیر ہوجاوینگے اور پھر ہم انکا کچھہ نہ کرسکین گے۔پھر ان دونون فریق نے

فساد پر آمادگی ظاہر کی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ اپنے گھر مین تشریف رکھتے تھے اتنے مین حضرات طلحہؓ و زبیرؓ تشریف لائے۔ انکے ساتھ چند اصحاب کبار بھی تھے۔ آپنے فرمایا۔ کیا بدلہ لینے کو تیار رہو مخالفین آمادہ فساد ہین۔ ان صاحبون نے جواب دیا۔ یہ لوگ بڑے سرکش ہین۔ فرمایا۔ ابھی کیا ہے آگے چلکر انکی شرارت دیکھہ لینا۔ اگر میری قوم کے سردار میرا کہنا مانین اور میری رائے پر چلین تو مین سچ کہتا ہون ایسی تدبیر و حکمت عملی سے کام نکالون کہ وہ بہت آسانی سے اپنے دشمنونکو ذبح کر ڈالین۔ اسپر حضرت طلحہ بولے۔ مجھکو بصرہ جانے دیجئے مین جاکر لوگونکے خیالات درست کرکے آپ کی متابعت پر آمادہ کرون اور مخالفین کے ڈرانیکو ایک لشکر جمع کرلاؤن۔ حضرت زبیرؓ نے کہا۔ مین کوفہ جاکر ایسا ہی انتظام کرون۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے کسی مصلحت سے انکی درخواست منظور نہ کی اور فرمایا۔ ابھی ٹھیرے رہو اس معاملہ مین پھر رائے دونگا۔

بعد بیعت امیر المومنین نے عزل و نصب عمال پر توجہ مبذول فرمائی مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین کہ بعد شہادت عثمانؓ مین حج سے فارغ ہوکر مدینہ واپس آیا اور علی مرتضیٰ کی خدمت مین گیا۔ اوسوقت مغیرہ بن شعبہ آپکے پاس خلوت مین کچھ باتین کر رہے تھے میرے پہونچتے ہی وہ اوٹھکے چلے گئے۔ مین نے دریافت کیا۔ ابھی مغیرہؓ سے اور آپسے کیا باتین ہوئین۔ فرمایا۔ اس سے قبل مغیرہؓ نے مجھسے یہہ کہا تھا کہ ہمپر آپکا حق ہے۔ آپکی اطاعت و خیر خواہی ہمارے ذمہ واجب ہے۔ آپ صحابہ کرام اور اہلبیت نبوی مین بزرگ ہین پھر ہمارے خلیفہ۔ ہمارے سردار۔ ہمارے امیر ہین۔ رائے صائب و تجویز اسکو کہتے ہین

کہ دفع الوقتی نہ کرکے انجام کار آنیوالے حوادث پر نظر رکھکر عمدہ بات نکالی جاوے
جس سے نہ فی الحال نقصان ہو نہ آئندہ خوف زیان۔ میری رائے اگر آپ قبول فرماوین
تو یہہ ہے کہ امیر معاویہؓ۔ عبد اللہ بن عامر اور دیگر عمال عہد خلافت عثمانیؓ کو فی الحال
بحال رکھیئے۔ ایک کو بھی معزول نہ فرمائیے۔ جب یہہ لوگ آپکے مطیع ہو کر آپکی بیعت کرلین
اور فتنہ و فساد کو سکون ہو جاوے پھر آپکو اختیار ہے جسپر اعتماد ہوا وسکو رکھیئے۔ جسکو
برخلاف سمجھیئے موقوف کر دیجئے گا۔ مغیرہؓ کی یہہ گفتگو سنکر مین نے اونکی رائے سے انکار کیا
اور کہا۔ دین کے معاملہ مین تو ہرگز سستی نہ کرونگا اور نہ کسی کی رعایت ہوگی اور اپنی کام مین
ذلت و رسوائی ذرہ برابر بھی مجھکو گوارہ نہین۔ مغیرہؓ نے کہا۔ اگر آپ میری رائے پسند نہین
فرماتے تو اسقدر میرا معروضہ قبول فرمایئے کہ معاویہؓ کو تو بحال رہنے دیجیئے اور باقی
عمال مین سے جسکو چاہیئے موقوف کر دیجئے جسکو چاہیئے بحال رکھیئے۔ کیونکہ یہہ مرد جری
ہین انکی ہمت بڑہی ہوئی ہے۔ اہل شام سب انکے مطیع ہین اور آپ انکے بحال رکھنے کی
دلیل بھی رکھتے ہین کیونکہ حضرت عمرؓ کے وقت سے یہ شام کے والی ہین۔ مین نے اسکا یہ جواب
دیا۔ واللہ۔ معاویہؓ کو تو اب دو دن بھی نہ رکھونگا۔ مغیرہؓ یہہ جواب پاکر میرے پاس سے
چلے گئے۔ مین یہہ خوب جانتا تھا کہ مغیرہ کے نزدیک مین غلطی پر ہون۔ آج ابھی پھر آئے
اور اسوقت یہہ کہا۔ اول مرتبہ جو مین آپ سے ملا اور اپنے نزدیک جو مناسب سمجھا عرض کیا
مگر آپنے نہ مانا اور میرے خلاف اپنا منشا ظاہر فرمایا۔ اب مین بھی یہی مناسب سمجھتا ہون
کہ جو آپ کی رائے ہے وہی بہتر ہے آپ جسکو قابل حکومت تصور کرین اوسکو بحال رکھین
جسکو چاہین موقوف کر دین اور اوسکی جگہہ اپنا معتمد علیہ مقرر کرین۔ اللہ تعالی آپ کا
معین و کارساز ہے کسیکی شوکت و حشمت کا اندیشہ نہین۔

جناب عبداللہ ابن عباس یہ گفتگو تمامہ سنکر بولے۔ مغیرہؓ نے اول مرتبہ جو راے دی وہ خیر خواہی کی تھی اور اب جو کہہ گئے آپ کو دہوکا دے گئے ہین۔

علیؓ۔ مغیرہ کی پہلی بات مین کیا خیر خواہی ہے۔

عبداللہ۔ مناسب تو یہہ تھا کہ وقت شہادت جناب عثمانؓ آپ یہان نہ ہوتے بلکہ مکہ مین ہوتے مگر خیر۔ گذشتہ را صلوات۔ اب تدبیر یہہ ہے کہ چونکہ امیر معاویہؓ اور اونکے اصحاب دنیا دار ہین اگر وہ اپنی جگہہ بحال رہے تو اونکو یہ خیال نہ ہوگا کہ ہمارے خلیفہ اب کون ہین ہمکو تو اپنی حکومت سے کام ہے وہ حاصل ہے اور اگر اونکو ابہی معزول کر دیجئیگا تو حکومت جانے کا صدمہ ہوگا۔ اوس وقت وہ دیکھین گے کہ کیسا انقلاب ہوگیا اور کہین گے افسوس۔ خلافت عثمانی مین کیا لطف حکومت تہا اب ہماری حکومت ناحق چہین لی۔ کسی سے صلاح نہ مشورہ اپنی راے سے جو چاہا کیا۔ ہمارے بھائی عثمانؓ کو قتل کیا اور پہر یہہ ظلم کیا کہ امارت سے برطرف کر دیا۔ یہہ غم اونکا اس درجہ ہوگا کہ آپ پر حملہ کرینگے اور اہل شام و عراق جو اونکے رفیق و فرمانبردار ہین سب آپکی مخالفت پر کمربستہ ہوکر چارون طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑینگے۔ پہر طلحہ و زبیرؓ پر بہی اطمینان نہین۔ کیا عجب کہ یہ دونون بہی آپکے خلاف ہوکر خدانخواستہ آپ پر حملہ کرین میری بہی یہی راے ہے کہ ابہی حضرت معاویہؓ کو اپنی جگہہ قائم رہنے دیجئے اگر وہ آپکی بیعت کرلینگے تو مین ضامن ہوتا ہون کہ معاویہؓ کو ایسی تدبیر و حکمت عملی سے اوکھاڑ دونگا کہ آپ بہی خوش ہوجاوینگے۔ ابہی انکے برطرف کرنے مین یہہ بہی اندیشہ ہے کہ بنی اُمیہ لوگونکو یہہ دہوکا دینگے کہ ہم قاتلین حضرت

عثمان رضؓ سے قصاص طلب کرتے ہین جیسا اہل مدینہ بھی یہی بات کہہ رہے ہین کہ ہم طالب قصاص ہین۔ مبادا یہہ صورت پیش آئی تو اس ذریعہ سے آپ کی حکومت درہم وبرہم کردینگے اور آپ اوسوقت کسی طرح اسکو دفع نہ کرسکین گے کیونکہ ابھی آپ کی خلافت کو استقرار وثبات حاصل نہین ہوا ہے۔

علی رضؓ۔ واللہ میرے پاس تو معاویہ رضؓ کے واسطے فقط تلوار ہے۔ اگر عاجز ہوکر نہ مرون تو ایسی موت سے نہین ڈرتا اور لڑکر مرجانا نفس کیواسطے موجب ننگ وعار نہین۔

عبداللہ۔ امیرالمومنین۔ آپ ایک مرد شجاع ودلیر ضرور ہین مگر لڑائی ہین صائب الرائے نہین۔ کیا آپ کو حدیث نبوی الحرب خدعۃ یاد نہین۔

علی رضؓ۔ ہان یہہ تو سچ ہے۔ بیشک حیلہ وتدبیر سے خوب کام نکل جاتا ہے۔

عبداللہ۔ واللہ اگر آپ میرا کہنا مانین تو مین ایسی راہ بتاؤن جسمین آپکا نہ کچھہ نقصان ہو اور نہ کسی قسم کا گناہ اور خاطر خواہ آپکا کام بن جاوے بخلاف اسکے وہ لوگ تدبیرین سوچتے اور انجام کار پر غور ہی کرتے رہ جاوین اور پیش افتادہ امور انکو نہ سوجھہ پڑین۔

علی رضؓ۔ مجھہ مین نہ آپ کی سی خصلتین ہین اور نہ معاویہ رضؓ کے سے عادات۔

عبداللہ۔ اچھا۔ آپ میرے کہنے سے اپنا مال واسباب لیکر ینبوع چلے جائین اور اپنے گھر مین دروازہ بند کرکے خاموش بیٹھہ رہین۔ کسیکو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دین۔ اس سے عرب خوب سرگردان وپریشان ادہرادہر پھرا اور کسیکو اہل خلافت نہ پاکر مجبوراً آپ ہی کے پاس مطیع ہوکر آئینگے اور اگر اسوقت آپ ان لوگونکے ساتھہ اوٹھین گے تو بیشک کل کے روز حضرت عثمان رضؓ کے خون کا

الزام آپ ہی پر لگاوینگے۔

علی رض - آپنے اپنے نزدیک نیک صلاح دی مگر مین آپکا کہنا نہین مانتا لیکن آپ میرے کہے پر کاربند ہون۔

عبداللہ - مین تو آپکا تابعدار ہون بیشک میرے حق مین یہی بہتر و مناسب ہوگا کہ آپ کی اطاعت کرون۔

علی رض - اچھا مین نے آپکو شام کا والی مقرر کر دیا۔ آپ سامان سفر درست کرکے جانب ملک شام روانہ ہون۔

عبداللہ - مین آپ کی حکم عدولی نہین کرتا لیکن یہہ راے مناسب نہین ہے کیونکہ امیر معاویہ بنی امیہ مین حضرت عثمان رض کے بھائی۔ اسوقت شام کے والی و عامل ہین۔ جملہ اہل شام اونکے تابع فرمان ہین۔ مجھکو آپسے جو تعلق قرابت ہے وہ یہہ خوف دلا رہا ہے کہ میرے پہونچتے ہی مجھکو بعوض خون جناب عثمان قتل کر ڈالین گے یا قید کر دینگے اور جو کچھہ غبار و کدورت آپکی طرف سے ہے وہ سب مجھپر اوتارینگے۔ البتہ یہہ راے مناسب ہے کہ پہلے آپ حضرت معاویہ رض سے خط و کتابت کرکے کسیطرح اونسے بیعت لیوین اور اونکو امید وار مراسم خلافت کرین۔

علی رض - واللہ یہہ تو مجھسے کبھی نہ ہوگا

حضرت ابن عباس رض یہہ سنکر خاموش ہوگئے اور چونکہ مغیرہ رض نے جناب علی کو نصیحت کی تھی اور آپنے قبول نہ فرمائی لہذا وہ ناراض ہوکر مکہ معظمہ چلے گئے۔ مغیرہ رض یہ کہتے تھے کہ مین نے اولاً جناب علی رض کو بنظر خیر خواہی نصیحت کی مگر جب اونھون نے نہ مانی مین نے دوسری بار اونکو دھوکا دیا۔ (ابن اثیر۔ ابن خلدون)

۳۶ ھ

تبدیلی عمال و آغاز خلافت حضرت معاویہؓ

جناب علی مرتضیٰ ؓ نے عمال ممالک محروسہ اسلامیہ مین اس طرح تبدل و تغیر شروع کیا کہ حضرت عثمانؓ بن حنیف کو بصرہ کا حاکم کیا۔ حضرت عمارہ بن شہاب کو کوفہ پر۔ حضرت عبیداللہ بن عباسؓ یمن کے امیر ہوئے حضرت قیس بن سعدؓ والی مصر مقرر ہوئے حضرت سہیل بن حنیف امیر شام کئے گئے۔

ان اصحاب کے حالات اس طرح مذکور ہوتے ہین کہ حضرت سہیل بن حنیف شام کو روانہ ہوئے جب بمقام تبوک پہونچے تو انکو چند سوار آتے ہوئے ملے۔ اونہون نے پوچھا آپ کون ہین کہان جاتے ہین۔ انہون نے جواب دیا مین امیر شام مقرر ہوا ہون سوارون نے کہا۔ اگر حضرت عثمانؓ کی طرف سے آپکو امارت شام ملی ہے تو مبارک ہو تشریف لے چلیئے ہم بھی ہمراہ رکاب ہین اور اگر جناب عثمانؓ کے سوا دوسرے نے آپ کو حاکم شام کیا ہے تو سیدھے واپس جائیے۔ اسی مین آپ کی خیریت ہے۔ حضرت سہیل نے کہا۔ کیا تم کو معلوم نہین کہ جناب عثمانؓ شہید ہوئے اور حضرت امیر المومنین اسداللہ علی مرتضیٰؓ سریر آرائے خلافت ہین۔ اونہون نے یہ جواب دیا ہم خوب جانتے ہین مگر آپ آگے نہ بڑھین اسی مقام سے پلٹ جاوین۔ (ابن اثیر)

کیونکہ جملہ اہل شام حضرت علیؓ سے مخالف اور حضرت معاویہؓ کے موافق ہین اور حضرت عثمانؓ کے خون کے مدعی۔ (روضۃ الصفا)

حضرت سہیلؓ تبوک سے واپس آئے اور جناب علی مرتضیٰ کی خدمت مین سارا حال عرض کیا

حضرت قیس بن سعد والی مصر ہوکر مصر کو چل دیئے۔ راستہ مین بمقام ایلہ ایک دستہ سوارون سے ملاقات ہوئی جو مصر سے آرہا تھا۔ سوارون نے پوچھا آپ کون ہین۔ جواب دیا مین قیس بن سعد گروہ قاتلین عثمانؓ سے ہون مین ایسے لوگونکو ڈھونڈھتا ہون جن سے ملکر پناہ گزین ہون اور جہانتک مجھسے ممکن ہوگا اونکی مدد کرونگا۔ (شائد انھون نے یہہ حیلہ اسوا سطے کیا ہو کہ مصری انکو اپنا موافق سمجھکر انکی امارت پر متفق ہون ورنہ یہہ قاتلین جناب عثمان مین نہین تھے) سوارون نے کہا بسم اللہ۔ تشریف لیجلیئے۔ الغرض حضرت قیس مصر مین داخل ہوے۔ انکے پہونچتے ہی مصریون مین پھوٹ پڑگئی اور اونکے تین گروہ ہوگئے ایک فریق نے تو حضرت قیس کی اطاعت قبول کی اور انسے مل گئے۔ دوسرا بمقام خرنبا عزلت گزین ہوا۔ وہ لوگ یہہ کہتے تھے کہ اگر جناب عثمان رضؓ کے قاتلین قتل کیئے جاوینگے تو ہم انکے ساتھ ہین ورنہ ہم الگ ہین گے تاوقتیکہ ہمکو کوئی نہ چھیڑے ہم کسی سے متعرض نہونگے تیسرے فریق کا یہہ دعوی تھا کہ ہم جناب علی رضؓ کا ساتھ دینگے بشرطیکہ وہ خون عثمانیؓ کا بدلا ہمارے بھائیونسے نہ لین اور اس خیال سے درگذرین۔ (ابن اثیر)

ابن خلدون کی روایت مین اس طرح ہے کہ مصریون کے چند فرقے ہوگئے بعضون نے حضرت قیس کا ساتھ دیا اطاعت قبول کی اور چند لوگون نے بانتظار قصاص قاتلین جناب عثمانؓ سکوت اختیار کیا اور بعضون نے یہہ کہا کہ جبتک ہمارے بھائی مصری مدینہ سے واپس نہ آئنگے [illegible] جبتک [illegible] اوسوقت تک ہم کچھہ نہ کرینگے نہ کسی کی اطاعت قبول کرینگے اور نہ کسی کی امارت سے منکر ہونگے حضرت قیس رضؓ نے یہہ حال جناب علی رضؓ کی خدمت مین لکھہ بھیجا۔

حضرت عثمان بن حنیفؓ بصرہ مین داخل ہوے انکو کسی نے نہ روکا اور نہ انھون نے حضرت عبداللہ بن عامر والی سابق بصرہ کو مستعد جنگ و جدال پایا اور نہ کسی طرح

اونکی جانب سے فتنہ وفساد کا اندیشہ دیکھا۔ اکابر وعمائد بصرہ مین انکے پہونچنے پر اسقدر اختلاف ضرور رہوا کہ کچھہ انکے تابع ہوگئے اور کچھہ الگ۔ بعضے سکوت پذیر تہے اور یہہ کہتے تھے کہ بالفعل ہم کچھہ نہین کرتے تاوقتیکہ اہل مدینہ کا واقعی حال ہمکو دریافت نہ ہو۔ جسطرف اونکا رخ دیکھینگے ہم بہی اوسی طرف ہوجاوینگے۔ کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب وانہ کئے گئے تھے وہ مقام زبالہ مین پہونچے تہے کہ طلیحہ بن خویلد سے ملاقات ہوئی یہہ بطلب انتقام خون جناب عثمان رض نکلے تہے انکا قول تھا "افسوس۔ اس ہنگامہ فتنہ وفساد کی مجھکو پہلے سے خبر نہوئی اور نہین وقت پر پہونچ سکا" انکا کوفہ سے نکلنا اوسوقت ہوا ہے جبکہ قعقاع بن عمرو کوفہ سے وقت محاصرہ جناب عثمان رض آپکی مدد کو مدینہ کی طرف آے اور خبر شہادت سنکر کوفہ واپس گئے۔ طلیحہ کو صاحب سلامت کے بعد معلوم ہوا کہ عمارہ امیر کوفہ مقرر ہوکر آے ہین طلیحہ نے کہا۔ آپکے حق مین یہی بہتر ہے کہ مدینہ واپس جائین۔ کوفہ والے جناب علی رض کے مقرر کردہ عامل کو ہرگز پسند نہین کرتے اور اپنے امیر ابوموسیٰ اشعری کو کسی سے بدلنا نہین چاہتے۔ اگر آپ میرا کہنا نہ مانین گے تو مین آپ کی گردن ابہی ایک وار تلوار سے اوڑا دیتا ہون۔ عمارہ یہہ رنگ ڈہنگ دیکھکر اولٹے پھرے اور جناب علی رض کی خدمت مین ساری سرگذشت آکر عرض کی۔

حضرت عبید اللہ بن عباس رض جانب یمن روانہ ہوے۔ یہان حضرت یعلی بن منیہ حاکم تھے۔ اسی زمانہ مین یعلی رض نے تمام خزانہ اپنے قبضہ مین کیا اور زر و نقد لیکر مکہ معظمہ کو چلے گئے۔ حضرت عبید اللہ جب یمن مین پہونچے تو میدان خالی تھا یہہ بلامزاحمت شہر مین داخل ہوے۔

جسوقت حضرت سہیل بن حنیف شام کی طرف جاکر راستہ ہی سے واپس آے

اور امیر المومنین جناب علیؓ کو کیخدمت مین تمام قصہ کہہ سنایا۔ آپنے حضرات طلحہ و زبیرؓ کو بلاکر فرمایا۔ افسوس مین جس امر سے آپ لوگونکو ڈراتا تھا وہی پیش آیا۔ اب اس کام کا خاتمہ کیئے بغیر مفر و نجات نہین اور یہہ فتنہ آگ کا خواص رکھتا ہے جسقدر آگ کو برافروختہ کرو اوسیقدر مشتعل ہوگی اور زور پکڑیگی۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ نے کہا ہمکو مدینہ سے نکلنے کی اجازت دیجئے۔ آپنے فرمایا مین حتی الامکان شر و فساد کو روکونگا اور حکمت عملی سے یہہ آتش نہفتہ بڑہنے نہ دونگا اور اگر بغیر لڑے بھڑے چارہ کار نظر نہ آیا تو مجبوری ہے کیونکہ آخری علاج داغ دینا ہے۔

پھر آپنے ایک خط لکھکر معبد سلمی کے ہاتھہ حضرت ابو موسیٰؓ والی کوفہ کے پاس روانہ فرمایا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے جواباً لکھا۔ اکثر اہل کوفہ نے برضا و رغبت اور بعضون نے بجبر و اکراہ میرے ہاتھہ پر آپ کی بیعت کرلی ہے اور بظاہر حاضر و غائب آپکے مطیع ہین۔

دوسرا خط آپنے حضرت امیر معاویہؓ کے نام لکھا اور سبرہ جہنی کو دیکر جانب شام روانہ کیا۔ سبرہ خط لیکر جناب معاویہؓ کی خدمت مین پہونچے خط دیا مگر جواب نہ پایا۔ سبرہ جواب کے انتظار مین مقیم رہے جب جواب کا تقاضا کرتے حضرت معاویہؓ چند اشعار پڑہکر ٹال دیتے۔ اون اشعار کا مطلب یہہ ہے۔

مین اگر قلعہ بندی کرون خواہ سخت لڑائی جو جوانونکو بوڑہا کردے لڑون اور تمہارے سر پر چڑہ آون تو کیا ہونا ہے اور اب کیا حاصل۔ مرنے والا تو اس بے بسی اور مظلومیت مین شہید ہوا ہے کہ جسکے ہول اور دہشت سے جوانمردونکے بال سفید ہوگئے۔ آقا اور مولیٰ سب کے سب تھک کر بیٹھہ رہے اور اس خون کا عوض لینے والا اور فیصلہ کرنے والا ہمارے سوا کوئی نہین ہا

(اس مضمون سے جناب عثمانؓ کی شہادت اور قریش کی پست ہمتی اور ضعف کی جانب اشارہ ہے اور اپنی آمادگی ظاہر کرنا ہے) غرضکہ اسی لیت و لعل مین قاصد کو امیر معاویہ نے رکھا اور جواب خط جناب علی مرتضیٰؓ نہ دیا۔

جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کو تیسرا مہینہ ماہ صفر شروع ہو گیا اوسوقت حضرت معاویہؓ نے ایک شخص بنی عبس مین سے قبیصہ نام کو بلایا۔ ایک خط بمہر اوسکے حوالہ کیا۔ اوس خط کے لفافہ پر یہہ سرنامہ تھا۔ من معاویۃ الی علی۔ قبیصہ کے ہمراہ جناب علیؓ کے قاصد سبرہ کو بھی رخصت کیا۔ یہہ دونون قاصد خط لیکر شام سے چلے اور ماہ ربیع الاول ۳۶ھ مین داخل مدینہ ہوے۔

قبیصہ کے پہونچتے ہی اہل مدینہ کو خبر ہو گئی کہ حضرت معاویہؓ نے کوئی پیغام بھیجا ہے۔ یہہ بھی خیال تھا کہ امیر معاویہؓ جناب علی مرتضیٰؓ کے خلاف ہین۔ قبیصہ جسوقت خط لیکر آسے سب کی نگاہین انہین کیطرف تھین اور منتظر تھے کہ قبیصہ کیا ظاہر کرتے ہین قبیصہ خدمت مرتضوی مین حاضر ہوے اور حسب ہدایت جناب امیر معاویہؓ خط پیش کیا۔ مہر توڑی گئی۔ خط کھولا گیا تو اوسمین بروایت ابن اثیر کوئی خط نہ تھا اور بروایت تاریخ بدائع ایک سادہ کاغذ لفافہ کے اندر سے نکلا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے چین بجبین ہوکر فرمایا۔ یہہ کیا معاملہ ہے۔ قاصد نے عرض کیا مین قاصد ہون۔ پیغام رسان۔ کیا مجھکو امان ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہان۔ تمہارا کیا قصور۔ قاصد نہین مارا جاتا جو دل مین آسے بیخوف و خطر ظاہر کرو۔ قاصد نے اجازت پاکر اس طرح عرض کیا۔ مین شام مین ایسے لوگونکو چھوڑ آیا ہون جو سواے قصاص خون جناب عثمانؓ کسی طرح راضی نہونگے۔ کوئی امر اونکو اس ارادہ سے روک نہین سکتا۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کس سے بدلہ لینگے۔

قبیصہ نے عرض کیا حضور کی گردن مبارک سے عوض لینے والے ہین۔ شام مین اسوقت
یہہ جوش و خروش ہے کہ ساٹھہ ہزار شیخ حضرت عثمانؓ کی قمیص خون آلودہ پر رو رہے
ہین جو اسی غرض سے جامع دمشق کی ممبر پر بچھا دیا گیا ہے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے فرمایا
افسوس۔ وہ لوگ مجھسے خون کے طالب ہین حالانکہ مین جناب عثمانؓ کا خیر خواہ و
مددگار رہا۔ اے خدا اے علام الغیوب۔ مین خون عثمانؓ سے بری ہون۔ واللہ۔
قاتلین عثمانؓ کسطرح صاف نکلے جاتے ہین۔ وہ چاہے تو اچانک پکڑ لے وہ جو کام کرنا
چاہتا ہے پورا ہی کر لیتا ہے۔ پھر آپنے قبیصہ کو حضرت معاویہؓ کی طرف واپس کیا۔
قبیصہ نے کہا۔ کیا مجھکو ہر طرح اپنی جان پر اطمینان و امن ہے۔ فرمایا۔ تم نڈر رہو کر چلے
جاؤ کوئی تم سے متعرض نہ ہوگا۔

قبیصہ عبسی آپ سے رخصت ہوکر چلے۔ فرقہ سبئیہ نے چلا کر کہا۔ یہہ کتا جو کتون کی
طرف سے قاصد ہوکر آیا ہے دیکھو نکلا جاتا ہے اسکو مار لو۔ زندہ نہ جانے پاوے قبیصہ نے
چلا کر کہا۔ دوہائی آل مضر کی۔ دوہائی آل قیس کی۔ دوڑنا مجھکو بچانا۔ موذیون کے
جنگل سے چھوڑانا۔ پھر سبئیہ کو مخاطب کرکے کہا۔ مجھہ یکہ و تنہا پر کیا غرّاتے ہو میرے
وہان پہونچنے کی دیر ہے۔ خدا کی قسم چار ہزار خصی جوان مسلح۔ اسپ سوار۔ تیر انداز
آمادہ پیکار میرے پہونچنے کے منتظر ہین۔ مین وہان پہونچا نہین کہ وہ تمپر مثل بلاے
ناگہانی کے آپڑینگے اسوقت تم دیکھہ لوگے کہ کتنے پیادے اور کسقدر سوار ہین۔
آل مضر نے قبیصہ کو فرقہ سبئیہ کے ہاتھہ سے بچا لیا اور اسنے کہا چپ چاپ
چلے جاؤ مگر قبیصہ کہتے جاتے تھے۔ واللہ۔ اب ان لوگونکی کمبختی آئی ہے۔ اپنے اعمال
بد کی سزا ضرور پائینگے اور جس بلا سے ڈرائے جاتے ہین وہ انپر آنے والی ہے

جس امر کا انکو خوف ہے، وہ نازل ہوا ہی چاہتا ہے۔ اب یہہ کسیطرح بچ نہین سکتے۔ بخدا انکے اعمال صالحہ ختم ہوگئے۔ انکی ہوا بگڑ گئی۔ قسم خدا کی۔ انپر صبح اگر بخیریت گذر گئی تو شام کو ذلیل و خوار نظر آوینگے۔ قبیصہ عبسی تو یہہ کہکر شام کو روانہ ہوگئے۔ ادہر اہل مدینہ نے چاہا کہ کسی ترکیب سے دربارہ قتال اہل شام و جنگ امیر معاویہؓ جناب علی مرتضیٰ کی رائے دریافت کرین کہ آپ اہل قبلہ کی لڑائی پر جرأت رکہتے ہین یا اس سے انکار ہے اہل مدینہ کو اس سے قبل یہہ ہی خبر پہونچی تہی کہ جناب امام حسن رضؓ نے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو اہل اسلام کی باہمی جنگ و خونریزی سے منع کیا ہے اور یہہ رائے دی ہے کہ آپ دونون فریق سے الگ ہوکر گوشہ نشین ہوجائین اور لوگونکو انکے حال پر چہوڑ دین۔ بغرض دریافت امر مذکور اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو آپکی خدمت مین بہیجا کہ کسی ترکیب سے آپکا عندیہ ظاہر ہوجاوے۔ (ابن اثیر)

تاریخ بدائع مین بجائے زیاد بن حنظلہ کے حنظلہ تمیمی۔ آپکے مقرب دوست۔ ندیم قدیم لکہا ہے اور تقریب التہذیب و خلاصہ مین ہے۔ حنظلہ بن ربیع بن صیفی تمیمی معروف بہ حنظلہ کاتب صحابی ہین۔ جنگ عراق مین حضرت خالد کے ساتھ تہے۔ پہر کوفہ مین رہے حضرت علی رضؓ کے بعد وفات پائی۔

زیاد ایک عرصہ سے جناب علیؓ کی خدمت مین نہین گئے تہے۔ اہل مدینہ کے کہنے سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ یہہ تہوڑی دیر آپکے پاس بیٹہے رہے کہ آپنے فرمایا۔ زیاد۔ آمادہ ہوجاؤ۔ زیاد نے عرض کیا۔ حضور۔ کس کام کے واسطے۔ ارشاد فرمایا۔ شام کی لڑائی کیلئے۔ زیاد بولے۔ نرمی۔ آسانی۔ تالیف قلوب مناسب ہے۔ اور یہہ شعر پڑہا۔

ومن لم یصانع فی امور کثیرۃ		یضرس بانیاب و یوطاء بمنسم

ترجمہ۔ جو شخص بے سوچے سمجھے کاموں میں گھس پڑتا ہے یا نیک روش نہیں اختیار کرتا بسا اوقات زک اوٹھاتا ہے اور اوسکا انجام یہہ ہوتا ہے کہ دانتوں سے کاٹا جاتا اور اونٹ کی لاتوں سے پامال ہوتا ہے جناب علی انکا اشارہ سمجھ گئے اور اپنا قصد ظاہر کرنے کو یہہ شعر تمثیلاً پڑہا۔

متی تجمع القلب الذکی و صارماً		وانفاً حمیاً تجتنبک المظالم

ترجمہ جسوقت تمہارا دل ہوشیار اور تلوار تیز۔ آبرو محفوظ۔ یہہ تینوں چیزیں جمع ہوجاو تو دوسرونکے ظلم سے ضرور تمکو بچالینگی۔

زیاد سمجھ گئے کہ جناب علیؓ طرح دینے والے نہیں۔ معاویہؓ سے ضرور معرکہ آرائی ہوگی۔ آخر آپ کی خدمت سے اوٹھے اور لوگونکو آپکی رائے سے آگاہ کیا اور یہہ کہا۔ تلوارین سنبھالو۔ لڑائی پر آمادہ ہوجاؤ۔ اہل مدینہ کو بھی اب جناب علیؓ کی نیت معلوم ہوگئی۔

اس واقعہ کے بعد حضرات طلحہ و زبیرؓ آپسے عمرہ کی اجازت لیکر مکہ معظمہ چلے آے۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

جب حضرات طلحہ و زبیرؓ نے دیکھا کہ جناب علی مرتضیٰ عمال بنی امیہ خصوصاً جناب امیر معاویہؓ کی معزولی کا مصمم قصد رکھتے ہین اور اس بارہ مین خیرخواہونکی بات نہین سنتے اور فی الحال بنی امیہ کی معزولی اور معاویہؓ کی موقوفی مین فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے لہذا اب انسے علیحدہ ہوجانا مصلحت ہے چنانچہ دونون صاحب حج کے بہانہ سے مکہ معظمہ چلے آے۔ یہان اہل مکہ کو بسبب شہادت جناب عثمانؓ نہایت اضطراب

مین پایا۔ انہون نے اہل اسلام کے باہمی جدال وقتال سے خود محترز رہنا چاہا اور
لوگونکو یہہ راے دی کہ اصحاب کبار مین سے جسپر سب کا اتفاق ہوا وس کی بعیت
کرلو اور بات نہ بڑہاؤ۔ (تاریخ بدائع)

ایک روایت اس طرح ہے کہ جسوقت جناب علی کے مقرر کردہ عمال مین سے
جو عامل واپس آئے اور آپکو ممالک اسلامیہ کے حالات اور اونکے خیالات معلوم ہوے تو
نہایت درجہ دلتنگ ہوے۔ حضرات طلحہؓ و زبیرؓ سے اس بارہ مین صلاح لی کہ اب
کیا کرنا چاہیئے۔ دونون صاحبون نے کہا۔ ہمنے سابق عرض کیا تہا کہ کوفہ وبصرہ
مین ہم دونونکو بہیجدیجیے مگر آپ کی راے نہین ہوئی۔ اب آپکے مخالفین اس امر کے
خواہان ہین کہ ہم دونون آپ کی اطاعت سے خارج ہوجائین لہذا مناسب نظر آتا ہے
کہ آپ ہمکو رخصت فرمادین ہم مکہ معظمہ مین جاکر عبادت آلہی مین مصروف ہون۔ لوگونکو
ہمارا جانا اور آپسے علحدہ ہونا معلوم ہوجاویگا۔ کیا عجب۔ وہ یہہ کہین کہ طلحہ و زبیر
اب جناب علی سے الگ ہوگئے۔ یہہ خیال کرکے آیندہ فتنہ وفساد سے باز رہین
اور رفتہ رفتہ آپکے مطیع فرمان ہوجاوین۔ خدانخواستہ اسکے خلاف پہربہی لوگ
راہ راست پر نہ آوین اور جنگ پر آمادہ ہون تو پہر مجبوری ہے آپ بہی اوسوقت
سامان جنگ کرکے اونکا مقابلہ کرین کیونکہ امور خلافت وحکومت بغیر زور شمشیر کے
انجام پذیر نہین ہوتے۔ باغی وسرکش جبتک ضرب تیغ آبدار کا مزہ نہین چکہتے شرارت سے
باز نہین آتے۔

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست	کہ بوسہ بر دم شمشیر آبدار زند

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے اونکے جواب مین فرمایا۔ اپنے امکان ومقدور بہر تو مین مخالفین کے

ساتھ نرمی وصلح سے پیش آؤنگا۔ دلجوئی وشیرین زبانی سے اگر مان گئے تو خیر ورنہ پھر تلوار تو فیصلہ کرہی دیگی۔ آپ لوگ مجھسے علیحدگی چاہتے ہین تو بہتر ہے۔ بسم اللہ جہان آپکا جی چاہے تشریف لے جائیے مین آپ دونون صاحبوں کو اجازت دیتا ہون۔ (روضتہ الصفا)

اسکے بعد جناب علیؓ نے جب خوب دیکھہ لیا کہ چارون طرف لوگ آمادہ فساد ہین تو خود بھی ترتیب لشکر کی جانب متوجہ ہوے۔ ملک شام پر فوج کشی کا قصد مصمم کرکے اہل مدینہ کو اہل شام کی لڑائی پر ابھارا اور سب لوگوں کو سامان جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔ تمہاری حکومت وسلطنت کی حفاظت قبضہ قدرت خداوند تعالے شانہ مین ہے تم اوسکی اطاعت مین رہوگے تو وہ تمہارا حافظ وناصر ہے۔ پس لازم ہے کہ اوسکی اطاعت دل سے خوشی کے ساتھہ کرو نہ جبراً ناخوشی سے۔ بخدا اے عزوجل تم اوسکے کام مین جان ودل سے مستعد ہوجاؤگے تو خیریت ہے ورنہ یہ حکومت اسلامی تمہارے ہاتھہ سے نکال لیگا اور دوسرونکے حوالہ کردیگا پھر تمکو حکومت نہ دیگا تاوقتیکہ اوسکی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف رجوع نہ کروگے پچلو اوٹھو۔ اوس قوم کی طرف دوڑو جس نے تمہاری جماعت مین تفرقہ ڈال دیا ہے۔ شائد خداوند تعالی تمہاری کوشش سے یہہ عالمگیر فساد دفع کردے اور تم بھی اس دواد وش مین اپنے فرض منصبی سے بری الذمہ ہوجاؤ۔

پھر جناب علیؓ نے بذات خاص یہہ انتظام فرمایا کہ حضرت محمد بن حنفیہ اپنے صاحبزادہ کو عَلَم لشکر مرحمت کیا اور اونکو علمدار افواج اسلامی بنایا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو میمنہ سپرد ہوا۔ عمرو بن ابی سلمہؓ یا عمرو بنؓ ابی سفیان بن عبدالاسد میسرہ پر متعین ہوے۔ ابولیلی بنؓ عمرو بن الجراح حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے بھتیجے کو مقدمہ لشکر کا سردار فرمایا۔ اس لشکر کی کسی حصہ پر اون لوگوں مین سے کسیکو سردار نہین کیا جو حضرت عثمانؓ کے قتل مین بلوائیون کے

شریک ہوئے تھے۔ لشکر کو اس طرح مرتب فرما کر حضرت قثم بن عباس رض کو بجائے اپنے مدینہ منورہ پر مامور کیا جب اس کام سے فراغت پائی تو قیس بن سعد رض والی مصر عثمان بن حنیف والی بصرہ۔ ابو موسیٰ اشعری رض والی کوفہ کو لشکر فراہم کرنے اور لوگونکو واسطے جنگ اہل شام آمادہ کرنے کو لکھا۔ ہنوز شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تھی جو یہہ خبر گوش گذار ہوئی کہ اہل مکہ اور ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض حضرت طلحہ رض حضرت زبیر رض دوسری طرف کا قصد رکھتے ہین اور برسر مخالفت ہین۔ جناب علی مرتضیٰ نے فی الحال شام کی عزیمت فسخ کردی۔ (ابن اثیر۔ ابن خلدون۔)

جناب علی مرتضیٰ رض کا حضرت عثمان رض کے خون اور اس ہنگامہ سے بری الذمہ ہونا کہ درحقیقت ذی النورین رض ایسے بزرگ کا قتل کرنا صریح ظلم و گناہ عظیم تھا تقریر محاکمہ مین (جو حصہ اول مین گذری) بخوبی ظاہر ہوگیا ہے۔ یہہ بھی معلوم ہے کہ جناب عثمان رض نے کوئی ایسا قصور نہ کیا تھا جسکے عوض مین مستحق قتل ہوے البتہ اونکی نسبت اہل غرض نے جو الزام قائم کیا تھا وہ یہی تھا کہ بنی امیہ کو امور مملکت پر حاوی کردیا۔ مروان کو سر چڑھا لیا اگرچہ بنی امیہ کا تقرر مناصب جلیلہ پر باعث ترقی و فتوحات کثیر ہوا اور مروان کیطرفداری و حمایت بھی بیجا نہ تھی کیونکہ اسکی خوش تدبیری اور حسن انتظام نے جناب عثمان رض کے دل مین جگہہ کر لی تھی۔ مروان سراپا برائیونمین غرق سہی مگر اسکی لیاقت کا ادنی نمونہ ہے کہ یزید کے بعد اسلام مین جو فتنہ و فساد شائع ہوا تھا اوسکو دفع کر کے ملک مین امن پہیلا دیا۔ اسکی حالات دیکہنے سے اسکی سعی و تندہی کی کافی شہادت ملتی ہے۔ لیکن یہہ امور کچہہ ایسے بنی ہاشم کے دلونکو اور نیز اہل مدینہ کو ناگوار طبع تھے کہ جناب عثمان رض کی طرف سے دل برداشتہ ہوگئے اور اسکا اثر ایسا قوی پڑا کہ جناب علی مرتضیٰ رض کی خلافت مین آپ کے ہاتہہ کوئی قوی سبب موجب

دفع شر و فساد نہ آیا۔ ایک جانب سے بنی ہاشم برافروختہ خاطر دوسری طرف سے اہل مدینہ انصار مخالفت پر آمادہ۔ پھر انصار کو یہہ دعویٰ تھا کہ ہم اسلام کے خیر خواہ۔ قدیمی جان نثار ہین۔ بنی امیہ تو اسلام کے دشمن تھے انکو یہہ عروج اور ہمارے حقوق پر کچھہ نگاہ نہین۔ غرضکہ ان بحثون سے یہہ لوگ بھی جناب علیؓ سے خوش نہ تھے۔ اب آپکے ساتھہ کون تھے صرف آپکے قریبی رشتہ دار۔ وہ بھی گنتی کے دو چار یا آپکی اولاد اور بس۔ بھلا اس صورت مین جناب علیؓ تن تنہا کیا کر سکتے تھے۔ ایک طرف آگ بجھاتے دوسری طرف شر افگن ہوتی۔ باینہمہ آپ ہی کی ہمت و شجاعت تھی جو ایسے پر آشوب زمانہ مین استقلال کو ہاتھہ سے نہ دیا۔ (تاریخ بدائع)

راقم۔ عام فساد تمام ممالک محروسہ کا دفع کرنا عقلاً ایک تنفس کی ذات سے غیر ممکن تھا۔ پھر فرقہ سبائیہ جو بانی مبانی شہادت جناب عثمانؓ تھا وہ اب بھی خاموش کب رہا۔ اس گروہ کی شر انگیزی اور بھی ترقی فساد کا قوی سبب ہوتی رہی اور یہہ فرقہ دشمن اسلام اپنی تدبیرون مین کامیاب ہوکر اور بھی قوت پکڑتا گیا۔

مقدمات واقعۂ جمل

جسوقت مکہ معظمہ کی خبر جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ کو پہونچی آپنے اکابر و شرفاء مدینہ کو جمع کرکے فرمایا۔ یقیناً جناب عائشہ صدیقہؓ طلحہ و زبیرؓ میری خلافت و امارت سے ناخوش ہین میرے کام کو درپردہ درہم برہم کرنا چاہتے ہین۔ بظاہر لوگونکو اصلاح کیجانب بلایا اور دفع فساد کا حیلہ کیا ہے۔ ابھی مین صبر و تحمل سے کام لیتا ہون اور جبتک تمہاری جماعت پر مجھکو کسی امر کا اندیشہ نہ ہوگا مین خاموش ہون۔ اگر وہ لوگ رکے رہے تو مین بھی پہل

نکرونگا اور سنی ہوئی خبر کا کچھ اعتبار نہ کرونگا۔ اسکے بعد دوسری خبر آئی کہ اہل مکہ نے بصرہ کیجانب رخ کیا ہے۔ جناب علی رضہ یہہ خبر سنکر خوش ہوے اور فرمایا۔ یہہ اچھا ہوا۔ بصرہ مین ہوشیار وعقلمند لوگ ہین۔ ان لوگونکی لبغاوت وخلاف سے خوش نہ ہونگے اور نہ انکا ساتھہ دینگے بلکہ امید ہے کہ ہمارے مطیع وموافق ہوجاوینگے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ یہہ خبر سنکر خوش ہوے مگر میرے نزدیک تو بصرہ خیمہ گاہ اشراف عرب ہے۔ مشاہیر ورؤسا کا مسکن ہے۔ وہ خود سرداری کے خواہان اور عزت وثروت کے طالب ہین۔ امر دشوار اور فتنہ وفساد کے خودجویان رہتے ہین۔ ایسے وقت مین جب اونکے ہم خیال مل گئے تو اونکی منہ مانگی مراد حاصل ہوئی۔ دیوانہ راہوے بس ست۔ اونکی طبیعتین اور بھی برانگیختہ ہوجاوینگی۔ فرمایا۔ آپکا کہنا بھی ٹھیک ہے۔ پھر آپ آمادہ روانگی ہوے اور اہل مدینہ کو ہمراہ چلنے کا حکم دیا لیکن یہہ امر اونپر شاق گذرا آپنے کمیل نخعی کے معرفت حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کو بلا بھیجا اور اونسے بھی ہمراہ چلنے کو کہا۔ حضرت ابن عمر نے جواب دیا مین بھی اہل مدینہ ہون اور اونکے ساتھہ۔ جو وہ کرینگے وہی مین بھی کرونگا۔ اگر وہ آپکے ساتھہ ہون تو مجھکو بھی انکار نہین۔ اگر وہ نہ جاوینگے تو مین بھی نہ جاؤنگا۔ آپنے فرمایا۔ اچھا۔ تم اس بات پر ضامن دو کہ مدینہ سے میرے خلاف خروج نہ کروگے۔ ابن عمر رضہ نے جواب دیا۔ واللہ ایسا نہ ہوگا۔ آپنے فرمایا۔ اچھا جاؤ مجھکو تمپر اطمینان ہے ضامن کی ضرورت نہین۔ حضرت ابن عمر رضہ اہل مدینہ سے ملے اونکا یہہ قول تھا بڑی مشکل ہے۔ اب ہمکو کیا کرنا چاہیئے۔ یہہ کام ہمپر ابھی تک مشتبہ ہے۔ جبتک صاف ظاہر نہ ہوجاویگا ہم گھر سے قدم نہ نکالینگے۔ رات کے وقت حضرت ابن عمر رضہ سب سے مخفی مدینہ منورہ سے نکلکر چل دیئے۔ جاتے وقت حضرت ام کلثوم رضہ

بنت علیؓ زوجہ جناب عمر فاروقؓ سے اہل مدینہ کا مقولہ کہہ گئے اور یہہ بھی ظاہر کردیا کہ مین بہ قصد عمرہ مکہ معظمہ جاتا ہون اور جناب علیؓ کی برخلاف ہرگز نہین ہون میری طرف سے مطمئن رہین صبح ہوتے ہی جناب علیؓ سے لوگون نے آکر بیان کیا کہ شب کو نیا واقعہ پیش آیا جو حضرت عائشہ صدیقہ۔ طلحہ۔ زبیر۔ معاویہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت سے سخت تر ہے فرمایا وہ کیا ہے۔ عرض کیا۔ شب کو ابن عمرؓ شام کی جانب روانہ ہوگئے۔ آپنے فوراً حکم دیا کہ ناکہ بندی ہوجاوے پھر آپ بازار تشریف لیگئے تاکہ اطراف کے آنے والون سے معلوم ہوجاوے کہ ابن عمرؓ درحقیقت شام گئے ہین یا اور کسی طرف۔ بنظر احتیاط چار طرف سوار و پیادے پھیلا دیئے اور حضرت ابن عمرؓ کے گرفتار کر لانے کو حکم دیدیا۔ شہر مین خبر روانگی ابن عمرؓ سے ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ حضرت ام کلثومؓ یہہ سنکر اپنے والد کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہا۔ اے والد مہربان۔ آپ پریشان نہون۔ ابن عمرؓ مکہ لبغرض ادائے عمرہ گئے ہین۔ آپ سے مخالف ہوکر نہین گئے بلکہ مطیع ہین حضرت علیؓ کو انکے کہنے سے اطمینان ہوگیا فوراً اپنے خیال سے باز آئے اور لوگونسے فرمایا لوٹ آؤ واللہ ام کلثوم سچ کہتی ہین اور ابن عمر بھی سچے ہین مجھکو انپر پورا اعتماد ہے کہ وہ میرے خلاف نہونگے سب لوگ آپکے فرمانے سے ابن عمرؓ کی طلب سے باز رہے۔

مکہ معظمہ مین لوگونکے جماؤ کا یہہ سبب ہوا کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ زمانہ محاصرہ جناب عثمانؓ مین مدینہ سے بقصد حج مکہ کو تشریف لے گئی تہین بعد ادای ارکان حج مکہ معظمہ سے کوچ کرکے مدینہ واپس آتی تہین۔ اثناء راہ مین بمقام سرف آپکے ماموں عبید بن ابی سلمہ بنی لیث سے ملاقات ہوئی۔ انہون نے ظاہر کیا کہ جناب عثمان شہید ہوگئے اور چند روز مدینہ منورہ بے چراغ رہا۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر کیا ہوا۔عبیدہ نے کہا۔علیؑ کی بیعت خلافت ہو گئی۔فرمایا جناب عثمانؓ ناحق و مظلوم مارے گئے ہین ہین اونکے خون کا معاوضہ لونگی یہہ فرما کر آپ اسی مقام سے واپس ہو کر مکہ مین داخل ہوئین حطیم مین پردہ کیا گیا۔آپ وہان بیٹھین جب حرم شریف مین لوگونکا مجمع ہو گیا۔آپنے فرمایا۔

افسوس صد افسوس۔اطراف و جوانب کے شہرون کے بازاری۔دیہاتی جنگلی سخت دل۔مدینہ کے غلام جمع ہو گئے اور بلوہ کر دیا۔ناحق و ناروا عثمان مظلوم مقتول کی مخالفت پر کمربستہ ہوے۔محض اس بنا پر کہ آپنے نو عمرونکو حکومت و امارت دیگر ممالک اسلامیہ مین عامل کر کے بھیجا تہا۔حالانکہ عثمان سے پہلے جو بزرگوار گذرے ہین اونہون نے بہی ایسا ہی کیا تہا۔کچھ آپکی ایجاد نہ تہی اور نیز اس الزام پر کہ آپنے چراگاہ ہونکے واسطے زمین خاص کردی تہی عثمان نے اونکے ان الزامونکا جواب بہی دیدیا اور راونکے حسب خواہش عمال کی بابت انتظام بہی کر دیا پھر بہی یہہ لوگ شرارت سے باز نہ آے اور بلا عذر قوی و دلیل محکم اپنے دعوے پر قایم رہے بلکہ اور بہی عداوت زیادہ ظاہر کرنے لگے۔ہاے غضب۔ان لوگون نے بدعہدی کی۔بلا سوچے سمجھے عجلت کر بیٹھے۔واے صد واے۔جو خون اللہ تعالی نے حرام کیا تہا وہ انہون نے بہا دیا۔جس شہر کو اللہ تعالے نے بزرگ و معظم و محترم کیا تہا انہون نے وہان پر خون کی ندی جاری کر دی جس مہینہ مین خونریزی ممنوع تہی اوسمین کشت و خون کا بازار گرم کر دیا جس مال کا لینا جائز نہ تہا اوسکو لوٹ لیا واللہ۔عثمانؓ کی ایک اونگلی تمام روے زمین کے اشراف سے افضل ہے

اور جو تہمت آپکے ذمہ لگاکر آپ کی عداوت پر کمربستہ ہوے پھر آپ کا
خون کیا یقیناً آپ اوس سے ایسے پاک و صاف ہو گئے جیسے سونا کیٹ سے
خالص اور کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عامر حضرمی جو جناب عثمان کی طرف سے مکہ کے عامل تھے یہ کلام سنکر بولے
مین سب سے پہلے جناب عثمان رضکے خون کا بدلہ لینے والونمین ہون۔ انکے ساتھ بنو امیہ نے
بھی بخوشی خاطر اپنی آمادگی ظاہر کی۔ حجاز والونمین یہی لوگ اون لوگونمین اول ہین جو طالب
قصاص تھے۔ ازانجملہ سعید بن العاص۔ ولید بن عقبہ وغیرہما ہین۔

اس عرصہ مین عبداللہ بن عامر بن کریز حاکم بصرہ نقد مال کثیر اور یعلی بن منیہ یمن سے
چہ سو اونٹ اور چہ لاکھ درم لئے ہوے مکہ مین داخل ہوی۔ اونٹون کو تو مکہ سے باہر
بیٹھایا اور خود جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی ملازمت حاصل کی۔ اسی اثنا مین
حضرات طلحہ و زبیرؓ بھی وارد مکہ ہوے۔ جناب صدیقہؓ نے انسے حال مدینہ کا دریافت
فرمایا انھون نے بیان کیا کہ ہم بلوائیون اور اعراب کے خوف سے بھاگ آے ہین۔ وہ لوگ
اشراف و اکابر مدینہ پر پوری طرح غالب آ گئے ہین۔ خود اونکو حق و باطل مین کچہ امتیاز نہین
اور نہ اہل مدینہ اپنی جانون کو اعراب سے محفوظ رکھنے کی قدرت رکھتے ہین بلکہ عجیب عالم
حیرانی مین ہین۔ ام المومنین نے فرمایا۔ اونپر خروج کرنے کا ہمارا قصد ہے۔ تم بھی ہماری
ساتھ ہو۔ حاضرین مین سے بعضون نے راے دی کہ شام کی طرف چلنا چاہئے مگر ابن
عامر اس راے کے خلاف ہوے اور کہا۔ شام مین امیر معاویہ ہین وہ ان مقصدونکے
واسطے کافی ہین۔ ہان بصرہ چلنا مناسب ہے۔ بصرہ والے میرے احسانمند ہین وہ مجھکو
مانتے ہین۔ علاوہ اسکے وہان والونکا رجحان طلحہؓ کیجانب ہے جب یہہ ہماری ساتھ ہین

تو بآسانی اہل بصرہ ہمارے مطیع ہو جائینگے۔ ان لوگون نے بصرہ چھوڑ ابن عامر کے چلے آنے پر اعتراض ہی کیا اور کہا۔ تم جنگ صلح کے ڈہنگ سے واقف نہین۔ تمکو اسوقت بصرہ چھوڑنا کیا ضرور تہا اگر آج بصرہ پر تم مسلط ہوتے تو جس طرح اہل شام سے ہمکو اطمینان ہے اسی طرح اہل بصرہ سے ہم بیخوف ہوتے۔ ابن عامر نے اسکا کوئی معقول جواب نہ دیا یہہ لوگ اسی حیص بیص مین پڑ گئے کہ اب کیا کرنا چاہیئے اور کس طرف رُخ کرین۔ بالآخر یہی رائے قرار پائی کہ بصرہ چلنا مناسب ہے۔ اسپر سب کا اتفاق ہو گیا۔ یہ امر طے ہوا کہ فی الحال مدینہ کو اپنے حال پر چھوڑنا چاہیئے کیونکہ ابھی ہمکو بلوائیون کے مقابلہ کی پوری قوت نہین۔ سر دست بصرہ پر قبضہ کر لینے سے ہماری طاقت بڑہ جاویگی اور جس طرح کہ اہل مکہ ہمارے موافق ہین ایسا ہی اہل بصرہ کو ساتھہ لیکر کامل قوت مقابلہ قاتلین جناب عثمانؓ حاصل کر لینگے پھر اس حالت مین اگر تائید ایزدی ہمارے شامل حال ہوئی تو ہم اپنے ارادونمین کامیاب ہونگے ورنہ جو خدا کو منظور ہو۔ ہم اپنی کوشش سے کیون غافل ہون۔ اہل مکہ و اصحاب الرائے نے اسکو پسند کیا اور سب نے اس رائے پر صاد کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بہی کہا گیا کہ وہ بہی قاتلین جناب عثمانؓ پر خروج کرین اور اہل مکہ کے ساتھہ ہون۔ حضرت ابن عمرؓ نے صاف انکار کیا اور کہا مین مدینہ والونکے ساتھہ ہون جو وہ کرینگے مین بہی وہی کرونگا۔ مجھہ سے اپنے ساتھہ شریک ہونے کی تمنا نہ رکھو۔ اہل مکہ نے انسے کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔

حضرات امہات المومنین نے جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قصد بصرہ کیجانب بدلا دیکھا تو سب نے آپکا ساتھہ چھوڑ دیا۔ صرف ام المومنین جناب حفصہ بنت عمر فاروقؓ نے جناب صدیقہؓ کی ہمراہی کا قصد کیا لیکن اپنے بہائی ابن عمرؓ کے منع کرنے سے یہ بہی رُک گئین

ابن عامرؓ و یعلی بن منیہؓ نے جو مال اپنے ساتھہ لاے تھے اوس سے قافلہ کی روانگی کا ساز و سامان درست کر دیا۔ حضرت صدیقہؓ کی طرف سے منادی نے یہہ ندای عام دی جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حضرت طلحہ حضرت زبیرؓ بصرہ کی طرف جا رہی ہین جس شخص کو اسلام کی ہمدردی اور اعزاز دین منظور ہو۔ مخالفین کی جنگ اور خون جناب عثمان ذی النورینؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہو ہمارے ساتھہ چلے۔ اگر اوسکے پاس سواری و سامان سفر نہ ہو ہم سے اونٹ لے" اس ندائے عام سے چھہ سو آدمی آمادہ ہوے اونکو چھہ سو اونٹ دیئے گئے۔ باقی اور سواری و نیز جملہ اہل مکہ و مدینہ ایک ہزار و بروایت دیگر نو سو مکہ معظمہ سے نکلکر جانب بصرہ روانہ ہوے۔ کچھہ دور چلکر اور اطراف جوانب کے آدمی آملے جس سے تین ہزار کی جمعیت ہو گئی اور یہہ جنگی قافلہ بادیہ پیما ہوا۔

جب ام المومنین حضرت صدیقہؓ اس قافلہ کے ساتھہ بصرہ کو روانہ ہو گئین تو یہان مکہ مین حضرت ام فضل بنت حارث حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی والدہ ماجدہ نے ایک شخص ظفر نامی کو قبیلہ جہینہ سے اجرت دیکر مدینہ منورہ اس ہنگامہ کی خبر پہونچانے روانہ فرمایا۔ ظفر خط لیکر جناب علیؓ کی خدمت مین پہونچے خط آپکے ہاتھہ مین دیا اور زبانی بھی سارا قصہ کہہ سنایا۔

مکہ سے نکلکہ جب وقت نماز ہوا قافلہ ٹھیر گیا۔ مروان نے اذان دی اور حضرات طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس آکر کہا۔ آپ دونون صاحبونمین سے کسکو خلافت کا سلام کرون اور امامت نماز کسکے سپرد ہوگی حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ بول اوٹھے میرے باپ کے سپرد کرو حضرت محمد بن طلحہؓ نے کہا نہین۔ بلکہ میرے باپ نماز پڑہاوینگے۔ جناب عائشہ صدیقہؓ نے یہہ سنکر مروان کو بلا کر فرمایا۔ کیا تم ہمارے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے ہو۔ امامت میرا

پہنچا (عبداللہ بن زبیرؓ) کریگا۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت ابن زبیر نے نماز پڑہائی۔ ایک روایت سے عبدالرحمن بن عتاب بن السید امام مقرر ہوئے اور تاوقت شہادت خود امامت کرتے رہے۔

امہات المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ ساتھ ذات عرق تک آئین اور اس مقام پر سب آپ سے ملکر وقت رخصت خوب روئین اور اسلام کی نازک حالت پر سخت ماتم کیا۔ مرد وعورت نکلے رونے سے اسوقت ذات عرق مین ایک ہنگامہ محشر برپا تہا۔ اس دن کے سوا کبہی کسی جگہہ اسقدر مرد وعورت رونے والے جمع نہ ہوے ہونگے لہذا اس دن کا نام یوم النحیب (رونے کا دن) ہوگیا اسی مقام پر سعید بن العاص مروان اور اوسکے ساتہیونسے آملے۔ سعید نے پوچہا تم لوگ کہان جاتے ہو اور جنسے خونکا بدلہ لینا ہے اونکو پیچہے چہوڑے جاتے ہو ان لوگونکو تو پہلے اسجگہہ ٹہنڈا کردو پہر آگے بڑہو۔ مروان نے جواب دیا۔ ابہی جلدی نہ کرو۔ خاموش چلے چلو حضرت عثمانؓ کے جملہ قاتلین کو ایک دم خاک فنا مین ملادینگے اور کسی ایک کو زندہ نہ چہوڑینگے سعید نے مروان سے یہہ جواب پاکر حضرات طلحہؓ و زبیرؓ سے تنہائی مین پوچہا سچ فرمائیگا اگر آپ کو فتح ہوئی تو امارت وخلافت کسکو دیجئے گا۔ جواب دیا۔ دونون مین سے جسکو سب لوگ باتفاق منتخب کرین سعید نے کہا نہین۔ بلکہ حضرت عثمان کے لڑکے کو دیجئے گا کیونکہ اسوقت آپ لوگ خون عثمانؓ کا بدلہ لینے نکلے ہین۔ دونون صاحبون نے کہا۔ واہ۔ یہہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اکابر وشیوخ مہاجرین کو چہوڑ کر لڑکونکو حاکم بنادین کیا یہی انصاف اور خیر خواہی اسلام ہے۔ سعید بولے۔ مین گمان کرتا ہون کہ اب میری تمام کوشش اسی جانب ہوگی کہ خلافت بنی عبد مناف کے ہاتہہ سے نکلکر دوسرون مین

پہونچے (یعنی آپکی وفات مین یہ امید نہ رکھون کہ خلافت میرے خاندان مین رہے گی)
حضرات طلحہ وزبیرؓ نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا سعید بن العاص ان لوگون کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر لوٹ کھڑے ہوے سعید کے الگ ہوتے ہی عبداللہ بن خالد بن اسید
بہی واپس ہوے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا میرے نزدیک سعید کی رای مناسب ہے
جسقدر بنی ثقیف ہین سب اس قافلہ کا ساتہہ چھوڑ دین۔ چنانچہ مغیرہؓ اور جسقدر انکے
ہمراہی بنی ثقیف تھے ایک دم سے واپس ہوے۔ حضرات طلحہ وزبیرؓ بقیہ لوگون کے
ہمراہ آگے بڑہے اور انہین کے ہمراہ ابان وولید پسران جناب عثمانؓ تھے۔

حضرت یعلی بن منیہ نے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو ایک اونٹ پر سوار کیا
جسکا نام عسکر تھا جسکو اسّی دینار مین خرید کیا تھا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہ اونٹ قبیلہ
عرنیہ مین سے ایک شخص کا تھا۔ اوسی اونٹ والے کا بیان ہے کہ مین کسی جگہہ اپنے اونٹ پر
سوار جارہا تھا راستہ مین مجھکو ایک سوار ملا۔ اوسنے پوچھا۔ کیا تم اپنا اونٹ بیچتے ہو۔
مین نے کہا ہان۔ پوچھا کس قیمت پر۔ جواب دیا۔ ایک ہزار درم لونگا۔ اوس سوار نے
کہا۔ کیا تم دیوانہ ہو۔ جو اسقدر قیمت کہہ رہے ہو۔ مین نے کہا۔ کیون صاحب کیا تم
قیمت گران سمجھتے ہو۔ تم اس اونٹ کے اوصاف کیا جانو۔ یہ ایسا تیز رفتار ہے کہ مین اسپر
سوار ہوکر جس کسی کا قصد کرتا ہون مجھکو بہت جلد اوسکے پاس پہونچا دیتا ہے اور اگر کبھی
مین خود کسی موقع پر فرار ہونا چاہون تو اسکے ذریعہ سے آناً فاناً کوسون نکل جاتا ہون اور
مجھکو کوئی پا نہین سکتا۔ اوس شخص نے کہا۔ تم یہ بہی جانتے ہو کہ یہہ اونٹ کس کے
واسطے خرید اجاتا ہے۔ یہ اونٹ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ کی سواری کیلیے
درکار ہے مین نے کہا۔ یہ بات ہے تو اونٹ بلا قیمت حاضر ہے شوق سے لیجاؤ

اوسنے کہا۔ یہ نہ ہوگا بلکہ تم میرے ہمراہ گھر چلو مین تمکو اسکے معاوضہ مین ایک اونٹنی اور کچھہ درم بھی دونگا۔ مین اوس شخص کے ساتھہ ہولیا۔ میرا اونٹ تو اوسنے لے لیا اور اوسکے عوض مجھکو ایک اونٹنی نفیس مہریہ اور چھہ سو درم نقد دئے اور کہا۔ کیا تمکو راہ کی شناخت ہے۔ مین نے جواب دیا۔ اس کام مین تو مشاق ہون اور اس فن کا ماہر۔ یہہ سنکر اوس نے مجھکو ساتھہ لیا اور اب اوس قافلہ کا رہبر مین ہی تھا جب کسی نئے جنگل مین پہونچتے تو مجھسے اوس جنگل کی کیفیت پوچھتے یہانتک کہ ہم چشمہ حُواب پر پہونچے یہان کتّون نے بھونکنا شروع کیا۔ لوگون نے مجھہ سے دریافت کیا۔ اس چشمہ کا کیا نام ہے۔ مین نے کہا کہ اس چشمہ کو حواب کہتے ہین یہ کلمہ سنتے ہی ام المومنین عائشہ صدیقہ رض چلا اوٹھین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس صد افسوس۔ کیا خطائے فاش سرزد ہوئی یہ تو وہی مقام ہے جسکا نام مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے جسوقت حضور کے گرد بیویان بیٹھی ہوئی تہین تو حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔ کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ حواب کے کتے تم مین سے کسکو دیکھکر بھونکین گے یہ فرماکر حضرت صدیقہ رض نے اونٹ کے بازو پر ہاتھہ مار کر بٹھا دیا اور فرمایا۔ مجھکو یہانسے واپس لے چلو۔ واللہ مجھکو حضور کے فرمانے کی تصدیق ہوگئی کہ مین ہی وہ ہون جس کی نسبت حضور نے فرمایا ہے پھر آپ ایک شبانہ روز مع اہل قافلہ اوسی مقام پر قیام پذیر رہین کہ اسی اثنا مین لوگون نے یہہ غل وشور مچا دیا۔ النجاء النجاء قد ادرکم علی۔ جلدی کرو جلدی کرو اپنے بچاؤ کی جگہہ ڈہونڈہو۔ علی رض تمہارے سر پر پہونچ گئے۔ یہہ غل سنکر سبھون نے نہایت تیزی سے بصرہ کا رخ کیا جسوقت سواد بصرہ مین پہونچے۔ انکو عمیر بن عبد اللہ تمیمی ملا اوتہون نے جناب صدیقہ کیخدمت مین

عرض کیا۔اے والدہ مکرمہ۔مین بکمال ادب آپکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ آپ ہرگز ایسی قوم مین تشریف نہ لیجاوین جس سے آپنے اس سے پہلے خط وکتابت نہ کی ہو۔ اوّلاً عبداللہ بن عامرؓ کو بصرہ مین بھیجیے یہہ وہانکے عامل رہے ہین وہان والونسے ان کے تعلقات قدیم ومراسم دوستانہ واحسانات برادرانہ ہین۔یہہ پہلے اہل بصرہ سے ملین اور آپکے ارادہ سے اطلاع دین پھر آپ تشریف لیجاوین تاکہ وہ لوگ آپ کی بات سنین اور مطیع فرمان ہون۔عائشہ صدیقہؓ نے اسی راے سے اتفاق کیا اور عبداللہ بن عامر کو بصرہ کی جانب روانہ فرمایا۔اسکے ساتھہ ہی احنف بن قیس۔صبرہ بن شیمان وغیرہم عمائد ورؤساء شہر بصرہ کے نام جدا جدا خطوط لکھوا کر روانہ فرماے اور خود مع قافلہ بانتظار واپسی عبداللہ بن عامرؓ وجواب خطوط بمقام حفین ٹھیر گئین۔

اہل بصرہ کو جب اہل مکہ کی آمد معلوم ہوئی تو عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین کو جو عام اشخاص مین سے اور ابوالاسود دوئلی کو جو منجملہ خواص شہر تھے بغرض دریافت منشاء دلی جناب عائشہ صدیقہؓ کی خدمت مین بھیجا۔ان دونوںسے کہہ دیا کہ خود بھی بنظر غور وتامل آپکا قصد ونیت اور آپکے ہمراہیون کی طرز وروش جانچ لینا۔یہہ دونون بصرہ سے نکلکر قافلہ کی طرف متوجہ ہوے اور حفین پہونچکر آپ کی خدمت مین باریاب ہوے۔بعد سلام کے عرض کیا۔ہمارے امیر نے ہمکو حضور کی خدمت مین بھیجا ہے اور خدام والا کے قدم رنجہ فرمانے کا سبب دریافت کیا ہے۔کیا ہمکو اطلاع احوال کی عزت حاصل ہوگی اور بندگان حضور وجہ تشریف آوری سے مطلع فرمائینگی۔ام المومنین نے فرمایا۔بخدا مجھہ سی مادر مہربان اپنی اولاد سے کوئی خبر پوشیدہ نہین رکھتی میرے یہان آنے کا باعث یہہ ہے کہ عام بلوائی اور فتنہ پرداز

قبائل واوباشں نے حرم رسول خدامین خونریزی کی۔ بدعتین کین۔ خدا و رسول کی لعنت کے مستحق ہوے۔ بلاقصور و حجت شرعی اپنے امام امیرالمومنین عثمانؓ کو قتل کیا جو خون شرعًا حرام و باعزت تھا اوسکو حلال و ذلیل سمجھکر بہایا۔ مال لوٹ لے گئے۔ طرح طرح کے فساد کئے۔ اب ہین مسلمانونکو لیکر اس غرض سے نکلی ہون کہ ان بلوائیونکے حالات سے مطلع ہون اور جو لوگ میرے پیچھے رہگئے ہین اونکا اضطراب و قلق رفع کرنے کی فکر کردن۔ نیز یہہ کہ اب مسلمانونکو کیا کرنا چاہیئے۔ میرا مقصود اس خروج سے محض مسلمانونکی اصلاح حال کرنا ہے۔ یہہ ہمارا کام ہے کہ نیک کامونکا حکم دین اور برے کامون سے منع کرین۔ یہہ کہکر آپنے لاخیر فی کثیر من نجوٰھم۔ تا آخر آیت پڑہی۔ وہ دونون آدمی اب حضرت طلحہؓ کے پاس آے اور ان سے دریافت کیا۔ آپ لوگ کس غرض سے یہان آے ہین۔ جواب ملا۔ بطلب معاوضہ خون عثمانؓ اونہون نے کہا۔ کیا آپنے جناب علیؓ کے ہاتھہ پر بیعت نہین کی۔ جواب ملا۔ ہان۔ ضرور کی مگر اس شرط پر کہ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینگے اور وہ بہی اس حالت سے کہ تلوار میری گردن پر رکھدی گئی تہی اور مین علی کی بیعت نہ توڑتا اگر وہ میرے اور قاتلین عثمانؓ کے درمیان حائل نہ ہوجاتے۔ پھر وہ دونون حضرت زبیرؓ کے پاس آے۔ اونسے بہی یہی سوال و جواب ہوا۔ اہل مکہ کا منشا اور عندیہ لیکر یہہ دونون شخص واپس گئے۔ ادہر قافلہ مین منادی نے کوچ کی ندا کردی۔ ابوالاسود نے حضرت عثمان بن حنیف کے پاس پہونچکر ایک شعر پڑہا جسکا مطلب یہہ ہے۔

اے ابن حنیف مین خبر لے آیا۔ بس اب تیار ہوجاؤ اور ان آنیوالونکی لڑائی کیواسطے کمر باندہکر صبر و استقلال کیساتھہ میدان مین نکلکر مقابلہ کرو۔

عثمان بن حنیف رضؓ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون - برب کعبہ اسلام کی چکی چلی خدا خیر کرے - دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے - کون سی زمین سرسبز و شاداب ہماری چراگاہ ہوتی ہے - پھر عمران وابوالاسود سے مخاطب ہوکر پوچھا اب تمہاری کیا راے ہے عمران بولے - آپ خاموشی اختیار کرکے انسے الگ ہوجائین اور کسی طرح انکے کام مین خلل انداز نہ ہون - عثمان رضؓ نے کہا مجھسے یہہ نہوگا بلکہ مین انکو روکونگا یہانتک کہ امیرالمومنین جناب علی رضؓ تشریف لاوین - اسکے بعد عمران اپنے گھر چلے آے اور عثمان اپنے کام مین مصروف ہوے - اتنے مین ہشام بن عامر انکے پاس آے اور یہہ راے دی کہ جو تدبیر آپ کرنا چاہتے ہین مجھکو اندیشہ ہے کہ اس ہین ہیادا آپ کو امر مکروہ پیش آے کیونکہ اسلامی دیوار مین ایسا شگاف نہین ہوا ہے جو آپ کی تدبیر سے اصلاح پذیر ہو اور شیشہ اسلام کو وہ شکستگی نہین پہونچی جسکی درستی ممکن ہو - یہ لوگ آپکا دباؤ نہ مانینگے اور آپکا کچھ زور اثر نہ چلیگا - مناسب وقت یہی ہے کہ نرمی و ملائمت سے فی الحال کام نکالئے اور انکی زیادتی پر چشم پوشی کیجئے تاوقتیکہ جناب امیرالمومنین علی رضؓ کا کوئی حکم اس بارہ مین نہ آے - عثمان بن حنیف رضؓ نے اس سے انکار کیا اور لوگونمین عام منادی کرادی کہ مسلح ہوجاوین حکم کی دیر تھی - آن واحد مین سب مسجد مین جمع ہوگئے - عثمان رضؓ نے ایک شخص کوفی قیس نامی کو تقریر کرنے کے لئے کھڑا کیا - اوس نے لوگونکو مخاطب کرکے کہا - اے لوگو اگر یہہ لوگ ڈر کر مکہ سے تمہارے پاس آے ہین تو یہہ بات بالکل خلاف قیاس ہے کیونکہ یہہ ایسے شہر سے آے ہین جہان چڑیون تک کو امن ہے اور اگر طالب قصاص عثمان رضؓ ہین تو یہہ ہم لوگونکو کیا غم ہے ہم امیرالمومنین عثمان رضؓ کے قاتل نہین - پس میری بات مانو -

جہان سے یہہ لوگ آے ہین اوسی طرف انکو لوٹا دو۔ اسود بن سریع سعدی نے کھڑے ہوکر کہا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہہ لوگ ہمکو قاتلین عثمانؓ سمجھکر آے ہین۔ یہ بات نہین ہے بلکہ یہہ لوگ ہمارے پاس اسواسطے آے ہین کہ ہمکو اور ہمارے سوا اور لوگونکو اپنا مددگار بنا کر قاتلین عثمانؓ پر حملہ کرین۔ پھر قیس پر کنکریونکی بوچھار ہونے لگی جس سے عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ کے طرفدار و ناصر بصرہ ہی مین موجود ہین اس سے انکی دلشکنی ہوئی اور سخت صدمہ پہونچا مگر اپنے دلکو مضبوط کرکے ترتیب لشکر مین مصروف ہوے۔

مقابلہ اہل مکہ با بصریان

اب قافلہ نے بصرہ کا رخ کیا اور حفین سے چلکر مربد تک پہونچا حصۂ اعلی سے شہر مین داخل ہونا چاہا مگر اوسی مقام پر ٹھہر گئے۔ عثمان بھی اپنے تابعین کے ہمراہ بقصد مقابلہ بصرہ سے نکلکر میدان مین صف آرا ہوے۔ اہل بصرہ سے جو لوگ جناب عائشہ صدیقہ کا ساتھہ دینا چاہتے تھے وہ بھی شہر سے نکلکر آپکے لشکر مین مل گئے اور طرفین کا اجتماع مربد مین ہوا حضرت طلحہؓ میمنہ لشکر پر سردار تھے صف سے نکلکر خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ثنا کی۔ آنحضرت صلعم پر درود بھیجا۔ جناب امیر المومنین عثمانؓ کے فضائل بیان کئے اور آپکے طلب قصاص پر لوگونکو برانگیختہ کیا۔ اسی طرح حضرت زبیرؓ میسرہ پر تھے صف سے نکلے اور ایسا ہی بیان کیا۔ اہل میمنہ نے دونون بزرگونکی تقریر کی تصدیق کی عثمان بن حنیفؓ حضرت طلحہؓ کے مقابلہ پر میسرہ لشکر اہل بصرہ مین تھے ان کی اصحاب نے حضرت طلحہ و زبیر کے بیانات کی تکذیب کی اور کہا۔ آپ دونون کی بات کا

اعتبار کیا۔ مدینہ مین جناب علیؓ کی بیعت کی اور یہان یہہ کہنے آئے۔ اسپر مٹھی بھر بھر کر دونون طرف سے کنکریان چلنے لگین۔

بعدہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے حمد خدا بیان کی اور فرمایا۔ عام اشخاص جناب عثمان بن عفان کو برا کہتے اور اونکے عمال پر عیب لگاتے تھے۔ ہمارے پاس مدینہ مین اکثر شکایات لاتے مگر ہم اون لوگونکو جھوٹا۔ مکار۔ دغاباز۔ مفتری۔ فتنہ پرداز پاتے تھے اور جناب عثمانؓ کو نیک۔ پرہیزگار۔ وفادار۔ منصف۔ عادل۔ رحمدل جانتے تھے۔ اہل غرض کے دلون مین جو بات تھی اوسکے خلاف ظاہر کرتے اور ہمیشہ دلی خیالات پوشیدہ رکھتے رہے۔ افسوس۔ اسپر بھی اون لوگون نے بس نہ کیا بلکہ ایک جتھا چوری چوری قائم ہوکر فی الجملہ قوت حاصل کرلی اور دفعتہً آپکا محاصرہ کرلیا اور آپکو بلاجرم وقصور نہایت تکلیف کیساتھہ بےبس ومجبور کرکے بے آب ودانہ شہید کرڈالا محرمات خداوندی کو بلاتردد وبغیر عذر شرعی حلال کرلیا۔ اب تمکو بجز اسکے کہ قاتلین عثمانؓ سے بدلہ لو اور کتاب اللہ پر عمل کرو اور کوئی صورت جائز نہین ہے۔

جناب ام المومنینؓ کی اس تقریر کا یہہ اثر ہوا کہ عثمانؓ بن حنیف کے ہمراہی دو فریق ہوگئے۔ ایک فریق تو آپکے تابع ہوئے اور یہہ کہتے تھے۔ بیشک جناب ام المومنین سچ فرماتی ہین۔ دوسرے عثمانؓ بن حنیف کے مطیع رہے اور اس فریق کی تکذیب کرتے تھے۔ پھر آپس مین ایک دوسرے کو کنکریان مارنے لگے۔ جناب ام المومنین یہہ رنگ دیکھکر اپنے خیمہ مین واپس آئین آپکے ہمراہی اہل میمنہ بھی مقابلہ عثمان بن حنیف سے ہٹکر مقام دباغین حدود مربد مین چلے آئے عثمان بن حنیف کے ہمراہی جنکا میلان ام المومنین کی طرف تھا ادھر ٹوٹ آئے۔ بعضے حالت تذبذب مین اور بعضے

دل سے انکے ساتھہ رہے۔

اتنے مین حضرت جاریہ بن قدامہ سعدی جناب ام المومنین صدیقہؓ کی خدمتمین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ اے ام المومنین۔ بخدا اے ظم بزرل جناب عثمان ذی النورین کا شہید ہونا اس سے آسان ولپسندیدہ تہا کہ آپ اس ملعون اونٹ پر سوار ہوکر لڑائی کو اپنے گہر سے نکلین۔ آپکے واسطے خداوند تعالی کا تو یہہ حکم تہا کہ پردہ مین حرمت وعزت کے ساتہہ سکونت پذیر ہوتین۔ آپنے اوس پردہ کی ہتک کی اور اپنی حرمت کو مباح کردیا۔ لاشک جو آپسے لڑنا چاہتا ہو اوسکا قتل مناسب ہے۔ اگر آپ اپنی طبیعت سے یہان تشریف لائی ہین اور جنگ وجدال کا ارادہ ہے تو اب بہی خیریت ہے آپکے حق مین بہتر ہے کہ اپنے مکان کو واپس جائین اور اگر از خود نہین بلکہ لوگون کے کہنے سننے سے مجبوری ولاچاری کے درجہ سے آئی ہین تو اللہ تعالی سے استعانت چاہین اور لوگونکو واپس ہونے کا حکم دین۔ یہہ تقریر ختم نہ ہوئی تہی کہ ایک جوان بنی سعد مین سے حضرات طلحہ وزبیرؓ کے پاس گئے اور اس طرح کہا۔ اے زبیرؓ۔ آپ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہین اور اے طلحہؓ آپنے آنحضرت صلعم کی حفاظت اپنے ہاتہہ سے کی ہے آپ دونون صاحب جلیل القدر صحابی ہین۔ افسوس۔ جائے تعجب ہے کہ آپ اپنی والدہ مکرمہ کو تو یہان لڑائی پر ساتھہ لائے مگر یہہ تو فرمایئے کہ کیا آپ کی بیویان بہی آپکے ساتہہ آئی ہین۔ دونون نے جواب نفی مین دیا۔ جوان بنی سعد نے کہا۔ تو مین آپ لوگونکا ساتہہ نہین دیتا یہہ کہکر اس لشکر سے الگ ہوگئے۔ ادہر یہہ باتین ہورہی تہین کہ حکیم بن جبلہ عبدی اہل بصرہ کی جانب سے سوار ونکا رسالہ لئے ہوے آپہونچا اور آتے ہی لڑائی چہیڑ دی۔ پہلے تو

اہل مکہ نے بغرض مدافعت تیرونکا مینہ برسایا پھر یہہ خیال کرکے کہ تیر باری موقوف کردینے سے شائد حکیم بھی رُک جاوے اپنا ہاتھہ کچھہ دیر روکا مگر حکیم نہ رُکا اور نہ اپنے سوارونکو حملہ کرنے سے روکا آخر مجبور ہو کر پھر ادہیان جناب ام المومنین رضی نے بھی ادہر سے جواب دیا۔ یہہ لڑائی فم السکہ پر ہوئی۔ طرفین سے تہوڑی ہی دیر تک ایک دوسرے پر حملے ہوتے رہے کہ اتنے مین شام ہوگئی اور رات نے اُنکے درمیان پڑکر لڑائی سے باز رکہا۔ عثمان بن حنیف دارالامارت کو واپس گئے اور اہل مکہ دارالرزق کیطرف متوجہ ہوے۔

تمام رات امید وبیم مین گذری۔ طرفین اپنے اپنے سامان مین مصروف رہے دو دو چار چار گہڑی بعد کسی نکسی طرف سے لوٹ مار کی آواز خوفناک دل ہلانے والی لوگونکے کانون مین پڑجاتی تہی۔ فریقین مین سے جو جسکو پاتا تہا گرفتار کرلیجاتا تہا۔ خدا خدا کرکے سفیدۂ صبح نمایان ہوا۔

میدان دارالرزق رزمگاہ طرفین قرار پایا۔ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ مین صفین درست کرکے ٹہیرے حکیم بن جبلہ ہاتہہ مین نیزہ لئے صف مین پہر رہا تہا اور ام المومنین رض کو گالیان دیتا جاتا تہا۔ عبدالقیس مین سے ایک شخص اوس سے متعرض ہوا اور کہا۔ تم کس کو گالیان دے رہے ہو۔ جواب دیا۔ عائشہ کو۔ اوس شخص نے کہا۔ اے ابن خبیثہ (حرامی) کیا ام المومنین رض کی شان مین یہہ کہہ رہا ہے حکیم نے ایک نیزہ مارکر اوسکا کام تمام کیا اور گالیان بکتا ایک عورت کے پاس ہوکر گذرا۔ اوس عورت نے بھی اسکو منع کیا۔ اوسکو بھی مار ڈالا۔ پھر تو زور شور کے ساتھہ لڑائی شروع ہوگئی اور دن ڈہلے تک بازار جدال وقتال گرم رہا۔ عثمان بن حنیف کے

ہمراہی بہت سے مارے گئے اور طرفین سے بتعداد کثیر اشخاص زخمی ہوئے جب لڑتے
لڑتے دونون فریق تھک گئے لاچار ہو کر صلح کی طرف جھکے۔ اس مضمون کا عہدنامہ
لکھا گیا کہ ایک شخص معتمد علیہ فریقین مدینہ کو بھیجا جاوے اور اہل مدینہ سے دریافت کرے
کہ حضرات طلحہ و زبیرؓ نے جبراً بیعت کی ہے یا خوشی سے اگر جبراً بیعت انکی ثابت ہو جاوے
تو عثمان بن حنیف بصرہ چھوڑ کر چلے جاوین اور حضرات طلحہ و زبیر بصرہ پر قبضہ کرلین
درصورت دیگر یہہ حضرات بصرہ سے باز آئین اور مع اپنے لشکر کے بصرہ سے کوچ کرین
بعد تکمیل عہدنامہ کعب بن سور (قاضی بصرہ) مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ جب
یہہ مدینہ مین داخل ہوئے جمعہ کا دن تھا لوگ انکے پاس جمع ہو گئے۔ انہون نے
اوس مجمع مین کھڑے ہو کر کہا۔ اے اہل مدینہ۔ مین اہل بصرہ کی طرف سے قاصد ہو کر
تمہارے پاس آیا ہون اور سب صاحبون سے یہہ پوچھتا ہون کہ حضرات طلحہ و زبیرؓ
نے جناب علیؓ کی بیعت بطیب خاطر راضی و خوشی سے کی ہے یا جبراً کراہت و زبردستی
و خوف جان سے۔ اسکے جواب مین جملہ حاضرین نے سکوت اختیار کیا مگر حضرت اسامہ
بن زید کھڑے ہو گئے اور کہا۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ نے جبراً بیعت کی۔ اس فقرہ کے تمام
ہوتے ہی لوگ چارون طرف سے حضرت اسامہ پر ٹوٹ پڑے اور اونکو مارنے لگے
قریب تھا کہ انکا کام تمام ہو جو صہیبؓ۔ ابوایوبؓ۔ محمد بن مسلمہؓ دوڑ پڑے اور اُسامہ
کو لوگون کے ہاتھ سے بچا کر اونکے گھر پہونچا آئے۔

کعب بن سور یہہ حال دریافت کر کے بصرہ کی جانب واپس ہوئے۔ اس واقعہ
کی خبر جناب علیؓ کو بھی پہونچی۔ آپنے عثمان بن حنیف کو خط لکھا جسکا مضمون یہہ ہے۔
طلحہ و زبیر میری خلافت سے کیا ناخوش ہوئے بلکہ مجھپر لوگونکا اتفاق کرنا اور مجھکو افضل

جانا بہی اونکو ناگوار ہوا واللہ اگر وہ مجہسے خلع خلافت چاہتے ہین تو اس خواہش ہین اونکا کوئی عذر مقبول نہین اور اگر اسکے سوا اور کچہہ چاہتے ہین تو وہ ہمکو دیکہہ لین گے اور ہم اونکو سمجہہ لین گے۔

یہہ خط عثمان بن حنیف کے پاس پہونچا۔ کعب بن سور نے بہی بصرہ مین پہونچکر زبانی حال بیان کیا۔ کعب کی واپسی پر حضرت طلحہ و زبیرؓ نے عثمانؓ کو واسطے گفتگوئے صلح اپنے پاس بلا بہیجا اور بصرہ خالی کر دینے کا پیغام دیا مگر عثمانؓ اونکے پاس نہین گئے اور حضرت علیؓ کا فرمان پاکر بصرہ خالی کرنے سے قطعًا انکار کیا۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ چند اشخاص کو لیکر اندہیری رات مین بعد نماز عشا مسجد کی طرف آے۔ یہہ لوگ عشا دیر کر کے پڑہتے تہے چنانچہ اسوقت مسجد مین نمازی جمع تہے اور اتفاقًا اوسوقت عثمان بن حنیف نے وقت معمولی سے دیر کر دی اور مسجد مین نہین آے۔ کہتے ہین کہ اوس شب آندہی پانی بشدت تہا اور تاریکی عالم گیر تہی۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ کے حکم سے عبد الرحمن بن عتاب نے آگے بڑہکر مسجد کے اندر حملہ کیا۔ مسجد مین جو لوگ تہے وہ بہی تلوارین نکالکر مقابل ہوے۔ دونون طرف سے خوب تلوار چلی اوسوقت مسجد مین چالیس آدمی تہے وہ قتل ہوے پہر ان کا کوئی مزاحم نہ رہا۔ عثمان بن حنیف کو ڈہونڈہا مگر نہ پایا آخر اونکے گہر مین گہس پڑے اور اونکو حضرت طلحہ و زبیرؓ کے پاس لے آے۔ انکے پاس پہونچتے پہونچتے عثمانؓ کا یہہ حال ہو گیا کہ انکے چہرہ پر ڈاڑہی برائے نام رہ گئی تہی باقی تمام ڈاڑہی موچہین لوگون نے نوچ ڈالین۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ کو انکی یہہ توہین دیکہکر تاسف ہوا اور جناب ام المومنین عائشہؓ کو اس حال سے خبر دی۔ آپنے حکم دیا کہ یہہ چہوڑ دئے جاوین اور بعضے کہتے ہین کہ جب عثمانؓ پکڑے گئے تو لوگ انکو جناب ام المومنین ؓ کی

خدمت مین لے گئے اور انکے باب مین حکم مناسب چاہا۔ آپنے انکے قتل کا حکم دیا۔ اسپر ایک عورت جو وہان موجود تھی بول اوٹھی مین آپ کو خدا کی قسم دلاتی ہون کہ یہہ صحابی ہین صحبت نبوی کا پاس و لحاظ فرمایئے۔ آپنے حکم دیا۔ اچھا قید کر دو۔ مجاشع بن مسعود نے کہا۔ انکو خوب مارو پھر انکی ڈاڑھی۔ موچھین۔ پلکین۔ ابرو۔ مونڈ کر چھوڑ دو چنانچہ چالیس دُرّے انکو مار کر چارا برو کا صفایا کر کے چھوڑ دیا۔ اب بیت المال پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو افسر کر دیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون۔)

دوسری روایت اس طرح ہے کہ جسوقت اہل مکہ بصرہ کے نواح مین داخل ہوی تو جناب ام المومنین عائشہؓ کی طرف سے ایک خط بنام زید بن صوحان لکھا گیا جسکا یہہ مضمون ہے۔ ام المومنین عائشہؓ زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بنام زید بن صوحان جو انکا خالص بیٹا ہے۔ **اما بعد**۔ میرا یہہ خط پاکر تم فوراً میری مدد کو پہونچو۔ اگر تم تاخیر کروگے تو لوگ حضرت علیؓ کے دباؤ سے مجھکو ذلت دینگے۔ زید بن صوحان نے اسکے جواب مین یہہ لکھہ بھیجا۔ بیشک مین آپکا خالص اور سچا بیٹا ہون بشرطیکہ آپ اس گروہ و قافلہ سے الگ ہوکر اپنے گھر جاکر بیٹھہ رہین ورنہ سب سے پہلے مین ہی آپکا مخالف ہون۔

زید بن صوحان نہایت افسوس کے ساتھہ کہتے تھے۔ ام المومنین پر خدا رحم فرمائے اونکو تو یہہ حکم تھا کہ گھر مین بیٹھی رہین اور ہمکو جہاد و قتال اور گھر سے باہر نکلنے کا حکم ہوا تھا مگر افسوس قضیہ برعکس ہوگیا۔ ام المومنین نے اوس حکم کو ترک کیا اور ہمارے واسطے وہ حکم تجویز کیا (یعنی خانہ نشینی) اور جو کام ہمارا تھا وہ خود کرنے لگین اور ہم کو اس (جہاد) سے منع کر دیا۔

جسوقت اہل مکہ بصرہ مین داخل ہوے ہین اوسوقت یہان کے عامل عثمان بن حنیف تھے جب انسے اور اہل مکہ سے مخاصمت ہوئی تو زید بن صوحان نے اہل مکہ سے دریافت کیا عثمان بن حنیف تو تمہارے یار و معین ہین انسے کیون ناخوش ہو۔ جواب دیا ہم انکو اہل امارت نہین پاتے اور ہمارے ساتھ جس طرح یہہ پیش آے معلوم ہے۔ زید نے کہا مجھکو عثمان بن حنیف نے حکم دیا ہے کہ حضرت علی کی خدمت مین تمہارے آنے کی اطلاع بذریعہ خط کردون اور تاوقتیکہ وہان سے جواب نہ آوے مین امامت کرتا رہون اہل مکہ زید سے باز رہے اور انہون نے دارالخلافت کو خط لکھہ بہیجا۔ اس کے بعد دو یا تین دن گذرے تھے کہ لوگ عثمان بن حنیف پر حملہ کر بیٹھے۔ جب عثمان بن حنیف کو قید کر لیا تو طلحہ و زبیر بصرہ مین داخل ہوے اور لوگون کو جمع کر کے کہا۔ اے اہل بصرہ توبہ گناہ کے لیے ہے۔ ہم لوگون نے چاہا تھا کہ جناب امیرالمومنین عثمان ذی النورین کی نسبت جو شکایات عام لوگونکی تھین اوس سے آپکو بری الذمہ کر دین مگر اس درمیان مین کمینے بلوائیون نے بلوہ کر کے آپکو شہید کر ڈالا۔ حاضرین نے حضرت طلحہ کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ کے خطوط تو ہمارے پاس اسکے خلاف آتے تھے۔ حضرت زبیر نے جواب دیا۔ ہم نے یقیناً ایسے خط نہ لکھے ہونگے۔ اس فقرہ کو ختم کر کے حضرت عثمان ذی النورین کی شہادت کا واقعہ بیان کیا اور حضرت علی کی شان مین اسی واقعہ کے متعلق تہمت لگانا شروع کیا۔ ایک شخص بنی عبدالقیس سے اوٹھہ کھڑے ہوے اور کہا۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہین مجھکو کچھہ عرض کرنا ہے۔ حضرت زبیر خاموش ہو گئے۔ اوسنے کہا۔ اے حضرات مہاجرین۔ آپ وہ لوگ ہین جنہون نے سب سے پہلے دعوت اسلام قبول کی اور اس فضیلت مین آپ اورونسے بڑہے رہے۔ آپکے بعد اور لوگ

اسلام مین داخل ہوے۔ بعد وفات حضور سرور کائنات اپنے مین سے ایک شخص کے ہاتہہ پر بعیت کی اور اونکو اپنا خلیفہ بنا لیا۔ آپنے ہم لوگونین سے کسی سے مشورہ نہ لیا مگر ہم آپکے انتخاب خلیفہ پر راضی ہوے اور اونکو اپنا امیر وحاکم تسلیم کرلیا۔ خداوندتعالے نے اونکی امارت کو مسلمانونکے واسطے برکت کا سبب کیا۔ پھر وہ خلیفہ اول جسوقت رحلت فرما ہوے آپنے ایک اور شخص کو اپنی راے و تجویز سے بغیر اسکے کہ ہم سے مشورہ لین اپنا خلیفہ بنا لیا۔ ہم اسپر بہی راضی رہے اور اونکی خلافت و امارت بخوشی خاطر قبول کی۔ جب دوسرے خلیفہ نے بہی وفات پائی تو چہ آدمیونکے مشورہ پر امر خلافت رہا اور آپ لوگون نے بغیر ہمارے مشورہ کے جناب عثمان رضہ کے ہاتھہ پر بعیت کی پھر آپ ہی لوگ اونسے بد دل ہوے اور بغیر صلاح ہمارے اونکو قتل کیا اب حضرت علی رضہ کی بعیت کرلی اس مین بہی ہمسے کچہہ نہ پوچہا مگر ہم ان دونون امیرونکی امارت کے منکر نہ ہوے اور جو کچہہ آپ لوگون نے کیا ہر طرح جائز وگوارا رکہا۔ اب کیا ہو گیا کہ حضرت علی رضہ سے بہی ناراض ہو کر اونسے لڑائی پر آمادہ ہو گئے ہو۔ کیا اونہون نے مال غنیمت خود لے لیا اور آپ کو اوسمین سے کچہہ نہ دیا یا کوئی ناحق کارروائی اونسے ظاہر ہوئی جسکی وجہ سے آپنے یہہ قصد کیا ہے یا کسی فعل ناجائز کے مرتکب ہوے ہین کہ جس سے استحقاق خلافت باطل ہو گیا پھر اسپر بہی بس نہین بلکہ ہمکو بہی اپنے ساتھہ لیا چاہتے ہو اور ہم سے شرکت کی درخواست ہے۔ یہ کیا بات ہے ذرا ہم کو بہی تو معلوم ہو۔ حضرت طلحہ رضہ و زبیر رضہ کے ہمراہی اس شخص پر ٹوٹ پڑے اور قتل کرنا چاہا مگر اوسکے ہم قوم حمایت پر اوٹھہ کھڑے ہوے اور اسوقت انکے ہاتھہ سے بچا لیا۔ دوسرے دن موقع پا کر اہل مکہ نے پھر اوس شخص عبدی پر حملہ کیا

اوسکے سب ساتھیونکو گھیر لیا۔ آخر ایک دم سے ستر آدمی اونمین سے مارے گئے
اسکے بعد حضرت طلحہؓ و زبیرؓ عثمان بن حنیفؓ کو گرفتار کرکے بصرہ مین مقیم رہے
بیت المال پر انکا قبضہ تھا۔ مجلس انکے تحت مین تھا۔ اکثر اہل بصرہ انکے مطیع ہو گئے
اور جو انکی رفاقت سے علیحدہ تھے وہ چپ رہے۔

عثمانؓ بن حنیف پر جو کچھ گذری اسکی خبر حکیم بن جبلہ کو جب پہونچی تو کہا۔ اگر
مین عثمانؓ کی مدد نہ کرون تو خدا سے بالکل نڈر ہون۔ یہہ کہکر عبد القیس اور ربیعہ کا
ایک گروہ ساتھ لیکر عثمانؓ کی کمک کو دار الرزق کا قصد کیا۔ اس گھر مین غلہ بھرا
تھا حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا ارادہ تھا کہ یہہ غلہ نکالکر اپنی جماعت پر تقسیم کر دین
چنانچہ اسی غرض سے وہ بھی اسوقت یہان آے تھے۔ ان دونون مین ملاقات
ہوئی۔ ابن زبیرؓ نے حکیم سے پوچھا۔ تم یہان کسواسطے آے ہو۔ حکیم نے کہا۔ ہم کچھہ
غلہ لینے آے ہین اور ہماری یہہ خواہش ہے کہ آپ عثمانؓ کو چھوڑ دین وہ دار الامارت
مین رہین اور حسب صلحنامہ ہمارے اور آپکے تا آنے جناب علی کسی قسم کی حجت و
تکرار نہو۔ قسم خدا کی اگر اسوقت ہمارے پاس کافی مدد ہوتی تو ہم آپ کی زیادتی
پر ہرگز صبر نہ کرتے بلکہ جسقدر آپنے ہمارے آدمی قتل کر ڈالے ہین ہم آپ سے اسکا
بدلہ لیتے۔ چونکہ آپنے ناحق مسلمانونکو قتل کیا لہذا آپ لوگونکا بھی خون بہانا
اب روا ہو گیا ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ آپ لوگ غضب الٰہی سے بالکل نہین
ڈرتے۔ فرمائیے تو سہی کہ وہ کون سی حجت اور حیلہ شرعی ہے جس سے آپ
حرام خون کو حلال سمجھتے ہین۔ ابن زبیرؓ نے جواب دیا۔ امیر المومنین جناب عثمان غنیؓ
کے خون کے بدلے مین۔ حکیم نے کہا۔ تو کیا جن لوگونکو آپنے قتل کیا وہ حضرت عثمانؓ کے

قاتل تھے۔ آپکو عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیئے۔ ابن زبیرؓ نے اسکا کچھ جواب نہ دیا
اور یہہ کہا۔ ہم تمکو اس غلہ سے کچھ نہ دینگے اور نہ ہم عثمان بن حنیف کو چھوڑینگے
تاوقتیکہ جناب علیؓ خلافت کو ترک کردین۔ حکیم بولے۔ خدایا! تو حاکم عادل ہے
ہمارا انکا انصاف تیرے ہاتھ ہے۔ پھر اپنے ہمراہیونسے کہا۔ اب مجھکو ان لوگونسے
لڑنے مین کوئی شک نہین رہا جس کسی کو شک ہو وہ واپس جاوے۔ اتنا کہہ کر
حکیم بن جبلہ آگے بڑھے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ بھی خبر پاتے
ہی اپنی جماعت کے ساتھ مقام جنگ مین آپہونچے۔ حکیم نے اپنے گروہ مین چار
سپہ سالارونکو جنگ کا ذمہ دار بنایا۔ خود حضرت طلحہؓ کے مقابل ہوا۔ ذریح کو
زبیر کے مقابل۔ ابن المحترش کو عبدالرحمن بن عتاب کے اور حرقوص بن زہیر کو عبدالرحمن
بن حارث بن ہشام کے مقابلہ پر مقرر کردیا۔

حضرت طلحہؓ نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ اہل بصرہ جن سے ہم خون کے طالب ہین
ہمارے واسطے جمع ہوگئے۔ خدایا! انمین سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھنا۔ اب لڑائی
نہایت تیزی سے شروع ہوگئی۔ حضرت طلحہؓ تین سو آدمیونکے ساتھ حملہ آور
ہوئے۔ حکیم میدان جنگ مین تیغ زنی کر رہے تھے ناگاہ ایک شخص نے ایک ہاتھ
تلوار کا انکے پائون پر ایسا مارا کہ وہ کٹکر جدا ہوگیا اور حکیم سُرین کے بھل گر پڑے
پھر سنبھلکر اپنا کٹا ہوا پائون اوس شخص کے ایسا تاک کر مارا کہ وہ گر پڑا۔ یہہ جست
کرکے اوسکے پاس پہونچے اور تلوار سے قتل کردیا پھر بوجہ زخمی ہونے کے اوس
مردہ لاش سے تکیہ لگا کر بیٹھ رہے۔ انکے ہمراہی انکو اوٹھا لیگئے۔ پھر بھی یہ ایک
ہی پائون پر کھڑے رہے چارون طرف تلوار چل رہی تھی اور یہہ کھڑے ہوئے

طلحہؓ و زبیرؓ کو برا کہہ رہے تھے ناگاہ کسی نے پکار کر کہا۔ اب تم نے اپنے اعمال بد کا بدلہ پایا۔ جب مصیبت پڑی تو گھبراتے ہو یہہ وہی خدا کا عذاب ہے جیسا تم نے اپنے امام مظلوم کے ساتھہ کیا اور جماعت اسلام مین تفرقہ ڈالا۔ اب تم بہی مزہ چکہہ لو اس معرکہ مین بہت سے آدمی حکیم کی طرف کے کام آے۔ حکیم بن جبلہ بہی مارے گئے انکو یزید بن اسحم نے قتل کیا اور بعضے کہتے ہین کہ انکا قاتل ضخیم نامی ایک شخص ہے۔ حکیم کی لاش انکے قاتل یزید بن اسحم اور حکیم کے بہائی کعب کی لاشون کے درمیان ملی۔ حکیم کا لڑکا اشرف اور دوسرا بہائی رعل بن جبلہ بہی مارا گیا۔ حکیم کے مارے جانے کے بعد عثمان بن حنیف کو بہی لوگون نے قتل کرنا چاہا مگر انہون نے کہا۔ میرا بہائی سہل مدینہ مین ہے۔ یاد رکھو اگر مجہکو قتل کروگے تو وہ میرا بدلہ تمسے لیگا۔ لوگون نے انکو چہوڑ دیا اور یہہ مدینہ کی طرف روانہ ہوے۔ ذریح مع اپنے ہمراہیون کے مارے گئے۔ پہر منادی نے ندا کی۔ جسکے پاس گروہ قاتلین جناب عثمانؓ مین سے کوئی شخص ہو وہ لاکر حاضر کرے چنانچہ یہہ لوگ لاے گئے اور سب قتل کر دیئے گئے صرف ایک حرقوص رہ گئے اہل مکہ نے قتل وقید کرتے ہوے انکا تعاقب کیا مگر انکی قوم بنی سعد نے روکا۔ حرقوص بہی منجملہ قاتلین حضرت عثمانؓ تھے انکے نہ دینے سے اہل مکہ غضبناک ہوے اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اس عرصہ مین حرقوص کو حوالہ کر دین اسپر بنی سعد کو شاق گذرا اور حرقوص کو نہ دیا۔ عبد القیس بہی اس بات پر بگڑ گئے کہ بعد جنگ کے لوگ پکڑ پکڑ کر کیون قتل کیے گئے۔

بعد خاتمہ جنگ کے حضرت طلحہ و زبیرؓ نے لوگون کو بیت المال سے انعام تقسیم کیا

جو انکے خاص مطیع و فرمانبردار تھے اونکو کچھہ زیادہ دیا۔عبد القیس و ربکر بن وائل ناخوش ہوکر انکی جماعت سے نکل گئے۔بیت المال پر قبضہ کرنا چاہا مگر اور لوگ مانع ہوے پہر بھی جو کچہہ ہاتہہ آیا لیکر چلتے ہوے اور بصرہ سے نکلکر بانتظار تشریف آوری جناب علی مرتضی رض راہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔

حضرات طلحہ و زبیر رض نے اہل شام کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور جناب عائشہ صدیقہ رض کی طرف سے اہل کوفہ۔اہل یمامہ و اہل مدینہ کو بھی اس حال سے آگاہ کیا اور حضرت عثمان رض کے قاتلین سے بدلہ لینے کی ترغیب و راپنے ساتہہ شریک ہوکر اس کام کی پورا کرنیکی تاکید بلیغ کی۔اسی مضمون کے خطوط بھی لکھکر روانہ کیئے گئے۔یہہ واقعہ اواخر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ مین جب پانچ راتین ماہ مذکور کی باقی تہین واقع ہوا۔

اسکے بعد اہل بصرہ نے حضرات طلحہ و زبیر رض کی بیعت کر لی۔بعد انعقاد بیعت حضرت زبیر رض نے فرمایا۔اگر ایک ہزار سوار میرے ساتہہ ہون تو مین آگے بڑہکر حضرت علی پر حملہ کرون۔مگر کسی نے سماعت نہ کی۔آپنے کہا۔یہہ وہی فتنہ ہے جسکی خبر ہمکو پہلے سے دی گئی تہی۔اسپر آپکے ایک غلام نے کہا۔آپ اس ہنگامہ کو فتنہ سمجھتے ہین اور پہر دیدہ و دانستہ جنگ مین شریک ہین۔جواب دیا۔ہم خوب دیکھتے اور جانتے ہین اور اسپر کیا موقوف ہے ہمنے ہر کام ہونے والیکو معلوم کر لیا اور یہہ بھی جان لیا کہ ہمارا قدم اس کام مین فلان موضع پر ہوگا البتہ اس کام کا انجام معلوم نہین کہ کیا ہونا ہے

علقمہ بن وقاص لیثی کہتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت ام المومنین عائشہ رض۔طلحہ رض زبیر رض نے خروج کیا ہے مین حضرت طلحہ رض کو دیکھتا تھا کہ وہ اکثر تنہائی مین سرنگون عالم تفکر مین خاموش بیٹھے رہتے تہے اور خلوت اونکو بہت پسند تہی۔مین نے پوچھا۔ای ابو محمد

کیا وجہ ہے کہ آپ کو تنہائی پسند ہے اور اکثر سوچ مین رہتے ہین۔ اگر آپ کے نزدیک یہ جنگ و جدال مکروہ ہے تو آپ گھر بیٹھین۔ آپنے جواب دیا۔ اے علقمہ ہم سب ایک وقت مین اپنے دشمنونکے حق مین ایک قوی ہاتھہ تھے۔ اب (باہمی نزاع سے) دو پہاڑ مضبوط وسخت لوہے کے ہوگئے اور آپس مین ایک دوسرے کا خواہان ہوگیا۔ مجھسے جناب امیر المومنین عثمانؓ کے حق مین جو کچھہ کمی و قصور نصرت و اعانت مین واقع ہوا اب اوسکی تو یہی ہے کہ طلب قصاص خون حضرت عثمانؓ مین میرا خون بھی زمین پر گرے مین نے کہا۔ اگر آپکا یہہ قصد ہے تو اپنے بیٹے محمد کو گھر واپس کیجیے۔ آپ صاحب زمین و جائداد و اہل و عیال ہین خدا نخواستہ اگر آپ جنگ مین کام آے تو یہہ آپ کی جگہہ قائم رہینگے۔ جواب دیا۔ تم اونکو روکو اور لڑائی سے پھیر کر مکان کو بھیجدو۔ مین محمد بن طلحہؓ کے پاس آیا اور کہا۔ تمہارا گھر رہنا مناسب ہے۔ مبادا تمہارے والد کو چشم زخم زمانہ پہونچے تو تم بجاے اونکے گھربار کے محافظ و نگران رہوگے۔ محمد نے جواب دیا۔ مجھے یہہ کب پسند ہے کہ والد بزرگوار جان دینے جاوین اور مین آرام گھر پر رہون۔ جب اونکا حال معلوم نہو تو آنے جانے والونسے پوچھتا پھرون کہ اہل قافلہ کیسے ہین۔

روانگی جناب علیؓ جانب بصرہ

ہم اوپر لکھہ آے ہین کہ جسوقت اہل مکہ کا قصد اہل مدینہ کو معلوم ہوا اور جناب علی مرتضیٰ بھی اہل مکہ کے ارادہ پر مطلع ہوے تو آپنے شام کا عزم فسخ کرکے انکی جانب توجہ فرمائی۔ اس کام کے واسطے اکابر و اشراف مدینہ کو جمع کرکے بعد حمد و ثنا کے فرمایا۔ اب لوگونکی حالت درست نہ ہوگی تاوقتیکہ اونسے وہی معاملہ سابق والا جس سے وہ

صلاح پذیر ہوے ہین نہ کیا جاوے یہ راہ راست پر نہ آوینگے لہذا اصحاب خدا وند تعالےٰ سے مدد چاہین وہ مددگار اور ہمارا معین و ناصر ہے وہ سب کام درست کر دے گا اہل مدینہ نے جب آپکا قصد جنگ کی جانب دیکھا ابتدا ئً بمقابلہ حضرات ام المومنین صدیقہؓ طلحہؓ۔ زبیرؓ خروج کرنا شاق گذرا۔ زیاد بن حنظلہ تمیمی یا حنظلہ لوگونکو سست دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوے سب کے سامنے اپنی مستعدی ظاہر کی اور جناب علیؓ سے کہا اور لوگونکو خروج کرنا ناگوار ہے تو کیا مضائقہ وہ نہ جاوین مین آپ کے ہمراہ رکاب ہون اور جان دینے کو حاضر۔ انکے اوٹھتے ہی دو اصحاب جلیل القدر جو انصار مین ذی عزت و عالی مرتبہ تے ابو الہیثم بن تیہان بدری و خزیمہ بن ثابت آپ کی رفاقت پر مستعد ہو گئے بعض روایات مین ابو قتادہ انصاریؓ بھی ہین۔

امام شعبی کا بیان ہے کہ اس فتنہ مین بجز چہ اصحاب اہل بدر کے ساتوان بدری شریک نہین ہوا سعید بن زید کا قول ہی کہ کوئی عمل خیر ایسا نہین جسکو چار صحابہ آنحضرتؐ ملکر کرین اور اوس مین جناب علیؓ ایک نہ ہون۔

مروی ہے کہ حضرت ابو قتادہ انصاریؓ نے کہا۔ اے امیر المومنین۔ آنحضرت صلعم نے یہ تلوار اپنے مبارک ہاتہ سے میرے گلے مین ڈالی تہی۔ مین نے اسکو عرصہ تک نیام مین رکہا ہے اب اسکے نکلنے کا وقت آگیا اور آپکے مخالفین پر چلنا چاہتی ہے مین چاہتا ہون کہ آپ مجھکو سب سے پہلے اوس طرف روانہ کرین چنانچہ آپ نے اونکو پہلے ہی سے بہیجدیا۔

ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے بہی فرمایا۔ امیر المومنین میرے چلنے مین خدا کی نافرمانی کا خوف ہے اور شاید آپ کو بہی میرے ہمراہ چلنے سے انکار ہوگا ورنہ مین آپ کے ساتھ

ضرور چلتی یہہ میرا چچیرا بھائی جو مجھکو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے آپ کے ہمراہ رکاب جاویگا
اور معرکون مین لڑیگا چنانچہ یہہ صاحب جناب علیؓ کے ہمراہ ہوے اور اس جنگ مین ساتھہ
رہے بعد اسکے آپنے اونکو بحرین کا عامل مقرر کردیا پھر اونکو معزول کر کے بجاے اون کے
نعمان بن عجلان دورقی (زرقی) کو مامور فرمایا۔

جناب علی مرتضیٰؓ نے قبل روانگی خود مدینہ پر حضرت تمام ابن عباسؓ اور بروایت
بعض سہیل بن حنیفؓ کو اور مکہ پر قثم بن عباسؓ کو مامور فرمایا اور اخیر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ
مین اوس لشکر کے ساتھہ جسکو شام کے واسطے مرتب کیا تھا بصرہ کی طرف روانہ ہوی
کوفیون اور بصریون کے نوسو آدمی اور اہل مدینہ بھی بخوشی خاطر ہمراہ رکاب ظفر انتساب
آپکے لشکر مین تھے۔ آپکا قصد تھا کہ اہل مکہ کو حتی الامکان اونکے ارادہ سے روکین اور
جدال وقتال سے باز رکھین۔ مدینہ منورہ سے نکلکر کچھہ دور پر حضرت عبداللہ بن سلام
آپکو مل گئے اور آپکے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا۔ امیرالمومنین۔ مدینہ سے نکلکر باہر نہ جاوین
واللہ اگر آپ چلے جائین گے تو مسلمانونکا امیر یہان پھر لوٹ کر نہ آویگا۔ لوگ عبداللہ بن
سلام کی طرف گالیان دیتے ہوے جھپٹ پڑے لیکن آپنے فرمایا۔ ہین۔ ہین۔ جانے دو
یہہ جناب رسول خدا کے صحابی اور اچھے آدمی ہین۔ الغرض اس مقام سے آگے بڑھے۔
ربذہ پہونچے تو یہہ خبر آئی کہ طلحہ وزبیرؓ بصرہ مین داخل ہوگئے۔ آپنے اس مقام پر قیام
کیا اور جو کچھہ احکام جاری کرنا تھے صادر فرماے۔

اس اثنا مین جناب امام حسنؓ آگئے اور مدینہ سے بصرہ کی طرف خروج کرنے اور آپکا
کہنا نہ ماننے پر اس طرح نصیحت کی۔ اے پدر بزرگوار مین نے بارہا آپسے عرض کیا مگر
آپنے کبھی میرے معروضہ پر توجہ نہ فرمائی۔ خدانخواستہ نصیب اعدا آپکی جان کو صدمہ

پہونچے تو اوسوقت کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ بیٹا تمہاری عادت ہے کہ ذراسی بات مین گھبراجاتے ہو اور عورتونکی طرح رونے لگتے ہو۔ تم نے کون سی بات مجھسے کہی جو مین نے اوسکو نہ مانا۔ جناب امام نے عرض کیا۔ مین نے حضرت عثمان کی محاصرہ کی دن آپسے عرض کیا تھا کہ آپ اسوقت مدینہ سے باہر چلے جاوین آپ کی موجودگی مین انکا قتل ہونا خوب نہین پھر جس دن وہ شہید ہوگئے مین نے آپ کی خدمت مین درخواست کی تھی کہ ان لوگونکی بیعت قبول نہ فرمایئے تاوقتیکہ اطراف وممالک اسلامیہ وعرب کے قاصد آپکے پاس حاضر نہ ہون آپ بیعت سے انکار رکھین۔ لیکن آپنے میری التماس قبول نہ فرمائی بعد اسکے جب ام المومنین عائشہؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ نے خروج کیا تو مین نے یہ التجا کی کہ باواجان۔ آپ گھر بیٹھے رہین یہانتک کہ انکی شورش دفع ہو کر ملک مین امن ہوجائے کیونکہ جو فساد ہونے والا ہے آپکے ہاتھ پر نہو اور آپ ہر طرح اس الزام سے الگ رہین مگر افسوس آپنے اسپر بھی کچھ خیال نہ فرمایا۔

جناب علیؓ نے فرمایا۔ نور چشم۔ محاصرہ وشہادت کے وقت جو تمنے مدینہ سے نکل جانیکی مجھکو رائے دی تھی بیشک تمہاری وہ رای صائب تھی اور میرے حق مین بھی مناسب تھا لیکن مین بےبس تھا۔ لوگون نے مجھکو بھی تو گھیر لیا تھا جیسا عثمانؓ کو مین جاتا تو کہان اور کس طرح۔ بیعت کے بارہ مین جو تمنے منع کیا تھا اوسکی یہہ وجہ ہوئی کہ مین نے خیال کیا اگر بیعت نہین لیتا ہون تو یہہ کام مسلمانونکا ضائع ہوا جاتا ہے اور ارباب حل وعقد چونکہ اہل مدینہ ہین جب وہ میری بیعت پر راضی ہوگئے تو پھر مجھکو تاخیر کی کوئی وجہ نہ تھی بعد وفات جناب سرور کائنات کے سب لوگون نے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی مین نے بھی کرلی پھر جب جناب صدیقؓ رحمت الٰہی سے واصل ہوے حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر

بیعت ہوئی اور مین نے بہی قبول کی بعد ازان جناب عمرؓ بہی رحمت ایزدی سے جا ملے
مین بہی ارباب شوریٰ مین تہا لوگون نے حضرت عثمان کی بیعت پسند کی مین بہی اونمین تہا
اور بلا تامل بیعت کرلی پہر بلوائیون نے حضرت ذی النورینؓ کو بلوہ کرکے شہید کرڈالا
اور اہل مدینہ نے بخوشی خاطر بلا اکراہ واجبار میرے ہاتہہ پر بیعت کی پہر مجہکو کیا عذر تہا
اب مین اوس شخص سے ضرور لڑونگا جو میری مخالفت کریگا اور اپنے ساتہہ مطیع وفرمانبردار
لوگونکو لیجاؤنگا اور مخالفین کی سرکوبی قرار واقعی کرونگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم
صادر کرے اور وہ سب حاکمونمین بہتر حکم کرنے والا ہے۔ اپنے اس قول کا (کہ مین طلحہ
وزبیرؓ کی نسبت سکوت کرکے گہر بیٹہہ رہون اور اونپر خروج نہ کرون) بہی جواب سن لو کہ اگر
مین تمہارے کہنے پر عمل کرون توکس طرح کام چلے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ مین مثل اوس کفتار
کے ہو جاؤن جسکو لوگ ہر چہار طرف سے بہٹ مین گہیر لین اور یہہ کہا جاوے کہ کفتار
یہان نہین ہے مگر جب لوگ اوسکو زخمی کردین تو وہ جان بچاکر نکل بہاگے۔ کیا مین بہی
خاموش رہکر اپنی حالت اس ذلت وخواری کو پہونچا دون اور جو کام میری ذات سے
متعلق ہین اگر مین اونمین نہ پڑون اور اپنے فرائض منصبی کو نہ انجام دون تو کون شخص
وہ کام کریگا۔ صاحبزادہ۔ تم اس خیال سے درگذرو اور مجہکو میرے حال پر چہوڑ دو۔
حضرت امام حسنؓ یہہ جواب پاکر خاموش ہو رہے۔ پہر جناب علی مرتضیٰؓ نے ربذہ سے محمد بن
ابی بکرؓ اور محمد بن جعفرؓ کو کوفہ کی طرف روانہ فرمایا اور اونکو حکم دیا کہ لوگونکو لڑائی کے
واسطے جمع کرکے ادہر روانہ کرین اور اہل کوفہ کے نام یہہ خط لکہا۔ مین تمکو دیگر اہل بلاد پر
ترجیح دیتا ہون اور تم کو پسند کرتا ہون جب کسی حادثہ مین مجہکو ضرورت ہوئی تم لوگونسے
اعانت چاہی۔ اب اسوقت میرا ساتہہ دو اور خدا کے دین کے مددگار ہو کر جلد ہمارے

پاس چلے آؤ۔ہماری نیت اصلاح امت سے ہے فتنہ وفساد ونزاع باہمی دفع کرکے سب مسلمان جیسے سابق مین ایک دوسرے کے بہائی تہے اب بہی ویسے ہی ہوجاوین۔

یہہ دونون صاحب کوفہ کو سدہارے اور جناب علی مرتضیٰؓ ربذہ مین مقیم رہے۔ مدینہ منورہ سے دیگر سامان حرب ہتہیار وجانور وغیرہ جو کچہہ درکار تہا منگوالیا۔پہر آپنے کہڑے ہوکر یہہ خطبہ پڑہا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اسلام سے ہمکو عزت دی اور ہمارا مرتبہ بلند کیا اسی کی برکت سے ہمکو باہم بہائی بہائی بنا دیا۔اسی کی بدولت ذلت و قلت کے بعد ہمکو عزت وکثرت عطا فرمائی۔ہم سے باہمی بغض۔حسد۔کینہ۔دور کردیا۔ جبتک خدا نے چاہا اوسکے بندے اسی راہ پر چلتے رہے۔اسلام اونکا دین حق اونکے اندر اور کتاب اللہ اونکی رہبر وامام۔یہہ حالت ہماری اوسوقت تک رہی کہ مفسدون نے باغواے شیطان جناب عثمانؓ کو شہید کرڈالا۔خبردار ہوجاؤ۔اب وہ وقت آگیا ہے کہ امت محمدیہ مین اختلاف واقع ہوا ور مثل پہلی اُمتون کے اسکے بہی متعدد فرقے ہوجاوین۔ہم خدا سے ایسے برے آنیوالے وقت سے پناہ مانگتے ہین اور ایسا زمانہ ضرور ہونے والا ہے۔آگاہ رہو۔یہہ امت تہتر فرقے ہوجاویگی۔ان سب فرقونمین بدتر فرقہ وہ ہوگا جو میری طرف اپنے کو نسبت کرینگے مگر اونکے اعمال میرے اعمال کے خلاف ہونگے۔مین نے ایسے لوگونکو پایا ہے اور خود دیکہا ہے۔تم لوگ اپنے دین کو لازم پکڑو اور میری راہ پر چلو کیونکہ یہی راہ تمہارے نبی کی ہے اور اپنے رسول کی سنت کے متبع رہو اور جو امر مشکل یا مشتبہ پیش آے اوس سے اعراض کرو اور ایسے امر کو قرآن شریف پر پیش کرو اوسمین اسکا حکم دیکہو۔پس جسکو قرآن بتلاوے اوسپر عمل کرو اور جسکا وہ انکار کرے اوسکو چہوڑ دو اور اپنے اللہ کو مالک وپروردگار مانو اور

اسلام کو اپنا دین جانو۔ محمد صلعم کو اپنا نبی و رسول اور قرآن شریف کو امام اور حکم کرنے والا اپنا تو۔ جب آپ یہہ خطبہ ختم کر چکے اور ربذہ سے آگے روانگی کا ارادہ فرمایا تو آپکے لشکر کو آپکا قصد معلوم ہو گیا۔ ابن رفاعہ بن رافع نے کہا۔ اے امیر المومنین۔ آپکا کیا ارادہ ہے اور ہمکو کہان لے جائیگا۔ فرمایا۔ ہمارا قصد اور نیت تو اصلاح ہی بشرطیکہ وہ کہنا مان گئے اور ہمارا حکم قبول کیا۔ ابن رفاعہ بولے۔ اگر وہ ہمارے کہنے مین نہ آے تو کیا کیجئے گا۔ فرمایا۔ ہم اونکے عذر پرا ونکو چھوڑ دینگے۔ اونکا حق اونکو ادا کر دینگے اور صبر کرینگے۔ پھر پوچھا گیا۔ اگر اسپر بہی وہ راضی نہ ہوے تو کیا علاج۔ فرمایا جبتک وہ ہمکو چھوڑے رہین گے ہم بہی اونسے متعرض نہونگے۔ سوال کیا گیا۔ اگر وہ ہمارا پیچھا نہ چھوڑین تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا۔ اس صورت مین ہم اپنے کو اونسے بچاوینگے۔ عرض کیا گیا۔ بہت خوب۔ آپکا فرمانا منظور ہے۔ پھر حجاج بن غزیہ انصاری نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیر المومنین۔ ہم آپ کو اپنے کام سے خوش کرینگے جسطرح قول سے راضی رکھا ہے۔ واللہ۔ ہم اللہ کی نصرت کرینگے جس طرح اوسنے ہمارا نام انصار رکھا ہے۔

ابہی آپ ربذہ ہی مین تہے کہ طے کی ایک جماعت آپکی طرف آتی ہوئی نظر آئی۔ کسی نے کہا انمین سے بعض لوگ اس غرض سے آے ہین کہ آپکی ہمراہی مین جنگ پر جاوین اور بعضے محض سلام کرنے۔ فرمایا۔ خدا دونونکو جزاے خیر عطا فرماوے۔ بیٹھے رہنے والونپر مجاہدین کو فضیلت ضرور ہے۔ جب وہ لوگ آپکی خدمت مین حاضر ہوے آپ نے فرمایا۔ تم کس کام پر ہمارے ساتھہ ہوگے۔ جواب دیا گیا۔ جو کام آپ چاہین ہم جان و دل سے اوسکے لئے حاضر ہین۔ ارشاد ہوا۔ خدا تمکو جزاے خیر دے۔ تم

لوگون نے بہنسی خوشی اسلام قبول کیا۔ مرتدون سے جہاد کیا۔ اپنے مال وصدقات مسلمانونکو دیئے۔ اوس جماعت مین سے سعید بن عبید طائی بولے۔ امیر المومنین بعض ایسے ہین کہ اپنے دلی حالات زبان سے ظاہر کرسکتے ہین مگر خدا کی قسم میرے پاس ایسی زبان نہین کہ اپنے دلی خیالات آپکے حضور بیان کرسکون تاہم کوشش کرتا ہون اور اللہ سے توفیق چاہتا ہون کہ کچھ عرض کرون مین ظاہر و باطن آپ کی خیرخواہی کرونگا ہر معرکہ مین جان نثاری کو حاضر ہون جسقدر آپکا حق اپنے ذمہ واجب جانتا ہون آپکے ہم عصر کسی دوسرے کا حق اسقدر نہین مانتا کیونکہ آپکو فضیلت اور آنحضرت صلعم سے شرف قرابت حاصل ہے۔ آپنے فرمایا۔ شاباش جزاک اللہ۔ رحمک اللہ جو تمہارے دل مین تھا خوب ظاہر کردیا سعید بن عبید جنگ جمل مین آپکے ساتھ تھے بعدہ ہر جگہہ رفیق رہے بالآخر جنگ صفین مین شہید ہوے۔

اب جناب علیؓ مع لشکر کے ربذہ سے روانہ ہوے مقدمۃ الجیش پر ابولیلیٰ ابن عمر والجراح تھے۔ علم لشکر محمد بن الحنفیہؓ کے پاس تھا اور آپ ایک سرخ اونٹ پر سوار تھے ایک کمیت گھوڑا آپ کی سواری کا کوتل ہمراہ تھا۔ فید مین پہونچکر قیام کیا۔ اس مقام پر قبیلہ اسد اور بنی طے کی دوسری جماعت آپکے پاس حاضر ہوئی اور ہمراہ رکاب چلنے کی درخواست کی۔ آپنے فرمایا۔ تم اپنے اقرار پر ثابت قدم رہو۔ فی الحال مہاجرین میرے ساتھ کافی ہین۔

اسی منزل پر ایک شخص کوفہ کا ملا آپنے نام پوچھا۔ کہا۔ عامر بن مطر شیبانی۔ فرمایا۔ اہل کوفہ کی خبر سناؤ۔ اوسنے کچھ حال بیان کیا۔ استفسار کیا۔ ابوموسیٰؓ کا کیا قصد ہے۔ کہا۔ اگر آپ صلح کرینگے تو ابوموسیٰ آپکے ساتھ ہین اور جو لڑائی کا قصد ہو

تو وہ اسکے ساتھ نہین۔ آپنے فرمایا۔ بخدا سے لائیرال مین بجز صلح کے اور کچھ نہین چاہتا ہان اگر نہ مانین گے تو مجبوری ہے۔

پھر فید سے چلکر ثعلبیہ مین قیام ہوا یہان عثمان بن حنیفؓ پر جو کچھ گذرا تھا معلوم ہوا۔ آپنے اپنے ہمراہیون سے یہہ حال بیان کیا اور فرمایا۔ خداوندا! جس بلا مین طلحہ و زبیرؓ مبتلا ہوے ہین مجھکو اوس سے معاف رکھنا۔

جب اسادمین پہونچے تو حکیم بن جبلہ اور قاتلین جناب عثمانؓ کی سرگذشت سُنی اور فرمایا۔ اللہ اکبر۔ کیا اگر طلحہ و زبیرؓ نے بدلے لیا تو اب مجھکو اس جھگڑہ سے نجات ہو جاویگی۔

یہان سے آگے بڑہے تو ذی قار پہونچے۔ اس مقام مین عثمان بن حنیفؓ آکر ایسے ملے انکے منہ پر ایک بال بہی نہ تھا اور بعضے کہتے ہین یہہ ربذہ مین ملے تھے۔ عثمان بن حنیفؓ نے اپنا چہرہ دکہلا کر کہا۔ امیرالمومنین نے مجھکو مونچھون۔ ڈاڑہی والا بصرہ پر عامل کرکے بہیجا تہا اب مین حضور مین امرد بنکر آیا ہون۔ آپنے فرمایا۔ تمکو اسکا اجر اور نیکی ملیگی۔ لوگون نے اس سے قبل دو صاحبونکو خلیفہ کیا اون صاحبون نے کتاب و سنت کے ساتھ عمل کیا پھر تیسرے کو خلیفہ بنایا اور جو کچھ اونکے حق مین کیا ظاہر ہے اونکے بعد سب نے میری بیعت کی اور طلحہ و زبیرؓ نے بہی بیعت کی۔ اب میری بیعت فسخ کرکے بدعہدی کرتے اور مجھپر لوگونکو اوبہارتے ہین۔ تعجب ہے کہ ان دونون نے حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ کی اطاعت کی اور میری مخالفت کرتے ہین اور بخدا یہہ بہی جانتے ہین کہ مین اون بزرگونسے جدا نہین۔ خداوندا! تو منصف عادل حاکم ہے طلحہ و زبیرؓ نے جس کام کو باندہا ہے وہ کہول دے اور جو قصد کرتے ہین اوسمین کامیاب نہون اپنے

اعمال بدکا نتیجہ بد دیکھہ لین - آپ ذی قار مین بانتظار واپسی محمد بن ابی بکرؓ و محمد بن جعفرؓ
مقیم رہے - یہان قوم ربیعہ کی خبر آئی اور عبد القیس کا حضرت طلحہ و زبیرؓ سے مقابلہ
کرنا معلوم ہوا - آپنے دونون کی تعریف کی - اسی جگہہ بکر بن وائل آپسے ملے اور
اپنی خواہش شرکت ظاہر کی - آپنے انسے بہی وہی فرمایا جو طے اور اسد کو ارشاد کیا تہا
محمد بن ابی بکرؓ و محمد بن جعفرؓ کوفہ پہونچکر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ملے اور جناب علی
کا خط پیش کیا - لوگونکو آپ کی متابعت و شرکت جنگ کی ترغیب دی مگر کوئی شخص
انکے کہنے مین نہ آیا - اوس دن شام تک دونون اسی کام مین مصروف رہے لیکن
ایک متنفس نے بہی مستعدی ظاہر نہ کی - بالآخر ابو موسیٰؓ کے پاس واپس آے -
اونکے دربار مین اور لوگ بہی صاحبان عقل و تمیز تہے - درباب خروج ابو موسیٰؓ سے
مشورہ کیا - انہون نے جواب دیا - آج کیا راے طلب کرتے ہو اسکا موقع اور وقت
تو کل گذر گیا جسوقت جناب عثمانؓ پر یورش کی تہی اور اوسیکا نتیجہ آج پیش آیا -
اب کیا پوچہتے ہو - ایسے وقت مین لڑائی کے واسطے خروج کرنا دنیا کی راہ ہے اور
خاموش بیٹہے رہنا آخرت کی - اہل کوفہ یہہ سنکر بیٹہہ رہے - دونون محمد اسپر ناخوش
ہوے اور ابو موسیٰ سے نہایت غصہ اور تشدد کے ساتہہ پیش آے - ابو موسیٰؓ نے
کہا - واللہ عثمانؓ کی بیعت میری اور جناب علی کی گردنون مین ہے اگر لڑائی امر
ضروری ہے تو قاتلین عثمانؓ سے ہے وہ جہان کہین ہون لڑنا چاہیے - ہم جبتک
قاتلین عثمانؓ کو قتل نہ کرلینگے دوسرونسے ہرگز نہ لڑینگے - دونون محمد یہہ خبر لیکر
ذی قار واپس آے اور جناب علیؓ کو کوفہ کے حالات سے مطلع کیا - آپنے اشترسے
مخاطب ہوکر فرمایا - تم مستعد آدمی اور ہر کام مین داخل ہونے والے ہو لہذا

ابن عباسؓ کو لیکر ابو موسیٰؓ کے پاس جاؤ اور بگڑی بات بناؤ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ اور اشتر نخعی کوفہ روانہ ہوے اور ابو موسیٰؓ سے ملے۔ اونسے فوجی امداد طلب کی ابو موسیٰ اشعریؓ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے ارشاد کیا۔ ایہا الناس۔ صحابہ جناب رسول اللہ وہی اصحاب ہین جو حضور کی صحبت سے مشرف ہوے ہین ان حضرات کو بخوبی جانتا اور انکو انکے غیر سے امتیاز کرتا ہون۔ البتہ تمہارا حق بھی ہمپر ہے اور مین تمہاری خیر خواہی کی بات کہتا ہون۔ راے مناسب تو یہہ ہے کہ خدا کی حکومت کو ذلیل نہ کرو اور اللہ پر جرأت نہ کر بیٹھو۔ اہل مدینہ سے الگ ہو کر جو تمہارے پاس آے ہین تم اونکو مدینہ ہی کی طرف لوٹا دو تاکہ سب آپس مین ایک بات پر متفق ہو جاوین۔ اہل مدینہ ہی خوب جانتے ہین کہ کس کو استحقاق خلافت ہے اور کون حقدار امارت ہے۔ یہہ وقت پر آشوب و زمانہ فتنہ و فساد ہے ایسی حالت مین تو سوتا آدمی جاگتے سے بہتر ہے اور جاگتا بستر پر خاموش پڑا ہوا بیٹھنے والے سے اچھا اور بیٹھا کھڑے سے۔ کھڑا سوار سے۔ سوار دوڑ دھوپ کرنے والے سے بہتر ہے۔ لہذا تم ایسے وقت مین اپنی جگہہ سے نہ ٹلو اور اپنی تلوارین نیام مین کر لو۔ تیر ونسے بھال نکال ڈالو۔ کمان کا رودہ توڑ دو۔ مظلوم بے لبس کو پناہ دو یہانتک کہ یہہ فتنہ دفع ہو جاے اور اتفاق کی صورت پیدا ہو کر اہل اسلام کا کام اصلاح پذیر ہو۔ ابو موسیٰ کا یہی جواب ان دونون کو ہی تہا۔ حضرت ابن عباسؓ اشتر کے ساتہہ جناب علی کی خدمت مین واپس آے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپنے امام حسنؓ و عمار کو روانہ فرمایا۔ یہہ دونون کوفہ پہونچکر مسجد مین داخل ہوے۔ اہل کوفہ کو خبر ہوئی سب سے اول مسروق بن اجدع مسجد مین آے اور دونون صاحبو نکو

سلام کیا پھر حضرت ابوموسیٰ آئے اور امام حسنؓ سے معانقہ کیا اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابو یقظان۔ تم نے امیر المومنین کی مخالفت کی۔ اور انکے مخالفین کے ساتھ ہوئے۔ اپنی ہمراہی گروہ فجار کے ساتھ جائز رکھی حضرت عمار نے جواب دیا۔ آپ کا خیال غلط ہے نہ مین نے ایسا کیا نہ مجھکو اونسی کوئی ملال تھا۔ امام حسنؑ نے قطع کلام کر کے ابوموسیٰؓ سے فرمایا۔ آپنے لوگونکو ہماری اعانت و مدد کرنے سے کیون باز رکھا۔ قسم خدا کی ہماری نیت بجز اصلاح امت و رفع فساد اور کچھہ نہین۔ پھر امیر المومنین جناب علیؑ سا بزرگ شخص جنکو اصلاح امت مین کسیکا ڈر نہین حضرت ابوموسیٰ نے جواب دیا۔ میرے ماں باپ آپ پر سے قربان۔ آپ سچ فرماتے ہین۔ لیکن مین نے آنحضرتؐ سے حدیث سنی ہے پھر وہی حدیث فتنہ جو اوپر گذری بیان کر کے کہا۔ خداوند تعالیٰ نے مسلمانونکو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا ہے اور انکا خون و مال ایک دوسرے پر حرام فرمایا ہے۔ اس بات سے حضرت عمارؓ کے آگ لگ گئی۔ غصہ مین شعلہ بھبھوکا ہو کر حضرت ابوموسیٰؓ کو گالی دے بیٹھے اور کھڑے ہو کر کہا۔ اے لوگو۔ آنحضرت صلعم نے فقط انہین سے فرمایا ہے کہ تم کو ایسے وقت گھر مین بیٹھنا بہتر ہے (یہی تو عالم ہین اور سب جاہل) انکی اس تیزی پر کسی شخص نے انکو گالی دی اور کہا۔ کل کے دن تو تم بلوائیون کے ساتھہ تھے اور آج ہمارے امیر سے جہالت کر رہے ہو آخر کوفی حضرت عمارؓ پر لوٹ پڑے لیکن حضرت ابوموسیٰؓ نے بچا لیا۔ اس اثنا مین زید بن صوحان اپنی جماعت کے ساتھہ مسجد مین داخل ہوئے۔ انکے ہاتھہ مین دو خط تھے جو ام المومنینؓ نے انکو اور اہل کوفہ کو جدا جدا لکھے تھے۔ زید کے نام جو خط تھا اوسکا یہہ مضمون تھا تم اپنے گھر بیٹھہ رہو یا میری مدد کرو۔ اہل کوفہ کے نام بھی یہی الفاظ تھے۔ زید بن صوحان مسجد کے دروازہ پر

ہٹ گئے اور لوگون سے دونون خط سنا کر کہا۔ ام المومنین کے واسطے خدا کا حکم تو یہ ہے کہ گھر مین سکونت پذیر ہون اور ہمکو یہ حکم ہے کہ جہاد کرکے فتنہ رفع کرین مگر ام المومنین اسکے برخلاف خود لڑائی کو نکلین اور ہمکو گھر بیٹھے رہنے کا حکم دیا ہے۔ زید کی یہ کلہ درازی دیکھکر شیث بن ربعی بول اوٹھے۔ اے عمانی۔ تو نے جلولا مین چوری کی اوسپر ہاتھ کاٹا گیا پھر اپنی حرکات ناسزا سے باز نہین آتا اور اب ام المومنین رضہ سے نافرمان ہوکر لوگونکو اونسے پھیر رہا ہے۔ ابو موسیٰ رضہ نے جب دیکھا کہ باتون بات سخت کی لڑائی ہوئی جاتی ہے تو اوٹھ کھڑے ہوے اور اس طرح فرمایا۔ ایہا الناس میری بات سنو میری اطاعت کرو۔ عرب کے ٹیلون مین سے ایک ٹیلہ بن جاؤ کہ مظلوم۔ درد رسیدہ۔ بھاگا ہوا تمہارے پاس جگہہ پاوے اور ڈرنے والا تمہاری پناہ مین آکر بے خوف ہوجاوے۔ فتنہ جب گھیر لیتا ہے اوسوقت حق و باطل مین تمیز نہین رہتی اور جب دفع ہوجاتا ہے پھر آنکھین کھلتی ہین۔ بیشک یہہ فتنہ مثل مرض عام کے اوٹھ کھڑا ہوا ہے جسکو جوبائی ہوا چارون طرف لئے پھرتی ہے۔ اسکے صدمہ سے مرد حلیم و مستقل مزاج حیران و مضطر ہوجاتا ہے۔ ایسے وقت لازم ہے کہ اپنی تلوارین نیام مین کرلو اور آلات حرب توڑ پھوڑ کر خانہ نشینی اختیار کرو۔ قریش اگر خروج سے باز نہین رہتے تو اونکو چھوڑ دو۔ وہ اہل علم کا فراق گوارا کرکے دار ہجرت چھوڑ کر اُمرا و روسا کا ساتھ دین تو تم اونسے علیحدہ رہو۔ میری خیر خواہی قبول کرو اور مجھسے بدعہدی نہ کرو۔ میرے مطیع بنے رہوگے تو تمہارا دین تمہاری دنیا محفوظ رہیگی اور جو اس فتنہ کی آگ کے قریب گیا وہ بدبخت ہوا۔ زید بن صوحان نے اپنا ٹنڈا ہاتھ ہلاکر عبداللہ بن قیس سے کہا۔ دریاے فرات جسوقت سیلاب و طغیانی پر ہو اوسکو روک سکتے ہو

اور جسطرف سے آیا ہے اوسی طرف پہیر دینے کی تمکو قدرت ہے۔ اگر تم اس پر قادر رہو تو بیشک
یہہ ہنگامہ جو اسوقت طوفان عظیم کا حکم رکہتا ہے تمہارے دفع کرنے سے رک جاویگا
مگر تمہارے امکان سے باہر ہے پس ایسی صورت مین جو امر اپنے اختیار مین نہین اوسکو
چہوڑکر امیر المومنین کی طرف اونکی مدد کو چلو اور سید المسلمین جناب علی کی خدمت مین
حاضر ہو کر دولت سعادت حاصل کرو۔ پہر قعقاع بن عمرؓ کہڑے ہوے اور اس طرح
گفتگو کی۔ مین تمہارا خیر خواہ مشفق ناصح ہون مین تمہاری ہدایت چاہنے والا ہون مین
تم سے ایک بات کہتا ہون جو حق ہے اور تمہاری رہبر طریق۔ جو کچہہ تمہارے امیر ابو موسیٰ
نے فرمایا وہ حق ہے مگر اسوقت اسکی تعمیل ٹہیک نہین اور نہ اب اسکا موقع رہا۔ زید نے
جو بات کہی وہ قابل سماعت نہین وہ تو خلافت کا دشمن ہے۔ اوس سے خیر خواہی
کی امید نہ رکہو۔ حق بات اور مناسب وقت یہہ ہے کہ بدون امارت و خلافت کے چارہ
کار نہین ہے اسکے انتظام امور عوام و داد خواہی مظلوم و دفع ظالم ممکن نہین اور تمہارے
امیر المومنین جناب علیؓ خلیفہ ہو ہی چکے ہین اور جو کچہہ اونکا دعویٰ ہے اور جس کام پر تمکو
بلا رہے ہین یہہ اونکا عین انصاف ہے تمکو جو بلایا ہے تو محض اصلاح امت کے واسطے۔
پس مناسب ہے کہ بلا عذر و تامل چل کہڑے ہو تا کہ اس امر مین جو معاملات ہون اونکو
تم لوگ بہی دیکہو سنو تم ہی حق تک پہونچ جاؤگے۔ عبد الخیر خیوانی نے کہا۔ اے ابو
موسیٰؓ کیا حضرت طلحہ و زبیرؓ نے جناب علی کی بیعت نہین کی۔ ابو موسیٰؓ نے کہا۔ ہان
کی۔ پوچہا گیا۔ کیا حضرت علیؓ سے کوئی خطا صادر ہوئی جس سے وہ اسکے مستحق ہوئے کہ
اونکی بیعت فسخ کر دی جاوے۔ جواب ملا۔ یہہ ہمکو نہین معلوم۔ عبد الخیر نے کہا ہم آپ کو
چہوڑے دیتے ہین تا کہ آپ خود بخود جان لینگے۔ آپکو یہہ خبر نہین کہ کوئی شخص بہی اس

فتنہ سے باہر ہو کیونکہ اسوقت سب مسلمان چار گروہ ہوگئے ہین۔ حضرت علیؑ کوفہ مین
حضرت طلحہؓ و زبیرؓ بصرہ مین۔ حضرت معاویہؓ شام مین۔ چوتھا فرقہ اہل حجاز۔ مگر یہہ
کسی کام کے نہین انکی مدد سے کسی دشمن کو دفع نہین کر سکتے۔ حضرت ابو موسیٰؓ بولے۔
یہی تو سب مین بہتر ہین سب سے علٰحدہ اور باقی سب فتنہ ہین۔ عبدالخیر نے کہا۔ اے ابو
موسیٰؓ۔ اب آپ پر بدعہدی و خیانت غالب آگئی پہر سیحان بن صوحان کہڑے
ہوئے اور کہا۔ ایہا الناس۔ امر خلافت کا منتظم اور تمہارا سب کا سردار ایک شخص
ضرور ہونا چاہیئے۔ بغیر اسکے ظالم کو دفع کرنا اور مظلوم کی فریادرسی کرنا اور سب مین
باہمی اتفاق پیدا ہونا ممکن نہین۔ حاصل یہہ کہ بغیر کسیکو امام بنائے چارہ نہین جبکہ تمہارے
والی و سردار امیرالمومنین جناب علی جو امت کے حق مین مامون ہین۔ معاملات دینی مین
فقیہ ہین۔ تمکو اس کام کے لئے بلا رہے ہین کہ جو کچھہ اونکے اور حضرت طلحہ و زبیرؓ کے
درمیان باہمی نزاع ہے اوسکو خوب دیکہو۔ غور کرکے سمجھو اور آپس مین صفائی کرا دو
تو اس صورت مین صاحبو مین تو تیار ہون جسکو چلنا ہو چلے مین اوسکے ساتھہ ہون
بعدہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہہ تقریر کی۔ صاحبو۔ ابن عم جناب رسول خدا تم سب کو
ام المومنین عائشہؓ اور طلحہ و زبیرؓ کا نزاع رفع کرنے کو بلا رہے ہے اور حق بات کی جانب
پکار رہے ہین مین ام المومنینؓ کی فضیلت کا منکر نہین مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک
حضرت صدیقہؓ حضور سرور عالم کی زوجہ۔ دنیا و آخرت کی بیوی ہین۔ دیکہو۔ حق بات
مین غور کرو۔ اپنے امیرالمومنین کے ساتھہ ہو۔ اونکے طرفدار حق پر ہو کر لڑو۔ بعدہ
جناب امام حسنؑ کہڑے ہوئے اور اس طرح فرمایا۔ اے لوگو۔ اپنے امیر کی دعوت
اور ہماری اطاعت قبول کرو۔ اپنے بہائیون کی مدد کو چلو کیونکہ فی الحال جو اس

فتنہ سے الگ ہے، وہ بھی عنقریب ایسی بلامین مبتلا ہوگا۔ بخدا۔ اس امر خلافت کے جو والی ہوے ہین وہ صاحبان عقل ہین اشرف وممتاز اور باعتبار انجام کے بہتر ہین لیس تم سب ہمارا کہنا مانو اور جس بلامین ہم تم سب مبتلا ہوگئے ہین اوس مین ہماری مدد کرو۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ فرماتے ہین۔ میرا یہ خروج کرنا دو حال سے خالی نہین یا مین ظالم ہون یا مظلوم۔ جو شخص جانب حق کی رعایت کرنا چاہتا ہے مین اوس کو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ ضرور یہان چلا آوے اگر مجھکو مظلوم دیکھے تو میری اعانت کرے۔ اگر مجھکو ظالم پاوے تو مجھ سے حق لیکر مظلوم کو دے۔ قسم خدا کی حضرت طلحہ وزبیرؓ نے سب سے پہلے میری بیعت کی اور یہی دونون ہین جنھون نے سب سے اول مجھسے بیوفائی کی۔ کیا مین نے کسیکا مال مار رکھا یا احکام خداوندی سے کسی حکم کو بدل ڈالا۔ لہذا سب لوگ جناب علیؓ کی مدد کو چلو اور نیک کام کا حکم دو۔ بُرے کام سے روکو۔ اس تقریر سے لوگونکے دلونمین فوری اثر اور ایک جوش پیدا ہوگیا سبھون نے آمادگی ظاہر کی اور جناب علیؓ کی مدد کو راضی ہوگئے۔

قبیلۂ طے کے لوگ عدی بن حاتم کے پاس آے اور اونسے پوچھا۔ تمھارا کیا حکم ہے اور اس معاملہ مین کیا راے دیتے ہو۔ اونھون نے کہا۔ ہم نے حضرت علی کی بیعت کی ہے وہ ہم کو نیک کام کی طرف بلا رہے ہین اور اس ہنگامہ عظیم مین مدد چاہتے ہین۔ انکے اس کہنے پر ہند بن عمرو نے اس طرح تائید کی۔ امیر المومنین نے ہمکو بلایا۔ اپنے قاصد بھیجے یہانتک کہ اونکے صاحبزادہ امام حسنؓ خود ہمارے پاس تشریف لاے۔ دوستو۔ ہم سب کو لازم ہے کہ اپنے امیر کا حکم مانین۔ اونکے تعمیل ارشاد مین جانونسے دریغ نہ کرین اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر ہر طرح آپ کے

شریک ہون۔ انکے بعد حجر بن عدی نے یہہ تقریر کی۔ اے لوگو۔ امیرالمومنین کی دعوت قبول کرو جس طرح جس سے ممکن ہو سامان کے ساتھہ یا بلا سامان اونکی خدمت مین حاضر ہو۔ مین آپ سب کے آگے ہوتا ہون۔ ان تقریروں سے بنی طے بالکل آمادہ ہو گئے اور تیاری سامان سفر مین مصروف ہوے۔

ایک روایت اس طرح ہے کہ بعد روانگی امام حسنؑ و عمار بن یاسرؓ جناب علی مرتضیٰ نے اشتر نخعی کو بھی کوفہ بھیجدیا۔ یہہ اوسوقت کوفہ مین داخل ہوے جب حضرت ابو موسیٰ مسجد مین لوگونکو جناب علیؑ کی مدد کرنے سے منع کر رہے تھے اور حضرت امام حسنؑ و عمارؓ اور انکے ساتھہ اور لوگ ابو موسیٰ کی تردید اور بحث و مباحثہ مین مصروف تھے اشتر جس قبیلہ پر ہو کر گذرتے اوسکو قصر کی طرف بلاتے جاتے تھے چنانچہ یہہ ایک جماعت کثیر کے ساتھہ قصر امارت تک پہونچے ابو موسیٰ مسجد مین لوگونکو خانہ نشینی کی ہدایت کر رہے تھے اور جناب امام حسنؑ فرماتے جاتے تھے کہ تم عہدہ صوبہ داری سے الگ ہو جاؤ اور ہمارے ممبر کو چھوڑ دو حضرت عمارؓ بھی آپکے کلام کی تائید کرتے جاتے تھے۔ یہان مسجد مین تو یہہ بحث درپیش تھی اودہر اشتر نے قصر امارت مین گھسکر حضرت ابو موسیٰؓ کے غلامونکو پکڑ پکڑ کر نکالنا شروع کر دیا۔ وہ بھاگے ہوے ابو موسیٰؓ کے پاس پہونچے اور کہا۔ اشتر نے ہمکو نکال دیا۔ ابو موسیٰ یہہ سنکر اپنے محل مین آئے۔ اشتر نے انکو دیکھتے ہی ایک ڈانٹ بتائی اور چلا کر کہا۔ تمہاری مان مرجاے خدا تمکو یہان سے نکالے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا۔ مجھکو شام تک رہنے کی اجازت دو۔ اشتر نے کہا۔ خیر۔ اسکا مضائقہ نہین۔ مگر دن ہی کے اندر اپنا سامان و اسباب اس محل سے لیکر چلے جاؤ۔ خبردار۔ رات نہ ہونے پاوے۔ اشتر کے ہمراہی حضرت ابو موسیٰ کا اسباب

لوٹنے لگے مگر اشتر نے منع کر دیا اور کہا یہہ ہمارے پڑوسی ہین اور ہماری امن مین ہین
بعد کیف جسوقت اہل کوفہ چلنے کو تیار ہوے تو جناب امام حسنؓ نے فرمایا ہم کل سویرے
کوچ کرینگے جسکو ہمارے ساتھہ خشکی کی راہ چلنا ہو وہ سواری سے اور جسکو براہ دریا
جانا ہو وہ اوس راہ سے آسے چنانچہ حضرت امام حسنؓ قریب نو ہزار کی جمعیت اہل
کوفہ سے لیکر روانہ ہوے چہہ ہزار تو خشکی کے راستہ سے چلے اور باقی براہ دریا اور
بعضے لکہتے ہین کہ اس گروہ کی تعداد ایک اوپر بارہ ہزار تہی۔ ابو الطفیل کہتے ہین
کہ یہہ تعداد مین نے قبل پہونچنے اونکے حضرت علیؓ کی زبان سے سنی تہی۔ جب اہل
کوفہ کی آمد آمد ہوئی تو مین سر راہ بیٹہکر گنتا رہا جسقدر آدمی حضرت علیؓ نے فرمائے تہے پورے
نکلے ایک شخص بہی اوس سے نہ کم تہا نہ زیادہ۔

جناب امام حسنؓ کے ہمراہ جو اہل کوفہ روانہ ہوے اونپر اس تفصیل سے سردار تہے
قبائل کنانہ۔ اسد۔ تمیم۔ رباب اور مزینہ پر معقل بن یسار ریاحی۔ قیس پر سعد بن
مسعود ثقفی عم مختار۔ بکر۔ تغلب اور ربیعہ پر محدوج ذہلی۔ مذحج و اشعریین پر حجر بن عدی
بجیلہ۔ انمار۔ خثعم اور ازد پر مخنف بن سلیم ازدی۔ کوفیون مین سے اس جماعت کے
سردار حضرت قعقاع بن عمرو۔ سعد بن مالک۔ ہند بن عمرو اور ہیثم بن شہاب تہے۔ رؤسا
محرکین (یعنی قبائل کو خروج پر آمادہ کرنے والے) مین سے یہہ لوگ ہین۔ زید بن
صوحان۔ اشتر۔ عدی بن حاتم۔ مسیب بن نجبہ۔ یزید بن قیس اور انکے مثل اور بہی
تہے جو انسے درجہ مین کم نہ تہے مگر سردار نہین کئے گئے۔ یہ حضرت علیؓ سے ذی قار مین آکر ملے
آپ استقبال کو سوار ہوکر تشریف لیگئے آپکے ہمراہ اور اصحاب بہی تہے منجملہ اونکے ابن عباس ہین جب یہ
لوگ آپکے سامنے آئے آپنے مرحبا کہی اور فرمایا۔ اے اہل کوفہ تمنے شاہان عجم

کو زیر کیا۔ اونکی جماعتین توڑین یہانتک کہ تم اونکے وارث ہوے۔ پھر تمنے اپنے ممالک مقبوضہ کو خوب قوت دی اور لوگونکو اونکے دشمنون پر مدد دی یین نے تمکو اسواسطے بلایا ہے کہ میرے ساتھہ اپنے بہائیون اہل بصرہ سے مقابلہ کرو۔ اگر وہ لوگ اپنی راے ناقص سے پھرین تو فہو المطلوب اور اگر اپنے خیالات پر اصرار کرین تو ہم اونکا علاج نرمی وسہولت سے کرینگے تاکہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتدا نہ ہو۔ ہم کسی کام کو جس مین صلاح وخوبی ہو نہ چھوڑینگے اور جس مین ذرہ برابر بہی فساد ہو بے اصلاح کیے باز نہ رہینگے

یہ سب تو آپکے پاس ذی قار مین مجتمع ہو گئے اور قبیلۂ عبد القیس جنکی تعداد ہزار و نسے متجاوز تہی مابین بصرہ اور جناب علی رض راہ مین ٹہیرے ہوے آپکے منتظر تہے جیسا اوپر گذرا۔ قبل اسکے کہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ ع اپنے لشکر کے ذی قار سے بصرہ کی جانب روانہ ہون آپنے حضرت قعقاع بن عمرو کو جنہین شرف صحبت آنحضرت صلعم حاصل ہے بلا کر فرمایا۔ تم بصرہ جا کر طلحہ و زبیر رض سے ملو اور اتفاق والفت کی بابت اونکو سمجہاؤ۔ اختلاف وجنگ وجدال کے نتائج بد سے ڈراؤ اور اگر وہ تم سے ایسی بات پوچہین جسکی نسبت تمکو ہدایت نہین کی گئی تو کیا جواب دوگے۔ قعقاع نے جواب دیا مین اوّلا اونسے اس قسم کی گفتگو کرونگا جسکی بابت آپنے مجھکو ہدایت فرمائی ہے۔ اگر وہ اسکے ماسوا اور امور پیش کرینگے تو اپنی راے واجتہاد سے مناسب وقت وحسب حال جیسا دیکھتے سنتے ہین جواب دینگے۔ آپنے فرمایا بیشک تم اس کام کے اہل ہو اور بخوبی انجام دوگے۔ غرض حضرت قعقاع رض آپ سے رخصت ہوے اور بصرہ مین پہونچکر پہلے ام المومنین عائشہ کی خدمت مین گئے۔ سلام کرکے اس طرح عرض کیا۔ اے مادر مہربان۔ آپ کس غرض سے خروج پر آمادہ ہوئین۔ فرمایا۔ لوگون کا اختلاف

دور کر کے اونمین اصلاح پیدا کرنیکو مین نے گھر چھوڑا۔ قعقاع رضؓ نے کہا۔ حضرت طلحہ و زبیر رضؓ کو بلوائیے تاکہ میرے اونکے مابین جو گفتگو ہو آپ بہی سنین۔ جناب ام المومنین رضؓ نے دونون صاحبونکو بلوابہیجا وہ آے۔ قعقاع رضؓ نے کہا مین نے جناب ام المومنین رضؓ سے دریافت کیا کہ آپ کس مطلب سے یہان تشریف لائین اسکے جواب مین فرمایا۔ اصلاح۔ آپ دونون صاحبون سے بہی یہی سوال ہے آپ اونکے موافق ہین یا مخالف۔ دونون نے جواب دیا کہ موافق۔ قعقاع نے پوچہا کہ اس اصلاح کا طریق کیا ہے اور آپ اسکو اصلاح سمجہے ہوے ہین۔ اگر ہم بہی اوسکو اصلاح جانین گے تو خود آپکے شریک ہونگے اور اگر اوسمین فساد سمجہین گے تو ہرگز ایسی اصلاح کے پاس نہ جائینگے۔ حضرات طلحہ و زبیر بولے۔ قاتلین جناب عثمان رضؓ سے قصاص لینا۔ اگر وہ لوگ قصاص سے بری کردیئے جاوین تو گویا قرآن شریف پر عمل ترک کیا گیا۔ قعقاع رضؓ بولے۔ ذرا غور فرمائیگا آپنے اہل بصرہ سے قاتلین جناب عثمان رضؓ کو قتل کیا اور اس قتل و خونریزی سے قبل آپکا کام کسیقدر درست تہا۔ آپنے صرف چہ سو آدمی اونکے قتل کیے جس سے چہ ہزار آدمیونکو برافروختگی ہوئی اور آپ سے الگ ہوکر آپ کی جماعت سے نکل گئے۔ آپنے حرقوص بن زہیر کا تعاقب کیا لیکن اون چہ ہزار نے اوس ایک کو بچا لیا۔ اب بہی اگر آپ اونکو چہوڑدینگے تو اوسکی بہی وجہ ہو گی کہ آپنے بغرض اصلاح اونکو چہوڑ دیا اور اگر اون لوگون سے لڑینگے تو جو لوگ آپکے مخالف ہوگئے ہین وہ بہی اب قاتلین عثمان رضؓ کے طرفدار ہوکر اس درجہ فتنہ و فساد برپا کرینگے کہ جسکا رفع کرنا مشکل ہوجاویگا اور آپ مصیبت مین پڑجاوینگے۔ پہر جسوقت اہل بصرہ سے مقابلہ ہوگا تو مضر و ربیعہ کے گروہ ان کے طرفدار ہوکر آپ سے لڑینگے۔ جیسا ابہی کل کے واقعہ مین آپنے ملاحظہ کرلیا۔ ام المومنین رضؓ نے

فرمایا۔ پھر تمہاری کیا راے ہے۔ قعقاعؓ نے جواب دیا کہ اس مرض دشوار کا علاج تسکین و
تدبیر مناسب فتنہ فرو کرنا اور مصالحت سے کام لینا ہے تاکہ مسلمانونکو عافیت حاصل ہو
اگر آپ سب صاحب باہم متفق رہین تو یہہ علامت خیر و برکت اور خدا کی رحمت ہے اور
گویا کہ خون جناب عثمانؓ کا عوض مل گیا اور اگر خدانخواستہ آپس مین اختلاف بڑہا اور
حالت موجودہ پر اصرار کرکے اصلاح نہ کی گئی تو علامات شر و فساد کے اور آثار تباہی
ملک و حکومت اسلامی سمجھنا چاہیئے۔ اے حضرات۔ عافیت اختیار فرمائیے چین و امن
ہاتھہ سے نہ دیجئے۔ آرام و اطمینان خدا کا عطیہ ہے۔ آپ لوگ مفاتیح خیر ہین۔ آپ
اسی وصف پر قائم رہین اور ہم غریبونکو بلا مین نہ ڈالین ورنہ آپ بہی اوس بلا مین مبتلا
ہوجاوینگے۔ خدا کی قسم مین آپ کی خدمت مین یہہ بات عرض کر رہا ہون اور آپ
صاحبونکو اصلاح کیطرف بلا رہا ہون اور دل مین ڈرتا جاتا ہون کہ یہہ امر تمام نہ ہوگا
تا وقتیکہ خداوند تعالے اس امت کو جو کم مایہ ہوگئی اور کیا کچھہ حوادث اسپر نازل ہوے
اپنا ارادہ پورا نہ کرلیگا نہ چہوڑے گا کیونکہ اس امر حادث کا اندازہ نہین ہوسکتا اور
یہہ امر عظیم مثل اسکے نہین ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو مار ڈالے یا چند اشخاص ملکر
ایک جان کو قتل کرین یا ایک قبیلہ والے ایک مرد کو ہلاک کر ڈالین۔

اس تقریر سے جناب ام المومنینؓ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ کے دلونپر بہت بڑا اور
اچھا اثر پڑا۔ تینون صاحبون نے بالاتفاق فرمایا بیشک تمہاری راے صائب و
مستحسن ہے۔ تم جناب علیؓ کے پاس واپس جاؤ اگر اونکی راے تمہاری راے کی موافق ہے تو ابھی
صلح ہوئی جاتی ہے۔ حضرت قعقاعؓ جناب امیر المومنین علیؑ کی خدمت مین واپس آے اور
اس سے مطلع کیا۔ آپنے اس راے کو بہت پسند فرمایا اور فریقین کی صلح پر ادبس

خوش ہوے۔ جملہ اہل لشکر کی طرف سے بھی اس صلح پر رضامندی ظاہر ہوئی مگر بعضے دل سے صلح کے خواہان تھے اور بعضے ناخوش۔

جس وقت حضرت قعقاع ذی قار سے بصرہ روانہ ہوے تو انکے جانے کے بعد چند اہل بصرہ ذی قار مین پہونچے۔ انکا یہہ خیال تھا کہ اہل کوفہ کا حال معلوم ہوجاوے کہ وہ کس طرف ہین اور انکی کیا راے ہے اور کس غرض سے یہان آے ہین جدال و قتال منظور ہے یا صلح و اتفاق کے خواہان ہین۔ چونکہ اہل بصرہ سب کے سب باستثنار بعض اشخاص دل سے خواستگار اصلاح اور رفع فساد تھے یہان آنیسے یہی انکے مدنظر تھا کہ اہل کوفہ پر اپنی راے ظاہر کردین کہ انکا ارادہ لڑنے کا نہین الحاصل وفود بصرہ اپنے اہل قرابت کوفیون سے ملے۔ کوفیون نے وہی بات ظاہر کی جو بصریونکی خواہش تھی۔ یہہ لوگ کوفیونکو اپنا ہمخیال پاکر انکے ہمراہ جناب امیرالمومنین علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ کو بھی انکا قصد معلوم ہوا۔ آپنے جریر بن شرس سے حضرت طلحہ و زبیرؓ کا حال دریافت فرمایا۔ انہون نے سارا قصہ اور اونکے خیالات بیان کئے۔ وفود بصرہ یہان کا حال معلوم کرکے اور اہل کوفہ سے متفق ہوکر بصرہ لوٹ گئے اور حضرت قعقاعؓ بصرہ سے واپس آے۔ اسکے بعد جناب علی مرتضیٰ نے لشکر یونکو جمع کرکے خطبہ پڑھا۔ اولاً حمد و نعت خدا بیان کی بعدہ زمانہ جاہلیت اور اوسکی خرابیان۔ پھر اسلام اور اوسکی سعادت و برکت۔ اللہ تعالیٰ کا امت محمدی پر انعام کرنا۔ بعد جناب رسالتمآب صلعم کے خلیفہ اول پر متفق کردینا۔ پھر خلیفہ ثانی و ثالثؓ کا زمانہ اور اونکی خلافت پر اتفاق ہونا۔ بعدہ گروہ طلبگار دنیا کا فتنہ و فساد خلیفہ ثالث سے اونکی نعمت و کثرت فتوحات خدا کے دین پر حسد

بغض رکہنا اونکی فضیلت و بزرگی کو بہول جانا پہر اون پر خروج کرنا اور جماعت اسلام مین تفرقہ ڈالنا۔ بیان کرکے فرمایا۔ مین کل کے روز یہان سے جانب بصرہ کوچ کرونگا جملہ اہل لشکر میرے ساتہہ چلین۔ البتہ جو لوگ حضرت عثمان ذی النورین رض کے قتل مین کسی طرح شریک ہوے ہین اون مین سے ایک بہی میرے ہمراہ نہو۔ وہ لوگ میرے لشکر سے نکل جاوین مجھکو اونکی شرکت و اعانت کی ضرورت نہین ہے۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضی کی اس تقریر پر ایک گروہ مندرجۂ ذیل نے مجلس خاص منعقد کی۔ علیار بن ہثیم۔ عدی بن حاتم۔ سالم بن ثعلبہ قیسی۔ شریح بن اوفی اشتر نخعی مع دیگر اون اشخاص کے جو حضرت امیر المومنین عثمان رض پر خروج کرنے کی رائے مین شریک تہے اور خروج و محاصرہ مین انکا قدم سب سے آگے تہا۔ مصریونمین سے بہی ایک جماعت تہی جنمین ابن السودا ور خالد بن ملجم تہے۔

راقم۔ ابن اثیر نے یہہ نہین ظاہر کیا ہے کہ یہ جلسہ جناب علی رض کے لشکر مین ہوا یا آپکی فوج سے نکلکر دوسری جگہہ مگر روضۃ الصفا مین تصریح کے ساتہہ لکہا ہے کہ جسقدر بلوائی جناب عثمان کی شہادت مین شریک تہے جناب علی رض کا حکم پاکر آپکے لشکر سے نکل گئے اور دوسری جگہہ یہہ جلسہ قائم ہوا ہے۔ ناظرین ان لوگونکے نام سے بعضونکو تو یقیناً پہچان گئے ہونگے۔ ابن السودا وہی عبد اللہ بن سبا ہے جو باعث فساد و شہادت جناب عثمان ذی النورین رض ہوا ہے۔ سارے کانٹے اسیکے بوے ہوے ہین۔ تخم نفاق قلوب عوام مین اسی کا ڈالا ہوا ہے۔ میان اشتر کو کون نہین جانتا۔ کوفہ مین یہہ ایک مانے ہوے بزرگ مسلم اوستاد ہین۔ انکی کاروائیان اور گیتی مار عہد عثمانی مین بالخصوص وقت محاصرہ و شہادت جناب عثمان رض جو کچھہ ظاہر ہوئی

سب جانتے ہین - ان لوگونکے نام یاد رکھنا چاہیئے - واقعات آیندہ کے بانی وسبانی فساد وشرارت کی جڑ انہین بزرگونکی ذات ہے -

القصہ یہہ لوگ مخفی جلسہ مین وقت معہود پر جمع ہوے اور آپس مین اس طرح مشورہ کرنے لگے کہ ابھی تک تو حضرت طلحہ وزبیر رض طالب قصاص جناب عثمان تھے اور اب جناب امیر المومنین علی ع کی بھی یہی راے معلوم ہوتی ہے - اور آپ کتاب اللہ سے خوب واقف ہین اور جو لوگ قاتلین عثمان رض سے قصاص لینے کو کہہ رہے ہین اونکی بہ نسبت آپ کا عمل قرآن پر اور اوسکو سمجھنا بڑھا ہوا ہے - آپکا فرمانا ہم سب نے بخوبی سن لیا ہے - یہہ بھی معلوم ہے کہ اس لشکر مین جناب علی ع کے ساتھہ اسوقت وہ لوگ بھی ہین جو قتل جناب عثمان رض مین شریک تھے بلکہ یہی لوگ تعداد مین زیادہ ہین اور غیر کم - پس اگر حضرت طلحہ وزبیر جناب علی رض سے مصالحت کرینگے اور دونون فریق ایک ہو جاوینگے تو ان کی جماعت کثیر اور ہم انمین بہت قلیل نظر آوینگے اور وہ ہمارے ساتھہ بوجہ ہماری قلت کے جو چاہین گے بلا تامل کر گذرینگے اور ہم جماعت عظیم کے مقابل کچھہ چیز نہ ہونگے - بخدا وہ ایک دم مین ہم سب کو برباد وہلاک کر ڈالینگے -

یہہ گفتگو تو سب کے مشورہ مین ہوئی - پھر ہر ایک شخص نے جداگانہ اپنی اپنی راے اس طرح ظاہر کی -

اشتر نخعی - طلحہ وزبیر رض کی راے تو ہمکو معلوم ہو گئی اور جو اونکا ارادہ ہماری بارہ مین تھا وہ بھی ظاہر ہو گیا - البتہ حضرت علی ع کی نیت ابتک معلوم نہین کہ ہماری نسبت کیا ہے مگر ہم کہتے ہین کہ ان سب کی راے ہمارے حق مین ایک ہی ہے اگر انمین صلح ہو گی تو ہمارے خون پر صلح ہو گی - لہذا

مناسب وقت یہی ہے کہ تم سب ملکر حضرات علی رضوان زبیرؓ پر حملہ کرین اور انکو بھی حضرت عثمانؓ کے پاس پہونچا دین۔ فی الحال ہنگامہ بڑا ہوگا مگر خود بخود سکون بھی ہوجاویگا۔

ابن السوار۔ یہہ راے ٹھیک نہین۔ تمہاری جماعت ذی قارمین کل ڈہائی ہزار شمار مین ہے یا قریب سولسو کے۔ حضرت طلحہؓ کے ساتھ جنگی لشکر ہی ہر ایک اونمین کا شوق کارزار مین مست حکم کا منتظر۔ ذرا اشارہ پا لی تو مثل نہنگ کے دریاے جنگ مین گھس پڑی۔ ادہر حضرت علیؓ کی فوج دیکھو ہزارونکی تعداد ہے۔ تم انکے مقابلہ مین کسی طرح اپنا خیال پورا نہین کر سکتے۔

علبا ابن ہیثم۔ بہتر یہہ ہے کہ اسوقت تم لوگ اس فریق کو چھوڑ کر الگ ہوجاوٗ اور ان دونون کو آپس مین لڑنے دو اگر یہہ جماعت لڑائی مین ضایع ہوکر کم ہوجاویگی تو دوسرا فریق ان پر غالب آویگا اور اگر انکو فتح ہوئی تو وہ لوگ مغلوب اور محتاج مدد ہوجاوینگے۔ اوسوقت تم اونسے میل کرنا۔ بہر حال ابہی ان دونونکی لڑائی دیکھو اور ان کو چہوڑ کر کسی دوسرے ملک کو چلے جاوٗ جب یہہ وقت آوے کہ ان مین سے ایک فریق تمہارا موافق اور تمہارا حاکم ہوجاوے پھر اوسوقت سمجھ لینا۔

ابن السوار۔ یہہ راے ٹھیک نہین۔ یہہ لوگ تو خدا سے چاہتے ہین کہ تم الگ ہوجاوٗ اور کسی قوم کے ساتھہ نہ ہو اگر تم دونون فریق سے علحدہ ہوجاوٗگے تو یاد رکھو کہ یہہ لوگ تمکو ایک ایک کرکے چن لین گے۔

عدی بن حاتم- ہم نہ اس صلح سے راضی ہین اور نہ کشیدہ خاطر لیکن سخت تعجب ہے کہ آپ لوگ ابھی سے اس تردد مین پڑکر اس قسم کی باتین کرنے لگے۔ ارے میان سیدھی سی بات ہے۔ اگر بالفرض لڑائی ہوگئی تو کیا ہم کمزور ہین ہمارے پاس گھوڑے ہتھیار سب کچھہ موجود ہے۔ اگر یہہ لوگ ہماری طرف بڑہین گے ہم ہی بڑہین گے اور حملہ کرینگے اور اگر یہ ہم سے رُک رہے تو ہم ہی رُک جاوینگے۔

ابن السوداء- یہہ بات تو ٹھیک کہی۔

سالم بن ثعلبہ- انکے ساتھہ ہین اگر طالب دنیا ہو تو خیال باطل ہے اور میری تو یہہ نیت نہین واللہ۔ اگر کل لڑائی ہوگئی تو ہمارے ہاتھہ مال دنیا سے کچھہ نہ آویگا اور مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ ان لوگون کے سر تو تلوار ہی جدا کریگی اور انکا فیصلہ تلوار ہی سے ہوگا۔

ابن السوداء- تم نے البتہ ایک بات کہی۔

شریح بن اوفی- قبل اسکے کہ تم خروج کرو کوئی بات طے کرلو اور جو امر جلد کرنا ہے اسمین تاخیر کو راہ نہ دو لیکن جسکا ابھی وقت نہین بلکہ تاخیر کا مستحق ہے اسمین عجلت نہ کرو۔

ابن السوداء- اے بھائیو۔ تمہاری عزت اسی مین ہے کہ لوگونمین مل جل کر آپس مین انکو لڑا دو۔ میرے نزدیک یہہ بہتر ہوگا کہ کل جب فریقین مجتمع ہون تو جس طرح ممکن ہو کسی حکمت سے لڑائی چھیڑ دو حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ آپس کی لڑائی مین مشغول ہوکر تمہاری طرف سے غافل ہوجاوینگے

اوسوقت تم لوگونمین سے جوانکے ساتھہ ہون وہ اپنی حفاظت کرسکتے ہین اور
جس امر کو تم مکروہ جانتے ہو اوس سے بالکل بچ جاؤگے۔

اس آخری تقریر پر سب کا اتفاق ہوگیا اور اسی پر یہہ کمیٹی برخاست ہوئی۔ یہہ جلسہ اس احتیاط اور پوشیدگی کے ساتھہ ہوا کہ بجز ان لوگونکے کسی غیر کو اسکی مطلق خبر نہ ہوئی۔ ان مخالفین کی مشورہ کا مآل کار یہہ ٹھیرا کہ بظاہر لشکر مین ملے رہین اور درپردہ جناب علیؓ کو حضرت طلحہ اور زبیرؓ سے لڑا دینے کی فکر مین کرتے رہین چنانچہ ایسا ہی ہوا صبح ہوتے ہی جناب امیرالمومنین علیؓ نے ذی قار سے کوچ کیا۔ تمام لشکر آپکے ساتھہ ہوا۔ عبدالقیس پر پہونچے۔ وہ بہی آپکے ساتھہ ہوے پھر یہان سے چل کر زاویہ مین منزل کی اور زاویہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ فرضہ سے ادہر روانہ ہوے اور نصف جمادی الثانی ۳۶ھ مین دونون فریق مقام قصر عبیداللہ بن زیاد مین ایک دوسرے سے ملاقی ہوے۔

شقیق بن ثور نے عمرو بن مرحوم عبدی سے خط وکتابت کرکے یہہ طے کر لیا تہا کہ جسوقت جناب علیؓ کا لشکر یہان آوے تو یہہ دونون آپکے لشکر مین مل جاوین چنانچہ جب آپ اپنے لشکر کے ساتھہ قصر عبیداللہ مین پہونچے یہہ دونون شخص مع اپنے قبائل بکر بن وائل اور عبدالقیس کے آپکے لشکر سے آملے۔ لوگون نے انکی شرکت سے کہا "جس طرف یہہ لوگ ہوے بیشک وہ غالب آویگا"

تین روز تک دونون فریق اپنے اپنے فرودگاہ مین بلاجدال وقتال ایک دوسرے کے مقابلہ پر ٹھیرے رہے۔ اس مدت مین جناب علیؓ باہمی اتحاد و اتفاق کی

بابت مراسلت کرتے رہے اور لوگونکو صلح کی طرف بلاتے رہے۔ جو لوگ آپکے لشکر مین آنے والے تھے وہ آکر مل گئے اور آپ کی طرف تعداد کثیر کی جماعت ہو گئی۔

اسی مدت مین حضرت زبیرؓ کے ہمراہیون مین سے ابوالحربا رنے لڑائی چھیڑنے کی راے دی اور اس طرح تقریر کی۔ ابھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھوڑے سے آدمی ہین آپ ایک ہزار سوارون سے ان پر حملہ کر دین قبل اسکے کہ اسکے ہمراہی ان سے آملین انکا کام تمام کر دیجیے۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ ہمکو بھی ترکیب معلوم ہے اور امور حرب سے بخوبی واقف ہین۔ ہم اور حضرت علیؓ سب ایک ہین سب کا ایک دعوی اسلام۔ سب ایک ہی نبی کی امت۔ ہمارے انکے اتفاقیہ نزاع و اختلاف پیدا ہو گیا جس نے دو گروہ کر دیئے ورنہ کل تک ہمارے انکے درمیان کوئی فرق نہ تھا اور جو شخص گنہگار قیامت کے روز خداوند تعالی کے روبرو بلا عذر وحیلہ شرعی کھڑا ہو گا اوسکی داد و فریاد سماعت پذیر نہو گی۔ انکا قاصد ہمارے پاس سے کل اس حال مین گیا ہے کہ ہمکو قوی امید ہے جو ہماری انکی صلح ہو جاوے۔ تمکو بھی اس امر کی بشارت ہو لہذا لڑائی مین جلدی نکرو بلکہ صبر و استقلال سے کام لو۔ پھر صبرہ بن شیمان حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ سے ملے اور دربارہ جنگ ابوالحربا رکی تائید راے مین یہہ کہا۔ اب موقع اسکا ہے کہ آپ ہم لوگونکو لیکر ان پر چڑہائی کر دین۔ بہ نسبت قوت و شدت کے راے و تدبیر کو معاملات حرب مین بڑا دخل ہے۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے جواب دیا۔ ایسا حادثہ جسمین ہم سب مبتلا ہین کبھی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین پیش نہین آیا تاکہ اوسکا حکم قرآن شریف یا حدیث سے نکلتا اور ہم اوسپر بلا تکلف عمل کرتے۔ بلکہ یہہ مصیبت تو اسی زمانہ مین ہم پر پڑی ہے اسکا فیصلہ راے و اجتہاد پر موقوف ہے۔ اجتہاد بھی لوگونکا مختلف ہے جناب علیؓ

اور اونکے پیرو کہتے ہین کہ ابھی اس کام (یعنی قصاص جناب عثمانؓ) مین تحریک خوب نہین اس سے بالکل الگ رہو۔ ہم کہتے ہین کہ نہین ہم نہ رکین گے اور اب تاخیر روا نہ رکھین گے حضرت علیؓ کا یہہ قول ہے کہ قاتلین جناب عثمانؓ کو چھوڑ دینا بھی یہ آئے عنقریب راہ خلاصی ظاہر ہوئی جاتی ہے اور جو امر کہ مسلمانون کے حق مین نافع ہی ابھی ظہور پذیر ہوگا پس اس صورت مین ہم سے غدّاری نہ ہوگی۔

حضرت طلحہ و زبیرؓ کو بہت کچھہ مفسدون نے بھڑکایا مگر ان صاحبون نے انکے کہنے پر توجہ نہ فرمائی جناب علیؓ کو بھی اسیطرح بعض لوگون نے جنگ پر اوبھارا مگر آپنے بھی انکار کیا چنانچہ اوسکی تشریح یہہ ہے کہ آپ کو جب خبر ہوئی کہ فتنہ پرداز طرفین کو جنگ پر اوبھار رہے ہین تو آپنے اپنے لشکر مین کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا۔ اثنار خطبہ مین اعور بن بنان منقری کھڑے ہوے اور آپسے بصرہ کی طرف آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپنے فرمایا مین بغرض اصلاح و رفع فساد و رفتنہ کی بھڑکنے والی آگ کو فرو کرنے آیا ہون۔ شاید اللہ تعالی اسکے ذریعہ سے امت محمدیہ کو متفق کردے اور اوسنے لڑائی اوٹھادے اعور نے عرض کیا۔ اگر وہ ہمارا کہنا نہ مانین اور صلح نہ اختیار کرین۔ ارشاد ہوا۔ ہم اونکو اونکے حال پر چھوڑ دینگے اگر ہم سے متعرض نہ ہوے۔ اعور نے کہا۔ اگر وہ ہم کو نہ چھوڑین بلکہ لڑنے پر آمادہ ہون۔ جواب دیا۔ اونکو اپنے سے دفع کرینگے۔ اعور نے پوچھا کیا اونکے گروہ مین ایسے بھی ہین جو اونکے نفع کے طالب اور اونکے خیر خواہ ہون جسطرح کہ اونکے بھڑکانے والے ہین۔ فرمایا۔ دونون قسم کے لوگ ہین۔ اتنے مین ابو سلامہ نے کھڑے ہوکر استفسار کیا۔ کیا آپکے نزدیک ان طالبان قصاص کے پاس کوئی دلیل اس خون کے معاوضہ لینے کی ہے۔ اگر وہ اللہ کے واسطے یہہ فعل کرتے ہین

آپنے جواب دیا۔ ہان۔ سوال کیا گیا۔ پھر آپ جو مطالبہ معاوضہ خون مین تاخیر کرتے
ہین تو کیا آپکے پاس بہی کوئی دلیل ہے۔ فرمایا۔ ہان ہے جب کوئی امر مشتبہ پیش آوے
اور کسی ایک جانب حجت بین نہ ملے اور اوسکا حکم دریافت کرنا دشوار ہو تو ایسی صورت
مین نہایت احتیاط اور تامل و تدبیر سے کام کرنا چاہیئے اور مقتضاے احتیاط یہی
ہے کہ تاخیر کرے جلدبازی مین نقصان ہوتا ہے۔ اسپر ابو سلامہ نے کہا۔ اگر خدانخواستہ
ہمارے اونکے کل مقابلہ ہوگیا تو ہمارا اونکا کیا حال ہوگا۔ فرمایا۔ مجھکو امید ہے کہ
ہمارے اونکے مقتولین جو صاف دل خدا واسطے لڑے جنت مین جاوینگے۔ پھر جناب
علی مرتضیٰ رضہ نے لشکر یونکو لڑائی سے اس طرح ممانعت فرمائی۔ اے لوگو۔ اپنے ہاتھونکو
اس قوم کی لڑائی سے روکے رہنا۔ اپنی زبانین انکی برائی سے بند رکھنا۔ خبردار ہم سے
پہلے انکی طرف نہ بڑہنا کیونکہ مدعی علیہ کل قیامت کو وہی شخص ہوگا جس نے آج جھگڑا
شروع کیا اور لڑائی مین سبقت کی۔

سوال کرنے والونکی یہہ غرض تہی کہ آپ اپنی زبان سے لڑائی کی نسبت حکم دیدین
اور بعضے محض تحقیق کے طالب اور آپکا قصد دریافت کرنا چاہتے تہے۔ آپنے بہی
اونکو جواب دیکر بعد مین قطعی ممانعت کردی کہ خبردار کوئی لڑائی کا ارادہ نہ کرے۔

خطبہ سے فارغ ہوکر جناب علی مرتضیٰ رضہ نے حکم بن سلام۔ مالک بن حبیب کو حضرات
طلحہ و زبیرؓ کی طرف بہیجا اور یہہ پیغام دیا کہ اگر آپ اوس امر پر قائم ہین جو حضرت قعقاع
کی زبانی ہمکو معلوم ہوا ہے تو لڑائی سے رکے رہین اوسوقت تک کہ کوئی امر فیصل طے
ہوجاوے۔ اسی اثنا مین احنف بن قیس اور بنی سعد آپ کی خدمت مین حاضر ہوے
بنی سعد نے حرقوص بن زہیر کو بچالیا تہا۔ (جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے) اور اوس

گروہ سے کنارہ کش ہوگئے تھے۔ یہ جنگ پر کمربستہ آرہے تھے۔

حضرت احنف بن قیسؓ بعد شہادت جناب امیرالمومنین عثمانؓ کے حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھہ پر بیعت کرچکے تھے۔ حضرت احنفؓ کہتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت امیرالمومنین عثمانؓ محاصرہ مین تھے مین حج کو جارہا تھا مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہ وزبیرؓ سے مدینہ مین حج کو جاتے وقت ملا اور اُن سے کہا۔ امیرالمومنین عثمانؓ ضرور شہید کئے جاوینگے انکے بعد کس کے ہاتھہ پر بیعت کیجاویگی سب نے بالاتفاق فرمایا جناب علیؓ کے ہاتھہ پر بیعت ہوگی مین یہہ دریافت کرکے حج کو چلا گیا۔ پھر جب حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ واپس آیا تو جناب عثمانؓ شہید ہوچکے تھے مین نے حضرت علیؓ کے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور مدینہ منورہ مین سب طرح کا امن اور جناب علیؓ کی خلافت مستحکم پاکر اپنے اہل وعیال مین چلا آیا۔ اس عرصہ مین حضرت ام المومنین عائشہؓ۔ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ بصرہ مین وارد ہوے۔ مجھکو اصلا خبر نہ تھی ناگاہ ایک شخص نے آکر کہا کہ ام المومنین عائشہؓ حضرت طلحہ وزبیرؓ محلہ خریبہ مین ٹہرے ہین اور تمکو بلاتے ہین۔ مین نے پوچھا یہان کب آئے اور کس غرض سے۔ جواب دیا حضرت علی مرتضیٰ سے لڑنے آے ہین اور تمسے مدد چاہتے ہین قاتلین جناب عثمانؓ سے معاوضہ خون لینگے مجھکو اس بات سے سخت تشویش ہوئی مین نے اپنے جی مین کہا۔ یا الہ العالمین۔ اب مین کیا کرون حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور آنحضرت صلعم کے حواری حضرت طلحہ وزبیر کی مخالفت کرتا ہون تو مشکل ہے اور انکے ساتھہ ہوکر جناب علیؓ ابن عم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خروج کرون حالانکہ انہین بزرگونکے حکم سے آپکی بیعت بھی کرچکا تو بھی سخت دشوار ہے پھر حال اپنے دل سے یہی باتین کرتا ہوا اونکی خدمت مین پہونچا۔ ادھونے

اپنا ارادہ ظاہر کر کے فرمایا ہم اسی غرض سے یہان آے ہین مین نے عرض کیا۔ای حضرات مین آپ تینون صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ آپ لوگون نے مجھکو جناب علی کی بیعت کرنیکو اجازت دی تہی یا نہین۔فرمایا۔ہان۔اوسوقت اجازت ضرور دی تہی مگر وہ اپنے قول ووعدہ سے پھر گئے۔ یہ سنکر مین نے عرض کیا بخدا اے لا یزال مین آپ لوگون سے نہ لڑونگا اور نہ جناب علی مرتضیٰ ابن عم رسول اللہ صلعم کے مقابلہ مین نکلونگا۔آپ ہی کے حکم سے مین اونکی بیعت کر چکا اب مجھسے یہہ نہوگا کہ اونسے لڑون براے مہربانی مجھکو اجازت دیجیے کہ فریقین سے علحدہ ہوکر اپنے گھر بیٹہہ رہون اون حضرات نے میری درخواست قبول فرمائی اور مین بصرہ چہوڑ کر جلجا مین مع اپنے چھہ ہزار آدمیونکے مقیم ہوا۔ (یہہ مقام بصرہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے) پھر جس وقت امیر المومنین جناب علی بصرہ کی طرف تشریف لاے اور بمقام قصر عبید اللہ بن زیاد مقیم ہوے احنف آپکی خدمت مین آے اور عرض کیا ہماری قوم بصرہ والے یہہ خیال رکھتے ہین کہ آپ اون پر غالب آوینگے تو اونکے مرد قتل کر کے اونکی عورتین لونڈیان بنا لینگے۔آپنے فرمایا مجھسی یہہ خوف رکہنا زیبا نہین خون تو اوسی شخص کا مباح ہے جو قبول اسلام سے روگردان ہو یا اسلام چہوڑ کر کافر ہوجاوے۔یہہ لوگ تو مسلمان ہین پھر مجھسے کیون ڈرتے ہین۔احنف نے عرض کیا آپ دو باتون مین سے ایک اختیار فرماوین۔یا مین آپکے ہمراہ ہوکر آپکے مخالفین سے لڑون یا دس ہزار تلوارین آپسے روکون۔آپنے فرمایا۔تم نے اپنے ہمراہیونکو کسواسطے گوشہ نشین کر رکہا ہے۔جواب دیا۔اونکا یہہ عہد پورا کرنے کو کہ بمقابلہ کفار نکلین گے مین نے طرفین کی شرکت سے روکا ہے۔آپنے فرمایا۔اچھا تم دس ہزار تلوارین ہم سے

روکو۔ احنف یہہ اجازت پاکر واپس ہوے اور اپنے لوگو نکو جنگ سے بیٹھ رہنے کو کھا اور اس طرح ندا کی۔ یا آل خندق۔ یا آل تمیم۔ یا آل سعد۔ اس آواز پر یہہ قبائل لشکر فریقین سے نکلکر احنف کے ساتھہ ہولئے اور تا اختتام واقعہ جمل کسی طرف نہ تھے۔ جبتوقت جناب علی مرتضی رضؓ ظفریاب ہوے آپکے تابع ہوگئے اور احنف بہی آپکی خدمتمین حاضر ہوے اور پوری پوری اتباع کی۔

قتال وجدال فریقین واقعہ جمل

العظمۃ للہ یہہ واقعہ عبرت خیز حیرت انگیز۔ مسلمانون کی آپس کی جدال وقتال جسکی تقریر سے زبان ناطقہ لال ہے۔ میدان جنگ ایک حسرتناک منظر بنا ہوا ہے۔ ایک طرف جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ حبیبہ جناب رسالتمآب صلعم اور حواری رسول مقبول صلعم جناب طلحہ رضؓ وجناب زبیر رضؓ مع لشکر اسلام جسمین صحابہ کرام ودیگر اکابر اشخاص بہی ہین دوسری جانب حضرت شیر خدا امیر المومنین جناب علی مرتضی رضؓ مع جماعت اصحاب کبار ودیگر رئیسان قوم ذی وقار ہین حضرات ناظرین! کوئی معمولی معرکہ ہوتا تو اوسکی کیفیت لکھتے ہوے جی لگتا۔ قلم بہی اپنی جولانی دکھلاتا۔ ایسی صورت مین تو سادہ مضمون بعض کتب تواریخ کا ترجمہ اور نفس مطلب نقل کرنا بہی بڑے غضب کا سامنا ہی کیونکہ دونون فریق ہمارے پیشوا۔ ہمارے دین کے سردار ہمارے آقا جناب سرور عالم کے منتسبان خاص۔ اصحاب با اختصاص ہین۔ بہلا کسی مسلمان کی مجال ہے کہ ان بزرگون کی نسبت کسی طرح کا وہم وخیال انکے شان ومرتبہ کے خلاف اپنے دل مین لائے ایمان ودین کہو بیٹھے۔ آخرت مین روسیاہ ہو گروہ فساق وفجار بداعمال کے

ساتھ حشر ہو۔ صاحبو! ہم اسوقت بدرجہ مجبوری دل پر جبر کرکے بحیثیت ایک مورخ کے کتب تاریخ سے یہہ واقعہ نقل کر رہے ہین۔ الحمد للہ کہ ہمارے سینہ بے کینہ مین نقش پاک اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ وھم غرضا من بعدی۔ کا کندہ ہے۔ ہم آل اطہار و اصحاب اخیار کے نام پر جان قربان کرتے ہین۔ ان بزرگونکی محبت اور اتباع ہمارے واسطے سبب نجات اور باعث فلاح و حصول درجات ہے۔

قصہ مختصر مورخین با تمکین واقعہ جمل کو اس طرح نقل کرتے ہین کہ جب قصر عبید اللہ بن زیاد پر دونون فریق ایک دوسرے کے مقابل صفین جما کر ٹھہرے تو حضرت زبیر رضہ صف سے نکلے۔ یہہ مسلح ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ انکو دیکھکر لوگون نے جناب علی مرتضی سے عرض کیا کہ حضرت زبیر رضہ اس طرف آتے ہین۔ آپنے فرمایا۔ یہہ ایسے شخص ہین کہ انکو نصیحت اور خوف خدا یاد دلانے کا اثر ہوگا۔ حضرت زبیر رضہ کے بعد حضرت طلحہ رضہ بھی میدان مین آئے۔ ادہر سے جناب امیر المومنین علی مرتضی رضہ انکی طرف تشریف لیگئے اور اسقدر ان دونون صاحبون سے قریب ہوئے کہ سواریونکی گردنین آپس مین بھڑ گئین۔ جناب علی رضہ نے فرمایا۔ آپ لوگ بیشک میری عداوت پر کمربستہ ہین اور یہہ سوار و پیادے۔ آلات جنگ سارا سامان میرے ہی واسطے جمع کیا ہے۔ کیا اللہ تعالی کے نزدیک آپنے اس عداوت کی کوئی وجہ ٹھہرالی ہے؟۔ آپ اللہ تعالی سے ڈرین۔ آپکا انجام کار مثل اوس عورت کے نہو جاوے جسنے سوت کات کر ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ کیا مین آپکا دینی بھائی نہین۔ کیا آپ پر میرا خون اور مجھپر آپکا خون حرام نہین ہے۔ کیا آپ کوئی ایسی وجہ بتا سکتے ہین جس سے میرا خون آپکو مباح ہو گیا ہے؟ حضرت طلحہ رضہ نے فرمایا کیا آپنے جناب عثمان رضہ کے قتل مین سازش نہین کی۔ آپنے جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنا دین پورا کرے گا۔ وہ منصف و حاکم حقیقی ہے۔ اے طلحہؓ آپ خون
جناب عثمانؓ کے طالب ہین اور میری نسبت یہہ اتہام ہے۔ توبہ۔ توبہ۔ قاتلین
عثمانؓ پر خدا کی لعنت ہو۔ اے طلحہ۔ آپ جناب رسالتمآب کی بیوی کو لیکر انکے حیلہ
اور قوت سے لڑتے ہین اور اپنی بیوی کو گھر چھوڑ آے اور پردہ مین بٹھلا آے ہین۔ کیا آپنے
میری بیعت نہین کی حضرت طلحہؓ نے جواب دیا۔ ہان کی مگر مجبوری تلوار میری گردن پر
تہی۔ پھر جناب علی مرتضیٰؓ حضرت زبیرؓ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔ اے زبیرؓ
آپ کو کس امر نے خروج پر آمادہ کیا۔ جواب دیا۔ آپ اسکے باعث ہوے۔ فرمایا۔ کیا
آپ بعد حضرت عثمانؓ کے مجھکو خلافت کا مستحق نہین سمجھتے اور مین تو آپکو اپنا عزیز۔
عبدالمطلب کی اولاد مین شمار کرتا ہون اور اے زبیرؓ کیا آپ آنحضرت کا وہ فرمانا
بھول گئے جب ایک دن مین حضور کے ہمراہ بنی غنم مین ہو کر گذرا آنحضرت نے میری
طرف دیکھکر تبسم فرمایا۔ مین بہی حضور کو دیکھکر ہنسنے لگا۔ تو آپنے کہا تہا کہ ابن ابی طالب
اپنا تکبر ترک نکرینگے۔ آپکے قول پر آنحضرت نے فرمایا۔ علی متکبر نہین۔ البتہ تم علی سے
لڑوگے اور بے انصافی اور ظلم کے ساتھہ پیش آؤگے۔ یہہ سنکر حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔
ہان۔ خوب یاد دلایا۔ بیشک حضور نے یہہ فرمایا تھا۔ اگر آپ میری روانگی سے قبل اور
میرے خروج سے پیشتر یہہ واقعہ مجھکو یاد دلاتے تو مین ہرگز ادہر نہ آتا اور اب بھی
خدا کی قسم مین آپسے ہرگز نہ لڑونگا۔

بعد اس گفتگو کے جناب علی مرتضیٰ اپنے لشکر مین واپس آے اور اپنے ہمراہیون سے
فرمایا حضرت زبیرؓ نے خدا کی قسم کہالی ہے کہ وہ تم سے نہ لڑینگے۔ حضرت زبیرؓ بھی حضرت
ام المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت مین واپس گئے اور کہا۔ جسوقت سے مین نے

ہوش سنبھالا ہے اس سے قبل جس کسی موقع پر گیا ہون اپنا انجام کار بخوبی جانتا تھا سوائے
اس موقعہ کے کہ بے سمجھے بوجھے بے اسکے کہ نتیجہ کار پر نظر کرون چلا آیا۔ آپنے فرمایا۔
تمہارا اس کہنے سے کیا منشا ہے اور کیا چاہتے ہو۔ جواب دیا۔ میرا یہہ قصد ہی کہ مین
ان سب کو چھوڑ کر چلا جاؤن۔ جناب ام المومنینؓ اسکا جواب نہ دینے پائی تھین کہ حضرت
زبیرؓ کے بیٹے عبداللہ بول اوٹھے۔ ہان جب دونون فریق کو جمع کر لیا اور ایک کو دوسرے
کی عداوت پر خوب تیز کر دیا تو اب چھوڑ کر جانے کا قصد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ
حضرت علیؓ کے علمون کے پھریرون سے ڈر گئے اور آپنے یہہ سمجھ لیا ہے کہ ان علمون کے
اوٹھانے والے جوانمرد جنگجو ہین اور آپ کو یقین ہو گیا ہے کہ ان علمون کے نیچے سرخ
موت ہی۔ موت کے خوف نے آپکو کچا کر دیا اور آپ مین نامردی آگئی۔ حضرت زبیرؓ نے
فرمایا۔ اب تو مین نے قسم کھالی ہے کہ لڑائی مین نہ جاؤنگا حضرت عبداللہؓ نے عرض
کیا۔ اپنی قسم کے کفارہ مین اپنے غلام مکحول کو آزاد کر دیجئے اور مقابلہ مین نکلئے (افسوس)
حضرت عبداللہؓ کے طعن و تشنیع سے آپنے مکحول یاسرجس کو کفارۂ قسم مین آزاد کیا۔
اور بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت زبیرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ جناب علیؓ
کے ہمراہ ہین تو آپنے بلا جنگ واپس پھرنے کا قصد کر لیا کیونکہ حضرت زبیرؓ نے آنحضرت
صلعم سے سنا تھا کہ حضرت عمارؓ کو خطاب کر کے فرمایا۔ اے عمارؓ۔ تمکو گروہ باغی قتل کریگا
حضرت زبیرؓ ڈرے کہ مبادا اس جنگ مین حضرت عمارؓ کے قاتل آپ ہی ہون اسواسطے
آپ واپس آئے پھر حضرت عبداللہؓ نے آپ کو لڑائی پر بھیجا۔

اس واقعہ مین اہل بصرہ تین گروہ ہو گئے تھے کچھ لوگ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے
ہمراہ تھے اور کچھہ جناب علیؓ کے ساتھ رہنے پر تلے ہوئے تھے تیسرا گروہ وہ تھا

جو سکوت مین تھا نہ انکی طرف نہ اونکے ہمراہ۔ اسی گروہ مین احنف بن قیس۔ عمران بن حصین اور ان دونون کے تابع تھے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ نے مسجد حدان قبیلہ ازد مین قیام فرمایا۔ اسوقت سردار ازد صبرہ بن شیمان تھے۔ انکو کعب بن سور نے یہہ رائے دی تھی کہ جسوقت فریقین کا مجمع ہوگا اور آپس مین جنگ ہوجاویگی تمکو اپنا بچانا مشکل ہوجاویگا کیونکہ انکا سیلاب ایک بلائے ناگہانی ہوگا مصلحت اسی مین ہے کہ تم میرے کہنے سے کسیکے شریک نہ ہو اور اپنی قوم کو لیکر علحدہ ہوجاؤ۔ مجھکو صلح کے آثار نظر نہین آتے مضر و ربیعہ کی برابری اسوقت تم نہ کرو وہ دونون آپس مین بھائی ہین باہم لڑتے بھی ہین اور پھر دم بھر مین ایک ہوجاتے ہین۔ صبرہ نے کعب بن سور کی اس نصیحت و خیر خواہی پر اصلا توجہ نہ کی بلکہ ناخوش ہوی اور اونسے کہا۔ تم مین ابھی تک نصرانی اثر باقی ہے۔ تم مجھکو یہہ رائے دیتے ہو کہ باہمی اصلاح مین شریک نہ ہون اور جناب ام المومنین رضؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیر کو درصورتیکہ صلح نہ ہو خوار و ذلیل کرون اور حضرت عثمان رضؓ کے قاتلون سے بدلہ لینے مین اونکا ساتھہ نہ دون واللہ یہہ مجھ سے نہوا ہے اور نہ ہوگا۔

الغرض صبرہ مع اپنے قبیلہ کے جناب ام المومنین عائشہؓ کے ساتھہ ہوی۔ جملہ اہل یمن بھی آپکے طرفدار تھے۔ جو قبائل حضرت ام المومنین کے ہمراہ تھے اون کی تفصیل اور اونکے سردار و نکے نام یہہ ہین۔ رباب مع اپنے قبائل۔ عدی۔ تیم۔ ثور و عکل کے مضر۔ دونون قبیلے بہ سرداری منجاب بن راشد۔ بنو عمرؓ۔ بنو تمیم بہ سرگروہی ابوالجرباء۔ بنو حنظلہ بہ سرداری ہلال بن وکیع۔ ازد بمعیت صبرہ بن شیمان۔ سلیم

بمتابعت مجاشع بن مسعود سلمی ؓ ۔ بنی عامر غطفان بامارت زفر بن حارث ۔ بکر ؓ بحکومت مالک بن مسمع ۔ بنی ناجیہ بسرکردگی خریت بن راشد ۔ یمن ؒ کے حاکم ذوالاجرۃ حمیری تھے منذر کو صلح ہوتے مین کچھ شک نہ تھا ۔ ربیعہ انسے اوپر اوترے اور یہہ بھی صلح کے امیدوار تھے ۔ اہل یمن انسے نیچے ٹہیرے انکو بھی صلح کا یقین تھا اور جناب ام المومنین عائشہ ؓ حدان مین مقیم تہین اور آپکا لشکر بمقام زابوقہ تہا ۔ ہر قبائل کے سردار وہی لوگ تہے جو اوپر مذکور ہوئے اور اونکی تعداد تیس ہزار تہی ۔ جناب علی مرتضی ؓ کے لشکر مین بیس ہزار آدمی تھے ۔ یہہ سب ایک دوسرے کے مقابل اوترے ۔ چونکہ دونون لشکر مین ایسے قبائل بہی تھے جن مین بعضے ادہر اور بعضے اودہر تھے لہذا مضر کے مقابلہ پر مضر اوترے ہوے تھے اور ربیعہ کے سامنے ربیعہ یمن کے روبرو یمن فریقین کے آدمی ایک دوسرے کے ساتہہ بے تکلف ملتے جلتے تہے ۔ سوای حرف صلح کے دوسری بات کسی کی زبان پر نہ تہی ۔ حکیم اور مالک جو قبل اسکے جناب علی کے لشکر سے حضرت طلحہ ؓ و زبیر ؓ کے پاس گئے تھے وہ بھی یہی خبر لیکر واپس آے کہ ہم لوگ بہی اوسی عہد و اقرار پر ہین جسپر قعقاع ؓ ہم سے رخصت ہوکر گئے ہین ۔ خود جناب علی مرتضی ؓ حضرت طلحہ ؓ حضرت زبیر ؓ باہم مل چکے تھے اور صلح سے بڑہکر کوئی بات نہ دیکھی اور لڑائی و فساد ترک کرنے پر اتفاق ہوگیا ۔ اسی صلح اور امن و امان کے برقرار رکھنے پر تینون صاحب ایک دوسرے سے علحدہ ہوے ۔ شام کو جناب علی مرتضی ؓ کیطرف سے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ حضرات طلحہ و زبیر کے پاس صلح کی گفتگو کرنے آے ۔ ادہر سے حضرت محمد بن طلحہ ؓ جناب امیرالمومنین علی ؓ کے پاس حاضر ہوے ۔ کل امور و شرائط طے ہوگئے اور صبح کے وقت صلحنامہ اور معاہدہ لکہنے کی راے قرار پا گئی ۔

یہہ حضرات اپنے اپنے لشکروںمین بخیریت تمام ہنسی خوشی واپس آے۔ فریقین نے اپنے اپنے لشکرونکے سردارون اور رؤساے قبائل کو بلاکر صلح ہوجانے کی اطلاع کردی دونون طرف رات نہایت امن وچین کے ساتھہ عافیت وسلامتی مین کٹی۔ سب اس بات پر خوش تھے کہ صلح ہوگئی اور صبح صلحنامہ لکھہ جاویگا۔ علی العموم دونون لشکرونمین توبہہ حال تھا اور ہرایک بخیال صلح فارغ البال مگر جولوگ کہ جناب عثمان کے قتل اور شروفساد کے باعث تھے اونکو یہہ رات عالم پریشانی وبدحواسی مین گذری کیونکہ یہہ صلح ہوجانیکو اپنے حق مین زہر سمجھے ہوے تھے۔ جب یہہ صلح کا خیال کرتے اپنی موت آنکھونکے سامنے دیکھتے۔ رات کو سونا آرام کرنا کیسا۔ نیند کس کی آنکھہ مین آتی۔ یہان تو دغدغہ دوسرا تھا آپس مین مشورہ ہی کرتے رات کٹ گئی۔ آخر راے اسپر قائم ہوئی کہ خیریت چاہتے ہو توجس طرح ممکن ہو صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دیجاے۔ حتی الامکان صلح نہ ہونے دو۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی فریقین کی لاعلمی مین فتنہ پردازون مفسدون وبدمعاشون نے لڑائی کا رنگ جما دیا۔ تاریکی شب مین تلوارین نکالکر بلوائیان مضر اپنے مقابل مضر پر۔ ربیعہ ربیعہ پر۔ یمن والے یمن والون پر دفعۃً جا گرے اور مارنا شروع کردیا۔ اہل بصرہ اور ہرگروہ اپنے اپنے مقابل پر حملہ آور ہوے۔ فریقین اطمینان سے پڑے سورہے تھے۔ ناگہانی بلا سرپر آگئی تو مجبور بقصد مدافعت انہون نے بھی جواب دیا اور بات کی بات مین دونون لشکرونمین غدر مچ گیا۔

ابن اثیر وابن خلدون کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ فرقہ اشرار جناب علیؓ کے لشکر مین تھے بظاہر آپکے مطیع مگر دل مین خائف اور فریقین مین لڑائی کرادینے کی فکر مین تھے۔ تمام قصہ اول سے آخر تک دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گروہ اشرار

آپ کے لشکر مین داخل رہا اور اسی میل جول مین اپنا کام نکالا۔ صاحب روضۃ الصفا نے اس فرقہ کا آپ کے لشکر سے علیحدہ ہو جانا لکھا ہے لہذا اس مقام پر لکھتا ہے کہ یہ گروہ پچھلی رات کو اصحاب جمل کے لشکر پر جا پڑا۔ جب اون لوگون نے مدافعت کی تو ہزیمت خوردہ جناب علی کے لشکر مین گھس پڑا اصحاب جمل تعاقب کرتے یہان بھی پہونچے یہان والے سمجھے کہ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے شبخون مارا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی تو عجلت کے ساتھ میمنہ پر جسکے رئیس تھے عبدالرحمن بن حارث کو سردار کرکے روانہ کیا۔ میسرہ پر عبدالرحمن بن عتاب کو بھیجدیا اور خود قلب لشکر مین ٹھیرے رہے۔ لوگون سے دریافت کیا کہ یہ بلوہ کس نے کر دیا جواب ملا اہل کوفہ نے پو پھٹتے ہی تیر باری شروع کر دی حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے فرمایا۔ افسوس حضرت علیؓ بغیر خونریزی کئے نہ مانینگے۔ یہ کہکر حملہ آور گروہ کی مدافعت کرنے لگے اہل بصرہ نے کوفیون کو اونکے لشکر کی طرف لوٹا دیا۔ علی مرتضیٰؓ شور سنکر خیمہ سے باہر آے اور دریافت کیا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے۔ سبائیہ نے ایک شخص کو پہلی ہی سے سکھا پڑھا کر کھڑا کر رکھا تھا اوسنے کہا۔ ہم رات کو اطمینان سے سوئے تھے صبح نہ ہونے پائی کہ اہل بصرہ نے شبخون مارا۔ ہمارے ہمراہی بھی سوار ہوگئے اور لڑائی چھڑ گئی آپنے یہ سنکر فوراً انتظام کیا۔ میمنہ و میسرہ پر سردار مقرر کرکے بھیجدیئے خود بھی سوار ہوکر کمال تاسف سے فرمایا۔ مین جانتا ہون کہ طلحہ و زبیرؓ نے ہمارا کہنا نہ مانا۔ افسوس بغیر قتل و خونریزی کے باز نہ آئے اس عرصہ مین سبائیہ نے کام سے غافل نہ تھے برابر قتل و خونریزی مین مصروف رہے جناب علیؓ نے باواز بلند فرمایا۔ لڑائی سے ہاتھ روکو (مگر اس ہنگامہ مین کون سنتا تھا) اس مقام پر روضۃ الصفا مین ہے کہ صبح ہوتے گروہ اہل فساد مین سے جو الگ ہوگئے تھے اشراف و رئیس جیسے اشتر و عدی بن حاتم وغیرہم جناب علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور آپ سے اپنی شرکت کی درخواست کرکے لشکر مین آملے۔ جناب علی مرتضیٰؓ اور حضرات طلحہ و زبیرؓ نے بھی منادی کرادی

کہ کوئی شخص کسی پر حملہ نہ کرے تاوقتیکہ وہ اسپر وار نہ کرے۔ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کر کے قتل نکریں زخمی کو نہ مارے۔ کسیکا مال واسباب نہ چھینے رعایائے بصرہ کے آلات حرب۔ کپڑے۔ سامان۔ وغیرہ نہ لوٹے۔

اب لڑائی نے زور پکڑا۔ کعب بن سور جناب ام المومنین عائشہ کی خدمتمین گئے اور عرض کیا۔ اے ام المومنینؓ۔ لوگون نے لڑائی شروع کردی اور کسی طرح قتل و خونریزی سے باز نہین آتے۔ آپ موقع پر تشریف لے چلیئے۔ شاید اللہ تعالیٰ آپکی برکت سے مصالحت کرادے۔ غرض آپکے اونٹ پر عماری رکھی گئی اور زرہیں پہنائی گئیں پھر ام المومنینؓ سوار ہوئین۔ معرکہ سے علیحدہ ایسے موقع پر آپ کا اونٹ کھڑا کیا گیا جہان سے شور وغل بخوبی سنائی دیتا تھا۔ چونکہ ام المومنینؓ اس دن اونٹ پر سوار تہین اسلیئے اس واقعہ کا نام یوم الجمل ہوگیا۔ حضرت زبیرؓ کے مقابلہ مین حضرت عمار بن یاسرؓ آگئے۔ ان پر نیزہ سے حملہ کیا اور بار بار انپر نیزہ چلاتے تھے مگر حضرت زبیرؓ اونکے حملہ کو روکتے اور خود انپر وار نہ کرتے تھے۔ حضرت عمارؓ کہتے جاتے تھے۔ کیا آپ مجھکو قتل کر ڈالینگے۔ حضرت زبیرؓ جواب دیتے تھے نہین مین آپکو قتل نہ کرونگا۔ حضرت زبیرؓ اگر چاہتے تو حضرت عمارؓ کو قتل کر ڈالتے لیکن انکو آنحضرت صلعم کا فرمانا "اے عمارؓ تمکو گروہ باغی قتل کریگا" یاد تھا اس واسطے اونکے حملے روکتے اور بطور دہمکی کے خود ہی بچاکر کوئی ہاتھہ انپر چھوڑ دیتے تھے پھر حضرت زبیرؓ میدان رزمگاہ سے نکلکر جانب وادی السباع تشریف لیگئے چونکہ آپ جناب علیؓ سے حدیث سُن چکے تھے اسواسطے جنگ سے گریز کی۔

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ دور سے غل وشور سُن رہی تہین کہ استے مین

زیادہ آواز بلند ہوئی۔ آپنے دریافت فرمایا۔ یہہ غل وشور کیون بڑہ گیا۔ لوگون نے کہا۔ لشکر والون کی آوازین آرہی ہین۔ فرمایا۔ خیریت ہے یا شر کی علامت ہے۔ جواب ملا۔ اب تو ہوا بگڑی معلوم ہوتی ہے یہہ باتین ہورہی تہین کہ یکایک اصحاب جمل بہاگ کھڑے ہوے

حضرت طلحہؓ کے زانو مین ایک ناگہانی تیر لگا۔ زخم کاری آیا (کہتے ہین کہ جب زخم کو دبادیتے خون بند ہوجاتا تا اور جب چہوڑ دیتے جاری ہوجاتا تھا۔ آپنے فرمایا۔ رہنے دو یہہ خدا کا تیر ہے یہہ زخم جان لینے والا ہے (عقد الفرید۔)

آپنے اپنا پائون گھوڑے کے پہلو سے خوب جمالیا تاکہ گر نہ پڑین اور بآواز بلند پکارتے تھے۔ اے اللہ کے بندو۔ لڑائی سے باز رہو اور میری طرف لوٹ آؤ۔ حضرت قعقاعؓ نے انکو زخمی پاکر کہا۔ آپ زخمی ہوگئے۔ اب مناسب ہے کہ یہان سے چلے جائیے اور کسی مکان مین جاکر آرام کیجیے۔ حضرت طلحہؓ وہان سے چل دیئے۔ خون آپ کے پائون سے جاری رہا۔ آپ یہہ کہتے جاتے تھے۔ خداوندا! حضرت عثمان کے خون کا عوض مجھ سے لے اور مجھسے راضی ہوجا۔ خون اسقدر نکلا کہ آپکا موزہ خون سے لبریز ہوگیا اور آپ کو ضعف طاری ہوا قریب تہا کہ غشی لاحق ہو آپنے غلام سے کہا میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوجا۔ مجھکو گرنے سے سنبھال اور جلد کسی مکان مین پہونچا کر اوتار دے۔ غلام بدقت تمام آپکو لیکر بصرہ مین داخل ہوا اور ایک مکان کہنڈر ویران مین جا اوتارا۔ وہان طائر روح مقدس قفس عنصری سے پرواز کرکے باغ جنان مین جا پہونچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حضرت طلحہؓ کا اخیر وقت تہا تو اوس مکان مین ایک شخص وارد ہوا بروایت ازالۃ الخفا یہ شخص ثور بن مجزاۃ ہین۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کیا تم امیر المومنین علی مرتضیؓ کے

اصحاب میں سے ہو۔ جواب دیا ہاں۔ فرمایا۔ اپنا ہاتھ دراز کرو میں تمسے بیعت کرتا ہوں
یہہ فرماکر آپ نے بیعت کرلی۔ آپ کو خوف تھا کہ ایسی حالت میں کہیں دم نہ نکلجاسے
جو جناب علی مرتضیٰؓ کی بیعت نہ کرسکوں لہذا بالواسطہ بیعت کرلی۔ ثورؓ کا بیان ہے
کہ حضرت طلحہؓ نے میرے ہاتھ پر بیعت کرلی پھر اونکا دم نکل گیا میں حضرت علیؓ کی خدمت میں
حاضر ہوا اور آپ کو اس حال سے مطلع کیا۔ آپنے فرمایا اللہ اکبر خداوند تعالےٰ نے
نہ چاہا کہ طلحہؓ بغیر میری بیعت کئے ہوئے جنت میں جاویں۔ (ازالۃ الخفاء)

اس حالت زخم میں آپ فرماتے تھے افسوس مجھسے زیادہ اپنے خون کو ضائع
کرنے والا کوئی بوڑھا شخص نہ ہوگا۔ آپ اوسی جگہہ مدفون ہوے۔ آپکے پائوں میں
مروان بن حکم نے تیر مارا اور بعضے کہتے ہیں دوسرے شخص کے تیر سے آپ شہید ہوے
(ابن اثیر وابن خلدون)

وقت شہادت آپ کی عمر تریسٹھ[۶۳] سال کی تھی اور ایک روایت میں باسٹھ[۶۲]
اور بعضے چونسٹھ[۶۴] برس کہتے ہیں۔ (تہیس)

تاریخ مسعودیؒ میں ہے کہ جب حضرت زبیر لڑائی سے نکل گئے مروان نے دل میں
کہا۔ زبیرؓ بھی چلے گئے اور طلحہ بھی جاتے ہیں مناسب ہے کہ انکو یہاں ٹھنڈا کردوں
یہہ خیال کرکے آپ کی رگ ہفت اندام پر ایک تیر مارا۔

حضرت زبیرؓ کا واقعہ اس طرح گذرا کہ آپنے رزمگاہ سے نکلکر وادی السباعؑ کا
رخ کیا۔ اثناء راہ میں احنفؓ بن قیس کا لشکر ملا۔ احنفؓ نے آپکو جاتے ہوے دیکھکر
کہا واللہ۔ اب اس الگ ہونے کا کیا اعتبار ہے جب مسلمانوں کو بھڑا دیا اور وہ
ایک دوسرے سے لڑنے لگے جب آپ ادہر سے گذر گئے احنفؓ بن قیس نے

اپنے ہمراہیونسے کہا۔کون ایسا ہے جو حضرت زبیرؓ کی خبر لائے۔عمرو بن جرموز بولا۔
مین جاتا ہون۔یہ کہکر آپ کے پیچھے روانہ ہوا اور آپ سے جا ملا۔آپنے پوچھا۔تمہارا
یہان آنے سے کیا مطلب ہے۔جواب دیا۔آپسے کچھ سوال کرنا ہے۔عطیہؓ آپکا غلام
کہنے لگا۔یہ شخص آپکے دشمنونکو ایذا پہونچانے والا ہے۔فرمایا۔ایک شخص سے کیا
خوف ہے۔یہ فرماکر آگے روانہ ہوے۔اس عرصہ مین نماز کا وقت آیا۔آپ گھوڑی
سے اوترے اور نماز پڑھانے آگے ہوے کہ ابن جرموز نے پیچھے سے ایک وار مین
آپکو شہید کر دیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔بروایت مسعودیؒ آپ کی عمر چھیتر برس
کی تھی۔ابن جرموز آپ کا گھوڑا۔ہتھیار۔مہر لیکر چلتا ہوا۔غلام کو چھوڑ دیا۔غلام نے
آپ کو اوسی مقام مین دفن کیا اور لشکر مین آکر لوگونکو اس واقعہ کی خبر دی۔

ابن جرموز احنف کے پاس آیا اور حضرت زبیرؓ کا قتل کرنا بیان کیا۔آپنے ناخوش
ہوکر کہا بخدا مین نہین جانتا کہ یہ کام تونے اچھا کیا یا برا۔پھر ابن جرموز حضرت علیؓ کے
لشکر مین پہونچا۔دربان سے کہا۔قاتل زبیرؓ کے حاضر ہونے کی اجازت مانگ لا۔
دربان نے حضور مین جاکر اجازت چاہی۔آپنے فرمایا۔آنے دو اور اوسکو دخول دوزخ
کی بشارت دو۔ابن جرموز حاضر خدمت ہوا اور حضرت زبیرؓ کی تلوار پیش کی۔آپنے
تلوار ہاتھہ مین لیکر دیکھی اور نہایت دردناک لہجہ مین فرمایا۔اسی تلوار کے ذریعہ سے
اکثر اوقات زبیرؓ نے جناب سالتمابؐ کی ذات اقدس سے مصیبتین دفع کین۔یہ
فرماکر وہ تلوار ام المومنین عائشہؓ کے پاس بھیج دی۔(ابن اثیر)

اور ایک روایت مین ہے کہ ابن جرموز حضرت زبیرؓ کا سر کاٹ کر جناب علیؓ
کی خدمت مین لایا جب آپکے سامنے آیا آپنے فرمایا۔تجھکو دوزخ کی بشارت ہو

کیونکہ آنحضرتؐ فرماتے تھے۔ قاتل زبیرؓ کے واسطے دوزخ کی بشارت ہے۔
ابن جرموز آپ کے پاس سے چلا گیا اور شعر پڑہتا جاتا تھا جسکا مطلب یہہ ہے
میں علیؓ کے پاس زبیرؓ کا سر کاٹ لایا اور اپنے نزدیک اسکو ثواب سمجھے ہوئے تھا
مگر افسوس آپنے مجھکو بغیر دیکھے آگ دوزخ کی بشارت دی تحفہ لانے والے کے
حق مین تو یہہ بشارت بہت بُری ہے" (عقد الفرید)
اب اسوقت لڑائی قریب ختم ہونے کی تہی اور بہاگے ہوئے بصرہ کے قریب
پہونچ گئے تھے مگر جسوقت سواران لشکر جناب علیؓ نے ام المومنین عائشہؓ کی اونٹ کو
دیکھا چارون طرف اوسکے گرد جمع ہو گئے اسلئے مفرورین پھر لوٹے اور ادمیون اور
دشوار اور دلی جوش و خروش کے ساتھہ دوبارہ لڑائی شروع کردی کعب بن سور
اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے جناب عائشہؓ نے جب دیکھا کہ لوگ کسی طرح
لڑائی سے باز نہین آتے تو کعب بن سور سے فرمایا۔ تم اونٹ کو چھوڑ دو اور یہہ قرآن
شریف لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان مین جاؤ اور لوگونکو اسکے محاکمہ کی طرف بلاؤ
کعب قرآن شریف لیکر گئے۔ امیر المومنین کا لشکر انکی طرف بڑہا سب سے آگے فرقہ سبئیہ
تھا اوسنے کعب بن سور پر تیرون کی بارش کردی۔ ہزارون تیر ایک ساتھہ انپر پڑے
اور یہہ شہید ہو گئے۔ گروہ سبئیہ ام المومنین کی عماری پر تیر چلانے لگے۔ آپنے بلند
آواز سے اپنے ہمراہیونکو امداد کے لئے بلایا اور یہہ فرماتی تہین تم اللہ سے ڈرو۔ روز
حساب کا خوف کرو۔ مگر کوئی سنتا نہ تھا بلکہ اور آگے بڑہے آتے تھے جب حضرت صدیقہ
نے دیکھا کہ لوگ کسی طرح لڑائی سے ہاتھہ نہین روکتے آپ قاتلین جناب عثمانؓ پر
بددعا کرنے لگین تاکہ لوگ آپ کی بددعا سے ڈر کر جنگ سے باز رہین۔ اہل لشکر بھی آپکے

ہمراہ بددعا کرنے لگے۔ ایک طرف لڑائی کا زور و شور دوسری طرف بددعا کی ہزارون آوازین ایک ساتھ ملکر آتی تہین جن سے میدان رزمگاہ گونج اوٹھا تھا جناب علی مرتضیٰؓ نے دریافت حال فرمایا معلوم ہوا کہ ام المومنین قاتلین جناب عثمان پر بددعا کر رہی ہین۔ آپنے بھی فرمایا۔ اللھم العن قتلۃ عثمان۔ جب اس تدبیر سے بھی لڑائی نہ رُکی توام المومنین نے سرداران میمنہ و میسرہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ ثابت قدمی سے لڑتے رہو تمہاری مدد کو اور فوج بھیجتی ہون۔ جب آپنے دیکھا کہ لڑنے والے مجھہ ہی پر حملہ کرتے بڑہے چلے آتے ہین اور سب طرف سے مجھہ ہی پر یورش ہے تو آپنے لشکریونکو ایک پُرجوش تقریر سے پھر لڑائی پر اوبھارا (ناظرین اس امر کا خیال رکھین کہ جناب ام المومنینؓ پر حملہ کرنے والے فرقہ اشرار سبئیہ ہی تھے)

آپکے جوش دلانے سے بصرہ کے قبیلہ مضر نے اپنے مقابل کوفہ کے مضر کو توڑ ڈالا اور اونٹ کے آگے کا میدان حملہ آور حریف سے صاف کر ڈالا پھر تیرون کی بارش کر دی طرفین ایک دوسرے کے حملہ کا جواب تیرونسے دے رہے تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ جس جگہہ کھڑے تھے لڑنے والونکی ریل پیل سے وہان سے مجمع ہین ہو گئے اور محمد بن حنفیہ علمدار فوج سے فرمایا حملہ کرکے ان لوگونکو ہٹا دو۔ محمد بن حنفیہ نے آگے بڑہنے کا قصد کیا مگر بجز تیرونکی نوک کے کسی طرف راہ نہ تھی مجبور رُک رہے۔ یہ دیکھکر جناب علی مرتضیٰؓ نے علم اپنے صاحبزادہ کے ہاتھہ سے لے لیا اور فرمایا تم میری آگے رہو۔ اسوقت تک صرف مضرین باہم مقابلہ تھا باقی فریقین علیحدہ تھے۔

جناب علی مرتضیٰ کے لشکر مین زید بن صوحان کی قوم نے انسے کہا کہ تم ہی ہمارے ساتھہ اس ہنگامہ سے الگ رہو یہہ زور شور تم کسی طرح روک نہین سکتے۔ تم نہین

دیکہتے کہ مضر تمہارے سامنے کس گرما گرمی سے اونٹ کی طرف بڑہ رہے ہین۔ جو اونٹ کے قریب جاتا ہے مارا جاتا ہے۔ اونہون نے جواب دیا۔ موت زندگی سے بہتر ہے اور مین تو موت کا خواہان ہون یہہ کہکہ معرکہ مین گہس پڑے۔ زید بن صوحان اور سیمان بن صوحان دونون بہائی مارے گئے۔ انکے بہائی صعصعہ زخمی ہوکر کچھہ دنون زندہ رہے آخر کار وہ بہی انتقال کر گئے۔ اب دوسرے قبائل بہی لڑنے لگے۔ جناب علی مرتضی رض نے یہہ ہنگامہ فرو کرنے کی تدبیر بہت کچھہ کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ آپنے قبائل ربیعہ و یمن کی طرف آدمی بہیجکر حکم دیا کہ اپنے سردارونکی متابعت کرو اور لڑائی سے باز رہو چنانچہ ایک شخص عبد القیس کا کہڑا ہوا اور پکار کر کہا۔ اے لوگو امیر المومنین تمکو حکم خدا کی طرف بلاتے ہین۔ مگر ماننے والا کون تہا بلکہ برعکس یہہ جواب ملا جو شخص حدود اللہ کو قائم نہین کرتا وہ ہمکو کیون بلاتا ہے۔ کعب بن سور کو ربیعہ نے تیرونسے مار ڈالا انکے خون کا عوض کوئی نہین لیتا۔ القصہ فریقین کسی طرح باز نہ آے۔ لڑائی کا عنوان تہوڑی دیر کے لئے پہر خطرناک منظر بنگیا۔ کوفہ کے یمن والون نے بصرہ کے یمن والونکا مقابلہ کیا۔ اہل کوفہ کسی طرح قتال سے ہاتھہ نہ روکتے تھے اور انکا یہی مطلب تہا کہ ام المومنین کے اونٹ تک پہونچ جاوین اور آپکے دشمنون کو ایذا پہونچائین۔ آپنے یہہ دیکہکر اپنے لشکریونکو پہر حفاظت کرنے کی تاکید کی۔ دونون طرف خوب جم کر لڑائی ہونے لگی اور دونون حریف جوش مردانگی مین ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ بصرہ کے اہالی یمن اور ربیعہ کا گروہ کوفہ کے اہالی یمن اور ربیعہ پر غالب آیا اور اونکو بہگا دیا۔ پھر بہی دونون گروہ کوفہ والے سنبہلکر لڑنے لگے۔ انکے علم کے نیچے دس آدمی مارے گئے پانچ ہمدان کے اور پانچ یمن کے۔ پہر علم کو

یزید بن قیس نے سنبھالا۔ کوفی ربیعہ کے علم کے نیچے زید۔ عبداللہ بن رقیہ۔ ابو عبیدہ بن راشد بن سلمی کام آے۔ لڑائی لحظہ بلحظہ تیز ہوتی جاتی تھی صفونکی ترتیب جاتی رہی تھی یہانتک کہ کوفیونکا وہ گروہ جو میمنہ لشکر مین تھا اپنے قلب سے اور بصریونکا میسرہ اپنے قلب سے مل جل گیا۔ ایسے لڑائی مین مصروف ہوے کہ سدہ بدھ نہ رہی بدحواسی مین سواے مارنے اور مرنے کے اور کام نہ تھا۔ اس فریق کے میمنہ نے اوس فریق کا میسرہ اور اسکے میسرہ نے اوسکے میمنہ کا آگا روکا اور حریف کو اپنے مجمع مین داخل ہونے سے باز رکھا۔ شجاعان مصر جانبین سے بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے اور باہم پکار کر کہتے جاتے تھے۔ حریف کے ہاتھہ پانون کاٹو جانسے نہ مارو۔ چنانچہ فریقین کے زور آزما اپنے مقابل پر حملہ کرکے اوسکے ہاتھہ پانون قلم کر دیتے تھے۔ اس واقعہ مین جسقدر ہاتھہ پانون کٹے ہوے لوگ نظر آے اور کسی معرکہ مین اتنے نہ دیکھے گئے۔ عبدالرحمن بن عتاب کا ہاتھہ پہلی قبل شہادت کٹ گیا تھا۔

جناب ام المومنین نے اپنے بائین طرف ملاحظہ فرماکر دریافت کیا تم کون لوگ ہو۔ جواب ملا۔ صبرہ بن شیمان آپکے جان نثار اولاد دہنواز د۔ فرمایا۔ شاباش اے آل غسان۔ میری حفاظت کرو مفسدون کے ہاتھہ سے بچاؤ۔ تمہاری بہادری جو سنی جاتی تھی آج اوسکے ظاہر ہونے کا دن ہے۔ ازدی جناب ام المومنین رض کے اونٹ کی مینگنی اوٹھا کر سونگھتے تھے اور کہتے تھے کیا اچھی خوشبو آتی ہے جیسے مشک و عنبر ہو۔ کیون نہو ہماری ماں کے اونٹ کی مینگنی ہے۔ پھر آپنے داہنی طرف والون سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جواب ملا۔ بکر بن وائل۔ فرمایا۔ تمہارے

مقابل عبد القیس ہین مجھکو اونکے حملے سے بچاتا غرضکہ ان دونون فریق مین سخت جنگ ہوئی پھر آپ سامنے کے لشکر سے متوجہ ہوئین اور فرمایا یہہ کون لوگ ہین عرض کیا گیا ہم لوگ بنی ناجیہ ہین۔ فرمایا۔ واہ واہ کیا کہنا۔ تمہاری تلوارین تو نامی مشہور ہین الطحی۔ قرشی۔ شاباش میری حفاظت کا خیال رکھنا۔ پھر بنو ضبہ نے آپکے اونٹ کی حفاظت کی اور حریف سے لڑتے رہے۔ اسوقت آپکے گرد آتش جدال وقتال نہایت زوروں پر تہی۔ بنو ضبہ کے ساتھ بنو عدی بن عبدۃ کا گروہ شریک ہوا اور دونون قبیلہ نکے مل جانے سے آپکے گرد مجمع کثیر ہوگیا۔ یہہ گروہ نہایت شدت اور قوت سے آپکی حفاظت مین لڑتا رہا۔

سب سے اول اونٹ کی مہار کعب بن سور کے ہاتہہ مین تہی جب یہہ مارے گئے تو انکے بہائی عبد اللہ نے یہہ کام کیا۔ وہ بہی مارے گئے تو مہار شتر عمیرہ بن یثربی نے لی۔ ادہر سے ہند بن عمر وجملی مرادی حملہ آور ہوا۔ دونون مین دو دو ہاتہہ چلے ابن یثربی نے ابن عمر وکو قتل کرڈالا۔ علیاء بن ہثیم نے ابن یثربی پر حملہ کیا اور مارا گیا۔ اسی طرح سیحان بن صوحان مارے گئے اور انکے بہائی صعصعہ زخمی ہوے ابن یثربی اونٹ کی مہار پکڑکر اشعار رجز پڑہنے لگا جنکا مطلب یہہ ہے "میری شجاعت کا کون منکر ہوگا مین قاتل علیاء۔ ہند جملی۔ ابن صوحان ہون اور مین تو علیؓ کے دین پر ہون مین نے ان لوگونکو مار ڈالا اور کسی کی پروا نہین۔ میرے غم کو ابو الحسن دفع کرنے والے کافی ہین" حضرت عمارؓ نے سنکر فرمایا۔ تو نے بڑی حفاظت کے ساتہہ پناہ پکڑی۔ اگر تو سچا ہے تو اس لشکر سے نکلکر ہمارے پاس چلا آ۔ ابن یثربی نے اونٹ کی مہار دوسرے شخص کو دی اور حضرت عمارؓ سے مقابل ہوا۔ آپ نو نکے

برس کے تھے اور بعضے کہتے ہین اسّی سے زیادہ عمر تھی صرف ایک پوستین آپکے بدن پرتھی
جسکو ایک رسّی کے ساتھہ کمر سے باندہ لیا تھا۔ آپ بمقابلہ ابن ثیر بی بہت کمزور تھے
لوگ انکو دیکھکر افسوس سے یہی کہتے لگے۔ ہاے عمار اپنے دوستونکے پاس جانا چاہتی ہین
ابن ثیر بی نے انپر تلوار چلائی عمار رضؓ نے سپر پر روکی تلوار سپر کو کاٹ کر اوسمین اولجہہ ہی
ابن ثیر بی نے بہت زور کیا مگر نہ نکلی حضرت عمار رضؓ کو موقع ملگیا اور اپنی تلوار سے اُسکے
پانٔون قلم کردیئے۔ ابن ثیر بی گر پڑا لوگ قید کرکے حضرت علی رضؓ کے سامنے لاے۔
ابن ثیر بی نے فریاد کی کہ مجھکو قتل نہ کیجیئے۔ آپنے فرمایا کہ تونے تین شخصونکو قتل کیا
اب بہی نہ مارا جاوے۔ غرض آپکے حکم سے مارا گیا۔

بعد قتل ابن ثیر بی زمام شتر ایک عدوی نے لی۔ اوس نے ایک شخص بنی عدی
کو دی اور خود لڑائی مین مصروف ہوا۔ اوسکے مقابل ربیعہ عقیلی آے۔ دونون مین
تلوار چلی اور دونون ایک ساتھہ زخمی ہوکر گرے اور مرگئے۔ پھر حارث ضبّی نے
مہار شتر لی۔ یہہ شخص بڑا سخت تھا۔ جناب ام المومنین رضؓ کے شتر کی مہار لئے ہوے
لڑتا جاتا تھا اور اشعار رجز برزبان تھے۔ اسکے بعد عمر و ضبّی نے مہار لی۔ اسی طرح
مہار شتر پر چالیس آدمی قتل ہوے۔ جناب ام المومنین فرماتی تہین۔ جب تک
بنوضبتہ میرے اونٹ کی محافظ رہے وہ اچھی حالت پر رہا اور جب اونکی آواز مین نے
نہ پائی تو اونٹ مارا گیا۔ (بنوضبّہ اشعار رجز پڑھتے تھے جنکا ترجمہ یہہ ہے "ہم
بنوضبتہ اصحاب جمل ہین جب موت آجاتی ہے تو ہم بیدریغ اوسکے منہ مین کود
پڑتے ہین اور موت ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ شیرین ہے")

اور ایک روایت مین ستر آدمی قریش کے اونٹ کی مہار پر مارے گئے۔

منجملہ اونکے محمد بن طلحہؓ ہین۔ یہہ شتر کی مہار پکڑے ہوے کہہ رہے تھے۔ اے والدہ
مہربان میرے واسطے کیا حکم ہے۔ آپنے فرمایا تم اولاد آدم مین بہتر ہو گے بشرطیکہ
قتال وجدال نکرو۔ محمد بن طلحہؓ اوسی جگہہ کھڑے رہے۔ اونپر جو حملہ کرتا اوسکو رد کرتے
اور حٰمٓ لاینصرون پڑھتے جاتے تھے خود کسی پر حملہ نہ کرتے تھے۔ ایک جماعت
اونکے قتل پر آمادہ ہوئی جسمین یہہ لوگ تھے۔ مکعبر اسدی۔ معکبر ضبی۔ معاویہ بن
شداد عبسی۔ عفار سعدی نصری۔ انمین سے کسی نے نیزہ مارکر آپکو شہید کیا۔ آپکے
بارہ مین اونسے چند اشعار بھی پڑھے جنکا ترجمہ یہہ ہے "محمد بن طلحہؓ عابد شب بیدار
تھے۔ خدا کی یاد مین مصروف رہتے تھے۔ اونکی ذات سے لوگونکو ایذا نہین پہونچتی تھی۔
مین نے نیزہ سے اونکو زخمی کیا وہ منہ اور ہاتھونکے بل زمین پر گر پڑے۔ مجھکو وہ
حٰمٓ پڑھکر سناتے تھے۔ افسوس یہان آنے سے پہلے حٰمٓ پڑھتے اور یہان نہ آتے
وہ صرف اس بات پر مارے گئے کہ حضرت علیؓ کے تابع نہ تھے اور جو شخص اتباع
حق نہین کرتا اوسکا انجام کار ندامت ہے" اونکے بعد عمرو بن اشرف ازدی نے
اونٹ کی مہار پکڑی۔ جو اونکے قریب جاتا اوسکو تلوار سے قتل کرتے۔ حارث بن
زہیر ازدی انکے مقابل آیا۔ جانبین سے تلوار چلی اور دونون ٹھنڈے ہوگئے۔
عمرو بن اشرف کے بعد انکے خاندان کے تیرہ آدمی اسی طرح کام آئے۔

جناب ام المومنینؓ کے اونٹ کے گرد بڑے بڑے دلیر و شجاع آپکی حفاظت مین
جانبازی کو حاضر تھے اور چارون طرف سے حلقہ باندھے ہوے تھے۔ لڑتے تھے جان
دیتے تھے مگر کسیکو اونٹ کے قریب نہ آنے دیتے تھے اور عجیب اتفاق ہوا کہ جس نے
اونٹ کی مہار پکڑی وہ مارا گیا۔ اونٹ کی مہار اور علم فوج وہی شخص لیتا تھا جو

محافظین شتر کے نزدیک معروف ومشہور اشخاص مین ہوتا۔ وہ مہار لیکر اپنا نام ونسب بہی اپنی زبان سے کہہ دیتا کہ مین فلان ہون۔ موت توکسیکو مرغوب بالطبع نہین اور نہ کوئی ازخود اوسکا خواستگار وطلبگار ہوتا مگر اوس دن اسکے بالعکس نظر آتا تہا۔ لوگ یقیناً جانتے تہے کہ جسنے اونٹ کی مہار پکڑی وہ مارا گیا لیکن خوشی سے اس کام کو کرتے تہے۔ جو کوئی مخالفین سے اونٹ کا قصد کرتا وہ مارا جاتا یا زخمی ہوکر واپس ہوتا اور پہر آنیکے قابل نہ رہتا تہا منجملہ اونکے عدی بن حاتم طائی بہی اونٹ کی طرف بقصد حملہ بڑہے۔ انکی آنکہ جاتی رہی لہذا واپس آے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اونٹ کے قریب آے۔ ام المومنین ؓ نے دریافت فرمایا۔ یہہ کون شخص ہے۔ عرض کیا۔ آپکا بیٹا۔ بہانجا ہون۔ یہہ کہکر اونٹ کی مہار پکڑلی۔ اشتر نخعی نے آکر انپر ایک ہاتہہ تلوار کا چہوڑا جس سے زخم شدید آیا۔ انہون نے بہی جواب دیا اور اشتر نے ہلکا سا زخم کہایا۔ پہر دونون مین کشتی ہونے لگی۔ ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور زمین پر گرپڑے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے ہمراہیون سے کہا مجہکو مالک کے ساتہہ قتل کرڈالو۔ لوگ مالک کو اشتر کے نام سے پہچانتے تہے۔ مالک کے نام پر کسی نے قصد نہ کیا۔ آخر طرفین سے لوگ دوڑپڑے اور ان دونوکو چہوڑادیا پہر عبدالرحمن بن عتاب نے مہار لی۔ اشتر کا قول ہے کہ مین انکے مقابل ہوا۔ انکو لڑائی مین سخت اور ہوشیار پایا مگر مین نے مار لیا پہر انکی جگہہ اسود بن عوف نے مہار شتر لی انسے بہی مجہسے لڑائی ہوئی۔ یہہ بڑے بہادر اور سخت لڑنے والے تہے۔ انکی لڑائی نے میرے دانت کہٹے کردیئے دل مین کہتا تہا اگر انسے مقابلہ نہ کیا ہوتا تو اچہا تہا۔ بارے بہزار خرابی جان چہوڑاکر الگ ہوا۔ جندب بن زہیر غامدی سامنے

آگئے ہیں نے اونکو مار لیا۔ عبداللہ بن حکیم بن حزام کے ہاتھہ میں علم قریش تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عدی بن حاتم سے لڑرہے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے پر سر دانہ حملے کررہے تھے۔ میں عدی بن حاتم کے ساتھہ ہوگیا اور عبداللہ بن حکیم کو ہم دونوں نے ملکر قتل کیا۔ پہر مہار شتر اسود بن ابی بختری نے لی۔ یہہ قریشی ہیں یہہ بہی مارے گئے۔ مروان بن حکم بہی زخمی ہوا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے بدن پر تہتر زخم تیر و نیزہ کے لگے اسپر بہی ہمراہیان جناب ام المومنینؓ کا جوش کم نہ ہوتا تہا اور نہ فرقہ سبئیہ اور اونکی پیرو اونٹ پر حملہ کرنے سے باز آتے تہے۔ اشتر کا بیان ہے کہ جنگ جمل سے زیادہ کوئی معرکہ سخت میری نظر سے نہیں گذرا۔ کوئی بہاگنے کا نام تک نہ لیتا تہا۔ ہم سب اس طرح ڈٹے ہوے جنگ پر قائم تہے جیسے کالا پہاڑ۔

اونٹ کی مہار اسقدر لوگوں کے ہاتہوں ہاتہہ رہی کہ وہ بہی ٹوٹ کر پرزہ پرزہ ہوگئی۔ یہہ سب کچہہ ہوا مگر لڑائی کا خاتمہ ہوتا نظر نہ آتا تہا۔ کثرت سے لوگ مارے گئے ہزاروں کے ہاتہہ پانوں کٹ گئے میمنہ و میسرہ کا فرق نہ رہا۔ فریقین قلب لشکر سے آکر مل گئے مگر پہر بہی وہی زور شور تہا۔ آخر جناب امیر المومنین نے جنگ ختم کرنیکی یہہ ترکیب سوچی دیگر اشخاص بہی اس رائے کے موافق ہوے کہ جبتک اونٹ زندہ ہے اس لڑائی کا خاتمہ نہ ہوگا اگر کسی طرح اونٹ مارا جاوے تو ابہی جنگ کا خاتمہ ہوا جاتا ہے چنانچہ آپنے بلند آواز سے پکار کر فرمایا۔ اونٹ کے پانوں کاٹ ڈالو۔ یہہ لوگ آپ ہی متفرق و منتشر ہو جائیں گے۔ ایک شخص نے آپکے حکم کی تعمیل کی۔ ایک تلوار اس زور سے ماری کہ اونٹ زخمی ہوگیا اور بلبلا کر گر پڑا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے کبہی کسی اونٹ کے بلبلانیکی ایسی تیز آواز نہ سنی تہی۔

کوفیان ازد کا علم مخنف بن سلیم کے پاس تہا وہ مارے گئے تو صقعب نے لیا۔ اونکے بعد عبداللہ بن سلیم نے سنبھالا۔ یہہ جب مارے گئے تو علاء بن عروہ نے لیا۔ علم انہین کے ہاتہہ مین تہا کہ فتح ہوگئی۔ کوفیان عبدقیس کا علم قاسم بن سلیم کے ہاتہہ مین تہا۔ انکے بعد زید بن صوحان علمدار ہوے یہہ سادات تابعین سے ہین بڑے نمازی روزہ دار تھے (تاریخ یافعیؒ) جب یہہ مارے گئے تو انکے بہائی سیحان بن صوحان نے علم لیا۔ یہہ مارے گئے تو او رمتعدد اشخاص علمدار رہے۔ اونہین مین عبداللہ بن رقیہ ہین انکے بعد منقذ بن نعمان کو علم ملا۔ جب یہہ بہی کام آے تو ان کے بیٹے مرہ نے سنبھالا۔ علم انہین کے ہاتہہ مین تہا کہ فتح کا ڈنکا بجا۔ بکر بن وائل کا علم حرث بن حسان ذہلی کے ہاتہہ مین تہا۔ انہون نے آگے بڑہکر مقابلہ کیا۔ یہہ اپنے خاندان کے پانچ آدمیونکے ساتہہ اور چند لوگ بنی محدوج کے اور پینتیس ۳۵ آدمی بنی ذہل کے معرکہ مین کام آے (ابن خلدون وابن اثیر)

حارث بن حسان رضؓ نے اپنے بہائی سے کہا۔ اے بہائی۔ کیا اچھی یہ لڑائی ہے اگر ہم حق پر ہون۔ بہائی نے جواب دیا۔ ہم ضرور حق پر ہین کیونکہ لوگ تو ادہر ادہر چلے گئے مگر ہم اہلبیت جناب رسالتمآب کے پاس ہین اور انکی حفاظت مین جان دے رہے ہین۔

اوسی جنگ مین عمیر بن اہلب ضبی زخمی ہوکر گر زمین پر پڑا تڑپ رہا تہا کہ جناب علی رضؓ کے لشکر کا ایک سپاہی اوسکے پاس ہوکر گذرا۔ عمیر کو شعر پڑہتے دیکھکر کہا یہ وقت کلمہ پڑہنے کا ہے۔ شعر کی جگہہ کلمہ پڑہو۔ عمیر نے کہا۔ میرے پاس آکر کہو مین سمجھا نہین ذرا اونچا سنتا ہون۔ وہ شخص عمیر کے پاس بیٹہ گیا اور اوسکے منہ سے

منہ ملا کر کلمہ پڑہا۔ عمیر نے جست کرکے اوس بیچارہ کا کان دانتونسے مضبوط پکڑ لیا۔ وہ
جڑ سے اوکھڑ آیا۔

بعضون نے اونٹ کے مارے جانے کا قصہ اس طرح نقل کیا ہے کہ اشتر اونٹ کے
پاس سے لڑکر واپس آ رہے تھے اور ادہر قعقاع جا رہے تھے کہ انہون نے اشتر سے کہا۔ کیا
تم پہر اونٹ کی طرف جا کر لڑ سکتے ہو۔ اشتر نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا۔ قعقاع رض نے کہا۔ اے
اشتر تم یہہ نہ سمجھنا کہ تم ہی لڑائی کے ڈہنگ سے واقف ہو بلکہ ہم بہی لڑنا جانتے ہین۔ یہہ
کہکر حضرت قعقاع رض نے بڑہ کر حملہ کر دیا۔ اوسوقت شتر کی مہار زفر بن حرث کے ہاتہہ
مین تہی۔ اسوقت بنی عامر کے شیوخ مین سے کوئی باقی نہ بچا تہا سب اونٹ کے آگے
مارے گئے اور ان سب کے بعد زفر نے مہار لی تہی۔ زفر رجز یہ اشعار پڑہتے جاتے تھے۔ قعقاع
نے بجیر بن دلجہ سے کہا۔ اے بجیر تم اپنی قوم سے بحیلہ و تدبیر مناسب سازش کرکے
اونٹ کے پاس جاؤ اور اوسکو مار کر گرا دو تاکہ لڑائی کا خاتمہ ہو جاوے ورنہ اسکا انجام
بد نظر آتا ہے۔ خدانخواستہ جناب ام المومنین رض کو صدمہ پہونچا تو بڑی بات ہے لیکن اوسی
صورت مین ہماری اور تمہاری سب کی نجات اور لڑائی کا خاتمہ ہے (چونکہ فریقین مین
ہر قبائل کے لوگ کچھہ ادہر کچھہ ادہر تھے لہذا بجیر نے اپنی ہی قوم سے سازش کرنا چاہی
اور بجیر جناب علی رض کے لشکریون مین تھے) بجیر نے اپنی قوم کو پکار کر کہا۔ اے آل ضبتہ
اے عمرو بن دلجہ مین تمہارے پاس آنا چاہتا ہون تم سے کچھہ کہونگا۔ اونہون نے اجازت
دی بجیر نے وہان پہونچکر کہا۔ کیا مجھکو تہوڑی دیر تک تاوقتیکہ تمہارے پاس واپس
نہ آجاؤن امن دے سکتے ہو۔ اونہون نے جواب دیا۔ ہان تمکو امن ہے۔ بجیر امن پاکر
اونٹ کے پاس گئے اور ایک تلوار اوسکے پاؤن پر ماری اور خود اونٹ کے دوسرے

پاؤن پہر گر پڑے۔ اونٹ بلبلا کر گرنے لگا۔ قعقاع رضؓ نے اپنے نزدیک والونسے کہدیا کہ تمکو اسی ہی پہر خود ذرفر کے ساتہہ تنگ اور رسیان کاٹ کر ہاتہون ہاتہہ عماری سنبہال کر زمین پر رکہہ دی عماری کثرت تیرونسے بشکل سیہی (خارپشت) نظر آتی تہی۔ جو لوگ اونٹ کے گرد وپیش تہے اونٹ کے گرتے ہی بہاگے اور آتش جدال وقتال دفعتہً فرو ہوگئی جب لوگ بہاگے حضرت امیر المومنین نے عام منادی کرادی کہ خبردار کوئی بہاگنے والے کا پیچہا نہ کرے کسی زخمی آدمی کا اسباب نہ چہینا جاوے۔ کوئی کسی کے گہرون مین نہ گہسے پہر حکم دیا کہ ام المومنین کی عماری مقتولین کے درمیان سے اوٹہا کر صاف میدان مین رکہی جاوے۔ محمد بن ابی بکر رضؓ کو ارشاد ہوا کہ عماری پر ایک قبہ (یا خیمہ) قائم کردین اور یہہ بہی دریافت کرلین کہ ام المومنین کے کہین کوئی زخم تو نہین لگا۔ محمد عماری کے پاس آے اور اپنا سر عماری مین ڈالا۔ ام المومنین رضؓ نے فرمایا۔ کون۔ عرض کیا۔ آپ کے گہر والون مین سے آپکے نزدیک جو سب سے برا شخص ہو وہ مین ہون۔ ام المومنین رضؓ نے اپنے بہائی کو بخیریت زندہ پاکر فرمایا۔ الحمد للہ خداوند تعالی نے تمکو صحیح وسالم رکہا۔

بعضون نے لکہا ہے کہ جب اونٹ گرنے لگا تو محمد اور عمار دونون اوسکے پاس پہونچ گئے اور عماری کو اونٹ پر سے اوتار کر دور فاصلہ پر جہان کوئی شخص نہ تہا لیجا کر رکہدیا۔ محمد نے اپنا ہاتہہ عماری کے اندر ڈالا۔ ام المومنین رضؓ نے فرمایا۔ کون ہے جواب ملا آپکا بہائی ہون ہمشیرہ صاحبہ۔ خدانخواستہ آپکے کوئی زخم تو نہین پہونچا۔ ارشاد ہوا تم یہ کیون پوچہتے ہو۔ عرض کیا۔ کیا اب بہی مین گمراہی پر ہون۔ فرمایا نہین بلکہ اب راہ پر آگئے۔ پہر حضرت عمار رضؓ نے دریافت کیا۔ اے مادر مہربان۔ آج اپنے لڑکونکی لڑائی آپنے ملاحظہ فرمائی؟ ارشاد ہوا مین تمہاری مان نہین ہون۔ عمار رضؓ بولے۔

مین تو ضرور کہونگا چاہے آپ ناخوش ہون ۔ فرمایا ۔ اب تمنے فتح پائی تو لگے فخر کرنے اور یہ تو کوئی فتح و ظفر نہین ہے ۔ اس کے بعد جناب امیر المومنین خود تشریف لائی اور دریافت کیا ۔ کیف انت یا امہ ۔ اے مادر مہربان ۔ آپ کیسی ہین ۔ فرمایا الحمد للہ بخیریت ہون ۔ جناب علی رضؓ نے فرمایا ۔ اللہ تعالی آپسے درگذر فرماوے ۔ ارشاد ہوا اور آپسے بھی خدا درگذر کرے ۔ بعد اسکے اعین بن ضبیعہ بن اعین مجاشعی حاضر خدمت ہوا اور عماری مین جھانکا ۔ آپنے فرمایا ۔ دور ہو تجھپر خدا کی لعنت ۔ اوسنے کہا بخدا مین حمیرا (لقب جناب ام المومنینؓ) کو دیکھتا ہون ۔ آپ اوسکے اس لفظ پر اور بھی برافروختہ خاطر ہوئین ۔ بد دعائیہ کلمات اوسکے حق مین ارشاد فرمائے ۔ خدا تیرا پردہ فاش کرے ۔ کمبخت تیرے ہاتھہ کٹین ۔ تیری لاش برہنہ پڑی رہیگی ۔ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی بد دعا اوسکے حق مین تیر کا کام کر گئی ۔ اسکے بصرہ مین ہاتھہ کاٹے گئے پھر قتل کیا گیا اور سولی پر چڑھایا گیا اور لاش بے کفن بالکل برہنہ اجڑے کھنڈر مین پھینک دی گئی ۔ بعد ازان جناب ام المومنین کی خدمت مین سرداران اسلام حاضر ہوے ۔ اونمین حضرت قعقاع بن عمروؓ بھی تھے ۔ اونہون نے آتے ہی سلام کیا ۔ آپنے جواب دینے کے بعد فرمایا ۔ خدا کی قسم مجھکو یہہ منظور تھا کہ آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مرجاتی ۔ قعقاعؓ نے واپس ہو کر امیر المومنین کیخدمت مین یہہ قول بیان کیا ۔ آپنے بھی فرمایا ۔ کاش اس واقعہ سے بیس برس قبل مین مرجاتا تو کیا خوب ہوتا ۔

منقول ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ بعد واقعہ جمل کے اکثر یہہ اشعار نہایت افسوس کے ساتھہ پڑھا کرتے تھے ۔

الیک اشکو عجری و بجری	ومعشرا اغشوا علیّ بصری
قتلتُ منهم مضری بمضری	شفیت نفسی وقتلت معشری

خداوندا مین تیرے ہی آگے اپنا سب حال عرض کرتا ہون اور اپنی قوم کی شکایت بیان کرتا ہون جسنے میری آنکھو نپر پٹی باندہ دی اور مین نے اپنے تابعین مضر کو باہم لڑا دیا اور ایک کو دوسرے کے ہاتھون قتل کرادیا۔ اپنی قوم کو گویا اپنے ہی ہاتھ سے قتل کر کے اپنے دل کو خوش کرلیا۔

جب آفتاب عالمتاب نے مقتولان معرکہ کے غم مین سیاہ نقاب اپنے روشن چہرہ پر ڈالا اور رات نے ماتمی لباس پہنکر اپنے پردۂ ظلمت مین عروسان پردہ نشین انجم کو صحن افلاک پر اس حسرتناک سین دیکھنے اور کشتگان دشت نبردگاہ پر ماتم کرنے کو جلوہ گر کیا محمد بن ابی بکر جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو شہر بصرہ مین لیگئے اور عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر مین صفیہ بنت حارث بن ابی طلحہ رض (عبدالداری) مادر طلحۃ الطلحات بن عبداللہ بن خلف کے پاس ٹہیرایا۔ رات ہی کے وقت فریقین کے زخمی مقتولین کی لاشون مین سے ڈھونڈہ ڈھونڈہکر شہر مین لائے گئے اور انکے علاج دمرہم پٹی کی مناسب تدبیر کیگئی جناب علی مرتضیٰ رض مقتولین کے ملاحظہ کے لئے تشریف لیگئے۔ بروایت عقد الفرید رات کے وقت معائنہ فرمایا۔ آپکے غلام کے ہاتھ مین شمع تھی۔ آپ ہر ایک لاش کو بغور دیکھتے اور تاسف فرماتے تھے۔ کعب بن سور کی لاش دیکھکر فرمایا۔ افسوس کیا تمکو خیال ہے کہ ہمپر صرف عوام الناس نے خروج کیا حالانکہ انمین ایسے بزرگ عالم بھی ہین جب عبدالرحمن بن عتاب کی لاش پر گذرے۔ فرمایا۔ ہاے۔ یہ شخص اپنی قوم کا سردار حامی و مددگار تہا حضرت طلحہ بن عبیداللہ کو بھی ملاحظہ کیا۔

اونکا چہرہ غبار آلودہ صاف کر کے فرمایا۔ اے ابو محمد مین سخت ناخوش ہون کہ تم کو خاک آلودہ زمین پر پڑا دیکھہ رہا ہون۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بخدا۔ مجھکو بہت مکروہ ہے کہ قریش کو اس حالت مین دیکھون۔ بخدا اے لا یزال تم وہی شخص ہو جس کی شان مین کسی نے یہہ شعر کہا ہے۔

فتی کان یدنیہ الغنی من صدیقہ		اذا ما ھو استغنی ویبعدہ الفقر

ترجمہ۔ آپ وہ جوانمرد سخی تھے کہ اپنے دوست کے قریب ہوتے اور وہ غنی ہو جاتا اور آپ کثرت جود سے فقیر ہو کے اوس سے جدا ہوتے۔ علامہ مسعودی نے اسکے بعد ایک شعر اور بہی لکھا ہے۔

کان الثریا علقت فی یمینہ		وفی خدہ الشعری وفی الآخر البدر

ترجمہ طلحہؓ کی یہہ شان و مرتبہ عالی ہے کہ گویا ثریا اونکے داہنے ہاتھہ مین اور بدر بائین ہاتھہ مین ہے اور پیشانی پر شعری تارا ہے۔ پہر فرمایا مین خدائے پاک سے امیدوار ہون کہ مین۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ سب ان لوگون مین ہونگے جنکی شان مین آیہ کریمہ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ نازل ہوئی ہی مقتولین مین سے جس لاش کو آپ دیکھتے یہی فرماتے۔ لوگونکا خیال تہا کہ اس جنگ مین عوام الناس ہی نے ہمپر خروج کیا تہا۔ افسوس۔ اس مین یہ فلان شخص عابد۔ زاہد مجتہد بہی شریک تہا جب آپ سب لاشین دیکھہ چکے تو حکم دیا کہ بمقام رصافہ مین جمع کی جاوین۔ چنانچہ سب لاشین ایک جگہہ جمع کی گئین۔ آپ نے مقتولین اہل بصرہ و کوفہ فریقین کے لشکریون پر نماز جنازہ پڑہائی۔ اہل قریش یہ بہی جو دونون لشکر دشمن تھے اور اس معرکہ مین کام آئے نماز ادا کر کے سب کو

دفن کرادیا کٹے ہوے ہاتھہ پانون یکجا کرکے ایک بڑی قبر مین دفن کیئے گئے۔ لشکر گاہ مین جو کچھہ مال واسباب۔ ہتھیار وغیرہ تھے جمع کرکے جامع مسجد بصرہ مین بھجوادیئے اور یہہ منادی کرادی کہ باستثنا اون ہتھیارونکے جن پر شاہی نشانات ہون جو شخص اپنے مال واسباب کا نشان دے لیجاے۔

ابن اثیر و ابن خلدون نے اس معرکہ مین مقتولین طرفین کی تعداد دس ہزار بیان کی ہے۔ اسمین نصف نصف دونون طرف کے ہین منجملہ انکے بنی ضبہ مین سے ایکہزار جوان کام آے۔ بنی عدی مین سے ستر جوان اونٹ کے گرد کٹ گئے جن مین اکثر حافظ قرآن تھے۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ معرکہ جمل مین طرفین کے تیرہ ہزار آدمی مقتول ہوے جس مین جناب علیؑ کی طرف سے پانچ ہزار اور باقی حضرات طلحہ و زبیرؓ کے لشکر کے تھے اس باب مین اور بہی اقوال ہین بعضے تعداد مقتولین اس سے زیادہ کہتے ہین بعض کم صرف سات ہزار بیان کرتے ہین۔ تاریخ یافعی مین تعداد مقتولین تیئیس ہزار لکھی ہے۔ یہہ واقعہ جمل شروع تاریخ ہجری سے پینتیس۳۵ برس پانچ ماہ۔ دس دن کے بعد پیش آیا۔ (اسکا حساب خالی از تکلف نہین تاریخ ہجرت روز روانگی آنحضرت صلعم مکہ معظمہ سے رکھی جاوے خواہ یوم مقدم شریف مدینہ منورہ مین قرار دیا جاوے ماہ جمادی الاخری تک یہہ مدت نہین ہوتی بلکہ اس حساب سے واقعہ جمل ماہ شعبان یا رمضان مین ہونا چاہیئے) تاریخ واقعہ جمل علی التعیین صحیح طور سے نہین معلوم ہوئی۔

بعد اختتام واقعہ جمل احنف بن قیس بنی سعد کو لیئے ہوے جناب امیر المومنین کی خدمت مین آے۔ آپنے فرمایا۔ اب تم انتظار کرچکے۔ احنفؓ نے جواب دیا مین اپنے حق مین اسی مین بھلائی سمجھا اور جو کچھہ ہوا آپ ہی کے حکم سے ہوا۔ ای امیر المومنین

اب نرمی اختیار فرمایئے کیونکہ جو راستہ آپنے اختیار کیا ہے وہ دور و دراز ہی۔ آپ کل کے بہ نسبت آج ہمارے زیادہ محتاج ہین۔ میرا احسان مانئے۔ آئندہ حوادث مین مجھکو اپنا خالص دوست جانئے اور مجھسے ایسی باتین نہ کیجئے۔ مین آپ کا ہمیشہ سے ہمدرد و ناصح ہون۔

دوشنبہ کے دن امیرالمومنین شہر بصرہ مین داخل ہوے۔ تمام اہل بصرہ سرداران قوم مع اپنے اپنے گروہ کے حاضر ہوے اور آپ کی بیعت کی یہانتک کے زخمی اور مستامن بھی بیعت مین داخل ہوے۔ ازآنجملہ عبدالرحمن بن ابی بکرہ بھی آے اور بیعت کی۔ آپنے اونسے دریافت فرمایا۔ مجھسے علیحدہ ہوکر انتظار مین خاموش بیٹھ رہنے والے (یعنی ابوبکرہ) کس حال مین ہین۔ عرض کیا۔ بیمار ہین ورنہ خود آتے اور وہ تو آپ کی خوشی کے خواہان ہین۔ ارشاد فرمایا چلو اونکو دیکھ آوین۔ عبدالرحمن آگے ہوے اور آپ اونکے ہمراہ ابوبکرہ کے پاس پہونچے اور فرمایا۔ تم بھی مجھسے الگ ہوکر منتظر تھے۔ ابوبکرہ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر کہا۔ اس درد نے مجبور کر دیا طاقت نشست و برخاست تک نہ رہی ورنہ ضرور حاضر ہوتا۔ آپنے اونکا عذر قبول فرمایا اور ارشاد کیا مین چاہتا ہون کہ تمکو حکومت بصرہ دون لیکن ابوبکرہ نے انکار کیا اور جواب دیا۔ اس سے یہہ بہتر ہوگا کہ آپ اپنے خاندان مین سے کسی شخص کو مقرر فرمائین مین وقتاً فوقتاً اوسکو نیک مشورہ دیتا رہونگا۔ آپنے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو حاکم بصرہ اور زیاد ابوبکرہ کی بھائی کو خراج و بیت المال پر مامور فرمایا۔ ابن عباسؓ کو تاکید کر دی کہ ہر کام مین زیاد سے مشورہ لیتے رہین۔ زیاد زمانہ جنگ جمل مین گوشہ نشین رہے کسی طرف نہ تھے۔ (ابن اثیر) علامہ ابن خلدون رحمہ نے روایت مذکورہ بالا مین

بجاے ابوبکرہ کے زیاد کا نام لکھا ہے۔

حضرت ابوبکرہؓ صحابی ہین۔ انکا نام نفیع بن حارث بن کلدہ ثقفی ہے۔ کنیت سے مشہور ہین غزوہ طائف مین اسلام لاے اور بصرہ مین مقیم ہوے۔ ۵۱ھ یا ۵۲ھ مین وفات پائی۔ زیاد سے اور ابوبکرہؓ سے یہہ رشتہ ہے کہ ابوبکرہؓ کے والد حارث ثقفی کی ایک لونڈی سمیہ نام تہی اوس سے دونون پیدا ہوے یہہ قصہ ہم مطاعن عثمانی مین لکھ آے ہین اگرچہ زیاد حارث کے نطفہ سے نہین مگر ابوبکرہؓ اور زیاد ایک مان دو باپ سے ہین۔

جناب علی مرتضیٰؓ ابوبکرہؓ کے پاس سے اوٹھکر ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی پاس عبداللہ بن خلف کے مکان مین تشریف لیگئے۔ بصرہ مین یہہ مکان بہت بڑا تہا۔ چونکہ واقعہ جمل مین عبداللہ بن خلف ام المومنینؓ کی ہمراہی مین شہید ہوے تھے اور عثمان بن خلف جناب علیؓ کے لشکر یون مین تھے وہ بہی اس جنگ مین شہید ہوے اسواسطے عورتین گہر مین جمع تہین اور ان دونون مقتولین کو یاد کرکے رو رہی تہین اون عورتون مین صفیہ زوجہ عبداللہ بن خلف بہی منہ ڈہانکے مصروف آہ و بکا تہی۔ جناب علیؓ کو دیکہتے ہی بول اوٹہی اے علیؓ اے دوستونکے قاتل۔ اے جماعت مین تفرقہ ڈالنے والے۔ خدا تمہارے بچونکو بہی یتیم کرے جس طرح تمنے عبداللہ کے لڑکونکو یتیم کیا۔ آپنے اوسکے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ سلام کرکے ام المومنینؓ کے پاس بیٹہہ گئے اور فرمایا صفیہ تو ہمکو برا کہہ رہی ہے اور مین نے اوسکو جب دیکہا ہے کہ یہہ لڑکی تہی۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ جناب علیؓ کے ہمراہ اس مکان مین حضرات حسنین اور دیگر صاحبزادے اور بہتیجے اور بنی ہاشم بہی گئے تھے ام المومنینؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کے واسطے سفارش کی کہ انکو امن دیا جاوے آپنے اونکو امن دیا حضرات حسنینؓ نے مروان۔ ولید بن عقبہ اور جناب امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے

صاحبزادونکے واسطے امان چاہی آپنے یہہ بہی منظور کیا۔جب آپ واپس جانے لگے
توصفیہ پہر بُرا کہنے لگی۔آپنے سواری روک کراور ایک مکان کی طرف جسمین زخمی
لوگ پڑے تھے اشارہ کرکے فرمایا۔میراجی چاہتا ہے کہ اس گہرمین جسقدر زخمی ہین سبکو
مار ڈالون۔(آپ عورتونکے بُرا کہنے سے ناخوش نہوے بلکہ اونکے چڑانیکو یہ فرمایا تہا)
آپ کا دستور تہا کہ بہاگنے والیکو لڑائی مین قتل نہ کرتے تھے۔زخمی پر ہاتہہ نہ اوٹہاتے
لوگونکے گہر مین نہ گہستے اور اونکا مال نہ لوٹتے تہے۔جب آپ واپس ہوے۔ایک شخص
ازدی نے کہا۔یہہ عورتین ہمپر غالب نہونے پاوین۔دیکہئے صفیہ نے کیا کچھ حضور کو
کہہ ڈالا۔آپ اوس شخص کے کہنے پر ناخوش ہوے اور فرمایا۔جانے دے۔انکی پردہ
دری کرنا۔گہرمین گہس جانا۔انکو ذلیل وخوار کرنا ہمارا کام نہین۔خبردار اسکا خیال نکرنا
وہ جو چاہین کہین۔تمکو گالیان دین۔تمہارے سردارون۔بزرگونکو بُرا کہین کہنے دو
وہ بیچاریان ناقصات عقل ہین۔ہمکو تو زنان مشرکین سے ہاتہہ روکنے کا حکم ہے اور
یہہ تو مسلمان بیویان ہین بہلا انکو ایذا دینا کس درجہ گناہ ہوگا۔دوسرا شخص کہنے لگا
امیرالمومنین۔دو شخص کہڑے ہوے ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو بُرا کہہ رہے ہین۔
ایک تو یہہ کہہ رہا ہے۔"تمہاری مان کو یہہ جزا ملی کہ اونکے لڑکے اونسے نافرمان ہوگئے"۔
دوسرا یہہ کہتا تہا۔"اے والدہ آپ اپنے گناہونسے توبہ کیجئے"۔آپنے قعقاع رض کو حکم دیا
کہ جاکر تحقیقات کرو کون شخص ہین اور اونکو میرے پاس پکڑ لاؤ۔حضرت قعقاع گئے
تحقیقات سے معلوم ہوا کہ قبیلہ ازد کی کوفی دو شخص عجلان وسعد عبداللہ کے بیٹے ہین۔دونونکو
پکڑ لاے۔آپنے اونکو برہنہ کرکے دُرہ سے پٹوایا۔سو دُرے دونوںپر پڑے گئے۔
روایت ہے کہ ام المومنین جناب صدیقہ رض وقت جنگ اپنے پاس والون سے

مقتولین کی بابت بار بار دریافت فرماتی تہین - لوگ جب کیسکے مرجانے کی خبر دیتے خواہ وہ آپ کی طرف کا ہوتا یا مخالفین سے آپ فرماتین - خدا اوسپر رحم فرماوے کسی نے اعتراضاً پوچھا - یہہ کیسے ہوسکتا ہے - فرمایا - آنحضرتؐ نے ان لوگونکے حق مین جنت کی گواہی دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے - فلان جنت مین ہے فلان جنت مین ہی جناب علیؓ سے بہی اسی طرح درباب مقتولین طرفین منقول ہے -

جب امور انتظامی سے فرصت ملی تو ام المومنین کی روانگی کی تیاری کی گئی - جملہ سامان سفر سواری اونٹ وغیرہ - دیگر حوائج ضروری سب مہیا کردیئے - آپکے ہمراہیون مین سے جو معرکہ جنگ سے بچ رہے اور ساتہہ جانے کو راضی ہوے اونکو آپکے ساتہہ کیا جس نے آپ کی معیت پسند کی اوسکو ہمراہ کیا - سرداران بصرہ کی خواتین باعفت چالیس بیبیان جناب ام المومنین رضؓ کے ہمراہ رکاب کردین - محمد بن ابی بکرؓ کو بہی ساتہہ کردیا جب یہ سب سامان درست ہوگیا تو روانگی کا دن مقرر فرمایا جسوقت قافلہ روانہ ہونے کو تیار ہوگیا آپ تشریف لاے - جملہ اکابر و روساے بصرہ و امراے لشکر اسلام بہی جمع ہوے ام المومنینؓ سواری مین تہین - دیگر ہمراہی بہی اپنی اپنی سواریون مین تھے - ام المومنینؓ نے جملہ حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا - اے میرے عزیز لڑکو - خبردار آپس مین کوئی کسیکو برا نہ کہنا - بخداوند کریم میرے اور علیؓ کے درمیان کسی قسم کا رنج وملال کبہی اس سے پہلے نہ تہا اور نہ اب ہے - اسوقت جو کچہہ پیش آیا امر شدنی تہا اور یہہ صرف اس طرح تہا جیسی کہ کسی عورت کو اپنے سسرالی عزیزون رشتہ دارونسے شکر رنجی ہوجاتی ہے اور یہہ قسم کے دم مین اوسکا اثر باقی نہین رہتا - علی کی طرف سے اگر میری شان مین کوئی امر ظہور پذیر ہوا تو وہ اونکی خیر خواہی پر محمول ہے وہ خدا کے خاص بندون - اچھے

لوگون مین ہین۔جناب علی رضؓ نے فرمایا۔بیشک ام المومنینؓ سچ فرماتی ہین۔جو کچھ ارشاد ہوا درست وبجا ہے۔درحقیقت میری آپکی کوئی رنجش نہ تھی۔آپ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی پاک بیوی اور دین و دنیا مین حضور نبوی کی اہلیہ مقدسہ ہین۔اسکے بعد جناب ام المومنینؓ نے کوچ کیا۔یہ غرہ رجب یوم شنبہ تہا۔جناب علی مرتضیٰؓ چند میل تک پہونچانے گئے اور آپکے صاحبزادے ایک منزل تک پہونچا آے۔بصرہ سے جناب ام المومنینؓ مکہ معظمہ تشریف لیگئین اور تا اداے حج وہین مقیم رہکر رونق افروز مدینہ ہوئین۔

اب کچھ حال اون لوگون کا جو وقت گرنے اونٹ اور اختتام جنگ کے معرکہ سے بہاگے مرقوم ہوتا ہے بنوامیہ کا گروہ جو معرکہ جنگ سے بچ گیا تہا شام کی طرف روانہ ہوا۔اونمین عتبہ بن ابی سفیانؓ عبدالرحمن یحییٰ پسران حکم و برادران مروان سرگشتہ و بدحواس بہاگے جاتے تھے۔راہ مین عصمہ بن ابیر تیمی انکو مل گئے۔انکو پناہ دیکر اپنے ساتھ گہر لے گئے۔آرام سے رکھا۔انکی مرہم پٹی زخم دوری کی۔جب زخم مندمل ہو گئے عصمہ نے انکو شام روانہ کیا۔چار سو سوار لیکر خود انکو دومۃ الجندل تک پہونچانے گئے اوس مقام پر پہونچکر مفرورین نے کہا۔اب تم تکلیف نہ کرو تمنے اپنا ذمہ وعہد پورا کردیا اور جو تمپر حق تہا ادا کردیا عصمہ واپس آے اور یہہ لوگ شام پہونچے۔

ابن عامر بہاگے تو انکو بہی ایک شخص بنی حرقوص کا جسکا نام مُرّی تہا مل گیا۔اوسنے انکو امن دیکر شام پہونچا دیا۔

مروان بن الحکم مالک بن مسمعؓ کی پناہ مین آیا اور بہایت امن و آرام سے رکہا گیا جسکے عوض مین اولاد مروان نے عہد خلافت بنی مروان مین مالک کیساتھ نیک سلوک کیا اور مالک کو عزت و حرمت کے ساتھ رکھا۔بعضے کہتے ہین کہ مروان بن حکم بہاگا نہین

بلکہ جناب ام المومنین رضؓ کے ہمراہ بصرہ مین رہا پھر آپ ہی کے ہمراہ بصرہ سے روانہ ہوکر اثنائے راہ مین علیحدہ ہوکر مدینے چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ معرکہ جنگ سے بھاگ کر ایک ازدی کی گھر جسکا نام وزیر تھا چھپ رہے۔ بعد رفع شور وشر صاحب خانہ سے کہا۔ تم ام المومنین کیخدمت مین جاؤ اور میرے حال سے اطلاع دو مگر خبردار محمد بن ابی بکرؓ کو خبر نہ ہونے پاوے۔ وزیر آپکی خدمتمین آیا اور صورت حال ظاہر کی آپنے فرمایا۔ محمد کو بلاؤ۔ وزیر نے کہا۔ عبداللہ نے منع کر دیا ہے کہ محمد کو اطلاع نہ ہونے پاوے۔ آپنے وزیر کے کہنے پر خیال نہ فرماکر محمد کو بلا کر حکم دیا کہ اس شخص کے ساتھہ جاؤ عبداللہ بن زبیرؓ اسکے گھر مین ہین اونکو میرے پاس لے آؤ۔ محمد اوس شخص کے ساتھہ اوسکے گھر گئے اور عبداللہ بن زبیرؓ کو لیکر ام المومنین کی خدمت مین حاضر ہوے۔

یہہ حال تو مفرورین کا تھا جو بطور جملہ معترضہ کے بیان کیا گیا اب ہم پھر اوپر سے بیان کرتے ہین کہ جب ام المومنین عائشہؓ مکہ معظمہ کو روانہ ہوگئین تو جناب علی مرتضیٰؓ بعد فراغت بیعت اہل بصرہ و دیگر امور مہاجرین وانصار کے ہمراہ بیت المال مین تشریف لیگئے خزانہ مین روپیہ واشرفی کا ڈھیر دیکھکر فرمایا۔ یاصفراء غری غیری اے دنیا۔ تیری زرد رنگت پر مین فریفتہ نہ ہونگا۔ دوسرونکو فریب دے۔ پھر کچھہ دیر تک مال کو نظر حیا سے دیکھتے رہے۔ (مسعودی) چھہ لاکھہ سے زائد نقد موجود تھا آپنے سب روپیہ نکالکر اپنے ہمراہیان حاضرین معرکہ پر تقسیم فرمایا۔ فی کس پانچ پانچ سو رقم ہاتھہ آئی۔ آپنے اونسے فرمایا۔ اگر خداوند تعالیٰ نے تمکو شام پر بسبب فتح عزمت فرمائی تو تمہارے وظائف کے علاوہ اسیقدر اور دیا جاویگا اسپر فرقہ سبائیہ نے آپ پر در پردہ

طعنہ زنی وتشنیع شروع کردی۔ اس سے قبل جب آپنے لوگونکو مفرورین کا تعاقب کرنے اور اونکا مال لوٹنے سے منع فرمایا تھا اوسوقت بہی اس فرقہ نے آپ پر زبان طعن دراز کی تہی اور یہہ کہا تھا۔ کیا خوب انصاف ہے اونکا خون تو ہمارے واسطے حلال ہے مگر اونکا مال ہمارے لئے حرام ہے۔ جناب علیؑ کو اونکے یہہ خیالات معلوم ہوے تو آپنے فرمایا۔ ہم مین اونمین کیا فرق ہے۔ جب ہمسے انہون نے اعراض کیا اور جنگ سے رک رہے وہ ہم مین ہوگئے اور جب سر پر چڑہ آے اور ہماری خون کے خواہان ہوے تو اوسوقت ہمارے دشمن اور ہمارے قاتل ہین ہم بہی اونسے لڑتے ہین

حضرت قعقاعؓ کا قول ہے کہ مسلمانونکی لڑائی جو جنگ جمل وصفین مین ہوئی عجب کچھ انداز کی تہی۔ ہم اپنے حریف کو نیزونکی نوک سے ٹالتے تھے اور نیزہ کے نیچے والے سر پر ہم خود ٹیک لگاتے تہے اسی طرح ہمارے حریف بہی کرتے تھے۔

عبداللہ بن سنان کاہلی کہتے ہین کہ روز جمل ہین پہلے ہم نے تیر اندازی کی جب تیر ختم ہوگئے تو نیزونسے کام لیا۔ وہ بہی ٹوٹ گئے اور ہمارے اونکے سینونمین نیزونسے ایک جال بنکر اچھا خاصہ راستہ ہوگیا تھا کہ اگر سوار ونکا لشکر اوسپر گذرنا چاہتا تو بلا تکلف جاسکتا تھا۔ جب نیزے بہی نہ رہے تو جناب علیؓ نے فرمایا۔ اے بنی مہاجرین اب تلوارین لو۔ پہر تلوارین نکل پڑین اور اونکی چوٹونکی آواز ایسی سنی جاتی تہی جیسے دہوبی کندی کر رہا ہو۔ تلوارونکے ہاتہہ بہی اس طرح مارتے تھے کہ دیکہنے والے ڈر جاوین اور اگر کسی پر ایک آدہ ہاتہہ پڑ جاوے تو جان سے نہ جاے بلکہ قصداً اولٹی تلوار یا ٹیچا کر مارتے تھے۔

قدرت آلہی ملاحظہ ہو کہ جس دن واقعہ جمل ہوا ہے اوسی دن شام کے وقت

قبل غروب آفتاب اہل مدینہ کو باوجود بعد مسافت خبر ہوگئی۔ اس طرح پر کہ ایک گدھ مدینہ منورہ کے قریب اوڑا جاتا تہا اوسکے پنجہ مین کوئی چیز لٹکتی نظر آئی۔ وہ اتفاقاً پنجہ سے چھوٹ کر گر پڑی۔ لوگون نے دوڑ کر اوٹھایا تو ایک پنجہ دست انسان نظر آیا۔ اوںگلی مین مہر تہی جسپر عبدالرحمن بن عتاب لکھا تہا۔ مہر دیکھکر معلوم ہوا کہ لڑائی ہوگئی۔ یہ ہاتھ وہی تہا جو قبل شہادت کٹ گیا تہا اوسکو گدھ اوٹھا لایا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ جو مقامات درمیان مکہ و مدینہ و بصرہ واقع ہین وہان بہی کٹے ہوے ہاتھ یا نون گدھ اوٹھا لیگئے اور وہان کے باشندے واقعہ جمل سے آگاہ ہوے۔

جناب امیرالمومنین نے چاہا کہ چندے بصرہ مین قیام فرما کر وہانکا انتظام قرار واقعی کرکے دوسری جانب متوجہ ہون مگر فرقہ سبئیہ نے نہ ٹہیرنے دیا۔ یہ لوگ بعجلت تمام بصرہ سے بغیر اجازت آپکے دوسری طرف روانہ ہوے آپنے بہی انکا تعاقب کیا بخیال اسکے کہ مبادا یہ لوگ کسی امر کا قصد کرین تو فوراً اوسکی روک تہام کر دیجاوے (کامل)

بعد فراغ واقعہ جمل جناب امیرالمومنین علیؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو والی بصرہ کرکے کوفہ کی جانب روانہ ہوے بارہ تاریخین رجب کی گذرنے پر آپ کوفہ پہونچے (مروج الذہب)

بعضون نے اس واقعہ کو کسیقدر اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے جناب امیرالمومنینؓ کا مع لشکر بصرہ پہونچنا اور عثمان بن حنیف اور حکیم بن جبلہ مین اول مرتبہ جنگ ہونا موافق روایت مذکورہ بالا لکھکر باقی مضمون اس طرح نقل کیا ہے کہ جسوقت محمد بن ابی بکرؓ کوفہ مین داخل ہوے اور حضرت ابوموسی اشعریؓ نے اونکو مدد دینے سے انکار کیا تو محمد نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاصؓ کو بخدمت جناب امیرالمومنین علیؓ

بمقام ربذہ بھیجا۔ انھون نے آکر سب حال ظاہر کیا۔ آپنے ہاشم کو دوبارہ ابوموسیٰ کے پاس
یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تم لوگونکو میری مدد پر کیون نہین بھیجتے۔ تم والی کوفہ اسیواسطے بنائے
گئے ہو کہ حق پر میری مدد کرو۔ اسپر بھی ابوموسیٰ رضہ نے کچھ توجہ نہ کی۔ ہاشم نے ایک خط
مشعر حال ابوموسیٰ محل بن خلیفہ طائی کے ہاتھہ جناب امیرالمومنین کیخدمت مین روانہ
کیا اوسکا مضمون یہ تہا مین ایسے شخص کے پاس آیا ہون جو بالکل آپکے مخالف ظاہر
اور دشمن کہلا ہوا ہے۔ آپنے امام حسن رضہ اور عمار بن یاسر رضہ کو کوفہ روانہ فرمایا۔ انکے پیچھے
قرظہ بن کعب کو والی کوفہ مقرر کرکے بھیجدیا اور حضرت ابوموسیٰ کے نام یہہ خط لکھا مین نے
حسن رضہ اور عمار رضہ کو فوج جمع کرنیکے واسطے تمہارے پاس بھیجا ہے اور قرظہ بن کعب کو بجائی
تمہارے حاکم کوفہ مقرر کرکے روانہ کرتا ہون۔ انکے پہونچتے ہی تم کار امارت سے دست
بردار ہوکر اپنے کو معزول سمجھو اور جملہ کاروبار حکومت قرظہ کے سپرد کردو۔ اگر میری لکھنے
پر بخوشی خاطر الگ نہ ہوگے تو مین نے قرظہ کو حکم دیدیا ہے وہ تمکو خدمت امارت سے
زبردستی جدا کردینگے اور اگر تم اونسے لڑوگے تو وہ تمہارے ٹکڑے اوڑادینگے۔ ابوموسیٰ رضہ
یہہ خط پاتے ہی الگ ہوگئے۔ امام حسن رضہ نے کوفہ کے آدمی جمع کئے اور جناب علی مرتضیٰ رضہ
مع لشکر ربذہ سے جانب بصرہ روانہ ہوے۔

ادہر لشکر حضرت طلحہ رضہ و زبیر رضہ کا حال اس طرح ہے کہ جون بن قتادہ کہتے ہین مین
حضرت زبیر رضہ کے پاس تہا کہ ایک سوار نے آکر بیان کیا۔ امیرالمومنین جناب علی رضہ کا لشکر
فلان مقام پر آگیا ہے مگر آدمی گنتی مین تہوڑے ہین نہ اونکے پاس آلات حرب کافی ہین
نہ اونکی ہمتین قوی ہین۔ یہ کہکر چلا گیا پہر دوسرا سوار آیا اور وہ اس طرح مظہر ہوا۔ لوگ
فلان فلان مقامات تک آگئے تھے مگر آپ کی کثرت لشکر اور اسباب جنگ کی خبر سنکر

کچھ ایسے خائف ہوے کہ اوسی مقام سے بھاگ گئے۔حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ دور رہو میرے
سامنے ایسی باتین نہ کرو امیرالمومنین علیؓ کثرت لشکر سے خوف کھاکر بھاگنے والے ہین؟
اونکے ہاتھ مین اگر صرف عرفج کی چھڑی ہو تو بھی وہ ہمارے مقابلہ کو تیار رہین۔ دوسرا
سوار بھی چلا گیا۔ بعدازان سامنے سے گرد وغبار اوٹھتا نظر آیا۔ ایک سوار نے آکر کہا
دیکھیئے یہ لشکر آن پہونچا۔ جون کا بیان ہے کہ مین آگے بڑھکر عمار رضے ملا اور حال دریافت
کرکے زبیرؓ کے پاس واپس آیا۔ جب ہوا نے گریبان غبار چاک کیا جناب علیؓ کا لشکر
نمودار ہوا اب لوگون مین بحث ہونے لگی۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ اس فوج مین حضرت علی
نہین ہین۔ آنے والے سوار نے کہا۔ وہ ضرور ہین۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم
علیؓ ہرگز نہین ہین۔ سوار نے پھر قسمیہ دعوی کے ساتھہ کہا کہ حضرت علیؓ ضرور ہین۔ آخر کار
حضرت زبیر نے دو شخص خبر لانے کو بھیجے۔ اونھون نے واپس آکر ظاہر کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ
بھی تشریف لاے ہین۔ حضرت زبیرؓ آپکا نام سنتے ہی کہنے لگے۔ آہ ناک کٹ گئی افسوس
پشت خم ہوگئی اور اسقدر خوف غالب ہوا کہ بدن مین لرزہ پڑگیا۔ ہاتھہ سے ہتھیار
چھوٹ پڑے۔ جون کہتے ہین کہ مین خاموش یہ گفتگو سنتا رہا پھر حضرت زبیرؓ کی یہ حالت
دیکھکر کہا۔ ہاے مین مارا پڑا۔ میری مان نے مجھکو گم کیا۔ یہ وہ واقعہ عبرت انگیز ہے
کہ مجھکو مرجانا بہتر معلوم ہوتا ہے اور اس مین شرکت گوارا نہین۔ یہ کہکر مین نکل گیا اور
خانہ نشین ہوا۔ پھر جناب علی کا تشریف لانا اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے گفتگوے مصالحت
اور اسپر اتفاق اور بعد مین حضرت زبیرؓ کا کفارہ قسم ادا کرکے لڑائی کو نکلنا مثل روایت
سابق کے بیان کرکے لکھتے ہین کہ جب لڑائی کسی طرح نہین رکی تو حضرت علی نے فرمایا۔
کون ایسا ہے جو قرآن شریف لیکر اہل فساد سے جاکر کہے کہ آؤ اسپر عمل کرو جو کلام الٰہی

حکم دے مانو اور لڑائی سے باز رہو۔ اگر اس کام مین اوس شخص کا ہاتھ کٹ جای تو دوسرے ہاتھ مین مصحف لے اور اگر وہ بہی کٹ جاے تو دانتون سے پکڑلے۔ آپکے حکم سے صرف ایک شخص آمادہ ہوا۔ آپ صف مین پہرے اور یہی فرماتے تھے اور پہر بار وہی جوان جواب دیتا تہا چنانچہ وہی جوان مصحف لیکر معرکہ مین گیا جب اوسکے دونون ہاتھ کٹ گئے تو قرآن شریف دانتون سے پکڑلیا اور اسی حال مین شہید ہوا۔ جناب علی مرتضیٰ ؓ نے جب لڑنے والونکا یہہ تمردملاحظہ فرمایا تو آپنے ارشاد کیا۔ اب انکو مارنا حلال ہے۔ آپکے حکم کی دیر تہی کہ لشکری فریق ثانی پر ٹوٹ پڑے اور خوب ڈٹ کر لڑے پہر لوگ سمٹکر جناب ام المومنین ؓ کے گرد آگئے۔ انمین اکثر قبیلہ ضبہ اور ازد کے تہے۔ یہہ ہنگامہ جدال وقتال دن چڑہے سے قریب عصر تک نہایت گرمی کے ساتھہ رہا۔ پہر اصحاب جمل بہاگ کھڑے ہوے۔ ایک ازدی نے پکار کر کہا۔ لوٹ آو۔ اسپر محمد بن حنفیہ ؓ نے اوسکا ہاتھہ کاٹ ڈالا۔ وہ کہنے لگا۔ بہائیو اب بہاگ چلو۔ پہر قبیلہ ازد مین قتل کا بازار گرم ہوگیا۔ آخر ازدی پکار اوٹھے۔ دوہائی ہے امیر المومنین کی ہم اونکے دین پر ہین۔ بعد اسکے حضرت عمار و زبیر ؓ کا مقابلہ حسب تفصیل سابق مذکور ہے۔ عبداللہ بن زبیر ؓ بہی زخمی ہوگئے۔ انہون نے اپنے کو زخمیون مین ڈال دیا اور اس حیلہ سے بچ رہے پہر اونٹ مارا گیا اور حضرت ام المومنین ؓ کو محمد بن ابی بکر ؓ نے ایک خیمہ مین لاکر اوتارا۔ حضرت علی مرتضیٰ تشریف لاے اور جناب ام المومنین ؓ سے فرمایا۔ آپکی ذات سے یہہ ہنگامہ ہوا آپ لوگون کو جمع کرکے لائین اور اونمین لڑائی کرادی۔ ہزارون جانین تلف ہوئین جناب ام المومنین ؓ نے جواب دیا۔ جو کچھہ ہونے والا تہا ہوگیا۔ مجھہ سے خطا ہوئی معاف کرو۔ آپنے فرمایا۔ بیشک آپکی قوم نے آپکو بلا مین ڈالا اسی طرح میرے لوگون نی

مجھکو اس مصیبت مین مبتلا کیا۔ بعد ازان سامان سفر درست کر کے چند مرد و عورتونکے ساتھہ جناب ام المومنین کو بصرہ سے جانب مکہ معظمہ روانہ فرمایا۔

علامہ ابن اثیرؒ فرماتے ہین کہ مین نے اس واقعہ جمل کو صرف علامہ ابوجعفر طبری کی کتاب سے نقل کیا ہے کیونکہ یہہ فن تاریخ مین معتمد علیہ ہین۔ دیگر مورخین نے اپنی کتابین ایسی روایات رطب و یابس سے بھر دی ہین جو درجہ اعتبار سے ساقط ہین۔

علامہ ابن خلدونؒ بعد نقل واقعہ جمل لکھتے ہین کہ مین نے یہ واقعہ کتاب ابوجعفر طبریؒ سے خلاصہ کر کے لکھا ہے کیونکہ مجھکو بمقابلہ دیگر کتب تواریخ کے انکی کتاب پر وثوق و اعتبار ہے اور یہہ کتاب اون روایات ضعیفہ سے جو کتب ابن قتیبہ و دیگر مورخین مین مذکور ہین بالکل مبّرا ہے۔

واقعہ ہذا مین طرفین سے جو اصحاب شہید ہوے اونکے نام یہہ ہین۔ یہہ علاوہ اونکے ہین جنکے نام اوپر آچکے حضرت عبدالرحمن بن طلیبؓ اللہ۔ حضرت طلحہؓ کے بھائی۔ حضرت عمروؓ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عامر۔ حضرت محرزؓ بن حارثہ بن ربیعہ بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس۔ معرض بن علاط سلمی۔ حجاج بن علاط کے بھائی۔ یہہ جناب علی کیطرف تھے حضرت مجاشعؓ و مجالدؓ مسعود سلمی کے بیٹے۔ جناب ام المومنین کی طرف تھے۔ حضرت مجاشعؓ بلا اختلاف مورخین جنگ جمل مین شہید ہوے لیکن انکے بھائی مجالدؓ کے بارہ مین اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن حکیم بن حزام اسدی۔ یہہ جناب ام المومنین کی طرف تھے انکا اسلام بروز فتح مکہ ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ اُسیدی۔ جناب ام المومنین خدیجہؓ کے صاحبزادہ۔ جناب امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ تھے اور بعضے کہتے ہین کہ بصرہ مین انتقال کیا مگر روایت اولیٰ صحیح ہے۔ حضرت ہلال بن وکیع تمیمی۔ جناب ام المومنینؓ کی

ساتھ تھے۔ حضرت معاذ بن عفرا رضؓ بدری ہین جناب علیؓ کی طرف تھے اور بعضے کہتے ہین کہ اس واقعہ مین شہید نہین ہوے بلکہ واقعہ حرہ تک زندہ رہے۔

مؤلف۔ ناظرین باتمکین واقعہ ہذا کو از اول تا آخر بنظر انصاف ملاحظہ کر کے خود فیصلہ کر لین گے کہ بعد صلح کے اس آگ کے مشتعل کرنے والے کون لوگ تھے۔ فرقہ سبائیہ یا سبئیہ جنکو صلح ہوجانے سے اپنی جانونکا دغدغہ تھا اور یہہ دغدغہ انکا غلط نہ تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ قاتلین جناب عثمانؓ ہم ہی ہین جب ان دو گروہ لڑنے والونمین ایکا ہوگیا تو خون عثمانی رضؓ کے قصاص مین کیا عجب ہے کہ اس گروہ مین سے ایک بھی جانبر نہو اور موقع موقع سے انکے وجود سے صفحہ ہستی پاک کر دیا جاوے لہذا اپنے حق مین باہم جنگ کرا دینا ہی باعث نجات سمجھے اگرچہ وہ اپنے ارادہ مین پوری طرح کامیاب نہ ہوے بلکہ انمین سے بھی ہزارون مارے گئے تاہم بہت سے بچ رہے۔ اب اس صورت مین صحابہ کرام اور جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ حضرت طلحہ رضؓ حضرت زبیرؓ اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضؓ مین سے کسیکو خاطی ظالم۔ جابر۔ معاذاللہ سمجھکر ان بزرگونکی نسبت یا انکے باہم ہیونکی بابت براہ سوء ظنی کلمات گستاخانہ سے پیش آنا دیدہ و دانستہ انصاف کا خون کرنا ہے۔ رہا یہہ امر کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؓ امام برحق تھے حضرت طلحہ رضؓ و زبیرؓ اور نیز جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ نے اپنے خلیفہ کی اطاعت ترک کر کے آپ پر خروج کیا اسکی بابت ہم ازالۃ الخفاء سے لکھتے ہین۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہین ان بزرگون نے اپنے اجتہاد مین خطا کی۔ پھر بھی معذور ہین اور انکی خطا معاف کیونکہ مجتہد خطا کرنے والے کو بھی ایک اجر اجتہاد کا ہے۔ ان حضرات نے دلیل ظاہر و راجح کو چھوڑ شبہ پر عمل کیا اور خطا کی شبہ انکو دو طرح واقع ہوا۔ ایک تو

یہ ہے کہ جناب علیؓ کی بیعت منعقد نہین ہوئی کیونکہ اکابر اہل مدینہ ارباب حل و عقد
آپ کی بیعت کے منکر ہوئے جیسا کہ جناب طلحہؓ و زبیرؓ نے دل سے بیعت نہ کی بلکہ جبراً اور
خوف جان سے (علاوہ ان دو حضرات کے اور اصحاب نے بھی جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہم نے جنکے نام قصہ بیعت مین گذر چکے ہین بیعت
نہ کی لہذا بیعت تام نہ ہوئی کیونکہ آپ کی بیعت پر اجماع و اتفاق نہ ہونے پایا پس
اس صورت مین آپ خلیفۃ المسلمین نہ ٹھیرے اور آپ کی اطاعت واجب نہین ؎
دوسرا شبہ یہہ ہے کہ قصاص حق ہے اور جناب عثمانؓ کے قاتلونسے قصاص لینا
جناب علیؓ پر واجب تھا اور باوجود قدرت کے آپنے ترک کیا بلکہ ترک کر کے دوسرونکو
بھی جو قصاص لینے پر آمادہ تھے روکا۔ یہہ کام جناب امیر المومنین کا خلاف حق واقع
ہوا اور آپنے اس حکم دینے مین خطا ر اجتہادی کی۔ یہہ دو شبہ ایسے تھے جنکی وجہ سے
جناب ام المومنینؓ و حضرت طلحہ و زبیرؓ نے آپ کی اطاعت سے انحراف کیا اور نوبت
واقعہ جمل پہونچی۔

راقم۔ اول شبہ کے مقابل دلیل ظاہر و قوی یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کی خلافت
اجماعی ہے۔ اوسوقت سے جبکہ حضرت امیر المومنین عمرؓ نے بعد اپنے خلافت کو ارباب
شوریٰ کی راے پر چھوڑا تھا اور اوسوقت بالاتفاق حضرات ختنینؓ مستحق خلافت سمجھے
گئے تھے جیسا ہم حصہ اول مین لکھہ آئے ہین اور جبکہ حضرت امیر المومنین عثمانؓ کے
ہاتھہ پر بیعت ہوگئی تو بعد انکے جناب علیؓ کا درجہ رہا اور بعد شہادت جناب عثمانؓ
آپ بلاشک باجماع سابق مستحق خلافت ہین۔ اب بروقت بیعت جو خاص خاص
اصحاب بیعت سے الگ رہے بلا اسکے کہ آپکی نسبت کوئی الزام قائم کرین یہ انکی علٰحدگی

اجماع سابق کی توڑنے والی نہین اور جبکہ سکوت کے ساتھہ بیعت نہ کی (نہ اقبال نہ انکار) توبلا شبہ اکثر اصحاب کا بیعت کرنا اجماع ہے اور آپکی بیعت تمام ہونے مین کوئی شک باقی نہین رہا اور جو صاحب اجتہاد بمقابل اس دلیل واضح کے شبہ پر عامل ہوے وہ خطاء اجتہادی مین پڑے جیسے حضرت ام المومنین حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم۔ دوسرے شبہ کا جواب اور اوسکی مقابل دلیل بیّن یہہ ہو کہ جناب امیر المومنین علی رض نے قصاص لینے مین تاخیر کی۔ قصاص کا انکار اونہون نے کب کیا بلکہ جسوقت بعد بیعت جناب طلحہ رض و زبیر رض نے دربارۂ اخذ قصاص آپسے گفتگو کی آپنے تسلیم کرکے فرمایا کہ ابہی موقع نہین ہے ذرا اطمینان ہو جاے اور تمام ممالک اسلامیہ مین اس جدید خلافت کی اطلاع اور لوگون کی اطاعت معلوم ہو جاے تو قصاص لینا چاہیئے جیسا ہم اوپر قصہ بیعت مین لکھہ آے ہین اب اس تاخیر کو اپنے اجتہاد سے منع سمجھہ لینا اور باوجود قدرت اخذ قصاص باز رہنا ہی خطاء اجتہادی تھی جو تمسکین کو عارض ہوئی اور چونکہ صاحب اجتہاد تھے لہذا اون حضرات کی خطا معاف ہے بلکہ خدا کی رحمت سے ہے کہ باوجود خطا کے اجر ثواب سے محروم نہ رہے لہذا اسوجہ سے بہی وہ حضرات مستحق ملامت نہین ہین۔ پہران حضرات کا اپنی خطا پر متنبہ ہونا اور جنگ سے باز رہنا بلکہ اپنی جان لیکر معرکہ جنگ سے نکل جانا حضرت طلحہ رض کا آخری وقت جناب علی رض کے ہمراہی کے ہاتھہ پر بیعت کر لینا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس واقعہ مین طرفین کے قلوب ہواے نفسانی سے پاک تھے یہہ ہی واقعات دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ طرفین کی نیت صلح پر تھی مگر مفسدون کی شرارت سے ہنگامہ برپا ہو گیا۔ پھر ان بزرگون کی کیا خطا۔ اب ہم وہ اقوال جو بعد اختتام جنگ حضرات صحابہ کی

زبان مبارک سے درباب فریقین کتب معتبرہ مین منقول ہین لکھتے ہین۔ اکثر اقوال قصہ مین گذر چکے ہین اونکے علاوہ یھہ ہین۔

ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ کسی نے جناب امیرالمومنین علی رضؓ سے اصحاب جمل کی نسبت سوال کیا کہ کیا وہ مشرک تھے۔ آپنے فرمایا (توبہ توبہ) شرک سے تو وہ بھاگے (اسلام قبول کیا) سائل نے کہا۔ کیا منافق تھے۔ جواب دیا۔ منافق تو اللہ تعالیٰ کو کم یاد کرتے ہین۔ پوچھا گیا۔ پھر کون اور کس درجہ کے تھے۔ فرمایا۔ ہمارے مسلمان بھائی تھے۔ ہم سے باغی ہوگئے تھے۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب امیرالمومنین علیؓ مقتولین کی لاش ملاحظہ کرنے تشریف لیگئے آپکے ہمراہ محمد بن ابی بکرؓ و عمار بن یاسرؓ بھی تھے۔ آپ فرماتے جاتے تھے۔ خدایا ہمکو اور ان مقتولین کو بخش دینا۔ ان دونون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ سنتے ہو کہ حضرت علیؓ کیا فرماتے ہین۔ دوسرے نے جواب دیا۔ ہان سنتا ہون۔ کسی نے بروز جمل حضرت عمار بن یاسرؓ سے دریافت کیا کہ حضرت ام المومنین کی شان مین تمہارا کیا خیال ہے۔ جواب دیا۔ آپ ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک زوجہ دنیا و آخرت مین بیوی ہین لیکن خدا نے اس واقعہ مین تمہارا امتحان لیا کہ کون اونکی طرف ہوکر اونکا مطیع ہوتا ہے اور کون اونکے خلاف پر کمر باندھتا ہے۔

جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے بروز جمل فرمایا۔ ہمارے حریف کا خیال ہے کہ ہم نے اونپر ظلم کیا اور ہم کہتے ہین اونکی زیادتی تھی۔ ہمارا یھہ خیال اونکی نسبت نہ تھا کہ وہ کافر ہین اور ہم کافرونسے لڑتے ہین۔

جسوقت جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے وقت شکست اصحاب جمل لوگونکو اونکے لوٹنے سے

منع فرمایا۔ تو آپ پر فرقہ خوارج نے یہہ اعتراض کیا۔ کیا اچھا حکم ہے۔ خون تو اونکا ہمارے واسطے حلال ہے مگر مال حرام ہے۔ آپنے جواب دیا۔ اہل قبلہ کی لڑائی مین یہہ طریقہ مسنونہ جاری ہی کہ بعد فتح اونکا مال لینا درست نہین۔ اونہون نے کہا۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔ فرمایا۔ اچھا جناب ام المومنین عائشہؓ کو تم سب ملکر لوٹ لو یا قرعہ ڈالو جسکی نام نکلین وہ لیجاے کہنے لگے سبحان اللہ۔ یہہ تو ہماری والدہ مکرمہ ہین۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم پر حرام ہین۔ جواب دیا۔ ہان۔ آپنے فرمایا۔ تمہارا جب اونکی نسبت خیال ہی کہ اونکو لوٹنا حرام سمجھتے ہو تو اسی طرح اونکے لڑکو نکا مال بہی تم پر حرام ہی (عقد الفرید)

پورا واقعہ دیکہنے سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کبارؓ نے اپنی خطاء اجتہادی پر افسوس ظاہر کیا اور دوران جنگ مین معرکہ سے نکل گئے جیسا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے حالات مین ہم اوپر لکھہ آے ہین۔ نیز مولنا شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہین۔ ان بزرگو نکا اپنی راے سے رجوع کرنا منقول ہے۔

جناب ام المومنینؓ نے فرمایا مین ایک شاخ درخت ہوتی تو بہتر تہا اس واقعہ مین تو میرے قدم نہ آتے۔

جناب علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے بروز جمل فرمایا۔ اے زبیرؓ آپکو خدا کی قسم ہے کیا آپ بہول گئے کہ ایک دن مین اور آپ الگ بیٹھے باتین کر رہے تہے۔ حضور سرور عالم نے ہم دونون کو علحدہ دیکھکر فرمایا۔ اے علی تم انسے کیا سرگوشی کر رہے ہو۔ واللہ یہہ تمسے ایکدن لڑینگے۔ حضرت زبیرؓ نے یہہ حدیث سنکر فوراً اپنی سواری کے منہ پر ہاتہہ مارکر اوسکو پہیرا اور جنگ گاہ سے نکل کر چلے گئے۔

اگرچہ یہہ روایات تسلی بخش حضرات طاعنان نہون اور اونکی دلی کدورت اصحاب

جمل کی جانب سے رفع نہ ہو تو ہم کہتے ہین کہ ان حضرات نے برا کیا۔ خطا کی۔ جناب امیر المومنین خلیفہ برحق کے مقابلہ پر خروج کیا۔ تاہم یہہ حضرات بزرگان دین مستحق ملامت نہین ان مقتدایان امت مرحومہ کے سب گناہ معاف ہین۔ آیت وافی ہدایت ان حضرات کی شان مین ملاحظہ فرمایئے اور زنگ کدورت سے آئینہ دل کو صاف کرکے ان کی محبت سے جلا دیجیے۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم اوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرت عنھم سیئتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھر ثوابا من عند اللہ۔ ترجمہ۔ جن لوگون نے راہ خدا مین ہجرت کی اور اپنے گھر سے نکالے گئے اور راہ خدا مین ایذا دیئے گئے اور کفار سے لڑے اور مارے گئے ہم اونکی تمام برائیان وگناہ معاف کردینگے اور اونکے اعمال صالحہ کی جزا مین جنت نعیم عطا کرینگے وہ جنت اور بہشتی باغ ایسے ہین جنکے درختون کے نیچے نہرین جاری ہین یہہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اونکو ثواب اور جزا خیر ہے۔

صحیح حدیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ جل شانہ نے اہل بدر پر جھانک کر دیکھا اور فرمایا جو چاہو کرو ہمنے تمہارے سب گناہ بخش دیئے۔

کوئی مرد منصف مزاج اسکا انکار نہین کرسکتا کہ حضرات طلحہؓ وزبیرؓ اس آیت پاک کے مصداق ہین۔ ان دونون صاحبون کا عشرہ مبشرہ مین ہونا قطعی الثبوت ہے۔

جناب ام المومنینؓ تو آنحضرت صلعم کی دنیا وآخرت کی بیوی ہین۔ جب خداوند تعالےٰ نے ان بزرگونکی شان مین یہہ بشارت نازل فرمادی اب ان حضرات کی نسبت غوغا کرنا اور معاذاللہ تفسیق وتکفیر روا رکھنا دائرہ اسلام سے خارج ہونا اور بیشک اپنے کو ناری اور دوزخ کا کندہ بنانا ہے۔ مناقب وفضائل حضرت زبیرؓ وحضرت طلحہؓ کے

کتب احادیث مین بکثرت موجود ہین۔حضرت طلحہؓ و زبیرؓ حواری و ناصر جناب رسول خدا ہین حضرت زبیرؓ حضور نبوی صلعم کے پہوپہی زاد بہائی ہین۔دونون صاحب عشرہ مبشرہ مین سے ہین۔جناب طلحہؓ کی شان مین ایک بزرگ سے نقل ہے کہ مین حضرت عارف باللہ شیخ ابو محمد معروف بہ ابن عبداللہ بصری قدس سرہ کی ہمراہ ایک روز بصرہ سے باہر گیا حضرت طلحہؓ کے مزار پر شیخ موصوف پہونچے۔جب قبر شریف کچہ فاصلہ پر رہ گئی تو حضرت شیخ ابو محمدؒ اولٹے پانون لوٹ کہڑے ہوے۔بعد ازان پہر قبر پر آے اور فاتحہ و درود شریف پڑہکر آپ کی روح کو ثواب پہونچایا اور کچہ دیر تک نہایت ادب سے عالم مراقبہ مین رہے پہر واپس ہوے۔اثنار راہ مین مین نے عرض کیا کہ آپ اول مرتبہ جانیسے کیسے رُک رہے اور پہر واپس ہو کر قبر پر تشریف لیگئے۔فرمایا جسوقت میری نظر قبر پر پڑی مین نے دیکہا کہ حضرت طلحہؓ حلّہ سبز زیب بدن فرماے۔تاج شاہانہ جسمین جواہرات اور سُرخ یاقوت جڑے ہین سر پر رکہا ہوا نہایت شان و شوکت کے ساتہ بیٹہے ہین اور آپکے پاس دو خوبصورت جوان عورتین بہی ہین مین آپ کو اس حال مین دیکہکر شرمایا اور اونکے عیش مین خلل انداز ہونا مناسب نہ سمجہا لہذا واپس ہوا مگر حضرت طلحہؓ نے مجہکو آتے ہوے دیکہہ لیا تہا قسمین دلاکر بلایا۔اسواسطے مین لوٹ کر آپکے مزار پر حاضر ہوا۔رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ۔(تاریخ امام یافعیؒ)

فرمان جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ بنام اشعث بن قیس کندی والی آذربیجان

وقت شہادت حضرت امیر المومنین عثمانؓ اشعث بن قیس آذربیجان پر آپکی طرف سے

والی تھے۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضؓ نے بعد فراغت مہم واقعہ جمل کے انکے نام فرمان لکھا جسکا خلاصہ یہہ ہے۔ سلام علیک۔ اگر تمہارا دل میری طرف سے صاف ہوتا تو سب سے پہلے میری بیعت قبول کرتے۔ تمکو میری خلافت اور لوگونکا میری بیعت قبول کرنا معلوم ہو چکا ہے۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کا مجھسے بیعت کر کے عہد شکنی کرنا اور حضرت ام المومنینؓ کو ساتھہ لیکر بصرہ آنا پھر میرا مدینہ منورہ سے آنا اور واقعہ جمل ہونا تم سُن چکے ہوگے۔ اب تم اپنے مآل کار پر نظر کرو کہ میری اطاعت تمہارے حق مین مفید ہوگی یا مخالفت سے سرسبز ہوگے۔ یہہ خوب سمجھہ لو کہ یہہ حکومت جو تمکو دی گئی ہے غذاے نرم و لقمہ خوشگوار تمہارے کہانیکو نہین ہے۔ یہہ سب خدا کا مال تمہارے ہاتھہ مین امانت ہے اور تم خدا کے خزانچی ہو۔ تمہارے ذمہ محض اسکی حفاظت ہے اور کچھہ نہین۔ تمہارا یہ کام ہی کہ جو اسکے مستحق ہین یہ تمہارے ہاتھہ سے اون تک پہونچ جاوے۔ جب یہ فرمان اشعث کے پاس پہونچا لوگونکو جمع کر کے خطبہ پڑھا جسکا یہ مضمون ہے۔ ایہا الناس حضرت عثمانؓ بن عفان نے مجھکو والی آذربیجان کر کے بھیجا تھا چنانچہ اوسوقت سے اب تک مین تمہارا حاکم ہون اب حضرت امیر المومنین علیؓ خلیفہ ہوے اور لوگون نے اونسے بیعت کر لی ہم لوگون کو بھی اونکی اطاعت واجب ہے کیونکہ امیر المومنین علیؓ کے مخالفین کا انجام جو ہوا وہ ظاہر ہے۔ جناب علیؓ ہر طرح امر اہل اسلام مین مامون ہین اور استحقاق خلافت آپ ہی کو ہے۔ لہذا سب لوگ اونکی اطاعت قبول کرو۔ (عقد الفرید)

قصہ خوارج سجستان

واقعہ جمل سے فراغت پاے تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ حسکہ بن عتاب حبطی اور عمران

بن فضیل برجمی نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ جمع کر کے خود اوسکے سردار ہو کر بقصد ملک گیری خروج کیا اور جانب سیستان روانہ ہوے کیونکہ انکو معلوم ہو گیا تہا کہ اہل سیستان نقض عہد کر کے خود سر و مستقل حاکم ہو گئے ہین۔ یہہ لوگ زالق مین جاکر اوترے۔ زالق نواح سیستان مین ہے۔ اہل زالق نے عہد شکنی کی تہی حسکہ اور عمران نے زالق پر قبضہ کر لیا اور اموال غنیمت بہت کچہہ انکے ہاتہہ آیا۔ بحتری آصم بن مجاہد مولی شیبان کے دادا کو پکڑ لیا۔ پہر کیا تہا۔ مالدار ہو گئے ہمتین بڑہ گئین۔ نظرین بلند پروازی کرنے لگین ایک زائق کیا ہاتہہ آیا کہ تمام سیستان اپنا بنانا چاہا۔ آگے بڑہے زرنج پر پہونچے۔ عبدالرحمن بن سمرہ جو عہد عثمانی مین یہان کے حاکم بلکہ ان بلاد کے فاتح تہے زمانہ شور و فتنہ محاصرہ عثمانی مین اپنی جگہہ امیر بن احمر لیشکری کو حاکم کر کے مدینہ منورہ چلے آئے تہے اونکا زرنج سے روانہ ہونا تہا کہ رعایا نے سر اوٹہایا اور اپنے حاکم امیر کو نکال کر خود مختار ہو گئی اور اپنی قوم مین سے ایک کو حاکم کر لیا۔ یہ خوارج کے پہونچنے سے ڈر گئی اور بغیر جنگ وجدال صلح کر کے انکو اپنے شہر مین داخل کر لیا۔ اس قصہ پر کسی شاعر نے جو شعر کہا اوسکا مطلب یہہ ہے۔

اہل سیستان کو فاقون اور جنگ کی بشارت ہو ابن فضیل اور بہوکے ٹوٹے
عرب انکے شہر مین آگئے ان لوگون کو نہ چاندی مالدار کرتی ہے نہ سونا۔

جناب علی مرتضیٰ کو جسوقت ملک سیستان کی بدعہدی اور خوارج کا دخل و قبضہ معلوم ہوا آپنے عبدالرحمن بن جز طائی کو یہہ مہم سر کرنے سیستان پر بہیجا۔ عبدالرحمن زرنج مین پہونچکر خوارج سے مقابل ہوے مگر حسکہ کے ہاتہہ سے مارے گئے۔ جناب علیؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی آپنے فرمایا۔ حسکہ کے قبیلہ کے چار ہزار مرد قتل کر ونگا۔

کسی نے کہا وہ تو کل پانچسو بھی نہ ہونگے۔ پھر آپنے عون بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو عامل سجستان مقرر کرکے روانہ فرمایا۔ انکو عراق کے راستہ مین بہدالی طائی ڈاکو نے مار ڈالا۔ اب جناب علی رضؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کو لکھا کہ کسی شخص کو چار ہزار کی جماعت سے والی سجستان کرکے روانہ کرو۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے ربعی بن کاس عنبری کو چار ہزار جوانوں کے ساتھ اودہر کو روانہ کیا۔ ربعی بن کاس کے ہمراہ حصین بن ابی الحر۔ مالک بن خشخاش عنبری اور ثابت بن ذی الحرہ حمیری مقدمۃ الجیش پر تھے۔ یہہ جماعت سجستان پہونچی جسکہ سے مقابلہ ہوا جسکہ مارا گیا اور ربعی نے اوس ملک پر قبضہ کرکے اپنا انتظام کیا۔ ثابت کا نام عبدالرحمن بھی تہا۔ (فتوح البلدان وابن اثیر)

قتل محمد بن ابی حذیفہ

جسوقت جنگ یمامہ مین ابوحذیفہ رضؓ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس شہید ہوگئے انکے لڑکے محمد سایہ عاطفت جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ مین پرورش پانے لگے یہانتک کہ سن شعور کو پہونچے اتفاقاً یہہ شراب پیکر بدمست ہوے جناب عثمان رضؓ نے انپر حد شراب قائم کی۔ انپر دُرّے پڑے پھر توبہ کرکے اپنی ظاہری حالت بدل دی اور اپنے ہمسنون مین ایک مشہور ومعروف متقی۔ عابد۔ زاہد۔ دیندار ہوگئے۔ اسوقت تک محمد حسب دستور سابق جناب عثمان رضؓ کے گھر رہتے تھے۔ ایکمرتبہ انہون نے کسی شہر کی حکومت چاہی اور جناب امیرالمومنین ذی النورین کی نصیحت پر برافروختہ ہوکر چلے گئے اور بعیت محمد بن ابی بکر رضؓ زبان طعن دراز کی جیسا خلافت عثمانی مین ہم بیان کرآے ہین۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر حضرت عبداللہ بن ابی سرح کو بھی پہونچی۔ انہون نے جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین دونون کی شکایت لکھہ بھیجی جناب عثمان رضؓ نے لکھا۔ محمد بن ابی بکر رضؓ حضرت صدیق رضؓ کے صاحبزادہ جناب ام المومنین عائشہ

صدیقہ رضؓ کے بھائی ہین اونکی شرارت پر لحاظ نکرو۔ محمد بن ابی خدیفہ میرا لڑکا اور بھتیجا ہے اور
مین نے اوسکو پالا ہے ابھی لڑکا قریش کا چوزہ ہے۔ اس سے بھی درگذر کرنا چاہیئے۔
اور بہ نرمی وسہولت ان دونونکو سمجھا دو کہ آیندہ ایسی حرکات ناموزون وخلاف
وضع سے باز رہین۔ ابن ابی سرح رضؓ نے لکھا کہ اوس چوزہ کے پر نکل آے اور اب اوڑا
چاہتا ہے اسپر بھی جناب عثمان رضؓ نے درگذر کی اور تیس ہزار درم مع خلعت کے محمد بن ابی
حذیفہ کو روانہ فرماے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ احسان ماننا اور اپنے مربی قدیم کا شکریہ ادا
کرنا تو درکنار محمد نے وہ درم اور خلعت مسجد مین رکھکر علانیہ مجمع اشخاص مین کہا۔
اے گروہ مسلمانان۔ آپ لوگ دیکھتے ہین کہ امیر المومنین عثمان رضؓ مجھکو حیلہ وفریب مین
پھانسا چاہتے ہین اور یہ کہ دین مین خلل اندازی کرنیکو یہہ درم وخلعت رشوت
بھیجے ہین مین یہہ رشوت کیسے قبول کرون۔ اہل مصر انکی اس کارروائی سے اور بھی معتقد
ہوے اور انکی عزت وتعظیم بہ نسبت سابق اور زیادہ کرنے لگے حتی کہ انکے ہاتھہ پر بیعت
کرلی اور اپنا سردار جاننے تھے۔ جناب عثمان رضؓ کو جب محمد کی یہہ شرارت وبغاوت معلوم
ہوئی آپنے ایک خط لکھا جس مین اپنے احسانات ظاہر فرماے اسپر بھی محمد بن ابی حذیفہ
نے کچھہ پرواہ نہ کی اور تمرد وسرکشی سے باز نہ آے اور بالآخر جب ابن ابی سرح امیر المومنین
کی مدد کیلیئے مصر سے نکلے یہہ موقع پاکر حاکم ہوگئے اور تا زمانہ بیعت حضرت علی رضؓ حاکم
رہے۔ اس وقت عمرو بن العاص نے امیر معاویہ رضؓ کی بیعت کرلی تھی امیر معاویہ رضؓ نے عمرو
بن العاص کو قبل اسکے کہ قیس بن سعد جناب علی کی طرف سے مصر کے عامل ہوکر آوین
مصر کا حاکم کرکے روانہ فرمایا۔ یہہ مصر پہونچے مگر محمد بن ابی حذیفہ نے داخل نہونے
دیا مجبور مصر سے باہر عریش مین جا ٹھیرے اور محمد کو بحیلہ وفریب اپنے پاس بلایا۔

وہ حیلہ یہہ ہے۔ جب عمرو بن العاص رضؓ نے دیکہا کہ محمد بن ابی حذیفہ مصر پر قابض ہین اور مصر
والے انکے مطیع و فرمانبردار ہین لہذا اب چالاکی سے انکا کام ختم کرنا چاہیئے۔ یہہ سوچ کر
محمد کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور یہہ پیغام زبانی دیا کہ مین نے امیر معاویہؓ کی بعیت
کرلی تہی مگر اب مین اونکی بعیت سے منحرف ہوگیا ہون کیونکہ میرے نزدیک حضرت
علی مرتضیٰ اہل خلافت و استحقاق ہین مین اونکی بعیت کرنا چاہتا ہون مگر تمسے پہلے ملاقات
ہوجاوے اور زبانی باتین ہماری تمہاری ہوجاوین تو مین حضرت علیؓ کی خدمت مین
حاضر ہوکر بعیت کرلون۔ میرا ارادہ پختہ ہوگیا ہے کہ جان و مال سے جناب علی مرتضیٰ
کا شریک ہون۔ محمد بن ابی حذیفہ انکے دم مین آگئے اور صرف ایک سو آدمی اپنے ہمراہ
لیکر مصر سے نکلے اور حضرت عمرو بن العاص رضؓ سے ملاقات کی۔ انہون نے پہلے ہی سے
انتظام کرلیا تہا۔ چارون طرف سے مکان گہیر لیا اور منجنیق جابجا قائم کرکے ان سب
آدمیونکو دفعتہً مار ڈالنا چاہا۔ محمد بن ابی حذیفہ کو عمرو بن العاص رضؓ نے گرفتار کرکے قتل
کرڈالا مگر یہہ روایت بالکل غلط ہے۔ قرائن عقلی و نیز دیگر واقعات و روایات اسکی تکذیب
کرتی ہین کیونکہ حضرت قیس بن سعدؓ کو جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے اپنی خلافت ہوتے ہی مصر پر
بہیجدیا تہا اور یہہ وہان قابض و متصرف ہوگئے تہے۔ اگر محمد بن ابی حذیفہ کو حضرت
عمرو بن العاص رضؓ نے قیس رضؓ کے پہونچنے سے پیشتر قتل کیا تہا تو مصر پر انکا قبضہ ہوتا
اور حضرت قیس وہان نہ جمنے پاتے اسواسطے کہ مصر اسوقت حاکم سے خالی تہا۔ قیسؓ ابہی
پہونچے نہ تہے۔ محمد بن ابی حذیفہ قتل ہوچکے تہے پہر عمرو بن العاص کا کوئی مزاحم و مقابل
نہ تہا اور اس مین کسیکا اختلاف نہین ہے کہ عمرو بن العاصؓ کا قبضہ مصر پر واقعہ صفین کے
بعد ہوا ہی اور یہی روایت معتبر ہے پس اسوقت محمد بن ابی حذیفہ کا قتل ہونا غلط ٹہیرا۔

بعضون نے لکھا ہے کہ وقت محاصرہ محمد بن ابی حذیفہ مصر مین رہ گئے تھے اور ابن ابی سرح مصر سے باہر تحوم یا فلسطین مین بانتظار حال جناب عثمانؓ سکونت پذیر ہوے بعد شہادت جناب امیرالمومنین ایک سوار ابن ابی سرحؓ کے پاس آیا۔ آپنے اوسکی زبانی واقعہ شہادت سنکر افسوس کیا اوس سوار سے پوچھا کہ اب مدینہ والے کس فکر مین ہین اوس نے جواب دیا۔ جناب علی مرتضیٰ سے بیعت کرلی۔ انہون نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر پوچھا۔ کیا تم لوگونکے نزدیک جناب علیؓ کی بیعت خلافت حضرت عثمانؓ کے قتل کے برابر ہے۔ سوار نے کہا۔ ہان بیشک۔ ابن ابی سرح نے کہا۔ شائد تم عبداللہ بن سعد ہو۔ اوسنے جواب دیا۔ ہان۔ پھر اوس سوار نے کہا۔ تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو جلد یہان سے چلدو۔ امیرالمومنینؓ تمہارے اور تمہارے جملہ اصحاب کے دشمن جانی ہورہے ہین اگر تم کو پاوین تو قتل کر ڈالین اور میرے پیچھے مصر کا امیر ہوکر ایک شخص آرہا ہے۔ انہون نے پوچھا وہ کون شخص ہی۔ کہا قیس بن سعد بن عبادہؓ۔ ابن ابی سرحؓ نے کہا (یہ تو اچھا ہوا) خدا محمد بن حذیفہ کو ہلاک کرے۔ وہ کمبخت بڑا نالائق نکلا پھر عبداللہ بن ابی سرح شام مین حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس بن سعدؓ جب مصر کے عامل ہوے ہین۔ محمد بن ابی حذیفہ زندہ تھے اور یہی صحیح ہے مگر یہ پتہ نہین چلتا کہ وہ ازخود مصر سے کیون چلے گئے کیا قیس بن سعدؓ سے ڈر کر نکل گئے اور ایک روایت اونکی نسبت اس طرح ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ بعد واقعہ صفین کے مصر کی طرف آتے تھے ادھر سے محمد بن ابی حذیفہ ایک لشکر کے ساتھ جا رہے تھے۔ عمرو بن العاصؓ نے انکے پاس ایک شخص کو بھیجا اور زبانی پیغام دیا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون چنانچہ دونون ایک دوسرے سے

ملے عمرو بن العاص رضؓ نے انسے وہی گفتگو مکر آمیز جو اوپر گذری کی اور باہم وعدہ ہو گیا
کہ فلان دن فلان مقام پر ہمسے ملنا صرف سو آدمی اپنے ہمراہ لانا۔ الغرض محمد بن ابی
حذیفہ اونکی چال سے غافل حسب وعدہ قصر عریش مین پہونچے اور دہوکے مین گرفتار
کر کے حضرت معاویہؓ کی خدمت مین بہیجدیئے گئے۔ آپنے انکو قیدخانہ مین کر دیا۔ حضرت
معاویہؓ کی بیوی کی لڑکی محمد بن ابی حذیفہ کی پہوپہی زاد بہن تہین۔ اونکو انکا قید ہونا
معلوم ہوا۔ کہانیکے ساتہہ ایک سوہن چہپاکر انکے پاس بہیجدیا۔ محمد نے سوہن سے
اپنی قید کاٹ ڈالی اور منتظر موقع فرصت رہے۔ دربانون کو غافل پاکر قیدخانہ سے نکل
بہاگے اور ایک غار مین جا کر چہپ رہے مگر وہانسے پہر گرفتار ہو کر مارے گئے۔ بعضے اس طرح نقل کرتے
ہین کہ یہ شام مین قید رہے اور تا زمانہ قتل حجر بن عدی محبس مین تہے پہر قیدخانہ سے
نکل بہاگے۔ مالک بن ہبیرہ سکونی انکی تلاش مین نکلے اور انکو پاکر مار ڈالا قبل اسکے
مالک نے حجر بن عدی کے مقدمہ مین حضرت معاویہؓ سے سفارش کی تہی مگر اونکی سفارش
منظور نہ ہوئی چونکہ مالک غصہ مین تہے لہذا محمد بن ابی حذیفہ پر اپنا غصہ اوتارا۔
بعضے مورخین نے یہ لکہا ہے کہ بعد قتل محمد بن ابی بکرؓ محمد بن ابی حذیفہ ایک جماعت
کے ساتہہ عمرو بن العاص کے پاس پناہ گزین ہوے مگر عمرو بن العاصؓ نے انکو دہوکا دیکر
حضرت معاویہؓ کے پاس بمقام فلسطین بہیجدیا۔ انہون نے انکو محبس مین کر دیا۔ یہہ
قید سے بہاگے۔ حضرت معاویہؓ انکے بہاگنے پر اور بہی ناخوش ہوے اور عبید اللہ
بن عمرو بن ظلام خشعمی کو بہیجا۔ محمد بن ابی حذیفہ ایک غار مین چہپے بیٹہے تہے جو متصل
حوران کے واقع ہے۔ اس غار کے قریب کاشتکار رہتے تہے۔ اتفاقاً چند گدہے ادہر
آنکلے اور غار مین جانا چاہا محمد بن ابی حذیفہ کو دیکہکر بہڑکے اور بہاگے۔ کسانون نے

گدہونکو بھاگتے دیکھا تو کہا۔ بلا وجہ گدہے نہین بہاگے۔ آخر اونمین سے ایک شخص غار مین آیا اور انکو دیکھکر واپس گیا حسب اتفاق عبید اللہ بن عمرو جو انکی تلاش مین تھے ادہر ہوکر گذرے کسانون نے انسے کہا کہ اس غار مین ایک شخص چھپا بیٹھا ہے۔ عبید اللہ بن عمرو نے ان لوگونسے حلیہ دریافت کیا اور خود جاکر دیکھا تو محمد بن ابی حذیفہ تھے۔ انکو پکڑ لیا۔ پہلے تو چاہا کہ حضرت معاویہؓ کے پاس لیجاوین پہر سوچے شاید وہ انکو چھوڑدین کیونکہ یہہ معاویہؓ کے ماموں زاد بھائی تھے غرضکہ اس خیال سے عبید اللہ بن عمرو نے انکا کام تمام کر دیا۔

جملہ روایات مذکورہ پر غور کرنے سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید محمد بن ابی حذیفہ (قبل آمد قیس بن سعد) اپنے توابع اہل مصر کو لیکر مصر سے نکل گئے اور قلعہ غزہ کو اپنا مسکن و مامن قرار دیا اور اسی جگہہ مقیم رہے۔ جسوقت بعد واقعہ صفین کے عمرو بن العاصؓ والی مصر ہوکر ادہر آے محمد بن ابی حذیفہ کو غفلت سے مار ڈالا۔ اگرچہ یہہ احتمال سیاق واقعات کے مناسب معلوم ہوتا ہے مگر کسی مؤرخ نے نہین ذکر کیا بلکہ بیانات کچھہ اس طرح خلط ملط کر دیئے ہین کہ اوقات وقائع بہی بخوبی معلوم نہین ہوتے۔ محمد بن ابی حذیفہ کا واقعی حال اور قصہ قتل معلوم نہ ہوا۔

امارت قیس بن سعدؓ بر مصر

اوپر صرف اس قدر گذر چکا ہے کہ یہہ عامل مصر مقرر ہوکر مصر پہونچے اور اہل مصر بعضے انکے تابع ہوے۔ اب انکا پورا قصہ اسطرح لکھا جاتا ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ سردار قوم انصار ہین غزوات مین آنحضرت صلعم کے ساتھہ رہتے تھے عَلَم جماعت انصار انکے

پاس ہوتا تھا خوش تدبیر مرد میدان کارزار تھے۔ ماہ صفر ۳۶ھ مین قبل واقعہ جمل جناب علی مرتضیٰ رض نے انکو حکومت مصر پر مقرر کیا اور یہہ فرمایا جن اشخاص پر تمکو اعتماد ہو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ۔ مدینہ سے ایک لشکر مرتب کرکے ساتھہ لو تاکہ تمہارے دشمن تمہارے رعب داب کو مانین۔ ان امور کا لحاظ رکھنا۔ اپنے دوست کی عزت وحرمت کرنا۔ اپنے محسن کیساتھہ حسن سلوک سے پیش آنا جس سے اندیشہ نقصان ہو اوسپر سختی رکھنا۔ عوام و خواص کو نرمی وخوش مزاجی سے اپنے دام مین لانا کیونکہ نرمی وسہولت مین برکت ہے۔ حضرت قیس رض نے جواب دیا۔ آپ لشکر لیجانے کو فرماتے ہین اوسکا جواب یہہ ہی کہ لشکر لیجانیکی ضرورت نہین کیونکہ اہل مدینہ کا لشکر لیجانے پر بھی اگر ایسی صورت پیش آئی کہ مین مصر مین نہ داخل ہوسکا تو پھر کوئی تدبیر قبضہ وتسلط کی نہوگی اور مین مصر کے اندر قدم نہ رکھہ سکونگا لہذا مناسب یہہ ہی کہ لشکر آپکے واسطے چھوڑ جاؤن۔ شائد آپ کو لشکر کی ضرورت ہوئی تو آپکے پاس موجود رہیگا اور اگر کسی مقام پر بھیجنا چاہا تو یہہ بھی ممکن ہوگا۔ یہہ کہکر قیس رض نے صرف سات آدمی اپنے ہمراہ لئے اور مصر پہونچے۔ مصریونکو مسجد مین جمع کرکے ممبر پر چڑہے اور جناب علی مرتضیٰ کا فرمان پڑہکر سنایا۔ اپنی امارت کو ظاہر کیا۔ آپکی بیعت امارت اور واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا۔ بعدہ کھڑے ہوکر یہ خطبہ پڑہا۔ قابل حمد وثنا وہی معبود برحق ہے جسنے حق ظاہر کیا باطل مٹا دیا ظالمونکو پامال فرمایا۔ اے حاضرین ہمنے جس شخص کو افضل واعلیٰ بعد آنحضرت صلعم کے اسوقت مستحق خلافت پایا اوسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی لہذا تم سب لوگ بھی بہ تعمیل حکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اوسکی بیعت کرو کیونکہ اگر ہم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل نہ کرین تو ہماری بیعت تمہاری گردنون مین نہ رہیگی۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی جملہ حاضرین نے

بیعت کرلی۔ اس صورت سے مصر پر انکا پورا تسلط ہوگیا۔

قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے اطراف و جوانب کی طرف اپنے عمال روانہ کیے۔ باستثنا ایک قریہ کے جو بنام خربتا مشہور ہے کہ یہان والے امیر المومنین جناب عثمانؓ کے خون کے طالب تھے اور یزید بن حارث و مسلمہ بن مخلد منجملہ عمائد و رؤسا قریہ اور قوم کے سردار تھے۔ اہل قریہ نے قیسؓ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور مطالبہ خون جناب عثمانؓ مین اعانت چاہی۔ مسلمہ بن مخلد نے بھی یہی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ یہہ گروہ باشوکت و قوت تھا فی الحال ان سے جنگ و جدال مناسب نہ تھا اسواسطے قیسؓ نے نرمی و سہولت سے اونکو رام کرنا چاہا اور اونکے قاصد کو یہہ جواب دیا۔ کیا تم ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہو۔ واللہ مین تمسے یہہ ارادہ نہین کرتا اور نہ تم لوگونسے جدال و قتال منظور ہے۔ اگر تمکو مار کر بعوض امارت مصر حکومت شام کی پاؤن تو یہ گوارا نہ کرون۔ اسکے جواب مین یزید بن حارث سردار قریہ نے جواب دیا۔ مین جبتک زندہ ہون تمکو کوئی صدمہ نہ پہونچیگا تم بلا خوف و خطر مصر کی حکومت کرو۔ قیسؓ نے کہلا بھیجا مین تمکو جناب علیؓ کی بیعت پر مجبور نہین کرتا تم کو اختیار ہے کرو یا نہ کرو۔

الغرض حسن تدبیر سے ان لوگونسے میعادی مصالحت کرلی اور اونکو اونکے حال پر چھوڑ دیا اس میل جول سے خراج بھی اوس قریہ کا وصول کرلیا اور کسی نے انکار نہ کیا حضرت قیس مصر ہی پر رہے اور اس عرصہ مین واقعہ جمل منقضی ہوگیا۔

جناب امیر المومنین علیؓ کی کامیابی اور قیس بن سعدؓ کی مصر پر امارت جناب امیر معاویہؓ کو سخت گران گذری اور حضرت علیؓ سے دل مین نہایت درجہ خائف ہوے۔ ان کے دل مین یہہ خطرہ متمکن ہوا کہ مبادا امیر المومنین علیؓ ایک طرف سے اہل کوفہ و عراق کو لیکر

اور دوسری طرف سے قیس رض مصر یونکو لیکر شام کا قصد کر دین تو بڑی مشکل کا سامنا ہوگا۔ ہم دونو نکے بیچ مین دب کر مجبور محض ہو جاوینگے اور ساری قوت و طاقت سلب ہو جاویگی۔

بہرحال حضرت معاویہ رض نے بنظر حفظ ما تقدم حضرت قیس رض کے نام ایک خط لکھا جس کا یہہ مضمون ہے "سلام علیک۔ اما بعد۔ تم نے امور سیاست مین جناب عثمان رض پر الزامات قائم کئے اور جو انونکو حکومت دینا بڑا جرم قرار دیا پہر اونکے خون مین پڑ گئے حالانکہ تم کو معلوم تہا کہ اونکا خون کسی طرح تمہارے واسطے حلال نہ تہا تمنے جرم سنگین کا ارتکاب کیا اور امر مکروہ و ناپسند و حرام پر عمل کیا۔ اے قیس رض۔ اللہ تعالی کی درگاہ مین توبہ کرو۔ تم اون لوگون مین ہو جو حضرت عثمان رض پر بلوہ کرکے آئے تہے اور تمہاری ہی ذات سے یہہ ہنگامہ برپا ہوا۔ تمہارے دوست کی نسبت ہمکو کامل یقین ہے کہ ساری کارروائی اور امیر المومنین جناب عثمان کی شہادت انہین کے دم سے ہے۔ یاد رکھو۔ یہ خون تمہارا پیچھا نہ چھوڑیگا۔ تمہاری قومی شرافت و عزت کا کچھہ پاس و لحاظ نہ کریگا۔ اگر تمکو اپنی جان کی فکر اور اوسکی حفاظت مطلوب ہے تو جناب عثمان رض کے قصاص طلب کرنیوالو مین مل جاؤ اور اس کام مین ہمارے تابع ہو کر ہمارے معین و مددگار ہو۔ بر وقت فتح و غلبہ ہم تمکو دونون عراق کی حکومت دینگے اور نیز تا زیست خود تمہاری قوم سے جسکو چاہوگے حکومت حجاز دونگا۔ علاوہ اسکے اور جو تمہاری خواہش ہوگی پوری کرونگا اپنی رای سے جلد اطلاع دو۔" حضرت قیس رض کے پاس یہہ خط پہونچا خط پڑہکر سوچے کہ ابھی معاویہ کو باتون مین ٹالنا چاہیئے۔ اپنے دل کے خیالات سے اونکو بالکل خبر نہ دو اور فی الحال اونسے ظاہرداری کرنا اور جنگ سے بچنا مناسب ہے چنانچہ خوب ہر پہلو پر نظر کرکے یہ جواب لکھا۔

بعد حمد و نعت کے۔ مجھے معلوم ہوا جو تمنے لکھا خوب سمجھا حضرت عثمان رض کی شہادت کے بارہ مین جو لکھتے ہو یہہ محض تمہارا خیال ہے۔ مجھکو اس واقعہ سے دراصل کوئی تعلق نہ تہا نہ مین

اس مین کسی طرح شریک تہا بلکہ اس کام کے پاس تک نہین گیا اور نہ مجھکو اپنے صاحب کی شرکت اس ہنگامہ مین محسوس ہوتی ہے مین جہانتک غور کرتا ہون یہہ بھی اس سے بالکل بے لوث ہین۔ باقی رہی تمہاری اطاعت یہہ معمولی بات نہین ہے کہ مین اسکا جواب ابھی دیدون اس بارہ مین غور وتامل کر رہا ہون یہہ کام عجلت کا نہین ہے حالانکہ مین تمہارے لئے ہرطرح کافی ہون تاہم میری طرف سے ایسا کوئی امر نہوگا جو تمکو ناگوار وشاق گذرے اسکی بابت سمجھہ بوجھکر انشاء اللہ تعالیٰ جواب دونگا حضرت معاویہؓ نے یہہ خط پڑہکر پہر دوسرا خط اس مضمون کا لکہا مینے تمہارا خط پڑہا اس مین کوئی صاف بات نظر نہین آتی تم میری خواہش کے قریب نہین ہوتے تاکہ مین تمکو صلح خواہ خیال کرون اور نہ تمہارے اس خط سے دوری وخلاف ظاہر ہوتا ہے کہ مین تمکو اپنا جنگجو شمار کرون مین تو تمکو صلح کے لئے بلاتا ہون تم اس سے نہ بہاگو مین تمہین لڑائی سے بچاتا ہون میرا کہنا مانو اور حیل وفریب کی باتین مجھہ تک رہین مجھہ سا شخص ہرگز تمہارے دام تزویر مین نہین آسکتا اور نہ تم ایسون تکے نقمر (؟) نہین آکر کسی حیلہ مین گرفتار ہوسکتا ہے۔ والسلام قیسؓ نے یہہ خط دیکہکر سمجھہ لیا کہ اب حضرت معاویہؓ حیلہ وحوالے سے نہ مانینگے اور نہ یہہ ٹالنے سے ٹلنے والے ہین اسواسطے جوکچہ اون کے دل مین تہا اوسکو نہایت صاف الفاظ مین ظاہر کر دیا اور نہایت طعن وتشنیع بہرا ہوا خط حضرت معاویہؓ کو لکہا۔ امابعد مجھکو تعجب ہے کہ تم کسقدر مجھکو فریب دیرہے ہوا ور مجھسے اپنی اطاعت کی طمع رکہتے ہو اور مجھکو بالکل حقیر وکمزور سمجھہ لیا ہے۔ کیا تم مستحق امارت وخلافت کی اطاعت سے مجھکو نکالنا چاہتے ہو۔ وہ شخص تو اس قدر عالی مرتبہ ہین کہ سب لوگون مین اس امارت کے لائق سب مین سچ بات کہنے والے۔ راہ حق کے ہادی۔ آنحضرت صلعم سے باعتبار تعلق کے یہہ نسبت اور سب کے بہت قریب۔ کیا تم مجھکو اپنی اطاعت مین داخل ہونے کو کہتے ہو۔

(تم اپنی حقیقت بھولے ہوے ہو۔تم کیسے ہو۔تم) ایسے ہو جو اس امارت مین سب لوگون سے
دور تر۔مکر کی باتین کہنے مین سب مکارونسے زیادہ۔آنحضرت صلعم سے تعلق کے اعتبار سے
از بس لعید۔گمراہ اور گمراہ کرنیوالے انکے سپوت پوت۔ایک شریر شیطان ابلیس کی جماعت سے
اور تمھاری یہہ دہمکی مین خدا کی قسم کہاتا ہون کہ اگر مین تمکو اس طرح مجبور اور اپنی لڑائی مین
مصروف نہ کردون کہ تمکو اپنی جان کے لالے پڑجاوین تو سمجھنا کہ تم بڑے خوش نصیب تھے

والسلام۔

جناب امیر معاویہؓ یہہ خط پڑہکر قیسؓ کی طرف سے ناامید ہوگئے اور سمجھ لیا کہ قیس انکے
دام مین نہ آوینگے اور یہہ حضرت امیر المومنین علیؓ کے سچے ہمدرد و مطیع ہین۔پہر دوسرا جال
پہیلایا۔اہل شام پر یہہ ظاہر کیا کہ قیسؓ ہمارے مطیع ہوگئے ہین ہم سے اونسے خط و کتابت ہے
طرفین سے برابر قاصد آتے جاتے رہتے ہین۔تم لوگ قیسؓ کو کبھی برا نہ کہنا۔وہ ہمارے خیر خواہ
اور ہمدرد ہین۔اونکے معاملات اور برتاؤ سے تم بخوبی سمجھ سکتے ہو کہ وہ کس طرف ہین۔
دیکہو تمہارے ہم خیال بہائیون طالب قصاص جناب عثمانؓ خربتا کے رہنے والونسے
کس طرح پیش آتے ہین۔اونکے وظائف وعطایا بدستور سابق جاری رکہے۔اسکے علاوہ اور
بہی احسانات کرتے رہتے ہین۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ درپردہ قیسؓ تمہارے رفیق
ہین۔یہہ تو زبانی ظاہر کیا پہر ایک خط جعلی قیسؓ کی طرف سے اپنے نام لکھوایا اوسمین دربارہ
قاتلین جناب عثمانؓ اپنا ارادہ جنگ ظاہر کرنا اور امیر معاویہؓ کے ساتھ ہونا مرقوم تھا
اور یہہ خط علی الاعلان اہل شام کو پڑھ کر سنایا۔

راقم حضرت امیر معاویہ اس چال مین بازی لیگئے اور جناب امیر المومنین علیؓ کو قیسؓ کی
جانب سے بدگمان کردیا۔محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن جعفرؓ اور نیز اون جاسوسونکی معرفت

جو شام مین تھے ان واقعات کی خبر جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے گوش گذار ہوئی۔ آپ کو ان باتوں سے سخت تردد و تشویش لاحق حال ہوئی اور آپنے حضرات حسنین و عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کو بلاکر ان حالات سے مطلع کیا۔ ابن جعفر رضؓ نے عرض کیا۔ امیر المومنین جس امر سے آپکو قلق و اضطراب پیدا ہو کسی شخص کی نسبت شک و تردد ہو ایسے امر کو چھوڑکر جو سبب اطمینان و تسلی قلب ہو اختیار فرمئیے قیس رضؓ کو مصر سے معزول کیجئے۔ آپنے فرمایا۔ واللہ باللہ العظیم مجھکو قیس رضؓ کی نسبت ایسی افواہ کا اصلا گمان نہین ہے مین کبھی یہہ باتین سچ نہ مانونگا۔ محض افترا پردازی ہے قیس رضؓ اس اتہام سے بالکل پاک ہین۔ عبداللہ بن جعفر رضؓ نے جواب دیا۔ آپ قیس رضؓ کو معزول کردین اگر درحقیقت جو اونکی نسبت مشہور ہے صحیح نکلا تو وہ آپسے ناخوش ہوکر کسی طرح آپ پر ملامت نہ کرینگے۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ اسی تردد مین تھے۔ ہنوز کوئی انتظام نہ کیا تھا کہ مصر سے قیس رضؓ نے عرضداشت بھیجی اوسکا یہہ مضمون تھا کہ کچھہ لوگ آپکی بیعت سے متوقف ہین فی الحال مصلحتاً اونسے تعرض نہین کیا گیا اور اونکی جدال و قتال سے ہاتھہ روکا گیا۔ عبداللہ بن جعفر رضؓ نے یہہ راے دی۔ آپ قیس رضؓ کو لکھین کہ متوقفین اور سکوت کرنے والونسے لڑین مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنے حال پر چھوڑنے سے رفتہ رفتہ سرکش ہوجاوین اور آیندہ اونکی حالت خطرناک صورت مین نظر آوے۔ لہذا ابھی سے اونکو دبانا چاہیئے۔ جناب علی رضؓ نے قیس کو لکھہ بھیجا کہ جو لوگ میری بیعت سے سکوت کرنیوالے ہین اونسے لڑو اور بزور شمشیر اونسے بھی بیعت لو حضرت قیس رضؓ نے اسکی مخالفت کی اور جواباً یہہ لکھا۔ امابعد۔ مجھکو آپکے حکم سے سخت تعجب ہوا آپ ان لوگونسے لڑنیکو فرماتے ہین مگر میرے نزدیک مصلحت نہین۔ یہہ لوگ آپسے رکے ہوے ہین اوسکے ساتھہ آپکے دشمن کو بھی روکنے والے ہین۔ اگر اس حالت مین انسے چھیڑ چھاڑ کی گئی تو فوراً آپکے دشمن سے ملکر اوسکے مددگار ہوجاوینگے اور آپ پر سب کے سب حملہ کردینگے۔

اے امیر المومنین اس معاملہ مین میری رائے ناقص پر عمل فرمائیے اور اونکی لڑائی سے ہاتھہ روکیئے۔ اسوقت یہی مناسب ہے کہ آنکو اونکے حال پر چھوڑ دیجیے۔ والسلام جب یہ خط پڑہا گیا تو عبداللہ بن جعفرؓ نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ آپ قیسؓ کی معزولی مین تاخیر نہ فرماوین فورًا اونکی جگہہ محمد بن ابی بکرؓ کو والی مصر مقرر کرکے روانہ فرمائیے۔ مجھکو خبر ملی ہے کہ قیسؓ کا مقولہ ہے۔ تاوقتیکہ مسلمہ بن مخلد جو موضع خربتا مین قوم کے سرگروہ ہین قتل نہ ہونگے امارت مصر کو استقرار و ثبات نہین (قیسؓ اون لوگونکو مہلت دیچکے ہین۔ وہ نہ لڑینگے محمد بن ابی بکر جاکر اوس سرکش کو قتل کرین۔ محمد بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ دونون باہم اخیافی بھائی ہین) الغرض حسب تجویز انکے جناب علی مرتضیٰؓ نے قیسؓ کے نام حکم معزولی اور محمد بن ابی بکرؓ کے نام پروانہ تقرری لکھکر مصر کی جانب روانہ فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ پہلے اشتر نخعی کو امیر مصر کرکے بھیجا تھا جب وہ اثنا راہ مین مرگئے تو محمد بن ابی بکرؓ بھیجے گئے۔

بہرکیف محمد بن ابی بکرؓ مصر مین داخل ہوئے۔ حضرت قیسؓ کو اپنی امارت کا فرمان دکھایا حضرت قیسؓ نے کہا۔ کیا کسی نے میری طرف سے جناب امیر المومنین کو بدظن کردیا۔ محمدؓ نے جواب دیا۔ یہہ کوئی بات نہین ہے آپ شوق سے اپنی حکومت پر رہین مین بھی آپکے ساتھہ رہونگا۔ قیسؓ نے منظور نہین کیا اور کہا کہ اب مین یہان نہ ٹھیرونگا پھر اپنی معزولی بلاوجہہ سے ناخوش ہوکر مصر سے مدینہ منورہ چلے گئے ایک روز حسان بن ثابتؓ جو عثمانی تھے آئے اور بطور طعن کے کہا۔ تم نے جناب امیر المومنین عثمانؓ کو قتل کرادیا اور امیر المومنین علیؓ نے تمکو امارت مصر سے نکال دیا۔ تمہارے سر جناب عثمانؓ کے قتل کا مواخذہ رہا اور تمہاری کچھہ قدر بھی نہ ہوئی۔ قیسؓ نے پرغضب ہوکر کہا۔ اے دل کے اندہے۔ اگر مجھکو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے مارنے سے تمہاری اور میری قوم مین لڑائی ہوجاویگی تو مین ابھی تمکو قتل

کرڈالتا اور تمہارا قصہ پاک کرتا۔

راقم۔ جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے طرفداروں کا اسی قسم کا خیال تھا حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی اونہین مین تھے۔ انہون نے قیس رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنی کی انہون نے بھی سخت جواب دیا۔ اس طرح کی گفتگو ہمچشمون مین ہو ہی جاتی ہے۔ واقعہ جمل مین اکثر جگہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرات طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر کو برا کہا اور اونہون نے آپ پر طنز وتشنیع کی مگر یہہ باتین ایسی نہین کہ ہم اپنی رای سے اون بزرگونکی نسبت کچہہ زبان سے نکالین۔ وہ آپس مین ہم مرتبہ تھے غصہ سے ایک نے دوسرے کو برا کہا پہر دم بہر مین ایک ہو گئے۔ ہمارے سے پر کدورت دل اور سینے اون بزرگونکے نہ تھے۔ ان امور مین ہم اونکی تقلید نہین کر سکتے۔

مدینہ مین مروان بن حکم مقیم تہا حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو اس نے کچہہ اس طرح دہمکایا ڈرایا کہ مجبورا مع سہل بن حنیف مدینہ چہوڑکر جناب علی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین کوفہ پہونچے قیس رضی اللہ عنہ نے جناب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو زبانی حال کہہ سنایا۔ آپکو معلوم ہوا کہ انکی معزولی وبرطرفی مین بڑا دہوکا کہایا۔ آپنے انکے عذرات ودلائل درباب تاخیر مقاتلہ متوقفین بہت پسند فرمائے۔ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مقتول ہونے کی خبر آئی قیس رضی اللہ عنہ کی عزت آپ کی نظر وںمین اور بہی فزون ہوئی انکی رائے وتجویز پر آفرین کی اور ہر کام مین انسے مشورہ لیا کرتے تہے۔ حضرت قیس وسہل رضی اللہ عنہ ساتہہ ساتہہ رہے اور جنگ صفین مین دونون صاحب شریک تہے۔

اب مروان کا قصہ ملاحظہ ہو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا کہ مروان نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو خوف دلاکر نکال دیا اور وہ پہر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے انکو سخت افسوس ہوا مروان کے نام ایک خط عتاب آمیز لکہا جسکا ایک فقرہ مع ترجمہ یہہ ہے۔ لو امددت علیاً بمائة الف مقاتل لکان الیسر عندی من قیس بن سعد فی رایہ

ومکانہ۔ ترجمہ۔ اگر تم علیؓ کی مدد کو ایک لاکھ مردان کارزار بھیجتے تو یہ آسان تھا اور مجھکو اصلا ناگوار نہ ہوتا البتہ قیس بن سعد سے خوش تدبیر وصاحب رائے کا علیؓ کا رفیق اور مشیر ہوجانا مجھپر سخت گران گذرا۔

یہ حالات بطور جملہ معترضہ تھے جو درمیان مین آگئے۔ اب پھر محمد بن ابی بکرؓ کا قصہ سنئے

جسوقت محمد بن ابی بکرؓ مصر مین داخل ہوے جناب امیرالمومنین علیؓ کا فرمان مجمع عام مین اہل مصر کو پڑھکر سنایا۔ بعدہ خطبہ پڑھا جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ الحمد للہ۔ خداے پاک نے ہم کو اور تمکو راہ حق کی ہدایت کی جس مین ہزارون نے اختلاف کیا اور راہ نہ پائی اور ہم سب کو وہ باتین سوجھائین جن سے جاہل لوگ نابینا ہے۔ ایہا الناس خبردار ہو جاؤ مجھکو امیرالمومنین نے تمپر والی وحاکم کرکے بھیجا ہے اور مجھکو وہ فرمان جو ابھی پڑھ چکا ہون عطا فرمایا ہے مین خداہی سے توفیق چاہتا ہون اور اوسی پر توکل ہے اور اوسیکی طرف رجوع کرنا ہے اگر تم میری امارت میرے اعمال مین طاعت الٰہی دیکھو تو اسپر خدا کا شکر ادا کرو کیونکہ وہی ہادی راہ صواب ہے اور اگر میرے اعمال وافعال خلاف حق نظر آئین تو مجھکو اطلاع دو اور جو فیصلہ ناحق ہوا ہو اوسکو پھر میرے سامنے پیش کرو اور مجھپر تنبیہ کرکے خطا وغلطی کی اصلاح کرالو اس صورت مین تمکو ہر طرح کا استحقاق ہوگا کہ مجھکو راہ ناصواب سے روک سکتے ہو خداوند تعالے ہمکو اور تمکو نیک اعمال کی توفیق عطا فرماے۔ آمین۔ یارب العالمین یہہ خطبہ دیکر ممبر سے اوتر آے۔ ایک مہینہ تک کسی قسم کا تغیر وتبدل نہ کیا پھر جو لوگ کہ بیعت جناب امیرالمومنین علیؓ مین سکوت کیے ہوئے تھے اور جنکو حضرت قیسؓ نے مہلت دے رکھی تھی اونکی طرف پیغام بھیجا کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کرو جناب امیرالمومنینؓ کی بیعت کرلو یا ہمارا ملک چھوڑکر نکل جاؤ۔ اونہون نے جواب دیا۔ ہم ابھی کچھ نہین کہتے۔ فی الحال ہمکو اور مہلت دو

کہ ہم اپنے مآل کار پر غور کر کے تمہاری اطاعت کرلین یا جیسا کچھہ اپنے نزدیک مناسب سمجھین گے ویسا کرینگے۔ ابہی ہمارے ساتھہ جنگ نہ کرو۔ محمد بن ابی بکرؓ نے اونکو مہلت نہ دی۔ اون لوگون نے بہی اپنی حفاظت کا معقول انتظام کرلیا جب واقعہ صفین ہوچکا اور فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کیئے گئے اور جناب علیؓ اس مہم سے فارغ ہوکر کوفہ واپس آئے تو یہہ لوگ چونکہ محمد بن ابی بکرؓ سے پہلے ہی سے کشیدہ خاطر تھے۔ لشکر لیکر مقابل ہوئے محمد بن ابی بکرؓ نے بسرداری حارث بن جمہان جعفی ایک لشکر اہل خربتا پر بہیجا۔ اس گروہ مین یزید بن حارث مع قبیلہ بنی کنانہ کے تھے۔ غرض اس لشکر سے اور اہل خربتا سے خوب جنگ ہوئی۔ حارث بن جمہان مارے گئے۔ انکی جگہہ ابن مضاہم کلبی سردار ہوکر گئے وہ بہی مارے گئے اور لشکر شکست خوردہ مصر بہاگ آیا جب دو مرتبہ شکست ہوئی تو محمد بن ابی بکرؓ نے جناب امیر المومنین کی خدمت مین اطلاع کی۔ آپنے حکم دیا کہ فی الحال اون سے متعرض نہو آیندہ وقت فرصت سمجھا جاویگا۔

قدوم حضرت عمرو بن العاصؓ نزد جناب امیر معاویہؓ

جسوقت بلوائیون نے مدینہ منورہ مین جناب امیر المومنین عثمان ذی النورینؓ کا محاصرہ کرلیا تہا حضرت عمرو بن العاص اپنے دونون لڑکون عبداللہؓ و محمد کو لیکر مدینہ منورہ سے فلسطین چلے گئے تہے۔ انکے جانے کا سبب انکا یہہ قول تہا۔ اے اہل مدینہ۔ جو لوگ یہان نہ رہینگے اگر انکے ہوتے ہوے جناب عثمانؓ شہید ہوے تو اون لوگونپر عدم نصرت کا وبال و ذلت ضرور پہونچیگی پس جو شخص ایسے گاڑہے وقت آپکی مدد کرسکتا ہی وہ نصرت و مدد سے دریغ نہ کرے اور جو عاجز ہے اوسکو یہان سے نکل جانا چاہیئے۔

جب یہ فلسطین پہونچے بعد دو چار دن کے انکو ایک سوار مدینہ سے آنے والا ملا انہون نے
اوسکا نام پوچھا۔ اوسنے حصیرہ نام بتایا۔ آپنے کہا۔ ابھی محصور ہین۔ پھر دوسرا سوار آیا جس نے
اپنا نام قتال ظاہر کیا انہون نے نام سنکر کہا حضرت عثمان شہید ہوگئے۔ جب اوس سے
حال دریافت کیا تو اوسنے شہید ہونا بیان کیا۔ پھر ایک اور سوار آیا۔ نام پوچھا۔ کہا حرب۔
آپنے کہا۔ افسوس۔ لڑائی ہوگی۔ پھر اور حال دریافت کیا جواب ملا جناب امیر المومنین علیؓ
کی بیعت ہوگئی۔ یہہ سنکر سلم بن زنباع بولے۔ اے گروہ عرب۔ تمہارے اور لڑائی کے درمیان
ایک دروازہ مضبوط تھا تم نے اوسکو توڑ ڈالا اور بجاے اوسکے دوسرا دروازہ قائم کیا۔
عمرو بن العاصؓ بولے ہم یہی چاہتے تھے کہ وہ دروازہ ٹوٹے۔ اسکے بعد عمرو بن العاص نے پاپیادہ
فلسطین سے کوچ کیا۔ دونون لڑکے انکے ساتھ تھے۔ یہہ روتے ہوے عورتون کی طرح
بین کرتے چلے۔ ہاے عثمان ولے عثمانؓ حیا اور دین کو موت آگئی۔ تم کیا دنیا سے سدہارے
کہ حیا اور دین نے تمہارے ساتھ دنیا سے کوچ کیا۔ غرض اسی طرح ماتم کرتے دمشق مین داخل ہوے
یہہ حضرت طلحہؓ کی خلافت کے امیدوار اور اسپر خوش تھے اور جناب علیؓ کی بیعت سنکر انکو رنج ہوا

حضرت عمرو بن العاصؓ عہد رسالت مین عمان پر عامل ہوکر گئے تھے وہان ایک عالم
یہود کی زبانی انکو جملہ حالات و واقعات زمانہ آیندہ معلوم ہوچکے تھے اوسکے موافق یہ ہر ایک
امر شدنی کو اوسکے آثار سے معلوم کرلیتے تھے کہ اب فلان واقعہ ہونے والا ہے چنانچہ
ویسا ہی ہوتا تھا اوسی عالم نے انسے بیان کیا تھا کہ بعد وفات حضور سرور کائنات حضرت
ابو بکرؓ خلیفہ ہونگے انکی مدت خلافت بہت کم ہوگی پھر دوسرے شخص اوسی قوم کے خلیفہ
ہونگے اور عرصہ تک خلیفہ رہینگے پھر دہوکے سے مارے جاوینگے انکے بعد اوسی قوم سے تیسرے
شخص عرصہ تک خلافت کرینگے پھر بلوہ مین شہید ہونگے۔ بعد انکے چوتھے شخص اوسی قوم کے

ہونگے مگر اونکی بیعت خلافت پر اتفاق نہ ہوگا اور بہت کچھ لڑائیاں درپیش ہونگی پھر شہید ہونگے۔ اونکے بعد والی شام حاکم ہوجاوینگے اونکی حکومت عرصہ تک رہیگی اور لوگ اونپر متفق ہونگے وہ اپنی موت سے مرینگے کوئی اونکو قتل نہ کرے گا۔

جناب علی کی بیعت سنکر عمرو بن العاص رض دمشق چلے گئے۔ وہان قیام کیا اور منتظر رہے کہ لوگ کیا کرتے ہین۔ پھر جناب ام المومنین عائشہ رض حضرات طلحہ و زبیر رض کے خروج کی خبر سنکر گونہ مسرور ہوے۔ بعد ازان واقعہ جمل اور جناب علی کی فتح سنکر کبیدہ خاطر ہوگئے اور انکی حالت مین تذبذب واقع ہوا۔ پھر سنا کہ شام مین حضرت معاویہ رض جناب امیر المومنین علی رض کے خلاف ہین اور حضرت معاویہ رض کو جناب عثمان رض کا شہید ہونا از بس شاق گذرا ہے حضرت معاویہ انکے نزدیک بہ نسبت جناب علی مرتضی رض کے محبوب اور دوست تھے۔ بہر حال انکے بیعت نہ کرنے سے عمرو بن العاص رض کو تسلی اور سکون قلب حاصل ہوا۔ اپنے دونون بیٹو نسے رائے لی اور کہا۔ تمھارے نزدیک کیا صلاح ہے۔ علی رض سے ملون یا معاویہ رض کے پاس جاؤن مگر علی رض سے توجھکو کوئی امید نفع کی نہین ہے وہ مجھکو اپنے کسی کام مین شریک نہ کرینگے صاحبزادہ عبد اللہ نے جواب دیا۔ ای پدر بزرگوار۔ آنحضرت صلعم نے اور حضرات شیخین رض نے انتقال فرمایا اور یہہ تینون صاحب آپسے راضی و خوش تھے میرے نزدیک تو آپ اپنا ہاتھہ کھینچے رہین اور اپنے گھر خاموش بیٹھے رہین تا وقتیکہ کسی ایک پر لوگونکا اتفاق نہ ہولے اوسوقت آپ بھی بیعت کرلین۔ دوسرے صاحبزادہ محمد نے یہہ جواب دیا۔ بابا جان۔ آپ عرب کے ممتاز اشخاص مین ہین۔ جبتک آپ اس امر خلافت مین دخل نہ دینگے کیسے متفق علیہ ہوسکتی ہی۔ عمرو بن العاص رض دونون صاحبزادونکی گفتگو سنکر بولے۔ اے عبد اللہ تمنے وہ رائے دی ہی جو میرے دین مین نافع ہے اور اے محمد تم نے وہ بات کہی جس مین میری

دنیا کا فائدہ ہی اور آخرت کی برائی۔ پھر آپ دونون بیٹونکو لیکر حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچے یہان اہل شام کو اس حال مین پایا کہ سب جناب عثمان کے خون کے طالب قصاص ہین اور جناب معاویہؓ کو اس بارہ مین برانگیختہ کر رہے ہین۔ عمرو بن العاص رضؓ نے کہا تم حق پر ہو اپنے خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لو۔ اسکے بعد روزانہ امیر معاویہؓ کے دربار مین جاتے رہے مگر چندے اونھون نے انکی طرف توجہ نہ کی عمرو بن العاص رضؓ کے بیٹون نے انسے کہا۔ آپکی یہان کچھ قدر وعزت نہ ہوئی اب یہان سے دوسری جگہہ چلئے۔ ایک روز عمرو بن العاصؓ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے اور اونسے کہا تعجب ہے کہ مین ہر طرح آپکی مدد ونصرت کو موجود ہون اور اسیواسطے یہان آیا ہون مگر آپ مجھسے اعراض کرتے ہین۔ میرا ارادہ ہے کہ آپکے ساتھہ ہوکر قاتلین عثمان کو مارون اور اس کام مین مین نے اس درجہ بہت بڑائی ہے کہ جس شخص کی فضیلت وسابقیت مسلم ہے اوسکو چھوڑکر دنیا کا طلبگار بنکر آپسے ملا حضرت معاویہؓ یہ سنکر انسے متفق ہوگئے اور انکو کاروبار وصلاح ومشورہ حکومت مین اپنا شریک کرلیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضؓ کی نسبت مورخین کے بیانات متضاد منقول ہین مخالفین جناب عثمان رضؓ کے ساتھہ انکی سازش۔ محاصرہ وقتل مین سعی وکوشش۔ پھر بعد شہادت جناب عثمان رنج وغم ظاہر کرنا۔ طالبین قصاص کیساتھہ ہونا اور جناب امیر معاویہؓ کی متابعت اسی غرض سے کرنا مفہوم ہوتا ہے۔

دیگر حوادث ۳۶ھ

شروع سنہ ہذا مین بعد شہادت حضرت عثمان اور قبل واقعہ جمل حضرت حذیفہ بن یمان نے انتقال فرمایا منجملہ دیگر فضائل کے یہ آپکے مخصوصات سے ہی کہ مومن کو منافق سے تمیز کرلیتے تھے حضور عالم علم لدنی نے آپکو مخفی اسرار تعلیم فرمائے تھے۔ آپکا قول ہے کہ اور لوگ تو

رسول اللہ سے امور خیر دریافت کرتے تھے مگر مین امور شر پوچھا کرتا تھا تاکہ اونکو معلوم کرکے شر سے محفوظ رہون۔ آپ وقت شہادت جناب عثمان کو فہ مین علیل تھے۔ جب خبر شہادت وکیفیت بیعت مرتضوی سُنی لوگونسے کہا کہ مجھکو مسجد مین لیچلو لوگون نے لاکر ممبر پر بٹھا دیا آپنے فرمایا کہ امیرالمومنین علی کی بیعت سب پر واجب ہے وہ اہل خلافت و مستحق اطاعت ہین مین اونکی بیعت خوشی سے کرتا ہون اور خدا کا شکر ہے کہ مین اسوقت تک زندہ رہا اور اونکی بیعت مین داخل ہوا۔ پھر اپنے بیٹون صفوان اور سعد کو متابعت مرتضوی کی تاکید کی اور کہا کہ اونکو بہت کچھ لڑائیان پیش آوینگی تم اونکا ساتھ دینا۔ اس واقعہ کے بعد سات دن یا چالیس دن زندہ رہکر وفات پائی (مسعودیؒ)

حضرت سلمانؓ فارسی نے رحلت فرمائی۔ انکی عمر دوسو پچاس و بقول بعض تین سو پچاس برس کی ہوئی۔ انہون نے حضرت عیسیٰؑ کے بعض اصحاب کو دیکھا ہے۔ انکے سنہ وفات مین اختلاف ہے بعض مین ۳۵ھ ہے اور صاحب تقریب ۳۴ھ لکھتے ہین۔

عبداللہ ابن ابی سرح امیر مصر نے عسقلان مین وفات پائی۔ یہ امیر معاویہ کے ہمراہ صفین کیطرف آتے تھے مگر بادل ناخواستہ کہ راستے مین انتقال فرمایا۔ (ابن اثیرؒ و امام یافعیؒ)
یہ قریشی عامری ہین۔ بڑے شہسوار۔ مرد میدان کارزار شجاع و جنگجو۔ صاحب غزوات و فتوحات عظیمہ تھے۔ انکی آرزو تھی کہ میرا خاتمہ نماز مین ہو چنانچہ یہی دعا مانگا کرتے تھے۔

نکل جای دم تیرے قدمونکے نیچے		یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

جس دن وفات پائی صبح کو وضو کیا اور نماز شروع کی۔ سیدھی طرف سلام پھیر چکے تھے اولٹی جانب پھیرنا چاہتے تھے کہ روح پرواز کر گئی۔ (خمیس)

قدامہ بن مظعون جمحی بدری مہاجر حبشہ۔ عمرو بن ابی عمرو بن ضبہ فہری۔ ابوشداد بدری

رضی اللہ عنہم نے اسی سال انتقال کیا۔

سنہ مذکور مین امیر المومنین نے یزید بن حجیہ تیمی کو رے کا حاکم کیا۔ انہون نے خراج مین سے تیس ہزار کا تغلب کیا۔ آپنے بلا کر بعد تفتیش درّون سے پٹوا کر قید کر دیا اور اونکو مولے سعد کے سپرد کیا۔ یزید انکی حراست سے بھاگ کر امیر معاویہ رضؓ کے پاس پہونچے۔ اونہون نے انکو کچھ زر و نقد دیا۔ یہ وہان رہنے لگے اور حضرت علی کی برائیان کیا کرتے تھے عہد امارت امیر معاویہ مین اونکے ساتھ عراق پہونچے اور رے کے حاکم ہو گئے بعض کہتے ہین کہ جناب علی کے ہمراہ واقعہ جمل و صفین مین تھے اور جنگ نہروان مین ساتھ دیا تو آپنے پھر رے کا والی کر دیا

مقدمات و اسباب واقعہ صفین

جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضؓ جب واقعہ جمل سے فارغ ہو کر بقصد شام کوفہ مین تشریف لائے ایک خط بنام جریر بن عبد اللہ بجلی عامل ہمدان دوسرا اشعث رضؓ بن قیس کندی والی آذربیجان لکھا۔ دونون کا ایک مضمون تھا کہ اپنے بلاد متعلقہ سے ہماری بیعت لیکر خود ہمارے پاس چلے آؤ چنانچہ وہ دونون آپکے حکم کی تعمیل کرکے حاضر خدمت ہوے۔ آپکو منظور ہوا کہ کسیکو امیر معاویہ رضؓ کے پاس خط دیکر بھیجین جریر نے کہا کہ یہ خدمت میرے متعلق فرماوین۔ میری اونکی دوستی ہے مین اونکو زبانی بھی نصیحت کرونگا کیا عجب کہ میرا کہنا اونکے ذہن نشین ہو اور آپ کی بیعت قبول کرلین۔ اشتر خلاف ہوے اور جناب علی رضؓ سے علٰحدگی مین کہا۔ یہ معاویہ رضؓ کے دوست ہین۔ انکو نہ بھیجئے۔ مجھکو ارشاد ہو تو اس خدمت کو انجام دون۔ آپنے فرمایا۔ انہین کو جانے دو۔ دیکھو معاویہ رضؓ کیا جواب دیتے ہین اور یہ وہانسے واپس آکر کیا ظاہر کرتے ہین۔ بالآخر جریر بن عبد اللہ سفارت کو تیار ہوے۔

جناب امیرالمومنین رضؓ نے ایک خط انکے حوالہ کیا جس مین اپنی بیعت اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی عہد شکنی اور واقعہ جمل مین آپسے لڑنا لکھا تھا اسکے بعد حضرت معاویہؓ کو اپنی بیعت مین داخل ہونے کو لکھا تھا۔

جریرؓ یہہ خط لیکر حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچے۔ اونہون نے جواب دینے مین تاخیر کی اور عمرو بن العاص رضؓ سے اس معاملہ مین مشورہ لیا۔ اونہون نے جواب دیا۔ اہل شام کو جمع کرکے حضرت علیؓ پر تہمت خون عثمانؓ لگائیے اور لشکر لیکر حضرت علیؓ سے مقابلہ کیجیے۔ حضرت معاویہؓ نے انکے کہنے پر عمل کیا۔ جریرؓ کے روکنے سے یہ غرض تہی کہ جریرؓ خود اپنی آنکہہ سے اہل شام کا معاوضہ خون عثمانی پر مستعد ہونا دیکہہ لین اور خون عثمانی کا اتہام جناب علیؓ پر اہل شام کی زبانونسے سنکر واپس جاوین اور یہان کی حالت اور لوگونکا جوش وخروش بیان کرین۔

اہل شام کی یہہ کیفیت تہی کہ نعمان بن بشیر جناب امیرالمومنین عثمانؓ کا خون آلود پیراہن اور اونکی بیوی نائلہ کی دو اونگلیان جڑسے علیحدہ اور نصف انگوٹھا اور او دو نگلیان مع کسیقدر ہتھیلی کٹی ہوئی شام مین لیکر گئے تہے۔ حضرت معاویہؓ نے یہہ کرتہ ممبر پر رکہوا دیا اور اوسپر اونگلیان رکہہ دی گئین۔ اہل شام انکو دیکہکر مدتون روتے رہے اور اونہون نے متفق ہوکر قسمین کہائین کہ جبتک خون عثمانی کا معاوضہ نہ لینگے اوسوقت تک ٹھنڈا پانی نہ پئینگے نہ پانی کو سوائے غسل جنابت کے ہاتہہ سے چہوئین گے۔ نرم بچہونے پر نہ سوئینگے اور جو شخص خون کا بدلہ لینے مین حائل وحارج ہوگا اوسکو بہی مار ڈالینگے۔ (کامل)

جریر بن عبداللہؓ تین ماہ تک شام مین مقیم رہے اور حضرت معاویہؓ انکو ٹالتے رہے۔ امیرالمومنین جناب علیؓ نے جریرؓ کے نام خط لکھا جسکا مطلب یہہ ہے کہ جسوقت میرا

یہہ خط تمکو ملے۔ معاویہؓ سے قطعی جواب لو۔ لڑائی یا صلح۔ دو باتونسے جسکو وہ اختیار کرین مختار ہین۔ اگر لڑائی پر مستعد ہین تو اونکو اونکے حال پر چہوڑ کر چلے آؤ اور اگر صلح خواہ ہون تو میری بیعت اونسے لیکر جلد واپس آؤ۔ (عقد الفرید)

جریر بن عبداللہؓ یہ ماجرا اور یہہ جوش اہل شام کا دیکہکر کوفہ واپس آے اور امیر المومنین کی خدمت مین زبانی حال عرض کیا۔ یہہ بہی کہا کہ اہل شام کا قول ہے۔ آپنے جناب عثمانؓ کو قتل کرایا۔ قاتلین عثمانؓ کو پناہ دی اور وہ بغیر بدلہ لئے نرکینگے تاوقتیکہ قاتلین جناب عثمانؓ کو نہ مارلین یا آپ کو قتل کرین۔

جب جریرؓ بے نیل مرام واپس آے تو اشتر نخعی نے جناب علیؓ سے کہا۔ امیر المومنین مین نے آپکو پہلے ہی منع کیا تہا لیکن آپنے میرا کہنا نہ مانا۔ جریر نے قصداً شام مین اتنے عرصہ تک قیام کیا اور اتنی دیر لگادی کہ اہل شام اپنی مضبوطی کرلین۔ انکے جانے سے ایسا دروازہ کہل گیا جسکے کہلنے کی ہمکو امید نہ تہی اور نہ کوئی خوفناک راہ ایسی رکہی کہ جسکا انسداد نہ ہو گیا ہو۔ جریرؓ انکی طعنہ زنی سے برہم ہوے اور جواب دیا کہ اگر تم میری جگہہ جاتے تو زندہ واپس نہ آتے۔ اہل شام تمہاری بوٹیان جدا کرکے تمہارا قیمہ بناتے۔ وہ تمکو جناب عثمانؓ کا قاتل جانتے ہین۔ اشتر نے کہا۔ اگر امیر المومنین مجہکو اجازت دیتے اور مین جاتا تو اہل شام کو معقول جواب دیتا اور معاویہؓ کو اپنی تقریر سے ایسا لاجواب کرتا کہ اونکو فکر و تامل کی مہلت نہ ملتی۔ اگر امیر المومنین میرا کہنا مانتے تو مین تم جیسے آدمیونکو قید خانہ مین رکہتا اوسوقت تک کہ یہہ معاملہ ہمارا اور معاویہؓ کا طے نہوجاتا۔ جریرؓ اس بدزبانی و غلط اتہام سے ناخوش و کبیدہ خاطر ہوکر قرقیسا کی طرف چلے گئے اور وہانسے حضرت معاویہؓ کی طلبی پر شام مین داخل ہوے۔

بعضون نے لکھا ہی کہ جریر بن عبد اللہ رض کو بغیر جواب واپس کرنیکے باعث شرحبیل بن سمط کندی ہوی۔ اسکا سبب یہ ہے کہ عہد فاروقی رض مین جسوقت حضرت سعد بن ابی وقاص رض عامل عراق تھے جناب عمر فاروق رض نے شرحبیل کو انکے پاس بھیدیا تھا حضرت سعد رض نے انکی بہت عزت کی اور اپنے مقربین مین داخل کیا۔ اشعث بن قیس کندی بھی عراق مین تھے انکو شرحبیل کے عزت و مرتبہ پر حسد پیدا ہوا۔ اوسی زمانہ مین حضرت سعد رض نے جریر کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اشعث نے جریر رض سے کہا۔ تم مدینہ جاتے ہو اگر ممکن ہو تو امیر المومنین کے حضور مین شرحبیل کی شکایت کرنا لیکن انہون نے مدینہ پہونچکر ایسا نہین کیا بلکہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی تعریف کی۔ بعد اسکے امیر المومنین فاروق نے شرحبیل اور زبیر کو عراق سے اپنے پاس بلالیا۔ زبیر کو تو مدینہ مین رکھا اور شرحبیل کو شام روانہ فرمایا۔ شرحبیل یہان بہت عزت و حرمت سے رہے۔ انکے باپ سمط غازیان شام سے ہین۔ جب حضرت جریر رض حضرت معاویہ رض کے پاس آے تو حضرت معاویہ رض نے شرحبیل کو بلایا اور اونسے امیر المومنین کا خط آنا ظاہر کرکے اونکو جریر رض سے ملایا۔ شرحبیل نے راے دی کہ حضرت عثمان ہمارے خلیفہ تھے اگر تم اونکے خون کا معاوضہ طلب کرسکتے ہو تو کوتاہی نہ کرو ورنہ ہم تمسے الگ ہوتے ہین حضرت جریر رض یہان کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر کوفہ واپس گئے۔ پہر شرحبیل ہی کے اشارہ سے حضرت معاویہ رض نے جریر رض کو بلالیا۔ چونکہ یہہ اشتر کی طعنہ زنی سے ناخوش ہوگئے تھے۔ حضرت معاویہ رض کے پاس چلے آے۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

امیر المومنین علی رض اور جناب معاویہ رض کے درمیان قبل صفین خط وکتابت ہوتی رہی عقد الفرید مین آپکے خطوط مع جوابات مذکور ہین۔ تاریخ خمیس سے آپکا ایک فقرہ کا خط اور اسیقدر جناب معاویہ رض کا جواب ہم بطور نمونہ کے یہان نقل کرتے ہین۔

خط جناب علی مرتضیٰ ؓ بنام جناب معاویہ ؓ غرتک عزک فصار قصار ذلک ذلک فاخش فاخش فعلک فعلک تھدیٰ بھذا ۔ ترجمہ۔ تمہاری عزت وعزتیہ نے تمکو فریب دیا انجام اسکا ذلت وخواری ہے اپنے فعل بد سے ڈرو شائد اسکے ذریعہ سے تم راہ پاؤ۔

جواب از طرف امیر معاویہ ؓ۔ علی قدری علی قدری۔ ترجمہ۔ بقدر میری حوصلہ و ہمت کے میری دیگ کو جوش ہے۔

روانگی جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ جانب صفین و وقائع اثنائے راہ

المختصر جسوقت جناب امیر المومنین کو امیر معاویہ ؓ کی جانب سے امید صلح نہ رہی بلکہ جنگ و جدال کی آمادگی ظاہر ہوئی تو آپنے کوفہ مین ابو مسعود انصاری کو اپنا نائب کرکے [بتاریخ ۶ ماہ شوال سنہ ۳۶ھ کوفہ سے کوچ فرمایا۔ (مسعودی)] اور نخیلہ مین پہونچکر لشکر مرتب کیا۔ اسی مقام پر حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اہل بصرہ کے ہمراہ آپسے مل گئے۔ اہل کوفہ کی ایک جماعت جسمین مرہ ہمدانی اور مسروق ہین رہگئے ان دونون نے اپنے وظائف سالانہ لیکر قزوین کا رخ کیا اور آپ کے ساتھ صفین مین شریک نہ ہوے۔ مسروق اپنی غیر حاضری پر افسوس کرتے اور بارگاہ ایزدی مین استغفار کرتے تھے۔

شام مین حضرت معاویہ ؓ کو جناب علی ؓ کی آمادگی کی خبر پہونچی وہ بھی لشکر جمع کرنے کی فکر مین مشغول ہوے اور اپنے وزیر عمرو بن العاص ؓ سے مشورہ لیا۔ اونھون نے جواب دیا۔ جب علی مرتضیٰ ؓ نے لشکر کشی کی ہے آپ بھی اونکی طرف چلئے اور اپنی تدبیرون اور حیلون اور چالون سے اونکے مقابل ہو جیئے۔ آپکے مقابل علی ؓ کی ہمت کمزور ہین۔ اہل عراق جو اونکے تابع تھے اونکی جمعیت منتشر و متفرق ہو گئی۔ اونکی شوکت و دبدبہ سست ہو گیا۔ اہل بصرہ حضرت علی ؓ سے

خوش نہین۔ اونکی جماعت سے بہت سے قتل ہوے۔ سرداران بصرہ وکوفہ و دلیران معرکۂ شجاعت یوم جمل مین کام آے۔ اب اونکے ساتھہ کون ہین۔ جماعت قلیل۔ گنتی کے آدمی وہ بھی کمزور ناتوان۔ پھر آپ حق پر لڑتے ہین آپنے خلیفہ کے خون کا بدلا چاہتے ہین۔ خداوند تعالی آپ کا حامی و مددگار ہے۔ آپکے ذمہ اپنے خلیفہ شہید مقتول و مظلوم کا حق ہے اوس حق کو اپنی گردن سے ادا کیجئے اور اللہ تعالی سے ڈریئے ایسا نہو کہ آپ کی طرف سے بدلا لینے مین قصور رہے اور اوس کی سزا مین اولٹے آپ مبتلا ہوجاوین۔ اسی قسم کی باتین کرکے حضرت معاویہؓ کو لڑائی پر تیار کردیا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے ممالک محروسہ کی فوج جمع کرنے اور لڑائی کا ساز و سامان بہم پہونچانیکو بتاکید بلیغ خطوط لکھے۔ تین علم تیار کئے۔ ایک عمرو بن العاصؓ کو دیا۔ ایک اونکے دونون لڑکون کو اور ایک اپنے غلام وردان کو دیا۔ ادھر جناب علی مرتضیؓ نے اپنے غلام قنبر کو علم لشکر عنایت فرمایا تھا۔

جناب امیر المومنینؓ نے آٹھہ ہزار کی جمعیت سے زیاد بن نضر حارثی کو اور چار ہزار کی جماعت بسرداری شریح بن ہانی بطور مقدمۃ الجیش نخیلہ سے بجانب شام روانہ کی خود بھی نخیلہ سے کوچ کرکے مداین مین تشریف لاے۔ یہانسے بھی لشکر لیا۔ سعد بن مسعود عم مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کو والی مداین مقرر کرکے معقل بن قیس کو بسرداری تین ہزار جوانان کارزار آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ انکو یہہ ارشاد ہوا کہ موصل ہوتے ہوے ہمکو رقہ میں مل جاوین۔ اس لشکر کو روانہ کرکے آپنے بھی مداین سے کوچ کیا۔ جب آپ رقہ مین داخل ہوے اہل رقہ کو حکم دیا کہ پل تیار کرین تاکہ دریا پار ہوکر شام روانہ ہون۔ اونہون نے حکم کی تعمیل نہ کی حالانکہ اون کے پاس سامان موجود تھا۔ کشتیان جمع کر رکھی تھین۔ آپنے اس حکم عدولی پر کچھہ تشدد نہ فرمایا بلکہ یہہ ارادہ کیا کہ دوسری راہ سے منبج کے پل پر سے عبور فرماوین مگر اشتر نے اون لوگون کو

ڈانٹا اور پکار کر کہا مین قسم کہاتا ہون کہ اگر ہمارے عبور کرنے کو پل تیار نہ کر دوگے اور
امیرالمومنین کو ادہر سے نہ اوترنے دوگے تو خوب یاد رکہو کہ قضا تمہاری سر پر آگئی مین ابہی
تلوار لیکر آتا ہون ایک کو بہی زندہ نہ رکہونگا۔ تمہارا مال واسباب بہی سب لوٹ لونگا اہل
رقہ اشتر کی للکار سے تہر تہر کانپنے اور آپس مین کہنے لگے۔ یارو۔ یہہ شخص اشتر ہے اسکو خوب جانتے
ہو یہہ اپنی قسم پوری کرکے چہوڑیگا بلکہ جسقدر کہا تہین اوس سے زیادہ کر دکہائیگا مناسب ہے
کہ پل تیار کر دو اور اس بلا کو سے ٹالو۔ لاچار اونہی خوشامد کی اور کہا۔ آپکے واسطے پل بنا جاتا ہے
آپ شوق سے عبور فرماوین۔ القصہ دم کے دم مین پل تیار ہوگیا اور جناب امیرالمومنین علیؑ
نے مع اپنے لشکر کے عبور فرمایا۔ عبداللہ بن ابی حصین کی ٹوپی سر پر سے گر گیئ انہوں نے گہوڑے
سے اوتر کر اوٹہالی پہر عبداللہ بن حجاج ازدی کی بہی ٹوپی گری انہون نے بہی اوٹہالی اور
ایک شعر پڑہا جسکا مطلب یہہ ہی۔ ”اگر پرند اوڑا کر فال لینے والے کی بات ٹہیک ہے تو بیشک
ہم بہت جلد قتل ہونگے“ یہہ سنکر ابن ابی حصین بولے۔ یار سچ کہتے ہو میرے نزدیک تو موت سے
زیادہ محبوب کوئی چیز نہین ہے۔ مروی ہے کہ یہہ دونون جنگ صفین مین مارے گئے (ابن اثیر)

اثنا سفر مین کسی مقام پر لشکر پیاسا ہوا۔ دور تک پانی کا نام نشان نہ پایا۔ ہر ایک
جان بلب قریب مرگ ہوگیا۔ جناب امیرالمومنینؑ نے ان لوگونکو راستہ سے موڑ کر جنگل و
بیابان کا رخ کیا۔ کچہہ دور گئے تہے کہ سامنے سے ایک دَیر نظر آیا۔ سب اوس طرف بکمال عجلت
پانی کی امید پر چلے۔ دیر کے رہنے والے فقیر سے پانی کا پتہ پوچہا۔ فقیر نے جواب دیا۔ صاحبو!
پانی یہانسے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ لشکریون نے عرض کیا حضور ہمکو اجازت دین قبل
اسکے کہ ہماری طاقت شدت تشنگی سے سلب ہو جاوے ہم پانی کے پاس پہونچ جاوین۔ آپنے
فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ پانی اسی مقام پر ملا جاتا ہے۔ یہہ فرماکر آپنے خچر کو چند قدم آگے بڑہایا اور

ایک مقام پر اشارہ کیا کہ اس جگہہ کو کہودین۔ لشکری کدال لیکر بہڑ گئے تہوڑا ہی کہودا تہاکہ ایک بڑا پتہر ظاہر ہوا وہ اسقدر سخت تہا کہ کسی کدال سے نہ ٹوٹ سکا۔ آپنے فرمایا کہ اس پتہر کے نیچے چشمہ آب شیرین ہے۔ ہرچند لشکریون نے کوشش کی مگر وہ پتہر نہ ٹوٹا اور نہ اپنی جگہہ سے اٹہسکا جناب امیرالمومنین خود تخت سے اوتر پڑے۔ آستین چڑہاکر بزور قوت حیدری ایک ہی حملہ مین پتہر اوس جگہہ سے اوٹہاکر دور پہینک دیا۔ نہایت صاف و شیرین خوشگوار برف سے زیادہ ٹہنڈا پانی نکلا۔ ایسا بامزہ پانی اس سفر مین کسی منزل پر میسر نہ آیا تہا۔ تمام لشکر نے پانی پیا اور بقدر ضرورت مشکیزے وپکہالین بہرلین جب سیراب ہوگئے تو آپنے وہ پتہر اوٹہاکر اوس چشمہ پر رکہہ دیا مگر لوگونکو اوس پر مٹی ڈالنے اور پاٹنے سے منع فرمایا۔ فقیر اپنے دیر سے یہ حالت دیکہہ رہا تہا جناب امیرالمومنین ؑ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوا۔ کیا آپ پیغمبر مرسل ہین۔ فرمایا نہین۔ پہر کہا۔ کیا کوئی فرشتہ مقرب ہین۔ جواب ملا نہین۔ پوچہا۔ آخر آپ کون ہین فرمایا مین پیغمبر مرسل نبی آخرالزمان جناب محمد مصطفےٰ کا وصی ابن عم ہون۔ فقیر نے کہا۔ آپ ہاتہہ بڑہائیے اور مجہکو مسلمان کر لیجیے۔ جناب امیرالمومنین ؑ نے اپنا ہاتہہ اوسکو دیا وہ کلمہ شہادت پڑہکر مسلمان ہوگیا۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کیا وجہ ہوئی کہ تم عرصہ سے اپنے دین پر تہے اسوقت مجہکو دیکہتے ہی مسلمان ہوگئے۔ فقیر نے جواب دیا۔ اے امیرالمومنین۔ یہہ دیر اس پتہر کے اوٹہانے والیکے واسطے بنایا گیا ہے مجہسے پہلے اور بہی فقیر اس دیر مین گذرے ہین۔ مین نے اپنی کتابونمین پڑہا تہا اور اپنے عالمونکی زبانی سنا تہا کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے۔ اوس پر ایک سنگ گران وزن رکہا ہے اوسکو بجز پیغمبر مرسل یا اوسکے وصی کی دوسرا شخص نہ اوٹہائیگا مین نے اسوقت آپسے یہہ کام دیکہا پس مجہکو یقین ہوگیا کہ وہ شخص آپ ہی ہین پہر وہ فقیر ہمراہ رکاب ہوا اور جنگ صفین مین اہل شام سے لڑتا رہا یہانتک کہ شہید ہوگیا۔ جناب

امیر المومنین رض نے اوس پر نماز پڑہی اور مقبرہ شہداء صفین مین دفن فرمایا۔ اوسکے حق مین اکثر دعا فرمایا کرتے اور یہہ ارشاد ہوتا کہ وہ میرا دوست تہا۔ (شواہد النبوت)

جب آپ فرات پر پہونچے تو زیاد بن نصر حارثی اور شریح بن ہانی آپسے آگر ملے۔ انکے پیچھے رہجانیکی یہہ وجہ ہوئی کہ یہہ مع لشکر کے فرات کے کنارہ کنارہ خشکی کی راہ چلے جب عانات پہونچے تو خبر ملی کہ حضرت معاویہ کا لشکر ادہر آرہا ہے۔ انکو خیال آیا کہ راستہ ہی مین مقابلہ نہ ہوجاوے ہمارے اور امیر المومنین جناب علی رض کے درمیان دریاے فرات حائل ہوگا ہم اوس پار ہونگے اور جناب علی ابہی اسی طرف ہین معلوم نہین کہ حریف کا لشکر کسقدر ہے اگر ہم اونکے مقابلہ مین کمزور پڑے تو جناب علی رض کو ہماری خبر بہی نہونے پاوے گی اور یہان لشکر کا خاتمہ ہوجاویگا پس یہہ تجویز کرکے جسطرف جارہے تہے وہ راستہ چہوڑ دیا اور عانات سے عبور کرنا چاہا مگر اہل عانات نے انکو روکا۔ یہہ مزاحمت کرنا مناسب نہ سمجہے مجبور ہیت کی طرف لوٹ آے اور وہانسے دریاے فرات عبور کرکے جناب امیر المومنین کے لشکر سے آملے۔ آپنے ان دونون سردارون کو بارہ ہزار لشکر دیکر آگے روانہ کیا۔ یہہ وہی لشکر ہے جو انکے ساتہہ کوفہ سے آیا تہا۔ جب یہہ حدود روم مین داخل ہوے ابوالاعور سلمی لشکر شام لئے ہوے مل گئے۔ زیاد و شریح نے جناب امیر المومنین کو اس حال سے مطلع کیا۔ آپنے اشتر کو انکی طرف بہیجا اور حکم دیا کہ بہت جلد اونسے جاملو وہان پہونچکر زیاد و شریح کو میمنہ و میسرہ پر مامور کرنا اور خود پورے لشکر کو اپنی کمان مین لینا مگر خبردار جنگ مین پیشدستی تمہاری جانب سے نہ ہو۔ بلکہ اوّلاً اونکو صلح کی جانب بلاؤ اپنی کہو اونکی سنو۔ اونکے بغض و عداوت مین آپے سے باہر ہوکر جاتے ہی حملہ نہ کر بیٹہنا۔ مکرر سہ کرر اونکو سمجہانا باہمی اسلامی جنگ کے نتائج افسوسناک اور عاقبت خراب سوجہانا۔ اسپر بہی وہ نہ مانین اور لڑائی شروع کردین تو مضائقہ نہین تم بہی جواب دینا۔ اونسے اسقدر قریب و متصل پڑاؤ نہ ڈالنا

کہ تمہاری اونکی کوئی لڑائی ہو اور نہ اتنے فاصلہ اور بعد پر کہ دیکھنے والا تمکو لڑائی سے گریز کرنیوالے اور ہرنی سے ڈرنیوالے تصور کرے حتی الامکان ہیے آنے تک لڑائی نہ ہونے پاوے مین بھی انشاء اللہ تعالی تمہارے پیچھے ہی پہونچتا ہون۔ اس طرح اشتر کو خوب سمجھا کر روانہ فرمایا زیاد و شریح کو بھی اشتر کی اطاعت اور انکے ساتھ رہنے کی تاکید لکھ بھیجی۔ اشتر کے پہونچتے ہی زیاد و شریح نے لشکر کا چارج انکو دیا اور خود اشتر کی ماتحتی مین میمنہ و میسرہ پر رہے۔ اشتر نے جناب امیر المومنین علیؓ کے احکام کی پوری اتباع کی اور لڑائی کی ابتدا ادھر سے نہ ہونے دی فریق ثانی بھی دن بھر علحدہ ٹھیرے رہے۔ طرفین سے ایکنے دوسرے پر حملہ نہ کیا۔ شام کی قریب ابوالاعور سلمی نے اشتر کی فوج پر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی رہی پھر دونون علحدہ ہوگئے رات اطمینان سے گذاری دوسری دن صبح ہوتے پھر صف آرا ہوے۔ اشتر کی طرف سے ہاشم بن عتبہ مرقال اور لشکر شام سے ابوالاعور میدان مین نکلے تمام دن لڑائی ہوتی رہی اور ایک دوسرے کے مقابلہ مین جمے رہے قریب شام دونون لشکر اپنے اپنے پڑاو کو واپس جارہے تھے کہ اشتر نے لشکر شام پر حملہ کردیا اور کہا تم لوگ واپس جاؤ اور آرام کرو البتہ ابوالاعور کہان ہی ہمارے مقابلہ مین آے۔ ابوالاعور یہہ رنگ دیکھکر ٹھیر گئے۔ یہہ اپنے کل والے مقام سے ذرا ہٹ کر ٹھیری اور اشتر نے اپنے پھر اہیونکی صف بندی اوسی جگہہ کردی جسجگہہ روز گذشتہ مین ابوالاعور کا لشکر صف بستہ ٹھیرا رہا تھا پھر اشتر نے سنان بن مالک نخعی سے کہا کہ تم میری طرف سے ابوالاعور کے پاس جاؤ اور اونسے کہو تمکو دعوی مردانگی ہو تو قلب لشکر سے نکلکر مقابلہ مین آؤ۔ سنان نے کہا۔ ابوالاعور کو اپنے مقابلہ کے واسطے بلاؤن یا آپکے مقابلہ کو اور آپکے نام سے۔ اشتر نے کہا۔ کیا اگر مین تمکو اونسے لڑنیکا حکم دون تو تم اونکا مقابلہ کرسکتے ہو۔ سنان نے جواب دیا کیون نہین۔ اشتر نے انکی ہمت پر تعریف کی اور دعا دیکر کہا۔ شاباش ایسا ہی چاہیئے مگر تم

ابوالاعور کو میرے نام سے بلاتا۔ سنان لشکر شام مین داخل ہوے اور پکار کر کہا مجھکو امن دینا خبردار کوئی مجھپر ہاتھہ نہ چلاے مین قاصد ہون۔ یہہ کہتے ہوے ابوالاعور کے پاس جا پہونچے اور اشتر کا پیغام پہونچایا۔ ابوالاعور نے سنکر سکوت کیا بعد کچہہ دیر کے کہا۔ اشتر کی راے بد اور سبکی عقل ہی نے تو سارا انتظام عہد عثمانی مین تہہ و بالا کر دیا۔ اشتر ہی کی ذات سے جناب امیرالمومنین عثمانؓ کے عمال عراق سے نکالے گئے۔ اشتر ہی کی بدولت جناب امیرالمومنین شہید کے عیب اور برائیان لوگونکی زبانون پر تہین۔ اشتر ہی کی شرارت سے یہہ ہنگامہ محاصرہ برپا ہوا اور امیرالمومنین بے بس و مظلوم شہید کیے گئے۔ اب اوسیکا وبال ہی کہ آج خون ناحق یہہ رنگ لایا ہے اور اوسکے قصاص مین ایک عالم مین قیامت برپا ہو رہی ہی۔ مین ایسے شخص سے مقابلہ نہین کرتا۔ سنان نے کہا۔ اب تم کہہ چکے مجھسے اسکا جواب سن لو۔ ابوالاعور بولے مین تمہارا جواب سننا نہین چاہتا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ سنان اشتر کے پاس واپس آے۔ اشتر نے سنکر کہا۔ ابوالاعور کو اپنی جان عزیز ہے۔ اس عرصہ مین دونون طرف سے سپاہی لڑتے رہے یہانتک کہ رات نے بیچ مین پڑکر دونونکو میدان رزمگاہ سے جانے آنے سے روک دیا۔ پہیر دیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ بھی تشریف لے آے اور آتے ہی حکم دیا کہ لشکر لیکر آگے بڑہو۔ اشتر مع لشکر آگے بڑہے لیکن انسے پہلے حضرت معاویہؓ فرات پر پہونچ گئے تہے اور پانی پر قبضہ کر لیا تہا اور جاے امن اور مناسب اپنے لشکر کیواسطے تجویز کرکے پڑاؤ ڈال دیا تہا۔ اشتر کے بعد جناب امیرالمومنین علیؓ بھی لشکر سے مل گئے اور فرودگاہ مناسب تلاش کی۔ اس مقام پر صرف ایک ہی گہاٹ تہا جسپر حضرت معاویہؓ نے پہلے ہی سے قبضہ کرکے ابوالاعور کو متعین کر دیا تہا کہ کسی کو پانی نہ لینے دین تہ کسیکا قبضہ اوس جانب ہونے پاوے۔ ہمراہیان جناب علی مرتضیٰؓ نے دوسرا گہاٹ اور پانی لینے کا مقام ڈہونڈہا مگر

نہ ملا مجبور آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ لوگ پیاسے ہین اور پانی پر معاویہؓ کا لشکر پڑا ہے یہان بجز اسکے دوسرا گھاٹ قرب وجوار مین نظر نہین آتا۔ آپنے صعصعہ بن صوحان کے ذریعہ جناب معاویہؓ کے پاس کہلا بھیجا۔ ہم تمہاری طرف بقصد جنگ نہین آئے تھے۔ جبتک تمہارے عذر سنکر جواب معقول نہ دیتے ہرگز تمہاری لڑائی کا ارادہ نہ کرتے مگر افسوس تمہاری ہی طرف سے ابتدا ہوئی۔ تمہارے سوار و پیادے تم سے پہلے پہونچ گئے اور ہمارے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی حالانکہ ہم کو تمہاری جنگ سے گریز تھا اور اب بھی یہی خیال ہی تا وقتیکہ تمکو دعوت راہ حق نہ دینگے اور تمام حجت نہ کرلینگے تم پر دست اندازی نہ کرینگے۔ اب تمہاری طرف سے اوسپر یہہ طرہ دوسرا ہوا کہ ہماری لوگونکو پانی سے روک دیا۔ اور اپنے آدمیونکا پہرہ قائم کر دیا۔ تم اپنے ہمراہیونسے کہلا بھیجو کہ ہمارے آدمیونکو پانی لینے سے نہ روکین تاکہ آسانی کیساتھ ہمارے تمہارے امور متنازعہ مین فیصلہ ہوجاوے اور بغیر کشت وخون طرفین سب مسلمان اپنے اپنے گھر واپس جاوین۔ اگر تمکو یہہ منظور ہے کہ جس غرض سے ہم آئے ہین فی الحال اوسکو چھوڑکر پہلے پانی ہی پر لڑین جو غالب آوے پانی پاوے مغلوب پیاس سے مرجاوے تو ہم اس پر بھی راضی ہین۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے ہمراہیونسے رائے لی۔ ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن سعدؓ نے کہا۔ پانی پر سے قبضہ نہ اوٹھانا چاہیئے جیسا ان لوگون نے امیرالمومنین کو تین دن کا پیاسا شہید کیا ویسا ہی یہ لوگ بھی پیاسے تڑپا تڑپا کر مارے جاوین۔ عمرو بن العاصؓ نے رائے دی کہ پانی پر سے قبضہ اوٹھا لیجئے۔ وہ پیاسے رہین اور ہم پانی سے سیراب ہون یہہ مناسب نہین۔ خدا سے ڈرنا چاہیئے تلوار کی مار کیا کم ہے جو پانی ہی روکا جاوے۔ اسپر ولید و عبداللہ نے پھر کہا۔ ہم آج رات تک تو ضرور اونکو پانی سے روکین گے کیونکہ پانی کی تکلیف سے وہ پریشان ہوکر خود واپس

ہون گے یہی والپسی اون کے حق مین ہزیمت ہے۔
صعصعہ سے اور ولید وعبداللہ سے سخت کلامی ہونے لگی صعصعہ نے کہا خداوند تعالے ان
بدکارون شرابخوارونکو پانی سے روکتا ہے ہم اوسکے خاص بندے کبھی پیاسے نہ رہین گے
اے عبداللہ خدا تجھپر لعنت کرے اور اس فاسق بدکار ولید پر خدا کی مار پڑے۔ ولید وغیرہ
نے بھی ایسا ہی کچھ گالی گلوچ کے ساتھہ جواب دیا اور تھوڑی دیر کیلئے تو تو مین مین ہو گئی۔
جناب معاویہ رضؓ نے صعصعہ سے کہا۔ اب تو تم والپس جاؤ جو کچھ راے قرار پائیگی ہم عقب سے کسی کی
زبانی کہلا بھیجین گے۔ بعضی کہتے ہین کہ ولید اور ابن ابی سرح جنگ صفین مین شریک نہین ہوے
صعصعہ والپس آے اور یہی حال عرض کیا معاویہؓ کا جواب بھی ظاہر کیا۔ اب جناب معاویہ رضؓ
کی طرف سے ابوالاعور کی مدد پر او رسوار بھیجے گئے اور دوسرا حکم نافذ ہوا کہ لشکریان جناب علی کو
پانی لینے سے روکین۔ امیر المومنین رضؓ نے یہ خبر سنکر اپنے لشکر سے فرمایا کہ اب اپنر حملہ کرکے پانی پر
قبضہ کرو۔ آپکا حکم پاتے ہی اشعث بن قیس کندی نے عرض کیا مین اودھر جاتا ہون۔ یہ کہکر
ایک لشکر مرتب کرکے فرات کا رُخ کیا اور مقابل ہو کر تیرون کا مینہ برسا دیا۔ کچھہ دیر تک تیراندازی
ہوتی رہی جب تیر و نسے ترکش خالی ہو گئے نیزے چلے اور پھر دونون طرف سے خوب تلوار چلی اور دریا کنارہ
بہادر دن کا خون پانی ہو کر بہہ نکلا۔ امیر معاویہ رضؓ نے یزید بن اسد بجلی قسری کو ایک لشکر دیکر
ابوالاعور کی مدد کو بھیجا ادھر سے جناب امیر المومنین نے شبیث بن ربعی کو کچھ بہادران جانباز
کا سردار کرکے اشعث کندی کی اعانت پر روانہ فرمایا۔ پانی پر لڑنے ولے ان تازہ دم سپاہیون کی
مدد سے اور بھی قوی پشت ہو گئے اور خوب جان توڑ کر لڑنے لگے۔ پھر عمرو بن العاص رضؓ ایک
لشکر کثیر لیکر ابوالاعور کی مدد کو پہونچے۔ ادھر سے جناب علی مرتضیٰ نے ایک جماعت عظیم
کو بسرداری اشتر نخعی روانہ فرمایا۔ قصہ کوتاہ بازار قتال خوب گرم ہوا۔ بہادر جنگ کے

شوقین بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارتے اور جوش شجاعت مین اشعار رجزیہ پڑھتے اور دشمن کو ہٹاتے جاتے تھے۔ (ابن اثیر)

ابوہانی بن معمر کہتے ہین کہ مین اوس روز اشتر کے ہمراہ تھا مین نے دیکھا کہ اشتر پیاس سے بدحواس ہین مگر معرکہ سے منہ نہین موڑتے۔ برابر حریف پر مردانہ حملے کررہے ہین مین نے پانی اونکے آگے کیا مگر اونہون نے انکار کیا اور کہا تاوقتیکہ اور مسلمان بھائی پانی سے سیراب نہ ہونگے مین پانی منہ سے نہ لگاؤنگا۔ پھر اشتر نے حملہ کرکے سات آدمی حریف کے قتل کیئے جب پیاس نے سب پر غلبہ کیا۔ اشتر نے حکم دیا کہ جب مین حریف کو دریا سے ہٹاؤن تم لوگ مشکین لیئے ہوی میرے ساتھہ رہنا اور موقع پاکر پانی بھر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس ترکیب سے سب پانی سے سیراب ہوے۔ (روضۃ الصفا)

الغرض جناب علی مرتضیٰ کے لشکر نے اوس دن وہ داد شجاعت دی کہ حریف کے چھکے چھڑا دیئے۔ لشکر شام کو لب فرات سے ہٹا دیا اور اپنا قبضہ کر لیا اور کہنے لگے ہم اہل شام کو ایک قطرہ پانی کا نہ دینگے جیسا اونہون نے ہمسے پانی روکا تھا ہم بھی اوسکا بدلہ لینگے۔ جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ تم بقدر ضرورت پانی لے لو اور تمام فرات اونکے حوالہ کردو۔ اللہ تعالیٰ نے تمکو فتح و ظفر عنایت کی اونکو اونکے ظلم و تعدی کی سزا مل گئی۔ ہزیمت کھائی ذلت پائی بس اونکے واسطے یہہ کیا کم ہے جو پانی سے ترسلے جاوین۔

تاریخ مسعودی مین ہے کہ جسوقت شامیون نے فرات پر قبضہ کر لیا اور لشکریان جناب علیؑ کو تکلیف ہوئی تو کسی نے اشعث بن قیس کندی کے خیمہ مین ایک رقعہ لکھہ کر ڈال دیا اوسمین چند اشعار تھے جنکا مطلب یہہ ہے کہ اگر اشعث آج کے دن ہمسے یہہ مصیبت پیاس کی نہ دفع کرینگے اور بذریعہ اپنی تلوار کی فرات کا پانی ہمکو پلاکر ہماری جانین تلف

ہو نیسے نہ روکین گی تو آخر مرنا ہی ہے ہم سمجھینگے کہ ہم بہی اونہین لوگو نمین ہین جو ہمسے پہلے گذر گئے''
یہہ اشعار اشعث کی نظر سے گذرے انکو حمیت وغیرت نے جوش دلایا۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی
خدمت مین حاضر ہوکر وہی اشعار دکہلائے۔ آپنے چار ہزار سپاہیونکا لشکر انکو دیکر فرمایا جاؤ
معاویہؓ کے لشکر پر حملہ کرو اور اپنی قوم کو پانی پلاؤ۔ مین بہی تمہارے پیچھے آتا ہون۔ اوس
دن اشعث نے بڑی دلاوری سے حملہ کیا۔ انکی ہمت وجانفشانی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ لشکر
شام پانی سے ہٹ گیا۔ جناب علی رضؓ نے اشعث کی مدد پر اشتر کو بہیجا اور انکے بعد خود لشکر
لیکر پہونچے جب شامی لشکر پانی چہوڑ کر ہٹ گیا اور جناب علی مرتضیٰؓ اپنے تمام لشکر کو لیکر
اوس جگہہ پر قابض ہوگئے تو حضرت معاویہؓ نے عمرو بن العاص سے کہا۔ اے ابو عبداللہ
تم کیا کہتے ہو۔ کیا یہہ ہمکو پانی دینگے یا ہمارے پانی روکنے کا بدلہ لینگے۔ اونہونے جواب دیا۔
وہ آپ کو پانی سے نہ روکین گے۔ وہ کچہہ اس غرض سے نہین آئے ہین بلکہ اونکا مطلوب تو
ہماری اطاعت وبیعت ہے جبتک ہم اونکے مطیع نہ ہونگے وہ پیچھا نہ چہوڑینگے۔ حضرت معاویہؓ
نے امیر المومنین رضؓ کے پاس ایک شخص کو بہیجا اور پانی لینے کی اجازت مانگی۔ وہ شخص آپکے
لشکر مین داخل ہوا اور آپسے ملا۔ آپنے بخوشی خاطر اجازت دی اور عام منادی کرا دی
کہ جسکو ضرورت ہو بلا خوف وخطر پانی لیجاوے۔ کسیکو ممانعت نہین ہے۔

یہ مقام جہان طرفین کا جماؤ ہوا دریائے فرات کے کنارہ قریب رقہ کے واقع ہے اور بنام صفین
مشہور ہے۔ جناب علی رضؓ کے لشکر مین ستر ہزار اور بروایتے نوے ہزار عراقی تہے۔ حضرت معاویہؓ کیجانب بہی ستر
ہزار اور بروایت مختصر جامع عراقی نوے ہزار اور اہل شام ایک لاکہہ بیس ہزار تھے۔ (خمیس)
لشکر عراق بنام زخرخہ مشہور تہا اور لشکر شام بلقب خضریہ معروف۔ (عقد الفرید)
علامہ مسعودیؒ فرماتے ہین کہ لشکر جناب علیؓ کی تعداد مین لوگونکے اقوال مختلف ہین

بعضے زیادہ بیان کرتے ہین اور بعضے کم۔ مگر قول متفق علیہ یہہ ہی کہ آپ کی طرف نوے ہزار تھے۔
علیٰ ہذا القیاس تعداد لشکر شام مین بھی مگر قول صحیح یہہ ہے کہ پچاسی ہزار تھے۔

آغاز محاربات صفین

حضرات ناظرین! یہہ مقام بھی نازک مزلۃ الاقدام ہے۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضہ کی عزت وجلالت قدر پر نظر کیجاوی اور آپکے استحقاق خلافت کو دیکھیئے تو آپکے مخالفین کون ہوے اب آگے زبان روکنا چاہیئے۔ اوّلاً آپکے مخالفین کو بھی ایک نظر دیکھہ لیجئے پھر کچھہ کہیئے اودہر دیکھتے ہین تو جناب امیر معاویہؓ بھی جلیل القدر صحابی ہین اونکے ساتھہ بھی بعض اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اون بزرگون کی شان مین لب ہلانا اور کلمات سوء ادبی سے اپنی زبان خراب کرنا ہمارا مذہب نہین طریق سلامت روی یہی ہے کہ ان واقعات کو اس نظر سے ملاحظہ کیجیئے کہ اصحاب کبار کی نسبت خیالات خلاف شان ومرتبہ اونکے دل مین نہ گذرین جب تک ان بزرگونکا پاس ادب اور شرف صحبت نبوی پر نظر رہیگی بیشک راہ مستقیم نہ چھوٹیگی اور اگر خدانخواستہ کسی طرح وساوس شیطانی کا گذر ہوا تو راہ حق سے بھٹک کر وادی ضلالت مین گمراہ ہوے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

جناب امیر المومنین علی نہر فرات پر قبضہ پاکر مع اپنے لشکر کے دو روز تک اہل شام کے مقابل ٹھیرے رہے۔ ان دو دن مین نہ ادہر سے کوئی پیغام ہوا نہ اودہر سے۔ بالکل حالت سکون تھی لڑنے بھڑنے کا کچھہ ذکر نہ تھا تیسرے روز یکم ذیحجہ ۳۶ھ کو آپنے ابو عمر و بشیر بن عمرو بن محصن انصاری۔ سعید بن قیس ہمدانی شیث بن ربعی تمیمی کو جناب معاویہؓ کے پاس بھیجنے کو انتخاب فرمایا اور ان کو زبانی درباب قبول اطاعت واتفاق۔ ترک منازعت ومخالفت

امیر معاویہؓ کو فہمائش کرنیکا حکم دیا۔ شیثؓ نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ امیر معاویہؓ کیطرف سے اپنے اتباع اور بیعت کی امید نہ رکھئے۔ اونسے یہہ امر محال و بعید از قیاس ہی۔ ممکن نہین کہ وہ آپکی اطاعت سے شرف عزت پاوین۔ آپنے فرمایا۔ ہمکو قطع حجت کرنا ہے۔ اپنی گردن سے الزام اوٹھانا ہے آگے اونکو اختیار ہے تم لوگ جاؤ دیکھو کیا جواب دیتے ہین۔ شیث بن ربعی کوفی ہین۔ انہونے کئی رنگ بدلے ہین۔ ابتدا ءحال مین سجاح کاہنہ کے مؤذن تھے پھر مسلمان ہوے بلوائیونکے ہمراہ قاتلین جناب عثمانؓ کے شریک رہی پھر جناب علیؓ کے ساتھ ہوئے۔ بعد ازان آپکو چھوڑکر خوارج مین مل گئے پھر توبہ کی۔ اوسکے بعد یزید کے لشکر مین حضرت امام حسینؓ کی شہادت مین موجود تھے۔ پھر مختار بن ابی عبیدہ کے ساتھ جناب امام حسینؓ کے خون کے بدلا لینے والون مین شریک رہی۔ بعدہ کوتوال شہر کوفہ ہوی۔ پھر قتل مختار مین شریک ہوے تقریبًا ۸۰ھ مین بمقام کوفہ وفات پائی (تقریب) آدمی کیا ایک طرفہ معجون تھے۔ غرض تینون صاحب جناب معاویہؓ کے پاس پہونچے۔ اول بشیر بن عمر و انصاری نے کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنا کے کہا۔ اے امیر معاویہؓ۔ یہہ دنیا ہمیشہ تمہارے پاس رہنے والی نہین ایک روز اسکا ساتھ چھوٹے گا اور تم دار آخرت کو سفر کروگے۔ حاکم و عادل حقیقی کے اجلاس مین پیش ہوگے وہ تمہاری اعمال کا حساب لے گا اور اونکے مطابق جزا دیگا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون۔ بر اخدا تفریق جماعت اور امت محمدیہ مین اختلاف پیدا کرنیسے پرہیز کرو اور مسلمانونکی باہمی خونریزی کے باعث نہ بنو۔ امیر معاویہ بات کاٹکر بولے تم ہمکو سمجھانے آئے ہو اور دفتر وعظ و نصیحت ہمارے واسطے کھول رہی ہو مردخدا۔ اپنے دوست کو سمجھاتے اور اونکو لڑائی سے منع کیا ہوتا۔ بشیر نے جواب دیا۔ ہمارے دوست تمہاری طرح نہین ہین۔ اونکا مرتبہ خدا نے بہت بڑا کیا ہی۔ سابق الاسلام ہین۔ آنحضرتؐ کے قریبی رشتہ دار۔ باین ہمہ فضائل اونکو

سب کے مقابلہ مین استحقاق خلافت ہے۔ حضرت معاویہؓ بولے۔ پہر وہ کیا کہتے ہین اور اونکا کیا
منشا ہی۔ جواب دیا کہ وہ تمکو اللہ سے ڈرنیکا حکم کرتے ہین اور جس راہ حق کی طرف تمکو بلاتی
ہین اوسکو تمسے قبول کرانا چاہتے ہین۔ تم کو لازم ہے کہ اپنے ابن عم کی اطاعت کرو اور طریق
حق سے منحرف نہ ہو۔ معاویہؓ نے کہا کیا ہم اونکے کہنے سے مطالبۂ خون عثمان چھوڑ دین ؟
واللہ ہم سے تو یہہ ہرگز نہ ہوگا۔ اسکے بعد سعید بن قیس نے گفتگو کرنی چاہی مگر شبث نے اونکو روک کر
اس طرح کہا کہ اے معاویہؓ۔ تم نے جو بشیر کو جواب دیا ہم خوب سمجھے۔ واللہ تمہارا انشا ہم جانتے ہین
ہمپر تمہاری غرض مخفی نہین۔ تمہاری خواہش اس خلافت کا حاصل کرنا ہی۔ جب کوئی حجت و
صریح دلیل اس دعوی کی تمہارے ہاتھہ نہ آئی اور عوام۔ کمینون۔ اوباشون کو اپنا مطیع بنانے
اور اپنی جانب مائل کرنیکا کوئی ذریعہ نہ ملا تو یہی حیلہ نکالا کہ ہم جناب عثمان کے خون کی طالب
ہین۔ تم چاہتے ہو کہ اسی بہانہ سے خلافت تمہارے واسطے خاص ہو جاوے اور لوگ تمہارے گرویدہ
ہو جائین۔ چنانچہ تم اس غرض سے صرف اسقدر کامیاب ہوئی کہ فرقہ سفہا۔ بے عقل۔ شریر
بدمعاش تمہارے تابع ہو گئے۔ کیا ہم بے خبر ہین کہ تم نے اسی خلافت کی خواہش مین باوجود
قدرت کے جناب امیر المومنین عثمانؓ کی نصرت نہ کی اور اپنے گہر بیٹھے تماشا دیکھتے رہے۔ اونکی شہادت
پر خوش تھے۔ اس مرتبہ و عزت کے حاصل کرنے مین خلیفہ مظلوم کو قتل ہوتے دیکھا کئے اور ذرا
جنبش نہ کی یاد رکھو۔ بسا اوقات آرزومند و طالب ناکام و نامراد رہتا ہے ع اے بسا
آرزو کہ خاک شدہ۔ اور کبھی اسکے برعکس ہی ہوتا ہے کہ تمنا سے زیادہ مل جاتا ہی مگر اس پر
اعتبار نہین۔ یہہ تو خدا کے ہاتھہ ہی۔ ان دونون صورتون مین کوئی تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگی
کیونکہ درصورت ناکامی و نامرادی تمہارا حال بدتر ہوگا اور بر تقدیر حصول مراد خاطر خواہ
تمہارا مطلوب وسوقت حاصل ہوگا کہ خداوند تعالی کے غضب سے مستحق دوزخ ہو جاؤ۔

(یعنی خلافت ملنا آسان نہین۔ خلیفہ برحق سے لڑواونکو قتل کرو۔ ہزارون مسلمان ضائع ہون) اے معاویہؓ۔ اللہ سے ڈرو۔ جوخیال تمہارے دل مین ہی اوس سے باز آؤ اور مستحق خلافت سے منازعت ترک کرو۔ امیر معاویہ نے غضبناک ہوکر جواب دیاکہ مین تمہاری بیوقوفی۔ نادانی۔ جہالت سے واقف ہوگیا۔ تمہارا رفیق۔ دوست ایک مرد مہذب شریف خاندان۔ قوم کا سردار ہی جو ہم سے گفتگو کر رہا تھا تمنے اوسکی بات توکاٹ دی اور خود بولنے لگے۔ پھر مجھسے گفتگو کی توبالکل بے جوڑ۔ بے ربط۔ جن امور کا تمکو علم نہین اوسمین تقریر کی۔ دخل درمعقولات تمکو بات کرنے تک کا توسلیقہ نہین۔ تم سراسر جھوٹ بولے اور مستحق ملامت ہوے۔ اے دیہاتی کمینہ عرب سخت دل۔ بدخو۔ جاؤ ہمارے پاس سے ابھی چلے جاؤ۔ اب ہم سے بات مت کرو۔ تمہاری اس بیہودہ گفتگو کا ہمارے پاس جواب اگر ہی تو تلوار خون آشام ہی شیث بولا کیا تم ہمکو تلوار سے ڈراتے ہو۔ خدا کی قسم ہم بہت جلد تمہارے سرونکو چمکتی ہوئی تلوارین دکھاوینگے۔ یہ کہکر تینون صاحب حضرت معاویہؓ کے خیمہ سے باہر نکلے اور جناب امیرالمومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر کل حالات عرض کیئے۔ آپنے بدرجہ مجبوری جنگ کا سامان کیا۔ روزانہ لڑائی ہونے لگی۔ جناب علیؓ کے حکم سے لشکر عراق سے ایک دستہ فوج بسرداری کسی خاندانی ذی عزت شریف سردار کے جنگ گاہ مین جاتا۔ اہل شام کی جانب سے بھی اسی طرح ایک جماعت آتی اور دن بھر جنگ ہوتی۔ دوسرے دن دوسرا فریق حسب دستور روزاول طرفین سے آتا اور بازار جدال وقتال گرم ہوتا۔ جنگ مغلوبہ اس خیال سے نہین کی کہ اگر طرفین سے کل اہل عراق وشام دفعتہً لڑنے لگین گے تواسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ دونون لشکر کا تقریباً کل حصہ تلف ہو جائیگا لہذا ایک ایک جماعت دونون طرف سے آتی تھی۔ امیرالمومنین اپنے لشکر سے باری باری ایک ایک قوم کو روزانہ لڑائی پر بھیجتے تھے اس طرح

کہ مثلاً ایک روز اشتر اپنی قوم کو لیکر گئے دوسرے دن حجر بن عدی کندی۔ اون کے بعد شیث بن ربعی۔ بدستور سابق۔ پھر ایک روز خالد بن معمر۔ بعد انکے زیاد بن نضر حارثی۔ پھر ایک دن زیاد بن خصفہ تیمی۔ کسی دن سعید بن قیس ہمدانی کی باری آتی۔ کسی روز معقل بن قیس ریاحی۔ کبھی حضرت قیس بن سعد انصاری نے میدان رزمگاہ مین اپنی شجاعت ظاہر فرمائی گاہی اشتر نخعی اور یہی سب سے زیادہ میدان جنگ مین آتے اور آتش جدال تیز کرتے تھے

حضرت معاویہؓ کی طرف سے اصحاب ذیل باری باری آتے تھے۔ عبد الرحمٰن بن خالد بن الولیدؓ۔ ابوالاعور سلمی۔ شرحبیل بن سمط کندی۔ حمزہ بن مالک ہمدانی جس روز سے لڑائی چھڑ گئی بلاناغہ روزانہ ہوتی رہی بلکہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک دن مین دو دو جنگ کا اتفاق ہوگیا اور تمام ماہ ذیحجہ اسی کشت وخون مین گذر گیا۔ تا گاہ **ہلال ماہ محرم ۳۷ھ** آسمان پر نکل آیا۔ چاند کیا نمودار ہوا گویا قاضی قضا نے دو گروہ لڑنے والونکو خنجر ہلال کھینچکر ڈرایا اور منع کر دیا کہ اب ماہ محرم آگیا ہی لڑائی سے ہاتھ روکو۔

اس ماہ مبارک کی حرمت سے طرفین جنگ وقتال سے رک رہی اور فریقین بامید صلح تا انقضای ماہ محرم ترک جنگ پر راضی ہوگئے۔ یہ پورا مہینہ اطمینان وآرام سے گذرا۔ سب کے دلونمین یہی امید جاگزین تھی کہ اب صلح ہوجاویگی مگر کوئی کارروائی اس قسم کی نہین ہوئی۔ اس مدت مین جناب امیر المؤمنین نے دوبارہ عدی بن حاتمؓ۔ یزید بن قیس ارحبی۔ شیث بن ربعی۔ زیاد بن خصفہ کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ یہ آے اور اس طرح سلسلہ کلام چھیڑا۔

عدی۔ اے معاویہؓ ہم تمہارے پاس آے ہین اور تمکو راہ حق کی دعوت کرتے ہین۔ تمکو ایک ایسے امر کی طرف بلاتے ہین جس سے خداوند تعالیٰ ہماری بات۔ ہماری

امت وجماعت مین ایکا کردی اور مسلمانونمین اتفاق ہوکر اونکے خون بچ رہین ہماری غرض اصلاح ذات البین (اہل اختلاف) ہے۔ تمہارے چچیرے بھائی امیر المومنین علیؓ مسلمانونکے سردار اونمین افضل سابقین اسلام سے ہین اسلام مین اونکے خصائل پسندیدہ ہین۔ وہ مستحق خلافت واجب الاطاعت ہین۔ سب نے اونکی بیعت پر اتفاق کرلیا ہے اب بجز تمہارے کوئی باقی نہین رہا یا جو تمہارے ساتھ ہین وہ اونسے منکر ہین۔ ای معاویہؓ۔ ایسا نہو کہ تمکو اور تمہارے ہمراہیونکو وہی واقعہ پیش آے جو اصحاب جمل کے آگے آیا۔

معاویہؓ۔ (قطع کلام کرکے غصہ کے ساتھ) عدی! تم ہم سے لڑنے آے ہو یا صلح کی باتین کرنے۔ ذرا غور تو کرو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اے عدی۔ کیا تم نہین جانتے کہ مین کون ہون۔ حرب کا بیٹا۔ صخر کا پوتا ہون۔ واللہ۔ مین لڑائی سے مطلق نہین ڈرتا۔ جنگ سے مجھکو اصلا ہراس نہین۔ خدا کی قسم۔ تم البتہ اون لوگونمین ہو جو حضرت عثمانؓ پر بلوہ کرکے آے اور اونکو شہید کیا اور مین خوب جانتا ہون کہ تم قاتلین مین سے ہو۔ مجھے امید ہے کہ اسکی سزا مین خدای جبار و منتقم حقیقی تم کو بھی قتل کرے گا۔

شبث وزیاد۔ (متفق اللفظ ہوکر) ہم تمہارے پاس اس غرض سے آے ہین کہ ہماری اور تمہاری صلح کی باتین ہون مگر تم نے تو مثالین کہنا شروع کردین (اپنی شیخی و بزرگی جتانے لگے) اب بیکار باتین جانے دو اور وہ گفتگو کرو جس سے ہمارا تمہارا نفع ہو۔

یزید۔ ہم لوگ محض ایکار سفارت آے ہین۔ ہمارا کام یہ ہے کہ جو پیغام لای ہین

وہ تم تک پہونچا دین اور جو تم جواب دو وہ امیرالمومنین کی خدمت مین جا کر
عرض کر دین۔ ہم کچھ تمہاری ناصح بنکر نہین آے لیکن تمہاری خیر خواہی اور
عامہ مسلمین کا نفع ضرور ہم کو ملحوظ نظر ہے۔ تمکو وہ باتین یاد دلانا ضرور سمجھتے ہین
جن سے کل کو تم پر حجت ہون اور ہماری غرض یہ ہی کہ مسلمانو نمین تفریق جماعت
نہ ہونے پاوی اور با ہم اتفاق والفت۔ اخوت اسلامی جیسی زمانہ سابق مین
تہی لوٹ آوی۔ ہمارے خلیفہ وسردار جناب امیرالمومنین علیؓ کی بزرگی کے
سب مسلمان قائل ہین۔ تم پر بہی مخفی نہین ہی۔ اے معاویہ۔ اللہ تعالی کے
غضب سے ڈرو اور امیرالمومنین کی مخالفت نہ کرو۔ خدای وحدہٗ کی قسم ہی کہ
ہم اس زمانہ کے لوگو نمین خدا سے ڈرنے والا۔ احکام خداوندی پر عمل کرنے
والا۔ دنیا سے بے رغبت۔ جامع جملہ عادات خیر۔ جناب علیؓ سے بڑہ کر کسی
شخص کو نہین پاتے۔

معاویہ۔ (حمد وثنا کے بعد) جماعت کی بابت تم ہمسے کیا کہتے ہو اور تم ہمکو اسطرف
کیا بلاتے ہو۔ جماعت ہمارے ساتہہ ہی ہے۔ تمہاری اس خواہش کا کہ
ہم تمہارے دوست کی اطاعت قبول کرین جواب یہ ہی کہ ہم اونکو اہل خلافت
نہین سمجھتے اور جب ہمارے نزدیک مستحق خلافت نہین تو واجب الاطاعت
بہی نہین ہین۔ تمہارے دوست اہل خلافت اسوجہ سے نہین ہین کہ اونہون نے
ہمارے خلیفہ کو قتل کیا۔ اونکے قاتلین کو پناہ دی۔ مسلمانون کی جماعت
متفقہ مین تفریق ڈال دی۔ پہر باوجود اسکے تمہارے دوست کہتے ہین
کہ ہم خلیفہ کے قاتل نہین۔ ان سب باتو پر بہی ہمکو اونکی اطاعت منظور ہی

بشرطیکہ وہ ہمارا اتنا کہا کرین کہ قاتلین جناب عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کرین ہم اونکو قصاص مین قتل کرڈالین پھر ہم اونکے مطیع ہین اور جیسا کہ وہ چاہتے ہین جماعت مین تفریق نہ ہوگی۔

شیث۔ اے معاویہ۔ خدا تمکو ہدایت دے۔ کیا تم حضرت عمارؓ کو قتل کرکے خوش ہوگے۔

معاویہؓ۔ کیون کیا ہوا مین اونکے قتل سے ناخوش کیون ہونے لگا۔ اگر میرا قابو چلا تو جناب عثمانؓ کے غلامون کے بدلے عمارؓ کو قتل کرونگا۔

شیث۔ قسم خدا کی جسکے سوا کوئی معبود حقیقی نہین ہی۔ جبتک بہادرون کے شانے بار سے ہلکے اور زمین اور فضا زمین تمپر تنگ نہ ہوجاویگی تم عمارؓ پر قابو نہ پاؤگے۔

معاویہؓ۔ اگر ایسا وقت آیا تو تم پر بھی دنیا تنگ ہوجاویگی اور تم کب بچ سکتے ہو۔

شیث اور اونکے ہمراہی اس سخت کلامی سے برافروختہ ہوکر اوٹھے چلے گئے۔ حضرت معاویہؓ زیاد بن خصفہ کو روک کر علیحدہ لیگئے اور خلوت مین اونسے یہہ کہا۔ اے برادر ربیعہ۔ حضرت علیؓ نے رشتہ ناتا قطع کر دیا۔ ہمارے امام و خلیفہ برحق کو ناحق قتل کروایا۔ پھر اونکے قاتلونکو پناہ دی مین تم سے مدد چاہتا ہون۔ اپنے قبیلہ کے ساتھہ میری نصرت کرو۔ مین حتمی وعدہ کرتا ہون کہ اگر مین غالب آیا اور فتح پائی تو دو شہرون (مکہ و مدینہ یا مصر و کوفہ یا اور دو شہر) مین سے جو تم پسند کروگے تمکو اونکا والی کردونگا۔ زیاد نے انکار کیا اور جواب دیا مین دلیل روشن پر ہون اور خدا کا احسان و انعام مجھپر ہے مین مؤید من اللہ ہون۔ مین گنہگارونکا معین و پشت پناہ نہین ہوسکتا۔ یہہ کہکر اوٹھے اور اپنے لشکر مین واپس آے۔

انکے چلے جانے کے بعد حضرت معاویہ رضؓ نے عمرو بن العاص رضؓ سے کہا مین انمین سے جس کسی سے کچھ بات کہتا ہون وہ ایک ہی جواب دیتا ہی گویا ان سب کے دل ایک ہی ہین۔ سر مو فرق نہین۔ پہر حضرت معاویہ رضؓ نے اپنی طرف سے حبیب بن مسلمہ۔ شرحبیل بن سمط۔ معن بن یزید بن الاخنس کو جناب امیر المومنین کی خدمت مین بہیجا۔ یہہ تینون آپکی خدمت مین حاضر ہوے۔ اول حبیب نے حمد وثنا ر آلہی بیان کرکے یہہ تقریر کی۔

حبیب امیر المومنین جناب عثمان رضؓ خلیفہ برحق تھے۔ کتاب اللہ پر اونکا عمل تہا اور اوسیکے مطابق حکم دیتے تہے۔ تمنے اونکی زندگی ناخوش سمجھی اور یہہ خیال کیا کہ وہ بہت دنون تک زندہ رہینگے۔ پس تمنے اونپر ظلم کرکے اونکی زندگی کا خاتمہ کردیا اور اونکو اس جہان سے ہمیشہ کیلئے رخصت کردیا۔ اگر تم کو انکار ہے اور اپنے کو اونکا قاتل کہنے سے بیزار ہو تو جو اونکے قاتل ہین اونکو ہمارے حوالہ کردو پہر تم خلافت سے علحدہ ہوجاؤ۔ مسلمان اپنی کمیٹی اور اتفاق سے جسکو چاہین گے خلیفہ بنا لینگے۔

علی رضؓ۔ (برہم ہوکر) کمبخت تو کون ہے۔ ہم سے خلافت اور اوس سے الگ ہونیکی بابت گفتگو کرتا ہے۔ خاموش۔

حبیب۔ واللہ۔ تم مجھکو ایسی حالت مین دیکھو گے کہ تمکو ناگوار ہوگا۔

علی رضؓ۔ خدا تجھکو اوس دن کے لئے زندہ نہ رکہے۔ جا۔ جو تیرے دل مین ہو کر گذر۔

شرحبیل۔ ہم لوگ تو سفیر ہین اور پیغام رسان۔ یہہ ہمارا کلام نہین ہے بلکہ آپکے دوست یہی کہتے ہین۔ کیا آپ اسکے سوا اور کچھ جواب دے سکتے ہین۔

علی رضؓ۔ میرے پاس اسکے سوا اور جواب نہین۔

بعد اسکے جناب علی مرتضی رضؓ نے حمد وثنا کے بعد یہہ فرمایا۔ خداوند تعالی شانہ نے اپنے
نبی پاک کو حق کے ساتہہ مبعوث فرمایا اور آپکی برکت سے لوگونکو گمراہی وہلاکت سے نجات
دی۔ اختلاف ونفاق باہمی کو اتفاق کے ساتہہ بدل دیا اور سب کو ایک راستہ پر متفق کر دیا
پہر خداوند تعالی نے اونکو اپنے پاس بلا لیا۔ آپکے بعد سب نے ابوبکر صدیق رضؓ کو خلیفہ کیا اور
اونہون نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو۔ یہہ دونون صاحب نیک سیرت تہے۔ عدل وانصاف
انہون نے اپنا شعار رکہا۔ اگرچہ ہم بہ نسبت اون دونون صاحبونکے آنحضرت سے قریب
تر تہے لیکن دونون صاحب اپنے فرائض منصبی عمدگی سے ادا کرتے رہے لہذا ہمنے بہی
اونکی امارت مین دست اندازی نہ کی بلکہ ہر طرح اونکے مطیع اور ہر کام مین مشیر وخیر خواہ رہے
دونون صاحبون کے بعد حضرت عثمان رضؓ کو سب نے ملکر خلیفہ کیا۔ عوام الناس کو اونسے کشیدگی
ہوگئی۔ اونکے افعال پر حرف گیری کرنے لگے۔ جسکا انجام یہہ ہوا کہ اونکو قتل کیا۔ پہر لوگ
میرے پاس آے اور میری بیعت کے خواستگار ہوی مین نے انکار کیا مگر اونہون نے
اصرار کیساتہہ کہا کہ لوگ تمہاری خلافت اور بیعت پر راضی ہین تمہارے سوا اور کسی کو
پسند نہین کرتے اور ہمکو خوف ہے کہ تمہارے انکار سے لوگون مین تفریق ہوجاویگی اور شیرازہ
اجتماع ٹوٹ جاویگا۔ مین نے جب یہہ حال دیکہا مجبوری لوگونسے بیعت لی۔ پہر حضرت
طلحہ وزبیر رضؓ نے میری مخالفت کی اور بیعت کرکے فسخ کردی مگر مین انکی مخالفت سے بالکل ہراسان
نہوا۔ علی ہذا القیاس معاویہ رضؓ نے میری بیعت نہین کی تو مجہکو اونکے خلاف سے بہی کچہ اندیشہ
نہین ہے اور یہہ تو دولت سابقیت اسلام سے محروم ہین اور نہ اسلام کی تصدیق مین انکا
قدم آگے ہے۔ معاویہ تو طلیق بن طلیق ہین (یعنی اون لوگون مین ہین جو حالت کفر مین
قید ہوکر آے اور فدیہ لیکر چہوڑ دیئے گئے) انکو استحقاق خلافت کسی طرح نہین ہے۔

عام اشخاص مین انکا شمار ہی۔ معاویۂ اور انکے باپ توہمیشہ خدا اور رسول سے لڑتے رہے اور جبراً اسلام مین داخل ہوے۔ مجھکو تم لوگون سے سخت تعجب ہے۔ باوجودیکہ مین اہلبیت نبی کریم سے ہون اور جس خاندان سے تمکو خلاف اور بغض نہ رکھنا چاہیئے مین اوسی خاندان سے ہون پہر میرے ہوتے ہوے مجھکو چھوڑکر معاویہ کے کیسے مطیع ہوگئے اور ایسی فاحش غلطی مین پڑے ہین تمکو کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف دعوت دیتا اور دین حق کو زندہ کرنے اور باطل کے مارنے کی طرف بلا رہا ہون۔ سفیرون نے کہا۔ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ جناب عثمانؓ مظلوم مارے گئے ہین۔ آپنے فرمایا۔ مین نہ اونکو مظلوم کہتا ہون نہ ظالم۔ اسپر وہ لوگ یہہ کہکر (جو شخص یہہ نہین کہتا کہ جناب عثمانؓ مظلوم مارے گئے ہم اوس سے بیزار ہین) اوٹھے اور اپنے لشکر کی طرف واپس ہوے۔ جناب امیرالمومنین نے اونکے واپس جانے پر آیہ کریمہ۔ انك لا تسمع الموتى۔ فهم مسلمون۔ تک پڑہکر فرمایا یہہ لوگ گمراہی مین اسیقدر کوشش کررہے ہین جسقدر تم طلب حق اور اطاعت پروردگار مین سعی کرتے ہو۔

عدی بن حاتم قبیلہ طے کے ساتھہ اور عامر بن خذمری طائی بنی خذمر کے سردار معہ دونون قبائل بنی طے کی آپکے لشکر مین تھے ان دونون سردارون مین علم کی بابت جھگڑا ہوا کہ جنگ صفین مین علم کون لے۔ بنی خذمر بہ نسبت بنی عدی کے زیادہ تھے۔ عبداللہ بن خلیفہ بولانی نے بطور تصفیہ کے جناب امیرالمومنین کیخدمت مین یہہ رائے ظاہر کی اور بنی خذمر کو مخاطب کرکے کہا۔ کیا تم لوگ عدیؓ پر غلبہ چاہتے ہو۔ کیا تم مین عدی کا مثل ہی یا تمہارے آبا واجداد اونکے بزرگونکے برابر ہین۔ حاتم کا مقابلہ سخاوت مین کون کرسکتا ہی۔ حاتم کا مثل سخاوت وشجاعت حمایت قرابت مین کون ہے۔ عدی ابن ذی المرباع اور سخی عرب کے

بیٹے ہین انکے باپ اپنا مال لٹا دیتے تھے۔ اپنے پڑوسی کی مدد کرتے تھے۔ کبھی بیوفائی نہ کی کبھی
بدکاری فحش گوئی کی۔ بخل سے دور نامردی سے نفور۔ بھلا تم لوگون مین سے کوئی تو اپنا باپ
ایسا دکھلا دے یا خود عدی کے برابر ہونیکا دعویٰ کرے۔ پھر وہ اسلام لانے مین تم سب سے
افضل ہین۔ آنحضرت کیخدمت مین وفد ہو کر گئے۔ نخیلہ۔ قادسیہ۔ مدائن۔ جلولار۔ نہاوند تسترین
قبیلہ طے کے سردار بھی عدیؓ تھے۔ آپنے فرمایا۔ بس کرو۔ تم نے تو تعریف کے پل باندھ دیئے۔
پھر بنی طے کو طلب کرکے اون سے پوچھا۔ ان معرکون مین تمہارے سردار کون تھے۔
جواب ملا۔ عدی بن حاتم۔ ابن خلیفہ نے عرض کیا۔ امیرالمومنین اب ان لوگون سے
دریافت فرماوین کہ عدیؓ کی سرداری پر راضی ہین یا نہین۔ آپ نے یہی سوال کیا۔
جواب ملا کہ ہم راضی ہین۔ فرمایا۔ عدیؓ تم مین علم لینے کے حقدار ہین غرض ہر دو قبیلۂ بنی طے کا
علم عدیؓ بن حاتم کے پاس رہا اور جنگ صفین مین یہ اپنی قوم کے سردار اور علم بردار تھے۔
آخر ماہ محرم ۳۷ھ مین جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ نے جب مصالحت کی صورت نہ دیکھی
اعلان جنگ کر دیا۔ آپکے منادی نے لشکر شام مین پکار کر کہہ دیا کہ اے شامیو۔ جناب
امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین فرماتے ہین کہ مین نے تمکو مہلت دی اور تمہارا بہت انتظار کیا کہ
راہ حق کی جانب رجوع کرو اور صراط مستقیم پر آجاؤ۔ مگر تم اپنی سرکشی و گمراہی سے باز نہ آئے
اور امر حق کو قبول نہ کیا مینے تمہارا عہد تمپر پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ اخیانت کرنیوالونکو دوست نہین
رکھتا۔ لاچار اب مین تمسے لڑائی پر آمادہ ہو گیا۔ یہ اعلان جنگ سنکر شامی اپنے سردارونکے
پاس جمع ہوے۔ حضرت معاویہؓ و عمرو بن العاصؓ ترتیب لشکر اور درستی سامان جنگ مین
مصروف ہوے۔ جناب امیرالمومنین نے بھی اپنے لشکر مین رسالون کی تیاری کا حکم دیا اور
عام طور سے یہہ احکام ہدایت صادر فرمائے۔ جبتک حریف جنگ شروع نہ کرین تم لوگ

اونپر حملہ نہ کرنا اسواسطے کہ تم بعنایات ایزدی حجت پر ہو اور تمہارے ہاتھہ دلیل روشن ہی تمہاری طرف سے ابتدا نہوگی تو تمہارے واسطے دوسری دلیل ہو جاویگی جسوقت لڑائی مین دشمن کا لشکر پسپا ہوکر بہاگے تو بہاگتے والون کا تعاقب کرکے قتل نہ کرنا۔ زخمی سپاہی کو نہ قتل کرنا نہ اوسکا اسباب لوٹنا۔ کسی مقتول کا ستر نہ کہولنا اور نہ اوسکے کان۔ ناک۔ وغیرہ کاٹنا۔ جب تم اونپر غالب آکر اونکے خیمہ گاہ مین داخل ہو تو خبردار کسی کی پردہ دری و بیحرمتی نکرنا کیسکی گہر مین نہ گہس جانا اور اونکا مال واسباب نہ چہین لینا۔ عورتو نپر دست اندازی نہ کرنا اگرچہ وہ تمکو گالیان دین تمہارے سردارون اور بڑونکو برا کہین کیونکہ وہ ضعیف النفس والقویٰ۔ ناقص عقل۔ ناقص دین ہین۔ آپ عین معرکہ کے وقت بہی انہین احکام کی تاکید فرماتے تھے۔ آپکا یہ معمول ہر جنگ مین تہا۔ بعد اسکے آپنے لشکریونکو جنگ کی ترغیب دی اور اونکے حق مین دعا فتح وظفر اس طرح کی۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ حرام چیز سے آنکہہ بند کرلو۔ لڑائی کے وقت شور وغل نہ کرنا۔ باتین کم کرنا اپنی جانونکو لڑائی کے قوانین اور اوسکی گہاتون مصائب سختی۔ حملہ کرنے۔ تیر اندازی۔ وغیرہ پر ثابت وقائم رکہنا اور ایسے وقت مین خدا کو یاد کرتے رہنا اور اوسکی یاد سے غافل نہ ہوجانا۔ تم فلاح پاؤگے۔ باہم نزاع وخصومت نہ کرنا تاکہ شامت نامردی وسستی مین مبتلا ہوجاؤ اور تمہاری ہوا بگڑجاے سختی پر صبر کرنا۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والونکے ساتہہ ہی۔ پہر یہہ دعا فرمائی۔ خداوندا! تو انکے دلونمین صبر ڈالدے تو انپر اپنی نصرت نازل فرما۔ بار الہا! انکو مستحق اجر کر۔

یہہ سب امور انتظامیہ آخر ماہ محرم مین ہوے۔ اودہر آسمان پر چاند صفر کا کیا نکلا گویا مریخ فلک نے اپنا خنجر نیام سے نکالکر دونون لشکرونکو لڑائی کا نادری حکم دیدیا ادہر دلیران زمانہ لڑائی کے مشتاق تو پہلے ہی سے کیل کانٹے سے ہوشیار ہورہے تہے ہمہ تن لڑنے مرنے پر

آمادہ ہوگئے۔ صبح ہوتے ہی یکم ماہ صفر ۳۷ھ یوم چہارشنبہ کو نبردگاہ فریقین کے لشکر سے بھر انظر آتا تھا۔ دونون لشکرونکے بیچ مین قاضی اجل کا خیمہ نصب ہوگیا۔ جو لوگ حیات دنیوی کا حصہ پورا لے چکے تھے موت کے انتظار مین صف باندہکر ٹھیرے۔

جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب نے اپنے رفیقون جانبازون کی فوج کو اس طرح مرتب فرمایا کہ اشتر نخعی کو سواران کوفہ پر۔ سہل بن حنیفؓ کو سواران بصرہ پر پیادگان کوفہ پر حضرت عمار بن یاسرؓ سردار ہوئے اور پیادگان بصرہ کی کمان حضرت قیس بن سعدؓ کو ملی۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو جو بہ لقب مرقال مشہور تھے لشکر کا علم عنایت ہوا۔ قاریان کوفہ کی افسری پر مسعر بن فدکی مامور ہوئے۔ میمنہ فوج پر اشعث بن قیس کندی اور میسرہ پر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ مقرر ہوئے۔ دیگر امراو سرداران قبائل جو اپنی اپنی قوم کے ساتھہ آپکے لشکر مین تھے یہ ہین۔ سلیمان بن صرد خزاعی۔ حارث بن مرہ عبدی۔ عمرو بن حمق۔ حصین بن منذر۔ احنف بن قیس۔ نعیم بن ہبیرہ۔ حارثہ بن قدامہ۔ رفاعہ بن شداد۔ ابو ایوب انصاریؓ۔ ابو الہیثم بن شیبان نقیب آنحضرت صلعم۔ عدیؓ بن حاتم طائی۔ عمرو بن عطارد۔ جنید بن زہیر۔ خالد بن معمر۔ شیث بن ربعی۔ سعد بن قیس بن عبد اللہ بن الطفیل۔ عمرو بن حنظلہ۔ شداد الہاتی۔ قاسم بن حنظلہ۔ سعد بن مسعود ثقفی۔ شریح بن ہانی۔ معقل بن قیس۔ قبیصہ بن شداد۔ عامر بن وائلہ۔ حارث بن نوفل۔ زید بن صوحان۔ حصین بن نمیر۔ حجر بن عدی۔ حزیمہ بن جابر۔

حضرت معاویہؓ نے بھی اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا۔ میمنہ پر ذو الکلاع حمیری۔ میسرہ پر حبیب بن مسلمہ فہری۔ مقدمہ لشکر پر ابو الاعور سفیان بن عوف سلمی کو مقرر کیا۔ سواران دمشق پر عمرو بن العاصؓ کو سردار بنایا اور پیادگان دمشق مسلم بن عقبہ مری کی

ماتحت کیے بخشی فوج اعلیٰ افسر ضحاک بن قیس کو کیا۔ جملہ شامی پیادون نے مرنے اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اور ایک دوسرے کو عمامہ سے باندہکر پانچ صفین کر کے لڑنے کو نکلے علم فوج عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے سپرد ہوا۔ انکے لشکر کے باقی اور سردارونکے نام یہہ ہین رفعۃ بن حارث۔ سفیان بن عمرو۔ مسلمہ بن خالد۔ بشیر بن ارطاۃ۔ حارث بن خالد۔ ہمام بن قبیط۔ حوشب بن ذی ظلیم۔ حسان بن بجدل۔ حابس بن ربیعہ۔ زید بن بحیرہ۔ یزید بن اسد۔ طریف بن عمیر۔ مخارق بن حارث۔ قاتل بن قیس۔ حمزہ بن مالک۔ قعقاع بن ازہر۔ ہلال بن ابی ہبیرہ۔ یزید بن اُمیہ۔

طرفین سے جب صف بندی ہوچکی تو لشکر عراق سے اشتر اپنے رسالہ کو لیکر نکلے لشکر شامی سے حبیب بن مسلمہ اپنے ماتحت لشکر کے ساتھہ انکے مقابل ہوے۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہ ہوا۔

دوسرے دن بروز پنجشنبہ ہاشم بن عتبہ سوار و پیادونکے ساتھہ میدان جنگ مین آے۔ اہل شام مین سے ابوالاعور سلمی انکے مقابل ہوے اور تمام دن لڑکر شام کو اپنے اپنے لشکر مین واپس آے۔

تیسرے دن بروز جمعہ حضرت عمار بن یاسرؓ اور عمرو بن العاصؓ سے مقابلہ ہوا۔ یہہ لڑائی بہ نسبت دو دنون پہلے کے نہایت سخت و خونریز ہوئی۔ بالآخر حضرت عمارؓ نے اپنے بہادرون سے کہا۔ اے اہل عراق۔ تم دیکھتے ہو اس شخص کو جو خدا و رسول سے لڑا مسلمانون پر ظلم کیا۔ مشرکین کی مدد کی پھر جب دیکھا کہ خدا اپنے دین کو غالب کریگا اور اپنے رسول کو فتح و ظفر عنایت فرمائیگا تو یہہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوا مگر جان کے خوف سے نہ خدا و رسول کی رضامندی و خوشی کا جویان ہوکر پھر بعد وفات حضور سرور کائنات

قسم خدا کی یہہ شخص مسلمانوںکی عداوت مین مشہور و معروف رہا۔ مجرمون اور بدکارونکا تابع اور اونکا ساتھی بنا رہا۔ اے دلیران و اے شیران اسلام۔ اس شخص کے مقابلہ مین ثابت قدم رہنا اور اسکی لڑائی سے منہ نہ موڑنا۔ پھر زیاد بن نضر سے جو رسالہ کے افسر تھے فرمایا۔ تم بھی اہل شام پر حملہ کرو۔ زیاد اونپر ٹوٹ پڑے۔ لوگ انکے مقابلہ مین جمے رہے ظہر تک یہہ لڑائی برابر کی رہی۔ اسکے بعد حضرت عمار رضؓ نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص کا منہ پھر گیا اور اونکو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ بھاگ کر اپنے لشکر مین مل گئے۔ اس دن زیاد بن نضر اپنے سوتیلے بھائی عمرو بن معاویہ سے مقابل ہوے لیکن ایک دوسرے کو پہچان کر رزمگاہ سے واپس گیا۔ شام کے قریب دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر لوٹ آے آجکی لڑائی مین لشکر شامی کے بہت سے آدمی کام آے اور کچھہ لوگ لشکر عراق کے بھی مارے گئے

چوتھا حملہ شنبہ کے دن ہوا۔ آج ادہر سے محمد بن حنفیہ اور لشکر شام سے عبیداللہ بن عمر بن الخطاب نکلے۔ فریقین کے دلاور نبرد آزما جی توڑکر لڑرہے تھے۔ محمد بن حنفیہ کی طرف ہمدانی لشکر تھا اور اہل شام سے عبیداللہ بن عمر رضؓ کے ساتھہ حمیر۔ لخم۔ جذام تھے۔ (عبیداللہ بن عمر رضؓ کو باشتباہ قتل ہرمزان حضرت علی رضؓ نے خلیفہ ہوکر قتل کرنا چاہا مگر یہہ مدینہ سے بھاگ کر امیر معاویہ سے آملے) عبیداللہ بن عمر رضؓ نے صف سے نکلتے ہی محمد بن حنفیہ کو مقابلہ کیواسطے للکارا۔ محمد بن حنفیہ بکمال شجاعت و مردانگی میدان مین نکلے لیکن جناب امیرالمومنین علی رضؓ نے گھوڑا دوڑاکر انکو واپس کرلیا اور خود عبیداللہ بن عمر رضؓ کے مقابل ٹہیرے مگر وہ آپکے سامنے سے چلے گئے۔ محمد بن حنفیہ نے عرض کیا اگر آپ مجھکو نہ روکتے تو مجھکو امید تھی کہ عبیداللہ بن عمر رضؓ کو آج قتل کرڈالتا۔ دونون لشکر بھی واپس ہوے۔

پانچوین لڑائی یکشنبہ کے دن ہوئی۔ لشکر عراق سے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ

اور شام سے ولید بن عقبہ اپنے اپنے لشکر لیکر میدان مین آ جمے۔ ولید بن عقبہ بنی عبد المطلب کو گالیان دے رہے تھے۔ ابن عباس کو تاب نہ رہی پکار کر فرمایا۔ اے صفوان۔ دعوی مردی و زور آزمائی ہو تو میرا مقابلہ کر۔ مگر ولید مقابل نہین ہوئے اس وز ابن عباسؓ کو غلبہ رہا۔ دونون لشکرونمین غروب آفتاب تک سخت لڑائی رہی۔ شام ہوتے ہی فریقین اپنے اپنے لشکرگاہ کو واپس گئے۔

چھٹے روز دوشنبہ کو جناب علی مرتضیٰؑ کے لشکر سے حضرت قیس بن سعد انصاری اور لشکر شام سے ذوالکلاع حمیری برآمد ہوے۔ شام تک فریقین برابر لڑتے رہے۔ رات نے دونون لڑنے والونکو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ اس دن ہی سخت معرکہ ہوا اور دونون طرف کے جانباز سپاہی کام آے۔

ساتوین دن روز سہ شنبہ کو ادہر سے اشتر اودہر سے حبیب اپنے اپنے زیر کمان فوج لئے ہوے رزمگاہ مین نکلے۔ دونون مین سخت ہنگامہ قتل و خونریزی گرم رہا۔ قریب ظہر دونون لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوے۔ اس دن فریقین کے آدمی بہت مارے گئے اور شامی لشکر کے سپاہیون نے بڑے زخم کہاے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا جبتک مجموعی قوت سے اسپر حملہ نہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ ہونا مشکل نظر آتا ہے پہر آپ نے شب چہارشنبہ کو اپنے لشکر سے فرمایا۔ خداوند تعالی شانہ کی حمد و ثنا ہے اوسی کی بارگاہ بے نیاز قابل تعظیم و تکریم ہے اوسی کی قدرت ہے۔ جس کام کو توڑ دے کوئی اوسکو جوڑ نہین سکتا اور جسکو قوی کر دیا کس کی مجال ہے کہ اوسکو توڑ سکے اگر وہ احکم الحاکمین چاہے تو روے زمین پر اختلاف کا نام باقی نرہے کوئی ایک بندہ بہی اوسکی مخلوقات سے خلاف کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ نہ کوئی گمراہ جماعت کسی امر مین

اختلاف کرے مفضول کم درجہ والا اپنے سے بلند مرتبہ وافضل کی فضیلت وبزرگی کا کبھی انکار نہ کرے۔ ہمکو اور مخالفین کو اوسی کا حکم اس میدان کارزار مین کھینچ لایا ہے۔ ہم سبکو وہ دیکھتا ہے اور ہماری باتین سنتا ہے۔ وہ قادر وتوانا ہے اگر چاہے آن واحد مین ظالمونکو عذاب دے اوسکو منظور ہو تو ظالمونکو جھوٹا کرکے جای رجوع حق کو ظاہر کردے لیکن حاکم حقیقی نے دنیا دار اعمال بنائی اور آخرت کو دار القرار کیا تاکہ بدکار اپنے اعمال قبیحہ کی سزا اوس عالم مین پائین اور نیک بندون کو اونکی نیکی کا اچھا بدلا ملے۔ ہوشیار رہو۔ کل صبح پھر حریف کا سامنا ہے آج کی رات خدا کی عبادت مین گذارو اور قرآن مجید کی تلاوت مین صبح کردو۔ اپنے مالک حقیقی سے فتح وظفر اور دشمن کے مقابلہ مین صبر واستقلال وثبات کی دعا مانگو۔ کل صبح دشمن سے نہایت ہوشیاری اور کوشش کے ساتھہ مقابلہ کرنا کیا عجب ہے کہ خدا تمکو فتح نصیب کرے اور تم اپنے دعوے مین سچے ظاہر ہو جاو۔

غرض یہہ رات آپکے لشکر مین عبادت وتلاوت کلام آلہی مین گذری۔ نماز فجر ادا کرکے لشکریون نے آلات حرب سنبھالے۔ زرہ خود۔ جسکے پاس جو سامان تھا زیب بدن کیا۔ جناب علی مرتضی اثرات ہی سے بذات خود سامان جنگ مین مصروف تھے صبح ہوتے ہی لشکر مرتب ہو گیا۔ آپنے ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ وہ اہل شام کے اوس حصہ لشکر پر حملہ کرے جسمین اوسکے بھائی ہین چنانچہ ازد سے فرمایا۔ تمہارے سپرد ازد ہین تم اونکا مقابلہ کرنا۔ خثعم سے ارشاد ہوا کہ تم اپنے بھائیون خثعم سے سمجھہ لینا۔ غرض اسی طرح ہر گروہ اپنے ہم قبیلہ کی لڑائی کا ذمہ دار کر دیا گیا جس قبیلہ کے اہل قرابت شامی لشکر مین نہ تھے جیسے بجیلہ کہ آپ کے لشکر مین انکی ایک جماعت تھی اور لشکر شام مین اس قبیلہ کے لوگ صرف دو چار گنتی کے تھے انکو واسطے حکم دیا کہ تم شام کے اون قبائل سے جنکے لوگ ہمارے لشکر مین نہین

ہین مقابلہ کرنا چنانچہ بجیلہ مد مقابل لخم قرار دئے گئے۔ یہہ احکام پاکر لشکر عراق آٹھوین دن چہار شنبہ کو صبح ہوتے ہی میدان مین صف آرا ہوا۔ اودہر سے اہل شام مقابلہ پر آکر قایم ہوے۔ جناب امیرالمومنین بنفس نفیس صحابہ کرام اہل بدر و مہاجرین و انصار و دیگر اشراف قبائل کے ساتھہ تہے۔ ابن عباس فرماتے ہین کہ مین نے اوس روز جناب علی مرتضیٰ کو دیکھا کہ آنحضرت کے خچر شہبا پر سوار، سفید براق عمامہ سر پر باندہے تہے آپ کی آنکہین مشعل کی طرح چمکتی تہین۔ ہر گروہ و قبیلہ کی طرف گذرتے اور اونکو لڑائی پر ثبات واستقرار کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اسی طرح تمام لشکر مین گشت کرتے ہوی ہمارے گروہ کی طرف آنکلے اور فرمایا۔ اے جماعت مسلمانان۔ جنگ کے وقت اپنی آواز بلند نہ کرنا۔ خوف خدا کو اپنا شعار بنانا۔ تلوارونکو نیام کے اندر جنبش دے لو تاکہ نکالتے وقت دقت نہ واقع ہو۔ مقابلہ کے وقت حریف پر نگاہ جمائے رہنا۔ ایسا نہ ہو وہ تمکو غافل پاکر حربہ کر بیٹھے۔ نیزہ مارتے وقت دشمن کی نرم جگہہ پر گوشت کا خیال رکھو۔ صبر واستقلال اختیار کرو اور اپنے دل خوش رکھو۔ تم خدا کی حفاظت مین ہو تم کو کیا خوف وخطر ہے تم ابن عم رسول اللہ کے ساتھہ ہو۔ خوب سنبہل سنبہل کر حملے کرو۔ لڑائی سے بہاگنا برا سمجہو کیونکہ دنیا مین پشتہا پشت تک بدنامی رہیگی اور قیامت مین آگ کا سامنا ہی۔ یہ گروہ حریف یہہ خیمہ بلند تمہارے روبرو ہے اسپر حملہ کرو۔ یہان تک کہ حق کے منہ سے پردہ اوٹھہ جائے تمہین کو غلبہ ہوگا خدا تمہارے ساتھہ ہے تمہارے اعمال کم نہ کریگا بلکہ پورا عوض عطا فرماویگا۔ (مسعودی)

دونون طرف سے دن بہر لڑائی ہوتی رہی میدان رزم مین بازار موت گرم رہا مگر کوئی فریق اپنے حریف پر غالب نہ آیا۔ شام ہوتے دونون لشکر اپنی اپنی جگہہ واپس آ سے

آخری جنگ مغلوبہ وخاتمہ واقعہ صفین

اس لڑائی کو چھڑے ہوئے آج نوان دن ہے اور یہ نوان معرکہ روز پنجشنبہ ہے۔ آج جناب علی مرتضیٰؓ کا ارادہ ہے کہ لڑائی کا خاتمہ ہوجاوے۔ بغیر قطعی فیصلہ لڑائی سے نہ رکین یون تو ماہ ذیحجہ تمام لڑتے ہی گذرا مگر ان ایام مین جو روزمرہ جنگ ہوئی اس مین ہزارون بہادر کام آئے سب سے بڑھکر آج غضب کا سامنا ہے۔ دونون طرف بہادر وشجاع۔ کٹنے مرنے کی خواہش ہتھیلی پر جان لئے۔ مرنے مارنے پر آمادہ۔ صاحبو۔ یہ مسلمانونکی لڑائی آپس کی خانہ جنگی ہے۔ اسکے نام سے بدن تھرتھراتا ہے۔ لکھنا درکنار خیال تک سے جان لرزتی ہے۔ لکھتے وقت اشہب تیز گام خامہ تیز تک اس میدان مین ٹھوکرین کھاتا ہے۔ دو قدم چلنا دشوار ہے۔ پاے لنگ ہے دل تنگ ہے۔ بہرحال دل پر جبر کرکے کلیجہ ہاتھون سے تھام کر اس واقعہ ہول انگیز کو لکھتے ہین۔

بوجھ وہ سر پہ گرا ہے کہ اوٹھائے نہ بنے	کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے

جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ آج نماز فجر اول وقت ادا فرماکر ترتیب صفوف لشکر مین مصروف ہوئے۔ آپکے میمنہ پر عبداللہ بن بدیلؓ بن ورقا خزاعی تھے اور میسرہ پر عبداللہ بن عباسؓ۔ قاریان وحفاظ قرآن کا گروہ عمارؓ وقیس بن سعدؓ وعبداللہ بن یزید کے ہمراہ تھا۔ باقی تمام سرداران قبیلہ اپنے اپنے قبائل کے ساتھ اپنے اپنے پہریرون ومقامات وجہات مقررہ پر بکمال مستعدی موجود تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ قلب لشکر مین اہل کوفہ وبصرہ ومدینہ کے ساتھ رونق افروز تھے۔ اہل مدینہ مین اکثر انصار اور کچھ خزاعہ وکنانہ بھی تھے۔ انکے ماسوا دیگر قبائل کے لوگ تھے۔

اب ایک نظر لشکر شام کو بھی دیکھ لیجئے حضرت معاویہؓ نے ایک پر تکلف بڑا خیمہ استادہ کرایا ہے اوسمین بیٹھے ہوے اہل شام سے موت پر بیعت لے رہے ہین۔ خیمہ کے گرد سواران دمشق کا رسالہ احاطہ کئے ہوے ہے۔

بعد اس انتظام کے لڑائی شروع ہوگئی۔ عبد اللہ بن بدیل نے اپنی زیر کمان فوج لیکر حبیب بن مسلمہ پر جو میسرہ شام مین تھے حملہ کر دیا اور اپنی فوج کے دل بڑھاتے اور ہمت دلانے کو اس طرح تقریر کی۔ اے بہادرو! اے امیر المومنین کی اطاعت مین جان نثار کرنے والو! خوب یاد رکھو کہ حضرت معاویہؓ نے اوس امر کا دعویٰ کیا ہے جسکے وہ حقدار نہین اور اہل حق سے منازعت کرکے ناحق اونکا حق چھیننا چاہتے ہین۔ ایسے شخص سے دشمنی کی ہے جو اونکے ہم پلہ۔ اونکے برابر۔ اونکے مقابل نہین۔ معاویہؓ حجت باطل کے ساتھ جدال و قتال کر رہے ہین وہ چاہتے ہین کہ حق کو ذلیل و خوار کرین۔ معاویہؓ تمیز دیہاتی گنوارون کی فوج لیکر چڑھ آے ہین۔ اپنی زبانی قوت سے اون سادہ دلون پر امر واقعی پوشیدہ رکھا اور اونکے قلوب مین تخم فساد بو دیا ہے اسلئے اون نادانون کی خباثت اندرونی ترقی پر ہے۔ اے بہادرو! تم اوس گروہ اشرار سنگین دلون سے لڑو۔ اونکی کثرت سے ہرگز خوف نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھون اونکی شرارت و گمراہی پر اونکو عذاب دیگا اونکو ذلیل و رسوا کرکے تمکو اونپر فتح دیگا۔ وہ ارحم الراحمین ایمان والون کے دلونکو شفا دیتا ہے۔

ایک طرف جناب اسد اللہ اپنی پر زور تقریر اور کلمات نصائح و حکمت سے بہادرونکے دل اس طرح اوبھار رہے تھے۔ ای شیران بیشہ شجاعت! اپنی صفین برابر رکھو۔ ایک دوسرے سے اس طرح ملے رہو کہ گویا تمہاری صف ایک آہنین مضبوط سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہی زرہ پوش جوان آگے بڑھے رہین۔ جنکے بدن پر زرہ نہین وہ اون سے پیچھے ہون۔

تلوار مارتے وقت منہ بند رکھو۔ دانت سے دانت ملالو کیونکہ اس ترکیب سے تلوار کا پورا زور پڑتا ہے اور دشمن کا سر جدا ہو جاتا ہے۔ حریف کے ہاتھوں اور پاؤن کا قصد کرو تم نیزونکی زد سے بچ رہو گے۔ نظر ایک طرف قائم رکھو اس سے دل قوی رہتا ہے۔ خیال منتشر نہین ہونے پاتا اور دل کو ہنگامہ ضرب کے ہولناک نظارہ سے سکون ہوتا ہے آواز پست رکھو۔ لڑتے وقت شور وغل نہ کرو کیونکہ خاموشی سے سستی ونامردی دفع ہوتی ہے اور عزت ووقار کی علامت ہے۔ اپنے علم اپنے گروہ سے الگ نہ کرو بلکہ بہادرونکے ہاتھہ مین رکھو۔ صدق اور صبر سے مدد لو صبر کے بعد نصرت الٰہی نزول فرماتی ہے۔

ایک گروہ مین یزید بن قیس ارجی اپنی تقریر دلکش سے لڑنے والونکو اس طرح برانگیختہ کر رہے تھے۔ بھائیو! مسلمان وہ ہی جس نے اپنے دین کو سلامت رکھا۔ یہہ قوم ہمارے مخالف ہے سے اس بنا پر تو لڑتے نہین ہین کہ ہمنے دین کو ضائع کر دیا ہے اور وہ اوس کی درستی چاہتے ہین یا ہمنے کوئی حق خداوندی تلف کر دیا ہے وہ اوسکو زندہ کرنا چاہتے ہین بلکہ اونکی جنگ وجدال سراسر دنیا ہی کی واسطے ہے۔ اونکی غرض حکومت حاصل کرنا ہے وہ چاہتے ہین کہ دنیا کے اولوالعزم بادشاہ ہو جاوین۔ سارے عالم کو اپنا مطیع کرلین۔ خدا نہ کرے وہ تمپر غالب ہون۔ خدا اونکو غلبہ اور خوشی نصیب نہ کرے۔ تمہاری حلیف سعید۔ ولید۔ ابن عامر۔ ایسے عمال کے اعمال واقوال تمہارے سامنے پیش کر کے تمکو الزام دینا چاہتے ہین۔ ان لوگون نے اپنے عہد امارت مین ایک ایک جلسہ مین ہزارون روپیہ خوشامد خورون چاپلوسون کو مفت دے ڈالا ہے۔ اگر کسی نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا۔ یہہ مال ہمارا۔ ہماری میراث ہی۔ یہہ ملک ہماری تلوار کے مفتوحہ ہین ہم جسکو چاہین دین ہمپر کوئی گناہ نہین حالانکہ یہہ دعویٰ اونکا غلط تھا اور قول باطل بلکہ ملکی فتوحات سے

جو کچھ حاصل ہوا وہ خدا کا مال تھا جسکو ہمارے نیزون ہماری تلوارون نے فتح کیا۔ اے بہادرو! اللہ کے بندو! ان ظالمون کو مارو قتل کرو۔ اگر یہہ غالب ہوجاوینگے تو تمہارا دین و دنیا دونون ضائع کردینگے۔ ان لوگون کا حال تم خوب جانتے ہو اور انکی حقیقت سے کماحقہ واقف ہو۔ خدا کی قسم۔ اب بہی یہہ لوگ شرارت سے باز نہین آتے۔

ایک جانب تو ان تقریرون کا زور شور تہا اور دوسری طرف لڑائی کا بازار گرمی پر یہہ لڑائی بڑے زور و شور پر تہی تقریباً ظہر تک اس نے طول کہینچا اور ایک سی شدت پر رہی۔ عبداللہ بن بدیل حریف کے لشکر کو پیچہے ہٹا دیتے تہے مگر وہ پہر اپنے مقام پر آجاتا تہا بعد ظہر کے انہون نے یکبارگی مجموعی قوت سے ایسا حملہ کیا کہ حبیب بن مسلمہ کے پانٔون اوکہڑ گئے اور مجبور حضرت معاویہ کے خیمہ تک پیچہے ہوتے ہوے لوٹے۔ حضرت معاویہؓ نے جو یہ رنگ دیکہا تو اون لوگونکو جنہون نے مرنے پر بیعت کی تہی حبیب کی کمک پر روانہ کیا۔ یہہ لوگ تازہ دم تہے انکے مل جانیسے ہمراہیان حبیب بن مسلمہ قوی پشت ہوگئے اور سنبہلکر اس شدت کا حملہ اور یکبارگی ہلہ کیا کہ میمنہ اہل عراق کی ترتیب جاتی رہی۔ لوگ منتشر ہوگئے۔ عبداللہ بن بدیل کے ساتہہ صرف تین سو یا دو سو جنگ آور سپاہی گروہ قرا سے رہ گئے یہہ ایک دوسرے کے سہارے سے میدان جنگ مین نہایت پامردی کے ساتہہ قائم رہے اور باقی بہاگ کر جناب امیرالمومنین کے پاس جاپہونچے۔ اب تہوڑی دیر کیلیے میمنہ عراق گویا بالکل صاف ہوگیا۔ امیرالمومنین رضنے یہہ رنگ ملاحظہ فرماکر فوراً سہل بن حنیف کو اہل مدینہ کی جماعت سے عبداللہ بن بدیل کی مدد پر مقرر فرمایا۔ چونکہ میمنہ پر اب روک نہین رہی تہی لہذا اہل شام کا ایک گروہ کثیر سہل بن حنیف کے سد راہ ہوا اور انکو عبداللہ بن بدیل تک نہ پہونچنے دیا۔ لڑائی کا عنوان

زیادہ خطرناک ہوگیا میمنہ وقلب کے درمیان اہل یمن تھے۔ جسوقت میمنہ کو ہزیمت ہوئی اہل یمن بھی اپنا مقام چھوڑکر قلب کی جانب اولٹے پھرے۔ ابھی میمنہ سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اہل میسرہ کو بھی ہزیمت ہوئی۔ بنی مضر جو حصہ میسرہ پر تھے بھاگ نکلے البتہ ربیعہ کمال استقلال سے لڑتے رہے۔ امیر المومنین میمنہ کا انتظام نہ کرپایے تھے کہ میسرہ کی شکست دیکھکر انکے سنبھالنے کے غرض سے ادہر رُخ کیا۔ آپکے ہمراہ اسوقت صرف حضرات حسنین ومحمد تھے۔ تیرونکا مینھہ برس رہا تھا۔ کبھی کبھی تیر آپکے شانہ اور گردن کے بیچ مین ہوکر نکل جاتا تھا۔ آپکے صاحبزادے آپکے آگے ہوجاتے اور آپ کی حفاظت کرتے مگر آپ اونکو سامنے سے ہٹا دیتے تھے۔ احمر خادم ابوسفیان آپ کو تنہا دیکھکر جلدی سے جھپٹا۔ ادہر سے آپکا خادم کیسان اوسکے ارادہ پر مطلع ہوکر مثل تیر کے اوسکے سر پر پہونچا اور دونون مین لڑائی ہونے لگی۔ ابھی تلوار کے دو دو ہاتھہ چلے تھے کہ کیسان کام آیا۔ امیر المومنین رضنے لپک کر احمر کی زرہ پکڑ لی۔ اوسکو سر سے اونچا اوٹھاکر زمین پر اس زور سے پٹکا کہ ہڈیان چُرمُر ہوگیئن۔ لشکر شام آپ کو جنگ مین مصروف پاکر آپ کی طرف متوجہ ہوا مگر ربیعہ نے آگے بڑہکر اونکا زور توڑ دیا۔ آپ لشکر شام کو قریب پاکر بہت جلد اونکی طرف متوجہ ہوے۔ امام حسن رضنے عرض کیا۔ اے والد بزرگوار۔ آپ جلدی سے اپنے لشکر مین ہوجاوین تو بہتر ہوگا۔ فرمایا "جان پدر! تمہارے باپ کے واسطے بھی ایک دن مقرر ہے کہ اوس سے تجاوز ممکن نہین۔ نہ کوشش کرنیسے وہ وقت ٹل سکتا ہے اور نہ جلدی چاہنے سے وہ دن آسکتا ہے۔ خدا کی قسم تمہارے باپ کو کچھہ پروا نہین کہ موت اوسپر آپڑے یا وہ از خود موت پر جا پڑے"۔

اس دار وگیر مین میدان جنگ سے گرد وغبار اسقدر بلند ہوا کہ کسیکا علم پہچانا نہ جاتا تھا

آپنے ربیعہ کے قریب جاکرا ونکو پکار کر فرمایا۔ یہ کسکا علم ہے اور کون لڑ رہا ہے۔ جواب ملا۔ آپکی جان نثار ربیعہ۔ ارشاد ہوا بیشک یہ اونکا علم ہے جنکا حافظ و نگہبان آج کے دن خدا ے مہربان ہی۔ شاباش صبر و استقلال کیساتھہ لڑے جاؤ۔ حصین بن منذر سے فرمایا۔ اے جوان شیر دل ذرا اپنا علم ایک گز اور آگے بڑہا دو۔ وہ بولے۔ حضور۔ ایک گز کیا بلکہ دس گز آگے بڑہتا ہون۔ یہہ کہکر وہ اسقدر آگے بڑہ گئے کہ آپنے فرمایا۔ بس اب اپنی جگہہ ٹہیرے رہو۔ ربیعہ نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا۔ دیکھنا۔ آج دشمنون کا زور زیادہ ہے۔ خدا نخواستہ اگر امیر المومنین کے دشمنونکو چشم زخم زمانہ پہونچا اور تم مین سے ایک بہی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب مین کوئی بے عزت و رسوا نہ ہوگا۔ لڑو! لڑو!! دیکہو۔ آگے کے سوا پیچہے قدم نہ پڑین" ربیعہ اوسدن اس شجاعت و جانفشانی سے لڑے کہ کبہی کسی معرکہ مین ایسی کد و کاش نہ کی تہی۔ اوسوقت جناب امیر المومنین نے اونکی تعریف مین چند اشعار پڑہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

یہہ سیاہ پہریرے والے علم کسکے ہین۔ جب اونسے کہا گیا کہ آگے بڑہ جاؤ تو حصین کا قدم آگے تہا اور علم لئے ہوے آگے بڑہے اس حال مین کہ حوض موت اور خون سے بہرے چہلک رہے تہے۔ ہم نے ابن حرب کو اپنے نیزون اور تلوارونکا مزہ خوب چکہایا یہانتک کہ وہ پیٹہہ دیکر بہاگ نکلے۔ جس قوم نے وقت مقابلہ کے صبر و ثبات کے ساتہہ اونکا مقابلہ کیا اور اوس وقت خطرناک مین کہ بہادرون کی آوازین خوف سے پست ہوجاتی تہین یہہ قوم سینہ سپر رہی۔ خداوند تعالی اس بہادر قوم کو جزاے خیر عطا فرماے۔ یہہ لوگ بڑے جانباز مردان کارزار۔ کریم النفس ہین۔ اونکے اخبار و حکایات پاکیزہ۔ اونکی عادات و خصائل پسندیدہ ہین۔ یہہ قبیلہ ربیعہ کے شریف خاندانی لوگ ہین۔

جسوقت لشکر خونخوار وسپاہ جرار کے مقابل ہوتے ہین تو انکے جوہر شجاعت آشکارا ہوتے ہین۔

اس عرصہ مین اشتر خراماں خراماں اہل میمنہ کی ہزیمت سے شکستہ خاطر آپکے سامنے سے گذرے۔ یہ میمنہ کی جانب جارہے تھے اور آپ میسرہ کی طرف متوجہ تھے۔ آپنے اشتر کو بلایا۔ اُسے مالک‘‘ اشتر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپنے فرمایا۔ تم اس قوم ہزیمت خوردہ کی طرف جاکر میری طرف سے پیغام دو کہ تم لوگ اس موت سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے۔ تم موت کو اپنی جان بچاکر بھاگنے سے عاجز نہ کرسکوگے۔ بالفرض اسوقت جان بچ گئی اور کچھ حیات ناپائدار رہا تھہ آئی تو یہ زندگی گنے دن کی۔ یہہ باقی رہنے والی نہین۔ اشتر نے باواز بلند یہہ الفاظ ادا کئے اور جناب امیرالمومنین کا پیام جملہ منہزمین کو سنا دیا۔ پھر جوش مین آکر چلا اوٹھے۔ اَنَا الاَشتَرُ۔ اَنَا الاَشتَرُ۔ اِلَیَّ۔ مین اشتر ہون مین اشتر ہون میری طرف آؤ۔ منہزمین سے بعضے اس آواز پر اشتر کے پاس لوٹ آئے اور بعضے بھاگے چلے گئے۔ اشتر نے چلاکر کہا۔ اے لوگو۔ آج تمنے کیسی لڑائی کی صورت بگاڑدی۔ اے بنی مذحج۔ صرف تم لوگ میرے پاس آؤ۔ اس آواز پر مذحج نے جواب دیا اور ایک گروہ اشتر کے پاس آن پہونچا۔ اشتر نے اونسے کہا۔ تم نے کوئی کام خدا کی رضا کا نہین کیا۔ اپنے دشمن کے دفع کرنے مین اپنی قوم کی کوئی خیرخواہی نہین کی۔ یہہ کیا بات ہے۔ یارو۔ تم نامی بہادر جنگجو۔ مرد میدان اپنے دشمن پر صبح تڑکے چھاپا مارنے والے۔ جوانان کارزار شہسوار روز جنگ ہوکر اپنے ہم چشمون ہمعصرونکی ہلاکت وتباہی کا سبب ہوتے ہو۔ ایسے نشانہ انداز نیزہ باز سفاک ہوکر کہ حریف کو مار کر خون کا بدلا نہین دیتے۔ اونکے مقتولین کا خون رائگان ومفت جاتا ہے۔ اگر آج کے دن ہمت ہار دوگے تو کل سب بہادر تمہاری ہی پیروی کرینگے۔

پھر بہادری وجوانمردی کا نام صفحہ روزگار سے مٹ جائیگا۔ اب اپنے امیر المومنین کی خیر خواہی وجان نثاری میں جاؤ اور سچے دل وحوصلے سے دشمن کا مقابلہ کرو۔ خداوند تعالیٰ سچوں کا دوست ہے اور اونکے ساتھ۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے ان لوگوں میں ایک مرد بھی دین میں میرے نزدیک مچھر کے پر کی برابر قدر وعزت نہیں رکھتا۔ آج میرے منہ کو روشن کرو۔ اسکی رونق گئی ہوئی تمہاری کوشش سے پھر آجائیگی۔ خداوند تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر فتح نصیب کرے۔ جماعت اعظم کی اتباع کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی طرف ہے۔ اشتر کی اس دل بڑہانے والی تقریر نے مذحج کے سینوں میں ایک آگ لگادی۔ سب نے مشتعل اور یک زبان ہوکر کہا۔ آپ جس مقام پر ہمارا ہونا پسند کریں ہم اوسی جگہہ ہونگے اشتر نے مذحج کو لیکر سب سے بڑے حصہ لشکر شام پر حملہ کردیا۔ یہہ حصہ شامیوں کا اہل عراق کے میمنہ پر قبضہ کرتا چلا آتا تھا مذحج اوسکے مقابل میں اڑ گئے اور مار مار کر ہٹانے لگے۔ ہمدان کی چند نوجوان (جو قبیلہ اسکے آٹھ سو تعداد میں تھے) ایک سے ایک بڑہکر جنگجو میمنہ میں قائم رہے اور آج کے دن وہ داد شجاعت دی کہ انکے ایک سو اسی جوان اور گیارہ سردار جنکے نام ذیل ہیں معرکہ میں کام آئے سب سے اول ذوئیب بن شریح علم بردار ہوکر مارے گئے۔ ان کے بعد شرحبیل۔ مرثد۔ ہبیرہ۔ یریم۔ سمیر۔ (یہ سب شریح کی اولاد ہیں)۔ عمیرہ۔ حارث بشر کے لڑکے۔ سفیان۔ عبداللہ۔ بجر۔ زید کے بیٹے۔ یہ سب یکے بعد دیگرے علم لیتے اور قتل ہوتے چلے گئے ان سب کے بعد وہب بن کریب نے علم لیا۔ وہ اپنی بقیہ قوم کے ساتھ معرکہ جنگ سے افسوس کرتے ہوئے میمنہ کی ہزیمت سے بر داشتہ خاطر یہہ کہتے ہوئے واپس جارہے تھے۔ کاش اسوقت عرب میں ہمارا کوئی ساتھی ہوتا اور ہم سے مرنے یا فتحیاب ہوکر معرکہ سے لوٹنے پر قسم لے لیتا تو ہماری شجاعت کے جوہر ظاہر ہوتے یا تو ہم فتح پاکر سرخرو میدان جنگ سے واپس آتے

یا قتل ہوکر اپنے بہائیوں سے مل جاتے۔ اشتر نے جواب دیا۔ یارو۔ رنجیدہ نہو۔ ہم تمہارے ساتھ ہین۔ ہم قسم کہاتے ہین کہ جبتک مظفر ومنصور نہ ہونگے میدان کارزار سے منہ نہ موڑینگے اور اگر موت آگئی تو خیر اوسی میدان مین لڑکر جان دینگے۔ اہل ہمدان یہ سنکر اشتر کے ساتھ ہولئے۔ اشتر نے ہمدانی گروہ لیکر میمنہ اہل شام پر حملہ کر دیا۔ اشتر کی ہمت سے تمام لشکر مین ایک جوش وخروش پیدا ہوگیا اور لوگون نے بہی حملے شروع کر دیئے۔ جو لوگ بہاگے تہے وہ بہی لوٹ کر مل گئے۔ اشتر جس جماعت پر گذرتے اوسکو صاف کر دیتے۔ جو گروہ مقابل ہوتا اوسکا منہ پہیر دیتے۔ بازار قتل جو اس سے قبل چند لمحے کیلئے ٹھنڈا ہوگیا تھا از سر نو پہلے سے زیادہ گرم ہوگیا۔ اشتر جنگ مین مصروف تہے ناگاہ زیاد بن نضر حارثی کو دیکہا کہ لڑائی مین ماری گئے اور لوگ اونکو اوٹھائے ہوئے اپنے لشکر مین لیجا رہے ہین۔ یہ عبداللہ بن بدیل کی مدد کو آئے تہے۔ زیاد نے آگے بڑہکر علم لیا۔ انکے آجانے سے میمنہ پہر سنبہل گیا مگر یہہ ماری گئے۔ انکے بعد یزید بن قیس ارحبی کو لوگ اسیطرح اوٹھائے ہوئے لئے جارہے تہے۔ اشتر نے دونون صاحبونکو اس حال مین دیکہکر افسوس کیا اور کہا "صبر کا مقام ہے۔ افسوس کیسے کیسے لوگ کام آے۔ اب بہی اس شخص کو خدا سے شرم نہین آتی اسقدر خونریزی ہوئی مگر اسکے دل کی آگ فرو نہین ہوئی۔ اب بہی باز آجاتے جو باقیماندہ مسلمان بچ جاتے"۔ یہہ کہکر سخت حملہ کر دیا۔ انکے ساتھ حارث بن جمہان بہی مل گئے۔ دونون نے ایک ساتھ ملکر لڑائی کا پلہ دوبالا کر دیا۔ مابین عصر ومغرب لشکر شام تتر بتر ہوکر بدحواس گرتا پڑتا بہاگا۔ اشتر اور انکے ہمراہیون نے مارتے مارتے سنہرین کو حضرت معاویہ ؓ کے پاس پہونچا دیا اور لڑتے بہڑتے عبداللہ بن بدیل کے پاس پہونچ گئے۔ یہ دوسو یا تین سو قاریونکے ساتھ اہل شام کے نرغہ مین تہے۔ جب شامی بہاگے سامنے کا میدان کہل گیا

اور یہ اپنے بہائیون کو دیکھکر جوش مسرت سے تکبیر کہہ اوٹھے اور امیر المومنین کو دریافت کیا جواب ملا کہ اسوقت میسرہ مین ہین اور لوگ آپکے آگے لڑ رہے ہین۔ ابن بدیل رض اور ان کے ہمراہیون نے جناب امیر المومنین رض کی خیریت سنکر کہا۔ الحمد للہ کہ جناب امیر المومنین کی خبر حیات سنکر ہمارے مردہ جسمون مین جان آگئی۔ ہمکو گمان تہا کہ امیر المومنین اور آپ سب کے سب شہید ہو گئے۔ پھر کہنے لگے۔ آپ آگے بڑہین اور حریف کو اچھی طرح شکست دین۔ اشتر نے جواب دیا۔ آپ لوگ انکے ساتھہ اسی جگہہ قائم رہین۔ آپکے واسطے اور آپکے اصحاب کے حق مین یہی مناسب ہے، مگر ابن بدیل رض نے اشتر کا کہنا نہ مانا اور انکے خلاف اے اپنے ہمراہیون کے ساتھہ لشکر شام کو مارتے قتل کرتے حضرت معاویہ رض کی طرف بڑہی۔ حضرت معاویہ رض کے گرد بہاگے ہوے سپاہی چارون طرف سے جمع ہو گئے تہے گویا پہاڑ ونکی چار دیواری سنگین تھی۔ امیر معاویہ رض دو تلوارین لئے اپنے لشکر کو جنگ کی ترغیب دے رہے تہے۔ عبد اللہ اپنے لشکر کے آگے آگے تہے جو انکے قریب آتا اوسکو قتل کرتے اسی طرح ایک جماعت کو قتل کیا۔ یہانتک کہ صفون کو پہاڑتے حضرت معاویہ کے قریب پہونچ گئے۔ شامیون نے چارون طرف سے سمٹ کر انکو اور انکے ہمراہیونکو گہیر لیا۔ عبد اللہ نے داد شجاعت دی اور قتل و خونریزی کا بازار گرم کر دیا بالآخر شہید ہوے۔ انکے اکثر ہمراہی بہی کام آے۔ بقیۃ سیف زخمی ہوکر لوٹے۔ اہل شام نے تعاقب کیا۔ اشتر نے یہ حال دیکہکر فوراً حارث بن جمہان کو انکی حفاظت کے واسطے روانہ کیا۔ حارث نے اوس جماعت پر حملہ کر دیا یہانتک کہ دور تک انکو بہگا دیا اور مجروحین کو لشکرگاہ تک پہونچا آے۔ امیر معاویہ رض نے عبد اللہ بن بدیل کو جنگ کرتے دیکہا تہا جب یہہ مقتول ہوکر گرے تو ایک شخص انکے دیکہنے کو بہیجا کہ کون تہے اہل شام نے انکو نہین پہچانا۔ خود جناب معاویہ رض نے انکی لاش پر آکر دیکہا اور پہچان کر کہا۔

انا اللہ۔ یہہ تو عبداللہ بن بدیلؓ ہین۔ واللہ اگر خزاعہ کی صرف عورتین موقع پائین تو ہم سے لڑین۔ اور یہہ تو مردہین انکا کیا کہنا۔

بعد شہادت ابن بدیلؓ اشترؒ نے قبیلہ مذحج سے کہا۔ تم قوم عک سے لڑنا اور منجملہ ہمدان کندہ سے کہا۔ تم قبیلہ اشعری کا مقابلہ کرنا۔ پہر انکو ساتہہ لیکر شام تک لڑتے رہے اور ایک مجموعی قوت سے ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکر شام کے قدم اوکھڑ گئے اور پیچہے ہٹنے لگے یہانتک کہ اون پانچ صفون سے جنہون نے موت پر بیعت کر کے اپنے کو عماموں سے باندہ لیا تہا جا ملے۔ اشتر نے دوسرا حملہ کر کے ان پانچ صفون مین سے چار کو ڈہیر کر دیا۔ حضرت معاویہؓ نے گہبرا کر اپنا گہوڑا ہنکایا اور سوار ہوے اونکا قول ہے کہ اوسوقت مین نے بہاگ جانے کا قصد کر لیا تہا مگر ایک شاعر کے چند شعر جو بہاگنے کی مذمت مین ہین مجہکو یاد آے اور مین رُک گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے میری طرف دیکہکر کہا آج صبر کا دن ہے اگر فتح حاصل ہوئی تو کل فخر کرنا مین نے کہا سچ کہتے ہو۔

اس معرکہ مین جندب بن زہیر صف لشکر عراق سے نکلے اور قبیلہ ازد شامی کے سردار سے مقابلہ کیا۔ لیکن شامی کے ہاتہہ سے قتل ہوے پہر اوسی شامی نے جندب کی قوم سے عجل۔ سعد۔ عبداللہ کے لڑکو نکو مارا۔ ابو زینب بن عوف بہی کام آے۔

عبداللہ بن ابی حصین ازدی قاریون کی جماعت مین منجملہ ہمراہیان عمار بن یاسرؓ صف سے نکلے رجز پڑہتے ہوے میدان جنگ مین آے اور مارے گئے۔ عقبہ بن حدید نمیری بہی اسی جماعت سے یہہ کہتے ہوے نکلے۔ وائے صد وائے۔ چراگاہ دنیا خشک ہوگئی اوسکے درخت قطع ہو گئے اوسکے جدید لذات پُرانے ہو گئے اوسکے میوہ بدذائقہ اور تلخ پڑ گئے۔ اس دنیا سے میرا دل پہر گیا۔ مجہکو تمناے شہادت ہر معرکہ مین لیے پہرتی رہی مگر خدا نے نہ چاہا اور ابتک اس دولت سے محروم رہا۔ خدا کو یہی منظور تہا کہ اس معرکہ مین بہی شریک ہون آج اپنی جان کو شہادت کی تمنا مین پیش

کر رہا ہوں اور امید ہے کہ آج محروم نہ رہونگا۔ اے اللہ کے بندو۔ اب دشمنان خدا سے جہاد کرنے میں کیا انتظار ہے۔ اس دار ناپائدار کے آگے دار آخرت ہے، اور میں تو ادہر متوجہ ہوتا ہوں“ انکی اس تقریر سے انکے بھائی عبید اللہ۔ عوف۔ مالک۔ ساتھ ہوے اور یہاں تک تیغ زنی کی کہ دنیا سے سفر کر گئے۔

لشکر شام سے شمر بن ذی الجوشن شیر کی طرح ڈکارتا ہوا نکلا۔ ادہر سے اُدہم محرز باہلی اُسکے مقابل ہوے۔ دونوں میں ایک وار تلوار کا چلا مگر کسیکو کچھ صدمہ نہ پہونچا شمر پیاسا تھا۔ میدان سے پہر کر پانی پیا پہر تازہ ہو کر آیا اور نیزہ کا ایک وار کر کے ادہم کو مار کر گرا دیا۔

بجیلہ کا علم ابو شداد قیس بن ہبیرہ احمسی کے ہاتھ میں تھا۔ (انکے باپ یہ لقب مکشوح مشہور ہیں) قیس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ چلو اس شخص سنہری ڈہال والے (عبدالرحمٰن بن خالد) پر حملہ کریں یہہ کہکر حملہ کیا۔ بعد مقاتلہ سخت کے عبدالرحمٰن کے قریب پہونچکر اونپر تلوار چلائی حضرت معاویہؓ کا ایک رومی غلام بیچ میں آگیا اور انکا وار روک کر ایک ہاتھ تلوار کا چھوڑا جس سے انکے پائوں کا پنجہ اوڑ گیا قیس نے سنبہلکر پہر وار کیا اور غلام رومی کو قتل کر ڈالا۔ چاروں طرف سے انپر نیزے چلنے لگے اور یہہ شہید ہوے۔ پہر عبداللہ بن قلع احمسی نے علم لیا اور لڑتے بہڑتے مارے گئے۔ انکے بعد عفیف بن ایاس نے علم سنبھالا اور آخر جنگ تک علم انہیں کے ہاتھ میں تھا۔

حازمؓ بن ابی حازم قیس بن ابی حازم کے بہائی اور حضرت ابو حازمؓ دونوں شہید ہوے نعیم بن صہیب بن عیلہ بہی کام آے۔ یہ سب قوم بجیلہ سے امیرالمومنین کے ساتھ تھے۔

امیرالمومنین یہہ ملاحظہ فرما کر کہ آپکے اہل میمنہ لڑ بہڑ کر پہر اپنے مورچہ پر آگئے اور دشمنونکی جمعیت پراگندہ کر کے سامنے کا میدان صاف کر دیا اونکی طرف تشریف لاے۔ اون کے بہاگنے پر ملامت اور پہر لوٹ آنے پر تعریف کی اور کہا میں نے تمہاری ہزیمت اور شکست کو

دیکھا جبکہ صحرائی سنگدل بدوی قوم اور دیہاتی شامیون نے تمپر حملہ کر کے تمکو تمہاری جگہہ سے ہٹا دیا۔ مجھکو سخت تعجب ہوا کہ تم لوگ تو عرب مین سردار اور اشراف تھے۔ خدا کی عبادت کرنیوالے شب بیدار۔ راتو نکو قرآن پڑہنے والے۔ اہل حق اور حق کی دعوت دینے والے ہو۔ ان گنوارو نکے حملے سے کس طرح بہاگ نکلے۔ اگر تم بہاگنے پر اب نہ لوٹ آتے اور ہزیمت کہا کر پھر حملہ نہ کرتے تو اس صورت مین تم ضرور اوس سزا کے مستحق ہوتے جو لڑائی سے بہاگنے والے کے واسطے مقرر ہے اور تم یقیناً گروہ ہالکین مین ہوجاتے لیکن تمہارے اس دوبارہ جرأت و حملہ نے میرے دل کا کہٹکا نکال دیا اور میرے سینہ کی سوزش و قلق خوشی و راحت کے ساتھہ بدل گئی مین نے بچشم خود دیکھہ لیا کہ جس طرح اونہون نے تمکو ہزیمت دی تہی تمنے بہی اونکو مار کر بھگا دیا اور جیسے شامیون نے تمکو تمہاری جگہہ سے ہٹا دیا تہا۔ تم نے بہی اونکو اس طرح بہکا دیا جس طرح اونٹو نکا گلہ بھڑکا یا ہوا بدحواس ہوکر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بہاگتے ہین اب تم کو لازم ہے کہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہو۔ اللہ تعالے کی طرف سے تمپر اطمینان اور تسکین قلب نازل ہوئی ہے۔ خداوند کریم تم کو یقین کے ساتھہ قایم رکھیگا اور بہاگنے والے کو یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ خدا کو ناخوش کرنیوالا اور اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنے والا ہے۔ آپ کی اس جوش دلانے والی تقریر نے بہادرونکے حوصلے بڑہا دیئے۔ لڑائی کا بازار جو اس سے پیشتر تہوڑی دیر کیلئے سرد ہوگیا تہا پھر گرم ہوگیا تلوارون اور نیزونکے چلنے کی آوازون اور بار بار تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤن سے میدان جنگ دوبارہ گونج اوٹھا۔ فریقین سے دلاوران نبرد آزما نشہ شراب شجاعت سے مست شوق جنگ مین بڑہ بڑہ کر حملے کرنے لگے۔

بشر بن عصمہ مری لشکر ابہی عراق سے نکلکر شامی گروہ مین مل گئے تھے۔ اس معرکہ مین بشر نے مالک بن عقدیہ جشمی کو دیکھا کہ شامیون سے لڑ رہے ہین اونکو اتپر سخت غصہ آیا۔ نیزہ لیکر اتپر

جھپٹے۔ دوچار طعن طرفین سی چلے کہ مالک زخمی ہوکر گرے۔ بشر نے انکو قتل نہین کیا مگر زخمی کرنے پر متاسف اور اپنے دل مین کمال نادم تھے۔

عبداللہ بن طفیل بکائی نے لشکر شام پر حملہ کیا جب معرکہ سے واپس ہوئے بنی تمیم مین سے قیس بن مرہ نامی جو دراصل عراقی تھے عبداللہ کے مقابل ہوے اور اپنا نیزہ انکے دونون شانون کے بیچ مین رکھہ دیا۔ یزید بن معاویہ عبداللہ کے چچیرے بہائی دونون کے بیچ مین آگئے۔ اور اپنا نیزہ تمیمی کے پس پشت لگاکر کہا۔ واللہ۔ ابہی نیزہ پار کرتا ہون۔ تمیمی بولے تمکو خدا کی قسم ہی اگر مین نیزہ تمہارے رفیق سے الگ کرون تو تم بہی اپنا نیزہ مجہسے الگ کرلینا۔ آخر ایک نے دوسری سے اپنا نیزہ ہٹالیا۔ ایک مرد عکی شامی میدان مین آکر مبارز طلب ہوا۔ لشکر عراق سی قیس بن فہدان کندی اوسکے مقابل ہوے۔ دونون مین کچھہ دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عبدالرحمن نے عکی کو نیزہ سے مار ڈالا قیس بن یزید میدان جنگ مین آے ادہر سے ابوالعمرطہ بن یزید انکے ہم نبرد ہوے۔ چونکہ دونون بہائی بہائی تھے ایک دوسرے کو پہچان کر بغیر جنگ میدان سے واپس گئے۔

لشکر عراق مین سے اس روز بنی طے نے سخت ہنگامہ قتال گرم کیا۔ شامیون نے انکے واسطے ہر چہار طرف سے جمع ہوکر حملہ کرنا چاہا جب بنی طے اور شامیون سے مقابلہ ہوا شامیونکی طرف سے حمزہ بن مالک ہمدانی نے آگے بڑھکر بنی طے سے سوال کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ ان مین سے عبداللہ بن خلیفہ نے جو بڑے لسّان۔ شاعر خوش بیان شیعی مذہب تھے یہہ جواب دیا۔ ہم بنی طے ہین۔ نرم وریتلی زمین کے رہنے والے اور پہاڑ کے باشندے۔ ہم طے نیزہ باز ہین۔ ہم طے مرد میدان کارزار ہین۔ شہسوار صبح کے وقت تاخت وتاراج کرنے والے۔ حمزہ بن مالک نے کہا سبحان اللہ۔ تم نے اپنی قوم کی خوب تعریف کی۔ پہر فریقین مین خوب جمکر لڑائی ہوئی۔ عبداللہ بن خلیفہ نے اپنی قوم سے کہا

میرا سب مال تمپر سے قربان ہو دین اور شرافت پر لڑو۔ بشر بن عسوس کی ایک آنکھ اس جنگ مین جاتی رہی۔

قبیلہ نخع نے خوب حق شجاعت ادا کیا۔ یہہ قبیلہ لشکر عراق سے نکلکر شامیونکی طرف بڑہا۔ اس گروہ مین سے اصحاب ذیل نے جان فروشی کی اور لڑتے لڑتے جان دی۔ حیان۔ بکر ہوذہ کی لڑکے شعیب بن نعیم۔ ربیعہ بن مالک بن وہیل۔ اُبَیّ علقمہ بن قیس فقیہ کے بہائی۔ یہ بنام اُبَیّ الصلوٰۃ مشہور تہے کیونکہ بڑے نمازی تہے۔ علقمہ کا پائون جنگ مین کٹ گیا۔ وہ کہا کرتے تہے۔ مجھکو اپنے پائون کے ضائع ہونیکا کچہہ غم نہین اگر یہہ پہلے سے زیادہ صحیح وسالم ہوتا تو کیا تہا۔ اسکے کٹنے سے تو امید رکہتا ہون کہ خدا کے گہر اس مصیبت کا اجر عظیم عنایت ہوگا۔ علقمہ کہتے ہین۔ مین نے خواب مین اپنے بہائی اُبَیّ کو دیکہا۔ مین نے سوال کیا۔ تمکو اس جنگ کا کیا ثواب وعوض ملا۔ جواب دیا۔ خدا کے روبرو ہم اور ہمارے حریف دونون پیش کئے گئے۔ ہم دونومین بحث ہوئی ہم اونپر غالب آئے اور وہ مغلوب ہوے۔

لشکر شام سے قبیلہ حمیر نے مع دیگر شامیون کے ایک جماعت عظیم کے ساتہہ بسرداری ذوالکلاع وعبید اللہ بن عمر الخطاب لشکر اہل عراق پر حملہ کیا۔ قبیلہ حمیر میمنہ اہل شام تہا۔ ادہر سے انکے جواب دینے کو میسرہ اہل عراق سے ربیعہ بسرداری حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بڑہے۔ حمیر نے اونپر سخت حملہ کیا مگر انہون نے اس استقلال وجوانمردی کے ساتہہ جواب دیا کہ حمیر کے قدم اوکہڑ گئے۔ عبید اللہ بن عمرؓ نے پہر ہمت دلائی اور للکار کر کہا۔ اُے بہادران شام۔ یہی لوگ اہل عراق تو قاتلین حضرت عثمانؓ اور جناب علیؓ کے دوست ومددگار ہین انکو چہوڑ کر کہان جاتے ہو۔ ذرا خدا کا خیال کرو۔ اسی مردانگی پر حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلا لینے آے تہے۔ اس ترغیب سے پہر ایک بار جی توڑ کر حملہ کیا گیا۔ پہر بہی ربیعہ میدان جنگ مین قدم جمائے رہے۔ اسی معرکہ مین

عبید اللہ بن عمرؓ اپنے لشکر کے آگے آگے اشعار رجز پڑھتے جاتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ نے انکو دیکھکر آواز دی۔ "اے ابن عمرؓ۔ کس بنا پر ہم سے لڑتے ہو۔ اگر اسوقت تمہارے باپ زندہ ہوتے تو کبھی ہرگز نہ لڑتے"۔ جواب دیا "مطالبہ خون عثمانؓ میں تم سے یہہ ساری جنگ وجدال ہے"۔ آپنے فرمایا "اے عبید اللہ۔ تم حضرت عثمانؓ کا خون طلب کرتے ہو اور خدا وند تعالیٰ تمسے ہرمزان کے خون کا مطالبہ کریگا"۔ پھر آپنے اشتر کو حکم دیا کہ عبید اللہ کا مقابلہ کرو۔ اشتر بھی رجزیہ شعر پڑھتے ہوی اونکے سامنے آے مگر عبید اللہ مقابل مین نہ ٹھیرے اور یہہ مبارزطلبی نہ کی حمیر کے مقابل مین ربیعہ نے صبر واستقلال سے کام لیا مگر چند لوگ جو تلوار کی چوٹین برداشت نہ کر سکے بھاگ نکلے۔ علمبردار اور دوسرے مضبوط دل۔ قاریان وحفاظ قرآن انکے مقابلہ مین اڑے رہے۔ بھاگنے والی جماعت مین خالد بن معمر بھی ہین۔ اوّلاً بھاگنے والونکے ساتھہ یہہ بھی بھاگے مگر جب پھر کر دیکھا کہ انکی قوم ربیعہ کے حفاظ وعلمبردار میدان مین جمے لڑرہے ہین تو پلٹے اور گروہ منہزمین کو بھی واپس کرکے دوبارہ لڑائی مین شریک ہوے۔

خالد کی نسبت لوگون نے جناب امیر المومنین کی خدمت مین چغلی کھائی تھی کہ یہہ حضرت معاویہؓ سے خط وکتابت رکھتے ہین۔ آپنے خالد کو مع اونکی قوم ربیعہ کو بلاکر تحقیقات فرمائی اور حکم دیا کہ اگر تم نے ایسا فعل کیا ہے تو ہمسے الگ ہوکر جس جگہہ چاہو چلے جاؤ مگر معاویہؓ کی عملداری سے باہر دوسری جگہہ اختیار کرو۔ خالد نے انکار کیا اور اپنی برارت مین گواہ پیش کیے۔ انکی طرف سے ربیعہ نے کہا۔ ای امیر المومنین۔ اگر ہمکو خبر ہوتی کہ یہہ معاویہؓ سے ملے ہوے ہین تو ہم انکو ابتک زندہ کیون چھوڑتے۔ آپنے ضمانت لیکر خالد کو بری کردیا اور یہہ لڑائی مین شریک رہے۔ اسوقت کے بھاگنے پر لوگون نے انکو پھر متہم کیا کہ بیشک یہہ اہل شام سے ملے ہین۔ بھاگنا انکا اس غرض سے تھا کہ ہمکو ہزیمت ہو۔ خالد نے یہہ عذر کیا کہ مین بھاگنے والونکے پیچھے اس

غرض سے گیا تھا کہ انکو ہمت دلا کر واپس لاؤن چنانچہ جن لوگون نے میرا کہنا مانا اونکو پہیر ہی لایا۔
الغرض جسوقت ہزیمت خوردہ جماعت واپس آکر ربیعہ سے مل گئی پہر لڑائی کا رنگ بدل گیا
اور تہوڑی دیر کو جو ہزیمت کے آثار نمایان ہوی تھے وہ رفع ہو گئے اور پہر حمیر کے ساتھہ سخت
لڑائی ہونے لگی۔ اس اثنا مین زیاد بن عمر بن حصفہ عبدالقیس کے گروہ مین پہونچے اور کہا۔ ای عبدالقیس
آج ربیعہ کا خاتمہ ہی۔ گروہ عبدالقیس سنتے ہی ربیعہ سی آملے اور اونکی گئی ہوئی قوت کو سنبہالا
عنوان جنگ جو اس سے پیشتر ربیعہ کے حق مین مُضر معلوم ہو رہا تہا اب موافق و مفید ہو گیا۔
حمیر کے چہکے چہوٹ گئے۔ اونکی قوم کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ سمیر بن ریان عجلی کام آے۔ اون کے
سردار ذوالکلاع حمیری عبید اللہ بن عمرؓ۔ محرز بن صحیح بصری کے ہاتھہ سے قتل ہوے محرز نے
عبید اللہ بن عمرؓ کی تلوار ذوالوشاح لے لی۔ یہہ تلوار جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ کی دی ہوئی
تہی پہر جب حضرت معاویہؓ عراق کے حکمران ہوے یہہ تلوار محرز سے لے لی۔ بعضی کہتے ہین کہ
عبید اللہ کے قاتل ہانی بن خطاب ارحبی ہین۔ بعضو نکے نزدیک مالک بن عمرو تنعی حضرمی نے
انکو شہید کیا۔

جب امیر معاویہؓ نے دیکہا کہ اہل شام سب کے سب اس جنگ مین کام آے جاتے ہین اور
اہل عراق کسی طرح جنگ سے نہین رُکتے تو نعمان بن جبلہ تنوخی کو جو اپنے قبیلہ پر صاحب علم اور افسر
تہے بلا کر کہا مین چاہتا ہون کہ تمہاری قوم پر تم سے زیادہ حملہ کرنے والا اور معرکہ مین ہوشیار
کارگذار افسر کردان۔ نعمان نے جواب دیا اگر ہم کسی اور معرکہ جنگ مین کسی لشکر عظیم مین ہوتے
تو اب ہماری جرأت و بہادری ملاحظہ کرتے مگر ایسے وقت کیا کرین وہ لوگ بہی تیغ بُران اور
تیر سے خون فشان رکہتے ہین پہر ہم اونسے لڑ رہے ہین۔ یہہ بہی جانتے ہین کہ ہماری مقابل صاحبان
بصیرت اہل حق ہین۔ واللہ ہم نے اپنی جان کی پروا نہ کی اور آپ کے ملک کی حفاظت اپنے

دین پر اختیار کی اور آپ کی خواہش بموجب دیدہ و دانستہ راہ حق چھوڑ دی۔ ہم حق کو خوب پہچانتے تھے مگر آپکے اتباع مین اوس سے الگ ہو گئے اور ابن عم رسول اللہ کے مقابلہ مین ہم کو توفیق راہ حق نہ ہوئی۔ آپکے ملک و حکومت کے بچانے مین گمراہ ہوے حالانکہ ہم جانتے ہین کہ جناب علیؓ سابقین اسلام اول مہاجرین ہین۔ دیگر فضائل مین آپ سب سے افضل ہین۔ اگر ہم اونکے مطیع ہوتے اور اونکی طرف سے لڑتے تو بیشک اپنی قوم کے واسطے اچھا کرتے ہماری محبت اونکے واسطے ظاہر ہوتی لیکن ہم تو آپکے مطیع ہو چکے اب اسکو پورا کرنا ہے چاہے گمراہ ہون یا حق پر اور یہ بالیقین معلوم ہے کہ حق کہان ہی ہم تو بالکل گمراہ ہو گئے جبکہ آپکے ساتھ ہوے۔ اب غوطہ کے انجیر اور باغیچے میوہ جات کی حفاظت مین لڑتے ہین کیونکہ اسکا تو ہم کو یقینی طور سے علم ہو گیا کہ جنت کے میوے اور اوسکی نہرین ہمارے نصیب مین نہین ہین خیر دنیا ہی سنبھل جاے تو غنیمت ہے۔ یہ کہکر اپنی قوم مین چلے گئے اور لڑائی مین مصروف ہوے۔

عبید اللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ جب کسی جنگ کو جاتے تو انکی بیویان انکے بدن پر سلاح جنگ آراستہ کرتین صرف ایک بیوی شیبانیہ جو ہانی بن قبیصہ کی بیٹی تھین انکے متعلق یہہ خدمت نہ تھی چنانچہ جس روز شہید ہوے ہین حسب دستور مسلح ہو کر سب سے رخصت ہوے شیبانیہ سے متوجہ ہو کر کہا مین آج تمہاری قوم سے لڑنے جاتا ہون۔ میری نیت ہے کہ اپنے خیمہ کی ہر ایک طناب مین تمہاری قوم کے سردار قتل کر کے لٹکاؤنگا۔ بیوی نے کہا مین اس جنگ مین آپکا جانا پسند نہین کرتی۔ کہا کسواسطے۔ جواب دیا۔ جو شخص اہل عراق کے مقابلہ مین نکلا وہ زندہ پھرا اور میرا دل گواہی دیتا ہی اور گویا مین اپنی آنکھونسے اسوقت دیکھ رہی ہون کہ آپ اونکے لشکر مین مقتول پڑے ہین اور مین اونسے آپکی لاش مانگ رہی ہون۔ آپنے یہہ سنتے ہی غضبناک ہو کر بیوی کے سر پر کمان کھینچ ماری کہ اونکا سر زخمی ہو گیا پھر کہا۔ تم ابھی دیکھ لینا کہ مین تمہارے

سامنے کیسے کیسے سردار تمہاری قوم کے مار کر لاتا ہون یہہ کہکر میدان کارزار کو روانہ ہوئے میدان جنگ مین حریث بن جابر جعفی سے مقابلہ ہوا اور اوسکے ہاتھہ سے شہید ہوے۔ جب انکی بیویونکو خبر ہوئی تو حضرت معاویہؓ سے درخواست کی کہ انکی لاش منگوا دین۔ آپنے فرمایا۔ ربیعہ سے مانگو۔ اور دس ہزار درم خرچ کرکے اونسے لاش لاؤ۔ الغرض وہ سب ربیعہ کے پاس گیئین اور اونسی اپنے شوہر کی لاش طلب کی اور روپیہ دینے کہا۔ ربیعہ نے اس کی بابت جناب امیر المومنین سے راے لی۔ آپنے فرمایا نہین مردہ لاش کیا بیچو گے شیبانیہ کے حوالہ کردو۔ آپکے حکم سے وہ لاش اون عورتون کے حوالہ کی گئی۔

اس جنگ کے بعد حضرت عمار یہہ کہتے ہوے نکلے۔ اے اللہ۔ تو خوب جانتا ہے۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اس مین ہے کہ مین اپنے کو اس دریا مین پھینکدون تو بیشک مین ایسا ہی کرتا۔ خداوندا۔ کاش مین معلوم کرلیتا کہ اگر تیری خوشی اسی مین ہے کہ مین تلوار کی دہار اپنے پیٹ پر رکھہ لون اور اوسکو اس زور سے دباؤن کہ میری پشت سے اوس پار نکل جاے تو بلا شبہ مین ایسا ہی کرتا۔ آلہ العلمین مین نہین جانتا کہ آج کے دن تیرے نزدیک اس گروہ فاسقین کے جہاد سے کوئی عمل زیادہ پسندیدہ ہوگا۔ کاشکے مجھکو معلوم ہوتا تو مین وہی عمل کرتا۔ واللہ مین خوب جانتا ہون کہ یہ لوگ ہم سے لڑے جاوینگے اور ہماری لڑائی سے ہاتھہ نہ روکین گے اور ہم کو ایسی مار مارینگے کہ جھوٹے مدعی شک مین پڑجاوین قسم خدا کی۔ اگر یہ لوگ ہمکو مار کر ہجر کی گرم ہو ون تک بھگادین تب بھی ہمکو یہی یقین ہوگا کہ ہم حق پر ہین اور یہ باطل پر۔ پہر لوگونسے مخاطب ہوکر باواز بلند فرمایا۔ کون ایسا ہے جو خداوند تعالی کی خوشنودی کا جویان ہو اور طلب رضاے مولی مین اپنے مال واولاد کی طرف پہر کر جانیکی تمنا نہ رکھتا ہو۔ عمارؓ کی زبان سے یہ فقرے پورے نہ نکلے تھے کہ ایک گروہ نے سینہ سپر ہوکر آپکی ہمراہی اختیار کی۔ آپنے فرمایا۔ ہمارے ساتھہ چلو اور

اس گروہ مدعیان کاذب خون جناب عثمانؓ پر حملہ کرو قسم خدا کی یہ لوگ طالب قصاص عثمان نہین لیکن انکو دنیا کی چاٹ پڑی ہے اور اوسکی لذاتنے انکو اپنا عاشق و شیدا کرلیا ہے۔ یہ لوگ بخوبی جانتے ہین کہ جب حق انکے ذمہ ثابت ہوگا یہ اپنی خواہشات نفسانی حاصل کرنیسے محروم کردیئے جاوینگے اسواسطے اپنی مرادات دلی حاصل کرنیکو قصاص کی آڑ مین اپنی جانین بچارہے ہین۔ انکو فضل سوابق اسلامی حاصل نہین کہ جسکے ذریعہ سے لوگونکو اپنا مطیع کرلین اور اونپر والی وحاکم بن بیٹھین ناحق دیدہ و دانستہ اپنی تابعدار اقوام کو فریب دے رکھا ہے اور جہال کی بھڑکانیکو پکار رہے ہین۔ ہای ہمارے امام مظلوم کو قتل کرڈالا۔ انکی غرض یہہ ہے کہ اسی حیلہ سے زبردست بادشاہ ہوجاوین اور یہ غرض انکی حاصل ہی ہورہی ہے۔ اگر اسوقت یہ لوگ ایسا جھوٹا دعویٰ مکروفریب کے ساتھہ نہ کرتے تو آج انکی طرف دو آدمی بھی نہ ہوتے۔ خداوندا! اگر آج تو ہماری مدد کریگا تو تیری رحیمی ہی تو ہمیشہ سے ہمارا ناصر و مددگار ہے اور اگر انکی فتح ہے تو جو کچھہ تیرے بندونکے حق مین ان لوگون نے بدعتین کی ہین اسکے عوض انکو دار آخرت مین عذاب الیم کا مستحق فرمایا۔ یہہ فرماکر آپ آگے بڑہے۔ انکے ہمراہ ایک جماعت بہادران جانباز تھی۔ آپ صفین کے حدود مین جس طرف ہوکر گذرتے اصحاب آنحضرت سے جو آپکو ملتے آپکے ساتھہ ہوجاتے یہانتک کہ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاصؓ کے پاس پہونچے۔ یہ امیر المومنین علیؓ کے لشکر کے علم بردار تھے۔ آپکی ایک آنکہہ جاتی رہی تھی حضرت عمارؓ نے فرمایا ای ہاشم اعور ہمارے ساتھہ چلو۔ جو اعور لڑائی مین نہ جاوے وہ اچھا نہین۔ اے ہاشم سوار ہو اور ہمارا ساتھہ دو۔ ہاشم بھی انکے ہمراہ ہوے۔ آپنے کہا۔ اے ہاشم آگے بڑہو۔ موت نیزونکی بھال کے نیچے ہے اور جنت زیر سایہ شمشیر آبدار ہے۔ اسوقت آسمانونکے دروازے کھل گئے ہین حورین بناؤ سنگھار کیے ہماری منتظر ہین مین آج اپنے دوستون حضور نبوی وغیرہ سے ضرور ملونگا۔

غنیمت جانتا ہون جان کا دنیا مین ان ہی لوگون		نظارہ ہو اونکے زیر خنجر خونخوار ہوتے ہین

غرضکہ اسی طرح لشکر شام پر حملہ کرتے بڑہتے چلے جاتے تھے کہ عمرو بن العاص رض مل گئے۔ آپنے فرمایا اُرے عمرو۔ تف ہے تم پر۔ تم نے اپنے دین کو مصر کی عوض فروخت کر ڈالا" جواب ملا "یہہ بات نہین ہی بلکہ مین خون جناب عثمان رض کا معاوضہ طلب کرتا ہون"۔ حضرت عمار رض نے فرمایا "مین اپنے علم و یقین سے گواہی دیتا ہون کہ تم اپنے ان افعال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہین چاہتے۔ اگر آج قتل سے بچ گئے تو کل ضرور مرنا ہے اوسوقت تمکو معلوم ہوگا جبکہ ہر شخص کو علیٰ قدر نیت اوسکے عذاب و ثواب ملیگا۔ تم نے آج ہی اس علم بردار کے ساتھہ لڑائی نہین کی بلکہ تین بار آنحضرت کے ساتھہ اسی علم بردار سے لڑ چکے ہو اور آج یہ چوتھی مرتبہ ہی۔ کیا تم کو یاد نہین ہی کہ آنحضرت نے فرمایا ہی۔ عمار رض کو گروہ باغی مار یگا۔ کیا یہہ فعل تمہارا نیکی اور تقویٰ کی علامت ہے"۔

ایک تم ہو کہ مجھے یاد مدد مین ہوئے		ایک مین ہون کہ کبھی اور پہ مائل نہوا

عمرو بن العاص رض نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا اور حضرت عمار رض پھر جنگ مین مصروف ہوی۔ پھر لڑتے لڑتے اپنی جگہہ واپس آے اور پانی مانگا۔ ایک عورت بنی شیبان کی ایک پیالہ مین دودہ اور پانی ملا ہوا آپکے پاس لائی۔ آپنے پیالہ ہاتھہ مین لیکر فرمایا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ آج کے دن نیزونکی بہالونکے نیچے اپنے احباب سے جا کر ملونگا۔ مخبر صادق نے سچ فرمایا تھا۔ آج وہی وعدہ کا دن ہی۔ اے لوگو۔ تم مین سے کون آج نیزونکے نیچے ہو کر اللہ کے پاس جانا چاہتا ہے۔ پانی پیکر حضرت عمار رض شامی فوج مین گھس گئے۔ شامی چارون طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑے اور نیزے چلنے لگے یہانتک کہ آپ لڑتے لڑتے شہید ہوگئے (ابن اثیر)

آپکو ابو العاریہ عاملی اور ابو حوا سکسکی نے شہید کیا۔ آپکے سامان ہتھیار وغیرہ کی بابت دونون مین جھگڑا ہوا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض کے پاس گئے اور فیصلہ چاہا۔ آپنے فرمایا

دُور ہوا ور میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ حضرت عمارؓ شام کیوقت شہید ہوے ہین۔ عمر شریف ترانوے ۹۳ سال کی تہی۔ آپکے جنازہ پر جناب امیر المومنین علیؓ نے نماز پڑہی اور بغیر غسل دیئے صفین مین دفن کیئے گئے۔ آپکے نسب مین مورخین کا اختلاف ہے۔ بعضے آپکو بنی مخزوم کہتے ہین بعضے کہتے ہین کہ حلیف بنی مخزوم تہے۔ (مسعودیؒ)

تقریب التہذیب مین ہے کہ عمار بن یاسر بن عامر بن مالک عنسی۔ کنیت ابوالیقظان ہے مولی بنی مخزوم ہین۔

حبہ بن جوین عرنی کہتے ہین کہ مین نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے کہا۔ ہمکو کوئی حدیث فتنہ کی بابت سنائیے۔ فرمایا۔ تم اوس گروہ مین رہنا جس مین ابن سمیہ ہون کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے عمارؓ کو فرقہ گمراہ سرکش راہ حق سے دور قتل کریگا اور اونکا آخری رزق مرتے وقت دودہ پانی ہوگا۔ حبہ کا بیان ہے کہ مین بروز شہادت موقع پر موجود تہا۔ عمارؓ نے کہا۔ میرا آخری رزق لاؤ۔ لوگ ایک پیالہ دودہ پانی کا جسکا حلقہ سرخ تہا لاے۔

ذوالکلاع حمیری حضرت عمرو بن العاصؓ کی زبانی یہہ حدیث سن چکے تہے۔ ذوالکلاع عمروؓ سے کہا کرتے تہے۔ اے عمروؓ۔ افسوس ہے تم کس مظلمہ مین گرفتار ہو۔ دیدہ و دانستہ فرقہ باغی مین داخل ہوے ہو۔ عمروؓ جواب دیتے تہے۔ ہمارا ہی تو یہی انجام ہوگا (یعنی ہم ہی مظلوم ہین) ذوالکلاع حضرت عمارؓ سے قبل شہید ہوے انکی شہادت کے بعد عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا۔ معلوم نہین ہمکو ذوالکلاع کے مارے جانے پر زیادہ خوش ہونا چاہیئے یا عمارؓ کے قتل پر بخدای لایزال۔ اگر ذوالکلاع عمارؓ کے بعد زندہ رہتے تو یقین مانیئے کہ وہ تمام اہل شام کو لیکر حضرت علیؓ سے مل جاتے اور ہم کو چہوڑ دیتے۔

چند لوگ حضرت معاویہؓ کی خدمت مین آے۔ ہر ایک مدعی تہا کہ قاتل عمارؓ وہی شخص ہے

اور مستحق سلب مقتول عمرو بن العاصؓ اوس سے دریافت کرتے کہ عمارؓ نے آخر وقت کیا کلمہ کہا۔ وہ ٹھیک نہ بتا سکے انہین مین ابن حوی بھی آیا۔ اوسنے کہا "آج اپنے احباب محمد اور اونکے دوستوں سے ملونگا" عمرو بن العاصؓ نے کہا "بیشک تو اونکا قاتل ہے۔ کمبخت دور ہو۔ تیرے ہاتھہ کبھی فتحیاب نہ ہون۔ ناشاد نامراد۔ تونے اپنے پروردگار کو ناراض کیا"

روایت ہے کہ ابو الغاریہ بعد قتل حضرت عمارؓ کے حجاج کے زمانہ تک زندہ رہا۔ ایک روز حجاج کے دربار مین پہونچا۔ حجاج نے اسکو تعظیم و تکریم کے ساتھہ بٹھایا اور دریافت کیا۔ کیا تم نے ابن سمیہ کو شہید کیا ہے۔ جواب دیا۔ ہان۔ حجاج نے کہا "جو شخص قیامت کے روز عظیم الباع (جسکی درازی ہر دو دست زیادہ ہو کنایہ بلند حوصلہ عالی ہمت سے ہے) کو دیکھنا چاہتا ہو وہ آج ہی دنیا مین اس شخص قاتل ابن سمیہ کو دیکھہ لے" ابو الغاریہ نے حجاج سے کچھہ سوال کیا مگر حجاج نے انکار کیا اسپر ابو الغاریہ نے کہا۔ ہم نے تمام دنیا کو تمہارا مطیع کر دیا اور تم ہمکو اوس مین سے کچھہ نہین دیتے یہہ کیا انصاف ہے۔ خود بھی قائل ہو کہ مین قیامت مین عظیم الباع ہونگا۔ حجاج نے کہا "بیشک ایسا ہی ہوگا۔ خدا کی قسم جس شخص کی ایک ایک ڈاڑھہ پہاڑ احد کے برابر ہو اور ران کوہ ورقان جیسی۔ جاے نشست مدینہ سے لیکر ربذہ تک۔ اوسکے دونون ہاتھہ کسقدر بڑے بڑے ہونگے کیا وہ شخص قیامت مین عظیم الباع نہ ہوگا۔ واللہ اگر عمارؓ کے قتل مین تمام روئے زمین کے آدمی شریک ہوتے تو بیشک سب کے سب دوزخ مین جاتے"

عبد الرحمن السلمی کہتے ہین کہ بعد شہادت عمارؓ مین لشکر معاویہؓ مین داخل ہوا تاکہ معلوم کرون کہ ان لوگوں کو بھی عمارؓ کے قتل ہونیکا غم ہے یا نہین ہم لوگونکا دستور تھا کہ جب لڑائی موقوف کرتے تو ایک دوسرے لشکر والون سے ملتے جلتے۔ ہم اونسے باتین کرتے وہ ہمسے۔ مین اسی غرض سے جا رہا تھا کہ حضرت معاویہؓ۔ عمرو بن العاصؓ۔ ابو الاعور۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ ٹہلتے اور باہم باتین

کرتے نظر آئے۔ عبداللہ اپنے باپ سے کہہ رہے تھے "اے باباجان۔ آج آپنے ایسے بڑے جلیل القدر صحابی کو قتل کیا جنکی شان مین آنحضرت نے ایسا کچھ فرمایا ہے" عمرو رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا فرمایا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کیا آپکو یاد نہین جس دن مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی اوس دن اور صحابہ کرام تو ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے مگر عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹین لاتے تھے چنانچہ بوجھہ اوٹھانے کے صدمے سے بیہوش ہوکر گر پڑے۔ آنحضرت صلعم اونکے پاس تشریف لائے۔ اونکے چہرہ سے خاک جھاڑتے جاتے اور فرماتے تھے "اے ابن سمیہ اور لوگ تو ایک ایک اینٹ اوٹھاتے ہین مگر تمنے زیادہ ثواب کی غرض سے دو دو اینٹین اوٹھائین۔ تمکو تو طلب نیکی مین یہہ حرص ہی باوجود اسکے تمکو ایک دن گروہ ظالم قتل کریگا" عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اونہون نے جواب دیا کہ مین نے نہین سنا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے وہی حدیث سنائی۔ حضرت معاویہ بولے "کیا عمار کو ہم نے قتل کیا اونکا قاتل تو وہی شخص ہے جو یہان اونکو لایا" حضرت معاویہ کا یہہ قول سنکر اور لوگ بھی کہنے لگے

راوی کہتے ہین مین نہین جانتا کہ حضرت معاویہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل سے زیادہ خوش تھے یا اونکے پھراہی۔ یہہ مقولہ جناب معاویہ کا جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے سنکر بر غضب ہوکر فرمایا۔ اگر یہی بات ہے کہ مین نے عمار کو قتل کیا تو آنحضرت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ٹھیرے کیونکہ آپنے حمزہ کو کفار سے لڑنے بھیجا تھا اور وہ شہید ہوئے۔

المختصر بعد شہادت عمار امیر المومنین علی مرتضی کو سخت افسوس ہوا آپ ربیعہ و ہمدان کے گروہ مین تشریف لے گئے اور فرمایا "تمہین لوگ میری زرہ اور زرہ ہو میرے دست و بازو ہو" آپکی اس فقرہ پر بارہ سردار قبائل اوٹھہ کھڑے ہوئے اور اپنی اپنی قوم مضر۔ ربیعہ۔ ہمدان کو لیکر آپکے ساتھہ ہوے سب کے آگے آپ اپنے خچر پر سوار تھے۔ پھر سب نے متفق ہوکر لشکر شام پر سخت حملہ کیا۔ انکی صفین اولٹ دین۔ کوئی صف قائم نہ رکھی۔ جو سامنے آیا مارا گیا یہانتک کہ یہہ گروہ حضرت معاویہ کی

قریب پہونچ گیا۔ امیر المومنین رضؓ نے آگے بڑھکر فرمایا۔

۱قتلهم ولا ا ری معاویة		الجاحظ العین العظیم الحاویه

اور جوش مین آکر حضرت معاویہ رضؓ سے للکار کر کہا "معاویہؓ! ناحق لوگو نکو لڑوا کر کیون تلف کرتے ہو۔ اس سے کیا فائدہ۔ آؤ۔ ہم تم نبٹ لین۔ جو اپنے مقابل کو مارے وہی خلافت و امارت پا وے" عمرو بن العاص رضؓ نے حضرت معاویہ رضؓ سے کہا "یہہ فیصلہ تو اچھا ہے" اونہون نے جواب دیا "واہ کیا اچھا فیصلہ ہے۔ صریح دیکھ رہے ہو کہ جو علیؓ کے مقابل ہوا وہ مارا گیا۔ تم کیون نہین اپنے واسطے یہہ فیصلہ پسند کرتے۔ اگر دعوی مردی ہے تو جاؤ انسے لڑو" عمرو بن العاص رضؓ نے کہا۔ وہ تو آپکو بلا رہے ہین اونکے مقابلہ کو نہ نکلنا آپکے واسطے ٹھیک نہین ہے۔ جواب دیا "بجاؤ درستی خود لڑائی سے منہ چھپاؤ اور مجھکو لڑنے کو کہو۔ معلوم ہوتا ہے تم چاہتے ہو کہ مین مارا جاؤن تو میرے بعد تمکو حکومت مل جائے" (ابن اثیر)

بعض روایات مین مذکور ہی کہ حضرت معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ کو قسم دلائی اور کہا کہ تم حضرت علیؓ کے مقابلہ مین جاؤ۔ عمرو بن العاصؓ اونکے قسم دلانے سے مجبور جناب علیؓ کے مقابلہ مین آے آپنے انکو پہچان کر تلوار نکالی اور چاہا کہ اپیر وار کرین مگر عمرو بن العاص نے فوراً اپنا ستر کھول دیا اور برہنہ ہو گئے اور کہا یہ آپکا بھائی جبراً لڑنے آیا ہے۔ بہادر نہین۔ آپکے مقابل مرد میدان نہین۔ آپنے اونکی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا۔ کمبخت تیرا برا ہو۔ عمرو بن العاصؓ معرکہ سے لوٹ گئے (مسعودیؒ)

ابو الاغر تمیمی کہتے ہین بروز صفین مین لشکر عراق مین کھڑا تھا کہ میری پاس ہو کر عباس بن ربیعہ گذرے۔ صرف اونکی آنکھین آگ کے شعلہ کی طرح یا جیسے سانپ کی آنکھین ہون دمک رہی تہین اور باقی تمام بدن سلاح جنگ مین پوشیدہ سر تا پا دریاے آہن مین غرق تھا۔

اونکے ہاتھہ مین ایک تیغہ تھا۔ ایک شریر وتیز گھوڑے پر سوار تھے۔ میدان جنگ مین اپنے گھوڑے کو جولان کر رہے تھے۔ لشکر شام سے غرار بن ادہم نامی ایک پہلوان نے نکلکر انکو ڈانٹا اور کہا۔ اے عباس۔ گھوڑے سے اوتر پڑو۔ عباس نے جواب دیا میرا گھوڑے سے اوترنا تمہارے حق مین گویا زندگی سے مایوس ہوجانا ہے۔ آخر دونون گھوڑونسے اوترے۔ عباس نے اپنا گھوڑا اپنے غلام حبشی کے حوالہ کیا۔ دامن کمر سے لپیٹ کر شامی کے مقابل ہوے۔ دونون طرف تلوارین بجلیونکی طرح کوندہ گئین۔ دونون لشکر لڑائی سے رُک رہے اور ان پہلوانون کی لڑائی کا تماشا دیکھنے لگے۔ دونون مین کچھہ دیر تک تلوار چلتی رہی۔ کوئی کسی پر غالب نہ آیا۔ آخر کار عباس نے شامی کی زرہ ایک جگہہ شکستہ پائی۔ پھرتی کرکے ہاتھہ سے اوسکو دور تک نوچ ڈالا جس سے نیزہ مارنیکی کافی جگہہ نکل آئی پھر حملہ کرکے اوسی مقام پر نیزہ جما دیا کہ شامی منہ کے بل گر پڑا۔ دونون لشکر سے آواز تکبیر اسیقدر بلند ہوئی کہ میدان جنگ گونج اوٹھا۔ اتنے مین جناب علی مرتضیٰ نے دریافت فرمایا کہ کس نے کسکو قتل کیا۔ معلوم ہوا کہ عباس بن ربیعہ نے شامی جوان کو مارا۔ آپنے آگے بڑہکر عباس سے کہا مین نے تمکو اور عبداللہ بن عباس رض کو منع کر دیا تھا کہ خبردار میدان مین بقصد جنگ نہ نکلنا۔ عباس نے عذر کیا اور کہا حریف نے میرا نام لیکر پکارا پھر کیسے نہ جاتا۔ فرمایا۔ تمکو اپنے امام کی اطاعت کرنا واجب ہے نہ اپنے دشمن کی۔ حضرت معاویہ غرار کے قتل سے بہت متاسف ہوے۔ اپنے لشکر مین نگاہ اوٹھا کر دیکھا اور کہا۔ کون ایسا ہی کہ غرار کا بدلہ لے۔ دو شخص جری جنگ آزمودہ بنی لخم کے انکے کہنے سے معرکہ مین نکلے۔ معاویہ رض نے کہا۔ عباس کے قاتل کو ایک سو اوقیہ سونا اور اسیقدر چاندی اور اسیقدر چادر یمنی انعام دونگا۔ یہ دونون پہلوان میدان مین آکر عباس کے طالب ہوے۔ عباس نے جواب دیا کہ مین اپنے مالک سے اجازت لیکر ابھی تمہارے سامنے آتا ہون۔ حضرت علی رض میمنہ مین تھے۔ عباس نے حاضر ہوکر

دو جوانون کا مبارز طلب ہونا بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ معاویہؓ چاہتے ہین کہ بنی ہاشم مین ایک متنفس بھی زندہ نہ رہے۔ خدا کا نور بجھانا چاہتے ہین مگر خدا اپنا نور پورا ہی کریگا۔ خیر تم اپنے ہتھیار میرے ہتھیار وسی بدل لو۔ یہہ کہکر اپنے ہتھیار کہولکر عباس کی ہتھیار اپنے بدن پر لگائے اور اونکے گھوڑی پر سوار ہوکر دونون شامیونکے مقابل ہوے۔ اوتھون نے بالکل نہ پہچانا بلکہ یہی سمجھے کہ عباس ہین کیونکہ عباس جناب علیؓ سے مشابہ تھے۔ غرض جناب علیؓ نے یکے بعد دیگرے دونون کو دم کے دم مین قتل کر دیا پہر میدان سے واپس آکر اپنے ہتھیار بدل لئے اور بتاکید فرمایا کہ اگر اب پھر تمہارے مقابلہ کو کوئی آوے تو میرے پاس چلے آنا حضرت معاویہؓ کو ان دونون پہلوانونکے قتل ہونیسے صدمہ پر صدمہ ہوا اور سخت افسوس کیا۔

روایت ہے کہ انہین ایام معرکہ مین ایک روز حضرت معاویہؓ نے جناب علیؓ کے میسرہ پر حملہ کیا اتفاق وقت ہے کہ آپ اوسی حصہ مین تھے۔ آپ انکو دیکھکر بہ تبدیل وضع لباس معاویہؓ کی مقابل ہوے معاویہؓ نے انکو پہچان کر گھوڑے کو ایڑ ماری اور اپنے لشکر کی جانب موڑا۔ آپ انکی پیچھے ہوے مگر یہہ پھرتی کرکے نکل گئے۔ آپ انکے لشکر مین پہونچ گئے تھے ایک شخص کو قتل کرکے واپس آے اور اونکے نہ پانے پر افسوس فرماتے تھے (مروج الذہب)

اس حملہ مین سعید بن قیس ہمدانی اپنے قبیلہ کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری انصار کے ساتھ۔ عدی بن حاتم بنی طی کے ہمراہ تھے اور خوب خوب حملے کئے۔ داد شجاعت دی۔ لشکر شام کو پراگندہ کر دیا۔ اشتر نخعی بحکم جناب علی مرتضیٰ علم لیکر اہل حمص و قنسرین پر جا گرے اور ہنگامہ قتل گرم کر دیا۔

ہاشم بن عتبہ مرقال مثل شیر مست اپنی جماعت کے آگے خرامان خرامان نشہ بادۂ شجاعت مین سرشار حریف کی فوج پر بڑہ بڑہ کر حملے کرتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ انکے پیچھے تھے۔ فرمایا۔ ای اعور

آج نامردی نکر بیٹھنا۔ شاباش آگے بڑہے رہنا۔ ہاشم نے اوس حملہ مین اٹھارہ آدمی لشکر شامی سے قتل کئے۔ انکے ہمراہیون نے قسم کہائی تھی کہ رزمگاہ سے واپس نہ پھرینگے فتح کرلین یا مارے جاوین۔ ہاشم آخرکار لڑتے لڑتے جب قتل ہوے توانکے بیٹے نے علم سنبہالا۔ امیرالمومنین کو ہاشم کی شہادت معلوم ہوئی آپ اونکی لاش پر تشریف لیگئے اور نہایت افسوس کے ساتھ دردناک اشعار پڑہے اور اونکے حق مین دعاے خیر کی۔

اثناء جنگ مین ایک گروہ جناب علی مرتضی رضہ کے لشکر کا شامیون نے گرفتار کیا اور حضرت معاویہؓ کے پاس لیگئے۔ آپنے اونکو رہا کرنے کا حکم دیا عمرو بن العاصؓ بولے۔ آپ انکو قتل کرڈالین۔ قیدیون مین عمرو بن اوس اودی بہی تہے پکار اوٹھے۔ اے معاویہؓ مجہکو قتل کیجیئے آپ میرے ماموں ہین رشتہ کا لحاظ فرماے۔ آپنے فرمایا مین تمہارا ماموں کس طرح سے ہوا ہمارے اور قبیلہ اود کے تو خویشی پیوندی نہین۔ عمرو بن اوس نے کہا۔ مجہسے سن لیجیئے۔ اگر مین رشتہ نکال دون تو امان دیجیئے گا ورنہ اختیار رہے۔ آپنے وعدہ کیا۔ اوتہون نے اس طرح ظاہر کیا۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ نہین۔ آپنے کہا۔ بیشک ہین۔ کہا وہ میری مان اور آپکی بہن ہین لہذا آپ میرے ماموں ہوے۔ معاویہؓ نے فرمایا۔ اتنے لوگون مین کوئی اس قدر سمجہدار نہین جیسا کہ یہہ شخص قرابت و رشتہ کو سمجہا یہہ کہکر اونکو رہا کردیا۔ اسی طرح جناب علی مرتضیٰ رضہ نے اودہر کے قیدیونکو چہوڑوادیا وہ حضرت معاویہؓ کے پاس ایسے وقت پہونچے کہ لشکر عراق کی سپاہی قید ہوکر آئی تہے اور عمرو بن العاصؓ اونکی بابت کہہ رہے تہے کہ انکو قتل کیجیئے۔ معاویہ نے عمرو بن العاصؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اگر ہم تمہارے کہنے سے قیدیونکو مرواڈالتے تو بڑی بری مصیبت مین پڑتے۔ یہہ کہکر سب کو چہوڑدیا۔

ہاشم بن عتبہ کا حال اور انکی لڑائی و شہادت کا قصہ بروایت ابن اثیر اس طرح مذکور ہوتا ہے

کہ شام کے قریب ہاشم نے لوگونکو پکار کر کہا۔ جو شخص خدا و رسول کیواسطے لڑنا چاہے اور اوسکی
خوشنودی کا خواہان ہو میرے ساتھ آئے۔ بہت سے لوگ انکے تابع ہوئے۔ ہاشم نے انکو لیکر
اہل شام پر متواتر حملے کئے۔ شامی بھی نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ ہاشم نے کہا۔ بھائیو۔ انکی
صبر و استقلال سے گھبرا نہ جانا۔ واللہ انکا سارا صبر صرف حمیت عرب ہے اور عرب کے جھنڈے تلے
ہین۔ نام پر مر رہے ہین۔ ورنہ بمقابلہ تمہارے یہہ گمراہ ہین اور تم حق پر ہو۔ پھر قاریون کی جماعت
لیکر شامیون پر ایسا سخت حملہ کیا کہ قریب تہا جو فوج حریف بھاگ کھڑی ہو کہ ادہر سے ایک
جوان اشعار رجز پڑہتا نکلا۔ ہر وار مین دو ایک کو صاف کر دیتا تہا زبان سے گالی گلوج
لعن طعن بھی کرتا جاتا تہا۔ ہاشم نے کہا "اے جوان۔ یہہ کیا کلام ہے جسکا بدلا بالآخر مواخذہ
آخرت ہی ہے اور یہہ کیا جنگ ہے جسکے بعد بازپرس ہوگی۔ اے جوان خدا سے ڈر۔ اوس دن سے
سوال کیا جاویگا اور جو تیرا مطلوب مقصود ہے اوس سے بھی مطالبہ ہوگا" جوان نے کہا "
مین تم لوگون سے اسواسطے لڑتا ہون کہ تمہارے سردار نمازی نہین اور نہ تم لوگ نماز پڑہتے ہو
تمہارے سردار نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا اور تم سب نے اس قتل مین اونکو مدد دی"۔ ہاشم نے
جواب دیا "اے برادر تجھکو عثمانؓ کے خون سے کیا مطلب۔ تجھکو یہہ بھی خبر ہے کہ اونکے قاتل
کون لوگ ہین۔ کیا اصحاب رسول اللہ اور اونکے بیٹون نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا یا گروہ حفاظ
قرآن جو اہل دین صاحب عمل ہین۔ یا جن بزرگون نے ایک لحہ اس دین کی غمخواری اور
اصلاح مین کوتاہی و کمی نہین کی وہ لوگ ایسے جرم عظیم قتل امام مظلوم کے مرتکب ہو سکتے ہین
تیرا یہہ خیال بالکل باطل ہے اور تیرا یہہ قول کہ ہمارے سردار نماز نہین پڑہتے سراسر بہتان اور
محض افترا ہے۔ ارے وہ تو اون نمازیون مین ہین جو سب سے اول نمازی ہوئے اور وہ مخلوق
خدا مین سب سے زیادہ خدا کے دین کو سمجھنے والے ہین۔ جناب رسول خدا سے رشتہ و قرابت مین

سب سے قریب۔ بھلا تیری سمجھ مین آگیا کہ ایسا شخص اور نماز نہ پڑھے۔ اب سن۔ اونکے ہمراہی یہی لوگ ہین جو اسوقت میرے ہمراہ ہین۔ یہہ سب قاری۔ حافظ قرآن ہین۔ ساری رات تہجد مین قرآن پڑھا کرتے ہین۔ رات بھر نہین سوتے۔ اے عزیز۔ تو ان گمراہ شامیونکے بہکانے مین آگیا۔ اور ناحق قتل وخونریزی مین مبتلا ہوا"۔ ہاشم کی تقریر دلپذیر سنکر جوان بولا۔ کیا میری توبہ قبول ہوگی۔ جواب دیا گیا۔ کیون نہین۔ تو توبہ کر۔ خدا اے رحیم قبول کریگا۔ وہ تو ایسا رحیم اپنے بندونپر مہربان ہی کہ اپنے گنہگار بندونکی توبہ قبول کرتا اور اونکی گناہونسے درگذر فرماتا ہی۔

کار ما با بندگان بد بجز این رنگ نیست	باید بہار ابہ نیکوئی بدل خواہیم ساخت

وہ جوان یہہ گفتگو سنکر لڑائی سے پھر گیا۔ پھر تہہار شامیون نے بہکایا اور کہا "افسوس تو عراقی کے فریب مین آگیا" مگر اوسنے ایک نہ سنی اور یہی جواب دیا "عراقی نے خیر خواہی کی اور میرے حق مین مفید بات کہی"۔ ہاشم مرقال اپنے یارونکے ساتھہ لڑتے رہے یہانتک کہ فتح کے آثار نظر آنے لگے۔ اتنے مین قریب مغرب قبیلہ تنوخ کا ایک لشکر انپر آگرا۔ اگرچہ یہہ اونکے مقابلہ مین جمے رہے لیکن یہہ پہلے سے لڑ رہی تھے اور وہ گروہ تازہ دم اور تعداد مین انسے کئی حصہ زیادہ تھا حارث بن منذر تنوخی نے ہاشم پر نیزہ سے وار کیا اور یہہ زخمی ہوکر گرے۔ اوسی وقت جناب امیر المومنین علی رضہ نے انکے پاس ایک شخص کی زبانی کہلا بھیجا کہ اپنا علم آگے بڑہاؤ۔ ہاشم زمین پر پڑے ہوئی تھے کہ قاصد انکے پاس پہونچا اور پیغام سنایا۔ انہون نے قاصد سے کہا دیکھو میرا پیٹ پھٹ گیا۔ زخم کاری آیا۔ اب کوئی دم کا مہمان تعمیل حکم سے معذور ہون۔ یہ کہکر شہید ہوگئے۔ اس معرکہ مین ہاشم نے نو یا دس جوان شامی لشکر کے قتل کئے تھے۔

امیر المومنین لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک رسالہ کیطرف گذرے۔ آپنے ملاحظہ فرمایا کہ وہ لوگ غسانی ہین کسی طرح معرکہ مین سستی نہین کرتے۔ نہایت صبر واستقلال وثابت قدمی سے

لڑرہے ہین۔ فرمایا یہہ لوگ جب سخت مار کہائین تلوار ونیزے انکی کہوپڑیون اور ہڈیونکو توڑین انکے جوڑ جوڑ۔ بازو۔ کلائی مونڈہے جدا نہ ہوجاوین آہنین گرزونسے انکے سر نہ کچلے جائین تب تک یہ نہ مانین گے۔ پھر بآواز بلند فرمایا۔ کہان ہین اہل صبر ومددگار خدا کی مرضی کے طالب مردان خدا آخرت کی خواہش مین اپنی جانونکی پرواہ نہین کرتے۔ اس آواز پر ایک گروہ مسلمانونکا لبیک کہتا ہوا حاضر ہوا۔ آپنے محمد بن حنفیہ کو اس گروہ پر سردار کرکے فرمایا۔ تم اس گروہ غسّان پر جاؤ انکا علم جو سامنے نظر آتا ہے سیدہے اسکے رُخ آہستہ آہستہ چلے جاؤ۔ جب انکے سینونپر اپنے نیزونکی نوکین لگا دو تو ٹہیرے رہنا پہر جیسا میرا حکم پہونچے ویسا کرنا۔ یہ سمجہاکر محمد بن حنفیہ کو غسّان کے مقابلہ مین روانہ فرمایا۔ پھر دوسری جماعت اوسیقدر تعداد مین انکی مدد کو بہیجی اور حکم دیا کہ دونون جماعتین ایک ساتھہ غسّان پر حملہ کرین۔ محمد بن حنفیہ نے اپنے پُرزور حملہ سے غسّان کو ہٹا دیا اور اونکے مورچہ پر قابض ہوگئے۔ اس حملہ مین بہت سے سپاہی جانباز طرفین کے کام آے۔ لشکر اہل عراق سے عبداللہ بن کعب مرادی معرکہ جنگ مین زخمی پڑے تھے اودہر اسود بن قیس مرادی گذرے۔ عبداللہ نے اسود کو دیکھکر بلایا۔ وہ آے اورکہنے لگے۔ افسوس تمکو اس حالت مین فرش خاک وخون پر تڑپتا دیکھہ رہا ہون۔ تم بڑے جوانمرد۔ اپنے پڑوسیونکے سر سے آفات دفع کرنے والے تھے۔ تم اون لوگونمین تھے جو خدا کو بہت یاد کرتے ہین۔ خدا تمپر رحم فرماے۔ آخری وقت کچہہ مجھکو وصیت کرتے جاؤ۔ عبداللہ بن کعب نے جواب دیا۔ تمکو خوف آلہی کی وصیت کرتا ہون۔ امیر المومنین علیؑ کے خیرخواہ بنے رہنا۔ اونکی رفاقت نہ چہوڑنا یہانتک کہ خدا فتح وظفر نصیب اولیا۔ جناب امیر المومنینؑ فرماے یا تم لڑتے لڑتے خدا کی راہ مین جان دو۔ یہہ کہکر بیہوش ہوگئے جب کسیقدر افاقہ ہوا تو بولے۔ امیر المومنین کیخدمت مین میرا سلام کہنا اور میری طرف سے عرض کرنا۔ آپ لڑے

جائیں اور یہانتک کوشش کریں کہ میدان جنگ آپکے پس پشت ہوجائے جس شخص نے صبح اس حال میں کی کہ میدان جنگ اوسکے پس پشت ہوگیا وہ بیشک فتحمند و منصور ہوگا۔ یہ کہکر انتقال کر گئے۔ اسود نے جناب امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوکر اطلاع دی۔ آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ اونپر رحم فرمائے۔ زندگی میں ہمارے مخالفین سے لڑے اور مرتے وقت بھی ہمکو وصیت کر گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ رات دن کی لڑائی کی رائے عبدالرحمٰن بن حنبل جمی نے دی تھی (ابن اثیر و ابن خلدون)

لیلۃ الہریر

الغرض دن ختم ہوا رات شروع ہوئی مگر لڑائی بدستور قائم رہی۔ یہہ شب جمعہ تھی۔ دونون طرف سے نیزہ بازی ہوتی رہی یہانتک کہ نیزونکے ٹکڑے اوڑ گئے پھر تیر چلے وہ بھی ختم ہوگئے آخرکار تلوارین نکل پڑین۔ تمام شب جناب امیرالمومنین میمنہ و میسرہ کے درمیان گشت لگاتے رہے اور ہر گروہ کو تاکید فرماتے تھے کہ آگے بڑھو اور حریف کو ہٹاتے جاؤ۔ اسی حال مین رات تمام ہوگئی اور سفیدۂ صبح نمودار ہوا۔ لڑائی ایک حال پر قائم تھی۔ آپنے صبح ہوتے ملاحظہ فرمایا تو معرکہ جنگ آپکے پیچھے تھا۔ اشتر میمنہ مین اور ابن عباسؓ میسرہ مین اور آپ قلب لشکر مین تشریف فرما تھے اور پورا لشکر ہر جانب سے سمٹ کر مجموعی قوت سے جنگ کر رہا تھا۔ اب آفتاب نکل آیا یہہ دن جمعہ کا تھا۔ لڑائی برابر ہوتی رہی لیلۃ الہریر اور یوم جمعہ مین پانچسو تیئس (۵۲۳) جوان جمعین سے دن مین زیادہ تر جناب امیرالمومنین نے خاص اپنے ہاتھ سے قتل کئے اور جب ہاتھ مارتے تکبیر کہتے اور جسپر حملہ کرتے اوسکو قتل ہی کرتے۔ اشتر میمنہ مین تھے۔ جمعرات کے دن بعد زوال سے انہون نے میمنہ کے ساتھ جنگ شروع کی تھی اور رات بھر اسیطرح میمنہ پر لشکر کو لڑاتے رہے اور دوپہر تک جمعہ کے دن اسی طرح بدستور سابق میمنہ پر تعین

رہے۔ وہ اس طرح اہل میمنہ کو آگے بڑہاتے تھے کہ اپنے ہمراہیوں سے کہتے۔ ایک نیزہ برابر آگے بڑہ جاؤ جب وہ لوگ اسقدر بڑہ جاتے تو کہتے۔ ذرا اور بقدر ایک کمان کے بڑہ چلو۔ وہ بڑہ جاتے۔ پہر اسی طرح بار بار کہتے اور وہ بڑہتے جاتے تھے یہانتک کہ اکثر لوگونکو بار بار کا تہوڑا تہوڑا آگے بڑہنا اور پہر ٹہر کر لڑتے جانا گران گذرا۔ اشتر نے اونکی یہہ گرانی دیکھکر کہا مین تمکو خدا کی پناہ مین دیتا ہون۔ اس طرح فتح ہونا معلوم ہے۔ پہر اشتر نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور علم حیّان بن ہوذہ نخعی کے حوالہ کرکے گہوڑے پر سوار ہوکر فوج کے درمیان ٹہلنے لگے اور با آواز بلند کہتے جاتے تھے۔ کون ایسا ہے جو اپنی جان خدا کے ہاتھہ بیچکر اشتر کی ساتہہ ہوکر لڑے یہانتک کہ فتح ہو یا اللہ تعالی سے مل جاے۔ انکی صدا پر بہت سے لوگ ساتھہ ہوگئے۔ حیّان بن ہوذہ نخعی بھی تھے۔ اشتر ان سب کو لیکر اپنی جگہہ میمنہ مین آملے اور سب سے کہا سب ملکر ایسا حملہ کرو کہ اپنے خدا کو خوش کرلو اور بذریعہ اس حملہ کے دین اسلام کو عزت دو۔ میرے ماموں چچا سب تمپر سے قربان ہوجائین۔ پہر گہوڑے سے اوتر پڑے۔ اوسکو الگ کردیا اور علم بردار سے کہا۔ علم آگے بڑہاؤ۔ یہہ کہکر شامیون پر حملہ کردیا ان کے حملہ کرتے ہی تمام ہمراہی اللہ اکبر کہکر حریف پر پل پڑے اور ایسی ماردی کہ اہل شام کے مُنہ پہر گئے۔ اونکو مارتے مارتے اونکے لشکرگاہ تک پہونچا دیا۔ وہان پہونچکر سخت ہنگامہ قتل برپا کردیا۔ علم بردار کو قتل کرڈالا۔ جناب علی مرتضیٰ رضہ نے جب ملاحظہ فرمایا کہ اب فتح ہوتی ہے تو اشتر کی مدد کو اور لشکر بہیجدیا اور متواتر مدد کی رسد جاری رکہی۔ اب فتحیابی مین کوئی کسر باقی نہین رہی تھی۔ لشکر شام پر بدحواسی چہاگئی تھی۔ سب بہاگنے پر آمادہ ہورہے تھے اگر ایک لمحہ اور اسی طرح لڑائی رہتی تو شامی معرکہ جنگ سے کافور ہوجاتے کہ عمرو بن العاص رضہ نے اپنی فوج کی بدحواسی اور بیتابی دیکھکر حضرت معاویہ رضہ سے کہا۔ اب آپ کیا دیکھتے ہین

لڑائی کا رُخ کس طرف ہے، اور انجام کار کس کے جانب۔ آپ کے ہاتھہ میدان نہ آئیگا۔ اگر آپ میرا کہنا مانین تو اسوقت بھی ایک ایسی تدبیر سوجھی ہے جس سے ہمارے واسطے اتفاق و اجتماع حاصل ہو اور ہمارے حریف کے حق مین باعث اختلاف و نفاق و فرقت ہو" معاویہ رض نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا۔ ہماری طرف نیزون پر قرآن شریف اوٹھائی جائین اور ہم یہہ کہین۔ ہمارے تمہارے درمیان یہہ کلام الٰہی ہے اسکے۔ طابق فیصلہ ہو اگر حضرت علی رض کے لشکر والے اسکو نہ مانینگے تو بعضے اونمین ایسے ضرور ہونگے جو یہہ کہین گے۔ ہم قرآن پر عمل کرتے ہین جو یہہ فیصلہ کریگا ہمکو منظور ہے۔ ایسی حالت مین اونکے لشکر مین باہم اختلاف پڑجاویگا اور اگر سب لوگ قرآنی فیصلہ پر راضی ہوجاوینگے تو سر دست لڑائی بند ہوجاویگی اور فیصلہ کیواسطے کوئی مدت مقرر ہوگی۔ فی الحال کشت و خون سے نجات مل جائیگی"۔ حضرت معاویہ رض نے یہہ رائے پسند کی۔ نیزون پر قرآن شریف اوٹھائے گئے اور پکار کر کہا گیا۔ اے بہائیو۔ ہمارے تمہارے درمیان جو حکم یہہ قرآن شریف کردے اوسپر راضی ہوجاوین۔ لشکر عراق نے قرآن کو نیزون پرا ور یہہ صدا سنکر کہا شروع کردیا ہم کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کرتے ہین۔ اسکی رو سے جو فیصلہ ہوجائے ہمکو انکار نہین" یہہ کہکر لڑائی سے ہاتھہ روک لئے۔ کہان تو یہہ تھا کہ اہل شام بھاگا چاہتے تھے اور اہل عراق ہاتھہ دہوکر اونکے پیچھے پڑے تھے یا اب یکبارگی معرکہ کارزار بالکل سرد ہوگیا۔ جناب امیر المومنین علی رض نے للکارا "اے خدا کے بندو۔ کیا غضب کرتے ہو حریف کے دہوکے مین نہ آؤ ہمت نہ ہارو۔ اپنے حق کے حاصل کرنیکو بڑہو اور دشمنو نکی جنگ مین تامل نہ کرو معاویہ رض عمرو بن العاص رض۔ ولید بن عقبہ حبیب۔ ابن ابی سرح ضحاک کے قرآن اوٹھانے پر نجاؤ۔ مین انکے حالات سے بخوبی واقف ہون اور تم سے زیادہ ان لوگونکو جانتا ہون اونکے بچپن سے

اور اسکے بڑے ہونے کے بعد بھی مین انکی صحبت مین رہا ہون۔ لڑکپن مین یہہ لوگ بڑے شریر لڑکون مین تھے اور سن شعور پر پہونچکر بھی بہت بڑے شریر لوگون مین سے ہوے۔ خدا کی قسم قرآن شریف کے اوٹھانے مین بڑے مکر و فریب مین تمکو ڈالا ہے اور اپنے بچاؤ کے واسطے یہ چال چلے ہین۔" لوگون نے جواب دیا "ہم سے یہہ نہین ہوسکتا کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائین اور اوسکو قبول نہ کرین۔" آپنے فرمایا "ہم ان لوگون سے اسیواسطے تو لڑتے ہین کہ کتاب اللہ پر عمل کرین کیونکہ انھون نے اوسکے احکام کی نافرمانی کی اور جو اوسکا قول و قرار تھا سب بھول گئے اور اوسکو پس پشت ڈال دیا۔" مسعر بن فدکی تیمی۔ زید بن حصین طائی نے مع اون قاریون کے جو بعد کو خوارج مین شامل ہو گئے یہہ جواب دیا "اے علیؓ۔ کتاب اللہ کو منظور کرو اور جیسا اوسکی طرف بلائے جاتے ہو تو اوسکے مطابق عمل کرو ورنہ ہم تمہارے گروہ کو پکڑ کر جبراً شامیونکے حوالہ کر دینگے یا تمہارے ساتھہ بھی وہی برتاؤ کرینگے جو ابن عفانؓ کیساتھہ کیا تھا" آپنے فرمایا "میرا امر و نہی اپنے حق مین یاد رکھو اور میری گفتگو خوب کان دھر کر سنو۔ اوسپر عمل کرو۔ اگر میری اطاعت کرتے ہو تو میرے کہنے سے لڑے جاؤ اور اگر میری نافرمانی پر آمادہ ہو کر مجھسے باغی ہو گئے ہو تو تمکو اختیار ہے جو چاہو کرو" مسعر وغیرہ نے جواب دیا۔ یہہ تو امر آخر ہے سردست آپ اشتر کو بلوائیے اور اونکو لڑائی سے روک دیجئے۔

امیرالمومنین جناب علیؓ انکی مخالفت پر سخت مجبور ہوے اور طوعاً کرہاً یزید بن ہانی کی معرفت اشتر کو بلا بھیجا۔ اشتر نے جواب دیا "یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ آپ مجھکو اپنے پاس طلب فرماکر میری جگہہ سے ہٹائین۔ مجھکو قوی امید ہے کہ خداوند تعالی اولیاء دولت کو ابھی مظفر و منصور کرتا ہے۔ بس ایک ہی دو حملونکی کسر ہے کہ حریف بھاگا چاہتا ہے۔" یزید نے واپس آکر جیسے ہی یہہ پیغام پہونچایا مسعر کے ہمراہیون نے شور و غل مچانا شروع کر دیا اور اشترؔ کی

طرف سے غبار اوٹھتے دیکھکر کہنے لگے۔ واللہ۔ ہمکو یقین ہی کہ آپ ہی کے حکم سے اشتر لڑ رہے ہین اور آپنے اونکو لڑائی سے روکا نہین۔ آپنے فرمایا۔ کیا تمنے دیکھا تھا کہ یزید کو اشتر کے پاس بھیجتے وقت مین نے یزید سے کوئی بات تمسے پوشیدہ کہی تھی۔ کیا مین نے جو کچھ کہا سب کے سامنے برملا سبکو سنا کر نہین کہا۔ پھر مجھپر یہہ الزام کسواسطے ہی"۔ اونہون نے جواب دیا۔ کچھ ہو۔ ہم یہ جھگڑا نہین جانتے۔ صاف صاف آپسے کہتے ہین کہ اشتر کو جلد واپس بلا لیجئے ورنہ ہم آپکو معزول کر دینگے۔ آپنے یزید سے جھڑک کر کہا۔ جاؤ اشتر سے کہہ دو کہ میرے پاس فوراً چلے آئین۔ فتنہ کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اب یہ دروازہ بند کرنے سے بند نہ ہوگا۔ یزید پھر اشتر کے پاس گئے اشتر نے پوچھا۔ کیا قرآن شریف اوٹھانے سے یہ قیامت برپا ہوئی۔ یزید نے کہا۔ ہان۔ اشتر نے کہا۔ مجھکو اسکا خیال پہلے ہی ہوا تھا۔ عمرو بن العاصؓ کی رائے نے یہ فتنہ اوٹھایا ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ فتح ہمارے ہاتھ ہونے والی ہے۔ یہہ موقع ایسا نہین ہے کہ مین یہان سے ذرا دیر کو بھی الگ ہون۔ یزید نے کہا۔ کیا تم فتح ہونا دوست رکھتے ہو یا یہ پسند کرتے ہو کہ امیر المومنین دشمنون کے قبضہ مین ہو جائین یا شہید کر ڈالے جائین۔ اشتر نے کہا کیسی منظور کر سکتا ہون کہ ہمارے امیر المومنین کے دشمنونکو صدمہ پہونچے۔ یزید نے پورا حال اور اون لوگونکا قول بیان کیا۔ اشتر سنتے ہی فوراً حاضر ہوے۔ مسعر اور اوسکے ہمراہیونسے مخاطب ہوکر کہا۔ اے اہل عراق۔ صاحب ذلت و خواری جب تم اہل شام پر غالب آئے اور اونکو بھی تمہارے غلبہ کا یقین ہو گیا تو اونہون نے قرآن شریف اوٹھائے اور تمکو اوسکے فیصلہ پر بلانے لگے۔ خدا کی قسم۔ یہ لوگ بڑے مکار غدار ہین۔ انہون نے احکام الٰہی کو بالکل ترک کر دیا اور راہ حق و طریق سنت چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ قرآن مجید اوٹھانا ان لوگونکا محض فریب تھا جس مین تم پھنس گئے۔ خدا کے واسطے مجھکو بقدر دودھ دوہنے کے

مہلت دو۔ تمہاری فتح کے آثار محسوس ہو رہے ہین ایک دم مین فتح کامل نصیب ہو گی۔
مسعر کے تابعین نے انکار کیا۔ اشتر نے کہا۔ اچھا اس سے بھی کم اسقدر مہلت دو کہ جسقدر
وقت مین گھوڑے کی ایک دوڑ ختم ہوتی ہے کیونکہ مجھکو قوی امید فتح کی ہے۔ افسوس
عین وقت پر تم دہوکا کھاتے ہو۔ دیکھو پچتاؤ گے اسکا یہہ جواب ملا۔ اب اگر ہم لڑنے کی
اجازت دین تو تمہارے ساتھہ ہم بھی گناہ مین شریک ہونگے۔ اشتر نے کہا۔ بھلا تم لوگ اسکا
تو جواب دو کہ ابھی دو چار گھڑی پہلے جب وہ لوگ تم سے لڑ رہے تہے اور تم سے افضل اور
اشرف لوگونکو جنکو تم بالیقین اپنے سے بہتر مانتے ہو شہید کر رہے تھے کیا اوسوقت تم حق پر
لڑتے تہے یا ناحق کی لڑائی تہی اور اب جو لڑائی سے رک رہے ہو تو یہ رُکنا حق ہی یا ناحق
اگر یہہ ترک قتال حق ہے اور لڑائی ناحق تہی تو جسقدر صحابہ شہید ہوے تمہاری اعتقاد
کے بموجب سب آگ مین داخل ہوے۔ جواب ملا۔ اے اشتر یہ باتین جانے دو۔ ہم شامیون سے
اللہ واسطے لڑے اور اللہ واسطے ہی اونسے جنگ ترک کی۔ اشتر نے کہا۔ افسوس صد افسوس
تم فریب دیگئے اور اونکے فریب مین آکر لڑائی چھوڑ بیٹھے۔ ہاتھہ آئی ہوئی فتح کھو دی۔ اے
سیاہ پیشانی والو۔ یہہ تمہاری پیشانیونکے کالے کالے ڈھٹے جو کثرت سجود سے نمایان ہین
انکو دیکھکر سمجھتے تہے کہ تم بڑے نمازی ہو۔ زہد دنیا دل مین سمایا ہے۔ دیدار خداوند تعالیٰ
مین نہایت ذوق وشوق کے ساتھہ نمازین پڑھتے ہو۔ آج معلوم ہوا کہ تمہاری غرض ان
ٹکرون سے محض طلب دنیا تہی اور ساری نماز ریاکاری کی تہی۔ دنیا تمکو حاصل نہ ہو گی بلکہ
مین خیال کرتا ہون کہ آج سے تم لوگ کبھی عزت و بزرگی کا منہ نہ دیکھو گے اور سدا خوار و ذلیل
رہوگے۔ دور ہو جس طرح قوم ظالم رحمت خداوندی سے بعید ہو گئی۔ اشتر کی اس سخت کلامی پر
ہمراہیان مسعر نے انکو خوب گالیان دین۔ اشتر نے بھی انکو برا کہا۔ اونہون نے اشتر کی سواری

منہ پر کوڑے مارے۔ اشتر نے اپنا کوڑا اونکی سواری پر چلایا۔ قریب تھا کہ باہم جنگ چھڑ جائے لیکن جناب امیرالمومنین نے فریقین کو ڈانٹ دیا جس سے وہ شور وغل فرو ہوگیا اور سب نے کھا۔ ہم بدل منظور کرتے ہین کہ قرآن ہمارے اونکے درمیان فیصلہ کردے۔

لڑائی کا خاتمہ تو اشتر کے ادہر آتے ہی ہوچکا تھا اب اسوقت لڑائی بالکل بند ہوگئی چارون طرف ایک سکوت کا عالم ہے نہ ہتھیارونکے چلنے کی آواز آتی ہے نہ اونکی رنی اور رجزخوانی کی صدا کسی کان مین پہونچتی ہے البتہ مقتولین معرکہ پر رونے والونکی آہ وزاری کی المناک آوازین رہ رہ کر کانونمین پڑجاتی ہین۔ زمین وآسمان مین ایک اداسی چھائی ہوئی ہے۔ میدان کارزار مین مقتولین کی لاشین جابجا پڑی نظر آتی ہین کسی طرف زخمی خاک وخون مین پڑے لوٹ رہے ہین کسی جگہ کسی لاش پر اوسکے دوچار عزیز واحباب لاش اوٹھانیکی فکر مین کھڑے ہین۔ اسوقت معرکہ جنگ ایک ہیبتناک منظر ہو رہا ہے۔

تقررِ حکمین

جب غل وشور رفع ہوگیا اور لڑائی بھی رک گئی تو اشعث بن قیس کندی آگے بڑھکر جناب امیرالمومنین کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ لوگون نے قرآن مجید کا حکم مان لیا اور قتال وجدال سے ہاتھ روکا اگر آپ اجازت دین تو مین حضرت معاویہؓ کے پاس جاؤن اور اون سے اونکے منشاء دلی کو دریافت کرون۔ آپنے اجازت دی۔ اشعث حضرت معاویہؓ کے پاس آے اور کہا۔ آپنے کس غرض سے قرآن شریف نیزونپر بلند کئے۔ جواب ملا تاکہ ہم اور تم اللہ تعالی کے حکم کی طرف رجوع کرین۔ تم اپنی طرف سے ایک شخص جسکو متدین سمجھو منتخب کرو اور ہم بھی ایسا ہی شخص اپنی طرف سے انتخاب کرین پھر اون دونون سے حلف لیا جاے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کرینگے بعد ازان جو فیصلہ وہ کردین اوسپر

ہم اور تم دونون بخوشی خاطر راضی ہوجائین۔ اشعث نے کہا۔ یہہ فیصلہ بہت مناسب ہے ہمکو منظور ہے۔ یہہ کہکر امیر المومنین کیخدمت مین آے اور حضرت معاویہؓ کا پیغام پہونچایا۔ حاضرین جلسہ نے کہا۔ ہم بھی اس پر راضی ہین اور اس فیصلہ کو قبول کرتے ہین۔

اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاصؓ کو منتخب کیا۔ اشعث۔ زید بن حصین۔ مسعر بن فدکی اور اون لوگون نے جو بعد کو خارجی ہوگئے کہا۔ ہم ابو موسیٰؓ پر راضی ہین وہ ہماری طرف سے حکم ہون۔ علی مرتضیٰؓ نے فرمایا۔ مین اس انتخاب پر راضی نہین۔ اشعث اور اوس کے ہمراہی کہنے لگے کہ ہم تو انہین کو انتخاب کرتے ہین۔ انہون نے ہمکو قبل واقعہ جن امور سے ڈرایا وہ سب پیش آے۔ ہم انکے سوا دوسرے کو اپنی طرف سے حکم نہ بنائین گے۔ ارشاد مرتضوی ہوا۔ مین ابو موسیٰؓ پر بالکل اعتبار نہین کرتا۔ یہ وہی شخص ہین جو مجھسے متنفر ہوکر بھاگے۔ واقعہ جمل مین لوگونکو میرے ساتھ جانے سے روکا اور میری طرف سے اونکو بہکایا پھر بھی مین نے طرح دی ایک ماہ بعد اونکو امن دیا۔ مین ایسے شخص کو ہرگز حکم نہ بناؤنگا البتہ ابن عباسؓ اس قابل ہین۔ اونکو اپنی طرف سے حکم کرسکتا ہون۔ اشعث وغیرہ نے کہا آپ اور وہ دونون ایک ہین۔ ابن عباسؓ آپکے عزیز ہین۔ جب آپکا حکم ہم نہین مانتے اور یہ ضرورت دوسرے کو حکم بنارہے ہین تو اسوقت جیسے آپ ویسے ابن عباسؓ۔ ہم ایسے شخص کو حکم بنایا چاہتے ہین جسکو آپکے اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ تعلق یکسان ہو کسی جانب قرابت قوی اور احتمال لحاظ رشتہ داری کا نہ ہو تاکہ بلا پاس و لحاظ کسی کے حق اللہ فیصلہ کردے۔ جناب مرتضوی نے فرمایا۔ اچھا ابن عباسؓ کو جانے دو اشتر تو میرے عزیز نہین ہین۔ یہی حکم ہون۔

اشعث وغیرہ۔ اشتر ہی کی ذات سے تو سارا فساد پھیلا ہے کیا انکے سوا کوئی دوسرا

شخص آپکو نہین ملتا۔ ارشاد ہوا کیا تم کو ابوموسیٰؓ کے سوا اور کوئی شخص نظر نہین آتا۔

منکرین بولے بیشک۔ ابوموسیٰؓ کو آنحضرت کی صحبت نصیب ہوئی جس سے اشتر محروم ہین [علاوہ اسکے ابوموسیٰ ایک بےغرض و بے عوض آدمی ہین (بدائع) تعصب و رجنبہ داری کو اونمین دخل نہین۔]

امیرالمومنین ان مباحث سے تنگ ہو گئے اور مجبور ہو کر ارشاد فرمایا۔ اچھا جو چاہو اور جو تمہاری سمجھ مین آے وہ کرو۔

اس گفتگو کے دوران مین احنف بن قیس نے کہا۔ امیرالمومنین۔ آپ اسوقت سخت تردد مین مبتلا ہین مین نے ابوموسیٰؓ کو خوب آزمایا ہے۔ اونکی مثال بعینہ اوس کنوئین کی سی ہے جسکی جگت پست اور پانی قریب ہو ہر شخص بآسانی اوس سے پانی لے سکتا ہو اس کام کے واسطے تو ایسا شخص موزون ہے جو انسے ایسا قریب ہو کہ گویا انکے ہاتھون مین ہے اور اگر چاہے تو انسے ایسا دور ہو جاے کہ گویا آسمان پر ایک تارہ ہو گیا اور اوسکو کوئی پا نہین سکتا اگر آپ مجھکو حکم ہونیکا مستحق نہین سمجھتے تو مجھکو بھی ان دو حکمونکے ساتھ ثالث کر دیجئے مین ہمیشہ سے آپکا خیر خواہ ہون جب کوئی سختی پیش آئی مین نے اوسکو آسان کر دیا اور جب کسی امر پیچیدہ مین کوئی گتھی پڑ گئی تو مین ہی نے اوسکو سلجھایا اور جب آپ کے نفع کے کام مین کوئی گرہ لگائی اور وہ کھل گئی تو پہلی گرہ سے زیادہ مضبوط دوسری گرہ اوسکی جگہ لگا دی اور آپکا کام سنبھالا۔ اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرونگا۔ اشعث وغیرہ نے اسکو بھی نہ مانا اور ابوموسیٰؓ کی حکم ہونے پر اڑے رہے۔ احنف بن قیس نے کہا۔ اگر تم ابوموسیٰؓ ہی کو حکم کرتے ہو تو انکی پشت کو مردونکی مدد سے گرمی دو۔ اس مابین مین اشتر امیرالمومنین کی

خدمت مین حاضر ہوی۔ بعد گفتگوے بسیار وبحث وتکرار یہی راے قرار پائی کہ ابوموسیٰ ادہر سے حکم ہون چنانچہ انکے بلانیکو انکا غلام جو یہان موجود تہا روانہ کیا گیا۔ یہہ لڑائی سے الگ بمقام عرض مقیم تہے۔ غلام نے انکے پاس پہونچکر ظاہر کیا کہ فریقین مین مصالحت ہو گئی۔ ابوموسیٰ رضؓ نے کہا الحمد للہ۔ پہر غلام نے کہا۔ لوگون نے آپکو حکم قرار دیا ہے اور آپکی رای پر فیصلہ منحصر کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ کہکر روانہ ہوے۔ تاریخ مسعودی مین ہی کہ قبل واقعہ صفین ابوموسیٰؓ کہتے تہے۔ بنی اسرائیل مین برابر جنگ ہوتی رہی آخر کار دو حکم مقرر کئے مگر اونکا فیصلہ ایسا ہوا کہ فریقین اوسپر راضی نہ ہوے۔ سوید بن علقمہ نے سنکر کہا۔ شاید ایسا ہی اتفاق اب بہی ہو تو آپ کسی طرف حکم نہ ہونا۔ ابوموسیٰ رضؓ نے فرمایا خدا ایسا وقت نہ لاے کہ مین حکم بنایا جاؤن۔ میرے واسطے توکہین زمین و آسمان مین جاے امن نہ رہیگی۔ بعد اس واقعہ کے جب یہ حکم ہوے تو سوید نے انسے کہا۔ آپکو اپنی وہ بات یاد ہے۔ جواب دیا۔ بہائی خدا سے عافیت طلب کرو یعنی مین حکم تو بنایا گیا ہون خداوند تعالےٰ انجام بخیر کرے۔

جناب امیرالمومنین کے لشکر مین یہہ قصہ پیش ہی تہا کہ حضرت ابوموسیٰؓ تشریف لاے۔ عمرو بن العاصؓ بہی آپکی خدمت مین اقرارنامہ لکہنے کو حاضر ہوے۔ کاتب نے یہہ عبارت لکہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما تقاضیٰ علیہ۔ امیرالمومنین عمرو بن العاص نے جہٹ قلم پکڑ لیا اور کہا۔ یہہ ہمارے امیر نہین۔ تمہارے ہون توہون (اس لفظ کو قلمزد کر دو) جناب شیرخدا نے بہ خیال رفع فساد فرمایا کہ انکا کہنا کرو۔ احنف بن قیس بولے۔ اس لفظ کو نہ مٹائیے مجہے اسکے مٹانے سے بدفالی کا خیال ہوتا ہے۔ مجھکو بڑا خوف ہی کہ اگر اسوقت لفظ امیرالمومنین مٹا ڈالئے گا تو پہر یہہ خطاب آپکو نہ ملیگا۔ اسکو نہ مٹائیے چاہے اسپر

جنگ ہوجاے۔ اشعث نے کہا کہ امیرالمومنین کا لفظ ضرور مٹا دیجئے۔ امیرالمومنین نے فرمایا (لفظ امیرالمومنین اپنے ہاتھہ سے مٹاکر) اللہ اکبر صلح حدیبیہ مین بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا یہہ قدیمی سنت ہے۔ حضور نے اپنے ہاتھہ سے لفظ رسول اللہ مٹاڈالا اور فرمایا۔ اے علیؓ تمکو بھی ایک دن ایسا ہی واقعہ پیش آویگا۔ عمرو بن العاص کہنے لگے سبحان اللہ۔ آپ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہین۔ حالانکہ ہم مسلمان ایماندار ہین۔ حضرت مرتضوی سے ارشاد ہوا۔ اے ابن نابغہ تم کب فاسقونکے سردار و مددگار اور مسلمانونکے دشمن نہ تھے۔ عمرو بن العاص بولے۔ آجکے بعد خداوند تعالی پھر کبھی آپکی صورت نہ دکھلاے۔ ارشاد ہوا۔ میری بھی خدا سے یہی دعا ہے کہ اللہ تعالی میری مجلس کو تمسے اور تم ایسے لوگونسے ہمیشہ پاک کرے۔ عمرو بن العاصؓ خاموش ہوگئے اور کاتب نے لکھنا شروع کیا۔ ھذا ما تقاضی علیہ علی بن ابی طالب ومعاویۃ بن ابی سفیانؓ۔ قاضی علیؓ علی اھل الکوفۃ ومن معھم۔ وقاضی معاویۃ علی اھل الشام ومن معھم اننا ننزل عند حکم اللہ وکتابہ وان لا یجمع بیننا غیرہ وان کتاب اللہ بیننا من فاتحۃ الی خاتمۃ نحیی ما احیی ونمیت ما امات فما وجد الحکمان فی کتاب اللہ وھما ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس وعمرو بن العاصؓ عملا بہ وما لم یجد الا فی کتاب اللہ فالسنۃ العادلۃ الجامعۃ غیر المفرقۃ۔ ترجمہ۔ یہہ وہ عہدنامہ ہے جسپر علیؓ بن ابی طالب اور معاویہ بن سفیان نے باہم فیصلہ کیا ہے علیؓ نے اہل کوفہ اور اون لوگونکی طرف سے جو اہل کوفہ کے ساتھہ ہین حکم مقرر کیا اور معاویہؓ نے اہل شام اور اون لوگونکی جانب سے جو اہل شام کے ساتھہ ہین دوسرا حکم مقرر کیا۔ اقرار یہ ہے کہ ہم لوگ ان کے حکم اور اوسکی کتاب کو اپنا حاکم اور منحصر علیہ قرار دیتے ہین اور یہہ بھی اقرار ہے کہ سواے حکم خدا اور کتاب اللہ کے دوسرے کو کچھہ دخل

اور آمیزش ہمارے معاملہ مین نہوگی۔ کتاب اللہ شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان ہے جسکو اس کتاب نے زندہ کیا ہم ہی اوس کو زندہ رکھین گے اور جسکو اس نے مارا ہے ہم ہی اوسکو مارین گے پس یہہ دونون حکم ابوموسیٰ وعمرو بن العاص کتاب اللہ پر عمل کرین اور جو کتاب اللہ مین نہ پائین تو ایسی سنت کی روسے حکم دین کہ وہ انصاف کرنے والی سب کو طریق واحد پر جامع ہوا وسمین اختلاف پیدا کرنے والی نہو۔ علامہ مسعودی نے اتنا اور بڑھایا ہے۔ دونون حکم کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرینگے۔ اگر اوسکے خلاف اونکا فیصلہ ہوگا تو درجہ اعتبار سے ساقط سمجھا جائیگا۔

بعد تحریر عہدنامہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ وعمرو بن العاصؓ نے جناب امیر المومنین علیؓ حضرت معاویہؓ اور دونون لشکرون سے یہہ عہد و پیمان لیا کہ حکمین کو اونکے جانون اور اہل وعیال کا امن دیا جاے اور امت مرحومہ پر واجب ہے کہ جو فیصلہ یہہ دونون کردین اوسکے نفاذ واجرا پر انکی مدد و اعانت دل سے کرے۔ ابوموسیٰؓ وعمرو بن العاصؓ دونون حکمین کا یہہ فرض منصبی ہے کہ خدا کو حاضر وناظر سمجھکر بلارو رعایت کسی فریق کی کتاب اللہ کے موافق حق فیصلہ کردین اور امت مرحومہ کو لڑائی وفساد جنگ و جدال وتفرقہ مین نہ ڈالین اگرچہ فیصلہ کرنے کی میعاد ماہ رمضان المبارک ۳۷ھ مقرر ہے مگر حکمین کو اختیار ہے کہ اسکے بعد جب چاہین فیصلہ کرین۔ مقام فیصلہ ایسی جگہہ ہو جو درمیان اہل کوفہ واہل شام نصف مسافت پر دونون کے بیچ مین واقع ہو۔ ان شرائط کے طے ہوجانے پر طرفین سے سربرآوردہ ومعزز اشخاص اصحاب ذیل نے اپنے دستخط اور گواہی کردی امیر المومنین کی طرف سے یہہ لوگ تھے۔ اشعث بن قیس۔ سعید بن قیس ہمدانی۔ عبداللہ بن طفیل عامری۔ عقبہ بن زیاد حضرمی۔ یزید بن حجیہ تیمی۔ مالک بن کعب ہمدانی۔ ورقا بن سمی بجلی۔ عبداللہ بن محل عجلی

حجر بن عدی کندی۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے یہہ اشخاص ہین۔ ابوالاعور۔ حبیب بن مسلمہ۔ زمل بن عمرو عذری۔ حمزہ بن مالک ہمدانی۔ عبدالرحمن بن خالد مخزومی۔ سبیع بن یزید انصاری علتبہ بن ابی سفیانؓ۔ یزید بن الحر عبسی۔ یہہ عہدنامہ تیرہوین صفر ۳۷ھ کو لکہا گیا اور یہہ رائے قرار پائی کہ ماہ رمضان المبارک مین جناب امیرالمومنین علیؑ بمقام دومتہ الجندل یا ازرح حکمین کے پاس وقت فیصلہ تشریف فرما ہون۔ اشتر سے دستخط کرنے کو کہا گیا تو اوس کا یہہ جواب ملا مین اگر اس قرارنامہ پر دستخط کرون تو میرا داہنا ہاتہہ میرے ساتہہ نہ رہے اور نہ بایان ہاتہہ مجہکو نفع دے میرے پاس کوئی ایسی دلیل خدا کی طرف سے نہین کہ مین اپنے دشمن کو گمراہ نہ سمجہتا ہون۔ کیا تم لوگون نے فتح ہوتے ہوے نہین دیکہی تہی اشعث نے کہا۔ بخدا مین نے فتح ہوتے نہ دیکہی۔ اب تم بہی ہمارے ساتہہ ہو جاؤ اور ہم سے اعراض نہ کرو۔ اشتر نے جواب دیا۔ خدا کی قسم۔ دنیا کے کام مین بہی تم سے الگ ہون اور آخرت کے امور مین بہی تمسے علٰحدہ رہونگا۔ خداوند تعالٰے نے میری تلوار سے ایسے لوگونکے خون گرائے ہین جو تم سے بہتر و افضل تہے۔ تمہارا خون کچہہ اونکے خون سے حرمت و عزت مین بہتر نہین ہے اس فقرہ سے اشعث کا چہرہ سیاہ پڑگیا پہر اشعث اقرارنامہ لیکر خوش خوش لشکر مین نکلے اور لوگونکو سناتے پہرتے تہے۔ اقرارنامہ کا مضمون پڑہتے ہوے قبیلہ بنی تمیم مین گذرے اونمین عروہ بن ادیہ ابوبلال کے بہائی بیٹہے تہے اور بنی تمیم تو اقرارنامہ سنکر خاموش رہے مگر عروہ بن ادیہ نے کہا۔ تم خدا کے کامون امر ونہی مین لوگونکو حکم بناتے ہو اور اونکی رائے پر فیصلہ ہوتا ہے مگر خدا کے سوا کسی کا حکم منظور و مقبول نہین ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے (لاحکم الا للہ (اس فقرہ کا کہنے والا پہلا شخص یہی ہے) یہہ کہکر اشعث پر تلوار چلائی۔ اشعث نے اپنا گہوڑا بڑہا دیا۔ وہ تلوار اوسکے پیٹہے پر پڑی اور خفیف زخم آیا۔ اشعث اپنا گہوڑا

اوس مجمع سے نکال لیگئے۔ انکی قوم یہہ واقعہ سنتے ہی جمع ہوگئی اورانکو بنی تمیم کی طرف پھیر لائی۔ کچھہ لوگ یمن کے بہی اشعث کے طرفدار ہوگئے۔ قریب تہاکہ بنی تمیم اور اشعث کے طرفدارونمین تلوار چل جاے مگر احنف بن قیس اور مسعر فدکی اور چند اشخاص بنی تمیم نے اس معاملہ مین پڑکر نزاع دفع کردیا۔ عروہ بن ادیہ کی جانب سے معافی طلب کی گئی اور فساد کو آگے بڑہنے سے روک دیا گیا۔

جناب امیر المومنین کی خدمت مین بعض لوگون نے اشتر کا انکار اور اقرار نامہ پر دستخط نہ کرنا اور اشتر کا پہر جنگ کرنیکا ارادہ بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ واللہ۔ میری راے تو مصالحت اور تقرر حکمین کی پہلے ہی سے نہ تہی مگر تمہین لوگون نے یہہ کیا اور اقرار نامہ لکھوالیا۔ اب صلح کے بعد اور اقرار مدارسطے ہو جانے پر مین رجوع نہین کرتا۔ خلاف وعدہ و اقرار حکم خدا کی مخالفت کرکے گناہ مین نہ پڑونگا اور خدا کی کتاب چھوڑکر اوس سے آگے نہ بڑہونگا البتہ جو شخص خدا کا حکم نہ مانے اوس سے لڑو۔ باقی رہا میری نسبت اگر یہہ خیال ہو کہ مین لوگونکے ڈر سے خلافت چھوڑکر الگ ہوجاؤن تو یہہ خیال باطل ہے مین ان لوگونمین کسیکو ایسا نہین پاتا کہ اس امر مین میرا مقابلہ کرے اور نہ مین کسی سے ڈرتا ہون۔ رہی اشتر کی شکایت۔ کاش تم مین سے اوس جیسے دو شخص یا ایک ہی شخص ہوتا اور جیسا کچھہ مین اپنے دشمن کے معاملہ مین سمجھتا ہون ویسا وہ بہی سمجھتا۔ خیر جو ہوا اچھا ہوا تم لوگونکا بار میرے سر سے بہت کچھہ ہلکا ہوگیا۔ آیندہ امید ہے کہ تمہارے کام راست ہو جاوین۔ تم گویا دہوکا کہ مین نے اس سے قبل تمکو صلح ہونے سے منع کیا تہا مگر افسوس تمنے نہ مانا۔ تم نے ایسا کام اختیار کیا ہے جس سے تمہاری قوت مین ضعف آگیا اور تمہارا دباؤ جاتا رہا۔

واپسی از جنگ صفین

بعد تحریر اقرارنامہ و تکمیل شرائط صلح لوگوںمین اختلاف پڑ گیا۔ بعضے اسپر خوش تھے بعضے تحکیم اور فیصلہ مجوزہ کو خلاف حکم خدا اور رسول سمجھکر جناب علی مرتضیٰ ع کے مخالف ہو گئے۔ یہانتک نزاع و خلاف باہمی پیدا ہوا کہ آپکے لشکر مین بھائی بھائی سے۔ بیٹا باپ سے۔ عداوت رکھنے لگا۔ جسکو دیکھو عداوت پر کمربستہ تھا۔ سارا لشکر آپس مین ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ جناب امیرالمومنین نے انکے انجام کار پر غور فرماکر حکم دیدیا کہ یہان سے لشکر کوچ کرے اور سب اپنے اپنے گھر چلے جائین (تاریخ مسعودی)

لوگ صفین سے چل دیئے اور جناب امیرالمومنین نے بھی کوچ کیا۔ فرقہ حروریہ آپکے مخالف ہو گیا۔ سب سے اول کلمہ انکا یہی تہا کہ حکم بنانا درست نہین ہے۔ آپکے لشکر والے جس راستہ سے گئے تھے واپسی مین اوسکے خلاف خشکی کی راہ سے واپس ہوے۔ راہ مین آپس مین گلنخپ کرتے۔ گالی گلوچ۔ لپا ڈکی۔ پھبتیاں اوڑاتے۔ آوازے کستے چلے جاتے تھے۔ خوارج کہتے تھے "اے دشمنان خدا۔ تمنے خدا کے کام مین سستی کی اسکا انجام برا دیکھوگے" محبان امیرالمومنین جواب دیتے "اے نالائقو۔ تمنے ناحق ہمارے امام کو چھوڑا امت مرحومہ مین فرقت ڈالی۔ خدا تمکو سمجھے اور اسکا عوض جزاے بد دے"

مسافت راہ قطع کرکے نخیلہ سے آگے بڑھ گئے اور کوفہ کی آبادی۔ مکانات دور سے نظر آنے لگے متصل کوفہ چند مکانات تھے وہان زیر سایہ دیوار ایک مرد ضعیف بیٹھا ہوا تہا۔ اوسکے چہرہ سے آثار ضعف و نقاہت ظاہر ہوتے تھے۔ امیرالمومنین ع نے اوسکو سلام کہا۔ بوڑہے نے بہت خوبی سے جواب سلام دیا۔ آپنے پوچھا مین تمکو بیماری سے متغیر پاتا ہون اور تمہارے چہرہ سے ضعف نظر آتا ہے۔ مرد ضعیف نے جواب دیا۔ ہان۔ مین

بیمار تھا۔ فرمایا۔ شاید تم بیماری سے ناخوش تھے۔ جواب ملا۔ بیشک مین چاہتا تھا کہ یہ مرض دوسرے کو ہوتا اور مین محفوظ رہتا۔ آپنے فرمایا۔ کیا مرض مین تمکو امید ثواب نہ تھی۔ اوسنے عرض کیا۔ کیون نہین۔ ارشاد ہوا۔ تمکو بشارت ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے رحم و کرم سے تمہارے گناہ بعوض تکلیف مرض کے بخش دیئے۔ تمہارا کیا نام ہے۔ پیرمرد نے کہا۔ مجھکو صالح بن سلیم کہتے ہین۔ پوچھا گیا۔ کس قبیلہ سے ہو۔ جواب دیا۔ اصل تو قبیلہ سلامان طے سے ہون مگر اب سلیم بن منصور کے جوار مین ہون۔ فرمایا۔ سبحان اللہ تمہارا نام کیا اچھا ہے اور تمہارے باپ کا نام کسقدر پیارا ہے اور جسکی طرف تم منسوب ہو وہ بھی خوب ہے۔ جسکے جوار مین ہو اوسکا نام بھی دلچسپ ہے۔ کیا تم ہمارے ساتھ اس لڑائی مین تھے۔ پیرمرد نے کہا نہین حاضر ہوسکا۔ بخدا میرا پختہ ارادہ تھا لیکن بخار نے شرکت سے معذور رکھا۔ فرمایا۔ مریضون اور ضعیفون پر کچھ الزام نہین۔ بھلا یہہ تو بتاؤ کہ ہمارے اور شامیون کے اس جنگ کی بابت لوگونکا کیا خیال ہے۔ ضعیف نے التماس کی۔ جو لوگ عوام الناس کے درجہ مین بدوضع اور شریر النفس ہین وہ تو خوش تہے اور باقی غمگین و اوداس اور یہ لوگ خیرخواہ ہین۔ آپنے فرمایا۔ سچ کہتے ہو۔ خداوند تعالی نے تمہارا مرض تمہارے گناہونکا کفارہ کردیا کیونکہ دراصل مرض کوئی امر ثواب اور نیکی نہین لیکن بندہ مین جو گناہ پاتا ہے اوسکو گرا دیتا ہے۔ اسواسطے مرض اچھا سمجھا جاتا ہے اجر تو زبانسے نیک بات کہنے۔ ہاتھہ پانؤن سے اعمال نیک کرنے مین ہے۔ خداوند تعالی محض عقائد حقہ کی بدولت ایک عالم کو جنت مین داخل کریگا۔ یہہ فرما کر آپ آگے بڑہے تھوڑی دور چلکر عبداللہ بن ودلیعہ انصاری ملے اور آپکو سلام کرکے ساتھہ ہوے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ ہمارے بارہ مین لوگونکے کیسے خیالات ہین۔ عرض کیا بعضے تو خوش تہے اور بعضے ناخوش۔ فرمایا۔ عوام کو جانے دو اہل عقل باتمیز اشخاص کی

کیا راہی ہے۔ کہا۔ وہ لوگ یہہ کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علیؓ کے ساتھہ ایک جماعت عظیم تہی آپنے اونمین جدائی ڈالکر فرقہ فرقہ کر دیا۔ اونکے پاس ایک مضبوط قلعہ تہا اوسکو خود منہدم کر دیا۔ اب اوس قلعہ کی بنا اور امت کا اجتماع دشوار ہے اور اگر امیر المومنین بعض لوگونکے خلاف کرنے کا خیال نہ کرتے بلکہ جو مطیع تہے اونکو لیکر شامیون سے لڑتے رہتے اور فتح پاتے یا ہلاک ہوتے تو یہہ عین ہوشیاری تہی۔ ارشاد فرمایا مین نے سنگین قلعہ کو مسمار کیا یا خود اونہین لوگون نے۔ مین نے جماعت مین تفرقہ کی یا خاص اونہون نے اب رہی اونکی یہہ بات کہ مین صلح نہ کرتا بلکہ بدستور سابق لڑے جاتا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہ امر مجہپر مخفی نہ تہا اور مین بہی اسکو خوب سمجہے ہوے تہا مین نے اپنی جان کی کچہہ پرواہ نہ کی تہی مین جان کے ساتہہ سخاوت کرنے پر اور مرنے پر خوش تہا اور مین نے آگے بڑہنے کا قصد کر لیا تہا اور یہی نیت تہی کہ لڑائی سے ہاتہہ نہ رکنے پاوے چاہے جان رہے یا جاوے مگر بات نہ جاوے لیکن افسوس تو یہہ ہے کہ میرے لڑکے حسنؓ وحسینؓ میرے قصد پر مطلع ہوکر مجہسے آگے بڑہ گئے۔ پہر مین نے دیکہا تو عبداللہ بن جعفرؓ محمد بن حنفیہ بہی میرے آگے آگے تہے مین اوسوقت اس بات سے ڈرا کہ خدانخواستہ یہہ لڑکے اگر جنگ مین شہید ہوگئے تو جناب رسول خداؐ کی نسل منقطع ہوجاویگی پس اس خوف نے مجہکو صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔ اگر زندگی باقی ہے اور خدا کو منظور ہے تو وہ لوگ کہان جاتے ہین مین اکیلا تن تنہا اونسے لڑونگا یہ فرماکر آگے بڑہے۔ آپکے داہنے ہاتہہ پر سات آٹہہ قبرین نظر آئین۔ فرمایا۔ یہہ قبرین یہان کیسی ہوئین۔ لوگون نے عرض کیا۔ آپکے پیچہے حضرت خباب بن ارتؓ نے وفات پائی۔ اونکی یہہ وصیت تہی کہ گہر سے باہر شہر کے کنارہ دفن کیے جائین لہذا حسب وصیت اونکی قبر یہان ہوئی اونکے بعد اور لوگون نے بہی یہان دفن کرنا شروع کر دیا چنانچہ اب یہہ چند قبرین جو

آپنے ملاحظہ فرمائین یہان ہوگئین۔ آپنے اونکا نام سنکر تاسف کیا اور فرمایا۔ خداوند تعالےٰ
خبابؓ پر رحم فرماے۔ کیا خوبی کے آدمی تہے۔ دل سے اسلام قبول کیا۔ خوشی کے ساتھہ
ہجرت کی۔ زندگی جہاد کفار مین گذاری۔ امراض جسمانی مین مبتلا رہے۔ اللہ تعالیٰ کسیکا نیک
عمل ضائع نہین کرتا۔ پھر اون قبرونپر کہڑے ہوے اور فرمایا "اسلام علیکم۔ اے وحشتناک
گہرونکے رہنے والے اور میدان مین گذر کرنے والے۔ اے مسلمان مرد و عورت۔ تم ہم سے
آگے پہونچے۔ ہم ہی تمہارے پیچہے پیچہے آتے ہین اور عنقریب تمسے مل جاوینگے۔ خداوندا ہم کو اور
ہمارے ان مسلمان بہائیون کو بخش دے اور ہمارے سب کے گناہ معاف فرما۔ مبارک وہ
شخص ہی جسنے آخرت کو یاد کیا اور عذاب آخرت سے ڈرا۔ عمل اچہے کئے اور روز حساب کے واسطے
کمائی نیک کی۔ تہوڑے رزق پر قناعت وصبر کیا اور اللہ جل شانہ کی تقدیر پر راضی رہا"
یہ دعا ختم کرکے آگے بڑہے۔ کوچہ بنی ثور کے متصل ہوکر گذرے وہان ایک مکان سے رونیکی
آواز سنکر دریافت فرمایا کہ کون رو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مقتولین جنگ صفین کے ورثا اپنی
اعزہ کو یاد کرکے رو رہے ہین۔ ارشاد ہوا مین شہادت دیتا ہون کہ جو لوگ میرے ساتھہ اس
جنگ مین ثواب کی امید پر لڑے اور مارے گئے وہ بیشک شہید ہوے۔ پہر جس جگہہ قبیلہ فائشین کا
مسکن تہا وہان گذرے۔ وہان ہی رونے کی آواز سنی اور تسلی وتشفی فرماکر آگے بڑہے پہر محلہ
شبا فیین مین پہونچے۔ ایک زور وشور کی آواز گریہ وزاری سنکر آپ وہان ٹہیر گئے۔ حرب بن
شرحبیل شبامی اپنے گہر سے نکل آے۔ آپنے اونسے فرمایا۔ کیا تمہاری عورتین تمپر غالب ہین۔ تم
اونکو رونے چیخنے سے منع نہین کرتے۔ اونہون نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین ہم کیا کرین
مجبور ہین۔ اگر ایک دو گہر کے لوگ مارے جاتے تو صبر آتا ہم گہر والونکی تسلی وتشفی کرتے عورتونکو
رونے چلانے سے باز رکہتے مگر اس خاندان کی تو بالکل صفائی ہوگئی۔ ایک سو اسّی جوان

مقتول ہوے۔کس کسکو منع کرین کس کسکو سمجھائین۔کوئی گھر ایسا نہین جس مین رونے والے نہون۔ہم مرد تو صبر کرتے ہین بلکہ شہادت سنکر خوش ہوتے ہین۔جناب علیؓ نے فرمایا۔خدا تمہارے مقتولین اور مردون پر رحم فرماے۔پھر تسلی و تشفی فرماکر آگے روانہ ہوے۔حرب بن شرحبیل پاپیادہ آپکے ساتھ تھے اور آپ سوار تھے۔آپنے فرمایا۔اب تم واپس جاؤ۔تم سے معزز شخص کا پاپیادہ میرے ساتھ چلنا خوب نہین اس مین حاکم وقت کے حق مین سبب فساد اور مسلمان کی ذلت ہے۔وہ واپس گئے اور آپ آگے چل دیئے۔ایک دوسرے محلہ مین گذر ہوا۔جہان عثمانی فرقہ رہتا تھا۔وہ لوگ آپکو دیکھکر کہنے لگے۔واللہ۔انہون نے کچھہ کام نہ کیا۔گئے اور خالی واپس آے۔آپنے اونکی تقریر سنکر اپنے ہمراہیون سے فرمایا۔یہہ اون لوگون کے سردار ہین جنہون نے کبھی ملک شام نہین دیکھا۔جن لوگون کو ہم ابھی چھوڑ آے ہین وہ لوگ اس گروہ سے بہتر ہین پھر آپنے دو شعر پڑھے جنکا یہہ مطلب ہے "تمہارا بھائی وہ ہے کہ اگر کسی مشقت و مصیبت مین تمکو او بہار کر ڈال دے تو خود بھی اوسمین تمہارا شریک حال رہے اور تمہارے رنج و مصیبت پر غم کھاے۔وہ شخص تمہارا بھائی نہین ہے کہ تمپر حوادث زمانہ کا یورش دیکھکر تمسے الگ ہوکر تمپر ملامت کرے"۔پھر آپ آگے چلے اور خدا کا نام لیتے ہوے قصر خلافت مین داخل ہوے۔

جو لوگ تقرر حکمین پر ناخوش ہوکر آپسے رنجیدہ ہوے وہ بلقب خوارج مشہور ہوے اور صفین سے کوفہ تک تو آپکے لشکر مین تھے مگر کوفہ مین داخل ہوتے ہی علیحدہ ہوکر کوفہ سے باہر بمقام حرورا مقیم ہوے۔

مقتولان کارزار صفین

صحابہ کرام مین سے اصحاب ذیل نے اس معرکہ مین شربت شہادت نوش فرمایا۔جندبؓ بن زہیر ازدی

خزیمہؓ بن ثابت ذوالشہادتین۔ آپ ابتدا جنگ مین لڑائی سے الگ رہے ہے۔ جسوقت عمار بن یاسرؓ شہید ہوے توآپ بھی معرکہ مین آے سہیلؓ بن عمرو بن ابوعمر الضاری بدری اویسؓ قرنی یہہ جلیل القدر تابعی ہین انکے فضائل مین احادیث واخبار کثیرہ وارد ہین جوانکے کمال شرافت پر دال ہین۔ مگر انکے بارہ مین اختلاف ہے۔ بعضی کہتے ہین کہ حضرت اویس قرنی رضؓ نے دمشق مین وفات پائی یا ارمینیہ یا سجستان مین علی اختلاف الاقوال۔ حازمؓ بن ابی حازم قیس احمسی بجلی کے بہائی۔ ابوالہیثمؓ بن تیہان۔ یہہ بدری ہین اور بروایتے لیلۃ العقبہ مین سب سے اول آنحضرت صلعم کی بیعت کی۔ بعضی کہتے ہین کہ جنگ صفین سے کچہہ دنون بعد وفات پائی۔ علبیؓ بن تیہان۔ یعلیؓ بن منیہ۔ انکے باپ کا نام امیہ تہا۔ عتبہ بن عزوان کے بہانجے یا بہوپی زاد بہائی ہین۔ ابوعمرہؓ الضاری بدری۔ والد عبدالرحمن۔ بروایتے حضرت ابوفضالہ الضاری بدری۔ صفوانؓ۔ سعیدؓ حضرت حذیفہ بن الیمان کے لڑکے۔ یہہ حضرات جناب علی مرتضیؓ کی لشکر مین تہی۔ امام یافعی رحؒ نے بہی انمین سی بعض کا شریک جنگ صفین ہونا لکھا ہے۔ حابس بن سعد طائی۔ انکے صحابی ہونے مین اختلاف ہے۔ تاہم جلیل القدر باعزت قاضی حمص تہے آپ لشکر شام مین پیادونکے افسر تہے۔ یہہ یزید بن عدی بن حاتم طائی کے ماموں ہین جب شہید ہوی توانکے بہانجہ یزید نے انکے قاتل کو دہوکے سے قتل کیا۔ عدی رضؓ نے چاہا کہ اپنی بہانجہ کو اولیاء مقتول کے سپرد کردین مگر وہ حضرت معاویہؓ کے پاس بہاگ کر چلے گئے۔

یہ نام اون حضرات کے ہین جنکا ذکر اور حال شہادت دوران واقعہ مین اوپر نہین آیا انکے علاوہ اکثر اصحاب کے نام جو طرفین سے اس جنگ مین شہید ہوے۔ اپنی اپنی جگہہ مذکور ہوچکے ہین۔ اب ہم تعداد جملہ مقتولین ہردو لشکر مورخین کے اقوال سے نقل کرتے ہین ارباب تواریخ نے ذکر تعداد مقتولین مین بہت کچہہ اختلاف کیا ہے۔ احمد بن دورقی

یحیی ابن معین سے نقل کرتے ہین کہ ایکسو دس دن کے عرصہ مین جو زمانہ جنگ صفین ہی دونون طرف کے ایک لاکھہ دس ہزار سپاہی کام آے۔ نوے ہزار لشکر شامی کے اور بیس ہزار لشکر عراق کے مگر ہمارے نزدیک اہل شام کی تعداد جسقدر مورخین بیان کرتے ہین اوس سے زیادہ ہے ہماری نظر مین ایک لاکھہ پچاس ہزار سوار و پیادے صرف لڑنیوالی لشکر شام مین تھے۔ انکے خدمتگار و توابع اس کے علاوہ ہین۔ اب اس بنا پر جملہ حاضرین اہل شام کو شمار کرین اور لڑنیوالون کے ساتھہ اونکے خدمتگار و توابع بھی شامل کر لئے جاوین تو تین لاکھہ بلکہ اس سے زائد بڑھ جاتے ہین۔ اس طرح پر کہ ہر سپاہی و سوار کے ساتھہ اقل درجہ ایک خدمتگار ضرور ہوتا ہے اور بعضے ایسے بھی ہین کہ جنکے ہمراہ پانچ پانچ دس دس خدمتگار بھی ہوتے ہین جیساکہ امرا و رؤسا قوم و افسران لشکر۔ اودھر اہل عراق جنگجو و مردان کارزار ایک لاکھہ بیس ہزار تھے (اسیقدر انکے خدمتگار و توابع۔ جملہ دو لاکھہ چالیس ہزار ہوے مگر یہ تعداد تخمینی اور قیاسی ہے جو مبالغہ سے خالی نہین اور ناظرین اسکو ایشیائی قدیمی عادت مبالغہ شاعرانہ پر محمول کرینگے اب دوسری تعداد جو قرین قیاس ہے اور اقوال مورخین کے موافق ہے وہ یہہ ہے کہ) ہشیم بن عدی طائی۔ شرقی بن قطامی۔ ابو مخنف۔ لوط بن یحیی اکابر معتمدین کے اقوال سے جنکو ہم سابقًا لکھہ آے ہین نقل کرتے ہین کہ لشکر عراق نوے ہزار اور لشکر شام پچاسی ہزار جملہ مبارزین و مقاتلین سوار و پیادہ ایک لاکھہ پچہتر ہزار تھے جن مین فریقین سے جملہ ستر ہزار جانباز معرکہ صفین مین کام آے۔ پینتالیس ہزار لشکر شام کے تابعان معاویہؓ سے اور پچیس ہزار لشکر عراق کے محبان جناب علی مرتضیٰؓ سے مجموعہ ستر ہزار مین پچیس صحابی بدری بھی ہین جو لشکر فریقین مین تھے۔ ظاہر ہے کہ معرکہ و مقتل مین تعداد مقتولین مین وہی اشخاص شمار ہوتے ہین جو گنتی مین آے اور اونکا قتل ہونا معلوم

ہوا اور اونکی لاش یا سر وغیرہ کا پتہ چلا اور جو ہنگامہ قتال مین بدحواس ہوکر ہزیمت خوردہ دریا مین گر کر ڈوب گیئے یا جنگل مین مارے گیئے اور اونکی لاش طعمۂ درندگان صحرائی ہوئی دیا اتفاقاً زخمی ہوکر معرکہ سے نکل گیئے اور اپنے گھر پہونچکر مرے) وہ حد شمار سے باہر اور انکی تعداد فی الجملہ دشوار ہے (مروج الذہب علامہ مسعودیؒ)

مؤلف۔ مورخین نے تعداد معرکون مین بہت کچھ اختلاف کیا ہے جمیس ہین کہ دونون لشکر صفین مین ایک سو دس دن مقیم رہے اور نوّے لڑائیان ہوئین۔ بعضے اس سے زیادہ بیان کرتے ہین چنانچہ روضۃ الصفا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ربیع الاول مین دونون لشکرونکا اجتماع بمقام صفین ہوا اور تین ماہ کامل طرفین ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اس عرصہ مین دونون سے پیام وسلام جاری رہا اور اس مدت مین پچاسی مرتبہ فریقین کے لشکر لڑائی کے واسطے جمع ہوے مگر دونون طرف سے نصیحت اور زبانی فہمائش ہونے سے نوبت جنگ نہین پہونچی۔ پھر نصف جمادی الآخر سے تا رویت ہلال رجب جنگ ہوتی رہی بعد پھر لڑائی موقوف رہی اور تا انقضاے ماہ محرم طرفین بغیر جنگ وجدال ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے۔ پھر شروع صفر سے بازار قتل وقتال گرم ہوا اور آخرکار شامیون کے قرآن شریف نیزون پر بلند کرنے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر ایک مقام پر لکھتے ہین کہ گیارہ ماہ تک فریقین میدان صفین مین جمع رہے اور علاوہ ماہہاے حرام کے لڑائی ہوتی رہی اور بخیال تلف ہر دو سپاہ جنگ مغلوبہ نہین ہوتی تھی۔ ان لڑائیون مین قریب ستر ہزار آدمیونکے جناب امیر المومنین علیؑ کی طرف کے کام آے منجملہ اونکے ستر اصحاب کبار بدری تھے اور لشکر حضرت معاویہؓ سے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی مارے گیئے مگر یہہ جملہ روایات درباب شمار معرکہ ومدت جنگ صفین وتعداد مقتولان علامہ

ابن اثیر-علامہ ابن خلدون اور علامہ مسعودی کے بیان کے خلاف ہین لھذا انکا ذکر کرنا موجب طوالت کلام سمجھکر ہم نے اوسے اعراض کیا-اب ہر سہ کتب سے معرکون کی صحیح تعداد جو معلوم ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ تمام ماہ ذیحجہ لڑائی مین گذرا اور تمام ماہ محرم لڑائی موقوف رہی پہر یکم صفر روز چہار شنبہ سے شروع ہوئی اور دسوین صفر یوم جمعہ کو شام تک لڑائی کا خاتمہ ہوگیا-تمام دن شمار کرنے سے چالیس لڑائیان ہوتی ہین-یا دو چار اس سے زیادہ-

علامہ مسعودیؒ فرماتے ہین کہ بعد واقعہ جمل جناب امیر المومنین علیؑ کا کوفہ مین آنا اور پہر حضرت معاویہؓ سے بمقام صفین مقابلہ ہونا اسکے درمیان چہہ ماہ تیرہ دن کی مدت ہے اور آپکا قیام صفین مین ایک ماہ دس یوم ہوا اور جملہ معرکے جو صفین مین ہوئے وہ ستر ہین-یہ قول قرین قیاس ہے اگرچہ بیان واقعات سے اسقدر لڑائیون کی تعداد نہین معلوم ہوتی لیکن اس قول کی تصدیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ مشہور مشہور لڑائیان مورخین نے لکھین جو چالیس ہوتی ہین باقی چھوڑ دین اگر سب ملائی جاوین تو پوری ستر ہوجاوین-پہر بہی مورخین کی کوتاہ قلمی سے اضطراب رفع نہین ہوتا اودہر تاریخ روانگی جناب امیر المومنین علیؑ پر نظر ہوا ور صفین مین دونون لشکرونکا اجتماع پہر ایک ماہ کامل محرم الحرام لڑائی کا موقوف رہنا یہہ سب امور پیش نظر کئے جاوین تو وہی چالیس معرکے ثابت ہوتے ہین اور بس-

اصل یہہ ہے کہ ابن اثیر و ابن خلدون نے اس سے بحث نہین کی کہ کتنی لڑائیان ہوئین اور نہ اسکی تصریح کہ طرفین کس تاریخ کو پہونچے اور کس تاریخ کو بعد تحریر اقرار نامہ واپس ہوئے اب اونپر تو کوئی اعتراض نہین اونکی تحقیق مین جو بات آئی لکھہ دی جسکی بابت شک ہوا

یا روایت معتبر نہ پائی اوس سے ساکت رہے اسی طرح مسعودیؒ نے بھی وہی واقعات لکھے جو اونکے
نزدیک حق تھے اور اوسکے ساتھہ ہی اقوال مختلفہ ناقلین آثار واخبار نقل کر دیئے۔ اونپر بھی
کوئی الزام نہین کیونکہ مورخین کا دستور ہے کہ بعد تحریر روایات صحیحہ دیگر روایات سے بھی تعرض کرتی
ہین جنکی غلطی ثابت ہوتی ہے اوسپر تنبیہہ کردیتی ہین جسکی نسبت شک ہوتا ہے کبھی اشارۃً لکھہ دیتے ہین
کبھی نہین بہرحال ان تینون کتابون سے جو ہمکو ملا اور صحیح معلوم ہوا اوسکو مسلسل بیان کر دیا
صاحب خمیس بحوالہ دول الاسلام نقل کرتے ہین کہ جنگ صفین مین جناب امیر المومنین
علیؓ کے ہمراہ اور حضرت معاویہؓ کی طرف ایک جماعت صحابہ کرام سے تھی۔ ایک گروہ سادات
صحابہؓ سے کسی طرف شریک نہین ہوا جنمین سے چند یہہ ہین۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ
فاتح عراق۔ حضرت سعید بن زید۔ ابوالیسر سلمی۔ زید بن ثابت۔ محمد بن مسلمہ۔ عبداللہ بن عمر فاروقؓ
اسامہ بن زید۔ صہیب رومی۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان حضرات نے سلامتی
گوشہ نشینی مین دیکھی۔ ان بزرگون کا قول تھا کہ اگر کفار سے لڑائی ہوتی اور مسلمان جہاد کو
نکلتے تو ہم ضرور شریک ہوتے۔ یہہ آپس کی لڑائی۔ اہل فتنہ و باغیون پر لشکرکشی۔ اہل قبلہ سے
جدال و قتال ہے ہم اس مین شریک نہین ہوتے۔

راے اہل حق درباب معرکہ صفین

بیانات سابقہ سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ اس معرکہ مین جملہ اہل اسلام تین فریق تھے ایک جماعت
جناب امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ دل سے مطیع۔ آپکو خلیفہ برحق مانتے تھے۔ جملہ افعال و اقوال
مین آپکے متبع۔ بندگان خاص۔ منتسبان با اختصاص۔ پیروطریقہ سلف معتقدین مذہب
خلف۔ درحقیقت اہل سنت وجماعت یہی لوگ تھے۔ دوسرا گروہ جناب امیر معاویہؓ کی جانب
تھا وہ اونکے ہوا خواہ و فرمانبردار تھے خواہ دل سے یا بطمع دنیوی۔ تیسرا فریق وہ معدود ے

چند اصحاب کیا رہا اونکے توابع جو مسلمانونکی باہمی لڑائی مین کسی طرف شریک ہونا بہتر نہ سمجھکر کنارہ کش ہوے۔ اگرچہ یہہ حضرات امیر المومنین علی رضؓ کو خلیفہ برحق جانتے تھے لیکن احتیاطاً آپکے ساتھہ نہوے۔ اب یہہ دو فریق رہے۔ مطیعان جناب امیر المومنین علیؓ و ہمراہیان جناب معاویہؓ۔ یہہ بہی معلوم ہے کہ دونون طرف صحابہ کرام بھی تھے اور جنگ مین شہید ہوے۔

تاریخی حیثیت سے دیکہا جاے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑائی کی بنا جناب معاویہؓ اور شامیونکی طرف سے ہے اور یہ وہ لوگ ہین جنہون نے جناب علی مرتضیٰ کی خلافت کو تسلیم نہین کیا اور نہ بیعت قبول کی۔ ان لوگون مین بنی امیہ کی ہی ایک جماعت ہے جو بخیال ناقص اپنے جناب امیر المومنین علیؓ کو قاتل جناب امیر المومنین عثمانؓ مانتے ہوے تھے اور زیادہ تر جو جنگ جمل کے بانی وسبانی تھے اور جو اپنے زعم مین خون عثمانی رضؓ کے طالب تھے مگر اس مین مریدان ابن سبا کی کارگذاری بہی تہی۔ شامیونمین بطلب قصاص جناب عثمانؓ جوش و خروش پیدا کرنا دراصل انہین کی نہفتہ موشگافی تہی۔ بہرکیف جناب معاویہؓ کو اپنے ارادونمین کامیاب ہونیکی امید شامیونکی اتفاق پر ہوئی اور اونکے ملانے کو طلب قصاص سے زیادہ چلتا منتر دوسرا ہاتہہ نہ لگا۔ اسیکے ذریعہ سے انہون نے ایک جماعت کثیر اپنے تابع کر لی اور قبائل عرب انکے ساتہہ ہو کر مرنے اور جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔

قبل صفین اگرچہ بیعت خلافت جناب معاویہؓ منعقد نہ ہوئی تہی تاہم بحیثیت ایک با اختیار حاکم یا رئیس ملک کے یہ علاقہ شام پر حکمران تھے۔ چونکہ ملک گیری اور اپنے حریف کے ملانے مین دخل تام انکو حاصل تہا اور سب سے زیادہ ایک وصف حلم خداداد انکے حصہ مین آیا تہا جسکی وجہ سے کہہ سکتے ہین کہ یہ صلح کل یا ہر دل عزیز ہونے کی قابلیت رکھتے تھے۔ علاوہ اسکے

قبائل عرب مین خاندانی حرمت وفضیلت صحابیت۔ حضرات شیخین وجناب ذی النورین کے
زمانہ مین حکومت وامارت پر سرفراز رہے۔ یہہ سب باتین ایسی تہین کہ عوام الناس کوتاہ بین
کی نظرونمین عزت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے بلکہ جہال انہین کو مستحق خلافت جانتے تہے
یہہ وہ اسباب تہے جو انکے حوصلہ بڑہانے مین معین ہوے۔ پہر بعض حضرات صحابہؓ کی شرکت
عام اشخاص کے دلونمین اور بہی انکی عزت واہلیت جمانے کا باعث ہوا۔ ان دو متخاصمین
مین عقلاً ونقلاً ایک حق پر دوسرا باطل پر ہوگا مگر عقل اسبات کو تسلیم نہین کرتی کہ ایک کو
مسلمان باایمان کہین دوسرے کو اہل طغیان بے ایمان قرار دین اور ان دونون گروہ مین
وہ نسبت قائم کی جاوے جو اہل اسلام کو کفار فجار سے ہے کیونکہ طرفین باتفاق مورخین وجملہ اہل ملل
مسلمان صاحب قبلہ واحد تہے دونون ایک خدا کی ماننے والے دونون ایک پیغمبر کی امت دونون کا ایک ہی
قرآن۔ ایک ہی کلمہ۔ دونون دیندار پرہیزگار۔ اس زمانہ والون سے بدرجہا افضل و
اشرف تہے پہر نسبت ہوگی تو اسیقدر کہ ایک عادل رعیت پرور بادشاہ کے حکم سے اوسکی ممالک
محروسہ کا ایک حصہ اوسکی اطاعت سے نکلکر برسر مقابلہ ہوا اور بادشاہ پر خروج کرے بنا ر مخالفت چند
قوانین مروجہ عدالت وحکومت بادشاہ وقت ہون جنکو یہ گروہ باغی اپنی عقل ورای سے ناحق تصور
کرے اور اپنے بادشاہ کو مستحق سلطنت نہ تصور کرے یہی نسبت جناب امیر المومنین علیؓ
اور آپ پر خروج کرنے والونکے درمیان ہے۔ اگرچہ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ جناب امیر معاویہؓ
نے آپکی بیعت کب قبول کی مگر اسکا جواب ہماری تقریر کے آخری فقرہ سے نکلتا ہے۔
حاصل کلام جناب امیر معاویہؓ اور اونکے تابع بیشک جناب امیر المومنین علیؓ کے مقابلہ مین
باغی ٹہیرے لیکن بعد مصالحت اب کیا حکم ہوتا ہے عقل دوربین کا یہی جواب ہے کہ اب
دونون ایک ہوگئے اور اب کوئی فریق مستحق ملامت نہین رہا وہو المطلوب یہ توزبانی

تقریر تھی اب بزرگان دین کے اقوال ملاحظہ ہون جس سے بہت سے شکوک رفع ہونگے۔ مولینا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہین کہ حضرت معاویہؓ کی نسبت الزام ہے تو یہی کہ وہ مجتہد تھے خطا کی دلیل راجح چھوڑ کر شبہ مین پڑگئے۔ انکی مثال بالکل وہی ہے جیسا واقعہ جمل مین اصحاب جمل کو دھوکا ہوا اور خطا کی بالکل وہی تقریر اور وہی جواب ہے انکے اونکے فرق اتنا ہے کہ اونکو دوسرا شبہ تھا جو وہان بیان ہوچکا انکو یہ شبہ پیش آیا کہ بہت سے اشخاص نے جناب امیر المومنین علیؓ کی بیعت سے تخلف کیا اکثر صحابہ بیعت سے الگ رہے ملک شام کے ہزارون مسلمانون نے بیعت قبول نہ کی لہذا آپکی بیعت منعقد نہ ہوئی کیونکہ بیعت تام ہوتے ہین تسلط اور غلبہ۔ احکام خلیفہ وقت جاری ہوتا۔ ان مین سے کوئی بات نہ پائی گئی لہذا بیعت ناتمام رہی اب امیر المومنین جناب علیؓ کے خلاف کرنیسے باغی نہین ہوسکتے۔ یہ اونکا شبہ تھا۔ تسلط اور غلبہ نہ دیکھکر خطا کی۔ حالانکہ اتمام بیعت کے واسطے یہ شرط نہین ہے۔ کیونکہ آپ کی خلافت منعقد ہوچکی تھی اور اوسپر اجماع ہوچکا تھا۔ علاوہ اسکے احادیث کثیرہ دال ہین کہ آپ مستحق خلافت ہین اور اپنے زمانہ مین واجب الاطاعت اور آپکے خلاف آپ سے مخالفت ومفارقت کرنیوالا خارق جماعت ہا

جناب معاویہؓ کی مخالفت کی ایک وجہ اور ہوئی۔ اونکو حضرت کعب احبارؓ کی زبانی معلوم ہوچکا تھا کہ انکو خلافت ہوگی اور نیز احادیث نبوی خود انکے گوش گذار ہوچکی تھین جنکی وجہ سے انکو خلافت کا خیال دامنگیر تھا۔ ہم وہ احادیث نقل کرتے ہین۔

حضرت معاویہؓ فرماتے ہین کہ جب سے مین نے آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے یہہ حدیث سنی "اے معاویہؓ اگر تم حاکم ہونا تو اچھی طرح نیکی وخوبی کے ساتھہ حکومت کرنا" مجھکو خلافت کی طمع بپیدا ہوئی۔ بروایت عبداللہ بن عمرؓ یہ الفاظ ہین "اگر تم خلافت پاؤ اور حکومت

مل جاوے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل اپنا طریقہ رکھنا۔" حضرت معاویہؓ فرماتے ہین۔ اوسوقت سے مجھکو خیال پیدا ہو گیا کہ مین ضرور اس بار خلافت مین مبتلا ہونگا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب معاویہؓ کو خطاب کرکے فرمایا۔ اگر خداوند تعالیٰ تمکو یہہ قمیص پہناویگا تو تم کیا کروگے۔ ام المومنین جناب ام حبیبہؓ نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کیا میرا بھائی خلیفہ ہوگا۔ ارشاد ہوا۔ ہان ہوگا لیکن اونکی خلافت ہونے مین بہت کچھہ ہنگامہ وفساد برپا ہوگا۔

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ مجھسے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے معاویہؓ عنقریب میرے بعد تم میری امت کے والی ہوگے۔ جب یہ وقت آے تو خبردار میری امت کے نیک لوگونسے اونکے کام قبول کرنا اگر کسی سے خطا ہو جاوے تو معاف کرنا۔ حضرت معاویہ کہتے ہین مجھکو اوسیوقت سے یہہ خیال بندھ گیا۔

حضرت امام حسنؓ بروایت جناب امیرالمومنین علیؓ نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جبتک معاویہؓ مالک نہ ہونگے یہہ رات دن قائم رہین گے۔

مسلمہ بن مخلدؓ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا۔ خداوندا معاویہؓ کو علم کتاب عطا فرما۔ اونکو ملکومین حکومت عنایت کر۔ اونکو عذاب قبر سے بچا۔

عروہ بن رُویم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور سرورعالمؐ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال گستاخی وجہالت کہا۔ آئیے مجھسے کشتی لڑئیے۔ حضرت معاویہؓ موجود تھے اوٹھہ کھڑے ہوے اور اوس اعرابی سے کہا کہ مین تجھسے لڑتا ہون۔ حضور نے فرمایا۔ معاویہؓ کبھی کوئی غالب نہ آویگا۔ راوی نے جب یہہ حدیث بروز واقعہ صفین جناب علیؓ کے سامنے بیان کی تو آپنے فرمایا۔ اگر یہ حدیث مجھکو تم اس سے قبل سناتے تو مین ہرگز معاویہؓ سے لڑنے نہ آتا۔

کیا عجب ہے کہ ان احادیث سے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل مین خیال خلافت جم گیا ہو اور وہ اپنے کو مستحق خلافت سمجھکر جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے لڑے۔ اس صورت مین انکے واسطے صریح دلیل موجود تھی اگر انپر عمل کر کے اہل خلافت جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جدال وقتال کیا تو بیشک معذور ہین اور کسی طرح مستحق ملامت نہین۔ ہان جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی شرافت واہلیت وقرب نبوی وبزرگی اہل بیت پر نظر نہین کی اسوجہ سے خطا کی پھر بھی ثواب اجتہاد سے محروم نہین ہین اور جو انکے تابع ہین وہ حکم مقلدین مین ہین جیسا مجتہد کو اپنے اختیار پر عمل کرنا درست ہے ویسا ہی مقلد کے واسطے حاجت دلیل نہین اوسکے واسطے مجتہد کا قول دلیل کافی ہے یہ حکم تو مقلد محض کا ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر مین درجہ اجتہاد رکھتے تھے اونکے واسطے تو تقلید کافی نہین اوسکا جواب یہ ہے کہ وہ بھی اسی اجتہاد مین شریک تھے اور جس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطاء اجتہادی کی وہ بھی انکے ساتھ اپنے اجتہاد مین مخطی تھے۔ اب متخلفین کی بابت ملاحظہ ہو۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین۔ اس مقام مین مسئلہ باریک ہے کہ اکثر لوگ اس بارہ مین پھسل گئے اور صراط مستقیم سے دور پڑے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ جب امیر المومنین جناب علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ برحق ہونا یقینی معلوم ہے تو اس صورت مین آپکی نصرت واعانت سب پر واجب تھی۔ جو لوگ آپکے مطیع وفرمانبردار تھے وہ تو آپکو اپنا امام مانتے تھے اونہون نے آپکی مدد ونصرت سے علٰحدگی اختیار کی ان لوگون کے واسطے کیا حکم ہے مجتہد مصیب (یعنی اجتہاد کرنیوالے صواب پر) تھے یا مجتہد مخطی (خطا کرنیوالے) تھے اسکے جواب مین جو میرے نزدیک حق ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے اجتہاد مین حق پر تھے آپکی واسطے نصرت امام برحق کرنا بھی درست تھی اور خانہ نشینی اولیٰ۔ کیونکہ انکے واسطے

دلیل متعارض نہین۔ احادیث دالہ بر وجوب نصرت امام و احادیث ترک قتال و عزلت
ایسے پر آشوب زمانہ اور مسلمانون کی باہمی جنگ و جدال مین دونون قسم کی احادیث ملانے سے
قدر مشترک اسقدر نکلتا ہے کہ ایسی صورت مین امام کی نصرت جائز و رخصت ہے اور عزلت
و خانہ نشینی عزیمت و اولی ہے۔

وہ احادیث فتنہ و آشوب اس جگہہ بوجہ طوالت نہین لکھی گئین ہان اکثر اس مضمون کی
حصہ اول مین لکھہ آئے ہین مگر اس جگہہ پر شبہ گذرتا ہے کہ احادیث ترک قتال ایام فتنہ و
فساد کا خلاصہ تو یہہ ہے کہ ایسے پر آشوب وقت مین خانہ نشین ہو جانا اور لڑائی سے
ہاتہہ روکنا باعث ثواب ہی اور خداوند تعالی کے نزدیک امر پسندیدہ اور اوس پر عامل مستحق
درجات عالیہ ہی۔ لیکن سمجھہ مین نہین آتا کہ ادہر جناب امیر المومنین علی رض کو خلیفہ برحق تسلیم کرتی
جاؤ اور جب آپ پر وقت مصیبت پڑجاے تو آپکی اعانت نہ کرو بلکہ گہر بیٹہے تماشا دیکہا کرو
اس مین خدا کی رضا اور امید ثواب ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کو یقیناً
معلوم تہا کہ ہر چند جناب علی مرتضی ع خلیفہ برحق ہین لیکن انکی نصرت انکو کوئی نفع نہ دیگی اور
عالم تقدیر مین یہہ بات طے ہو چکی ہے کہ انکے وقت مین نصرت و مدد کا بالکل موقع نہ رہیگا
لوگونکا آپ پر متفق ہونا۔ آپکے احکام بلاد اسلام مین جاری و نافذ ہونا بالکل قطع ہو جائیگا
ایسی حالت مین آپکی مدد کے واسطے لوگونکو سمجہانا اور ہر چہار طرف سے اس کام کو جمع ہونا باعث
زیادتی فتنہ کا ہوتا جسکا نتیجہ بالعکس ظاہر ہوتا اور نصرت و مدد خلیفہ برحق کی اوس
جگہہ مطلوب ہوتی ہی جہان اوسکے منصور و مظفر ہونے کی قوی امید ہو یہان تو امید موہوم
بہی نہ تہی بلکہ یقیناً معلوم تہا کہ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی اور کسی حیلہ و تدبیر سے آپ پر اتفاق
ہو کر شور و شر رفع ہونا ممکن نہین لوگونکو جمع کرنا اور آپکی مدد پر تحریص و ترغیب دینا اور

آپکے دشمن مدمقابل کی لڑائی وجنگ سے کیا حاصل لہذا حکم ہوگیا کہ ایسے پرآشوب وقت
مین جبکہ تمہاری تدبیر اور کوشش سے کوئی نتیجہ حاصل ہونے والا نہو اپنے گھرمین خاموش
بیٹھے رہو (جیسا حضرت عثمان ذی النورین رضؓ نے اپنی مدد واعانت سے منع فرمایا یا دیگر صحابہ کرام
جو آپکی مدد ونصرت سے کنارہ کش ہوکر خانہ نشین ہوگئے تھے بالکل اسیکے مشابہ ہے) دیکھو اسکی
نظیر واقعہ حرہ ہے (بعد شہادت جناب امام حسینؑ یزید کے زمانہ مین مدینہ منورہ کی لوٹ مار
مراد ہے) کہ اہل مدینہ کا مظلوم ہونا بالیقین معلوم تھا اور قاتلون کے ظالم ہونے مین
کوئی شبہ نہ تھا باوجود اسکے آنحضرتؐ نے لوگونکو لڑائی سے منع فرمایا تھا۔ ابوذرؓ سے روایت ہے
کہ حضور نے ارشاد فرمایا تم اوسوقت کیا کروگے جب لوگ عذاب بھوک مین مبتلا ہونگے
اور یہہ حالت فاقونکے بدولت پہونچ جاویگی کہ تم اپنے گھرسے مسجد مین آوگے تو غلبہ ضعف
وشدت بھوک سے گھر جانیکی قدرت نہ ہوگی اور اگر کسی طرح گرپڑکر مسجد سے گھر پہونچ گئے
تو بار دیگر مسجد نہ جاسکوگے مین نے کہا۔ اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے۔ یا جو خدا
اور اوسکے رسول کا حکم ہو۔ فرمایا۔ اوسوقت عفت سے کام لینا۔ کسی سے سوال نہ کرنا۔ پھر
فرمایا۔ اے ابوذر۔ اوسوقت کیا کروگے جبکہ احجار الزیت خون سے ڈوب جائیگا۔
مین نے کہا جو حکم ہو۔ فرمایا۔ اپنے میل والون سے مل جانا مین نے عرض کیا۔ کیا تلوار لیکر
اپنی گردن پر رکھہ لون۔ فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا ورنہ ظالمونکے شریک حال ہوگے۔
مین نے عرض کیا پھر کیا کرون۔ ارشاد ہوا۔ اپنے گھر بیٹھے رہنا مین نے عرض کیا۔ اگر کوئی
میرے گھرمین گھس آوے اور مجھے قتل کرنا چاہے۔ فرمایا۔ اگر تمکو تلوار کی چمک سے ڈر معلوم ہو
تو چادر سے منہ چھپا لینا قاتل تمہارا عذاب اپنے سر لیجائیگا۔ اسپر اگر کوئی اعتراض کرے
کہ جب فتنہ وفساد کے زمانہ مین اسقدر ترک جنگ کی تاکید ہے تو اس صورت مین

جناب امیرالمومنین علیؓ کو اور آپکے اقربا و عزیزونکو جنگ کی ممانعت کیون نہ فرمائی۔ ان حضرات کو بھی منع فرماتے تاکہ یہ نہ لڑتے اور ہزارون کا کشت وخون نہ ہوتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آپکے حق مین دوسری وجہ غالب ہوئی اور آپکو لڑائی قائم کرنے اور اوسپر سختی وصبر گوارا کرنے کا سبب دوسرا تھا۔ وہ یہ ہے کہ آپ خلافت نہ ترک فرماوین معارضین ومخاصمین کے ڈر سے اسکو ہاتھ سے نہ دین اور حتی الامکان خلافت کے استحکام مین کوشش تمام بجالائین تاکہ قیامت کے روز زمرہ خلفا مین آپکا حشر ہو۔ اسکی نظیر جناب امیرالمومنین ذی النورینؓ کا قصہ ہے۔ یہ وجہ تو آپکی جنگ وجدال کی تھی۔ آپکے اقربا و اعزہ جو آپکے شریک رہے اونھون نے حق قرابت وصلہ رحمی ادا کیا اور خدمت خلیفہ برحق بجالاے وہ اس جہت سے ماجور رہے ہو۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کی شرکت اسی بنا پر تھی اگرچہ کوئی رشتہ ناتا نہ تھا مگر بوجہ صحبت قدیم کے حکم اقارب مین تھے۔ پس جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ اور آپکے اقارب کے حق مین یہی شایان تھا کہ عزت خلافت کو ہاتھ سے نہ دیا اور جو لوگ حق قرابت نہ رکھتے تھے اونکے واسطے اختیار دیا گیا۔ جو آپکے شریک حال ہوے اونھون نے جانب رخصت عمل کیا جو علیحدہ رہے اور خانہ نشین ہوے اونھون نے عزیمت جہت اولی اختیار کی ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ (بہرحال آپکے موافقین کے دونون گروہ ماجور و مستحق ثواب ہین اور مخالفین کی نسبت سابق مین گذر چکا کہ وہ بھی بعلت تقلید معذور ہین) جناب علی مرتضیٰؓ سے دونون لڑائیون جمل وصفین کے قبل اور بعد اقوال متضادہ مروی ہین۔ لڑائی سے پہلے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنگ وجدال ضروری سمجھتے تھے اور بعد جنگ کے افسوس کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کرنے سے بیزار ہوے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بوجہ کمال ورع وتقوی کے آپنے دلیل جانب خلاف (ترک جنگ) ملاحظہ

فرمائی (واقعہ جمل کے متعلق دونون قسم کے اقوال ہم لکھہ آے ہین۔ اب جنگ صفین کی بابت بعد جنگ کے جو آپنے فرمایا وہ یہ ہے) ابوبکر سلیمان بن مہران سے نقل کرتے ہین کہ جناب علی مرتضی رضؓ جنگ صفین مین بکمال تحسر وافسوس اپنے لب چباتے اور فرماتے تھے اگر انجام کار مجھکو معلوم ہوتا تو ہرگز لڑائی پر نہ نکلتا۔ ای ابوموسی نجاؤ اور فیصلہ کردو چاہے لوگ میری گردن کاٹنے پر راضی ہون۔

شعبی حارث سے روایت کرتے ہین کہ جب امیرالمومنین علی رضؓ جنگ صفین سے واپس آے اور آپکو یہہ معلوم ہوگیا کہ اب کام آپکے ہاتھہ سے نکل گیا اور اتفاق عامہ ہونا دشوار ہے تو آپ اکثر اوقات اس قسم کی باتین کرتے جو کبھی اس سے قبل آپکی عادت نہ تھی منجملہ اون باتونکے یہہ فرماتے تھے۔ اے لوگو۔ اب امیر معاویہؓ کی امارت پر ناخوش نہ ہو بلکہ اسیکو غنیمت جانو اگر یہہ بھی نہ رہی تو تم دیکھہ لوگے کہ لوگونکے سر شانونسے مثل اندرائن کے پہل کے گرین گے۔

اعتزال خوارج

تحریر اقرارنامہ کے بعد فریقین کے لشکر اپنے اپنے شہرون مین چلے گئے۔ حضرت معاویہؓ دمشق مین داخل ہوے۔ امیرالمومنین علی مرتضی رضؓ کوفہ مین تشریف لاے۔ آپکے لشکر مین سے بارہ ہزار خوارج الگ ہوکر کوفہ کے متصل مقام قصبہ حرورا مقیم ہوے اور اپنا سردار بخشی فوج وامیر جنگ شبیث بن ربعی تمیمی کو پیش امام عبداللہ بن الکوا یشکری کو مقرر کرلیا (چونکہ ان لوگون نے حرورا کو اپنا مسکن کیا تھا اسواسطے یہ گروہ حروریہ کے نام سے مشہور ہوا اور جناب امیرالمومنین علی رضؓ سے الگ ہوکر امام برحق پر خروج کیا لہذا خوارج کا لقب پایا) (انکا منادی یہ پکارتا پھرتا تھا بیعت اللہ جل شانہ کی ہے)

نیک کاموں کا حکم کرنا بُرے کاموں سے بچانا ہمارا فرض منصبی ہے۔ بعد فتح کے شوریٰ سے
کل کام انجام دیئے جائینگے (ابن اثیر)

خوارج کا یہ عقیدہ تھا کہ بیعت خلافت و امامت کوئی چیز نہین۔ عمرو بن العاصؓ ایسے
شخص کو جسنے ہزارون مسلمانون بیگناہ کا خون اس جنگ صفین مین کرا دیا حکم کرنا
گناہ کبیرہ سمجھتے تھے (بدائع)

ایک روز جناب علی مرتضیٰؓ مسجد کوفہ مین خطبہ فرما رہے تھے کہ خوارج نے آکر ہانک
لگانا شروع کر دی "تم سختی اور دشمن کی مار سے گھبرا گئے۔ فیصلہ پر راضی ہوے۔ ذلت و
خواری دین کے کام مین قبول کی۔ خدا کے سوا کسیکا حکم نہین ہے" آپنے جواب دیا بیشک
مین تمہارے واسطے حکم خدا کا منتظر ہون۔ اسپر خوارج بولے۔ آیت کریمہ۔ ولقد
اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن
من الخاسرین پڑہی۔ (آپکو مصداق آیہ کریمہ بنایا۔ معاذ اللہ) آپنے بھی ایسا ہی
جواب دیا۔ فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنك الذین لا یوقنون (سورہ)

خوارج کی یہ زیادتی و شرارت شیعان متبعان امیر المومنین علیؓ نے دیکھکر کہا۔ ہماری
گردنون مین تو پہلے ہی سے علیؓ کی بیعت ہے اب دوبارہ اسپر بیعت کرتے ہین کہ جسکے آپ دوست
ہین ہم بھی اوسکے دوست ہین اور جسکے آپ مخالف و دشمن ہین ہم بھی اوسکے دشمن ہین
خوارج نے سنکر کہا۔ کیا خوب۔ تم لوگون نے حضرت علیؓ کی بیعت کی جس سے تمپر فرض ہو گیا
کہ جسکے وہ دوست ہون تم بھی اوسکے دوست ہو اور جس کے وہ دشمن ہون تم بھی
اوسکے دشمن ہو۔ علی ہذا القیاس اہل شام نے حضرت معاویہؓ کو اچھا سمجھکر اونسے بیعت
کرلی اور ہر کام مین اونکے مطیع ہوگئے۔ ہماری نزدیک تم دونون حق سے منزلون

دور ہوگئے اور مثل دو گھوڑون گھوڑ دوڑ کے ایک دوسرے کے آگے کفر کی جانب سبقت کر گئے [راقم - یہہ عقیدہ اونکا (مسلمان امام کی بیعت کرنیوالے کافر ہین) اونکی کفر کا موجب ہے]

زیاد بن نضر نے خوارج کو جواب دیا - واللہ ہمنے امیر المومنین علی کی بیعت کتاب وسنت پر کی ہی لیکن جب تم اونکے مخالف ہوے تو شیعان علیؑ اونکے پاس آے اور یہ کہنا شروع کیا - جسکے آپ دوست نہین ہم بہی اوسکے دوست نہین اور جسکے آپ دشمن ہین ہم بھی اوسکے دشمن - درحقیقت ہمارا یہی عقیدہ ہی اور یہی حق وراست ہے - جو اسکا مخالف ہے وہ خود گمراہ ہونے والا اور دوسرونکو گمراہ کرنے والا ہے -

اسوقت سے اسلام مین تین فریق ہوگئے - اہل سنت وجماعت - شیعان علی - خوارج - جناب علی مرتضیٰؑ اسلام کی تفریق سے نہایت درجہ دلتنگ وحزین ہوے پہر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بلا کر فرمایا - آپ حروراء مین جاکر خوارج سے ملین مین بہی آتا ہون تا آنے میرے اونسے بحث ومباحثہ نہ کرنا مین خود پہونچکر اونسے بحث کرونگا اور انشاءاللہ تعالےٰ اونکے شکوک کے جوابات دیکر راہ راست پر لاؤنگا - حسب ارشاد جناب امیر المومنینؓ حضرت ابن عباسؓ خوارج کے پاس تشریف لیگئے - آپنے انکی وضع قطع ملاحظہ کی - (اتباع سنت) کرتے پہنے صوفیانہ وضع - پیشانیون پر نماز کے ڈہٹے - صورت وشکل مین نمازی - دیندار متقی - عابد معلوم ہوتے تہے - خوارج آپکو دیکہتے ہی اوٹہ کہڑے ہوے اور مرحبا کہکر نہایت تعظیم وتکریم کے ساتہ استقبال کیا اور مقام صدر مین بٹہلا کر سبب آنیکا دریافت کیا - آپنے فرمایا مین ابن عم وداماد رسول خداؐ کے پاس سے آیا ہون - مہاجرین وانصار نے تم لوگونکے پاس مجہکو بہیجا ہے - خوارج نے کہا - صاحب تمنے بڑا غضب کیا کہ خدا کو چہوڑ کر

اونکے بندونکو دین کے کام مین حکم بنا لیا۔ ہم اپنے اس فعل سے تائب ہوگئے ہین۔ اگر امیر المومنین علیؑ بہی توبہ کر لین اور ہمارے ساتھہ پہر دشمن کے مقابلہ کو چلین تو ہم اونکے مطیع ہین اونکا ساتھہ دینگے (عقد الفرید)

عبد اللہ بن عباسؓ انکی فضول و بدعقلی کی باتون پر ضبط و صبر کر سکے باوجودیکہ جناب امیر المومنینؑ نے انکو منع کر دیا تہا پہر بہی بول اوٹھے۔ تم لوگ تقرر حکمین پر کیون حرف گیری کرتے ہو۔ بحالت نزاع میان بیوی کے درمیان خداوند تعالیٰ نے تقرر حکم کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ امت مرحومہ کے نزاع مین حکم نہ مقرر کئے جائین اسکے علاوہ اور نظائر تحکیم شرع مین موجود ہین۔ حدحرم مین اگر خرگوش شکار کیا جاے تو اوسکی قیمت حکم کی راے سے مقرر ہوگی۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ جناب رسول خدا نے واقعہ حدیبیہ مین صلح کر کے لڑائی ترک فرمائی۔ خوارج بولے جس چیز مین اللہ تعالیٰ نے اپنے بندونکو اختیار دیا ہے وہ اوسمین مختار ہین مگر جسکا حکم خود اوسنے صادر فرما دیا اوسمین بندونکو بجز اطاعت و تسلیم کی چون وچرا کرنیکا مطلق اختیار نہین اور نہ اوس مین قیاس ورائے کو کچہہ دخل کی جگہ باقی ہے مسئلہ مبحوث عنہ مین راے و قیاس نہین چل سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے حکم دیدیا ہی جیسا زانی اور چور کی سزائین مقرر فرما دین۔ اب ان مین کسی کو کمی وبیشی کرنے کا اختیار نہین ہے۔

انکے اس قول سے باب اجتہاد و قیاس جو احکام شرعیہ کی دلیل رابع ہے مسدود ہوتا ہے عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔ قرآن پاک کی آیت دیکہو۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ یحکم بہ ذوا عدل منکم۔ تم مین سے جو دو صاحب عدل ہون حکم بنائے جائین۔ خوارج کہنے لگے۔ یہ حکم صید و زوجین کا ہے اور کہیتی والا قصہ ہے (جسکا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ کیا تہا) مسلمانون کے خون کا اس مین ذکر کہان ہے۔ قطع نظر اسکے کل کی بات ہے

کہ عمرو بن العاصؓ سے ہم لوگ لڑ رہے تھے۔ تمہارے نزدیک وہ عادل ہونگے ہم تو اونکو ظالم سمجھتے ہین۔ اگر وہ عادل ہین تو ہم نے قصور کیا اونسے ناحق لڑے اور اگر وہ عادل نہین تو ظالم و فاسق کا عادل بنانا کیا معنے۔ تمنے حضرت معاویہؓ اور اونکے ساتھ والونکی بابت آدمیون کو حکم مقرر کیا۔ حالانکہ خداوند تعالےٰ اونکی شان مین فرماتا ہے کہ اونسے لڑو یہانتک کہ وہ اپنی راہ سے رجوع کرین۔ دوسرا گناہ تم نے یہ کیا کہ تمنے اپنے اور اونکے درمیان عہد و پیمان کر لیا اوسپر طرہ یہ کہ زبانی وعدہ نہین بلکہ لکھا پڑھی کر کے پختگی کر لی حالانکہ خداوند تعالی کا حکم اسکے خلاف ہے، اوسنے تو سورہ برات نازل فرما کر ممانعت کردی کہ مسلمانون اور اہل حرب کے درمیان سلسلہ اقرار و پیمان قطع کر دو۔ ہان جو لوگ جزیہ دین اور ذمی ہو جاوین اونکے واسطے عہد نامہ ہونا چاہیئے۔

راقم۔ یہ خوارج کی سراسر غلطی ہے۔ حکم نہ ماننا اور قرآن شریف سے مواضع مخصوصہ کے سوا اور جگہہ قیاس سے حکم بنانیکی ممانعت سمجھنا اونکی کوتاہ عقلی و نافہمی ہے۔ سورہ برات سے کفار کے ساتھ عہد و پیمان کی ممانعت ہی نہ عام جنگ کی۔ چاہے مسلمانون مین ہو۔ خوارج کو یہی دہوکا ہوا کہ حضرت معاویہؓ اور اونکے ساتھ والے اہل حرب تھے انسے لڑائی کا حکم ہی اسی قسم کے خیالات سے دین سے نکل گئے۔

بعد روانگی ابن عباسؓ زیاد بن نضر کو امیر المومنین نے خوارج کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ وہان جا کر اس بات کا اندازہ کر لینا کہ خوارج کا میلان کس شخص کی جانب ہی اور اپنے گروہ مین کسکو اپنا سردار مانتے اور کسکے کہنے مین ہین۔ زیاد بن نضر گئے اور وہان سے واپس آکر بیان کیا کہ یزید بن قیس کے پاس لوگون کی آمد و رفت زیادہ رہتی ہے اور وہی بظاہر ان سب مین ممتاز و مرجع اعلیٰ و ادنیٰ و صاحب اثر معلوم ہوتے ہین۔ آپ یہ حال دریافت

فرماکر خود مع دیگر اصحاب کے موضع حرورا مین تشریف لیگئے اور سیدہی یزید بن قیس کے خیمہ مین داخل ہوے۔ دو رکعت نماز ادا فرماکر یزید بن قیس سے ہمکلام ہوے اور اونکو اصفہان اور رَے کی حکومت سپرد فرمائی۔ بعد ازان اوس جلسہ مین تشریف لیگئے جہان ابن عباسؓ خوارج سے بحث کر رہے تھے۔ آپنے اونسے فرمایا کہ مین نے تو تمکو بحث و مباحثہ سے منع کر دیا تھا۔ پہر فرمایا۔ خداوندا جو آج دنیا مین فلاح پا گیا تو کل آخرت مین بہی اوسیکو نجات و فلاح نصیب ہوگی پہر خوارج سے خطاب کیا۔ تمہارے مشیر اور سردار کون صاحب ہین۔ جواب ملا۔ ابن الکوّا۔ آپنے پوچہا۔ بیعت کرکے پہر مجہپر خروج کرنے کا کیا سبب ہے۔ خوارج کہنے لگے۔ جنگ صفین کے ترک کرنے مین آپنے بیجا حکومت گوارا کی۔ فرمایا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جب شامیون نے مصحف اوٹہائے تو سب سے پہلے تمہین لوگ بول اوٹھے کہ اب ہم نہین لڑتے۔ یہ کس کی رائے تہی مین نے صاف صاف تمکو جتلا دیا تہا کہ مین خوب جانتا ہون ان لوگون کے قول و فعل کا اعتبار نہین مگر تم نہ مانے اور فیصلہ پر اصرار کرتے رہے مین مجبور ہوگیا یا این ہمہ حکمین سے مین نے عہد لے لیا ہے کہ قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کرینگے۔ پس اب بہی موقع ہمارے ہاتہہ ہے۔ اگر اون لوگون نے فیصلہ حق پر کیا تو پہر ہمکو کوئی عذر نہین اور نہ مخالفت کرنے کی کوئی وجہ ہے اور اگر خلاف شرع فیصلہ ہوا تو ہم اوس سے بیزار ہین پہر اوس وقت جو حق ہوگا کر گذرینگے۔ جواب ملا۔ کیون جناب مسلمانونکی خونریزی مین آدمیونکا حکم مقرر کرنا آپ عدل و انصاف سمجہتے ہین فرمایا۔ ہم نے آدمیونکو حکم نہین بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے اور وہی ہمارا حاکم عادل ہے مگر قرآن شریف کاغذ پر لکہا ہوا دو دفتیون مین ہے وہ خود تو بولتا نہین آدمی بولنے والے ہین اور اوسکے ساتہہ تکلم کرتے اور اوسکا حکم اپنی زبان سے ادا کرتے ہین

اسپہ خارجی کہنے لگے۔ بہلا صاحب۔ یہہ تو ہمارے ذہن نشین ہوگیا اب ایک بات اور رہی
وہ بہی بہما دیجئے یعنے آپنے اس فیصلہ کی مدت کیون مقرر کی۔ جب فیصلہ حق ہی تو موجب
تاخیر کیا ہے۔ ارشاد ہوا۔ تقرر مدت مین یہ فائدہ متصور ہے کہ سب عوام وخواص۔
عالم وجاہل صغیر وکبیر کو اسکی خبر ہو جاوے اور شاید اللہ تعالی اس عرصہ مین کوئی ایسی بات
پیدا کر دے جس سے امت مرحومہ کا افتراق رفع ہو اور سب ایک امر پر متفق ہو جائین اب
سب لوگ ہمارے ساتہہ شہر مین داخل ہون۔ خداوند تعالی تم سب پر رحم فرماے۔ آپکی
شیرین گفتاری سے خوارج دنگ ہوگئے اور اس تقریر دلپذیر سے مخالفت سابقہ سے
اپنے دل مین نادم وپشیمان ہوکر بلا تکلف آپکے ہمراہ کوفہ مین داخل ہوے۔
کہتے ہین کہ خوارج کا قول ہے۔ جسوقت آپنے ہمکو الزام دیا کہ مصالحت تمہاری ہی
خواہش سے ہوئی مین تو انکار کرتا تہا اسکے جواب مین ہمنے کہا۔ آپ سچ کہتے ہین بیشک
ہماری ہی خواہش تہی مگر بعد مین ہمنے جانا کہ ہم مصالحت کرکے کافر ہوے ہمکو مصالحت
جائز نہ تہی لہذا ہمنے مصالحت سے جو کفر ہے توبہ کرلی اور پہر لڑائی کی دل مین ٹہان لی۔
اگر آپ بہی توبہ کرتے ہین تو ہم آپکے مطیع ہین ورنہ خلاف۔ جناب علی ؓ نے ہمارے اس
کہنے پر خود توبہ کرکے ہماری بیعت کرلی اور فرمایا "چلو شہر مین چلکر آرام کے ساتہہ قیام
کرو۔ چہہ مہینے تک ٹہیرے رہنا۔ اس عرصہ مین جانور کہا پیکر موٹے تازے ہو جائینگے
اور ادہر ادہر سے مال بہی آجائیگا پہر تازہ دم اور مضبوط ہوکر اپنے دشمنوں کے مقابلہ
کو نکلینگے"۔ چنانچہ آپکے اس وعدہ پر ہم سب کے سب کوفہ مین داخل ہوے مگر ادنکا یہہ
قول سراسر جہوٹ وافترا ہے۔ جناب امیر المومنین علی ؓ نے یہ بات اونسے نہین کہی (ابن اثیر)
اسوقت جملہ خوارج ایک عقیدہ پر تہے چندان اختلاف نہ تہا۔ رفتہ رفتہ اون مین

اختلاف پیدا ہوتا گیا جس سے چار مختلف جماعتین ہوگئین۔ اباضیہ۔ اصحاب عبداللہ بن
اباض۔ صفریہ۔ انکی وجہ نسبت مین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ ابن صفار کی طرف
منسوب ہین بعضون کا خیال ہے کہ کثرت عبادت و ریاضت سے انکے چہرے زرد پڑگئے
تھے اسواسطے انکا نام صفریہ ہوگیا۔ بیہسیہ۔ اصحاب ابن بیس۔ ازارقہ۔
یاران نافع بن ازرق حنفی (عقد الفرید)

اجتماع حکمین و فیصلہ

جسوقت میعاد مقررہ ختم ہوگئی اور حکمین کے جمع ہونے کا زمانہ آن پہونچا تو جناب
امیرالمومنین نے شریح بن ہانی حارثی کو چارسو آدمیونکا حاکم کرکے روانہ فرمایا اور حضرت
عبداللہ بن عباس رض کو امامت نماز کے واسطے حکم دیا۔ اس جماعت مین حضرت ابوموسیٰ اشعری
آپکی طرف سے حکم تھے۔ شریح بن ہانی سے وقت روانگی جناب امیرالمومنین نے ارشاد
فرما دیا تھا کہ عمرو بن العاص رض سے میری طرف سے کہدینا۔ خدا کے نزدیک لوگونمین اشرف
وافضل وہ شخص ہی جسکو حق پر عمل کرنا محبوب ہو اگرچہ بمقتضائے بشریت باطل
اوسکی عزت وقدر مین کمی بیشی کردے لیکن اوسکی نیت بخیر اور دل سے حق کا طالب و
جویان ہو۔ ای عمرو تمکو خوب معلوم ہے کہ حق کا موقع کہان ہے۔ تم اس سے جاہل و
بیخبر نہین ہو۔ اگر تمکو طمع دنیوی نے فیصلہ حق سے باز رکھا تو یاد رکھنا کہ اس طمع کی
بدولت حق اور اولیاء حق کے تم دشمن ہوجاؤگے اور جو کچھ نعمت و فراغت اسوقت
تمکو حاصل ہی یاد رکھو کہ وہ زائل ہوجائیگی۔ خبردار۔ خائن اور ظالم کے مددگار نہ ہونا
ہوشیار۔ ایک دن آنے والا ہے جس مین تمکو ندامت لاحق ہوگی۔ وہ موت کا دن ہے
اوس دن تمنا کروگے کہ کاش کسی مسلمان کی عداوت نہ کی ہوتی۔ کسی ناحق حکم پر رشوت

نہ لی ہوتی لہذا واجب ہے کہ راستی اختیار کرو اور احکم الحاکمین کی روبکاری سے ڈرو۔"
حضرت معاویہؓ کی طرف سے بھی چارسو آدمی بمعیت جناب عمرو بن العاصؓ روانہ ہوئے۔
طرفین مقام اذرح مضافات دومۃ الجندل مین ملاقی ہوے (یہ مقام کوفہ سے دس منزل
ہے اور اسی قدر مدینہ منورہ اور دمشق سے) شریح بن ہانی نے امیر المومنین کا پیام عمرو
بن العاصؓ سے زبانی ادا کیا۔ عمرو بن العاصؓ غصہ سے سُرخ ہو کر نہایت تیزی اور سختی سے
بولے "مین نے کب علیؓ کا مشورہ قبول کیا۔ اونکے حکم کو مانا اور اونکی رائے پر اعتبار کیا؟"
شریح نے کہا "اے ابن نابغہ۔ تمکو کون چیز مانع ہے کہ اپنے مولی۔ آقا۔ مسلمانونکے سردار
کی نصیحت قبول کرو۔ یہ وہ شخص ہین جنسے وہ بزرگ جو تمسے بالیقین بہتر اور افضل تھے
یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ رائے لیتے اور انکی رائے پر عمل کرتے تھے۔" عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا
"تمہاری لیاقت مجھسے بات کرنیکی نہین ہے۔" شریح بولے کس برتے پر تتا پانی۔ تمکو اپنے باپ پر
فخر ہے یا مان پر۔ باپ تو تمہارے کمینہ اشخاص مین سے تھے۔ تمہاری والدہ مکرمہ نابغہ لونڈی تھی
پھر اسقدر تعلی اور ایسا اونچا دماغ کیون ہے۔ شریح یہ کہکر وہان سے اوٹھے چلے آئے۔
عمرو بن العاصؓ کے نام جب کوئی خط یا زبانی پیغام کوئی قاصد حضرت معاویہؓ کا لاتا
تو کسیکو کانون کان خبر نہ ہوتی کہ کیا حکم آیا۔ کیا ہدایت ہوئی اور نہ انکے ہمراہی انسے کچھ دریافت
کرتے تھے مگر حضرت ابن عباسؓ کی طرف اسکے بالعکس معاملہ تھا۔ کوئی خط یا قاصد کوفہ سے
آیا نہین کہ اہل عراق پیچھے پڑ جاتے اور انکو مجبوراً مضمون خط و پیام ظاہر کرنا پڑتا۔ اگر آپ
مصلحتہً اوسے چھپانا چاہتے تو طرح طرح کے خیالات فاسدہ پیدا کرکے انکو اخفاء مضامین مین
متہم کرتے اور کہتے تھے۔ یہ یہ باتین۔ فلان فلان مضمون لکھا ہوگا۔ آپ ہم سے چھپاتے ہین
آپ جواب دیتے۔ یارو تمہین لوگونکو اسکی کرید اور کاوش رہتی ہے بخلاف اسکے شام کے

قاصد برابر آتے جاتے ہین مگر کسیکو خبر تک نہین ہوتی اور نہ شامی اسکی بابت کچھ شور و چرچا کرتے ہین۔

حکمین کے ساتھ مجلس مین حضرات عبداللہ بن عمرؓ۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ۔ عبدالرحمن بن حارث بن ہشام۔ عبدالرحمن بن عبدیغوث زہری۔ ابوجہم بن حذیفہ عدوی۔ مغیرہ بن شعبہؓ۔ موجود تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بنی سلیم کے پانی پر او ترے ہوے تھے۔ اونکے بیٹے عمر نے اونسے جاکر کہا۔ ابوموسیٰؓ۔ عمرو بن العاصؓ مع سرداران قریش و دیگر اشراف قبائل فیصلہ کرنے کیواسطے جمع ہوے ہین۔ آپ بہی اصحاب رسول اللہؐ۔ اصحاب شوریٰ مین سے ایک ہین۔ آپ ابتک کسی کام مین کسی طرف نہین پڑے تاکہ آپکی شرکت سے خیال طرفداری احدالفریقین پیدا ہو علاوہ برین آپ بہی اہل خلافت سے ہین ایسے موقع پر آپکی شرکت ضرور ہے مگر حضرت سعد نے صاحبزادہ کا کہنا نہ مانا اور شریک نہین ہوے بعض کہتے ہین کہ جلسہ مین آے تھے مگر پہر شرکت پر نادم ہوکر یہین سے احرام باندہا اور بیت المقدس چلے گئے (ابن اثیر و ابن خلدون)

جو دن تاریخ فیصلہ کے واسطے مقرر تہا اوس سے تین دن پیشتر عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ سے ربط و ضبط بڑہا کر اونکی خاطر و مدارات و مہمانداری خوب کی نفیس نفیس خوش ذائقہ۔ بامزہ۔ لطیف غذائین دو وقتہ اپنے ساتھ کہلاتے رہے پہر تنہائی مین کہنے لگے "آپ صحابہ کرام بزرگ و معمر ہین۔ واجب التعظیم۔ قابل الاحترام۔ سب مین با عزت و حرمت۔ آپ دیکھتے ہین کہ امت مرحومہ کس فتنہ و عذاب مین پڑ گئی اور اندہی ہو رہی ہے۔ راہ نجات ڈہونڈہے سے نہین ملتی۔ حالت موجودہ کے ساتھ اس امت کی بقا دشوار نظر آتی ہے۔ آپ براے خدا رحم فرمائیے۔ شائد آپکی برکت سے خداوند تعالیٰ باقیماندہ لوگونکے

خون محفوظ رکھے۔ آپ جانتے ہین کہ ایک جان کا بچانا کسقدر ثواب کا کام ہے چہ جائیکہ
ہزارہا مخلوق کی زندگی کے باعث آپ ہون" حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے جواب دیا "پھر آپ نے
کیا تدبیر سوچی ہے" عمرو بن العاص بولے۔ آپ علیؓ کو معزول کیجیے اور مین معاویہؓ کو اور
ایک تیسرا ایسا شخص جو اس فتنہ مین مبتلا نہوا ہو خلافت کے واسطے انتخاب کرین۔ ابوموسیٰؓ
نے پوچھا وہ کون ہی۔ عمرو بن العاص کو قرائن سے ابوموسیٰؓ کا رجحان حضرت عبداللہ بن
عمرؓ کی جانب معلوم ہوگیا۔ کہنے لگے عبداللہ بن عمر فاروقؓ اس کام کے واسطے موزون
ہین۔ ابوموسیٰؓ نے کہا۔ بیشک خلافت کے لائق ہین مگر مین تمپر کیسے اعتبار کرون۔ ابھی
مجھسے یہ کہہ رہی ہو پھر وقت پر بدل جاؤ تو تمہارا کیا کرلونگا۔ عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا
آپ مجھسے جسطرح چاہین قسم لیکر اپنا اطمینان کرلین۔ پھر کوئی قسم۔ عہد۔ میثاق۔ قول و قرار
دنیا مین باقی نہ رہا ہوگا جنکو عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ کے سامنے اپنی زبان سے نہ کہہ
ڈالا ہو۔ ابوموسیٰؓ انکے دم مین آگئے اور خود ہی اقرار کرلیا کہ اب مجھکو تمپر اعتبار ہی (عقد الفرید)

مغیرہ بن شعبہؓ نے قریش سے کہا۔ کیا تم مین سے کوئی ایسا ہوشیار و چالاک ہے جو
ان حکمین کا منشار دریافت کرسکے اور یہ معلوم کرلے کہ دونون ایک بات پر اتفاق کرینگے
یا اختلاف۔ اونھون نے کہا ہم مین سے تو کوئی ایسا نظر نہین آتا۔ مغیرہؓ بولے۔ مین جاتا
ہون اور ابھی دریافت کئے آتا ہون۔ یہہ کہکر پہلے عمرو بن العاصؓ کے پاس پہونچے اور
کہا۔ ہم لوگ تو لڑائی سے علٰحدہ رہے اور تمکو لڑنا بہتر معلوم ہوا۔ ہمکو اس مین پہلے ہی
شک تھا۔ ہماری نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا تم نیک
لوگون کے پیچھے اور بدکاروں کے آگے امام ہو۔ مغیرہؓ وہان سے اوٹھکر حضرت ابوموسیٰؓ
سے ملے اور اونسے بھی یہی جملہ کہا۔ اونھون نے جواب دیا۔ میرے نزدیک آپ لوگ سے

رہے اور آپ لوگونکی راے صائب تھی۔ کیون نہو۔ آپ لوگ بزرگون مین باقیماندہ ہین مغیرہؓ پھر قریش کے پاس پہونچے اور کہا مین نے حال دریافت کرلیا۔ دیکھ لینا کہ دونون حکم ایک امر پر اتفاق نہ کرینگے بلکہ آخر کار اختلاف ہوگا۔ (ابن اثیرؒ)

اس مقام پر جمع ہونے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ کو اثناء راہ مین سمجھا دیا تھا کہ امیرالمومنین جناب علیؓ نے اپنی راے وخوشی سے تمکو حکم نہین بنایا کیونکہ اونکی نظر مین تم سے زیادہ لائق وقابل اشخاص اس کام کے لئے موزون تھے۔ بلکہ اور لوگون نے اسپر اتفاق کیا اور بجز تمہارے دوسرے پر راضی نہین ہوے۔ میرے خیال مین تم دھوکا دیئے جاؤگے مجھکو شامیون کی نیت فاسد نظر آتی ہے۔ تم ہوشیار رہنا دھوکا نہ کہانا۔ تمہارا مقابلہ اور ساتھ ایک شریر اور چالاک مرد سے ہوگا اور یہ کوشش ہوگی کہ تم سے حق بات فراموش کرادی جاے مگر تم اس امر پر نظر رکھنا کہ جناب امیرالمومنین علیؓ کی بیعت اون لوگون نے کی ہے جنہون نے حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کی تھی۔ حضرت علیؓ مین کوئی ایسا امر نہین ہے جسکے باعث سے یہ استحقاق خلافت سے دور ہوگئے ہون اور نہ معاویہؓ مین کوئی قربت وفضیلت انسے بڑہی ہوئی ہے جو موجب اہلیت ولیاقت خلافت ہو۔ علی ہذا القیاس عمرو بن العاصؓ سے بھی حضرت معاویہؓ نے قبل روانگی کہہ دیا تھا کہ اہل عراق نے حضرت علیؓ کی ناخوشی سے ابوموسیٰؓ کو حکم کرلیا ہے اور اہل شام تمام تمہارے حکم ہونے پر راضی ہین۔ ابوموسیٰؓ زبان دراز چھوٹی عقل کے آدمی ہین۔ تم اونپر اپنا پورا پورا ارادہ اور دل کا بھید ظاہر نہ کردینا۔ (مسعودیؒ)

غرض جس روز مجلس فیصلہ منعقد ہوئی طرفین کے لوگ جمع ہوے جو اصحاب کہ حضرت امیرالمومنین علیؓ کی بیعت سے رہ گئے تھے جیسے حضرات عبداللہ بن عمرؓ۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ

وغیرہم وہ بھی تشریف لائے۔ سب سے اول عمرو بن العاص رضؓ نے ابوموسیٰ رضؓ سے اس طرح گفتگو کی۔ اے ابوموسیٰ رضؓ۔ آپ بخوبی جانتے ہین کہ امیرالمومنین عثمان رضؓ مظلوم مارے گئے ہین (ابوموسیٰ رضؓ نے اقرار کیا) معاویہ رضؓ اور اونکی قوم حضرت عثمان رضؓ کے اولیاء اور ورثا ہین (اسکا بھی اقرار کیا) پھر کیا وجہ ہے کہ آپ معاویہ رضؓ کی خلافت قبول نہین کرتے حالانکہ وہ قبیلہ قریش سے ہین جیسا کہ آپ بھی جانتے ہین۔ اگر آپکو یہ خوف ہے کہ لوگ کہینگے معاویہ رضؓ کو سابقیت اسلام نہین۔ اوسکا جواب یہ دیجیے کہ وہ خلیفہ مقتول ومظلوم حضرت عثمان رضؓ کے والی ووارث قصاص کے طالب مستحق ہین۔ سیاست وملکداری و دیگر انتظامات ملکی کا مادہ اومین اور لوگونکی نسبت بہت بڑھا ہوا ہے۔ ام المومنین جناب ام حبیبہ رضؓ کے بھائی۔ یہہ وجہ قرب آنحضرت صلعم ہے۔ اس سے زیادہ قریب رشتہ ناتا اور کیا چاہیئے۔ مدتون آنحضرت صلعم کے کاتب رہے ہین۔ شرف صحبت نبوی صلعم سے ممتاز ہین۔ (اسقدر کہکر پھر کہا) اگر آپ میری رای سے موافقت کرینگے تو جس شہر کی حکومت آپ پسند کرینگے فوراً آپکو دی جائیگی۔ ابوموسیٰ رضؓ بولے۔ اے عمرو رضؓ خدا سے ڈرو۔ امارت وخلافت کے استحقاق مین سیاست وملکداری کا لحاظ نہین کیا جاتا۔ اگر اسکا لحاظ کرو تو آل ابرہہ بن صباح اسکے زیادہ حقدار تھے بلکہ اس کام مین تقویٰ وایمانداری پر نظر ہوتی ہے جو اہل تقویٰ واہل امانت ہین وہی امیر وخلیفہ کیے جاتے ہین۔ معاویہ رضؓ کو جو فی نفسہ بزرگی وشرافت حاصل ہے اوسکا ہمکو کب انکار ہے مگر وہ شرافت استحقاق خلافت مین کافی نہین کیونکہ شرافت قریش کا پاس کیا جاے تو علی رضؓ اسکے زیادہ مستحق ہین۔ (قرب نبوی کا لحاظ ہو تو ان سے زیادہ قریب رشتہ دار معاویہ رضؓ نہین) اب رہا تمہارا یہہ قول کہ معاویہ رضؓ خون جناب عثمان رضؓ کے طالب ہین اسوجہ سے اونکو امارت دیجاے تو یہ کوئی وجہ استحقاق خلافت نہین

ہوسکتی۔ مہاجرینؓ سابقین اسلام کو چھوڑکر بربنا وجہ ضعیف معاویہؓ کو خلافت دی جائے اور جو حضرات استحقاق کامل اور شرافت کلی اور اہلیت وقابلیت امارت رکھتے ہین وہ محروم رکہے جائین اور جو تم مجھکو حکومت کا وعدہ دیتے ہوکہ اگر معاویہؓ کو خلافت ہوئی تو میرے خاطر خواہ حکومت مجھکو مل جاویگی اسکی نسبت میرا یہ جواب ہی کہ اگر معاویہؓ تمام ملک شام کی حکومت واختیارات مجھکو دینے کہین تو بھی مین اونکو امیر وخلیفہ نہ بناؤن اور مین اللہ تعالی کے کام مین رشوت نہین لیتا سب سے بہتر یہی ہوگا کہ عمرؓ بن خطاب کا نام زندہ کرو اور اونکے صاحبزادہ عبداللہ کو خلیفہ ووالی بنادو۔ قصہ پاک ہو سب کو اطمینان حاصل ہو۔ عمرو بن العاصؓ کہنے لگے۔ آپکو میرے لڑکے کے والی مقرر کردینے مین کیا عذر وحیلہ ہے۔ آپ اوسکی حالت۔ صلاحیت۔ فضیلت سے بخوبی واقف ہین فرمایا تمہارا لڑکا بیشک مرد حق پرست اور سچا تھا لیکن تمنے اوسکو بھی اپنے ساتھہ اس فتنہ مین ڈبو لیا ہی۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ یہ کام تو ایسے شخص کو سپرد کرنا چاہیئے جسکے دانت ہون جن سے وہ کہاتا پیتا ہو [اس کلمہ سے اونکا یہ مطلب تہا کہ عبداللہ بن عمرؓ مین اس بار عظیم کی برداشت وقوت کافی نہین ہے (بدائع)]

عمرو بن العاصؓ اور ابو موسیٰؓ مین تو اس قسم کی گفتگو ہو رہی تہی مگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ خاموش سکوت کے عالم مین بحالت غفلت آنکھین بند کیئے ایک حالت استغراق مین بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ اونکے پاس تھے۔ انہون نے ابن عمرؓ کو چونکا دیا اور کہا۔ کچھ سمجھے۔ ابن عمرؓ چلّا اوٹھے۔ واللہ مین اس معاملہ مین رشوت ہرگز نہ دونگا اور نہ کسی طرف کچھہ کہونگا۔ ابو موسیٰؓ نے فرمایا۔ اے عمروؓ۔ عرب نے بعد جدال وقتال کے اس کام کا اختیار تمکو دیا ہی خدا کے لیئے اسکو پہر فتنہ مین نہ ڈالو۔ وہ بولے آپ اپنی رائے ظاہر کرین کہ آپکا

کیا قصد ہی۔ فرمایا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ علیؓ و معاویہؓ کو معزول کر کے اس کام کو عام مسلمانوں کے سپرد کر دین جسکو وہ چاہین شوریٰ کر کے مقرر کر لین۔ عمرو بن العاصؓ نے اس رائے کو پسند کیا اور ابوموسیٰؓ سے وعدہ کرا لیا کہ پہلے مجمع عام مین ابوموسیٰؓ تقریر کرین۔ اس سے عمرو بن العاصؓ کا مطلب یہ تہا کہ امیر المومنین علیؓ کو خلافت سے معزول کرنا ابوموسیٰؓ ہی کی زبان سے نکلے۔

یہ گفتگو دونون مین ایسی جگہہ ہوئی جہان معدودے چند آدمی تہے۔ بعد اس کے دونون میدان مین نکلے جہان مجمع عام تہا اور ایک جم غفیر فیصلہ سننے کو فراہم ہو رہا تہا۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ ای ابوموسیٰؓ جس رائے پر ہمارا آپکا اتفاق ہو گیا ہی اسکو سب کے سامنے ظاہر کر دیجئے۔ ابوموسیٰؓ بیچارے سیدہے سادہے مسلمان آدمی تہے بے تکلف اوٹہہ کہڑے ہوے اور لوگون کو مخاطب کر کے اس طرح کہا۔ "ہماری رائے ایک امر پر متفق ہوئی ہے۔ ہمکو امید ہی کہ خداوند تعالیٰ اسکے ذریعہ سے امت مرحومہ مین صلح کرا دی" اسیقدر کہنے پائے تہے کہ ابن عباسؓ نے اونکی بات کاٹ کر فرمایا۔ "اے ابوموسیٰؓ ہوشیار ہو جاؤ۔ واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ تمکو دہوکا دیا جا رہا ہے۔ اگر تم دونون حکم نے کسی امر پر اتفاق کر لیا ہی تو عمرو بن العاصؓ کو پہلے تقریر کرنے دو پہر تم کو جو کہنا ہو کہہ لینا عمرو بن العاصؓ فریبی مکار آدمی ہین مجھکو ڈر ہے کہ تم سے علیحدگی مین یہ متفق ہو گئے ہون اور یہان مجمع عام مین تمہارے خلاف کارروائی کرین اسواسطے مناسب ہے کہ پہلے یہی گفتگو کرین"۔ ابوموسیٰؓ بہولے بہالے سادہ مزاج تہے ابن عباسؓ کے اس کہنے پر اصلا خیال نہ کیا بلکہ بے پرواہی کے ساتہہ جواب دیا "ہم دونون نے اتفاق کر لیا ہے"۔ پہر اپنا سلسلہ کلام شروع کیا اور بولے "اے لوگو۔ ہم نے امت مرحومہ کے معاملہ مین خوب غور کر لیا

اوراسکی اصلاح واتفاق ورفع اختلاف وفساد کے واسطے ایک امر پر ہماری اور عمرو بن العاص
کی رائے قرار پاگئی وہ یہ ہی کہ ہم علیؓ اور معاویہؓ دونون کو خلافت سے معزول کردین اور
مسلمانونکو اختیار دین کہ جسکو وہ چاہین باتفاق رائے شوریٰ اور کمیٹی کے خلیفہ بنالین
لہذا مین نے علیؓ اور معاویہؓ کو معزول کردیا۔ اب سب صاحب جسکو مناسب سمجھین خلیفہ
بنائین" یہ کہکر ابوموسیٰؓ اپنی جگہہ سے ہٹ گئے۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی جگہہ کھڑے ہوکر
کہا "حاضرین جلسہ۔ ابوموسیٰؓ نے جوکچہہ فرمایا آپنے سن لیا۔ انہون نے علیؓ کو خلافت سے
معزول کیا۔ آپ سب صاحب اسپر گواہ ہین مین بہی علیؓ کو معزول کرتا ہون اور اپنے دوست
معاویہؓ کو بحال رکہتا ہون کیونکہ وہ عثمانؓ خلیفہ مقتول ومظلوم کے ولی اور وارث وطالب
قصاص ہین اور حضرت عثمانؓ کے قائم مقام ہونے کے مستحق ہین" (ابن اثیر وابن خلدون)
علامہ مسعودیؒ نے اس واقعہ کو کسیقدر تغیر کے ساتہہ بیان کیا ہے وہ اس طرح کہتے
ہین کہ جب عمرو بن العاصؓ وابوموسیٰؓ سے گفتگو ہوئی تو عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ کلام کی ابتدا
وانتہا ہوتی ہے اور جب کسی بڑے کام مین بحث شروع ہوتی ہے تو لبسا اوقات زیادہ
گفتگو مین ابتدار کلام بہول جاتی ہے اسواسطے اسوقت مناسب معلوم ہوتا ہی کہ جو ہمارے
آپکے گفتگو ہو اوسکو قلمبند کرتے جائین تاکہ خوف نسیان سے ہماری تمام گفتگو از اول تا آخر
محفوظ رہی۔ ابوموسیٰؓ اسپر راضی ہوگئے۔ عمرو بن العاصؓ نے ایک کاتب بلاکر اپنے پاس بٹہالیا
اور اوسکو اس طرح فہمائش کی کہ جب ہم دونون ایک بات پر اتفاق کرکے تمکو لکہنے کی اجازت
دین اوسوقت اوسکو لکہہ لینا۔ ہم دونون مین سے اگر ایک شخص کچہہ کہے تو ہرگز اوسپر عمل
نہ کرنا یہی تاکید ابوموسیٰ نے بہی کردی۔ پہر وہ کاتب کاغذ لیکر دونون کے پاس بیٹہہ گیا
اور شروع عنوان اس طرح لکہا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ مضمون ہے جسپر فلان وفلان نے

فیصلہ کیا۔ بجاے فلان کے پہلے عمروؓ بن العاص کا نام لکھا۔ اسپر یہہ خفا ہو کر بولے۔ پہلے
ابو موسیٰؓ کا نام لکھو۔ کیا تم انکا مرتبہ نہین جانتے۔ کاتب نے عبد اللہؓ بن قیس (ابو موسیٰؓ) کے نام سے
عنوان شروع کیا اور یہہ لکھا۔ عبد اللہ بن قیسؓ اور عمرو بن العاصؓ گواہی دیتے ہین کہ بجز خدا کے
کوئی معبود نہین۔ اوسکا کوئی شریک نہین۔ محمد صلعم اوسکے بندے اور رسول ہین اونکو
اللہ جل شانہ نے دین حق کے ساتھہ بہیجا تاکہ دین اسلام کو سب دینون پر غالب کرین۔
پہر عمرو بن العاصؓ بولے۔ ہم گواہ ہین کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول خدا نے کتاب
اور سنت پر عمل کیا اور تا حیات اونکا یہی معمول رہا۔ جو حق اونکے ذمہ تہا وہ ادا کر گئے پہر
حضرت عمر فاروقؓ کی نسبت بہی ایسا ہی کچھہ بیان کیا۔ ابو موسیٰؓ نے اسکی تصدیق کی اور
دونون کی اجازت سے کاتب نے لکھہ لیا۔ پہر عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ پہر جناب عثمانؓ باتفاق راے
اہل شوریٰ و رضامندی اصحابؓ کبار خلیفہ ہوے۔ وہ مسلمان مرد باایمان تھے۔ اسپر
ابو موسیٰؓ نے اعتراض کیا کہ ان باتونکے لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ عمروؓ نے کہا۔ مسلمان نہ تھے
تو کیا کافر تھے۔ ابو موسیٰؓ بولے۔ اچھا یہہ بہی لکھو۔ پہر عمرو بن العاصؓ نے پوچہا۔ ظالم قتل
ہوے یا مظلوم۔ جواب ملا۔ مظلوم شہید ہوے۔ پہر کہا۔ کیا خداوند تعالیٰ نے ولی مقتول کے
واسطے طلب قصاص نہین رکہا ہے اور معاویہؓ سے زیادہ قریب اونکا والی و وارث طالب
قصاص اور بہی کوئی ہے؟ ابو موسیٰؓ نے جواب دیا۔ ولی مقتول حقدار ہے اور معاویہؓ
جناب عثمانؓ کے والی وارث۔ مدعی خون درحقیقت ہین۔ کاتب نے بعد اجازت دونون کے
یہہ فقرہ "وہ مظلوم قتل ہوے۔ حضرت معاویہؓ اونکے وارث والی حقدار قصاص ہین"
اور لکھہ لیا۔ عمروؓ نے کہا۔ اب معاویہؓ کو جائز ہے کہ قاتلین عثمانؓ کو ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر
قتل کرین یا نہین۔ ابو موسیٰؓ نے اقرار کیا کہ بیشک اونکو جائز ہے۔ کاتب نے دونون کی

اجازت سے یہہ بہی لکھا "معاویہؓ خون عثمانؓ کی عوض اونکی قاتلین کو قتل کر سکتے ہین" عمرؓو بولے
ہم گواہونسے ثابت کر سکتے ہین کہ علیؓ قاتل عثمانؓ ہین - ابو موسیٰؓ نے جواب دیا - اسلام مین
یہہ ایک حادثہ عظیم گذرا ہے اب اسمین قیل وقال جانے دو اور ایسی بات نکالو جو امت
مرحومہ کے حق مین مفید ہو اور اوسمین اصلاح پیدا کرنے کی کوشش کرو - عمرو بن العاصؓ
نے پوچھا - وہ کیا ہے - ابو موسیٰؓ بولے - یہہ امر تم سے بہی مخفی نہین کہ اہل عراق حضرت معاویہؓ کے
مطیع نہین اور نہ اہل شام حضرت علیؓ کو مانتے ہین اس صورت مین مناسب ہے کہ ہم تم دونون
علیؓ و معاویہؓ کو معزول کر کے عبداللہ بن عمرؓ کو سب کا خلیفہ کر دین - عمرو بن العاصؓ بولے
کیا عبداللہ بن عمرؓ اسکو منظور کر لینگے - ابو موسیٰؓ نے کہا - ہان ضرور بشرطیکہ اونپر زور ڈالا
جاوے - عمرو بن العاصؓ نے بظاہر انکی تجویز پسند کی - پہر کہا - سعدؓ کیسے ہین - ابو موسیٰؓ نے
انکار کیا - عمرو بن العاصؓ نے اور بہی چند نام لئے مگر سب کے جواب مین ابو موسیٰؓ نے لا کہا اور
پسند نہ کیا - اونکی نظر مین بجز عبداللہ بن عمرؓ کے کوئی مستحق خلافت نہ تہا - اسکے بعد وہ پرچہ
جو لکہا گیا تہا عمرو بن العاصؓ نے لیکر اپنی اور ابو موسیٰؓ کی مہرین کین پہر تہ کر کے اپنے پاس
رکہہ لیا - اوسمین جسقدر مضمون اوپر لکہہ گیا ہے بس اوسیقدر رہتا یہہ مابعد کے فقرے درج
نہ ہوے تہے - اب عمرو بن العاصؓ نے ابو موسیٰؓ سے پوچہا - پہلا یہہ تو فرمایئے کہ اگر اہل عراق
عبداللہ بن عمرؓ کی خلافت پر راضی ہون اور اہل شام ناپسند کرین تو کیا اہل شام سے جہاد
کیا جاوے - جواب ملا نہین - پوچہا اور اگر اہل شام انکو مانین اور اہل عراق برخلاف ہون
تو کیئے اونسے لڑینگا - جواب ملا نہین - کہا - اب آپکے نزدیک صلاح اسی مین ہے تو بہت
مناسب ہے مین بہی راضی ہون - چلئے سب کے سامنے خطبہ پڑہیئے اور حضرت علیؓ و معاویہؓ کو
معزول کر کے جسکو آپ خلیفہ کرنا چاہتے ہین اوسکا نام بہی ظاہر کر دین تاکہ مجمع عام مین

اعلان ہوجاے۔ ابو موسی رضؓ نے جواب دیا۔ پہلے تم بیان کر دینا پھر مین اوسکی تصدیق کر دونگا
عمرو بن العاص رضؓ نے کہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہی۔ آپ مجھ سے سن و سال مین بڑے۔ فضل و
کمال مین ممتاز و باعزت۔ عام نظرونمین جو آپکی وقعت ہے، وہ مجھکو کہان نصیب۔ مجھ سے
یہہ بے ادبی نہوگی علاوہ اسکے جب ہماری آپ کی ایک راے پر فیصلہ ہے تو جیسے میرا
کہنا ویسے ہی آپکا۔ الغرض ان باتونمین حضرت ابو موسی رضؓ نے آگر دہو کا کہایا اور مجمع عام مین
جاکر پہلے خطبہ سنایا اور یہہ الفاظ بیان کر دیئے۔ ایہا النّاس۔ ہم نے بعد غور و تامل
بسیار مسلمانونکی امن و اصلاح قائم کرنے، کشت و خون سے محفوظ رکھنے کیلئے یہی بات
مناسب سمجھی کہ حضرات علی رضؓ و معاویہؓ دونون صاحب کو معزول کر دیا اور ان دونون کو
سریر خلافت سے اوتار دیا جس طرح یہہ عمامہ (سر سے عمامہ اوتار کر) مین نے اوتار لیا اور
ان دونون کی جگہہ عبد اللہ بن عمر رضؓ کو خلیفہ کرتا ہون۔ یہہ کہکر اپنی جگہہ سے ہٹ گئے۔ پھر
عمرو بن العاص رضؓ نے اوسی جگہہ کھڑے ہو کر بعد حمد و ثنا کے کہا۔ ''اے لوگو۔ ابو موسیٰ رضؓ عبد اللہ
بن قیس رضؓ نے حضرت علی رضؓ کو معزول کیا اور اس امر خلافت سے اونکو الگ کر دیا۔ ابو موسیٰ اونکے
حالات سے بخوبی واقف ہین اونہون نے بہی اونکو اسکے قابل نہین پایا۔ مین نے بہی اونکی ساتھ
علی رضؓ کو معزول کیا اور حضرت معاویہؓ کو بحال رکہا۔ وہ ہمارے اور تمہارے سب کے خلیفہ
ہین۔ سبکو اونکی اطاعت کرنا چاہیئے۔ ابو موسیٰ رضؓ نے اس خط مین (خط دکھلا کر) لکھہ دیا ہے
کہ عثمان رضؓ مقتول ہوے مظلوم شہید ہوے اور اونکے ولی کو اختیار ہے کہ طلب قصاص
مین قاتلین کی جستجو کرین اور اونسے بدلا لین۔ حضرت معاویہؓ خود صحابی ہین۔ اونکے باپ بہی
صحابی تھے۔ سب لوگ اونکی طرف راغب ہین۔ اب وہی ہمارے سب کے خلیفہ ہین۔ اونکی بیعت
اونکی اطاعت طلب خون عثمان رضؓ مین ہم سب پر واجب ہے''

دونون حکم اپنی اپنی کہکر الگ ہوی تہے کہ دونو نپر ملامت کی بوچہار پڑنے لگی۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے کہا۔اے ابوموسیٰ رضؓ۔عمرو بن العاص رضؓ نے اپنے داؤنسے تمکو کسقدر سست کردیا۔حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا۔اے ابوموسیٰ رضؓ۔تم بیچارہ کا اسمین کوئی قصور نہین۔ گناہ ہے تو اوسیکا جسنے تمکو آگے کیا اور تم کو پہلے گفتگو کرنیکو یہان کہڑا کردیا۔حضرت ابوموسیٰ رضؓ نہایت منفعل تہے۔معذرت کی کہ مین کیا کرون مجہہ سے عمرو بن العاص رضؓ نے ایک امر پر اتفاق کیا لیکن پہر اوس سے بدعہدی کرکے پہر گئے۔حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا۔دیکہیے اب کیا انجام ہوتا ہے۔خلافت تو ایسے دو شخصو نکے ہاتہہ پڑگئی کہ ایک تو اونمین بے پرواہ ہے دوسرا ضعیف و کمزور ہے۔لوگ اوسکی طرف کم رجوع ہوتے ہین۔حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضؓ نے کہا۔آج سے پہلے اشعری رضؓ مرگئے ہوتے تو بہتر ہوتا۔حضرت ابوموسیٰ رضؓ عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر کہہ بیٹہے۔اے عمرو۔خدا تمکو کبہی ہدایت نہ دے۔تم مجہسے اقرار کرکے پہر گئے۔وعدہ کرکے بدعہدی کی۔کہا کچہہ اور کیا کچہہ۔تمہاری مثال بعینہٖ کتے کی ہے اگر اوسپر بوجہہ لاد دو تو ہانپے اور اوٹہا لو تو بہی ہانپتا رہتا ہے۔عمرو بن العاص رضؓ نے کہا۔تم بالکل اوس گدہے کے مشابہ ہو جسپر کتابین لدی ہون۔یہہ کہکر ابوموسیٰ رضؓ کے ایک لات ماری۔شریح بن ہانی یہہ زیادتی دیکہکر ضبط نہ کرسکے عمرو بن العاص پر کوڑا اپہٹکارا۔عمرو بن العاص کا لڑکا جہپٹا شریح کو کوڑا مارا۔لوگ بیچ مین پڑ گئے اور دونونکو روک لیا۔معاملہ رفع دفع ہوگیا۔اسکے بعد شریح کہا کرتے تہے۔عمرو بن العاص کو کوڑا مارکر مجہکو سخت ندامت ہوئی کہ کسی فعل پر ایسا پشیمان نہ ہوا تہا اور اتنک افسوس ہی کہ بجائے کوڑے کے اونپر تلوار چلائی ہوتی اور ایک ہاتہہ مین خاتمہ کردیا ہوتا۔اس فیصلہ کے ہوتے ہی حضرت ابوموسیٰ رضؓ مجلس حکم سے نکلے۔سیدہے مکہ معظمہ چلے گئے اور کبہی کوفہ نہ آئے حالانکہ انکے اہل وعیال۔زمین وجائداد سب کوفہ مین تہی انہون نے

قسم کہالی کہ تا زیست جناب علیؓ کو اپنا منہ نہ دکھاؤنگا حضرت ابن عمرؓ و سعد بن ابی وقاصؓ بیت المقدس کو چلے گئے۔ (ابن اثیر و مسعودی)

امیر معاویہؓ نے عرصہ کے بعد شام سے حضرت ابو موسیٰؓ کے نام یہہ خط لکھا "سلام علیک اما بعد۔ اگر نیت خطا کو دفع کر دیتی تو مجتہد ضرور خطاء اجتہادی سے محفوظ رہتا مگر حق اوسیکا حصہ ہوتا ہے جو طالب حق ہو اور خطا سے بچے۔ جو حق سے چوک گیا اور خطا کی وہ محروم رہا۔ اور جبکہ دونون حکم نے حضرت علیؓ کی معزولی پر فیصلہ کر دیا تو اب علیؓ کو گنجائش انکار نہین رہی۔ نہ کسی طرح حکمین کے معاملہ مین اونکو اختیار و قدرت حاصل ہے باتفاق جملہ اشخاص تم منتخب ہوے اور علیؓ کے خلاف تمکو ہی سب نے پسند کیا اب سب لوگ جسطرح جناب علیؓ سے ناراض ہین تم بہی اون سے ناراض ہو کر میرے پاس شام مین چلے آو۔ مین تمہارے حق مین علیؓ سے بہتر اور مفید ثابت ہونگا"۔ اسکا جواب ابو موسیٰؓ نے یہہ دیا "سلام علیک۔ اما بعد جس طرح عمرو بن العاصؓ تمہاری جانب سے حکم ہوے اسی طرح مین بہی جناب علیؓ کی جانب سے حکم ہوا تہا البتہ فرق اسقدر رہی کہ مین نے خدا کی رضامندی چاہی تہی اور عمرو بن العاصؓ تمہاری خوشی کے خواہان تہے میرے اور عمروؓ کے درمیان شرطین ٹہیر گئی تہین اور باہم مشورہ ہو گیا تہا مگر وہ اون شروط سے پہر گئے اور خلاف حق فیصلہ کیا لہذا مین نے بہی اپنے قول و فیصلہ سے رجوع کیا۔ باقی رہا تمہارا یہہ قول کہ حکمین کا فیصلہ واجب العمل ہے اور جسپر وہ حکم لگادین مجبوراً اوسکو ماننا ہوگا تو یہہ بات بکری۔ اونٹ۔ دینار۔ درم مین ہے لیکن امت مرحومہ کا کام ایسا ذلیل نہین ہے کہ جبراً خلاف حق جو چاہو کر ڈالو۔ کسی کے عاجز ہونے سے حق زائل نہین ہوتا اور نہ کسی بدکار عیار کے مکر و فریب سے حق کا کوئی نقصان ہوتا ہے تم جو مجھکو اپنے پاس بلاتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ مجھکو حرم ابراہیمؑ چھوڑ کر دوسری جگہہ مرغوب نہین

اس خط وکتابت کی اطلاع جناب امیرالمومنین علیؑ کو ہوئی تو آپنے بھی ابوموسیٰؓ کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔ "سلام علیک۔ اما بعد۔ تم ایک شخص ہو جسکو اوسکی ہوائے نفس نے مطلوم بنا دیا۔ فریب دہوکے مین آگیا ہو۔ بزعم تمہارے بیت اللہ کا قیام اور ہمیشہ وہان رہنا بغرض حج سکونت پذیر ہونا اور نہ اس خیال سے کہ مکہ معظمہ کو وطن بنا لو (بلکہ محض میری طرف سے کشیدہ خاطر ہو کر مکہ کا رہنا اختیار کیا ہے) تمہاری نظر مین مستحسن ہے یہہ فقط تمہارا ہی گمان ہے۔ تم میرے پاس چلے آؤ۔ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے اور بھول چوک سے درگذر فرماتا ہے اوسکی طرف رجوع کرنیوالے بندے اوسکے نزدیک محبوب ہین"۔

حضرت ابوموسیٰؓ نے جواب دیا "سلام علیک۔ اگر مجھکو یہہ خوف نہ ہوتا کہ میرے جواب نہ دینے سے آپکو میرا گناہ اور بھی بڑا معلوم ہوگا تو مین ہرگز جواب نہ لکھتا کیونکہ میری خطا کا آپکے نزدیک میرے مفید کوئی عذر باقی نہین اور نہ اسقدر قوت ہے کہ آپکے غضب سے اپنی حفاظت کر سکون۔ بیت اللہ کی ملازمت اسوجہ سے اختیار کی کہ مین ایسی قوم مین آملا جو بہ نسبت آپکے میرا گناہ جسکو آپ بڑا سمجھے ہین کم سمجھتے ہین اور میرا حق بڑا مانتے ہین اور آپکی جانب سے مجھکو امید نصرت باقی نرہی"۔ (عقد الفرید)

اہل شام نے ابوموسیٰ کو تلاش کیا مگر یہہ تو مکہ معظمہ روانہ ہو چکے تھے۔ عمرو بن العاصؓ اپنے ہمراہیون کے ساتھ حضرت معاویہ کے پاس واپس گئے۔ خلافت کا سلام کیا اور کل ماجرا زبانی عرض کیا۔ حضرت ابن عباسؓ مع شریح و دیگر اہل عراق کوفہ واپس ہوئے اور جناب علیؓ کی خدمت مین کل واقعہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا۔ جناب امیرالمومنین نماز فجر مین یہہ بد دعا کرتے تھے۔ اللهم العن معاوية وعمروا وابا الاعور وحبيبا وعبد الرحمن بن خالد وضحاك بن قيس والوليد۔ حضرت معاویہؓ کو یہہ خبر ہوئی تو

وہ بھی حضرت علیؓ۔ ابن عباسؓ۔ حسنؓ حسینؓ۔ اشتر پر لعنت کرتے تھے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)
بعض کہتے ہین کہ حضرت معاویہؓ نے بعد پہونچنے عمرو بن العاصؓ وغیرہ کے ایک روز لوگونکو جمع کرکے کہا جس کسیکو خلافت کے بارہ مین کچھ کلام ہو وہ مجھسے ظاہر کرے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ مین بھی اوس جلسہ مین تھا میرے دل مین آیا کہ کہدون "اس خلافت مین وہ لوگ کلام کرتے ہین جو تمسے اور تمہارے باپسے اسلام کی بابت لڑے ہین اور کسیوقت تمپر جہاد کیا ہے"۔ مگر پہر مین نے خوف کیا کہ ایک بات کہنے سے جماعت مین تفریق پیدا ہو جاوے اور عجب نہین کہ خونریزی ہو۔ جب مین اوس جلسہ سے گہر آیا حبیب بن مسلمہ آئے اور مجھسے کہا۔ تم معاویہؓ کی بات سنکر کیون خاموش رہے مین نے کہا۔ میرا قصد تو تہا کہ کچھ بولون مگر بخوف شر وفساد خاموش رہا حبیب نے کہا۔ خوب کیا اور آفت سے بچے۔ ایسے وقت ایسا ہی کرنا چاہئیے تہا۔

مولف۔ جناب امیر المومنین کی نسبت یہ روایت کہ آپ حضرت معاویہؓ اور اون کے ہمراہیون پر لعنت کرتے تھے بعید از قیاس ہے مسلمان پر لعنت کرنا کسی طرح درست نہین۔ یہانتک کہ علماء دین یزید کی شان تک مین توقف کرتے ہین باوجودیکہ یزید کے فسق اور ظلم مین کسیکو کلام نہین۔ یہہ شیوہ تبرائیونکا ہے اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو اہل قبلہ پر لعنت اور اونکو سب وشتم کرنا کسی طرح درست نہین۔ نہ صحابہ کرام مین یہ دستور تہا۔ دیکھئے اصحاب جمل کے حق مین امیر المومنین نے کسیکو برا تک نہین کہا بلکہ جناب ام المومنین عائشہؓ کی نسبت کلمات خلاف شان اونکے لوگونکو کہتے ہوے جب معلوم کیا تو اونکو سزا دی۔ اصحاب جمل کی نسبت لوگون نے آپسے سوال ہی کیا کہ یہہ لوگ کیسے ہین۔ آپنے یہی فرمایا کہ ہمارے بہائی مسلمان ہین ہم سے باغی ہوگئے۔ صرف اسیقدر

فرمایا نہ کہ اونکو کافر سمجھا ہو اور اونپر لعن وطعن کی ہو- عمار بن یاسرؓ سے اہل شام کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا- یہ نہ کہو کہ وہ کافر ہین لیکن یہہ کہو کہ باغی ظالم ہین- بہلا جب ان بزرگونسے اس قسم کے الفاظ بروایات کثیرہ معتبرہ منقول ہون اور پہر اونکے روزمرہ کے عادات ومعاملات یا برتاؤ پر نظر کیجاوے تو کس طرح وہم ہوسکتا ہے کہ آپنے حضرت معاویہؓ پر لعن وطعن کیا ہوگا بلکہ یہہ روایت بمقابلہ صحابہ کرام کے برتاؤ کے شاذ وغیر قابل اعتبار ہے اور یون کہنا چاہیئے کہ کسی ذات شریف خارجی یا اونکے مثل دوسرے مذہب والے کی زیادتی اور حاشیہ ہے- اب دوسری طرح عرض کرتا ہون- گالی گلوج- کوسنا پیٹنا مردونکا کام نہین- زنانہ مزاج- بزدل- یا عورتین گہر مین بیٹہی کوسا کرتی ہین اور جب اونسے کچہہ بن نہین پڑتا تو اپنے دشمن کے حق مین گودی پہیلا پہیلا کر بد دعا کرتی ہین- جناب شاہ مردان شیر یزدانؓ عورتونکی طرح پست ہمت کچے دل کے نہ تہے کہ اپنے گہر بیٹہے بیٹہے حضرت معاویہؓ اور اونکے اتباع کو کوسا کرتے- معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بیشک یہ روایت بالکل غلط ہے بلکہ جناب علیؓ سے اسکے خلاف منقول ہے-

طبرانیؒ نے بسند معتبر روایت کیا ہے کہ جناب علیؓ نے فرمایا- ہماری طرف کے اور معاویہؓ کی طرف کے مقتولین دونون جنت مین ہین (تطہیر الجنان از علامہ احمد بن حجر ہیتمیؒ مطبوعہ مصر)

علاوہ ازین صحابہ کرامؓ کے باہمی محاربات ومنازعات مین ہمارا عمل ان تاریخی کتابوپر نہین ہم اس باب مین علماء کرام کے اقوال دیکہتے ہین جن حضرات نے نہایت تحقیق و تدقیق سے غلط کو صحیح سے ضعیف کو قوی سے علحدہ اور ممتاز فرمایا اور ہمکو مسلک قویم اور صراط مستقیم کی جانب ہدایت کی- شرح عقائد نسفی مین ہے کہ حضرت معاویہؓ اور اونکے اتباع پر جواز لعن سلف مجتہدین اور علماء صالحین سے منقول نہین اسواسطے

کہ غایت الامر حضرت معاویہؓ اور اونکی جماعت کی نسبت اگر ثابت ہے، تو ظلم و زیادتی۔ اپنے امام پر خروج کرنا مگر یہہ ظلم و خروج اونکو مستحق لعن نہین کرتا۔ اسی مقام مین حاشیہ پر ہے کہ لعنت نہ جائز ہونے کی یہہ وجہ بھی ہے کہ جناب امیر المومنین علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اگر معاویہؓ قابل لعنت ہوتے تو آپ اونسے ہرگز صلح نہ کرتے۔ تمہید۔ اگرچہ یہ صلح بطیب خاطر نہ تھی مگر احکام صلح اوسپر مرتب ہوے۔

متن عقائد نسفی مین ہے۔ صحابہ کرام کو خیر و نیکی کے ساتھہ یاد کرنا چاہیئے۔ اسکی شرح مین علامہ تفتازانیؒ لکھتے ہین۔ کیونکہ صحابہ کبارؓ کے فضائل مین صحیح احادیث وارد ہین اور اونکے طعن سے سخت ممانعت آئی ہے وہ احادیث یہ ہین "میرے یارونکو گالی نہ دو برا نہ کہو اگر تم خدا کی راہ مین کوہ احد کے برابر سونا خیرات کر دوگے تاہم اونکے ایک مُد بلکہ نصف مُد کے برابر بھی ثواب نہ پاؤگے میرے یارونکی عزت و حرمت کرو کیونکہ وہ لوگ تم سے افضل اور تم سے بہتر ہین۔ اللہ سے ڈرو۔ میرے یارون کے حق مین زبان کو روکو۔ خبردار۔ اونکو نشانہ تیر ملامت نہ بناؤ۔ جس نے اونکو دوست رکھا اوسنے میری دوستی کی وجہ سے اونکو دوست رکھا اور جسنے اونسے عداوت کی بغض رکھا تو اوسنے مجھسے عداوت کرکے اون سے عداوت کی۔ جسنے اونکو ایذا دی مجھکو ایذا دی اور جس نے مجھکو ایذا دی اوسنے خدا کو ستایا اور خدا کا ستانا تو اوسی پر جائیگا وہ چاہیگا تو اوسکو دنیا ہی مین پکڑ لیگا"

شرح فقہ اکبر مین ہے صحابہ کرام سے اگر کوئی امر بصورت شر ظاہر ہو تاہم اونکو برا کہنا نہ چاہیئے کیونکہ وہ صاحب اجتہاد تھے اگر اجتہاد سے کوئی کام کیا اور غلطی ہوئی تو معذور اور ماجور ہین۔ اگر احیاناً کسی سے بہ تقاضای بشریت کوئی خطا صادر ہوئی تو اصرار نہ کیا اوسپر قائم نہ رہے بلکہ فوراً ترک کرکے نیک کام مین مصروف ہوے۔ صحیح حدیث موجود ہے "بہتر

زمانون والے وہ لوگ ہین جو میرے زمانہ مین ہین۔ اسیواسطے جمہور علماء اہل سنت کا
اتفاق ہی کہ تمام صحابہ کبار عدل تھے قبل فتنہ جناب عثمان رضؓ وجناب علی مرتضی رضؓ جسطرح عدل تھے
ویساہی بعد کو ہے۔ ابن دقیق العید کا قول ہے۔ ان حضرات مین جو تنازع واختلاف وخصومات
واقع ہوی ہین بعضے غلط مشہور ہوگئے ہین اور جو اونمین صحیح طور سے منقول ہین اونکی تاویلات
نیک ہین قطع نظر اسکے آیات قرآنی واحادیث نبوی سے انکے مناقب علی وجہ الیقین ثابت
ہین اور انکی نسبت جو اخبار و روایات ہین وہ اوس درجہ کی کہان ہوسکتی ہین۔ اونکی
بزرگی وفضیلت یقینی۔ انکی نسبت واقعات کی خبرین محتمل کذب یا موہوم مشکوک فیہ ہین
لہذا یہ اخبار وآثار آیات واحادیث کے معارض نہین ہوسکتے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ یہ
وہ خون ہین جن سے خداوند تعالی نے ہمارے ہاتھہ پاک رکھی۔ پس ہمکو اپنی زبانین انکی
بدگوئی اور برائی سے پاک رکھنا چاہیئے۔ امام احمد حنبلؒ سے جناب عائشہ صدیقہ رضؓ وجناب
علی رضؓ کی نسبت کسی نے سوال کیا۔ آپنے فرمایا۔ یہہ وہ بزرگ تھے کہ گذر گئے۔ جو انھون نے
کمایا وہ انکے واسطے ہی اور جو تم کمائی کروگے وہ تم پاؤگے اور تم انکے اعمال سی سوال
نہ کئے جاؤگے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین۔ اگر جناب علی رضؓ نہ ہوتے تو خوارج کا حکم نہ معلوم
ہوتا۔ احیاء العلوم مین ہے۔ کسی پر لعنت کرنے مین اندیشہ وخوف گناہ ہی اور سکوت کرنا
یہانتک کہ ابلیس تک سے زبان روکنا اس مین کوئی اندیشہ نہین۔ جبکہ سکوت کرنا افضل
ٹھیرا تو امر مشتبہ اور خوفناک مین پڑنا عقل کے خلاف ہے۔

اب یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض احادیث سے آنحضرت صلعم کا لعنت کرنا جیسے حکم اور اونکی
اولاد کی نسبت لعن کرنا منقول ہی اسکے علاوہ اور جگہہ بہی ثابت ہوتا ہے جیساکہ بعض
جانورونکی نسبت بہی اس طرح آگیا ہے چنانچہ ہم بہی حصہ اول مین کسی جگہہ لکھہ آئے ہین۔

اوسکا جواب علماء دین نے اس طرح دیا ہے کہ خود آنحضرت صلعم سے منقول ہی کہ جو شخص آپکی امت مین سے مستحق لعنت نہین ہی اور اوسکے حقمین زبان مبارک سے لعنت کا لفظ نکل گیا ہے وہ اوسکے واسطے باعث رحمت و مغفرت ہے۔ بعض احادیث مین یہہ الفاظ آئے ہین "اے علیؓ تم میرے بعد ناقضین عہد۔ ظالمین۔ تارکین دین سے لڑوگے" اصحاب جمل و اصحاب صفین کو اسکا مصداق بنانا درست نہین ہی۔ کیونکہ یہہ مجموعہ اوصاف کا ماصدق علیہ فرقہ خوارج ہے۔ اصحاب جمل و صفین نہین ہوسکتے۔ یہی مذہب اہل سنت وجماعت وطریق سواد اعظم ہے اور حق بات واجب الاتباع ہے خلاصہ یہہ کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ یا دیگر امہات مومنینؓ یا صحابہ کرام کو برا کہنا لاشک کفر ہے اور اوسکے ماسوا اور باتونپر جیسا جنگ جمل و صفین وغیرہ کے متعلق سب و شتم کرنا بدعت۔ فسق۔ گمراہی اور اسکا قائل مستحق تعزیر ہے۔

صواعق محرقہ مین ہے۔ ہر فرد مسلمان پر واجب ہے کہ صحابہ کرام کی نسبت کوئی بات اونکی شان و مرتبے کے خلاف کسی کتاب مین دیکھے یا کسی سے سنے تو بمجرد رویت و سماع کچھہ حکم نیک و بد اوسپر نہ لگاوے بلکہ تحقیق کرے پہر اگر تحقیق سے ثابت ہو تو اوسکی نیک تاویل کرے اور اون بزرگو نکی نسبت گمان نیک رکہے۔ اوسکے بعد امیر المومنین علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی نسبت یہہ لکھا ہے۔ ان بزرگون مین جو لڑائیان واقع ہوئین اہل سنت کا اعتقاد اس باب مین یہہ ہی کہ جناب معاویہؓ نے جناب امیر المومنین سے مقدمہ خلافت مین جنگ نہین کی۔ حضرت معاویہؓ ہر طرح آپکو مستحق خلافت جانتے تھے کیونکہ آپ کی خلافت اجماعی ہی بلکہ وجہ منازعت و مخالفت یہہ ہوئی کہ حضرت معاویہ اور ان کے توابع آپ سے قاتلین جناب عثمانؓ کو طلب کرتے تھے اور آپنے اس سے انکار کیا پس

اسی بنا پر طرفین سے لڑائی چھڑ گئی۔ امیر المومنینؓ نے انکار اسوجہ سے کیا کہ اوس وقت
قاتلین کے حوالہ کر دینے مین بہت کچھہ شر و فساد ہوتا اور فتنہ عظیم وکشت وخون عالمگیر کا
اندیشہ تھا۔ آپ نے چاہا کہ تسلط ہوجانے پر رفتہ رفتہ جملہ قاتلین اپنے اعمال بد کی سزا کو
پہونچائے جائین۔ دوسری وجہ عدم تسلیم قاتلین عثمانؓ کی یہہ ہوسکتی ہے کہ یہ لوگ
بلاشبہ باغی تھے تاجناب امیر المومنینؓ کے مطیع ہوگئے اس صورت مین حالت بغاوت
مین جو فعل انہون نے کیا وہ بعد انقیاد وا طاعت امام برحق قابل مواخذہ نہین ہا جیسا
کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ و دیگر علما کا باغیونکے متعلق مذہب ہے۔ اگرچہ یہ وجہ بمقابلہ وجہ
اول کے ضعیف ہے مگر بہر حال آپ کی تاخیر کی وجہ تھی۔ جناب معاویہؓ بھی دلیل کیساتھہ
قاتلین عثمانؓ کو طلب کرتے تھے مگر انہون نے خطا اجتہادی کی اور معذور و ماجور ہین
جناب علیؓ مجتہد مصیب ہین۔ یہی مذہب فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کا ہے جو افراط و
تفریط سے علیحدہ صراط مستقیم پر قایم ہے۔ اس قسم کی روایات جناب امیر المومنین علیؓ کی
نسبت مشہور ہونے کی ایک وجہ قوی یہہ بھی ہے کہ فرقہ سبائیہ عہد مرتضوی مین ترقی کی
تھیں مین ہی کہ عہد مرتضویؓ مین خوارج اور تابعان ابن سبا۔ جو حق جناب مرتضویؓ مین
نہایت درجہ غلو رکھتے تھے ظاہر ہوے۔ مولنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ ارقام
فرماتے ہین کہ جناب علی مرتضیؓ و دیگر آئمہ اطہار خوارج کے حق مین اونکی شرارت ملاحظہ
فرماکر اونکی بدذاتی وخباثت باطنی پر اکثر اوقات کلمات لعن آمیز متضمن دیگر الفاظ عام جیسے
غصب ظلم بغض اہل بیت۔ تغیر سنت۔ احداث بدعت۔ اختراع احکام خلاف شرع وغیرہ وغیرہ
ارشاد فرمایا کرتے تھے سمجھدار واقف کار جانتے تھے کہ یہہ الفاظ خوارج ونواصب کی شان مین
ہین مگر تابعان ابن سبا جو اپنے کو مخلصان مرتضویؓ مین شمار کرتے تھے یہہ سب الفاظ

حضرات صحابہ کرام - ازواج مطہرات کی شان مین منسوب کرتے تھے اور اپنے عقائد فاسد کے مطابق پاکر خود بھی ان الفاظ سے اپنا منہ گندہ کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی انکو روکتا تو جواب دیتے واہ جی۔ تم کیا جانو۔ صحابہ ہی مراد ہین مصلحت وقت سے جناب مرتضوی نے اونکا نام نہین رکھا۔ انکے اسلاف مین اس قسم کے امور شائع ہوے۔ پھر انکے خلف اپنے بزرگونکے قدم بقدم چلے اور آج تک اس قسم کی روایات غلط مشہور ہوتی چلی آئین (تحفہ اثنا عشریہ) کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب علیؓ اپنے عہد مین اس فریق کی غلطی پر واقف ہوے اور انکو بارہا متنبہ فرمایا۔ علی ہذا القیاس جو آپکو حضرات شیخینؓ پر فضیلت دیتے تھے اونکو بھی آپ سخت ممانعت کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح جناب امیر المومنین علیؓ کے خطبون اور خطون مین جو اس قسم کے الفاظ کتب تواریخ مین منقول ہین بیشک اونکی نسبت بھی کہہ سکتے ہین کہ اہل تعصب کی آمیزش سے وہ خطبے اور خط خالی نہین ہین۔

اب ہم اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہین جب حکمین فیصلہ کرکے اپنی اپنی جگہہ واپس گئے۔ اہل کوفہ کوفہ واپس آے اور اہل شام شام کو چلے گئے تو اس فیصلہ کے بابت اہل کوفہ نے گفتگو کی۔ خوارج تو پہلے ہی سے برخلاف تھے عام لوگونمین بھی جا بجا چرچا ہوتا تھا۔ بعض اصحاب جناب امیر المومنین علیؓ آپکی خدمت مین آے اور عرض کیا۔ فیصلہ کی نسبت لوگونکے خیالات مختلف ہین اگر امیر المومنین عام مسلمانونکو کچھہ فہمائش کردین تو کیا عجب ہے کہ شور و شغب موقوف ہو۔ چند مرتبہ اسی قسم کی راے آپکو دی گئی ایک روز امیر المومنین منبر پر تشریف فرما تھے آپنے جناب امام حسنؑ کو ارشاد فرمایا۔ اے حسن۔ تم حاضرین کے سامنے ابو موسیٰؓ و عمرو بن العاصؓ کی نسبت کچھہ ظاہر کردو۔

حضرت امام حسنؑ اپنے والد بزرگوار کا حکم پاکر کھڑے ہوے اور فرمایا۔ ایہا الناس۔ آپ لوگ ان دونون حکمون کے بارہ مین بہت کچھ بحث کر رہے ہین۔ دراصل ہم نے ابوموسیٰ وعمرو بن العاصؓ کا حکم ہونا اس شرط پر منظور کیا تھا کہ کتاب اللہ وسنت نبوی کے مطابق فیصلہ کرینگے مگر افسوس۔ ان دونون نے اپنی راے وعقل وخواہش نفس کو کتاب اللہ پر مقدم رکھا اور جو ایسا کرتا ہے درحقیقت وہ حکم نہین اور نہ اوسکا فیصلہ قابل عمل ہے بلکہ وہ خود محکوم علیہ ہے۔ ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس نے سراسر خطا کی۔ اونہون نے عبداللہ بن عمرؓ کے خلیفہ تجویز کرنے مین تین غلطیان کین۔ اولاً حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اہل خلافت نہ سمجھا اور نہ اونکو اہل شورے مین داخل کیا۔ ابوموسیٰؓ نے اونکے خلاف کیا۔ ثانیاً۔ ابوموسیٰؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے راے نہین لی اور نہ اونسے پوچھا کہ تم کو خلافت دی جاے۔ ثالثاً۔ یہہ راے صرف ابوموسیٰ کی ہے۔ مہاجرین وانصار مین سے جنکی راے سے خلافت وامارت منعقد ہوتی ہے ایک بھی اسپر راضی نہین۔ قدیم زمانہ سے خلافت کا دارومدار انہین کی ذات پر اور انکا حکم عامہ مسلمین پر جاری اور نافذ ہے۔ اب رہا حکومت کا مقدمہ یعنی حکم بنانا۔ اسکے جواز مین شک نہین۔ آنحضرتؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو بنی قریظہ کے معاملہ مین حکم کیا اور اونہون نے موافق رضاء الٰہی کے فیصلہ کیا کیونکہ اگر اونکا حکم جائز نہوتا تو آنحضرتؐ اونکے فیصلہ پر راضی نہ ہوتے"۔ امام حسنؑ یہہ فرماکر بیٹھ گئے۔ جناب عبداللہ بن عباسؓ حسب اجازت امیرالمومنین کھڑے ہوے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ ایہا الناس حق کام کے اہل اور اوسکے مستحق اشخاص وہ ہین جنکو توفیق ہوتی ہے اور حق کو پہونچتے ہین اور لوگ مختلف طبیعت کے ہین بعضے حق بات سے خوش وراضی ہوتے ہین اور بعضے

ناخوش۔ دیکھو عبداللہ بن قیسؓ باوجود ہدایت کے گمراہ ہوگئے اور عمرو بن العاصؓ نے باوجود گمراہ ہونے اور فساد نیت کی ہدایت پائی۔ جب دونوں ملے ابوموسیٰ عبداللہ بن قیسؓ راہ سے پھر گئے اور عمرو بن العاصؓ اپنی گمراہی پر قائم رہے۔ اگر دونوں فیصلہ حق کرتے تو یہہ انجام ہوتا کہ ابوموسیٰؓ حضرت علیؓ کے پیچھے ہوتے اور عمرو بن العاصؓ جناب معاویہؓ کے پیچھے۔ اب دیکھو کیا انجام ہوتا ہے۔" انکے بعد حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے حسب حکم جناب امیرالمومنینؓ یہہ بیان کیا۔ "خلافت کے مقدمہ میں جناب امیرالمومنین علیؓ کی نسبت نظر کرنا اور آپکی لیاقت واہلیت پر خیال رکھنا لازم اور آپکی تجویز وتشخیص سے حکم بنانا مناسب تھا مگر تمنے ابوموسیٰؓ کو نیک آدمی صوفیانہ وضع میں دیکھکر اپنی رای سے حکم کیا اور بجز اونکے دوسرے کو اسکا اہل نہ پایا۔ خدا کی قسم۔ ہمکو اونکی ذات سے کوئی نفع نہ ہوا اور نہ آیندہ اونکے فیصلہ سے بھلائی اور خیر کی امید ہے۔ نہ ہم اونکو حکم ہونے سے پہلے اس کام کا اہل سمجھتے تھے مگر تمہارے اصرار سے مجبور ہوے۔ ان حکموں نے اہل عراق کا کوئی نقصان نہیں کیا۔ نہ کچھہ اہل شام کے حق میں اصلاح کی۔ نہ جناب امیرالمومنینؓ کا حق تلف کیا نہ حضرت معاویہؓ کو دعوے باطل سے پھیرا۔ حق بات تو کسیکے مٹانے سے نہیں مٹ سکتی۔ نہ کوئی منتر جنتر حق کو مغلوب کرکے کھو سکتا ہے اور نہ کسی شیطانی حیلہ سے حق کا کوئی نقصان ہوتا ہے۔ ہم جیسے کل تھے ویسے ہی آج ہیں۔ اس ناحق فیصلہ سے ہمارا حق اور استحقاق خلافت کچھہ زائل نہیں ہوا۔" (عقدالفرید)

مروج الذہب میں حضرت عمرو بن العاصؓ کی واپسی شام میں اس طرح لکھی ہے کہ جب عمرو بن العاصؓ شام میں داخل ہوے سیدھے اپنے گھر چلے گئے اور حضرت معاویہؓ سے نہیں ملے۔ حضرت معاویہؓ نے انکو بلایا تو اونکا یہہ جواب دیا۔ اگر مجھکو کچھہ کام ہوتا

تومین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا اب مجھکو آپسے نہ کوئی غرض ہی نہ مطلب پھر مین کیون
دوڑتا ہوا آپکے پاس پہونچون - حضرت معاویہؓ اس جواب پر کھٹکے اور سمجھ کہ عمرو بن العاصؓ
ہم سے بہی فرنٹ ہین - اب کچھہ تدبیر وحیلہ سے کام نکالنا چاہیئے - آخر سوچ سمجھکر حکم دیا کہ
نفیس اور لطیف - انواع واقسام کے کہانے تیار رہون - پھر اپنے مصاحبین اور خدمتگارونکو
بلا کر کہا مین کل صبح عمرو بن العاصؓ کے گہر جاؤنگا - تم سب بہی میرے ساتہہ چلنا - جب کہانیکا
وقت ہوا اور مین عمرو بن العاصؓ کے غلام کو بلاؤن تو پہلے اونکے خادمونسے ایک ایک
شخص آویگا اور جب وہ کہانے سے فارغ ہوکر اوٹھتا جاے تم لوگومین سے ایک ایک
کہانا کہائین اور اوسی جگہہ بعد فراغت طعام بیٹھے رہین اور اونکے غلام وخدمتگار نکل
جائین جب اونکی طرف کا ایک آدمی بہی نہ رہے فوراً دروازے مکانکے بند کرلینا اور
بلا حکم میرے کسیکو نہ آنے دینا - دوسرے دن انکی صلاح کے موافق کارروائی ہوئی اور
حضرت معاویہؓ تنہا عمرو بن العاصؓ کے مکان پر تشریف لیگئے - عمرو بن العاصؓ نے انکی
تعظیم نہ کی نہ اپنے فرش سے اوٹھے بلکہ جس طرح بیٹھے تہے ویسے ہی بیٹھے رہے - نہ انکو بلایا اور نہ
اپنے برابر بیٹھایا حضرت معاویہؓ فرش سے علحدہ زمین پر بیٹھ گئے اور انسے باتین کرنی لگے
دیر تک ادہر اودہر کی باتین ہوتی رہین - عمرو بن العاصؓ دل مین سمجھے ہوے تہے کہ خلافت
تو میرے ہاتہہ مین ہے جسکو چاہون خلیفہ بناؤن اسلیئے کہنے لگے ؂ دیکھیئے - میرے پاس آ
وثیقہ وعہدنامہ ہی اسپر میری اور ابوموسیٰؓ کی مہر ہے - اہل شام مجھسے قول وقرار کرچکے ہین
کہ مین جسکو چاہون خلیفہ کرون اس کاغذ مین ابوموسیٰؓ نے یہہ بہی لکہدیا ہی کہ حضرت عثمانؓ
مظلوم شہید کیئے گئے اور حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کردیا - ابوموسیٰؓ نے چند لوگون کو
خلافت کے واسطے نامزد کیا مگر مین نے کسیکو منظور نہین کیا - غرضکہ اب خلافت کی کنجی

میرے ہاتھہ مین ہے" حضرت معاویہؓ اونسے باتونمین مصروف ہوے اور ہر طرح اونکی دلجوئی مین ہنسی و مذاق کی باتین کرنے لگے مگر اپنی جانب اونکا رخ بالکل نہ پایا۔ آخر کار جو حیلہ سوچا تھا اوسی پر چلے۔ باتین کرتے کرتے دفعتہً کہنے لگے۔ بھائی کچھہ کھانے کو ہو تو لاؤ بھوک معلوم ہوتی ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے منہ خشک کرکے سوکھا سا جواب دیا۔ صاحب۔ کھانا یہان کہان۔ بخدا اسوقت تو کوئی چیز ایسی حاضر نہین کہ آپکے سامنے لاؤن حضرت معاویہؓ نے خادم کو پکار کر کہا۔ کھانا لاؤ۔ خادم تو پس پشت مکان کے منتظر حکم تھے فوراً حاضر ہوے اور دسترخوان دونون صاحبونکے سامنے بچھا کر اقسام طعام کے مکلف ظروف قرینہ سے چن دیئے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ اپنے گھر والون اور خدام کو بھی بلا لو۔ عمرو بن العاصؓ نے اپنے لوگونکو بلا لیا اور حضرت معاویہؓ سے کہا کہ آپ بھی اپنے اصحاب و خدام کو کھانے کے واسطے بلائین۔ انہون نے جواب دیا۔ وہ بھی کھا لینگے جلدی کیا ہے۔ پہلے یہہ لوگ تو کھالین۔ القصہ کھانا شروع کر دیا۔ عمرو بن العاصؓ کی طرف سے جو آدمی کھانے سے فارغ ہو کر اوٹھہ جاتا اوسکی جگہہ حضرت معاویہؓ کے ہمراہیونسے ایک شخص بیٹھہ جاتا۔ رفتہ رفتہ عمرو بن العاصؓ کے آدمی سب چلے گئے اور حضرت معاویہؓ کے اصحاب و احباب باقی رہگئے۔ جس شخص کو دروازہ بند کرنیکا حکم تھا وہ موقع کا منتظر تھا جھٹ پٹ سب دروازے مکان کے بند کر دیئے۔ اب اسوقت اس مکان مین عمرو بن العاص تنہا تھے۔ عمرو بن العاصؓ یہہ چال سمجھہ گئے۔ بولے۔ یہہ آپکی چالاکی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا "بس اب دو باتونمین تمکو اختیار ہے۔ میری بیعت کرلو یا اپنی جان سے دست بردار ہو۔ تیسری کوئی صورت نہین"۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا "مین اپنے غلام و ردان کو بلا سکتا ہون" جواب پایا "ہرگز نہین۔ تم اوسکی صورت نہین دیکھہ سکتے اور نہ اسوقت وہ تم کو دیکھہ سکتا ہے۔ وہ اگر تمکو دیکھیگا بھی تو مقتول۔ بیجان۔ یا مطیع امیر

وقبول کنندۂ بیعت"۔ عمرو بن العاص نے کہا۔ "اچھا مجھکو منظور ہی ہین آپ کی بیعت کرتا ہون
مگر بشرطیکہ حکومت مصر میرے نام کردیجئے"۔ جواب ملا۔ "ہان یہہ منظور ہے تاحین حیات اپنے
تم وہانکے والی حاکم بنے رہو گے"۔ اس بات پر دونون طرف سے عہد و پیمان پختہ ہو گیا حضرت
معاویہؓ نے عمائد و اکابر اہل شام کو طلب فرمایا۔ (مطیعان عمرو بن العاص مین سے کسیکو
اجازت نہ تھی) اونکے روبرو عمرو بن العاصؓ نے اقرار کیا اور یہ کہا کہ مین نے حضرت معاویہ سے
بڑہکر کسیکو خلافت کا مستحق نہ پایا۔ لہذا مین انکی بیعت کرتا ہون۔ انکے بعد معززین اہل شام
جو بلائے گئے تھے اونہون نے بھی حضرت معاویہؓ کی بیعت کرلی۔ اس طرح حضرت معاویہؓ خلیفہ
ہو کر اپنے گھر واپس آے۔

اودہر کوفہ مین جناب امیر المومنین علیؑ کو حکمین کا فیصلہ معلوم ہوا تو لوگونکے مجمع مین
فرمایا۔ مین پہلے ہی سے اس حکومت و فیصلہ پر راضی نہ تہا بالخصوص ابوموسیٰؓ کو حکم بنانیکی
توبالکل خوشی نہ تھی مگر تم لوگون نے اصرار کیا اور میرا کہنا نہ مانا۔ اب دیکھہ لیا کہ کیا نتیجہ ہوا
مین خوب جانتا ہون کہ کس نے تمکو میری مخالفت اور میرے حکم کے خلاف پر آمادہ کیا۔
اگر مین چاہون تو اب اوس شخص سے مواخذہ کرسکتا ہون لیکن اب خدا کے حوالہ کرتا ہون
(اشارہ ہے اشعث بن قیس کی جانب) ان دو شخصون خطا کارنے جنکو تم سب نے حکومت کے
واسطے انتخاب کیا بیشک حکم خدا کو چہوڑ کر بلا دلیل و حجت شرعی اپنے نفس کی پیروی کی
اور فیصلہ کیا جس سے قرآن کے حکم کا بطلان لازم آیا۔ ان حکمونکے کلام مین بھی باہم تناقض
واختلاف واقع ہوا اور خدا نے انکو ہدایت نہ کی۔ وہ راہ راست سے دور جا پڑے
اللہ تعالے اور اوس کا رسول اور نیک مرد مسلمان اس فیصلہ ناجائز سے بیزار ہین۔

قصہ خوارج وقت روانگی حکمین و آمادگی الیشان برائے قتال

جناب امیر المومنین علی رضؓ نے جسوقت حضرت ابو موسیٰؓ کو فیصلہ کے واسطے روانہ کرنیکا قصد کیا
تو آپ کی خدمت مین دو شخص خارجیونکی طرف سے آئے۔ زرعہ بن برج طائی۔ حرقوص بن زہیر
سعدی اور کہا لاحکم الا للہ۔ آپنے بھی فرمایا لاحکم الا للہ۔ حرقوص بن زہیر نے کہا
اے علیؓ آپ گناہ سے توبہ کرین اور اپنے قول و قرارسے جو آپنے معاویہؓ سے کیا ہے
پھر جائین۔ یہہ فیصلہ جو ہوگا محض ناجائز خلاف شرع ہے۔ آپ ہمارے ساتھ ہمارے
دشمنون پر خروج کیجئے جبتک ہمارے جسم مین جان ہے ہم اونسے لڑینگے۔ امیر المومنینؓ
نے فرمایا۔ میرا بھی قصد تھا کہ اون لوگونسے لڑے جاتا اور ہرگز صلح نہ کرتا مگر تمنے میری
مخالفت کی۔ اب تو موقع ہاتھہ سے نکل گیا۔ تم نے عہد و پیمان کرکے اپنے ہاتھہ کاٹ لئے
اللہ تعالی فرماتا ہے جب تم اللہ کے ساتھہ عہد کرلو تو اوسکو پورا کرو۔ جب سب باتین
طے ہوگئین تو اب اوسکے خلاف کیسے کرسکتے ہین۔ حرقوص بولا کہ یہی تو گناہ ہے جسکی بابت
ہم توبہ کرنیکو کہتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ یہہ گناہ نہین ہے البتہ رائے کی لغزش ہے جسمین
تمہاری بدولت مبتلا ہوے۔ زرعہ کہنے لگا۔ اے علیؓ اگر تم آدمیونکا حکم بنانا نہ چھوڑوگے
ہم تمسے لڑینگے اور ہمارا لڑنا حق پر ہوگا کیونکہ اسمین محض خدا کی رضامندی مطلوب ہوگی
آپ برہم ہوکر فرمانیلگے کمبخت یاوہ گو۔ خدا تجھکو تباہ و برباد کرے۔ اے مردک یقین کرنا
کہ تو میرے ہاتھہ سے قتل ہوگا اور تیری ہی خاک ناپاک کو باد فنا برباد کریگی۔ جا دور ہو۔
جو تیرے دل مین ہو کر گذر۔ مین اپنے قول سے نہین پھر سکتا۔ زرعہ بولا۔ ہم یہی چاہتے
ہین کہ ہمارے تمہارے معرکہ آرائی ہو۔ یہہ کہکر حرقوص و زرعہ آپکے پاس سے اوٹھے

اور لاحکم الا للہ۔ لاحکم الا للہ کی صدا لگاتے ہوے جہان اوترے ہوے تھے
چلےگئے اس عرصہ مین حکمین جمع ہوے اور فیصلہ ہوگیا اور سب لوگ اپنی اپنی جگہہ واپس آ ئ
خوارج خوش ہوے کہ اب تو جناب علیؑ کا خون ہمپر مباح ہوگیا ہے (روضتہ الصفا)

اس واقعہ کے بعد ایک روز جناب امیرالمومنینؑ مسجد مین وعظ فرما رہے تھے۔ خوارج
بھی اوس جلسہ مین تھے کہ مسجد کے گوشون سے لاحکم الا للہ کا نعرہ بلند ہوا۔ آپ نے
فرمایا۔ اللہ اکبر۔ بات تو سچی اور پکی کہتے ہین مگر اسکے ذریعہ سے باطل کا اظہار کرنا چاہتے
ہین۔ اگر خوارج اب بھی اس قسم کی مہمل گفتگو سے سکوت کرتے ہین تو ہم بھی اونسے متعرض
نہین ہوتے اور اگر گفتگو کرنا چاہتے ہین تو ہم اونسے مباحثہ کو تیار ہین اگر ہم پر خروج
کرینگے اور ہم سے لڑینگے ہم بھی اسمین بند نہین۔ آپکی اس تقریر پر یزید بن عاصم محاربی
اوچھل پڑا اور کھڑے ہوکر یہہ خطبہ شروع کردیا۔ (بعد حمد و ثنا کے) خداوندا ہم تجھسے
پناہ مانگتے ہین کہ اپنے دین مین ذلت وخواری ہمکو گوارا نہ ہو کیونکہ دین کے معاملات
مین ذلت پر راضی ہونا خدا کے کام مین سستی کرنا ہے۔ اوسکا اثر ایسا کرنے والے کا ذلیل
ہونا اور باعث نزول غضب آلہی ہے۔ اے علیؑ تم ہمکو قتل سے کیا ڈراتے ہو ہم ایسے
بودے نہین کہ تمہاری دہمکی مین آجاوین بلکہ ہم خدا سے امید رکھتے ہین کہ عنقریب تمکو
ذلت و رسوائی کے درتک پہونچاوینگے۔ تمہاری خطاؤنسے ہم ہرگز درگذر کرنیوالے
نہین۔ اوسوقت تمکو معلوم ہوگا کہ کون ذلیل وخوار ہوا۔ کون سربازار رسوا و بدنام
ہوا۔ یہہ کہکر وہ نامعقول مسجد سے نکل گیا۔ اوسکے ساتھہ اوسکے تین بھائی بھی چلے گئے
جو خوارج کے ہمراہ جنگ نہروان مین مارےگئے۔ ایک انمین سے واقعہ نہروان کے بعد
نخیلہ مین قتل ہوا۔

اس قصہ کے بعد پھر ایک روز حسب اتفاق جناب امیر المومنین خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص خارجی کھڑا ہو گیا اور وہی ہانک لا حکم الا للہ کی لگائی۔ اوسکی صدا پر اور بھی متواتر آوازین آنے لگین۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ افسوس تم لوگ حق بات کے ذریعہ سے اظہار امر باطل کرتے ہو۔ یہہ تیسری بار تمھاری حرکت ناشائستہ سے ہم اتنک طرح دیرہے ہین جب تم آتے ہو یہی کلمہ منہ سے نکالتے ہو اور ہمارے ساتھہ بھی برتاو کرتے ہو مگر ہم اپنے حلم سے برداشت کرتے ہین۔ ہم تمکو مسجد مین آنیسے نہین روکتے شوق سے آؤ اور وہان اللہ کا ذکر کرو۔ اوسکی عبادت مین مصروف رہو اور جبتک تمھارے ہاتہہ ہمارے ہاتہہ مین ہین ہم تم کو مال غنیمت سے بھی نہین روکتے اور نہ تم سے لڑینگے تا وقتیکہ تمھاری جانب سے جنگ کی ابتدا نہ ہو۔ ابھی تک تمھارے مقدمہ مین ہم اللہ تعالے کے حکم کے منتظر ہین جو تمھارے واسطے حکم خداوندی پاوینگے اوسپر عمل کرینگے۔ یہہ فرما کر جناب امیر المومنین قصر امارت مین چلے آئے خوارج مسجد سے نکلکر ایک دوسرے کو ساتھہ لیکر عبداللہ بن وہب راسبی کے فرودگاہ پر جمع ہوئے۔ عبداللہ بن وہب نے انکو وعظ و پند کیا۔ دنیا مین زہد و تقویٰ کی ہدایت۔ امر معروف و نھی منکر کی تاکید کرکے یہہ رائے دی کہ اس شہر ظالم کی بستی کو چھوڑکر پہاڑون جنگلو تمین نکل چلین یا دوسرے شہر و تمین جو امیر المومنین کی عملداری سے باہر ہون جا کر قیام پذیر ہون۔ حرقوص بن زہیر نے اس رای سے اتفاق کیا اور کہا۔ زندگی دنیاے بی بقا قلیل ہے۔ اس سے بہت جلد ہر شخص کو کوچ کرنا ہے خبردار۔ دنیا کی زینت اور تازگی و رونق تمکو اپنی طرف مائل اور تمکو اپنے اندر مبتلا نہ کرلے پھر تم طلب حق سے باز رہوگے اور ظلم و ستم دفع کرنا اپنے آرام و عیش و لذات دنیاوی کے آگے فراموش ہو جاویگا۔ یہہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالی پرہیزگارون اور نیک بندو کے

ساتھہ ہی - حمزہ بن سنان اسدی کی بہی یہی راے ہوئی مگر کسیقدر ترمیم کے ساتھہ کہ ای بہائیو تمہارا کہنا بہت ٹہیک ہے لیکن یہانسے کوچ کرنے سے پیشتر کسیکو اپنا سردار بنالو اور اوسکے ہاتہہ مین اپنا علم دیدو کیونکہ تمکو امور مشکلہ و واقعات آیندہ مین ایسے شخص کی راے وتدبیر کی ہر وقت ضرورت درپیش ہوگی - اس راے کو سب نے پسند کیا - پہر زید بن حصین طائی کو اپنا سردار مقرر کرنا چاہا مگر اونہون نے انکار کیا - حرقوص بن زہیر سے یہی خواہش کی اوس نے بہی جواب دیا - حمزہ بن سنان اور شریح بن اوفی علبسی سے بہی درخواست کی گئی مگر یہہ بہی امارت پر راضی نہوے - آخر کار عبد اللہ بن وہب سے کہا وہ راضی ہوگیا اور بولا - تم لوگ یہہ نہ سمجہو کہ مجھکو سرداری وامارت کی رغبت اور دنیا کی طمع ہے اس خیال سے تمہاری سرداری قبول کرتا ہون - بلکہ بہ نیت ثواب آخرت یہ بار عظیم اپنے سر لیتا ہون - چنانچہ دسوین ماہ شوال ۳۷ھ کو اسکے ہاتہہ پر سب نے بیعت کرلی اور یہ امام الخوارج ہوگیا - علامہ مسعودی کی روایت سے یہہ جماعت بہ تعداد چار ہزار کی تہی - بعد ازان خوارج شریح بن اوفی علبسی کے گہر بغرض مشورہ جمع ہوے - عبد اللہ بن وہب نے کہا - ہمارے ساتھہ ایسے شہر مین چلو جہان ہم اللہ تعالی کے احکام جاری کرسکین کیونکہ ہم حق پر ہین - شریح نے کہا - مدائن کی طرف چلو - ہم وہان قبضہ کرکے وہان کے باشندونکو دم بہر مین نکال دینگے اور وہان سے اپنے بہائیون اہل بصرہ کو خط وکتابت کرکے بلا لینگے - زید بن حصین نے راے دی - یہان سے نکلنا تو ہر حال مین صلاح ہے مگر سب کے سب ایک ساتھہ چلوگے تو ضرور امیر المومنین کے توابع تمہارا پیچھا کرینگے اور کیا عجب کہ راستہ ہی مین روک دین - ہان ایک ایک دو دو پوشیدہ ہوکر نکلو - اب رہا یہہ کہ کہان چلین میرے نزدیک مدائن جانا ٹہیک نہین وہان والے تمکو گہسنے نہ دینگے بلکہ نہروان کے پل کی جانب چلو - وہان مقیم ہوکر بصرہ کے

بھائیوں سے خط وکتابت کرکے اونکو بلالینا۔ سب نے اس راے پر صاد کیا اور یہی صلاح پختہ ہوگئی۔ عبداللہ بن وہب نے خوارج بصرہ کے نام خط لکھا جسکا یہ مضمون تھا کہ ہم سب نے یہاں سے نکلنے پر اتفاق کرلیا تم سب ہم سے فلان مقام پر مل جانا۔ یہہ خط ایک قاصد کے ہاتھہ روانہ کیا گیا۔ اہل بصرہ نے خط پاکر جواب دیا کہ بہت مناسب ہے ہم تمکو جاے متعینہ پر مل رہینگے جب یہ سب امر اتنے طے ہوگئے تو خوارج نے روانگی کا عزم مصمم کیا اور دن بھی مقرر ہوگیا شب جمعہ اور جمعہ کے پورے دن عبادت آلہی مین مصروف رہے شنبہ کے دن متفرق ایک ایک۔ دو دو۔ پانچ پانچ۔ دس دس۔ کرکے کوفہ سے نکلے۔ شریح بن اوفی اعبسی بھی انہین لوگوںمین نکلا۔ انہین خوارج کے ہمراہ طرفہ بن عدی بن حاتم بھی نکل کھڑا ہوا۔ اوسکے باپ عدیؓ اوسکے پیچھے پیچھے مدائن تک گئے بہت کچھہ سمجھایا مگر وہ بدبخت ناشدنی نہ مانا۔ یہ مایوس ہوکر مدائن سے پھرے۔ یوقت واپسی ادھر سے عبداللہ بن وہب اسیی جاتا ہوا ساباط مین ملا۔ عبداللہ کی ہمراہی بیس سوار تھے۔ عدیؓ غریب تنہا تھے۔ عبداللہ نے انکے قتل کا ارادہ کیا مگر اسکے ہمراہ عمرو بن مالک تیہانی و بشر بن زید بولانی تھے اونہون نے عبداللہ کو اس فعل سے باز رکھا اور عدیؓ کی جان بچ رہی۔ عدیؓ نے سعد بن مسعود عامل مدائن کو جو امیر المومنین کی طرف سے تھے خوارج کے فعل و ارادہ سے مطلع کیا۔ سعدؓ نے شہر مدائن کے دروازون اور راستون پر ناکہ بندی کردی اور مدائن پر اپنے بھتیجے مختار بن عبید کو نائب کرکے خوارج کی طلب مین ایک جماعت کے ساتھہ نکلے۔ عبداللہ بن وہب رئیس خوارج نے یہ خبر پاکر اپنے مریدین ومتبعین کو مدائن کی راہ سے موڑکر بغداد کا رخ کیا۔ سعدؓ بن مسعود تو انکی تلاش ہی مین نکلے تھے انکا بغداد کی طرف جانا معلوم کرکے نہایت تیزی سے ادھر چلے شام کے وقت مقام کرخ مین دونون فریق ملاقی ہوے۔ سعدؓ بن مسعود کے ساتھہ

پانچسو سوار تھے اور خوارج تو نکل گئے تھے صرف عبداللہ بن وہب جو اپنے ہمراہیون سے جدا ہو کر پیچھے رہگیا تھا تیس سوار ونکے ہمراہ تھا۔ دونوں مین ایک گھڑی لڑائی ہوتی رہی پھر سعدؓ کے ہمراہی لڑائی سے رک رہے اور انسے کہا "تا وقتیکہ جناب امیر المومنینؑ کی طرف سے کوئی حکم دربارہ قتال خوارج صادر نہو انسے لڑنا مناسب نہین اگر لڑائی کا حکم دین تو ہم انکا پیچھا نہ چھوڑین اور اگر کسی اور کو اس کام پر مامور فرماوین تو پھر ہمکو خواہ مخواہ لڑنے سے کیا فائدہ"۔ سعدؓ بن مسعود نے انکے کہنے پر کچھ توجہ نہ کی اور برابر لڑتے رہے یہانتک کہ رات ہوگئی اور تاریکی شب نے لڑنے والونکو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ عبداللہ موقع پا کر رات ہی کو دریاے دجلہ عبور کر کے بمقام جوخی داخل ہو کر نہروان کو روانہ ہوا اور اپنے اصحاب سے مل گیا وہ اسکے پیچھے رہ جانے سے اسکی جانب سے ناامید ہوگئے تھے اور یہ خیال کر لیا تھا کہ ابن وہب مارا گیا اور یہ راے قائم ہوگئی تھی کہ اگر وہ مارا گیا تو زید بن حصین یا حرقوص بن زہیر کو سردار بنالین گے۔

کوفہ سے بعد خروج اس گروہ کے اور خوارج نے بھی انسے ملنے کا قصد کیا اور اسی ارادہ پر کوفہ سے نکلنا چاہا مگر اونکے گھر والون نے جبرًا روک لیا۔ ان پچھلے قصد کرنیوالون مین قعقاع بن قیس طرماح بن حکیم کے چچا اور عبداللہ بن حکیم بن عبدالرحمن بکائی ہین۔

امیر المومنینؑ کو خبر پہونچی کہ سالم بن ربیعہ عبسی بھی خوارج کے گروہ مین ملنا چاہتے ہین اور عنقریب کوفہ سے نکل جانے کا ارادہ کر رہے ہین تو آپنے انکو اپنے پاس بلا کر منع فرمایا وہ آپ کی ممانعت سے رک گئے۔

جسوقت کوفہ سے خوارج نکل گئے اصحاب و اہل لشکر و شیعان جناب علیؑ حاضر خدمت اقدس ہوے اور آپ سے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت کر کے عرض کیا۔ ہم آپ کے

دوستونکے دوست آپکے دشمنونکے دشمن خونخوار ہین۔ آپنے یہ سنکر اونسے اتباع سنت نبوی کی شرط لی بعد اسکے ربیعہ بن ابی شداد خثعمی حاضر خدمت ہوا۔ یہ آپکے ساتھہ جنگ جمل و صفین مین رہا اور قبیلہ خثعم کا سردار علم بردار تھا۔ آپنے فرمایا۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر میری بیعت کرو۔ ربیعہ نے جواب دیا۔ بلکہ سنت و طریقہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر بیعت کرتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ معاذ اللہ۔ کیا حضرات ابوبکر و عمرؓ کا عمل کتاب و سنت کے برخلاف تھا۔ کیا اونکا طریق دوسرا تھا اگر ایسا ہے تو وہ حق پر نتھے۔ آخر ربیعہ نے آپکی بیعت کرلی۔ آپ اوسکے چہرہ کی طرف بغور دیکھنے لگے اور فرمایا۔ مین گویا اسوقت اپنی آنکھونسے دیکھہ رہا ہون کہ اے ربیعہ تم خوارج سے ملکر مارے گئے اور گھوڑونکی ٹاپون سے تمہارے اعضا بالکل ریزہ ریزہ ہوگئے۔ ایساہی پیش آیا۔ ربیعہ آپسے الگ ہوکر نہروان مین خوارج کے ساتھہ ماراگیا۔ اب خوارج بصرہ کا حال ملاحظہ ہو۔ یہہ لوگ پانچسو کی جماعت سے بسرگروہی مسعر بن فدکی تمیمی بصرہ سے نکلے۔ ان سے اور خوارج کوفہ سے تو پہلے ہی خط و کتابت سے مقام ملاقات کا وعدہ ہوگیا تھا یہ اپنے اوسی وعدہ پر چلے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو اپنی جگہہ امارت بصرہ پر واپس آگئے تھے انکے حال شامت مآل سے واقف ہوے اور ابوالاسود دوئلی کو انکے تعاقب مین روانہ فرمایا۔ انھون نے خوارج بصرہ کو دریاے دجلہ کے جسر اکبر پر پایا اور دونون مین مقابلہ کی ٹھیری عصر کے بعد سے تاقریب وقت عشا لڑائی ہوتی رہی۔ رات کی تاریکی نے حملہ آورونکی نظرونسے ایک دوسرے کو چھپا دیا اور لڑائی بند ہوگئی۔ مسعر تاریکی شب مین فرصت غنیمت سمجھکر اپنے یارونکے ساتھہ دریاے دجلہ سے عبور کرکے اوس پار ہوگیا اور باطمینان خاطر نہروان مین عبداللہ بن وہب امام خوارج کی جماعت سے جاملا۔

چونکہ یہہ فیصلہ حکمین کا عامہ اہل اسلام کو باستثنائے اہل شام ناگوار تہا اوراسی بناپر فرقہ خوارج جناب علی مرتضیٰ سے علیحدہ ہوکر خروج پر آمادہ ہوا اور آپکے اصحاب کو خاطی اور باطل پر قائم رہنے والا تصور کرکے اپنے نزدیک آپ پر جہاد کرنا کار نیک و باعث ثواب سمجہتا تہا اور درحقیقت حکمین کا فیصلہ بالکل ناجائز کتاب و سنت کے خلاف اور اونکے شرائط کے بالعکس تہا لہذا جناب امیرالمومنین علیؑ نے پہر اہل شام کی جنگ کا ارادہ کیا اور اپنا ارادہ ظاہر کرنے کو کوفہ مین ایک روز اس طرح خطبہ دیا۔ "اے لوگو خوب یاد رکہو کہ گناہ و نافرمانی خدا مورث حسرت و موجب ندامت ہے، مین نے تقرر حکمین کے وقت اپنی رائے اسکے خلاف ظاہر کی تہی۔ مین نے اوسوقت اہل شام کی جنگ ترک کرکے اونسے مصالحت کرنا ہرگز پسند نہ کیا تہا لیکن تم لوگون نے میرا کہنا نہ مانا اور اپنے قول پر اڑے رہے۔ خبردار ہوجاؤ کہ دونون حکمون نے حکم قرآن کو پس پشت ڈالا اور جس امر کو قرآن نے مردہ کردیا تہا انہون نے زندہ کیا دونون نے اپنی اپنی رائے و خواہش نفسانی کی پیروی کی اور فیصلہ کرنے مین ہدایت نہ پائی۔ فیصلہ وہ کیا کہ بغیر حجت و دلیل نہ قرآن شریف کے موافق اور نہ سنت نبوی کے مطابق۔ پہر اون دونون نے بہی باہم اختلاف کیا اور اس اختلاف رای نے اونکو راہ راست سے دور پہینکا ہے۔ چونکہ اونکا فیصلہ سراسر خلاف قرآن و سنت کے ہی تو ایسے فیصلہ سے خدا اور اوسکے رسول دونون بیزار ہین اور خدا کے نیک بندے بہی اس سے ناراض ہین۔ لہذا تم سب اہل شام کی لڑائی کے واسطے تیار ہوجاؤ اور سفر جہاد ملک شام کا پہر سامان درست کرو۔ یوم دوشنبہ کی صبح کو لشکر بہمہ جہت مستعد ہوکر شام کی جانب روانہ ہوجائے"۔ اس خطبہ کے بعد آپنے ایک فرمان بنام خوارج بمقام نہروان قریب قریب اسی مضمون کے لکہکر روانہ فرمایا وہ فرمان یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از طرف بندۂ خدا - امیر المومنین علیؓ - تا زید بن حصین - عبد اللہ بن وہب و
اونکے سب ہمراہیونکو واضح ہو کہ ان دونون حکمون نے جنکے فیصلہ پر ہم سب راضی تھے
خلاف حکم خدا و رسول اپنے نفس کے موافق فیصلہ کیا لہذا ہم اونکی لڑائی کو جانیوالے
ہین اور اپنے دشمنون سے مقابلہ کرینگے - ہم اوسی راے سابق پر ہین - تم لوگونکے پاس
جسوقت یہہ ہمارا خط پہونچے فوراً ہمارے پاس چلے آؤ اور ہمارے ساتھہ ہو کر اپنے
دشمن کی طرف چلو" خوارج نے آپکے ساتھہ جانے سے انکار کیا اور یہہ جواب لکھا "امابعد
تم نے بوقت تقرر حکمین خداوند تعالیٰ کا پاس نہ کیا اور نہ اوسکے حکم کے اتباع مین اپنی دشمن پر
غضبناک ہوے اب اپنے نفس کی اتباع مین لڑنے کو کہتے ہو - اگر تم اپنے کفر کا اقرار کرکے
توبہ کرتے ہو تو ہم اپنے اور تمہارے معاملہ مین غور و تعمق کر کے مناسب سمجھینگے تو شریک
ہونگے ورنہ ہم تمہاری بیعت سے تو الگ ہو ہی چکے اب ہم تم سے برابری کے ساتھہ لڑنیکو
موجود ہین اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والونکو دوست نہین رکھتا" امیر المومنین کو یہ خط
پڑھتے ہی خوارج کی شرکت اور اونکے اتفاق کرنے سے ناامیدی ہوگئی - لیکن خوارج کو
زیادہ مضر و خطرناک نہ خیال فرماکر یہہ قصد مصمم کرلیا کہ انکو چھوڑ کر سردست شام پر حملہ
کرین چنانچہ آپنے اسی جانب توجہ مبذول فرمائی اور اپنے لشکر کو اہل شام کی لڑائی پر
ترغیب دینے لگے اور اہل کوفہ کو جمع کرکے فرمایا "امابعد - اے حامیان دین اسلام جس نے
اللہ کے واسطے جہاد نہ کیا اور سستی و کاہلی سے چھوڑ بیٹھا خوب سمجھ لو کہ وہ شخص چاہ ہلاکت
مین گرا چاہتا ہے اور مستحق نزول غضب الہی ہوگیا - ہان اوسکی رحمت و شفقت جو ہر وقت
اوسکے بندونکے شامل حال ہے اگر ہلاکت سے بچالے تو دوسری بات ہے - بھائیو - اللہ سے
ڈرو اور جو لوگ خدا و رسول سے دشمنی کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ خدا کے نور کو بالکل

بجہاد ین اونسے قتال وجدال کرو۔ جولوگ خطا کار۔ ظالم۔ گمراہ ہین وہ لوگ نہ قرآن شریف سمجھکر پڑہتے اور نہ اُسپر عامل ہین اور نہ دین کی باتین سمجھتے اور اونپر عمل کرتے ہین اور نہ علم دین مین ملکہ کامل اور قوت اجتہاد رکھتے ہین نہ اس امر خلافت وامارت کے اہل ہین نہ شرافت سابقیت اسلام کی اونکو حاصل ہے۔ ایسے لوگونسے ضرور جہاد کرو قسم خدا کی۔ اگر یہ لوگ تمپر حاکم ہوجاوینگے تو تمہارے اندر قوانین کسریٰ وہرقل کے جاری کرینگے اور احکام قرآنی وحدیث بالکل اوٹھا دینگے۔ یارو۔ اب اہل شام کی جنگ پر آمادہ ہوجاؤ۔ ہمنے اہل بصرہ کوبھی بلایا ہے وہ آجاوین تو سب ایک ساتھہ روانہ ہون۔"

پھر ایک فرمان حضرت ابن عباسؓ کے نام بصرہ روانہ فرمایا۔ اوسکا یہہ مضمون تھا۔ ہم لشکرگاہ نخیلہ مین اپنے لشکر کو جمع کرکے ٹھیرتے ہین۔ ہم سبنے اہل شام پر خروج کا قصد کرلیا ہے۔ تم اہل بصرہ کو ہمارے ساتھہ چلنے پر آمادہ کرو اور ہمہ جہت تیار ہوجاؤ جسوقت ہمارا قاصد تمہارے پاس پہونچے فوراً اونکو ہماری طرف روانہ کردینا۔ والسلام۔ ابن عباسؓ نے یہ فرمان مجمع عام مین پڑہا اور اونکو جنگ پر آمادہ کیا انکی ترغیب پر ایکہزار پانچسو جوان لڑنے مرنے والے بسرداری احنف بن قیس لڑائی پر تیار ہوگئے۔ دوبارہ ابن عباسؓ نے لوگونکو مجتمع کرکے جناب علیؑ کا فرمان پڑہا اور فرمایا کہ حسب حکم امیرالمومنینؑ مین نے تم لوگونکو جنگ کے واسطے آمادہ کیا مگر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم ساٹھہ ہزار آدمی مرد میدان وجنگجو معرکہ رزم ہو اور اگر غلامون اور لڑکونکو ملالو تو تعداد بیشمار ہوجاوے لیکن کل ڈیڑہ ہزار آدمی لڑنے پر آمادہ ہوے۔ اس قلیل تعداد کو مین کیا بھیجون تمکو نہین مگر مجھکو تو شرم آتی ہے۔ خبردار ہو۔ اپنے نفس پر کوئی شخص حجت نہ قائم کرلے مین یقین کرتا ہون کہ جو نفس جناب امیرالمومنینؑ کا ساتھہ نہ دیگا وہ ضرور گنہگار ہوگا

مین خوب سمجھائے دیتا ہون - دیکھو پچتاؤ گے اور ندامت اوٹھاؤ گے - خبردار اپنے امام برحق کا ساتھ نہ چھوڑو - لازم ہے کہ جاریہ بن قدامہ سعدی کو اپنا سردار کر کے امیر المومنین کی طرف روانہ ہوجاؤ - اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی جاریہؓ بن قدامہ سعدی اوٹھ کھڑے ہوئے اور ایکہزار سات سو آدمیون نے سینہ سپر ہوکر کہا کہ ہم جنگ پر جانے کو تیار ہین - القصہ یہ لوگ جاریہؓ کے ساتھ ہوئے - ابن عباسؓ نے جملہ تین ہزار ایکسو (بروایت ابن خلدون -) یا تین ہزار دوسو (بروایت ابن اثیر) کی جماعت کو لیسرداری حضرت جاریہ بن قدامہؓ و احنف بن قیسؓ جناب امیر المومنین علی کی خدمت مین روانہ فرمایا -

جناب امیر المومنین نے رؤسا و اکابر و اشراف کوفہ کو جمع فرما کر یہ تقریر نہایت نرم الفاظ مین کی -

اے سرداران والے ساکنان کوفہ - تم لوگ میرے بھائی - مددگار - اعوان و انصار - یاران جانباز ہو - ہر معرکہ مین حق پر میرے ساتھ رہے - جہاد مین میری مدد کی - جو لوگ تمہارے دشمن اور مخالف ہو رہے ہین مجھکو امید ہے کہ تمہاری مدد سے مین اون گمراہونکو ٹھیک کرلونگا اور جو مجھسے پھر نیگے اون کو مارونگا اور جو میری طرف متوجہ ہونگے وہ میرے مطیع سچے دل سے ہوجاوینگے مین نے اہل بصرہ کو بھی بلایا ہے چنانچہ وہان سے تین ہزار دوسو جوان جنگ آزما آئے ہین - اب آپ اپنے اپنے گروہ و قبیلہ کی ایک فہرست تیار کرین اسمین لڑنے والونکی تعداد علیحدہ - نوعمر و نوجوان جدا - غلام و خدمتگارونکی تفصیل الگ ہو - یہ فہرست مرتب کر کے میرے سامنے پیش کرو تا کہ کل تعداد مردان جنگ دیدہ و کار آزمودہ کی معلوم ہوجائے اور یہہ بھی

دریافت ہوجاے کہ ہمارے لشکر مین سب چھوٹے اور بڑے کسقدر سپاہی ہین
یہہ تقریر سنکر سعد بن قیس ہمدانی اوٹھے اور عرض کیا۔ امیر المومنین۔ ہمکو بسر و چشم منظور ہی
اسی طرح دیگر سرداران قبائل معقل بن قیس۔ عدی بن حاتم۔ زیاد بن خصفہ۔ حجر بن عدیؓ وغیرہم
اشراف و روساء قوم نے ظاہر کیا۔ پہر ان سردارون نے اپنے لڑکون اور غلامون کو تاکید کی کہ
سب کے سب جو لڑائی کے قابل ہون لڑائی کو چلین اور ایک فہرست مرتب کی جسمین چالیس ہزار
مردان جنگ دیدہ و کار آزمودہ درج تہے۔ سترہ ہزار ان سپاہیون کے نوعمر لڑکے مگر قابل جنگ
آٹھہ ہزار خادم۔ غلام و موالی۔ جملہ تعداد پینسٹھہ ہزار اہل کوفہ کی تہی۔ اہل بصرہ تین ہزار دو سو
اس تعداد کے علاوہ تہے۔ یہہ فہرست جناب امیر المومنین کی نظر سے گذری۔ آپنے سعد بن مسعود
گورنر مدائن کے نام بہی فرمان لکہا کہ جسقدر سپاہی وہان ہون روانہ کرین۔

جناب امیر المومنین جنگ اہل شام کے واسطے آمادہ تہے مگر یہ معلوم ہوکر کہ اہل لشکر کا میلان
اول جنگ خوارج کی طرف ہے آپنے فرمایا مجہکو معلوم ہوا ہی کہ تم لوگ جنگ خوارج کو مقدم سمجہتے ہو مگر
میرے نزدیک سردست اہل شام پر فوج کشی کرنا امر ضروری ہی ان خوارج کا مقابلہ اور انکی
سرکوبی چندان امر اہم نہین ہے کیونکہ اہل شام کو اگر اونکے حال پر چہوڑ دوگے تو اونکی غلبہ اور
قوت کو ترقی ہوجاویگی۔ اونکی غرض یہ ہی کہ وہ جبر و تعدی سے بادشاہت و حکومت ملکونکی
حاصل کرین اور بندگان خدا کو اپنا زر خرید غلام بنالین لہذا اونکو مہلت دینا خوب نہین ابہی
شکستہ حال ہین سنبہلنے نہ پاوین کہ تم اونکے سر پر پہونچ جاؤ۔ سب نے بالاتفاق کہا۔ جہان اور جسطرف
مناسب سمجہئے رخ کیجیے۔ صیفی بن فسیل شیبانی اس مجمع مین سے بولے۔ ہم آپکے مددگار و ناصر آپکے
دشمنونکے دشمن خونریز ہین جو آپکا مطیع و فرمانبردار ہین ہم بہی اونکے دوست غمگسار ہین وہ لوگ
کوئی ہون اور کہین ہون ہم اونکے خیر خواہ ہین۔ اگر خدا نے چاہا تو آپکو ہر طرح فتح و ظفر ہوگی

اور اگر کوئی نقصان شدنی پیش آوے تو ہم لوگونکی سستی اور ضعف نیت کا اثر ہوگا ہم سچے دل سے آپ کے مطیع وجان نثار ہین۔

قتال خوارج۔ معرکہ نھروان

خوارج بصرہ حسب طلب عبداللہ بن وہب روانہ ہوکر جب متصل نھروان کے پہونچے تو انکو چند لوگ ملے جنمین ایک شخص نظر آیا۔ ایک خچر پر اوسکی عورت سوار اور وہ خچر کے پیچھے پیچھے اوسکو ہانکتا جاتا تھا۔ خوارج نے اوس سے ڈانٹ کر پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو۔ جواب ملا۔ عبداللہ بن خباب آنحضرت صلعم کے صحابی کا بیٹا ہون۔ پوچھا۔ کیا تم ہمارے ڈانٹنے سے گھبرا گئے تھے۔ جواب دیا۔ بیشک۔ کہا۔ اب تم نہ گھبراؤ اگر کوئی حدیث اپنے والد سے سنی ہو تو بیان کرو جس سے ہمکو نفع ہو۔ عبداللہ نے کہا میرے والد کہتے تھے کہ حضور نے فرمایا ہے۔ قریب ہے جو ایسا فتنہ وفساد ہوگا جس مین انسان کا دل مردہ ہوجاویگا جس طرح اوسکا بدن مردہ ہوجاتا ہی اوس وقت لوگون کا یہ حال ہوگا کہ شام کے وقت انسان مسلمان ہوگا اور صبح کافر اوٹھیگا۔ صبح کیوقت با ایمان ہوگا اور شام ہوتے ہوتے کافر ہوجاویگا۔ خوارج نے کہا۔ یہی حدیث ہم تمسے سننا چاہتے تھے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کے حق مین تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ کہا۔ وہ دونون بہت اچھے تھے۔ سبحان اللہ اونکا کیا پوچھنا۔ پھر اول وآخر زمانہ خلافت جناب عثمانؓ کی نسبت سوال کیا۔ جواب دیا۔ از اول تا آخر حق جو حق پسند تھے۔ پھر پوچھا "حضرت علیؓ قبل تقرر حکم کیسے تھے اور بعد مین اونکی نسبت تمہارا کیا خیال ہے"۔ جواب دیا "تم لوگون سے زیادہ اللہ تعالی کے حکم کو سمجھنے والے اور خوب جاننے والے۔ دین کی حفاظت کرنے والے۔ دین کے کاموں مین تیز نظر"۔ خوارج یہ تعریف سنکر بگڑ گئے اور کہا "تم اپنے نفس کے تابع ہو۔ جو تمہارا جی چاہتا ہے کرتے ہو۔ تم لوگونکو اونکے نام کی وجہ سے اچھا کہتے ہو اونکے افعال پر نظر

نہین کرتے۔ واللہ ہم تمکو اس بری طرح مارینگے کہ کبھی کسیکو ایسی ذلت وخواری کے ساتھہ نہ مارا ہوگا" یہہ کہکر اونکی مشکین کسلین اور اونکو مع اونکی بیوی کے جو حاملہ پورے دن کی تہین۔ ایک کہجور کے درخت کے نیچے لاے۔ وہ درخت پختہ کہجور سے لدا ہوا تہا اتفاق سے ایک دانہ اوپر سے گرا جسکو ایک خارجی نے اوٹہا کر منہ مین رکھہ لیا۔ اسپر دوسرا خارجی بولا۔ نادان! یہہ کہجور ناجائز طریق سے کہاتا ہے اوسنے کہجور منہ سے نکالکر پہینکدی۔ اتفاقاً ایک سوٗر اودہر آنکلا جو کسی ذمی کا تہا ایک خارجی نے لپک کر ایک وار مین اوسکو مارڈالا دوسرے خارجی بول اوٹہے "تو نے بُرا کیا۔ زمین مین فساد کرنا جسکی ممانعت ہے، وہی ہے" کشندۂ خنزیر اپنے فعل پر نادم ہوا اور مالک خوک کو تلاش کرکے اوسکو کچہہ دے لے کر راضی کرلیا۔ عبداللہ اونکی یہ حرکتین دیکہہ رہے تہے۔ بالحاح وزاری کہنے لگے "مین دیکہتا ہون کہ تم اپنے معاملات مین سچے ہو۔ امید کرتا ہون کہ مجھکو تمہاری ذات سے کوئی صدمہ نہ پہونچیگا مین مرد مسلمان ہون۔ اسلام مین کوئی بدعت جو خون کو مباح کردے مجسے ظہور پذیر نہین ہوئی جسکی وجہ سے مین مستحق قتل ہون۔ پہر تمنے مجھکو امن دیدیا ہے اور اپنی زبان سے کہہ دیا ہی کہ تم نہ گہبرانا" اس عاجزی وخوشامد کے جواب مین اون بے دین قصائیون نے عبداللہ کو زمین پر پچہاڑکر بکری کی طرح ذبح کرڈالا۔ خون زمین پر بہہ نکلا اور پانی تک بہہ کر پہونچا۔ یہہ واقعہ نہر کے کنارہ کا ہے۔ پہر بیوی کی طرف متوجہ ہوے۔ وہ بیچاری بہت روئی پیٹی مگر وہ قسی القلب کب ماننے والے تہے پیٹ پہاڑ کر ہلاک کرڈالا۔ انکے ساتھہ تین عورتین اور قبیلہ بنی طے کی تہین اونکو بہی قتل کیا۔ ام سنان صیداویہ کو بہی مارڈالا۔

جناب امیر المومنین شام کی جانب روانہ ہونے کو تہے کہ خوارج کی یہ حرکت گوش گذار ہوئی اوسیوقت حرث بن مرہ عبدی کو بغرض تحقیق حال روانہ فرمایا۔ حرث خوارج سے ملے

اونھون نے انکو بھی قتل کیا۔جب یہ خبر بھی پہونچی تو لشکریون نی متفق ہو کر عرض کیا۔ امیر المومنین ہم کیسے ان خوارج کو چھوڑ کر اہل شام کا رُخ کرین اور کس طرح اپنے پیچھے اپنے اہل و عیال و مال و اسباب پر خوارج کی طرف سے مطمئن رہ سکتے ہین۔ اگر ہماری بعد یہہ لوگ ہمارے گھرون کو لوٹ لین یا ہمارے بال بچون عورتونکو قتل کر ڈالین تو ہم انکا کیا کر سکتے ہین۔ ہم چاہتے ہین کہ پہلے ان سے فارغ ہو جائین پہر باطمینان دل و فراخ خاطر اہل شام کی لڑائی پر نکلین"۔ اشعث بن قیس نے بھی تائید کی۔ اس سے قبل اشعث کی نسبت لوگونکا خیال تھا کہ یہ خوارج سے میل رکھتے ہین مگر جب اسوقت انہون نے بھی جنگ خوارج کی رائے دی تو لوگونکا خیال انکی طرف سے بدل گیا۔ جناب علیؑ نے بھی اس رائے کو بنظر استحسان دیکھا اور اہل شام کی جنگ کو ملتوی کر کے خوارج کی طرف بڑھے۔ بروایت علامہ مسعودیؒ آپکے ہمراہ اہل کوفہ سے پینتیس ہزار اور اہل بصرہ سے دس ہزار جملہ پینتالیس ہزار کی جماعت تھی۔ یہ لشکر ظفر پیکر دریاے دجلہ کے پل سے عبور کر کے خوارج کی جانب قدمزن ہوا۔ اس سے قبل ایک نجومی آپ کو ملا اور اوسنے کہا تھا کہ دن کی فلان وقت اگر اپنے دشمن کی طرف جاؤ گے تو فتح پاؤگے اور اسکے خلاف اوقات مین تمکو اور تمہارے لشکر کو نقصان پہونچیگا مگر آپ یہان سے اوسیوقت چلے جسوقت نجومی نے منع کیا تھا اور بعد فراغت واقعہ نہروان کے فرمایا کہ اگر مین نجومی کے معین کئے ہوے وقت پر نکلتا تو جاہل لوگ یہی کہتے کہ نجومی نی نیک ساعت بتلادی تھی اسواسطے فتح پائی۔ نجومی کا نام مسافر بن عفیف ازدی ہے۔

امیر المومنین بعد قطع مسافت متصل نہروان کے پہونچکر خوارج کے پڑاو سے ایک فرسنگ فاصلہ پر اوترے اور خوارج کے پاس کہلا بھیجا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتلونکو ہمارے حوالہ کر دو ہم تم سے فی الحال تعرض نہ کرینگے۔ ابھی ہم اہل شام سے لڑنے والے ہین اور تم کو

اس مدت تک مہلت دی جاتی ہے تاکہ اپنا نیک و بد خوب سمجھ لو۔ شاید اللہ تعالیٰ تمکو ہدایت کرے۔ خوارج نے جواب دیا۔ ہم سب نے ملکر تمہارے بھائیونکو مارا ہی اور ہم سب تمہارے اور اون کے خون کو مباح اور حلال سمجھتے ہین۔

قیس بن سعد بن عبادہ انصاریؓ خوارج کے سمجھانے کو گئے اور اس طرح گفتگو کی "اے اللہ کے بندو! ہمارے مجرمونکو اپنی جماعت سے الگ کرکے ہمارے پاس بہیجدو اور تم سب امیرالمومنین کی اطاعت مین از سر نو داخل ہو کر ہمارے ساتھ شامیونپر چڑہائی کرو۔ تم لوگ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوے ہو کیونکہ مسلمانونکو مشرک اور کافر سمجھتے اور اونکو ناحق قتل کرتے ہو" عبداللہ بن شجرہ سلمی نے اس طرح جواب دیا "ہمکو امر حق مثل آفتاب عالمتاب روشن ہوگیا اب ہم تمہاری متابعت نہین کرتے۔ کیا تم مین حضرت عمر فاروق کا مثل عدل و انصاف و سیاست و امارت مین ہے" قیس رضؓ نے جواب دیا "ہمارے امیرالمومنین ویسے ہی ہین انکے سوا اسوقت کوئی ہمکو نظر نہین آتا۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ تمہاری جماعت مین حضرت فاروق کا نظیر اور مثل کوئی شخص ہے" خوارج نے کہا۔ نہین۔ قیس رضؓ نے کہا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ اپنی جانو نپر رحم کرو اور اپنے ہاتہون اونکو ہلاکت مین نہ ڈالو کیونکہ مین یقین کرتا ہون کہ فتنہ تمپر غالب آگیا ہے اور عنقریب تم سب کو ہلاک و برباد کردیگا انکے بعد حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اس طرح وعظ و پند کرکے سمجھایا۔ اے خدا کے بندو ہم تم ابہی تک ایک حالت پر ہین اور الحمد للہ کہ جیسے پہلے تہے ویسے ہی ابہی تک ہین۔ ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہین۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تم ہم سے کس بات پر لڑنا چاہتے ہو۔ خوارج بولے "اگر آج ہم تمہارے ساتھ ہو کر اہل شام سے لڑتے ہین تو کل تم لوگ ہم پر بہی یہی حکم جاری کروگے" ابوایوب نے کہا "خدا کے واسطے فتنہ موجودہ کو

دفع کرو اور آیندہ کی روک ٹوک کرلو" غرض ابوایوب بنیل مرام واپس آئے۔ انکے بعد امیرالمومنینؓ خود تشریف لےگئے اور نہایت شد ومد سے نصیحت کرنا شروع کی۔ اصلی عبارت نہایت فصیح وبلیغ ہے مگر بلحاظ عام فہم نہ ہونے کے صرف اُسکے ترجمہ پر کفایت کیجاتی ہے
اُے فرقہ عداوت شعار واے گروہ ناہنجار۔ تمکو تمہاری عداوت اور ضد وہٹ دھرمی نے ہماری جماعت سے نکال دیا۔ تمکو تمہارے اتباع نفس نے حق بات قبول کرنیسے روک دیا۔ یہہ عداوت اور اتباع نفس تمہاری جان کے پیچھے پڑے ہین۔ تم پر سخت مصیبت۔ قہر الٰہی آنیوالا ہے۔ یاد رکھو۔ میرا کہا مانو۔ اب بھی کچھہ نہین گیا۔ تمہاری اس سرکشی اور نافرمانی کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ کل کے دن تمکو اسی میدان مین دوسرے لوگ مقتول وبسمل خاک وخون مین تڑپتا دیکھینگے اور تمپر لعنت کرینگے۔ اسی جنگل بیابان مین تمہاری لاشین طعمہ درندگان صحرائی ہونگی۔ تمہارے پاس تمہارے اس عصیان وعناد کی کوئی دلیل خدا کی طرف سے نہین ہے۔ تمہارا دعوی باطل۔ تمہارا فعل محض۔ بلاحجت وبرہان ہے۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ حکم بنانے کی بابت مین نے تمکو تاکید منع کیا تھا اور صاف صاف کہہ دیا تھا کہ یہہ چال اور مکر تمہارے بہکانے کے واسطے ہے۔ درحقیقت امر حق اہل شام کو منظور نہین وہ تمکو دھوکا دے رہے ہین۔ یہہ لوگ اہل دیانت وتقوی نہین انکے قول وفعل کا کوئی اعتبار نہین ہے مگر افسوس۔ تمنے میری نافرمانی کی اپنی ضد پر قائم رہے جب مین نے حسب خواہش تمہارے عہد واقرار کرلیا تو حکمین سے بھی شرط اور قول کرالیا کہ وہ دونون قرآن اور سنت نبویؐ کے موافق فیصلہ کرینگے مگر حکمین نے اختلاف کیا اور خلاف حکم خدا ورسولؐ کے فیصلہ کیا اب اس مین میرا کیا اختیار ہے۔ ہان جو ہمارے بس کی بات تھی وہ ہمنے کی۔ ہمنے اونکا فیصلہ اونہین کے سر مارا اور اب ہم امر سابق پر ہین

انکو مقابلہ کو نکلے ہین - خیر جو گذرا گذرا - تمہاری مخالفت کی اب کوئی وجہ باقی نہین رہی ہمارے ساتھہ ہو
اور دشمنون سے لڑو'' خوارج نے عرض کیا '' بیشک ہمنے حکم مقرر کرنیکی راے دی تہی اور اوسوقت
ہماری ہی خوشی سے تمنے حکم مقرر کئے لیکن پہر ہمنے اپنی غلطی معلوم کرکے اپنے گنہگار ہونیکا
یقین کیا اور اپنے کو کافر سمجھکر توبہ کی اگر تم بہی اپنے گناہ کا اقرار کرکے توبہ کرلو تو ہم تمہارے
ساتھہ ہین اور اگر توبہ سے انکار ہے تو ہم تمسے لڑینگے'' امیر المومنینؑ نے فرمایا '' افسوس تمہاری
عقلاین کیا ہوئین - تم یہہ نہین سمجھتے کہ مین رسول معظم پر ایمان لایا ہجرت کی جہاد و غزوات
مین حاضر رہا پہر مین کیسے اپنی نسبت کافر ہونے کی گواہی دون - اگر ایسا کرون تو بیشک مین
بڑا گمراہ ٹہیرون اور ہرگز راہ پانے والونکی فہرست مین میرا نام نہ ہوگا'' بعض کہتے ہین کہ آپنے
تقریر گذشتہ کے بعد اسقدر اور بہی فرمایا '' تمہاری خواہش کے مطابق تقرر حکمین ہوا پہر تم
کیون ہمارے مخالف ہوگئے اور ہماری جماعت سے نکلکر تلوارین اپنے کاندہون پر رکھکر
بندگان خدا کے مارنے کو پہرنے لگے - یہہ سراسر نقصان دین و ایمان ہے - بخدا اگر تم اس
عقیدے پر ایک مرغی بہی مار ڈالوگے تو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوگے انسان کی جان کا تو جسکو
خدا نے حرام کردیا ہے کیا ذکر ہے'' اس فقرہ پر خوارج نے ایک دوسرے سے پکار کر کہا - بہائیو
اب ان لوگون سے گفتگو نہ کرو - ان کو چہوڑ دو اور خدا سے ملنے کی تیاریان کرو - چلو - چلو
جنّت کی طرف دوڑو - جناب علیؑ جب وعظ و نصیحت سے تنگ آگئے تو فرمایا - اب ایک بات اور
باقی رہگئی ہے - تم اپنی جماعت مین جسکو سمجھدار لایق - قابل - مقرر - معاملہ فہم - سمجھتے ہو وہ شخص مجھسے
بحث کرلے - اگر مجھکو قائل کردے تو مین تمہاری کہنے پر عمل کرون اور اگر وہ ہار جاوے تو
تم سب میرے مطیع ہوجاؤ - خوارج نے عبداللہ بن الکوا کو انتخاب کرکے پیش کیا - آپنے اوس سے
سوال کیا - کیا وجہ پیش آئی کہ تم میری بیعت کرکے میرے مطیع و فرمانبردار ہوکر دفعتہً مجھسے

الگ ہو گئے اور میری نافرمانی پر کمربستہ ہو کر میرے دشمن بن گئے۔ جنگ جمل میں تم لوگ بھی تو شریک تھے کوئی امر تمہاری جانب سے میرے خلاف مرضی صادر نہوا۔ ابن الکوّا نے جواب دیا۔ جنگ جمل میں آپنے کسکو حکم مقرر کیا؟ فرمایا سنو۔ میرا فیصلہ اور انصاف کرنا ہدایت کے زیادہ قریں ہے یا آنحضرت صلعم کا فیصلہ سراسر ہدایت ہے۔ ابن الکوّا نے کہا حضور کے احکام قطعی حق اور شک خطا و غلطی سے مبّرا و پاک ہیں۔ ارشاد ہوا۔ تمنے سنا ہوگا کہ جسوقت نصاریٰ نجران حضورؐ سے معارضہ و مباحثہ کیا ہے تو آیت مباہلہ نازل ہوئی اور یہہ امر یقینی ہے کہ خداوند تعالے کو اہل نجران کے کاذب ہونے میں کوئی شک نہ تھا پھر اس محاکمہ اور مباہلہ کا کیوں حکم دیا۔ وہ یہہ سنکر بولا۔ یہہ مسئلہ تو اجماعی ہے کہ اہل نجران دین باطل پر تھے اور خدا کی طرف سے آیت نازل ہوئی مگر اسپر قیاس نہیں ہوسکتا لیکن آپنے اپنی خلافت میں شک کیا اور حکومت و تقرر حکمین پر راضی ہوے اور جب آپنے خود اپنی نسبت شک کیا تو اگر ہمکو آپ کی خلافت اور آپ کے اہل خلافت ہونے میں شک پیدا ہوا تو کیا بعید ہے۔ جناب امیر المومنین نے اب دوسری آیت پیش کی جس سے تقرر حکم کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اسپر ابن الکوا ساکت ہو گیا پھر کچھ سوچ کر کہنے لگا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو آپنے فرمایا بجا و درست ہے مگر آپ میں صرف یہ عیب ہے کہ آپنے جسوقت ابوموسیٰ کو حکم مقرر کیا آپ کافر ہوگئے۔ امیر المومنین ؑ نے فرمایا جیسطرح معاویہ نے عمرو بن العاص کو حکم کیا ویسے ہی میں نے ابوموسیٰ کو حکم کیا۔ اس میں کونسا کفر ہوا۔ اُسنے کہا کہ ابوموسیٰ تو کافر ہیں۔ دریافت فرمایا کہ دومتہ الجندل جاتے وقت کافر ہوئے یا فیصلہ کرتے وقت۔ جواب ملا کہ فیصلہ کرتے وقت کافر ہوے۔ ارشاد ہوا کہ جسوقت میںنے اپنے پاس سے روانہ کیا اوسوقت تو وہ کافر نہ تھے فیصلہ کے وقت ہو گئے تو اس میں مجھپر کیا گناہ بالفرض آنحضرت کسی مسلمان کو مشرکوں کے پاس فیصلہ کرنے کو روانہ فرماتے اور بغرض آپکی یہ ہوتی

کہ یہہ مشرکون کو دعوت اسلام دے مگر وہ شخص وہان جاکر دین اسلام کے سوا کسی اور دین کی دعوت دے تو اس مین حضورؐ پر کیا اعتراض ہوگا اسی طرح ابو موسیٰؓ اگر گمراہ ہوے اور خلاف حق فیصلہ کیا تو مجہپر کوئی الزام نہین اور نہ یہہ فعل ایسا ہے کہ تمہارے واسطے مسلمانونکی خونریزی مباح ہوگئی ہو۔ خوارج اس حجت ملزم اور جواب مسکت سے لاجواب ہوگئے اور کہسیانے ہوکر ابن الکوا سے کہنے لگے۔ اس شخص سے مباحثہ نہ کرو اور اپنے مقام پر واپس چلو۔ آپ واپس آے اور یہہ خیال کرلیا کہ یہہ لوگ ہرگز راہ راست اختیار نہ کرینگے اب بجز لڑائی کے چارہ نہین الغرض خوارج آمادہ جنگ وپیکار ہوگئے۔ امیر المومنینؓ نے بہی سامان جنگ و ترتیب صفوف مین اہتمام شروع کیا۔ اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ خوارج دجلہ کے پل سے اوس پار اوترنے والے ہین۔ مخبر ایک یہودی اوسی نواح کا باشندہ تہا اوسنے ظاہر کیا کہ اسوقت خوارج پل پر سے اوتر رہے ہین۔ اس نہر پر جو پل ہے وہ قنطرہ طبرستان کے نام سے مشہور اور درمیان حلوان و بغداد کے آپ کے لشکر سے پیچہے طرف واقع تہا۔ آپنے فرمایا وہ ہرگز اوس پار نہ جاوینگے۔ دریافت حال کیلئے کچہہ لوگ اودہر گئے اور دور سے دیکہکر واپس آکر بیان کیا کہ بیشک اوس پار اوتر گئے۔ وجہ یہہ ہوئی کہ خوارج کے اور انکے درمیان دریا کا موڑ حائل تہا اور یہہ خوف سے قریب گئے نہ تہے اسلئے دور سے یہی معلوم ہوتا تہا کہ خوارج اوس پار ہین حضرت علیؓ نے پہر فرمایا۔ بخدا وہ اسی پار ہین اور وہ پل کے قریب اسی طرف مارے جاوینگے قسم خدا کی۔ اس جنگ مین تمہاری طرف سے پورے دس آدمی بہی قتل نہونگے اور اونکے لشکر سے دس آدمی بہی جانبر نہونگے۔ اہل لشکر کو آپکے فرمانے مین شک تہا۔ جناب علی مرتضیٰؓ خود تشریف لیگئے اور قریب جاکر دیکہا تو اونکو پل کے قریب اسی طرف پایا۔ آپ کے ہمراہی اونکو اسی طرف دیکہکر زور سے تکبیر کہہ اوٹہے آپنے لشکر کو اس طرح مرتب فرمایا کہ میمنہ پر

حجر بن عدیؓ۔ میسرہ پر شیث بن ربعی یا معقل بن قیس ریاحی۔ افسر رسالہ سواران ابوایوبؓ انصاری۔ کمانیر پیادگان ابوقتادہؓ انصاری کو مقرر فرمایا۔ اہل مدینہ جو بہ تعداد سات سو یا آٹھ سو تھے اونکے سردار حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ ہوے۔ خوارج نے بہی بتفصیل ذیل عہدہ دار وافسر حصۂ فوج معین کئے۔ اونکے میمنہ کا افسر زید بن حصین طائی تھا اور میسرہ کا سردار شریح بن اوفی العبسی۔ سوارونپر حمزہ بن سنان اسدی۔ پیادونپر حرقوص بن زہیر سعدی تہا۔ دونون لشکر صف باندہکر ایک دوسری کے مقابل ہوے۔ امیرالمومنینؓ نے ابوایوبؓ کو علم امان عنایت فرمایا۔ انہون نے پکار کر کہا "خوارج جو ہمارے اس جہنڈہ تلے آگیا اوسکو امان ہے جو ہمسے متعرض نہ ہوگا اوسکو امن ہی۔ جو شخص نکلکر کوفہ یا مدائن کو چلا جاویگا اوسکو امن ہے ہمکو کوئی ضرورت نہین کہ اپنے مقتول بہائیون کا عوض اپنے مقابلین خوارج سے لیکر انکے گروہ سے نکل جانیوالے کا تعاقب کرین اور اوسکے پیچھے پڑکر اوسکو بھی قتل کرین" یہہ سنکر فروہ بن نوفل شجاعی نے کہا "واللہ ہم نہین جانتے کہ امیرالمومنینؓ سے کس بنا پر لڑنے آے ہین۔ ہم مناسب جانتے ہین کہ سردست لڑائی سے واپس جاوین اور اپنے معاملہ مین غور کرین یہانتک کہ ہمپر حق بات ظاہر ہوجاوے پھر اوسوقت دیکھ لینگے۔ لڑینگے یا آپکی اطاعت منظور کرلینگے" یہہ کہکر اپنے پانچسو سوارونکو لیکر خوارج کے لشکر سے نکل گئے اور بندنیجین (نوبندجان) و دسکرہ مین جاکر مقیم ہوے۔ ایک گروہ متفرق ہوکر کوفہ کو چلا گیا اور کچھ لوگ قریب ایکسو سپاہیون کے امیرالمومنینؓ کے لشکر مین آملے۔ جملہ خوارج چار ہزار تھے۔ اونمین سے کل ایک ہزار آٹھ سو عبداللہ بن وہب رئیس خوارج کے ہمراہ میدان جنگ مین باقی رہ گئے جنہون نے آپکے لشکر پر حملہ کیا۔ امیرالمومنینؓ نے حکم دے رکہا تہا کہ تم اپنے ہاتھہ روکے رہنا جب خوارج کی طرف سے ابتدا ہو تو تم بھی جواب دینا۔

خوارج نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا "چلو جنّت مین جانے کی تیاری کرو" یہہ کہکر آپکے لشکر پر آگری امیر المومنین رض کے سوا اہل میمنہ و میسرہ نے خوارج کو دو طرف سے گہیرا اور پیادے سامنے سے نیزی اور تلوار مارتے ہوے آگے بڑہے اور ایک ساتہہ چوطرفی مار خوارج پر ایسی پڑی کہ اونکا میمنہ و میسرہ منتشر ہوگیا۔ پریشان و بدحواس ہوکر ادہر اودہر بہاگنے لگے مگر راستہ تو پہلے ہی بند ہوگیا تہا سوارون نے نیزو نیزہ دہرلیا اور پیادون نے تلوارین کہینچ لین۔ خوارج کے رسالہ کا افسر حمزہ بن سنان یہہ رنگ دیکہکر پکارا۔ یارو نکل چلو۔ جان لیکر بہاگو۔ سب نے چاہا کہ نکل جاوین مگر راستہ نہ ملا۔ اسود بن قیس مرادی نے خوارج پر حملہ کیا اور آدمی جناب علی رض نے انکی مدد کو بہیج دیئے ایک ساعت مین سب کا خاتمہ ہوگیا۔ میدان رزمگاہ خوارج کی کشتو نسے پٹ گیا خس کم جہان پاک۔

حضرت ابوایوب رض امیر المومنین کی خدمت مین آسے اور کہا مین نے زید بن حصین طائی کی سینہ پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ اوسکی پشت کے پار نکل گیا اور وہ زمین پر گر پڑا پہر مین نے اوس سے کہا اے دشمن خدا۔ تجہکو دوزخ کی بشارت ہو۔ اوسنے کہا کل قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ کون دوزخ مین جانیکا مستحق ہے۔ یہہ کہکر جان دی۔ آپنے فرمایا۔ وہی مردک دوزخ مین داخل ہونیکا مستحق ہے۔ پہر ہانی بن خطاب ازدی اور زیاد بن خصفہ عبداللہ بن وہب کے قتل مین جہگڑتے ہوے حاضر ہوے۔ آپنے کیفیت قتل دریافت فرمائی۔ جواب دیا۔ ہم نے اوسکو پہچان کر حملہ کیا اور ایک ساتہہ نیزے مارکر گرادیا۔ فرمایا۔ تم دونون قاتل ہو۔ حلبیش بن ربعیہ کنانی نے حرقوص بن زہیر کو قتل کیا (اسیکا لقب ذوالثدیہ ہے) عبداللہ بن زحر خولانی نے عبداللہ بن شجرہ سلمی کو مارا۔ شریح بن اوفی کسی مکان کی دیوار کی پناہ لیکر کہڑا ہوا لڑرہا تہا چند ہمدانی اوسپر حملہ آور ہوے اور قیس بن معاویہ نے آگے بڑہکر اوسکا پانون کاٹ لیا پہر بہی وہ

لڑتا رہا۔ دوسرے حملہ مین قیس نے اوسکو ٹھنڈا کر دیا۔

ذکر ذی الثدیہ خارجی

ظہور خوارج سے پیشتر جناب امیر المومنین اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے "ایک فرقہ خروج کریگا اور خلیفہ وقت کی اطاعت اور دین اسلام سے ایسا صاف نکل جاویگا جیسا تیر شکار کو چیر پھاڑ کر پار نکل جاتا ہے اوس گروہ کی علامت یہ ہے کہ اونمین ایک شخص (ناقص الید) پیدائشی ناقص ہاتھہ والا ہوگا" یہہ حدیث آپکے یار و اصحاب بارہا سن چکے تھے چنانچہ بعد فراغ واقعہ نھروان و قتل خوارج آپنے اہل لشکر کو حکم دیا۔ خوارج کی لاشون مین اوس مرد ناقص الید کو تلاش کرو۔ لوگون نے لاشین ڈھونڈھین مگر ایسی لاش کوئی نظر نہ آئی۔ بعضون نے کہا کہ ہمکو ملا نہین اور بعضون نے دعوی کے ساتھہ بیان کیا کہ اس جماعت مین وہ مرد ہرگز نہین ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ بخدا۔ وہ ضرور ہے۔ مین جھوٹ نہین کہتا اور مین ہرگز جھوٹا نہ ہونگا۔ لوگ آپ کی تاکید سے پھر ڈھونڈھنے لگے۔ ناگاہ ایک شخص کو وہی لاش مل گئی وہ خوش ہو کر چلاّا اوٹھا۔ امیر المومنین۔ وہ شخص مل گیا اور بعضے کہتے ہین کہ خود امیر المومنین ڈھونڈھنے نکلے۔ آپکے ہمراہ سلیم بن ثمامہ حنفی و ریان بن صبرہ تھے۔ آپ ان کے ساتھہ لاشون کو بغور ملاحظہ فرمارہے تھے کہ آپکے ہمراہیون نے ایک گڑھے مین دریا کے کنارہ پچاس لاشون کے درمیان وہ لاش پڑی پائی۔ آپنے حکم دیا کہ اسکو سب سے الگ نکالو چنانچہ لاش نکالکر ملاحظہ کیا گیا تو وہی شخص تھا اوسکے ہاتھہ دیکھے گئے تو درحقیقت ایک ہاتھہ صرف شانہ یا بازو تک تھا کہنی۔ کلائی۔ پنجہ۔ اوسمین خلقۃً نہ تھا بلکہ جس مقام پر ہاتھہ ختم ہوا تھا بجاے کہنی وغیرہ کے وہان ایک ٹکڑا گوشت کا تھا جیسے عورت کی چھاتی اوسپر ایک گھنڈی بشکل پستان عورت لگی ہوئی تھی جسپر چند سیاہ بال تھے۔ وہ گوشت کا لوتھڑا کھینچنے سے ربڑ کیطرح

اسقدر بڑھ جاتا تھا کہ دوسرے ہاتھ کے برابر جو صحیح و سالم تھا ہو جاتا تھا اور پھر چھوڑ دینے سے اپنی جگہہ پر مونڈھے کے برابر آجاتا تھا۔ جناب علیؓ نے فرط خوشی مین تکبیر کہی اور فرمایا "مین جھوٹ نہین بولا اور نہ خدا نے مجھکو جھوٹا کیا۔ اگر مجھکو یہہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ عمل کرنا چھوڑ دوگے تو جو کچھہ مین نے حضورؐ کی زبان مبارک سے سنا ہی ابہی تم لوگونکے سامنے بیان کر دیتا" پہر آپنے خوارج کی لاشونکے پشتے دیکھکر اونکی جانب خطاب کرکے فرمایا "افسوس۔ تم کسقدر سختی و عذاب دائمی مین مبتلا ہوے۔ حیف صد حیف۔ جسنے تمکو بہکایا اور فریب دیا اوسنے تمکو بڑا نقصان پہونچایا" لوگون نے پوچھا۔ انکا فریب دینے والا کون ہے۔ فرمایا شیطان۔ انکا نفس شریر برے کامونکا حکم کرنیوالا۔ اوسنے انکو جھوٹی آرزون اور باطل تمناؤن پر فریب دیا۔ انکے گناہ اور عیوب انکی نظرومین کار ثواب کرکے دکھلائے اور انکو خبر دی کہ تم مسلمانونسے لڑو تم غالب ہوگے انجام یہ ہوا کہ یہہ لوگ نفس ظالم کے دم مین آگئے اور اپنی دنیا و آخرت برباد کی۔ اس مقام پر دو چار حدیثین جو مختلف اسناد سے متواتر منقول ہین ہم ذکر کرتے ہین

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اخیر زمانہ مین ایک قوم نوعمر کمینون کی سی عقل و سمجھہ والی خروج کریگی۔ اوس قوم کے لوگ بہتر بات منہ سے نکالین گے۔ قرآن پڑہینگے مگر اونکے حلق سے نیچے نہ تجاوز کریگا۔ وہ لوگ دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ جو لوگ انکو پاوین اونکو چاہیئے کہ انسے جہاد کرین اور مارین کیونکہ خدا کے نزدیک انکے قاتلین کے واسطے بہت کچھہ ثواب ہے۔

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے حروریہ کا ذکر کرکے فرمایا۔ وہ لوگ اسقدر عبادت مین مصروف ہونگے کہ تم لوگ اپنی نماز و روزے کو اونکی نماز و روزے کے مقابل ہیچ و ناقدر سمجھوگے مگر وہ لوگ دین سے ایسے خارج ہونگے جیسے تیر شکار کو توڑ کر

پار نکل جاتا ہے اور اوسمین کچھ اثر خون نہین ہوتا۔ تم تیر کے پھل کو اوٹھا کر دیکھو کہین خون کا نشان نہ پاؤ گے پھر اوسکے سوفار پر نگاہ کرو اوسمین بھی خون کا نام نہین پھر تیر کی لکڑی اول سے آخر تک خوب غور کر کے دیکھو شائد کسی مقام پر خون کا اثر ہو یا نہ ہو۔

بروایت ابوذرؓ وارد ہے کہ دین سے نکلکر یہہ لوگ پھر دین کی طرف کبھی رجوع نکرینگے یہہ لوگ بدترین خلائق اور نہایت درجہ شریر و بیباک ہین۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہین کہ حضور نبوی بمقام جعرانہ تقسیم غنائم مین مصروف تھے کہ اتنے مین ایک شخص نے کہا۔ اے محمدؐ۔ انصاف کی رو سے تقسیم مین برابری فرماوین۔ ارشاد ہوا "کمبخت۔ اگر مین عدل و انصاف سے تقسیم نہ کرونگا تو پھر کون عادل منصف ہے"۔ جناب عمر فاروقؓ نے عرض کیا حضور مجھکو اجازت دین کہ مین اس منافق مردود کی گردن ماردون۔ ارشاد ہوا "یہہ شخص اوس گروہ کا ہے جو قرآن تو پڑھتے ہین مگر وہ اونکے حلق سے نیچے نہین جاتا۔ یہہ لوگ دین سے خارج ہین"۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا خوارج ہر زمانہ مین ظاہر ہونگے اور تباہ ہوتے جاوینگے یہانتک کہ انکا بیسوان دورہ ہوگا اوسوقت دجّال خروج کریگا۔

ایک روایت مین ہی کہ انکی علامت اور عادت سر منڈانا ہے انکو جہان پاؤ قتل کرڈالو

بعد فراغ جدال و قتال مسلمان شہید دفن کر دیئے گئے۔ عدی بن حاتم اپنے بیٹے طرفہ کی لاش کو ڈھونڈھنے نکلے اور بعد تلاش اوسکی لاش کو پاکر دفن کیا۔ جناب امیر المومنینؑ کو معلوم ہوا کہ طرفہ کی لاش اوسکے باپنے دفن کر دی آپنے بطور انکار کے فرمایا۔ کیا تم اونکو قتل کر کے دفن کرتے ہو۔ امیر المومنینؓ کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوے منجملہ اونکے حضرت یزید بن نویرہ انصاری ہین آپ سابقین اسلام مین ہین آپکے واسطے حضور سرور عالم نے

دخول جنت کی شہادت دی ہے۔ یہہ سب سے اول اس جنگ مین شہید ہوے۔
خوارج کا مال واسباب جسقدر معرکہ مین ہاتھہ آیا وہ سب جمع کیا گیا ہتھیار و دیگر آلات جنگ اور گھوڑے تو آپنے اہل لشکر پر تقسیم فرما دیئے باقی دیگر اسباب۔ لونڈی۔ غلام کوفہ مین پہونچکر خوارج کے وارثون کے حوالہ کیا۔
مروج الذہب مین اس واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ خوارج اور لشکر جناب علی مرتضیٰؓ سے رمیلا مین معرکہ آرائی ہوئی۔ دونون طرف صف بندی کے بعد بغرض اتمام حجت ایک بار اور بھی جناب علی مرتضیٰؓ نے خوارج کو وعظ و نصیحت اور توبہ استغفار کرکے اپنی طرف رجوع کرنیکی تاکید فرمائی مگر خوارج نے انکار کیا اور آپکے لشکر پر تیر مارنا شروع کر دیئے۔ آپکے لشکر نے جواب دینا چاہا مگر آپنے روکا یہانتک کہ تین مرتبہ لشکر نے اجازت چاہی اور آپ ہر بار منع کرتے رہے۔ آخر کار آپکے لشکر کے لوگ زخمی ہونے لگے اور ایک مسلمان کی لاش خون مین تر بتر آپکے سامنے لاے۔ اوسوقت آپنے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ اب انکا قتل کرنا ہمکو حلال ہو گیا۔ اب تم بھی حملہ کر دو۔ پہر چارون طرف سے لشکر مرتضویؓ خوارج پر ٹوٹ پڑا۔ جناب علیؓ بھی بنفس نفیس میدان کارزار مین تشریف فرما تھے۔ ایک خارجی آپکے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ بار بار رجز پڑہتا اور آپکو بلاتا تھا۔ آپ اوسکی بیباکی اور دلیری ملاحظہ فرماکر اوسکی طرف بڑہے اور فرمایا۔ اُسے علیؓ کے ڈھونڈہنے والے۔ مین تجھکو جاہل و بدبخت دیکھتا ہون۔ تجھکو علیؓ سے لڑائی کی ضرورت نہ تھی تونے ناحق اونکا نام لیا۔ خیر وہ بھی تیرے سامنے آگئے۔ آ۔ ادہر میرے سامنے آ اور مجھسے مقابلہ کر۔ یہ فرماکر اوسکو ایک ہی وار مین ٹھنڈا کیا۔ پہر دوسرا خارجی نکلا اور آپسے لڑکر اپنے بھائی کے پاس پہونچا۔ آپنے اوسپر ایک نیزہ مار کر گرا دیا اور نیزہ اوسیکے بدن مین پہنسا چھوڑ کر فرمایا۔ تونے ابو الحسن کو دیکھہ لیا اور اپنی سزا کو پہونچ گیا۔

اس معرکہ مین آپ کی طرف کے کل نو آدمی شہید ہوے اور اگروہ خوارج سے کل دس آدمی معرکہ سے جان لیکر بہاگے باقی آتش فنا سے جلکر خاک ہوے۔ واقعہ نہروان ۳۸ھ مین ہوا ہے

واپس آمدن جناب امیر المومنین علیؑ طرف کوفہ

بعد فراغ جنگ جناب علیؓ نے اپنے لشکر مین خطبہ پڑہا اوسمین اہل شام کی طرف بڑہنے کا قصد ظاہر فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ تعالی نے تم پر احسان کیا۔ تمہاری مدد کی اور خوارج پر غلبہ دیا اب تم لگے ہاتہہ اہل شام کی جانب بڑہے چلو۔ لشکریون نے جواب دیا۔ ہم بسر وچشم حاضر ہین مگر ابہی خوارج کی جنگ سے تہکے ہارے ہین۔ سامان جنگ بہی ہمارے پاس نبٹ گیا ہے۔ تیر ختم ہوگئے۔ تلوارین کند ہوگئین نیزونکے سنان بیکار ہوگئے۔ فی الحال گہر پہونچکر چندے آرام حاصل کرین تاکہ قوت رفتہ عود کرے اور سامان جنگ بہی درست کرلین تو بہت مناسب ہوگا اور شائد ہمارے ساتہہ اور لوگ بہی جنگ پر آمادہ ہوجاوین گفتگو کرنے پر اشعث بن قیس مامور ہوے تہے۔ لشکریون کے کہنے سے آپنے کوفہ کی جانب توجہ فرمائی مگر نخیلہ مین پہونچکر قیام کردیا اور حکم دیا کہ چہاؤنی نخیلہ مین قیام کرین۔ کوفہ جاکر اپنے بیوی بچون سے مل آیا کرین مگر اونکی چاہ مین رات کو گھر مین شب باش نہ ہون۔ چند روز تکان سفر دفع کرکے بعد درستی سامان جنگ دشمن کی طرف چلین گے۔ چند روز تک تو اہل لشکر نخیلہ مین ٹہیرے رہے پہر ایک ایک دو دو نکلکر اپنے گہرونمین پہونچتے گئے۔ صرف عمائد وخواص وسرداران قبائل لشکرگاہ مین نظر آتے تہے باقی چہاؤنی خالی ہوگئی۔ آپ یہہ رنگ ملاحظہ فرماکر کوفہ مین تشریف لیگئے اور اونکو جمع کرکے فرمایا۔ اُے لوگو۔ اپنے دشمن کی لڑائی پر آمادہ ہو اور اونکی طرف نکلو۔ یہہ جنگ بہ نیت قربت الے اللہ و بامید ثواب آخرت ہے اور ایسے لوگونسے مقابلہ ہے جو راہ حق چہوڑ کر وادی ضلالت مین گمراہ ہین۔ حکم کتاب سے بے خبر۔ احکام الٰہی چہوڑ کر اپنی سرکشی وگمراہی مین

بھٹکتے پھرتے ہین۔ ایسی قوم پر جہاد کیواسطے اپنی قوت اپنی طاقت۔ آلات حرب۔ سواریان
وغیرہ درست کرلو اور خدا پر بھروسہ کر کے اہل شام کی طرف روانہ ہو۔ اللہ تعالی تمہارا
کفیل و وکیل ہے" اس وعظ و پند پر کسی نے کچھہ توجہ نہ کی اور ایک بھی لڑنے پر آمادہ نہوا۔ آپنے
چند مدت اونکو اونکے حال پر چھوڑے رکھا جب کوئی جواب نہ پایا تو دوبارہ لڑائی کی ترغیب
اور جہاد کی نصیحت فرمائی۔ سرداران قبائل و اکابر قوم کو بلا کر اونسے رائے لی۔ وجہ تاخیر و
سستی دریافت فرمائی۔ بعضون نے کچھہ حیلہ و بہانہ ظاہر کیا بعضے جبراً نیم راضی ہوے اور بہت
تھوڑے اشخاص نے بخوشی خاطر آمادگی ظاہر کی۔ آپ برہم ہو کر اس طرح فرمانیلگے۔ اُے
بندگان خدا۔ اب تم کیسے ہوگئے کہ مین تمکو باربار لڑائی کے واسطے بلا رہا ہون مگر تم بوجھل ہو کر
زمین سے جنبش نہین کرتے۔ کیا زندگی مستعار دنیاے دوروزہ کو پسند کر کے حیات ابدی
و زندگانی جاوید چھوڑے دیتے ہو اور عزت کے عوض ذلت و خواری اختیار کرتے ہو۔ مین تمکو
جسوقت جہاد کے واسطے بلاتا ہون تمہاری آنکھون کی پتلیان خانہ چشم مین اس طرح
گردش کرتی ہین گویا تم سکرات موت و نزع روح مین مبتلا ہوگئے ہو۔ تمہارے دل دھوکا
دئے گئے ہین مگر تمکو خبر نہین۔ تمہاری آنکھین نابینا ہوگئین تمکو راہ حق نظر نہین آتی اسیواسطے
خدا کے کام مین نصرت و مدد کرنے سے بیٹھہ رہے ہو۔ جب تم جنگ کی طرف بلاے جاتے ہو تو
تمہارا حال بالکل اوس شیر کے مشابہ ہو جاتا ہے جو مرض خارش کی وجہ سے آرام طلبی مین مصروف
ہو یا اوس لومڑی کے جو خاک مین لوٹتی ہو۔ اب تم پر مجھکو بالکل اعتماد نہین رہا۔ تم وہ لوگ
اہل قتال و جدال نہین رہے کہ تمہارے بھروسہ پر دشمن پر حملہ کیا جاوے۔ مجھکو اپنی زندگی
کی قسم ہے کہ تم قوم عرب مین بالکل آخور و بیکار و ردّی ہو۔ افسوس۔ تم لوگ کیتنک فریب
کھاؤگے اور اپنا انتقام نہ لوگے۔ تا یکے تمہارے دست و پا کا نقصان ہوتا رہیگا اور تم

اپنا بچاؤ نہ کروگے۔ تم آرام سے سوتے نہین بلکہ تمہاری آنکھین خواب غفلت نے بند کر رکھی ہین
ایہا الناس۔ تمہارا حق مجھپر اور میرا حق تمپر ہے۔ تمہارا حق میرے ذمہ تو یہ ہی کہ تمہاری خیرخواہی
کرتا رہون۔ نیک کام کی نصیحت بُرے کامون سے ممانعت کرون۔ اموال غنیمت سے تمکو حصہ دون
تمکو علم سکھلاؤن تاکہ جاہل نہ رہو۔ تمکو ادب کی باتین تعلیم کرون اور میرا حق تمہاری گردنو پر
یہہ ہی کہ میری بیعت پوری کرو۔ حاضر و غائب میرے خیرخواہ رہو جب تمکو بلاؤن جواب دو
جو حکم کرون اوسکو مانو اگر خدا کو تمہاری بہلائی منظور ہوگی تو میری مخالفت ترک کرکے میری
اطاعت کروگے اور میرے حسب خواہش جس راستہ مین لیچلون چلوگے۔ اگر ایسا ہوگا تو تمہارا
مطلوب حاصل ہوگا" (ابن اثیرؒ) اسی طرح سے بہت کچھ اونکو نصیحت و فضیحت کی لیکن کسیکے
کان پر جون تک نہ رینگی۔ سب خاموش بیٹھے رہے (ابن خلدونؒ)

اسی سال بعد واقعہ خوارج کے اہل لشکر کو اونکے وظائف سالانہ آپنے تقسیم فرمائے پہر
عامل اصفہان کے پاس سے اور مال آیا۔ آپنے علی الاعلان حکم دیا کہ کل صبح کو انعام تقسیم ہوگا
سب لوگ دربار خلافت مین حاضر ہون۔ مین خدا کی طرف سے خزانچی ہون۔ آپکا دستور تھا کہ
جسقدر عوام الناس کو فی کس حصہ رسدی پہونچتا آپ بہی اوتنا ہی اپنا حصہ لیتے تھے۔ بعد واقعہ
صفین کے جناب علیؓ اور امیر معاویہؓ سے کوئی جنگ نہین ہوئی البتہ یہہ دستور رہا کہ امیر معاویہؓ
اکثر اوقات امیرالمومنینؓ کے ممالک محروسہ پر اپنا لشکر بہیجتے۔ آپکے عاملونسے اور اوس لشکر
مقابلہ ہوتا۔ شاہی لشکر لوٹ مار کرکے واپس جاتا۔ جناب علیؓ کی طرف سے یہ انتظام ضرور رہتا کہ
آپ اپنا لشکر لوٹ مار والے لشکر کے مقابلہ مین بغرض رفع اذیت و ظلم روانہ فرماتے تھے۔

درباب جنگ خوارج۔ جمل و صفین جناب امیرالمومنین علیؓ کا برتاؤ اور اپنے حریف سے
جدال و قتال مین فرق جو واقعات دیکھنے سے نظر آتا ہے اسکی بابت مؤرخین نے اپنے

اقوال و رائین ظاہر کی ہین - پہر اونکا حکم بہی بیان کیا ہے - مثلاً جنگ صفین مین جناب علیؓ نے
شامیونکو ہر طرح قتل کیا - جو مقابلہ پر آتا مارا جاتا جو بہاگتا اوسکا تعاقب کیا جاتا حتی کہ زخمی
تک مارا جاتا تہا - برخلاف جنگ جمل کے کہ اوس وزا سکے برعکس تہا - آپنے ندا ے عام
کرادی تہی کہ بہاگنے والے کو نہ مارو زخمی کو قتل نکرو - جو ہتہیار پہینکدے اوسکو جانے دو
جو اپنے گہر چلا جاوے اوسکو امن ہے - وجہ اس فرق کی یہہ ہے کہ اصحاب جمل جسوقت
بہاگے ہین کوئی اونکا جتہا اور جماعت یا امام نہ تہا کہ بہاگ کر اوسکے پاس پناہ گزین ہوتے
اور پہر سنبہلکر دوبارہ لڑنے آتے بلکہ جو بہاگے وہ اپنے گہر کو بہاگے - آپنے اونکا تعاقب
نہ کیا اسپر وہ راضی و مطیع ہوگئے - اس صورت مین حکم بہی یہی ہے کہ ایسے لوگونسے تلوار
اوٹہالیجاوے برخلاف اسکے اہل صفین لڑتے تہے اور پسپا ہوکر پہر اپنے امام کی طرف
پہرجاتے تہے اونکا امام انکے ساز و سامان حرب و آلات ضرب سواری وغیرہ سے انکو قوی
پشت کرکے پہر لڑنیکو بہیجا تہا - یہہ اپنے امام کے تابعدار - جناب علیؓ کے مخالف دشمن خونخوار تہے
آپکی امامت اور حق کی منکر تہے - لہذا ان لوگونکو ہر طرح مارنا - ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرنا -
جو سامنے پڑجاوے چاہے زخمی کیون نہ ہو بلا تکلف مارڈالنا ضرور تہا -

راقم - خوارج کا حکم تو ظاہر ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوگئے تہے اونکا قتل ہر حال مین روا تہا
چنانچہ ایسا ہی معاملہ اونکے ساتہہ کیا گیا -

انتظام ملکی و دیگر حوادث

اس ۳۸ھ مین آپنے بعد واپسی جنگ صفین جعدہ بن ہبیرہ مخزومی اپنے بہانجہ کو عامل
خراسان کرکے روانہ فرمایا - جعدہ نیشاپور تک پہونچے مگر وہ لوگ مرتد ہوگئے تہے آپکی اطاعت
قبول نہ کی - جعدہ واپس آے - آپنے خلید بن قرہ یربوعی کو بہیجا انہون نے جاکر محاصرہ کیا -

وہ صلح پر راضی ہوگئے۔ اہل مرو نے بہی صلح کر لی۔ (ابن اثیر)

امام بلاذریؒ نے لکھا ہے کہ ماہویہ مرزبان مَرْو کوفہ مین آپکے پاس حاضر ہوا آپنے نواح مرو کے زمینداروں کے نام حکم نامہ لکہہ بہیجا کہ ماہویہ کو جزیہ دیتے رہین۔ پہر اہل خراسان نے نقض عہد کر کے خلاف پر کمر باندہی۔ آپنے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو خراسان کا عامل کر کے روانہ فرمایا مگر انکے ہاتہہ پر فتح نہ ہوا اور اہل خراسان تا شہادت آپکے باغی رہے۔ ابو عبیدہ کا قول ہے کہ آپکے عہد خلافت کے اول عامل خراسان عبد الرحمن بن ابزیٰ مولی خزاعہ ہین انکے بعد جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم عامل خراسان ہوے

اس سال مین ممالک اسلامیہ کے والی وحکام وعمال اصحاب ذیل تہے۔ حضرت عبید اللہ بن عباسؓ یمن کے عامل۔ امیر حاج ہوکر اس سال یہی مکہ معظمہ تشریف لیگئے۔ مکہ وطائف کے حاکم حضرت قثم بن عباسؓ۔ مدینہ منورہ مین سہل بن حنیفؓ انصاری بدری۔ ایک روایت مین انکا انتقال اسی سنہ مین ہوا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عامل مکہ وطائف حضرت تمام بن عباسؓ تہے۔ بصرہ مین جناب عبد اللہ بن عباسؓ۔ حاکم مصر محمد بن ابی بکرؓ خراسان پر خلید بن قرہ یربوعی۔ والی شام حضرت معاویہؓ۔

حضرت خبابؓ بن ارت نے وفات پائی۔ آپ بدری ہین۔ جنگ صفین ونہروان مین جناب امیر المومنین کے ہمراہ تہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ بیمار تہے اس وجہ سے صفین مین نہ آسکے اور قبل واپسی امیر المومنینؓ وفات پائی۔ بعضے کہتے ہین کہ ۳۹ھ مین وفات پائی۔ انکی عمر تریسٹہہ ۶۳ سال کی ہوئی۔ حضرت صہیب بن سنان نے بمقام مدینہ منورہ وفات پائی۔ حضرت صفوان بن بیضاء بدری نے رحلت کی۔

۳۸ سنہ ہجری

حکومت عمروبن العاص رض برمصروشہادت محمد بن ابی بکر صدیق رض

محمد بن ابی بکر رض کا گورنر مصر ہوکر جانا اور اہل خربتا پر لشکر بسرداری ابن مضاہم کلبی بہیجنا اور
ابن مضاہم کا قتل ہونا ہم سابق مین لکھہ آے ہین۔ اوسی زمانہ مین اطراف مصر کے باشندے
جو امیرالمومنین عثمان رض کے ہواخواہ تھے معاویہ بن حدیج سکونی کے پاس جمع ہوگئے۔ معاویہ
ایک جمعیت لیکر مطالبہ خون عثمانی رض مین نکل کہڑے ہوے انکے خروج کرنیسے اکثر اہل مصر بہی
ساتہہ ہوگئے اور ایک ہنگامہ برپا ہوا جس سے محمد بن ابی بکر رض کی حکومت خلل پذیر ہوئی اور
آیندہ فساد عظیم کا خوف لاحق ہوا۔ اہل مصر جب انکی مخالفت پر کمر بستہ ہوے تو مجبوراً
اس واقعہ کی خبر امیرالمومنین ع کو دی گئی۔ آپنے فرمایا۔ درحقیقت گورنری مصر کے لائق ہمارے
دوست قیس بن سعد ہین یا اشتر نخعی قیس رض بعد معزولی آپکی خدمت مین رہتے تہے۔ آپنے انسے
فرمایا تہا کہ تا فیصلہ حکمین تم ہمارے پاس رہو اور انکو مہتمم صیغہ فوجداری یا افسر پولیس کردیا
تہا اور انسے وعدہ کیا تہا کہ بعد فیصلہ حکمین کے تمکو آذربائیجان کا حاکم کردینگے۔ اشتر بعد
واقعہ صفین کے اپنے دارالامارت جزیرہ مین چلے گئے تہے اور بمقام نصیبین مقیم تہے۔ بالآخر
آپنے اشتر کو گورنر مصر کرنا چاہا اور اونکو نصیبین سے طلب فرماکر حالات مصر سے مطلع کیا
اور فرمایا۔ مصر کی امارت اور وہان کے انتظام کیلئے تمہارے سوا دوسرا موزون نہین ہے
اسواسطے مین تمکو وہان بہیجتا ہون اگر مین تمکو وہان کی نسبت کچہہ بہی ہدایت نہ کرون تاہم
تم اپنی نیک تدبیر اور لیاقت ذاتی سے وہانکا انتظام قرار واقعی کرسکتے ہو۔ تم خدا پر بہروسہ
کرکے مصر کو روانہ ہو مگر خبردار۔ ہرجگہہ سختی نہ کرنا بلکہ سختی کے ساتہہ نرمی کا معمول رکہنا اور

جہانتک نرمی و ملائمت سے کام نکلتا رہے ہرگز ہرگز درشتی و سختی کا برتاؤ نہ کرنا۔ ہان جس وقت سختی کا موقع دیکھنا اوس سے کام لینا۔ اشتر مصر کو روانہ ہونے والے تھے کہ حضرت معاویہؓ کے جاسوس جو کوفہ مین متعین تھے یہ خبر پاکر ہوا ہو گئے اور فوراً اونکو خبر پہونچائی۔ یہ تو مدت سے مصر پر دانت لگائے بیٹھے تھے اس خبر نے انکو پریشان کر دیا اور سمجھے کہ اگر اشتر کا قدم مصر مین پہونچ گیا تو پھر قبضہ پانا کارے دارد۔ اشتر بڑا جری اور ہوشیار ہے۔ محمد بن ابی بکرؓ کی نسبت بدرجہا منتظم۔ امور سیاست مین پورا دخیل۔ یہہ بیرونی حملے مصر پر نہ آنے دیگا۔ آخر حاکم خراج قلزم کو کہلا بھیجا کہ اشتر گورنر مصر ہو کر جاتے ہین اگر کسی حیلہ و تدبیر سے تم انکا کام تمام کر دو تو جبتک تم زندہ ہو اور مین موجود ہون خراج قلزم تمکو معاف کر دونگا۔

ادہر یہہ انتظام کیا گیا اور ادہر اشتر جانب مصر روانہ ہوئے جب قلزم پر پہونچے وہانکا حاکم سر راہ ان کا منتظر تھا نہایت تعظیم سے اپنے گھر لیگیا۔ نفیس مکان مین اوتارا اور میہمانداری مین مصروف ہوا۔ کہانیکے وقت طعام مکلف کہلایا۔ کہانیکے بعد شہد کا شربت جس مین زہر ہلاہل ملا تہا تواضع کیا۔ شربت پیتے ہی زہر نے اثر کیا اور فوراً اشتر راہی ملک بقا ہوئے۔ (ابن اثیر)

جناب معاویہؓ سے ایسی حرکت نا زیبا کا ارتکاب سمجھ مین نہین آتا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بہی کسی ذات شریف کا حاشیہ ہے اور یہہ بہی اوسی شخص کا قول ہے جو امیر المومنین علیؑ کا حضرت معاویہؓ پر لعنت کرنا اور اونکا اونپر تبرّا و سب و شتم کرنا نقل کرتا ہے چنانچہ علامہ ابن خلدون اس کو خلاف واقعہ و بعید از قیاس لکھتے ہین۔

جناب امیر المومنینؑ خبر موت اشتر سے نہایت درجہ غمگین ہوئے اور بکمال تاسف فرمایا اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آہ۔ مالک۔ تم اوٹھ گئے۔ تم کیا گئے۔ میرے دونون ہاتھ

جاتے ہے۔ منہ بند ہوگیا۔ کیا مالک کا مثل ونظیر دوسرا شخص باقی ہے (ہرگز نہین) اگر مالک کے مقابل کوئی شخص لوہے کا بنکر آتا تو یہہ بہی اوسکے حق مین لوہے کی بیڑی بن جاتے اگر وہ پتہر کا ہوتا تو یہہ بہی اوس سے زیادہ سخت پتہر ہوکر اوسکو توڑ ڈالتے۔ رونیوالے مالک پر روئین"

اشتر احادیث نبوی کے راوی ہین۔ جناب عمر فاروقؓ۔ جناب علی مرتضیٰؑ۔ حضرت خالدؓ ابن الولید۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کرتے ہین اور انسے ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہین۔

محمد بن ابی بکرؓ کو بہی اشتر کا حاکم مصر ہونا شاق گذرا تہا۔ یہہ خیال امیر المومنینؑ کی بہی پیش نظر تہا لہذا بعد انتقال اشتر آپنے محمد کے نام معذرةً یہہ خط لکہا۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ اشتر کی تقرری سے تمکو ملال گذرا مگر اونکو حاکم کرکے تمہاری جگہہ بہیجا کچھہ اسوجہ سے نہ تہا کہ مجھکو تمہاری طرف سے بدظنی تہی۔ نہ یہہ وجہ تہی کہ تم جہاد اور جنگ مخالفین مین سست تہے اور تمہاری سعی وکوشش کسی امر مین کم درجہ کی تہی اور مین نے تمکو مصر سے علیحدہ کیا تہا تو اوس سے بہتر اور آسان کام تمکو دیتا اور دوسری جگہہ کی حکومت جسکو تم حکومت مصر سے زیادہ پسند کرتے تمہارے حوالہ کرتا۔ بلکہ اشتر کے بہیجنے کا سبب یہہ تہا کہ وہ لڑائی مین سخت۔ کار آزمودہ۔ پرانے آدمی تہے۔ ہمارے خیرخواہ اور دشمن پر سخت تہے مگر اونکی عمر پوری ہوگئی تہی کہ موت آگئی۔ ہم اون سے راضی تہے۔ خداوند تو بہی اونسے راضی ہونا اور اونکو اجر وثواب دوناعنایت فرمانا۔ اب تم اپنی جگہہ قائم رہو اور دشمن کے مقابلہ مین صبر واستقلال پکڑو۔ لوگونکو خدا کی طرف دانائی کی بات اور نصیحت وپند سے بلاؤ۔ خدا کی یاد سے غافل نہ رہنا اوسی سے مدد چاہو اور اوسی سے ڈرو۔ تمہارے سب رنج وغم وہی دفع کریگا اور حکومت کے دشوار کامونپر وہی معین ومددگار ہوگا۔ محمد نے اسکا جواب یہہ لکہا۔ مکتوب شریف موصول ہوا۔ اوس

کا مضمون مین نے بخوبی سمجھ لیا۔ مجھسے زیادہ آپکی رائے وتجویز پر راضی ہونے والا دوسرا نہ ہوگا اور جسقدر مین حضور امیر المومنین کے دشمنونکی مدافعت مین کوشش کر رہا ہون کوئی دوسرا نہ کریگا۔ جسدرجہ امیر المومنین کا خیر خواہ مین ہون غالباً دوسرا نہ ثابت ہوگا۔ بموجب حکم عالی مین نے لشکر جمع کرکے دشمن پر خروج کیا ہے اور مین عام لوگونکے ساتھہ نہایت امن و اطمینان کا برتاؤ کر رہا ہون البتہ جو ہمارے مخالف اور ہمسے لڑنیوالے ہین اونکے ساتھہ ویسا ہی معاملہ ہے۔ مین ہر حال مین امیر المومنین کا تابعدار و فرمانبردار اور حکم کی حفاظت کرنیوالا ہون والسلام۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اولاً اشتر والی مصر ہوکر گئے۔ بعد انتقال اونکے محمد بھیجے گئے

اہل شام تا فیصلہ حکمین خاموش رہے پھر حضرت معاویہؓ سے بیعت کرلی جس سے ان کو ہر طرح کی قوت وطاقت حاصل ہوگئی۔ بخلاف اسکے اہل عراق نے اختلاف کیا بعضے تو حضرت علیؓ کے مطیع ہوئے اور بعضے مخالف۔ برعکس اسکے حضرت معاویہؓ کی حکومت مستقل ہوگئی اگر انکو کھٹکا تھا تو صوبہ مصر کا اور ڈر تھا تو مصریونسے کیونکہ یہی ملک انکے قریب اور انکے قبضہ سے باہر تھا اور مصری عثمانیونپر دانت تیز کر رہے تھے۔ انکو یہہ بھی خیال تھا کہ مصر ایک بہت بڑا خطہ زرخیز ہے اوسکی آمدنی کثیر ہے اگر اسپر قبضہ ہوجاتا تو حضرت علیؑ کی لڑائی کی پوری قوت بلکہ اونپر غلبہ پانیکی قوی امید ہوجاتی۔ اس خیال سے انہون نے اپنے اصحاب وعمائد واراکین خلافت۔ عمرو بن العاصؓ۔ حبیب بن مسلمہ۔ بسر بن ابی ارطاۃ۔ ضحاک بن قیس۔ عبد الرحمن بن خالد۔ ابو الاعور سلمی۔ شرحبیل بن سمط کندی کو بلاکر فرمایا۔ آپ لوگ جانتے ہین کہ مین نے اسوقت آپ کو کس واسطے جمع کیا ہے؟ مین نے ایک بڑی ضروری امر اہم کے واسطے آپکو بلایا ہے۔ انہون نے جواب دیا۔ یہ تو اللہ ہی کو علم ہے کہ آپنے کس کام کو بلایا ہے مگر عمرو بن العاصؓ بولے۔ ہم سمجھتے ہین آپنے ہمین اسواسطے بلایا ہے کہ مصر کی بابت

ہم لوگونکی راے لین۔ اگر اسوقت ہماری طلبی سے یہی غرض ہے تو بسم اللہ فتح مصر پر عزم
مصمم کر لیجیئے۔ اسکے فتح ہوجانے سے آپکی عزت اور آپکے اصحاب واعوان کی حرمت وشوکت
کو ترقی ہوگی۔ آپکے دشمن سرنگون وخوار اور آپکے مخالف ذلیل وتباہ ہونگے۔ امیر معاویہ رضنے
فرمایا۔ اے ابن العاص تمکو بھی یہی فکر ہے کیون نہو۔ پھر دیگر اصحاب سے کہا۔ عمرو بن العاص رض تو
میری راے کو پہونچ گئے۔ اب آپ سب کیا راے دیتے ہین۔ سبنے کہا۔ عمرو کی راے مناسب ہے،
آپنے پوچھا۔ کس طرح مصر ہاتھ آے۔ عمرو رضنے راے تو دیدی مگر کوئی تدبیر مصر ہاتھ آنے کی
نہ بتلائی۔ عمرو بن العاص رض نے کہا۔ آپ ایک لشکر جرّار تیار کیجیے اوسپر ایک مرد ہوشیار وجانباز
سردار بنایئے۔ وہ مرد ایسا ہو جسپر آپکو پورا بھروسہ واعتبار ہو۔ وہ لشکر لیکر مصر جاوے
اہل مصر سے جو لوگ ہمارے ہم خیال ہین وہ اس لشکر سے مل جاوینگے جنکے ملنے سے ہمارے
لشکر کو اور تقویت حاصل ہوگی اور امید ہے کہ بیشک ہمکو فتح ہوگی اور مصر پر قبضہ ہوجاویگا۔
امیر معاویہ رضنے کہا۔ تمہارا کہنا درست ہے مگر میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے
ہوا خواہان جناب عثمان رض سے خط وکتابت کرکے اونکو اپنا ہمدم بنالون۔ جب اونکا ارادہ
اور نیت یقینی طور سے معلوم ہوجاے تو اونکو اپنے حال پر رہنے کی تاکید کرین پھر اپنے
مخالفونکو خط وکتابت سے صلح کی جانب بلائین۔ اپنی عنایات واکرامات کا امیدوار کرین اگر
وہ صلح کرلین تو پھر کیا کہنا مطلب حاصل ہوگیا ورنہ آخری درجہ لڑائی ہے پھر عمرو بن العاص رض
سے کہا۔ اے ابن العاص۔ تمہاری شدت اور عجلت مین اللہ برکت دیتا ہے اور مجھکو نرمی
اور تاخیر مین برکت ہوتی ہے۔ تم مصر کا رخ کرو۔ اونہون نے جواب دیا جو آپکے نزدیک مناسب
ہو کیجیے مین نے تو کہہ دیا کہ بغیر جنگ کے مصر پر قبضہ پانا دشوار ہے۔

اسوقت یہہ جلسہ برخاست ہوگیا حضرت معاویہ رضنے مسلمہ بن مخلد اور معاویہ بن حُدیج

سکونی کو خط لکھا۔ اوسمین اونکی تعریف و توصیف اور اونکے فعل کی شکر گذاری نہایت
قدردانی کے پیرایہ مین درج تھی پھر مطالبہ خون جناب عثمانؓ کی ترغیب اور تحریص اور بہت کچھ
انعام واکرام کا وعدہ کیا۔ یہ خط اپنے غلام سبیع کے ہاتھہ بھیجدیا۔ جب ان دونون نے خط پڑھا
اوسکے جواب مین مسلمہ بن مخلد انصاری نے اپنے اور معاویہ بن حدیج کی جانب سے یہ خط لکھا
جس امر ضروری کی طلب مین ہم نے اپنی جانین خرچ کردین اور حکم خدا کی پیروی کی ہے اسپر
اپنے خدا۔ مالک حقیقی۔ پروردگار عالم سے امید ثواب واجر اخروی رکھتے ہین۔ بارگاہ بی نیاز سے
امیدوار ہین کہ اپنے مخالفین پر فتح و نصرت پاوین اور جو لوگ ہمارے امام برحق امیر المومنین
جناب عثمانؓ کے قاتل ہین اونپر جلد تر قہر الٰہی نازل ہو اور وہ اپنے اعمال بد کی سزا دنیا ہی مین
دیکھ لین۔ آپنے جو بنظر شاہانہ والطاف خسروانہ ہمکو امیدوار رحمت و عنایات حاکمانہ فرمایا۔
ہمکو اسکی پرواہ نہین اور نہ اس نیت سے خروج کیا ہے اور نہ طلب دنیا ہماری مقصود و غرض ہے
آپ اگر ہمارا ساتھہ دیتے ہین تو فوراً اپنا لشکر روانہ کیجیے۔ اسوقت ہمارے دشمن ہم سے
خائف و لرزان ہین ہمکو ذرا بھی مدد پہونچیگی تو خداوند تعالیٰ ضرور فتح نصیب کریگا۔ والسلام
یہہ خط حضرت معاویہؓ کو فلسطین مین ملا۔ آپنے وزرار وامرار خلافت کو بلا کر خط سنایا اور
اونسے رائے طلب کی سبنے بالاتفاق جواب دیا کہ فوراً ایک لشکر مرتب کر کے روانہ فرمایئے
چنانچہ چھہ ہزار آدمیون کا ایک لشکر تیار کر کے عمرو بن العاصؓ کو اوسپر سردار بنا کر مصر کیجانب
روانہ کیا۔ بوقت رخصت یہ نصیحت کردی "خبردار۔ جلدی نہ کرنا۔ اطمینان اور سہولت سے موقع پر
لڑائی سے کام نکالنا" عمرو بن العاصؓ یہہ لشکر لیکر چل دیئے اور قریب مصر کے ڈیرا ڈال دیا
گروہ عثمانی اس لشکر کی خبر پاکر جسقدر خاص مصر مین یا اطراف مصر مین تہا سب آکر ان سے
مل گیا۔ چندے بغرض رفع تکان سفر آسائش پذیر ہوے۔ عمرو بن العاصؓ نے محمد بن ابی بکرؓ کے

نام خط لکھا کہ اے ابن ابی بکرؓ۔ تم اپنی جان اور خون بچا کر مجھسے دور بھاگ جاؤ۔ مین نہین چاہتا کہ تمکو میری جانب سے زخم ناخن تک پہونچے۔ اس ملک کے تمام باشندے تمہارے خلاف پر متفق ہین۔ وہ زبردستی تمکو پکڑ کر میرے حوالہ کر دینگے۔ تم اس ملک سے نکل جاؤ۔ مین تمہارا خیر خواہ ہون۔ اسی مضمون کا ایک خط حضرت معاویہؓ کی طرف سے بھی تھا اوسمین واقعہ حصار جناب عثمانؓ۔ بلوائیونکا ذکر۔ انکی شرکت لکھکر اخیر مین دھمکی کے الفاظ لکھے تھے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے دونون خط جناب امیر المومنینؓ کی خدمت مین روانہ کیئے اور جو کچھ حال یہانکا تھا لکھکر کمک کی درخواست کی۔ آپنے اسکے جواب مین ارقام فرمایا۔ فی الحال اپنے لشکر سے مقابلہ کرو۔ عنقریب یہانسے اور لشکر پہونچتا ہے۔ جبتک دشمن سے لڑو اور اونکی سختی پر صبر کرو محمد نے یہہ جواب پاکر لوگونکو جمع کرکے لڑائی کے واسطے بلایا۔ انکے ساتھہ کنانہ بن لبشر نے بھی لوگونکو بہت کچھہ جنگ کی ترغیب دی مگر صرف دو ہزار آدمی لڑائی پر آمادہ ہوے۔ بدرجہ مجبوری انہین دو ہزار جوانون سے مقابلہ پر نکلے۔ کنانہ بن لبشر مقدمۃ الجیش کا افسر تھے دونون لشکر میدان مین صف بستہ ہوے۔ عمرو بن العاصؓ نے ایک دستہ لشکر کنانہ پر بھیجا۔ کنانہ اوس سے لڑتے رہے اوس کو مار کر اسقدر پیچھے ہٹا دیا کہ وہ عمرو بن العاصؓ سے مل گیا پھر دوسرا لشکر آیا اوسکو بھی کنانہ نے پسپا کیا۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ جو لشکر آیا تھوڑی دیر انسے لڑتا رہا پھر پیچھے ہٹ گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی ہمت و شجاعت دیکھکر غور کیا کہ اس طرح اسپر غلبہ پانا دشوار ہے۔ معاویہ بن حُدیج کو کہلا بھیجا کہ یکبارگی سب لشکر لیکر انپر ٹوٹ پڑو۔ معاویہؓ نے کل لشکر کے ساتھہ کنانہ بن لبشر کو چارون طرف سے قلعہ بند کر لیا اور چوطرفی مار پڑنے لگی۔ یہہ بیچارے کل دو ہزار تھے اور شامی سہ چند۔ پھر بھی کنانہ کے ہمراہی نہایت جوانمردی سے جواب دیتے اور اونکا منہ پھیر دیتے تھے مگر کرتے کیا غنیم نے بے طرح

گہیر لیا تہا۔ کنانہ نے جب یہ حالت دیکھی تو مع اپنے ہمراہیونکے گہوڑونسے اوتر پڑے اور تلوار کہینچکر داد شجاعت دی یہانتک کہ شہید ہوگئے۔ جب انکی شہادت محمد کو معلوم ہوئی تو اونکے ساتھی انکو اکیلا چہوڑکر چل دیئے اور عمرو بن العاصؓ انکے مقابل ہوے۔ یہ بیچارے تن تنہا کیا کرسکتے تھے اپنی جان لیکر معرکہ سے نکل کہڑے ہوے۔ جاتے جاتے راستے سے ہٹکر ایک کہنڈر مین جا چھپے۔ عمرو بن العاصؓ نے پیچہا کیا جب نہ پایا تو فسطاط مین داخل ہوے اور وہان ٹہیر گئے۔ معاویہ بن حدیج محمد کو ڈہونڈہتے ہوے اسی کہنڈر کے متصل جا نکلے راستہ پر کچہہ لوگ نظر آے اونسے دریافت کیا ایکنے کہہ دیا کہ مین اس کہنڈر مین گیا تہا وہان ایک شخص بیٹہا ہوا نظر آیا مین نہین جانتا کہ کون ہے۔ معاویہ نے کہا وہ محمد ہونگے آخر انکے ہمراہی کہنڈر مین گہس پڑے اور اونکو گرفتار کر لاے۔ غریب بشدت پیاس سے بدحواس قریب المرگ ہو رہے تہے۔ گرفتار کرکے فسطاط پہونچاے گئے۔ انکے سوتیلے بہائی عبد الرحمٰن شامیونکے لشکر مین تہے بہائی کو اس حال مین دیکہکر عمرو بن العاصؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا۔ کیا میرا بہائی اس طرح بے بس کرکے مارا جائیگا۔ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا ابن حدیج کے پاس کسیکو بہیجکر منع کرا دو کہ وہ محمد کو قتل نہ کرین۔ عمرو بن العاصؓ نے ابن حدیج کے پاس آدمی بہیجکر محمد کو اپنے پاس بلا لیا اور عبد الرحمٰن سے کہا۔ تمنے کنانہ کو قتل کیا۔ مین محمد کو چہوڑدون؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے جب دونون برابر ہین تو ایک کو مارنا ایک کو زندہ چہوڑنا کیا معنی۔ یہ بہی قتل کئے جائینگے۔ محمد نے یہان آتے ہی پانی طلب کیا۔ معاویہ نے جواب دیا۔ اگر مین تمکو ایک قطرہ بہی پانی کا پلاؤن تو خدا مجہکو کبہی پانی نہ پلاے۔ تم لوگون نے حضرت عثمانؓ پر پانی بند کرکے اونکو پیاسا قتل کیا تہا۔ واللہ مین تمکو ابہی قتل کرتا ہون۔ تم خدا کے گہر گرم پانی اور پیپ خون دوزخیونکا پیتا۔ اونہون نے جواب دیا۔ اے یہودی بچہ

اے جولاہن کے لونڈیے۔ یہ تیرے بس کی بات نہین۔ اللہ تعالی اپنے دوستونکو (ما سلسبیل وتسنیم سے) سیراب کریگا اور اوسکے دشمن تو اور تیرے یار دوزخ کا گرم پانی اور خون پیپ پئینگے۔ اگر میرے ہاتہ مین اسوقت تلوار ہوتی تو تیری تو کیا مجال تیری لشکر والے بہی اتنی قدرت نہ پاتے کہ مجھکو اس طرح گرفتار کرکے یہ باتین سناتے۔ ابن حدیج نے کہا۔ تجھکو خبر ہے کہ مین تیرے ساتہہ اب کیا معاملہ کرونگا۔ تجھکو گدہے کی کہال مین بہر کر جلاؤنگا۔ جواب دیا۔ کیا پرواہ ہی۔ اگر مجھکو اس طرح ماریگا تو عجب کیا۔ تم لوگون نے تو انبیا اللہ کے ساتہہ بہی ایسا ہی کیا ہے۔ مجھکو خدائے قادر مطلق منتقم حقیقی کے انصاف سے امید ہے کہ تو اور تیرے یار معاویہؓ اور عمروؓ دوزخ کی دہکتی آگ مین پڑینگے۔ جب وہ بجھنے کے قریب ہو گی خداوند تعالے اور ایندہن کا اضافہ کرکے اوسکو تیز کردیگا" معاویہ انکے اس سخت جواب سے پر غضب ہوے اور انکو قتل کرکے ایک مردہ گدہی کی کہال مین بہر کر آگ مین پہونک دیا (ابن اثیرؒ) یہ جنگ موضع منشارہ مین ہوئی اور محمد بمقام کوم شریک جلای گئے۔ بعض کہتے ہین کہ انکے بدن مین کچھہ جان باقی تہی کہ اوسی حالت مین آگ مین جہونک دیا (مسعودیؒ)

بعض کہتے ہین کہ محمد عمرو بن العاصؓ اور اونکے ہمراہیون سے خوب لڑے جب کنانہ شہید ہوئے تو یہ بہاگ کر جبلہ بن مسروق کے گہر مین چھپ رہے۔ لوگون نے معاویہ کو خبر کردی۔ اونہون نے جاکر جبلہ کا مکان گھیر لیا۔ محمد باہر نکلے اور یہانتک لڑے کہ شہید ہوگئے۔

جناب علی مرتضیؓ کے پاس جسوقت انکا خط پہونچا تہا تو آپنے جواب دیکر خود تیاری لشکر مین توجہ فرمائی اور لوگونکو جمع کرکے لڑائی پر ترغیب دی اور فرمایا کہ ہمارے ساتہہ بمقام جرعہ چلو۔ دوسرے دن علی الصباح آپ جرعہ کی طرف روانہ ہوے وہان پہونچکر دوپہر دن چڑہے تک کوفیونکا انتظار کیا مگر ایک متنفس بہی نہ آیا۔ مجبور حزین وملول خاطر واپس آے اور پہر

سہ پہر کے وقت سرداران قبائل کو جمع کر کے غمگین حالت مین یہہ تقریر کی۔ "الحمد للہ۔ جو اوسنے چاہا کیا۔ اور اپنے فعل پر قادر رہا اور مجھکو تم لوگو نمین مبتلا کیا۔ اے اہل قریہ تم میری اطاعت نہین کرتے اور میرے بلانے پر نہین آتے اب تمکو مصر کے معاملہ مین کسکا انتظار ہے۔ جہاد تمہارے ذمہ واجب ہے۔ واللہ اگر موت آجاوے اور مجھکو تم لوگونسے جدا کردے تو خیر مجبوری ہے ورنہ مین تمہارا ساتھہ چھوڑنے والا نہین۔ افسوس۔ تمکو اب کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم نے دین قدیم چھوڑ دیا اور اتفاق نے تم سے کوچ کیا۔ کیا تمہارے اندر اب حمیت اسلامی۔ ہمدردی قومی باقی نہین رہی (حیف صد حیف) تم سنتے ہو کہ دشمن تمہارے شہر و نمین گھس آے اور رات دن تم پر لوٹ مار کرتے ہین مگر تمہارے کان پر جون تک نہین رینگتی۔ کیا یہہ تعجب خیز حیرت انگیز نہین ہی کہ معاویہؓ دیہاتی سنگدل۔ گنوارونکو بلاتے ہین اور وہ بدون اسکے کہ سالانہ وظائف یا مزدوری واجرت پاتے ہون بیدرنگ سال مین ایک بار یا دو تین مرتبہ جب موقع پڑتا ہے لڑنے مرنے پر ساتھہ ہو جاتے ہین اور مین تمکو بلاتا ہون اور جنگ پر کسرجہ ترغیب دیتا ہون حالانکہ تم بمقابلہ اہل شام کے صاحب عقل وتمیز ہو۔ وظائف مقررہ کے علاوہ تمکو تمہاری محنت کی مزدوری بہی ہر مرتبہ اموال غنیمت سے خاطر خواہ ملتی رہتی ہے مگر لڑائی کے نام سے جی چراتے ہو اور مجھکو چھوڑ کر گھر بیٹھہ رہتے ہو۔ میری نافرمانی کرتے اور میری مخالفت پر آمادہ رہتے ہو" اس تقریر کو سنکر کعب بن مالک ارجی اوٹھے اور عرض کیا کہ آپ لوگونکو اسی وقت بلائیے۔ مین ابہی چلنے کو حاضر ہون۔ مین اسی دن کے لئے گویا زندہ رہا ہون۔ پہر اور لوگونکی طرف مخاطب ہوے اور کہا۔ اے لوگو خدا سے ڈرو اپنے امام کا کہنا مانو۔ اونکے بلانے پر اونکی مدد کرو۔ اونکے دشمن سے لڑو اور مین تو دشمن کی طرف نکلتا ہون۔ اسکے ساتھہ دو ہزار جوان جانباز لڑنے کو تیار ہو گئے۔ امیر المومنین رضؓ نے

فرمایا۔ تم لوگ مصر کی طرف روانہ ہو مگر خدا کی قسم۔ میرا خیال یہہ ہے کہ تم اون تک نہ پہونچ سکوگے اور اونکا خاتمہ ہوجاویگا۔ ابن مالک نے دو ہزار کی جماعت سے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ حجاج بن غزیہ انصاری مصر سے آتے ہوے راستہ مین مل گئے۔ اونکی زبانی محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت معلوم ہوئی۔ اسی اثنا مین عبدالرحمن بن شبیب فزاری جو حضرت علیؓ کی طرف سے شام مین بغرض جاسوسی مقیم تھے کوفہ مین داخل ہوے۔ انہون نے بھی محمد بن ابی بکرؓ کا قتل ہونا۔ عمرو بن العاص کا مصر پر قبضہ پانا اور اہل شام کا محمد کے قتل پر خوش ہونا مفصل طور پر بیان کیا۔ آپنے فرمایا جسقدر اہل شام کو خوشی ہوئی اوسیقدر مجھکو غم وصدمہ ہی بلکہ اونکی مسرت سے چند حصہ زیادہ مجھکو غم ہے جسوقت سے ان لوگون کی لڑائی ہوئی ہے مجھکو اس درجہ کسی کے مرنے کا افسوس نہوا۔ محمد میرے پروردہ میرے بھتیجے تھے مین اونکو اپنا لڑکا سمجھتا تھا وہ بھی مجھکو مانتے تھے میرے مطیع وفرمانبردار تھے۔ ایسے شخص کے جانیکا جسقدر غم ہو کم ہے۔ ہم صبر کرتے ہین اور اللہ تعالی سے امیدوار اجر وثواب ہین اوسیوقت آپنے مالک کو جو مصر کو جارہا تھا واپس بلالیا۔ بعدازان سب لوگون کو جمع کرکے فرمایا۔ اے لوگو۔ تم کو کچہہ خبر بھی ہے کہ مصر کا کیا حال ہوا۔ مصر پر ظالمون۔ بدکارون۔ باغیون کا قبضہ ہوگیا اور وہ لوگ اوسکے مالک و متصرف ہوگئے جو راہ خدا سے روکتے اور اسلام مین بغاوت وسرکشی کا طریقہ جاری کرتے اور اسلام مین کجی وگمراہی پیدا کرنا چاہتے ہین۔ خبردار ہوجاؤ۔ محمد بن ابی بکرؓ شہید ہوگئے۔ ہم اللہ تعالی سے اس رنج وصدمہ کا ثواب چاہتے ہین۔ قسم بخدا۔ محمد وہ شخص تھے کہ حکم قضا وقدر کے منتظر۔ اوسپر راضی وصابر وشاکر اونکے اعمال وافعال بہ نیت ثواب آخرت ہوتے تھے وہ فاجر وبدکار کو دشمن جانتے اوسکی وضع وقطع سے نفور تھے۔ مسلمانی عادت وطریق اونکو محبوب ومرغوب تھی۔ بخدا۔

مین اپنے نفس کو تقصیر نصرت و مدد محمد بن ابی بکرؓ پر ملامت نہین کرتا مین شدائد حرب سے واقف
ہون۔ مین جنگ و حرب پر اقدام و جرأت کرتا ہون۔ طریق ہوشیاری سے بخوبی آگاہ ہون
تمکو معاملات جنگ مین رائے صائب دیتا ہون اسوقت بھی تم لوگونکو علانیہ پکارتا رہا اور
مثل ایک فریاد کرنے والے کے بلاتا رہا مگر افسوس۔ اب کوئی میری فریاد نہین سُنتا اور
میرے حکم کی اطاعت نہین کرتا یہانتک کہ میرے کام انجام کار بُرے اور خراب ہوجاتے
ہین۔ تم لوگ جیسے سابق مین تھے اب ویسے نہین رہے تم لوگونکی بدولت اگر کوئی اپنے
دشمن سے بدلا یا خون کا معاوضہ طلب کرنا چاہے تو کیا ممکن ہے کہ کامیاب ہو؟ آج
کچھ اوپر پچاس راتین گذرین کہ مین تمکو تمہارے بھائیون کی مدد کو بلاتا رہا مگر تم مین سے
ایک بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلا۔ تم بیٹھے ہوئے اونٹ کی طرح بلبلاتے رہے اور زمین سے
اس درجہ بھاری و گران ہوکر چپکے کہ گویا اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور ثواب آخرت حاصل
کرنے کی بالکل نیت نہین۔ پھر میرے اصرار و تاکید بلیغ سے کچھ لوگ ایک چھوٹا سا لشکر مرتب کرکے
نکلے بھی تو اس طرح کہ موت کے منہ مین زبردستی ڈھکیلے جاتے ہون۔ تف ہے تم پر اور تمہاری
پست ہمتی پر اور بزدلی و سستی پر۔ یہ تقریر ختم کرکے بادل بریان و چشم گریان سراپا تصویر
اندوہ و غم تشریف لے گئے۔

محمد بن ابی بکرؓ ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ مین بمقام ذی الحلیفہ پیدا ہوئے۔ یہ زمانہ حجۃ الوداع کا
تھا۔ آپ کی والدہ بھی حضور نبویؐ کے ہمراہ حجۃ الوداع مین شریک ہوئین۔ مدینہ منورہ سے
جاتے ہوئے راستہ مین آپ پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ اسماء بنت عمیس ہین۔ بعد وفات
جناب ابوبکر صدیقؓ اسماء بنت عمیس حضرت علیؓ کے نکاح مین آئین۔ محمد گود مین تھے جناب
علی مرتضیٰؓ نے انکو پرورش کیا۔ اس طرح یہ آپکے ربیب ہین۔ ماہ صفر ۳۸ھ مین شہادت پائی

انکی کنیت ابوالقاسم ہے منجملہ عابدین اہل قریش ہین۔صرف اسیقدر انکی نسبت نقص پیدا ہوگیا کہ محاصرہ جناب عثمانؓ مین شریک تھے (خمیس) (راقم) مگر انکا بعد کو تائب ہونا اور اپنے گناہ پر نادم ہونا ثابت ہے۔

انکے آگ مین جلائے جانیکا سبب جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی بد دعا ہے۔ بروز جمل انہون نے ام المومنینؓ کے ہودہ مین ہاتھہ ڈالا تہا۔ام المومنینؓ نے انکو پہچانا نہین بد دعا دی کہ جسکا ہاتھہ ہے خدا اوسکو آگ مین جلاوے۔انہون نے کہا۔بہن۔مین تمہارا بہائی ہون۔یہہ بد دعا نہ دو بلکہ کہو دنیا کی آگ مین جلایا جاؤن۔آپنے فرمایا۔دنیا کی آگ مین جلے۔یہی بد دعا تہی کہ دنیا کی آگ مین جلنا پسند کیا اور آتش آخرت سے محفوظ رہے۔ بعد جلانے کے انکو اوسی مقام پر دفن کردیا۔ایک برس بعد انکا غلام وہان گیا اور قبر کہود کر لاش نکالنا چاہی مگر صرف سر پایا اوسیکو لیجا کر زیر منارہ مسجد نبوی دفن کردیا۔

جب آپ شہید ہوے تو آپکے غلام سالم آپکا پیراہن لیکر مدینہ مین پہونچے۔تمام مرد و زن اس حادثہ کی خبر سنکر انکے گہر مین جمع ہوے۔ام المومنین ام حبیبہؓ نے ایک دنبہ ذبح کرا کر اوسکا گوشت بہنوایا اور جناب ام المومنین عائشہؓ کے گہر بطور طعام تعزیت بہیجا اور کہا۔ تمہارا بہائی غریب اسی طرح آگ مین بہونا گیا۔جناب صدیقہؓ نے اوسیوقت سے بہنا ہوا گوشت کہانا ترک کردیا۔

حضرت اسماءؓ والدہ محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے فرزند کی خبر موت سنکر اس درجہ صبر و ضبط سے کام لیا کہ آپکی پستان پک کر پہوڑا ہوگیئن (آہ۔یہ بیٹے کا داغ تہا۔خدا کسی دشمن کو بہی نصیب نہ کرے۔)

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بہائی عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کو عمرو بن العاص کے

پاس بہیجا اور اپنے بہائی شہید کی بابت بہت کچہہ شکوہ و شکایت کی۔ عمرو بن العاصؓ نے عذر کیا اور جواب دیا کہ مین اس کام مین نہ تہا یہہ معاویہ بن حدیج کی کارروائی ہے۔ محمد بن ابی بکرؓ کے اہل و عیال جن مین قاسم بہی تہے آپنے اپنے پاس بلا لیئے اور اونکی پرورش فرمائی۔ محمد کی عمر تقریبًا اٹہائیس سال ہوئی۔

آمدن عبداللہ بن حضرمی بہ بصرہ

جب عمرو بن العاصؓ مصر پر مسلط ہو گئے تو حضرت معاویہؓ کو مصر کی جانب سے اطمینان حاصل ہوا۔ اب بصرہ کا خیال پیش نظر تہا۔ عبداللہ بن حضرمی کو بلا کر کہا کہ اکثر اہل بصرہ حضرت عثمانؓ کے ہواخواہ ہین اور بالکل ہمارے ہمخیال۔ مطالبہ خون عثمانی مین بہت سے اونمین سے ناحق مارے گئے۔ اب جو باقی ہین وہ اسی بنا پر علیؓ سے کشیدہ خاطر و دلتنگ ہین اونکی دلی آرزو ہے کہ اگر کوئی طرفدار ہو کر اوٹہہ کہڑا ہو تو سب کے سب ساتہہ دین اور اپنے امام کے معاوضہ خون مین جان سے دریغ نہ کرین۔ مین تمکو بصرہ کی جانب روانہ کرتا ہون تم وہان پہونچکر قبیلہ مضر مین اوترنا۔ قوم ازد کی تالیف قلوب کرنا۔ ربیعہ سے علیحدہ رہنا۔ بجز انکے اہل بصرہ سے اور قوم تمہاری مخالف نہ ہوگی۔ چنانچہ ابن حضرمی بصرہ پہونچے اور بنی تمیم مین فروکش ہوے۔

اس زمانہ مین ابن عباسؓ عامل بصرہ جناب علی مرتضیؓ کے پاس گئے ہوے تہے اور انکی جگہہ زیاد بن ابیہ بصرہ مین نیابۃً کاروبار حکومت انجام دیتے تہے۔

ابن حضرمی کے پہونچتے ہی کل ہواخواہان جناب عثمانؓ انکے پاس جمع ہو گئے ابن حضرمی نے کہا کہ حضرت امیر المومنین عثمانؓ تمہارے امام۔ امام الہدیٰ تہے۔ وہ مظلوم شہید ہوے علیؓ نے اونکو قتل کیا تمنے اونکے خون کا مطالبہ کیا۔ شاباش۔ خدا تمکو جزای خیر عطا فرماے

ضحاک بن قیس ہلالی نے جو ابن عباس رضی کے افسر پولیس تھے ابن حضرمی کا کلام قطع کر کے کہا۔ اللہ تمکو تباہ کرے تمھی سمجھے۔ تم یہ کیا بک رہے ہو اور ہم کو کس کام پر بلا رہے ہو۔ تمہارا یہ ڈہنگ تو بالکل ویسا ہی ہے جیسا حضرات طلحہؓ و زبیرؓ نے کیا۔ ہم لوگون نے امیر المومنین علیؓ کی بیعت کر لی تھی ہمارے سب کام درست ہو گئے تھے۔ ان دونون نے یہان آکر زبردستی سبکو مخالفت پر برانگیختہ کیا اور ہم آپس مین کٹ مرے۔ اوسکے بعد اب ہم لوگون نے امیر المومنین کی اطاعت قبول کی اونہون نے ہمارے قصور معاف کر دیئے۔ اب ہم امن و آسائش مین ہین۔ کیا تم ہمکو حکم کرتے ہو کہ پہر بدستور سابق اپنی تلوارین نکالکر آپس مین کشت و خون کا بازار گرم کرین اور تمہاری غرض حاصل ہو کہ معاویہؓ تمام عالم کے سردار و بادشاہ ہو جاوین۔ بخدا جناب علیؓ کی ایک دن کی حکومت معاویہؓ اور اونکی خاندان کی تمام عمر کی حکومت و امارت سے بدرجہا بہتر ہے۔ عبد اللہ بن خازم سلمی اوٹھ کھڑے ہوئے اور ضحاک سے کہا تم خاموش ہو تم اس کہنے کے لائق نہین نہ تمہارا یہ منصب ہے پہر ابن حضرمی سے کہا۔ ہم تمہارے یار و انصار تمہارے ہاتھ ہین۔ تمہارا قول درست ہے تمہاری بات قابل سننے کی ہے۔ تم اپنا خط پڑہو۔ ابن حضرمی نے حضرت معاویہؓ کا خط نکالا اور پڑہنے لگے جس مین امیر المومنین عثمانؓ کی فضائل و خصائل حمیدہ۔ آپکا رفاہ عام۔ امن و آسائش ملکی کی جانب متوجہ ہونا دشمنونکے حدود و سرحدات کی محافظت و دیگر انتظامات ملکی درج تھے پہر بحالت محاصرہ مظلوم شہید ہونا آپکا قصاص ہر مسلمان کے ذمہ واجب ہونا۔ پہر ان لوگونکو مطالبہ خون عثمانؓ کی طرف بلانا۔ آخر مین یہہ بہی لکھا تہا کہ جو لوگ ہمارے ساتھ قاتلین عثمانؓ سے لڑینگے ہم اونکے وظائف و عطایا سال مین دو بار مقرر کر دینگے۔ احنف بن قیس اس مجمع سے اوٹھے اور یہ کہتے ہوئے (مین کسی طرح تمہارے ساتھ نہین ہو سکتا) چلے گئے اور عمرو بن مرحوم عبدی نے یہ تقریر کی

اے لوگو۔ خبردار اپنے امام کی طاعت اور جماعت متفقہ اہل اسلام سے علیحدہ نہ ہونا۔ ہرگز اپنے امام المسلمین امیر المومنین کی بیعت نہ توڑ بیٹھنا ورنہ تم خود بلاؤ مصیبت مین پڑجاؤگے عباس بن صحار عبدی کی قوم تو جناب علی مرتضیٰ کی موافق وجان نثار تھی مگر یہ اپنی قوم کی برخلاف تھے۔ کھڑے ہو کر بولے۔ صاحبو! مین ابن حضرمی کا مددگار ہون۔ ہاتھ سے زبان سے ہر طرح حاضر ہون۔ انکی مخالفت مین مثنی بن مخربہ عبدی (انکے ہم قوم) للکار کر بولے۔ ای ابن حضرمی۔ تم ہوشیار رہو تم ابن صحار کے غرہ پر نہ رہنا۔ واللہ۔ تم جہان سے آئے ہو فوراً واپس جاؤ ورنہ ہم اپنی تلوارون اور نیزونکے ساتھہ تم سے جہاد کرینگے۔ ابن حضرمی (باہمی مخالفت اور عام شورش سے ڈر کر) صبرہ بن شیمان سے مخاطب ہو کر بولے تم عرب کے نامی اشخاص مین سے ہو تم میری مدد کرو۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر تم میرے گھر مین اترتے تو بیشک مین ہر طرح تمہارا مددگار ہوتا۔

زیاد بن ابیہ یہہ رنگ ڈھنگ دیکھکر فتنہ برپا ہونے سے ڈرے حصین بن منذر و مالک بن مسمع کو بلا کر کہا۔ اے سرداران بکر بن وائل آپ امیر المومنین علی کے انصار معتمد علیہ ہین۔ آپنے دیکھا۔ ابن حضرمی کی ذات سے کس درجہ فتنہ برپا ہوا اور لوگ کسقدر انکی طرف مائل ہوگئے۔ جبتک امیر المومنین کا کوئی حکم آوے آپ میری مدد وحمایت کرین اور ابن حضرمی اور انکے ہمراہیونکے ہاتھہ سے بچائین حصین بن منذر نے تو قبول کیا مگر مالک بن مسمع نے ٹالنے کے طور پر کہا۔ آپ دیکھتے ہین کہ مین تنہا نہین ہون بلکہ اور لوگ بھی میرے شریک ہین مین اونسے بھی رائے لے لون جب آپکو جواب دونگا۔ مالک دل سے بنی امیہ کیجانب مائل تھے۔ زیاد انکا جواب سست اور انکی طرف سے ڈھیل ڈھال دیکھکر غور کرنے لگے کہ اب کیا کرین پہر خیال کیا کہ اگر ربیعہ برخلاف ہوگئے تو مشکل پڑیگی لہذا انکو ملانا چاہیے

یہہ تجویز کر کے صبرہ بن شیمان حدانی ازدی سے درخواست کی کہ انکو اور بیت المال کو اپنے امن و حفاظت مین لے لین۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر خزانہ میرے گھر مین اوٹھا لاؤ تو مین اوسکی اور تمہاری حفاظت کرونگا۔ زیاد خزانہ اور منبر صبرہ کے گھر حدان مین اوٹھوا لیگئے خود بھی اونہین لوگونمین مقیم ہوے۔ نماز جمعہ مسجد حدان مین پڑہتے تہے۔ کہانا پکوا کر لوگونکو کہلاتے تہے ایک روز زیاد نے جابر بن وہب راسبی سے کہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ ابن حضرمی اپنے ارادہ سے باز رہنے والے نہین اور ضرور لڑینگے مگر یہہ نہ معلوم ہوا کہ اونکے ہمراہی کیا ارادہ رکہتے ہین۔ زیاد جب نماز پڑہ چکے اور مسجد مین بیٹھے لوگ انکے پاس آگئے۔ جابر نے کہا۔ اے سرداران ازد۔ قبیلہ تمیم والونکو بڑا غرہ ہے۔ اپنی قوت و طاقت کے آگے دوسرونکو کچہ مال نہین سمجھتے۔ وہ کہتے ہین کہ لڑائی مین ہم سے زیادہ صابر مضبوط کوئی نہین۔ ازد کی کیا حقیقت ہے، وہ ہمارا مقابلہ کیا کر سکتے ہین۔ مجھکو یہہ خبر لگی ہے کہ تمیم تمپر حملہ کر کے اونکو جو تمہاری پناہ مین ہین جبراً تمسے چہین لیجاوین۔ اگر ایسا اونہون نے کیا تو تم کیا کروگے اور تمہاری کیا بات رہیگی اور تم زیاد کو اپنی پناہ مین لے چکے ہو اور بیت المال بہی تمہاری حفاظت مین آگیا ہے۔ اب اسکی نگہبانی بہی مقدم ہے۔ صبرہ بن شیمان بول اوٹھے۔ وہ اگر شیر مرد ہین تو یہان بہی شیر رہین۔ اگر احنف آئین تو مین اونکے واسطے موجود ہون۔ اگر اونکے اور دوسرے حامی و مددگار آئین تو مین حاضر ہون۔ اگر وہ اپنے جوان نو عمر ونکو بہیجین تو یہان بہی بفضل الٰہی اونکے جوڑ کے پٹہے تیار ہین۔

زیاد نے حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت مین لکہہ بہیجا۔ آپنے کوفہ سے اعین بن ضبیعہ مجاشعی تمیمی کو بصرہ مین بہیجدیا تاکہ اپنی قوم تمیم کو ابن حضرمی سے الگ کر لین اور اگر تمیم نہ مانین تو اونسے لڑین اور امیر المومنین کے فرمانبردار قبائل سے انکے دفع کرنے پر مدد لین۔ زیاد کو بھی

یہی مضمون لکھا۔ اعین بصرہ مین پہونچکر زیاد کے پاس اوترے اور اپنی قوم اور دیگر قبایل
کو جمع کرکے ابن حضرمی کے پاس گئے۔ اونسے بحث کرتے رہے بہت کچھہ سمجھایا۔ دن بھر
ابن حضرمی کے ساتھہ گفتگو ہوتی رہی اور سخت کلامی گالی گلوج تک نوبت پہونچی شام کو
جاے قیام پر واپس آے۔ رات کو اعین کے پاس چند لوگ آے جو خارجی تھے اور بعض
کہتے ہین کہ ابن حضرمی نے انکو اعین کے قتل پر مقرر کیا تھا۔ یہ لوگ اعین سے گفتگو کرتے
رہے پھر دہوکے سے انکو قتل کرکے نکل گئے۔ جب اعین مارے گئے زیاد نے چاہا کہ اپنے
لوگونکو لیکر ابن حضرمی پر حملہ کرین مگر تمیم انکے قصد پر مطلع ہوگئے اور ازد سے کہلا بھیجا کہ
جو لوگ تمہاری پناہ مین ہین ہم اونسے متعرض نہین ہوتے پھر کیا وجہ ہی کہ جو ہماری پناہ
مین ہون تم اونسے تعرض کرنا چاہتے ہو۔ ازد لڑائی سے رکے اور جواب دیا کہ اگر تمیم ہماری
ہمسایہ سے تعرض کرینگے تو بیشک اوسوقت ہم اونکو روکینگے اور اپنے ہمسایہ اور پناہ
لینے والونکی حمایت کرینگے۔ اس طرح طرفین ایک دوسرے کی جنگ سے باز رہے۔ زیاد کو
جب ان لوگونکی مدد سے مایوسی ہوئی تو امیر المومنین کی خدمت مین پوری کیفیت اور
اعین کا قتل ہونا لکھہ بھیجا آپنے اس مرتبہ جاریہ بن قدامہ سعدی تمیمی کو پچاس ور بروایتے
پانچسو بنی تمیم کے ہمراہ روانہ کیا اور زیاد کو لکھا کہ تم جاریہ کی مدد کرنا۔ جاریہ بصرہ مین پہونچکر
زیاد سے ملے۔ انہون نے انکو اعین والے مقدمہ سے ڈرایا اور کہا۔ ذرا ہوشیار رہنا
جاریہ ازد مین داخل ہوے۔ زیاد اور بیت المال کی حفاظت پر انکو شاباشی دی اور کہا
جزاکم اللہ خیرا۔ ایسا ہی چاہیئے جسوقت کہ اور لوگ حق سے جاہل رہے تم نے حق کو خوب
پہچانا۔ پھر جناب علیؑ کا فرمان پڑہ کر سنایا اوسمین انکو دہمکی اور لعنت ملامت لکھی تھی اور
یہہ بھی لکھا تھا کہ مین آتا ہون اور پھر ایسا واقعہ تمپر پیش آویگا کہ جنگ جمل اوسکے سامنے

فراموش کر دوگے۔ صبرہ بن شیمان نے کہا۔ ہم امیر المومنینؓ کے حکم کے گوش دل سے سننے والے اور جان سے اطاعت کرنیوالے ہین۔ جو امیر المومنینؓ کا دشمن ہے اوسکے واسطے ہم لڑائی ہین اور جس سے امیر المومنین صلح کرلین ہم بہی اوسکے حق مین صلح ہین۔

جاریہ اپنی قوم تمیم مین گئے اور امیر المومنینؓ کا خط سنایا۔ اکثر انکے تابع ہو گئے۔ جاریہ اپنے تابعین اور قبیلہ ازد کو لیکر ابن حضرمی کے مقابلہ پر نکلے۔ ابن حضرمی کے سوارون کے سردار عبداللہ بن خازم سلمی تہے۔ ایک گہنٹہ خوب لڑائی رہی۔ شریک بن اعور حارثی جاریہ سے مل گئے۔ ابن حضرمی شکست کہا کر بہاگے اور قصر سنبیل مین جاکر مع ابن خازم کے قلعہ بند ہوے۔ ابن خازم کے پاس انکی والدہ جو حبشیہ تہین دوڑی آئین۔ ابن خازم سے کہا کہ میرے ساتہہ یہان سے چل مگر انکار کرنے پر کہنے لگین۔ تجہکو خدا کی قسم کہ تو میرے ساتہہ چل ورنہ مین ابہی سب کے سامنے کپڑے اوتار کر ننگی ہوئی جاتی ہون۔ مجبور ابن خازم ماں کے ساتہہ چلے آے اور اس ہلکہ سے نجات پائی۔ جاریہ نے اوس محل مین آگ لگادی۔ ابن حضرمی مع ستر آدمیو نکے جلکر بہسم ہو گئے اور زیاد قصر خلافت مین واپس آے۔ یہ محل قدیم زمانہ سے اہل فارس کا بنایا ہوا تہا۔ اب اسوقت سنبیل سعدی کا تہا اور وہی اسپر قابض تہے۔ عمارت عالیشان۔ گرد اسکے خندق کہدی تہی۔ جل کر مرنے والو نمین دباع بن یدبر حارثہ بن بدر کے بہائی بہی ہین۔

قصہ خریت بن راشد ناجی و بنی ناجیہ

یہہ اپنی قوم کا سردار تہا تین سو بنی ناجیہ اسکے رفیق و مطیع تہے۔ خریت ناجی واقعہ جمل مین مع اپنی قوم کے بصرہ سے نکلکر امیر المومنین علیؑ کا شریک ہوا پہر صفین مین آپکے لشکر مین ہوکر اہل شام سے لڑتا رہا بعد تقرر حکمین آپکے ساتہہ کوفہ واپس آیا اور تا فیصلہ مقیم رہا۔ اسوقت تک ہر طرح آپکا مطیع سمجہا جاتا تہا۔ خدا جانے کیا شامت سوار ہوئی کہ خواہ مخواہ یک بیک جناب علیؑ کی

مخالفت پر اوٹھہ کھڑا ہوا۔ ایک روز اپنی قوم کے تیس۳۰ سوار لیے ہوے آپکی خدمت مین حاضر ہوا
اور بکمال بیباکی منہ درمنہ کہنے لگا۔ اے علیؓ۔ واللہ۔ مین اب تمہارا مطیع نہین۔ آج سے
تمہارے پیچھے نماز نہ پڑہونگا اور کل تمہارے شہر سے نکل جاؤنگا۔ آپنے فرمایا۔ کمبخت خدا کرے
تو تباہ ہو۔ تیری مان تجھکو روے۔ میرا کوئی نقصان نہ ہوگا تو ہی خدا کا نافرمان۔ اوسکا عہد
توڑنے والا ہے۔ اسکا وبال تیری ہی جان پر پڑیگا۔ یہ تجھکو بیٹھے بٹھائے سوجھی کیا۔ کیون
بادیہ ضلالت مین گمراہ ہوتا ہے۔ اپنے شبہات وشکوک مجھپر ظاہر کر۔ خریت نے جواب دیا۔
تمہارا قصور خوب میرے ذہن نشین ہوگیا کہ تم نے تقرر حکم مین خطا کی۔ امور حقہ مین ضعف و
کاہلی روا رکہی۔ ظالمونکی کہنے پر مائل ہوے اسوجہ سے مین تمکو چھوڑے دیتا ہون۔ اہل شام کو
بہی دشمن جانتا ہون اور تم دونون فریق سے بیزار ہوکر جدا ہوتا ہون۔ ارشاد ہوا۔ اے مرد
نادان۔ ذرا صبر کر میرے پاس بیٹھ جا مین تجھسے قرآن وحدیث کی رو سے بحث کرکے تیرے
شکوک دفع کیے دیتا ہون اور جو خیالات تیری گمراہی کا باعث ہوے ہین اونکو ظاہر کرکے
تیرے دل کو کدورت عقائد باطلہ سے صاف کردونگا۔ مین اس کام سے خوب واقف ہون
شائد ایسا ہو کہ جن باتونکا تو اسوقت منکر ہے اونہین کے حق ہونے کا قائل ہوجاے۔
خریت بولا۔ اسوقت تو مین جاتا ہون پھر دوسرے وقت تمہارے پاس آؤنگا اور تمہاری
باتین سنونگا۔ فرمایا۔ ایسا نہو کہ شیطان تجھکو بہکادے اور جہال کی باتونمین آکر ذلیل وخوار
ہو۔ بخدا۔ اگر طالب رشد وراہ صواب کا طالب ہے اور میری بات قبول کریگا تو مین تجھکو راہ حق
دکھلادونگا۔ خریت نے اصلا توجہ نہ کی سیدہا اپنے گھر گیا اور اوسی شب کو مع رفقا واحباب کے
کوفہ سے نکلکر چلتا ہوا۔ صبح جب آپکو معلوم ہوا۔ فرمایا۔ خدا کی رحمت سے اونکو دوری ہوئی جیسا کہ
قوم ثمود رحمت الٰہی سے دور پڑگئی۔ آج شیطان نے اونکو ورغلاکر گمراہ کیا۔ کل اون سے

بیزار ہوجاویگا۔ زیاد بن خصفہ بکری نے عرض کیا۔ امیرالمومنین۔ اس جماعت قلیل کے نکل جانیکا ہمکو کوئی غم نہین ہی کیونکہ اس مقدار کے ملے رہنے سے کچھہ ہماری تعداد کثیر نہ تھی نہ انکی نکل جانے سے کچھہ کمی ہوئی ہان اونکی تعداد ناقص ہوئی لیکن انکے جانے سے خوف ہے تو یہ ہے کہ یہ ہمارے مطیعین سے ملکر جماعت کثیرہ کو بگاڑینگے اور جو لوگ امیرالمومنین کی اطاعت قبول کر کے آنے والے ہین وہ بہی انکے بہکانے سے رکے رہین گے۔ امیرالمومنین اگر مجھکو اجازت دین تو مین پیچہا کر کے انکو آپکے حضور مین جس طرح ممکن ہو واپس لاؤن۔ ارشاد ہوا تم کو یہ بہی معلوم ہے کہ وہ لوگ کدہر گئے ہین۔ عرض کیا۔ نہین۔ مگر مین پوچہتا ہوا اونکے نشانات منزل وجای قیام دیکہتا چلا جاؤنگا۔ حکم ہوا۔ اگر یہہ ہمت ہے تو بسم اللہ جاؤ خدا تمکو اس ارادہ مین کامیاب کرے اور اس کار خیر کا اجر عظیم عنایت فرماے مگر سر دست یہانسے نکلکر دیرابی موسیٰ مین ٹہیرو۔ جسوقت میرا حکم تمکو پہونچے آگے کا قصد کرنا۔ مین بہی اون لوگونکا پتہ لگاتا ہون اگر وہ ظاہر و آشکارا ہوکر کہین گئے ہین تو میرے عمال اونکا حال ضرور لکہین گے۔ زیاد اجازت پاکر گھر آے اور اپنے یارون کو جمع کر کے اپنا قصد ظاہر کیا۔ ایکسو تیس جوان ہمراہ ہوے۔ زیاد نے کہا۔ اسقدر جماعت ہمکو کافی ہے اور اتنے آدمی اونکے مقابلہ کو بہت ہین۔ زیاد اس جماعت کے ہمراہ دیرابی موسیٰ مین آکر فروکش ہوے۔ ادہر جناب امیرالمومنین کے پاس قرظہ بن کعب انصاری کا خط آیا اوسمین لکہا تہا کہ خریت مع اپنے یارون کے نفر کی جانب گیا ہے ان لوگون نے ایک دہقان مسلمان کو ناحق قتل کرڈالا ہے۔ زیاد کو دیرابی موسیٰ مین ایک ہی دن انتظار کرنا پڑا کہ دوسرے دن فرمان مرتضوی پہونچا۔ اوسمین بہی ناحیہ کا حال۔ مسلمان کو قتل کرڈالنا درج تہا اور حکم تہا کہ تم انکے پیچہے جاؤ۔ پہلے زبانی پند و نصیحت سے واپس کرنیکی کوشش کرنا اگر مان جائین تو بہتر ہی ورنہ درصورت انکار و انحراف جنگ کرنا۔

یہہ خط عبداللہ بن وال کے ہاتھہ بھیجا گیا۔ عبداللہ نے آپسے اجازت مانگی کہ مجھکو بھی زیاد کے ہمراہ جانیکا حکم ہو۔ آپنے انکو بھی اجازت دی اور فرمایا مجھکو خدا سے امید ہے کہ تم بھی حق پر میری مدد کرنے والون مین ہوگئے اور باغی قوم پر میری نصرت کرنے والی جماعت مین تم کو بھی خداوند تعالی داخل فرماویگا۔ ابن وال کہتے ہین کہ امیر المومنینؑ کے یہہ کلمات مجھکو سرخ اونٹون سے زیادہ محبوب ہین۔ عبداللہ بن وال فرمان امیر المومنینؑ لیکر زیاد سے ملے۔ پھر یہہ سب بیرابی موسیٰ سے کوچ کرکے نفر پہونچے۔ وہان جاکر معلوم ہوا کہ بنی ناجیہ جرجرایا کی طرف گئے ہین۔ زیاد اودہر روانہ ہوے اور بمقام مذار اونکو جالیا۔ خریت اپنی جماعت کے ہمراہ مذار مین اوترا ہوا تہا۔ ان لوگونکو آے ہوے ایک دن رات پورا گذر چکا تہا ہر طرح آرام حاصل کرکے تکان سفر دفع کرچکے تہے۔ اسکے برعکس زیاد کے ہمراہی کوفت سفر سے خستہ و بدحال تہے بنی ناجیہ انکو دیکہتے ہی جہٹ پٹ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوگئے۔ سوارون نے اپنے اپنے گھوڑے تیار کرلئے اور سوار ہوگئے۔ خریت نے پوچہا۔ تم کس ارادہ سے آے ہو۔ زیاد چونکہ تجربہ کار تہے آگے بڑہکر بولے۔ تم دیکہتے ہو کہ ہم ابہی سفر کئے ہوے چلے آرہے ہین تکان سفر تک دفع نہین ہوا۔ ہم جس غرض سے آے ہین وہ کوئی معمولی بات نہین کہ علانیہ ظاہر کردی جاسے ذرا ہم ستالین پہر تمسے تنہائی مین ملکر اوس کام کا ذکر کرینگے۔ اگر وہ بات تمہین مفید معلوم ہو تو قبول کرنا۔ اسی طرح ہم بہی تمہاری بات سنین گے اور اوسپر غور کرینگے۔ خریت نے کہا۔ مناسب ہے زیاد پانی کے پاس اوتر پڑے۔ سپاہیون نے کمرین کہول ڈالین۔ ناشتہ کیا۔ جانورونکو دانہ چارا دیا۔ بنی ناجیہ بہی اوتر پڑے۔ زیاد نے اپنے ہمراہیون سے کہا۔ یہہ لوگ شمار مین ہماری ہی جماعت کے برابر ہین۔ کچہہ زیادہ نہین اور ہمکو یقین ہی کہ انجام کار ہماری انکی لڑائی ضرور ہوگی دیکہو ہمت نہ ہارنا۔ ایسا نہ ہو کہ انکے مقابلہ مین عاجز ہوجاؤ۔ یہہ کہکر خریت کی طرف گئے

اوس کے ہمراہی آپس مین کہہ رہے تہے کہ یہہ لوگ ہمارے پاس تہکے ماندے آے ہین ہم نے انکو آرام کرنیکی مہلت دیدی ہے مگر یہہ راے مستحسن نہ تھی۔ انکو اوسی حال مین مارنا مناسب تہا زیاد یہہ سنتے ہوے خاموش آگے بڑہے اور خریت کو بلاکر کہا۔ تم نے امیر المومنینؑ کی اور ہم لوگونکی کیا خطا دیکہی جو ہمکو چہوڑدیا۔ خریت نے جواب دیا مین نے تمہارے امام کی عادت۔ خصلت۔ امارت۔ اچہی نہ پائی اسواسطے علیحدہ ہوگیا اب اون لوگونکے ساتہہ ہون جو خلافت کو شوریٰ کرکے کسی ایک کو باتفاق جملہ اہل اسلام خلیفہ بنا وینگے۔ زیاد نے کہا۔ کیا حضرت علیؑ سا شخص لوگونکو مل جاویگا۔ خریت نے کہا مین تو یہہ نہین کہتا۔ زیاد بولے جب یہہ تسلیم کرتے ہو تو مسلمان کو ناحق کیون قتل کیا۔ جواب ملا مین نے کسیکو نہین مارا ہان میرے ہمراہیون نے ضرور ایک دہقانی کو قتل کیا ہے۔ زیاد نے کہا۔ قاتل کو حوالہ کرو تاکہ قصاص مین اوسکی گردن مارین خریت بولا۔ یہہ میرے امکان مین نہین ہے۔ اس گفتگو سے کچہہ کام نہین نکلا۔ زیاد نے اپنے ہمراہیونکو آواز دی اور خریت نے اپنے یارونکو بلایا۔ دونون مین لڑائی شروع ہوگئی۔ پہلے نیزہ بازی ہوئی جب نیزونکے ٹکڑے اوڑگئے تو تلوارین نکل آئین اور دیرتک طرفین سے برابر تلوار چلتی رہی یہانتک کہ اکثر گہوڑے کام آے۔ دونون طرف کے لڑنیوالے زخمی ہوے۔ زیاد کی طرف دو آدمی اور خریت کے رفقا مین سے پانچ جوان مارے گئے۔ دن گذر گیا رات آگئی۔ دونون گروہ ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ زیاد نے بہی زخم کاری کہایا۔

خریت رات ہی کو مع ہمراہیان یہانسے نکل گیا۔ زیاد چونکہ مجروح ہوگئے تہے تعاقب نکرسکے زخمیونکے مرہم پٹی کی غرض سے بصرہ لوٹ آے۔ یہان پہونچنے پر معلوم ہوا کہ خریت اہواز پہونچگیا اور اوسکے متصل کسی جگہہ اوترا ہے اوسکے پاس قریب دوسو کے جماعت ہوگئی ہے زیاد نے یہہ سب حال لکہکر امیر المومنینؑ کی خدمت مین اطلاع دی۔ اخیر مین یہہ بہی لکہدیا کہ

باانتظار صدور حکم مین یہان مقیم ہون۔ جناب علی مرتضیٰ نے یہہ خط پڑہکر حاضرین دربار کو سنایا
معقل بن قیس نے کہڑے ہوکر عرض کیا کہ اس گروہ باغی بدشعار کے مقابلہ کے لیے لشکر جرار
ہو۔ بمقابلہ فی کس دس آدمی آپکے لشکر کے ہون اور جب مقابلہ ہو تو اس طرح اونپر مار پڑے
کہ اونکا بالکلیہ استیصال ہوجاے اگر اونہین لوگونکے برابر ہماری طرف کے لڑنے والے بہی ہونگے
تو وہ لڑائی سے مُنہ نہ موڑینگے اور نہ مغلوب ہونگے۔ ارشاد ہوا۔ اے معقل تمہین اس جنگ پر
جاؤ اور طائفہ اشرار کا خاتمہ کرو۔ روانگی کے وقت یہ وصیت کی خُدا سے ڈرتے رہنا۔
اہل قبلہ پر ظلم نہ کرنا اہل ذمہ پر ظلم وستم روا رکہنا۔ تکبر نہ کرنا خدا تکبر کرنے والونکو دوست نہین رکہتا
معقل دو ہزار جوانان اہل کوفہ کے ہمراہ روانہ ہوے۔ یزید بن معقل اسدی بہی ساتہہ تہے
جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے ابن عباسؓ کے نام فرمان لکہا کہ لشکر بصرہ سے دو ہزار مردان کارزار ہمراہی
بسرداری کسی مرد شجاع کے معقل کی مدد کو روانہ کرو۔ راستہ بہر لشکر بصرہ پر وہی شخص سردار رہے
مگر جب معقل سے مل جاوے تو معقل دونون لشکر کے افسر سمجہے جاوین۔ دوسرا خط زیاد بن خصفہ
کے نام تہا۔ پہلے اونکی تعریف اور شکریہ کے الفاظ تہے اخیر مین لکہا تہا کہ تم ہمارے پاس واپس آؤ۔
اودہر خریت ناجی کی جماعت بہی روز افزون ترقی پر تہی۔ ایک گروہ کفار اہواز کا انسے
آملا عرب کے دیگر اقوام کمینہ چور۔ قزاق۔ ساتہہ ہوگئے۔ کفار و اہل خراج اس مخالفت سے یہ امید
رکہتے تہے کہ ہم خراج مقررہ سے بچ جائینگے چنانچہ اونہون نے سہل بن حنیف کو جو عامل فارس تہے
نکال دیا۔ مگر یہہ روایت اخراج سہل اوس قول پر ہے جو کہتے ہین کہ انکا انتقال ۳۸ھ مین نہین
ہوا۔ بہرکیف خریت کی جماعت اور جتہا اب ایک معتدبہ تعداد پر ہوگیا اور گویا اوس نواح کا
یہہ خود سر و مستقل حاکم بن گیا۔

معقل بن قیس اہواز پہونچے اور انتظار آمد لشکر بصرہ مین مقیم رہے۔ جب اوسکے پہونچنے مین

دیر ہوئی تو اپنے لشکر کو لیکر خریت کی طلب مین نکلے۔ ایک ہی منزل گئے تھے جو لشکر بصرہ بسرداری خالد بن معدان طائی مل گیا۔ دونون لشکر ملکر آگے بڑہے۔ کوہستان رامہرمز کے ایک پہاڑ مین خریت کا لشکر انکو ملا اور اوسی مقام پر دونون لشکر صف آرا ہوے۔

معقل نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ میمنہ پر اپنے بیٹے یزید بن معقل کو متعین کیا۔ میسرہ منجاب بن راشد ضبّی کی نگرانی مین دیا۔ خریت نے بہی میمنہ لشکر مین عرب اپنے ہمراہی اور دیگر بلاد کے مقرر کئے۔ کفار و قوم اکراد میسرہ مین تہی۔

جب صف آرائی ہوچکی تو خوب جمکر لڑائی ہوئی معقل نے سخت حملہ کیا ایک ساعت تک تو خریت کا لشکر لڑتا رہا پہر بہاگ نکلا معقل نے تعاقب کیا۔ ستر جوان بنی ناجیہ اور دیگر عرب مارے گئے۔ کفار و اکراد کے تقریباً تین سو کام آے۔ خریت ایک جماعت اپنی قوم کی لیکر نکل گیا اور سواحل بحر پر جا کر دم لیا۔ وہان یہہ ڈہنگ اختیار کیا کہ جس قریہ و بستی مین پہونچا وہان والونکو امیر المومنین کے خلاف پر اوبہارا یہانتک کہ مختلف بلاد کے باشندے اسکے تابع ہوگئے اور اسکی قوت زائل شدہ بحال ہوگئی۔

معقل علاقہ اہواز مین مقیم رہے اور امیر المومنین کی خدمت مین عرضداشت متضمن نوید فتح ارسال کی۔ آپنے اصحاب کو سنائی اور اونسے مشورہ لیا۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ ہمارے نزدیک معقل کو حکم دین کہ خریت کا پیچھا نہ چھوڑین۔ خواہ قتل کرڈالین ورنہ ممالک اسلامیہ سے باہر کردین چنانچہ آپنے معقل کو یہی لکہہ بہیجا وہ یہہ حکم پاکر خریت کی تلاش مین مصروف ہوے معلوم ہوا کہ سواحل بحر مین لوگونکو برگشتہ کررہا ہے۔ عبد القیس اور دیگر قبائل عرب کو لڑائی پر آمادہ کرر کہا ہی معقل آگے بڑہے۔ فارس ہوتے ہوے سواحل بحر تک پہونچ گئے۔ خریت انکی آمد سنکر دوسری چال چلا۔ اسکے ہمراہ بقیۃ السیف خوارج ستہے اونسے کہا۔ مین تمہارے

عقیدہ اور مذہب پر ہون مین بھی یہی کہتا ہون کہ علیؓ کو حکم مقرر کرنا ہرگز درست نہ تہا۔ بعضو نے
یہہ کہا۔ علیؓ نے اپنی خوشی سے حکم مقرر کیا مگر اوسکے حکم نے اونکو خلافت سے معزول کر دیا۔
ہواخواہان عثمانی سے اس طرح تقریر کی۔ مین تمہارے عقیدے پر ہون۔ جناب عثمانؓ مظلوم و ناحق
قتل کیئے گئے۔ غرضکہ ہر مذہب و ہر فرقہ و ہر ملت والے سے اوسکے عقائد ظاہر کرتا اور اپنی کو اوسکا
ہم کیش بتاتا۔ مانعین زکوٰۃ و صدقات سے کہتا۔ خبردار۔ تم زکوٰۃ نہ دینا۔ یہہ روپیہ تمہارے پاس
ہوگا تو تمہارے ناتے رشتہ دار ونکے کام آئیگا تم بہی صلہ رحمی کا ثواب پاوٴگے۔ اس کے
لشکر مین بہت سے نصاریٰ نومسلم بہی تہے اونہون نے جو خریت کے ہمراہیون اور مختلف مذہب
والونمین اختلاف دیکہا تو کہنے لگے۔ بخدا جو دین اپنا ہم نے چہوڑا ہے وہ اس نیئے دین سے
اچہا تہا۔ ان لوگونکا دین کیسا ہے کہ انکو قتل و خونریزی سے نہین روکتا۔ خریت نے اون کو
اس طرح سمجہایا۔ یہ لوگ تمہارے قتل کے درپے ہین تم انکو نہ مارو گے تو تمہاری جان کیسے
بچ سکتی ہے۔ یہہ ہمارے مخالفین واجب القتل ہین انکا حکم اور مرتد کا حکم ایک ہے اسکے قوم والے
جو رہ گیٴ تہے وہ بہی آن ملے۔

معقل نے خریت کے مقابلہ پر اپنا لشکر اوتارا اور ایک امن کا جہنڈا گاڑ کر عام منادی
کرادی کہ خریت اور اوسکے یارون کے سوا جو ہم سے سابق مین لڑے ہین جو کوئی اس جہنڈے کے
تلے آجائیگا اوسکو امن ہے اور ہر طرح جان و مال سے محفوظ رہیگا۔ اس چلتے ہوے منتر نے
عجیب اثر پیدا کر دیا۔ خریت کے ساتہہ جس قدر لوگ مختلف مذہب کے تہے دفعتہً اس سے الگ ہو گیٴ
اور خریت کے پاس صرف اسکی قوم مسلمان و نصاریٰ یا وہ لوگ جو زکوٰۃ دینے سے انکار کر بیٹہے تہے رہے
معقل نے اپنا لشکر مرتب کرکے یکبارگی حملہ کر دیا۔ خریت نے اپنے ہمراہیونسے کہا۔ اپنی
بیویون بچونکی حفاظت مین لڑو۔ اگر یہہ لوگ تم پر قابو پا جاوینگے تو تمکو قتل کرکے تمہاری

اہل وعیال کو قیدی اور لونڈی غلام بنالین گے۔ خریت کی قوم مین سے ایک شخص بولا۔ بخدا۔ یہہ سب تیری زبان اور ہاتہہ کے کرتوت ہین۔ ہم لوگ مفت اس بلا مین پہنس گئے۔ خریت نے جواب دیا۔ سبق السیف العذل۔ تلوار ملامت سے پہلے سبقت کر گئی۔

نعمان بن صہبان راسبی نے خریت پر حملہ کرکے ایک وار نیزہ آبدار سے اوسکو زخمی کیا۔ دونون مین دو چار ہاتہہ چلے۔ آخر کار خریت مارا گیا۔ اوسکے ہمراہیون مین سے ایک سو ستر آدمی معرکہ مین کام آے۔ باقی بہاگ گئے۔ معقل نے عورتین لڑکے بالے۔ خدام وتوابع سب پکڑ لیے۔ علاوہ انکے اور لوگ بہی قید مین آے۔ ان قیدیونمین جو مسلمان تہے اونسے بیعت لیکر چہوڑ دیا اور انکے بیوی بچے اونکے حوالہ کئے مگر جو مرتد ہوگئے تہے اونپر اسلام پیش کیا۔ اونہون نے اسلام قبول کیا۔ انکو بہی مع انکے بیوی بچون کے رہا کیا ان قیدیونمین ایک بوڑہا نصرانی بہی تہا اوسکو ماحس کہتے تہے اوسنے قبول اسلام سے انکار کیا اور مارا گیا۔ گروہ قیدیونمین بعضے وہ لوگ بہی تہے جنہون نے عام صفین سے اس سال تک زکوۃ نہین دی تہی۔ ان لوگون سے دو برس کی زکوۃ وصدقات لیکر انکو بہی چہوڑ دیا۔ قیدیون مین سے جو نصاریٰ اسلام لاے اونکو اونکی اہل وعیال کے ساتہہ نہایت عزت وحرمت سے سواریان دیکر رخصت کیا۔ وقت رخصت ایک کہرام مچا تہا۔ اب وہی عورتین لڑکے رہ گئے جنکے مرد مارے گئے تہے۔ اکثر یہہ بنی ناجیہ مین سے تہے۔

معقل نے امیر المومنین کی خدمت مین نوید فتح بہیجی اور اپنے لشکر اور حریف کی عورتون بچون کو لیکر معرکہ جنگ سے واپس ہوے۔ اردشیر خرہ مین مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کے پاس جو یہانکے عامل تہے پہونچے۔ قیدی مصقلہ کو دیکہکر چلا چلا کر رونے لگے اور سبنے کہا۔ اُے ابو الفضل۔ اے شریفون کے مددگار وغمگسار۔ اے پشت پناہ درماندگان۔ اے ملجاے وماواے بیکسان۔ اے رنج ومصیبت کے دفع کرنے والے۔ ہم پر اتنا احسان کر کہ انکے ساتہہ ہمکو مول لیکر

آزاد کردے۔ ہم تیرے احسان کے بندی ہوکر رہین گے اور تمام عمر تیرا یہہ سلوک نہ بہولینگے"
مصقلہ نے جواب دیا "مین خدا کی قسم کہاکر کہتا ہون کہ مین تمپر صدقہ کرونگا اور مال خرچ کرکے
تمکو قید سے چہڑا لونگا۔ اللہ تعالیٰ صدقہ و خیرات دینے والونکو جزاے خیر عطا فرماتا ہے" چنانچہ
مصقلہ نے پانچ لاکہہ درم پر اون سب قیدیونکو خرید لیا۔ معقل نے قیمت طلب کی تاکہ امیر المومنین ع
کی خدمت مین بہیجدین مصقلہ نے کہا۔ مین فی الحال کچہہ نقد ادا کئے دیتا ہون باقی رفتہ رفتہ بہیجدونگا
معقل کوفہ مین واپس آے اور جناب علیؑ کی خدمت مین حاضر ہوکر تمام واقعات عرض کئے۔
آپنے اونکی تعریف کی پہر جب معلوم ہوا کہ مصقلہ نے بغیر کسی سے کچہہ لئے سبکو آزاد کردیا تو فرمایا
مصقلہ نے اسقدر مال کثیر کا قرض اپنے سر لیا مین خیال کرتا ہون کہ وہ اس بوجہہ سے تہک
جاوینگے اور شاید ادا نہ کرسکین اور آپنے مصقلہ کے نام بطلب قیمت قیدیونکے فرمان لکہہ بہیجا
اوس مین یہہ بہی مرقوم تہا کہ درصورت عدم ادائے قیمت خود حاضر ہون مصقلہ حسب الحکم حاضر
دربار خلافت ہوے۔ دو لاکہہ درم بابت قیمت ادا کئے اور باقی کی نسبت وعدہ کیا۔ ذہل بن
حارث کہتے ہین کہ رات کے وقت مصقلہ نے مجہکو بلایا مین نے اونکے ساتہہ کہانا کہایا۔ بعد فراغت
طعام مصقلہ نے کہا۔ "امیر المومنین رض مجہسے یہ مال طلب کرتے ہین مگر میرے پاس اب ایک حبہ نہین
ہین کس طرح یہ رقم کثیر ادا کرسکتا ہون" مین نے جواب دیا "اگر تم چاہتے تو ایک ہفتہ مین پوری
رقم لوگون سے وصول کرلیتے" مصقلہ نے جواب دیا "واللہ مین اپنی قوم پر یہ بار نہ ڈالونگا
اگر امیر معاویہ کا معاملہ ہوتا تو وہ مجہسے ہرگز مطالبہ نہ کرتے اور اگر جناب امیر المومنین عثمان بن عفانؓ
کا زمانہ ہوتا تو وہ معاف ہی کردیتے۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ اشعث بن قیس کو ہر سال خراج
آذربیجان مین سے جناب علیؑ ایک لاکہہ سالانہ دیتے ہین" مین نے کہا۔ حضرت علیؑ تو اس
طبیعت کے آدمی نہین کہ بلاوجہہ اونسے معافی کی امید رکہی جاسے" مصقلہ پر اسقدر خود مطالبہ

غالب آیا کہ وہ رات ہی کو شام کی طرف روانہ ہو گئے اور جناب معاویہؓ سے مل گئے۔ امیر المومنینؓ
نے انکا چلا جانا سنکر فرمایا" خدا مصقلہ کو برباد کرے۔ کام سردار ونکا سا کیا اور غلامونکی طرح ڈر کر
بھاگ گئے۔ فاجر بدکار شخص کی سی خیانت کی۔ اگر وہ بھاگتے نہین اور اداے مال سے عاجز ہو جاتے
تو مین بجز حوالات اور قید کے اونپر اور سختی نہ کرتا۔ اگر اونکی جائداد سے کچھ وصول ہوتا تو لے لیتا
ورنہ بدرجہ مجبوری چھوڑ دیتا" یہہ فرماکر مصقلہ کے گھر تشریف لیگئے اور اوسکو مسمار کرا دیا۔
اونکا قیدیونکو آزاد کرنا جائز رکھا اور فرمایا" انکا خریدار تو آزاد ہی کرچکا ہے اور انکی قیمت انکے
عتیق کی ذمہ ہے۔ وہ البتہ ہمارا قرضدار ہے" مصقلہ کی بھائی نعیم بن ہبیرہ شیعان حضرت علیؓ سے تھے
انکے نام مصقلہ نے شام سے خط لکھا اور ایک شخص نصاری بنی تغلب حلوان نامی کے ہاتھہ
روانہ کیا۔ خط کا مضمون یہ ہے کہ امیر معاویہؓ وعدہ فرماتے ہین کہ تمکو عزت و کرامت کے ساتھہ کسی
پرگنہ کی حکومت عنایت کرینگے تم یہہ خط پاتے ہی فوراً امیر کے پاس چلے آؤ۔ حلوان قضاے کار
مالک بن کعب ارحبی کے ہاتھہ پڑ گیا۔ انہون نے خط پکڑا اور مع خط کے امیر المومنینؓ کیخدمت مین
چالان کر دیا۔ آپنے حلوان کا ہاتھہ کٹوا دیا۔ وہ اسی صدمہ سے مر گیا۔ نعیم کو اسکا آنا اور خط لانا
معلوم ہوا تو مصقلہ کے نام چند اشعار لکھے جسکا مضمون یہ تھا" تمنے میری نسبت خیال فاسد
رکھکر حلوان کو روانہ کیا۔ تمنے بڑی غلطی کی۔ وہ حریص طمع اُجرت مین خط لایا انجام یہہ ہوا کہ جان
دی۔ مجھکو تمہاری حرکت نازیبا پر تعجب ہے کہ تم کس درجہ امیر المومنینؓ کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔
بنی شیبان مین بہتر اور نیک نام مشہور تھے اور جس کام کو ناپسند کرتے تھے خود اوسمین مبتلا ہوے
اور جناب علیؓ سے جو ایک شیر نر تھے اس طرح پھر گئے۔ جو مال تمہارے ذمہ واجب ہوا تھا ادا کر دیتے
تو بیشک تمنے مُردون اور زندہ لوگون دونونکو زندہ کیا ہوتا۔ تمہارے بزرگ مردے بھی
تمہاری بدولت اور تمہارے اس کار خیر سے گویا زندہ ہو جاتے۔ لیکن تمنے برا کیا کہ اہل شام سے

مل گئے۔ ابن ہند کے مال و دولت کی طمع مین بہک گئے۔ اب آج ندامت سے پشت دست کاٹو۔ ایک تمہارے اس فعل سے تمہاری قوم والے سب تمسے ناراض ہو گئے اور تمکو دشمن سمجھنے لگے مصقلہ نے یہہ خط پڑہکر معلوم کیا کہ بیشک مجھسے بُرا کام ہوا۔ اب اُنکے پاس حلوان کی قوم والے آئے اور دیت طلب کی انہوں نے لاچار دیت دیکر پیچھا چھوڑایا۔

انجام کار خوارج بعد واقعہ نہروان

جس زمانہ مین اہل نہروان کا قلع قمع ہو گیا تھا اوسکے کچھہ دنون بعد اشرس بن عوف شیبانی نے خروج کیا جناب امیر المومنین علی ؑ کے خلاف پر کمر باندہکر بمقام دسکرہ دوسو آدمیونکی جماعت سے مقیم ہوا اور علم بغاوت بلند کیا۔ یہہ فرقہ گویا مقتولین نہروان کا نام زندہ کرنی والا تھا۔ امیر المومنین نے اس کی سرکوبی کیلئے ابرش بن حسان کو تین سو جوانان کارزار کے ساتھہ روانہ فرمایا۔ ماہ ربیع الآخر ۳۸ھ کو بعد مقابلہ و مقاتلہ اشرس اشر اپنی شرارت کی سزا مین شربت ناگوار موت پیکر عین معرکہ مین دار الجزا کو روانہ ہوا۔

اشرس کا خاتمہ ہو جانے پر ہلال بن علقمہ قبیلہ تیم رباب کا اور اوسکا بھائی مجالد خروج کر کے ماسبندان مین آئے۔ انکی مہم پر معقل بن قیس ریاحی روانہ ہوئے۔ معقل نے ان دونون بھائیون کو مع اونکے دوسو سے زائد یار و نکے دار البوار کو پہونچا دیا۔ یہہ واقعہ ماہ جمادی الاولے ۳۸ھ مین پیش آیا۔

بعد اس واقعہ کے اشہب بن بشر نے اور بعض کہتے ہین کہ اشعث نے قوم بجیلہ سے ایکسو اسّی آدمیونکے ساتھہ خروج کیا۔ پہلے یہہ لوگ اوس معرکہ مین گئے جہان ہلال اور اوسکے ہمراہی قتل ہوئے تھے اور مقتولین پر نماز جنازہ پڑہکر دفن کیا۔ امیر المومنین نے اس گروہ بدکردار کے

جاریہ بن قدامہ سعدی کو اور بروایتے حجر بن عدیؓ کو روانہ فرمایا۔ اشہب اور انسے بمقام جرجرایا مضافات جوخی مین مقابلہ کی ٹہیری بعد جدال و قتال کے اشہب اپنے یارون سمیت جمادی الاخری ۳۸ھ مین فی النار والسقر ہوا۔

پہر سعید بن قفل تیمی نے قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے بند نیجین مین دو سو جوانون کے ساتھہ ماہ رجب مین خروج کیا اور بند نیجین سے درز نجان مین آیا۔ (یہ مقام مدائن سے دو فرسنگ فاصلہ پر ہے) اسکے سر توڑنے کو سعد بن مسعود پہونچے اور ماہ رجب ۳۸ھ مین اس جماعت کو بہی قتل کر کے اسکے وجود ناپاک سے صفحہ ہستی کو پاک کر دیا۔

بعد ازان ابو مریم سعدی تمیمی نے شہرزور مین خروج کیا اسکے تابعین اکثر غلام آزاد کردہ غیر عرب کے اقوام مختلفہ سے تہے۔ عرب صرف چہہ اشخاص ستے اونمین سے ایک یہ بہی تہا۔ اسکی ساتھہ دو سو و بروایتے چار سو عوام الناس جمع ہوگئے۔ یہہ زور سے چلکر بنظر بلند پروازی کوفہ پر چڑہائی کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب کوفہ پانچ فرسنگ رہ گیا تو اوترپڑا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے اس گروہ تباہ کار کی آمد سنکر پہلے ایک معتمد شخص کو بغرض تفہیم و ترغیب اطاعت روانہ فرمایا مگر ابو مریم کے دماغ مین تو شراب نخوت موجزن تہی بکمال تمرد و عناد جواب دیا۔ "ہماری جانب سے بجز حرب و ضرب کے اور امید نہ رکہو"! امیر المومنینؓ نے سات سو جوان بسرگروہی شریح بن ہانی روانہ کئے۔ خوارج نے انپر حملہ کیا۔ اتفاق کی بات یہہ لوگ کچہہ ایسے بودے پڑگئے کہ باوجود لشکر خوارج سے تعداد مین دونے ہونے کے اونکے حملہ کی تاب نہ لاسکے۔ معرکہ سے بہاگ کہڑے ہوے اور اپنے سردار کو خوارج کے پنجہ مین چہوڑ کر چلتے پہرتے نظر آئے۔ شریح صرف دو سو جانبازون کے ساتھہ کچہہ دیر لڑے پہر یہہ بہی ایک بستی مین پناہ گزین ہوے۔ بہاگے ہوے لوگ کچہہ انکے پاس آئے اور باقی کوفہ مین داخل ہوے۔ جناب علیؓ خود ان خوارج کی مہم پر نکلے۔ جاریہ بن قدامہ

سعدی کو اپنے سے پہلے روانہ کیا۔ انہون نے پہونچکر خوارج کو اطاعت کی جانب بلایا۔ قتل سے ڈرایا
مگر یہہ برگشتہ بخت کب کسیکی سننے والے تھے۔ جاریہ کی تذکیر و تخویف کا جواب وہی انکار و انحراف تھا
اس عرصہ مین امیرالمومنین رض غازیان تہور شعار کو لیے ہوے مثل قضاے مبرم انکے سر پر آپہونچے
آپنے بھی بہت کچھہ سمجھایا۔ انقیاد و اطاعت کی راہ صواب دکھلائی مگر ان کمبختون نے کچھہ خیال نہ کیا
آخر کار آپکے لشکر نے ان بدبختون کو تلوار کی دہار پر دہر لیا۔ اور تھوڑی دیر مین سبکو کاٹ کر ڈھیر
کر دیا۔ صرف پچاس شخص باقی بچے جو امان خواہ ہوے۔ آپنے اونکو امن دیا۔ اس فرقہ بقیہ
خوارج مین چالیس مرد زخمی تھے آپ اونکو کوفہ مین لے آے۔ اونکے زخمونکا علاج اونکے کہانے
پینے کا معقول انتظام فرمایا یہانتک کہ وہ تندرست ہوگئے۔ یہہ آخری فرقہ نہایت درجہ شجاع
تہا انہین کی جرأت تہی کہ دارالخلافت کوفہ پر چڑہائی کا قصد کیا گیا۔ یہہ فرقہ ماہ رمضان المبارک
۳۸ھ مین قتل ہوا۔

امور انتظامیہ و دیگر حوادث

اس سال امیر حاج حضرت قثم بن عباس رض مقرر ہوے۔ عامل مکہ بھی یہی تھے۔ یمن مین عبیداللہ بن
عباس رض تھے۔ بصرہ کے حاکم حضرت عبداللہ بن عباس رض۔ خراسان مین خلید بن قرہ یربوعی اور بروایتے
ابن ابزیٰ تھے۔ ولایت شام و مصر دونون امیر معاویہ رض کے قبضہ مین تہین اور انکے علاقون پر
جناب معاویہ رض اور انکے عمال و حکام تھے۔ (ابن اثیر)

آخر ۳۸ھ و شروع ۳۹ھ مین سندہ (سرحد ہند) پر حارث بن مرہ عبدی اپنی خوشی سے
باجازت امیرالمومنین علی رض لشکر لیکر گئے اور بہت کچھہ فتوحات حاصل کین۔ قیدی بہ تعداد کثیر ہاتھہ
آے۔ ایک ایک دن مین سو سو غلام مجاہدین نے تقسیم کیے ہین۔ پہر حارث ۴۲ھ مین بمقام
قیقان علاقہ سندہ مین جو خراسان کی حد سے متصل ہے شہید ہوے (فتوح البلدان)

اسی ۳۸ھ مین بماہ شوال حضرت صہیب بن سنان رومی رضؓ نے مدینہ منورہ مین وفات پائی
حضرت سہل بن حنیف اوسی نے کوفہ مین انتقال فرمایا - یہہ صحابی بدری ہین صاحب علم وعقل
و ریاست تھے (تاریخ علامہ یافعیؒ)

سنہ ۳۹ھ

تاخت وتاراج اہل شام بر ممالک محروسہ جناب امیر المومنین علیؓ

حضرت عمرو بن العاص مصر پر کیا قابض ہوے کہ امیر معاویۃؓ کا حوصلہ روز بروز بڑہتا گیا -
اب یہہ قرینہ ہوگیا کہ ایک سریّہ کسی پرگنہ زیر حکومت امیر المومنین علیؓ پر بہیجدیا جو لوٹ مار کرکے
چلا آیا - اصل غرض یہہ تہی کہ اپنے ممالک مقبوضہ کو توسعت حاصل ہو اور امیر المومنینؓ کے
دائرہ حکومت مین تنگی چنانچہ سنہ ہذا مین اہل شام کے جو لشکر آے اونکی تفصیل واقعات
ذیل سے ظاہر ہوگی -

امیر معاویۃؓ نے اپنے لشکر کے مختلف حصے تمام ممالک عراق مین پہیلا دیئے - نعمان بن بشیرؓ کو
ایک ہزار جوانون کا افسر کرکے عین التمر پر بہیجا - یہان مالک بن کعب بن مسلمہ عامل تہے حسب اتفاق
اسوقت مالک نے اپنے لشکر کو کوفہ بہیجدیا تہا اور انکے پاس صرف ایک سو آدمی رہ گئے تہے -
مالک کو نعمانؓ کی آمد معلوم ہوئی تو جناب امیر المومنینؓ کو مطلع کیا اور مدد طلب کی آپ نے
اہل کوفہ کو جمع کرکے حکم دیا کہ مالک بن کعب کی مدد واعانت کو جاؤ مگر اہل کوفہ نے ڈہیل ڈہال
کی اور وہان مالک اور نعمانؓ سے مقابلہ ہوگیا - بیچارہ مالک سو آدمیون سے نعمانؓ سے لڑنے
نکلے آبادی شہر و دیوار حصار کو پس پشت کرلیا تاکہ ادہر سے حریف چوٹ نہ کرے اور عجلت مین
مخنف بن سلیم کو جو انکے علاقہ سے قریب تہے اطلاع دی اور مدد مانگی - جبتک مخنف کو خبر ہو اور

وہان سے مدد آوے یہان لڑائی چہڑگئی۔ مالک باوجود کمزور ہونیکے نعمان کے سامنے اڑے رہے اور خوب داد شجاعت دی مگر پہر بہی کہان ایکہزار کہان ایکسو۔ مالک کے رفیق شکستہ ہو گئے اپنے وقت تنگ آپہونچا تہا کہ مخنف کے بہیجے ہوے لشکر نے انکی گئی ہوئی طاقت کو ازسرنو وہارا شامی اس نئے لشکر کو دیکہکر شام کے وقت معرکہ سے بہاگے۔ انکو یہہ خیال آیا کہ انکی مدد پر خدا جانے کسقدر فوج ہوگی لہذا فرار کو قرار پر ترجیح دی۔ مالک نے تعاقب کیا تین شخص شامی اس ہزیمت مین مارے گئے باقی نکل گئے۔

یہ واقعہ تو گذرا مگر کوفہ والے ایک ہی اپنے گہرونسے نہ نکلے اور باوجود تاکید مرتضوی کے انکی ہمت نہ پڑہی۔ آپ انکی سستی و کاہلی و حکم عدولی سے بدرجہ غایت کبیدہ خاطر ہوے اور بحالت غیظ و غضب مین لعنت ملامت کی اور کہا اے کوفہ والو جب تم اہل شام کا نام سن پاتے ہو تمہاری یہہ حالت ہوجاتی ہے کہ گویا تمہارے اوپر پہاڑ گرا چاہتا ہے۔ ہر شخص گہر مین بیٹہہ رہتا ہے اور دروازہ مین قفل ڈال دیتا ہے جس طرح گوہ اپنے بل کا موہانہ بند کرلیتی ہے یا کفتار اپنے بہٹے کے اندر چہپ کر بیٹہہ رہتا ہے تم ہر شخص کے فریب دہوکے مین آجاتے ہو۔ تمکو اپنی سدہ بدہہ بالکل نہین رہتی۔ جو تمپر فتح پاے اوسکا کچہہ بہلا نہ ہوگا تم اوسکے دم مین اگر آجاؤ تو تمہاری ذات سے کچہہ اوسکا فائدہ نہین۔ تم وقت کے مرد نہین مصیبت و سختی کے وقت اپنی پکارنیوالے کے بہائی غمخوار ہوکر اوسکی فریادرسی نہین کرسکتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمسے کوئی کیا امید نفع رکہہ سکتا ہے۔ تم لوگ اندہے ہو خود محتاج۔ گونگے بہرے۔

اسی سنہ مین جناب معاویہؓ نے سفیان بن عوف کو چہہ ہزار کی جمعیت سے اسی لوٹ مار پر روانہ کیا۔ انکو یہہ حکم ہوا تہا کہ ہئیت ہوتے اور لوٹ مار کرتے انبار و مدائن پہونچنا اور وہان والونپر دست تعدی دراز کرنا۔ پہلے یہ لشکر ہئیت پہونچا مگر وہان انکو کوئی نہ ملا پہر انبار مین داخل ہوا

یہان سلح خانہ تہا پانچسو محافظ اسپر متعین تے۔ اتفاق وقت کہ یہان اسوقت کل دوسو آدمی تھے۔ وجہ یہہ ہوئی کہ اس جماعت کے سردار کمیل بن زیاد تھے انکو خبر پہونچی کہ کچھہ لوگ قرقیسیا مین مقیم ہین اور اونکا قصد ہے کہ ہئیت پر شبخون مارین۔ اس خبر کو سنتے ہی کمیل اپنے ہمراہیونکو لیکر بغیر اجازت اودہر متوجہ ہوے۔ یہ تو قرقیسیا کی طرف پہونچے اور سفیان دوسرے راستے انبار مین داخل ہوے یہان میدان صاف پاکر شامی لشکر کی بن پڑی۔ اہل انبار جرأت وہمت سے لڑے آخر کہانتک۔ انکے سردار اشرف بن حسان بکری شہید ہوے تیس آدمی اور کام آے۔ شامیون نے انبار مین جسقدر مال ومتاع پایا خوب لوٹ باندہے اور رہتے کیلئے مالامال ہوکر واپس گئے۔

امیرالمومنین علیؑ بوجہ غیر حاضری کمیل کے انبار لٹ جانیکی خبر سنکر کمیل پر سخت غضبناک ہوے۔ انکو عتاب آمیز فرمان لکھا اور سفیان کے تعاقب مین لشکر روانہ فرمایا مگر وہ لوٹ مار کر پہلے ہی نکل گئے تھے لشکر ناکام واپس آیا۔

پہر حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن مسعدہ بن حکمت بن مالک فزاری کو ایکہزار سات سو سپاہیونکی جماعت پر افسر مقرر کرکے جانب تیمار روانہ کیا۔ انکو یہہ ہدایت کردی تہی کہ جو دیہاتی لوگ تابع ہوکر تمہارے ساتھہ ہوجاوین اونسے تعرض نہ کرنا مگر جو مخالفت کرین اونکو بیدہڑک قتل کرڈالنا۔ یہہ لشکر قتل وغارت کرتا مکہ اور مدینہ پہونچا اور وہان بہی خوب لوٹ مار کی۔ عبداللہ بن مسعدہ کے ساتھہ اوسکی قوم کے بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور ایک جم غفیر ہوکر لوٹ مار کرتے پہرتے تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے اس ہنگامہ کو سنکر مسیب بن نجبہ فزاری کو دوہزار سپاہی دیکر روانہ فرمایا۔ دونون فریق تیمار مین ایک دوسرے کے مقابل ہوے صبح سے تازوال سخت معرکہ آرائی ہوئی مسیب نے عبداللہ پر تین بار تلوار کا وار کیا۔ وار بچا بچاکر مارتے

اور یہہ کہتے جاتی تہے - ارے بہاگ جا - ارے بہاگ جا - عبداللہ ایک جماعت کو لیکر قلعہ مین داخل ہوا باقی لشکر شام کی جانب بہاگ گیا مسیب کے ساتہہ جو اعراب بادیہ نشین تہے اونہون نے عبداللہ بن مسعدہ کے اونٹ ترکوٰۃ کے لوٹ لئے اور عبداللہ کو مع اوسکے رفیقونکے تین دن قلعہ کے اندر قید رکہا - پہر قلعہ کے پہاٹک پر لکڑیان ڈہیر کرکے آگ لگادی - قلعہ جلنے لگا - راستہ نکل جانے کا سواے اس پہاٹک کے دوسرا نہ تہا - وہ لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہوکے قلعہ کی چہت پر چڑہے اور مسیب کو پکار کر کہا - ہم تمہاری ہی قوم کے ہین - اس طرح بیدردی سے جلائے دیتے ہو - مسیب نے ترس کہا کر آگ بجہوادی اور قلعہ والونکو نکل جانے دیا - پہر اپنے ہمراہیون سے کہا میرے جاسوسون نے آکر ظاہر کیا ہے کہ شام سے لشکر ہماری لڑائی کو آرہا ہے - عبدالرحمن بن شبیب نے کہا - مجہکو شامیونکی تلاش مین روانہ کرو مسیب نے انکار کیا اسپر شبیب بولے تمنے امیر المومنین کے ساتہہ دغا کی - اونکے کام مین سستی روا رکہی -

بعد اسکے جناب معاویہؓ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار کی جماعت پر افسر کرکے جانب اسفل واقصہ روانہ کیا - انکو یہہ تاکید کردی تہی کہ دیہات مین جس مقام پر اعراب بادیہ نشین جناب علیؓ کے مطیع و فرمانبردار پانا بے دہڑک لوٹ لینا - یہہ لشکر جا بجا لوٹ مار کرتا تعلبیہ تک پہونچا - یہان بہی سلح خانہ تہا - شامی لشکر اسکو لوٹ کر آگے بڑہا اور بمقام قطقطانہ داخل ہوا - جناب علیؓ انکی خبر پاکر نہایت برہم ہوے اور حجر بن عدیؓ کو چار ہزار جوانان صف شکن کا افسر کرکے بہیجا - ان سپاہیونکو فی کس پچاس پچاس درم پہلے دیدیئے گئے یہہ لشکر ضحاک کو بمقام تدمر ملا - دونون مین لڑائی ہوئی - اونیس آدمی ضحاک کی طرف کے اور دو آدمی اہل عراق کے کام آے - رات ہوجانے سے لڑائی موقوف ہوگئی - رات کے وقت ضحاک اپنا لشکر لیکر بہاگ گئے - حجر بن عدی واپس آے -

اسی سنہ مین امیر معاویہؓ شام سے لشکر لیکر نکلے اور قریب جلہ پہونچکر واپس گئے۔پھر حضرت معاویہؓ نے عبد الرحمٰن بن قباث بن اشیم کو بلاد جزیرہ پر بھیجا۔انکے ہمراہ معن بن زید سلمی بھی تھے۔بلاد جزیرہ زیر حکومت شبیب بن عامر جد کرمانی والی خراسان تھا اور ان کا دار الاقامتہ نصیبین تھا شبیب نے شامیونکے مقابلہ مین اپنے کو کمزور پاکر کمیل بن زیاد کو جو آجکل ہیت کے حاکم تھے اپنی مدد پر بلایا۔کمیل چھہ سو سوارونکے ہمراہ شبیب کی مدد کو روانہ ہوے ابھی لشکر شام نصیبین تک نہ پہونچا تھا کہ اثناء راہ مین معرکہ جنگ پیش آیا۔کمیل نے عبد الرحمٰن اور معن بن یزید کو قتل کیا۔انکا لشکر بھاگا۔کمیل نے تعاقب کرکے مار مار کر ڈھیر کر دیا جب لشکر شامی زبون ہوا تو کمیل نے اپنے لشکر مین منادی کرادی کہ بھاگنے والونکا تعاقب نہ کرو نہ زخمی کو قتل کرو۔اس معرکہ مین کمیل کے لشکر سے صرف دو شخص قتل ہوے کمیل نے اس فتح کی مبارکباد مین ایک رپورٹ دار الخلافت روانہ کی۔جناب علی مرتضیٰؓ پہلے بوجہ انکی غفلت کے انسے ناخوش تھے اس کار نمایان سے ازبس مسرور ہوے شبیب بن عامر بھی نصیبین سے کمیل کے لشکر مین آملے اور فتح کی مبارکباد دی اور لشکر ہزیمت خوردہ کا تعاقب کیا۔لشکر تو نکل گیا تھا انکے ہاتھہ نہ آیا مگر یہہ دریاے فرات سے عبور کرکے امیر معاویہؓ کی حد مین داخل ہوے اور شام کی عملداری مین لوٹ مار کا جواب قرار واقعی دیا اور لوٹتے مارتے بعلبک تک جا پہونچے۔امیر معاویہؓ نے یہہ خبر پاکر حبیب بن مسلمہ کو مقابلہ پر بھیجا شبیب بعلبک سے واپس ہوے اور گرد و نواح رقہ پر تاخت و تاراج کا ہنگامہ برپا کر دیا۔اوس اطراف کے باشندون کے مال۔مویشی۔جو کچھہ ہاتھہ آے ہانک لاے۔گھوڑے۔ہتھیار جو کچھہ پایا قبضہ مین کیا مظفر و منصور اموال غنیمت سے مالا مال نصیبین واپس آے اور امیر المومنین کیخدمت مین عرضداشت روانہ کی آپنے لکھہ بھیجا کہ بجز گھوڑے و ہتھیار دوسرا

مال نہ لینا چاہیئے شبیب کے حق مین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اونپر رحم فرماے بڑی لوٹ مار کی اپنا بدلا حریف سے لینے مین عجلت کی۔

اس واقعہ کے بعد جناب معاویہؓ نے زہیر بن مکحول عامری کو اہل سماوہ سے صدقات زکوٰۃ تحصیل کرنے روانہ کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے مطلع ہوکر جعفر بن عبداللہ اشجعی عروہ بن عشبہ کلبی جلاس بن عمیر کلبی کو متعین فرمایا یہہ لوگ بہی اودہر روانہ ہوے۔ زہیر سے اورانسے مقابلہ ہوگیا۔ بایکدیگر لڑائی ہوئی جعفر بن عبداللہ قتل اور انکے ہمراہی بہاگ کہڑے ہوی۔ عروہ بن عشبہ کوفہ مین واپس آے۔ جسوقت جناب امیرالمومنین علیؑ کی روبرو حاضر ہوے آپ انپر سخت ناراض ہوے اور دُرّہ سے پیٹا۔ یہہ اپنی ذلت وخواری سمجھکر کشیدہ خاطر دربار سے نکلے اور امیر معاویہؓ کے پاس شام مین چلے گئے۔ آپ سے کسی نے کہاتہا کہ ابن عشبہ کو زہیر نے اپنے گہوڑے پر سوار کیاتہا اس سے انکی نسبت اتہام سازش پایا گیا۔

جلاس کا یہہ حال گذرا کہ بعد قتل جعفر بن عبداللہ اور تہزمیت معہ ہمراہیوں کے معرکہ سے بہاگے۔ راستہ مین ایک چرواہا ملا۔ اپنا جبہ ریشمی اوسکو دیا اور اوسکا کمبل خود لے لیا تاکہ راہ مین حریف کا کوئی آدمی پہچان نہ سکے۔ اس حیلہ سے بہ تبدیل لباس آگے بڑہے۔ اتفاق سے حریف کا لشکر انکو ملا۔ اوس نے پوچہا۔ گروہ ترابیہ کس طرف گئے ہین۔ انہون نے کسی طرف اشارہ سے بتلا کر اونکو اودہر متوجہ کیا اور آپ چرواہی کی وضع سے کوفہ مین داخل ہوے

بعد اسکے حضرت معاویہؓ نے مسلم بن عقبہ مری کو دومۃ الجندل پر بہیجا۔ یہان والے کسی طرف نہ تہے نہ جناب امیرالمومنین علیؑ کی بعیت کی تہی اور نہ جناب معاویہؓ کے مطیع تہے۔ مسلم نے یہان پہونچکے جناب معاویہؓ کی اطاعت وبعیت کی تاکید کی مگر انہون نے صاف انکار کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے یہہ خبر پاکر مالک بن کعب ہمدانی کو ایک لشکر دیکر روانہ فرمایا۔ مسلم پر

مالک اپنی جماعت لئے ہوئے اچانک جا پہونچے۔ دن بھر سخت معرکہ آرائی رہی آخر مسلم بھاگ کر
شام چلے گئے۔ مالک عرصہ تک دومتہ الجندل مین مقیم رہے۔ لوگونکو جناب علیؓ کی طاعت و بیعت
کی جانب بلاتے رہے مگر وہ مطیع نہ ہوئے۔ اونکا یہی قول رہا "تاوقتیکہ سب کا اتفاق ایک امام
و خلیفہ پر نہ ہوگا ہم بیعت نہ کرینگے۔ ہم دو طرفی عملداری مین کسکی بیعت کرین کسکی مخالفت کرین" آخر کار
مالک اونکو اونکے حال پر چھوڑ کر کوفہ واپس آئے۔

مؤرخین اس باب مین مختلف ہین کہ اس سال امیر حاج کون صاحب ہوے ہین بعض کا
قول ہے کہ حضرت عبید اللہ بن عباسؓ نے حج کرایا اور بعض حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بتلاتے
ہین مگر یہہ غلط ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے عہد خلافت مرتضویؓ مین کسی سال خود ہی
کوئی حج نہین کیا۔ پس صحیح یہی ہے کہ حضرت شیبہ بن عثمان یا قثم بن عباسؓ امیر حاج ہوے۔
یہہ قصہ اس طرح ہے کہ امیر معاویہؓ نے یزید بن شجرہ رہاوی کو جو اونکے مصاحب خاص تھے
حکم دیا کہ مین تمکو امیر حاج مقرر کرکے مکہ معظمہ روانہ کرتا ہون تم اہل مکہ سے میری بیعت لینا علیؓ کے
عامل کو مکہ سے نکال دینا اور خود لوگونکو حج کراتا۔ یزید بن شجرہ نے منظور کیا اور تین ہزار سوار لیکر
مکہ روانہ ہوے۔ اسوقت مکہ مین حضرت قثم بن عباسؓ حاکم تھے۔ حضرت قثمؓ نے یہہ حال سنکر
اہل مکہ کو جمع کرکے خطبہ دیا۔ اوسمین شامیونکا مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہونا ظاہر کرکے اہل مکہ
سے اونسے محاربہ و مقابلہ کرنے کی استدعا کی مگر اہل مکہ نے کچھہ جواب نہ دیا۔ البتہ حضرت شیبہ بن
عثمان عبدری نے حضرت قثم کے کہنے کو بسر و چشم منظور کیا اور لڑائی کے واسطے آمادہ ہوے۔

حضرت قثمؓ نے قصد کیا کہ مکہ معظمہ سے نکلکر تا گذرنے موسم حج کے کسی پہاڑی پر مقیم رہین
اور کوفہ سے مدد طلب کرین اگر مدد آجاوے تو لڑین لیکن حضرت ابو سعید خدریؓ نے منع کیا
اور رائے دی کہ تم مکہ مین مقیم رہو اگر شامی لڑنے پر آمادہ ہون اور تم اونکے مقابلہ کی قوت

دیکھو تو لڑنا ورنہ اختیار ہے۔ انکے سمجھانے سے قثمؓ مکہ مین ٹہیرے رہے اور جناب امیر المومنین
کو شامیونکے قصد سے اطلاع دی۔ آپنے ایک لشکر مرتب کرکے بسرداری ریان بن حمزہ بن ہوذ
بن علی حنفی و ابو الطفیل کے روانہ فرمایا۔ یہہ لشکر یکم ذیحجہ کو مکہ معظمہ مین داخل ہوا۔ یزید بن شجرہ
یوم الترویہ (آٹھوین ذیحجہ) سے دو روز قبل شامیونکے ساتھہ مکہ پہونچے۔ شامیون نے کسی طرح
اہل مکہ سے تعرض نہین کیا۔ یزید نے عام ندا کرادی کہ ہماری طرف سے سب بے خوف رہین البتہ جو ہمسے
لڑیگا وہ اپنی سزا کو پہونچیگا پہر ابو سعید خدریؓ کو بلا کر کہا مین حرم مین قتل و خونریزی نہین چاہتا
اور اگر میرا یہہ قصد ہوتا تو مین ہر طرح قادر تہا کیونکہ تمہارے امیر ضعیف ہین تم انسے کہدو کہ لوگونکو
نماز نہ پڑہائین اور مین بہی امامت سے علٰحدہ رہونگا۔ لوگ اور جسکو چاہین امام بنالین۔ ابو سعیدؓ نے
قثمؓ سے کہا۔ مصلحتہً تم امامت نہ کرو۔ یہہ الگ ہو گئے۔ لوگون نے حضرت شیبہؓ کو امام مقرر کیا اور
یہی امیر حاج ہوے حج سے فارغ ہوکر لوگ اپنے اپنے گہرونکو واپس ہوے۔ یزید بہی شام
کی طرف لوٹا۔ دوسرا لشکر کوفہ جسپر معقل بن قیس سردار تھے شامیونکے پیچہے لگا۔ لشکر شامی نے
وادی القریٰ سے کوچ کیا تہا کہ لشکر عراق نے انکو جالیا اور لوٹ مار مچادی۔ لوگونکو قید کرلیا
اور جو کچہہ اونکے پاس اسباب سامان تہا چہین لیا۔ قیدیونکو کوفہ مین بحضور جناب امیر المومنینؓ
پیش کیا۔ آپنے بعوض اپنے قیدیونکے جو شام مین امیر معاویہؓ کی پاس تھے انکو رہا کردیا یہہ
قصہ اس طرح ہے کہ جس وقت یزید بن شجرہ امیر معاویہؓ کی خدمت مین واپس آئے آپنے
حرث بن نمر تنوخی کو جزیرہ پر بہیجا اور حکم دیا کہ جناب علیؓ کے مطیع اشخاص کو قید کرلاؤ۔ حرث
جزیرہ مین پہونچے اور ایک گہر کے سات آدمی قبیلہ بنی تغلب کے قید کر لائے۔ قبل اسکے بنی
تغلب امیر المومنین کی اطاعت سے باہر ہو گئے تھے اور اونکا میلان جانب امیر معاویہؓ کے تہا۔
جب انکی قوم والے قید کرلئے گئے تو انہون نے حضرت معاویہؓ سے انکے چہوڑ دینے کی بابت

درخواست کی انہون نے انکار کیا اسپر بنی تغلب انسے بہی منحرف ہوگئے۔ جب تغلبی گرفتار ہوآے تو جناب امیر معاویہؓ نے امیر المومنین کو لکہا کہ معقل ہمراہیان نزید کو قید کرکے لیگئے ہین اگر آپ اونکو چہوڑ دین تو ہم آپکے لوگونکو رہا کر دین۔ آپنے اون قیدیونکو چہوڑ دیا۔ امیر معاویہؓ نے بنی تغلب کو بہی رہا کر دیا۔

جناب علیؓ نے قبیلہ خثعم سے ایک شخص عبد الرحمن نام کو نواح موصل مین روانہ فرمایا تاکہ عام لوگونکی شورش و فساد فرو کرین عبد الرحمن کو بہی تغلبی جو معاویہؓ سے الگ ہوگئے تہے ملے۔ انکا سردار قریع بن حارث تغلبی تہا۔ عبد الرحمن کے ہمراہیون سے اور انسے گالی گلوج کے بعد جدال و قتال کی ٹہیر گئی۔ عبد الرحمن مارے گئے۔ حضرت علیؓ نے چاہا کہ بنی تغلب پر ایک لشکر جرار روانہ فرماوین مگر قوم ربیعہ نے کہا۔ بنی تغلب آپکے دشمن سے کنارہ کرین اور آپکے مطیع ہین۔ عبد الرحمن کو دہوکے مین قتل کیا ہے یہہ سنکر آپ اپنے ارادہ سے باز رہے۔ (ابن اثیر)

زیاد بن ابیہ گورنر فارس

اسی سنہ مین زیاد کرمان و فارس کے حاکم ہوے۔ جسوقت ابن حضرمی بصرہ مین مارے گئے اور باشندگان ممالک محروسہ اطاعت مین مختلف ہوے تو مخالفین اہل فارس و کرمان کو بہی طمع خراج و حکومت ملکی دامنگیر ہوئی۔ ہر حصہ ملک مین یہی ہوا چل گئی ہر ایک رئیس قصبہ و قریہ مستقل حکومت کا خواستگار رہا اور خراج ادا کرنے سے انکار کیا۔ جس جس علاقہ پر عمال تہے اونکو نکال دیا چنانچہ اہل فارس نے بہی سہل بن حنیف گورنر فارس کو اپنے ملک سے نکال دیا اور خود مختار و حاکم وقت بن بیٹہے۔ جناب امیر المومنین نے اپنے اصحاب و احباب سے اس عام شورش کے رفع کرنے مین مشورہ کیا۔ جاریہ بن قدامہ نے عرض کیا۔ کیا مین حضور کو

ایک ایسا شخص منتظم۔ صاحب تدبیر۔ حکومت و سیاست کے قواعد سے واقف ہے جو کام اوسکے سپردگی مین دیا جاے اوسکے انجام دینے مین وہ تن تنہا کافی ہو بتلادون۔ ارشاد ہوا۔ وہ کون شخص ہے۔ جاریہ نے کہا۔ وہ شخص زیاد بن ابیہ ہے۔ آپنے انکی راے کو پسند کیا اور عبداللہ بن عباس رضہ کے نام حکم لکھا کہ زیاد کو فارس کا عامل مقرر کرکے اوس طرف روانہ کرو ابن عباس رضہ نے حسب الحکم ایک لشکر کے ساتھ زیاد کو فارس روانہ کیا۔ زیاد نے وہان پہونچکر اہل فارس کو خوب دبایا۔ قرار واقعی اونکی سرکوبی کی۔ زیاد کی حکومت اور حکمت عملی و تدابیر و انتظامات مناسب سے اہل فارس سیدھے ہو گئے۔ انہون نے یہہ طریقہ رکھا کہ جس پرگنہ مین مفسدونکو پایا اونکے سر پر منتخب شدہ لوگ بھیجے اور ملکی لوگونسے ایک سے دوسرے کو گوشمالی دلوائی اور اس طرح اپنا رعب داب جمالیا کہ وہی لوگ آپس کے عیب زیاد پر ظاہر کر دیتے بعضے اس درجہ خائف ہوے کہ ملک چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے اور بعضے ایسے مطیع و فرمانبردار بن گئے کہ اپنے ملک والونکو انکی خوشی و رضامندی مین قتل کر ڈالا۔ ایرانیون کا جوش و خروش جو مثل طوفان ہمندر کے تھا اور جسکی ترقی کے خوفناک آثار نمایان ہو چلے تھے اپنی تیغ آبدار سے فرو کیا۔ پھر کرمان پہونچکر وہان بھی ایسا ہی انتظام کیا۔ بعد ازان فارس واپس آے اور اصطخر مین مقیم ہوے۔ اصطخر کے قریب قلعہ سنگین موسوم بہ قلعہ زیاد تعمیر کیا۔ اسی قلعہ مین کسی زمانہ مین منصور لشکری سکونت پذیر ہوا ہے جبسے اسکا نام قلعہ منصوریہ ہو گیا۔

بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ بن عباس رضہ نے زیاد کے فارس پر بھیجنے کی راے جناب علی رضہ کو دی تھی۔

زیاد کی والدہ سمیہ مقام زندورد علاقہ کسکر کے باشندہ دہقانی کی لونڈی تھی۔ اتفاقاً وہ دہقان بیمار ہوا۔ حارث بن کلدہ ثقفی جو پیشہ طبابت کرتے تھے علاج کیواسطے

بلایا۔ انکے علاج سے اچہا ہوگیا۔ شکرانہ و نذرانہ مین یہی لونڈی سُمیّہ ہبہ کردی سُمیّہ حارث کے تصرف مین رہی
اس لونڈی سے ابو بکرہ نفیع پیدا ہوے۔ اسی سُمیّہ سے نافع پیدا ہوے۔ جب غزوہ طائف ہوا
وقت محاصرہ طائف کے حارث نے ان دونون کے پیدا ہونیکے بعد سُمیّہ کا نکاح اپنے غلام عبید
نامی سے کردیا تہا۔ اوسی زمانہ مین حضرت ابوسفیانؓ طائف پہونچے اور ابو مریم سلولی کے
گہر اوترے۔ یہہ اوسوقت تک اسلام نہین لامے تہے اور شراب بیچا کرتے تہے۔ ابوسفیان نے بہی
ابہی اسلام قبول نہین کیا تہا۔ ابوسفیانؓ نے رات کو ابو مریمؓ سے کہا۔ دوست کوئی عورت نہین
لاتے۔ میرا تو اسوقت بُرا حال ہے۔ ابو مریمؓ کو اپنے عزیز مہمان کی خاطر داری منظور تہی کہنے لگے
آپکو سُمیّہ پسند ہو تو ابہی حاضر کرون۔ ابوسفیانؓ نے کہا۔ خیر کیا مضائقہ۔ وہی دراز پستان گندی
بودار سہی۔ ابو مریمؓ سُمیّہ کو لے آے۔ ابوسفیان نے اوسکے ساتہہ رات بسر کی سُمیّہ حاملہ ہوگئی
اور سلہ ہجری مین زیاد پیدا ہوے (ابن اثیر)

علامہ مسعودیؒ نے سُمیّہ کی نسبت یہہ لکہا ہے کہ طائف مین ایک محلہ جو بنام حارۃ البغایا
(چکلہ) آبادی سے علیحدہ واقع تہا اور جس جگہہ زنان بازاری رہتی تہین اور حسب رواج
اوسوقت کے ہر ایک کے دروازہ پر ایک پہریرہ نصب ہوتا تہا سُمیّہ بہی اوسی محلہ مین رہا کرتی تہی
اور جو کچہہ آمدنی اسکو وصول ہوتی حارث بن کلدہ ثقفی کے حوالہ کیا کرتی تہی۔

بہرکیف زیاد نے سن شعور کو پہونچکر عقل و تمیز مین نام پیدا کیا۔ حضرت ابو موسیٰؓ جسوقت
خلافت فاروقی مین بصرہ کے عامل تہے زیاد اونکے منشی روبکاری تہے۔ جناب امیر المومنین
عمر فاروقؓ نے بہی زیاد سے کام لیا جسکو یہہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتہہ انجام دیکر حاضر خدمت
ہوے اور مجمع عام مین بکمال فصاحت و بلاغت ایک خطبہ پڑہا جسکو سنکر حاضرین دنگ رہ گئے
اور سب نے انکے علم و لیاقت کا اقرار کیا۔ پہر خلافت مرتضوی مین یہ عبد اللہ بن عباسؓ کے ہمراہ

مثل ایک نائب یا مددگار رہے اور بصرہ سے گورنر فارس مقرر ہوکر اوس طرف چلے گئے
زیاد کی کارگذاری اور ہوشیاری پر حضرت معاویہؓ نے بہت کچھ چاہا کہ انکو کسی حیلہ سے اپنی
طرف کرلین مگر خلافت مرتضوی مین نہو سکا۔ بلکہ زیاد اور جناب معاویہؓ مین کسیقدر کدورت رہی
سنہ ۴۲ھ عہد خلافت امیر معاویہؓ مین زیاد نے مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی سے کہا۔ مین تمکو بیس ہزار
درم انعام دونگا میرے اور معاویہؓ کے میل کرادو۔ معاویہؓ میری نسبت اسقدر اقرار کرلین کہ
زیاد ابوسفیانؓ کا بیٹا ہے۔ مصقلہ نے اس مین کوشش کی۔ جناب معاویہؓ نے بہی زیاد کے ملانیکی
اس سے بہتر کوئی صورت نہ پائی لہذا زیاد ابوسفیانؓ کے بیٹے مشہور کردیے گئے۔ پہر زیاد نے
ام المومنین عائشہ صدیقہ کے نام خط لکہا اوسکا عنوان من زیاد بن ابی سفیانؓ لکہا۔ غرض یہہ
تہی کہ اسکے جواب مین اگر ام المومنینؓ من عائشہ الی زیاد بن ابی سفیانؓ لکہدینگی تو
ایک سند ہاتہہ آجائیگی مگر اس امید کے خلاف ام المومنینؓ نے انکو خط لکہا جسکا سرنامہ یہہ تہا۔
من عائشۃؓ ام المؤمنین الی ابنہا زیاد۔ یعنی یہہ خط ام المومنین کی طرف سے بنام
اونکے بیٹے زیاد کے ہے۔

جب زیاد امیر معاویہؓ کے بہائی مشہور ہوگئے تو اسکے بعد حج کرنا چاہا۔ ابوبکرہؓ جو زیاد کے
سوتیلے بہائی ہین انکا قصد حج معلوم کرکے انکے گہر آے اور انکے بیٹے سے کہا۔ تم اپنے باپ سے کہدینا
کہ تم حج کرنے جاتے ہو وہان ضرور جناب ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے ملوگے۔ اگر وہ
راضی خوشی سے تم سے پیش آئین اور تم کو گہر مین بلالین تو جناب رسول خدا کی شان مین بڑی
رسوائی و ذلت ہوگی اور اگر تمکو گہر مین نہ گہسنے دیا تو تمہاری فضیحت و بدنامی ہے پہر تمہارے
مخالف اور بہی تمہاری تکذیب کرینگے اور تمکو سخت ندامت ہوگی۔ اسکو خوب سوچ سمجہ لو پہر
حج کو جاؤ۔ زیاد نے اس معاملہ مین غور کیا اور حج کو نہ گئے۔

غرض اس زمانہ سے زیاد قریش مین داخل ہوگئے۔ انکے بھائی ابوبکرؓ ثقفی تھے۔ وہ اسی لقب سے مشہور رہے۔ عہد خلافت عہدی تک ان دونون کی اولاد بھی اسی نام سے مشہور تھی سنہ ۱۶۰ھ مین اولاد زیاد کا نام دفتر قریش سے خارج کیا گیا۔

سنہ ۳۹ھ مین ام المومنین جناب میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بمقام سرف انتقال فرمایا یہہ منجملہ اتفاقات عجیبہ ہے کہ انکی اسی مقام مین شب عروسی بھی ہوئی ہے۔ آپکی قبر معروف و مشہور ہے۔ (تاریخ امام یافعیؒ)

علی اختلاف الروایات ابومسعودؓ انصاری بدری نے اسی سنہ مین وفات پائی۔ یہ جنگ بدر مین شریک نہین ہوی بلکہ مقام بدر مین اقامت پذیر ہوے اسواسطے بدری مشہور ہین۔ انکا سلسلہ اولاد منقطع ہے (ابن اثیر) امام یافعیؒ کے نزدیک انکی وفات سنہ ۴۰ھ مین ہے۔

جناب امیر المومنین علیؓ نے قبل خلافت جسقدر حج کئے ہون اونکی تعداد معلوم نہین مگر آپکو اپنے عہد خلافت مین کسی سال حج کرنے کا موقع نہ ملا کیونکہ پورا زمانہ آپکی خلافت کا جنگ و جدال مین گذرا۔ (تاریخ خمیس)

سنہ ۴۰ھ بسر بن ابی ارطاۃ

جناب معاویہؓ نے تین ہزار کی جماعت سے بسر بن ابی ارطاۃ کو جانب حجاز و یمن روانہ کیا۔ بسر عامر بن لوی کے خاندان سے قریشی نسب ہین۔ اول یہہ مدینہ مین آے۔ اسوقت یہان کے عامل حضرت ابوایوب انصاریؓ تھے۔ بسرؓ کا نام سنتے ہی یہہ مدینہ چھوڑکر کوفہ کی جانب چل دیئے بُسر بغیر مزاحمت احدی مدینہ منورہ مین داخل ہوے کسی کو قتل نہین کیا سب سے پہلے بسر نے جو کام یہان کیا وہ یہہ ہی کہ آتے ہی مسجد نبوی مین داخل ہوے اور منبر پر چڑھکر با واز بلند پکارے۔ اے قبائل دینار۔ نجار۔ زریق۔ (افسوس) میرے سردار شیخ جناب عثمانؓ کدھر گئے

(رہے) کل تک وہ یہان تھے۔ بخدا اگر امیر معاویہؓ سے قول کرکے قسم کہا کر نہ آیا ہوتا تو آج مدینہ مین
کسی جوان کو زندہ نہ چھوڑتا پھر بسرؓ نے بنی سلمہؓ کے پاس اپنا آدمی بھیجکر پیغام بھیجا کہ جابر بن عبداللہ
کو میرے پاس حاضر کرو اسی مین تمہاری سب کی بہتری ہے ورنہ ابھی ایک دم مین سب کو مار ڈالونگا
حضرت جابرؓ ام المومنین جناب ام سلمہؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ آپکی کیا رائے ہے
بسرؓ مجھکو امیر معاویہؓ کی بیعت کے واسطے بلاتے ہین مگر درحقیقت اونکی بیعت گمراہی کی بیعت ہے
اگر مین انکار کرتا ہون تو مجھکو جان کا اندیشہ ہے۔ اس صورت مین جیسا ارشاد ہو تعمیل کرون
آپنے جواب دیا میرے نزدیک صلاح وقت یہی ہے کہ بیعت کرلو۔ جان بچانا فرض ہے۔ مین نے
بھی اپنے لڑکے عمر اور اپنے داماد ابن زمعہ کو حکم دیدیا ہے کہ بیعت کرلین اور اپنی جان بچائین۔
حضرت ام سلمہ کی صاحبزادی زینب ابن زمعہ کے نکاح مین تہین حضرت جابرؓ آپسے اجازت پاکر
بسر کے پاس گئے اور اوسے بیعت کرلی۔ پھر بسر نے مدینہ کے مکانات مسمار کرادیئے اور مکہ کا
رخ کیا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ مکہ مین مقیم تھے بسر کے خوف سے بھاگ گئے۔ بسر نے اہل مکہ سے جبرًا
بیعت لی۔ بعدہٗ یمن کی طرف گئے۔ یہان جناب امیر المومنین علی کی طرف سے حضرت عبیداللہ بن
عباس عامل تھے وہ بھی قبل پہونچنے بسر کے اپنی جان لیکر کوفہ چلے گئے۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے
انکی جگہہ عبداللہ بن عبدالمدان حارثی کو عامل کرکے روانہ فرمایا۔ بسر جسوقت یمن مین داخل ہوے
ہین نئے عامل کو پایا۔ اوسکو قتل کیا اور اوسکے ایک بیٹے کو مار ڈالا حضرت عبیداللہ بن عباس
کے دو کمسن بچے عبدالرحمن۔ قثم کو بھی قید کرلیا۔ یہہ دونون بچے جنگل مین ایک شخص کنانی
کے پاس رہتے تھے۔ بسر نے انکو قتل کرنا چاہا۔ کنانی نے کہا۔ ان معصوم بے گناہ بچونکو کسواسطے
قتل کرتے ہو۔ للہ انکی جان بخشی کرو اور اگر انکو مارنا ہی ہے تو انکے ساتھہ مجھکو بھی قتل کر ڈالو۔
بسر نے پہلے کنانی ہی کو مارا پھر دونون بچے تیغ ظلم سے شہید کئے۔ ایک روایت مین ہے کہ

کنانی نے تلوار لیکر بسر کا مقابلہ کیا اور دونوں لڑکونکی حفاظت مین لڑتے رہے اور کہتے جاتے تھے
وہ شیر دہ رہے جو اپنے گھر مین آنے والونکو روکے اور اپنے ہمسایہ کے قریب برہنہ شمشیر لیکر اونکی
حفاظت مین مستعد رہے"۔ آخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ بسر نے اون معصوم بچونکو قتل کرنا چاہا
قبیلہ کنانہ کی عورتین جمع ہوگیئن اور دہائی فریاد مچائی۔ ایک عورت اونمین سے بولی۔ تو بڑے
مردونکو مارا۔ ناحق ناروا ذبح کیا۔ اگر تیرے نزدیک قصور تھا تو مردونکا
تھا۔ ان بھولے بھالے۔ اپنی مان کے لاڈلے بچون کی کیا خطا ہے۔ ہاے۔ ان کی مان کا کلیجہ
کیسا کلپیگا۔ اے کمبخت۔ خدا کے غضب سے ڈر۔ آہ۔ ان معصوم بچونکے قتل سے درگذر۔ تیرے
سامنے بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہونگے۔ اے بیدرد۔ برلے خدا اپر ترس کہا۔ خدا کی قسم۔
کبھی کسی زمانہ مین نہ جاہلیت کے وقت نہ اسلام مین بچے اس طرح سے مارے گئے۔ پروردگار کی قسم
اے ابی ارطاۃ کے لڑکے۔ اب تجھپر شامت سوار ہونے والی ہے سب کا حاکم و منصف اپنا
غضب تجھپر نازل کرنے والا ہے۔ دیکھہ خدا کی حجت و الزام تجھپر قائم ہوا چاہتا ہے۔ اے نادان
ناعاقبت اندیش خدا کی قسم چھوٹے بچون اور بوڈھے مردونکے قتل کا بڑا گناہ ہے۔ افسوس
رحم و ترس دلونسے اوٹھہ گیا یہی ظالم بادشاہ کی تباہی کے سامان ہین"۔ غریب عورتین ہزار
چیختی چلاتی سرپٹکتی رہین مگر بسر نے کچھہ خیال نہ کیا۔ بیگناہ بچونکو قتل کر ڈالا۔ پھر شیعان علی جسقدر
یمن مین ہاتھہ لگے تقریباً سب کے سب قتل کر ڈالے۔

جناب علی مرتضیٰؑ اس ہنگامہ ظلم و ستم کو سنکر نہایت درجہ پر غضب ہوے۔ جاریہ بن قدامہ
سعدی اور وہب بن مسعود کو دو ہزار سپاہیونکے ساتھہ بسر کی گوشمالی پر روانہ فرمایا۔ یہ لشکر
نجران پہونچا۔ جسقدر عثمانی انکے ہاتھہ آے انھون نے معاوضہ خون شیعان علیؑ اونکو قتل کیا۔
بسر آمد لشکر اہل عراق سنکر بھاگے۔ اپنے ہمراہیون کو بھی ساتھہ لیا۔ جاریہ نے انکا تعاقب کیا

بسر تو نکل گئے اور جاریہ مکہ پہونچے (ادہر جناب امیر المومنین علیؑ نے شہادت پائی) اہل مکہ سے کہا۔ امیر المومنین کی تجدید بیعت کرو۔ انہون نے جواب دیا۔ امیر المومنین تو شہید ہوے اب کسکی بیعت کرین۔ جاریہ نے کہا۔ اصحاب علیؑ نے جسکی بیعت کی ہو تم بہی اوسیکے ہاتہہ پر بیعت کرلو۔ اہل مکہ نے ڈر کر جاریہ کے ہاتہہ پر بیعت کرلی پہر جاریہ مدینہ منورہ مین آے۔ یہان بسر کی وجہ سے ایک بدامنی پہیلی ہوئی تہی پیش امام آج کل حضرت ابو ہریرہؓ تہے۔ یہہ جاریہ کے ڈر سے بہاگ گئے۔ جاریہ نے کہا۔ اگر اسوقت مجہکو ابو ہریرہ ملتے تو مین اونکو ضرور قتل کرتا اور اہل مدینہ سے کہا حضرت امام حسنؑ سے بیعت کرلو۔ لوگون نے انسے بیعت کرلی۔ جاریہ ایک دن مدینہ مین قیام کرکے کوفہ واپس گئے۔ انکے جانیکے بعد حضرت ابو ہریرہ مدینہ مین آگئے اور بدستور سابق امامت کرتے رہے۔

حضرت عبید اللہ بن عباسؓ کی بیوی (جنکے دونون بچے مارے گئے) کا نام ام الحکم جویریہ بنت خویلد بن قارظ ہے اور بعض کہتے ہین کہ اونکا نام عائشہ بنت عبد اللہ بن عبد المدان ہے انکو اپنے دونون بچونکا قتل ہونا سنکر جنون ہوگیا عقل وہوش جاتے رہے اکثر اوقات بیخود عالم تحیر مین خاموش رہتین کسیوقت ہوش آتا تو چند اشعار مرثیہ غم فرزندون مین ان کے ورد زبان ہوتے اور نہایت سوز وگداز سے حسرتناک لہجہ مین پڑہا کرتی تہین۔

جناب امیر المومنین علیؑ کو بہی اون بچونکے قتل ہونے سے سخت رنج ہوا۔ آپنے بڑا افسوس کیا اور بسر کے حق مین بد دعا فرمائی "خداوندا! بسر کی عقل سلب کرلے" چنانچہ آپکی بد دعا سے بسر سڑی سودائی ہوگئے۔ اگر انکو تلوار مل جاتی تو قتل عام مین مصروف ہوتے۔ لوگونسے تلوار مانگتے تہے مگر کوئی نہ دیتا تہا۔ البتہ انکے جی بہلاتے اور جوش جنون کم کرنیکو یہہ ترکیب کیجاتی تہی کہ ایک لکڑی کی تلوار دیدیتے تہے اور انکے سامنے ایک مشک ہوا بہر کے ڈال دیتے تہے۔ یہ اوس مشک کو

حملہ کرتے اور حالت دیوانگی مین پیترے بدل بدل کر خوب ہاتہہ جاتے تہے۔ بس یہہ اونکا مشغلہ تہا۔ تا آخر حیات اسی حالت مین رہے۔

روایت ہے کہ جب امیر معاویہؓ کو خلافت ہوگئی تو ایک مرتبہ حضرت عبید اللہ بن عباسؓ امیر معاویہؓ کے دربار مین تشریف لیگئے۔ بسر بہی وہان موجود تہے۔ حضرت عبید اللہؓ نے بسر سے کہا جسوقت تم نے میرے بچونکو قتل کیا ہے۔ اگر قدرت خدا سے مجہکو زمین مثل کسی درخت کے تمہارے پاس اوگاتی تو مین بہت خوش ہوتا (تمکو ظلم کا مزہ چکہاتا) بسر نے کہا۔ اب سہی۔ لو یہ میری تلوار ہے حضرت عبید اللہؓ نے ہاتہہ بڑہا کر تلوار اوٹہانا چاہا کہ حضرت معاویہؓ نے تلوار پکڑ لی اور بسر سے ڈانٹ کر کہا۔ کیا غضب کرتے ہو۔ خدا تمکو ہلاک کرے۔ بوڑہے ہو کر سٹہیا گئے۔ اگر انکو تلوار مل جاسے تو پہلے میرے ہی اوپر ہاتہہ صاف کرین۔ عبید اللہؓ نے کہا۔ بیشک یہی ہو پہلے آپ کو ختم کرون پہر بسر کو۔ بعض کہتے ہین کہ بسر کا حجاز مین جانا ۴۲ھ مین ہے۔ یہ مدینہ مین ایک ماہ کامل مقیم رہے جس کیسکی نسبت معلوم ہوتا کہ یہہ عثمانؓ کی شہادت مین شریک ہوا ہی فوراً اوسکو قتل کر ڈالتے۔

اسکے بعد حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان صلح ہوگئی اور یہہ شرط ٹہیری کہ ملک عراق مین جناب علیؓ کی حکومت رہے اور ملک شام کے حاکم جناب معاویہؓ رہین قبل صلح کے طرفین سے خط و کتابت رہی بعدہٗ مصالحت ہوگئی۔

علٰحدگی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ از حکومت بصرہ

گو جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بہت چاہتے اور اونکی عزت کرتے تہے مگر باوجود اسکے اونکو کسی جگہہ کا عامل نہین کیا ایک دن فرمانے لگے۔ میرا جی چاہتا ہی کہ

آپکو کسی ملک کا والی کردون مگر اندیشہ یہہ ہے کہ آپ خراج و محاصل ملک مین بدلیل و حجت اپنا حق سمجھکر تصرف و تغلب کرینگے۔ لیکن جناب امیر المومنین علیؑ نے اپنے عہد حکومت مین شروع زمانہ ہی سے انکو بصرہ کا عامل کردیا اور وہ خوف جو جناب فاروقؓ کو انکے عامل کرنے سے روک رہا تہا۔ ظاہر ہوا۔ ابن عباسؓ نے اموال غنیمت کو اپنے واسطے جائز رکہا بلکہ اپنے کو اوسکا حقدار و حصہ دار سمجھے۔ آپکی دلیل یہہ آیت تہی۔ واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذوی القربیٰ۔ (عقد الفرید)

خمس غنیمت جو نکالا جاتا ہے اوسمین صرف تین حصہ ہوتے ہین اور اوسکے مستحق و مصرف مسکین۔ یتیم۔ مسافر ہین۔ اہل قرابت آنحضرتؐ اگر فقیر و محتاج ہون تو مقدم ہونگے۔ اگر غنی مالدار ہین تو کچہہ نہ ملیگا۔ باقی رہا یہہ کہ آیت مین اللہ تعالیٰ کا نام اور آنحضرتؐ کا حصہ بہی ہے تو خدا کا نام محض تبرک ہے اور آنحضرتؐ کا حصہ تا حین حیات تہا بعد وفات ساقط ہوگیا۔ (پس خمس کے تین حصے ہونگے جسکے مسکین۔ یتیم۔ مسافر۔ حقدار ہین) یہہ مذہب امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک خمس کے پانچ حصہ ہونگے۔ تین کے پانے والے تو اوپر مذکور ہوے چوتہا حصہ ذوی القربیٰ۔ یعنی بنی ہاشم۔ بنی مطلب کو ملیگا اور پانچوان حصہ جو رسول کے نام کا ہے وہ خلیفہ وقت پاویگا۔ انکی دلیل یہہ ہے کہ آنحضرتؐ نے خمس خیبر سے ذوی القربیٰ کو بہی دیا۔ حضرت عثمانؓ اولاد عبد شمس سے ہین اور حضرت جبیر بن مطعم اولاد نوفل سے۔ ان دونون نے عرض کیا کہ ہم بنی ہاشم کی فضیلت کے منکر نہین مگر بنی المطلب سے ہم کسی طرح کم نہین ہین۔ کیا وجہ ہے جو ہم محروم ہے۔ ارشاد ہوا۔ بنی المطلب مین ایک خصوصیت ہے جاہلیت مین بہی مجہسے جدا نہ ہوے تہے جیسا کہ اب اسلام مین میرے ساتہہ ہین اور میری اونکی مثال (ایک ہاتہہ کی اونگلیان دوسرے ہاتہہ کی اونگلیون مین داخل کرکے فرمایا) ہمیشہ سے

اس طرح ہے۔ امام شافعیؒ بر بناء دلیل ہذا ذوی القربیٰ کا حصہ بھی قائم رکھتے ہین۔ احناف جواب دیتے ہین کہ اونکو استحقاق بوجہ نصرت و صحبت نبوی کے تہا وہ آپ کی وفات سے منقطع ہو گیا ہان ذوی القربیٰ اگر فقیر محتاج ہون تو اونکو دیا جاوے کیونکہ انکو زکوٰۃ نہین دیجاتی درصورت محتاجی کے خمس مین سے بعوض زکوٰۃ دیا جاوے گا (شرح وقایہ)

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عہد رسالت مین خمس کے پانچ حصے ہوتے تہے۔ ایک حصہ خدا اور اوسکے رسول کے نام کا۔ ایک ذوی القربیٰ کا۔ تین حصے یتیم۔ مساکین۔ محتاج مسافر کی پہر حضور کے بعد حضرات ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے زمانون مین صرف تین حصے ہوتے رہے حصہ رسول اور حصہ ذوی القربیٰ ساقط ہو گیا۔ خلافت مرتضوی مین بھی ایسا ہی دستور تہا۔ آپ کی رائے تہی کہ ذوی القربیٰ کا حصہ رکھا جاوے مگر حضرات شیخینؓ اور جناب عثمانؓ کے خلاف کرنا پسند نہ کیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ حصہ ذوی القربیٰ کے ہم حقدار ہین حضرت عمرؓ نے حکم دیا تہا کہ اس خمس مین سے بے شوہر والی عورتون کے نکاح مین صرف کرین۔ قرضدار کا قرض ادا کرین مگر ہم نے چاہا کہ بغیر ان ضروریات کے بھی ہم کو ملنا چاہیئے جناب عمرؓ نے یہ جائز نہ رکھا۔

امام ابوحنیفہؒ اور اکثر فقہا و احناف کا یہی مذہب ہے کہ خلیفہ وقت کو تقسیم غنیمت مین مسلک خلفاء اربعہؓ اختیار کرنا چاہیئے۔ (کتاب الخراج قاضی ابو یوسفؒ)

مؤلف۔ معلوم ہوا کہ تقسیم خمس مین اختلاف ہے۔ ابن عباسؓ کا مذہب یہی ہے کہ ذوی القربیٰ کا حصہ نکالنا چاہیئے اسی بنا پر اونہون نے خمس مین تصرف کیا لیکن یہہ خلفاء ثلثہ کے خلاف تہا اور جناب علیؓ بھی مخالفت اونکی پسند نہ فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کے بصرہ چھوڑنے کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز یہ ابو الاسود

کیطرف ہوکر گذرے اور کسی امر پر ناراض ہوکر اونکو جہڑکا اور کہا اگر تم چارپایون مین ہوتے
تو اونٹ ہوتے اور اگر جانور چرانا تمہارے سپرد کیا جاتا تو تم بوجہ جہالت و نادانی کے چراگاہ
تک نہ پہونچ سکتے۔ ابوالاسود نے امیرالمومنین علیؓ کی خدمت مین انکی شکایت مین یہ عرضداشت
ارسال کی۔ آپکو خداوند تعالیٰ شانہ نے حاکم امانت دار۔ اوسکی مخلوق کا چرواہا نگہبان بنایا ہی۔ ہمنے
آپ کو ہر طرح آزمایا۔ آپ کو امانت داری و دیانت مین کامل پایا۔ ہم لوگونکے ہاتھہ جو کچہہ فتوحات
واموال غنیمت حاصل ہوتے ہین وہ ہمین لوگونکو آپ دیدیتے ہین۔ اونکے مقدمات مین
کسی سے رشوت نہین لیتے۔ آپکے ابن عم بخلاف روش آپکے جو اونکے ہاتھہ لگا اپنا سمجھکر کہا
گئے۔ مجھکو اونکی یہہ کارروائی آپسے چھپانا مناسب نہ تھی لہذا ظاہر کردی۔ اب آپکو اختیار ہے
اور جیسا مجھکو حکم ہو تعمیل ارشاد مین حاضر ہون۔ امیرالمومنین نے اسکا جواب یہ لکھا۔ تمہاری
تحریرات مرحومہ کی خیرخواہی کی ایک عمدہ نظیر ہے۔ حاکم وقت امام۔ والی طالب حق ظلم سے
پرہیزگار کے واسطے نیک صلاح ہے۔ تمہاری رپورٹ کے بموجب مین نے ابن عباسؓ کو لکھا
ہے۔ تمہارا نام پوشیدہ رکھکر اوسے استفسار کیا ہے۔ جو کچہہ حالات اونکے تمکو معلوم ہوتے
رہین مجھکو لکھتے رہنا خصوصاً جو امر باعث رفاہ خلق اللہ ہو اوسکی اطلاع خلیفہ وقت کو کرنا ہر مسلمان پر
واجب ہے۔ دوسرا پروانہ ابن عباسؓ کے نام تہا۔ مجھکو تمہاری بابت خبرین پہونچی ہین کہ جو کچہہ تمہارے
قبضہ مین مال تہا وہ سب تم نے ہضم کرلیا۔ زمین ویران کردی جسقدر محاصل و خراج آیا۔ تم نے
اوسکو اپنا سمجھکر اوسمین تصرف مالکانہ کیا۔ درحقیقت اگر یہہ خبر صحیح ہے تو بیشک تم نے بیجا کیا۔
اللہ تعالیٰ کو ناخوش کیا۔ امانت کو برباد کیا۔ اپنے امام کی نافرمانی۔ مسلمانون کے مال مین خیانت
روا رکھی۔ تم اپنا حساب و کتاب جمع خرچ میرے پاس بہیجو۔ یہہ خوب یاد رکھو کہ دنیا کا حساب
آسان ہی۔ خدا کے گہر جو کل حساب ہوگا وہ بڑا سخت ہے۔ ابن عباسؓ نے اسکے جواب مین لکھا

میری نسبت جو کچھہ خبرین آپکو پہونچی ہین وہ سراسر غلط ہین۔ آپ کسی پر توجہ نہ فرمائیے۔ جو کچھہ میرے قبضہ و تحت مین ہے مین اوسکا حافظ ہون اور میرے پاس سب موجود ہے۔

جناب علی مرتضی رضؓ نے اس خط کے جواب مین لکھا مین تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا تاوقتیکہ مجھپر یہہ ظاہر نہ کردوگے کہ تمنے جزیہ مین سے کسقدر اور کس کس علاقہ سے وصول کیا اور اوسکے مصارف بالتفصیل کیا ہین۔ خدا سے ڈرو۔ یہہ مال تمہارے پاس امانت ہے اور تم اوسکے محافظ ہو یہہ مال دنیا جسکو تمنے لیا ہے قلیل مقدار ہے مگر اسکا تاوان وبال آخرت بہت بڑا اور بھاری ہے۔ (عقد الفرید وابن اثیر)

ابن عباس رضؓ نے یہہ خط پڑھکر خیال کیا کہ امیر المومنینؑ کسی طرح باز نہ رہین گے لہذا حکومت بصرہ سے الگ ہو جانا ہی مناسب ہے۔ بس ایک آخری خط آپ کی خدمت مین روانہ کرکے خود یہانسے روانگی کی تیاری کی۔ وہ خط یہہ ہی۔ آپکے پروانجات جو میرے نام آئے اونسے بخوبی روشن ہو گیا کہ آپکو میری نسبت جو خبرین مال اوڑانے کی پہونچی ہین وہ آپکے نزدیک بدرجہ تحقیق ثابت ہین۔ اون اخبار کی رو سے آپ مجھکو مال اوڑانے کی قصور مین گنہگار سمجھتے ہین واللہ مین اس حکومت سے دست بردار ہوتا ہون قسم خدا کی۔ مسلمانونکی خونریزی ہوکر مجھکو حکومت ملے اور تمام روئے زمین کے پہاڑ اور جنگل میرے واسطے سونا ہو جاوین تو مجھکو ہرگز پسند نہین۔ آپ یہان جسکو چاہین مقرر فرمائین مین تو اب کوچ کرتا ہون۔ والسلام۔ بروایت ابن خلدون اوس خط کے یہ الفاظ ہین مین آپکے مطلب کو سمجھہ گیا۔ مین ایسی گورنری نہین چاہتا جسکو آپ مناسب سمجھیے بھیجدیجیے۔ یہہ مال جو مین نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہے وہ میرا ہے اور مجھے اوس کے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے۔

قبل روانگی کے جناب ابن عباس رضؓ نے بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ (ننہالی قرابت داروں

کو بلاکر اونسے مدد چاہی کہ اپنی حفاظت سے مکہ معظمہ تک پہونچا دین حسب خواہش آپکے ضحاک بن
عبداللہ ہلالی آے - انکے ساتہہ زرین بن عبداللہ بن زرین اسی قبیلہ کے شجاعان زمانہ سے
تہے - ان دونون نے وعدہ کیا کہ ہم آپکی جان و مال کی حفاظت جان سے کرینگے - انکے کہنے پر جملہ بنی ہلال
آپکے ساتہہ ہوے - بنی ہلال نے کہا کہ ہوازن کو ہم کس طرح چہوڑ سکتے ہین اونکو بہی ہمراہ لینا
چاہیئے - علی ہذا القیاس ہوازن نے بہی کہا - بغیر بنی سلیم کے ہمکو چارہ نہین غرض یہ دونون
قبیلہ بہی متفق ہوے - بنی قیس بہی آکر مل گئے اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف پوری جماعت
ہوگئی - بروایت ابن اثیر سب مال لے لیا اور بروایت عقد الفرید کل بیت المال کہ چہہ لاکہہ تعداد تہا
لیکر خرچیون اور شلیتونمین بہرا - ابن عباسؓ نے فرمایا - یہہ سب ہمارا مال ہے جو جمع ہوتا گیا
اور ہم نے اس مین سے کچہہ نہین لیا تہا جب بصرہ سے نکل گئے تو اہل بصرہ نے آپکا تعاقب
کیا - بمقام طُف جو بصرہ سے چار فرسنگ ہے آپکو جا لیا اور مال لیجانے پر مزاحمت کی - قبیلہ قیس
نے کہا خبردار - اس مال سے ہاتہہ نہ لگانا - جبتک ہم لوگون سے ایک آنکہہ بہی کہلی رہیگی تم
لوگ اسپر قبضہ نہین پا سکتے - صبرہ بن شیمان حدانی بصری و بروایت عقد الفرید حمزہ سردار قبیلہ
ازد نے کہا - بہائیو - انسے متعرض نہو - بنی قیس ہمارے بہائی ہین - ہمارے ہمسایہ - ہمارے
مددگار - وقت پر ہماری طرف سے ہمارے دشمن سے لڑنے والے - اب انکی خاطر رکہو یہ مال اگر
ملا بہی اور انسے بگاڑ ہو کر ملا تو کیا خوبی ہے - یہہ لوگ مال کی نسبت ہمارے واسطے بہتر ہین -
صبرہ کے کہنے سے اہل بصرہ واپس چلے گئے - بکر بن وائل اور عبد القیس بہی انکے متفق ہوے -
اور تعرض نہ کیا مگر بنو تمیم نے کہا - بخدا - ہم انکو مال نہ لیجانے دینگے اگر خوشی سے نہ دینگے تو ہم لڑینگے احنف بن
قیس نے منع کیا اور کہا انسے لڑنا مناسب نہین - انکو مال لیجانے دو - بہلا یہہ تو خیال کرو کہ جو لوگ
انسے رشتہ مین دور تہے وہ تو کچہہ بولے نہین تم باوجود قرب رشتہ کے انسے لڑتے ہو - اگر تم

میرا کہنا نہین مانتے تو تمکو اختیار ہی۔ مین تم سے الگ ہوتا ہون۔ یہہ کہکر احنف بن قیس واپس ہوگئے۔ بنو تمیم باوجود ممانعت کے نہ مانے۔ انہین سے ابن محدبہ نامی نے بڑھکر حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہیون پر حملہ کیا۔ اودہر سے ضحاک بن عبداللہ نکلے اور ابن محدبہ کے شانہ پر نیزہ کا ایک زخم لگایا جس سے وہ گر پڑے پہر انکو چہوڑ دیا۔ پہر بنو تمیم سے سلمہ بن ذویب سعدی نے ضحاک پر حملہ کیا۔ انہون نے سلمہ کو بہی زخمی کر دیا۔ غرض اس گیر و دار مین چند آدمی زخمی ہوے مگر کوئی جان ضائع نہ ہوئی۔ ازدی اور دیگر قبائل جو بلا مزاحمت واپس ہونے کو تہے جب انہون نے دیکہا کہ بنو تمیم لڑنے لگے تو آپس مین کہا۔ یہہ تو کچہہ نہ ہوا۔ ہم نے انکو بلا جدال و قتال چہوڑ دیا مگر بنی تمیم تو لڑتے ہین انکو بہی روکنا چاہیئے۔ یہہ کہکر بنی تمیم کو لڑنے سے روک دیا اور کہا۔ یہہ بڑی کمینگی اور دنائت طبع ہے کہ ہم نے تو تمہارے بنی اعمام کے واسطے مال چہوڑ دیا اور تم باوجود قرابت رشتہ دار ہونیکے مال پر لڑ رہے ہو۔ ہماری سخاوت اور عالی ہمتی دیکہو کہ مال کی کچہہ پرواہ نہین کی۔ انکو جانے دو اور اب انکے جان و مال سے متعرض نہو۔ بہر کیف بنو تمیم کو سمجہا کر پہیرا اور سب کے سب بصرہ واپس آے حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہ چند اشخاص بنی قیس کے رہگئے جن مین ضحاک بن عبداللہ اور عبداللہ بن رزین بہی تہے یہانتک کہ سفر طے ہوا اور حضرت ابن عباسؓ بخیریت تمام نہایت آرام و بیفکری سے ملک حجاز مین داخل ہوے اور مکہ معظمہ مین پہونچ گئے۔

جناب امیر المومنین علیؑ کو انکا مکہ معظمہ مین آنا معلوم ہوا۔ آپنے انکو خط لکہا جسمین بہت کچہہ وعظ و نصیحت درباب اخذ مال تحریر فرمائی جسکے جواب مین ابن عباسؓ نے لکہا کہ آپکے نزدیک مین نے بڑا قصور کیا کہ بیت المال سے نقد لیا حالانکہ میرا حق بیت المال مین بہت کچہہ ہے اور مین نے اپنے حق مین سے بہت ہی قلیل لیا ہے۔

قصیہ یاران ابن سبا۔ وحیلہ فرمودن جناب علی آن ایشان را نبند مدائن

اس فرقہ کی ابتدا عہد خلافت عثمانی رضؓ سے ہوئی اور جناب خلیفہ ثالثؓ کی شہادت اسی گروہ کی
سازش سی ہے۔ عہد مرتضوی مین ان لوگون نے دوسرا رنگ بدلا۔ جناب امیر المومنین علیؓ کی
زمرہ احباب باصفا و یاران باوفا مین داخل ہو کر اپنے کو یہ لقب شیعان علیؓ ظاہر کیا اور اس
ترکیب سے ازبس خوش ہوے۔ انکو پورا موقع ہاتھ آیا کہ اس ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلین اور جو
عقائد فاسد خلاف اہل اسلام اپنے دلون مین عرصہ سے پوشیدہ رکہتے تہے اونکے ظاہر
کرنے کا مناسب وقت سمجھے۔ جناب ذی النورین کی شہادت سے جو عام دلونمین ان بدذاتون نی
شورش ڈال دی تہی اور وہ آتش فتنہ جس نے عالمگیر ہو کر ایک زمانہ کو اضطراب مین ڈال دیا تہا
اور اب حضور مرتضویؓ کی روشن راے اور مناسب تدابیر کے پانی سے قریب تہا کہ بجھ جاتی اپنی
پوشیدہ شرارت سے نہ بجھنے دی بلکہ اوسکے شرارے چارسوئے عالم مین پہیلا دیئے۔ تفصیل اسکی یہہ
ہے کہ انکا پیشوا امام عبداللہ بن سبا یہودی یمنی صنعانی۔ آستینین چڑہا کمر باندہ اپنے داؤن
گہات مین ہوشیار ہو بیٹہا۔ اہل فتنہ کے ہر فریق کو اوسکی استعداد اور سمجھ کے لائق تازہ
فریب نیا سبق دینا شروع کیا جس شخص کے مزرعہ دل مین جس شرارت کے نشو ونما کی قابلیت
دیکھی اوسی کا بیج بو دیا۔ عہد مرتضویؓ مین سب سے اول کام اس نے یہہ کیا کہ اپنے مریدین کو
خاندان نبوت۔ اہلبیت اطہار کی محبت واخلاص کی ترغیب دی۔ امیر المومنین کی اطاعت و
فرمانبرداری۔ آپکے احکام پر عمل کرنا۔ آپکے حقوق سب کے حقوق پر مقدم رکھنا۔ آپکے مخالفین سے
انحراف کرنا۔ آپکی محبت شیوہ ایمان سمجھنا ظاہر کیا۔ اس مضمون کو وہ علی الاعلان ہر خاص و عام
کی گوش گذار کرتا تہا۔ یہہ طرز کچھ اس طرح مناسب و موزون واقع ہوئی کہ جملہ مسلمانون نے اسکو

قبول کیا اور سب نے ابن سبا کو ناصح وخیرخواہ دین اسلام مانا۔ اسکے بعد دوسرا جال یہ پہیلایا کہ
حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے وصی۔ ابن عم۔ داماد۔ بعد رسول خدا کے سب سے افضل ہین۔ آیات و
احادیث آپکے فضائل ومناقب مین مع دیگر احادیث موضوعہ کے جنکو اپنی طرف سے گڑھ لیا تہا
لوگون مین بیان کرنا اور انکو شہرت دینا شروع کیا یہانتک کہ ایک گروہ عوام کالانعام اسکی
جادو بیانی سے تفضیل جناب علی مرتضیٰؓ کا قائل ہوگیا جب ابن سبا نے دیکہا کہ اوسکے شاگرد نو
آموز اس سبق مین پکے ہوگئے تو چند معتمدین خاص دوستان باختصاص انتخاب کیے اور انکو
اس امر کی تعلیم دی کہ جناب علی مرتضیٰؓ آنحضرت کے وصی تہے اور آنحضرت نے آپکو صاف الفاظ وصیح
حکم سے خلیفہ کیا۔ قرآن شریف درباب خلافت مرتضوی انما ولیکم اللہ ورسولہ موجود ہے
لیکن صحابہؓ نے غلبہ وظلم سے۔ مکر وحیلہ وچال سے اپنے پیغمبر کی وصیت ضائع کی اور خدا ورسول کی
طاعت سے نکل گئے۔ جناب مرتضیٰؓ کا حق تلف کیا۔ دنیا کی طمع مین دین چہوڑ دیا۔ قضیۂ فدک کو
اپنے مریدین کے سامنے دستاویز ظلم وغصب قرار دیا اور ہر ایک کو یہہ راز مخفی رکہنے کی تاکید
بلیغ کی۔ یہہ بہی سمجہا دیا کہ اگر اتفاقاً لوگون مین تم اس مسئلہ کو چہیڑو اور اونسے گفتگو پیش آئ تو خبردار
میرا نام نہ لینا بلکہ مجہپر تبرا کہنا کیونکہ میری غرض نہ شہرت سے نہ حصول ریاست بلکہ محض خیرخواہی واظہار
حق منظور ہے۔ خوشنودی مولی کا طالب اور اپنی محنت کی مزدوری مین اجر آخرت کا خواستگار
ہون۔ اس وسوسہ شیطانی وکید ابلیسانہ سے جناب امیر المومنین علیؓ کے لشکر مین سب وطعن
لعن و تبرا حضرات خلفاء ثلثہؓ کے حق مین شروع ہوگیا اور آپس مین بحث ومناظرہ کی نوبت پہونچی
تافہم جہال وس کیادکے دام مین آکر اپنی زبان حضرات صحابہ کی برائیون سے آلودہ کرتے تہے
سمجہدار ہوشیار اونکو اس گستاخی وزبان درازی سے روکتے اور منع کرتے تہے۔ جہان دو چار
بیفکرے جمع ہوے کسی نے قصہ فدک چہیڑ دیا۔ دوسرے کان لگاکر سننے لگے۔ کسی نے تائید کی

کسی نے تردید شد شد یہ خبرین جناب علی رض کے گوش حق نیوش مین پہونچین - آپ اونکے عقائد
اور اونکی زبان درازی معلوم کرکے نہایت درجہ ناخوش ہوے - اونکو اس سے روکا - زبانی
وعظ وپند کیا جب نفع نہ دیکھا تو منبر پر خطبہ اور وعظ مین ان لوگونکے عقائد باطلہ کی خوب خوب
تردید فرمائی اور برملا صاف صاف کہہ دیا کہ مین ان لوگونکی محبت سے بیزار ہون - مین انکو کبھی
اپنا دوست خیر خواہ نہین کہہ سکتا - اسپر ہی آپنے کفایت نہ کی بلکہ جو اس گروہ مین سرکش و بدذات
نظر آے اونکو ڈرایا دھمکایا بعضونکو تعزیر و سزا ضرب حد قذف دی اور سخت تاکید فرمائی کہ
خبردار - لشکر مین پھر ہم اس قسم کی باتین نہ سنین ورنہ بُری طرح پیش آئین گے -

ابن سبا نے جب دیکھا کہ یہہ تیر تدبیر ٹھیک پورا نشانہ پر جا بیٹھا اور اہل اسلام کے عقائد حقہ
مین گڑھی ہوے عقائد باطلہ نے پوری پوری مداخلت پیدا کر لی تو نیا شگوفہ چھوڑا - اپنی خاص
و معتمد علیہ شاگردون کو ایک مجلس راز مین یکجا کرکے اوّلاً انسے عہد و پیمان لئے - بعدہٗ چند مسائل
دقیقہ و راز نہفتہ ظاہر کئے جو یہہ ہین " جناب مرتضوی سے وہ خوارق عادات و کرامات صادر ہوتے
ہین جو انسانی قدرت سے خارج اور امکان بشر سے باہر ہین - انقلاب موجودات - غیب کی باتین
ظاہر کرنا - مردونکو زندہ کرنا - حقائق و معارف الٰہی کا بیان - مقدمات و معاملات مین فی الفور
جواب باصواب دینا - تقریر شستہ بالفاظ فصیحہ و عبارات بلیغہ ادا کرنا - زہد - تقویٰ - شجاعت
قوت - وغیرہ وغیرہ - آج تک کسی فرد بشر مین کسی زمانہ مین کسی نے دیکھی یا سنی نہین - تم لوگ جانتے ہو
کہ مجموعہ کمالات و اوصاف کا ایک ذات مین جمع ہونا کسواسطے ہے " سبنے لاعلمی و عجز ظاہر کیا
ابن سبا نے پھر تاکید شدید کی کہ خبردار یہہ اسرار پردہ حفظ و کتمان سے باہر نہ آنے پاوین لوسنو کہ یہہ
سب باتین ایک متنفس مین جمع ہوجانا خواص الوہیت ہین جو جناب علی مرتضیٰ رض سے ظاہر ہوا کرتے
ہین اور بلباس انسانی کمالات خداوندی جلوہ گر ہین - اب یقیناً تم سبکو جاننا چاہئے کہ جناب علی رض

معبود واحد حقیقی ہین انکے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہین۔ (نعوذ باللہ) اسکے بعد اپنی اس تعویز جناب علیؓ کے اقوال و بعض کلمات پیش کیے جو حالت سکر و غلبہ حال مین اکثر اوقات اولیاء اللہ کی زبان مبارک سے نکل جاتے ہین اور اونکو اسکی خبر بہی نہین ہوتی۔ یہ سبق ایسا پکا یاد کرایا کہ اونکے لوح سینہ پر نقش بر سنگ ہوگیا۔

ابن سبا نے یہہ عقائد نہایت چوری چوری سکہا دیتے تہے مگر بمصداق کل سر جاوز الاثنانِ شاع۔ جو راز حلق سے نکلا خلق مین پڑا۔ رفتہ رفتہ عام لوگون تک پہونچ گئے۔ جناب علی مرتضیؓ نے بہی اپنے کانون سُن لئے اور آپنے ابن سبا کو مع اوسکے توابع و مریدین کے بلا کر خوب زبانی تنبیہ کرکے قرار واقعی فہمائش کی اور فرمایا۔ اب سے اگر میرے کان مین آواز پڑی کہ کوئی شخص میری نسبت ایسے خیالات رکہتا ہے تو مین اوسکو بوریہ مین لپیٹ کر آگ مین پہونک دونگا۔ پہر سب کو توبہ کرائی اور مدائن کی طرف نکلوا دیا۔

بذات ابن سبا مدائن پہونچکر اپنی شرارت سے باز نہ آیا۔ وہی پرانا راستہ گمراہ کرنے کا اختیار کیا۔ اپنے مرید اطراف ممالک اسلامیہ آذربیجان عراق وغیرہ مین پہیلا دیئے۔ اب ہر جگہہ یہی آگ سامان عقل و ہوش کو جلا کر خاک سیاہ کرتی تہی۔ جناب امیر المومنینؓ اہل شام خوارج و دیگر مہمات خلافت و انتظام ملکی سے اودہر متوجہ نہ ہوسکے اور مذہب ابن سبا رواج پذیر ہوا۔ تہوڑے ہی عرصہ مین اس فرقہ کی ایک جماعت نظر آنے لگی اور کم و بیش ہر شہر و ہر قریہ مین اس مردود کے مرید دو دو چار چار موجود تہے۔ اس کے رد و قبول کی وجہ سے لشکریان امیر المومنین چار فرقے ہوگئے۔ (فرقہ اول) حضرات مقتدایان اسلام و اہل سنت و جماعت اصحاب اخیار و تابعین کبار ہین یہہ گروہ با شکوہ جناب علیؓ کی روش پر تہا۔ انکا لقب شیعہ اولی و شیعہ مخلصین ہوا اور یہہ جہت بمصداق آیہ کریمہ۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان

ابن سبا کے مکر و فریب سے محفوظ رہا۔ خود جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے انکی تعریف فرمائی اور انکی روش کو پسند کیا اسکو ہم بسط کے ساتھہ اوپر لکھہ آئے ہین۔ (فرقہ دوم) شیعہ تفضیلیہ۔ انکا یہہ عقیدہ تہا کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ سب صحابہ اور حضرات شیخین رضؓ سے افضل ہین۔ انہون نے قدرے قلیل ابن سبا کا وسوسہ قبول کیا۔ جناب علی رضؓ نے انکو سخت تنبیہ فرمائی اور ارشاد کیا "اگر مین کسی سے سُن پاؤنگا کہ فلان شخص حضرات شیخین سے مجھکو افضل جانتا ہے تو مین اوسپر اسّی کوڑے حد افترا و تہمت مارونگا"۔ یہہ گروہ نامی شاگردون مین اوس نابکار کی ہے (فرقہ سوم شیعہ سبئیہ یا تبرائیہ) یہہ لوگ جملہ صحابہؓ کو ظالم۔ غاصب جابر بلکہ کافر و منافق کہتے ہین۔ یہ اوسط درجہ کی شاگرد ابن سبا کے ہین۔ واقعہ جمل اونکے مذہب کا موید اور اونکے خیالات فاسدہ کا محرک ہوا۔ (اس سے پہلے دبی زبان سے صحابہ کو بُرا کہتے تہے اب کُھلم کُھلا سب و شتم و تبرا کرنے لگے) جناب علی مرتضیٰ رضؓ جب اس گروہ گمراہ کی گفتگو سنتے تو سخت تنبیہ فرماتے۔ سزا دیتے مجمع عام مین انکے خیالات کی تردید فرماتے۔ انکو بُرا کہتے اور اپنی برأت و ناخوشی ظاہر کرتے تہے [مغیرہ بن سعد اوس فرقہ سبائیہ مین گذرا ہے جس کو جناب علی رضؓ نے آگ مین جلا دیا تہا (عقد الفرید)] (طائفہ چہارم۔ غالیان مذہب ہذا) یہہ لوگ سب سے اول نمبر کے شیطان و خبیث تہے۔ ارشد تلامذہ ابلیس پر تلبیس۔ یہہ گروہ بیدین جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے حق مین اعتقاد اُلوہیت۔ شان خدائی و صفات کبریائی کا رکہتا تہا جب آپ کے مخلصین و محبین حق پرست نے ان گمراہو نکو سمجھایا تو بعض لزام پاکر صریح اقرار خدائی سے پہر گئے اور کہنے لگے "ہان جناب علی رضؓ مین صفات بشری موجود ہین مگر روح لاہوتی انکے قالب عنصری مین حلول کر گئی ہے اسیواسطے خوارق و عادات آپسے ظہور پذیر ہوتے ہین"۔ انکا مذہب و اعتقاد بالکل نصاریٰ کی ملت سے مشابہ ہے۔

اب کیفیت مذہب اہل تشیع کما حقہ ظاہر ہو گئی۔ یہہ بہی معلوم ہوا کہ ہر سہ فریق ایک ہی

وقت مین حادث ہوے ہین۔ یہ بہی واضح ہوگیا کہ اصول مذہب تشیع تین فرقہ ہین اور اس
مذہب حادث کا موجد وہی ایک شخص یہودی بدطینت ہے۔ اس نے موقع موقع سے جسکو
جس لائق دیکھا ایک نئے جال مین پہانسا اور نئے رنگ مین رنگ دیا (تحفہ اثنا عشریہ)
راقم۔ یہ تین فرقے تو عہد خلافت مرتضوی مین ایجاد ہوے پہر بتدریج ہر زمانہ مین نئے
انداز نئی وضع مین ظاہر ہوتے رہے اور بوجہ مرور زمانہ اس مذہب کی شاخین یہو ٹین
یہانتک کہ تین کے تیرہ ہوکر بتیس ۳۲ فرقے ہوگئے۔ تفصیل اسکی تحفہ اثنا عشریہ و دیگر کتب کلام
مین موجود ہے۔ زمانہ سابق مین اہل سنت وجماعت بہ لقب شیعہ اولی یا شیعہ مخلصین مشہور تہے
رفتہ رفتہ یہہ نام سبیہ و تبرائیہ و دیگر فرقون نے اپنے واسطے موزون کیا تو اہل سنت نے اپنا
نام فرقہ سُنیہ رکہا اور اہل سنت وجماعت ان کا لقب پڑ گیا تا اشتباہ نہ واقع ہو اسیواسطے
کتب تواریخ مین جو قدیم زمانہ کی ہین۔ اکثر جگہہ موجود ہے کہ فلان شخص شیعہ تہا یا شیعہ علیؓ تہا
حالانکہ وہ شخص پکا سُنی دیندار تہا۔ تاریخ واقدی اور استیعاب مین اکثر اس قسم کے نام آگئے
ہین مگر متاخرین کی کتابونمین الفاظ شیعہ و سُنی دو لفظ متضاد المعنی ہین جنکے ماصدق علیہ
بہی جدا جدا ہین۔ زمانہ حال مین حضرات شیعہ اپنے کو بہ صیغہ مومن پاک یا امامیہ تعبیر فرماتی
ہین اور بخطاب شیطان علی ومحبان اہل بیت مشہور و معروف ہین سُنی اہل سنت وجماعت کے
قدیم نام اور پُرانے لقب سے راضی اور اسپر خوش ہین اور اب رواج زمانہ کے اعتبار سے
کوئی سُنی اپنی نسبت لفظ شیعہ کہنا گوارا نہین کرتا۔

لطیفہ۔ ایک نامی تاجر کا بیان ہے کہ مین نے سفر دریا کیا۔ کشتی مین میرے ساتھہ
ایک مرد پیر بدزبان۔ بدخلق ہم سفر تہا اوسکی عادت تہی کہ اکثر سر جہکاے ہوے خاموش
بیٹہا رہتا تہا جب شیعہ کا نام سنتا نہایت غضبناک ہوتا۔ ایک روز مین نے اوس سے کہا

آپ شیعونکے نام سے اسقدر کیون چڑتے ہین جواب دیا شیعہ کے نام مین پہلا حرف شین ہے بس یہی مجھے برا لگتا ہے کیونکہ یہہ شین جس لفظ کے شروع مین ہے وہ لفظ ہی برا اور اوسکے معنے خراب ہین دیکھو الفاظ ذیل - شر - شوم - شیطان - شغب - شقا (بفقر) - شنیاع - شہر - شین (عیب) - شوک (خار) - شکوی - شہوۃ - شتم - شح - ان الفاظ مین ایک بھی تو ایسا نہین جسکے معنے برے نہون - (عقد الفرید)

تاریخ خمیس مین ہے کہ آپکے عہد خلافت مین خوارج کا ظہور ہوا - دوسرے لوگ آپکی محبت و دوستی مین زیادتی کرنے والے حد سے بڑھ جانیوالے جیسے عبد اللہ بن سبا اور اوسکی جماعت نے زور پکڑا - ان دونون فریق کی ذات سے گمراہی و بدعت عالم مین پھیل گئی - مخبر صادق جناب رسالتمآب کا فرمانا درست ہوا - اے علیؑ - تمہارے حق مین دو گروہ تباہ ہونگے تمہارا دوست حد سے بڑھنے والا اور تمہارا دشمن کمال درجہ تمسے بغض رکھنے والا - درحقیقت ایسا ہی ہوا اور انھین وجوہات سے جناب مرتضوی جہاد نہ کر سکے -

واقعہ ہائلہ شہادت جناب امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

فلک بر خویش پیچان اژدہائیست
پئے آزار ما زور آزمائیست

رساند ہر کرا یک لحظہ راحت
کند سالے زدنبالش جراحت

بہر اختر کزو روشن چراغیست
نہادا بر دلے آزادہ داغیست

ہزاران داغ ہست و مرہمے نے
وزان بیے مرہمیہا بیش غمے نے

استغفر اللہ مین یہہ کیا بک گیا - آسمان بیچارہ ایک ادنیٰ مخلوق اوس خالق کل کا ہے اوسکی حکومت و خوف سے دن رات سرگردان - اوسکی اطاعت مین ہر ساعت پریشان

و دوان - بلکہ حق یہہ ہے -

کارے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال		ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال

صاحبو! عادت الٰہی ہمیشہ سے اسی طرح جاری ہے کہ جو ایک روز آغوش مادر مین جلوہ گر ہوے دوسرے دن اون کی آرامگاہ فرش لحد ہو گئی - صبح لباس وجود در بر تہا شام ہوتے دامن کفن سے منہ چہپاے اس دنیاے بیوفا سے بیزار ہوکر کچہہ ایسی میٹہی نیند سو رہے ہین کہ جگانے سے نہین جاگتے - اونکے سرہانے چاہے جسقدر گریہ وبکا شور و غل ہوا اونکو اصلا پرواہ نہین - اونکی نیند مین کوئی خلل انداز نہین ہوتا - دراصل یہ سرا فانی وہمی خیالی ہے ہستی نابود سراب نما ہے مسافر کو دہوکا آسائش کا دیکر چاہتی ہے کہ وہ اس مین مبتلا ہوکر اپنی منزل کہوٹی کرے مگر مرد ہوشیار وفرزانہ اسکی ابلہ فریب باتون مین کب آتا ہے - طالب مولی اسکے جہوٹے فقرے سراسر لغو وہیچ سمجہکر کبہی اسکو منہ نہین لگاتا ہے - درحقیقت مرنے پر توافسوس کرنا زیبا نہین لیکن مرنے والے کے خیر وبرکات مفقود ہوجانے پر پس ماندہ اور پیچہے آنیوالے غمگین ہوتے ہین اور انکا غم اوسکے انعامات صحبت فوت ہونے پر ہوتا ہے - اسیواسطے معمولی اشخاص کے اوٹہہ جانے سے کوئی نہین روتا کوئی بادشاہ وقت عادل منصف - رعایا پرور - یا عالم باعمل یا درویش صوفی مشرب انتقال کرے تو ایک عالم اوسکی جدائی مین اشکبار آہ کنان سینہ کوبان نظر آتا ہے پس معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے نقصان ہونیکا غم اور فوائد منقطع ہونے کا افسوس ہوتا ہے پہر اوسکے خاص بندے اس دار فانی مین صدہا سہام حوادث کے نشانے بنتے ہین - خداوند تعالی شانہ نے ایک طریق قدیم جاری کر رکہا ہے کہ جو شخص دعوی محبت زبان پر لاوے وہ راہ دوستی واخلاص مولی مین سرے مقام بنا کر چلے ممکن نہین کہ اوسپر ابر غم سے باران

بلا ومحنت نہ برسے۔ قدم قدم پر اوسکی جانچ نہ ہو۔ منزل بمنزل اوسکو مصائب وآلام کا سامنا نہ کرنا ہو۔ خوشی۔ راحت۔ سرور۔ فرحت۔ فراغ خاطر۔ آرام وچین اوسکا ساتھ چھوڑ دیتی ہین رنج وتکلیف۔ حزن وملال۔ پریشانی خاطر۔ بے آرامی وبےچینی کا ساتھ ہوجاتا ہی۔ البلاء للولاء والّلھب للذھب۔

دوستی چون زربلا چون آتش است	زر خالص دردل آتش خوش است

اوس کے حقمین صادق ہی۔ اسیواسطے حضرات انبیاء کرام علیہم وعلی نبینا الصلوات والتسلیمات کسقدر مصائب دنیا مین گرفتار ہوے۔ اولیاء اللہ نے کیا کیا تکلیفین اوٹھائین۔ انبیاء کرام مین کون ایسے ہین جنکا تن سوختۂ آتش مشقت نہین ہوا۔ اولیاء اللہ مین کون ایسے گذرے ہین جنکے دل نشانۂ تیر مصائب زمانہ نہ ہوے بلکہ اکابر انبیا علیہم السلام وخاص اولیاء کرام رحمہم اللہ نے وہ وہ بلائین اوٹھائین جسکے ذکر تک سے زبان عاجز ہے دیکھئے ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو خاتم الانبیاء تھے ایذائین بھی وہ پائین جو انتہا درجہ کی تھین۔ حضرت صدیق باصفا۔ جناب فاروق بے ریا۔ جناب ذی النورین باحیا کے حالات ملاحظہ ہون۔ جناب علی مرتضیٰ۔ سرور اتقیا۔ اپنے عہد خلافت مین کسقدر روز کی خانہ جنگیون۔ آے دن کی لڑائیون اور انکی فکر وغمین پریشان خاطر رہے مگر یہ سب موجب ترقی مراتب اخروی اور دنیا مین سبب نیکنامی وبقاء ذکر خیر تا ابد ہین۔ الحق۔ ع۔ جنکے رتبے ہین سوا انکو سوا مشکل ہے۔ ہم نے جسقدر حالات عہد مرتضوی کے لکھے درحقیقت یہہ اسلام کے زوال قوت وخلافت نبوت کی رخصت کے غمناک مراثی ہین۔ ہاے۔ وہ سفینۂ خلافت اسلامی جسنے بحر زخار ممالک ایران وآتش پرستان مین پہونچکر اونکی آگ سرد اور اونکی قوت شکستہ کردی تھی اور جس سفینہ کے ملاح حضرات شیخین وجناب ذی النورین رضی اللہ عنہم

اور جناب اسد اللہ یہے ہین اب وہ وقت آن پہونچا کہ اسکے ناخدا ایک ایک کرکے سب کے سب چل بسے اور یہہ کشتی عین منجدھار مین حالت طوفان مین ڈوبی جاتی ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

نہ گل چمن مین رہینگے نہ گل مین بو باقی	یہ سب تجھی پہ مٹین گے رہیگا تو باقی

صاحبو! نہ اب ہاتھہ کو یارائے تحریر باقی ہے اور نہ زبان قلم مین مجال تسطیر کہ اس قصہ ہوش ربا اور سانحہ جان فرسا۔ داستان شہادت جناب امیر المومنین شیر خدا علی مرتضیٰ کو لکھے تاہم دل کو تھام کر مختصر طور پر دو چار سطرون مین یہہ حادثہ حسرت انگیز لکھتا ہون۔

ارباب تواریخ اس واقعہ کو اس طرح نقل کرتے ہین کہ جنگ نہروان سے جو باقیماندہ خوارج اپنی جان لیکر بہاگے وہ اپنے گروہ کے تلف ہونے پر سخت متاسف تھے۔ جسوقت اپنے عزیزون دوستونکو یاد کرتے آٹھہ آٹھہ آنسو روتے تھے۔ پریشان و بدحال شامت اعمال مین گرفتار ہر سو دوان وگریزان ستھے۔ رفتہ رفتہ مکہ معظمہ مین جمع ہوے اور اپنے درد دل کی دوا اور اس مرض لاعلاج کا علاج تجویز کرنے لگے۔ منجملہ اونکے عبدالرحمن بن ملجم مرادی۔ (یہ دراصل حمیری ہے مگر مرادین شمار کیا جاتا ہے اور بنی جبلہ کا حلیف ہے) برک بن عبداللہ تمیمی صریمی مصری (اسکو حجاج بہی کہتے تھے) عمرو بن بکر تمیمی سعدی بہی ستھے۔ آپس مین لوگون کا تذکرہ کرکے امراء اسلام کے عیب بیان کرنے لگے۔ جب مقتولین نہروان کا نام آگیا ڈاڑہین مار مار کر رونا شروع کیا جب رونے دہونے سے فرصت پائی تو بہت دیر تک عالم سکوت مین خاموش مغموم بیٹھے رہے آخر ایک نے مہر خموشی توڑی اور کہا۔ "افسوس۔ اگر ہم ہمت کرکے جانفروشی کرتے تو ان گمراہ اماموں کو قتل کرکے سب لوگونکو انکے ظلم سے بچاتے اور اپنے کلیجے ٹھنڈے کرتے" ابن ملجم نے کہا "مین علیؑ کے لئے کافی ہون" برک نے کہا "مین معاویہؓ کا کام تمام کردونگا" عمرو بولا "مین عمرو بن العاصؓ کو ٹھکانے لگا دونگا" تینون نے باہم قسم کہائی اور عہد و پیمان کیا کہ

جبتک ہر شخص اپنا اپنا کام نہ کرلے۔ واپس نہ آئے یا وہین مرجائے۔ اس کام کیواسطے دن تاریخ۔ وقت۔ سترہوین رمضان۔ نماز فجر مقرر ہوگیا۔ تینون نے تلوارین زہر کی بجھی اپنے ساتھہ لین اور اسی اقرار و مدار پر ہر شخص اپنے اپنے مطلوب کی طرف روانہ ہوا۔ (ابن اثیر)

بُرک شام مین پہونچا اور بتاریخ معہود جناب معاویہؓ کی گہات مین لگ رہا۔ فجر کے وقت آپ بےخبر لبغرض ادائے نماز فجر مسجد کو جاتے تھے کہ اوس لعین نے پس پشت سے تلوار کا ہاتھہ چھوڑا مگر وہ سرین پر چھلتی ہوئی پڑی اور خفیف سا زخم آگیا۔ آپنے بُرک کو گرفتار کرلیا۔ اوسنے خوف زدہ ہوکر کہا۔ مین آپکو ایک خوشخبری سناتا ہون۔ مجھے امید ہے کہ آپ خوش ہوکر میری جانبخشی فرماوینگے۔ ارشاد ہوا۔ جلد بیان کر۔ اگر واقعی تو سچا نکلا اور وہ خبر ایسی ہی ہوئی جیسا توکہہ رہا ہے تو دیکھا جاویگا۔ بُرک نے کہا میرے ایک بھائی نے آج ہی کے دن جناب علیؓ کا کام تمام کردیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ شاید وہ اس امر پر قادر نہ ہوا ہو تجھکو کیسے یقین ہوگیا۔ بُرک نے جواب دیا۔ اونکا بچنا ممکن نہین اور اونکا مارلینا کچھہ مشکل ہی نہین کیونکہ نہ اونکی ساتھہ پہرہ ہے نہ چوبدار پھر ایسے شخص کا قتل کرنا کون بڑی بات ہے۔ آپنے یہہ سنتے ہی اوسکے قتل کا حکم دیدیا اور بُرک فوراً مار دیا گیا۔

حضرت معاویہ نے ساعدی نام طبیب کو بلاکر زخم دکھایا۔ طبیب نے زخم کو خوب غور سے ملاحظہ کرکے عرض کیا۔ امیر المومنین! اس زخم کی تدبیر وعلاج کی دو ہی صورتین ہین۔ یا تو داغ دیا جاوے یا آپ دوا نوش فرماوین مگر دوا پینے سے آیندہ سلسلہ توالد وتناسل منقطع ہوجاویگا۔ کیونکہ رگ بولیت کٹ گئی ہے۔ خون روکنے کو داغ کافی ہوگا پھر زخم بھی مندمل ہوجاوے گا"

جناب معاویہؓ نے فرمایا "میری آنکھہ یزید وعبد اللہ کو دیکھکر ٹھنڈی ہوتی ہے اور اولاد کی ہوس نہین پھر آگ کا داغ مین برداشت نہ کرسکونگا مجھکو دوا پلادو۔ طبیب نے دوا پلائی اور آپکو

صحت ہوگئی مگر اس کے بعد پہر کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد ازان آپ نے حکم دیا کہ مسجد مین حجرے تعمیر ہون اور اپنی حفاظت کے واسطے دربان مقرر کئے۔ پولیس کا پہرہ نماز کی حالت مین ہونے لگا دربان و پہرہ کی ایجاد اسلام مین سب سے پہلے آپ ہی سے ہوئی ہے (ابن اثیر۔ ابن خلدون)

اور بعضے کہتے ہین کہ سب سے اول مروان بن حکم نے ۴۷ھ مین جبکہ یمانی نے اوسکو نیزہ مارا تہا باڈی گارڈ اور دربان مقرر کئے ہین۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے برک کو قتل نہین کیا بلکہ اوسکا ایک ہاتہہ ایک پانون کٹوا کر زندہ چھوڑ دیا۔ وہ اسکے بعد زندہ رہا یہان تک کہ زیاد بن ابیہ بصرہ کے والی ہوکر بصرہ پہونچے برک بہی بصرہ مین داخل ہوا۔ اسکے اولاد ہوتی تہی۔ زیاد نے کہا۔ یہہ تو خوب نہین۔ ہمارے امیر المومنین بیچارہ تو اولاد ہونے سے محروم ہوگئے اور تیرے بال بچے ہوجاتے ہین یہہ کہکر برک کو قتل کیا اور سولی پر لٹکوا دیا۔

دوسرا رفیق عمرو مصر پہونچا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کی فکر مین شب معہود کو تاک لگا کر بیٹھہ رہا حسب اتفاق اوس شب کو حضرت عمرو بن العاص علیل ہوگئے اور دست آنے لگے یا پیٹہ مین درد ہونے لگا جس کی وجہ سے نہ آسکے نماز فجر گہر مین ادا کی اور خارجہ بن ابی حبیبہ کو جو افسر فوجداری و کوتوال شہر تہے امامت کے واسطے حکم دیا (یہہ خاندان بنی عامر بن لوی سے ہین) یہہ غریب حکم قضا و قدر سے بیخبر مسجد جا رہے تہے کہ عمرو نے ایک وار تلوار سے شہید کر ڈالا لوگون نے اسکو پکڑ لیا اور عمرو بن العاص کے حضور مین لائے۔ آپ نے پوچہا۔ یہہ کون شخص ہے لوگون نے کہا۔ عمرو بن بکر۔ دریافت کیا اس نے کسکو قتل کیا۔ جواب ملا۔ خارجہ کو۔ عمرو بن بکر نے جو یہہ سنا چونک کر بولا۔ قسم خدا کی۔ تمہارے ہی شبہہ مین مین نے بیچارہ خارجہ کو قتل کیا۔ افسوس تم بچ رہے۔ عمرو بن العاص بولے۔ تو نے عمرو کو قتل کرنا چاہا تہا اور اللہ تعالی نے خارجہ کو۔

یہہ کہکر اوسکے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا۔

اب تیسرے رفیق ابن ملجم شقی ازلی کا قصہ ملاحظہ ہو۔ یہہ مردک کوفہ مین آکر مقیم ہوا دل مین روز موعود کا منتظر تہا اس نے اس کام کے واسطے ایکہزار درم مین ایک نفیس تلوار خرید کی اور اوسکو خوب زہر مین بجہالیا تہا۔ اس عرصہ مین جناب علیؑ کی خدمت مین اکثر آتا جاتا رہا۔ آپسے جو سوال کرتا آپ اوسکے خاطر خواہ جواب عنایت فرماتے اپنے دیگر احباب دوستونسے برابر ملتا رہا مگر کسی سے راز دل ظاہر نہ کیا اور اپنے قصد باطل کو سینہ پر کینہ مین مثل ایک خزانہ کے مخفی رکہا۔ دوسری روایت ہے کہ اس عرصہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا رہا بلکہ آپسے سواری طلب کی اور آپنے عنایت فرمائی۔ یہہ بہی فرمایا۔ یہہ شخص مجہکو قتل کریگا۔ لوگون نے عرض کیا پہر اسکو قتل کرڈالئے۔ فرمایا۔ ابہی مجہکو تو قتل کیا نہین پہر کیسے اوسکو مار سکتے ہو۔ کسی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ابن ملجم نے ایک تلوار آبدار کو زہر مین بجہایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی دشمن کو اوس سے قتل کریگا۔ جب اوس سے دریافت کیا تو یہہ جواب دیا کہ آپکو قتل کریگا اور اس طرح پر کہ عرب مین برسون اسکا چرچا رہے۔ آپنے ابن ملجم کو بلاکر دریافت فرمایا۔ اوس نے جواب دیا۔ یہہ تلوار اسواسطے درست کی ہے کہ آپکے اور اپنے دشمن کو اس سے قتل کردن یہہ جواب پاکر آپنے اوسکو چہوڑ دیا۔

مروی ہے کہ ایک شخص قوم مراد سے امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا حضور اپنی حفاظت کیلئے پہرہ مقرر فرماوین۔ ایسا سنا جاتا ہے کہ میری قوم کو کچہ لوگ آپ کے دشمنو نکو قتل کرنا چاہتے ہین۔ فرمایا۔ ہر انسان کیواسطے منجانب خداوند تعالی دو فرشتے حفاظت پر مامور ہین جبتک اوسکی زندگی ہوتی ہے بچائے رہتے ہین اور جب وقت موت آجاتا ہے اونکی حفاظت اوٹہہ جاتی ہے۔

عبداللہ بن سبع سے روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ نے ایک مرتبہ وعظ فرمایا اوس مین ارشاد کیا قسم اوس ذات پاک کی جسنے زمین سے دانہ اوگایا ہے میری یہہ ڈاڑہی سر کے خون سے رنگ جاویگی۔ راوی نے کہا۔ ہمکو ارشاد ہو کہ وہ کون ایسا بدبخت ہے جو حضور کے ساتہہ اس طرح پیش آویگا۔ ہم اوسکے خاندان بہرکو تباہ و ہلاک کرڈالین۔ فرمایا مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون خبردار میرے قاتل کے سوا دوسرے کو قتل نہ کرنا۔ اسی اثنا مین ایک دن ابن ملجم کے چند احباب قبیلہ تیم رباب کے اس کے ہم عقیدہ خوارج بہی اس سے ملے یہہ اونکے گہر گیا۔ دیر تک باتین ہوتی رہین۔ واقعہ نہروان کا ذکر چہڑا مقتولین واقعہ کو یاد کرکے افسوس کرنے لگے۔ اون مین ایک عورت اوسی خاندان کی قطام بنت شحنہ بہی موجود تہی۔ یہہ عورت صاحب جمال۔ نوجوان طرحدار۔ صورت و شکل مین معشوقان زمانہ کی سردار۔ عشوہ و ناز مین چالاک۔ ستمگر عیارہ دل لینے مین تیزدست۔ سفاک و بیباک تہی۔ جسنے اسکو دیکہا دل تہام کر رہگیا۔

نگہہ بدیدہ رسید و صدا ز دل برخاست		خدنگ خورد کجا گرد از کجا برخاست

یہہ عورت کمبخت بہی خوارج سے تہی۔ اس شیطان کی خالہ کے باپ بہائی جنگ نہروان مین جناب علی مرتضیٰؓ کے ہاتہہ سے مارے گئے تہے۔ ابن ملجم اسکو دیکہتے ہی تڑپ گیا۔ نگاہین چار ہوتے ہی برچہیان دل کے پار ہوئین۔ مردک گیدی خر کے دل مین عشق کیسا بلکہ سودائے خام وصال و شہوت رانی سمایا۔

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتہہ		صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتہہ	

وحشت زدہ بضبط و تحمل جی کو سمجہا بجہا کر دلگرفتہ کسی حیلہ سے اوٹہا اور اپنے گہر پہونچا۔ ہر چند چاہا کہ اوس قتالۂ عالم کا خیال دل سے دور ہوجائے مگر ممکن نہوا کسی کروٹ کسی پہلو چین نہ آیا

کہ بیمار محبت را سر و زانو بگرداند		مگر در دش ازین پہلو بآن پہلو بگرداند

دوسرے وقت بذریعہ میانجی پیام وسلام کے بعد اظہار تعشق کیا۔ دل کی بیتابی و شیفتگی عیان کی مگر اوس کا جواب موافق مراد اوس ناشاد کے نہ ملا۔

سگلے باخار کے پیوند گیرد		ہما با جغد چون الفت پذیرد	

ابن ملجم جواب خلاف مراد پا کر مایوس نہوا بلکہ ایک روز بن سنور کر اپنے مدعا کا خود پیغامبر وسفیر ہو کر قطام کے گھر پہونچا حسن اتفاق سے آج قطام بھی نہا دھو کر لباس عروسانہ زیب بدن کئے ہوئی تھی حسن جہان سوز کو اور بھی تیز کر رکھا تھا۔ ابن ملجم دیکھکر اور زیادہ لٹو ہو گیا۔ ان دونوں ملاقات تخلیہ مین اس طرح بات چیت ہوئی۔

ابن ملجم۔ اپنے مقتول خنجر نگاہ کو از سر نو زندہ کیجئے۔

قطام۔ خیر ہے مر دوئے۔ سودائی ہوا ہے۔ مجھ سے ایسی باتین۔ کیا کوئی رنڈی بازاری سمجھ لیا ہے۔ ایسا ہی عشق کرنا ہی تو جہان مین کیا عورتون کا قحط پڑا ہے جو تو میرے پاس عشق جتانے آیا ہے۔

ابن ملجم۔ (ہاتھ جوڑ کر) مجھکو اپنا شوہر ہونے کی عزت دیجئے۔

قطام۔ یہ کام میرے اختیار سے باہر ہے میرے کنبہ والے میرے ولی مختار ہین۔ وہ اس عقد پر راضی نہین مگر۔ (یہان چپ ہو گئی۔)

ابن ملجم۔ مگر کہکر آپ خاموش کیون ہو گئین۔ برائے خدا آگے فرمائیے۔ مین تعمیل ارشاد کو حاضر ہون۔

قطام۔ (منہ بنا کر) کچھ نہین۔ بے ساختہ زبان سے ایک لفظ نکل گیا تھا۔

ابن ملجم۔ نہین نہین۔ خدا کے واسطے ضرور ظاہر کیجئے۔

قطام۔ (بعد اصرار بسیار) میری چند شرطین اگر تم پوری کر سکو تو مین بلا عذر تم سے نکاح

کرسکتی ہون پہر چاہے میرے عزیز واقربا ناراض کیون نہ ہون مین تمہاری خاطر سے اونکو چہوڑ دونگی۔

ابن ملجم۔ وہ شرطین ظاہر کیجئے مین سر آنکھون سے بجالاؤنگا۔

قطام۔ (آہ سرد کے ساتہہ) وہ کام تمسے ہوتا نظر نہین آتا۔

ابن ملجم۔ جان سے۔ مال سے۔ قوت وطاقت سے مین ہرطرح حاضر ہون مشکل سے مشکل کام ہمت کے آگے آسان ہوجاتا ہے۔ پہاڑ ہو تو انسان کوشش سے اوسکو ریزہ ریزہ کر ڈالتا ہے۔

قطام۔ اب تم اس درجہ مُصر ہو تو سنو مین بیان کرتی ہون۔ تین ہزار درم نقد۔ ایک غلام۔ ایک لونڈی مطربہ سب سے بڑا کام جناب علیؑ کا قتل کرنا۔

ابن ملجم۔ لونڈی غلام۔ نقدی تو ابہی حاضر کرسکتا ہون مگر جناب علیؑ کا قتل کرنا البتہ کار بسیت مشکل۔ بڑے بڑے نامور پہلوان۔ جنگ آزمودہ۔ شیران بیشۂ شجاعت اونکے مقابلہ مین مثل پیرزال خمیدہ پشت نظر آتے ہین۔ مین بیچارہ کیا مال ہون۔ ایک بہنگی کے برابر بہی اونکے سامنے میری قدر نہین ہوسکتی مگر خیر۔ مین اپنے مالک جان وایمان یار دلنواز کی خاطر سے اس کام پر آمادہ ہونگا لیکن تعجب ہے کہ آپ مجہسے نکاح کرنیکا وعدہ کرتی ہین اور پہر ایسے شخص کے مقابلہ کو بہیجتی ہین جہان سے زندہ واپس آنا محض امید موہوم ہے کیونکہ یہہ بخوبی معلوم ہے کہ اونکو قتل کرکے مین زندہ نہین رہ سکتا۔

قطام۔ تم دہوکے سے علیؑ کو قتل کر ڈالو۔ کون بڑی بات ہے۔ اگر اونکو مار لیا تو مین اپنے بہائی باپ کا بدلا پانے سے خوش ہونگی اور تم میری مواصلت سے کامیاب ہوگے

اور اگر مارے گئے تو خدا کے گہر ثواب بحساب پاؤگے اور جو دنیا مین حاصل کرنا چاہتے ہو اوس سے بہتر وافضل وہان ملجاوے گا۔

ابن ملجم۔ مین درحقیقت اسی ارادہ سے یہان آیا تہا اب آپکی محبت نے اور بھی میرا حوصلہ بڑہا دیا اور آپکے وعدہ وصال نے میرے ہاتہون پانؤن مین بے انداز قوت بہردی۔ مین امید کرتا ہون کہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہونگا۔

قطام۔ (بطور تسلی کے) مین تمہاری مدد کو ایک آدمی اور ساتہہ کردونگی جس سے تمکو اپنے کام مین پوری مدد ملے اور وہ تمہاری بھی حفاظت کرے۔

یہہ کہکر قطام نے ایک شخص وردان نامی کو اپنی قوم سے بلایا اور ابن ملجم کی مدد کرنے کو کہا اوسنے بھی رضامندی کے ساتہہ وعدہ کیا۔

قصہ کوتاہ ابن ملجم شبیب بن بجرۂ اشجعی سے ملا اور اوس سے کہا۔ کیا تمکو دنیا و آخرت مین شرافت پانیکی خواہش ہے شبیب نے پوچہا وہ کون ایسا کام ہے۔ ابن ملجم نے کہا جناب علی مرتضیٰؓ کو قتل کرنا شبیب بولا۔ اے کمبخت تجھکو تیری مان روے۔ ایسی بڑے کام کی جرأت رکہتا ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ نماز فجر کے وقت مسجد مین چہپکر بیٹہہ رہونگا جسوقت وہ فجر کی نماز پڑہنے آوینگے فوراً حملہ کردونگا اگر اونکو قتل کرلیا تو گویا ایک عالم کو اونکے ظلم سے بچایا اور اگر مین مارا گیا تو شہادت کا ثواب حاصل ہوگا۔ خدا کے نزدیک دنیا سے زیادہ وبہتر اجر کا امیدوار ہونگا۔ شبیب نے کہا۔ اے نالائق۔ شقی ازلی۔ اگر علیؓ کے سوا دوسرا شخص ہوتا تو اوسکا مارنا چندان گناہ نہ تہا۔ اے مردود۔ وہ تو سابق الاسلام ہین کیا تجھکو اونکی شرافت وفضائل کا علم نہین۔ اونکا مثل اب لوگون مین کون ہے؟ میرا دل تو اونکے قتل پر کبھی خوش نہ ہوگا۔ مین تیرا ساتہہ نہین دیتا۔ ابن ملجم نے جواب دیا۔ کیا خوب تم اونکو اچہا جانتے ہو کیا واقعہ نہروان مین اونہون نے اللہ کے خاص بندے۔ نیک لوگ

عابد و زاہد قتل نہین کیئے۔ شبیب نے کہا۔ ہان سچ ہے۔ ایک کیا سیکڑون ہزارون مسلمان ناحق شہید کرڈالے۔ ابن ملجم بولا۔ پس ہم اونہین کے عوض مین قتل کرتے ہین۔ کیا یہہ جائز نہین ہے الغرض شبیب نے بعد اس بحث و گفتگو کے ابن ملجم کی رفاقت کا وعدہ کیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

ابن ملجم و وردان و شبیب کو لیکر شب جمعہ سترہوین رمضان کو قطام کے پاس پہونچا یہہ ایک بڑی مسجد مین خیمہ کے اندر رہتی تہی۔ اپنے اعتکاف کیواسطے یہہ خیمہ نصب کیا تہا۔ قطام نے انکو دیکھکر دعا دی اور رخصت کیا۔ (خمیس)

یہہ تینون نابکار منتظر وقت رہے اور بوقت اول نماز فجر اپنے ارادہ فاسد کی تکمیل کرنے چلے۔ مسجد مین پہونچکر دروازہ کے قریب چہپکر بیٹھ رہے۔ (ابن خلدون)

عثمان بن مغیرہ کہتے ہین۔ امیرالمومنین کا دستور تہا کہ رمضان المبارک مین ایک ایک دن جناب امام حسنؓ حسینؓ۔ حضرت جعفرؓ کے بیٹون کے گہر مین باری باری روزہ افطار فرماتے اور کہانا بہی وہین تناول کرتے تہے۔ کہانا آپکا صرف تین لقمے ہوتا اور بس۔ ان ایام مین آپ کا یہہ قول تہا "خدا کا حکم (موت) مجہکو آجاے اور مین خالی پیٹ دنیا سے سدہارون تو مجہکو بہت محبوب ہے" جس شب کو ابن ملجم نے آپکو زخمی کیا ہے اوسی رات آپنے فرمایا تہا "اب ایک دو راتین اور باقی ہین" پوری رات بہی نہ گذرنے پائی کہ ظالم ابن ملجم نے اپنا کام کرلیا۔

حضرت امام حسنؓ فرماتے ہین جس صبح کو جناب والد بزرگوار شہید ہوے ہین مین سحر کیوقت اوٹہا۔ آپکو گہر مین نماز پڑہتے دیکہا۔ آپنے مجہسے فرمایا۔ اے نور چشم لخت جگر۔ آج شب جمعہ ہے۔ مین نے سوتے وقت ارادہ کیا تہا کہ سب گہر والونکو جگا دونگا تاکہ عبادت الٰہی مین مصروف ہون مگر خدا کی قدرت دیکہو۔ میری آنکہہ لگ گئی اور مین سو گیا۔ عالم خواب مین آقاے نامدار جناب رسول مختار کی زیارت ہوئی۔ مین نے عرض کیا حضور کی امت کے ہاتہون سخت پریشان ہون۔ ہزار کوشش

کرتا ہون کہ اونکی کجی اور مخالفت دفع ہوجاوے مگر کچہہ بن نہین پڑتا۔ حضور نے فرمایا۔ خدا سے انکے حقمین بددعا کرو۔ مین نے اوسی عالم خواب مین یہہ دعا کی "خداوندا! مجھکو انسے بہتر عوض عنایت فرما اور انپر مجہسے بدتر کوئی شریر شخص مسلط کرتا کہ اپنے افعال کا مزہ چکہین"۔ آپ یہہ فرما ہی رہے تہے کہ ابن نباح مؤذن نے حاضر ہوکر دستک دی۔ امیرالمومنین۔ نماز کا وقت آگیا جماعت تیار ہے۔ آپنے تیاری کی مین بہی ساتہہ ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ رات بہر جاگتے رہے بار بار حجرہ سے نکلکر صحن مین تشریف لاتے اور فرماتے۔ واللہ۔ خدا مجھکو جہوٹا نہ کریگا۔ یہ رات تو وہی ہے جسکا وعدہ کیا گیا ہے۔ (مسعودیؒ)

حسن بن کثیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہین (کثیر نے جناب علیؑ کا زمانہ دیکہا ہے) کہ جس صبحکو یہہ حادثہ جانگداز پیش آیا ہے جناب علی مرتضیؓ نماز کو گہر سے تشریف لیچلے۔ گہر مین بطخین آپکو دیکہکر قائین قائین کرنے لگین اور آپکے گرد جمع ہوگئین۔ گہر والون نے اونکو ہٹانا چاہا۔ آپنے فرمایا۔ انکو کیون روکتے ہو۔ یہہ مجہپر نوحہ وزاری کر رہی ہین۔ (ابن اثیر) دوسری روایت مین ہے کہ جب بطخین آپکے سامنے چلانے لگین۔ آپنے فرمایا۔ یہہ غل وشور کر رہی ہین۔ ابہی کوئی دم مین انکے بعد رونے کی آواز بلند ہوگی۔ پہر آپنے دروازہ کہولنا چاہا مگر بدقت تمام کہولا۔ آپ دروازہ سے باہر نکلے تہمد کا کونا اولجہہ گیا آپ چہوڑ اکر مسجد تشریف لیگئے۔ ابن نباح آپکے آگے تہے اور حضرت امام حسنؑ پیچہے۔ آپکی عادت مبارک تہی کہ جب نماز فجر کو تشریف لیجاتے تو ہاتہہ مین دُرّہ ہوتا تہا اور پکارتے جاتے تہے کہ نماز کو چلو۔ (خمیس)

ابن اثیر وابن خلدون نے لکہا ہے کہ جیسے ہی آپنے مسجد کے دروازہ مین قدم رکہا شبیب نے سامنے آکر تلوار کا ہاتہہ چہوڑا۔ تلوار دروازہ کے بازو پر پڑی اور شبیب بہاگا۔ ابن ملجم بڑہا سنگ بلند سے جناب شیر خدا علی مرتضیٰؓ پر حملہ کیا۔ اوس کیدی نے تلوار کا ہاتہہ آپ پر چہوڑ دیا اور پکار کر کہا

اُسے علی رض حکم خدا کا ہے نہ تمہارا اور نہ تمہارے دوستونکا" تلوار سر مبارک کے اگلے حصہ پر پڑی۔ زخم آیا اور فوارہ خون کا جاری ہوا خمیس مین ہے کہ تلوار دماغ پر پڑی۔ حیوٰۃ الحیوان مین مسطور ہے کہ اگلے حصہ سر پر جہان بال نہ تھے زخم آیا۔ آپنے فرمایا۔ فُزت و ربّ الکعبۃ۔ برب کعبہ۔ مین درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ پہر فرمایا۔ لینا پکڑنا یہہ کتا تمہارے ہاتھہ سے نہ نکلنے پاوے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب آپ مسجد مین داخل ہوے ابن ملجم ملعون مسجد کے ستون سے چھپا کہڑا تہا۔ اوسنے تلوار زہر آلود سر مبارک پر ماری۔ زخم اگرچہ ہلکا آیا مگر زہر سرایت کر گیا۔

خمیس مین بحوالہ معجم بغوی مرقوم ہے کہ عبد الرحمن بن ملجم نے آپکے سر پر حالت نماز فجر مین اچانک تلوار ماری۔ مورخین نے اختلاف کیا ہے کہ نماز کے اندر آپ پر تلوار ماری یا قبل نماز کے نماز مین اگر زخمی ہوے تو نماز خود پوری کی یا کسی دوسرے کو امام کیا۔

جسوقت آپ زخمی ہوے تینون نامرد بہاگے۔ آپ پیچھے ہٹے اور جعدہ بن ہبیرہ (اپنے بہانجے) کو نماز پڑہانے پر مامور فرمایا۔ (ابن اثیر)

راقم۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے نماز شروع کر دی تھی کیونکہ الفاظ کتاب مذکور یہ ہین۔ وتاخر علی وقدم جعدۃ بن ھبیرۃ۔

بہرکیف آپکے مجروح ہوتے ہی ایک تلاطم مچ گیا۔ وردان یہانسے بہاگ کر اپنے گھر چھپ رہا اور اپنے گھر والون سے یہہ ماجرا بیان کیا۔ ایک شخص یہہ سُنکر تلوار لے آیا اور وردان کو قتل کر دیا۔

شبیب تاریکی مین بہاگا جاتا تہا اور لوگ اوسکے پیچھے لینا پکڑنا کہتے ہوے جا رہے تھے آگے سے اسکو ایک حضرمی عویمر نامی نے ٹوکا اور پکڑ لیا۔ اوس کے ہاتھہ سے تلوار لے لی اور پچہاڑ کر دبا بیٹھا۔ جب لوگ قریب آگئے حضرمی کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا میرے ہاتھہ مین

تلوار دیکھکر لوگ مجھی کو قاتل تصور کرین - یہہ سوچ کر شبیب کو چھوڑ دیا اور خود لوگون مین مل گیا - شبیب موقع پاکر چلتا ہوا اور کسی سنے اوسکو گرفتار نہ کرپایا - (ابن اثیر)

ابن ملجم کا قصہ یہہ گذرا کر وہ جناب علیؑ کو زخمی کرکے بھاگا - چارون طرف تلوار پھینکتا ہوا بھاگا جاتا تھا اور لوگ اوسکے پیچھے پیچھے تھے - تلوار کے خوف سے کسیکی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اوسکو گرفتار کرلیتا - دورہی سے ڈھیلے پتھر مارتے تھے جب لوگون کا ہلہ ہوتا وہ دوچار ہاتھ تلوار کے داہین بائین ماردیتا لوگ ہٹ جاتے اور اوسکو راستہ مل جاتا - اتفاقاً مغیرہ بن نوفل سامنے سے آرہے تھے جسوقت ابن ملجم انکے پاس پہونچا انھون نے پھرتی کرکے جھٹ پٹ اپنی چادر اوس پر ڈال دی اور چونکہ توی اور طاقت ور تھے اوس سے لپٹ گئے اور اوسکو دبا بیٹھے اور تلوار چھین لی - پھر کیا تھا بیسیون آدمی پل پڑے اور اوسکی مشکین کس لین (خمیس)

اب اسوقت آفتاب نکل آیا اور جناب علی مرتضیٰ کو لوگ آپکے دولتخانہ پر اوٹھا لاسے (ابن خلدون)

اسی حال مین لوگ ابن ملجم کو گرفتار کئے ہوسے آپکی روبکاری مین لاسے - آپنے فرمایا اے دشمن خدا مین سنے تیرے ساتھہ کیا کبھی کوئی نیکی نہین کی تھی - ابن ملجم نے جواب دیا بیشک آپکے انعامات کا بار میری گردن پر بہت کچھہ ہے - ارشاد ہوا - کیا اونہین احسانات کا یہ بدلا تھا جو تونے کیا - وہ بولا - مین نے یہہ تلوار چالیس روز تک تیز کی تھی اور خدا سے دعا مانگا کرتا تھا کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو سب سے بدتر ہو - فرمایا - مین دیکھتا ہون کہ تو ہی اس سے مارا جاویگا اور بدترین خلائق تو ہی ہے " حاضرین سے ارشاد ہوا - جان کا بدلا جان ہے - اگر مین مرجاؤن تو صرف قاتل کو مار ڈالنا اور اگر زندہ رہا تو مین اپنی راے سے اسکے مقدمہ مین حکم دونگا - اے بنی عبد المطلب - مسلمانونکی خونریزی مین نہ پڑجانا اور یہہ حیلہ کر امیر المومنین قتل ہوسے اوٹھا کر

عام کشت وخون برپا نہ کرنا بلکہ بجز قاتل کے دوسرے کو قتل نکرنا۔ اسے حسنؑ بین اگر اس صدمہ زخم سے ہلاک ہو جاؤن تو اس کو بس ایک ہی ضرب سے قتل کر ڈالنا۔ خبردار ہوشیار۔ مثلہ ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ مین نے جناب رسالتمآب سے سنا ہے۔ ایاکم والمثلۃ ولو بالکلب العقور۔

اسد الغابہ کی روایت اس طرح ہے کہ جب ابن ملجم گرفتار ہو کر آپکے روبرو حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ اسکو قید رکھو۔ کھانا پینا اچھا دو۔ بستر نرم پر سلاؤ۔ اگر مین زندہ رہا تو اپنے خون کا ولی ہون اگر چاہونگا معاف کر دونگا یا قصاص لونگا اور اگر مین مرجاؤن تو اسکو بھی قتل کر دینا مین دربار رب العزت مین اس سے خود جھگڑ لونگا۔ سبحان اللہ۔ لطف و کرم اس کا نام ہے آپ یہہ فرما رہے تھے اور ابن ملجم مردود مشکین بندھا ہوا کھڑا سب باتین سن رہا تھا۔

آپکی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ جناب فاروق اعظمؓ نے ابن ملجم سے فرمایا۔ "اے دشمن خدا میرے باپ کا کوئی نقصان نہین ہوا۔ ہان تجھی کو اللہ تعالیٰ انشاءاللہ روز قیامت رسوا کریگا"۔ اوسنے جواب دیا۔ پھر تم کیون روتی ہو۔ بخدا مین نے یہہ تلوار ایک ہزار مین خریدی تھی اور برابر چالیس روز زہر مین بجھاتا رہا ایک ہزار بجھاؤ دیئے ہین۔ اگر تمام اہل شہر پر اسکا ایک وار پڑ جاتا تو اونمین سے ایک بھی جانبر نہوتا۔ استنے مین جندب بن عبد اللہ آگئے اور عرض کیا اگر ہم آپکو گم کرین اور پھر ڈھونڈھے سے بھی نہ پاوین تو کیا حسنؓ کی بیعت کر لین۔ فرمایا۔ نہین اسکا حکم دیتا ہون اور نہ اس سے منع کرتا ہون تم خود صاحب بصیرت ہو جو تمہارے جی مین آئے کرنا تمکو اختیار ہے (ابن اثیر و ابن خلدون)

ایک روایت مین اس طرح ہے کہ کسی نے آپسے عرض کیا۔ آپ کسیکو خلیفہ کر جاوین۔ ارشاد فرمایا۔ نہین مین ایسا نہ کرونگا لیکن جس طرح جناب رسول خدا اپنی امت کو چھوڑ گیے تھے مین بھی اونکو اوسی طرح چھوڑ جاؤنگا۔ عرض کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ اگر اسکے متعلق سوال کریگا تو کیا جواب دیجئے گا

فرمایا مین یہہ کہونگا۔ خداوندا۔ تونے جبتک مجھکو اون لوگومین رکہا مین رہا جب تونے مجھکو اپنے پاس بلالیا مین اونکو تیرے حوالہ کرکے چلا آیا۔ اب تجھے اختیار ہے چاہے اونکو سنوار چاہے بگاڑ (مسعودیؒ)

راقم۔ ناظرین! اہل بیت۔ ازواج۔ اولاد۔ خدام۔ کی حالت اضطراب وقلق کا حال کس زبان سے ادا ہوسکتا ہے اور کون قلم سنگین دل ہوگا جو اس غم سے سینہ چاک نہ ہوا اور ایک حرف بہی اوس رنج وغم کا جو ان حضرات پر خصوصًا جناب حسنینؑ پر گذرا لکہہ سکے۔ در و دیوار سے اوداسی برستی تہی جسکو دیکہو متحیر۔ مبہوت۔ غم کے ہاتہون سے بیخود تہا۔

شعلۂ آتش ہجران توجان میسوزد	وز فراق تو دل پیر وجوان میسوزد
این چہ دردیست کز وخون جگر میریزد	این چہ سوزیست کز وکون ومکان میسوزد

کثرت سے خون جاری ہونے سے جناب علی مرتضیٰؑ کو ضعف ساعۃً ترقی پر تہا۔ درد وبیچینی کی انتہا نہین۔ یہہ سب کچہہ تہا مگر جناب شیر خدا یاد خدا سے غافل نہ تہے۔

مروی ہے کہ معالجہ کے واسطے جراح حاضر ہوا۔ زخم دیکہتے ہی اوسنے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا افسوس! یہہ زخم کسی علاج سے اچہا نہین ہوسکتا۔ یہہ زخم زہر آلود تلوار کا ہے اور زہر بدن مین سرایت کرگیا اب اسکا دفعیہ امکان بشر سے خارج ہے۔

عمرو ذی مرقال کہتے ہین مین جناب امیر المومنین علیؑ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ سر مبارک پر پٹی بندہی تہی مین نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ ذرا مجھکو اپنا زخم دکہادین۔ آپنے پٹی کہول دی مین نے زخم دیکہا تو کچہہ گہراگہا ؤ نہ تہا خفیف سا زخم تہا مین نے کہا کچہہ اندیشہ نہین۔ ہلکا زخم ہے ارشاد ہوا۔ مین عنقریب تم لوگون سے جدا ہونے والا ہون۔ حضرت ام کلثوم جو پردہ مین بیٹہی تہین یہہ سنکر رونے لگین۔ آپنے فرمایا۔ بیٹی! خاموش رہو۔ جو مین دیکہہ رہا ہون اگر تم دیکہتین تو ہرگز

نہ روتین مین نے عرض کیا۔ امیرالمومنین کیا دیکھ رہے ہین۔ فرمایا۔ مین دیکھ رہا ہون کہ فرشتے اور انبیاء کرام تشریف لائے ہین حضور سرور کائنات بھی ہمراہ ہین اور ارشاد فرما رہے ہین۔ اے علی۔ خوش ہو جس حال مین کہ تم اب ہو اس سے بہتر و افضل اور آسائش کی جگہہ تم پہونچنے والے ہو۔

پھر آپ نے حضرات حسنینؓ کو بلا کر اونکو اس طرح وصیت فرمائی۔ محمد بن حنفیہ بھی حاضر تھے۔ اُے میرے نور چشم میرے راحت قلب مین تمکو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون۔ تم دنیا کی محبت مین مبتلا نہ ہو جانا اگرچہ وہ تمکو مبتلا کرنا چاہے۔ دنیا کے جانے پر غمگین نہ ہونا۔ ہمیشہ حق کہنا۔ یتیم پر رحم کرنا۔ بیکس و لاچار کی مدد کرنا۔ اوسکی اعانت و دستگیری اپنے اوپر لازم سمجھنا ظالم کے دشمن مظلوم کے مددگار رہنا۔ کتاب اللہ پر عمل کرنا۔ بجا آوری احکام آلہی مین لوم و لائم کا خوف نہ کرنا۔" پھر محمد سے فرمانے لگے مین نے جو کچھ تمہارے بھائیون سے کہا تم نے سُن لیا اور سمجھ گئے۔ عرض کیا۔ ہان۔ فرمایا۔ مین تمکو بھی وہی وصیت کرتا ہون۔ اپنے بھائیون کی توقیر و تعظیم کرتے رہنا۔ اونکا حق تمپر بہت کچھ ہے۔ بغیر مشورہ و صلاح اونکے خود رائی سے کوئی کام ہرگز نہ کرنا۔ حضرات حسنینؓ سے ارشاد فرمایا۔ اے بیٹو۔ اپنے بھائی محمد کی محبت و الفت مین کمی نہ کرنا یہہ تمہارا بھائی۔ تمہارا مددگار۔ تمہارا قوت بازو۔ تمہاری تلوار ہے۔ تمہارے باپ کا بیٹا قابل قدر و عزت ہے۔ تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ کسقدر اسکو چاہتا ہے۔ تمپر واجب ہے کہ اس سے دل و جان کی ساتھہ پیار و اخلاص سے معاملہ و حسن سلوک رکھنا حضرت حسنؓ سے فرمایا۔ اے بیٹے۔ تجھکو خوف خدا کی وصیت کرتا ہون۔ نماز وقت پر ادا کرنا۔ زکوٰۃ اپنے موقع پر دیتے رہنا۔ وضو اچھی طرح مع رعایت آداب و سنن کے کرنا کیونکہ نماز بغیر پاکی اور طہارت کامل کے نہین ہوتی لوگونکی خطا معاف کرنا غصہ ضبط کرنا۔ ناتہ دارونکے حق ادا کرنا۔ جاہل کے ساتھہ حلم و بردباری

سے پیش آنا - اوسکی جہالت کی پروانہ کرنا - دینی معاملات مین خوب فکر وغور کرنا - جملہ امور مین استقلال - قرآن شریف کی نگہداشت اوسکی تلاوت پر مداومت ہمسایہ کے ساتھہ نیک سلوک نیک کام کی ترغیب - بُری سے ممانعت - خود بھی بُرے کامونسے پرہیز - اپنا شیوہ رکھنا - (ابن اثیر ابن خلدون - مروج الذہب) اے بیٹو - خدا کو حاضر وناظر جانکر اوس سے ڈرتے رہنا - خوشی وناراضی مین حق بات نہ جانے دینا - دولتمندی ومحتاجی مین میانہ روی خوب ہے - دوست و دشمن کو عدل وانصاف کے موقع مین یکسان رکھو - نشاط خاطر سستی وکاہلی نفس - دونون حال مین اعمال خیر کرنیسے باز نہ رہنا چاہیئے - تنگی وفراخی رزق پر خوش رہنا مردونکا کام ہے - ای بیٹو اگر شر وآفت کے بعد جنت نصیب ہو تو ایسے شر سے کیا ڈر ہے - اسی طرح اگر بعد خیر وفلاح کے دوزخ ملے تو اس خیر سے کیا نفع - جنت کے مقابل جملہ نعمتین ہیچ وحقیر ہین - دوزخ کے عذاب کے آگے سب درد دکھہ آرام وعافیت ہین - اے نور نظر جس نے اپنے عیب پر نظر کی وہ دوسرونکی عیب دیکھنے سے باز رہا - جو تقدیر الٓہی پر راضی ہوگیا اوسکو کبھی کسی چیز کے جانیکا غم نہین ہوتا جسنے تلوار ظلم نیام سے نکالی وہ آپ ہی اوس سے قتل ہوا - جسنے اپنے بھائی کے واسطے کنوان کھودا خود اوسمین گرا جس نے اپنے بھائی کے عیب وگناہ فاش کیئے اوسنے اپنی اولاد کی پردہ دری کی - جو اپنی خطا بھول گیا دوسرے کی خطا کو بُرا سمجھا جسنے خود پسندی کی گمراہ ہوا جو اپنی عقل کو کافی سمجھکر دوسرونکی رائے لینا غیر ضروری سمجھا وہ ذلیل ہوا تکبر کرنے والا ذلیل وخوار ہے - کمینونکی صحبت باعث حقارت ہے - علما کی صحبت سبب وقار وعزت ہے - بُری آدمی کی صحبت اوٹھا کر اوسکی بُرائی سے بچ نہین سکتا - مرد نیک کی صحبت غنیمت ہے - بُری جگہہ آمد ورفت سے خواہ مخواہ تہمت لگ جاتی ہے - جو اپنے نفس کا مالک نہین آخرکار نادم ہوگا - مزاح - دلگی کرنیوالا انسان خفیف وشرمندہ ہوتا ہے - انسان جس کام کو اکثر کرتا رہتا ہے اوسی کام سے

مشہور ہوجاتا ہے۔ زیادہ گوئی موجب کثرت گناہ ہے۔ کثرت خطاؤں سے حیا کم ہوجاتی ہے
حیا کم ہونے سے تقویٰ کم ہوجاتا ہے جب تقویٰ کی قلت ہوئی دل مرگیا اور جسکا دل مرا وہ
آگ دوزخ مین داخل ہوگا۔ اسے نور دیدہ۔ ادب بہتر میراث ہے۔ نیکخوئی بہتر دوست ہمنشین ہے
اے فرزند۔ عافیت وآرام کے دس حصے ہین نو حصے تو ایک خاموشی مین ہین۔ بشرطیکہ ذکر خدا سے
غافل نہ رہے اور ایک حصہ کمینون جاہلون کی صحبت ترک کرنے مین۔ ای میرے پیارو۔ اسلام سے
بڑھکر شرافت کسی مین نہین۔ تقویٰ سے زیادہ کرامت۔ ورع سے بڑھکر حرز وحفاظت کسی چیز مین
نہین۔ توبہ سے زیادہ شفاعت کرنیوالا اور گناہ مٹانے والا کوئی نہین۔ عافیت وجسمانی صحت سے
زیادہ خوشنما بدن کا زیب دینے والا لباس اور نہین ہے۔ حرص تعب ومشقت کی کنجی ہے
ماندگی وکوفت کی سواری تدبیر ہے۔ بدترین توشۂ آخرت بندگان خدا پر ظلم وتعدی روا رکھنا ہے
بشارت اوس شخص کو جس کے اعمال خالصًا للہ ہون۔ اوسکا علم وعمل بغض ومحبت۔ کسی سے
ملنا کسیکو ترک کرنا۔ کلام کرنا۔ خاموش رہنا۔ قول وفعل سب اللہ واسطے ہون۔ (سراج الملوک)

الغرض آپ صبح جمعہ کو زخمی ہوکر اوسدن اور رات اور روز شنبہ تک زندہ رہے اس مدت
مین وصیت مذکورہ بالا فرمائی جب وقت وفات قریب آیا تو ایک عام وصیت تحریر فرمائی پھر بجز
لا الٰہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان مبارک سے نہ نکلا یہانتک کہ شب یکشنبہ کو طائر روح قدس
جناب مرتضوی اس خاکدان پر محن سے پرواز کرکے گلشن فردوس معلی مین جا پہونچا اور پرندگان
گلزار جنان دار السلام سے کے ساتھ جاملا۔ علیہ الرحمۃ والرضوان من اللہ المنان
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ناظرین! یہ قصہ غم حد تحریر سے باہر ہے۔ باشندگان کوفہ کی آہ وزاری وماتم۔ حضرات
حسنینؓ وجملہ اولاد۔ ازواج وخدام کا غم والم کس زبان سے ادا ہوسکتا ہے حیف صد حیف

امت مرحومہ پر یہہ وقت بہی پچہلے سانحات نبوتہ محشر سے کچہہ کم نہ تہا۔ ہائے۔ اب خلافت حقہ کوچ کر گئی۔ بڑا رونا ہے تو اسیکا۔ بہلا کوئی کہہ سکتا ہے کہ شجر و حجر۔ وحشی وطیور اس درد سے سینہ چاک نہوتے۔ افسوس۔ یہہ وہ صدمہ ہے کہ خود قاتل سنگدل اپنے اس ظلم وستم پر آٹہہ آٹہہ آنسو روتا ہوگا اور مرنے کے بعد اگر تا ابد روتا رہے تو کیا عجب۔ صاحبو! راقم مجبور کے دامن صبر اسوقت ہاتہہ سے چہوٹا ہوا ہے اب اس مضمون کو چہوڑ کر دوسرا حال عرض کرتا ہی

جب اہل بیت کو فی الجملہ رونے سے درد دل نے تسکین دی حضرات حسن حسین عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا تین کپڑون مین جن مین کرتا نہ تہا کفنایا۔ جناب رسالتمآبؐ کے تجہیز و تکفین سے جو خوشبو بچ رہی تہی اوسکو جناب علی مرتضی رضؓ نے بحفاظت اسی وقت کے واسطے رکہہ چہوڑا تہا وہ حسب وصیت کفن مین لگائی گئی۔ جناب امام حسن رضؓ نے نماز پڑہائی۔ چار تکبیرین کہین اور علی الصبح دفن کر دیا۔

مقدار عمر۔ مدت خلافت۔ تاریخ شہادت مدفن

آپ کی عمر مین مختلف اقوال ہین۔ تریسٹھہ ۶۳۔ اونسٹھہ ۵۹۔ پینسٹھہ ۶۵۔ اٹھاون ۵۸۔ قول اول یعنی تریسٹھہ برس صحیح ہے (ابن اثیر)

صفوۃ مین ہے۔ آپکے سن مین چار قول ہین۔ اول تریسٹھہ ۶۳ برس علامہ واقدیؒ کہتے ہین ہمارے نزدیک یہہ قول معتبر ہے۔ دوم پینسٹھہ ۶۵ سال۔ سوم ستاون ۵۷۔ چہارم اٹھاون ۵۸۔ امام زین العابدین رضؓ سے روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رضؓ نے اٹھاون سال کی عمر پائی۔

ذخائر عقبی مین ہے کہ اڑسٹھہ ۶۸ برس کی عمر تہی۔ ابوبکر بن احمد بن ورا‌ع سے منقول ہے کہ جناب علی مرتضی رضؓ کا سن پینسٹھہ ۶۵ برس کا ہوا اس تفصیل سے کہ مکہ معظمہ مین آنحضرتؐ کی صحبت مین تیرہ سال رہے اوسوقت آپ بارہ برس کے تہے پہر بعد ہجرت دس برس حضور نبوی کا ساتہہ دیا

بعد وفات شریف تیس سال تک زندہ رہے۔ یہہ روایت صرف ابوبکر بن احمد ہی نے ذکر کی ہے۔
بعض کہتے ہین کہ آپنے بہتر[۷۲] برس کی عمر پائی اور بعضے باسٹھہ[۶۲] سال بتلاتے ہین اور بعضے
تریسٹھہ[۶۳] سال کہتے ہین (مسعودیؒ)

مدت خلافت تین ماہ کم پانچ برس ہے (ابن اثیر) روز شہادت جناب عثمانؓ آپکا اول
روز خلافت شمار کیا جاوے تو کل مدت چار برس۔ نو ماہ۔ آٹھہ روز ہوتے ہین (خمیس)
آپکی شہادت [اونیسوین رات شب یکشنبہ] ماہ رمضان ۴۰ھ ہے اور بعضے کہتے ہین
اکیسوین رات کو زخمی ہوے روز جمعہ و شنبہ گذر کر شب یکشنبہ یا روز شنبہ کو شہادت پائی
بعض روایات مین ستائیسوین شب مین آپکی شہادت واقع ہوئی۔ ایک روایت مین ۳۹ھ سال
شہادت ہے مگر یہہ غیر معتبر ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ اونیسوین شب ماہ رمضان مین مسجد کے
اندر زخمی ہوے (مستطرف)

آپ مسجد کے متصل دفن ہوے اور بعض کہتے ہین قصر خلافت مین۔ اسکے سوا اور بھی
اقوال ہین مگر اصح یہہ ہی کہ قبر شریف اوسی جگہہ ہے جہان لوگ زیارت اور برکت حاصل کرنے
جاتے ہین (ابن اثیر) بعضے مسجد کوفہ کے اندر قبر شریف کا نشان دیتے ہین اور بعضونکا قول ہی
کہ آپکو بعد شہادت مدینہ منورہ مین لاے اور متصل قبر جناب فاطمہ زہراؓ دفن کیا (مسعودیؒ)
بعضے کہتے ہین کہ بمقام نجف متصل حیرہ مزار پر انوار ہے اور عقب مسجد جس جگہہ لوگ زیارت
کرتے ہین آپکا مدفن ہے۔

ابوجعفر کا قول ہے۔ درحقیقت آپکی قبر مجہول ہے ٹھیک کسیکو معلوم نہین امام واقدیؒ
کہتے ہین کہ رات کے وقت آپ دفن کیے گئے اور قبر زمین کے برابر کردیگئی تا کہ خوارج نعش مبارک
نہ نکال لیجاوین۔

شریک کا قول ہے کہ لاش آپ ایک جگہ دفن کئے گئے پھر جناب حسنؑ جسد اطہر اوس قبر سے نکالکر مدینہ منورہ لیگئے اور وہان دفن کیا۔ مبّرد محمد بن حبیب سے نقل کرتے ہین کہ سب سے اول جو شخص ایک جگہ سے نکالکر دوسری قبر مین مدفون ہوے وہ علی بن ابی طالب ہین (خمیس)

بعض کہتے ہین کہ (حسب وصیت آپکے) جنازہ تیار کرکے بعد ادائے نماز ایک صندوق مین بند کرکے اونٹ پر لادا اور اوس کو چھوڑ دیا وہ جنگل بیابان مین پھرتا ہوا وادی سلے مین پہونچا لوگون نے صندوق اوتار کر اوسی جگہ دفن کر دیا (مسعودیؒ)

روایت ہے کہ آپنے حسنینؑ کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے مرنیکے بعد جنازہ تیار کرکے کوفے سے باہر لیجانا۔ ذرا دور چلکر ایک مقام پر سفید براق پتھر چمکتا ہوا نظر آئیگا اوسکے متصل قبر تیار ملیگی جسکو نوحؑ نے قدرت نے میرے واسطے کھود رکھا ہے بس مجھکو اوسی مین دفن کر دینا۔

منقول ہے کہ قبر شریف زمین کی برابر کر دی گئی تھی بظاہر کوئی نشان قبر کا محسوس نہ تھا مگر اہلبیت کسی خاص علامت سے پہچانتے تھے۔ عہد بنی عباس مین خلیفہ ہارون الرشید ایک روز شکار کھیلتا ہوا اوسی طرف نکل گیا۔ ہرن اوس جنگل مین کثرت سے نظر آے۔ ہرتو پر درندے چھوڑے گئے شکار کرنا ایک طرف وہ پاس تک نہ گئے۔ اولٹا ہرن بھڑکے پھر جس طرح پرے مین مصروف تھے بخوف و خطر چرنے لگے۔ خلیفہ سخت متحیر ہوا۔ وہان کے بوڑھے لوگون سے اسکی وجہ دریافت کی اونھون نے عرض کیا حضور ہمنے بزرگون سے سنا ہی کہ جناب شیر خدا علی مرتضیٰ کا یہان مزار پرانوار ہے۔ خلیفہ نے جب یہہ سنا بلحاظ تعظیم و ادب پھر اوس جنگل مین شکار کا قصد نہ کیا اور تا زیست خود ہر سال زیارت کو اوس جگہہ آیا کرتا تھا (شواہد النبوۃ)

تاریخ شہادت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنکہ زوج بتول حق بودہ	ابن عم رسول حق بودہ	

گر تو سال شہادتش جوئی — سر ماتم چرا نمیگوئی
این سخن بس بود بصاحب غم — کہ سر ماتم است این ماتم
باز سال شہادتش کہ علیست — بیگمان آخر دو حرف علیست

قتل ابن ملجم

جسوقت کفن و دفن سے فراغت ہوئی امام حسنؑ نے ابن ملجم کو قیدخانہ سے طلب فرمایا اہل کوفہ چہوٹے بڑے اس مردود کے مارے جانیکا تماشا دیکہنے کو ایک میدان مین مجتمع ہوے یہہ وقت فجر تہا۔ جناب حسنؑ بعد ادائے نماز منبر پر تشریف لیگئے اور کچہہ کہنا چاہا مگر غم والم نے جوی اشک خونبار چشمہ چشم سے روان کردی اور آپکا گلا گہٹنے لگا بصد مشکل ذرا دم لیکر فرمایا مین نے حضور سرور عالمؐ کی وفات پر جو سب باپون سے افضل تہے صبر کیا اور امید ثواب رکہتا ہون کیونکہ حضورؐ کا یہہ فرمان واجب الاذعان ہمارے واسطے ہدایت ہے جب کسی پر کوئی مصیبت پیش آوے وہ میری رحلت کے غم کو خیال کرکے اپنی تسلی کرلے کیونکہ میرا دنیا سے اوٹھہ جانا ہر مسلمان کیواسطے ایک بڑی مصیبت اور سانحہ غم انگیز ہے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے سوا کوئی معبود نہین اور جسنے اپنے بندہ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ آج کی رات ایک ایسے شخص نے رحلت کی جو جناب سالتمآبؐ کے بعد پہلے لوگون مین سے کوئی اوس سے سابق نہین اور نہ پچہلے آنیوالے اونکے مراتب کو پہونچ سکتے ہین۔ والد بزرگوار کی شہادت سے جو مصیبت ہمپر نازل ہوئی اور جو صدمہ امت محمدیہ کو پہونچاہے ہم خدای رحیم وکریم سے اوسکا ثواب چاہتے ہین۔ بخدا مین سچ کہتا ہون کہ آج یہہ مصیبت عامہ ہے۔ تمام ساکنان بلاد وجملہ بندگان خدا۔ جانور بے زبان شجر وحجر۔ کوئی اس غم سے خالی نہین سبحان اللہ۔ یہہ وہ رات ہے کہ اسی رات مین حضرت عیسٰی آسمان پر اوٹھالئے گئے حضرت موسٰی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے

رحلت فرمائی۔ اسی شب بابرکت مین جناب رسول مقبولؐ پر قرآن مجید نازل ہوا۔ ہمارے
والد بزرگوار کا وہ درجہ تہا کہ آنحضرتؐ اونکو جس لشکر کا سردار کرکے کسی جگہہ روانہ فرماتے
حضرات جبرئیل و میکائیل علیہما السلام اونکے داہنے بائین رہتے اور ہمارے والد بغیر فتح
کئے ہوے واپس نہ آتے۔ اوتہون نے درم و دینار سے کل سات سو درم ترکہ مین چہوڑے
وہ بہی اس نیت سے گہر کے کاروبار کے لئے ایک غلام خریدینگے (بروایت مسعودی یہہ درم
آپکے وظیفہ مقررہ مین سے پس انداز ہوی ستہے و بروایتے اڑہائی سو درم اور ایک قرآن مجید
اور ایک تلوار ترکہ مین ہے) خداوند جل جلالہ کے جملہ امور حسب مقتضاے تقدیر مقررہ
جاری ہوتے ہین۔ جو اچہا کام ہے وہ خدا کی جانب نسبت کرنا چاہیئے اور برا اپنے نفس
شریر کی طرف۔ ایہا الناس۔ آگاہ ہو کہ قریش نے اپنے کامونکی باگ برے لوگونکے ہاتہہ
دے رکہی ہے۔ اونکے سردار اونکو دوزخ کی طرف لیے جا رہے ہین۔ ان سردارونکا یہہ
حال ہے کہ بعضے انہین سے جناب رسالتمآب سے لڑتے رہے یہانتک کہ خداوند تعالی نے
حضور کو اونپر غالب کیا۔ بعضے اپنے دلونمین کینہ چہپائے رہے یہانتک کہ اونکے بخیال مددگار
و اعوان اونکو مل گئے تو کہل کہیلے۔ اب کتاب کا نازل ہونا تو بند ہوگیا۔ قلم احکام قضا و قدر
لکہکر خشک ہوگیا اور جملہ امور حسب نوشتہ تقدیر جاری ہو رہے ہین۔

اسقدر فرماکر آپ چپ ہوگئے اور سر جہکا لیا۔ حاضرین مین ایک کہرام مچ گیا رونیکی
آواز بلند ہوئی۔ ہر ایک گریہ و زاری مین مبتلا تہا۔ آپ منبر سے اوترآے۔ ابن ملجم کو بلایا۔
وہ اس حال مین آپکے روبرو لایا گیا کہ حالت یہ جو اسی مین اوسکے بال کانون اور چہرہ پر
بکہرے ہوی ستہے موت کیصورت اوسکی سامنے کہڑی تہی۔ اس طرح وہ لعین روبرو کہڑا کیا گیا۔
آپنے تلوار نیام سے نکال لی۔ اوس مردک نے کہا۔ اے حسنؑ مین نے خدا سے کوئی قول نہین کیا

مگر بحمد اللہ کہ اوسکو پورا کیا۔ اس مرتبہ مین نے متصل حطیم خانہ کعبہ یہہ عہد کیا تہا کہ تمہاری باپ اور معاویہ کو قتل کرونگا۔ وہ بھی کرلیا۔ اب اگر تم مجھکو چھوڑ دو تو مین وعدہ کرتا ہون کہ معاویہؓ کو قتل کرکے تم سے بیعت کرلونگا۔ اگر مین مارا گیا تاہم تمہارا مطلوب حاصل ہوا۔ ارشاد فرمایا قسم خدا کی تجھکو ایک دم بھی زندہ نہ چھوڑونگا۔ یہہ کہکر ایک ہاتہہ اوس بدنصیب شقی ازلی پر چھوڑ دیا اوسنے ہاتہہ پر روکا۔ آپنے دوسرے وار سے جہنم مین پہونچا دیا (ابن خلدون مستطرف ابن اثیر)

لوگون نے اوسکا لاشہ بوریونمین لپیٹ کر آگ مین جلا دیا۔

عمرو بن الاصم کہتے ہین کہ مین نے امام حسنؓ سے کہا۔ شیعون کا عقیدہ ہے کہ جناب علی مرتضیؓ قیامت سے پہلے پہر دنیا مین تشریف لاوینگے۔ فرمایا۔ بخدا۔ وہ جہوٹے ہین۔ کہین ایسا ہوسکتا ہے اگر یہہ بات ہونیوالی ہوتی تو ہم والد ماجد کی بیویونکا عقد دوسرے لوگونسے نہ کردیتے نہ اونکا مال و جائداد متروکہ باہم بانٹ لیتے۔ فرقہ شیعہ مین ایک گروہ کا یہہ عقیدہ تہا سب اسکے قائل نہ تہے۔ اوسی فرقہ مین سے جابر بن یزید جعفی کوفی تہا۔ ہماری دانست مین اب اس عقیدہ کے لوگ باقی نہین رہے۔ (ابن اثیر)

خمیس مین قصہ قتل ابن ملجم اس طرح منقول ہے کہ روغن نفط اور بوریئے لاکر جمع کئے اور چاہا کہ آگ مین زندہ جلا دین۔ مگر حضرات عبداللہ بن جعفرؓ حضرات حسنینؓ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ ٹہر جاؤ۔ اس ملعون کو اس طرح قتل نہ کرو پہلے ہم اپنے دل خوش کرلین اور اس کو اس کی سرمردگی کا مزہ چکہالین۔ یہہ کہکر حضرت عبداللہ نے ابن ملجم کے دونون ہاتہہ پانون کاٹ ڈالے اوسنے اُف تک نہ کیا۔ پہر لوہے کی کیل آگ مین خوب گرم کی جب وہ سُرخ ہوگئی تو اوسکی آنکھونمین پہیر دی پہر بہی وہ سخت جان نہ گہبرایا البتہ یہہ فقرہ کہا۔ تم نے اپنے چچا کی آنکھونمین خوب گرم سرمہ لگایا۔ بعدہ یہہ سورۃ شروع کردی۔ اقرا باسم ربك الذی خلق

یہانتک کہ پوری ختم کی اور حال یہ کہ دونون آنکھین پانی ہوکر اوسکے رخسارون پر بہ رہی تہین پہر لوگون نے اوسکی زبان کاٹنا چاہا اب وہ گھبرا اوٹھا جب سبب پوچھا گیا کہ زبان کاٹنے سے اسقدر پریشان کیون ہوتا ہے تو جواب دیا۔ میری گھبراہٹ صرف اسلئے ہے کہ مین نہین چاہتا دنیا مین ایک ساعت بھی بغیر ذکر خدا کے زندہ رہون۔ لوگون نے اوسکی زبان کاٹ کے زنبیل مین لپیٹا اور آگ مین جلا دیا۔ ابن ملجم گندم گون۔ کشادہ ابرو۔ تہا۔ اوسکے ماتھے پر نماز کا ڈھٹا بوجہ کثرت سجود کے پڑگیا تہا۔

مروج الذہب مین اس طرح ہے کہ اوسکے دونون ہاتہہ دونون پائون قطع کرکے اوسکی آنکھین گرم لوہے کی کیل پہیر دی۔ اوسنے کہا۔ پاک ذات ہے وہ جسنے انسان کو پیدا کیا۔ تمنے چمکدار سرمہ اپنے چچا کی آنکھونمین لگا دیا۔ پہر اوسکو چٹائی مین لپیٹکر اوپر سے روغن نفط لگا کر آگ مین جلا دیا۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلاف وصیت کارروائی کیگئی مگر روایات ابن اثیر و ابن خلدون مین ہاتہہ پائون کاٹنا نہین ہے البتہ بعد قتل کے جلا دینا مذکور ہے۔ ابن ملجم بیشک ان سب باتون کا مستحق تہا بلکہ اس سے زیادہ کا لیکن امیر المومنین کی وصیت فرمانیکا مقتضا یہی ہے کہ حضرات حسنین ؑ نے ہرگز خلاف وصیت کوئی کارروائی نہ کی ہوگی۔ ہان بعد مرنیکے اوسکی لاش کا پہونک دینا خلاف وصیت نہین۔ بعد مُثلہ کرنے کے زندہ جلا دینا عقلاً و درایۃً بعید ہے۔

عمران بن حطان رقاشی (خارجی) نے ابن ملجم کی تعریف مین چند اشعار کہے منجملہ اونکے دو شعرونکا ترجمہ یہہ ہے۔

ترجمہ۔ ایک مرد پرہیزگار کی کیا خوب ضرب تہی جس سے اوسکی یہی نیت تہی

کہ مالک عرش کی رضا وخوشنودی حاصل کرے۔ مین اوس مرد نیک کو جب دنمین یاد کرتا ہون تو گمان کرتا ہون کہ خدا کے نزدیک پورا ثواب پاویگا۔

انکا جواب قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ شافعی نے یون دیا ہے۔

ترجمہ۔ تیرے اس بہتان سے جو ابن ملجم ملعون کی نسبت کہہ رہا ہے مین سخت بیزار ہون۔ اوس بدبخت کی مارنہ تھی مگر محض اس غرض سے کہ اسلام کے رکن کو گرادے۔ مین اوس لعین کو روز یاد کرکے اوسپر لعنت کرتا ہون اور اوسکے دین وملت اور عمران۔ حطان دونو پر لعنت خدا بھیجتا ہون۔ ابن ملجم پر ہمیشہ علی الاتصال خدا کی لعنت ظاہر وپوشیدہ ہوتی رہے اور اے عمران وحطان تم لوگ آگ کے کتے ہو اور یہہ بات شریعت مین دلیل صاف سے ظاہر وروشن ہے۔ (مسعودیؒ)

راقم۔ الخوارج کلاب النار۔ خارجی دوزخ کے کتے ہین۔ یہہ حدیث خمیس مین ہے۔

مرثیہ از بکر بن حسّان باہری

قل لابن ملجم والاقدار غالبۃ	ھدمت للدین وللاسلام ارکانا
قتلت افضل من یمشی علی قدم	واعظم الناس اسلامًا وایمانا
واعلم الناس بالقرآن ثم بما	سنّ الرسول لنا شرعا وتبیانا
صھر النبی ومولاہ وناصرہ	اضحت مناقبہ نورا وبرھانا

ترجمہ۔ ابن ملجم سے کہہ دو اے مرد کہ تونے دین واسلام کے رکن کو گرادیا۔ اہل زمانہ مین افضل پاپیادہ چلنے والونمین بزرگ سب لوگون سے باعتبار اسلام وایمان کے بڑے تھے۔ سب لوگونسے قرآن کے بڑے جاننے والے۔ آنحضرتؐ کے طریق سنت سے

واقف کار۔ حضور کے داماد مکرم۔ آپ کے مولےٰ۔ دوست۔ ناصر۔ جنکے فضائل و مناقب باعث نور و دلیل واضح ہین۔

وکان منه علی رغم الحسود له	مکان هرون من موسیٰ بن عمرانا
قد کان یخبرهم هو بمقتله	قبل المنیّةِ ازماناً فازماناً
ذکرتُ قاتله والدمع منحدر	فقلتُ سبحان رب العرش سبحانا
انی لاحسبه ما کان من انس	کلا ولکنه قد کان شیطانا

آنحضرت سے قریب مرتبہ مین علیؑ وہ درجہ رکھتے تھے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھا۔ آپ لوگونکو اپنی شہادت سے قبل بارہا اس شہادت کی اطلاع دے چکے تھے۔ مجھکو آپ کا قاتل یاد آیا اور میری آنکھون سے جوئے اشک روان ہو گئی۔ مین نے کہا۔ خداوند تعالیٰ مالک عرش پاک ذات بے نیاز ہے مین ابن ملجم لعین کو انسانون مین شمار نہین کرتا۔ مین دعوے کے ساتھہ کہتا ہون کہ بیشک وہ شیطان تھا۔

فلا عفا الله عنه سوء فعلته *	ولا سقی قبر عمران بن حطانا
یا ضربة من شقی ما اراد بها	الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا
بل ضربة من غوی اوردته لظیٰ	وسوف یلقی بها الرحمٰن غضبانا
کانه لم یرد قصدا بضربته	الا لیصلی عذاب الخلد نیرانا

خداوند عالم منتقم حقیقی اوسکے برے فعل کو معاف نہ فرماے اور نہ قبر عمران بن حطان پر باران رحمت کا چھڑکاؤ کرے۔ ہای کیا بری ضرب شمشیر اوس شقی کی تھی اور اوس بدنصیب نے اسکے ذریعہ سے رضامندی خدا کا ارادہ کیا تھا بلکہ درحقیقت یہہ ضرب شمشیر گمراہ کے ہاتھہ سے تھی جو اوسکو آتش دوزخ مین کھینچ لیگئی اور قیامت کیدن خدا کے روبرو اس حال مین حاضر

ہوگا کہ خداوند عالم اوسپر غضبناک ہوگا گویا ابن ملجم نے اس نسبت سے یہی ارادہ کیا کہ عذاب نار دائمی مین داخل ہو (ابن اثیرؒ ومسعودیؒ)

ذکر عمال سنہ ۴۰ھ وقت شہادت ودیگر حوادث

اسوقت آپکے عمال وحکام ممالک محروسہ مین اصحاب ذیل تھے۔ بصرہ مین عبداللہ بن عباسؓ انکے متعلق جملہ انتظام ملکی ومالی وفوجی تھا (بعد علاحدگی انکے دوسرے کے تقرر کی نوبت نہین آئی) محکمہ قضاء بصرہ کے حاکم ابوالاسود دؤلی تھے۔ گورنر فارس زیاد بن سمیہ۔ والی یمن عبیداللہ بن عباسؓ تھے اوسوقت تک کہ بسر بن ابی ارطاۃ کا واقعہ پیش نہین آیا۔ طائف ومکہ اور نواح سکے حاکم قثم بن عباسؓ۔ مدینہ مین ابوایوب انصاریؓ یا سہل بن حنیفؓ۔ یہ حال قبل آمد بسر بن ابی ارطاۃ کا ہے اوسکے آنے پر جو کچھ گذرا وہ اوپر گذر چکا (ابن اثیر وابن خلدون)

آپکے **کاتب** عبداللہ بن ابی رافع ہین۔ **قاضی** آپکے شریح بن حارث کندی۔ **حاجب** قنبر آپکے مولیٰ اور انسے پیشتر بشر تھے۔ یہہ بھی آپکے مولیٰ ہین۔ آپ کی مہر کا نقش یہ ہے۔

الملك لله الواحد القهار۔ (تاریخ خمیس)

حسان بن ثابتؓ نے وفات پائی۔ ابورافع مولیٰ آنحضرتؐ نے انتقال کیا۔ حارث بن خزیمہ انصاری بدری نے جو احد و دیگر مشاہد مین شریک رہا اور خوات بن جبیر انصاری نے جو غزوہ بدر مین ہمراہ رکاب حضور پرنور گئے تھے مگر کسی عذر سے واپس آئے بمقام مدینہ وفات پائی۔ قرظہ بن کعب انصاری نے کوفہ مین انتقال کیا وبروایتے خلافت معاویہؓ مین وفات پائی۔ آپ احد و دیگر غزوات مین گئے ہین۔ امیرالمومنین کے ہمراہ جملہ معرکون مین تھے۔ معاذ بن عفراء انصاری بدری ہین۔ دیگر مشاہد مین حاضر ہوئے اور ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری بدری نے وفات پائی اور بعض کہتے ہین کہ یہہ غزوہ بدر مین شریک نہین ہوئے بلکہ آنحضرت اپنی جگہ مدینہ

حاکم کر گئے تھے۔ جبجاہ غفاری رضؓ نے وفات پائی۔

سیرو عادات جناب مرتضوی ؑ

ابو رافعؓ غلام آزاد کردہ داروغہ بیت المال ستھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کی کسی صاحبزادی نے موتی پہن لئے۔ آپنے دیکھکر پہچانا اور از بس برہم ہو کر فرمایا۔ یہہ موتی کہانسی ملے مین اسکے ہاتھہ کاٹ لونگا۔ ابو رافعؓ نے عرض کیا۔ یہہ مجھسے خطا ہوئی ہے۔ فرمایا۔ مین نے فاطمہؓ سے جب عقد کیا اوسوقت میری گذران اس طرح تھی کہ رات کا بستر ایک مینڈھے کی کھال تھی۔ دن مین اپنے اونٹ کو اوسپر چارا دیا کرتا تہا اور رات کے وقت وہی چمڑا فرش خوابگاہ ہوتا تہا۔ خادم۔ غلام کوئی ہمارے گہر مین نہ تھا خود سارا کاروبار کر لیا کرتے تھے۔

عنترہ سے روایت ہے کہ مین ایک مرتبہ قصر خورنق مین آپکے پاس حاضر ہوا وہ زمانہ جاڑے کا تہا۔ آپ ایک پُرانی چادر اوڑہے ہوئے ستھے مین نے عرض کیا۔ امیرالمومنین۔ خداوند تعالی نے آپکے اور آپکے اہل و عیال کے واسطے بیت المال مین حق مقرر کر دیا ہے۔ آپ اپنے نفس پر اسقدر تنگی و تکلیف کیون گوارا فرماتے ہین۔ فرمایا۔ وہ سب تم لوگونکے حوالہ کرتا ہون مین اوسمین سے کچھہ نہ لونگا۔ یہہ چادر وہی ہے جسکو مین مدینہ سے اوڑھکر نکلا تہا۔

مروی ہے کہ عمرو بن سلمہ عہد مرتضوی مین عامل اصفہان ہو کر گئے۔ یہہ وہان سے اموال خراج مشکین شہد اور گہی سے بہری ہوئی لائے۔ بی بی ام کلثوم نے انسے گہی اور شہد طلب فرمایا۔ انہون نے ایک مشک شہد کی اور ایک گہی کی بہیجدی۔ دوسرے دن جناب علی مرتضی نے وہ سب مال و مشکین طلب فرمائین۔ جسوقت وہ سامنے لائی گئین آپنے شمار کیا تو دو کم پائین۔ دریافت حال کیا۔ عمرو بن سلمہ نے اصل حال چہپایا اور کہا۔ مین ابہی حاضر کرتا ہون۔ آپنے قسم دلائی کہ صاف صاف بیان کرو۔ لاچار اونکو ظاہر کرنا پڑا۔ آپنے ام کلثوم سے دونون مشکین

واپس منگوالین دیکھا تو کسیقدر خالی تھین۔ تاجرونکو دکھلا کر اوسقدر شہد وگھی کی قیمت کا تخمینہ کیا گیا۔ تاجرون نے صرف تین درم قیمت بیان کی۔ آپنے ام کلثوم سے تین درم منگوا کر داخل مال کئے اور سب کو تقسیم کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ ہمدان تشریف لیگئے۔ جب واپس ہوی تو دو شخصونکو جھگڑتے دیکھا۔ آپنے دونونکو ایک دوسری سے جدا کر دیا اور آگے بڑہے۔ ناگہان آپکے کان مین آواز (ہاے فریاد ہاے فریاد) آئی۔ آپ اودہر متوجہ ہوے اور فرماتے جاتے تھے کہ تیرا فریادرس پہونچا۔ قریب جاکر کیا دیکھتے ہین کہ دو شخص باہم گتھے ہوے ہین ایک اونمین سے بولا۔ مین نے اس شخص کے ہاتھ ایک کپڑا سات درم کو فروخت کیا تھا اور شرط کرلی تھی کہ درم کھرے دینا مگر یہہ ناقص درم (درم دکھلا کر) مجھکو دینے لگا اور میرے انکار پر طمانچہ مارا۔ آپنے طمانچہ مارنے والے سی جواب طلب کیا۔ اوسنے اقرار کیا۔ فرمایا۔ اسکو حسب شرط درم ادا کر۔ اوسنے بلا عذر حوالے کئے پھر آپنے بائع کو حکم دیا کہ تپانچہ کا بدلہ مشتری سی لے۔ اوسنے کہا مین معاف کرتا ہون۔ آپنے ہمراہیونکو حکم دیا کہ طمانچہ مارنیوالے کو میرے ساتھ لیچلو۔ ایک شخص نے اوسکو اپنی پیٹھ پر لاد لیا۔ آپنے جای اقامت پر پہونچکر ستیرہ دُرّے اوس کو مارے اور فرمایا۔ یہہ اوس شخص کی آبروریزی کی سزا ہے (ابن اثیر و فتوحات اسلامیہ)

امام شعبیؒ کہتے ہین کہ جناب علیؓ کی زرہ وقت واپسی صفین سے گم ہوگئی وہ ایک یہودی کے ہاتھ لگی۔ آپنے اوس سے کہا۔ یہہ زرہ میری ہے۔ اوس نے انکار کیا۔ آپ اوسکو مع زرہ قاضی شریحؒ کے پاس لیگئے۔ خود قاضی کے برابر بیٹھے اور فرمایا۔ اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو مین ضرور اسکے برابر بیٹھتا پھر بیان کیا کہ یہہ زرہ میری ہے یہودی نے کہا۔ غلط ہی یہہ میری ہی ہی لیکن امیر المومنین بھی جھوٹے نہین۔ قاضی نے آپسے پوچھا کہ آپ گواہ پیش کرسکتے ہین۔ آپنے ہنسکر

فرمایا۔ گواہ تو کوئی نہین ہی۔ یہ سنکر یہودی چل دیا اور چند قدم جا کر واپس آیا اور کہا۔ مین گواہ ہوتا ہون کہ بیشک یہہ احکام انبیاء کرام کے ہین۔ امیرالمومنین نے باوجود قدرت کے خود فیصلہ نہ کیا بلکہ قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کیا اور اونکے قاضی نے بہی اونکی رعایت نہ کی بلکہ ظاہر حال پر فیصلہ کیا۔ یہہ کہکر مسلمان ہوگیا اور زرہ پیش کی۔ آپ اسکے اسلام لانے سے بہت خوش ہوے وہ اوسیکو بخش دی اور ایک گہوڑا بہی عنایت فرمایا۔ وہ یہودی آپکے ساتہہ جنگ خوارج مین گیا

مروی ہے کہ امیرالمومنین نے ایک مرتبہ کہجور ایک درم کی بازار مین خریدکین اور اپنی چادر مین باندہ لین پہر خود لیکر چلے۔ لوگون نے کہا۔ ہمکو عنایت فرما دین ہم آپکے دولتخانہ تک پہونچا دین۔ فرمایا۔ یہہ نہوگا عیالدار ہی کو اسکے اوٹہانے کا حق ہے۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے دربار مین ایک دفعہ زاہدونکا ذکر آیا۔ خلیفہ نے کہا۔ علی مرتضی زاہد تہے۔ سب زاہدونمین آپکا نمبر اول تہا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپکے دروازہ پر کچھہ لوگ جمع تہے۔ آپنے قنبر سے دریافت فرمایا یہہ کون لوگ ہین۔ قنبر نے کہا۔ آپکے شیعہ ہین۔ فرمایا۔ مین ان لوگونمین شیعہ کی علامت ایک بہی نہین پاتا۔ قنبر نے عرض کیا۔ امیرالمومنین شیعہ کی علامات ظاہر فرما دین۔ فرمایا۔ اونکے علامات یہ ہین۔ کم خوراکی اور فاقہ کشی سے اونکے پیٹ لگے ہوے ہین۔ اونکے لب پیاس سے خشک۔ آنکہین کثرت گریہ سے کمزور رہین۔

عبداللہ بن زریر کہتے ہین کہ ایک مرتبہ بروز عید الضحی مین آپکے دولتخانہ پر حاضر ہوا آپ اسوقت خلیفہ تہے۔ وہان اور لوگ بہی موجود تہے۔ آپنے ہم لوگونکے سامنے آٹے کا لپٹا جسمین گوشت پڑا ہوا تہا رکہا۔ مین نے عرض کیا۔ خدا امیرالمومنین کی دنیا و آخرت سنوارے غریبونکا سا کہانا حضور تناول فرماتے ہین اور ہم لوگونکو بہی کہلاتے ہین۔ یہ بطخین جو پہر رہی ہین

انکا گوشت کیون نہین نوشجان فرماتے اور ہمکو بھی کہلاتے۔ اللہ تعالی نے اپنا فضل وکرم کیا ہی دولت دنیا ہمکو عنایت فرمائی ہے۔ نفیس غذا لذیذ کہانے کہائین اور کہلائین۔ فرمایا اے ابن زریر۔ مین نے آنحضرت صلعم سے سُنا ہے۔ خدا کے مال سے خلیفہ کا حق جائز صرف دو پیالے ہین۔ ایک پیالہ تو خود اپنے واسطے اور اپنے اہل وعیال کے واسطے۔ دوسرا عام مہمانون وغیرہ کا حق ہے۔ بس اس سے زائد خلیفہ کو لینا درست نہین۔

ایک مرتبہ آپ بازار سے گذرے اور خرما فروش کی دوکان پر کچہہ خریدنے کی غرض سے کہڑے ہوگئے۔ آپنے اوسکی دوکان پر ایک لونڈی روتی ہوئی پائی۔ وجہ دریافت کی تو اوس نے عرض کیا۔ مین اس دوکاندار سے ایک درم کی کہجور لیگئی تہی مگر میرے مالک نے واپس کردی۔ اب یہہ واپس نہین کرتا۔ مین اسواسطے روتی ہون کہ جب میرا مالک مجہسے درم طلب کریگا تو کیا جواب دونگی۔ آپنے دوکاندار سے فرمایا۔ یہہ بیچاری لونڈی ہے اسکا اختیار کیا۔ اپنے مالک کیلیے خرید لیگئی تہی اوس نے پسند نہ کی۔ تو اس سے واپس لیکر قیمت اسکے حوالہ کر۔ دوکاندار آپ کو پہچانتا نہ تہا درم آپکے حوالہ کیا کہ آپ لونڈی کو دیدین۔ لوگون نے کہا۔ تجہکو معلوم ہی کہ یہہ کون ہین۔ دوکاندار نے کہا۔ مین نہین جانتا۔ کہا۔ آپ امیر المومنین ہین۔ یہہ سُنکر دوکاندار نے کہجور بھی مع درم کے لونڈی کو دیدین اور وہ خوش خوش اپنے گہر چلیگئی (فتوحات اسلامیہ)

ایک شخص نے آپسے پوچہا۔ امیر المومنین آپنے کس حال مین صبح کی۔ فرمایا ضعیف و ناتوان خدا کی عبادت مین قصوروار اوسکا گنہگار۔ جو میرے مقدر مین ہے کہاتا ہون اور اپنی موت کا منتظر ہون۔ اوس نے سوال کیا دنیا کو آپ کیسا جانتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ جس گہر مین ابتدائے غم ورنج کا سامنا ہو اور آخرکار موت آنے سے وہ چہوٹنے والا ہو ایسے گہر کا کیا حال کہون۔ جو اوس سے الگ رہنا چاہے مصیبت مین پڑے اور جو اوسکا محتاج ہو غم اوٹہا

یہہ دار دنیا عجب نازک مقام ہے۔حلال کی بابت روز قیامت مین حساب ہوگا اور حرام پر تو عذاب کہلا ہوا ہے۔سائل نے پوچہا۔پہر کون مخلوق خدا اچہی حالت مین۔فارغ البال عیش وآرام مین ہے۔فرمایا۔جو جسم زیر زمین عذاب سے بخوف وخطر اور ثواب آخرت کے منتظر ہین وہی سب سے چنگے ہین۔جناب علی مرتضی رضؓ نے تا حین حیات خود کبہی نیا کپڑا نہ پہنا نہ کوئی زمین وجائداد لی البتہ مقام فقر مین کچہہ زمین ہتی جسکو خدا کی راہ مین وقف کردیا تہا اور اوسکی آمدنی خیرات کردیا کرتے تہے۔(مسعودیؒ)

آپکے نامی ومشہور اصحاب سے صعصعہ بن صوحان عبدی۔عبداللہ بن الکوا یشکری۔ضرار اسدی۔کمیل بن زیاد ہین۔انمین صعصعہ بڑے فصیح۔طرار تیز زبان تہے اونکی فصاحت وبلاغت کی دہوم ہتی۔حاضر جوابی اور برجستہ جواب دینے مین اونکو خاص ملکہ تہا۔مروج الذہب مین اونکی تقریر کی چند نظائر موجود ہین۔انکا حضرت معاویہؓ کے پاس برسم رسالت جانا اور اُنسے گفتگو اور اونکے سوالونکے جواب نہایت جرأت وبیباکی کے ساتہہ مسطور ہین۔بخوف طوالت ہم اونکو یہان ذکر نہین کرتے۔

ازواج واولاد

جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ کی نو بیویان اور ام ولد تہین (ابن اثیر) آپ کثیر الاولاد تہے۔تعداد اولاد مین روایات مختلف ہین۔ایک روایت مین بتیس ہین۔سولہ لڑکے اور سولہ لڑکیان۔بعضے اونتیس ۲۹ کہتے ہین۔بارہ لڑکے۔سترہ لڑکیان۔بروایت محب طبری چودہ لڑکے اور اٹہارہ لڑکیان ہین اور بروایت صفوۃ چودہ لڑکے اونیس ۱۹ لڑکیان۔

سب سے اول آپکا عقد جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے ہوا۔تا حیات سیدہ فاطمہؓ آپنے دوسری عورت سے نکاح نہ کیا۔حضرت فاطمہ کے بطن سے حضرات حسنینؓ ہین۔حضرت محسنؓ

بھی انہین سے ہین - انہون نے بچپن ہین انتقال فرمایا - زینب کبریٰ - (زوجہ عبداللہ بن جعفرؓ)
ام کلثوم کبریٰ - (زوجہ جناب عمر فاروقؓ) یہہ دونون صاحبزادیان بھی حضرت فاطمہؓ کے
بطن سے ہین - یہہ چارون حضرت فاطمہؓ سے ہین - (ابن اثیرؒ و مسعودیؒ)

بعد وفات جناب سیدہ فاطمہؓ آپنے ام البنین بنت حرام کلابیہ سے عقد کیا - انسے عباس
جعفر - عبداللہ - عثمان - چار لڑکے پیدا ہوے - جو معرکہ کربلا مین شہید ہوے - عباس کے سوا
انہین سے کسیکا سلسلۂ اولاد جاری نہین ہوا (ابن اثیر)

عباس کا لقب سقا اور کنیت ابو قربہ ہی - معرکہ کربلا مین یہہ لشکر امام حسینؓ کے علم بردار تھے (خمیس)
تیسرا عقد آپ کا لیلیٰ ابنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمیہ سے ہوا - و بروایت خمیس لیلیٰ
بنت معوذ بن خالد نہشلیہ و بروایت بعض دارمیہ ہین - انسے عبیداللہ اور ابوبکر دو لڑکے ہوے
کربلا مین شربت شہادت نوش کیا اور بعض کہتے ہین کہ عبیداللہ جنگ مصعب بن زبیرؓ مین مختار
ثقفی کے ہاتھہ سے شہید ہوے - ان دونون کا بھی سلسلۂ اولاد منقطع ہے -

چوتھی شادی اسمار بنت عمیس خثعمیہ سے ہوئی - انکے بطن سے محمد اصغر و یحییٰ ہین - انکی نسل
بھی نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ محمد ام ولد (لونڈی) سے ہین اور کربلا مین شہید ہوے - بعض
روایت سے عون بھی بطن اسمار سے ہوے - بروایت خمیس - محمد بطن ام ولد سے ہین - کربلا مین شہید
ہوے - یحییٰ صغر سنی مین انتقال کر گئے - عون - یہہ دونون اسمار بنت عمیس کے بطن سے ہین
یحییٰ - عون - حضرت جعفرؓ کے لڑکون اور محمد بن ابی ابکرؓ کے بھائی ہوے - (یعنی ان سبکی ایک ہی
مان ہین اسمار بنت عمیس)

پانچوین صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ ہین - یہہ ام ولد ہین - حضرت خالد بن ولید عین تمر سے قید کر لائے
تھے - جناب علی مرتضیٰؓ نے انکو خرید لیا - انکے بطن سے عمر اکبر - رقیہ ہین عمر نے پچاس برس کی

عمر پائی اور اس مدت مین جناب علی رضہ کے ترکہ سے ایک نصف جائداد (بدفعات) انکو ملی۔ محمد نے بمقام ینبع وفات پائی۔

چھٹا عقد امامہ بنت ابی العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس سے ہوا۔ یہہ حضرت زینب جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی ہین انکی بطن سے محمد اوسط ہین۔

ساتوین خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ ہین۔ یہہ ام ولد ہین بعضی کہتے ہین کہ خولہ یمامہ کے قیدیونمین تہین۔ جب لونڈی غلام تقسیم ہوے تو یہہ حضرت علی رضہ کے حصہ مین آئین۔ خولہ دراصل قبیلہ حنفیہ سے نہین ہین بلکہ حبشیہ سندیہ بنی حنفیہ کی لونڈی ہین اور بعضی کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بنی حنفیہ کے قیدیونمین سے ایک لونڈی حنفیہ جناب علی کو دی تہی۔ بہرکیف انکے بطن سے محمد اکبر مشہور بہ محمد بن حنفیہ ہین بعض شیعہ انکو مہدی کہتے ہین۔

محمد بن حنفیہ کا قول تہا کہ ہر مسلمان مہدی ہے (یعنی راہ پاے ہوے) معرکہ جمل مین یہ علم بردار تہے۔ آپ بڑے بہادر سخی۔ خوش بیان و مقرر تہے۔ کہتے ہین کہ ۸۰ھ مین عبد اللہ بن زبیر سے بہاگ کر محمد بن حنفیہ طائف پہونچے اور وہین اسی جگہہ وفات پائی۔ (خمیس)

آٹھوین شادی ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ سے ہوئی۔ انکے بطن سے ام الحسن۔ رملہ کبریٰ ام کلثوم ہین۔

نوان عقد آپ کا محیاۃ بنت امرئ القیس بن عدی۔ کلبیہ سے ہوا۔ انکے بطن سے ایک لڑکی ہوئی جو بچپن ہی مین فوت ہوگئی۔ کہتے ہین وہ اتنی بڑی ہوگئی تہی کہ مسجد مین چلی آتی تہی۔ لوگ اوس سے پوچہتے بیٹی۔ تمہارے ماموں کون ہین۔ وہ جواب دیتی۔ وَ وْ۔ وَ وْ۔ یا اَوْ اَوْ۔ (یعنی کتہ کی آواز نقل کرکے ظاہر کرتی تہی کہ اوسکے ماموں بنی کلب ہین)

آپکی اولاد اناث مختلف عورتوں سے جنکے نام معلوم نہین اور جو اولاد ام ولد ہین یہہ ہین

ام ہانی میمونہ۔ زینب صغریٰ۔ رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔ ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ جمانہ۔ نفیسہ۔ یہہ جملہ اولاد جناب علی مرتضیٰؓ چودہ لڑکے اور ستره لڑکیاں ہین۔ انمین سے نسل صرف حضرت امام حسنؓ۔ حسینؓ۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس بن کلابیہ۔ عمر بن تغلبیہ پانچ لڑکون سے ہے۔ دیگر اولاد کا سلسلہ اعقاب نہ چلا۔

آپکی صاحبزادیون اور اونکے شوہر و اولاد کی مجمل کیفیت یہہ ہی کہ زینب بنت فاطمہؓ کا عقد عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا۔ اونسے علی۔ عون۔ عباس۔ ام کلثوم پیدا ہوے۔

ام کلثوم بنت فاطمہؓ کی ولادت آنحضرتؐ کے حین حیات ہوئی۔ یہہ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کے عقد مین آئین۔ انکے بطن سے زید بن عمرؓ بن خطاب ہین اور ایک لڑکی رقیہ بنت عمرؓ بہی انہین کے بطن سے پیدا ہوئین۔ بعد وفات حضرت عمر فاروقؓ ام کلثوم کا عقد ثانی عون بن جعفرؓ بن ابی طالب سے ہوا۔ انسے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد وفات عون کے محمد بن جعفرؓ کے نکاح مین آئین۔ انسے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جب یہہ بہی فوت ہوے تو عبداللہ بن جعفرؓ نے عقد کر لیا۔ انسے کوئی اولاد نہین ہوئی اور انہین کے پاس ام کلثوم نے وفات پائی۔ ام کلثوم اور انکے بیٹے زید دونون نے ایک وقت مین انتقال فرمایا۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ بنی عدی کے درمیان یکہہ جہگڑا تہا۔ نوبت بہ جنگ وجدال پہونچی۔ زید انمین صلح کرانے کو گئے۔ اندہیرے مین کسیکی تلوار انکے سر پر پڑی یہہ زخمی ہوکر چلے آے۔ چند روز زندہ رہکر انتقال کیا۔ اوسیوقت انکی والدہ ام کلثوم نے بہی رحلت کی۔ دونون پر ایک ساتہہ نماز جنازہ ادا ہوئی حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے نماز پڑہائی حضرت حسنینؓ والبو ہریرہؓ نماز مین شریک تہے

رقیہ بنت صہبا اور ام الحسن بنت ام سعید۔ یہہ دونون صاحبزادیان ایکے بعد دیگرے جعدہ بن ابی ہبیرہ مخزومی۔ (جناب علیؓ کے بہانجہ) کے نکاح مین آئین۔

رملہ کبریٰ بنت ام سعید سے عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کیا۔
ام ہانی عبدالرحمن بن عقیل کے نکاح مین آئین۔
میمونہ کا عقد عبداللہ اکبر بن عقیل سے ہوا اور زینب صغریٰ۔ محمد بن عقیلؓ کی بیوی ہوئین
رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ یکے بعد دیگرے عبداللہ اصغر بن عقیلؓ کو بیاہی گئین۔
فاطمہ سعید بن اسود بنی حارث کے نکاح مین آئین۔
خدیجہ۔ ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر جمانہ۔ امامہ۔ یہہ صاحبزادیان یکے بعد دیگرے
صلت بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے عقد مین آئین۔ بعضے راوی امامہ کی جگہہ تقیہ۔
نفیسہ ذکر کرتے ہین۔
یعمری کا قول ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی اولاد سے اونیس ۱۹ لڑکا لڑکی آپکے حین حیات
انتقال کر گئے۔ وقت شہادت صرف تیرہ ۱۳ لڑکا لڑکی موجود تھے جو وارث ہوے انمین سے
بجز معرکہ کربلا مین جام شہادت نوش فرما کر راہی ملک بقا ہوے۔

خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ

آپکے فضائل ومناقب بیشمار ہین۔ آپکا لقب تقی اور سید ہے۔ کنیت ابو محمد حلیہ مبارک یہ ہے
آپ میانہ قد تھے نہ بہت لانبے نہ زیادہ پستہ قد۔ رنگ گورا سرخی مائل۔ آنکھین سیاہ بڑی بڑی
رخسارے پر گوشت بھرے ہوے۔ چہرہ خوبصورت ڈاڑہی گھنی اور بہت۔ گردن گویا
صراحی سیم خالص تھی۔ استخوان شانہ۔ بڑے چوڑے چکلے۔ دونون شانون کے درمیان
فاصلہ۔ آپکے بال گھونگھر والے تھے۔ آپ سیاہ خضاب فرماتے تھے۔ ایک روایت مین ہے
کہ آپ مہندی اور کتم سے خضاب کرتے تھے۔ آپکی ولادت کا قصہ ہم اوپر لکھہ آے ہین
اب چند احادیث درباب فضائل نقل کرتے ہین۔

صحیح بخاری ومسلم مین بروایت براءؓ منقول ہے۔ مین نے خود دیکہا ہے کہ جناب امام حسنؓ حضور نبوی کے دوش مبارک پر تہے اور آنحضرت صلعم فرما رہے تہے۔ خدایا مین اسکو دوست رکہتا ہون تو بہی اس سے محبت رکہنا۔

بخاری شریف مین بروایت ابی بکرہؓ وارد ہے کہ مین نے جناب سالتمآب سے سنا ہے حضور منبر پر تشریف فرما تہے اور حسنؓ آپکے بغل مین بیٹہے تہے۔ حضور سرور عالم کبہی ہم لوگون کی طرف نظر فرماتے اور کبہی امام حسنؓ کے چہرہ کو دیکہتے اور فرماتے تہے۔ یہہ میرا بیٹا ہے سید ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ سے مسلمانونکی دو جماعتون مین صلح کراوے گا۔

جامع ترمذی مین بروایت ابوسعید خدری منقول ہے کہ حضور فرماتے ہین حسنؓ حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہین۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ ایک مرتبہ جناب رسول خدا اپنے دولتخانہ سے امام حسنؓ کو دوش مبارک پر سوار کئے ہوے تشریف لائے۔ ایک شخص نے دیکہکر کہا۔ واہ میان صاحبزادہ تمہاری سواری تو خوب ہے۔ حضور نبوی نے فرمایا اور یہہ سوار بہی تو اچہا ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن زبیرؓ کہتے ہین کہ اہل بیت نبوی مین امام حسنؓ آنحضرت صلعم سے صورت وشکل مین بہت مشابہ تہے۔ حضور انکو سب سے زیادہ چاہتے تہے۔ مین نے بارہا دیکہا ہے کہ جناب رسول اللہ حالت سجدہ مین ہوتے اور امام حسنؓ اوسوقت آجاتے تو آنحضرت کے اوپر سوار ہوجاتے۔ آپ انکی خاطر سے اوسی طرح سجدہ مین رہتے یہانتک کہ یہہ خود اترتے۔ اکثر ایسا بہی دیکہا ہے کہ آپ رکوع مین ہوتے اور امام حسنؓ حضور کی ٹانگونسے لپٹ جاتے حضور اونکے واسطے اپنے پائون پہیلا دیتے۔ یہہ ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہین کہ جناب سالتمآب زبان مبارک جناب امام حسنؓ کے سامنے

کردیتے یہہ زبان کی سرخی دیکھکر خوش ہوتے اور اوسپر لپکتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب سرورکائنات نماز پڑہا تے تھے اور حضرت حسنؓ آپکو سجدہ مین دیکھکر کبھی پیٹہہ پر کبھی گردن پر سوار ہوجاتے حضور نے انکو آہستہ سے اوتارا اور نماز ادا فرمائی صحابہ نے عرض کیا حضور انکے ساتہہ جسقدر محبت فرماتے ہین دوسرے کو اسقدر نہین چاہتے۔ فرمایا یہہ میرا پہول ہے۔ یہہ میرا بیٹا سید ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ خداوند تعالی اسکی بدولت مسلمانونکی دو جماعتونمین صلح کرادے گا۔

بسند معتبر ابو ہریرہؓ کا قول ہے کہ جب مین حسنؓ کو دیکھتا ہون فرط محبت سے میری آنکھونسے آنسو ٹپک پڑتے ہین۔ وجہ یہہ ہے کہ ایک روز جناب سرورعالم دولتخانہ سے برآمد ہوے اور مسجد مین تشریف لاے۔ میرا ہاتہہ پکڑکر ایک طرف کو رخ فرمایا یہانتک کہ بازار بنی قینقاع مین داخل ہوے پھر سیر کرتے ہوے مسجد نبوی مین واپس آے اور ایک جگہہ بیٹہہ گئے اور فرمایا میرے بیٹے کو بلالو۔ استنے مین امام حسنؓ دوڑتے ہوے آے اور آغوش مبارک مین گرپڑے حضور بار بار اپنا منہ اونکے منہ پر رکھتے اور فرماتے تھے۔ خداوندا مین اسکو چاہتا ہون اور جو اسکو چاہتا ہے اوسکو بھی چاہتا ہون۔

صحیح بخاری مین عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے۔ ایک مرتبہ جناب صدیق اکبرؓ نے نماز عصر ادا کی اور جناب علی مرتضیٰؓ کے ہمراہ مسجد سے نکلے۔ راستہ مین امام حسنؓ بچونکے ساتہہ کھیل رہے تھے آپنے اونکو اوٹھاکر کاندہے پر بٹھا لیا اور فرمایا یہہ تو صورت و شکل مین جناب رسول اللہ کے مشابہ ہین علی کی صورت سے نہین ملتے جناب علیؓ یہہ سنکر ہنستے تھے۔

جامع ترمذی مین ہے۔ امام حسنؓ سر سے سینہ تک آنحضرت صلعم سے مشابہ تھے اور امام حسینؓ سینہ سے تا بہ قدم۔

اوصاف کمال سیر و عادات

آپ کی ذات مبارک مجموعہ اخلاق حسنہ و عادات پسندیدہ تہی۔ حلم و کرم۔ زہد و تقوی۔ عبادت و ریاضت۔ جود و سخا۔ صبر و توکل مین شہرہ آفاق صاحب وقار صاحب سکینہ تہے اور کیون نہ ہوتے۔ خاندان نبوت کے روشن چراغ نور دیدہ جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ تہے۔ نو بادہ گلشن رسالت ثمر شجر ولایت تہے۔ اگر آپکے اوصاف لکہے جاوین تو ایک دفتر ہو جاے یہان مختصراً عرض ہوتے ہین۔

(عبادت و ریاضت) ابونعیم سے روایت ہے کہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مین حیا کرتا ہون کہ خداوند تعالی سے ملون اور اوسکے گہر کعبہ محترمہ کا سفر پا پیادہ نہ کیا ہو۔ پہر آپنے بیس حج پیدل چلکر کئے۔ دوسری روایت مین پچیس حج کرنا آیا ہے اور لکہا ہے کہ سواریان کوتل آپکے آگے چلتی تہین۔ (صواعق محرقہ)

روایت ہے کہ آپ جسوقت طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوتے تو مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس دو رکعت نفل ادا فرماتے پہر اپنا منہ مقام ابراہیم علیہ السلام پر رکہکر زار زار روتے اور فرماتے۔ الٰہی۔ تیرا بندہ۔ تیرا خادم۔ تیرے در پر سائل ہے۔ وہ تیرے دروازہ پر مسکین ہوکر حاضر ہوا ہے" یہی الفاظ بار بار آپکے ورد زبان ہوتے تہے۔

مروی ہو کہ آپ ایک مرتبہ طواف سے فارغ ہوکر حرم شریف سے باہر گئے۔ ایک جماعت فقرا مساکین پر گذر ہوا۔ یہہ لوگ خشک روٹی کے ٹکڑے کہا رہے تہے۔ آپنے اونکو سلام کیا۔ فقرانے جواب دیکر کہانے کیواسطے بلایا۔ آپ جا کر بیٹہ گئے اور فرمایا۔ بہائیو! یہہ کہانا صدقہ و خیرات کا ہے۔ مین کہا نہین سکتا ورنہ مجہکو کچہہ عار نہو تا تم میرے مکان پر چلو۔ فقرا آپکے ساتہہ ساتہہ ہولئے۔ آپنے مکان پر پہونچکر اونکو کہانا کہلوایا۔ کپڑے تقسیم فرمائے اور درم دیکر رخصت کیا۔ (مستطرف)

(جود و سخا) ابونعیم سے روایت ہے کہ آپنے دو دفعہ اپنا کل مال راہ خدا مین دیدیا یہانتک
کہ ایک حبہ پاس نہ رکھا اور تین دفعہ آدہا آدہا مال خدا کے واسطے خیرات کیا یہانتک کہ جفت
پاپوش سے ایک راہ خدا مین دیا اور ایک رکھہ چھوڑا۔ ایکمرتبہ آپنے کسی شخص سے سُنا کہ وہ خدا سے
دس ہزار درم مانگ رہا ہے آپنے دس ہزار درم اوسکے پاس بھجوا دیئے۔ ایک دوسر شخص
حاضر ہوکر کہنے لگا۔ مین مالدار غنی تہا۔ اب افلاس کے ہاتھون تنگ حال ہوگیا ہون۔ آپنے
فرمایا۔ تمہارے لائق اور بقدر احتیاج تمہارے میرے پاس نہین ہے اور جسقدر تمہارے سوال کا
حق ہی اور جسکو مین خوب جانتا ہون افسوس کہ مین اوسکے دینے پر قادر نہین اور خدا کے نزدیک
مال کثیر بہی کچہ نہین ہی وہ تو سب پر قادر ہے البتہ میرے پاس اسوقت جو کچہ ہے اگر تم اسکو
قبول کرو تو تمہارا احسان ہے۔ اس قلیل مقدار کے دینے سے مجھکو بار حفاظت اور اوسکے
اہتمام سے سبکدوش کردو تو تمہارا شکر گذار ہونگا۔ سائل نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کے
نواسے۔ آپ یہہ کیا فرماتے ہین۔ آپ جو کچہ عنایت کرینگے مین اوسکا شکر کرونگا اور غنیمت
جانونگا۔ آپنے داروغہ کو طلب فرماکر اوس سے حساب پوچھا اور فرمایا۔ جسقدر تمہارے پاس موجود
ہو سب لے آؤ۔ داروغہ نے پچاس ہزار درم حاضر کئے۔ آپنے فرمایا۔ وہ پانچسو اشرفیان کہان ہین
داروغہ نے کہا۔ موجود ہین۔ غرض وہ بہی حاضر کی گئین۔ آپنے یہہ جملہ درم و دینار سائل کے حوالہ
کئے اور عذر خواہ ہوئے (صواعق محرقہ) پہر آپنے فرمایا۔ حمال بلالاؤ اور یہہ درم یہان سے
اپنے گہر اوٹھوا لیجاؤ اور چادر مبارک حوالہ کرکے فرمایا۔ یہہ چادر حمال کی اجرت مین دینا۔ یہہ
اجرت بہی میری ہی طرف سے ہونا چاہیئے (سراج الملوک)

راقم۔ سبحان اللہ سخاوت اسی کا نام ہے۔ شام کے کہانیکو بہی ایک حبہ پاس نہ رکہا۔ اب اس سے
زیادہ سخاوت و کرم کیا ہوگا۔ حاتم نے بہی تو ایسی بخشش و عطا نہ کی ہوگی۔

ایکمرتبہ حضرات حسنین۔ عبداللہ بن جعفر۔ ابو وحیہ انصاری رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ سے جانب مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ اثنار راہ مین پانی برسا۔ یہہ ایک اعرابی کے خیمہ مین سکونت پذیر ہوسے بارش تین دن رات برابر ہوتی رہی۔ اس عرصہ مین صاحب خانہ نے اپنی بکری ذبح کی اور انکی دعوت کی جب بارش موقوف ہوئی تو یہہ مدینہ منورہ روانہ ہوسے۔ وقت روانگی اوس اعرابی سے رخصت ہوکر عبداللہ بن جعفرؓ نے اس طرح فرمایا۔ تم جب مدینہ مین آنا تو ہمسے ضرور ملنا۔ چند سال کے بعد اعرابی محتاج ومفلس ہوگیا۔ اوسکی عورت نے کہا۔ اگر تم مدینہ جاکر اون جوانو سے ملتے تو کیا عجب تہا کہ وہ کچھہ سلوک کرتے اور تمہاری عسرت دفع ہوتی۔ اعرابی نے جواب دیا مین تو اونکا نام تک بہول گیا۔ کہان جاؤن اور کسسے پوچہون۔ عورت نے کہا۔ طیار کے بیٹے کو دریافت کرلینا۔ المختصر وہ اعرابی مدینہ مین آیا۔ اتفاقاً سب سے اول جناب امام حسنؓ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ بڑی محبت سے پیش آسے اور ایک سو اونٹ نر و مادہ مع اونکے چرواہونکے عطا فرماسے۔ وہ اعرابی آپسے رخصت ہوکر امام حسینؓ کے پاس پہونچا۔ آپنے ایک ہزار بکریان عنایت کین۔ اب وہ اعرابی عبداللہ بن جعفرؓ سے ملا۔ انہون نے فرمایا۔ ہمارے بہائیون نے تو اونٹ بکری تمکو دیئے اب کچھہ نقد بھی لیجاؤ یہہ فرماکر ایک لاکھہ درم دلوادیئے۔ پہر اعرابی ابو دحیہؓ کے پاس گیا۔ آپنے کہا۔ واللہ جسقدر ان حضرات نے دیا ہے میرے پاس اتنا نہین ہے لیکن تم اپنے اونٹ یہان لے آؤ۔ مین انپر کہجور لدوادون۔ غرض اعرابی اسقدر نقد وجنس پاکر مالدار ہوگیا۔ اوسکی اولاد تک فراغت وعیش سے گذر کرتی تہی (مستطرف)

دوسری روایت مین تفصیل عطا یہہ ہے کہ جناب امام حسنؓ نے ایک ہزار بکری اور ایک ہزار دینار دیکر امام حسینؓ کے پاس بہیجدیا۔ آپنے بھی ایکہزار بکری اور ایک ہزار دینار مرحمت فرماسے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے چار ہزار بکری اور چار ہزار دینار عنایت کئے۔ اس روایت مین بجای مرد کے

عورت ضعیفہ کا آنا لکھا ہے۔ (ثمرات الاوراق)

(صبر و تحمل) آپ اپنی عہد خلافت مین ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے حالت سجدہ مین خنجر مارا۔ بعد فراغ نماز آپنے خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ ای اہل عراق۔ ہمارے معاملات مین خدا سے ڈرو۔ ہم تمہارے سردار۔ تمہارے مہمان ہین۔ کیا ہم لوگ اسیکے مستحق ہین جو تم ہماری ساتھ سلوک کر رہی ہو۔ ہم اہل بیت رسول اللہ ہین جنکی شان مین آیت تطہیر نازل ہوئی ہے اور آپ باربار آیت تطہیر پڑھتے تھے۔ اوسوقت مسجد مین کوئی ایسا نہ تھا جو زار و قطار روتا نہ ہو۔

مروان بن حکم مدینہ کا عامل تھا۔ اسکا دستور تھا کہ ہر جمعہ کو منبر پر چڑھکر خطبہ مین جناب علی مرتضیٰ کی شان مین کلمات بے ادبی زبان سے نکالتا تھا۔ آپنے مروان کو کہلا بھیجا۔ مین تجھکو ہرگز برا نہ کہونگا کیونکہ میرے برا کہنے سے بدلا ہو جاویگا لیکن میرا تیرا انصاف خدا کے گھر ہے۔ اگر تو اس بدگوئی و سخت زبانی مین سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری سچائی کا نیک بدلا دیگا اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ انتقم حقیقی منصف و عادل ہے خود تجھ سے سمجھ لے گا۔

ایک مرتبہ مروان نے آپکو سخت کلمہ کہا۔ آپ خاموش رہے۔ پھر مروان نے دلہنے ہاتھ سے ناک صاف کی۔ آپنے فرمایا۔ افسوس۔ تو اسقدر نادان ہے۔ تجھکو یہہ بھی خبر نہین کہ داہنا ہاتھ منہ پر پھیرنے اور دیگر اعلیٰ کام کے واسطے ہے اور بایان ہاتھ استنجا وغیرہ کے لئے موضوع ہے۔ مروان یہہ سُنکر دم بخود رہ گیا۔

روایت ہے کہ کسی نے آپ کیخدمت مین عرض کیا۔ ابوذرؓ کا قول ہے کہ فقر مجھکو مالداری سے محبوب۔ مرض بہ نسبت صحت کے مرغوب ہے۔ فرمایا۔ خدا ابوذرؓ پر رحم فرماے میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ جو شخص خدا کی سختی و راحت پر متوکل ہو۔ وہ یہہ نہ سمجھے کہ یہہ حالت موجودہ خدا کو پسند نہیں ہے۔

روایت ہے کہ ایک لاکھہ درم سالانہ حضرت معاویہؓ آپ کی خدمت مین بھیجا کرتے تھے۔ ایکمرتبہ سالانہ آنے مین دیر لگی آپکو خرچ کی تکلیف ہوئی۔ آپنے قلم دوات طلب فرماکر خط لکھنا چاہا مگر پھر کچھہ سوچ کر رک رہے اوس شب کو خواب مین حضور سرور عالم کی زیارت ہوئی حضور نے دریافت فرمایا۔ اے فرزند تم کیسے ہو۔ عرض کیا۔ الحمد للہ بخیریت ہون مگر وظیفہ کی تاخیر سے البتہ خرچ کی تکلیف ہے۔ ارشاد ہوا۔ تم نے قلم دوات منگواکر چاہا تھا کہ اپنی حاجت خدا کو چھوڑ اوسکی مخلوق کی طرف لکھو۔ عرض کیا۔ ہان حضور نے اوسی عالم خواب مین ارشاد فرمایا۔ یہہ دعا پڑھو اللھم اقذف فی قلبی رجاءك واقطع رجائی عمس سیواك حتی لا ارجوا احدا غیرك۔ اللھم وما ضعفت عنه قوتی وقصر عنه عملی ولم تنته الیه رغبتی ولم تبلغه مسألتی ولم یجر علی لسانی مما اعطیت احداً من الاولین والآخرین من الیقین فخصنی به یا ارحم الراحمین۔ حضرت امام حسنؓ فرماتے ہین۔ قسم خدای برتر کی مجھکو یہہ دعا پڑھتے ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ معاویہؓ نے پندرہ لاکھہ درم یکشت بھیجدیے۔ اسکے بعد پھر آنحضرت کو خواب مین دیکھا۔ حضور نے فرمایا۔ اے حسن اب کیسے ہو۔ مین نے عرض کیا۔ حضور۔ اب اچھے حال مین ہون اور مجھکو اسقدر مال مل گیا ہے۔ فرمایا۔ اے دلبند۔ جو اوسکی مخلوق سے امید توڑکر اوسکی ذات پاک سے آس لگائے اوسکی اسی طرح منجانب اللہ مدد ہوتی ہے اور خزانہ غیب سے مالامال ہوجاتا ہے۔

(غذا) باوجود کثرت جود و سخا کے آپ غذاے لطیف وطعام لذیذ کی پروانہ کرتے تھے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے آپکی دعوت کی جب دسترخوان پر کھانا چنا گیا تو حضرت معاویہؓ نے مرغ بریان آپکے سامنے رکھہ دیا۔ آپنے بے پرواہی کے ساتھہ پیالہ اپنے سامنے سے ہٹادیا حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ کیا تمہاری اور اس مرغ کی مان کے درمیان

عداوت تھی جو اپنے آگے سے ہٹا دیا۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تمسے اور اسکی ماں سے کچھ قرابت تھی۔ (مستطرف)

کرامات مروی ہے کہ سفر حج مین ایک مرتبہ بوجہ پیادہ روی کے پای مبارک ورم کر آئی۔ خدمتگارون نے عرض کیا حضور کچھہ دیر کیلئے سوار ہوجائین تاکہ ورم دفع ہوجاے آپنے نہ مانا اور غلام کو حکم دیا کہ آج جب منزل پر پہونچوگے تو ایک حبشی غلام نظر آئیگا۔ اوس کے پاس روغن ہوگا جو دافع ورم ہے جسوقت منزل معہود پر پہونچے ایک حبشی نظر آیا۔ آپنے غلام کو حکم دیا۔ دیکھو وہ حبشی یہی ہے اس سے روغن مول لے لو۔ غلام حسب ارشاد حبشی سے ملا اور اوس سے روغن طلب کیا حبشی نے روغن حوالہ کیا پھر پوچھا کس کے واسطے چاہتے ہو۔ غلام نے کہا۔ امام حسینؓ کیواسطے مطلوب ہے۔ حبشی نے کہا۔ مجھکو آپکے پاس لیچلو مین اونکا غلام ہون۔ غرض غلام کے ساتھہ خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یہہ روغن حاضر ہے مین اوسکی قیمت نہین لیتا مین تو آپ کا غلام ہون لیکن ایک عرض ہے کہ میری بیوی اس جنگل مین دردزہ مین مبتلا ہے۔ آپ دعا فرماوین کہ خداوند تعالی لڑکا حسین خوبصورت عنایت فرماے اور وہ عورت دردزہ کی تکلیف سے نجات پاوے۔ فرمایا۔ جا۔ تیری خواہش کے بموجب تیرے گھر مین لڑکا ہوا ہے اور وہ میرے دوستو مین ہوگا حبشی گھر واپس آیا دیکھا تو ایک لڑکا نازک اندام گلفام پیدا ہوا ہے۔

روایت ہے کہ کسی سفر مین حضرت زبیر کے صاحبزادون مین سے کوئی آپکے ساتھہ تھے۔ ایک باغ مین جسمین خشک کھجور کے درخت تھے دم لینے اور ستانے کو اوتر پڑے۔ آپکے واسطے ایک درخت کے نیچے فرش ہوا اور ابن زبیر کے واسطے دوسرے درخت کے تلے۔ ابن زبیر نے کہا اگر اس درخت مین خرماے تازہ ہوتے اور اوپر سے گرتے تو کھانے مین آتے۔ آپنے فرمایا کیا تم تازہ کھجور کھانا چاہتے ہو۔ جواب دیا۔ ہان۔ آپنے دعا کے واسطے ہاتھہ بلند فرماے اور کچھ

زبان مبارک سے بھی ارشاد کیا۔ آناً فاناً وہ درخت خشک سبز ہوگیا۔ اوسمین ہری ہری پتیان
نکل آئین۔ بات کی بات مین پھلا اور کھجور پختہ نظر آنی لگے۔ یہہ کرامت دیکھکر ایک شتربان
نے کہا۔ واہ صاحب۔ اچھا شعبدہ دکھلایا۔ یہہ سارا کھیل جادو کا ہے۔ فرمایا۔ ای مردک
منکر۔ یہہ جادو نہین بلکہ فرزند رسول اللہ کی دعا سے مستجاب ہے۔ پھر ایک شخص اوس درخت پر
چڑہا اور کھجورین توڑین۔ وہ اسقدر با فراط تہین کہ سب کو کافی ہوئین (شواہد النبوت)

منجملہ آپکے سیر وعادات کے منقول ہے کہ آپ عورتون سے اکثر نکاح کیا کرتے اور بعد چندے
اونکو طلاق دیکر پہر دوسری سے نکاح کرلیتے اور لطف یہہ ہے کہ جسکو آپ طلاق دیتے وہ
آپکی حسن معاشرت سے سیر نہوتی نہ آپکی مفارقت کی خواہان ہوتی۔ آپنے نوے عورتون سے
نکاح کئے۔ ایک بار جناب علی مرتضی رض نے فرمایا حسن رض کی کیا عادت پڑگئی ہے کہ ادہر نکاح کیا
ادہر چھوڑ دیا۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ اس فعل سے بہت سے لوگ ناخوش ہونگے۔ مبادا اونکی ناخوشی
کچھہ حسن رض پر صدمہ پہونچاوے (خمیس)

ایکمرتبہ آپنے اہل کوفہ سے فرمایا کہ حسن رض سے اپنی لڑکیون کا نکاح نہ کیا کرو وہ طلاق دیدیتے
ہین۔ یہہ سنکر ایک مرد ہمدانی نے کہا۔ ہماری لڑکیان حسن رض کے واسطے حاضر ہین ہم تو نکاح کرینگے
جبتک اونکی خوشی ہو اپنے پاس رکہین جب چاہین طلاق دین (صواعق محرقہ)

امام ابن سیرین رح سے روایت ہے کہ امام حسن رض نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ سو لونڈیان اور
ہر ایک کے پاس ہزار درم اوسکے مہر مین عنایت فرمائین۔ (خمیس)

بعض عارفین واہل اللہ اس کثرت ازدواج کا سبب یہہ بیان فرماتے ہین کہ جناب
امام حسن رض کی خصوصیات سے تہا کہ آپکا جسم مبارک جس کسی سے مس کرجاتا اوسپر آتش دوزخ
حرام ہوجاتی۔ اسی غرض سے آپنے اسقدر بیویان کین اور کیا عجب ہے کہ اسی خیال سے لوگ

ایکمرتبہ آپ حضرت معاویہؓ کے دربار مین تشریف فرماتے تھے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ امام حسنؓ تیز زبان لسان ہین اگر یہہ منبر پر چڑہکر کچہہ کلام کرین تو ضرور انکے بعض اقوال ایسے ہونگے جسکو عوام ناپسند کرینگے اور یہہ اونکی نظرونسے گرجاوینگے۔ حضرت معاویہؓ انکے دم مین آگئے اور آپسے درخواست کی۔ آپ منبر پر تشریف لیگئے اور نہایت شدومد سے خطبہ پڑہا۔ اوس مین فرمایا۔ ایہا الناس۔ اگر تم دنیا مین اپنی قوم کو ڈہونڈ ہو تو میرا اور میرے بہائی کے سوا تیسرے کو مستحق نہ پاؤگے اور یہہ آیت پڑہی وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین۔ عمرو بن العاصؓ کو یہہ کہنا گوارا گذرا اور خوف کیا کہ شاید اس سے آگے اور کوئی بات سخت کہہ بیٹہین لہذا قطع کلام کرنیکو بول اوٹہے۔ ای ابو محمد۔ تازہ کہجور کی تعریف بیان فرمایئے کہ کس طرح اوسکو نشو و نما ہوتا ہے فرمایا۔ شمالی ہوا سے درخت کہجور پہولتا ہے اور باد جنوب کہجور نکالتی ہے۔ حرارت آفتاب پکاتی اور چاند کی روشنی سے وہ رنگ پاتی ہے۔ اونہون نے کہا۔ قضاء حاجت کے متعلق کچہہ بیان فرمایئے۔ ارشاد کیا۔ آبادی سے دور لوگونسے علحدہ جنگل مین نکل جاوے اور وہان رفع حاجت کرے۔ قبلہ کیطرف منہ اور پیٹہہ نہ کرے۔ جانورونکی لید اور ہڈی سے استنجا نہ کرے۔ رکے ہوئے پانی مین پیشاب نہ کرے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ اصحاب کے جلسہ مین بیٹہے ہوے تھے ناگاہ حضرت حسنؓ تشریف لاتے ہوے نظر آئے۔ معاویہؓ نے فرمایا۔ یہہ ہمارا لطف مٹا دینگے۔ یارونکی صحبت پراگندہ خاطر ہوجاویگی۔ مروان بولا۔ آنے دیجئے مین انسے ایسی بات پوچہونگا کہ لاجواب ہوجاوینگے۔ فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ ان کو منجانب اللہ باتین سکہا دی جاتی ہین یہہ ایسے نہین ہین کہ ہم انسے بازی لیجاوین غرض آپ تشریف لائے اور بیٹہے۔ مروان نے کہا۔ ای حسنؓ آپکی مونچہین بہت جلد سفید ہوگئین۔ اسکو تو لوگ علامت بیوقوفی کی بتلاتے ہین۔ فرمایا۔

یہہ بات غلط مشہور ہے لیکن لبونکے سفید ہونیکی وجہہ دوسری ہے۔ بنی ہاشم شیرین دہن ہوتے
ہین۔ ہماری بیویان ہمارے منہ کی بوسے لیتی ہین اور ہماری طرف منہ کرکے لیٹتی ہین (چونکہ
عورتونکا فراج مردونکی نسبت سرد ہوتا ہے لہذا) اونکے منہ ملانیسے بال جلد سفید ہوجاتے
ہین اور تم لوگ بنی امیہ گندہ دہان ہوتے ہو۔ تمہارے منہ کی بدبوُ سے تمہاری بیویان متنفر
ہوکر تم سے منہ پھیر لیتی ہین اونکی سانس اور منہ وناک کی ہوا اگر تمہاری طرف پہونچتی ہی تو صرف
تمہاری کنپٹی تک۔ اسیواسطے تم لوگونکی ڈاڑہی سے پہلے کنپٹی اور رخسارون کے بال سفید
ہوجاتے ہین۔ (عقد الفرید)

روایت ہے کہ آپنے ایک مرتبہ حبیب بن سلمہ فہری سے فرمایا۔ تمہارا اکثر چلنا پہرنا سفر کرنا
خداوند تعالیٰ کی طاعت کے سوا اوسکی معصیت مین ہوا ہے حبیب نے جواب دیا۔ بیشک آپ سچ
فرماتے ہین مگر میرا سفر آپکے والد کے مقابلہ پر تو گناہ نہوگا۔ فرمایا۔ ہان۔ نہو لیکن تم نے نفع قلیل
دنیا کے لالچ مین معاویہؓ کی اطاعت کی۔ معاویہؓ نے اگرچہ تمہاری دنیا سنواری مگر آخرت کو تباہ کیا
باوجود اس فعل مذموم کے اگر تم نیک بات منہ سے نکالتے تو اون لوگونمین سے ہوتے جنکی
شان مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اچھے اور برے دونون قسم کے کام کئے ہین مگر تم تو بل ران
علی قلوبہم ما کانوا یکسبون کے مصداق ہو۔ (عقد الفرید)

روایت ہے کہ ایکمرتبہ آپنے کسی شاعر کو بہت کچھہ انعام دیا کسی نے کہا۔ آپنے شاعر کو اسقدر
مال عنایت کیا جو خدا کا نافرمان ہے جہوٹی باتین کہتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ مین نے اپنی آبرو بچانیکو
اوسکو دیا ہے۔ شر سے بچنا بہی منجملہ نیکی کی طلب سے ہے۔ (زہر الآداب)

کتب احادیث مین آپ کی مرویات سے تیرہ حدیثین ہین۔ (خمیس)

بیعت خلافت

جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ کی شہادت سے دو دن بعد ماہ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء مین اہل کوفہ نے آپکے ہاتھہ پر بیعت کی۔ (مسعودیؒ) سب سے اول حضرت قیس بن سعدؓ نے بیعت کے لئے ہاتھہ بڑہا کر کہا۔ ای حسنؓ۔ آپ اپنا ہاتھہ دراز کیجئے مین آپ سے بیعت کرتا ہون۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے کو جان و دل سے حاضر اور آپکے مخالفین سے جدال و قتال پر بخوشی خاطر موجود ہون۔ (ابن اثیر)

انکے بعد پہر اور اہل کوفہ و دیگر اشخاص نے جو چالیس ہزار تہے اور جنہون نے جناب علی مرتضیٰ ؓ سے لڑنے اور مرنے پر بیعت کی تہی آپ کی بیعت کی۔ (خمیس) آپ بیعت قبول کرتے وقت فرماتے جاتے تہے۔ "تم لوگ میرے کہنے کو سنتے رہنا۔ میری اطاعت کرنا جس سے مین صلح کرون اس سے تم بہی صلح کر لینا جس سے مین لڑون تم بہی اوس سے لڑنا"۔ آپکے اس فقرہ پر لوگ کہٹکے۔ آپس مین سرگوشیان ہونے لگین کہ صاحبو۔ یہہ تمہارے امیر المومنین نہین۔ نہ یہہ جنگ کا ارادہ رکہتے ہین (ابن اثیر و ابن خلدون) اہل کوفہ و عراق دل سے آپکے مطیع تہے اور آپ ونکے نزدیک بہ مقابلہ جناب علی مرتضیٰ زیادہ محبوب و عزیز تہے۔ (خمیس) بعد اتمام بیعت آپنے اپنے ممالک محروسہ سواد عراق و جبل پر اپنی طرف سے عمال روانہ فرمای اور ابن ملجم کو قتل کیا۔ (مسعودیؒ)

جسوقت عبداللہ بن عباسؓ کو خبر پہونچی آپکو نصیحتہً یہہ مضمون لکہہ بہیجا "مسلمانون نے بعد علیؓ کے تمکو اپنا سردار کیا ہی خبردار اپنا ہاتھہ مضبوط و سخت رکہنا اور اپنے دشمن کے جہاد سے غفلت نہ کرنا جن لوگونکی طبیعتین کینہ جو ہین اونکے قصور و گناہ سے مصلحۃً چشم پوشی کرنا اور موقع سے اوسکا بدلا لینا۔ ہر قوم پر اونہین مین سے منتخب کرکے اونپر سردار مقرر کرنا۔ اس ترکیب سے تمہارے کام درست ہو جاوینگے۔ (عقد الفرید)

جناب معاویہؓ نے خبر شہادت امیرالمومنین علیؓ سنکر بیت المقدس مین لوگونسے اپنی خلافت کی بیعت لی اور اوسی روز سے امیرالمومنین کے لقب سے پکاری جانے لگے اس سے قبل امیر شام کہے جاتے تھے مگر اوپر بعد قصہ تحکیم گذر چکا ہے کہ اجتماع حکمین کے بعد ہی آپنے بیعت خلافت سے لی تھی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

آپکی شروع خلافت مین امیرالمومنین علیؓ کی شہادت کے چالیسوین روز اشعث بن قیسؓ کندی نے جو منجملہ اصحاب جناب علیؓ تھے بمقام کوفہ وفات پائی۔ آپنے انپر نماز پڑہی (ابن اثیر) بروایت تاریخ یافعیؒ ماہ ذیقعدہ مین انکی وفات ہی۔ یہہ سردار قوم۔ امراء عرب مین باعزت وقار شخص تہی۔ اشعثؓ اسّی شخصوں کے ہمراہ جنمین عمرو بن معدیکرب زبیدی بھی تھے حضور سرور عالم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوے۔ بعد وفات نبوی دونون مرتد ہو گیے۔ عہد صدیقی مین دونون نے پہر اسلام قبول کیا۔ انکا اسلام اچھا ہوا اور انکی ذات سے کارہای نمایان ظہور پذیر ہوی۔ جہاد وغزوات مین شریک رہے۔ بروایت خمیس اشعثؓ مسلمان ہوکر خدمت حضرت صدیقؓ مین حاضر ہوے۔ آپنے انپر توجہات وعنایات مبذول کین اور اپنی ہمشیرہ کے ساتھہ نکاح کر دیا۔

شرحبیل بن سمط کندی جناب معاویہؓ کے اصحاب مین سے ہین انہون نے بہی اسی زمانہ مین انتقال کیا انکی صحابیت مین اختلاف ہے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

سنہ ۴۱ ہجری۔ تفویض خلافت

شہادت مرتضوی سے چند روز پیشتر ایک لشکر جرار نے جسکی تعداد چالیس ہزار تھی اہل شام سے لڑنے اور مرنے پر بیعت کر لی تھی۔ کیونکہ اہل شام کا قصد بہی آپکی جانب معلوم ہو چکا تہا۔ بعد شہادت جو وقت لوگون نے امام حسنؓ کے ہاتھہ پر بیعت کرلی [تو آپ کی خدمت مین اس لشکر نے

عرض کیا کہ آپ شام پر حملہ کریں ہم جان نثاری کو ہمراہ رکاب ہیں (خمیس) جب یہہ خبر اہل شام کو پہونچی تو امیر معاویہؓ کوفہ کی طرف بڑہے اور بمقام مسکن ڈیرہ ڈال دیا۔ امام حسنؓ بھی کوفہ سے نکلے آپکے ساتھ وہ لشکر بھی تھا جو جناب علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا مقدمۃ الجیش پر جو بارہ ہزار تھا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری سردار تھے۔ بعض روایت میں عبداللہ بن عباسؓ ہیں اور بتردل پر قیس بن سعدؓ۔ یہہ لشکر مدائن میں پہونچا اور بمقام مناسب دیکھکر اوتر پڑا۔ سپاہیوں نے اپنے اپنے خیمے ڈیرے لگا دیئے۔ انکو اوترے ہوی کچہہ ہی دیر ہوئی تھی کہ یہہ خبر مشہور ہوگئی قیس بن سعدؓ مارے گئے۔ لوگو دوڑو۔ اس خبر سے تمام لشکر میں ایک ہلڑ مچ گیا۔ لوگ تہراکر ایک دوسرے سے اولجھ پڑے اور آپس میں لوٹ مار ہونے لگی چند لوگ اوباش وضع جناب حسنؓ کے خیمہ کی طرف چلے جو کچھہ اسباب پایا لوٹ لیا خیمہ کے اندر گھس آئے جس بساط پر آپ بیٹھے تھے اوس کو چھین لینا چاہا۔ آپکے اوپر سے چادر اوتار لی اور علانیہ آپکے دشمن ہوگئے بلکہ جراح بن اسد نے براہ ناعاقبت اندیشی آپ پر حملہ کیا اور ران میں خنجر مارا۔ آپنے فرمایا۔ کل کے دن تم لوگوں نے میرے باپ کو قتل کیا اور آج مجھکو قتل کرتے ہو۔ تمہارا یہہ فعل اس امر کی دلیل ہے کہ تم ظالموں کے مددگار اور اونکے خواہشمند ہو۔ زاہدوں سے دست بردار بلکہ اونکے دشمن خونخوار ہو۔ خیر کیا مضائقہ۔ اس کا مزہ عنقریب پاؤ گے۔ قبائل ربیعہ وہمدان آپکی حمایت پر اوٹھہ کھڑے ہوئے۔ اوباشوں کا مجمع منتشر کرکے آپکو سر پر اوٹھا کر ہاتھوں ہاتھہ مدائن کے مشہور محل قصر ابیض میں داخل کیا۔ اسوقت حاکم مدائن سعد بن مسعود ثقفی مختار بن ابی عبید کے چچا تھے۔ مختار نے سعد سے کہا۔ کیا تمکو مال ودولت شرف دنیا کی طلب وخواہش ہے۔ سعد نے پوچھا۔ اسکا کیا مطلب مختار نے کہا۔ امام حسنؓ اسوقت تمہارے قبضہ میں ہیں انکو گرفتار کرکے معاویہؓ کے سپرد کردو۔ دیکھو کسقدر تمسے خوش ہوتے ہیں اور کسقدر تمہاری عزت ومرتبہ کو ترقی ہوتی ہے۔ سعد نے کہا۔ مردود تجہپر خدا کی

مار پڑے۔ تو بڑا نالائق ہے مجھسی کہتا ہے کہ آنحضرت کے لخت جگر۔ نواسہ کو اس طرح ذلیل و خوار کر کے قید کرون۔ اسوقت حسن نے لوگون کی خود رائی اور نفاق ملاحظہ فرمایا۔

دونون لشکر بمقام مسکن نواح انبار علاقہ سواد مین جمع ہوے حسن نے یقیناً معلوم کر لیا کہ ان دو جماعتون مین سے ایک کو اوسیوقت غلبہ ہوگا جب دوسرے گروہ کے اکثر جنگ آور کام آجاوین اسلئے آپکی رائے صلح کی جانب مائل ہوئی اور ترک جدال و قتال ہی مناسب سمجھے۔ آپنے امیر معاویہ کو لکھہ بھیجا کہ اگر تم موافق شروط میرے عمل کرو تو مین خلافت سے دست بردار ہو کر اوسکو تمہارے حوالہ کر دون۔ شروط یہہ تھے۔ کوفہ کے بیت المال مین اسوقت جسقدر نقدی ہو وہ آپکے حوالہ کیجاوے (اوسوقت بیت المال مین پانچ لاکھہ موجود تھا) دارابجرد کا خراج آپکو معاف کر دیا جاوے امیر المومنین علی کو آپکے روبرو سخت و سست و الفاظ ناملائم سے یاد نہ کرین۔

دوسری روایت اس طرح ہے کہ آپکے خط مین یہہ مضمون تھا مین خلافت چھوڑتا ہون بشرطیکہ شرائط ذیل منظور کرو۔ عہد خلافت مرتضوی مین جو لوگ تمہارے مخالف تھے اون سے تعرض نکرو وہ چاہے اہل حجاز ہون خواہ اہل عراق۔ معاویہ کے بعد ولی عہد حسن ہون۔ اسوقت بیت المال کوفہ سے جسقدر نقد چاہون لے سکتا ہون۔

صحیح بخاری مین یہہ قصہ اس طرح مذکور ہے کہ حضرت حسن جناب معاویہ کے مقابلہ مین لشکر کثیر لیکر پہونچے۔ عمرو بن العاص نے یہہ کثرت فوج دیکھکر امیر معاویہ سے کہا۔ آپ دیکھتے ہین کہ کسقدر لشکر کثیر التعداد ہی۔ الامان۔ بھلا یہہ لوگ بغیر اپنے مقابل کا خاتمہ کئے اس میدان سے پھر سکتے ہین؟ معاویہ نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو اگر یہہ دونون لشکر لڑ بھڑ کر ختم ہو جاوین تو مسلمانون کا کارساز۔ اونکی عورتونکا والی وارث۔ اونکی جائداد اور زمین کا نگران۔ خلافت کا انتظام کرنیوالا کون ہی۔ اس لئے مناسب ہے کہ لڑائی نہ ہو اور صلح ہو جاوے یہہ سوچ کر آپنے عبدالرحمن بن سمرہ

اور عبداللہ بن عامر کو جناب حسنؓ کی خدمت مین پیغام صلح ادا کرنے کو بھیجا۔ بعد گفتگوی بسیار آپنے فرمایا۔ ہم بنی عبدالمطلب ہین یہہ مال و دولت ہم ہی نے حاصل کیا ہے۔ ہم اس کے حقدار ہین۔ ان دونون نے کہا حضرت معاویہؓ کو کب اس سے انکار ہی وہ خود آپکو اسقدر مال دینے کہتے ہین۔ فرمایا۔ کون ضامن ہوتا ہی۔ عرض کیا۔ ہم ضامن ہین علاوہ برین اور جو کچہہ آپ فرماوین اوسیکے موافق کارروائی ہوگی۔ غرض ہر طرح آپکو راضی کرلیا اور صلح ہوگئی۔

بظاہر یہہ روایت روایات مذکورہ بالا کے مخالف ہے۔ اسکی تطبیق اور دفع تخالف اسطرح ہوسکتا ہی کہ اول پیغام صلح جناب معاویہؓ کی طرف سے ہوا بعد آپنے خط لکھا (صواعق محرقہ) بہرکیف آپنے یہہ خط بھیجکر جناب حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ سے سب حال ظاہر کیا۔ امام حسینؓ نے فرمایا۔ بھائی جان مین آپکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ معاویہؓ کی باتین ہرگز سچ نہ مانئے اور جناب والد بزرگوار کا ارشاد کبھی غلط نہ سمجھئے۔ آپنے جواب دیا مین تم سے زیادہ سمجھتا ہون۔

حضرت معاویہؓ نے آپکا خط پاکر رکھہ لیا۔ آپ خط آنے سے پیشتر عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو ایک سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کرکے روانہ کرچکے تھے۔ اس سادہ کاغذ کے ساتھہ ایک پرچہ پر یہہ بھی لکھدیا تھا "جو شرطین آپکو منظور ہون اسپر لکھہ دیجئے مجھے سب منظور ہے۔ آپنے اس سے قبل جو شرطین لکھی تھین اونسے زائد بلکہ دوچند لکھدین"۔ آپنے یہہ کاغذ سنداً اپنے پاس رکھہ لیا۔ (ابن اثیرؒ)

بعض کہتے ہین کہ امام حسنؓ کے اول خط کے جواب مین حضرت معاویہؓ نے یہہ جواب دیا تھا کہ آپکی سب شرطین منظور ہین مگر دس آدمیونکو مین امن نہ دونگا۔ آپنے تحریر فرمایا کہ یہہ بھی منظور کرتا ہوگا۔ معاویہؓ نے لکھا مین قسم کھاچکا ہون کہ قیس کو جہان پاؤنگا اونکی زبان اور ہاتہہ قلم کرونگا۔ آپنے ارقام فرمایا۔ اگر ایسا ہی تو مین تمہاری بیعت نہین کرتا۔ تم قیس کے سوا دوسرے کو

چاہیں قتل کرو خواہ سزا دو تمکو اختیار ہے۔ آخر کار حضرت معاویہ نے مجبور ہو کر ایک سادہ کاغذ دستخط و مہر کرکے بھیجدیا اور لکھا کہ جو کچھ آپ چاہیں اسپر لکھہ دیں۔

جناب امام حسنؓ نے یہہ صلحنامہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما صالح علیہ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما معاویۃ بن ابی سفیان۔ صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ المسلمین علی ان یعمل فیہا بکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیرۃ خلفاء الراشدین المہدیین ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیانؓ ان یعہد الی احد بعدہ عہدا بل یکون الامر من بعدہم شوریٰ بین المسلمین۔ وعلی ان الناس آمنون حیث کانوا من ارض اللہ تعالیٰ فی شامہم وعراقہم وحجازہم ویمنہم۔ وعلی معاویۃؓ بن ابی سفیانؓ بذلک عہد اللہ ومیثاقہ۔ وان لا یبتغی للحسن بن علیؓ ولا لاخیہ الحسینؓ ولا لاحد من اہل بیت رسول اللہ صلعم غائلۃ سرًا ولا جہرًا ولا یخیف احدًا منہم فی افق من الآفاق۔ اشہد علیہ فلان بن فلان۔ وکفیٰ باللہ شہیدا۔ ترجمہ۔ یہہ وہ صلحنامہ ہے جسپر حسن بن علیؓ نے معاویہ بن ابی سفیانؓ سے صلح کی ہے حسنؓ نے معاویہؓ کو خلافت سپرد کردی بشرطیکہ معاویہؓ حکومت و خلافت میں موافق کتاب اللہ سنت رسول اللہ سیرت خلفاء راشدین کے عمل درآمد کریں۔ معاویہؓ کو یہہ حق نہیں ہے کہ اپنے بعد کسیکو ولیعہد کریں بلکہ اونکے بعد خلافت مسلمانوں کے صلاح و مشورہ سے ہوگی جسکو وہ حقدار سمجھینگے اوسکو خلیفہ کرینگے۔ یہہ بھی شرط ہے کہ جملہ اہل اسلام کو شامی ہوں یا عراقی حجازی ہوں خواہ یمنی۔ سب کو امن دیا گیا ہے۔ کسی سے کسی طرح کا تعرض نہو گا معاویہؓ پر خدا کا عہد و میثاق ہے کہ اسکے خلاف نہ کرینگے اور حضرات حسنینؓ و دیگر اہل بیت نبوی کو کسی قسم کا

دہوکا و فریب ظاہر و باطن مین نہ دینگے اور نہ ان کو کسی مقام پر جان و مال سے ڈراوین گے۔
اس تحریر پر فلان فلان گواہ ہوے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے بعض روایت مین یہہ شرط بہی
تھی کہ پانچ لاکہہ درم سالانہ معاویہؓ امام حسنؑ کی خدمت مین بہیجتے رہین گے۔

دوسری روایت اس طرح ہی کہ جسوقت امیر معاویہؓ نے امام حسنؓ سے خط و کتابت کی اور
پیغام صلح دیا آپنے اہل عراق کو جمع کر کے یہہ خطبہ پڑہا۔ اسے اہل عراق مین نے تمہاری تین
خطائین معاف کین۔ تم لوگونے میرے باپ کو قتل کیا۔ مجھے تیرہ مارا۔ میرا گھر لوٹ لیا۔ ہم اہل شام کی
جنگ سے بوجہ شک کے عاجز نہین۔ نہ اونکی جنگ سابق پر ہم نادم ہوے۔ ہم اہل شام سے صبر و
سلامتی کے ساتھہ لڑتے تھے۔ سلامتی کو تو عداوت نے بوڑہا کر دیا اور صبر گہبرانے اور پریشان ہونیسے
ضعیف ہو گا۔ تم جسوقت جنگ صفین کو گئے ہو تمہارا دین مقدم اور دنیا کا امام تہا لیکن آج تمنے
دنیا کو اپنے دین کا امام کر لیا ہی۔ خبردار رہو۔ آج تم دو مقتولونکے درمیان ہو۔ ایک مقتول صفین کے
جنکی واسطے تم رو رہی ہو دوسرے مقتول نہروان کے جنکا بدلا تم طلب کرتے ہو۔ باقی خاذل۔
ذلیل و رسوا ہین۔ رونے والے اپنے مقتولین کا بدلا لے لین گے۔ دیکھو۔ امیر معاویہؓ ہمسے صلح کے
خواستگار ہین۔ اس مین نہ کچہہ عزت ہے نہ انصاف۔ اب اگر تم موت پر راضی ہو تو ہم صلح قبول نکرین
اور اونسے اللہ تعالیٰ کے بہروسہ پر تیز تلوارونسے محاکمہ کرین۔ اگر تم سبکو اپنی زندگی محبوب ہے تو
ہم صلح کر لین اور تمہارے لیئے خوشنودی کا سامان حاصل کرین۔ لوگون نے یہہ سنکر ہر چہار طرف
سے چلا کر کہا صلح کر لیجیے اور ہم لوگونکو باقی رکہیئے۔ جسوقت حسب اتفاق اہل عراق آپنے تفویض
خلافت کا عزم مصمم کر لیا تو فرمایا۔ ایہا الناس۔ ہم تمہارے سردار ہین۔ تمہارے ملک مین تمہارے
مہمان ہین۔ ہم اہل بیت نبوی ہین۔ ہم سے خداوند تعالیٰ نے گندگی و ناپاکی دفع کر کے ہمکو بالکل
پاک و طاہر فرما دیا ہی۔ یہہ الفاظ آپ بار بار فرماتی تھے۔ اس مجمع مین کوئی باقی نہ رہا کہ جو نہ رو دیا ہو

یہانتک کہ آواز گریہ وزاری بلند ہوئی۔ بعد اسکے لوگ جناب معاویہؓ کے پاس گئے۔ دونوںمین صلح ہوگئی۔ جناب حسنؓ نے خلافت معاویہؓ کے سپرد فرمائی اور اونسے بیعت کرلی۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہین۔ صحیح روایت یہ ہی کہ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ اپنی اپنی لشکرونکو لیکر ایک جگہ جمع نہین ہوی بلکہ خط وکتابت سے صلح طے ہوگئی پہر حضرت معاویہؓ کوفہ مین داخل ہوی اور یہان حضرت حسنؓ سے ملاقات ہوئی۔ وقت صلح معاویہؓ نے تین لاکھ درم نقد۔ ایک ہزار حلے تیس غلام۔ سو اونٹ آپکی خدمت مین نذر گذرانے۔ بعد صلح امام حسنؓ مدینہ چلے آئے۔ کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ بصرہ مین عبداللہ بن عامر کو حاکم کرکے خود جناب معاویہؓ دمشق واپس گئے (فتح الباری شرح بخاری)

یہ صلحنامہ وتفویض خلافت ماہ ربیع الاول مین ہوی۔ اس روایت کے بموجب آپکی کل خلافت تقریبًا ساڑہے پانچ مہینے ہوئی۔ بعضے ماہ ربیع الآخر کہتے ہین جس سے کچھ اوپر چھ مہینے ہوتی ہین۔ بعضے ماہ جمادی الاولی بیان کرتے ہین اور مدت خلافت کچھ اوپر سات مہینے بتلاتے ہین۔ بعد اتمام صلح حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے یہ خواہش کی کہ آپ میری بیعت کرچکے اب لوگون مین ظاہر کردیجیے تاکہ عوام مین اسکی اطلاع ہوجائے۔ آپ منبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا وہو ہذا۔

ایہا الناس سب سے ہوشیار متقی پرہیزگار ہی اور سب سے نادان واحمق۔ بدکار۔ تم خوب جانتے ہو کہ خداوند تعالی نے میری ناناجان کی بدولت تم سبکو راہ راست دکہلائی۔ تمکو چاہ ضلالت سے نجات دی۔ وادی جہالت سے نکالا۔ ذلت کے بعد عزت۔ قلت کے بعد کثرت عطا فرمائی۔ معاویہؓ نے مجھسے خلافت کے باب مین جو یقینًا میرا حق ہی اور اونکو اس مین کچھ بھی استحقاق نہین منازعت کی مین نے صلاح وقت وقطع فتنہ وفساد پر نظر کی تم لوگ پہلے ہی سے میرے ہاتھ پر بیعت کرچکے ہو اور یہ شرط بھی کرلی ہے کہ جس سے مین صلح کرون تم بھی اوس سے صلح کرلو اور جس سے مین لڑون تم بھی اوس سے لڑو اب مین نے یہی مناسب سمجھا کہ معاویہؓ سے صلح کرلون اور جدال وقتال

ترک کرون لہذا مین نے اونسے بیعت کرلی کیونکہ مین نے دیکھا کہ جانون کی حفاظت خونریزی سے بہتر ہے۔ میری غرض اس صلح سے تمہاری اصلاح اور ابقا ہے۔

یہہ سال بنام عام الجماعۃ مشہور ہے کیونکہ سب لوگ ایک امام ایک خلیفہ پر متفق ہوے۔ امام حسنؓ کی مدت خلافت ملاکر خلافت نبوت جسکا بیان احادیث مین آیا ہی پورے تیس برس ہوتے ہین۔

(فائدہ نادرہ) مورخین بیان کرتے ہین کہ جناب سالتمآبؐ کے زمانہ سے لیکر جو شخص چھٹے نمبر پر خلیفہ یا حاکم وقت سردارامت مرحومہ ہوا۔ اوسنے از خود خلافت حکومت ترک کی یا قتل ہوا علامہ ابن جوزیؒ ابو بکر صولی سے نقل کرتے ہین کہ ابتداے دولت اسلامیہ سے یہہ سلسلہ قائم ہی اور برابر ایسا ہی ہر زمانہ مین دیکھا گیا کہ چھٹا شخص ضرور حکومت سے دست بردار ہوا۔ کبھی اسمین فرق نہ پڑا۔ علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہین۔ مین نے خوب غور کیا۔ واقعی یہہ عجیب ماجرا ہی۔ دیکھو! سب سے اول آنحضرتؐ سردار امت ہوی پہر حضرات ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ رضی اللہ تعالی عنہم انکے بعد امام حسن چھٹے ہین۔ انہون نے خلع خلافت کی۔ انکے بعد حضرت معاویہؓ اور انکے بعد یزید ہوا پھر معاویہ بن یزید پہر مروان پہر عبدالملک پہر عبداللہ بن زبیر خلافت سے اوتارے گئے اور قتل ہوی۔ یہہ چھٹے تھے۔ اسی طرح انکے بعد بھی برابر یہی سلسلہ جاری رہا مگر یہہ قاعدہ کلیہ نہین بلکہ اکثریہ ہے۔ بعض موقع مین اس کے خلاف بھی پایا جاتا ہے۔

عبداللہ بن زبیرؓ کے بعد ولید بن عبدالملک۔ سلیمان بن عبدالملک۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید بن عبدالملک۔ ہشام بن عبدالملک۔ ولید بن یزید بن عبدالملک۔ انہون نے خلع خلافت کیا۔ یہہ بھی چھٹے خلیفہ ہین۔ پہر یزید بن ولید بن عبدالملک۔ ابراہیم بن ولید۔ مروان بن محمد بن مروان بن حکم۔ یہہ آخر خلفاء بنی مروانیہ ہی یہان سلسلہ مقررہ منقطع ہوگیا۔ انکے بعد دورہ خلافت بنی عباسیہ

شروع ہی۔ انمین اول خلیفہ ابو العباس سفاح ہے پہر ابو جعفر منصور۔ محمد مہدی۔ موسیٰ ہادی۔
ہارون رشید محمد امین۔ یہہ چہٹا خلیفہ ہے جو خلافت سے معزول کیا گیا اور قتل ہوا۔ بعد اسکے عبد اللہ
مامون۔ ابو اسحٰق ابراہیم معتصم باللہ۔ واثق باللہ جعفر متوکل محمد منتصر باللہ مستعین باللہ۔ یہہ چہٹا
خلیفہ ہی جو قتل ہوا۔ پہر معتز باللہ جعفر مہتدی باللہ۔ المعتمد علی اللہ۔ ابو العباس احمد معتضد باللہ۔
مکتفی باللہ مقتدر باللہ یہہ چہٹا خلیفہ ہی۔ دوبارخلع خلافت کی (حیوٰۃ الحیوان) خلفاء بنی عباسیہ
کے علاوہ دیگر خلفا و سلاطین عبیدیین مین بہی یہہ سلسلہ موجود ہے۔

معاودت امام حسنؓ و داخلہ امیر معاویہؓ و روانگی امام حسنؓ بجانب مدینہ منورہ

بعد اتمام صلح کے جناب حسنؓ کوفہ واپس آے۔ امیر معاویہؓ بہی کوفہ مین داخل ہوے۔ باشندگان
کوفہ نے انسے بیعت کر لی اور بلا مزاحمت یہہ امیر المومنین ہو گئے۔ اس عرصہ مین جناب حسن رضؓ نے
قیس بن سعدؓ کو تحریک کی کہ وہ بہی معاویہؓ کی بیعت اختیار کرین کیونکہ صلاح عام و رفع فساد منظور ہے
قیسؓ نے اپنی لشکر مین کہڑے ہو کر یون کہا "اے لوگو! امام جدید ناحق و غیر مستحق کی اطاعت
اختیار کرو۔ یا بغیر امام کے لڑو" انکے لشکر مین دو گروہ ہو گئے بعضے تو امیر معاویہؓ کے مطیع ہو گئے
اور کچھہ لوگ قیسؓ کے ساتھہ رہے اور بیعت سے انکار کیا۔ قیسؓ اپنے تابعین کے ساتھہ کوفہ سے چلے آئے
اسکے بعد عمرو بن العاصؓ کے اصرار سے امیر معاویہؓ نے جناب امام کو خطبہ پڑہنے کی تکلیف
دی آپنے اول حمد و نعت جو فی البدیہہ بکمال فصاحت و بلاغت تالیف کی تہی پڑہی پہر فرمایا
ایُّہا الناس۔ خداوند تعالیٰ نے تم لوگونکو جس طرح ہمارے بزرگونکی ذات سے ہدایت عطا فرمائی۔
علیٰ ہٰذا ہم اخیر زمانہ والونکی بدولت تمہارے خون بچا لیے۔ یہہ امر و حکومت چند روزہ ہے۔ دنیا

آسے دن دوسرے کے ہاتھ مین ہوتی ہے۔خداوند جل شانہ فرماتا ہے "کیا معلوم کہ جسکا تمکو وعدہ دیا گیا ہے وہ دور ہے یا قریب۔وہی تمہاری ظاہر اور مخفی بات خوب جانتا ہے"۔یہ خلافت جسکی بابت ہمارے اور معاویہؓ کے درمیان بحث پڑی تھی لامحالہ دو حال سے خالی نہین۔یا تو اونکا ہی حق تھی جو صلح کر لینے سے اونکو پہونچ گئی۔یا میرا حق تھی۔اس صورت مین دیدہ و دانستہ مین نے خلافت کو للہ ترک کیا اور بامید صلاح کار امت محمدیہ اپنا حق اونکے حوالہ کر دیا۔(معاویہؓ کی طرف مخاطب ہو کر) مین نہین جانتا۔شائد یہہ تمہارے لئے فتنہ ہو اور ایک مدت معہود تک فائدہ پانا ہو۔اسقدر فرما کر منبر سے اوتر آئے۔دوسری روایت مین ہے کہ جب آپ نے مضمون مرقومہ بالا تا آخر بیان فرمایا حضرت معاویہؓ نے آپکو بٹھا لیا اور عمرو بن العاصؓ سے بنگاہ تیز دیکھکر فرمایا۔کیون؟ تمہاری راے کے موافق کارروائی ہوئی اب تم خوش ہوے مین اسی واسطے انکار کرتا تھا۔

اس واقعہ کے بعد جناب حسنؓ مع اہلبیت وجملہ متعلقین مدینہ منورہ روانہ ہوے۔اہل کوفہ تھوڑی دور تک روتے ہوے پہونچانے آے۔آپ مدینہ منورہ مین پہنچکر تا حین حیات مقیم رہے اکثر اشخاص نے اعتراض کیا کہ خلافت کے آپ ہر طرح حقدار تھے پھر کسواسطے اوس سے دست بردار ہوے۔فرمایا "مین نے دنیا کو اچھا نہ جانا اور اہل کوفہ ایسے لوگ ہین کہ ان کے قول و فعل کا اعتبار نہین جو اونکے کہنے مین آیا اوسنے اپنی خرابی کی۔اونمین باہم ایک راے پر اتفاق نہین۔اونکی خواہشین مختلف ہین۔اونکی نیت بخیر نہین۔نہ کار شر پر قائم رہتے ہین نہ نیک متلون المزاج مختلف الاحوال ہین میرے والد بزرگوار نے ان سے بڑے بڑے صدمے اوٹھاے اور تحمل فرماتے رہے مین نہین جانتا کہ میرے بعد اہل کوفہ راہ پر آجاوین بلکہ خوف ہے کہ وہ ملک بہت جلد برباد و ویران نہ ہو جاے"۔

ابو العریف کہتے ہین کہ ہم لوگ امام حسن رضؓ کے مقدمۃ الجیش مین بارہ ہزار تھے۔ ہماری سبکی ایک ای بسبب موت کے خواہان۔ لڑائی کے حریص تھے۔ ہماری تلوارین میانو تسے نکلی پڑتی تہین۔ جسوقت ہم نے صلح کی خبر سُن پائی کچہ عجب حالت ہوگئی۔ صدمۂ عظیم پہونچا۔ ہماری پیٹہین بارغم سے ٹوٹ گئین۔ غیظ و غضب۔ حزن و ملال نے ہمپر پورا پورا تسلط کرلیا۔ جسوقت جناب حسنؓ صلح کرکے کوفہ مین واپس آے ہماری جماعت سے ایک شخص بوڑہے ابو عمرو سلیمان بن ابی لیلیٰ نامی حاضر خدمت ہوے اور کہا۔ السلام علیک۔ یا مُذِلَّ المومنین۔ آپنے فرمایا۔ اے ابو عمرو۔ تم ایسا نہ کہو مین نے صلح کرکے مسلمانو تنکو ذلیل نہین کیا نہ اپنے دوستون کو ذلت دی لیکن مجہکو ملک و سلطنت پر تمہارا لڑانا پسند نہ آیا اسواسطے صلح کرلی۔

جبیر بن نفیر کہتے ہین مین مدینہ مین آپکے پاس حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا۔ عرب کے سر میرے ہاتہ مین تھے جس سے مین لڑتا وہ بھی لڑتے جس سے مین نے صلح کرلی اونہون نے بہی صلح پسند کی اور مین نے بطلب رضاء خدا اور مسلمانو نکی جانین بچانیکو خلافت ترک کی۔

قصہ تفویض خلافت سے بخوبی واضح ہے کہ صلح آپ کی طرف سے دب کر نہین ہوئی کیونکہ چالیس ہزار کا لشکر آپکے ساتہ تہا اور سب لڑنے مرنے پر قسم کہاے اور بیعت کئے ہوے تہے پہر کچہ دلگی نہ تھی کہ جناب معاویہؓ لڑبہڑ کر آپ پر غالب ہی ہوتے آپنے محض بہ نیت رفع فساد و قطع نزاع یہ امر گوارا کیا۔ خواہش صلح اگر تھی تو جناب معاویہؓ کو جیسا بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہہ بھی یقیناً معلوم ہے کہ جناب حسن کی خلافت اوسی مدت تیس سال مین ہے جو احادیث نبوی سے ثابت ہے۔ پس آپکی خلافت خلافت نبوت شامل زمانہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے ہے اور جبکہ آپنے اپنی خوشی و رضامندی سے حضرت معاویہ کو اپنا حق عطا فرمایا تو اونکی خلافت کو جبر و تعدی کے ساتہ منسوب کرنا نازیبا ہے۔ عہد خلافت جناب معاویہؓ اگرچہ بعد انقضاے مدت تیس سال کی ہے اور اونکی خلافت سے

ابتدای حکومت سلطنت سمجھنا چاہیئے تاہم یہ زمانہ ایسا ہی کہ بوجہ قرب زمانہ خلافت نبوت کے ہمین اثر خلافت حقہ کا محسوس ہوتا ہی علاوہ اس کے جناب معاویہؓ کے عدل وانصاف نظم ونسق۔ مہمات مالی وملکی پر نظر کرنی سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ انکا زمانہ خلافت بہت اچھار ہا اور یہہ کچھہ جای تعجب نہین کیونکہ حضرت معاویہؓ کو شرف صحبت نبوی حاصل تھا جناب فاروق اعظمؓ نے انکو جانچ کر حکومت وامارت دی اور یہہ بہت نیکنامی اور عدل وانصاف کے ساتھہ امور امارت انجام دیتے رہے بعد عہد عثمانی مین بھی اپنی جگہہ قائم رہے اس مقام پر علامہ ابن خلدون افادہ فرماتے ہین مناسب تو یہہ تھا کہ امیر معاویہؓ کے حالات بھی خلفاء سابقین کی دولت وحکومت کے ساتھہ ہی بیان ہوتے کیونکہ فضیلت۔ عدالت۔ صحبت نبوی مین یہہ اون حضرات کے تابع تھے اور حدیث الخلافة بعدی ثلثون سنة کیطرف توجہ نکرنا چاہیئے کیونکہ اسکی صحت پایہ ثبوت کو نہین پہونچی اور حق یہہ ہی کہ امیر معاویہؓ کا شمار خلفا مین ہی۔ مورخین نے اپنی تالیفات مین اونکو دو وجہ سے خلفا سے علیحدہ کرکے لکھا ہی۔ اول یہہ کہ زمانہ معاویہؓ مین خلافت بوجہ غلبہ وعصبیت کے قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے اوس زمانہ مین پیدا ہوگئی تھی اور انکی عہد سے پیشتر خلافت انتخاب اصحاب اخیار واجماع مہاجرین وانصار سے منعقد ہوتی تھی لہذا مورخین نے دونون حالتونکو ایک دوسرے سے ممتاز کیا حضرت معاویہؓ اول خلیفہ ہین جو بزور غلبہ وعصبیت وقوت خلیفہ ہوی ہین۔ انکو بعضے لوگ ہوا پرست ملوک سے تعبیر کرتے ہین۔ حاشا اللہ۔ آپ اپنی مابعد کے خلفا سے مشابہ نہین ہین اور نہ وہ خلفا جو انکے بعد ہوے اور دین وفضل مین انکے متبع اور بنی مروانیہ سے تھے (مثلاً عمر بن عبدالعزیز) سلاطین دنیا اور بادشاہان ہوا پرست کے جرگے مین ہو سکتے ہین اور جو اونسے ان باتومین کم ہین یہہ خلفا اونسے مشابہ نہین ہو سکتے۔ علی ہذا القیاس خلفاء بنی عباس جو بنی مروانیہ کے بعد ہوے اور اونمین جو متبع شریعت وسنت وطریقہ خلفاء

راشدین تھے وہ بھی فضل و بزرگی مین حصہ رکھتے ہین۔ اس مقام پر کوئی یہہ نہ کہے کہ بادشاہت مرتبہ مین خلافت سے کم ہے پس بادشاہ خلیفہ کیسے ہو سکتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ جو بادشاہت مخالف بلکہ منافی خلافت ہی وہ جبر و تیت ہے اور جو بادشاہت کہ بوجہ غلبہ و عصبیت قوت و شوکت کے حاصل ہو وہ خلافت و نبوت کی منافی نہین ہی حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام دونون نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ دنیا کے کامون مین نہایت درجہ جیت اور راہ سکے ساتھ طاعت الٰہی سکے پابند تھے۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ نے استکثار دنیا و دولت کیوجہ سے حکومت کی خواہش نہ کی بلکہ انکو اس امر پر ایک فطری اور طبعی خیال نے ابھارا تھا اوسوقت سے جبکہ مسلمانون نے کل دولتون پر استیلا حاصل کرلیا تھا اور یہہ بھی منجملہ حکام و والیان ملک تھے پس انہون نے مسلمانون کو اپنی طرف رجوع کرلیا جیسا بادشاہ اپنی قوم کو طبعًا بوجہ عصبیت اپنی جانب مائل کرلیتا ہی۔ ایسا ہی حال اون خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوی کہ جبوقت استقلال حکومت و نفاذ احکام کی ضرورت داعی ہوئی اوسوقت اونہون نے بزور و جبر حکومت قائم کرلی۔ قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ جبر و تیہ کی شناخت کا یہہ ہی کہ اون کے افعال کو صحیح طور سے دیکھو جنکے افعال مطابق کتاب و سنت کے دیکھو وہ خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جو اسکے خلاف ہے وہ ملوک دنیا مین داخل مجازًا خلیفہ ہے۔ دوسرا سبب حضرت معاویہؓ کی خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور خلفاء اربعہ سے علیحدہ کرنے کا یہہ ہی کہ خلفاء بنی امیہ ایک ہی نسب اور ایک ہی خاندان کے تھے اور باوٓنین جناب معاویہؓ عظیم الشان تھے لہذا یہہ اپنی خاندان والونکے ساتھ ذکر کیئے گئے۔ خلفاء اربعہؓ مختلف خاندانون کے تھے اونکو ایک ساتھ بیان کردیا حضرت عثمانؓ باوجودیکہ اُموی تھے انکے ساتھ اسواسطے ملحق کردیئے گئے کہ تفضیلت و دین مین حضرت شیخینؓ اور جناب علی مرتضیٰؓ کے قریب تھے۔ انتہیٰ۔

درحقیقت علامہ ابن خلدونؒ نے اس باب مین وجہ معقول بیان کی ہے۔ البتہ حدیث الخلافۃ کے بارہ مین عدم صحت کا دعوی کرنا شاید یہہ علامہ کی رای ہے کیونکہ حدیث مذکور مختلف طرق سے کتب احادیث مین مروی ہے۔ امام احمدؒ امام ترمذیؒ۔ ابوداودؒ۔ اپنی کتابونمین نقل کرتے ہین۔ دیگر اکابر آئمہ حدیث بہی نقل کرتے ہین جیسے قاضی عیاض۔ ابن حبان بہی حدیث کتب کلامیہ مین موجود ہے۔ خیر تاہم ہمارا مدعا حاصل ہے۔ اب ہم دوسری طرح تقریر کرتے ہین کہ جس سے حدیث مذکور کی صحت بھی تسلیم کرنے سے مطلب فوت نہ ہونے پاوے۔

شرح عقائد نسفی مین ہے کہ خلافت تیس برس ہے پہر ملک وامارت ہے، جناب امیرالمومنین علیؓ کی شہادت بعد وفات حضور نبوی تیس برس گذرنے پر ہے۔ پس برین تقدیر جناب معاویہؓ اور انکے بعد خلفاء نہ ہوے بلکہ ملوک وامراء زمانہ مین شمار ہونا چاہئین لیکن یہہ مشکل پڑتی ہے کہ آئمہ مجتہدین واکابر امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ خلفاء عباسیہ اور بعض مروانیہ جیسے عمر بن عبدالعزیزؒ (علی ہذا حضرت معاویہؓ) خلیفہ ہوے ہین لہذا حدیث خلافت کا یہہ مطلب ہونا چاہیے کہ خلافت کاملہ جس مین آمیزش مخالفت طریقہ مسنونہ کی اور اتباع نفس وحصول دنیا نہ ہو اسکی مدت تیس سال کی ہے (اور وہ حضرت امام حسنؓ کا زمانہ خلافت ملاکر پورے ہوتے ہین) اس مدت کے بعد پہر کبھی خلافت ایسی ہی ہوگی (جیسے خلفاء عباسیہ ومروانیہ مین جو نیک ومتبع شریعت تھے) اور کبھی ایسی نہ ہوگی امارت دنیا کی شان وسلطنت وبادشاہی ظلم وجبر کے ساتھہ ہوگی جسطرح کہ انہین خلفا مین سے ظالم وجابر وہوا پرست گذرے ہین۔ اس تقریر سے بھی حضرت معاویہ کی خلافت ظالمانہ وغصبانہ ٹہیری۔ علاوہ اسکے آپکے معاملات عدل وانصاف کتب تواریخ مین شاہد ہین کہ آپ کی خلافت خلفاء اربعہ کے بعد اوسی زمانہ سابق کی ایک فرد تھی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

دیگر احوال متفرقہ

مروی ہی کہ بعد اتمام صلح جناب حسن رضؓ نے اون جملہ شرائط کی نسبت جو صلحنامہ مین تحریر فرمائی تہین حضرت معاویہؓ کو لکھا کہ وہ شرطین پوری کرو۔ اسکے جواب مین جناب معاویہؓ نے انکار کیا اور لکھا کہ جو کچھ آپنے پہلے لکھا تہا مین نے اوسکے بموجب کارروائی کی اور وعدہ پورا کیا اب اور شرطین پوری نہ ہونگی۔ آپنے یہہ شرط کی تھی کہ خراج دارابجرد میرے واسطے مقرر کر دینا۔ اوسکی بابت یہہ کارروائی ہوئی کہ عند الطلب اہل بصرہ نے اس قم کے دینے سے انکار کیا اور یہہ حجت کی کہ یہہ ہمارا خاص مال ہے ہم اس مین سے کسیکو ایک حبہ نہ دینگے۔ اہل بصرہ کا خراج مذکور نہ دینا جناب معاویہؓ کی سازش سے تہا انہون نے منع کر دیا تہا کہ خبردار حسنؓ کو کچھہ نہ دینا (ابن اثیر)

راقم۔ اس قم کے علاوہ جناب معاویہؓ بیت المال سے امام حسنؓ کو سالانہ دیتے ہے اور وقتاً فوقتاً وظیفہ مقررہ کے ماسوا اور کچہہ بھی آپکی خدمت مین بھیجا کرتے تہے۔

عبداللہ بن بریدہؓ مروی ہی کہ ایک دفعہ جناب حسنؓ امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے جناب معاویہؓ نے کہا مین آپکو اسقدر دونگا کہ مین نے کسیکو اتنا آپسے پہلے نہ دیا ہوگا اور نہ آپکے بعد پہر کسیکو دونگا یہہ کہکر آپ کو چار لاکھہ درم دیئے۔ آپنے قبول فرمائے۔ (خمیس)

مؤلف۔ اسی طرح تا مدت حیات آپ بعزت واحترام عبادت الٰہی مین مصروف رہی۔ جناب معاویہؓ آپکی اور جملہ اہلبیت نبوی کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اگر آپ کسیکی بابت سعی وسفارش فرماتے اوسکو بھی جناب معاویہ منظور کرتے۔

ایک مرتبہ جناب معاویہؓ حج کو تشریف لیگئے۔ جناب حسنؓ بھی بارادہ حج مکہ معظمہ مین تشریف فرما تھے۔ آپ حضرت معاویہؓ سے ملے۔ اپنے اوپر قرض کا حال بیان کیا۔ قرض خواہونکا مطالبہ اور ادائے فکر مین پریشانی ظاہر فرمائی۔ حضرت معاویہؓ نے اسی ہزار دینار آپکی خدمت مین

پیش کئے۔ (خمیس)

شہادت

شہادت حسن مجتبیٰ آنبیا بشنو	شدست حشر بپا از حدیث ما بشنو
برنگ نے من خونین جگر نوا دارم	فغان و نالہ ازین درد آشنا بشنو
زرفتن حسن مجتبیٰؑ ازین عالم	باہل بیت چہا رفت ماجرا بشنو

مؤرخین اس قصہ پرغم اور سانحہ درد والم کو اس طرح لکھتے ہین کہ آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے باغوای یزید بن معاویہؓ آپکو زہر دیا۔ یزید نے اس سے ایک عورت کی زبانی کہلا بھیجا تہا کہ اگر تو امام حسنؑ کو زہر پلا کر اونکا کام تمام کر دیگی تو مین تجہسے نکاح کر لونگا اور بروایت صواعق محرقہ ایک لاکہہ درم کا بھی وعدہ کیا تہا اوس ناعاقبت اندیش بدنصیب نے بخواہش مال و جاہ و حصول زوجیت یزید اپنی عاقبت برباد کی اور جگر پارہ زہرا بتولؑ کو زہر دیکر خسر الدنیا والاخرہ کی مصداق ہوئی (سر الشہادتین جناب شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی)

روایت ہے کہ چند مرتبہ آپکو زہر دیا گیا اور بروایتے تین بار مگر ہر مرتبہ بعنایت ایزدی آپ اوسکے ضرر سے محفوظ رہے۔ اس آخری مرتبہ اس بلا کا زہر تہا کہ آپکے جسم مین پورا اثر کر گیا۔ آپکو مرض اسہال کبدی شروع ہو گیا۔ دو ماہ آپ اس مرض مین مبتلا رہے اور بروایت خمیس و دیگر کتب چالیس دن تک بیمار رہے۔ رات دن مین چند بار خون سے طشت بہر جاتا تہا۔ (حیٰوۃ الحیوان)

عمیر بن اسحٰق کہتے ہین مین جناب حسنؑ کی عیادت کو حاضر ہوا آپنے فرمایا۔ جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکل رہا ہے [ایک روایت مین ہے کہ آپ اون ٹکڑونکو لکڑی سے اولٹ پلٹ کر دیکہہ رہے تھے۔ (صواعق)] اور مجھکو تو کئی بار زہر دیا گیا ہے مگر اس مرتبہ جیسا زہر قاتل تہا کبھی نہ دیا گیا۔ مین دوسرے دن پہر حاضر ہوا۔ آپکی حالت اخیر تھی جناب حسینؑ سرہانے بیٹھے تھے

آپ کی حالت پر دیدۂ خونبار سے جوے اشک بہا رہے تھے۔ جناب حسین نے دریافت کیا بھائی جان۔ آپکو کس پر شبہ ہے۔ کس نے آپکو زہر پلایا۔ فرمایا "تم یہ کیوں پوچھتے ہو۔ کیا اوسکو قتل کروگے" پھر فرمایا "اگر زہر پلانے والا وہی شخص ہے جسپر مجھکو گمان ہے تو خداوند تعالیٰ منتقم حقیقی ہے وہی سزای سخت دیگا۔ مجھکو کیا ضرور ہے کہ اپنے نفس کے واسطے اوسکو قتل کرون اور اگر میرے گمان و تجویز نے غلطی کی تو ناحق کسیکو مارنا خوب نہین۔ لہذا مین اوسکا نام ظاہر نہین کرتا" (خمیس)

ایک روایت مین ہے کہ آپ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ مین دنیا سے کوچ کرنیوالا اور آخرت کو روانہ ہونیوالا ہون۔ اب کیا ایسے وقت چغلی کھاؤن اور کسی کا عیب ظاہر کرون (سراج الملوک)

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو	پھر بھی ایذاے ستمگر کے روادار نہین

ایک روایت مین ہے۔ مین تمکو قسم دلاتا ہون کہ میرے بارہ مین ایک چلو خون بھی زمین پر نہ گرنے پاوے۔ (صواعق)

امام حسین کی حالت پریشان کس طرح بیان ہوسکتی ہے گویا اشعار ذیل آپکی وردزبان تھے

کہ ریخت پارۂ الماس ریزہ در قدحش	کہ زہرہ گشت ازان آب خوشگوار حسن
لبش کہ مایۂ تریاک بود شد پر زہر	فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسن
بباغ عشرت پیغمبر از خزان ستم	بریخت لالہ و شیرین ز نوبہار حسن
جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل	ز حسرت جگر خستہ و فگار حسن

مروی ہے کہ جناب امام حسن رض نے اوسی زمانہ مین خواب دیکھا تھا کہ آپ کی پیشانی مبارک پر قل ھو اللہ احد لکھا ہے۔ آپ خواب سے بیدار ہوے از بس خوش تھے اور گھر والونسے یہ خواب بیان کیا۔ سب نے بشاشت ظاہر کی۔ لوگون نے یہ خواب سعید بن مسیب سے بھی

بیان کیا۔ اونھون نے تعبیر دی کہ اونکی زندگی کے دن بہت کم رہگئے ہین چنانچہ آپ وہی چار دن زندہ رہی (صواعق محرقہ)

قصہ کوتاہ دمبدم چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا جب وقت رحلت قریب پہونچا جناب حسینؓ کو بلایا۔ اونکو وصیت کی اور فرمایا "برادر عزیز از جان۔ یہ خلافت درجہ بدرجہ منتقل ہوتی ہوئی والد بزرگوار تک پہونچی مگر افسوس ہے کہ اونپر اتفاق نہ ہوا اور اونکی باقی ایام لڑائی مین گذری یہانتک کہ خود بھی شہید ہوگئے۔ مین تو خوب جانتا ہون کہ خدا وند تعالے اہل بیت نبوی مین برکت نبوت کے ساتھ خلافت جمع نکریگا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اہل کوفہ نے کسقدر ہماری بے قدری کرکے کوفہ سے نکالا ہے اب مین عنقریب تم سب سے رخصت ہوتا ہون مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ سے پوچھ چکا ہون کہ بعد مرنیکے اونکے حجرہ مین جناب سالتمآب کے پاس دفن کیا جاؤن اونھون نے اوسوقت تو اجازت دیدی تھی مگر معلوم نہین کہ خوشی سے یا یہ کہ کسی سے۔ تیر جب مین مرجاؤن اور جنازہ تیار ہو تو ایک بار پھر اونکی خدمت مین جانا اور یہ دفن ہونیکی اجازت چاہنا اگر منظور کرلین تو بہتر ہے ورنہ مسلمانون کے قبرستان بقیع الغرقد مین دفن کردینا۔ میرا خیال ہے کہ لوگ مجھکو نانا جان کے پاس دفن نہ ہونے دینگے۔ اگر ایسا اتفاق ہو تو لڑنا بھڑنا خوب نہین۔

بروایت صواعق یہ ہے کہ جب مین مرجاؤن تو مجھکو غسل و تکفین دینا کہ میرا جنازہ حضور نبوی کے مزار پر لیجانا پھر مجھکو میری دادی فاطمہ بنت اسد کی قبر کے پاس دفن کردینا اور اے بھائی مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ میری بابت مین ایک چلو بھی خون نہ گرنے پاوے۔

جب آپ وصیت سے فارغ ہوی پھر بجز کلمہ طیبہ کے اور بات زبان مبارک سے نہ نکلی۔ بالآخر روح مقدس اس تیرہ خاکدان ظلمانی کو چھوڑکر عالم قدس نورانی کو سدھاری اور مرغان اولی اجنحہ گلستان جنان کیساتھ بلند پرواز ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حادثہ یکم ماہ ربیع الاول یا آخری تاریخ صفر ۴۹ھ مین پیش آیا۔

قطعہ تاریخ رحلت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ

انتہائے تمام بسم اللہ	آن دو حرف است سال رحلت شاہ یعنی بسم اللہ ۴۹ محصول ہوست ۱۲

ہاتفم گفت سال نقل امام	حیف آفاق ماند بے اسلام

اسوقت کے ہنگامۂ رنج وغم وگریہ وزاری اہل بیت کے خیال کرنیسے قلم سینہ چاک ہے صفحہ کاغذ پر قطرات اشک خونین روان ہین جناب امام حسین کی بیکسی اور تنہائی کیونکر بیان کیجاوے کہ دل وجگر شق ہواجاتا ہے۔ اُس مصیبت کے وقت کو یاد کرکے کیسا ہی مستقل مزاج کیون نہو ممکن نہین کہ اوسکی آنکھونسے آنسو روان ہون غرض اہلبیت کو جب رنج وغم سے کچھ سکون ہوا آپکی تجہیز وتکفین مین مصروف ہوے۔ امام حسینؓ حسب وصیت جناب صدیقہ کیخدمت مین تشریف لیگئے اور اجازت چاہی۔ ام المومنینؓ نے بخوشی خاطر اجازت دی مگر یہہ خبر مروان کو پہونچی اوسنے کہا۔ امام حسینؓ جھوٹے بھی ہو اور ام المومنین بھی جھوٹی ہین۔ واللہ امیر المومنین عثمانؓ تو وہان دفن نہ ہوسکے بلکہ عام مقبرہ مین بھی لوگون نے دفن نہ ہونے دیا اب حسنؓ کو حجرہ مین دفن کرنا چاہتے ہین؟ یہ کبھی نہوگا۔ مروان کی یہ زبان درازی سُنکر آپ غضبناک ہوے اور اپنے ہمراہیونکے ساتھ مسلح ہوکر لڑائی پر تیار ہوگیے۔ مروان کو بھی انکا لڑائی پر آمادہ ہونا معلوم ہوا وہ بھی ہتھیار لگاکر تیار ہوا شدہ شدہ یہ خبر منتشر ہوئی حضرت ابوہریرہؓ سنتے ہی بولے۔ بخدا یہ بڑا ظلم ہے کہ امام حسنؓ کو انکے باپ کے پاس دفن کرنیسے روکتے ہین۔ واللہ وہ بیشک جناب رسولخدا کے بیٹے ہین۔ پھر دوڑے ہوے امام حسینؓ کیخدمت مین آے۔ انکو آمادہ جنگ دیکھکر خدا کی قسم دلائی اور کہا۔ کیا تمہارے بھائی حسنؓ نے تمسے یہہ نہین کہا تھا کہ اگر خوف قتال ہو تو مجھکو مسلمانونکے مقبرہ مین دفن کردینا۔ ابوہریرہؓ بار بار سمجھاتے اور لڑائی سے روکتے تھے یہانتک کہ آپ انکے کہنے سے خیال جنگ سے باز آے۔

حضرت امام حسین۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس بن علیؓ نے آپکو غسل دیا اور جنازہ تیار ہوا تو بقیع مین لے گئے بنی امیہ مین سے صرف سعید بن العاص شریک تھے۔ یہ آج کل جناب معاویہؓ کی طرف سے حاکم مدینہ تھے۔ خالد بن ولید بن عقبہ نے بنی امیہ کو قسم دی کہ خدا کیواسطے مجھکو شرکت جنازہ سے نہ روکو۔ انکو بھی بنی امیہ نے آنے دیا سعید بن العاصؓ نے باجازت امام حسینؓ نماز جنازہ پڑہائی۔ آپ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس دفن ہوے اور بروایتے اپنی دادی کی مقبرہ مین بعضے کہتے ہین کہ آپ بقیع قبہ عباس مین مدفن ہوے ہین۔ اسی قبر مین امام زین العابدینؓ

امام محمد باقر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم مدفون ہین۔

آپنے سینتالیس حلے عمر کے طے کئے (حیٰوۃ الحیوان) آپکے سن مین اور بھی اقوال ہین سنہ وفات مین بھی اختلاف ہے۔ بروایت خمیس آپکی عمر سینتالیس سال کی تھی۔

جسوقت اوس خزینہ کمالات کو زیر زمین کر دیا محمد بن حنفیہ آپکی قبر پر کھڑی ہوے اور کہا۔ آپکی زندگی باعزت تھی موت بھی کیا اچھی ہوئی۔ کیا پاکیزہ روح ہی اوس جسم مطہر کی جسکو یہ کفن لپیٹا ہی۔ وہ کفن بھی کیا ذی قدر ہے جو ایسے باقدر جسم کو شامل ہی اور آپ ایسے کیون نہ ہوتے۔ آپ تو لقبیہ ہدایت تہی۔ اہل تقویٰ کے مبارک خلف تھے خاص اصحاب کسا مین اہل تقویٰ کے خلف رشید آپکے ناناجان جناب مصطفےٰ اور والد بزرگوار علی مرتضیٰ والدہ مکرمہ فاطمۃ الزہرا رضی چچا حضرت جعفر طیار ہین جو جنت مین اوڑتی پہرتے ہین۔ دست قدرت نے آپکو تقویٰ کی غذا دی لپستان ایمان کا دودہ پلایا۔ آغوش اسلام مین پرورش پائی سبحان اللہ۔ آپکی موت وحیات دونون خوب ہین افسوس ہمارے دل تو آپکے فراق پر خوش نہین مگر رضی مولیٰ مین لاچار ہین۔ اے ابو محمد۔ خدا آپ پر رحم فرمائے (زہر الآداب وسعودی) دوسری روایت مین یہہ ہی۔ اے ابو محمد۔ آپکی زندگی سے جسقدر ہمکو خوشی تھی اوسی درجہ اب غم فراق حزین وطول ہین۔ آپ ایسے کیون نہوتے۔ آپ خامس اہل کسا ہین۔ ابن محمد مصطفےٰ۔ ابن علی مرتضیٰ رضی ابن فاطمۃ الزہرا رضی ابن شجرہ طوبیٰ۔ پہر چند اشعار مرثیہ مین پڑہی جنکا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

ترجمہ۔ آہ کیا مین اپنے سر مین تیل ڈالون یا اپنی نشستگاہ نرم و پاکیزہ کرون اور تمہارے رخسار تو خاک آلودہ ہین اور تمسے دولت حیات لے لیگئی ہی۔ آہ۔ کیا مین آب خوشگوار شیرین نوش کرون اور تمہارے غم سے میرے دل مین آگ کے شعلے بھڑک رہی ہین جبتک کبوتر ایکہ (درختون کا جھنڈ۔ نام مقام) نوحہ وزاری مین مصروف ہے اور تا وقتیکہ درخت حجاز کی شاخین سبز ہین مین تمہارے غم فراق مین روتا رہونگا۔ افسوس۔ تم مسافر غریب الوطن ہو۔ حالانکہ اطراف حجاز تمکو محیط ہین۔ لاشک مٹی مین جو مدفون ہے وہ مسافر وبیچارہ ہے۔

ایک شخص کے تابعان علی مین سے دو شعر منقول ہین جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

اے دل صبر و استقلال کی امید کجا ایسی تسلی کہان ہے جو تیری سوزش غم کو جو وفات حضور سرورکائنات اور شہادت جناب علی و حسین اور جناب امام حسن رضی کے مسموم شہید ہونے سے ہے دفع کرسکے۔

مشہور ہی کہ امیر معاویہ کی سازش سے آپکو زہر دیا گیا۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہین اور یہہ جو بیان کیا جاتا ہی کہ آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث نے بہ سازش امیر معاویہ زہر دیا تھا یہ شیعون کی روایت ہے جسکی کوئی اصلیت کہین سے نہین پائی جاتی جناب معاویہ ان افترایات سے بالکل بری ہین۔ انتہی عقل و درایت بھی اس روایت کی تکذیب کرتی ہی کیونکہ امیر معاویہ کے زہر دلانیکی کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی جب انکو خلافت مل گئی اور ہر طرح متصرف و قابض ہوگئے پھر کیا وجہ تھی کہ ناحق ابن بال اخروی کو سر لیتے۔

مروی ہی کہ بعد شہادت امام حسن جعدہ نے یزید کے پاس کہلا بھیجا مین نے اپنا کام کرلیا اب آپ عہد وفا کیجئے یزید نے جواب دیا مین حسن کے پاس تیرے رہنے سے کب خوش تھا جو اب تجھکو بلا کر اپنے سر بیٹھالون۔ (صواعق محرقہ) وہی مثل ہوئی کہ دھوبی کا کتہ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

اولاد جناب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صفوۃ مین ہی کہ جناب امام حسن کی پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیان تہین۔ ابن الوزیع ابوبکر احمد کا قول ہی کہ آپکے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی اونکے نام یہ ہین عبداللہ۔ قاسم۔ حسن۔ زید۔ عمر و عبیداللہ۔ عبدالرحمن۔ احمد۔ اسمٰعیل حسین اثرم عقیل۔ لڑکی کا نام ام الحسن ہی۔ بروایت فخار عقیلی آپنے یہہ لڑکے چھوڑے حسن عبداللہ۔ عمرو۔ زید ابراہیم مختصر جامع مین ہی کہ آپکی اولاد یہہ ہے حسن۔ زید۔ عمر و حسین اثرم۔ طلحہ عبدالرحمن۔ قاسم۔ ابوبکر عبداللہ یہ تین کربلا مین شہید ہوے سلسلہ اولاد کا حسن بن حسن اور زید صرف انہین دو صاحبزادون سے باقی کا سلسلہ